صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

بدھ ۲۹ مئی ۱۹۹۱ء

(چار شنبہ ۱۴ ذیقعد ۱۴۱۱ھ)

جلد ۵ ۔ شمارہ ۱

سرکاری رپورٹ

مندرجات

بدھ 29 مئی 1991ء

صفحہ نمبر

تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ 3

صدر نشینوں کی جماعت کی تشکیل 5

وزیر خزانہ کی تقریر بابت ضمنی میزانیہ ۹۱۔۱۹۹۰ء 7

اجلاس کی طلبی کا فرمان

"ORDER"

No. Legis -1 (18) / 91/ 28 The 20th May, 1991

In exercise of the powers conferred by Article 109 of the constitution of the Islamic Republic of Pakistan, 1973, I, Mian Muhammad Azhar, Governor of the Punjab, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on Wednesday, the 29th May, 1991 at 4.00 p.m. in the Assembly Chambers, Lahore.

Dated LAHORE, THE
16th May, 1991.

MIAN MUHAMMAD AZHAR
"Governor of the Punjab"

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

بدھ وار مورخہ ۲۹ مئی ۱۹۹۱ء

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا پانچواں اجلاس

بدھ ۲۹ مئی ۱۹۹۱ء

(چہار شنبہ ۱۷ ذیقعد ۱۴۱۱ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں شام 4 بج کر 48 منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

سورۃ الصف آیت ۸ تا ۱۲

یہ چاہتے ہیں کہ خدا کے چراغ کی روشنی کو منہ سے (پھونک مار کر) بجھا دیں حالانکہ خدا اپنی روشنی کو پورا کر کے رہے گا خواہ کافر ناخوش ہی ہوں۔ وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اسے اور سب دینوں پر غالب کرے خواہ مشرکوں کو برا ہی لگے ۔ مومنو! میں تم کو ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں عذاب الیم سے مخلصی دے ۔ (وہ یہ کہ) خدا پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور خدا کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو۔ اگر سمجھو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تم کو باغہائے جنت میں جن میں نہریں بہ رہی ہیں اور پاکیزہ مکانات میں جو بہشت ہائے جاودانی میں (تیار) ہیں داخل کرے گا یہ بڑی کامیابی ہے ۔

وما علینا الا البلاغ ()

صدر نشینوں کی جماعت کی تشکیل

سیکریٹری اسمبلی - قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب کے قاعدہ نمبر 14 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے اجلاس ہذا کے لیے چار معزز اراکین پر مشتمل بحسب ترتیب و تقدیم صدر نشینوں کی جماعت تشکیل دی ہے۔

1- جناب ریاض احمد فتیانہ'
2- ڈاکٹر محمد شفیق چودھری'
3- جناب مظہر احمد قریشی'
4- جناب اقبال احمد خاں لنگڑیال'

قاضی علی حسن رضا - جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر - ہماری دو نو منتخب خواتین اراکین کا حلف ہے۔ اگر وہ تشریف لائی ہیں تو وہ حلف لے سکتی ہیں۔

(معزز خواتین اراکین ایوان میں موجود نہیں تھیں)

قاضی علی حسن رضا - جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ رولز آف پروسیجر کے رول (I) 12 ' اگر اجازت ہو تو میں پڑھ دوں؟

جناب سپیکر - جی آپ ارشاد فرمایئے! بغیر پڑھے ہی آپ بات کر سکتے ہیں۔

Qazi Ali Hassan Raza :

Rule . 12.(1)

In addition to the specific functions and powers provided by these rules, the Speaker shall take the Chair at every sitting of the Assembly at the hour to which the Assembly was adjourned at the last sitting or at the hour at which the Assembly has been summoned to meet.

جناب سپیکر! اس رول میں "Shall" کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اس کے مطابق جناب سپیکر! آپ کو ٹھیک چار بجے اپنی کرسی پر آ جانا چاہیے تھا۔ اگر کورم نہیں تھا تو دوبارہ گھنٹیاں بجائی جاتیں۔ اس میں آپ کی رولنگ چاہوں گا۔

جناب سپیکر - قاضی صاحب! ایک دفعہ نہیں میں کئی دفعہ اپنی رائے کا اظہار کر چکا ہوں۔ اور میں اس بات پر سٹینڈ کرتا ہوں کہ اس کے لیے ہماری جو روایات رہی ہیں' وہ یہی ہیں کہ جس وقت سپیکر یہ محسوس کرے کہ ہاؤس میں کورم ہوا چاہتا ہے یا کورم ہے تو اس وقت اسمبلی کی نشست کا آغاز کیا جائے۔ اگر اسمبلی میں ممبران موجود نہ ہوں اور سپیکر اکیلا آ کر کرسی سنبھال لے تو یہ بات کسی طرح بھی مناسب معلوم نہیں ہوتی۔ یہ پریکٹس کسی بھی صورت مستحسن بات نہیں ہے اور نہ یہ اسمبلی کے وقار کے مطابق ہے۔ اس لیے جو ہماری پریکٹس رہی ہے وہی بہتر طریقہ کار ہے جو اس ہاؤس میں اختیار کیا گیا ہے۔

جناب فرید احمد پراچہ - جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر گزشتہ اجلاس میں نشستوں کی ترتیب کے لیے آپ نے وعدہ فرمایا تھا کہ آئندہ اجلاس میں نشستوں کی ترتیب اردو حروف تہجی کے اعتبار سے کی جائے گی' جیسے اردو کی بالادستی آئی جے آئی کے منشور کا حصہ ہے قائد ایوان یہ بھی اعلان کر چکے ہیں کہ بجٹ بھی اردو میں پیش کیا جائے گا۔ اس کو ایوان میں بھی رائج کیا جائے اور نشستوں کی ترتیب اردو کے حروف تہجی کے اعتبار سے کی جائے۔

جناب سپیکر - یہ درست ہے۔ اس میں کبھی ہم انگریزی کے حروف تہجی کے اعتبار سے ترتیب دیتے ہیں اور کبھی چھ مہینے یا سال کے بعد اس میں تبدیلی کر دیتے ہیں تاکہ جو صاحبان پیچھے بیٹھنے والے ہیں وہ مستقل طور پر پیچھے نہ بیٹھے رہیں اور ان کو آگے جگہ مل جائے اور جو آگے بیٹھنے والے ہیں وہ کچھ عرصہ کے لیے پیچھے بیٹھ جائیں تو انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس کے مطابق تبدیلی کرتے رہیں گے۔ جی جناب لا منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور - جناب سپیکر! اس سے پہلے کہ جناب والا' وزیر خزانہ کو ضمنی بجٹ پیش کرنے کا حکم دیں ہمارے اس ایوان کے ایک معزز رکن جناب واجد علی خان کے والد صاحب چودھری وزیر محمد خان زیلدار گزشتہ دنوں اس دار فانی سے رحلت فرما گئے تھے۔ میری گزارش یہ ہے کہ ہمارا یہ ایوان اپنے بھائی کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ ان کے لیے دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب فرید احمد پراچہ - بنگلہ دیش کے متاثرین کے لیے بھی دعائے مغفرت کی جائے۔

(دعائے مغفرت کی گئی)

جناب سپیکر - جناب وزیر خزانہ ضمنی بجٹ بابت سال 91-1990ء پیش کریں گے۔

وزیر خزانہ کی تقریر بابت ضمنی میزانیہ 91-1990ء

وزیر خزانہ - بسم اللہ الرحمٰن الرحیم○ جناب سپیکر! میں آج مالی سال 91-1990 کا ضمنی بجٹ اس معزز ایوان کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں جس میں مطالبات زر شامل ہیں جو سال رواں کے دوران اشد ضروری پائے گئے۔ صوبے کی مالی صورت حال کا جائزہ میں اپنی 4 جون 1991ء کی تقریر میں 92-1991ء کا سالانہ بجٹ پیش کرتے وقت پیش کروں گا۔

2) جناب والا۔ ضمنی بجٹ کا مجموعی حجم چھ ارب 44 لاکھ 95 ہزار 450 روپے ہے جس میں پانچ ارب 73 کروڑ 20 لاکھ 99 ہزار 30 روپے مالیت کے 37 مطالبات زر اور 71 کروڑ 53 لاکھ 96 ہزار 420 روپے کے غیر تصویتی اخراجات (Charged Expenditure) شامل ہیں۔ پانچ مطالبات زر علامتی ہیں۔ جن میں سے ہر ایک کی مالیت صرف 10 روپے ہے۔ علامتی مطالبات ایسی نئی سکیموں کے لیے پیش کئے جاتے ہیں جن کے اخراجات ایوان سے منظور شدہ گرانٹوں میں بجٹ سے پورے کئے جاتے ہیں۔ مطالبات زر کی تفصیلات ضمنی بجٹ کے گوشوارے میں پیش کر دی گئی ہیں۔ یہاں میں صرف بڑے بڑے مطالبات زر کا مختصر ذکر کروں گا۔

3- جناب سپیکر! 644 کروڑ 75 لاکھ روپے کا ضمنی بجٹ بظاہر بہت بڑا دکھائی دیتا ہے لیکن حقیقت میں صورت حال ایسی پریشان کن نہیں ہے۔ دوران سال صوبے کے مالی حالات میں رونما ہونے والی چند اہم تبدیلیوں کا مختصر جائزہ اس بات کی وضاحت کر دے گا۔ ضمنی بجٹ میں شامل مطالبات زر میں 318 کروڑ 40 لاکھ روپے کی رقوم مختلف ترقیاتی سکیموں کے لیے ہیں۔ یہ تمام کے تمام اخراجات خصوصی ترقیاتی پروگرام (Special Development Programme) پیپلز ورکس پروگرام اور بیرونی امداد سے چلنے والے منصوبوں کے سلسلہ میں وفاقی حکومت سے وصول شدہ اضافی گرانٹس میں سے برداشت کئے جائیں گے یا اس ایوان سے منظور شدہ بجٹ گرانٹس میں بچت سے

پورے ہوں گے۔ اور ان کی وجہ سے صوبائی خزانہ پر کسی قسم کا اضافی بوجھ نہیں پڑے گا۔ اسی طرح غیر ترقیاتی اخراجات کی مدوں میں سرکاری ملازموں کی تنخواہوں وغیرہ میں اضافے کے لیے مجموعی طور پر 218 کروڑ 12 لاکھ روپے کی رقم شامل ہے۔ یہ خرچ وفاقی حکومت کی طرف سے جاری کردہ احکامات کی وجہ سے ناگزیر تھا اور اس کا بیشتر حصہ خصوصی وفاقی گرانٹ سے پورا ہو رہا ہے۔ علاوہ ازیں 69 کروڑ 35 لاکھ روپے کی غیر تصویبی (Charged) رقوم سود اور قرضوں کی اصل رقم کی واپسی کے متعلق ہیں۔ ان میں زیادہ تر سٹیٹ بینک سے وقتاً" فوقتاً" لئے گئے عارضی قرضہ اور صوبائی حکومت کو منتقل کئے گئے نئے سکارپ ٹیوب ویلز کے متعلق قرضہ پر سود اور دوران سال وفاقی حکومت سے چھوٹے کاشتکاروں کو کیڑے مار دواؤں' کپاس کے بیج اور سپریئرز (Sprayers) کی خرید کے سلسلے میں قرضے دینے کے لیے حاصل کردہ دس کروڑ روپے کے بلا سود عارضی قرضہ کی واپسی شامل ہیں۔ اس طرح 644 کروڑ 75 لاکھ روپے کے مجموعی ضمنی بجٹ میں 605 کروڑ 87 لاکھ روپے کے مطالبات زر اور غیر تصویبی اخراجات ایسے ہیں جو دوران سال اضافی آمدنی سے برداشت ہوں گے یا منظور شدہ گرانٹس میں بچت سے پورے ہوں گے یا دوران سال پیش آمدہ تبدیلیوں کی وجہ سے ویسے ہی ناگزیر تھے۔ ان مطالبات اور رقوم کو چھوڑ کر صرف 38 کروڑ 88 لاکھ روپے کے اضافی اخراجات کی منظوری کی ضرورت ہے۔ یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ آپ کی حکومت نے دوران سال ہر قسم کے اخراجات پر کڑی نظر رکھی اور اضافی اخراجات کی منظوری صرف اشد ضرورت اور ناگزیر حالات کی صورت میں دی۔

4- مطالبہ "33 - انتظامی امور" (General Administration) کے تحت مجموعی طور پر تقریباً 19 کروڑ 30 لاکھ روپے کی اضافی رقم درکار ہے۔ جس میں 5 کروڑ 63 لاکھ روپے تنخواہوں میں اضافہ کے لیے' 3 کروڑ 50 لاکھ روپے والٹن میں یادگار شہداء کے لیے زمین کی خرید کے لیے' 2 کروڑ 41 لاکھ روپے عام انتخاب کے لیے' 3 کروڑ 49 لاکھ روپے محکمہ سروسز و انتظامی امور کے ٹرانسپورٹ پول کے لیے گاڑیوں اور دیگر اشیاء کی خرید کے لیے' ایک کروڑ 29 لاکھ روپے گاڑیوں کی مرمت پٹرول سفر خرچ ٹیلی فون اور بجلی وغیرہ کے اخراجات کے لیے 60 لاکھ روپے وزیراعلیٰ اور دیگر وزراء کی صوابدیدی گرانٹس کے لیے شامل ہیں۔ اس مد میں 72 لاکھ 32 ہزار 380 روپے کے غیر تصویبی اخراجات کے علاوہ تمام ضروریات منظور شدہ گرانٹ میں بچت سے پوری کی جائیں

گی اس لیے صرف 10 روپے کا علامتی مطالبہ زر پیش کیا جا رہا ہے۔

5- مطالبہ "9 - انہار (مرمت و دیکھ بھال)" کے تحت 24 کروڑ 70 لاکھ 74 ہزار 610 روپے کا مطالبہ زر پیش کیا جا رہا ہے۔ جس میں تقریباً " 18 کروڑ روپے تنخواہوں میں اضافہ کے لیے اور 6 کروڑ 50 لاکھ روپے دریاؤں کے کٹاؤ سے بچاؤ کے لیے ہنگامی مرمتوں (Emergency-Works) کے شامل ہیں۔

6- مطالبہ "10- عدل گستری" (Administration of Justice) کے تحت مجموعی طور پر 3 کروڑ 70 لاکھ روپے کی اضافی رقم درکار ہے۔ جس میں ایک کروڑ 24 لاکھ روپے کے غیر تصویبی اخراجات شامل ہیں۔ لہٰذا 2 کروڑ 45 لاکھ 65 ہزار 870 روپے کا مطالبہ زر پیش کیا جا رہا ہے۔ اس مد کے اہم اضافی اخراجات میں تنخواہوں میں اضافے کے لیے تقریباً 3 کروڑ 42 لاکھ روپے' ہائی کورٹ کے جج صاحبان کے لیے کاروں کی خرید کے لیے 60 لاکھ 50 ہزار روپے اور سیشن جج صاحبان کے ڈرائیوروں کی 30 آسامیوں کے لیے 17 لاکھ روپے شامل ہیں۔

7- مطالبہ "12 - پولیس" کے تحت 34 کروڑ 96 لاکھ 91 ہزار 380 روپے کا مطالبہ زر میں تنخواہ میں اضافہ کے 28 کروڑ 19 لاکھ 10 ہزار روپے کے علاوہ' 6 کروڑ 2 لاکھ 70 ہزار 870 روپے عام انتخاب میں امن و امان قائم رکھنے کے لیے' 34 لاکھ 73 ہزار 320 روپے بلوچ لیویز میں توسیع کے لیے' 8 لاکھ 70 ہزار روپے جیپ گاڑیوں کی خرید کے لیے اور 13 لاکھ 99 ہزار 800 روپے پاکپتن اور نارووال کے نئے اضلاع میں مہتمم پولیس کے دفاتر قائم کرنے کے لیے شامل ہیں۔

8- مطالبہ "14 - تعلیم" کے تحت کل اضافی اخراجات کا اندازہ ایک ارب 28 کروڑ 54 لاکھ 8 ہزار 950 روپے ہے۔ ایک ارب 15 کروڑ 13 لاکھ 83 ہزار 210 روپے کی رقم صرف تنخواہوں میں اضافہ کی وجہ سے درکار ہے۔ علاوہ ازیں 10 کروڑ روپے پنجاب ٹیچرز فاؤنڈیشن کے لیے' ایک کروڑ روپے ڈویژنل پبلک سکول سرگودھا کو خصوصی گرانٹ کے لیے' 20 لاکھ روپے سیرت سٹڈی سنٹر سیالکوٹ' 50 لاکھ روپے گورنمنٹ کالج لاہور' 36 لاکھ روپے پنجاب یونیورسٹی کے لئے کتابوں کی خرید' 6 لاکھ روپے انجینئرنگ یونیورسٹی اور 10 لاکھ روپے امامیہ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر علامہ اقبال ٹاؤن کو گرانٹس دینے کے لیے' 8 لاکھ 380 روپے پاکپتن میں نئے ضلعی ہیڈ کوارٹر کے لیے اور 6

لاکھ 6 ہزار 320 روپے ٹوبہ ٹیک سنگھ اور اٹک کے مقامات پر گونگے بہرے بچوں کے سکول کھولنے کے لیے شامل ہیں۔ اس مد میں ایک ارب 28 کروڑ 54 لاکھ 8 ہزار 950 روپے کی اضافی ضرورت میں سے 8 کروڑ 94 لاکھ 11 ہزار 800 روپے کی رقم منظور شدہ گرانٹ میں بچت سے پوری ہو گی۔ لہٰذا ایک ارب 19 کروڑ 59 لاکھ 97 ہزار 150 روپے کا مطالبہ زر پیش کیا جا رہا ہے۔

9- مطالبہ "15 - صحت" کے تحت 9 کروڑ 81 لاکھ روپے کا مطالبہ زر پیش کیاجا رہا ہے۔ اس میں سے 6 کروڑ 49 لاکھ 24 ہزار روپے تنخواہوں میں اضافہ کے لیے درکار ہیں۔ جبکہ میو ہسپتال' علامہ اقبال میڈیکل کالج اور سروسز ہسپتال کے لیے بالترتیب ایک کروڑ 18 لاکھ روپے' 48 لاکھ روپے اور 50 لاکھ روپے بطوراضافی اخراجات اور 50 لاکھ روپے بسلسلہ گرانٹ الشفاء ٹرسٹ ہسپتال راولپنڈی شامل ہیں۔

10- مطالبہ "21 - متفرق محکمہ جات" کے تحت تنخواہوں میں اضافہ کی 2 کروڑ 33 لاکھ 38 ہزار 630 روپے کی رقم درکار ہے۔ اس کے علاوہ ٹورازم ڈویلپمنٹ کارپوریشن پنجاب کو گرانٹ دینے کے لیے 2 کروڑ 50 لاکھ روپے' محکمہ تعلقات عامہ کے لیے اشتہارات' گاڑیوں کی خرید و مرمت وغیرہ کے واجب الادا بلوں کی ادائیگی کے لیے 68 لاکھ 82 ہزار روپے' اسی محکمہ کی ناکارہ گاڑیوں کی تبدیلی کے لیے 16 لاکھ 15 ہزار روپے' ڈائریکٹر پروٹوکول کے دفتر کے لیے گاڑیوں کی خرید کے لیے 12 لاکھ 85 ہزار روپے' تکمیل شدہ ترقیاتی منصوبوں کی غیر ترقیاتی بجٹ میں منتقلی کے لیے 7 لاکھ 49 ہزار 410 روپے شامل ہیں۔ اس مد میں دیگر چھوٹی چھوٹی رقوم ملا کر کل 6 کروڑ 37 لاکھ 10 ہزار 650 روپے کے اضافی اخراجات کی ضرورت ہے۔ ان میں سے ایک کروڑ 21 لاکھ 70 ہزار 960 روپے کی رقم منظور شدہ گرانٹ میں بجٹ سے پوری ہو جائے گی۔ بقیہ 5 کروڑ 15 لاکھ 39 ہزار 690 روپے کا مطالبہ زر پیش کیا جا رہا ہے۔

11- مطالبہ "22 - تعمیرات عامہ" (Civil Works) کے تحت کل 9 کروڑ 34 لاکھ 23 ہزار 900 روپے کے اضافی اخراجات کی ضرورت ہے جن میں زیادہ اہمیت کے حامل 3 کروڑ 65 لاکھ 39 ہزار 450 روپے تنخواہوں کا اضافہ اور 4 کروڑ 70 لاکھ 18 ہزار 470 روپے عمارات کی دیکھ بھال (Maintenance and Repairs) کے منظور شدہ پیمانہ (Yardstick) کے مطابق رقم مطلوبہ

مجموعی رقم میں سے 71 ہزار 920 روپے منظور شدہ گرانٹ میں بچت سے نکل آئیں گے۔ اور 9 کروڑ 33 لاکھ 51 ہزار 980 روپے کا مطالبہ زر پیش کیا جا رہا ہے۔

12- مطالبہ "25 - ریلیف" کے تحت 6 کروڑ 98 لاکھ 91 ہزار 750 روپے درکار ہیں۔ جن میں ایک کروڑ روپے مصیبت زدگان زلزلہ ایران کی امداد کے لیے' 4 کروڑ روپے سندھ ریلیف فنڈ کے لیے' اور ایک کروڑ روپے متاثرین زلزلہ شمال مغربی سرحدی صوبہ کے لیے شامل ہیں۔ ان میں سے 3 لاکھ 71 ہزار 300 روپے منظور شدہ گرانٹ میں بچت سے پورے ہوں گے اور 6 کروڑ 95 لاکھ 20 ہزار 450 روپے کا مطالبہ زر پیش کیا جا رہا ہے۔

13- مطالبہ "27 - متفرق" کے تحت تنخواہوں میں اضافہ کے لیے 3 کروڑ 83 لاکھ 4 ہزار 850 روپے کی ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ بلدیاتی اداروں کے انتخابات کی تیاری کے سلسلہ میں ایک کروڑ 32 لاکھ 92 ہزار 500 روپے کے خرچ کا اندازہ ہے' ایک کروڑ 56 لاکھ روپے کی گرانٹ پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن کے ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ کے لیے دی گئی ہے۔ مختلف تعلیمی و دینی اداروں' لائبریریوں اور کھیلوں کے اداروں کو مجموعی طور پر 52 لاکھ 68 ہزار روپے کی گرانٹس' مختلف بار ایسوسی ایشن کو مجموعی طور پر ساڑھے 22 لاکھ روپے کی گرانٹس' بموں کے دھماکوں اور فسادات میں ہلاک ہونے والوں کے ورثاء جائیداد کے نقصان اور زخمیوں کو معاوضہ کے لیے مجموعی طور پر 94 لاکھ 48 ہزار 660 روپے کی رقم' حضرت لال شہباز قلندر کے مزار پر مسافر خانہ کی تعمیر اور حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی اور حضرت سچل سرمست کے مزارات کی مرمت کے لیے دس' دس لاکھ روپے کی گرانٹ' سات مرلہ سکیم کی اسناد کی چھپائی کے لیے 50 لاکھ روپے اور دیگر افراد اور اداروں کو دی گئی مختلف قسم کی امدادی رقوم شامل کر کے مطالبہ <27- متفرق" میں مجموعی طور پر 10 کروڑ 30 لاکھ 63 ہزار 820 روپے کے اضافی اخراجات کی ضرورت ہے جس کے لیے مطالبہ زر پیش کیا جا رہا ہے۔

14- مطالبہ "30 - محکمہ انہار" کے تحت مجموعی طور پر 79 کروڑ 57 لاکھ 18 ہزار 200 روپے کے اضافی اخراجات کی ضرورت ہے۔ اس میں سے 2 کروڑ 8 لاکھ 64 ہزار روپے کی رقم منظور شدہ گرانٹ میں بچت سے پوری کی جائے گی اور 77 کروڑ 48 لاکھ 54 ہزار 200 روپے کا مطالبہ

زر پیش کیا جا رہا ہے۔ یہ سب اخراجات خصوصی ترقیاتی پروگرام' پیپلز ورکس پروگرام اور بیرونی امداد سے چلنے والے منصوبوں کے سلسلہ میں وفاقی حکومت سے وصول شدہ اضافی گرانٹس یا منظور شدہ بجٹ گرانٹ میں بچت سے پورے ہوں گے۔ اس مطالبہ زر میں شامل اہم منصوبے یہ ہیں :-

دیہات میں بجلی کی فراہمی جس کے لیے واپڈا کو 35 کروڑ 21 لاکھ 47 ہزار 500 روپے کی رقم پیشگی ادا کر دی گئی ہے' 26 کروڑ 14 لاکھ 90 ہزار روپے لاگت کے سیلاب کی روک تھام اور نکاسی آب (Drinage) کے منصوبے' 15 کروڑ 74 لاکھ 33 ہزار 700 روپے کے سمال ڈیمز (Small Dams) اور ایک کروڑ 77 لاکھ روپے سے کلور کوٹ شہر کو دریائے سندھ کے کٹاؤں سے بچانے کا منصوبہ۔

15- مطالبہ "31 - زرعی ترقی و تحقیق" کے تحت 5 کروڑ 89 لاکھ 92 ہزار 840 روپے کی اضافی رقم کی ضرورت ہے۔ اس میں سے منظور شدہ گرانٹ میں بچت کے 87 لاکھ 33 ہزار 330 روپے نکال کر' 5 کروڑ 2 لاکھ 89 ہزار 510 روپے کا مطالبہ زر پیش کیا جا رہا ہے۔ اس مطالبہ کا بیشتر حصہ' یعنی 4 کروڑ 96 لاکھ 88 ہزار 600 روپے' بارانی علاقے کے ترقیاتی منصوبہ نمبر II کے تحت گاڑیاں' مشینری' فرنیچر اور دیگر سازو سامان خریدنے کے لیے ہے۔

16- مطالبہ "32 - قرضہ جات" میں ترقیاتی اور غیر ترقیاتی قرضہ جات شامل ہیں۔ غیر ترقیاتی قرضہ جات میں ایک کروڑ 6 لاکھ 40 ہزار روپے' پنجاب روڈ کارپوریشن کے ملازمین کو 100 روپے ماہانہ الاؤنس اور 700 بسوں کے بیمہ کی ادائیگی کے لیئے ہے اور 5 کروڑ 48 لاکھ روپے پنجاب ٹورزم ڈویلپمنٹ کارپوریشن کو عارضی قرضہ کے طور پر دیئے گئے ہیں۔ ترقیاتی قرضوں میں میونسپل کمیٹی چکوال کی واٹر سپلائی سکیم کے پہلے مرحلہ (Phase I) کے لیئے 2 کروڑ روپے کا قرضہ شامل ہے۔ اس طرح اس مطالبہ کے تحت مجموعی طور پر 8 کروڑ 54 لاکھ 40 ہزار روپے کا مطالبہ زر پیش کیا جا رہا ہے۔

17- مطالبہ "29 - ڈویلپمنٹ" کے تحت اضافی اخراجات کی کل رقم تین ارب 91 کروڑ 30 لاکھ 59 ہزار 600 روپے بنتی ہے۔ اس میں سے ایک ارب 57 کروڑ 42 لاکھ 24 ہزار روپے منظور شدہ گرانٹ میں بجٹ سے پورے کئے جائیں گے اور 2 ارب 33 کروڑ 88 لاکھ 35 ہزار 600 روپے

کا مطالبہ زر پیش کیا جا رہا ہے۔ انفرادی طور پر یہ سب سے بڑا مطالبہ زر ہے لیکن جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا ہے یہ اضافی خراجات خصوصی ترقیاتی پروگرام' پیپلز ورکس پروگرام اور بیرونی امداد سے چلنے والے منصوبوں کے سلسلہ میں وفاقی حکومت سے وصول شدہ اضافی گرانٹس یا اس ایوان سے منظور شدہ بجٹ گرانٹس میں بچت سے پورے کئے جائیں گے اور ان کی وجہ سے صوبائی خزانہ پر اضافی بوجھ نہیں پڑے گا۔ جن بہت سارے منصوبوں پر یہ اضافی خرچ ہو گا ان کی تفصیل ضمنی بجٹ کے گوشوارہ میں بیان کر دی گئی ہے۔

18- دیگر متفرق مدات میں جو رقوم طلب کی گئی ہیں ان کی تفصیل ضمنی بجٹ کے گوشوارہ میں موجود ہے۔

19- جناب والا! اب میں مالی سال 91-1990ء کا ضمنی بجٹ پیش کرتا ہوں۔

(پاکستان پائندہ باد)

جناب سپیکر - ضمنی بجٹ پیش کر دیا گیا ہے۔ اب اجلاس ہفتے کو چار بجے تک کے لئے ملتوی ہوتا ہے۔

(اس مرحلے پر اجلاس کی کارروائی ہفتہ یکم جون 1991ء چار بجے شام تک کے لئے ملتوی کر دی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا پانچواں اجلاس

ہفتہ یکم جون ۱۹۹۱ء

(بتاریخ شنبہ ۱۷ ذیقعد ۱۴۱۱ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں شام 4 بج کر 48 منٹ پر منعقد ہوا۔
جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔
تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ
وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ
هِيَ اَحْسَنُ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ
سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ○

سورۃ النحل ۱۶ پارہ ۱۴

اے پیغمبر لوگوں کو دانش اور نیک نصیحت سے اپنے پروردگار کے رستے کی طرف بلاؤ اور بہت ہی اچھے طریقے سے ان سے بحث کرو جو اس کے رستے سے بھٹک گیا۔ تمہارا پروردگار اسے بھی خوب جانتا ہے۔

وما علینا الا البلاغ

خواتین ارکان اسمبلی کا حلف

مسٹر سپیکر: ہماری دو معزز خواتین رکن اسمبلی جو نئی منتخب ہوئی ہیں ان میں سے ایک تشریف لائی ہیں سب سے پہلے ان کا حلف ہو گا۔

(اس مرحلہ پر محترمہ سمیرا ربانی کھر نے حلف اٹھایا)

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب والا! ہمارے ہاؤس کی پریکٹس بن گئی ہے اور آج بھی اجلاس 45 منٹ تاخیر سے شروع ہوا ہے۔ موسم گرما بھی شروع ہو گیا ہے کافی گرمی ہوتی ہے اس لئے اجلاس چار بجے کی بجائے چھ بجے رکھ لیا جائے تاکہ ہمارے معزز اراکین وقت پر آسکیں اور اجلاس کی کارروائی اچھے طریقے سے اور عین وقت پر شروع کی جائے۔ اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اس کا وقت چھ بجے کیا جائے۔

جناب سپیکر: ایوان کو اس سے اتفاق ہے کہ اجلاس کی کارروائی چھ بجے کی جائے؟

ہفتے کو بعد دوپہر چار بجے کی بجائے اجلاس کی کارروائی پانچ بجے یا چھ بجے شروع کی جائے۔ اگر پانچ بجے شام کا وقت رکھیں گے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اجلاس دس بجے رات ختم ہو گا اور اگر چھ بجے شام کا وقت رکھیں گے تو گیارہ بجے رات ختم ہو گا۔ اس میں پھر آپ یہ بھی دیکھ لیں کہ آپ نے کھانے پر بھی جانا ہے کارروائی میں کون حصہ لے گا؟ میرے خیال میں یہ بہتر ہے کہ اجلاس کی کارروائی چار بجے سہ پہر شروع ہو اور نو بجے رات ختم ہو جائے۔

وزیر امداد باہمی (الحاج رانا پھول محمد خان): جناب والا! ان کا مقصد یہ ہے کہ ہفتے کا اجلاس پانچ یا چھ بجے رکھیں۔ میرا یہ خیال ہے کہ اگر اجلاس کا وقت پانچ بجے رکھ دیں تو زیادہ بہتر ہے ویسے جیسے ہاؤس کی مرضی۔

آوازیں: چار بجے کا وقت ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: یہ بات تو طے ہے کہ چھٹی کے بعد اجلاس چاہے ہفتے کو ہو یا اتوار کو ہو وہ تو بعد دوپہر کا اجلاس ہو گا اور آپ میں سے اکثریت کی یہ رائے ہے کہ وہ چار بجے سہ پہر ہو گا۔ ہفتہ کے علاوہ باقی ایام میں اجلاس صبح کو ہونا چاہئے یا شام کو ہونا چاہئے اس بارے میں آپ کی رائے لینا چاہتا ہوں۔ اس میں میں نے یہ دیکھا ہے کہ صبح کے اجلاس کے کیا فائدے ہیں اور کیا نقصانات ہیں اور یہ

بات ممبران کے نقطہ نظر سے دیکھی ہے۔ میرے لئے تو کوئی مسئلہ نہیں صبح بھی ایسے ہے اور شام بھی ایسے ہی ہے۔ لیکن ممبران کے لئے یہ بات ہے کہ اگر شام کا اجلاس ہوتا ہے تو پہلے وقت میں جو لوگ آپ کو ملنے آتے ہیں ان کے لئے وزراء کے دفتروں میں اور سیکرٹریوں کے دفتروں میں چکر لگا کر ان کے کام کاج کروا کر دو ڈھائی بجے تک آپ ان کو فارغ کر دیتے ہیں اور پچھلے ٹائم تسلی سے آپ اجلاس میں شامل ہوتے ہیں۔ اگر پہلے ٹائم اجلاس ہو تو پھر یہ ہوتا ہے کہ آپ اجلاس کی کارروائی میں دلچسپی کم لیتے ہیں اور درخواستیں لے کر وزراء کی سیٹوں کے اردگرد چکر لگاتے رہتے ہیں جس سے ایوان کا تقدس مجروح ہوتا ہے۔ میں نے پچھلے اجلاس میں دیکھا ہے کہ شام کا اجلاس کرنے سے ہاؤس کے معاملات نہایت عمدہ طریقے سے چلے ہیں اور آپ کو وزراء صاحبان کی سیٹوں کے چکر لگانے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ اس لئے شام کا اجلاس ممبران کے نقطہ نظر سے بہتر ہے۔

وزیر محنت: جناب والا! صبح کا اجلاس ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: وزراء کے نقطہ نظر سے راجہ خالد صاحب کے نقطہ نظر سے صبح بہتر ہے اب ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔

میاں محمود الرشید: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرنا چاہتا ہوں کہ قواعد کو معطل کر کے اور معمول کی کارروائی کو روک کر شریعت بل کے پاس ہونے پر ہمیں ممبران پنجاب اسمبلی' وزیراعظم پاکستان' اراکین سینٹ' اراکین قومی اسمبلی اور دیگر دینی و سیاسی قائدین کو جنہوں نے شریعت بل کے پاس ہونے پر بنیادی کردار ادا کیا انہیں خراج تحسین پیش کرنا چاہئے اور فی الواقع اگر دیکھا جائے تو پنجاب اسمبلی پہلے بھی اس بارے میں دو قراردادیں پاس کر چکی ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! میرے پاس پہلے بھی کچھ قراردادیں آئی ہوئی ہیں اور بھی کچھ دوستوں کی طرف سے قراردادیں آئی ہیں۔ پہلے تحاریک استحقاق کو لے لیں اس کے بعد ہاؤس کی رضامندی سے اگر ہاؤس چاہے گا تو اسے Take up کر لیں گے۔ کیونکہ Out of the way لینا پڑے گا۔ وزیر قانون کی طرف سے بھی قرارداد آئی ہے۔

میاں شہباز احمد: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میاں شہباز احمد پوائنٹ آف آرڈر یہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں شہباز احمد: جناب والا! اس سے قبل کہ آج اسمبلی کی کارروائی شروع کریں کل نوشہرہ

صوبہ سرحد میں جو واقعہ رونما ہوا ہے جس سے ہزاروں بے گناہ لوگ شہید ہوئے ہیں اور جانی و مالی نقصان ہوا ہے۔ ان کے لئے فاتحہ خوانی کی جائے۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس سلسلہ میں میں نے جناب والا سے جناب کے چیمبر میں بھی بات کی تھی۔ اہمیت عامہ کے حامل چار قراردادیں ہم لکھ کر اسمبلی سیکرٹریٹ کو بھیج چکے ہیں۔ جو کہ جناب والا کے حکم سے تحریک استحقاق کے فوراً بعد ایوان کی رائے سے رولز کو معطل کر کے Take up کی جا سکتی ہیں۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! میرے خیال میں یہ جو تعزیتی قرارداد ہے اس کو تحریک استحقاق سے پہلے لایا جائے۔ میاں شہباز احمد آپ کی طرف سے بھیجے گئے قرارداد کی ایک کاپی مجھے بھیجی جائے۔ وزیر قانون گورنمنٹ کی طرف سے یہ قرارداد لائے ہیں۔ وہ اس کو پیش کرنا چاہتے ہیں۔ آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں ہے۔

میاں شہباز احمد: جی ہاں! وہ اس میں شامل ہو جائے گی۔ میاں منظور احمد موھل پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں منظور احمد موھل: جب سپیکر صاحب بول رہے ہوں تو کیا کوئی منسٹر یا کوئی ممبر سیٹ پر بیٹھے بیٹھے آپ سے مخاطب ہو کر بات کر سکتا ہے؟

نوشہرہ میں اسلحہ ڈپو میں دھماکہ و آتشزدگی کے المناک واقعہ میں ہلاک ہونے والے افراد کے لئے دعائے مغفرت اور فاتحہ خوانی

جناب سپیکر: جی نہیں کر سکتا۔ تو یہ قرارداد سردار نصراللہ خان دریشک صاحب کی طرف سے ہے جس میں میاں شہباز صاحب کی قرارداد بھی شامل ہو جائے گی۔ سردار صاحب یہ تعزیتی قرارداد پیش کریں۔

وزیر قانون پارلیمانی امور: پہلے رولز کو معطل کر دیں۔

جناب سپیکر: رولز کو معطل کیا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! یہ ایوان "نوشہرہ میں اسلحہ ڈپو میں دھماکہ و آتشزدگی کے المناک واقعہ پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔ ان خاندانوں سے جن کا اس واقعہ سے جانی و مالی نقصان ہوا ہے اظہار ہمدردی کرتا ہے اور ان کے دکھ میں برابر کا شریک ہے اور امید کرتا ہے کہ وفاقی حکومت اور صوبہ سرحد کی حکومت اس سانحہ کے نتیجہ میں ہونے والے نقصان کی تلافی کے لئے معقول امداد فراہم کرے گی۔ اس سلسلے میں حکومت پنجاب اپنے محدود وسائل کے باوجود دامے درمے سخنے متاثرہ خاندانوں کے لئے ہر قسم کی امداد فراہم کرنے کے لئے اپنی خدمات صوبہ سرحد کے وزیراعلیٰ اور ان کے عوام کو پیش کرتی ہے۔"

اس کے ساتھ ہی جناب والا! جب آپ اسے پڑھ لیں گے تو اس سانحہ میں جو قیمتی جانیں ضائع ہوئی ہیں ان کے لئے دعائے مغفرت بھی کی جائے۔

جناب سپیکر: یہ ایوان نوشہرہ میں اسلحہ ڈپو میں دھماکہ و آتشزدگی کے المناک واقعہ پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔ ان خاندانوں سے جن کا اس واقعہ سے جانی و مالی نقصان ہوا ہے' اظہار ہمدردی کرتا ہے اور ان کے دکھ میں برابر کا شریک ہے اور امید کرتا ہے کہ وفاقی حکومت اور صوبہ سرحد کی حکومت اس سانحہ کے نتیجے میں ہونے والے نقصان کی تلافی کے لئے معقول امداد فراہم کرے گی۔ اس سلسلہ میں حکومت پنجاب اپنے محدود وسائل کے باوجود دامے درمے سخنے اپنی خدمات صوبہ سرحد کے وزیراعلیٰ اور ان کے عوام کو پیش کرتی ہے۔

اس کے ساتھ ہی اس سانحہ کے نتیجے میں جو لوگ وہاں شہید ہوئے ہیں ان کی ارواح کو ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کی جائے۔

(فاتحہ خوانی کی گئی)

مسئلہ استحقاقات

جناب سپیکر: اب تحاریک استحقاق کو Take up کرتے ہیں۔ یہ پہلی تحریک استحقاق سیٹھ سورتا رام ملک نعیم الدین خالد چودھری نذر محمد ووگل' جناب پیٹر گل اور جناب محمد سبطین خان کی طرف سے ہے۔ یہ تحریک استحقاق پی سی ایس افسران کے حقوق کے بارے میں ہے۔ یہ معاملہ پہلے یہاں پنجاب اسمبلی میں پیش ہوا تھا۔ اس سلسلے میں جو اقدامات کئے گئے ہیں ان پر اس تحریک استحقاق کے ذریعے عدم اطمینان کا اظہار کیا گیا ہے۔ اس تحریک استحقاق کو کون صاحب پیش کریں گے؟ یا پیٹر گل صاحب

پیش کریں گے۔ اس میں ایک جیسی اور تحریک استحقاق بھی ہے جو نمبر 2 پر ہے۔ اس میں بھی یہی صاحبان شامل ہیں جس میں ڈاکٹر سید خاور علی شاہ بھی شامل ہیں۔ تو یہ اکٹھی Take up ہوں گی اور پیٹر گل اس کو پیش کریں گے۔

پی سی ایس افسران کے متعلق مجلس خصوصی کی سفارشات پر عملدرآمد نہ کرنے سے اراکین صوبائی اسمبلی کے فیصلے کی توہین

جناب پیٹر گل: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ صوبہ کے پی سی ایس افسران کی ناگفتہ بہ حالت ملازمت کے پیش نظر پنجاب اسمبلی نے گیارہ ارکان اسمبلی پر مشتمل ایک مجلس خصوصی کی سفارشات کو متفقہ طور پر 26 دسمبر 1986ء کو منظور کیا اور یہ سفارشات حکومت پنجاب کو عملدرآمد کے لئے ارسال کی تھیں۔ ان سفارشات پر عملدرآمد سے یقیناً پی سی ایس افسران کے حالات ملازمت میں بہتری و اصلاح ہونا تھی۔ مگر حکومت پنجاب کے غیر سنجیدہ ہونے کی وجہ سے یہ سفارشات سرخ فیتہ کی نذر ہو گئیں اور دیدہ دانستہ طور پر ان پر عملدرآمد نہ کیا گیا۔ علاوہ ازیں نہ صرف ان سفارشات پر عملدرآمد نہ کیا گیا بلکہ پی سی ایس افسران کے حالات ملازمت مزید خراب کرنے کے لئے چند آسامیوں کو جن میں ADC (G) AC (G) اور ADC (C) ہیں۔ up Grade کیا جا رہا ہے۔ اس طرح پی سی ایس افسران کے لئے دستیاب آسامیوں کی تعداد کم ہو جائے گی اور ان کے حالات ملازمت بھی ابتر ہو جائیں گے جو کہ صوبائی اسمبلی کے فیصلے کی سراسر توہین ہے۔ اس طرح سے اس ایوان کے وقار کو مجروح کیا گیا ہے۔ اور نہ صرف ہمارا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اس میں ایوان فوری اور موثر کارروائی کرے۔

جناب سپیکر: اس میں جناب پیٹر گل کوئی مختصر بیان نہیں دینا چاہتے۔ اس کے محرکین میں سے کوئی صاحب مختصر بیان دینا چاہتے ہیں؟ کوئی نہیں۔ جناب وزیر قانون کچھ ارشاد فرمائیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! اس سلسلہ میں آپ نے ایک کمیٹی مقرر فرمائی تھی۔ مجھے کنوینر مقرر کیا گیا تھا۔ کمیٹی کی میٹنگ ہوئی جس میں پی سی ایس اور سی ایس پی ایسوسی ایشن کے

عہدیداران اور معزز اراکین اسمبلی جو کہ پچھلے اجلاس میں تحریک استحقاق کے محرکین تھے' ان کو اس کمیٹی میں شامل کیا تھا۔ انہوں نے شرکت کی' اس موضوع پر سیر حاصل بحث ہوئی' اس سلسلہ میں مجھے یہ اعلان کر کے خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ باہمی افہام و تفہیم سے یہ مسئلہ حل ہو چکا ہے اور اس سلسلہ میں جناب والا کو یاد ہو گا کہ پرسوں رات ایک تقریب میں پی سی ایس ایسوسی ایشن کے صدر کی ملاقات جناب والا سے میں نے کروائی تھی اور انہوں نے جناب والا سے اس سلسلے میں اطمینان کا اظہار کیا تھا اس کی تفاصیل طے ہو چکی ہیں اور اس سلسلے مین میں ایک دو دنوں میں فائنل میٹنگ کر کے ان سفارشات کو کابینہ کی میٹنگ میں لئے جا رہا ہوں ان حالات کے پیش نظر میں آپ کی خدمت میں اور آپ کے توسط سے اپنے معزز بھائی کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ وہ اپنی تحریک استحقاق کو پریس نہ کریں۔ یہ مسئلہ حل ہو چکا ہے۔

وزیر امداد باہمی (رانا پھول محمد خان) : جناب والا! میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں چونکہ میں اس کا محرک تھا۔

جناب سپیکر: جی رانا صاحب آپ بات کریں۔

وزیر امداد باہمی: یہ تحریک استحقاق کسی شکل میں نہیں بنتی۔ قاعدہ 55 کے تحت آئینی اور قانونی طور پر تو استحقاق کا حق دیا ہے اگر وہ مجروح ہو تو پھر یہ تحریک استحقاق بنتی ہے۔ بہت سارے ارکان اسمبلی کی طرف سے یہ ایک سوال آیا تھا' اور سب سے پہلے میرا سوال پڑھا گیا تھا۔ میرے سوال پر حکومت نے یقین دہانی کروائی تھی کہ اس کے لئے ایک کمیٹی بناتے ہیں اور وہ کمیٹی اس پر فیصلہ کرے گی۔ کمیٹی بنی جس کا میں بھی رکن رہا ہوں۔ اس کمیٹی میں معاملہ اتنا طویل ہو گیا اور اس کمیٹی کی جو رپورٹ تھی اس کو ہم نے اس قدر بڑھا دیا کہ وہ ہمارے دائرہ اختیار سے باہر ہو گئی۔ مسئلہ صرف صوبائی تھا لیکن اس میں کچھ مرکزی عہدے دار بھی آگئے جس سے الجھن پیدا ہو گئی۔ میں یہ ضرور کہوں گا کہ پی سی ایس ملازمین کی حق تلفی ضرور ہوئی ہے لیکن تحریک استحقاق اس مسئلے پر پیش نہیں ہو سکتی جو اس ہاؤس نے قرارداد کے ذریعے پاس کیا ہو یا کسی بل کی شکل میں سپرد کی ہو۔ سوالات کے جواب میں ایک یقین دہانی تھی جو حکومت نے پوری کر دی اس پر ایک کمیٹی بنا دی۔ اس کمیٹی کی رپورٹ پر اب تک فیصلہ نہیں ہوا۔ یہ قرارداد آسکتی ہے کہ اس پر جلد فیصلہ کیا جائے۔ یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی۔ کسی کا استحقاق مجروح نہیں ہوا۔ صرف سوالوں کے جواب میں یہ بات ہوئی تھی۔ اتنی سی میری گزارش تھی۔

جناب سپیکر: شکریہ - رانا صاحب! اس بارے میں وزیر قانون نے تجویز دی ہے کہ اس سلسلے میں کافی موثر کارروائی ہوئی ہے پچھلے اجلاس میں پنجاب اسمبلی میں یہ معاملہ پیش ہوا ہے۔ اس پر جو کمیٹی بیٹھی ہے وہ ہاؤس کمیٹی ہے اس میں ہمارے معزز اراکین اسمبلی جو اس تحریک کے محرک تھے شامل ہیں۔ یہ معاملہ خاطر خواہ طریقے سے آگے بڑھا ہے۔ وزیر قانون کی تجویز یہ ہے کہ اس تحریک استحقاق کے محرک اس کو پریس نہ کریں یہ معاملہ بہتر انداز میں آگے بڑھ رہا ہے اور انشاء اللہ یہ حل ہو جائے گا۔ آپ کی کیا رائے ہے؟ ..... پیٹر گل صاحب' ڈاکٹر خاور علی شاہ صاحب اور آپ صاحبان کی کیا رائے ہے؟

ڈاکٹر خاور علی شاہ: جناب والا! میرا جو پوائنٹ تھا وہ یہ تھا کہ ADC (G) کی نشستیں Grade Up کر رہے ہیں جس سے پی سی ایس آفیسرز جب گریڈ اٹھارہ میں جائیں گے تو وہ پھر ڈی سی لگنے کی بجائے پھر ان ہی آسامیوں پر کام کریں گے جن پر وہ پہلے کام کر رہے تھے۔ تو پہلے یہ معاملہ نہیں تھا یہ معاملہ Pending آرہا ہے۔ اس لئے موجودہ تحریک استحقاق کو پیش کیا گیا ہے۔ اگر وزیر قانون اس بات کی یقین دہانی کرائیں کہ آسامیاں Up_grade نہیں کی جائیں گی تو اس کے بعد پھر بات ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر خاور علی شاہ صاحب کا مدعا یہ ہے کہ چونکہ اس سلسلے میں ایک کمیٹی جس میں چیف سیکرٹری بھی شامل ہیں۔ باقاعدہ اس میں وزیر قانون کی سربراہی میں کام کر رہی ہے اور ان کا خیال یہ ہے کہ اس میں خاطر خواہ طریقے سے پیش رفت ہوئی ہے ان کی رائے یہ ہے کہ جس وقت تک کمیٹی کا آخری فیصلہ نہیں آجاتا اس وقت تک ان آسامیوں کو Up.grade نہ کیا جائے۔

وزیر قانون: جناب والا! یہ تو Matter of detial ہے دونوں فریقین ایک دوسرے کے مفادات کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں اور ان کا آپس میں اس معاملے میں سمجھوتہ ہو چکا ہے۔ انہوں نے اتفاق کر لیا ہے۔ اس پر Detail report تیار کر کے ایک دو دن میں میٹنگ کروں گا پھر وہ کابینہ میں لے جائیں گے۔ جب دونوں فریقین Interested parties ہیں وہ دونوں مطمئن ہیں۔ جس طرح اس ہاؤس میں PCS officers کی Cause Plead ہوئی ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ PCS officers اپنے Interest کو Sacrifice کر کے کسی بات پر آمادہ ہوئے ہوں گے۔ میں اس وجہ سے آپ کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ تو خود اس چیز کے شاہد ہیں کہ یہ تو تحریک استحقاق Withdraw کروانا چاہتے تھے اور اس وقت ان کے لئے یہ مشکل ہو رہا تھا کہ جن معزز اراکین اسمبلی نے یہ تحریک استحقاق

دی ہے ان کے ساتھ ایک دن میں رابطہ مشکل تھا شام کو اجلاس تھا۔ ورنہ تو پی سی ایس آفیسوں کی اپنی یہ خواہش تھی کہ وہ ان معزز اراکین اسمبلی کا شکریہ ادا کریں اور ان کو ذاتی استدعا کریں کہ ہمارا مسئلہ حل ہو چکا ہے آپ مہربانی کر کے اپنی تحریک استحقاق واپس لے لیں۔ اسی وجہ سے میں نے پی سی ایس ایسوی ایشن کے صدر کو جناب والا! کی خدمت میں موقع پر پیش کیا اور انہوں نے بھی اپنی تسلی کا اظہار کیا۔ اب میں اپنے بھائی کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ وہ مہربانی کر کے اس کو پریس نہ کریں۔ یہ Details کی باتیں ہیں ہاؤس نے کہا تھا کہ پی سی ایس افسروں کے مسائل کو حل کریں جو ان کی تسلی کے مطابق باہمی افہام و تفہیم سے حل ہو چکے ہیں یہ اسمبلی کے حکم کے تعمیل میں بہت بڑا کام ہوا ہے۔ اب میں سمجھتا ہوں کہ اس کو مزید کسی پیچیدگی سے دوچار کئے بغیر چلنے دیا جائے۔ اور جس طرح یہ معاملہ دونوں فریقین کے درمیان باہمی افہام و تفہیم کے ساتھ طے ہو چکا ہے اس طریقے سے اس جذبے سے ہمیں اس کو لینا چاہئے اس پر مزید دباؤ نہ ڈالیں اور اسے واپس لے لیں۔

جناب سپیکر: راجہ خلیق اللہ خان صاحب کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

راجہ خلیق اللہ خان: جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک قبل از وقت ہے کیونکہ 1986ء میں اس سلسلے میں ایک کمیٹی بنی تھی اور اس کی کارروائی آپ کے سامنے ہوتی رہی وہ کسی نتیجے پر نہیں پہنچی۔ اس بناء پر یہاں ایک استحقاق کی تحریک آئی۔ لیکن دوبارہ پھر ایک اور تحریک استحقاق آئی ہے اور اب ایک نئی کمیٹی بنی ہے کہ وہ دیکھے کہ PCS افسران کے مسائل کیا ہیں؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو پہلے کمیٹی بنی تھی وہ کالعدم ہو چکی ہے اور اب جو نئی کمیٹی بنی ہے وہ PCS افسران کے Grievance دیکھے۔ ابھی تک اس کمیٹی نے کوئی فیصلہ آپ کے پاس یا اسمبلی کے پاس نہیں بھیجا۔ جب تک وہ کوئی رپورٹ یہاں نہیں بھیجتے اس وقت تک میرا خیال ہے کہ تحریک استحقاق نہیں آسکتی۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب کی بات بھی درست ہے۔ تو میرے خیال میں ڈاکٹر خاور علی صاحب اور پیٹر گل صاحب اس کو پریس نہیں کرتے ہیں۔

جناب پیٹر گل: جناب والا! جب تک یہ معاملہ واضح نہیں ہو جاتا ہم اس کو Pending کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جناب فرید پراچہ .....

جناب فرید احمد پراچہ: جناب والا! اس تحریک استحقاق کا میں بھی ایک محرک تھا اور اس کمیٹی کا

بھی ممبر تھا میں نے اس کی ایک نشست میں حصہ لیا ہے۔ آج کی وزیر قانون صاحب کی گفتگو سے اندازہ ہو رہا ہے کہ آپس میں افہام و تفہیم ہو گئی ہے لیکن کمیٹی کو اس بارے میں نہ مطلع کیا گیا ہے اور نہ کمیٹی کا اجلاس بلایا گیا۔ میاں بیوی خود ہی راضی ہو گئے مگر قاضی کو کوئی اطلاع نہیں دی گئی۔ تو یہ بات صحیح نہیں ہے کمیٹی کا اجلاس ہونا چاہئے۔ بغیر اجلاس منعقد کئے تحریک استحقاق واپس لینے پر زور دینا یہ بات کہنا مناسب نہیں ہے کہ وہ ہمیں ڈھونڈتے پھر رہے ہیں تاکہ ہم اپنی تحریک استحقاق واپس لے لیں۔ نہ ہم نے کسی کے کہنے پر تحریک استحقاق دی ہے نہ کسی کے کہنے پہ واپس لیں گے۔ کمیٹی کا اجلاس ہو' ہم مطمئن ہوں تو اس کے بعد اسے واپس لیا جائے گا۔

وزیر قانون: جناب والا! میرے معزز بھائی فرید پراچہ صاحب نے میری بات سمجھی نہیں ہے۔ میں نے یہ گزارش کی ہے کہ آئندہ ایک دو روز میں کمیٹی کی میٹنگ دوبارہ بلانے والا ہوں جس میں ان کو بھی بلایا جائے گا۔ جناب والا! نے جو کمیٹی مقرر کی تھی اور جس میں پراچہ صاحب بھی موجود تھے' موہل صاحب بھی موجود تھے اور انہوں نے خود PCS ایسوسی ایشن کے عہدیداران کو حکم دیا تھا کہ آپ باہمی افہام و تفہیم سے فیصلہ کر کے ہمارے پاس آئیں جو وہ فیصلہ کر کے آئیں گے اس پر دوبارہ کمیٹی کی میٹنگ ہو گی جس میں ان کو بھی بلایا جائے گا۔ اس بارے میں میں نے ابھی ذکر کیا ہے کہ ایک دو دنوں میں ہم اس کی میٹنگ رکھیں گے اس کے بعد اس کمیٹی کے فیصلے کو کابینہ کی میٹنگ میں حتمی منظوری کے لئے لے جائیں گے۔ میں اپنے بھائی سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس کمیٹی کی میٹنگ ہو گی اور یہ ایک دو روز میں ہو گی۔ جس میں یہ بھی شامل ہوں گے۔

جناب سپیکر: ان کا خیال یہ ہے کہ اس تحریک کو Pending کر لیا جائے۔ آپ کی کیا رائے؟

سید چراغ اکبر شاہ: میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی اچھی بات ہے اور اس تحریک کو Out of Order یا پریس نہیں کرنا چاہئے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ پیر گل صاحب کی تجویز اور راجہ خلیق اللہ خان کی تجویز بالکل درست ہے کہ اس تحریک کو Pending کر دیا جائے جب تک کہ کمیٹی کا اجلاس نہیں ہوتا اور کمیٹی کے ممبران اس سے مطمئن نہیں ہو جاتے۔

جناب سپیکر: تو اس کو Pending کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: چودھری خادم حسین صاحب وہ تشریف نہیں رکھتے۔ یہ Dispose ہو گی۔
میاں محمود احمد صاحب۔

محکمہ تعلیم کے افسران کی ایم پی اے کے خلاف پمفلٹ بازی

میاں محمود احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ محکمہ تعلیم کی چند کالی بھیڑیں جنہوں نے قوم کے نونہالوں کے مستقبل کو تاریک کرنے کا تہیہ کیا ہوا ہے۔ جب میں نے ان کے کالے دھندوں سے پردہ اٹھایا اور ایک رپورٹ وزیراعلیٰ پنجاب کو ڈی - سی لاہور کے حوالے سے بھیجی تو یہ لوگ میری جان کے دشمن بن گئے۔ ان میں ڈائریکٹر سکولز لاہور۔ لاہور کے ڈی ای او صاحبان (4 عدد) اور ان کے ساتھ جو لوگ اس کالے دھندے میں شامل ہیں انہوں نے میرے خلاف ایک سوچی سمجھی سکیم کے تحت پمفلٹ بازی شروع کر دی۔ مجھے سنگین قسم کی دھمکیاں دینا شروع کر دیں۔ یہ پمفلٹ میں نے حوالے پولیس کئے اور پولیس نے پرچہ بھی درج کیا۔ یہ پمفلٹ تمام اراکین اسمبلی میں بھی تقسیم کئے گئے۔ تاکہ کسی طرح میاں محمود کو روکا جائے کہ ان کی انکوائری نہ ہو سکے۔ جناب سپیکر نے یہ کام صرف اور صرف معاشرے کو کرپشن سے پاک کرنے اور اس قوم کے بچوں کے مستقبل کو بچانے کے لئے کیا تھا مجھے اس بات کا علم نہ تھا کہ ان کے خلاف تو کوئی کارروائی نہ ہو گی بلکہ میری عزت وقار۔ سیاسی شہرت۔ جان کو نقصان پہنچانے کے لئے راشی لوگوں کا ایک مضبوط گروپ اس طرح میدان میں آجائے گا کہ مجھے اپنے متعلق بھی صفائی دینا پڑے گی۔ جتنا زور ان لوگوں کو سزا دلانے پر صرف کرتا تھا وہ سارا زور اپنی عزت کو بچانے پر خرچ کرنا پڑے گا۔ اس ساری کارروائی کا سرغنہ ڈی ای او سٹی لاہور حمیداللہ ہے۔ اس کارروائی سے میرا اور معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا میری اس تحریک کو منظور کر کے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جاوے۔

جناب سپیکر: جناب وزیر تعلیم اس پر کچھ فرمائیں گے؟

وزیر تعلیم: جناب والا! میاں محمود احمد صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 6 بھی اسی طرح کی ہے۔

جناب سپیکر: وہ بھی اسی میں شامل ہو جائے گی۔ اس کو پڑھنے کی بھی ضرورت نہیں۔ وہ Identical ہے۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! معزز رکن میاں محمود احمد صاحب نے جس انکوائری کا ذکر کیا ہے' یہ انکوائری جناب وزیراعلیٰ نے ان کے سپرد کی تھی جس کی رپورٹ انہوں نے D.C.Lahore کو دی اور یہ رپورٹ جناب وزیر اعلیٰ کو بھیجی گئی جنہوں نے اس کو مزید کارروائی کے لئے واپس محکمہ تعلیم کو بھیج

دیا اور ہم نے اس رپورٹ کی روشنی میں اپنی سفارشات جناب وزیراعلیٰ کی خدمت میں واپس ارسال کر دی ہیں۔ جناب وزیراعلیٰ نے ان سفارشات کی روشنی میں متعلقہ افسران کے خلاف کارروائی کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ لیکن ہمیں ابھی تک رپورٹ واپس نہیں ملی۔

جناب والا! جہاں تک ان کے استحقاق کا تعلق ہے۔ اس ضمن میں گزارش ہے کہ انہوں نے جن پمفلٹوں کا ذکر کیا ہے' وہ یہاں ایوان میں تقسیم کئے گئے۔ انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ وہ ایوان میں کیسے تقسیم ہوئے۔ ایوان میں جو بھی پمفلٹ تقسیم ہوتا ہے' وہ حضور والا کی اجازت سے ہوتا ہے۔ لیکن وہ پمفلٹ ایوان میں بغیر اجازت تقسیم کئے گئے۔ میاں محمود احمد صاحب فرما چکے ہیں کہ انہوں نے اس واقعے کی فوری طور رپورٹ' بلکہ ایف آئی آر درج کروائی ہے جس میں انہوں نے افسران کا باقاعدہ نام لکھوایا ہے۔ ان کے خلاف تفتیش بھی جاری ہے۔ چونکہ عدالتی کارروائی شروع ہو چکی ہے' یہ مسئلہ sub judice ہے اور شائد متعلقہ افسران نے ضمانتیں بھی کروائی ہوں اور ضروری Process ہو رہا ہو گا۔ اس لئے میری گزارش ہے کہ یہ مسئلہ Subjudice ہے' اس کو Rule out کیا جائے۔

جناب سپیکر: یہ ذکر آیا ہے کہ پمفلٹ ایوان میں تقسیم کئے گئے۔ یہ پمفلٹ ڈاک کے ذریعے تقسیم کئے گئے یا ویسے ہی کسی نے تقسیم کئے؟

وزیر تعلیم: یہ پمفلٹ ڈاک کے ذریعے تقسیم ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: اس قسم کے پمفلٹ یہاں تقسیم کرنے کی ہرگز اجازت نہیں۔ یہ ڈاک میں آگئے ہیں۔ میں سیکرٹریٹ اسمبلی سٹاف کو یہ کہوں گا کہ وہ چیک کریں کہ آئندہ اس قسم کا واقعہ نہ دھرایا جائے۔ ایوان میں اس قسم کے پمفلٹ ہرگز نہیں آنے چاہئیں۔ میاں صاحب! وزیر تعلیم صاحب نے فرمایا ہے کہ اس سلسلے میں جناب وزیر تعلیم اور جناب وزیراعلیٰ ایک انکوائری کر چکے ہیں۔ اس پر وہ رپورٹ پیش کر چکے ہیں اور اس پر جناب وزیراعلیٰ کارروائی کرنے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔ اب آپ کا کیا ارشاد ہے؟

میاں محمود احمد: جناب سپیکر! انکوائری اپنی جگہ - جناب وزیراعلیٰ اور جناب وزیر تعلیم نے فیصلہ کیا ہے کہ جو انکوائری انہوں نے کی ہے وہ درست ہے اور اس انکوائری پر یہ کارروائی کر رہے ہیں۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک معزز ممبر کے خلاف اس طرح کی اشتہار بازی کی گئی' بلکہ سنگین قسم کی دھمکیاں بھی دی گئیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر Corruption کی نشان دہی کرنے پر کوئی

سرکاری افسر اس قسم کی جرات کرتا ہے اور اس پر جناب وزیر تعلیم یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی تو یہ معزز ایوان کی بھی توہین ہے۔ آپ اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیجئے۔ اگر یہ سب کچھ ہوا ہے' اور میں نے پرچہ بھی درج کروایا ہے اور یہ سارے معزز ممبران گواہ ہیں کہ ہر ایک نے اپنی اپنی سیٹ پر پمفلٹ پڑھے ہیں اور ہر ایک نے مجھ سے پوچھا ہے کہ میاں صاحب' یہ کیا ہے۔ اور پھر کچھ پمفلٹ ایسے ہیں کہ جن پر انہوں نے باقاعدہ اپنے نام بھی دیئے ہیں۔ سرکاری ملازم اتنے بالا نہیں کہ وہ استحقاق کمیٹی کے سامنے پیش نہ ہو سکیں۔ پرچے میں تو وہ ضمانت کروالیں گے۔ جناب والا! اس معاملے کی چھان بین ہونی چاہئے اور جو بھی لوگ ہیں' استحقاق کمیٹی ان کو سامنے لائے اور اس کے بعد کمیٹی جناب وزیر تعلیم کو' جناب سپیکر کو اور جناب وزیراعلیٰ کو اپنی سفارشات پیش کرے کہ یہ اصل لوگ ہیں اور ان کے خلاف یہ کارروائی ہونی چاہئے۔ میں ایوان سے بھی استدعا کروں گا کہ چونکہ یہ پمفلٹ بازی اور اس قسم کے واقعات صرف میرے ساتھ ہی نہیں' کچھ اور فاضل اراکین کے خلاف بھی کچھ لوگ کر سکتے ہیں۔ اس لئے مہربانی کر کے اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد فرمایا جائے۔

جناب سپیکر: جی وزیر تعلیم صاحب!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں ایک یہ تحریک استحقاق مفروضے پر مبنی ہے۔ کیونکہ یہ پمفلٹ جو ہاؤس میں تقسیم کیا گیا ہے ڈاک کے ذریعے آیا ہے اس لئے متعلقہ افراد کو اس کے ساتھ ملوث نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ مزید انکوائری نہ ہو۔ اب Further Inquiry محکمہ پولیس میں بھی ہو رہی ہے۔ اگر آپ یہ تحریک استحقاق کمیٹی کو پیش کریں گے تو اس کا مطلب ہے کہ ایک ہی واقعہ کے متعلق دو مختلف ایجنسیاں تفتیش شروع کر دیں گی۔ ایک طرف عدالت یعنی پولیس میں تفتیش ہو گی دوسری طرف استحقاق کمیٹی اپنی کارروائی شروع کر دے گی۔ تو اس طرح یہ بڑی عجیب صورت حال پیدا ہو جائے گی۔ اگر فاضل رکن نے تحریک استحقاق پیش کرنی تھی تو انہیں پولیس کے پاس نہیں جانا چاہئے تھا۔ وہ ہاؤس کے پاس آتے۔ ہم ان کے حقوق کا تحفظ کرتے لیکن میں انہیں اس معزز ایوان میں یقین دلاتا ہوں کہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ ان کے خلاف سخت کارروائی کریں گے' ویسے بھی ہم ان کے خلاف کارروائی کر رہے ہیں۔

میاں محمود الرشید: جناب سپیکر! یہ مسئلہ واقعی بڑا سنجیدہ نوعیت کا ہے۔ ایک رکن اسمبلی کے بارے میں یہ ضروری نہیں کہ اس میں کسی کو نامزد کیا جائے۔ نامزد انہوں نے کیا۔ استحقاق ان کا

مجروح ہوا اور پورے ایوان کے اندر ہر آدمی نے ان سے پوچھا کہ میاں صاحب یہ کیا ہے؟ اور اس میں انتہائی غلیظ قسم کی زبان استعمال کی گئی ہے جس سے میں سمجھتا ہوں کہ واقعی ان کا استحقاق مجروح کرنے والی بات تھی۔ خواہ کسی بھی رکن کے بارے میں ہو۔ وہ انتہائی نازیبا الفاظ تھے جو ان کے بارے میں استعمال ہوئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ تھانے اور کچہری کا جو Process ہے وہ چل رہا ہے۔ کسی جگہ پر اس مسئلے پر Stay نہیں ہوا اور یہ ہماری تحریک استحقاق اگر استحقاق کمیٹی کے پاس چلی جاتی ہے تو اس میں میاں صاحب کو اپنا موقف پیش کرنے کی اجازت ہو گی اور جن لوگوں کو یہ نامزد کر رہے ہیں یا مورد الزام ٹھہرا رہے ہیں کہ فلاں فلاں افراد نے یہ ساری سازش تیار کی ہے انہیں اپنی صفائی کا پورا موقع وہاں بھی دیا جائے گا۔ یعنی محض استحقاق کمیٹی میں جانے سے تو کسی کو سزا نہیں ملتی۔ وہاں اس کا تعین ہو گا کہ کس حد تک کون آدمی مجرم ہے۔ میرے خیال میں کسی رکن کے بارے میں اس انداز سے اشتہار بازی' پمفلٹ بازی کرنے سے اس رکن کا استحقاق ہی نہیں بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ لہٰذا اسے منظور کیا جانا چاہئے اور اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! اس تحریک پر Dehate ہونی چاہئے؟

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو چیز ہاؤس میں پیش ہوئی ہے اس کی پولیس تفتیش نہیں کر سکتی۔ کیونکہ ان Premises میں آپ نے اس چیز کو دیکھنا ہے اور یہاں پر اگر خدانخواستہ اس کی انکوائری نہ ہوئی تو پھر جو مرضی ہے جس ممبر کے خلاف جو پمفلٹ بھیج دیں اس میں ایک راستہ کھل جائے گا۔ کیونکہ ہاؤس کے اندر کی جو بات ہے اس کی پولیس انکوائری نہیں کر سکتی۔ یہ آپ کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کرنا پڑے گا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے جناب ایجوکیشن منسٹر صاحب سے یہ وضاحت چاہوں گا کہ انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ اگر کسی رکن اسمبلی سے کوئی زیادتی ہو تو اسے پہلے پولیس کے پاس نہیں جانا چاہئے۔ عدالت کے پاس نہیں جانا چاہئے۔ اگر اس نے اس طرف جانا ہے تو پھر ہاؤس میں اس کا تحریک استحقاق پیش کرنے کا حق نہیں بنتا۔ جبکہ ان کا یہ کہنا ہے کہ پہلے اگر ادھر جانا ہے تو یہاں پر تحریک استحقاق پیش نہیں کی جا سکتی۔ انہوں نے یہ کس ثبوت کے تحت بات کی ہے کہ اگر کسی رکن اسمبلی کے ساتھ زیادتی ہو تو وہ یا تو پھر پولیس کے پاس جائے عدالت میں جائے اور یا وہ ہاؤس میں آئے۔

جناب سپیکر: یہ بات وزیر تعلیم صاحب نے درست نہیں کی ہے۔ ان کی بات کا مقصد یہ ہے کہ ایک معاملہ عدالت میں لے جاتے ہیں اور ایک معاملہ پولیس میں لے جاتے ہیں۔ یہ معاملہ میاں صاحب کے ساتھ یہاں ہاؤس میں پیش آیا کہ ان کے خلاف پمفلٹ تقسیم کئے گئے ہیں۔ ان کا خیال یہ ہے کہ محکمہ تعلیم کے لوگوں نے یہ پمفلٹ تقسیم کئے ہیں۔ وزیر تعلیم صاحب کی Version یہ ہے کہ میاں صاحب کو یہ معاملہ تحریک استحقاق کی شکل میں یہاں لانا تھا تو ان کو پولیس کے پاس پہلے نہیں جانا چاہئے تھا۔ ان کا یہ مدعا ہے۔ لیکن میں اس بات سے اتفاق کرتا ہوں ڈاکٹر خاور علی شاہ صاحب نے Point out کیا ہے کہ یہ معاملہ چونکہ ایک ممبر کے ساتھ اس ایوان کے اندر پیش آیا ہے اور یہ پمفلٹ ہاؤس کے اندر تقسیم کئے گئے ہیں اور ایک معزز رکن کو Malign کرنے کے لئے کئے گئے ہیں اس لئے میرے خیال کے مطابق یہ کافی سنگین نوعیت کا معاملہ ہے۔ جس میں میں سمجھتا ہوں کہ وزیر تعلیم صاحب کو بھی اعتراض نہیں ہو گا۔ کیونکہ میاں محمود صاحب اس معزز ایوان کے ایک معزز رکن ہیں ان کے بارے میں جو بات کی گئی ہے ہم یہاں ایوان کی استحقاق کمیٹی سے اگر اس میں چھان بین کروالیں تو آپ کو اعتراض نہیں ہو گا۔

جناب وزیر تعلیم: ٹھیک ہے جناب۔

جناب سپیکر: تو جناب وزیر تعلیم صاحب کو بھی اعتراض نہیں ہے۔ میں اس تحریک استحقاق کو باضابطہ قرار دیتا ہوں اور آپ کی طرف سے کوئی تحریک ہے؟ کیونکہ جب تحریک استحقاق کو باضابطہ قرار دے دیا جائے تو اس کے بعد ایک تحریک آنی چاہئے کہ اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے یا اس کو other wise ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

سید ڈاکٹر خاور علی شاہ: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: تو ڈاکٹر خاور علی شاہ صاحب نے یہ تحریک پیش کی ہے اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے تو میں اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کرتا ہوں اور استحقاق کمیٹی اس پر تیس دن کے اندر اپنا فیصلہ دے۔ جی قریشی صاحب!

جناب مظہر احمد قریشی: پوائنٹ آف آرڈر! جناب والا! محترمہ بیگم مسرت سلطان بی بی صاحبہ تشریف لائی ہیں ان کا حلف لیا جائے۔

جناب سپیکر: جی درست بات ہے۔ ابھی تحریک استحقاق کے فوراً بعد ان کا حلف لیا جائے گا۔

میاں محمود احمد: جناب والا! مہربانی کر کے اجلاس کے بعد تیس دن رکھیں۔ کیونکہ بہت کام ہیں۔ جناب والا! اسمبلی سیشن کے بعد کے تیس دن رکھ لیں۔

خاتون رکن اسمبلی کا حلف

جناب سپیکر: میاں صاحب! اسمبلی سیشن کے دوران استحقاق کمیٹی فیصلہ کر دے تو اس پر کسی کو کیا اعتراض ہے۔ میں نے تو تیس دن کا ٹائم دے دیا ہے۔ اس سے پہلے بھی اس پر فیصلہ ہو سکتا ہے۔ تحریک استحقاق کا وقت ختم ہوتا ہے۔ قبل اس کے کہ ہم ضمنی بجٹ پر بحث کا آغاز کریں ہماری ایک محترم بہن جو نو منتخب ہیں وہ تشریف لائی ہیں ان کا حلف ہو گا اور اس کے بعد ہم اگلی Item پر آئیں گے۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر نے معزز خاتون رکن محترمہ مسرت سلطان بی بی سے حلف لیا)

میاں محمود الرشید: جناب سپیکر! آپ نے فرمایا تھا کہ بل کے بعد قرارداد پیش کی جائے گی۔ تو جناب والا! میری آپ سے گزارش ہے کہ یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے اور یہ تازہ تازہ مسئلہ ہے۔ اس لئے اس قرارداد کو آج ہی پیش کیا جانا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی وزیر قانون صاحب۔ اب آپ فرمائیں کہ آپ کیا ارشاد فرمانا چاہتے تھے؟

وزیر قانون: جناب والا۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ اسمبلی کے قواعد انضباط کار .....

قراردادیں

جناب سپیکر: آپ کتنی قراردادیں پیش کرنا چاہتے ہیں؟ میرے پاس تین قراردادیں آچکی ہیں۔

وزیر قانون: جناب والا! کچھ مشترکہ ہیں جو میرے دوست پیش کریں گے تین قراردادیں ہیں جو میں پیش کرنا چاہتا ہوں اور جناب والا' رولز کو معطل کر دیجئے۔ ایک تحریک شریعت بل کے متعلق ہے۔ ایک قرارداد پانی کی تقسیم کے متعلق ہے اور ایک نیشنل فنانس کمیشن کے متعلق ہے۔ جو شریعت

بل والی ہے وہ میری اور سید یعقوب شاہ صاحب کی طرف سے ہے اور اس میں ڈاکٹر اعزاز صاحب اور میاں محمودالرشید بھی شامل ہو جائیں گے اور یہ مشترکہ تصور ہو گی۔ پانی کی تقسیم والی قرارداد میری ہے اور نیشنل فنانس کمیشن والی جو قرارداد ہے وہ میری اور جناب میاں منظور موحل صاحب کی مشترکہ ہے اور وہ میاں منظور موحل صاحب پیش کریں گے۔

جناب سپیکر: یہ جو پہلی شریعت بل والی ہے کیا یہ سید یعقوب شاہ صاحب پیش کریں گے؟

وزیر قانون: جی! جناب والا!

جناب سپیکر: تو کیا اس میں ڈاکٹر افضل اعزاز صاحب بھی ہیں اور میاں محمود الرشید صاحب بھی اس میں ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ مجھے ایک سیکنڈ دیں۔ میں آپ کی بات ابھی سنتا ہوں۔
یہ جو دوسری قراردادیں پانی کی تقسیم والی ہے کیا یہ آپ کی طرف سے ہے؟

وزیر قانون: جی! جناب والا!

جناب سپیکر: تیسری نیشنل فنانس کمیشن والی کن کی طرف سے ہے؟

وزیر قانون: جناب والا! یہ میری اور میاں منظور احمد موحل صاحب کی طرف سے ہے اور یہ میاں منظور احمد موحل صاحب پیش کریں گے۔

جناب سپیکر: جی۔ رانا صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جن قراردادوں کو پیش کرنے کی اجازت دی جا رہی ہے ان کی کاپیاں ہمیں فراہم نہیں کی گئیں۔

جناب سپیکر: جی۔ رانا صاحب! آپ نے کیا فرمایا؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! یہ جو قراردادیں پیش کرنا چاہتے ہیں ان کی کاپیاں ہمیں تو فراہم نہیں کی گئیں۔

جناب سپیکر: کیا آپ کو کاپیاں فراہم نہیں کی گئیں؟

رانا ثناء اللہ خان: جی! جناب والا۔

دوسرے جناب والا! یہ متنازعہ فیہ بات ہے۔ چونکہ یہ شریعت بل کے بارے میں قرارداد پیش کرنا چاہتے ہیں تو اس بارے میں ہمارا نظریہ کچھ اور ہے ہماری نظر میں شریعت بل کے نام پر اور اسلام کے نام پر شریعت اور اسلام کے ساتھ مذاق کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ اس کی حمایت میں بات کر سکتے ہیں اور اس کی مخالفت بات کر سکتے ہیں اور آپ کا نقطہ نظر کچھ اور ہو سکتا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! جب تک وہ چیز ہمارے سامنے نہیں آئے گی ہم اس پر کیسے بات کر سکتے ہیں۔ جناب والا! پہلے تو یہ ہوتا رہا ہے کہ اس کی کاپیاں اس ایوان میں فراہم کی جاتی رہی ہیں۔

جناب سپیکر: اصل میں تحاریک استحقاق کے بارے میں جو قواعد ہیں ان کو معطل کر کے ان کو Out of turn لیا جاتا ہے اور فوری طور پر لیا جاتا ہے تو ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا کہ ہم فوری اس کی کاپیاں کروا کر سارے معزز ارکان کو تقسیم کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: تو پھر جناب اس میں اتنی عجلت بھی نہیں ہے یہ کافی دنوں کا معاملہ ہے۔

جناب سپیکر: ویسے میں اس بارے میں سیکرٹریٹ سے یہ کہوں گا کہ ایسی تحاریک اگر مناسب وقت پر آئیں اور اس میں اگر وقت ہو تو اس کی کاپیاں کروا کر معزز اراکین کو تقسیم کریں۔ تاکہ اگر وہ چاہیں تو وہ اپنا نقطہ نظر پیش کر سکیں۔ لہٰذا آئندہ اس کی کاپیاں تقسیم کی جائیں۔ اس وقت اگر آپ چاہتے ہیں تو بے شک آپ آکر اسے دیکھ لیں۔

جناب غلام سرور خان: پوائنٹ آف آرڈر! جناب سپیکر! رانا صاحب نے جو بات کی ہے میں اس بارے میں عرض کروں گا کہ اس میں کوئی جلدی نہیں ہونی چاہئے پرائیویٹ ممبرز ڈے 5 تاریخ کو آرہا ہے اس دن ان قراردادوں کو take up کیا جائے۔ تب تک ان کی کاپیاں اس ایوان میں تقسیم کر دی جائیں تاکہ تمام اراکین اسمبلی اس کا مطالعہ کر سکیں اور اس کے مطابق اپنا اپنا اظہار خیال کر سکیں تو جناب والا میری گزارش ہے کہ اسے پرائیویٹ ممبرز ڈے پر رکھ لیں۔

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب کے قاعدہ 112 کی معطلی

میاں منظور احمد موھل: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ رول 112 جس کے تحت یہ بحث ہونی ہے اس کو معطل کیا جائے اور ان قراردادوں کو زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر: جی۔ وزیر قانون صاحب کی طرف سے اور دیگر دوستوں کی طرف سے جو قراردادیں آئی ہیں اس میں پہلی قرارداد جو ہے اس میں سید یعقوب شاہ' ڈاکٹر افضل اعزاز اور میاں محمودالرشید صاحب بھی شامل ہیں اور یہ شریعت بل کے بارے میں ہے دوسری قرارداد جو ہے یہ پانی کی تقسیم کے بارے میں ہے اور یہ وزیر قانون صاحب کی طرف سے ہے اور تیسری قرارداد نیشنل فنانس کمیشن ایوارڈ کے بارے میں ہے اور یہ وزیر قانون اور میاں منظور احمد موھل صاحب کی طرف سے ہے اور وہ یہ چاہتے ہیں کہ قواعد کو معطل کرتے ہوئے ان کو take up کیا جائے تو میں ایوان سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا قواعد کو معطل کر کے ان قراردادوں کو take up کیا جائے۔

(آوازیں - جی کیا جائے)

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: جناب والا! اس میں کون سی عجلت ہے رولز کو معطل کر کے آج ہی یہ قراردادیں منظور کروانی ہیں۔ جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے اس کے لئے کوئی اور دن رکھ لیں تاکہ سبھی لوگ اس پر اپنا اظہار خیال کر لیں۔ اس کے لئے ایک اور دن مقرر کر لیں جو آپ چاہیں۔

جناب سپیکر: اس پر ایک تحریک آئی ہے جسے ایوان میں پیش کیا گیا ہے اور ایوان نے اسے منظور کر لیا ہے اس لئے اب قواعد کو معطل کرتے ہوئے ان قراردادوں کو پیش کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: تو سب سے پہلے سید محمد یعقوب شاہ اپنی قرارداد پیش کریں گے۔

قائداعظم کے ارشاد کے مطابق اسلامی' فلاحی اور جمہوری نظریاتی مملکت بنانے کے لئے پیش رفت

پیر سید محمد یعقوب شاہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم !

اس ایوان کی رائے کہ پارلیمنٹ کا منظور کردہ شریعت بل پاکستان کے عوام کی خواہشات اور امنگوں کا آئینہ دار ہے اور اس کی منظوری ایک ایسا مستحسن قدم ہے جس سے پاکستان کو حقیقی معنوں میں قائداعظم کے ارشاد کے مطابق ایک اسلامی فلاحی اور جمہوری نظریاتی مملکت بنانے کے لئے ہم

ٹھوس بنیادوں پر پیش رفت کر سکیں گے۔

یہ ایوان قومی اسمبلی' سینٹ' وفاقی حکومت' صدر مملکت' وزیراعظم پاکستان اور ان منتخب نمائندگان پارلیمنٹ کو جنہوں نے اس تاریخ ساز شریعت بل کی منظوری میں اپنا مثبت کردار ادا کیا ہے ان سب کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہوئے امید کرتا ہے کہ قوم اور موجودہ حکومت جلد جلد اپنی حقیقی منزل کو پانے کی جدوجہد میں مزید پیش رفت کرے گی۔ یہ ایوان دعاگو ہے کہ اس بل کے ذریعے ڈالی گئی اسلامی نظام کی بنیاد پر ایک ایسے اسلامی معاشرے کی تشکیل ہو جو پاکستان کو اسلامی خطوط پر خوشحالی اور ترقی کی راہ پر گامزن کر کے پاکستان اور ملت اسلامیہ کی خدمت کا احسن فریضہ سرانجام دے سکے۔

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے:

اس ایوان کی رائے ہے کہ پارلیمنٹ کا منظور کردہ شریعت بل پاکستان کے عوام کی خواہشات اور امنگوں کا آئینہ دار ہے اور اس کی منظوری ایک ایسا مستحسن قدم ہے جس سے پاکستان کو حقیقی معنوں میں قائداعظم کے ارشاد کے مطابق ایک اسلامی' فلاحی اور جمہوری نظریاتی مملکت بنانے کے لئے ہم ٹھوس بنیادوں پر پیش رفت کر سکیں گے۔

یہ ایوان قومی اسمبلی' سینٹ' وفاقی حکومت' صدر مملکت وزیراعظم پاکستان اور ان منتخب نمائندگان پارلیمنٹ کو جنہوں نے اس تاریخ ساز شریعت بل کی منظوری میں اپنا مثبت کردار ادا کیا ہے ان سب کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہوئے امید کرتا ہے کہ قوم اور موجودہ حکومت جلد از جلد اپنی حقیقی منزل کو پانے کی جدوجہد میں مزید پیش رفت کرے گی۔ یہ ایوان دعاگو ہے کہ اس بل کے ذریعے ڈالی گئی اسلامی نظام کی بنیاد پر ایک ایسے اسلامی معاشرے کی تشکیل ہو جو پاکستان کو اسلامی خطوط پر خوشحالی اور ترقی کی راہ پر گامزن کر کے پاکستان اور ملت اسلامیہ کی خدمت کا احسن فریضہ سرانجام دے سکے۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں محمودالرشید: جناب والا! یہ بات صاف واضح ہے کہ یہ حزب اختلاف کے بھائی بھی مسلمان ہیں اور شریعت کا' اسلام کا اور دین کا نام لیتے ہیں لیکن جناب والا اس طرح سے انہوں نے اس قرارداد کی مخالفت کی ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب' اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔ اب یہ دوسری قرارداد وزیر قانون کی طرف سے ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرے فاضل دوست نے یہ کہا ہے کہ ہم مسلمان ہیں اور اسلام کا نام لیتے ہیں۔ ہم مسلمان ہیں اس لئے تو ہم کہتے ہیں کہ اسلام کے ساتھ کیوں مذاق کیا جا رہا ہے۔ ہم شریعت کو مانتے ہیں اس لئے تو کہتے ہیں کہ شریعت کے ساتھ کیوں مذاق کیا جا رہا ہے۔ انہوں نے نہ تو وہاں پر شریعت بل کو کسی کو پتہ چلنے دیا ہے۔ یہ کلیتاً" شریعت کے ساتھ اور اسلام کے ساتھ ایک دھوکہ ہے۔ انہوں نے یہ صرف اپنی سیاست کو چمکانے کے لئے کیا ہے۔

جناب سپیکر: اس قرارداد پر فیصلہ ہو چکا ہے اب اس پر بحث کی اجازت نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: یہ مسلمانوں کے ساتھ سراسر دھوکا ہے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ سردار نصراللہ دریشک۔

دریائے سندھ کے پانی کی تقسیم کے تاریخ ساز فیصلے سے بہتر نتائج کی توقعات

وزیر قانون: جناب سپیکر! اس ایوان کی رائے میں صوبوں کے درمیان دریائے سندھ کے پانی کی تقسیم کا معاہدہ جو حال ہی میں اتفاق رائے سے طے پایا ہے ایک تاریخ ساز حیثیت کا حامل ہے۔ جس سے نہ صرف قومی ترقی کی نئی راہیں کھلیں گی بلکہ یہ فیصلہ قومی یکجہتی' باہمی افہام و تفہیم اور ملک بھر میں زرعی انقلاب لانے کا ذریعہ بنے گا۔ قومی نقطہ نگاہ سے پانی کی متفقہ تقسیم کا یہ معاہدہ باہمی خیر سگالی کی صحت مند فضا کو مزید آگے بڑھانے اور مستقبل میں دیہاتی و شہری عوام کی خوشحالی کے نئے افق فراہم کرنے کا ضامن بنے گا۔ یہ ایوان اس اہم سمجھوتے پر وفاقی اور صوبائی حکومتوں اور خاص طور پر وزیراعظم پاکستان جناب محمد نواز شریف چاروں صوبائی وزرائے اعلیٰ اور ان کے رفقاء کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہے جنہوں نے یہ کارنامہ سرانجام دینے کے لئے حب الوطنی کے جذبوں اور سیاسی بصیرت کے اجتماعی تقاضوں کو بطور احسن پورا کیا ہے۔ پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان امید کرتا ہے کہ ملک کی معیشت میں انقلاب لانے کی خاطر' اس سمجھوتے کے ثمرات کے بہتر حصول کی خاطر وفاقی اور صوبائی حکومتیں ہنگامی بنیاد پر عملی اقدامات کریں گی اور اپنی توجہ نئی نہروں اور پانی کے ذخائر پر مرکوز کریں گی تاکہ پانی کی تقسیم کا یہ معاہدہ فی الحقیقت عوام کی معاشی حالت بہتر بنانے کا ذریعہ بن سکے۔

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ اس ایوان کی رائے میں صوبوں کے درمیان دریائے سندھ کے پانی کی تقسیم کا معاہدہ جو حال ہی میں اتفاق رائے سے طے پایا ہے ایک تاریخ ساز حیثیت کا

حاصل ہے جس سے نہ صرف قومی ترقی کی نئی راہیں کھلیں گی بلکہ یہ فیصلہ قومی یکجہتی' باہمی افہام و تفہیم اور ملک بھر میں زرعی انقلاب لانے کا ذریعہ بنے گا۔ قومی نقطۂ نگاہ سے پانی کی متفقہ تقسیم کا یہ معاہدہ باہمی خیر سگالی کی صحت مند فضا کو مزید آگے بڑھانے اور مستقبل میں دیہاتی و شہری عوام کی خوشحالی کے نئے افق فراہم کرنے کا ضامن بنے گا۔ یہ ایوان اس اہم سمجھوتے پر وفاقی اور صوبائی اور صوبائی حکومتوں اور خاص طور پر وزیراعظم پاکستان جناب محمد نواز شریف' چاروں صوبائی وزرائے اعلیٰ اور ان کے رفقاء کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہے جنہوں نے یہ کارنامہ سرانجام دینے کے لئے حب الوطنی کے جذبوں اور سیاسی بصیرت کے اجتماعی تقاضوں کو بطور احسن پورا کیا ہے۔ پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان امید کرتا ہے کہ ملک کی معیشت میں انقلاب لانے کی خاطر' اس سمجھوتے کے ثمرات کے بہتر حصول کی خاطر وفاقی اور صوبائی حکومتیں ہنگامی بنیادوں پر عملی اقدامات کریں گی اور اپنی توجہ نئی نہروں اور پانی کے ذخائر پر مرکوز کریں گی تاکہ پانی کی تقسیم کا یہ معاہدہ فی الحقیقت عوام کی معاشی حالت بہتر بنانے کا ذریعہ بن سکے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر .....

میاں منظور احمد موھل: جناب سپیکر! جب آپ تحریک پیش کر رہے ہوں تو اس وقت پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

وزیر قانون: جناب والا! اس وقت پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا جب ووٹنگ ہو جائے تو پھر پوائنٹ آف آرڈر ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر: اس میں قرارداد کے بارے میں جو طریقہ کار ہے وہ یہ ہے کہ جب وزیر قانون نے ایک قرارداد پیش کی ہے تو آپ کو اس کو oppose کرنا چاہئے اگر آپ اس پر اظہار خیال کرنا چاہتے ہیں۔ آپ نے oppose کیا ہے؟

سید چراغ اکبر شاہ: جناب والا! ہمیں ٹائم ہی نہیں دیا جا رہا کہ ہم oppose کریں۔

جناب سپیکر: آئندہ کے لئے قرارداد پر یہ طریقہ کار ہے۔

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! میں اس میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ گزشتہ اجلاس میں بھی اس قسم کی صورت حال سامنے آئی تھی کہ جس لمحہ بھی جناب وزیر قانون کے ذہن میں ایک قرارداد آئی انہوں نے آپ کے پاس کاپی پہنچا دی اور وہ قرارداد پڑھنا شروع کر دی۔ میں نے اس وقت یہ

اعتراض کیا تھا اور آپ نے اس وقت یہ رولنگ دی تھی کہ اس کی ایک کاپی حزب اختلاف کو بھی دی جائے' ہو سکتا ہے کہ وہ قرارداد متفقہ طور پر پاس ہو جائے۔ یہ ساری کارروائی اس رولنگ کے خلاف ہو رہی ہے۔ میں اس طرف آپ کی توجہ دلانا چاہوں گا کہ آپ خود ہی اپنی اس رولنگ کی روشنی میں دیکھیں کہ اس وقت ایوان میں جو طرز عمل اختیار کیا جا رہا ہے آیا یہ درست ہے؟

میاں منظور احمد موھل: پوائنٹ آف آرڈر .....

جناب سپیکر: میں قائد حزب اختلاف کے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہا ہوں۔ میاں صاحب آپ تشریف رکھیں۔

جناب رانا اکرام ربانی خان نے صحیح بات پوائنٹ آؤٹ کی ہے کہ جس وقت کوئی قرارداد گورنمنٹ کی طرف سے ایوان میں پیش کی جانی مطلوب ہو اور اس پر وزیر قانون چاہتے ہوں کہ قواعد کو معطل کر کے قرارداد پیش کی جائے تو اس میں ہم نے یہ طے کیا تھا کہ اس قرارداد کی نقول حزب اختلاف کو بھی مہیا کی جائیں تاکہ Chances ہیں کہ وہ قرارداد متفقہ طور پر پیش ہو جائے یا اس پر حزب اختلاف کم از کم اگر مخالفت نہیں کرنا چاہتی تو نہ کرے اس سلسلے میں رانا صاحب کی بات جائز ہے۔ ایسی قراردادیں جو قواعد کو معطل کر کے پیش کی جاتی ہیں اس کے لئے میں یہ کہوں گا کہ اس طریقہ پر عمل ہونا چاہئے کہ اس کی کاپی قائد حزب اختلاف کو پیش کی جائے تاکہ وہ اس پر اپنا نقطہ نظر اگر پیش کرنا چاہتے ہیں تو پیش کر سکیں۔

سید چراغ اکبر شاہ: جناب سپیکر! میں وضاحت کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: اس بارے میں' میں نے اپنے نقطہ نظر کی وضاحت کر دی ہے قائد حزب اختلاف کے اعتراض کو میں جائز قرار دیتا ہوں اور اس پر میں نے اپنی رائے کا اظہار کر دیا ہے۔

میاں منظور احمد موھل: پوائنٹ آف آرڈر .....

جناب سپیکر: میاں منظور احمد موھل صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں منظور احمد موھل: جناب والا! میرا یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے کہ اکرام ربانی صاحب کے بارے میں کیا طے ہوا تھا۔ میں نے تو اس بات کو نوٹ کیا ہے کہ جب ایک قرارداد وزیر قانون نے پڑھی اور آپ نے اس کو پڑھ دیا پھر آپ put کر رہے ہیں۔ اس بارے میں اس Procedure میں Specific Rule ہے۔ یہ 184 (8) (c) ہے۔ .....

184(8) : A member shall not raise a point of order---

(c) : When a question on any motion is being put to the Assembly; or

جب سوال put ہو رہا ہو تو اس وقت کوئی ممبر بھی پوائنٹ آف آرڈر raise نہیں کر سکتا۔ لیکن تین چار فاضل اراکین پوائنٹ آف آرڈر پر اس مرحلہ پر کھڑے ہوئے تھے جب آپ سوال put کر رہے تھے۔

جناب سپیکر: آپ کا پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے۔ درست ہے۔ رولز کے مطابق ہے۔

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر اجازت ہے؟

جناب سپیکر: جی .....

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر! آپ کی اس رولنگ سے ایک غلط فہمی پیدا ہونے کا اندیشہ ہے دراصل جناب کی رولنگ کو تو میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ درست نہیں ہے۔ لیکن آیا آپ کی وہ رولنگ ان قراردادوں پر لاگو ہوتی ہے جو پرائیویٹ ممبر ڈے کے لئے قرعہ اندازی کے ذریعے نکالی جائیں۔ بعض معاملات ایسی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں کہ فوری طور پر ایک رکن آپ سے استدعا کرتا ہے کہ قواعد معطل کر کے اس کو زیر بحث لانے کی اجازت دی جائے۔ جب آپ اجازت بخش دیتے ہیں تو اتنے وقفے میں کیونکہ اس وقت وہ زیر بحث لانے ہوتے ہیں نقول مہیا نہیں کی جا سکتیں۔ ہاں! ایک بات ہو سکتی ہے۔ اس ایوان کی روایات یہ ہیں کہ جب آپ قواعد معطل کر کے قرارداد کی اجازت فرماتے ہیں تو اس وقت کوئی رکن بھی oppose کر سکتا ہے اور oppose کر کے اس پر اپنے خیالات کا اظہار ایک شخص بھی کر سکتا ہے۔ دوسرا شخص بھی کر سکتا ہے لیکن وہ رولنگ جو آپ کی ہے وہ لاگو ہوتی ہے ان قراردادوں پر جو قرعہ اندازی کے ذریعے پرائیویٹ ممبرز ڈے میں ہوں۔ فوری معاملات بہت سارے آتے ہیں اور جن کے لئے آپ بھی اور ایوان بھی محسوس کرتا ہے کہ ان کو فوری بھیجا جائے تو اس وقت پھر نقول مہیا نہیں کرنی چاہئیں۔

جناب سپیکر: شکریہ رانا صاحب! میرے خیال میں جو فوری طور پر قراردادیں پیش ہوتی ہیں ان کی نقول بھی ہم مہیا کر سکتے ہیں اور ہم اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ ان کو نقول مہیا کی جائیں۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے میں سیکرٹریٹ سٹاف سے یہ کہوں گا کہ وہ فوری طور پر اس کی نقل قائد حزب اختلاف کو مہیا کریں۔ یہ بات اب طے ہے کہ جس وقت Question put ہو رہا ہو تو اس وقت کوئی پوائنٹ آف آرڈر پیش نہیں ہو سکتا۔ اس لئے جو اس قرارداد کے حق میں ہیں جو پانچ کی تقسیم

کے سلسلے میں وزیر قانون نے پیش کی ہے۔ وہ اپنی رائے کا اظہار کریں۔

(قرارداد منظور ہوئی)

اگلی قرارداد نیشنل فنانس کمیشن ایوارڈ کے بارے میں ہے۔ میاں منظور احمد موحل اسے پیش کریں گے۔

میاں منظور احمد موحل: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اس ایوان کی رائے میں وفاقی اور صوبائی حکومتیں مالیاتی وسائل کی تقسیم کی بابت حال ہی میں ہونے والے متفقہ نیشنل فنانس کمیشن ایوارڈ پر مبارکباد کی مستحق ہیں اس فیصلہ کی رو سے وفاق اور صوبوں میں آئین کے تقاضوں کے مطابق مالیاتی روابط میں غیر یقینی صورت حال کا خاتمہ ہو گیا ہے اور پنجاب اور دوسرے صوبوں کے مالی وسائل میں اضافہ کے ساتھ ساتھ ان وسائل کی آئندہ پانچ سال کے بعد فراہمی کی بھی ضمانت مل گئی ہے۔ یہ ایوان امید کرتا ہے کہ غیر ترقیاتی بجٹ کو صحت مند بنیاد فراہم کرنے کے بعد اب صوبوں کے مابین ترقیاتی وسائل کی تقسیم کے لئے بھی مناسب طریقہ کار وضع کیا جائے گا تاکہ صوبوں میں مناسب حد تک متوازن اور تیز تر ترقی کو یقینی بنایا جا سکے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ اس ایوان کی رائے میں وفاقی اور صوبائی حکومتیں مالیاتی مسائل کی تقسیم کی بابت حال ہی میں ہونے والے متفقہ نیشنل فنانس کمیشن ایوارڈ پر مبارکباد کی مستحق ہیں۔ اس فیصلہ کی رو سے وفاق اور صوبوں میں آئین کے تقاضوں کے مطابق مالیاتی روابط میں غیر یقینی صورت حال کا خاتمہ ہو گیا ہے اور پنجاب اور دوسرے صوبوں کے مالی وسائل میں اضافے کے ساتھ ساتھ ان وسائل کی آئندہ پانچ سال کے لئے فراہمی کی بھی ضمانت مل گئی ہے۔ یہ ایوان امید کرتا ہے کہ غیر ترقیاتی بجٹ کو صحت مند بنیاد فراہم کرنے کے بعد اب صوبوں کے مابین ترقیاتی وسائل کی تقسیم کے لئے بھی مناسب طریقہ کار وضع کیا جائے گا تاکہ صوبوں میں مناسب حد تک متوازن اور تیز تر ترقی کو یقینی بنایا جا سکے۔

رانا اکرام ربانی: I Oppose

جناب سپیکر: اس کی رانا صاحب نے مخالفت کی ہے۔ آپ میں سے کون صاحب اس پر اظہار خیال کرنا چاہیں گے؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: فرمایئے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! اس سلسلے میں میری گزارشات یہ ہیں کہ جس طرح صوبے کے عوام معزز اراکین کو صوبے کا انتظام چلانے کا فریضہ سونپتے ہیں۔ اسی طرح یہ معزز ایوان اپنے منتخب اراکین میں سے کابینہ اور وزیراعلیٰ کو منتخب کرتا ہے تاکہ وہ صوبے کے تمام معاملات کو چلائیں اور صوبے میں آباد تمام طبقوں کے حقوق کا تحفظ کرے۔ یہ ان کی بنیادی ذمہ داری ہوتی ہے لیکن جناب سپیکر یہ جو معاہدات ہوئے ہیں پانی کی تقسیم کا معاہدہ اور این - ایف - سی کا معاہدہ اس سے محسوس یہ ہوتا ہے کہ ہمارے جو پنجاب کے نمائندے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ نیشنل فنانس کمیشن ایوارڈ کا ذکر کر رہے ہیں؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! اگر ضمناً" کوئی ذکر آجائے تو میں معذرت چاہوں گا۔

جناب سپیکر: اصل میں تو آپ نیشنل فنانس کمیشن ایوارڈ کے بارے میں بات کر رہے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: میں اسی پر بات کروں گا۔

جناب والا! میں یہ ذکر کر رہا تھا کہ ہمارے نمائندگان جنہوں نے ان معاملات میں ان معاہدہ جات میں پنجاب کی نمائندگی کی ہے انہوں نے پنجاب کے حقوق کا تحفظ نہیں کیا۔ انہوں نے پنجاب کی نمائندگی نہیں کی بلکہ ان کی زیادہ تر توجہ اس بات پر رہی کہ وہ اپنی کرسی کو کس طرح سے پکا کر سکتے ہیں یا ان لوگوں کو جنہوں نے انہیں یہ کرسی عطا کی ہے خوش کرنے کی کوشش کی ہے۔

جناب سہیل ضیاء بٹ: جناب والا! میں آپ کی وساطت سے معزز رکن کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ .....

جناب سپیکر: آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

جناب سہیل ضیاء بٹ: جناب والا! ان کو ہماری کرسیوں کی فکر رہتی ہے میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ اپنی کرسی تو قائم نہیں رکھ سکے۔ ہمیں تو اپنی کرسی مضبوط رکھنے دیں۔

جناب سپیکر: سہیل ضیاء بٹ صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر پر بات بنی نہیں ہے۔ رانا صاحب آپ اپنی بات مکمل کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: دراصل انہیں میری باتیں اچھی نہیں لگیں گی۔ کیونکہ میں تو معاہدات کی بات کر رہا ہوں۔ کوئی آئین کی بات کروں گا قانون کی بات کروں گا۔ میری باتیں تو انہیں تب اچھی

لگیں گی جب میں یہاں پر کھڑے ہو کر یہ بتاؤں کہ کسی سرکاری یا غیر سرکاری پراپرٹی پر قبضہ کرنے کے کیا کیا طریقے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سہیل ضیاء بٹ: جناب والا! میرا اس سے استحقاق مجروح ہوا ہے۔ پہلے تو میرے معزز دوست یہ بتائیں کہ انہوں نے جو بات کی ہے وہ اخلاقی طور پر پارلیمنٹ میں بیٹھ کر' تعلیم حاصل کرنے کے بعد اور قانون کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد کیا یہ بات ان کی زبان کو زیب دیتی ہے اگر یہ میرے متعلق کوئی بات ثابت کریں تو میں اپنے جرم کی سزا بھگتنے کے لئے تیار ہوں لیکن اگر یہ کوئی بات ثابت نہ کر سکیں' ان کا یہ کردار ہمیشہ کی طرح ان کے اپنے دور میں بھی یہی رہا ہے انہوں نے صرف باتوں کا پلاؤ پکانا ہوتا ہے۔ تعلیم کا بھی انہیں کوئی فائدہ نہیں ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ خیالی پلاؤ کی دنیا سے باہر نکلیں اور اصلی حقیقت کی طرف آئیں اور جمہوریت کی صحیح پہچان کریں۔ جہاں تک انہوں نے میرا استحقاق مجروح کیا ہے یہ اپنے الفاظ واپس لیں یا پھر میں اس پر واک آؤٹ کروں گا۔

(اس مرحلے پر معزز رکن جناب سہیل ضیاء بٹ واک آؤٹ کر گئے)

جناب سپیکر: رانا ثناء اللہ صاحب اپنی بات جاری رکھیں۔

میاں شہباز احمد: اس سے قبل کہ رانا ثناء اللہ صاحب اپنی بات جاری رکھیں۔ ہمارے ایک معزز رکن صوبائی اسمبلی سہیل ضیاء بٹ صاحب واک آؤٹ کر کے چلے گئے ہیں۔ آپ اگر اجازت دیں تو میں ان کو منا کر لے آؤں۔

جناب سپیکر: میاں شہباز صاحب ضرور ان کو لے کر آئیں۔ رانا صاحب اپنی بات مکمل کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس ایوارڈ کے وجود میں آنے سے پہلے تمام صوبوں کے کچھ نہ کچھ مطالبات تھے۔ صوبہ سرحد والوں کا مطالبہ تھا کہ بجلی سے منافع دیا جائے۔ سندھ والوں کا معاملہ تیل سے متعلق تھا اسی طرح بلوچستان والوں کا بھی معاملہ تھا۔ اسی طرح پنجاب والوں کا یہ معاملہ تھا گورنمنٹ کاٹن ایکسپورٹ سے جو منافع کماتی ہے اس میں سے اسے حصہ دیا جائے۔ اس پر جناب ہوا یہ ہے کہ باقی تمام صوبوں کے مطالبات جو وہ پچھلے دس پندرہ سال سے کرتے آرہے تھے وہ تمام کے تمام مطالبات تسلیم کر لئے گئے ہیں۔ لیکن وہی فارمولہ جو دوسرے صوبوں کے لئے استعمال کیا گیا اور جسے ہائیڈل پاور کے منافع کے سلسلہ میں استعمال کیا گیا وہ پنجاب کے سلسلہ میں تسلیم نہیں کیا گیا۔ اس طرح پنجاب کی نمائندگی کا حق انہوں نے صحیح طریقے سے ادا نہیں کیا اور اس سے جو پنجاب کو فائدہ ہونا چاہئے تھا اور جس کی توقع تھی وہ نہیں ہو سکا۔

اسی طرح میں ضمناً" یہ عرض کرتا چلوں کہ جو (Water Aportionment) پانی کی تقسیم ہوئی ہے اس میں میری گزارش یہ ہے کہ 1969ء میں جسٹس فضل اکبر صاحب کی سربراہی میں ایک کمیشن تشکیل دیا گیا تھا۔ اس کمیشن نے سارے معاملات کو دیکھ کر جو سفارشات کی تھیں اس میں انہوں نے اس وقت یہ کہا تھا کہ پنجاب کو کل پانی کا پچاس فیصد حصہ ملے گا اس وقت کل پانی 104.21

جناب سپیکر: پانی کی تقسیم پر بات نہیں ہو رہی۔

رانا ثناء اللہ خان: میں یہ ضمناً" بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ مناسب بات نہیں ہے۔ آپ نیشنل فنانس کمیشن ایوارڈ پر بات کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: میں نے ذکر تو اسی سے شروع کیا تھا۔

جناب سپیکر: آپ پھر بات کیجئے۔

رانا ثناء اللہ خان: یہ ایک یا دو منٹ کی مختصر سی بات ہے۔

جناب سپیکر: نہیں رانا صاحب' آپ متعلقہ بات کیجئے۔ آپ کو یہ بات زیب نہیں دیتی۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! لاء منسٹر صاحب' اس طرح کی تحریکیں اور قراردادیں بغل سے نکال کر ایوان میں پیش کر دیں گے تو پھر ہم کیا کریں۔

جناب سپیکر: ایوارڈ کے موضوع پر بات فرمایئے۔ آپ کو یہ بات زیب نہیں دیتی۔

جناب سہیل ضیاء بٹ: جناب والا!

جناب سپیکر: بٹ صاحب تشریف رکھیئے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! ایوان میں آنے سے پہلے ایک منٹ تک یہ پتہ نہیں تھا ورنہ ہم کوئی نوٹس وغیرہ اٹھا کر لے آتے۔

جناب سپیکر: آئندہ آپ کو موقع دیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب اس کے لئے تمام قواعد معطل کئے گئے ہیں۔ میں تو ضمناً" عرض کر رہا ہوں۔ یہ فکر کی بات ہے۔ آپ گھڑی دیکھ لیں تین منٹ سے زیادہ وقت نہیں لوں گا۔

جناب سپیکر: اس پر آپ جتنا بولنا چاہیں میں آپ کو اجازت دیتا ہوں۔

لیکن جناب والا! مسئلہ یہ ہے کہ جو پانی کا معاہدہ ہوا ہے۔

جناب سپیکر: آپ پانی کے معاہدے کی بات کر رہے ہیں۔ ایوارڈ اور چیز ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب میں وہی بات کر رہا ہوں کہ پنجاب کے ساتھ اتنی نا انصافی ہوئی ہے کہ اس کے حصے کا پانی 2.1 ملین ایم۔ اے۔ ایف کم کر دیا گیا ہے اور پنجاب کا کسان پانی کو اپنے خون سے زیادہ اہمیت دیتا ہے۔ آپ نے دیکھی زندگی میں دیکھا ہو گا کہ پنجاب میں جتنے قتل ہوئے ہیں ان میں پچاس فیصد پانی کے تنازعہ پر قتل ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ نیشنل فنانس کمیشن ایوارڈ پر بات کیجئے۔

رانا ثنا اللہ خان: جناب والا! بات یہ ہے کہ یہ ایک زرعی صوبہ ہے اور اس وقت اس کے اوپر جو پردھان بن کے بیٹھے ہیں انہوں نے کبھی زمینداری نہیں کی کبھی کاشت نہیں کی۔

میاں شہباز احمد: جناب والا! یہ موضوع سے ہٹ کر بات کر رہے ہیں اور آپ انہیں بار بار کہہ رہے ہیں کہ وہ غیر متعلقہ بات نہ کریں۔ وہ اپنی بات پہ بضد نہ ہوں۔ جو کام کی بات ہے وہ کریں۔ ہمارا وقت ضائع نہ کریں۔

جناب سپیکر: میں نے ان کو یہ بات بتا دی ہے۔ رانا صاحب آپ نیشنل فنانس کمیشن ایوارڈ پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جی ہاں!

جناب سپیکر: فرمایئے۔

رانا ثنا اللہ خاں: اس سلسلہ میں جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ مالیاتی ایوارڈ میں پنجاب کو جو نقصان ہوا ہے اس کے دور رس نتائج ہوں گے۔ آپ دیکھ لیں کہ پنجاب حکومت کا کوئی بھی مطالبہ اس مالیاتی کمیشن کے حوالے سے لیا جائے یا کسی بھی حوالے سے لیا جائے پنجاب حکومت کا کوئی بھی مطالبہ منظور نہیں کیا گیا اور ہمارے وزیر خزانہ صاحب اور وزیر اعلیٰ صاحب ٹی وی پہ صرف تصویر کھچوانے کے شوق میں ہی رہے اور انہوں نے پنجاب کے معاملے کو کسی بھی جگہ پیش نہیں کیا۔ اس پہ انہوں نے احتجاج نہیں کیا۔ اب گندم کی قیمت کو ہی لے لیں۔ گندم کی جو قیمت مقرر کی گئی ہے۔

میاں شہباز احمد: رانا صاحب غیر متعلقہ بات کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ بات کی جا سکتی ہے۔ میاں صاحب تشریف رکھیں۔

جناب سہیل ضیاء بٹ: رنگا رنگ پانی کی وجہ سے رانا صاحب کو بہت مجبوری ہے۔ وہ بہت پیاسے ہیں کبھی وہ گندم کی طرف چلے جاتے ہیں اور کبھی پانی کی طرف۔ این ایف سی کے ایوارڈ کی طرف وہ آتے ہی نہیں۔ میرے خیال میں یہ تیاری کر کے نہیں آئے۔ ان کو دوبارہ بات کرنے کا موقع دیا جائے۔

سید چراغ اکبر شاہ: جناب والا! میں سہیل ضیاء بٹ صاحب سے اتفاق کرتا ہوں کہ واقعی رانا صاحب تیار کر کے نہیں آئے ہیں اور پہلے لیڈر آف اپوزیشن نے پوائنٹ آؤٹ کیا ہے کہ یہ تحریکیں بغل سے نکالی گئی ہیں اور ایوان میں پیش کر دی گئی ہیں۔ پہلے یہ روایت رہی ہے اور جیسے کہ آپ نے بھی فیصلہ دیا ہے کہ اپوزیشن سے مشورہ کیا جاتا ہے تو کم از کم قرارداد کی کاپی دے دی جاتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو آج قراردادیں پیش ہوئی ہیں اور جس طرح سے آج انہیں بلڈوز کر کے منظور کروایا جا رہا ہے اس کی صرف اور صرف وجہ یہ ہے کہ یہ قراردادیں سوائے میاں نواز شریف وزیراعظم پاکستان کی خوشامد کے علاوہ کچھ بھی نہیں اور معزز وزیر قانون بھی یہ سمجھتے ہیں کہ اگر ان قراردادوں کی کاپیاں حزب اختلاف کو مہیا کر دی جاتیں اور حزب اختلاف کو پتا ہوتا تو حزب اختلاف تیاری کر کے آتی بحث و تمحیص ہوتی تاکہ پریس کے ذریعے پنجاب کے عوام کے سامنے باتیں کھل کر آجاتیں اور پنجاب کی حکومت نے جس انداز سے اشتہاروں کے ذریعے اخبارات میں خبریں دے دے کر پنجاب کے عوام کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے کہ قومی مالیاتی کمیشن ایوارڈ کوئی کمال ہو گیا ہے پانی کی تقسیم آسمان سے ستارے اتار لئے گئے ہیں۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ آج کی قراردادیں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وزیراعظم پاکستان کی خوشامد کی جائے اور اس معزز ایوان کے نمائندے جو ہیں ان کی پوزیشن اور ان کا وقار میرے خیال میں تو یہ اجازت نہیں دیتا ہے کہ وہ صرف ایک فرد واحد کی خوشامد کریں۔

جناب سہیل ضیاء بٹ: جناب سپیکر! پی ڈی اے کے ممبران کا وزیراعظم پاکستان کو زیر بحث لانا اچھی بات نہیں ہے اگر یہ اس موضوع کو اسمبلی میں لائیں گے تو پھر ہم ان کے قائدین کے متعلق بھی نام لے کر بات کریں گے۔ یہ اخلاقی طور پر مناسب نہیں ہو گا۔ ان کو تنبیہہ کی جائے ان کو سمجھایا جائے کہ یہ ہمارے جذبات کے ساتھ نہ کھیلیں۔

جناب سپیکر: بٹ صاحب تشریف رکھیں۔ اس میں میں سید چراغ اکبر سے کہوں گا کہ گورنمنٹ کا نقطہ نظر بیان کرنے کے لئے لاء منسٹر صاحب اور دوسرے منسٹر صاحبان موجود ہیں۔ اگر آپ کوئی اظہار خیال کرنا چاہتے ہیں اور اس موضوع پر بات کرنا چاہتے ہیں میں آپ کو اجازت دوں گا۔

جناب سہیل ضیاء بٹ: جناب سپیکر! یہ میاں نواز شریف پر بات کر رہے ہیں ان کی مخالفت یا خوشامد کی ان کو کیا ضرورت ہے؟

جناب سپیکر: بٹ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

سید چراغ اکبر شاہ: میں عرض کر رہا ہوں کہ آج کی تحریکوں کا اس کے سوا اور کوئی مقصد نہیں ہے کہ یہ معزز ایوان اتنا وقت صرف ایک فرد واحد کی خوشامد میں ضائع کر رہا ہے جبکہ اسے یہ چاہیئے کہ پنجاب کے عوام کے جو مسائل ہیں اور ضمنی بجٹ کے بارے میں جو وقت رکھا گیا ہے یہ ایوان ضمنی بجٹ پر بحث کرے صرف اسی سلسلے میں بات چیت ہو لیکن آج تقریباً" گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ ان قراردادوں پر ضائع کیا گیا ہے جن کا مقصد یہ ہے کہ صرف اور صرف ایک فرد واحد کی خوشامد کی جائے۔ کیا اس طرح کے اعلیٰ عوامی اداروں کا مقصد جناب والا صرف یہ رہ گیا ہے؟

جناب سپیکر: اب آپ بجٹ پر آجائیں میرے خیال میں اس قرارداد کو Dispee of آف کریں۔

سید چراغ اکبر شاہ: میں صرف اتنی گزارش کروں گا کہ میرا مقصد وزیراعظم پاکستان کی ذات پر حملہ نہیں ہے میں تو ان خوشامدیوں کے بارے میں بات کر رہا ہوں جو ایوان کا وقت ضائع کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ یہ قرارداد جو میاں منظور احمد موحل صاحب کی طرف سے پیش کی گئی ہے جو کہ فنانس کمیشن ایوارڈ کے بارے میں ہے جو صاحبان اس کے حق میں ہیں وہ ہاں کہیں۔ (ایوان کی آواز "ہاں") اور جو اس کے مخالف ہیں وہ "نا" کہیں۔

(ایوان کی آواز "نا") یہ ایوارڈ کے بارے میں جس کے محرک میاں منظور احمد موحل ہیں اور میاں منظور احمد موحل صاحب بھی متوجہ نہیں ہیں' اس قرارداد پر میں نے آپ کی رائے چاہی ہے اور اس پر تھوڑا سا Confusion ہو گیا ہے کہ "ہاں" اور "نا" کے حق میں جو آوازیں آئی ہیں اس میں کوئی بات واضح نہیں ہو سکی۔ تو میں یہ کہوں گا کہ جو صاحبان اس قرارداد کے حق میں ہیں وہ اپنی اپنی سیٹوں میں کھڑے ہو جائیں۔ (حزب اقتدار کے اراکین اسمبلی اپنی اپنی سیٹوں میں کھڑے ہو گئے)

(سیکرٹری اسمبلی نے گنتی کی) جی تشریف رکھیئے۔ جو اس قرارداد کے مخالف ہیں وہ اپنی سیٹوں میں کھڑے ہو جائیں۔ (حزب اختلاف کے ارکان کھڑے ہو گئے) شکریہ تشریف رکھیں۔ تو یہ قرارداد منظور ہوتی ہے۔ جی اب ضمنی بجٹ پہ بحث کا آغاز ہوتا ہے۔

چودھری محمد فاروق: پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر: چودھری محمد فاروق صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد فاروق: جناب والا! معاملہ یہ ہے کہ کل کے روزنامہ "پاکستان" میں ایک خبر شائع ہوئی ہے جس میں یہ بات کہی گئی ہے کہ پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ امتحانات نے سینکڑوں امیدواروں کے داخلہ فارم گم کر دیئے ہیں۔ یونیورسٹی کے ریکارڈ میں یہ بات موجود ہے کہ ان طلباء کے داخلہ فارم ڈاک کے ذریعے یونیورسٹی نے وصول کئے لیکن یونیورسٹی نے یہ فارم گم کرنے کے بعد طلباء کے رجوع کرنے کے باوجود اور یونیورسٹی میں مطالبے کے باوجود کہ ہمیں رول نمبر جاری کئے جائیں اور امتحان میں بیٹھنے کی اجازت دی جائے۔ (اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے) لیکن شعبہ امتحانات نے اپنی غلطی کے باوجود اور ناقص کارکردگی کے باوجود ان طلباء کو Duplicate Forms دینے یا رول نمبر جاری کرنے سے انکار کر دیا ہے جس سے ان کا مستقبل مخدوش ہو کر رہ گیا ہے اس لئے میری استدعا ہے کہ مجھے اس ضمن میں تحریک التوائے کار قواعد کو معطل کر کے پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔ جناب سپیکر! اس لئے کہ اگر اس معاملے کو ملتوی کیا گیا تو پھر یہ طلباء امتحان نہیں دے سکیں گے اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کا مستقبل تباہ کرنے کی ذمہ داری ہم پر عائد ہو گی جو ان نوجوانوں کے مستقبل کا احساس نہیں کرتے۔ اس لئے جناب والا! قواعد کو معطل کر کے مجھے یہ انتہائی اہم نوعیت کی تحریک التوائے کار پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں جناب لاء منسٹر سے درخواست کروں گا کہ وہ اس سلسلے میں ہماری راہنمائی فرمائیں۔

چودھری محمد فاروق: ان کی عدم موجودگی جیسے خاموش نیم رضامندی ہوتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں حکومت کی طرف سے یہ چاہوں گا کہ وزراء کرام میں سے کوئی بھی صاحب اس سلسلہ میں حکومت کا جو نقطہ نظر ہے بیان کریں۔

وزیر زراعت: جناب والا! وزیر قانون کے دوست وفات پا گئے ہیں وہ پندرہ منٹ کے لئے جنازے

میں گئے ہیں اور اتفاق میں وزیر تعلیم بھی تشریف نہیں رکھتے تھوڑی دیر کے لئے آپ اس کو موخر کروا دیں اتنی دیر میں وہ واپس آجائیں گے۔

میاں منظور احمد موھل: جناب والا! میں اس سلسلے میں کچھ عرض کرتا ہوں۔ جناب والا! میں یہ رول 67 کا آپ کو حوالہ دیتا ہوں۔ یہ تحریک التوائے کار کے بارے میں ہے۔ اس میں یہ ہے کہ اس کو موخر تو ضرور کر سکتے ہیں لیکن آج جو مسئلہ ہے وہ یہ ہے کہ یہ زیر بحث ہی نہیں آسکتی کیونکہ:

No motion shall be moved -
On the day or days fixed for the general discussion of the Budget or the Supplementary Budget.

تو اس میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے۔ یہ جناب والا! رول 67 ہے۔ اس میں یہ واضح ہے۔ اسے موخر کر دیں۔ کل یہ out of turn سب سے پہلے لے سکتے ہیں۔

چودھری محمد فاروق: جی یہ مجھے اجازت نہیں دیتے ہیں اس لئے میں نے یہ استدعا کی ہے کہ قواعد کو معطل کر کے معاملے کی نوعیت کو دیکھتے ہوئے کہ ہمارے نوجوانوں کا مستقبل داؤ پر لگا ہوا ہے۔ محکمے کی ناقص کارکردگی ہے اور سزا طلباء کو بھگتنی پڑے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب میں آپ سے درخواست کروں گا کہ چونکہ آپ معاملے کی نزاکت کے سلسلے میں فرما رہے ہیں اور یہ معاملہ ایوان میں put کیا گیا ہے اور میرا خیال ہے کہ یہ پریس میں بھی آجائے گا اور یونیورسٹی والے اس پر ضرور کوئی نہ کوئی احکامات صادر فرمائیں گے۔ یہ مناسب نہیں ہو گا کہ ہم ہر بات پر قواعد کو معطل کرتے رہیں۔ تو آپ تشریف رکھیں۔ لاء منسٹر صاحب تشریف لے آتے ہیں۔ ان سے بھی دوبارہ اس سلسلے میں بات کر لیں گے۔ آپ تشریف رکھیں۔ شکریہ!

ایک معزز ممبر: جناب والا! پچھلی دفعہ مجھے بھی ایک تحریک استحقاق پیش کرنی تھی جس کی اجازت نہ ملی تھی اس وجہ سے رولز کو معطل نہ کیا گیا Dental Surgeon Post Graduate Class کے کئی طلباء جن کا امتحان نہ ہو سکا۔ گورنر پنجاب کی مداخلت سے کنٹرولر نے ان کا امتحان منعقد کروایا۔ لیکن ابھی تک ان کا Rusult بھی Declare نہیں کیا۔ یہ کنٹرولر پچھلے اٹھارہ (18) سال سے وہاں بیٹھا ہوا ہے اور یونیورسٹی کی جو خرابیاں ہیں اس کی یہ جڑ کنٹرولر ہے۔ جب تک یہ کنٹرولر وہاں سے نہ ہٹایا جائے گا۔ پنجاب یونیورسٹی کے امتحانات کا سلسلہ دگرگوں ہوتا رہے گا نقلیں چلتی رہیں گی اور قوم کا

مستقبل تباہ ہوتا رہے گا۔ جناب پچھلی دفعہ بھی آپ نے فرمایا تھا کہ Take up کر لیا جائے گا۔ یہ تحریک التوائے کار میں نے پیش کی ہے اس کو Discuss کرنے کے لئے اور کنٹرولر امتحانات کے کردار کو زیر بحث لانے کے لئے۔ ابھی چودھری فاروق صاحب نے جیسے فرمایا ہے اگر معاملہ پھر التواء میں پڑ گیا تو کئی طالب علموں کا مستقبل تباہ ہو جائے گا۔ اس سلسلہ میں میری درخواست ہے کہ اس کو فوری Take up کیا جائے اور کنٹرولر کو سزا دی جائے جو کہ نہ تو صوبے کے آئینی سربراہ کی پرواہ کرتا ہے نہ ہی وائس چانسلر کے حکم کی پرواہ کرتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب آپ کی بات ایوان میں پیش ہو چکی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس پر مزید بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ وزیر قانون آجاتے ہیں تو حکومت کا نقطہ نظر سننے کے بعد انشاء اللہ بہت جلد آپ کے تعاون سے ضرور کریں گے۔ شکریہ!

جناب شوکت داؤد: پوائنٹ آف آرڈر .....

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' شوکت داؤد صاحب آپ اپنی سیٹ پر ہیں یا آپ نے اپنی سیٹ تبدیل کر لی ہے۔

جناب شوکت داؤد: شکریہ! جناب سپیکر! میں اب باقاعدہ آئی جے آئی کی سیٹ پر بیٹھا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اچھا چلو ٹھیک ہے۔ فرمایئے .....

جناب شوکت داؤد: میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ جیسا کہ ابھی ہاؤس میں طے ہوا ہے معزز دوستوں سے بھی گزارش تھی کہ یہاں پر کوئی رکن بھی پوائنٹ آف آرڈر پر نہ بولے' جتنی دیر تک سپیکر اجازت نہ دے۔ لیکن یہاں یہ ہوتا ہے کہ ہر آدمی اٹھ کر اپنی پوری تقریر ختم کر لیتا ہے حالانکہ نہ اس کو اجازت ہوتی ہے۔ اس طرح میں سمجھتا ہوں کہ ہاؤس کا تقدس نہیں رہتا۔ یہی گزارش ہے کہ کئی لوگ پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر مانگنا شروع کر دیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ہاں! آپ درست فرما رہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس سلسلہ میں اسمبلی کی طرف سے ایک سیمینار منعقد کیا جا رہا ہے۔ اس میں دوستوں کو قانون اور متعلقہ طریقہ کار کا بھی پتہ چل جائے گا۔ تو اب ہم ضمنی بجٹ کر لیتے ہیں۔

سید چراغ اکبر شاہ: جناب سپیکر! حزب اختلاف کو تو آپ سے اکثر شکایت رہتی ہے کہ آپ ایوان کی کارروائی بڑی سختی سے چلاتے ہیں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آج آئی جے آئی کے اور کچھ

آزاد ممبران کی جو تحریک ہے' چودھری فاروق صاحب کی تحریک التوائے کار ہے' اس کو اگر قواعد معطل کر کے بغیر باری کے لئے لیا جائے تو میرے خیال میں کوئی حرج نہیں۔ انتہائی اہم مسئلہ ہے اور اگر آپ بھی قواعد کو ایک بار معطل کر دیں تو ایسی کوئی بات نہیں۔ سپیکر صاحب اکثر کرتے رہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب میں آپ کے مشورے کا شکر گزار ہوں۔ میں کوشش کروں گا کہ آئندہ آپ کو مجھ سے شکایت نہ ہو۔ اس پر فیصلہ ہو چکا ہے۔ میں آپ کی مشاورت کا از حد ممنون ہوں۔

ضمنی میزانیہ بابت سال 91-1990ء پر عام بحث

جناب ڈپٹی سپیکر: میں معزز ممبران سے درخواست کروں گا کہ جو صاحبان ضمنی بجٹ پر عام بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے اسمائے گرامی مجھ تک پہنچا دیں۔ میں اس سلسلے میں جناب قائد حزب اختلاف سے درخواست کروں گا کہ اگر وہ آج کی بحث کا آغاز فرمائیں۔

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ ضمنی میزانیہ کی شکل میں آئی جے آئی کی انتخابی مہم کا جو گوشوارہ اس ایوان میں پیش کیا گیا ہے' آپ نے مجھے اس پر اظہار خیال کی دعوت دی ہے۔

جناب سپیکر! میں ایوان کے معزز ممبران کو تھوڑا سا پیچھے لے جانا چاہتا ہوں کہ یہی چیزیں جو آئی جے آئی والوں کی طرف سے Election Return میں یعنی اس گوشوارہ میں پیش کی گئی ہیں' ان کو ہم مختلف انداز میں' تحریک التوائے کار کے ذریعے' سوالات کے ذریعے' اس ایوان کے اور پنجاب کے عوام کے سامنے لانے کی کوشش کرتے ہیں اور ہر دفعہ ایوان میں یہی جواب دیا جاتا رہا ہے کہ حزب اختلاف کے یہ الزامات درست نہیں ہیں۔ جناب والا! ضمنی میزانیہ 91-1990ء کے نام پر آئی جے آئی کی جو Election Return اس ایوان کے سامنے آئی ہے۔ اسے دیکھ کر مجھے اپنے اندازوں پر اور میرے ساتھیوں کو اپنی کہی ہوئی باتوں پر پہلے ہی جو یقین تھا وہ زیادہ پختہ ہو گیا ہے۔ جناب والا! پچھلے ضمنی بجٹ اور سالانہ بجٹ 91-1990ء میں بھی اخراجات کے معاملے میں بڑی بادشاہی کا ثبوت دیا گیا تھا۔ اخراجات میں زیادتی ہوئی ہے۔ لیکن تقریروں میں جو فرق دیکھنے میں آیا وہ یہ تھا کہ جناب وستی صاحب کی تقریر کے دوران شعر بہت پڑھے گئے۔ وہ میزانیہ سے زیادہ ایک دیوان لگتا تھا۔ لیکن شاید معزز وزیر خزانہ اس امر سے آگاہ تھے کہ وہ جو کچھ پڑھ رہے ہیں' اس میں شعروں کی گنجائش نہیں

نکلتی۔ جناب سپیکر! انہوں نے فرمایا۔

"644 کروڑ 75 لاکھ روپے کا ضمنی بجٹ بظاہر بہت بڑا دکھائی دیتا ہے لیکن حقیقت میں صورت حال ایسی پریشان کن نہیں ہے"

جناب والا! وہ درست فرماتے ہیں۔ صورت حال ان کے لئے پریشان کن نہیں ہے' صورت حال تو صوبہ پنجاب کے لئے پریشان کن ہے' صورت حال تو پنجابیوں کے لئے پریشان کن ہے جن کے نام پر یہ ساری دھاندلیاں اور بے قاعدگیاں کی گئی ہیں۔ جناب سپیکر! اتنے بڑے حجم کا ضمنی بجٹ کم از کم پنجاب کی تاریخ میں نہ پہلے پیش کیا گیا اور نہ شاید آئندہ اس کی گنجائش ہو۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ضمنی بجٹ کس لئے ہوتا ہے۔ اس کی گنجائش کس لئے رکھی گئی ہے۔ جناب والا! میں آئین کے آرٹیکل 124 کی طرف آپ کی توجہ دلاؤں گا جس کے مطابق:-

Article 124. If in respect of any financial year it is found---

(a) That the amount authorized to be expended for a particular service for the current financial year is insufficient, or that a need has arisen for expenditure upon some new service not included in the Annual Budget Statement for that year; or

(b) That any money has been spent on any service during a financial year in excess of the amount granted for that service for that year;

جناب سپیکر! اس میں جو بڑی بڑی رقمیں پیش کی گئی ہیں اور اس کے روح کے منافی ہے جس کے تحت ضمنی بجٹ کی شق آئین مہیا کرتا ہے۔ اگر ہمارے وزیر خزانہ اس ملک کے اور صوبہ پنجاب کے معاشی حالات کے بارے میں حساس ہوتے' واقفیت تو شاید انہیں ہو گی' تو وہ یہ بالکل نہ کہتے کہ یہ اتنا پریشان کن نہیں۔ پنجاب کا سالانہ میزانیہ 91-1990ء جو پہلے ہی ایک خسارے کا بجٹ ہے' اس میں اتنے لمبے چوڑے اخراجات مزید پیش کرنا اور پھر یہ کہنا کہ یہ کوئی پریشان ہونے کی بات نہیں' تو پریشانی کی بات واقعی ان کے لئے نہیں ہے' کیونکہ پریشان تو State کو ہونا چاہئے! جو اس معاملے میں بھی اپنی ذمہ داری صحیح طریقے سے ادا نہیں کر رہی۔ جناب والا! ضمنی میزانیئے تو ہوتے ہی اس لئے ہیں کہ صوبے کے لوگوں کو کوئی Emergency service مہیا کی جائے۔ لیکن اگر حکومت کو یہ اندازہ ہو کہ ہم جس وقت چاہیں' کوئی Demands کریں وہ ہمیں مل سکتی ہے تو پھر وزیر خزانہ کو یا محکمہ

خزانہ کو اتنی سر دردی کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ پھر جتنا کسی بجٹ کا حجم زیادہ ہو گا' اس میں Budgetary discipline بھی اتنا ہی کم ہو گا۔ جتنا بڑا بجٹ' جتنے بڑے اخراجات دکھانے ہوں گے' اس کی Sanctity بھی اتنی زیادہ کم ہو جائے گی۔ لیکن یہ سب کچھ غالباً" اسی امید پر کر رہے ہیں اور کرتے رہے ہیں کہ جو مرضی ہو ایوان کے سامنے رکھ دیا جائے' یہ اس پر انگوٹھا لگوانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ جناب سپیکر! ایسا ماضی میں ہوتا رہا ہے کہ بجٹ کی تقاریر کے دوران معزز ممبران نے پہلے کچھ آٹھ دس جملے وزیراعلیٰ' وزیر خزانہ اور بجٹ کی شان میں کہنے کے بعد انہوں نے اپنی داستان غم سنائی لیکن مجھے افسوس ہے جناب سپیکر کہ آخر میں پھر وہی ہوتا ہے کہ بجٹ میں جس صورت میں بھی Bureaucracy کی طرف سے پیش ہو جائے اس میں پنجاب کے لوگوں کے ساتھ جتنی مرضی زیادتی کی جائے آنے والے وقت کو بالکل پیش نظر نہ رکھا جائے۔ لیکن وہ بجٹ ماضی میں پاس ہوتا رہا ہے۔

جناب والا! سالانہ میزانیے میں جو ترقیاتی کاموں کے لئے رقم رکھی گئی تھی وہ نو ارب تھی۔ جناب سپیکر! یہ اپنی جگہ پر بہت بڑی رقم تھی۔ لیکن اس دفعہ پھر ضمنی بجٹ میں جو ترقی کے نام پر اتنا لمبا چوڑا اخراجات کا میزانیہ بنا کر دیا گیا ہے۔ کیا وہ نو ارب کی جو رقم رکھی گئی تھی وہ خرچ ہو چکی تھی؟ جس کی وجہ سے مزید مطالبہ کرنا پڑا اور یہ بھی اپنی جگہ پر ایک ریکارڈ ہے کہ اتنی بڑی رقم کا صرف اگست سے اکتوبر تک تین مہینے کے اندر زیادہ تر حصہ خرچ کیا گیا یا خرچ کرنے کی کوشش کی گئی۔

جناب سپیکر! اس ہاؤس میں ہماری اس بات کو کہا جاتا رہا کہ یہ درست نہیں ہے۔ لیکن سڑکوں پر آج بھی امیدواروں کے نام کے بورڈ لگے ہوئے ہیں۔ تعمیر وطن' فلاں صاحب امیدوار صوبائی اسمبلی فلاں اور میں بحیثیت رکن صوبائی اسمبلی پوچھنے کا حق رکھتا ہوں۔ جناب سپیکر! کہ کس اختیار کے تحت' کس اتھارٹی کے تحت یہ رقم اس طرح امیدواروں میں تقسیم کی گئی۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں یہ گزارش کروں گا کہ Allocation ہمیشہ سکیموں کے لئے ہوتی ہیں۔ لیکن پتہ نہیں یہ کس قسم کی سکیم ہے کہ اگر اوکاڑہ میں پچاس لاکھ کی سکیمیں ہیں تو کیمل پور میں بھی اٹک میں بھی پچاس لاکھ کی سکیمیں ہیں۔ لیل آباد میں بھی اور ایک پیسے اور روپے کا فرق نہیں ہے۔

MR. DEPUTY SPEAKER : NO cross talk please.

جناب رانا اکرام ربانی (قائد حزب اختلاف) : جناب سپیکر! میں نے پہلے گزارش کی تھی کہ ہم نے یہ سارے ٹیکس تحاریک استحقاق' تحاریک التوائے کار اور سوالات کے ذریعے ہاؤس کے سامنے'

عوام کے سامنے لانے کی کوشش کی۔ اس ایوان میں یہ جواب دیا گیا کہ یہ جو حساب کتاب ہے یہ Constituency wise نہیں رکھا جاتا۔ جناب سپیکر۔ میرے سامنے یہ گوجرانوالہ ڈویژن کی جو Allocation ہے اس کی کاپیاں موجود ہیں۔ دوسرے اضلاع کی موجود ہیں جس میں Allocations جن کی administrative approval دی گئی ہے اس کے اوپر لکھا ہوا ہے

" The name of Constituency

اور یہاں ہاؤس میں وزراء صاحبان نے کہا کہ Constituency wise اس کا حساب کتاب نہیں رکھا جاتا۔ پھر یہ بھی ہوا کہ مختلف Allocations کی گئیں اور ان Allocations کے against اس کی details نہیں بتائی گئی کہ یہ گاؤں کس جگہ پر ہے۔ کس تحصیل میں تاکہ اگر کسی ایک حلقہ انتخاب میں ضرورت سے زیادہ' بہت زیادہ' بہت ہی زیادہ پیسہ خرچ کیا جا رہا ہے تو اس کو چھپایا جائے۔ ایک ہی گاؤں کی مختلف سکیمیں ہیں جس طرح کسی نے ووٹ دینے کا وعدہ کیا ہے اس حساب سے ان کو فنڈز دیئے جاتے رہے۔ 9 سو کروڑ کا Annual Development Plan اور اس کے بعد ضمنی میزانیہ اور اس کے بعد بھی جناب سپیکر! میں حیران ہوں کہ کتنی جرات کے ساتھ ہر تقریب پر ہر اجلاس میں یہ فرمایا جاتا ہے کہ ہم خود انحصاری کی طرف قدم بڑھا رہے ہیں۔ کیسے ممکن ہے؟ جس وقت اتنی زیادہ Deficit budgeting ہو گی' جس وقت آپ سیاسی رشوت کے طور پر پنجاب کے عوام کے خون پسینے کی کمائی اس طرح تقسیم کریں گے تو کیسے Budgetary Discipline آئے گا۔ کس طرح ہم خود انحصاری کی طرف قدم بڑھا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ جو ضمنی بجٹ میں مطالبات ہیں۔ ان پر علیحدہ علیحدہ بحث کرنے سے پہلے ضمنی بجٹ کی جو سپرٹ ہے میں اس پر بات کروں گا۔

جناب سپیکر! اس بجٹ میں کروڑوں روپیہ تعلیم کے نام پر لٹایا گیا۔ پھر Agencies نے رپورٹ کی کہ صاحب اب بھی آپ کی بات پر کوئی اعتبار کرنے کے لئے تیار نہیں۔ لوگ اب بھی آپ پر اعتماد کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں پھر اکٹھے ہوئے۔ پھر سوچا کہ اچھا ضلع کونسلوں کے نام پر لاکھوں کروڑوں روپیہ دے دیا جائے۔ پھر سکیموں کے Against Allocation کرنے کی بجائے 8 کروڑ' 5 کروڑ' 4 کروڑ ضلع کونسلوں میں تقسیم کر دیئے گئے۔ پھر بھی تسلی نہیں ہوئی۔ یہ سارا Pre-Polls Rigging کا ایک حصہ تھا۔ جناب والا! یونین کونسلیں۔ پھر اس میں بھی Discretion میں سوچ رہا ہوں کہ حضرت قائداعظم رحمتہ اللہ علیہ اگر اس دنیا میں کبھی تشریف لانے کے قابل ہوتے تو بہت سے سپاہیوں کے بلے اترتے۔ بہت سے نام نہاد حوالداروں کی وردیاں اترتیں۔ اگر

یونین کونسلز کو فنڈز دیئے جا رہے ہیں تو اس Discretion کیسی۔ قائداعظم رحمتہ اللہ علیہ کے سپاہیوں نے یہ کہا کہ جس یونین کونسلوں میں ان کی مرضی کا چیئرمین نہیں تھا وہ آج بھی چیک لے کر پھر رہا ہے لیکن اس کو وہ پیسے نہیں دیئے جا رہے۔ کچی آبادیوں کے فنڈز دیکھیں۔ ہم جو کہتے ہیں عوام کی رائے ہے۔ پنجاب میں ایک ہزار سے زائد کچی آبادیوں میں ترقیاتی کاموں کے لئے جو رقوم بلدیاتی اداروں کو فراہم کی گئیں وہ غیر ترقیاتی کاموں پر صرف کر دی گئیں۔ جناب والا! اس کے باوجود یہ کہنا کہ ہم نے Rigging نہیں کی۔ ہم نے بڑی ایمانداری سے یہ سارا نظام چلانے کی کوشش کی۔

اس کے بعد اس میزانیئے کی تفصیلات کا مطالعہ کرنے کے بعد ایک بڑی دلچسپ بات سامنے آئی ہم پچھلی اسمبلی میں لاہور کے بارے میں پریشان رہتے تھے کہ فلاں چیز لاہور کے لئے ہونا چاہئے' فلاں چیز لاہور کے لئے درکار ہے۔ اب پنجاب کا ایک اور دارالخلافہ بھی ہمارے سامنے آیا ہے۔

آوازیں: میاں چنوں۔

رانا اکرام ربانی: میں خوش ہوں کہ کبھی کبھی ضمیر کی آواز بھی ایوان میں سنائی دیتی ہے بالکل صحیح ہے جناب۔ انہوں نے بھی "میاں چنوں" کا کہا ہے میں بھی "میاں چنوں" کا ذکر کرنے والا تھا۔ ایجوکیشن۔ میاں چنوں' پل اور سڑکیں میاں چنوں' پانچ مرلہ سکیم کے لئے زمین' میاں چنوں۔ تو جناب والا! آئی جے آئی کے درویشوں کا یہ حال ہے تو پھر آئی جے آئی کے بادشاہوں سے تو اس صوبے کو اللہ تعالیٰ ہی پناہ دلا سکتا ہے۔

جناب والا! پھر یہ خوشخبری سنائی گئی کہ پیپلز پروگرام کے لئے جو فنڈز رکھے گئے تھے ان فنڈز کو ہم نے Shift کیا ہے۔ تو جناب والا چوری کو Shifting کا نام دیا گیا ہے وہ فنڈز کسی سکیم کے against مختص کئے گئے تھے ان سکیموں پر کام بند کیا گیا ہے اس علاقے کو اور ان لوگوں کو اس ترقی سے محروم کیا گیا ہے اور وہ فنڈز وہاں سے واپس کر کے وہاں پر دیئے گئے ہیں جہاں پر لوگوں سے پہلے وعدہ لیا جاتا تھا کہ تمہاری Soling اس لئے لگے گی تمہاری Drainage اس لئے ہو گی اگر تم آئی جے آئی کو ووٹ دینے کا وعدہ کرو گے۔ جناب سپیکر! پھر یہ کہا جاتا ہے کہ بوجھ نہیں پڑا ہے۔ بوجھ کسی پر تو پڑا ہے۔

جناب والا! اسی ایوان میں آئی جے آئی کے ایک معزز ممبر نے تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ میں پورا پنجاب گھوما ہوں میں نے بہت سی جگہوں پر تعمیر وطن کے بورڈز دیکھے ہیں لیکن سانگلہ ہل میں تعمیر وطن کا بورڈ نہیں دیکھا۔ تو جناب سپیکر میں عرض کرتا ہوں کہ انہوں نے صرف سانگلہ ہل میں نہیں

دیکھا ابھی تو سو حلقے مزید ایسے ہیں جہاں پر تعمیر وطن کے بورڈ نہیں ہیں۔ لیکن آٹھ' دس حلقوں میں اور بعض میں بعد میں لگ گئے تھے اور جیسے لگے تھے میں اس تاریخ کو دہرانا نہیں چاہتا۔ لیکن اس کے باوجود جناب والا! ہم پر Horse Trading کا الزام لگایا جاتا ہے یہ بورڈ ان حلقوں میں لگے ہوئے تھے ان کے علاوہ کسی حلقہ میں تعمیر وطن کے بورڈز نہیں لگے ہوئے تھے۔

جناب سپیکر! اس سے پیشتر کہ میں اعداد و شمار کی طرف آپ کی توجہ دلاؤں میں اس ایوان کے معزز ممبران سے یہ گزارش کروں گا کہ حزب اختلاف کی طرف سے ہم نے آغاز میں یہ گزارش کی تھی کہ سیاسی اختلاف رائے سیاسی کارکن کا اپنا حق ہے لیکن اگر اس حکومت کی طرف سے پنجاب کو معاشی طور پر خود کفیل بنانے کی کوشش کی گئی تو ہم اس کا ساتھ دیں گے۔ لیکن جناب سپیکر! یہ وہ صوبہ ہے جو کسی زمانے میں فاضل بجٹ رکھتا تھا۔ وہ آج ہر کام کے لئے کبھی سٹیٹ بینک سے Over Draft لیتا ہے کبھی مرکز کی طرف دیکھتا ہے۔ جناب سپیکر! اب میں اعداد و شمار کی طرف آؤں گا سب سے پہلے ایک بڑی مزیدار چیز ہے جس کی کم از کم مجھے سمجھ نہیں آئی وہ صفحہ نمبر 122 اور Demand No 7 ہے اور وہ ہے۔

Provision of Funds for the preparation of Number Plates for the cars of MPAs and MNAs in the Punjab.

یہ خاصی بڑی رقم ہے۔ جناب والا! الیکشن ہو گئے اور ان ایوانوں کو چلتے ہوئے تقریباً" آٹھ ماہ ہو گئے اور اب مالی سال ختم ہونے کو ہے لیکن یہ جو رقم رکھی گئی تھی اس رقم کا استعمال تو جناب سپیکر میری سمجھ میں نہیں آیا۔

اس کے بعد صفحہ نمبر 70 پر ڈیمانڈ نمبر 16 ہے اور یہ پبلک ہیلتھ کے بارے میں ہے۔ اس میں Environmental Protection Agency کے لئے رقم رکھی گئی ہے۔ لیکن جناب سپیکر! اس وقت ہمارے Environment کی جو حالت ہے۔ اس بارے میں پنجاب میں سیمینار ہو رہے ہیں اور ایڈیٹروں کو خطوط لکھے جا رہے ہیں اس بارے میں مضامین لکھے جا رہے ہیں کہ اس Waste Water سے' دھوئیں سے اور مختلف کیمیکلز سے ہمارے ملک میں اتنی آلودگی ہے لیکن اس مقصد سے زیادہ اسے محکمے کے دوسرے اخراجات کے لئے رقم رکھی گئی ہے یعنی جس کام کے لئے وہ محکمہ بنایا گیا ہے اس کے لئے کم پیسے رکھے گئے ہیں اور اس کام کو کرنے کے لئے جو سٹاف رکھا گیا ہے اس کے لئے زیادہ رقم رکھی ہے۔

جناب والا! آسامیاں پیدا کی جاتی رہی ہیں اور مجھے یہ یاد ہے اور میرے خیال میں اس معزز ایوان کو بھی یاد ہو گا کہ آئی جے آئی کی طرف سے ایک ضمنی سوال کیا گیا تھا کہ کیا اس صوبے میں

اچھی نوکری حاصل کرنے کے لئے میاں چنوں کا ڈومیسائل ہونا ضروری ہے۔ جناب سپیکر! یہ سوال اسی ایوان میں کیا گیا تھا اور اسی ایوان میں ان فنڈز کے بارے میں ایک ممبر نے یہ کہا تھا کہ جو فلاں سڑک بنی تھی اور اس پر چار پانچ لاکھ روپے کے اخراجات کئے گئے تھے وہ سڑک تو وہاں پر موجود ہی نہیں ہے۔ جناب والا! یہ بات آئی جے آئی کے ممبر کہہ رہے ہیں۔ جو وہاں سے منتخب ہو کر آئے ہیں اور جنہوں نے وہاں پر سیاسی مہم چلائی تھی۔ لیکن جناب وزیر صاحب کا اصرار تھا کہ نہیں جناب یہ سڑک وہاں پر ہے اور وہ کہہ رہا تھا کہ چلیں جی مان لیتے ہیں میں اس بحث میں نہیں جانا چاہتا اور میں آپ کے اختیارات کو چیلنج نہیں کرتا کہ جی سڑک نہیں ہے لیکن آپ کے کہنے سے تو میرا وہ وعدہ بھی مٹی میں مل گیا جو میں نے وہاں کہا تھا کہ یہ سڑک بنواؤں گا۔ تو جناب سپیکر! یہ لاکھوں روپوں کی ہیرا پھیری ہے اور کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی اور پھر یہ کہا جاتا ہے کہ ان ایوانوں کو پی ڈی اے کے اقدامات سے خطرہ ہے۔ تو جناب والا یہ لاکھوں اور کروڑوں روپے اس طرح زمین پر بکھر جائیں گے اس کے بعد اس ایوان میں کیا تقدس باقی رہ جاتا ہے؟ ان کی کیا Justification باقی رہ جاتی ہے کہ کروڑوں روپے خرچ کئے گئے ہیں اور اب صرف اس ایوان سے انگوٹھا لگوانا ہے لیکن کوئی تفصیل نہیں دی گئی کہ کہاں پر یہ خرچ ہوئے؟

جناب والا! اب ڈیمانڈ نمبر 27 Miscellaneous ہے اور یہ Grant-in-aid فلاں محکمے کے ذریعے' فلاں محکمے کے ذریعے ہے اور جناب والا! یہ پھر اپنے ہی لوگوں کو نوازنے کا ایک طریقہ ہے اور اس صوبے میں نوازے جانے کی تاریخ اتنی پرانی ہو گئی ہے کہ یہ وہی ذہن ہے اور یہ وہی تسلسل ہے یہ وہی روایات ہیں' وہی عادات ہیں اور اب ان کو کیسے تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ Grant in aid صحافیوں کے لئے ہے اور یہ رقم بیس' بیس ہزار روپے کی ہے۔ جناب سپیکر! اسی ایوان میں فہرستیں پیش کی گئیں۔ پھر جناب یہ کہا جاتا ہے کہ جی صحافی Corrupt ہو گئے ہیں۔ اس ایوان میں اسلامی تعلیمات کو جاننے والے موجود ہوں گے۔ جناب والا! رشوت دینے والا بھی اتنا مجرم ہے جتنا کہ لینے والا۔ گاڑیوں کی لسٹیں آرہی ہیں اور Boarding and Lodging فلاں مد میں تین لاکھ روپیہ Grant-in-Aid جناب والا! میں ایک شعر پڑھنا چاہتا ہوں اور میں اس ایوان سے معذرت چاہتا ہوں کہ شاید وہ صحیح نہ ہو۔

ہزاروں ہی شکوے ہیں کیا کیا سناؤں
کہاں تک سنو گے کہاں تک سناؤں

جناب سپیکر! اس کے بعد صفحہ 124 سے علی بابا اور اس کے ساتھیوں کی اصل داستان شروع

ہوتی ہے۔

PROVISION OF FUNDS FOR INPLEMENTATION OF PROGRAMME FOR EDUCATION AND LOCAL DEVELOPMENT IN ALL DISTRICTS OF PUNJAB.

کروڑوں روپے کا خرچ ہے اور کوئی تفصیل نہیں دی کہ یہ کہاں خرچ ہوا؟ میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ یہ سارے فنڈز سکیموں کے لئے مختص کئے جاتے ہیں لیکن کسی سکیم کا ذکر نہیں ہے۔ ہر ضلع کی یکساں رقم ہے۔ کسی میں روپے آنے پائی کا قرض نہیں ہے۔ جناب سپیکر اس کے بعد ہے کہ

PROVISION OF FUNDS FOR IMPLEMENTATION OF DEVELOPMENT SCHEMES IN ALL UNION COUNCILS IN THE PUNJAB.

پھر غلط بیانی۔ صرف وہی یونین کونسلیں ہیں جہاں پر پسندیدہ لوگ چیئرمین تھے۔ یہاں بھی رقوم لاکھوں اور کروڑوں میں ہیں۔

جناب سپیکر! میں پھر اس ہاؤس کے معزز ممبران سے گزارش کروں گا کہ ان سے پوچھیں تو سہی کہ ان کی تفصیل تو اس ہاؤس میں بتاؤ تاکہ جو آنے والی نسلیں ہیں وہ دیکھیں ان کو بھی پتہ ہو کہ ممبران نے آنکھیں بند کر کے انگوٹھا نہیں لگایا۔ کچھ نہ کچھ انہیں دکھایا گیا تھا۔ کچھ نہ کچھ کارروائی پوری کی گئی تھی۔ کوئی نہ کوئی طریقہ کار اختیار کیا گیا تھا۔ پھر 138 تک تو ایسے ہی چلتا ہے میونسپل کارپوریشنیں' ضلع کونسلیں' وغیرہ وغیرہ۔ 138 سے پیاروں کی فہرست شروع ہو جاتی ہے Special Allocation جس سے پیار تھا ان کو پچاس ہزار' پچاس ہزار' پچاس ہزار اور کسی جگہ پر تو ساڑھے پانچ لاکھ تک کی مہربانی بھی فرمائی گئی ہے۔ جناب سپیکر! مختلف Heads جو ہیں وہ adopt کئے گئے ہیں۔ صفحہ 151 پر ہر جگہ تفصیل دی ہوئی ہے لیکن اتنی بڑی بڑی رقمیں ہیں کہ .....

"An amount of Rupees so and so is required for the execution for various schemes of Local Government and Rural Development Department..."

21 سے لے کر 217 تک سینکڑوں سکیمیں ہیں لیکن تفصیل کسی کی نہیں دی گئی اور صرف پیسوں کے لئے اس ایوان سے کہا جا رہا ہے کہ انگوٹھا لگا دیں پھر درویش کا ایک اور بڑا کارنامہ ہے۔ صفحہ 160 پر جنرل ایڈمنسٹریشن ہے۔ جناب سپیکر! کسی زمانے میں اس صوبے کے وزیراعلیٰ کے پاس جو صوابدیدی گرانٹ ہوتی تھی وہ لاکھوں میں تھی پھر ایک وقت آیا کہ اس صوبے میں نوازے جانے والے بھی موجود تھے اور نوازنے والا بھی موجود تھا۔ اس نے خود بھی ڈون سکول کے نام پر بیس' پچیس لاکھ روپے اس غریب آدمی نے' مسکین نے پچھلے بجٹ میں لے لئے تھے۔ انہوں نے پچھلی تاریخوں میں

منظوری لی کہ یہ اب کچھ لوگ جو آگئے ہیں وہ تو تفصیل مانگیں گے' پریشان کریں گے۔ جناب سپیکر! ان کو تو عادت تھی۔ تشریف لائے۔ ڈیسک بجایا گیا۔ واپس جا رہے ہیں۔ ڈیسک بجایا گیا۔ مجھے افسوس ہے کہ سوائے اس کے اس ہاؤس میں اور کوئی کارروائی ہوتی ہی نہیں تھی۔ جب انہوں نے یہ دیکھا کہ یہ تو سوال کرنے والے آئے ہیں۔ یہ وہ لوگ اس ہاؤس میں آگئے ہیں جن کو یہ احساس ہے کہ عوام نے ہمیں ووٹ دے کر بھیجا ہے۔ ہم کچھ لوگوں کے سامنے جواب دہ ہیں۔ ان کے آنے پر پچھلی تاریخوں میں منظوری لی گئی اور صوابدیدی فنڈز کروڑوں میں چلے گئے۔ ان کی ایک اپنی تاریخ ہے۔ وہ شاہوں کے لاڈلے تھے لیکن جناب سپیکر! مجھے درویشوں کے لئے کروڑوں کی صوابدیدی گرانٹ کی سمجھ نہیں آئی۔

صاحبزادہ سید مظہرالحسن چن پیر: جناب سپیکر! وقفہ نماز کیا جائے۔ نماز مغرب کا ٹائم ہو چکا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ جاری رکھیں۔ ابھی وقت ہے۔ پانچ منٹ کا وقت ہے۔ آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

رانا اکرام ربانی: جناب والا! پہلے ہی جو صوابدیدی گرانٹ تھی اس میں ایک کروڑ کا اور اضافہ ہے لیکن پھر سوچا گیا کہ شاہ محمود قریشی کا کیا قصور ہے؟ نصراللہ دریشک کا کیا قصور ہے؟ چودھری اقبال صاحب کا کیا قصور ہے؟ پھر چند لاکھ کی رقم منسٹر کی صوابدیدی گرانٹ میں رکھی گئی۔ اب صفحہ 172 پر Second Capital of Punjab شروع ہوتا ہے۔ نمبر ا مجھے حیرانی ہے کہ محترم وزیر خزانہ نے یا محکمہ خزانہ والوں نے جان بوجھ کر یہ

Purchase of 155 Cannal propritery land for three Marlas Housing Scheme, TULAMBA.

تحصیل میاں چنوں' انہوں نے نمبر ا پر رکھی ہوئی ہے۔ معزز وزیر خزانہ مسکرا رہے ہیں۔ شاید ان کی نیت بھی یہی تھی کہ اگر کوئی زیادہ گہرائی میں جانے کی کوشش نہ بھی کرے تو سب سے پہلے میاں چنوں پر اس کی نظر پڑے۔

Road and Brides
Construction of link Road Chak 18/15-L Mian Chunu.

Construction of link Road Chak 100/15-L Mian Chunu.

Construction of link Road Chak 74-75/15-L Mian Chunu.

Construction of link Road Chak 17/15-L Mian Chunu.

جناب سپیکر! پھر صفحہ 187 پر ایجوکیشن ہے۔ 135 سے میاں چنوں شروع ہوتا ہے اور یہ 192 تک جاتا ہے۔ مجھے یہ خوشی ہے کہ آئی جے آئی کے دوست بھی باخبر (Conscience) ہیں کہ یہ ان کے ساتھ کیا ہو رہا ہے اور کس پردے میں' کس آڑ میں ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر! یہ سارے اخراجات اور اس بجٹ کا اتنا بڑا ریکارڈ مجھ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس خطرے کو ہمارے سامنے اور زیادہ اجاگر کرتا ہے جس خطرے کی طرف ہمیں یہ موجودہ ذہن لے کر جا رہا ہے۔ جس خطرے کی طرف ہم آہستہ آہستہ بڑھتے جا رہے ہیں۔ جناب سپیکر! یہ نہ صرف قانون کی خلاف ورزی ہے' آئین کی بھی خلاف ورزی ہے۔ آرٹیکل 38 ملاحظہ فرمائیں۔

Article 38-
"The State shall-
(a) Secure the well-being of the people, irrepsective living of sex, caste, creed or race, By rising their standard of living by preventing the concentration of wealth and means or production and distribution in the hands of a few to the detriment of general interest and by ensuring equitable adjustment of rights between employers and employees, and **landlords and tenants.**

لکھا یہ گیا ہے کہ تمام یونین کونسلوں کے لئے گرانٹ دی گئی ہے۔ لیکن جناب والا پریکٹس کیا ہے؟ صرف ان یونین کونسلوں کے لئے جہاں .....

پیر احمد شاہ کھگہ: جناب والا! نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ نماز کے لئے وقفہ کر دیں۔ رانا صاحب کی دھواں دھار تقریر بعد میں ہو جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر کو جائز قرار دیتے ہوئے 15 منٹ کے لئے نماز کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

(اس کے بعد اجلاس کی کارروائی 15 منٹ کے لئے ملتوی کر دی گئی)

(نماز مغرب کے وقفے کے بعد جناب ڈپٹی سپیکر سات بج کر چالیس منٹ پر کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب' آپ تقریر فرما رہے تھے۔

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! میں Election Return کے بارے میں بات کر رہا تھا جس وقت نماز مغرب کا وقفہ ہوا ہے۔ مجھے اس بات کی نشان دہی کرتے وقت دکھ ہو رہا ہے کہ وزیر خزانہ ایوان

میں موجود نہیں ہیں جن کی یہ ذمہ داری ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ تشریف لے آئے ہیں۔

جناب اکرام ربانی: جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے اپنی بات کے آغاز میں کہا تھا' ہم ان ساری چیزوں کے بارے میں مختلف حوالوں سے کوشش کرتے رہے ہیں کہ وزارت خزانہ اور حکومت اس بات کا نوٹس لے کہ یہ مالی بے قاعدگیاں جو کافی سالوں سے ایک معمول بنتی جا رہی ہیں وہ نہ دھرائی جائیں اور اس قسم کے اقدامات کئے جائیں کہ جن کی تقلید کرنے میں' جن پر تعاون کرنے میں اختلاف رائے رکھنے والے بھی فخر محسوس کریں کہ یہ ایک ایسا اچھا کام ہے جو اس صوبے کے عوام کی بہتری کے لئے کیا جا رہا ہے۔ یہ ایک ایسا کام ہے جو اس صوبے کے عوام کی خود کفالت کے لئے کیا جارہا ہے۔ کوئی ایسا کام جو اس صوبے کی معاشی خوش حالی کے لئے کیا جاتا تو ہمیں خوشی ہوتی اور ہم اس میں حصہ دار بنتے۔ لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ اس طرف کسی کی توجہ ہی نہیں۔ امید تھی اور اب بھی ہے کہ کم از کم کچھ ایسے لوگ جو اس بات کا دعوی کرتے ہیں کہ وہ صوابدید کی پیداوار نہیں ہیں' وہ ایک سیاسی عمل کی پیداوار ہیں اور صوبے کی مالی معاملات کے ذمہ دار جو ویسے بھی خوبصورت ہیں' مسکراتے ہوئے اور بھی خوبصورت لگتے ہیں وہ اس طرف توجہ دیں گے اعتراضات جو شکوک' پنجاب کی معاشی حالت کے بارے میں' ان لوگوں کی اہلیت کے بارے میں لوگوں کے ذہنوں میں ہیں ان کو دور کیا جائے۔ جناب سپیکر! جس طریقے سے Election Return میں اخراجات کئے گئے اس کا ایک لازمی نتیجہ یہ ہونا تھا کہ وہ سڑک جو صرف ایک گاؤں یا ایک محلے کے ووٹ لینے کے لئے چند دنوں میں بنائی گئی' آف سیزن میں بنائی گئی تھی وہ ٹوٹنی ہی تھی۔ اس کے حوالے سے کسی نے بڑا خوبصورت کالم لکھا ہے۔ جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں وہ بھی ایوان کی اطلاع کے لئے پڑھ دوں۔

"کہتی ہے تجھے خلق خدا غائبانہ کیا" جناب سپیکر! اگر اس میں کوئی مماثلت ہو تو میں اس کے لئے پہلے معذرت چاہتا ہوں۔

"پھر ہر سڑک "ہاضمہ روڈ" بن جاتی ہے۔ پہلے اس کا پتھر ہضم ہوتا ہے۔ پھر بجری' پھر پہاڑی مٹی اور پھر ساری سڑک اور ٹھیکے دار کا ہاضمہ اتنا زبردست ہوتا ہے کہ وہ ساری چیزیں کھا جاتا ہے (آگے کالم نگار لکھتا ہے) میں نے ایک ٹھیکے دار سے اس کے ہاضمے کی خوبی کی وجہ معلوم کی۔ وہ کہنے لگا' توجہ کریں جی۔ میں اکیلا تو نہیں کھا سکتا۔ یہ تو "اتفاق" کی برکت ہے۔ سب معدے مل کر کام

کرتے ہیں تو یہ سارا کچھ ہضم ہوتا ہے۔ (پھر انہوں نے پنجابی کی ایک مثل لکھی ہے جو میں آپ کی اجازت سے پڑھتا ہوں)

"مال لگنا ایں سرکار دا' کی جاناں اے روڈے یار دا"

جناب سپیکر! یہ ان اخباروں میں ہے جن کا پیپلز پارٹی سے کوئی تعلق نہیں اور جن کے مالکان کے نام' جن کے مدیران کے نام مختلف حوالوں سے اخبارات میں آتے رہتے ہیں۔ پھر اسی بجٹ کے مختلف صفحات پر ورک چارج بنیادوں پر لوگوں کو ملازم رکھا گیا ہے یہ ایک اور Pre Polls Rigging ہے۔ جناب سپیکر! اس کے حوالے سے بعض اداروں کا اخباروں میں ذکر کیا گیا ہے۔ کسی ادارے کا ذکر ہے کہ .....

شدید مالی بحران کے باوجود سیاسی بھرتیوں کی بھرمار ہے۔ دو سو کے قریب ورک چارج ملازم ایسے ہیں جو ہر ماہ تنخواہ وصول کرنے دفتر آتے ہیں۔ ایسے کام چور ملازمین کی سرپرستی ... میں ایک لفظ پڑھنا نہیں چاہتا' کہیں میرے خلاف تحریک استحقاق نہ پیش ہو جائے اور اس ادارے کے اعلیٰ حکام کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر' الیکشن کے بعد یہ چیزیں اخبارات میں مسلسل آرہی ہیں۔ جو لوگ اس ملک کے اور اس صوبے کے عوام کا دکھ جانتے ہیں' اس کو بانٹنا چاہتے ہیں' وہ شروع سے چلاتے رہے۔ لیکن سب کے بارے میں ایک ہی رویہ' ایک ہی جواب کہ

مال لگدا اے سرکار دا' کی جاناں اے روڈے یار دا

جناب سپیکر! یہ جہاں اتنی خوش کرنے والی خبریں لوگوں کو دکھائی گئی ہیں وہاں عوام کی کیا رائے ہے۔ آخرکار ان ساری چیزوں کا اثر' ان سارے فیصلوں کا اثر ان ساری پالیسیوں کا اثر عوام پر پڑتا ہے۔ For Discussion Sake ہم آج یہ بات مان لیتے ہیں کہ جن کا Mandate لے کر آنے کا دعویٰ کیا جاتا ہے ..... ان کے بارے میں ان کو دی جانے والی سہولتوں کے بارے میں کیا کہتے ہیں کہ انہیں کیا ملا ہے۔

38 % increase in six months in Punjab.

یہ قیمتوں کے بارے میں ایک رپورٹ ہے۔ کہ پنجاب میں چھ مہینے کے اندر ان کی خوبصورت معاشی پالیسیوں کی وجہ سے صرف 36 فیصد ضروریات زندگی کی اشیاء کی قیمتیں بڑھیں۔ اب قیمتیں بڑھنے کے ساتھ ساتھ اس کے جو اثرات ہوتے ہیں۔ کاش میرے فاضل دوست نے کبھی اس طرف توجہ دی ہوتی جرائم میں اضافہ کی کیا وجہ ہے؟ یہ گھروں میں جھگڑے کی کیا وجہ ہے۔ اس کے اوپر پھر

ایک رپورٹ ہے۔ مہنگائی رنگ دکھانے لگی۔ نفسیاتی اور اعصابی مریضوں کی تعداد بڑھ گئی ہے۔ لوگوں میں بد دلی اور بے چینی پھیل رہی ہے۔ جناب سپیکر! یہ ایک کتاب نہیں ہے۔ اس ہاؤس میں بھی ذکر ہوا اور اس ہاؤس سے ترقی کر کے جانے والوں کے گرو نے بھی یہ کہا تھا کہ یہ آئین کی کتاب کوئی مقدس چیز نہیں ہے۔ اس کو پھاڑ کر بھی پھینکا جا سکتا ہے۔ جناب والا! ان کے نزدیک ان کتابوں کی واقعی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔ لیکن ان کتابوں میں دیئے گئے Facts and figuers ہوتے ہیں۔ جناب والا! وہ پوری قوم کی زندگی کو جس طریقے سے متاثر کرتے ہیں میں کوشش کرتا ہوں کہ اس کا کچھ نہ کچھ احساس لوگوں کو دلایا جائے۔ ان کو یاد دلایا جائے کہ لوگوں میں بد دلی اور بے چینی پھیل رہی ہے۔ بات بات پر غصہ آجاتا ہے۔ جس سے گھر کا پورا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔ جناب والا! یہ ان گھروں کی بات ہے' میں اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے لوگوں کے لئے شاید خواہ مخواہ کی باتیں کر رہا ہوں۔ لیکن جناب والا! وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ جن کو روٹی نہیں ملتی وہ کیک کھایا کریں ان کے لئے واقعی یہ صرف وقت ضائع کرنے والی بات ہے۔ لیکن میں اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونا چاہتا ہوں۔ جس گھر کا نظام درہم برہم ہو جائے وہاں کا ہر فرد پریشانی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ جائز خواہشات اور ضروریات کو جبر سے دبانے والے ذہنی امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ Psychological Terms ہیں کہ اگر اپنے سامنے کوئی انسان کسی کو کوئی ناجائز کام کرتا ہوا دیکھتا ہو لیکن وہ کام کرنا اس کے اختیار میں نہ ہو' تو اس کا رد عمل بہت سے سماجی برائیوں کو جنم دیتا ہے اور پھر یہ اس قسم کی خبریں کہ ایس اینڈ جی اے ڈی کا ایک ٹرانسپورٹ پول ہے میں اس کی بات کروں گا تو اس کی بھی شائد تحقیقات کا حکم دے دیا جائے گا کیونکہ جس دن سے ہم اس ہاؤس میں حاضر ہوئے ہیں پہلا اجلاس ایسا ہے کہ جس سے پہلے تحقیقات کا حکم صادر نہیں فرمایا جاتا تھا۔ حزب اختلاف کی طرف سے تحاریک التوائے کار آئیں' پھر سیانے مل کر بیٹھے اور انہوں نے اس کا ایک حل نکالا اور وہ حل یہ تھا کہ ایک Cell بنا دیا جائے کہ جس دن اخبارات میں یا صوبے کے کسی طرف سے کوئی سنگین واقعہ ہونے کی اطلاع ملے اس کی ایک فہرست جاری کر دی جائے کہ جناب صوبے کے Chief Executive نے فلاں فلاں واقعات کی تحقیقات کا حکم دے دیا ہے۔ نومبر' دسمبر' جنوری' فروری' مارچ' اپریل' مئی اور اب ہم جون میں شامل ہو گئے ہیں۔ آٹھ مہینوں میں کسی تحقیقات کا نتیجہ سامنے نہیں آیا اسی طرح اس تحقیقات کے بارے میں بھی لا علمی کا اظہار کیا گیا کہ ٹرانسپورٹ پول کی گاڑیاں بے شمار لوگوں کو نوازنے کے لئے ہیں۔ جناب والا! یہ لفظ جو ہے پتا نہیں ہے اس صوبے کی جان اس سے کب چھوٹے گی نوازے جانے اور نوازنے کی یہ رسم اس طریقے سے

اس صوبے میں چل رہی ہے کہ اس صوبے میں ساری تکالیف اور بیماریوں کی وجہ یہی ہے۔

جناب والا! امن و امان کی صورت حال پر بات کرتے ہوئے میں نے اس وقت یہ گزارش کی تھی کہ تعلیمی مراکز جو ہیں وہ سرکاری سرپرستی میں غنڈہ گردی کا مرکز بنتے جا رہے ہیں۔ اس قسم کی خبریں بھی آئی ہیں کہ پولیس کے جو ملازمین وہاں تعینات تھے وہ بوٹیاں مہیا کر رہے تھے۔ اس قسم کی خبریں بھی آئی ہیں کہ اساتذہ کی طرف سے کہ انہوں نے کہا ہے کہ انہیں مجبور کیا گیا ہے کہ وہ فلاں صاحب کے صاحب زادے کو نقل کرنے دیں نقل بھی ایک صراعت سمجھی جا رہی ہے کہ یہ جو امتحانی مراکز پر لوگ ہیں ان کا یہ فرض ہے کہ وہ ان کو نقل کی سہولت مہیا کریں۔ جناب سپیکر! کس کس چیز کا رونا رویا جائے۔ یہ بات آج ہی اس گھڑی کے فوراً بعد بہتری کی طرف جا سکتی ہے اگر نیت بہتری کی کر لی جائے۔ اگر صوبے میں بہتر پالیسیاں بنانے کی طرف رجحان کر لیا جائے۔ صحیح قدم اٹھانے کا آغاز کر لیا جائے۔ جناب والا! اگر میں نے ہزار میل بھی جانا ہے تو ہزار میل میں پہنچ سکتا ہوں۔ پیدل پہنچ سکتا ہوں۔ گھسیٹ کر پہنچ سکتا ہوں لیکن شرط یہ ہے کہ کم از کم میرا رخ تو اس منزل کی طرف ہو۔ جناب والا! یہاں کسی پالیسی کا رخ صحیح جانب نہیں ہے۔ دعوے' حکم' وعدے' جناب سپیکر! بعض ایسی چیزیں بھی اس سارے عرصے کے دوران دیکھنے اور سننے میں آئیں جن پر تھوڑی سی توجہ سے ان کی بہتری کا کوئی حل نکالا جا سکتا تھا۔ مثلاً سڑکیں ٹوٹ رہی ہیں۔ اس کی طرف توجہ دلائی گئی۔ عوام نے توجہ دلائی ہے جن کا Mandate لے کر آنے کا بار بار یہاں پر شور مچایا جاتا ہے۔ بجٹ سے پہلے فالتو سرکاری فنڈ خرچ کرنے کے باعث تعمیراتی اشیاء کی قیمتوں میں چالیس فیصد اضافہ ہوا۔ اس خبر کے حوالے سے توجہ اس بے ضابطگی کی طرف یا اس فضول خرچی کی طرف دلائی گئی کہ نئے بجٹ کی آمد اور مالی سال کے خاتمے سے قبل اپنے تعمیراتی بجٹ کو خرچ کرنے کی تگ و دو میں سرکاری ادارے جن میں بلدیاتی ادارے بھی شامل ہیں مصروف ہو جاتے ہیں اور اس کی وجہ بتاتے ہوئے بعض افراد نے فرمایا کہ بدقسمتی سے ہمارے ملک میں دستور ہی کچھ ایسا ہے۔ تو جناب والا! اس دستور کو کون بدلے گا۔ ہم اس دستور کو بدلیں گے اس دستور کو اس ایوان میں بیٹھے ہوئے لوگ بدلیں گے۔ یہ معزز ممبر اسے بدلنے کی نیت تو کریں۔ اس قسم کی پابندیاں کیوں؟ جن کی وجہ سے رشوت کا دروازہ کھلتا ہے۔ سالانہ بجٹ میں بعض رقوم مالی سال کے خاتمے تک اگر استعمال میں نہ آئیں تو انہیں قومی خزانے کو واپس دینا پڑتا ہے اور ان محکموں میں جن میں بلدیاتی ادارے ترقیاتی ادارے' ہائی وے اور Building Departments وغیرہ شامل ہیں۔ آخر میں Dumy اور غیر معروف اخبارات میں ٹینڈروں کی اشاعت کے بعد ملی بھگت سے ٹینڈروں کی منظوری دے کر کمیشن کے طور پر مال بنانے کا

کھیل کھیلا جاتا ہے اور اس وجہ سے سروے میں یہ بات آئی ہے کہ قیمتیں 40 فیصد تک بڑھ گئی ہیں۔ اگر یہ دستور ختم کر دیا جائے کہ مالی سال کے خاتمے تک تعمیراتی اور بعض مدوں میں سرکاری خزانے سے حاصل کی جانے والی رقم ضبط کرنے کی بجائے اگلے مالی سال کے بجٹ میں شامل کر لی جائیں تو اس سے نہ صرف عوامی سرمائے کا زیاں نہ ہو گا بلکہ تعمیراتی کاموں کے معیار میں بھی بہتری آسکتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ تعمیراتی اور دیگر کاموں کے بلوں کی منظوری کے وقت کمیشن کے نام پر رشوت کا کھیل ختم ہو جائے گا اور تعمیراتی کام ناقص میٹریل کے باعث وقت سے قبل ہی شکست و ریخت کا شکار نہیں ہوں گے۔ جناب والا! جب کسی محکمے کے سر پر ایک تلوار لٹکا دی جائے کہ یہ فنڈز جو آپ کے لئے مختص کئے گئے ہیں اگر ان کو مالی سال ختم ہونے سے پہلے پہلے ختم نہ کیا گیا تو ان کو واپس لے لیا جائے گا تو یہی کچھ ہو گا۔ جناب والا! ہمارے ہاں ایک دستور بن چکا ہے اور حالت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ کمیشن لینے یا دینے کو اب کوئی سماجی برائی یا گناہ سمجھا ہی نہیں جاتا ہم اس سارے عرصے کے دوران اخلاقی طور پر اس جگہ پر پہنچ گئے ہیں کہ حکومت کی رقم کے خوردبرد کی کوئی برائی نہیں سمجھا جاتا۔ جناب سپیکر! یہ سارے معاملات میں نے پہلے بھی عرض کئے تھے۔ میں ان ساری باقاعدگیوں اور بے ضابطگیوں کی نشاندہی کے ساتھ ساتھ اپنے اس عہد پر بھی عرض کرنا چاہوں گا جیسا کہ ہم نے پہلے دن واضح کیا تھا کہ اس صوبے کو مالی اعتبار سے خود کفیل بنانے کے لئے جو اقدامات کئے جائیں گے۔ ہمارا پورا تعاون اس کے ساتھ رہے گا لیکن اس کے برعکس جو صورت حال ہمارے سامنے پیش کی گئی اور یہ جو اسمبلی میں Election Return پیش کی گئی ہے جس پر اب اسمبلی سے انگوٹھا لگوایا جائے گا وہ ان کے دعوؤں کے برعکس ہے۔ میں اپنی بات کو مختصر کرتے ہوئے اپنے دوستوں سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ صوبہ ایک زمانے میں فاضل بجٹ پیش کرتا تھا۔ جناب سپیکر! میں کچھ واقعات کی طرف ضمناً اشارہ کروں گا جن کی تفاصیل Cut Motions میں واضح طور پر آئیں گی کہ اسی ایوان میں ہمیں پبلک سروس کمیشن کی رپورٹیں پڑھنے کے لئے دی گئیں ان میں ہمارے Graduates اور Post Graduates طالب علموں نے جو جوابات دیئے ہیں وہ اپنی جگہ پر علم کا ایک شاہکار ہیں۔ جناب سپیکر! جس طرح ایجوکیشن کی مد میں اس طریقے سے اخراجات کئے جائیں گے یا جس طریقے سے اس میں کئے گئے ہیں اس کا نتیجہ ظاہر ہے ان رپورٹوں میں ایم۔ اے پاس ایک لڑکے کا جواب تھا کہ فتح جنگ، جھنگ کے آس پاس ہے۔ ایک طالب علم سے جب پوچھا گیا کہ بجلی بنانے کے کون کون سے طریقے ہیں تو اس صاحب زادے نے فرمایا کہ بجلی پانی سے اور سورج سے بنتی ہے۔ جب انٹرویو لینے والے نے اس لڑکے سے پوچھا کہ برخوردار اگر پانی سے بجلی نکالی جائے تو کیا وہ

پانی کسی استعمال میں آسکتا ہے۔ تو اس لڑکے نے جواب دیا کہ جی اس پانی میں باقی کیا رہ جاتا ہے جس میں بجلی نکال لی گئی ہو۔ جناب سپیکر! یہ اس رپورٹ میں موجود ہے۔ جناب والا! ماضی میں وزراء بھی رہے ہیں اور اس ایوان میں ماضی کے وزیر تعلیم بھی تشریف فرما ہیں میں نے پہلے بھی عرض کی تھی کہ اس قوم کا اس صوبے کا خوشحالی کی طرف قدم بڑھنا شرط ہے۔ ہم ضرور انشاء اللہ تعالیٰ اپنی منزل تک پہنچیں گے۔ یہ بات اہم ہے کہ اس منزل تک اس صوبے کو یا اس ملک کو کونسی پارٹی لے کر جاتی ہے لیکن جس طرح ایجوکیشن کی مد میں پیسے دیئے گئے ہیں اگر اس طرح اخراجات کئے جاتے رہیں گے تو آج سے دس سال بعد بھی Graduate سے آپ پوچھیں گے تو وہ بھی یہی جواب دے گا کہ اس پانی کا کوئی فائدہ نہیں رہتا جس میں سے بجلی نکال لی جائے۔

میں اس ایوان میں بیٹھے ہوئے اپنے فاضل دوستوں سے یہ گزارش کروں گا کہ اس ایوان میں بات ہوئی کہ اگر اس ضمنی بجٹ کو یہ ایوان مسترد کر دے یہ اس ایوان کو اختیار ہے۔ آج سے کئی مہینے پہلے اس ایوان میں جناب سپیکر نے یہ تجویز پیش کی تھی اس وقت تالیاں بجائی گئی تھیں اور بنچ بجائے گئے تھے کہ بجٹ کی تیاری کے کسی مرحلے میں کسی جگہ پر عوامی نمائندوں کو اعتماد میں نہیں لیا جاتا ہے اگر ایک برائی میں ایک اور بے قاعدگی میں آپ کی مرضی شامل ہی نہیں ہے' آپ اس میں شامل ہی نہیں ہے تو اس برائی کو برائی کہنے میں کیا حرج ہے اور اس بے قاعدگی کو مسترد کرنے میں کیا مضائقہ ہے۔ کم سے کم اس سے یہ تو ہو گا کہ آنے والے ادوار میں وہ لوگ اور وہ ادارے جو بجٹ بنانے کے ذمہ دار ہیں وہ عوامی نمائندوں کو' اس ایوان کو اس کی تیاری میں شروع سے شامل کریں گے۔

جناب سپیکر! میں نے یہ چند گزارشات اس ضمنی بجٹ کے حوالے سے کیں میں آپ کا بھی اور اس ایوان میں تشریف فرما دوستوں کا بھی مشکور ہوں کہ انہوں نے میری تلخ و ترش باتیں بڑے حوصلے سے سنیں میں نے کوشش کی کہ میں کوئی ایسی بات نہ کروں کہ جس سے کوئی گلا یا شکوہ پیدا ہو لیکن اگر کوئی ایسی بات سمجھ لی جائے تو میں اس کے لئے جناب والا! پہلے ہی معذرت چاہتا ہوں میں صرف ایک بات دہرانا چاہتا ہوں اور میری اس ہاؤس سے یہ استدعا ہو گی کہ اگر ہمیں شک ہے کہ خدانخواستہ پاکستان کا وجود مستقبل میں نہیں رہے گا تو پھر جو دل میں آئے کریں۔ تو جناب والا! اگر اس چیز پر اعتماد ہے اور ملک کی سلامتی پر یقین ہے تو پھر اس ملک کی خوشحالی پر بھی یقین ہونا چاہئے اور اس کے لئے کچھ عملی اقدامات کرنے چاہئیں۔ جناب سپیکر! اگر اس قسم کے اقدامات سے اگر اس قسم کے کاموں سے خسارے کے بجٹ سے اور پاکستان کے عوام کے علاوہ پوری دنیا سے مانگ تانگ کر

اس ملک اور صوبے میں ترقی کرنے کا نام خوشحالی ہے تو میں خدا کے نام پر' پاکستان کے عوام کے نام پر اور پنجاب کے نام پر اپیل کرتا ہوں کہ ایسی تمام کوششوں کو مسترد کریں جن میں صرف لفظوں کے گورکھ دھندے کے ذریعے سال کے بعد ایک کتاب ہمارے سامنے پیش کر دی جائے اور ہم مجبور ہوں کہ سارا کچھ کہنے کے باوجود ہماری تجاویز پر عمل درآمد نہ ہو۔

جناب سپیکر! جس وقت معزز قائد ایوان نے حلف اٹھایا اس کے بعد امن و امان کی بحث کے وقت ایک موقع آیا میں نہیں دھرانا چاہتا۔ اس ایوان میں میں نے وہ آوازیں سنیں' وہ پکار سنی' وہ آہ سنی جو سارے رکھ رکھاؤ کے باوجود اس نمائندے کے دل سے نکلتی تھی جس کے ذہن کے کسی گوشے میں یہ احساس موجود تھا کہ وہ کچھ لوگوں کے سامنے جوابدہ ہیں اور ان پر ان کے حلقے کی کچھ ذمہ داری ہے۔ جناب سپیکر! تعلیم کے حوالے سے اور Development کے حوالے سے ایک معزز ممبر نے کہا کہ پینے کے پانی کے لئے ان کے دیہاتوں کی عورتیں میلوں سفر کرتی ہیں۔ یہ کہا گیا کہ سارا دن محنت کرنے کے بعد وہ رات کو اپنے جانوروں کی رسیاں پکڑ کر سوتے ہیں .....

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

اور اگر اتنی احتیاط کے باوجود چوری ہو جائے' مجھے اگر صحیح یاد ہے تو فیصل آباد سے تعلق رکھنے والے ایک معزز دوست کا یہ فرمان تھا کہ اگر اس کے باوجود کوئی واقعہ ہو جائے اور وہ رپورٹ کرانے کے لئے جائیں تو وہاں پر آئی جے آئی کے کسی ایم این اے یا ایم پی اے کا رشتے دار یا انسپکٹر بیٹھا ہوتا ہے یا ڈی ایس پی بیٹھا ہوتا ہے۔ وہ کسی کے پاس امداد کے لئے جائیں گے۔ آٹھ مہینے کے بعد بھی جناب سپیکر صورت حال جوں کی توں ہے۔ ویسی کی ویسی ہے۔

جناب سپیکر! الیکشن کے نظم و ضبط کے لئے اتنے پیسے جو دیئے گئے اس کے حوالے سے مجھے یاد آیا کہ اس ہاؤس میں یہ وعدہ فرمایا گیا تھا کہ الیکشن کے دوران جتنے اختلافات ہوئے ہیں اور ان کی وجہ سے نوبت لڑائی یا جھگڑے تک پہنچ گئی ہے تو اس میں صرف سنگین نوعیت کے مقدمات کو چھوڑ کر باقی مقدمات واپس ہو جائیں گے۔ ایک نمائندہ حزب اختلاف کا بھی لیا گیا۔ وہ نمائندہ ہر ٹیلی فون کی گھنٹی پر یہ سمجھتا ہے کہ شاید اسے اس میٹنگ کے لئے بلایا جا رہا ہے۔ جس وقت ڈاکیا اس کے گھر پر دستک دیتا ہے تو وہ یہی سمجھتا ہے کہ اسے میٹنگ کی چٹھی آئی ہے۔

جناب سپیکر! یہ صورت حال ہے۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے۔ پھر یہ Austerity Drive ہے کہ آئندہ سالوں میں ہم بچت کے ذریعے اپنے اخراجات خود اٹھانے کے قابل ہو جائیں گے۔ اس کے لئے جو آغاز کیا گیا ہے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے جناب سپیکر ہم تو حزب اختلاف میں ہی شاید

ہماری بات اس حوالے سے سمجھی جائے۔ یہ گاڑیوں کی خرید و فروخت اور مرمت پر 68 لاکھ اور گاڑیوں کی تبدیلیوں پر اتنے لاکھ جناب سپیکر اگر انداز یہی رہا تو اگلے سال کیا اگلے کئی سالوں میں بھی خود انحصاری کی منزل حاصل کرنے کی کوئی توقع نہیں۔ اس حوالے سے عرض کروں گا کہ .....

The Minister claimed that meeting the additional burden on

the ADP would be no problem .....

شاید تکیہ کلام کے طور پر اس میں یہ ذکر آگیا ہے۔

No problem .....

> ....as the funds would be shifted from the special development programme, peoples programme and other Federal Government, foreign aided development schmes in Punjab. He however did not mention what would happen to the development schemes already running under these programmes. The Minister who remained on the success of austerity drive, the Punjab Government intended to launch to make its deficit receipts.

جتنی شاہ خرچیوں کا نمونہ یہ Election Return کی شکل میں ہمارے سامنے آیا ہے اگر یہی سوچ کار فرما رہی تو خدا حافظ ہے۔ جناب سپیکر! میں نے شروع میں یہی کہا تھا کہ منزل کی طرف پہنچنا صرف اس صورت میں ممکن ہے کہ پہلے آپ کو پتہ ہو کہ آپ کی منزل کیا ہے؟ کہنے کو کہہ دیا گیا ہے کہ خود کفالت' خود انحصاری کی جانب گامزن ہیں لیکن اس کی شرط یہ ہے کہ زاد راہ کا آپ کو پتہ ہونا چاہئے کہ آپ کو راستے میں کس کس چیز کی ضرورت پڑے گی اور اس کے لئے سب سے بڑی چیز جس کی ضرورت ہے یہ کہ ہم بچت کریں اور اس سارے میزانیہ میں بچت نام کی چیز کے علاوہ باقی سارا کچھ نظر آتا ہے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں اس دعا کے ساتھ اپنے ساتھیوں سے اجازت چاہوں گا جو دعوے - جو منصوبے اس ملک کی یا اس صوبے کی خوشحالی کے لئے کئے جائیں ان سب کے لئے شرط یہی ہے کہ اس کا آغاز گھر سے کیا جائے جیسا کہ انگریزی کا بھی ایک محاورہ ہے کہ

Charity begins at home.

اس میں انہوں نے لکھا ہوا ہے کہ .....

Accountability must begin at home.

اس معاشی بحران کو حل کرنے کے لئے ماضی میں جو کچھ ہوا اس کو درست کرنے کے لئے صرف ایک ہی چیز' ایک ہی سوچ' ایک ہی فکر ذہن میں ہونی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اگر ہمیں اقتدار دیا ہے تو اس

اختیار کا حساب بھی ہو گا۔ اگر میں نہ لے سکا اس ہاؤس میں بیٹھا ہوا کوئی اور نہ لے سکا تو کم از کم آخرت میں ضرور حساب ہو گا اور یہ حساب بہت بڑا حساب ہے جس کے لئے پورے صوبے کے عوام ان معاملات ان پالیسیوں کے ذمہ دار لوگوں کا گریبان پکڑ سکتے ہیں۔ جناب سپیکر شکریہ۔

جناب سپیکر: خانزادہ صاحب آپ آج بات کرنا چاہتے ہیں؟

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: If you so desire I can speak today. Today it would be much better because the Leader of the Opposition has made his speech today, I would also like to reply to some of his comments on the functioning of the present government.

جناب سپیکر: خانزادہ صاحب بسم اللہ کیجئے۔

MR.TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, will you allow me to speak in English or shall I speak in urdu.

MR SPEAKER: As you feel convenient but it should be made clear...

لیکن ایک بات طے کر لی جائے کہ جو ممبر صاحبان بات کرنا چاہتے ہیں۔ یہ طے کر لیا جائے کہ اس پر کتنا وقت لیں گے۔ میرے خیال میں پانچ منٹ اس کے لئے کافی ہوں گے؟ میں آپ سے دریافت کر رہا ہوں کہ جو ممبران ضمنی بجٹ پر بات کرنا چاہتے ہیں ان کے لئے پانچ منٹ کا وقت کافی ہو گا۔

آوازیں: دس منٹ ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے دس منٹ کر لیتے ہیں۔

MR. TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, five minutes time is not enough to reply to his remarks.

MR. SPEAKER: All right you can take ten minutes.

MR. TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, just a minute the Leader of the Opposition has taken two hours or more than two hours only repeating his adnauseam. Speech, and if you don't give us an opportunity to reply to him constitutionally as well as morally based on factual position....

MR SPEAKER: Please one minute, Khanzada Sahib what do you suggest.

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Ten minute is not sufficient time for reply, if you want me to speak.

جناب سپیکر: خانزادہ صاحب میں آپ سے رائے لے رہا ہوں کہ کتنا وقت مخصوص ہونا چاہئے۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, I think in fairness to this House and in fairness to the IJI representatives who are in an overwhelming majority. I shall be given as much time to reply verbatim to every critique that he has made against us. He has gone into the adnauseam repetition of charging IJI and Muslim League government, which I want to defy in this House and want to bring it on record.

جناب سپیکر: پھر کیا بات طے ہوئی؟ دس منٹ ٹھیک ہیں؟

جناب تاج محمد خانزادہ: جناب والا! دس منٹ میں کیا ہوتا ہے؟ وہ ڈھائی گھنٹے بولتے رہے ہیں۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

خانزادہ صاحب طے یہ ہوا کہ دس منٹ تقریر کے لئے ہوں گے اور سارے صاحبان کی یہ خواہش ہے کہ آپ اردو میں بات کریں۔ خانزادہ صاحب بسم اللہ کیجئے۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, in obedience to your order I shall try my best to express myself in the best of my Urdu that I have. While I will be doing that, I shall certainly refer to certain historical facts in English as to bring it to the notice of the House that the alien stables cannot be cleaned in fortnight. When I refer to the alien stables I refer to the Kingdom of Greek. The alien stables were the stables which could not be cleaned by the Kingdom of today. We have here the alien stables from the Peoples Party Government. Rome was not built in a day--- If they expect that the alien stables will be cleaned in eight months they are asking for more. I would invite that the Leader of Opposition in the first instance to his first objection saying that the supplementary presentation of budget is unparliamentary and unconstitutional.

Sir, I am only referring to history of this House, and if not before partition for the last 43 years of the existence of this House. Supplementary Budgets are the contitutional right of the existing government to meet the contingencies of the time and to meet the emergencies of the time for the sake of the preservation

of the sovereignty and the rights of the people in the betterment of the people at large. If you deny that right to the legislature, I ask Mr Ikram Rabbani where will this country go. Mr Speaker, what really hurt me in his speech was when he doubted the continual existence of sovereignty of this country, he said I express doubt whether this country even live, see what he is propagating. sir, we say this country will live, and will live as long as this world exists. This country will live as long as Islam is the religion of the Musalman.

MR SPEAKER: Khanzada Sahib, Rana Ikram Rabbani is on personal explanation.

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! مجھے خانزادہ صاحب کی تقریر میں مداخلت کرتے ہوئے افسوس ہو رہا ہے اور میں ان سے معذرت خواہ ہوں۔ لیکن جناب سپیکر معاملے کی نوعیت اس قسم کی تھی کہ مجھے فوراً مداخلت کرنا پڑی۔ میں نے یہ کہا تھا کہ اگر ہمیں پاکستان کی سلامتی کے بارے میں کوئی شبہ نہیں ہے تو ہماری پالیسیاں اس طریقے سے ہونی چاہئیں۔ میں نے یہ بالکل نہیں کہا تھا' آپ اس سلسلے میں ٹیپ سن سکتے ہیں کہ مجھے خدانخواستہ پاکستان کی سلامتی کے بارے میں کوئی شبہ ہے۔

جناب سپیکر! ہم ان لوگوں میں سے ہیں جنہیں یہ علم تھا کہ ہمارا یہ علاقہ پاکستان میں نہیں آئے گا۔ نہ میں نے انگریزوں کی خدمت کی ہے اور نہ ہی میرے بزرگوں نے انگریزوں کی خدمت کی ہے اور یہ جانتے ہوئے کہ جس گھر میں ہم رہ رہے ہیں یہ پاکستان میں نہیں آئے گا۔ جناب والا! میں اس خاندان سے ہوں جس خاندان کے افراد پاکستان میں پورے نہیں آئے اور جو آئے ہیں ان کے اعضاء پورے سالم نہیں تھے۔ میں یہ الفاظ کیسے کہہ سکتا ہوں کہ میں پاکستان کی سلامتی کے ساتھ' یا خدانخواستہ مجھے اس کی سلامتی کے بارے میں کوئی شبہ ہے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

MR SPEAKER: Please take your seat.

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, I am grateful to Rana Sahib for clarifying the position, but in order to correct me,

please put on the tape, afterwards, and see and correct the tape so that the words he now says may be inserted, he was no there, however we will not argue on it, admission of omission and commission of mistake is a greatness.

Sir, Rana Sahib has referred to his family's services, I think he is not the only solitary example of those sacrifices. I think every individual sitting in this House, according to their own ability and acording to their conviction have made the maximum sacrifices to bring Pakistan into existence. It is not the solitary privilege of one individual, it is the collective effort of the muslims of the sub-Continent. That Pakistan came in to being, credit goes to every "KALIMAGO" present and past.

Sir, I say the present regime inherited great many things of their predecessors. If today Mian Nawaz Sharif has taken within a period of eight months decisions of which the nation feels proud, the people who had higher claims for authority they claimed they were the custodians of democracy, could not decide about the financial and water problems of the Provinces. This august House of The Punjab, the heart of The Punjab, as we say, we are the heart of Pakistan, will make sacrifices to see that the Pakistani brothers of minority provinces exist and progress in line with us, Inshallah we will make sacrifice for them. Today we in this Assembly assert, I hope unanimously, the decision taken by our leaders, by the Chief Ministers of the four Provinces, credit goes to IJI, who have the mandate of universal sufferage, they have come on in overwhelming majority.

The Leader of the Opposition referred and to rigging. Their leaders today get together to try and to make a negative approach. They claim themselves to be the upholders of democracy, but on the other hand their actions are against democracy. I challenge them and I think every member of this House is in that position, to come and hold elections in any constituency, and bring impartial observers to see; the result will be the same.

Sir, you PPP have misled the nation of the slogan of Roti, Kapra, and Makan. The ignorant people put you in power; by securing only 30 per cent votes. You forgot even your own conviction in Islam that the custodian and the giver of these three things is Almighty God, and no individual. The individuals only make an effort in that direction and belssings come from God Almighty to enable them to work for the nation and provide three essentials of life. Sir, you in your two years of administration and your predecessor, did nothing except to bring deveastation and ruination to the nation, injustices and hardships to the people of Pakistan. You left the treasury bankrupt, you talked about merit, you brought whosoever got couple of stripes on his buttocks and he became a patriot. you overrod the rights of the people, who were competitioners, who have come through competition and stood first.

Today the Leader of the Oppostion Mr Rana refers to water, that electricity comes out of water or it comes out of machines, sir, this is not the fault of this government, which has only been in power for eight months. This government has made huge allocation, to try and raise the standard of education. it is goondaism today. You brought the students on the streets, they copied in examination, they became goondas, the result was hartals and lawlessness in the Universities. Who brought them, you my dear P P P, you did it , you did it. You only have to look down at yourself. Be honest to youself and be honest to the nation, as to who brought this country to this state of affair, the Assemblies had to be finished before time. The people even started doubting the future of this country.

Sir, I know every individual in this House and outside is a patriot. I have no doubt about the love and patriotism of the opposition for this country. It is the question of approach, but for God's sake a negative approach to a positive policy results in disaster. I would invite you to come and cooperate with us. I hope Mr Wyne may not take it a flattery, but, I think he is the first Chief Minister who offered you the equal opportunity to share both in the administration and in the development, and go along with us on the road to prosperity of this country. Although the majority of us differ with you on this issue, because some of us believe in tit for tat, but Qur'an says no, no tit for tat,. if you forgive, it is higher, though Mr Wyne is following the higher policy of offering you all the cooperation, and if you deny your support, the fault is not his, the fault is yours.

Sir, you referred to the roads, you referred to the omission and commissions of bureaucracy, no doubt that these are there, No doubt the corruption is rampant in the country. No doubt some of the bureaucrats have taken the law in their own hands. No doubt the public representatives are not given their due respect, and the due consideratiuon. No doubt the time will show that the present regime, with its present policies is going to put in the mouth of bureaucracy, by which they will be pulled up, by the gentlemen sitting in this House. We will prove to you, in time to come, by grace of God Almighty how far we can go to alleviate the hardships of the poor and to stop corruption, and we shall boldly come out against bureaucrats, if they do irregular acts, and go against the law of the land.

Sir, I have been in this House and Shoora since 1962. I have seen many great people, some of them have gone (May God bless them), some of them are living, and some to come in future. We have to leave traditions in this House which represent the major part of Pakistan, left traditions for our posterity of which they should be proud. Sir, I don't wish to go into a long speech, because I think Mr Speaker may get impatient, with the duration of only ten minutes. I am grateful to him, that whatever time I have been allowed to speak you listened patiently, and Inshallah in the budget session being a member of IJI I owe to be loyal to them. I am sure the leader of the House will allow every member of this House in the spirit of constructive criticism to come out, and in the end Inshallah the budget will be approved unanimously. This budget, the supplementary budget is a credit to the Finance Department, it is credit to youngman, who brought this budget. He has not incurred any liability, wherever he has said that this money has been incurred. He has also given you a para how he is going to make it up. As far as the deficit financing is concerned, you may dislike it but today it is a necessity on account of inflation, I am sure this House and the House in Islamabad as well will try their best to stop inflation, to stop corruption and to see that the deficit financing is reduced.

Sir, we have to continue to strive for the betterment of our people and of Pakistan. May God be with us in our efforts and in our intentions to be successful and serve our people to the best of our abilities. May God be with us. Aamin.

جناب سپیکر: راجہ خلیق اللہ خان (ایوان میں حاضر نہیں تھے) فرید احمد پراچہ صاحب (ایوان میں حاضر نہیں تھے) جناب فرحت عزیز مزاری صاحب۔ آج آپ بات کریں گے؟

جناب فرحت عزیز مزاری: جی ہاں۔

جناب سپیکر: ارشاد فرمایئے۔

جناب فرحت عزیز مزاری: جناب سپیکر! جناب وزیر خزانہ نے جو ضمنی بجٹ پیش کیا ہے اور جیسا جناب خانزادہ نے بھی فرمایا۔ اس میں انہوں نے مطالبات زر رکھے نہیں ان کے حصول کے ذریعے اور طریقے بھی بتا دیئے۔ جناب والا! اس سے تو مجھے کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اگر کوئی اختلاف ہے تو وہ اپنے علاقے کے متعلق ہے۔ میں شق وار ان اختلافات کو بیان کروں گا۔ مطالبہ زر نمبر 14 میں محکمہ تعلیم کے لئے 1 ارب 27 کروڑ 81 لاکھ کی رقم رکھی گئی ہے۔ اس میں ڈیرہ غازی خان ڈویژن کے صرف کوٹ ادو تحصیل کے لئے 8 لاکھ 73 ہزار 310 روپے رکھے گئے ہیں۔ جناب والا! چناب کے اس پار اور ستلج کے اس پار پنجاب کا کافی علاقہ ہے اور نہ صرف یہ کہ وہ بہت پسماندہ علاقہ ہے۔ آپ یقین جانیں کہ وہاں پر بجلی کی بنیادی ضروریات بھی نہیں ہیں۔ رسل و رسائل کے ذرائع بھی نہیں ہیں۔ بچوں کو سکول میں بیٹھنے کے لئے ٹاٹ نصیب نہیں ہیں۔ اتنی بڑی ضمنی رقم میں سے 8 لاکھ 73 ہزار 310 روپے' ڈیرہ غازی خان ڈویژن اور بہاولپور ڈویژن کے ساتھ زیادتی ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ آئندہ جو مالی سال کا بجٹ آرہا ہے اس میں پسماندہ علاقوں کو ان کا جائز حق دیا جائے۔ جناب والا! پچھلے چالیس سال سے جب سے یہ ملک آزاد ہوا ہے جو بھی صاحب اقتدار اس خطے میں آیا اس نے ہمیں یہی آکر خبر دی کہ یہ پسماندہ علاقہ ہے۔ ہمیں جناب اس بجٹ پر اعتراض نہیں ہمارا علاقہ واقعی پسماندہ ہے۔ اس کی پسماندگی کو دور کرنے کے لئے اقدامات کی ضرورت ہے۔ صرف یہ خبر دینا کہ یہ علاقہ پسماندہ ہے اس سے مسئلہ حل نہیں ہوتا۔ ہمارا مسئلہ تب حل ہو گا کہ آپ بجٹ میں ان پسماندہ علاقوں کے لئے بڑی رقمیں رکھیں۔ ان کو پنجاب کے دیگر ترقی یافتہ علاقہ جات کے برابر لائیں۔ مطالبہ زر نمبر 29 میں رورل واٹر سپلائی سکیم کے لئے 2 کروڑ 66 لاکھ 76 ہزار روپے رکھے گئے ہیں۔ اس میں سے صرف ایک لاکھ 2 ہزار روپیہ ضلع راجن پور کی دو سکیموں کے لئے دیا گیا۔ جناب والا! میرا حلقہ روجھان اور راجن پور تحصیل کے کچھ حصہ پر مشتمل ہے۔ آپ یقین جانیں وہاں لوگوں کو میلوں تک پینے کا پانی نہیں ملتا۔

جس طرح ابھی میرے ایک دوست نے فرمایا کہ عورتیں گھڑے اٹھا کر میلوں تک پانی کی تلاش

میں پھرتی ہیں۔ بارش ہوتی ہے تو لوگ جوہڑوں سے پانی پیتے ہیں۔ مویشیوں کے ساتھ اور کتوں کے ساتھ مل کر وہ پانی پیتے ہیں۔ ان علاقوں میں واٹر سپلائی سکیم کی ضرورت ہے۔ میں یہ وزیر خزانہ صاحب سے اور حکومت پنجاب سے گزارش کروں گا کہ مہربانی فرما کر ان بدنصیب علاقوں کو جو پنجاب کا خطہ ہیں جو پنجاب کا حصہ ہیں ان میں ان کی بنیادی ضروریات فراہم کی جائیں۔

جناب والا! مطالبہ نمبر 29 میں ڈویلپمنٹ کے لئے 2 کروڑ 33 لاکھ 35 ہزار 600 روپے کا مطالبہ زر ہے۔ اس میں سے تحصیل راجن پور کے لئے کچھ بھی نہیں۔ میری تحصیل روجھان میں آپ یقین جانئے صرف ایک تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال ہے ساری تحصیل میں ایک Rural Health Centre ہے اور اس ساری تحصیل میں ایک Ambulance تک نہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اس قسم کی زیادتیاں جو ہیں اور اس قسم کی جو ماضی میں زیادتیاں ہوتی رہی ہیں مجھے یقین ہے کہ موجودہ اسلامی جمہوری اتحاد کی حکومت ان زیادتیوں کا ازالہ کرے گی۔

جناب والا! مطالبہ نمبر 36 میں شاہراہ کی توسیع' مرمت اور تعمیر کے لئے 14 کروڑ 19 لاکھ 85 ہزار روپے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔یقین جانئے کہ اس میں ضلع راجن پور کے لئے ایک پیسہ بھی نہیں رکھا گیا جبکہ انڈس ہائی وے پر پشاور سے لے کر کراچی تک آپ اس پر چلے جائیں ہر ضلع میں آپ کو ڈبل کیرج وے نظر آئے گی۔ سوائے ہمارے بدنصیب ضلع راجن پور کے۔ راجن پور سے کشمور تک کا جو ٹکڑا ہے۔ تقریباً 75/70 میل کا' وہاں ابھی تک جناب سنگل روڈ ہے اور وہ قابل مرمت بھی ہے اور قابل توجہ بھی۔ میں گزارش کروں گا کہ وزیر خزانہ صاحب حکومت پنجاب میری ان باتوں کو نوٹ فرمائیں اور ہماری ان زیادتیوں کا ازالہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر 37 میں جناب والا! سرکاری عمارات کی تعمیر کے لئے محکمہ جات تعلیم' صحت' انتظامیہ اور عدلیہ کے لئے مطالبہ زر 32 کروڑ 79 لاکھ 50 ہزار 4 سو 70 روپے ہے۔ ان عوامی بھلائی کی عمارات میں ہمارے ضلع کو صرف 55 ہزار روپیہ ملا ہے۔ وہاں ایک گرلز مڈل سکول مسلم آباد تحصیل جام پور میں ہے۔ جناب والا! جبکہ ہمارے ضلع راجن پور میں ایسے کئی گرلز مڈل سکول موجود ہیں جن کی نہ تو چار دیواریں ہیں' نہ بچوں اور بچیوں کے بیٹھنے کے لئے میز کرسیاں ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ ایک کمیشن قائم کریں اور ان کو وہاں بھیجیں۔ وہ وہاں جائیں اور تحقیقات کریں کہ بچوں کے بیٹھنے کے لئے وہاں ٹاٹ تک موجود نہیں ہیں۔ ہمیں اس کی کوئی شکایت نہیں کہ آپ پنجاب کے ایک ضلع میں دس سکول اپ گریڈ کر دیں' کہیں آپ نے ایک ضلع میں پندرہ سکول اپ گریڈ کر دیئے۔ جناب والا! وہ پسماندہ علاقے ہیں جہاں تعلیم کا فقدان ہے۔ میرے حلقہ میں پچھلے دو سال سے کوئی

پرائمری سکول نہیں دیا گیا۔ میرے حلقہ میں اس سال کوئی سکول اپ گریڈ نہیں کیا گیا۔ ہم سے یہ زیادتی کیوں ہے؟ اور یہ حکومت جو کہ اسلامی جمہوری اتحاد کی منتخب حکومت ہے جو لوگوں کا بھاری Mandate لے کر اس اسمبلی میں آئی ہے مجھے یقین ہے کہ وہ ہمارے ساتھ انصاف کرے گی۔ جناب والا! تعلیم کے سلسلے میں ہی میں ایک اور گزارش کرتا چلوں۔ روجھان میں ایک بوائز ہائی سکول موجود ہے جس کی عمارت کی حالت انتہائی مخدوش ہے اس کے لئے بھی اگر وزیر خزانہ صاحب اگلے بجٹ میں کوئی گنجائش رکھ دیں تو میں انتہائی شکر گزار ہوں گا۔

جناب والا! سالانہ بجٹ آنے والا ہے میں اس سالانہ بجٹ کو ضمنی بجٹ کے حوالے سے دیکھ رہا ہوں۔ میں یہ گزارش کرتا چلوں کہ روجھان اور تحصیل راجن پور کا حلقہ جو میرے ساتھ شامل ہے کوٹ مٹھن پر آکر پنجاب کے پانچوں دریا مل جاتے ہیں اور وہ کوٹ مٹھن سے لے کر گدو بیراج تک تقریباً 70 میل کا علاقہ دریائی طغیانی کا شکار ہو جاتا ہے اور ہر سال یہ علاقہ تباہی اور بربادی کی داستان بن جاتا ہے۔ جبکہ حکومت سندھ نے گدّو بیراج سے لے کر کوٹری تک دو اڑھائی سو میل کے سارے علاقے میں دریا کے دونوں طرف مضبوط بند بنا کر سندھ کے عوام کو اس دریا کی تباہ کاریوں سے محفوظ کیا ہے۔ میری گزارش ہے کہ اس طرح پنجاب کی حکومت بھی ہمیں دریا کی تباہ کاریوں سے محفوظ کرنے کے لئے اس قسم کا قدم اٹھائے۔ میں جناب وزیر اعلیٰ کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے پچھلے دنوں ڈیرہ غازی خان کے دورے کے دوران اس ضمن میں قدم اٹھایا ہے جس کے لئے میں ان کا انتہائی شکر گزار ہوں۔ انہوں نے بند کے لئے کچھ رقم منظور فرمائی تھی۔ میں اس ضمن میں دریائی طغیانی و طوفان کے سلسلے میں یہ بھی کہتا چلوں کہ پنجاب اور سندھ کی حد پر گدّو بیراج واقع ہے اس بیراج کے بننے سے دریا کا Back Lash اتنا ہوا ہے کہ روجھان کے اوپر تک کا علاقہ اس کا Pond Area بن گیا ہے اور جناب اس بارے صوبے میں یہ واحد بیراج ہے بلکہ اگر میں کہوں کہ سارے پاکستان میں کہ جس کے Pond area لوگوں کو کس قسم کی Compensation نہیں دی گئی' کسی قسم کا معاوضہ نہیں دیا گیا تو یہ بات بالکل صحیح ہے۔ جناب میں یہ گزارش کروں گا کہ اس ضمن میں حکومت پنجاب کارروائی کرے۔ ان غریب کاشتکاروں کا جن کا گزر بسر مشکل ہو گیا ہے۔ جن کی زمینیں تباہ و برباد ہو گئیں ان کے لئے یا تو کوئی اراضی مہیا کی جائے جس کی ہماری تحصیل روجھان میں کمی نہیں یا پھر ان کو نقد معاوضہ دیا۔

جناب والا! چیف منسٹر پنجاب نے اپنے دورہ سندھ کے دوران حضرت شہباز قلندر' حضرت سچل سرمست اور شاہ عبداللطیف بھٹائی کے مزارات کے لئے دس دس لاکھ روپے کی گرانٹ دی ہے۔ میں

ان سے بھی یہ گزارش کرتا چلوں کہ جنوبی پنجاب کے خطہ میں حضرت خواجہ غلام فرید صاحب کا مزار کوٹ مٹھن شریف میں واقع ہے جس کی حالت انتہائی خراب ہے۔ اگر سالانہ بجٹ میں اس مزار کے لئے بھی گرانٹ دے دی جائے اور صرف گرانٹ ہی نہیں جناب' حضرت خواجہ غلام فرید صاحب کے مزار کے ساتھ دس ہزار ایکڑ اراضی محکمہ اوقاف کے پاس بھی ہے اس کے لئے گرانٹ مہیا کر کے حضرت خواجہ غلام فرید صاحب کے مزار کا مسافر خانہ اور مزار کی مرمت اور توسیع کی جائے تو یہ اس علاقے کے لوگوں کے لئے ایک بھلائی کا قدم ہو گا۔

وزیر خزانہ صاحب نے اپنی تقریر میں ایک کروڑ 56 لاکھ روپے پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کے ملازمین کی تنخواہوں میں اضافے کے لئے مطالبہ ہے۔ جناب والا! یہ روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن میرے خیال میں تو سفید ہاتھی ہے۔ بہتر تو یہی ہے کہ Privitization پر عمل ہو رہا ہے۔ اگر پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن کو بھی Privitization میں لا کر اس کو نجی شعبے کے حوالے کر دیا جائے۔ تو یہ پنجاب کے خزانے پر ایک بوجھ کم کرنے کے مترادف ہو گا۔ جناب والا! میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ ضلع راجن پور کے لوگوں نے ہمیشہ مسلم لیگ کا ساتھ دیا۔ ضلع راجن پور کے لوگوں نے اس وقت جس کو ہم پسماندہ علاقے کہتے ہیں۔ سال 1946ء میں جب مسلم لیگ نے ووٹ مانگا' قائداعظمؒ نے ووٹ مانگا تو ضلع ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کے لوگوں نے مسلم لیگ کو وہاں پر کامیاب کیا۔ باوجود وہاں کے سرداری نظام کے' باوجود وہاں کے قبائلی نظام کے لوگوں نے مسلم لیگ کے امیدواروں کو کامیاب کر کے اسمبلیوں میں بھیجا۔ ہم جناب والا! امید رکھتے ہیں کہ ہمیں پنجاب کا حصہ سمجھتے ہوئے' پنجاب کا ایک پسماندہ علاقہ سمجھتے ہوئے ہمیں ڈویلپمنٹ فنڈ میں سے پورا حصہ دیا جائے گا۔ ہماری ترقی کے لئے حکومت پنجاب پوری کوشش کرے گی۔

جناب والا! جیسا کہ ہم نے ابھی پانی کی تقسیم کے سلسلے میں قرارداد پاس کی ہے' میں خانزادہ صاحب کے خیالات سے پوری طرح متفق ہوں کہ یہ بہت بڑا قدم ہے' انتہائی بڑا کارنامہ ہے جو ہماری حکومت نے کیا ہے۔ لیکن اس کارنامے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ پنجاب میں جو نہریں نہیں نکلیں اور بد قسمتی سے وہ ساری ڈیرہ غازی خان ڈویژن میں اور بہاول پور ڈویژن میں ہیں' داجل نہر کی توسیع (ضلع راجن پور) تھل گریٹر کینال (مظفر گڑھ) اسی طرح چولستان کینال (بہاول پور کا علاقہ ہے) یہ بنیادی بڑی نہریں ہیں جو جنوبی پنجاب میں ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ جس طرح پانی کی تقسیم کا فیصلہ ہو چکا ہے' میں یہ خواہش بھی رکھتا ہوں' یہ توقع بھی رکھتا ہوں اور دعا بھی کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے' ہماری حکومت کو بھی توفیق دے کہ یہ نہریں مکمل ہوں

تاکہ وہاں کے لوگ جو پسماندگی کی زندگی بسر کر رہے ہیں' ان کی گزر اوقات بہتر ہو' معاشی ترقی ہو اور ملک میں زرعی انقلاب برپا ہو۔

ان خیالات کے ساتھ میں جناب والا کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا اور میرے خیالات سنے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: چودھری شوکت داؤد صاحب۔

جناب شوکت داؤد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! جناب سپیکر! آج ضمنی بجٹ پر بحث تھی' لیکن ہمارے معزز دوست اور اپوزیشن لیڈر کی پوری تقریر اس انداز میں تھی کہ چالیس یا پینتالیس سال سے اس ملک میں جو کچھ ہو رہا ہے' وہ شاید اس آٹھ ماہ کی حکومت کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ حالانکہ اس ضمنی میزانئے میں تمام کا تمام پیسہ یا بجٹ وہ ہے جو تقریباً" اس حکومت کے معرض وجود میں آنے سے پہلے کا خرچ ہو چکا ہے اور یہ کوئی نئی روایت نہ ہے' جیسا کہ انہوں نے فرمایا ہے۔ یہ ہمیشہ سے ہوتا رہا ہے کہ سالانہ بجٹ اور ضمنی بجٹ ہمیشہ سے پاس ہوتا ہے۔ کیونکہ کسی بھی حکومت کو چلانے کے لئے ایک واضح لائحہ عمل تیار کیا جاتا ہے۔ میرے فاضل دوست نے یہاں تعمیر وطن پروگرام کا حوالہ تو ضرور دیا لیکن وہ شاید یہ بھول گئے کہ انہی کی حکومت نے پیپلز ورکس پروگرام کے تحت ایک ایسا پروگرام شروع کیا جس کی صورت یہ تھی کہ سائیکل اور سلائی مشینیں بانٹی گئیں جن کا کوئی وجود نہ تھا۔ ایسی سڑکیں بنائی گئیں جو آج بھی موجود نہیں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ تعمیر وطن پروگرام کے لئے جو پیسہ خرچ کیا گیا' چاہے اس سے سڑکیں بنیں۔ چاہے وہ کسی سکول کے لئے خرچ کیا گیا' وہ اسی پنجاب اور اسی پنجاب کے باسیوں پر خرچ کیا گیا اور انہی کی فلاح و بہبود پر خرچ کیا گیا۔ یہاں میرے دوست کو تعمیر وطن پروگرام کے تحت میاں چنوں کا علاقہ نظر آیا لیکن شاید انہیں پیپلز ورکس پروگرام کے چیئرمین اسلم بودلہ یاد نہیں آئے جنہوں نے پیپلز ورکس پروگرام کے لئے پاکستان کا سارا پیسہ سیاسی رشوت کے طور پر بانٹ دیا (نعرہ ہائے تحسین) جہاں انہیں مہنگائی یاد آئی' وہاں انہیں یہ یاد نہیں آیا کہ موجودہ حکومت نے جو خود انحصاری کا اعلان کیا اس کا واضح ثبوت خاص طور پر پنجاب کے صوبہ میں غلام حیدر وائیں کی قیادت کی صورت میں سامنے آیا ہے۔ جنہوں نے دوستوں کے طعنے برداشت کئے کہ جناب والا' آپ کی Merit Policy' جناب والا! آپ کی یہ خود انحصاری کی پالیسی' جناب والا! آپ نے صوابدیدی اختیارات ختم کر دیئے۔ انہیں شاید یہ یاد نہیں آئے کہ اس وزیراعلیٰ نے اپنے

تمام اختیارات کو صرف اس لئے ختم کر دیا کہ میں کسی ممبر کے ساتھ زیادتی نہ کروں' کسی کو زیادہ نہ دوں۔ یہ ان کی ایک قابل تعریف مثال تھی۔ ہماری حکومت کی خودانحصاری کی پالیسی یہ تھی کہ اس نے باہر سے ملنے والے تمام قرضے لینے سے اس لئے انکار کر دیا کہ ہماری اناء کے خلاف تھا۔ جناب والا! قوموں پر امتحانات بھی آتے رہتے ہیں اور امتحانات میں ہماری ثابت قدمی میں ہمارا اپنا دخل ہونا چاہئے۔ خاص طور پر ہمارا' ہم نمائندوں کا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم عوام کو صحیح صورت حال سے آگاہ کریں اور انہیں بتائیں کہ ہمیں یہ مشکلات پیش آرہی ہیں اور ان مشکلات میں ہمیں ایک دوسرے کا ساتھ دینا ہے۔ میرے دوست نے گھر کے سکون کے تباہ ہونے کی بات کی ہے۔ میں یہاں حوالہ نہیں دوں گا' پتہ نہیں کس گھر کے سکون کے تباہ ہونے کی بات کی ہے بہرحال گھر کے سکون بھی بحال ہوں گے۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ آپ اس ملک میں' اس خطے میں اور اس صوبے میں ایک انقلاب لانا چاہتے ہیں نئی روایات پیدا کرنا چاہئے تو میں کہوں گا کہ جناب ہم نے ابتداء کر دی ہے آپ ساتھ دینے والے بنیں۔

جناب والا! میں یہ ضرور کہوں گا کہ تعلیم' صحت اور امن و امان پر پیسہ خرچ کیا جاتا ہے۔ تعلیم' صحت اور امن و امان' یہ تین بنیادی چیزیں ہیں جو کسی بھی معاشرے کو صحیح سمت میں چلانے اور اس کو مضبوط بنانے میں کردار ادا کرتی ہیں۔ اگر ان پر پیسہ خرچ کیا گیا ہے تو یہ ضرور خرچ کرنا چاہئے۔ لیکن میں یہاں یہ ضرور کہوں گا' جیسا کہ میں نے یہاں ایوان میں اپنی پہلی تقریر میں بھی کہا تھا کہ ہمیں اپنے نظام تعلیم کو بدلنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں اپنا نظام تعلیم ٹیکنیکل بنیادوں پر استوار کرنے کی ضرورت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تعلیمی فاؤنڈیشن اور صحت فاؤنڈیشن ہماری موجودہ حکومت کا ایک اہم اقدام ہے جو پنجاب حکومت نے اٹھایا ہے۔ یہ ایک قابل تعریف اقدام ہے۔

جناب والا! میں اپنی بات کو مختصر کرتے ہوئے گزارش کروں گا کہ ہمارے آئندہ کے منصوبوں اور آگے کی ضروریات سالانہ بجٹ میں آئیں گی۔ لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ' جیسا کہ میرے دوست مزاری صاحب نے کہا ہے کہ ڈیرہ غازی خان' بہاولپور ڈویژن اور خاص طور پر ڈسٹرکٹ رحیم یار خان یہاں سے بہت دور ہیں۔ شاید ہمارے ساتھ وہ برتاؤ ہو رہا ہے کہ ایک آدمی کہہ رہا تھا کہ قسمت تقسیم ہو رہی تھی۔ میری باری تو کچھ پہلے تھی لیکن دھکے لگتے تھے۔ آخر پر پہنچ گیا۔ جناب والا! اس سلسلے میں ہمیں نظرانداز نہ کیا جائے۔ آئندہ بجٹ میں ہمارے علاقے کو ضرور مدنظر رکھا جائے۔ میں اس گزارش پر اپنی بات کو ختم کروں گا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جو صاحبان کل اظہار خیال کرنا چاہتے ہیں وہ مجھے اپنے نام دے دیں۔ اس وقت

کوئی ایسے صاحب ایوان میں موجود نہیں ہیں۔ جو بات کرنا چاہتے ہوں۔ کل ضمنی میزانیہ پر بحث جاری رہے گی۔ کل جو صاحبان اس پر اظہار خیال کرنا چاہتے ہیں وہ مجھے اپنے نام دے دیں تاکہ اس ترتیب سے میں اپنے پاس ایک فہرست بنا لوں اور آپ کو بھی پتا ہو کہ کل آپ کو اظہار خیال کرنا ہے۔ پھر کل آپ اچانک کہیں گے کہ آپ کو بھی موقع دیا جائے۔ پیر احمد شاہ صاحب کے بارے میں بڑی Demand آرہی ہے اور اراکین ان کی تقریر سننے کی بڑے مشتاق ہیں۔

پیر احمد شاہ کھگہ: جناب والا! ضمنی بجٹ پر بہت باتیں ہو چکی ہیں اور ضمنی بجٹ کا کھاتہ میرے خیال میں رانا صاحب نے ہی پورا کر دیا تو آئندہ جو آپ سالانہ بجٹ پیش کریں گے اس میں میں حاضر ہوں گا۔

جناب سپیکر: لیکن شاہ صاحب! یہاں بڑی زبردست ڈیمانڈ ہے اور اس میں وزراء بھی شامل ہیں۔ میرے پاس انہوں نے لکھ کر بھیجا ہے کہ کیا پیر احمد شاہ صاحب ضمنی بجٹ پر تقریر نہیں کریں گے؟ تو آپ کل بات کریں گے۔ (قطع کلامیاں)

پیر احمد شاہ کھگہ: جناب والا! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی کل آپ بات کریں گے۔ جی شکریہ۔ کل کے لئے تو اب طے ہو چکا ہے کہ کل پچھلے پہر چار بجے اجلاس ہو گا انشاء اللہ۔ لہٰذا اب ہاؤس کی کارروائی کل چار بجے تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی اتوار 2 جون 1991ء چار بجے سہ پہر تک کے لئے ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

• صوبائی اسمبلی پنجاب کا پانچواں اجلاس

اتوار 2 جون 1991ء

(یک شنبہ 18 ذیقعد 1411ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں 5 بجے شام منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ۝
فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَيَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ۝
اِنِّيْ ظَنَنْتُ اَنِّيْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ۝ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝
فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝ قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ۝ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ
الْخَالِيَةِ ۝ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ۝
وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ۝ يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ۝ مَآ اَغْنٰى عَنِّيْ مَالِيَهْ ۝

س۔ الحاقۃ ۔ آیت ۔ ۱۸ ۔ ۲۸

اس روز تم سب لوگوں کے سامنے پیش کئے جاؤ گے اور تمہاری کوئی پوشیدہ بات چھپی نہ رہے گی ( ) تو جس کا اعمال نامہ اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا وہ دوسروں سے کہے گا کہ لیجئے میرا نامہ اعمال پڑھئے ( ) مجھے یقین تھا کہ مجھ کو میرا حساب کتاب ضرور ملے گا ( ) پس وہ شخص من مانے عیش میں ہو گا ( ) یعنی اونچے اونچے محلوں کے' باغ میں ( ) جن کے میوے جھکے ہوئے ہوں گے ( ) جو عمل تم ایام گزشتہ میں آگے بھیج چکے ہو اس کے صلے میں مزے سے کھاؤ اور پیو ( ) اور جس کا نامہ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے گا اے کاش مجھ کو میرا اعمال نامہ نہ دیا جاتا ( ) اور مجھے معلوم نہ ہوتا کہ میرا حساب کیا ہے ( ) اے کاش موت ابد الاباد کے لئے میرا کام' تمام کر چکی ہوتی ۔ میرا مال میرے کچھ بھی کام نہ آیا ( )

وما علینا الا البلاغ

مسئلہ استحقاقات

جناب سپیکر: تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ میاں محمود احمد صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 5 ہے۔ میاں صاحب اپنی تحریک استحقاق پیش کریں گے۔

میاں محمود احمد: جناب سپیکر وزیر ٹرانسپورٹ کی یقین دہانی کے بعد میں اپنی تحریک استحقاق پیش نہیں کرنا چاہتا۔

جناب سپیکر: اگلی تحریک استحقاق نمبر 7 جناب ممتاز علی چوہدری صاحب کی طرف سے ہے۔ چودھری صاحب آپ اسے پیش کرنا چاہتے ہیں؟

کار چور مجرم کا اپنے آپ کو ایم پی اے ظاہر کرنا

چودھری ممتاز علی: جناب سپیکر میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرنا چاہتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میرے حلقہ رینالہ خورد میں امجد نامی ایک کار چور پکڑا گیا ہے۔ جس سے 35 کے قریب کاریں برآمد ہوئیں۔ اس نے اپنی گاڑی کے آگے پیچھے ایم۔ پی۔ اے کی نمبر پلیٹیں لگا رکھی تھیں اور پولیس سے چھپنے کے لئے اپنے آپ کو ایم پی اے ظاہر کرتا تھا۔ ایک مجرم نے اپنے آپ کو ایم پی اے ظاہر کر کے نہ صرف میرا بلکہ تمام معزز اراکین اسمبلی کا استحقاق مجروح کیا ہے۔ اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ ایسی مشکوک کاروں پر کڑی نظر رکھنے اور ایسے مجرموں کو قرار واقعی سزا دینے کی سفارش فرمائیں۔ تاکہ معزز اراکین اسمبلی کی نمبر پلیٹیں لگا کر دوبارہ کوئی ایسی جرات نہ کر سکے اور معزز ایوان کا استحقاق مجروح نہ ہو۔ عالی جاہ! مجھے امید ہے کہ آپ اس واقعہ کو بہت اہمیت دیں گے اور میری اس تحریک استحقاق کو منظور فرمائیں گے۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر: جناب والا! گزارش یہ ہے کہ 6-4-91 کو ڈاکٹر صاحب کے حلقے میں ایک چیک پوسٹ پر پولیس والے چیکنگ کر رہے تھے تو ایک آدمی سفید رنگ کی کرولا کار پر سوار ہو کر آیا جب اس کو چیک کیا تو اس کی کار پر ایم پی اے کی نمبر پلیٹ لگی ہوئی تھی۔ جب اس کے کاغذات چیک کئے تو اس نے کراچی کے نمبر کی ایک رجسٹریشن پیش کی۔ جس پر پولیس والوں کو شک ہوا اور انہوں نے اس کی تحقیقات کیں۔ جس سے یہ معلوم ہوا کہ اس نے یہ گاڑی تھانہ کھکوٹ کے علاقہ سے چھینی ہوئی ہے اور یہ چوری کی گاڑی ہے۔ چنانچہ مزید تحقیقات کی گئی اور ایک ڈی ایس پی مقرر

کیا گیا اور اس شخص سے ایک درجن سے زیادہ گاڑیاں برآمد ہوئی ہیں اور اسے پکڑ کر عدالت میں چالان پیش کر دیا گیا ہے۔ پولیس کی تو یہ کارکردگی قابل تحسین ہے کہ انہوں نے اسے پکڑا ہے۔ جہاں تک اس کے ایم پی اے کی نمبر پلیٹ لگانے کا تعلق ہے وہ تو پہلے ہی چور ہے وہ تو چوری کر رہا ہے چاہے ایم پی اے کی نمبر پلیٹ لگا کر کرے یا کاریں چھین کر چوری کرے اس سے ان کا استحقاق تو مجروح نہیں ہوتا اور نہ ہی پولیس کی اس میں گستاخی پائی گئی ہے بلکہ ان کی تو یہ کارکردگی ہے کہ انہوں نے اس چور کو پکڑ کر اتنی کاریں برآمد کی ہیں۔ لہٰذا اس سے ان کا استحقاق مجروح نہیں ہوتا۔

میاں منظور احمد موحل: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ تحریک استحقاق ممبران کے لئے ایک نہایت ہی اہم مسئلہ ہے' ممبران کے لئے ان کے حقوق کے لئے باب 9 میں قاعدہ 53 ہے۔ میں بڑی معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ اگر یہاں معزز اراکین اسمبلی اس طرح کی تحاریک استحقاق لاتے رہے اور جناب سپیکر نے بھی اسے چیمبر میں Kill نہ کیا اور وزراء بھی اس قسم کی تحاریک استحقاق کا جواب دیں جبکہ بالکل روز روشن کی طرح یہ بات عیاں ہو کہ یہ تحریک استحقاق کسی طرح بنتی ہی نہیں ہے۔ ایک آدمی فراڈ کرتا ہے' چوری کرتا ہے ڈاکہ مارتا ہے وہ اپنی گاڑی پر ایم پی اے کی پلیٹ لگائے کوئی اور چکر کرے یہ اس کا کام ہے یا اس کو پکڑنے والوں کا کام ہے اس سے ہمارا کیا استحقاق مجروح ہوتا ہے؟ میری آپ کی وساطت سے تمام ممبران اسمبلی کی خدمت میں یہ گزارش ہے کہ ہم اس طرح سے اسے جگ ہنسائی کا موجب نہ بنائیں تحریک استحقاق ایک نہایت اہم مسئلہ ہے اور ہمارے وقار کا مسئلہ ہے اگر ہماری تحاریک استحقاق اس طرح سے آتی رہیں گی پھر کسی کو اس کا خطرہ ہی نہیں رہے گا ڈر ہی نہیں رہے گا۔ وہ کہیں گے کہ یہ تو آئے دن کی بات ہے اس کو کوئی اہمیت ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر پر موحل صاحب نے بڑی جائز بات کی ہے اور آپ سب کی توجہ کی مستحق ہے کہ ہمیں تحریک استحقاق کو جگ ہنسائی کا باعث نہیں بنانا چاہئے اور چھوٹے چھوٹے بہت ہی معمولی معاملات پر ہمارے استحقاق کا مسئلہ ہاؤس میں نہیں آنا چاہئے۔ میں ڈاکٹر ممتاز علی صاحب سے یہ کہوں گا کہ اب ملک صاحب کی وضاحت کے بعد آپ اپنی تحریک استحقاق کو پریس نہیں فرمائیں گے۔

چودھری ممتاز علی: جناب سپیکر! ایسے سماج دشمن عناصر جو اس طرح نمبر پلیٹیں لگا کر مختلف جرم کرتے ہیں اس امجد نامی شخص نے نہ جانے کتنے گھروں کا سکون تباہ کر دیا اس نے گاڑیاں چھینتے وقت

نہ جانے کتنے قتل کئے؟ کتنے خاندان اس کی وجہ سے بے سہارا ہو گئے ہیں' اس لئے اس شخص کو معمولی سزا ناکافی ہے میرے علم کے مطابق اوکاڑہ کا ایک مجسٹریٹ بھی اس میں شامل ہے جس نے اس شخص کو چھ دن کے بعد رہا کر دیا مجسٹریٹ صاحب نے 90 ہزار روپے لے کر اس کی ضمانت لے لی اور چھٹے دن وہ اپنے گھر چلا گیا جناب سپیکر! ابھی تک وہ گاڑیاں ادھر تھانے میں کھڑی ہیں لیکن ملزم گھر جا چکا ہے میرے علم میں یہ بھی بات آئی ہے کہ یہ شخص پیپلز ہاؤس میں بھی رہتا رہا ہے اور یہاں پر وارداتیں کرتا رہا ہے اکثر اوقات یہ بات دیکھنے میں آئی ہے کہ سماج دشمن عناصر قتل و غارت منشیات اور چوری جیسے دھندوں میں ملوث ہوتے ہیں وہ سبز رنگ کی مختلف پلیٹیں لگا کر پولیس کو دھوکہ دیتے ہیں۔ اس کی مثالیں موجود ہیں۔ میں جناب وزیر ٹرانسپورٹ سے ذاتی طور پر بھی گوش گزار کرنے کے لئے تیار ہوں تاکہ ایسے افراد کے خلاف سخت کارروائی کی جا سکے اس واقعہ سے میرا اور معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے میری درخواست ہے کہ میری اس تحریک استحقاق کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور اس ملزم کو گرفتار کر کے زیادہ سے زیادہ سزا دینے کی سفارش کی جائے۔

ایک معزز رکن: ڈاکٹر صاحب پڑھ رہے ہیں اور _____ یہ تو اپنا استحقاق آپ مجروح کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: معزز رکن درست فرما رہے ہیں کہ یہاں تحریری بیان نہیں پڑھا جا سکتا اور ڈاکٹر سے میں کہوں گا کہ یہ معاملہ Subjidice ہے۔ جو معاملات عدالت میں ہوں ان پر اسمبلی میں سوال نہیں اٹھایا جانا چاہئے۔ یہ معاملہ سنگین نوعیت کا ہے یا کم تر نوعیت کا ہے۔ یہ معاملہ Subjudice ہے۔ اس میں کیس رجسٹر ہوئے ہیں ملزم گرفتار ہوئے ہیں' یہاں ہمیں عدالت کے کردار کو بھی زیر بحث نہیں لانا ہے ان کا احترام لازم ہے۔ یہاں ہمیں ان پر تبصرہ نہیں کرنا چاہئے کہ فیصلے کس انداز میں ہو رہے ہیں میں آپ سے درخواست کروں گا کہ جو معاملہ Subjudice ہے اس کو پریس نہ فرمائیں۔ اس لئے کہ یہ تحریک استحقاق بنتی نہیں ہے۔

چودھری ممتاز علی: جناب والا! آپ کی مرضی۔ آپ جو فیصلہ کریں۔

جناب سپیکر: شکریہ - جناب ڈاکٹر صاحب۔

وزیر امداد باہمی: جناب والا! میں گزارش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ یہ جو تحاریک آتی ہیں ان میں سے جو تحریک قواعد و ضوابط کے مطابق نہیں بنتی تو جناب والا کو اختیار ہے کہ اس ممبر کو بلا کر' تاکہ اس کی دل آزاری بھی نہ ہو آپ یہ فرما دیا کریں کہ یہ تحریک بنتی نہیں ہے۔ اس کو چیمبر ہی میں

ختم کر دیا کریں اور جب وہ تحریک ہاؤس میں آجاتی ہے اور پڑھی جاتی ہے۔ پریس میں آجاتی ہے تو اس اسمبلی کا مذاق اڑتا ہے۔ اس لئے آپ کو چاہئے کہ اپنے اختیارات کو بروئے کار لا کر ایسی تحاریک کو اپنے چیمبر ہی میں ختم کر دیا کریں۔

جناب محمد لطیف مغل: (پارلیمانی سیکرٹری بلدیات و دیہی ترقی) جناب سپیکر! ممتاز صاحب کے بیان سے اب میں سمجھتا ہوں کہ ایم پی اے کا استحقاق ضرور مجروح ہوا ہے کیونکہ انہوں نے کہا ہے کہ میرے علم کے مطابق پیپلز ہاؤس میں ایک ایم پی اے کے کمرے میں وہ رہتا ہے اور اس کے ساتھ اس کے تعلقات ہیں ہمارے بہت سے لوگ پیپلز ہاؤس میں رہتے ہیں کس کس پر شک کیا جائے کہ وہ کس کا ساتھی ہے اور کس کی بنا پر وہ کام کرتا ہے یا تو وہ اس کا نام لیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ پورے ایوان کے تقدس کو مجروح کرنے کے مترادف ہے یا وہ اپنے یہ الفاظ واپس لیں۔

جناب سپیکر: اس تحریک استحقاق پر فیصلہ ہو گیا ہے۔ اب اس کو دوبارہ زیر بحث لانے کی ضرورت نہیں ہے۔ چودھری اصغر علی گجر صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔

تھانہ سٹی لیہ کے سب انسپکٹر کا ٹیلی فون پر ایم پی اے کے ساتھ بات کرنے سے انکار

چودھری اصغر علی گجر: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے معاملہ یہ ہے کہ 28 مارچ کو تھانہ سٹی لیہ کے سب انسپکٹر محمد بخش عرف بگئی سے میں نے فون پر بات کرنا چاہی۔ میرے فون کو محرر تھانہ نے سنا اور اس نے کہا کہ بگئی صاحب دوسرے کمرے میں ہیں۔ میں انہیں بلاتا ہوں۔ کافی دیر انتظار کے بعد محرر تھانہ نے بتایا کہ بگئی صاحب نے فرمایا ہے کہ میں کسی ایم پی اے کو نہیں جانتا۔ میں کوئی فارغ بھی نہیں ہوں کہ اپنی کرسی سے اٹھ کر ان کی باتیں سنتا پھروں۔ مزید فرمایا کہ میں اصغر گجر سے بات کرنا نہیں چاہتا۔ اس کے علاوہ بھی بہت سی باتیں انسپکٹر نے کہیں جو محرر تھانہ باتوں کی نامعقولیت کی وجہ سے صحیح طور پر روایت نہ کر سکا۔

حکمرانوں کی لاڈلی نوکر شاہی کے یہ بگڑے ہوئے تھانے دار' عوام کی رگوں کا خون چوسنے والی یہ بے رحم جونکیں اور محافظوں کے بیج کندھوں پر لگا کر تھانوں کی حدود میں عوام کی جیبیں کاٹنے والے اور جائیدادیں لوٹنے والے سرکاری ڈاکو زبردست کارروائی کے مستحق ہیں۔ جب تک ایسے خود سر اور

اختیارات کو پاگل بن کر استعمال کرنے والے تھانے دار موجود رہیں گے۔ اس وقت تک تھانوں سے مظلوموں کی چیخیں اور انصاف و قانون کی دہائی سننے میں آتی رہے گی۔ ایک سب انسپکٹر ایک منتخب رکن کی بات نہیں سن سکتا تو اس نے عام آدمی کو کیا سننا ہے اسے کیا قانون کی امداد فراہم کرنی ہے سب انسپکٹر مذکورہ لیہ کے عوام پر حکومت کا عذاب بن کر مسلط ہے اگر وزرا کرام ایسے عوام دشمن اور تکبر زدہ تھانے داروں کو تحفظ دے کر عوام کی زندگی عذاب نہیں بنانا چاہتے تو ایسے تھانے داروں کے خلاف فوری موثر اور غیر معمولی کارروائی انہیں خود کرنی چاہئے۔ سب انسپکٹر نے میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح کیا ہے۔ اس لئے میری تحریک منظور کر کے استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جائے۔ شکریہ۔

ملک محمد عباس خاں کھوکھر: (پارلیمانی سیکرٹری) جناب سپیکر! معزز رکن نے ایک سب انسپکٹر محمد بخش کے رویہ کے خلاف شکایت کی ہے۔ اس بارے میں ایک ڈی ایس پی کو مقرر کیا گیا۔ جس نے انکوائری کی ہے اور رپورٹ دی ہے کہ سب انسپکٹر مذکور نے اس دن سیشن کورٹ میں ایک ریکارڈ پیش کرنا تھا وہ باہر سڑک پر کھڑا تھا اس نے کسی سواری کو روکا اور اس پر سوار ہوا کہ محرر نے کہا کہ ایم پی اے صاحب آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں اس نے کہا کہ میں نے سیشن کورٹ میں ریکارڈ پیش کرنا ہے اس کے بعد میں آکے مل لیتا ہوں یا ان سے ٹیلی فون پر بات کر لیتا ہوں۔ اب وقت تھوڑا ہے اور میں نے سیشن کورٹ میں پیش ہونا ہے۔ سیشن کورٹ سے واپس آکر انہوں نے ٹیلی فون کیا تو یہ نہیں ملے' پھر وہ ان کے گھر گئے ہیں تو گھر پر بھی یہ نہیں ملے ہیں وہاں پر موجود آدمی کو وہ بتا کر آئے کہ میں آیا تھا۔ اس میں جتنی باتیں ہیں وہ محرر نے کی ہیں سب انسپکٹر کی انکوائری سے پتہ چلا ہے کہ اس کا ان باتوں سے کوئی تعلق نہیں ہے یہ محرر کی اپنی غلط بیانی ہے یہ غلط رویہ محرر نے اختیار کیا ہے وہ اے ایس آئی ہے سب انسپکٹر کا اس میں کوئی گناہ نہیں پایا گیا یہ غلط بیانی محرر نے کی ہے اس کے خلاف انکوائری ہو رہی ہے مزید بھی اس کے خلاف کوئی کارروائی کرنا چاہیں تو اس میں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے اول تو سب انسپکٹر نے ایسی بات کی ہی نہیں ہے۔ اگر کی بھی ہوتی تو محرر کا یہ کام نہیں تھا کہ آگے وہ اس طرح بتاتا ہے سب انسپکٹر یہ کہہ رہا ہے وہ سب انسپکٹر باہر کھڑا سیشن کورٹ جا رہا تھا۔ اس واقعہ میں محرر کی غلطی پائی جاتی ہے۔ اگر محرر کے خلاف کوئی کارروائی کرنا چاہیں تو ضرور کریں۔ اس میں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا! مجھے اس بات کا علم نہیں ہے کہ ڈی ایس پی کو انکوائری کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ نہ ہی میرے علم میں یہ بات ہے کہ وہ سیشن کورٹ جا رہا تھا نہ ہی میرے علم

میں یہ ہے کہ اس نے آکر مجھے ٹیلی فون کیا' نہ ہی وہ میرے گھر پر آیا۔ یہ تمام باتیں میرے علم سے بالاتر ہیں۔ اس نے نہ مجھ سے رابطہ کیا آج میرے علم میں آیا ہے کہ ایک انکوائری افسر بھی مقرر ہوا تھا اور یہ خبریں آئی ہیں جن میں سے کچھ خبروں کی انہوں نے تائید کی ہے اور کچھ سے انکار کیا ہے بہرحال یہ تمام باتیں ان کے نوٹس میں ہیں میرے نوٹس میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر میری یہ تحریک استحقاق بنتی ہے تو اسے منظور فرما دیں۔ اگر نہیں بنتی تو آپ بھی بیٹھے ہیں' ایوان بھی حاضر ہے اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب بھی تشریف فرما ہیں۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال : جناب والا! ابھی جو چودھری صاحب نے استحقاق بتایا ہے

جناب سپیکر: ملک صاحب۔ یہ جو تحریک استحقاق ہے اس پر ابھی بحث نہیں ہو سکتی ابھی یہ ابتدائی مراحل میں ہے کہ یہ منظور ہوتی ہے یا نہیں ہوتی۔ وزیر قانون اس پر کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: (سردار نصراللہ دریشک) جناب والا! اس سلسلہ میں میری گزارش یہ ہے کہ ایم پی اے صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ انہوں نے ٹیلی فون کیا اور متعلقہ اہلکار نے وہ ٹیلی فون نہیں سنا۔ ان کی تحریک استحقاق سے یہ پہلو نکلتا ہے کہ نہ صرف یہ ہے کہ اس نے ٹیلی فون سنا نہیں بلکہ اس نے غیر ذمہ دارانہ طرز عمل کا مظاہرہ کیا ہے جو جواب پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو گورنمنٹ کے متعلقہ محکمہ کی طرف سے ملا ہے۔ اس کے مطابق اس کی باقاعدہ ڈی ایس پی لیگل نے انکوائری کی ہے اس میں وہ سب انسپکٹر بے قصور پایا گیا ہے اور جو اے ایس آئی محرر تھا اس نے بات بڑھا چڑھا کر بیان کی اور ہو سکتا ہے کہ ایک اے ایس آئی اور سب انسپکٹر کی آپس میں بھی کوئی چپقلش ہو کوئی Mis-Understanding ہو سکتی ہے جس کو اس نے ہوا دینے کے لئے ایسی حرکت کی ہو اور ساتھ ہی انہوں نے لکھا ہے سب انسپکٹر کے ایم پی اے کی رہائش گاہ پر جانے کی بابت ریٹائرڈ پٹواری عنایت علی نے بھی تصدیق کی ہے لیکن ایم پی اے صاحب سے چونکہ اس کی ملاقات نہیں ہوئی اس لئے ان کو تو اس کا علم نہیں ہے۔ تو میں آپ کی خدمت میں یہی گزارش کروں گا کہ یہ مسئلہ ایسا ہے کہ اس میں کسی مزید وضاحت کی گنجائش نہیں ہے۔ اگر آپ اس کو ملتوی کر لیں تو ہم اس کو بلوا لیتے ہیں تاکہ صحیح صورت حال ہمارے سامنے آسکے۔ اس کے بعد ہم چودھری صاحب کے مشورے کے ساتھ اس کو Dispose of or further کارروائی کریں گے۔

جناب سپیکر: جی چودھری صاحب لاء منسٹر صاحب کی یہ بات کافی جائز ہے اس کو ملتوی کر لیتے ہیں۔

وزیر قانون اور آپ اس معاملے کو resolve کریں۔

چودھری اصغر علی گجر: اب چونکہ جناب سپیکر نے اسے کافی جائز کہہ دیا اس لئے میں اس پر تنقید کرنا درست نہیں سمجھتا اور میں اس پر اکتفاء کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ!____ اگلی تحریک استحقاق نمبر10 رانا اکرام ربانی خان کی طرف سے ہے۔

مشیران حکومت پنجاب کی طرف سے فلیگ رولز آف پاکستان کی خلاف ورزی

رانا اکرام ربانی: (قائد حزب اختلاف)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔

مسئلہ یہ ہے حالیہ انتخابات کے بعد صوبہ پنجاب میں مقرر کئے جانے والے مشیران جوکہ اسمبلی کے رکن بھی ہیں خلاف ضابطہ اپنی گاڑیوں اور رہائش گاہوں پر قومی پرچم لہرا رہے ہیں وزارت داخلہ حکومت پاکستان کے نوٹیفکیشن نمبر 52/69/پبلک/ مورخہ 26 اپریل 1969ء میں جو شخصیات اپنی گاڑیوں اور رہائش گاہوں پر قومی پرچم لہرانے کی مجاز ہیں ان میں مشیران شامل نہیں ہیں۔ اس سلسلہ میں سابقہ حکومت کے دور میں چیف سیکرٹری حکومت پنجاب کو وزارت داخلہ حکومت پاکستان کی طرف سے ایک خط ڈی او نمبر 2/5/پبلک/ مورخہ 30 مئی 1990ء بھی لکھا گیا تھا جو اس معاملہ کی نشاندہی کرتا ہے۔ مشیران حکومت پنجاب کے اس امر سے فلیگ رولز آف پاکستان کی خلاف ورزی ہوتی ہے اور قومی جھنڈا لہرانے کے مجاز نہ ہونے کے باوجود قومی پرچم لہرانا قومی پرچم کی توہین ہے۔ چونکہ مشیران حکومت پنجاب اسمبلی کے ارکان بھی ہیں اور اسمبلی میں موجود بھی رہتے ہیں ان کے اس خلاف ضابطہ اور غیر قانونی اقدام سے نہ صرف میرا بلکہ اس پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ کیونکہ آئین اور قانون پر عمل درآمد کرنا اور کرانا اور اس سلسلہ میں حق نمائندگی بھی ہمارا اصل استحقاق ہے اور ہر غیر آئینی اور غیر قانونی امر کی نشاندہی اور اسے روکنے کی کوشش کرنا بھی ہمارا استحقاق ہے اس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہٰذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب والا! یہ مسئلہ ہم نے پچھلی دفعہ بھی اٹھانا چاہا تھا اور اس تحریک استحقاق کو آپ نے

پینڈنگ کر لیا تھا۔ مجھے بھی معلوم تھا کہ یہ کافی سنگین نوعیت کا مسئلہ ہے اس میں بعض لوگ جو اس ہاؤس کے ممبر بھی ہیں بغیر Authorization کے قومی جھنڈا لہراتے ہیں جس سے اس پورے ایوان کے بارے میں ایک غلط تاثر ابھرتا ہے کہ اس ایوان کے ممبر جو جی چاہے کریں انہیں کسی قانون یا ضابطے کا احساس نہیں ہے۔ تو شائد اس تحریک استحقاق کو پیش کرنے اور اس کو پینڈنگ کرنے کے بعد اس میں کسی قسم کی اصلاح کی صورت نکل آئے۔ لیکن مجھے افسوس ہے جناب والا کہ صورت حال ویسی کی ویسی ہے۔ اب اگر کل کو کوئی بھی شخص اپنی گاڑی پر قومی پرچم لہرا کر چلنا شروع کر دے تو ہماری جو ایجنسیاں ہیں ان کو کس قانون کے تحت پکڑیں گی؟ اگر پکڑیں گی تو یہ ایک قسم کی نا انصافی ہو گی کیونکہ وہ شخص بھی وہی جرم کر رہا ہے اور ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے لیکن اگر کوئی دوسرا آدمی ایسا کرے یا احتراماً" ہی اس جھنڈے کو لہرانا چاہئے تو اس کے خلاف ایکشن لے لیا جاتا ہے۔ جناب والا یہ ہاؤس قانون سازی کے لئے کوشش کرے کہ ہم جتنے بھی ایم پی اے حضرات ہیں' وہ بھی آئندہ سے اپنی اپنی گاڑیوں پہ قومی جھنڈا لہرانا شروع کر دیں گے اور اگر ہم اس صورت حال کو تشویش کی نظروں سے دیکھیں کہ یہ ہمارے قومی پرچم کی توہین ہو رہی ہے کہ ہر شخص بغیر Authorization کے جھنڈا لگائے پھر رہا ہے۔ تو میرے خیال میں اس مسئلے پر سنجیدگی سے بحث کرنی چاہئے اور اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کرنا چاہئے۔ شائد اس کی کوئی صورت نکل آئے یا یہ غیر قانونی اقدام جو ہمارے فاضل دوست کر رہے ہیں یا ان سے کروایا جا رہا ہے اس کو روکنے کی کوئی صورت نکل آئے۔

وزیر امداد باہمی: (رانا پھول محمد خان) جناب والا! چونکہ یہ ارکان اسمبلی سے متعلقہ ہے اس لئے اس میں وزیر قانون کا ہونا ضروری نہیں۔ کوئی رکن اسمبلی بھی اس پر اجازت لے سکتا ہے اگر آپ اجازت بخشیں۔

جناب سپیکر: نہیں آپ بطور وزیر اس پر بات کر سکتے ہیں۔

وزیر امداد باہمی: گزارش ہے کہ مجھے اس نوٹیفکیشن کا تو علم نہیں جو قائد حزب اختلاف نے فرمائی ہے۔ لیکن جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے۔ کسی سیاسی جماعت کا کوئی بھی رکن _____

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: جناب والا! وزیر قانون موجود ہیں' رانا صاحب ہمارے بزرگ ہیں لیکن ان کی بجائے اگر وزیر قانون اس کا جواب دیں تو زیادہ بہتر ہو گا اور قانونی تقاضے بھی پورے ہوں گے۔

وزیر امداد باہمی: مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ملک صاحب کوئی بات نہیں' گورنمنٹ کی طرف سے کوئی بھی منسٹر گورنمنٹ کا نقطہ نظر پیش کر سکتے ہیں۔

وزیر امداد باہمی: جناب والا! ایسی کوئی ہدایت آئی ہو تو شائد وزیر قانون صاحب فرما سکیں گے لیکن میں ایک گزارش کروں گا کہ جہاں تک رانا صاحب نے فرمایا کہ ہم بھی اپنی گاڑیوں پر جھنڈے لگا لیں گے تو کوئی شخص جو کسی سیاسی جماعت سے تعلق رکھتا ہے وہ اس کا جھنڈا بغیر کسی اجازت کے اپنی کار پر لگا سکتا ہے۔ آئی جے آئی والا رکن اسمبلی اپنی کار پر اور اس کا عہدہ دار اور ورکر اپنی پارٹی کا جھنڈا لگا سکتا ہے اور حزب اختلاف والے بھی اپنی سیاسی جماعت کا پرچم اپنی گاڑی پر لگا سکتے ہیں یہ کوئی جرم نہیں ہے اور اس میں نشاندہی نہیں کی گئی کہ فلاں ممبر نے یا فلاں مشیر نے جھنڈا لگایا ہوا تھا یہ بڑی مبہم ہے اس میں تمام مشیر آجاتے ہیں اور تمام مشیر شائد جھنڈا نہیں لگاتے رانا صاحب اگر نشاندہی کر کے یہ پیش کریں تو بہتر ہو ویسے یہ استحقاق نہیں بنتا یہ ایک ہدایت کی یا نوٹیفکیشن کی خلاف ورزی ہو سکتی ہے۔ لیکن اس سے اس ہاؤس کا یا کسی رکن اسمبلی کا استحقاق مجروح نہیں ہوتا ہر چیز کو استحقاق میں شامل کرنا درست نہیں ہے۔ میں مسلم لیگ کا جھنڈا اپنی گاڑی پر لہرا سکتا ہوں کوئی قانون مجھے نہیں روک سکتا۔

راجہ خلیق اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں رانا پھول خاں صاحب کو بتانا چاہتا ہوں کہ قومی جھنڈے کی بات ہو رہی ہے پارٹی کے جھنڈے کی بات نہیں ہو رہی۔

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے۔ واقعی قومی جھنڈے کی بات ہو رہی ہے' پارٹی کے جھنڈے کی بات نہیں ہو رہی۔ مخدوم زادہ صاحب کچھ ارشاد فرمائیں گے؟

وزیر خزانہ (مخدوم زادہ شاہ محمود قریشی): جناب سپیکر' قائد حزب اختلاف رانا صاحب نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے' اس بارے میں' میں فقط یہی کہنا چاہوں گا کہ رولز آف پروسیجر کے قاعدہ۔ 55 (1) کے تحت اول تو یہ تحریک استحقاق بنتی ہی نہیں اور میں اس پر آپ کی رولنگ چاہوں گا اور دوم: مجھے یاد پڑتا ہے کہ اس قسم کا سوال نواب زادہ غضنفر گل نے اٹھایا تھا اور آپ اس پر پہلے رولنگ دے چکے ہیں۔ شکریہ۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہوں گا کہ وزیر موصوف نے جس پوائنٹ آف آرڈر کا حوالہ دیا ہے اس پر رولنگ اس ایوان میں quete دی جائے کہ اس رولنگ میں جناب سپیکر

نے کیا فرمایا تھا۔ میرا نقطہ نظر یہ ہے کہ اس رولنگ کے مطابق یہی بات سامنے آئی تھی کہ آئینی طور پر مشیر صاحبان کو جھنڈا لہرانے کی اجازت نہیں ہے۔ اگر مشیر صاحبان کے لئے جھنڈا لہرانا ضروری ہے یا اس سے ان کی عزت میں اضافہ ہوتا ہے تو کسی نہ کسی طریقے سے یہ پروویژن نکالی جائے۔ مجھے ذاتی طور پر مشیر صاحبان کے جھنڈا لہرانے پر اعتراض نہیں۔

جناب شوکت داؤد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ اس کی admissibility پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

جناب شوکت داؤد: میں پوائنٹ آف آرڈر پر اسی جھنڈے کے متعلق بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر پر اسمبلی کے Procedural Matter کے بارے میں بات کر سکتے ہیں۔

جناب شوکت داؤد: میرا مقصد بھی یہی ہے جو بات زیر بحث ہو' پوائنٹ آف آرڈر اسی پر ہی ہوتا ہے میں بحث نہیں کرنا چاہتا میں اس ضمن میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ نکتہ وضاحت ہے۔

جناب سپیکر: آپ ارشاد فرمائیں۔

جناب شوکت داؤد: جیسے چودھری فاروق صاحب نے فرمایا ہے کہ ہمیں خدانخواستہ مشیروں کے جھنڈا لہرانے پر اعتراض نہیں ہے لیکن اگر یہ وضاحت ہو جائے کہ یہ کوئی استحقاق نہیں بنتا کہ جس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے لیکن اس کی وضاحت ضرور ہونی چاہئے کیونکہ اسی ضمن میں پچھلے دنوں میرے علم میں یہ بات آئی تھی کہ پولیس افسران حتیٰ کہ ایس پی صاحبان بھی جھنڈا نہیں لہرا سکتے لیکن آپ دیکھتے ہوں گے کہ ان کے گھروں پر اور دفاتر پر قومی جھنڈا لہرایا جا رہا ہے اس کی وضاحت ضرور ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: اسی قسم کی ایک تحریک استحقاق 1988ء کی اسمبلی میں پیش کی گئی تھی جس کا مخدوم زادہ شاہ محمود قریشی صاحب نے ذکر کیا ہے اور میں نے اس پر رولنگ دی تھی۔ وہ اسی قسم کی ایک تحریک استحقاق تھی۔ اس کے بعد اسی قسم کی ایک تحریک استحقاق پچھلے اجلاس میں پیش کی گئی تھی جس پر فیصلہ زیر التوا رہا اور فیصلہ نہ دیا جا سکا اور اس کو Reserve کیا گیا اور اس پر فیصلہ زیر التوا ہے۔ اس کی نشاندہی کی گئی تھی اور میں نے کہا تھا کہ اس پر فیصلہ پینڈنگ ہے اور اگلے سیشن میں اس کو لیں گے اس لئے میں نے اس کو لینے کی اجازت دی ہے کیونکہ اس پر فیصلہ پینڈنگ ہے۔ تو

اس قسم کی تحریک استحقاق جو آئین کے بارے میں یا قواعد اور اس کی Interpretation کے بارے میں ہوتی ہے یہ بڑی اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔ جہاں تک قومی جھنڈا لہرانے کا تعلق ہے' مختلف ممالک میں اس کی مختلف صورتیں ہیں۔ کئی ممالک میں status کو display نہیں کرتے اور ان ممالک کے صدر بھی قومی پرچم نہیں لہراتے' پرائم منسٹر قومی جھنڈا نہیں لہراتے لیکن کچھ ممالک میں لوگ status کو display کرتے ہیں اور وہ قومی جھنڈا لہراتے ہیں۔ ہمارے اپنے حالات ہیں' ان کے اپنے حالات ہیں۔ ہم نے اس میں یہ دیکھنا ہے کہ آیا یہ اس کے حق دار ہیں یا نہیں اور یہ تعین کرنا ہے کہ مشیر اور سپیشل اسسٹنٹس قومی جھنڈا لہرانے کے حق دار ہیں یا نہیں یہ فیصلہ وفاقی حکومت کی وزارت داخلہ نے کرنا ہے کہ مشیر اور سپیشل اسسٹنٹس قومی جھنڈا لہرا سکتے ہیں یا نہیں' اس میں وزارت داخلہ کی نوٹیفکیشن کی بھی ضرورت ہے میرے خیال میں ہمارے پاس اس کی نوٹیفکیشن ہو گی تو اس سلسلے میں فیصلے کو میں زیر التوا رکھتا ہوں اس پر تفصیل سے بات کریں گے اور اس پر فیصلہ دیں گے _____ میرے خیال میں پروٹوکول موشنز کافی ہو گئے ہیں اب ڈسکشن کر لیں۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنی چاہوں گا۔ یہاں پر انتہائی اہم نوعیت کا کوئی معاملہ زیر بحث لانے کے لئے قواعد کو معطل کر دیا جاتا ہے۔ ملک کے نوجوانوں کا مستقبل تباہ ہو رہا ہے اور اس پر بات کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی اہم معاملات کو ایوان کی رائے لے کر زیر بحث لایا جاتا ہے۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ملک کے' اس صوبے کے نوجوانوں کا مستقبل تباہ ہو رہا ہے ہو' تاریک ہو رہا ہو اور انہیں ان کا حق نہ دیا جا رہا ہو تو اس پر بات نہیں ہو سکتی؟ سینکڑوں طلبہ کے کاغذات' ان کے فارم پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ امتحانات نے ضائع کر دیئے ہیں اور ان کو رول نمبر جاری نہیں کئے جا رہے اور انہیں امتحان دینے کی اجازت نہیں دی جا رہی اس معاملے کو زیر بحث لانے کے لئے میں تحریک التوا پیش کرنا چاہتا تھا۔ میں پریس والوں سے بھی توقع رکھتا تھا کہ وہ اس بات کو سامنے لائیں گے تاکہ شعبہ امتحانات پنجاب یونیورسٹی اپنی ناقص کارکردگی کا نوٹس لے لیکن یہ بات پریس میں بھی نہیں آئی اور کل سے میں بات کر رہا ہوں لیکن حکومت کی طرف سے بھی جواب نہیں دیا جا رہا جناب سپیکر! یہ معاملہ انتہائی سنگین ہے اس مسئلے کا نوٹس لیا جائے اور مجھے یہ تحریک التوا پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔ یہ بتایا جائے کہ اہم معاملات کے لئے قواعد کو معطل کر کے کیا کوئی تحریک پیش نہیں کی جا سکتی؟

جناب سپیکر: وزیر قانون توجہ فرمائیں۔

جناب واجد علی خان: جناب سپیکر! یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے۔میں نے بھی اس مسئلے کے متعلق تحریک التوا پیش کی تھی اور آپ نے فرمایا تھا کہ یہ پینڈنگ کر دی جائے یہ انتہائی اہم نوعیت کا مسئلہ اس وقت بھی تھا کیونکہ اس وقت ڈینٹل سرجن امتحان دے رہے تھے جو پوسٹ گریجویشن کر رہے تھے گورنر صاحب نے بھی مداخلت کی لیکن کنٹرولر امتحانات جو کہ پچھلے اٹھارہ سال سے وہاں بیٹھا ہوا ہے اور ساری برائیوں کی جڑ ہے اس نے یونیورسٹی میں امتحانات کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس کا ذمہ دار واحد وہ شخص ہے۔ گورنر صاحب کے کہنے کے باوجود اس نے امتحان لینے سے انکار کر دیا' لڑکے وہاں بیٹھے ہوئے تھے' سٹوڈنٹس' پانچ چھ دس تھے جتنے بھی تھے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! ابھی اس پر بحث نہیں ہو سکتی اس لئے کہ ابھی تو اس کی admissibility زیر بحث ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو آج take up کیا جا سکتا ہے یا نہیں۔ اس لئے کہ آج تحاریک التوائے کار کا دن نہیں ہے۔ جس روز بجٹ پر بحث ہوتی ہے یا ضمنی بجٹ پر بحث ہوتی ہے اس روز تحاریک التوا کو take up نہیں کرتے اور نہ سوالات کو take up کرتے ہیں۔ آج تو سرے سے تحاریک التوا take up ہی نہیں ہو رہیں۔ چودھری محمد فاروق صاحب کا یہ فرمان ہے کہ میری تحریک التوا بھی آج لی جائے اور رولز کو معطل کرتے ہوئے out of turn اس کو لیا جائے۔ یہ دہری رعایت چاہتے ہیں اس بارے میں' میں لاء منسٹر صاحب کی رائے چاہتا ہوں کہ ان کی کیا رائے ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس سلسلہ میں کل بھی چودھری محمد فاروق صاحب کے ساتھ میری بات ہوئی تھی۔ میں نے ان کی خدمت میں یہی گزارش کی تھی کہ آپ از راہ کرم میرے پاس آئیں۔ ہم وزیر تعلیم سے مل کر اس مسئلے کے بارے میں ان کو ساری صورت حال سے آگاہ کر کے پھر اس کا حل نکالنے کی کوشش کرتے ہیں بجائے اس کے کہ ہم اس کو بطور تحریک التوا لیں۔ ہوتا یہی ہے جناب والا کہ پھر important اور un-important والی Priority ختم ہو جاتی ہے ہمارے بہت سے معزز اراکین ضمنی بجٹ کی بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں۔ اب چھ بجنے والے ہیں پھر مغرب کی نماز ہو گی تو میں ان کی خدمت میں یہی گزارش کروں گا کہ وزیر تعلیم بھی تشریف رکھتے ہیں۔ تحریک التوا حکومت کے نوٹس میں لانے والی ایک بات ہوتی ہے۔ تو میں اور چودھری فاروق صاحب' وزیر تعلیم سے مل کر اس معاملے کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس سلسلہ میں ان سے بات کر کے اس کا جو بھی مناسب حل ہو سکتا ہے ہم نکالنے کی کوشش کریں گے۔ شکریہ۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! جناب لاء منسٹر صاحب اگر مناسب سمجھتے ہیں تو میں اس معاملے کو الجھانے کی بجائے صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر تعلیم تشریف رکھتے ہیں وہ صرف اتنی یقین دہانی کرا دیں کہ جن لڑکوں کے فارم یونیورسٹی نے وصول کئے اور ریکارڈ میں یہ بات موجود ہے کہ یونیورسٹی نے ان کے فارم وصول کئے۔ ان تمام لڑکوں کو فوری طور پر رول نمبر جاری کریں اور باقی کا جو Process ہے وہ مختصر وقت میں مکمل کر کے انہیں یہ امتحان دینے کی اجازت دے دیں۔ میں نہیں کہتا کہ میرے معاملے کو تحریک التواء کی صورت میں یہاں زیر بحث لایا جائے۔ میں تو صرف یہ یقین دہانی چاہتا ہوں کہ ہمارے وہ نوجوان جن کا مستقبل اس وجہ سے ضائع ہو گا کہ یونیورسٹی نے ناقص کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ وزیر تعلیم یہاں پر یقین دہانی کرا دیں تو میں سمجھوں گا کہ ان بچوں کا معاملہ حل ہو جائے گا صرف اتنی سی بات ہے جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: جناب وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! میری عدم موجودگی میں یہ مسئلہ پیش کیا گیا تھا۔ جب میں واپس آیا اور مجھے اس کا پتا چلا تو میں نے فوراً" معزز رکن سے رابطہ کیا میں نے از خود رابطہ کیا اور اس کے بعد میں نے وائس چانسلر صاحب سے تفصیلی رپورٹ منگائی ہے۔ اس کا جواب مجھے وصول ہو چکا ہے اور اس رپورٹ کے مطابق انہوں نے کہا ہے کہ کل اٹھارہ لڑکے ایسے آئے تھے جنہوں نے مطالبہ کیا تھا کہ ان کو رول نمبر جاری نہیں ہوئے ان کے پاس رسیدیں تھیں اور انہوں نے رسیدیں دیکھتے ہوئے اٹھارہ لڑکوں کو رول نمبر جاری کئے ہیں اور آج کی رپورٹ انہوں نے دی ہے کہ آج صرف تین لڑکے ایسے آئے ہیں جن کو رول نمبر جاری ہوئے تھے وہ سارا دن آفس میں بیٹھے رہے ہیں صرف تین لڑکے آئے تھے اور تینوں کو رول نمبر جاری کر دیئے گئے تھے تو میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ اگر کوئی ایسا لڑکا رہتا ہے تو ہم فوراً" رول نمبر جاری کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اب تک اکیس لڑکوں کو ہم پنجاب یونیورسٹی کے رول نمبر جاری کرا چکے ہیں۔

چودھری محمد فاروق: شکریہ جناب سپیکر!

مجلس قائمہ برائے سروسز، جنرل ایڈمنسٹریشن اینڈ انفارمیشن کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

جناب سپیکر: جی چودھری خادم حسین صاحب رپورٹ پیش کریں گے۔

چودھری خادم حسین: جناب سپیکر! میں
مسودہ قانون سروس ٹریبونل ماتحت عدلیہ پنجاب مصدرہ 1991ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سروسز' جنرل ایڈمنسٹریشن اینڈ انفارمیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: چودھری خادم حسین صاحب کی طرف سے مسودہ قانونسروس ٹریبونل ماتحت عدلیہ پنجاب مصدرہ 1991ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سروسز جنرل ایڈمنسٹریشن اینڈ انفارمیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کی گئی۔

ضمنی میزانیہ بابت 91-1990ء پر بحث

جناب سپیکر: تو ضمنی بجٹ پر آج پھر بحث کا آغاز کرتے ہیں۔ آج دوسرا دن ہے۔ اور میرے پاس جو نام بحث میں حصہ لینے کے لئے ہیں ان کی تعداد کوئی پندرہ سولہ ہے زیادہ نہیں ہیں۔ دس دس منٹ کا وقفہ ہم کل مختص کر چکے ہیں۔ تو فرید پراچہ صاحب آج بحث کے لئے تیار ہیں؟

جناب فرید احمد پراچہ: جی ہاں۔

جناب سپیکر: تو بسم اللہ کیجئے۔ (قطع کلامی) راجہ صاحب! میں فرید پراچہ صاحب کو دعوت دے چکا ہوں۔

جناب فرید احمد پراچہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ جناب سپیکر! ضمنی میزانیہ کوئی ایسا بجٹ نہیں ہے جس پر کوئی تفصیل گفتگو کی جائے۔ اس لئے کہ اس کے اثرات کا تعلق ماضی کے ساتھ ہوتا ہے مستقبل کے ساتھ نہیں ہے۔ تاہم میں چند باتیں اس بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں جو اس کے خوش آئند پہلو ہیں اور جو قابل توجہ پہلو ہیں ان کے بارے میں بھی۔ خوش آئند پہلو تو یہ ہے کہ جیسے کل قائد حزب اختلاف نے خود اس بات کا اعتراف کیا کہ ضمنی میزانیہ آئی جے آئی کا منشور ہے اس سے بڑا کسی بھی بجٹ کو کوئی اعزاز نہیں دیا جا سکتا کہ اسے اس کے منشور کا حصہ قرار دیا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ منشور کسی بھی پارٹی کی وہ دستاویز ہے کہ اگر وہ بجٹ کا حصہ بن جائے' اگر وہ قانونسازی کا حصہ بن جائے' اگر وہ اعلانات کا حصہ بن جائے' اگر وہ مختلف قسم کے اقدامات کا حصہ بن جائے تو اس سے بڑی کسی بھی حکومت کی کوئی کامیابی نہیں۔ اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ یہ جو کہا گیا یہ فی الواقع ہمارے منشور کا حصہ ہے اس لئے کہ اس میں 2 ارب 18 کروڑ 12 لاکھ روپے کی رقم وہ ہے

جو تنخواہوں میں اضافے کے ضمن میں ہے اور تنخواہوں میں اضافہ اسلامی جمہوری اتحاد کا وعدہ تھا۔ اس وعدے کو پورا کیا گیا۔ اس کا اعلان کیا گیا۔ اس پر صرف اعلان نہیں کیا گیا بلکہ اس کو عملاً" تقسیم کر دیا گیا اور تقسیم بھی یہ اس طرح کیا گیا کہ اس کا فائدہ سب کو پہنچے۔ یعنی یہ وہ بارش تھی جو صرف بعض بڑے بڑے افسروں کے محلات پر نہیں برسی بلکہ غریب کلرکوں کے جھونپڑوں کے اوپر بھی یہ بارش برسی ہے اور اس لحاظ سے یہ ہمارے منشور کی کامیابی کا ایک پہلو ہے۔

دوسری بات جو اس بجٹ کے ضمن میں ہے وہ یہ کہ اس میں ترقیاتی سکیموں پر 3 ارب 18 کروڑ اور 40 لاکھ روپے رکھے گئے اور یہ اگر غیر ترقیاتی اخراجات کی مد ہوتی' اگر غیر پیداواری اخراجات کی مد ہوتی' اگر محض انتظامی اقدامات کی مد ہوتی تو ہم کبھی بھی اس کی منظوری نہ دیتے لیکن یہ ترقیاتی سکیموں کے بارے میں ہے۔ یہ ڈویلپمنٹ کے بارے میں ہے۔ یہ پنجاب کی قسمت اور تقدیر کو بدلنے کے بارے میں ہے اس بجٹ کا ایک بڑا حصہ تو تنخواہوں میں اضافہ اور اس کے ساتھ ترقیاتی سکیموں کے بارے میں ہے اور اس لحاظ سے یہ ایک خوش آئند پہلو ہے۔ یہاں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب بجٹ پر میزانیہ آتا ہے جو اعداد و شمار آتے ہیں اس کی جب ہم منظوری دیتے ہیں تو ہمیں اس بات کا بھی حق پہنچتا ہے بلکہ یہ ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم یہ بھی دیکھیں کہ جس ایجنسی کے ذریعے یہ اخراجات استعمال ہو رہے ہیں کیا وہ ایجنسی صحیح طور پر ان اخراجات کا استعمال کر رہی ہے۔ اس لحاظ سے میں اس نظام کے بارے میں چند باتیں کرنا چاہتا ہوں جو افسر شاہی کا پیدا کردہ نظام ہے اور جس کی وجہ سے اسمبلیاں مجبور ہوتی ہیں یا حکومتیں مجبور ہوتی ہیں کہ وہ ضمنی میزانیہ دیں یا اخراجات ان کے کنٹرول سے باہر ہوتے ہیں۔ یہ بات ضروری ہے کہ آج اس بات کا ہم یہاں پر تذکرہ کریں۔

جناب والا! بہت ساری سکیمیں ایسی ہیں کہ جن کو آپ دیکھیں تو ان سکیموں کے اندر آپ کو یہ بات معلوم ہو گی کہ ان میں جزوی طور پر رقوم مختص کی گئی ہیں۔ میں آپ کے سامنے مثال کے طور پر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ لاہور میں گلشن پارک ملتان روڈ کی ایک واٹر سپلائی کی سکیم ہے۔ گزشتہ سال 22 لاکھ روپے اس کے لئے منظور کئے گئے اور 22 لاکھ روپے میں سے صرف 5 لاکھ روپے ایک سال کے لئے Allocate کئے گئے۔ جس کا یہ نتیجہ نکلا کہ وہ سکیم مکمل نہ ہوئی اور پانچ لاکھ میں 22 لاکھ کی سکیم نہیں ہو سکتی تھی۔ اگلے سال اس کے لئے 32 لاکھ پھر رکھ دیئے گئے اور اس کے لئے یہی 32 لاکھ پھر رکھ دیئے گئے اور پھر اس کے لئے چھ لاکھ روپے بجٹ کے اندر رکھے گئے۔ یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ سکیم جب مکمل ہو گی تو جو ایک سال میں 22 لاکھ میں مکمل ہونی چاہئے تھی وہ چھ سالوں میں مکمل ہو گی اور اس پر 70 لاکھ روپے لگیں گے۔ یہ وہ بد انتظامی ہے اور یہ افسروں کا

مختلف انداز میں اپنے پیداواری مقاصد کے لئے بجٹ کو تقسیم کرنے کا ایک حربہ ہے جس کی وجہ سے سکیمیں نامکمل بھی رہتی ہیں اور اس کا کوئی نتیجہ بھی نہیں نکلتا۔ جناب والا! ان ترقیاتی سکیموں کے سلسلے میں کل یہ بات کی گئی کہ یہ تعمیر وطن پروگرام کے نام پر کی گئی اور اس کا فائدہ بعض آئی جے آئی کے امیدواروں کو پہنچا۔ یہ بات وہ لوگ کر رہے تھے کہ جنہوں نے خود پیپلز ورکس پروگرام دیا اور اس کے ساتھ انہوں نے اس بات کی روایت ڈالی کہ غیر منتخب لوگوں کے ذریعے سے اور ان لوگوں کے ذریعے سے کہ جن کو عوام مسترد کر چکے ہیں ان کے ذریعے سے سرکاری رقوم کو جو قومی خزانے کی ہیں صرف کروایا جائے۔ یہ بالکل ایسے ہی بات ہے جناب والا۔ کہ ۔

تمہاری زلف میں پہنچی تو حسن کہلائی
وہ تیرگی جو میرے نامہ سیاہ میں تھی

جناب والا! میں اس موقع پر یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ جو بھی ترقیاتی پروگرام ہو اس کا فائدہ پسماندہ علاقوں کو خاص طور پر پہنچے اس پر کوئی تخصیص نہیں ہونی چاہئے۔ اس میں کوئی ایسی بات نہ ہو کہ لوگوں کو یہ بات کہنے کا موقع ملے کہ

ہم کو تو میسر نہیں مٹی کا دیا بھی
گھر پیر کا بجلی کے چراغوں سے ہے روشن

یہ فرق نہیں ہونا چاہئے۔ اس بات کی طرف جناب سپیکر میں توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ جو بھی ترقیاتی سکیمیں بنیں ان کا فائدہ پسماندہ علاقوں کو پہنچے جیسے کل بات کی گئی کہ ڈیرہ غازی خان کا علاقہ اور جھنگ کے علاقے اور لیہ کے اور دیگر پسماندہ علاقے ایسے ہیں کہ جہاں پینے کا پانی بھی میسر نہیں ہے۔ جہاں سکول up-grade نہیں کئے گئے۔ اس طرح سے فائدہ ان چھوٹے علاقوں کو اور پسماندہ علاقوں کو پہنچنا چاہئے اور اس کو اس طرح سے تقسیم نہ کیا جائے کہ ترازو کا ایک پلڑا زیادہ جھک جائے اور دوسرا پلڑا بالکل خالی رہے۔ اس انداز سے نہیں ہونا چاہئے۔

جناب والا! اسی طرح سے میں اس پر توجہ دلاتے ہوئے یہ بات عرض کروں گا کہ جو ضمنی میزانیہ پیش کیا گیا اس میں 70 کروڑ روپے کے قریب رقم جو ہے وہ سود کی رقم ہے جس کے بارے میں بتایا گیا کہ یہ رقم ہمیں وفاقی حکومت کو یا سٹیٹ بینک کو سود کی شکل میں واپس کرنی ہے۔ جناب اب جبکہ شریعت بل نافذ ہو چکا ہے اور اسلامی نظام کی منزل کی طرف ہم بڑھ رہے ہیں تو آج اس اسمبلی کو کم از کم اس خرچ کی اجازت نہیں دینی چاہئے اور اس کا اقدام پنجاب کی طرف سے کیا جائے کہ یہ وفاقی حکومت اور سٹیٹ بینک کے سود کو معاف کرے یا ہم اس سود کو دینے سے انکار کریں اس لئے کہ سود

اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے منافی ہے اور کسی طرح سے بھی اس کی اجازت نہ دی جائے۔

جناب والا! شق وار گفتگو کرتے ہوئے میں یہ عرض کروں گا کہ مطالبہ نمبر 33 میں انتظامی امور کے تحت 19 کروڑ 30 لاکھ روپے کا مطالبہ کیا گیا ہے اور اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ والٹن میں شہدا کی یادگار قائم کرنے کے لئے 3 کروڑ اور 50 لاکھ روپے کی رقم درکار ہے یہ زمین خریدی گئی ہے۔ یہاں پر میں اس بارے میں عرض کروں گا کہ یادگار شہداء کی تعمیر کے بارے میں اخبارات میں ہم نے بھی اس کے اشتہارات دیکھے۔ پچاس ہزار روپے کا ایک انعام رکھا گیا کہ اس کا جو نقشہ بنایا جائے گا اس کو پچاس ہزار روپے کا انعام دیا جائے گا۔ صرف پچاس ہزار روپے کا انعام دینے کے لئے جو اشتہارات شائع کروائے گے جو بھی ان اشتہارات کے نرخ سمجھ سکتے ہیں وہ یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ 15 لاکھ روپے کے اشتہارات دیئے گئے۔ صرف پچاس ہزار روپے کا انعام تھا یعنی پچاس ہزار روپے کی بچت کرنے کے لئے 15 لاکھ روپے کے صرف اخبارات کے اندر اشتہارات دیئے گئے۔ اس طرح کے اخراجات کو چیک کرنا چاہئے اور اس طرح کے اخراجات نہیں ہونے چاہئیں۔ بجائے اس کے کہ وہ بچت کے راستے پر چلیں وہ ہمارے لئے دقت اور دشواری کے راستے ہموار کرتے ہیں۔

اسی طرح سے ایک کروڑ بیس لاکھ روپے پٹرول کے خرچ کے لئے رکھے گئے۔ جناب والا! میں عرض کروں گا کہ ایک عرصہ سے یہاں پنجاب کے اندر ملازمتوں پر پابندی ہے اور صرف اس وجہ سے پابندی ہے کہ ہم اس کے ذریعے سے بچت کرنا چاہتے ہیں تو کتنے ہی غریب نوجوان جو بے روزگار پھرتے ہیں ان کے روزگار کا سلسلہ روک کر ہم نے بچت کی لیکن بچت کر کے اسے ہم نے پٹرول کے اوپر اور ایسی دیگر چیزوں کے اوپر خرچ کیا جو انتظامی یا غیر پیداواری اخراجات تھے ان کے بارے میں بھی جناب والا میں توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ایسے اخراجات کی بجائے ہمیں یہ بات دیکھنی چاہئے کہ جو ہمیں بچت ہو وہ بچت بے روزگار لوگوں کو روزگار دینے کے لئے استعمال کی جائے۔

جناب والا! مطالبہ نمبر 9 میں انہار کے تحت 6 کروڑ 50 لاکھ روپے دریاؤں کے کٹاؤ سے زمینوں کو بچانے کے لئے رکھے گئے ہیں۔ یہ بات یہاں ہمارے لاہور کے ایم پی اے حضرات بھی جانتے ہیں کہ لاہور میں دریائے راوی کے کٹاؤ سے ایک بڑا علاقہ متاثر ہو چکا ہے اور اس کے لئے گزشتہ سال 2 کروڑ روپے کے ساتھ ایک ایسی سکیم بنائی گئی جس کا بجائے فائدہ ہونے کے نقصان یہ ہوا کہ اس کے ساتھ شادے وال' بھوگن پورہ اور مرید وال کے جو دیہات ہیں یہ سارے کے سارے دریا برد ہو گئے اپنے ٹیوب ویلوں اور اپنی زمینوں سمیت اور اس کے ساتھ شاہ پور اور نیاز بیگ کی آبادیاں جو

ہیں ان کی زرعی زمینیں برباد ہو چکی ہیں' دریا برد ہو چکی ہیں اور ان کے صرف مکانات یا رہائشی علاقے باقی ہیں۔ ایسی سکیمیں نہیں ہونی چاہئیں جن سے فائدے کی بجائے الٹا نقصان ہو اور ایسے اخراجات کی منظوری دیتے ہوئے ہمیں لازمی طور پر یہ بات بھی کرنی چاہئے اور اس بات کو پہچانا چاہئے۔

جناب والا! اسی طرح سے مطالبہ نمبر 14 جو ہے اس کے تحت صرف ایک ادارے کا نام آیا ہے۔ امامیہ ٹیکنیکل سنٹر ہے۔ اس کو 10 لاکھ روپے دیئے گئے۔ اس سے کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ یہ کوئی سرکاری ادارہ ہے یا کوئی غیر سرکاری' پرائیویٹ ادارہ ہے۔ پرائیویٹ اداروں کو تو اس طرح سے گرانٹ نہیں دی جاتی اور اگر دی جاتی ہے تو پھر اس کا دائرہ وسیع ہونا چاہئے۔ لیکن ایک ادارہ کہ جس کے نام سے یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ وہ کوئی پرائیویٹ ادارہ ہے۔ اس طرح کی کوئی رقم اس کو نہیں دینی چاہئے۔

مطالبہ نمبر 12 کے تحت پولیس کی مد میں 34 کروڑ 96 لاکھ روپے میں سے صرف 8 لاکھ 70 ہزار روپے جیپوں کے اخراجات کے لئے رکھے گئے۔ یعنی اتنی بڑی رقم میں سے جو جرائم کو کنٹرول کرنے کے لئے ہے ان کی جو ضروریات ہیں کہ ان کو جیپیں فراہم کی جائیں جیسا کہ پولیس کی طرف سے بار بار یہ مطالبے آئے ہیں تو یہ بہت ہی قلیل رقم ہے اور پنجاب کے آئندہ سال کے بجٹ کے موقع پر جو میں گفتگو کروں گا اس میں انشاء اللہ میں اس ضمن میں چند تجاویز عرض کرنا چاہوں گا۔

جناب والا! اسی طرح مطالبہ نمبر 27 کے تحت 7 مرلہ سکیم کی اسناد کی چھپائی کے اوپر پچاس لاکھ روپے خرچ کئے گئے۔ یعنی جیسا کہ پریس کے متعلق حضرات جانتے ہیں کہ ایک سند کی چھپائی پر زیادہ سے زیادہ ایک روپیہ خرچ آسکتا ہے تو کیا یہ پچاس لاکھ سندات چھپوائی گئی ہیں؟ جبکہ پلاٹ جو ہیں وہ ہزاروں کی تعداد میں ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس خرچ کو بھی دیکھنے کی ضرورت ہے۔ یہ اتنا بڑا خرچ محض اسناد کی چھپوائی پر باعث تشویش ہے۔

اسی طرح جناب والا۔ یہ مطالبہ نمبر 15 کے تحت میو ہسپتال اور علامہ اقبال میڈیکل کالج اور سروسز ہسپتال کو 2 کروڑ روپے کی اضافی رقم دی گئی ہے۔ ہمارے وزیر صحت اس کی چیکنگ کر رہے ہیں۔ تو ان کی طرف سے یہ بات کی گئی کہ وہاں پر جتنی گرانقدر مشینیں خریدی گئیں کروڑوں روپے کے خرچ سے وہ کئی کئی سالوں سے بے کار پڑی ہیں اور عوام کو ان کا فائدہ نہیں پہنچ رہا۔ تو ایسے اداروں کو مزید اضافی گرانٹ دینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ تو پہلے وہاں کے انتظامات کو درست کیا جائے تاکہ اگر وہاں ہم کوئی خرچ کریں تو اس خرچ کا فی الواقع عوام کو فائدہ پہنچے۔ جناب والا! اپنی گفتگو کو ختم کرتے ہوئے میں یہ عرض کروں گا کہ یہ ہمارے نظام کی اور ہمارے سسٹم کی جو خرابیاں

ہیں نہ ہمیں ان کی وکالت کرنے کی ضرورت ہے نہ ان کے دفاع کرنے کی ضرورت ہے یہ ایک عرصے سے پیدا کی ہوئی ہماری بیورو کریسی کی وہ خرابیاں ہیں جن کی وجہ سے ہمارے کروڑوں بلکہ اربوں روپے کے بجٹ ضائع ہوتے ہیں اور ان کا کوئی فائدہ عوام کو صحیح طور پر نہیں پہنچتا۔

جناب والا! اب وہ وقت ہے کہ ہم اخراجات کی منظوری دیتے ہوئے اس نظام کو تبدیل کرنے کے بارے میں سوچیں اور انشاء اللہ تعالیٰ اگر اس بارے میں ہم اقدامات کریں گے تو اس کا فائدہ بھی پہنچے گا اور جن اخراجات کی یہ اسمبلی منظوری دے گی اس بارے میں صحیح طور پر اور بہتر نتائج ہمارے سامنے آسکیں گے' اس کے ساتھ میں ایک مرتبہ پھر اس ضمنی میزانے کے بارے میں یہ بات عرض کروں گا کہ یہ ضمنی میزانیہ اچھے اور خوش آئند پہلو اپنے دامن میں رکھتا ہے لہٰذا اس کی منظوری دی جائے۔

جناب سپیکر: میاں منظور احمد موھل صاحب۔

میاں منظور احمد موھل: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ○ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا تاکہ میں ضمنی بجٹ پر اپنے خیالات کا اظہار کروں۔ جناب والا حقیقت یہ ہے کہ ضمنی بجٹ اور سالانہ بجٹ ہمیشہ حکومتیں پیش کرتی ہیں اور حزب اختلاف اس میں تنقید کا پہلو نکالتا ہے۔ اس پر تنقید کرتا ہے اور اپنا نقطہ نظر بیان کرتا ہے لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جو اچھی بات ہو اس کی تعریف کی جائے جو بری بات ہو اس پر تنقید کی جائے۔ حکومت کی پارٹی حزب اقتدار کا بھی یہی نقطہ نظر ہوتا ہے کہ جو بجٹ میں اچھی بات آتی ہے اس کی تعریف کی جاتی ہے اور جو اچھی بات نہیں ہوتی اس کو تنقید کا باعث بنایا جاتا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ کل ہمارے قائد حزب اختلاف نے جتنی بھی تقریر کی ہے انہوں نے تمام تر اس میں نقائص نکالنے کی کوشش کی ہے لیکن جہاں پر کوئی اچھی بات تھی اس کو انہوں نے نہیں سراہا ہے۔ میں کہوں گا کہ یہ ان کی تنگ نظری تھی جس طرح کہ ساون کے اندھے کو ہمیشہ ہرا ہی ہرا نظر آتا ہے۔ چور جو ہوتا ہے اس کی داڑھی میں تنکا ہوتا ہے۔ جس کا مثبت رویہ نہ ہو وہ ہمیشہ اس طرح سے سوچتا ہے۔ میرے خیال میں' میں یہی کہوں گا کہ ہمارے محترم قائد حزب اختلاف نے یہ نہیں سوچا کہ کن حالات میں کن Objective conditions کے تحت اور وہ کون سے معروضی حالات تھے جو اس حکومت کو درپیش تھے جن کے لئے یہ ضمنی بجٹ پیش کرنا پڑا۔ جناب والا! آپ یہ دیکھئے کہ اس سے پہلے جو سالانہ بجٹ تھا وہ 1988ء کی اسمبلی نے بنایا تھا لیکن 6 اگست کو وہ اسمبلی ٹوٹ گئی تھی اس لئے

یہ ضمنی بجٹ معرض وجود میں آیا اور یہ نگران کومت نے بنایا تھا اور وہ کیا صورت حال تھی۔ آپ کے بھی علم میں ہے کہ خلیج کا مسئلہ' سب سے زیادہ اہم مسئلہ تھا اور میرے خیال میں اس صدی کی وہاں بدترین جنگ ہوئی ہے۔ اس وجہ سے بھی جو حالات و واقعات تھے ان سے ہم باہر نہیں جا سکتے تھے۔ تیل کی قیمتیں بڑھیں اس وجہ سے تنخواہوں میں بھی اضافہ ہوا یہ وہ باتیں تھیں جو کسی کے اختیار میں نہیں تھیں بلکہ ان کی وجہ سے یہ تمام ضمنی بجٹ ہمیں پیش کرنا پڑا۔ جناب والا! آپ سے میں یہ بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میرے پی ڈی اے کے دوست جو ہیں میں بھی اس پارٹی میں کچھ عرصہ رہا ہوں اور اس ایوان میں 1976ء میں جو حزب اختلاف کا کردار تھا اور جو حزب اقتدار کا کردار تھا وہ دنیا جانتی ہے کہ کیا کچھ تھا۔ رانا پھول خان گواہ ہیں کہ اس وقت کی حزب اقتدار نے مجھ پر فائرنگ کرائی۔ اب میں پوچھتا ہوں کہ وہ کونسا حزب اختلاف کا ایسا ممبر ہے کہ جس پر موجودہ حکومت نے فائرنگ کروائی ہو یا جھوٹے مقدمے میں ملوث کیا ہو۔

(نعرہ ہائے تحسین)

کوئی ایک مثال مجھے دیجئے کہ ہم پر یہ پرچہ غلط کیا گیا ہے یا ہم پر فائرنگ کی گئی ہے یا ہمارے بھائی کو اس طرح سے Dismissal کے قریب لے جایا گیا ہے کوئی ایک بات بتا دیجئے۔

جناب والا! پھر امن و امان کی صورت حال کا کہتے ہیں کہ امن و امان ہیں میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ ہم کس دنیا میں بس رہے ہیں؟ کس صدی میں بس رہے ہیں؟ ہمارے ہمسایہ ممالک میں کیا ہو رہا ہے؟ ہمارے ساتھ والے صوبے میں کیا ہو رہا ہے؟ میں یہ مانتا ہوں بالکل ٹھیک بات ہے کہ امن و امان کی حالت بہتر نہیں ہے لیکن یہ بھی بات ہے کہ پنجاب کی حکومت نے بھرپور کوشش کی ہے کہ یہاں امن و امان قائم رہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے قائد ایوان نے یہاں تک کہہ دیا کہ ہم قائد حزب اختلاف کو ایک وزیر کے برابر مراعات دیں گے۔ میں پوچھتا ہوں کہ جب مرکز میں ان کی حکومت تھی جس کو ابھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا۔ دو صوبوں میں صوبہ سرحد اور صوبہ سندھ میں ان کی حکومت تھی وہاں کس حزب اختلاف کے لیڈر کو وزیر کے برابر مراعات دی گئی تھیں؟ یہ ان کو دیکھنا چاہئے۔ یہ ان کو سوچنا چاہئے۔ الزام لگانا بڑا آسان ہے لیکن اس پر عمل کرنا بڑا مشکل ہے۔ تو جناب والا اس حکومت میں آئی جے آئی کی حکومت میں' میں کہوں گا اس دور میں جبکہ اردگرد کیا ہو رہا ہے؟ باقی صوبوں میں کیا ہو رہا ہے؟ یہاں پنجاب کے صوبے میں آپ کی کس قدر عزت ہے۔ آپ کا وقار ہے۔ آپ کو تحفظ دیا گیا ہے۔ تو جناب والا! اس طرح میں یہاں یہ بھی بیان کرنا چاہتا ہوں کہ جو ترقیاتی منصوبے ہیں بلکہ یہاں تک کہ جو مشاورتی بورڈ بن رہے ہیں ان میں بھی حزب اختلاف کو برابر

کا مقام دیا گیا ہے۔ وہاں ان کو بھی شامل کیا گیا ہے تاکہ یہ ہمارے بھائی جو ہیں وہاں پر صحیح کردار ادا کریں اور جناب والا ترقیاتی منصوبوں میں بھی ہم نے اعلان کیا ہے کہ جتنا حصہ گورنمنٹ کے ممبر کو ملے گا اتنا ہی ہم حزب اختلاف کو دیں گے۔ یہ کون سی کم ظرفی ہے۔ میں کہوں گا کہ آپ کو تو یہاں پر یہ ضرور کہنا چاہئے تھا کہ اس حکومت نے' حزب اقتدار نے ہمارے ساتھ اچھا تعاون کیا ہے لیکن آپ نے بخل سے کام لیا ہے۔

جناب والا! اسی طرح میں اب یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے جو معروضی حالات تھے اس سے ہم بھاگ نہیں سکتے۔ دوڑ نہیں سکتے۔ قیمتوں کا بڑھ جانا اور باقی تمام جو ہمارے سامنے امور ہیں ان کی وجہ سے ہمیں یہ ڈیمانڈز دینی پڑی ہیں اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں تھا تو جناب والا میں یہ توقع کرتا ہوں کہ باقی حزب اختلاف کے جو ممبران اس پر بولیں گے وہ ضرور اپنے دل کے مطابق آواز نکالیں گے کیونکہ ممبر وہی ہے جو حق کی بات کرے اس کا ضمیر جو محسوس کرے وہی بات کرے۔ ہمیں تو تلقین کی جاتی ہے کہ آپ اس پر انگوٹھا نہ لگائیں۔ آپ اس کے خلاف بات کریں۔ آپ اس کو من و عن قبول نہ کریں۔ ہم آپ کی سو فیصدی تائید کرتے ہیں کہ ہم قطعاً" من و عن اس کی تائید نہیں کریں گے بلکہ جو ہمارا ضمیر کہتا ہے اس کے مطابق ہم بات ضرور کریں گے۔

جناب والا! یہاں میں اپنے ضمیر کے مطابق یہ بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارا ضلع بہاولنگر اور بہاولپور ڈویژن' ڈیرہ غازی خان ڈویژن یہ پس ماندہ علاقہ جات میں اگر آپ ان کو بھی اسی طرح treat کریں گے جس طرح آپ کا شمالی پنجاب ہے یا وسطی پنجاب ہے تو میرے خیال میں یہ ناانصافی ہو گی میں نے یہ تمام ضمنی بجٹ پڑھا ہے لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے قائد جو درویش صفت ہیں' یہ میرے ضمیر کی آواز ہے۔ مجھے دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی جو میرے ضمیر میں آئے گا میں اس کو کہوں گا۔ جناب والا صفحہ 187' صفحہ 188 اور صفحہ 189 جو ہے اس پر میاں چنوں ہی میاں چنوں ہے اور وہ کیا ہے 58 آئٹم ہیں۔ محکمہ ایجوکیشن کی بلڈنگ کے جن میں 13 تو ہیں پرائمری کو مڈل سکول بنانا۔ 3 ہیں مڈل کو ہائی سکول بنانا۔ 23 کی چار دیواریاں ہیں۔ 19 کے دو دو کمرے ہیں یہ ایک کروڑ اور 11 لاکھ روپیہ بنتا ہے جو صرف اور صرف تحصیل میاں چنوں کے لئے مختص کیا گیا ہے جبکہ میں نے بہاولنگر اور خصوصاً" اپنا حلقہ جو ہے پی پی 227 اس کو تلاش کرنے کی کوشش کی ہے خدا کی قسم میرے حلقے کا کہیں نام و نشان تک نہیں ملا۔ جبکہ میرے حلقہ کے بارے میں بھی سابقہ وزیراعلیٰ کے عہد میں تین چار ڈائریکٹو تھے سوائی والہ سکول تھا نتھو ڈھاکہ تھا اور اسی طرح مٹھا عاکو کا تھا وہ پرائمری سے میں نے مڈل کروائے میں ان سے بارہا ملا اور میں نے وزیر قانون صاحب جن کے پاس

پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کا محکمہ ہے ان کی خدمت میں بھی عرض کیا انہوں نے بھی مجھے بیورو کریسی کے پیچھے لگا دیا۔ میں نے لکھ لکھ کر دیا لیکن اس ضمنی بجٹ میں ان پر کچھ نہیں ہوا۔ کوئی بات نہیں ہوئی۔ میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ خدا کے لئے سالانہ بجٹ میں جو علاقے پیچھے رہ گئے ہیں پسماندہ علاقہ جات ان کے لئے کچھ نہ کچھ کیجئے۔

اسی طرح سے دوسری بات جو میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ بہاولنگر ضلع کا صدر مقام ہے۔ بدقسمتی یہ ہے کہ میرے حلقہ میں بہاولنگر شہر نہیں آتا لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ بہاولنگر جو ضلعی مقام ہے وہ ہارون آباد اور چشتیاں سے بھی زیادہ پسماندہ ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ پچھلے دور میں ایم پی اے اور ایم این اے دونوں پیپلز پارٹی کے تھے اس لئے اس علاقے کو نظرانداز کیا گیا۔ میں 1989ء سے کوشش کرتا رہا' جناب میاں نواز شریف صاحب سے بھی گزارش کی کہ جناب والا بہاولنگر کا دورہ کر لیجئے۔ میرا مقصد یہ تھا کہ بہاولنگر کے دورے کے دوران وہ بہاولنگر کے لئے کچھ اعلان کریں گے۔ اب موجودہ وزیراعلیٰ سے بھی میں نے یہی گزارش کی ہے یعنی چار پانچ سال سے آئی جے آئی کی حکومت ہے لیکن ضلعی ہیڈ کوارٹر پر کوئی وزیراعلیٰ صاحب نہیں گئے اور چشتیاں اور ہارون آباد میں کئی دفعہ جا چکے ہیں کیونکہ وہاں پر M.N.A's دونوں طاقتور ہیں۔ وہ ان کے کہنے پر جاتے ہیں لیکن بہاولنگر کے ضلعی ہیڈ کوارٹر پر یہ تشریف نہیں لے جاتے۔ یہی وجہ ہے کہ بہاولنگر محرومیوں کا شکار ہے۔ میری استدعا یہ ہے کہ ہمارے درویش صفت وزیراعلیٰ کو ایک جیسا سلوک کرنا چاہئے اور بہاولنگر کے ضلعی ہیڈ کوارٹر پر تشریف لے جائیں۔ تاکہ ہم مزید محرومیوں کا شکار نہ ہوں۔

اسی طرح سے جناب والا میرا حلقہ پی پی 227 ہے اس کے تمام حلقے میں کوئی گرلز ہائی سکول اور سیکنڈری سکول لڑکیوں کے لئے نہیں ہے۔ ڈونگا بونگا میرا ٹاؤن ہے وہاں پر لڑکیوں کا ہائی سکول بن سکتا ہے۔ جناب والا میرا حلقہ پی پی 227 پچاس میل لمبا ہے اور پندرہ بیس میل چوڑا ہے کسی جگہ پر بھی بچیوں کا ہائر سیکنڈری سکول نہیں ہے۔ ہماری بچیوں کو بہاولنگر' ہارون آباد اور چشتیاں جانا پڑتا ہے۔ اس لئے میری آپ کے توسط سے یہ گزارش ہے کہ وہاں پر ہائر سیکنڈری سکول بنایا جانا چاہئے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب غلام سرور خان صاحب۔

جناب غلام سرور خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

جناب سپیکر میں آپ کا شکر گزار ہوں آپ نے ضمنی بجٹ پر مجھے اظہار خیال کا موقع فراہم کیا

جناب سپیکر میں تو یہ نہیں چاہتا تھا کہ تلخ سوالوں کے تلخ جواب دیئے جائیں۔ لیکن اس معزز ایوان میں کچھ اراکین اسمبلی اس قسم کی روایات قائم کر رہے ہیں جس سے دعوی اور جواب دعوی کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔ ہمارے قائد حزب اختلاف نے موجودہ ضمنی بجٹ پر ایک تعمیری تنقید کی تھی' انہوں نے اس بجٹ پر عام بحث کی تھی ان کی ہر بات کا جواب اسی صورت میں دینا کہ ان کی ہر بات غلط ہے اور ان کی ہر بات پر تنقید کرنا میرے خیال میں نہ تو اس ہاؤس کی روایت رہی ہے اور نہ ہی یہ بات مناسب ہے۔ جناب سپیکر میرے علم اور میری سمجھ کے مطابق ضمنی بجٹ چند ناگزیر اخراجات جوکہ بجٹ میں مختص نہ ہونے کی وجہ سے یا ناگہانی آفات کی وجہ سے حکومت کو کرنے پڑیں اسی سلسلہ میں پیش کیا جاتا ہے۔ لیکن جناب سپیکر اس ضمنی بجٹ میں مثالیں موجود ہیں کہ آنے والے وقت کے لئے رقوم مختص کی گئی ہیں۔ اپنے منظور نظر لوگوں کو نوازنے کی کوشش کی گئی ہے۔ جناب سپیکر مجھے تو یہ ضمنی بجٹ پڑھ کر دکھ ہوا ہے کہ ہمارے معزز وزیر قانون جو یہاں تشریف فرما ہیں ان کی ساس کے علاج کے لئے حکومت پنجاب نے ساڑھے چار لاکھ روپے مختص کئے ہیں۔

(اس مرحلے پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب والا! محترمہ صرف میرے فاضل دوست کی ساس اماں نہیں بلکہ وہ ایک انیسویں سکیل کی ایک آفیسر کی والدہ بھی ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ کس طرح کسی کی ساس' کس طرح کسی کے سسر کس طرح کسی کے سالوں کی Entitlement بنتی ہے کہ وہ بھی حکومت کے خزانے سے اپنا علاج غیر ممالک سے کروائیں۔ جناب سپیکر اسی طرح درویش وزیراعلیٰ کی بات ہوتی ہے' اس صوبے کے درویش وزیراعلیٰ نے اپنے صوابدیدی فنڈز میں سے اپنے ذاتی فوٹو گرافر کی بیوی کو بیرون ملک علاج کے لئے بھیجا ہے۔ جناب سپیکر ایک طرف تو کفایت شعاری اور خود انحصاری کا درس دیا جاتا ہے اور دوسری طرف پنجاب کے عوام کی خون پسینے کی کمائی اپنے ذاتی دوستوں اور رشتے داروں پر بے دریغ پانی کی طرح بہائی جا رہی ہے۔ جناب سپیکر مجھے افسوس ہوتا ہے کہ یہاں میرے کافی دوستوں نے پیپلز پروگرام پر اعتراض کیا ہے۔ جناب سپیکر میری خوش قسمتی' میری خوش بختی کہ میں نے بھی اپنے حلقے میں پیپلز پروگرام شروع کیا تھا۔ جناب سپیکر! میں اس معزز ایوان میں آج چیلنج کرتا ہوں آئی جے آئی کے تمام ممبران اسمبلی کو چیلنج کرتا ہوں کہ میرا احتساب ہونا چاہئے میں نے اپنے حلقے میں پیپلز پروگرام کا اجراء کیا ہے' میں نے اپنے حلقے میں پیپلز پروگرام چلایا ہے' جناب سپیکر مجھے دکھ ہوتا ہے کہ میری سکیمیں جوکہ مکمل ہو چکی تھیں' آئی جے آئی کے اس وقت کے ارکان اسمبلی کے کہنے پر' اس وقت کی انتظامیہ نے ان سکیموں کو گرا دیا تھا ختم کر دیا تھا۔ ہمارے سکول کی بلڈنگ جن پر چھتیں ڈالی جا

رہی تھیں وہ سکولوں کی بلڈنگیں بھی گرا دی گئیں۔ ہمارے ٹھیکیداروں اور ہمارے پراجیکٹ مینجروں کے خلاف دفعہ 188 کے تحت پرچے دیئے گئے۔

جناب سپیکر! یہاں کہا جاتا ہے کہ پیپلز پروگرام کا پیسہ اس وقت کے M.P.A's یا M.N.A's یا پھر منتخب لوگوں کی جیبوں میں گئے ہیں۔ جناب سپیکر میں پھر واضح طور پر چیلنج کرتا ہوں کہ ہمارا کوئی بھی ایم پی اے کوئی بھی ایم این اے انشاء اللہ تعالیٰ اس گناہ میں ہرگز شامل نہیں ہو گا۔ جناب سپیکر یہ الٹا چور کوتوال کو ڈانٹنے والی بات ہے۔ گزشتہ انتخابات میں ریکارڈ گواہ ہے میں اپنے حلقے کا ریکارڈ پیش کرنا چاہتا ہوں' تمام ضروری کاغذات کے ساتھ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میرے حلقہ میں الیکشن مہم کے دوران جتنے بھی فنڈز قومی اور صوبائی اسمبلی کے امیدواروں کو دیئے گئے تمام کے وہ تمام غیر استعمال شدہ ہیں اور وہ ذاتی طور پر آئی جے آئی کے کارکنوں کی جیبوں میں گئے ہیں اور جو پراگریس رپورٹیں وہاں کے پراجیکٹ مینجر نے بھیجی ہیں اور اسسٹنٹ ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ نے بھیجی ہیں ان کے مطابق سو فیصد کام مکمل ہو چکے ہیں۔ جبکہ میں دعویٰ کے ساتھ یہ بات کرتا ہوں کہ وہاں پر آج تک کسی سکیم کا اجراء ہی نہیں کیا گیا۔ میں اس معزز ایوان کے فلور پر جناب قائد ایوان اور جناب وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ حلقہ این اے 140 کی انکوائری کی جائے کہ پیپلز پروگرام کے فنڈز میں کتنی خوردبرد ہوئی تھی اور 1990ء کے انتخابات میں لوگوں کو جو سیاسی رشوتیں دی گئی ہیں اور جو لوگوں کے ضمیر خریدنے کی کوشش کی گئی ہے ان کے فنڈز میں کتنی خورد برد ہوئی ہے۔ جناب سپیکر! اس انکوائری کی رپورٹ آئندہ اجلاس میں لازمی آنی چاہئے اور اگر پیپلز پروگرام میں سے ایک پائی کی بھی خورد برد ثابت ہو جائے تو میں اسی وقت اس معزز ایوان سے استعفیٰ دے کر گھر چلا جاؤں گا۔ جناب سپیکر! کھاتے خود ہیں اور الزام پاکستان پیپلز پارٹی پر دیتے ہیں۔ اب بجٹ میں یہ کہا جا رہا ہے کہ پیپلز پروگرام کا پیسہ ہم دوسری طرف منتقل کر دیں گے۔ جناب سپیکر یہاں میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ پیپلز پروگرام کے on going (جاری) پراجیکٹ جن کی تکمیل پاک پی ڈبلیو ڈی نے کی ہو یا جن کی تکمیل پراجیکٹ کمیٹیوں کے ذریعے ہو رہی تھی اور جن پراجیکٹ کے لئے فنڈز جاری کئے گئے ہیں۔ اس کے مطابق کام شروع ہو چکا ہے۔ ان سکیموں کو باقی پیسہ بھی دیا جائے ان سکیموں کو مکمل کیا جائے کیونکہ وہ پیسہ پنجاب کے عوام کے خون پسینے کی کمائی ہے وہ سکیمیں ادھوری نہیں رہنی چاہئیں جو فنڈز اس وقت پیپلز پروگرام کے لئے مختص کئے گئے تھے وہ فنڈز اب جاری سکیموں کو دیئے جائیں۔

جناب سپیکر! 1947ء سے لے کر 1985ء تک پنجاب کا بجٹ ہمیشہ فاضل رہا ہے اور جب سے پنجاب کے اقتدار پر موجودہ پارٹی آئی ہے سال 1985ء سے لے کر 1991ء تک ریکارڈ خسارے کا بجٹ

دیا گیا ہے۔ ہر سال کا بجٹ خسارے کا بجٹ ہے۔ میں حقائق اور اعداد و شمار کے ساتھ اس ایوان کے سامنے یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ 87-1986ء میں پنجاب کا بجٹ 345 کروڑ روپے کے خسارے کا بجٹ تھا جبکہ وہی بجٹ 88-1987ء میں بڑھ کر 730 کروڑ روپے کا بجٹ ہو گیا اور بعد میں وہی بجٹ 90-1989ء میں 827 کروڑ روپے کا ہو گیا۔ جناب سپیکر' پنجاب کا بجٹ دن بدن بڑھ رہا ہے اور اس سال جو ضمنی بجٹ دیا گیا ہے جو آج زیر بحث ہے یہ بھی 2 ارب 92 کروڑ 74 لاکھ روپے کے خسارے کا بجٹ ہے۔

جناب سپیکر! کہا تو یہ جاتا ہے کہ ہم خود انحصاری سے اس ملک میں سنہری انقلاب لائیں گے لیکن جناب سپیکر! پنجاب کا بجٹ تو خسارے میں جا رہا ہے۔ لیکن چند پرائیویٹ لیمٹڈ کمپنیوں اور اتفاق کمپنی لیمٹڈ کو 1985ء سے لے کر آج تک اگر چیک کیا جائے تو پاکستان کا بجٹ ہر سال خسارے کا ہو گا لیکن اتفاق کا بجٹ ہر سال فاضل بجٹ ہو گا۔ جناب والا! میں ان اسباب کی وجوہات جاننا چاہوں گا' پنجاب کے غریب عوام اس کی وجوہات جاننا چاہیں گے۔ کیا وجہ ہے کہ پنجاب کا بجٹ خسارے کا بجٹ ہے اور اتفاق لیمٹڈ کا بجٹ فاضل بجٹ ہے۔ پنجاب کے عوام اور اس ایوان کے لوگ اتنے نا سمجھ نہیں ہیں۔ انہیں بخوبی علم ہو گیا ہو گا کہ اس صوبہ کے ارباب اقتدار اور ارباب اختیار پنجاب کے عوام کی خون پسینے کی کمائی پانی کی طرح بہا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! جنرل ایڈمنسٹریشن کی مد میں 19 کروڑ 30 لاکھ کا بتایا گیا ہے۔ وزیروں' مشیروں' چیئرمین سٹینڈنگ کمیٹیوں اور پارلیمانی سیکرٹریوں کے لئے گاڑیاں خریدی گئیں۔ جناب سپیکر! اسی ملک کے باقی بھی تین صوبے ہیں۔ سندھ' بلوچستان' سرحد۔ بتایا جائے کہ کیا کسی اور صوبے میں بھی پارلیمانی سیکرٹریوں کے لئے نئی گاڑیاں خریدی گئی ہیں۔ کیا کسی اور صوبے میں سٹینڈنگ کمیٹی کے چیئرمینوں کو نئی گاڑیاں دی گئی ہیں۔ جناب سپیکر! پچھلے دنوں اخبارات میں تھا کہ ایک ایک وزیر ایک لاکھ پچیس پچیس ہزار کی ٹیلی فون کالیں کرتا ہے۔ جبکہ موجودہ حکومت کا ایک ایک مشیر پچاس پچاس ہزار کے وزیٹنگ کارڈ بنواتا ہے۔ جناب سپیکر پھر کہا جاتا ہے کہ موجودہ حکومت کفایت شعاری سے کام لے رہی ہے۔ موجودہ حکومت دیانتداری سے کام لے رہی ہے۔ دوسری طرف دو دو لاکھ روپے کی ٹیلی فون کی کالیں کی جاتی ہیں۔ جناب والا! یہ ملک کے عوام کے ساتھ' پنجاب کے عوام کے ساتھ زیادتی ہے۔

جناب سپیکر! مطالبہ زر نمبر 14 میں تعلیم کے لئے ایک ارب 19 کروڑ اور 53 لاکھ روپے کا ضمنی بجٹ دیا گیا ہے۔ جناب سپیکر سالانہ بجٹ میں بھی ہم نے تعلیم کے لئے 27 فیصد رقم مخصوص کی تھی۔

مجھے افسوس ہوتا ہے کہ میرا حلقہ نیابت جو کہ سات یونین کونسلوں پر مشتمل ہے۔ ایک ٹاؤن کمیٹی ہے ایک کینٹونمنٹ ہے لیکن میرے تمام کے تمام حلقہ میں' تمام کی تمام یونین کونسلوں میں کوئی بھی ہائی سکول نہیں ہے۔ مجھے اس پہ کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لیکن میں درویش وزیراعلیٰ سے کہوں گا کہ آپ پنجاب کے وزیراعلیٰ ہیں آپ صرف خانیوال ڈسٹرکٹ وزیراعلیٰ نہیں ہیں۔ آپ صرف میاں چنوں کے وزیراعلیٰ نہیں ہیں۔ ٹیکسلا تحصیل بھی پنجاب میں واقع ہے۔ ٹیکسلا تحصیل کی سات یونین کونسلیں ہیں جن میں ایک میں بھی ہائی سکول نہیں ہے اس پر خصوصی توجہ دی جائے۔

جناب سپیکر! اب میں مطالبہ نمبر21 پر آتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں معزز رکن کی خدمت میں عرض کروں گا کہ ان کی تقریر کا وقت ختم ہو رہا ہے۔

جناب غلام سرور خاں: جناب سپیکر! مطالبہ نمبر9 میں 6 کروڑ 50 لاکھ روپے کی ڈیمانڈ کی گئی ہے یہ رقم دریاؤں کے کٹاؤ کے لئے رکھی گئی ہے۔ جناب سپیکر میں 1985ء سے اس ایوان کا رکن چلا آرہا ہوں۔ میرے حلقہ میں علاقہ چن کٹھہ ہے۔ یہاں پر اس وقت کی حکومت نے ایک بند تعمیر کیا تھا اور اس بند کی وجہ سے میرے علاقہ پن کٹھہ میں جو کہ دو اضلاع ضلع راولپنڈی اور ضلع اٹک میں واقع ہے تقریباً" 10 ہزار ایکڑ رقبہ بنجر اور غیر آباد ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر! میں نے ہر سال ہر بجٹ میں اس بارے میں تحاریک التوائے کار دیں۔ چودھری اقبال صاحب بھی یہاں تشریف فرما ہیں' جو اُس وقت آبپاشی کے وزیر تھے۔ انہوں نے وعدہ بھی فرمایا تھا کہ جو علاقہ خانپور ڈیم بننے کی وجہ سے بنجر اور غیر آباد ہو گیا ہے اس علاقہ کو آباد کرنے کے لئے ایک خطیر رقم مختص کی جائے گی۔ جناب سپیکر' میرے علاقہ میں 10 ہزار ایکڑ رقبہ جو کہ معمولی رقبہ نہیں ہے متعلقہ محکمہ اور حکومت کی ناقص پلاننگ کی وجہ سے غیر آباد ہو گیا ہے موجودہ حکومت مجھے پی ڈی اے کا رکن سمجھتے ہوئے امتیازی سلوک نہ کرے حلقہ پی پی 5 پنجاب میں واقع ہے حلقہ پی پی 5 پاکستان میں واقع ہے اس حلقہ میں رہنے والے سچے پاکستانی ہیں اور سچے مسلمان ہیں۔ اس میں بسنے والوں کو حکومت وقت گزشتہ چھ سالوں سے نظرانداز کرتی چلی آرہی ہے۔ جناب سپیکر اس حلقہ کے عوام پر خصوصی توجہ دی جائے اور میں امید کرتا ہوں کہ وزیر متعلقہ میری معروضات کو سامنے رکھتے ہوئے میرے علاقے کو جو کہ چند لاکھ روپے سے ایک چینل بننے سے آباد ہو سکتا ہے اس پر خصوصی توجہ دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاید معزز ممبران کو یاد ہو کہ کل بڑا شدت سے مطالبہ کیا جارہا تھا کہ پیر احمد شاہ کھگا تقریر فرمائیں۔ کل وہ اپنی تقریر شروع کرنے والے تھے لیکن وقت کی کمی کی وجہ سے ان کے لئے آج کا وقت مقرر کیا گیا تھا۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ وہ جس جگہ بھی تشریف فرما ہوں ہاؤس کے اندر تشریف لے آئیں۔ معزز ممبران ان کے خیالات عالیہ سننے کے لئے بڑے بیتاب ہیں۔

(اسی لمحے جناب پیر احمد شاہ کھگا ایوان میں داخل ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب پیر صاحب اپنی تقریر کا آغاز فرمائیں۔

جناب پیر احمد شاہ کھگا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ **نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم والحمدللہ رب العلمین** جناب سپیکر صاحب یا ڈپٹی سپیکر صاحب بھی کہہ لوں تو کوئی حرج نہیں ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جو کچھ بھی کہیں' آپ کو اجازت ہے۔

جناب پیر احمد شاہ کھگا: میری تو انہوں نے کل پہلی باری رکھی تھی لیکن مجھے کل ٹائم نہ دیا گیا۔ سب سے پہلے تو آپ کی مہربانی کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا اور میں مبارکباد دیتا ہوں کہ یہ اجلاس جو ہمارا ہے یہ شریعت بل کے پاس کرنے اور اس کے نفاذ کے لئے شامل حال ہے۔ شریعت وہ ہے جو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' قرآن میں آیا اور صحابہ کرامؓ نے اس پر عمل کروایا اور عمل کرتے رہے اور شہادتیں حاصل کرتے رہے۔ لیکن بعد میں شریعت کے متعلق کسی نے زیادہ رجوع نہ کیا۔ اس کے لئے ہمارے اپوزیشن لیڈر نے فراڈ کا لفظ استعمال کیا۔ حالانکہ فراڈ کا لفظ استعمال کرنا کفر ہے۔ قدرتی طور پر وہ کافروں کی صف میں شامل تو ہو گئے ہیں' خدا انہ کو معاف کرے گا۔ عرض یہ ہے کہ یہ جو ضمنی بجٹ ہوتے ہیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب کو تقریر جاری رکھنے دی جائے۔ جی شاہ صاحب۔

جناب پیر احمد شاہ کھگا: ضمنی بجٹ جو ہوتا ہے وہ خرچ ہوا بجٹ ہوتا ہے اس پر میں زیادہ تقریر کیا کروں؟ لیکن پیپلز پارٹی والے صاحبان ہمارے معزز دوست بھی ہیں' رانا اکرام ربانی کے والد رانا صابر صاحب ہمارے دوست تھے وہ تو ہمیشہ گورنمنٹ بنچز میں ہی شامل رہے ہیں اور گورنمنٹ کے ساتھ مزا لیتے رہے ہیں لیکن پتہ نہیں اکرام ربانی کا کیا خیال بنا کہ انہوں نے ادھر شمولیت کر لی۔ کوئی حرج نہیں۔ اپوزیشن لیڈر بھی ایک بہت بڑا معتبر لیڈر ہوتا ہے اس کے بغیر اسمبلی کی خوبصورتی کا

اظہار نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ان کے لئے جائز ہے کہ وہ اجلاس میں تقریریں کر کے ہم پر نکتہ چینی کر کے ہمیں سیدھے راستے پر چلانے کا خیال کرتے ہیں اور یہ ٹھیک بات ہے لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارے ان بجٹوں پر انہوں نے جو اظہار خیال فرمایا ہے اور ابھی اس ضمنی بجٹ پر اور سالانہ بجٹ پر بھی فرمائیں گے میرا خیال ہے کہ پیپلز پارٹی والے صاحبان اگر اپنے گریبانوں کے اندر ذرا دیکھیں تو غلام حیدر وائیں جیسا شریف اور درویش صفت کوئی انسان نہیں ہو سکتا۔ نہ انہوں نے سائیکل تقسیم کروائے ہیں اور نہ انہوں نے سلائی کی مشینیں تقسیم کروائی ہیں جن کا کوئی آگا پیچھا ہی نہیں اور نہ ہی انہوں نے کھاد کی بوریاں تقسیم کروائی ہیں۔ ورکر جو ہیں وہ آپس میں شغل بنا کر اپنا خرچ چلاتے رہے جو سب سے بڑا فراڈ تھا وہ یہ تھا کہ ملکی بجٹ میں کروڑہا روپے کو عدم اعتماد کی تحریک پر ہمارے اپوزیشن لیڈر صاحب خرچ کر کے ووٹوں کو خرید کر اعتماد قائم کرواتے رہے اس سے زیادہ بجٹ کے ساتھ بدتمیزی اور کیا ہو سکتی ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

تو وائیں صاحب بے چارے نے تو ایسا کوئی زرداری خاندان پالا ہوا ہی نہیں ہے جس پر وہ بے شمار روپیہ خرچ کرتے رہیں اور وہ زرداری خاندان خود بن گیا۔ وہ تو ایک مسکین طبع آدمی ہے اور نہایت دیانت دار ہے اس پر میرے خیال میں حزب اختلاف کو اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں۔ جناب سپیکر اب میں کچھ تھوڑا سا اپنے مسئلے پر آتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب آپ اپنی بات کو جاری رکھیں۔

جناب پیر احمد شاہ کھگا: میرا حلقہ دو تین تھانوں پر مشتمل ہے۔ میرا حلقہ نیابت' دو تین تھانوں پر مشتمل ہے جس میں ایک تھانہ برجوالا ہے یہ برج والا تھانہ اس قسم کا ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے آزادی کی داغ بیل ڈالنے کے لئے مرکزے کو قتل کیا جو کہ ایک ظالم حاکم تھا اور وہ ہمیشہ قتل کرواتا رہتا تھا اس سے وہ لوگ اتنے تنگ ہوئے کہ ان کے دلوں میں آزادی کی لہر دوڑی اور انہوں نے اس کو وہاں قتل کروایا۔ پھر اس کے بعد جو ضلع گوگیرہ تھا اس کو تبدیل کر کے انگریز حکومت نے ساہیوال مقرر کروایا۔ اس لئے کہ یہ لوگ ان حالات کو بھول جائیں اور اس طرف نہ آئیں۔ تو وہ علاقہ برج والے کے لوگ ہیں وہ بہت سارے تھل قوم اور سیال قوم نے ہمارے ڈھور شاہ کے علاقے میں اس مرکزے کو قتل کیا۔ انگریز کے دل میں اس قسم کا دبدبہ پڑا کہ انہوں نے اس ضلع گوگیرہ کو تبدیل کر کے ساہیوال کر دیا۔ حکومت نے ان کے ساتھ زیادتی یہ کی کہ وہاں لوگوں کو کوئی راجباہ' یا

زمین کی سیرابی کے لئے کوئی پانی نہیں دیا وہاں تمام راجباہوں پر جھلاریں لگی ہوئی ہیں اور بیلوں سے اپنا پانی سیراب کرتے ہیں اس قسم کا وہ بے تکا مائنر بنایا گیا کہ جس سے وہ پانی ان کے رقبے کو سیراب ہی نہیں کر سکتا تو وہاں جھلار سسٹم چلایا گیا جس پر وہ ہر سال 20 ہزار روپے کا بیلوں کا جوڑا خرید کر وہ ان جھلاروں کو استعمال کرتے ہیں اور سال کے بعد وہ بیل مرجاتے ہیں تو پھر ان کو بیلوں کا جوڑا دوبارہ خریدنا پڑتا ہے۔ ان کا برا حال ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہمارے وزیر آبپاشی صاحب بھی سن رہے ہوں گے اس علاقے کے لوگوں کا تحریک آزادی میں پہلا قدم تھا' جن لوگوں نے انگریزوں کے دلوں میں دھاک بٹھائی تھی کہ ہم آزادی لے کر رہیں گے ان کو راجباہوں اور جھلار سسٹم سے نجات دلانی چاہئے۔ کیونکہ جھلار سسٹم اس قسم کا ہے کہ اس وقت نہ یہاں بجلی تھی' نہ کوئی ایسا ڈیزل انجنوں کا انتظام تھا اس وقت انہوں نے اس کو ٹیڑھا ترچھا اس قسم کا بنایا کہ جھلار کے سوا ان کا رقبہ پانی سے سیراب ہی نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ راجباہ ذرا نیچا تھا اور رقبے اونچے تھے۔ میرا خیال ہے آج تو گھر گھر بجلی بھی ہے اور اس قسم کا سامان بھی ہے۔ تو نہر والوں کو خاص طور پر اس مسئلہ پر توجہ دینی چاہئے۔ اجلاس کے تحت یہ یاد دلایا جائے تاکہ وہ ان راجباہوں کو پختہ کروائیں اور ان کی تمام جھلاروں کو صحیح کروائیں۔ کیونکہ یہ پرانا غلامی دور کا نظام تھا اس کو باہر پھینک کر وہاں پر ٹیوب ویل سسٹم یا کوئی اس قسم کا پانی کا بندوبست کروایا جائے کہ ان لوگوں کو ان جھلاروں سے نجات حاصل ہو۔

میں اب اس ضمنی بجٹ پہ زیادہ بحث کیا کروں۔ ضمنی بجٹ جو ہوتا ہے وہ حکومت کے اضافی اخراجات پر مشتمل ہوتا ہے اس میں ایک نقص والی بات ہے وہ نہیں بتا سکتے کہ آپ نے جتنا خرچ کیا ہے اس میں سڑکوں اور سکولوں کی رقم میں سے آپ کے افسران شائد نصف کے قریب رقمیں کھا گئے ہوں تو وہ رقمیں کیوں کھاتے ہیں اس کے متعلق بھی کوئی انتظام ہونا چاہئے تھا۔ ویسے بجٹ میں کوئی رقم کسی قسم کی ناجائز استعمال نہیں ہوئی ہے۔ بجٹ ٹھیک ہے اس کو پاس ہونا چاہئے۔ لیکن اس میں جو بیماریاں پڑی ہوئی ہیں کہ ہمارے بجٹ میں جو رقمیں مخصوص ہوتی ہیں کہ اس کی سڑکیں بنوائی جائیں تو اس میں میرا خیال ہے کہ روپے میں کوئی دس آنے تو وہ لوگ انجینئر' ٹھیکہ دار ناجائز طریقے سے خرچ کر جاتے ہیں اور سڑکوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے جس طرح ساہیوال سے لاہور تک ایک سڑک بڑے اچھے طریقے سے بنائی گئی لیکن اس کو آپ جس جگہ سے بھی دیکھیں وہ ٹوٹی ہوئی ہے اور ناقابل استعمال ہے اگر یہ مسئلہ دو چار سال میں اس طرح کا ہو سکتا ہے تو پھر یہ تو قوم کے سرمائے کا زیاں ہے۔

تو اس لئے اس طرف خاص توجہ دے کر کوئی ایسا حل بنایا جائے کہ انجینئر صاحبان پر خاص

نگرانی ہو تاکہ وہ پیسے کو خورد برد نہ کر سکیں اور قوم کا ٹیکسوں کا مالیہ کا اور آبیانے کا روپیہ ناجائز صرف کر کے وہ بڑے بڑے شاد باغ کالونیوں میں' بڑے بڑے ٹاؤنوں میں کوٹھیاں بنا کر بیٹھے ہیں' ان کا خیال کر کے قوم کا کافی پیسہ بچایا جا سکتا ہے۔ عرض کرنے والا صرف یہ مسئلہ تھا۔ یہ مسئلہ بالکل نہیں ہے کہ یہ بجٹ خراب ہے اور یہ قانون شریعت فراڈ ہے اور فلاں جو ہے وہ ناجائز ہے اور فلاں ایسا ویسا ہے اور ہم نے بائیسکلوں کا نام ہی نہیں لیا اور ہم نے سلائی کی مشینوں کا نام ہی نہیں لیا اور کھادوں کے استعمال کی جو ناجائز فروخت ہوتی رہی جو ورکروں کو ایک قسم کا بھتہ دیا گیا ہے۔ انہوں نے یہ کہا کہ ہم نے جو کچھ خرچ کیا وہ پیپلز ورکس پروگرام پر کیا' اگر آپ چیک کروائیں تو ان کی سڑکوں کا آپ کو وجود ہی نہیں ملے گا کہ کہیں کوئی سڑک بنی بھی ہے یا نہیں تو اب میں اجازت چاہتا ہوں اور آئندہ بجٹ پہ پھر ملیں گے۔ شکریہ اور السلام علیکم _____!

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ شاہ صاحب _____ جناب رانا ثناء اللہ خان صاحب۔

رانا ثناء اللہ خان: شکریہ' جناب سپیکر! جناب والا آج ضمنی بجٹ پر بحث میں حصہ لیتے ہوئے میرے دوست نے قائد حزب اختلاف سے یہ بات منسوب کی کہ انہوں نے کل یہ کہا تھا کہ یہ آئی جے آئی کا منشور ہے تو میں اس کی تصحیح کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے یہ کہا تھا کہ یہ آئی جے آئی کا انتخابی گوشوارہ ہے۔ دوسرے میرے ایک دوست نے ضمنی بجٹ پہ ____

جناب سہیل ضیاء بٹ: جناب والا ان کو سننے میں شائد دقت محسوس ہوتی ہے ان کے کان جو ہیں کسی اچھے سے ڈاکٹر سے چیک کروائے جائیں۔ جو انہوں نے کہا تھا یہ سن نہیں سکے۔ انہوں نے بجٹ کے اوپر بڑی اچھی اور مدلل تقریر کی ہے۔ میرا خیال ہے یہ اپنا رویہ بہتر کریں۔ ان کا ہمیشہ ایک ہی کام ہے چونکہ آئی جے آئی اپنے وطن میں اپنے ملک پاکستان میں اتنے اچھے اور موثر کام کر چکی ہے اس کے خلاف یہ بولتے ہیں اور اپنے دور حکومت صرف اٹھارہ (18) ماہ کو یہ دیکھتے ہی نہیں۔ میرا خیال ہے کہ ان کو تھوڑا سا اپنا بھی جائزہ لینا چاہئے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بٹ صاحب یہ پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں ہے۔ اگر آپ ضمنی بجٹ پر بحث کرنا چاہیں تو اپنا نام بھیج دیں ____ جی رانا صاحب۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے بٹ صاحب سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ انہیں ایسی باتوں سے پرہیز کرنا چاہئے۔ یہ ان کے کام کی باتیں نہیں ہیں۔

جناب والا! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ میرے ایک معزز دوست نے ضمنی بجٹ پر بحث کرتے

ہوئے قائد حزب اختلاف کی طرف انتہائی قابل اعتراض باتیں منسوب کیں۔ میں ان کا جواب دینا چاہتا تھا اور ساتھ ہی انہوں نے وزیراعلیٰ کی تعریف کرتے ہوئے با آواز بلند یہ کہا کہ یہ میرے ضمیر کی آواز ہے۔ مجھے اس بات میں کوئی شک نہیں کہ یہ ان کی آغاز تھی لیکن مجھے اس پر شک ہے کہ یہ ان کے ضمیر کی آواز تھی۔ میں اس بات کا بھی جواب دینا چاہتا تھا یہاں مجھے ایک ملازم کا واقعہ یاد آگیا جو ان سے کافی مشابہت رکھتا ہے۔ میں جواب دینے کی بجائے وہی بیان کر دیتا ہوں۔ ایک فوجی افسر تھا اس کا ملازم اس کے پاس بیٹھا تھا۔ اس نے اپنے ملازم سے پوچھا کہ آم کا پھل کیسا ہوتا ہے؟ ملازم نے کہا کہ جناب' آپ خوب جانتے ہیں۔ افسر نے کہا کہ میرا خیال ہے' اچھا ہو گا۔ ملازم نے کہا کہ جناب آم کی کیا بات ہے۔ یہ تو بادشاہوں کا پھل ہوتا ہے۔ یہ بہت اچھا ہوتا ہے گرم تر ہوتا ہے صحت کے لئے بہت اچھا ہوتا ہے دوسرے دن اسی طرح بیٹھے تھے تو افسر نے کہا کہ یار' آم کا پھل کیسا ہوتا ہے تو اس نے کہا کہ آپ خوب جانتے ہیں۔ اس نے کہا کہ میرا تو خیال ہے کہ یہ اچھا نہیں ہوتا۔ ملازم نے کہا کہ جناب' یہ کوئی پھل ہے۔ ستیاناس اس پھل کا' یہ تو صحت کے لئے بہت ہی برا ہے۔ اس کو تو کھانا ہی نہیں چاہئے ____

جناب سہیل ضیاء بٹ: جناب سپیکر! یہ محاورہ آم کے متعلق نہیں' بینگن کے متعلق ہے۔ ذرا یہ اپنی تصحیح کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! اس افسر نے ملازم سے کہا کہ تم تو کل اس کی تعریف کر رہے تھے اور آج الٹ بات کر رہے ہو' اپنی کل کی بات کی نفی کر رہے ہو' اس کی کیا وجہ ہے؟ ملازم نے کہا کہ جناب' میں نے آم کی نوکری تو کرنی نہیں ہے' میں نے تو آپ کی نوکری کرنی ہے۔ میرا خیال ہے کہ میرے اس رکن دوست کے ساتھ بھی کچھ اس قسم کا معاملہ ہے کہ انہوں نے اس بات کو ان معنوں میں لیا ____

جناب سہیل ضیاء بٹ: محاورے کو تو درست کر لیں۔ محاورہ بینگن کا ہے' آم کا نہیں۔ اگر آم اور بینگن میں تمیز نہیں کر سکتے ____

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میں نے ان کی بات کا جواب جان بوجھ کر نہیں دیا تھا تاکہ یہ برا نہ

منائیں ــــــــ

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب' آپ موضوع پر بات کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: کیونکہ ان کی جسامت بینگن سے مشابہت رکھتی ہے۔

جناب سہیل ضیاء بٹ: آپ میرا رنگ دیکھیں اور رانا صاحب کی طرف دیکھیں۔ ایسا لگے گا کہ جیسے واقعی کسی شاخ کے ساتھ بینگن لٹکا ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں معزز ممبران سے درخواست کروں گا کہ ضمنی بجٹ پر بحث ہو رہی ہے۔ معاملے کو ذرا سنجیدگی سے لیں ــــــــ

جناب سہیل ضیاء بٹ: تاریخی جھوٹ تو کوئی بھی برداشت نہیں کر سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہرحال ان کا اشارہ آپ کی طرف نہیں ہے۔ آپ فرمایئے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ جو مداخلت ہو رہی ہے' میں آپ سے گزارش کروں گا کہ وقت میں اس کا بھی خیال تھوڑا سا رکھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنے اصل موضوع پر بات جاری رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان: ٹھیک ہے سر! شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ ضمنی بجٹ ہمیشہ ان اخراجات کے متعلق ہوتا ہے کہ جن کا اندازہ سالانہ بجٹ پیش کرتے وقت نہ کیا جا سکتا ہو۔ یا ان سکیموں کے متعلق ہو جو شروع ہو چکی ہوں اور ان کے لئے رقم کی کمی ہو جائے اور ان کا روک دینا ملک و قوم اور اس علاقے کے لئے نقصان دہ ہو۔ ایسی صورت میں جو خرچ کیا جاتا ہے اسے بعد میں ضمنی بجٹ کا حصہ بنایا جاتا ہے۔ جناب والا! جو ضمنی بجٹ اس وقت پیش کیا گیا ہے اس کا آپ تجزیہ کریں تو ظاہر ہوتا ہے کہ یہ نہ تو کسی ایمرجنسی پروگرام کے تحت خرچ کیا گیا اور یہ نہ ہی ایسے اخراجات کے لئے خرچ کیا گیا جن کے متعلق پہلے سالانہ بجٹ میں اندازہ نہ کیا جا سکتا تھا۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ گرانٹ نمبر 36 ڈویلپمنٹ کی طرف دلاؤں گا۔ اس میں 21 نمبریوں ہے:

Provision of Funds for Implementation of Special Programme for Education and Local Development in all Districts of Punjab.

تو اس میں کونسی بات ہے کہ جس وقت سالانہ بجٹ پیش کیا گیا تھا تو اس وقت ڈویلپمنٹ کا یہ مسئلہ

حکومت کے مدنظر نہ تھا۔ یہاں پر یہ بات صادق آتی ہے کہ جب الیکشن کا اعلان ہوا تو الیکشن میں gratification کے لئے' الیکشن میں اپنی مرضی کے نتائج حاصل کرنے کے لئے' الیکشن میں رشوت دینے اور لوگوں سے ووٹ حاصل کرنے کے لئے اور جھرلو پروگرام چلانے کے لئے ڈویلپمنٹ پروگرام کی تخلیق کی گئی۔ اس پروویژن کے تحت میرے ضلع فیصل آباد میں ساڑھے تیرہ کروڑ روپے یہ نمبر ایک جو ہے یہ نمبر1 سے لے کر 29 تک جاتا ہے اور اس ہیڈ کے تحت ایک ارب 77 کروڑ 50 لاکھ روپیہ دیا گیا۔ یہ بات عیاں ہے کہ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے اور کسی سکیم کے متعلق یا تو اس میں سکیموں کی نشاندہی کی گئی ہو کہ فلاں سکیم کے اوپر سالانہ بجٹ کے حساب سے کام شروع تھا اور بعد میں کمی واقع ہو گئی اسے روکا نہ جا سکتا تھا تو اس لئے ہنگامی طور پر بجٹ منظور کر کے وہاں خرچ کیا گیا۔ کسی سکیم کا ذکر نہیں ہے صرف یہ ہے کہ فیصل آباد ساڑھے تیرہ کروڑ' جھنگ ساڑھے سات کروڑ اور اس طرح سے۔ یعنی بغیر کسی سکیم کی نشاندہی کئے یہ پیسہ دیا گیا۔ اس کے بعد اسی طرح سے جب ان پیسوں کے ساتھ کام نہیں چل سکا تو پھر نمبر22 پر ہے۔

PROVISION OF FUNDS FOR IMPLEMENTATION OF DEVELOPMENT SCHEMES IN ALL UNION COUNCILS IN THE PUNJAB.

اب یہ کون سی اہم ضرورت تھی۔ کون سی ناگہانی ضرورت تھی جو ہر یونین کونسل میں ان کو آن پڑی۔ انہوں نے ہر یونین کونسل کو لاکھ لاکھ روپیہ دیا۔ بات یہ تھی کہ یونین کونسل کے چیئرمین نے بھی شور مچانا شروع کر دیا تھا کہ جناب' آپ یہ جو لوگوں پر لٹا رہے ہیں' ووٹ حاصل کرنے کے لئے قوم کا جو پیسہ لٹا رہے ہیں' ڈسٹرکٹ کونسل کو دے رہے ہیں' کارپوریشن کو دے رہے ہیں' یہ ہمیں بھی دیں۔ ان کا منہ بند کرنے کے لئے ان سب کو ایک ایک لاکھ روپیہ دیا گیا اور اس کے تحت 23 کروڑ 97 لاکھ روپیہ دیا گیا۔ اس کے بعد

PROVISION OF FUNDS FOR VARIOUS SCHEMES IN RAWALPINDI DIVISION.

یہاں پر ایک کروڑ روپیہ دیا گیا۔ پھر

PROVISION OF FUNDS FOR THE DEVELOPMENT OF KACHI ABADIS

کے لئے رقم مختص کی گئی۔ کیا جب سالانہ بجٹ پیش کیا گیا تو اس وقت کچی آبادیوں کا وجود نہ تھا؟ اس وقت حکومت کو پتا نہ تھا کہ کچی آبادیوں میں بھی ہم نے کوئی ڈویلپمنٹ سکیم دینی ہے؟ بات یہ ہے کہ کچی آبادیوں سے ووٹ حاصل کرنے کا وقت آگیا تھا۔ لوگوں سے ووٹ خریدنے تھے تو اس لئے 29 کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی یہ کوئی تھوڑی بہت رقم نہیں ہے۔ 29 کروڑ روپے کی رقم ہے باقی سب

چیزیں اسی طرح چلتی ہیں۔

اس کے بعد آگے ہے:

PROVISION OF FUNDS FOR THE EXECUTION OF DEVELOPMENT SCHEMES TO THE FOLLOWING MUNICIPAL COMMITTEES.

اب جناب والا! جو ضلعوں کو رقم دی گئی تو میونسپل کمیٹیاں ضلعوں سے باہر نکل نہیں گئیں۔ جو دوسرے ہیڈز میں آ گئیں وہ تو واپس آ گئیں لیکن پھر یہ میونسپل کمیٹیوں کو رقوم دی گئیں۔ یہ پچیس لاکھ کی رقم ان کو دی گئی جو یہاں پر درج ہیں۔ پھر ہے:

PROVISION OF FUNDS FOR THE FOLLOWING LOCAL COUNCILS UPGRADED AS MUNICIPAL COMMITTEES.

بیس بیس لاکھ ان سب کو دیا گیا۔ اسی طرح سے:

PROVISION OF FUNDS FOR EXECUTION OF DEVELOPMENT SCHEMES BY VARIOUS LOCAL COUNCILS IN THE PUNJAB.

اس میں لاہور کو ایک کروڑ روپیہ دیا گیا ہے۔ باقی جتنی میونسپل کارپوریشنیں ہیں ان سب کو پچاس پچاس لاکھ روپیہ دیا گیا ہے۔ سب ضلع کونسلوں کو پچاس پچاس لاکھ روپے دیئے گئے ہیں۔ یہ نمبر ایک سے چل کر 24 نمبر تک ہے۔ اس کے بعد پھر دوبارہ' یعنی پہلے بھی میونسپل کمیٹیوں کو رقم دی گئی اور پھر دوبارہ میونسپل کمیٹیاں آ گئی ہیں۔ ان سب کو پچیس پچیس لاکھ روپیہ دیا گیا۔ یہ نمبر ا سے سیریل چلتا ہے اور 52 تک جاتا ہے۔ ان سب کو پھر پچیس پچیس لاکھ' یہ جو بار بار کروڑ روپیہ' ساڑھے تیرہ کروڑ روپیہ' پچاس لاکھ' پچیس لاکھ' بیس لاکھ دیا گیا اور یہ الیکشن کے انعقاد کے دوران دیا گیا۔ یہ وہی الیکشن کا عرصہ ہے۔ اس زمانے میں لوگوں کو رشوت دینے کے لئے اور انتخابات کے نتائج کو متاثر کرنے کے لئے یہ سارا پیسہ دیا گیا کئی معزز دوست یہ کہتے ہیں کہ ڈویلپمنٹ کرنا تو حکومت کا کام ہے۔ آپ حکومت کو ڈویلپمنٹ کرنے سے کیوں روکتے ہیں حکومت کو ڈویلپمنٹ کرنے دیں۔ ہم حکومت کو ڈویلپمنٹ کرنے سے نہیں روکتے اور نہ ہی ہم یہ کہتے ہیں کہ ڈویلپمنٹ کرنا حکومت کا کام نہیں ہے لیکن بات یہ ہے کہ معاملہ آئین اور قانون کا ہے۔ جب قانون میں یہ بات درج ہے کہ جب الیکشن ہو رہے ہوں تو اس وقت کسی قسم کی کوئی ڈویلپمنٹ سکیم جس کا الیکشن کے نتائج اور ووٹ پر اثر ہو' نہیں ہونی چاہئے۔ تو اس کے متعلق میں ان دوستوں کی رہنمائی کے لئے عرض کروں گا کہ یہ جو Act Representative ہے اس میں سیکشن 68 ہے۔

"Grounds for declaring etection of returned candidate-void.

The Tribunal shall declare the election of the returned candidate to be void if it is satisfied..."
I will refer to sub-clause (C)
"If the election of the returned candidate has been procured or induced by any corupt or illegal practice..."
اب جناب جبکہ یہ قانون اس ملک میں نافذ ہے اور یہ ضمنی میزانیہ پیش کیا گیا ہے اور یہ الیکشن کے نتائج آئی جے آئی حکومت کے ہیں۔ حکومتیں آج تک White paper شائع کرتی تھیں لیکن جناب وزیر خزانہ مخدوم صاحب نے اپنی حکومت کا یہ Black paper جاری کیا ہے یہ تمام ان کا سیاہ اعمال نامہ ہے جو انہوں نے الیکشن کے دوران کیا ہے اور جس طرح سے انہوں نے ملک میں نافذ قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے الیکشن کے نتائج کو متاثر کیا ہے اور الیکشن کے نتائج کو اپنے حق میں کرنے کے لئے یہ 50 لاکھ' ایک کروڑ' بیس لاکھ' پچیس لاکھ ایک ایک ضلع میں۔ ایک ایک میونسپل کارپوریشن کو' ایک ایک میونسپل کمیٹی کو انہوں نے بار بار دیا ہے۔ جناب! اب جب یہ بات ثابت ہو جاتی ہے اس ضمنی میزانیے کے شائع ہونے کے بعد کہ اتنے کروڑ روپیہ ہر ضلع میں' ہر یونین کونسل کو' ہر میونسپل کمیٹی کو' کارپوریشن کو دیا گیا ہے۔ تو یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ یہ الیکشن کس طرح سے لڑا گیا ہے اور کس طرح سے اس کے رزلٹ حاصل کئے گئے ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس طرح سے اس میزانیہ کے شائع ہو جانے کے بعد وہ تمام افراد جن کی مدد کے لئے یہ کروڑوں روپیہ دیا گیا ہے ان کا الیکشن پنجاب اسمبلی کا بھی اور قومی اسمبلی میں جو منتخب ہو کر گئے ہیں اس پارٹی سے ان کا جو الیکشن ہے یہ اس سیکشن کے حوالے سے جس کا میں نے حوالہ دیا ہے سرے سے ہی کالعدم ہو جاتا ہے اور اس میں سیکشن 82 بھی ہے کہ جو شخص اس قسم کی بات کرتا ہے اس قسم کا جرم کرتا ہے اس کے ساتھ اس کی سزا بھی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ مخدوم صاحب نے وہ راہ ہموار کی ہے کہ جس کے تحت انکوائری کی جائے اور اس بات کا مواخذہ کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ ساری حکومت کو اس بارے میں سزا ہو سکتی ہے بشمول درویش وزیراعلیٰ کے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ـــــــ

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

جناب رانا ثناء اللہ خاں: جناب والا! میرے وقت میں جناب بٹ صاحب کی طرف سے مداخلت ہوتی رہی ہے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ میرا تھوڑا سا وقت بقایا ہے۔ میں مختصر عرض کئے دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ذرا مختصر فرمائیں۔

جناب رانا ثناء اللہ خاں: جی میں مختصر کرتا ہوں کہ ____ جناب والا! اس میں دوسری بات یہ ہے کہ اس بجٹ میں ایک اور بہت زیادتی کی گئی ہے۔ اس کے مطالبہ نمبر 33' 10 اور 12 کے تحت تقریباً 6 سو لاکھ کی خطیر رقم سول ایڈمنسٹریشن اور پولیس پر امن و امان کی صورتحال کے لئے مزید خرچ کی گئی ہے۔ تو میری یہ گزارش ہے کہ جب یہ موجودہ حکومت اپنی پرائیویٹائزیشن پالیسی کے تحت صوبہ پنجاب میں سول ایڈمنسٹریشن اور پولیس کی شعبے کو دے چکی ہے تو پھر اس پر اتنا خرچ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ صوبہ پنجاب میں جو پولیس کا محکمہ ہے اور جو سول ایڈمنسٹریشن ہے وہ تو انہوں نے قبضہ گروپ کے حوالے کر دی ہے اور اس میں جو اپنا بورڈ آف ڈائریکٹرز بنایا ہوا ہے جس کا نام کرائمز کنٹرول کمیٹی رکھا ہوا ہے وہ اسے کنٹرول کر رہا ہے۔ وہ ایس ایس پی کو ہدایت جاری کرتے ہیں وہ ڈی سی کو ہدایت جاری کرتے ہیں وہ ڈی سی کی ترقی کے ذمے دار ہیں' وہ ایس ایس پی کی ترقیوں کے ذمے دار ہیں' وہ سول ایڈمنسٹریشن اور تھانوں میں ہدایات بھیجتے ہیں۔ یعنی تمام انتظامی امور جو ہیں وہ بورڈ آف ڈائریکٹر / کرائمز کنٹرول کمیٹی جس کو پرائیویٹائزیشن کے تحت یہ پولیس کا محکمہ اور سول انتظامیہ اس حکومت نے ٹرانسفر کر دی ہے / بیچ دی ہے۔ وہ سرانجام دے رہے ہیں۔ جب یہ صورت حال ہے تو پھر اتنی بڑی رقم جو عوام کے خون پسینے کی کمائی ہے اس کو یہاں پر خرچ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

جہاں تک جناب یہ درویش وزیراعلیٰ کی بات کی جاتی ہے تو بات یہ ہے کہ یہ تو ہم بھی کہتے ہیں اور پچھلے سیشن میں بھی یہ بات ہوئی تھی کہ اگر وہ با اثر ہوں تو کچھ کریں ان کا تو جو موجودہ انتظامیہ میں کردار ہے وہ اس قصہ کی مانند ہے کہ ایک آدمی تھا جسے فلموں میں کام کرنے کا بڑا شوق تھا وہ ایک دن اچانک اپنے گھر سے غائب ہو گیا اور جب مہینے ڈیڑھ مہینے بعد وہ واپس آیا تو محلے داروں نے اس سے پوچھا کہ یار تم کہاں گئے تھے تو اس نے کہا کہ میں تو فلموں میں کام کرنے چلا گیا تھا میں فلموں میں کام کرتا رہا ہوں انہوں نے پوچھا کہ تم نے کس فلم میں کام کیا ہے اس نے بتایا کہ میں نے فلاں فلم میں کام کیا ہے اس کے محلے کے سارے دوست گئے اور انہوں نے جا کر وہ فلمیں دیکھیں وہ بڑے پریشان ہوئے انہوں نے کہا کہ اس کا ہیرو کا کردار بھی نہیں ہے ولن کا کردار بھی نہیں ہے تو چلو کوئی مہمان اداکار ہی ہو گا وہ بھی نہیں ہے۔ وہ بڑے پریشان ہو کر واپس آئے اور انہوں نے اس شخص سے پوچھا کہ یار تم تو کہتے تھے کہ اس فلم میں کام کیا ہے لیکن اس فلم میں تو تم ہو ہی نہیں۔ اس نے کہا کیسے نہیں ہوں تم نے غور سے نہیں دیکھا ہو گا انہوں نے کہا ہم نے بڑے غور سے دیکھا ہے اس نے کہا کہ وہ فلاں جگہ پر جب ہیرو کھڑا ہیروئن کا انتظار کر رہا ہوتا ہے وہ تم نے سین دیکھا ہے انہوں

نے کہا کہ بالکل دیکھا ہے تو وہاں سے ایک جنازہ گزر رہا تھا انہوں نے کہا ہاں دیکھا ہے جنازہ گزر رہا تھا اس نے کہا کہ وہ جو جنازہ گزر رہا تھا وہ میرا ہی تھا میں اس جنازے میں بطور مردہ پڑا ہوا تھا اور اداکاری کر رہا تھا۔ تو جناب یہ درویش وزیراعلیٰ کا اس سارے Set up میں اتنا سا رول ہے۔ اس سے زیادہ ان کا رول نہیں ہے اور اسی لئے ان کو پچھلے دنوں صحافیوں سے بات کرتے ہوئے یہ کہنا پڑا اور وہ خبر اخبارات میں چھپی کہ جناب میں بڑا با اختیار ہوں۔ آپ کو پتا ہے کہ میں نے ایک ڈی سی کو معطل کر دیا ہے اور آپ کو پتا ہے کہ میں نے ایک وزیر کی بیوی کے خلاف انکوائری کا آرڈر کیا ہوا ہے تو جناب آپ خود دیکھیں کہ جس صوبے میں لاکھوں ہزاروں انکوائریاں چل رہی ہوں جس صوبے میں ڈی سی کے رتبہ کے ہزاروں آدمی ملازمت کر رہے ہوں تو انہیں اپنے آپ کو با اختیار ثابت کرنے کے لئے یہ مثال دینا پڑی کہ میں اتنا با اختیار ہوں کہ میں ایک ڈی سی کو معطل بھی کر سکتا ہوں اور ایک انکوائری کا آرڈر بھی کر سکتا ہوں اب جناب اس بات کو ہم بھی زیر بحث لا سکتے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمیں زیب نہیں دیتا تو اس پر ہم مزید بات نہیں کرتے اب آخر میں جس طرح ہمارے تمام دوستوں نے شریعت بل کا ضرور ذکر کیا اور خاص کر آج احمد شاہ کھگا صاحب نے تو واقعہ معراج کی مثال دے دی تو اس بارے میں میں مختصراً عرض کروں گا اور میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ مجھے اجازت دے رہے ہیں تو جناب والا یہ شریعت بل جو ہے _____

راجہ خلیق اللہ خاں: پوائنٹ آف آرڈر _____ جناب والا! یہ ضمنی بجٹ پر بحث ہو رہی ہے۔ شریعت بل پر بحث نہیں ہو رہی تو میں اپنے دوست سے آپ کی وساطت سے یہ کہوں گا کہ وہ بجٹ پر اپنی توجہ مبذول کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب! آپ کا پوائنٹ درست ہے۔ میں رانا صاحب کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ پہلے ہی جو مخصوص وقت تھا مقررین حضرات کے لئے اس سے آپ ڈبل وقت لے چکے ہیں۔

جناب رانا ثناء اللہ خاں: جناب والا! میرے دوست کی بات بالکل صحیح ہے کہ ضمنی بجٹ پر بحث ہو رہی ہے لیکن میرے دوست نے اس وقت اعتراض نہیں کیا جب انہیں کی طرف سے ایک معزز رکن نے شریعت بل کو واقعہ معراج سے ملایا اگرچہ وہ اس وقت وہاں پر بیٹھے تھے تو میں بھی ضمناً اس کا ذکر کر رہا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب۔ انہوں نے اپنے مخصوص وقت میں اس کا تذکرہ کیا تھا۔ آپ کے

دس منٹ زیادہ ہو چکے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خاں: جناب سپیکر! انہوں نے زیادہ ٹائم لیا تھا۔ جتنی دیر سے یہ بات چل رہی ہے اس سے کم وقت میں عرض کئے دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: فرمایئے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! دو باتیں بڑی شدت سے چل رہی تھیں کہ ایوب خان نے آج سے تیس سال قبل عائلی قوانین منظور کئے اور جب انہوں نے عائلی قوانین منظور کئے تھے تو اس وقت کے تمام علماء بشمول مولانا احمد علی لاہوری اور مولانا ابوالاعلیٰ مودودی صاحب اس کی مخالفت میں پیش پیش تھے اور انہوں نے یہ کہا تھا کہ یہ جو عائلی قوانین ہیں یہ اسلام کی روح کے خلاف ہیں اور انہوں نے قرآن پاک کی تیرہ آیات پیش کی تھیں کہ یہ قوانین کن کن آیات کے خلاف ہیں لیکن جناب والا ان کو اسلام کے نام پر چلایا جاتا رہا اب جناب والا ضیاء الحق صاحب نے بھی ان کو تحفظ دیا اسی طرح جناب والا ایک دوسرا مسئلہ چل رہا تھا کہ سود کا کاروبار حرام ہے اور یہ قرآن پاک میں ہے اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جو سود کا کاروبار کرے یا اس کاروبار میں کوئی سہولت دے یا اس میں کسی کی مدد کرے اس کے خلاف ہماری کھلی جنگ ہے تو جناب سپیکر یہ دو اہم مسئلے تھے جن کا مقابلہ کرنے کے لئے اور جن کو ختم کرنے کے لئے سینٹر سمیع الحق اور قاضی عبداللطیف صاحب نے 1988ء میں یہ شریعت بل پیش کیا اب جناب والا اس شریعت بل کا حلیہ اس طرح سے بگاڑا گیا اور جناب والا یہ ترمیم شدہ بل ہے اور آپ اس میں ملاحظہ فرمائیں گے آپ اس کی شق نمبر4 کو ملاحظہ فرمائیں۔

Nothing contained in this Act shall effect the personal Laws.

اب جناب والا اس میں عائلی قوانین کو تحفظ دیا گیا ہے اسی طرح سے معاشی نظام جو سود پر مبنی ہے اس کو بھی تحفظ دیا گیا ہے یعنی آئین کے آرٹیکل 227 میں جو پہلے تھا وہی اس میں درج کر دیا گیا ہے اور آرٹیکل نمبر228 میں یہ دیا گیا ہے کہ علماء کی ایک کونسل ہو گی اور اس کونسل کے متعلق یہ شرائط تھیں کہ اس میں جناب یہ آدمی ہوں گے اور ان کی سپریم کورٹ کے ججوں کے برابر تعلیم ہو گی اور یہ چیزیں اس میں شامل تھیں یہ نمبر8 پر ہے۔

Islamization of Economy: The State shall take steps to ensure economic system of Pakistan on the basis of Islamic economic objective, principle and priority.

اور جناب والا نمبر2 کو لیجئے۔

The Federal Government shall within thirty days...

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب' ابھی آپ نے جنرل بجٹ کی بحث میں حصہ لینا ہے آپ اپنی بقایا باتیں انشاء اللہ اس وقت کر سکیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا۔ میں صرف دو تین منٹ اور لوں گا۔

جناب تاج محمد خانزادہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو آئینی معاملہ ہے یہ Sentral Subject ہے یہ قومی اسمبلی اور Senate کا معاملہ ہے یہ صوبائی حکومت کا معاملہ نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں یہ صوبائی معاملہ تو نہیں ہے وہ اس پر ویسے ہی اظہار خیال کر رہے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا۔ میں دو منٹ میں اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب نماز کا وقفہ ہونے والا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: میں جناب والا۔ دو منٹ سے زیادہ وقت نہیں لوں گا اور میں اب یہی پڑھنے والا ہوں کہ

The Federal Government shall within thirty days appoint a commission consisting of various Ulemas, elected representatives and such other persons....

جناب والا! میں یہی بات کرنا چاہتا تھا کہ اب جناب والا وہی کہانی دہرائی گئی ہے کہ سودی نظام کیا ہے اور Personal Laws کیا ہیں اور پھر وہی کہانی کہ کونسل بنا دی گئی' کمیشن بنا دیا گیا' رپورٹیں آئیں گی یہ آئے گا وہ آئے گا اب جناب پھر اس میں کمیشن قائم کر دیا گیا ہے اس سے آگے یہ دو' تین' چار اسی طرح سے یہ ایک لمبا سارا Procedure ہے وہ کمیشن Meetings کرے گا' چائے پیئے گا ٹی۔ اے' ڈی۔ اے وغیرہ لے گا اور اس میں جناب والا صرف ایک بات ہے کہ

And such other persons...

یعنی جس کسی کو یہ چاہیں اس کا تقرر کر دیں کوئی بھی نتھو لتو ساجا ماجا گاما وغیرہ جس کسی کو یہ چاہیں اس کا تقرر کر دیں چاہے سہیل ضیاء بٹ صاحب کا وہاں پر تقرر کر دیں یعنی انہوں نے صرف Provision کی ہے۔ یہ کوئی بڑی بات ہی نہیں ہے یعنی یہاں پر کوئی وضاحت ہی نہیں ہے چاہے یہ کسی پاگل کی وہاں پر تقرری کر دیں کہ جی اس کمیشن میں بیٹھو اور ہمیں اپنی سفارشات بھیجو۔ خانزادہ صاحب کو

چاہے وہاں پر بٹھا دیں اور یہ ایسی تقریریں کریں کہ وہ کمیشن والے سارے کے سارے دوڑ جائیں۔ تو جناب والا Procedure بنایا گیا ہے اس میں شریعت کے نام پر اور اسلام کے نام پر کتنا ابہام پیدا کیا گیا ہے اور اس میں سودی نظام کو تحفظ دیا گیا ہے اسی طرح سے بین الاقوامی سودی نظام کو تحفظ دیا گیا ہے تو جناب والا میں پوچھتا ہوں کہ یہ شریعت کیا ہے یہ تو وہی باتیں ہیں جو پہلے بھی ہوئی ہیں اور جن کو انہوں نے یہاں پر بیان کر دیا ہے باہر کا جو سودی نظام ہے اس کو بھی تحفظ دیا گیا ہے اور جو ملک میں ہے اس کو بھی تحفظ دیا گیا ہے۔ انہوں نے ایک کمیشن قائم کر دیا ہے اور اس میں جو بھی نتھو فتو وغیرہ ہے اس کی تقرری کر دیں گے وہ اپنے اپنے ٹی۔ اے' ڈی۔ اے بناتے رہیں گے وہ رپورٹیں بناتے رہیں گے اور اسی طرح سے بعد میں وہ وقت آجائے گا۔ تو جناب والا انہوں نے کلیتاً" شریعت کے نام پر فراڈ کیا ہے یہ دھوکہ دیا ہے اور اس میں صرف ایک بات کا اضافہ کیا ہے ضیاء الحق صاحب نے گیارہ سال میں گیارہ تقریریں کیں اور ہر بار کہا کہ میں نے اسلام نافذ کر دیا ہے شریعت نافذ کر دی ہے اور قوم کا قبلہ میں نے درست کر دیا ہے۔اب انہوں نے دوبارہ یہ تقریر کی ہے جس میں انہوں نے صرف یہ اضافہ کیا ہے کہ ساتھ ساتھ ہمارا شکرانہ بھی ادا کریں۔ اب آئندہ جو تقریر کرے گا اسے شاید کسی مزار پر چادر بھی چڑھانی پڑے گی صرف اتنا سا اضافہ تھا باقی یہ وہی تقریریں ہیں کہ قبلہ درست کر دیا ہے اس کا یہ مطلب ہے کہ پہلے جو قبلہ درست ہوتا رہا ہے وہ غلط تھا اب انہوں نے آکر وہ درست کیا ہے تو جناب والا میں اپنے معزز دوستوں سے یہی گزارش کرنے والا تھا کہ انہیں بالکل ابہام میں رکھا گیا ہے وزیر قانون صاحب نے تحریک پیش کرنے سے پہلے اس بل کو قطعاً" نہیں پڑھا جس طرح سے انہوں نے حق شفع کا بل پیش کیا تھا حق شفع کا بل بھی انہوں نے جناب والا بالکل نہیں پڑھا تھا جناب کو یاد ہو گا کہ میں نے اس وقت بھی یہ نشاندہی کی تھی _____

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب' آپ تشریف رکھیں۔

مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا ہے اب اجلاس کی کارروائی پندرہ منٹ کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(سات بج کر 8 منٹ پر اجلاس کی کارروائی پندرہ منٹ کے لئے ملتوی کی گئی)

(جناب ڈپٹی سپیکر 7:35 پر شام کو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: میں جناب سید چراغ اکبر شاہ صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنی تقریر کا

آغاز کریں۔

رانا ثناء اللہ خاں: جناب سپیکر! میں ابھی بات کر رہا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی کوئی بات کرنے والی باقی ہے؟

رانا ثناء اللہ خاں: جی ہاں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے' آپ کو اجازت ہے۔

رانا ثناء اللہ خاں: میں اس حوالے سے بات کر رہا تھا کہ یہ جو شریعت بل ہے یہ بھی اسلام کے نام پر انوں نے قوم سے مذاق کیا ہے غیر اسلامی قوانین کو جو تحفظات پہلے حاصل تھے وہ اب بھی ہیں۔ کونسل کا نام کمیشن رکھ دیا ہے۔ آخر میں' میں یہ بات کرنا چاہ رہا تھا کہ جیسے کل وزیر قانون نے شریعت بل پر تحریک کرنے سے پہلے قطعی طور پر اس کا مطالعہ نہیں کیا' اسی طرح سے انہوں نے حق شفع کا قانون بھی یہاں سے منظور کروایا میں نے اس وقت بھی اس بات کی طرف اشارہ کیا تھا اور ہاؤس کے ممبرانسے یہ گزارش کی تھی کہ اس غیر اسلامی حق شفع کے ایکٹ میں فلاں فلاں دفعات غیر اسلامی ہیں اس کے باوجود اس بل کو منظور کروایا جا رہا ہے لیکن انہوں نے ایک ایسی بات کی جو اسلام میں جائز نہیں تھی یعنی معزز اراکین سے یہ کہلوایا کہ یہ اسلامی ہے۔ یہ میں معزز اراکین کی اطلاع کے لئے عرض کر رہا ہوں کہ پرسوں شریعت کورٹ کا ایک فیصلہ آیا ہے جس میں انہوں نے ایک مختصر فیصلہ دیا ہے۔ تفصیل بعد میں آئے گی انہوں نے حق شفع کا قانون جو پچھلے سیشن میں منظور کیا تھا اس کی متعدد دفعات کے بارے میں کہا ہے کہ یہ اسلام کے خلاف ہیں۔ پنجاب کے کسان اور پنجاب میں رہنے والے لوگ اس بارے میں پریشان تھے کہ حق شفع کے قانون کی کچھ دفعات کو شریعت کورٹ نے غیر اسلامی قرار دے کر Infructuous کر دیا۔ اس پر قانون سازی نہیں ہو رہی تھی تو تین چار سال تک لوگوں کا بہت ہی نقصان ہوا پھر خدا خدا کر کے حق شفع کا قانون ایوان کے سامنے پیش کیا گیا لیکن اس میں پھر وہی غلطی کی گئی کہ اس میں غیر اسلامی دفعات شامل کر دی گئیں لیکن جب میں نے اس کی نشاندہی کی تو وزیر قانون نے اپنے نظریے سے کہہ دیا کہ نظریہ ضرورت کے تحت ایسا کیا جا سکتا ہے۔ جناب والا یہ پہلی بات ہے کہ نظریہ ضرورت کے تحت ایسا کیا جا سکتا ہے۔ جناب والا! یہ پہلی بات ہے کہ جو لوگوں نے سنی ہو گی کہ نظریہ ضرورت کے تحت اسلامی قانون کو بھی بدلا جا سکتا ہے تو اب وہی مشکل جس کے پنجاب کے کسان تین چار سال سے شکار تھے وہی عمل چند دنوں تک دوبارہ شروع ہو جائے گا میں اسی گزارش کے ساتھ اپنی بات کو ختم کرتا ہوں کہ یہ ضمنی میزانیہ جو وزیر

خزانہ نے پیش کیا ہے وہ آئی جے آئی کی حکومت کے لئے بلیک وارنٹ ہے کہ جو انہوں نے انتخابات میں دھاندلیاں کیں اور جس طرح سے کرپشن کر کے اس الیکشن کو اپنے حق میں کیا ایسا میزانیہ ایوان کو قطعی طور پر منظور نہیں کرنا چاہئے میں جناب سپیکر آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے کافی وقت دیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب سید چراغ اکبر شاہ۔

سید چراغ اکبر شاہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے ضمنی میزانیہ کے بارے میں اظہار خیال کا موقع دیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں جناب منظور موحل صاحب سے درخواست کروں گا کہ کیا ایوان میں اخبار پڑھنا جائز ہے۔ اس پر میری رہ نمائی فرمائی جائے۔

میاں منظور احمد موحل: میں یہی مسئلہ پوائنٹ آف آرڈر پر زیر بحث لانا چاہتا ہوں۔ ویسے اخبار نہیں پڑھا جا سکتا لیکن اگر اسمبلی سے متعلقہ ہو تو پڑھا جا سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں صرف یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ پڑھا جا سکتا ہے یا نہیں؟

میاں منظور احمد موحل: اگر آپ اسمبلی میں کچھ پیش کرنا چاہتے ہیں تو اس وقت پڑھا جا سکتا ہے۔ میں مشورہ کر رہا تھا کیونکہ میں نے یہ اخبار ابھی پڑھا ہے۔ "پاکستان" اخبار میں نے ابھی پڑھا ہے۔ اس میں یہ خبر ہے کہ ملازمتوں پر عائد پابندی کے باوجود دو نائب تحصیل داروں کی بھرتی۔ یعنی انہوں نے یہ لکھا ہے کہ تمام ملک میں صوبوں میں وفاقی حکومت میں پابندی ہے۔ لیکن یہاں کئی بڑے با اثر لوگوں نے دو نائب تحصیل دار بھرتی کروا لئے ہیں۔ یہ "پاکستان" اخبار میں لکھا ہے۔ لیکن یہ غلط ہے کیونکہ انہوں نے جو فوٹو اسٹیٹ آرڈر پیش کیا ہے وہ یہ ہے۔

سید چراغ اکبر: کچھ کہنے کے لئے کھڑے ہوئے ____

جناب ڈپٹی سپیکر: جی شاہ صاحب ____

سید چراغ اکبر: پوائنٹ آف آرڈر۔ میں سمجھتا ہوں کہ منظور موحل صاحب پرانے پارلیمنٹرین ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن جب میں تقریر کر رہا تھا' تو وہ خود اخبار پڑھ رہے تھے جو کہ اخلاقی طور پر غلط ہے اور اس ایوان کی روایات یہ نہیں رہی ہیں۔ دوسرا جناب والا پھر وہ تو اپنی تقریر کر چکے ہیں

اس کے بعد وہ کوئی اور بات کرنا چاہتے ہیں تو وہ اس بات کی آڑ لے کر بات کرنا چاہتے ہیں۔ قواعد انضباط کار کے بارے میں وہ ہمیشہ دعوی کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں شاہ صاحب سے درخواست کروں گا کہ یہ کوئی ایسا سنجیدہ مسئلہ نہیں ہے۔ ہم نے تو اسے غیر سنجیدگی سے لیا تھا۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے آپ اس میں سنجیدہ نہ ہوں۔ انشاء اللہ آپ کو پورا وقت دیا جائے گا۔

میاں منظور احمد موھل: میں اس میں یہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اخبار نے اس میں چوکھٹا لگا کر اس طرح Flash کیا ہے کہ حکومت کو ذمہ دار قرار دیا ہے کہ غریب آدمیوں پر پابندی ہے اور جو با اثر ہیں وہ نوکری حاصل کر رہے ہیں لیکن یہ غلط ہے کیونکہ وہ خود اپنے آرڈر میں جو فوٹو اسٹیٹ ہے لکھتے ہیں کہ حاجی مختار حسین اے کلاس نائب تحصیل

Naib Tehsildar available for posting is hereby posted as Naib Tehsildar....

بات یہ ہے جناب والا ____

سید چراغ اکبر شاہ: یہ کس رول کے تحت بات کر رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے ان کو بات کرنے کی اجازت دی ہے۔

میاں منظور احمد موھل: تو جناب والا یہ وہ ہیں جن کے پہلے سے آرڈر ہو چکے ہیں اور انہوں نے ٹریننگ بھی لے لی اس کے بعد اب ان کی فروری میں تقرری ہوئی ہے اور مارچ میں انہوں نے یہ کہہ دیا ہے کہ ان کو نیا بھرتی کیا گیا ہے۔ جب بھی کوئی ملازم بھرتی ہوتا ہے براہ راست نہیں رکھا جا سکتا۔ یہ تو ان کی تقرری کا حکم نامہ ہے تو میں آپ کی وساطت سے پریس کی خدمت میں ادب سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس طرح سے چوکھٹا لگا کر لوگوں کے ذہنوں میں شکوک و شبہات پیدا نہ کئے جائیں کہ گورنمنٹ اس طرح کی حرکت کر رہی ہے اور جو با اثر لوگ ہیں وہ بھرتی ہو رہے ہیں۔ یہ قطعاً" بھرتی نہیں ہو رہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ درست فرما رہے ہیں۔ میں معزز پریس سے یہ درخواست کروں گا کہ آئندہ ایسی خبر دیتے وقت اس کے سیاق و سباق کو بھی تھوڑا سا ذہن میں رکھا کریں ____ جی شاہ صاحب اب فرمایئے۔

سید چراغ اکبر شاہ: جناب والا! میں گزارش کر رہا تھا کہ آپ نے مہربانی کرتے ہوئے مجھے وقت

دیا لیکن منظور موحل صاحب نے فوراً" دوسری کہانی چھیڑ دی جس کا اس بات سے کوئی تعلق نہ تھا خیر! ایوان میں ضمنی بجٹ پر بات ہو رہی تھی تو شریعت بل پر جناب احمد شاہ کھگا اور رانا ثناء اللہ صاحب نے سیر حاصل بحث کی ہے اس لئے میں اس بارے میں کچھ عرض نہیں کروں گا۔ میں جناب والا صرف ضمنی بجٹ کے بارے میں بات کروں گا اور پھر صرف دو ڈیمانڈز کے بارے میں بات کروں گا اس کی وجوہات یہ ہیں کہ یہ پیسہ جو ہے یہ پنجاب حکومت خرچ کر چکی ہے اب صرف اس ایوان سے اس خرچ کی منظوری لینا چاہتی ہے میں سمجھتا ہوں کہ آئی جے آئی کی بھاری اکثریت کی وجہ سے یہ بحث ضمنی بجٹ پر لا حاصل ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جو اعتراضات جو خامیاں ہیں یا جس طرح پنجاب کے خزانے کو لوٹا گیا ہے اور بے دریغ خرچ کیا گیا ہے وہ میں آپ کے توسط سے پنجاب کے عوام کے سامنے لاؤں گا۔ جناب والا! میں ان ڈیمانڈز پر بات نہیں کروں ا جن پر رانا ثناء اللہ' اکرام ربانی اور غلام سرور خان بات کر چکے ہیں۔ میں جناب والا صرف آپ کی توجہ ڈیمانڈ نمبر 29 اور 37 کی طرف دلاؤں گا۔ سب سے پہلے جناب محترم وزیر خزانہ صاحب نے اپنی تقریر میں یہ فرمایا ہے کہ 6 ارب 44 کروڑ' 75 لاکھ روپے کا ضمنی بجٹ بظاہر بہت بڑا دکھائی دیتا ہے لیکن حقیقت میں صورت حال ایسی پریشان کن نہیں ہے۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ 6 ارب 44 کروڑ 75 لاکھ روپے کا بجٹ اگر بظاہر پریشان کن نظر آتا ہے تو درحقیقت پریشان کن نہیں ہے۔ جب مالی سال شروع ہوا تو پنجاب حکومت کا Negative Balance تقریباً" 2 سو کروڑ کے نزدیک تھا اور اب جناب والا 5 سو کروڑ کے نزدیک ہے۔ پنجاب کی مالی حالت بہت خستہ ہے اور جناب والا اس حالت کو خراب کرنے میں میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب کی Interam Government اور موجودہ گورنمنٹ کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ جناب والا ڈیمانڈ نمبر 29 کو ذرا ملاحظہ فرمائیں۔ ڈیمانڈ نمبر 29 میں Rural Works Programme کی Development ہے۔ اس میں ـــــ

The provision of funds for implementation of special Programme for Education and Local development in all Dist of Punjab.

یہ جناب والا ہر ضلع میں لاکھوں کروڑوں روپے دیئے گئے ہیں۔ پھر اس کے بعد جناب والا ڈیمانڈز نمبر 29 میں ہے آئٹم نمبر22 میں: ـــــ

Provision of funds for implementation of development schemes in all union councils in the Punjab.

جناب والا پنجاب کی ہر یونین کونسل کو فنڈز مہیا کئے گئے ہیں۔ اس کے بعد گرانٹ نمبر36 میں فنکشن 154 میں ـــــ

Provision of funds for execution of development schemes in areas of local councils in Punjab, metropolitian corporation, municipal corporation, zila council, municipal committees...

جناب والا! مجھے اس پہ اعتراض نہیں ہے کہ یہ فنڈز ان اداروں کو کیوں مہیا کئے گئے۔ جناب والا مجھے اس بات پر اعتراض ہے کہ یہ فنڈز کس موقع پر مہیا کئے گئے؟ ان فنڈز کے لئے اس بجٹ میں ترقیاتی سکیموں کے لئے کوئی گنجائش نہیں رکھی گئی تھی یہی ڈویلپمنٹ سکیمیں ہیں جن کی وجہ سے آئی جے آئی نے اپنے امیدواروں کو منتخب کروایا ہے۔ ہر حلقے کے امیدوار کو 50 لاکھ یا ایک کروڑ روپیہ دیا گیا ہے اور خرچ کیا گیا ہے اور جناب والا! آج اس ایوان سے اس رقم کی منظوری لی جا رہی ہے جس کی بدولت الیکشن 1990ء میں دھاندلی ہوئی اور جسے یہ کہا جائے کہ پنجاب کے عوام اور پاکستان کے عوام تلاش کر رہے ہیں کہ جھرلو جو الیکشن میں پھیرا گیا ہے جناب والا وہ یہ گرانٹ نمبر 36 ہی ہے جو جھرلو ہے۔

وزیر امداد باہمی (رانا پھول محمد خان): جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر ____

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ____

وزیر امداد باہمی: جناب والا! میرے فاضل دوست نے یہ فرما کر کہ یہ ایک ایک کروڑ روپیہ الیکشن کے لئے دیا گیا ہے اس معزز ایوان کی توہین کی گئی ہے۔ ہمارا سب کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میں جناب کی اجازت سے یہ تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں کہ وہ ثابت کریں کہ کس امیدوار کو چیک دیئے گئے ہیں۔ کوئی چیک نہیں دیا گیا ہے یہ ایک الزام ہے۔ یہ پیپلز پارٹی کا پروگرام نہیں تھا۔ یہ Peoples Programme نہیں تھا۔ یہ ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں رانا صاحب سے درخواست کروں گا آپ ہمارے معزز اور پرانے پارلیمنٹرین ہیں' آپ کو علم ہے کہ ہاؤس میں جو بات کہی جائے اس پر تحریک استحقاق نہیں آتی۔

وزیر امداد باہمی: سارے ہاؤس پر ایک فاضل رکن اتنا بڑا الزام نہیں لگا سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں اگر آپ تحریک استحقاق دینا چاہتے ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔

سید چراغ اکبر شاہ: رانا صاحب! میری بات سمجھ نہیں پائے۔

وزیر امداد باہمی: یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ چیک دیئے گئے ہیں یہ کوئی Programme Peoples Works نہیں تھا۔

سید چراغ اکبر شاہ: جناب والا میرا جو مقصد تھا اس کے درپردہ تو بہت ہی سنگین باتیں ہیں۔ لیکن جناب والا میں اس ایوان کے وقار کو مدنظر رکھتے ہوئے کنارے سے گزر رہا ہوں۔ جناب والا! یہ ایک ایک کروڑ روپیہ یا 50/50 لاکھ روپیہ ان اراکین کو یہ ان امیدواروں کو نہیں دیئے گئے کہ یہ اپنی جیب میں ڈال لیں بلکہ یہ ان کو اس لئے دیئے گئے ہیں کہ الیکشن کے دوران کہ یہ علاقے میں Development کروائیں اور ووٹ حاصل کریں۔ جناب والا! دنیا کے کسی بھی جمہوری ملک میں یہ روایت نہیں رہی ہے کہ کوئی پارٹی جس کی Interim Govt ہو وہ کروڑوں روپے اور اربوں روپے خرچ کرے تاکہ اپنے امیدواروں کو منتخب کروا سکے۔ جناب والا! یہ ڈیمانڈ نمبر 29 میں جتنے پیسے رکھے گئے ہیں یہ سب کے سب صرف آئی جے آئی کے امیدواروں کو منتخب کروانے کے لئے تھے اور اگر ایوان کے معزز اراکین ذرا اپنے گریبان کے اندر جھانک کر دیکھیں اور اپنے ضمیر کو جھنجھوڑ کر دیکھیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس ڈیمانڈ کو کلی طور پر نامنظور کر دینا چاہئے۔ لیکن اب اس سے کیا حاصل جبکہ پیسہ خرچ ہو چکا ہے یہاں بھاری اکثریت آئی جے آئی کی ہے تو اس کو منظور کر دیا جائے گا۔

جناب والا! Frontier Post میں پنجاب کے ضمنی میزانیہ کے بارے میں ایک آرٹیکل چھپا ہے۔ اس میں دو فقرے ایسے ہیں کہ جو میں سمجھتا ہوں ایوان کے سامنے پیش ہونے چاہئیں۔

Punjab Supplementary Budget a Cover-up for DARK DEEDS

اور دوسرا جناب والا!

The Supplementary Budget is virtually an Account of deeds.

یہ ضمنی میزانیہ کو Sum up کرتا ہے۔

جناب والا! میں نے گزارش کی تھی کہ میں ڈیمانڈ نمبر 29 پر بات کروں گا اور ڈیمانڈ نمبر 37 پر ڈیمانڈ نمبر 29 تو جنرل الیکشن کا جھرلو ہے اور ڈیمانڈ نمبر 37 بھی جھرلو ہے لیکن اس میں ایک مخصوص تحصیل اور ایک مخصوص حلقے کا ذکر ہے۔

جناب والا! ضمنی میزانیہ کا صفحہ 187، ڈیمانڈ نمبر 37، Function No. 135 سے میں پڑھ رہا ہوں۔

1. Upgradation of Govt. Girls Primary School to Middle Standard Chak No. 78/15-L Tehsil Mian Channu.

2. Upgradation of Govt. Girls Primary School Chak No. 54/5-L Tehsil Mian Channu to Middle Standard.

3. Upgradation of Govt. Girls Primary School Chak No. 10/8-A R, Tehsil Mian Channu to Middle Standard.

4. Upgradation of Govt. Girls Primary School Chak No. 122/15-L, Tehsil Mian Channu to Middle Standard.

5. Upgradation of Govt. Girls Primary School Chak No. 20/8-R, Tehsil Mian Channu to Middle Standard.

6. Upgradation of Govt. Girls Primary School Chak No. 17-8/AR, Tehsil Mian Channu to Middle Standard.

جناب والا! اس بجٹ میں سوائے لاہور' ملتان اور میاں چنوں کے رکھا ہی کیا ہے؟ 136 سے لے کر 192 تک یہ کئی صفحات ہیں۔ یہ Up gradation of Schools ہیں۔ یہ ایک حلقے میں ہوا ہے۔ پھر آپ میرٹ کی بات کرتے ہیں کہ پنجاب میں میرٹ ہے' میرٹ ہے۔ کیا یہی میرٹ ہے؟ جناب والا! محترم وزیر قانون ہنس رہے ہیں اور خوش ہو رہے ہیں۔ میرے خیال میں راجن پور کا بھی بجٹ میں کہیں کہیں ذکر ضرور آیا ہے کہ یہ سکیمیں وہاں دی گئی ہیں اس لئے وہ خوش نظر آتے ہیں۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ کی توجہ اپنی طرف مبذول کراؤں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنی بات جاری رکھیں۔ کیونکہ وقت محدود ہے۔

سید چراغ اکبر شاہ: جناب والا! میں بات ختم کرنے والا ہوں۔ وزیر خزانہ میرے کلاس فیلو بھی ہیں اور ان کے ساتھ پرانے خاندانی مراسم بھی ہیں۔ ان کی خدمت میں ایک شعر عرض کر کے میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

وہ جو منزلیں دکھا کر کسی ہم سفر کو لوٹے
انہی رہزنوں میں تیرا کہیں نام آ نہ جائے
(نعرہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب راجہ خلیق اللہ خان صاحب۔ میں معزز ممبران سے گزارش کروں گا کہ وقت کی کمی کے پیش نظر اپنے خیالات وقت مقررہ کے اندر ختم کرنے کی کوشش کیا کریں۔ شکریہ۔

راجہ خلیق اللہ خان: جناب سپیکر! میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے ضمنی بجٹ کے سلسلے میں تقریر کرنے کا موقع دیا۔ حقیقت ہے کہ جس انداز سے حزب اختلاف نے اس ضمنی بجٹ پر تنقید کی ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ان کا حق تھا' لیکن وہ اس ضمنی بجٹ کی اصل روح کو قطعی طور پر فراموش کر چکے ہیں۔ یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ حزب اختلاف یہ سمجھتی ہے کہ خواہ بجٹ اچھا بھی ہو اس نے اس میں ہر صورت کیڑے ڈالنے ہیں، اور اس کے حسن کو خراب کرنا ہے۔ میں اس سلسلے میں رانا صاحب کی اس تقریر کا ذکر ضرور کروں گا جس میں انہوں نے کہا ہے کہ یہ تمام ضمنی [illegible] 38 کا بھی حوالہ دوں گا اور

آرٹیکل 37 کا بھی حوالہ دوں گا جو قطعی طور پر واضح کرے گا کہ ترقیاتی فنڈز جس طرح استعمال کئے گئے ہیں وہ آئین کی حدود میں رہ کر استعمال کئے گئے ہیں۔ انہوں نے آرٹیکل 38 کا سہارا لیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے اس آرٹیکل کو اپنے مقصد کے لئے استعمال کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ نماز کے قریب مت جاؤ۔ لیکن یہ نہیں کہا کہ جب نشے کی حالت میں ہو۔ میرا کہنے کا مقصد ہے کہ انہوں نے وہ مد تو پڑھ دی جو ان کے لئے مددگار تھی لیکن دوسرا آرٹیکل یا آرٹیکل کا وہ حصہ جو بجٹ کو اپنی حدود میں مقید کرتا ہے' وہ نہیں پڑھا۔

Article 32 The State shall encourage local Government institutions composed of elected representatives of the areas concerned and in such institutions special representation will be given to peasants, workers and women.

اس بجٹ میں بھی آپ دیکھیں گے کہ لوکل باڈیز کے لئے بھی رقم مختص کی گئی۔ اس سے آگے آئین کا آرٹیکل 37 ہے۔ اس میں خاص طور پر لکھا گیا ہے:

37 The State shall---

(a) Promote, with special care, the educational and economic interests of backward classes or areas;

آپ اس پر نظر دوڑائیں۔ آپ کو پتا چلے گا کہ کس طرح بجٹ میں پس ماندہ علاقوں اور پس ماندہ طبقوں کو خصوصی امداد دی ہے۔ میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ ضمنی بجٹ ہے' اس میں آئینی لحاظ سے کوئی کوتاہی یا کمی ہوتی تو انہیں تنقید حق تھا۔ لیکن انہوں نے آرٹیکل 38 کا حوالہ دیا۔ پہلے انہوں نے کہا کہ:

38. The State sahll---

(a) secure the well being of the people, irrespective of sex, caste, creed or race, by raising their standard of living, by preventing the concentration of wealth and means of production and distribution in the hands of a few to detriment of gerneral interest and by ensuring equitable adjustment of rights between employers and employees, and landlord and tenants;

اس کے آگے یہی آرٹیکل کہتا ہے

(b) Provide for all citizens , within the available resources of the country, facilities for work and adequate livelihood with resonable rest and leisure;

(d) Provide basic necessities of life, such as food, clothing, housing, education and medical relief, for all such citizens, irrespective of sex, caste, creed or race, as are permanently or temporarily unable to earn their livelihood on account of infirmity, sickness or unemployment;

تو آپ یہ دیکھیں گے کہ اس کی ہر مد میں رقم کا ذکر کیا گیا ہے اور وہ انہی مدوں پہ صرف ہو رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز۔ راجہ صاحب کی باتیں سننے کا موقع بڑی مدت کے بعد ملا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ان سے فائدہ اٹھائیں۔

راجہ خلیق اللہ خان: میرا کہنے کا مقصد ہے کہ جہاں تک آئین کا تعلق ہے یہ بجٹ پوری طرح اس پر محیط ہے۔ پھر انہوں نے یہ اعتراض کیا کہ ضمنی میزانیہ میں کوئی ایمرجنسی نہیں ہوتی۔

سید چراغ اکبر شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے راجہ صاحب سے دریافت کرنا چاہوں گا کہ آئین کی جن دفعات اور شقوں کا ذکر راجہ صاحب کر رہے ہیں کیا ان کو مدنظر رکھ کر سالانہ میزانیہ بھی بنایا گیا تھا۔ جب یہ تقسیم ہوئی تھی تو سارے حلقوں میں ڈویلپمنٹ فنڈز برابر تقسیم کئے گئے تھے یا جہاں پیپلز پارٹی کے امیدوار تھے انہیں فنڈز سے محروم کر دیا گیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب' وہ آئین کا اپنی تقریر میں حوالہ دے رہے ہیں' اس لئے وہ قانونی طور پر اس کا حق رکھتے ہیں۔ راجہ صاحب' آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

وزیر امداد باہمی: جو پیپلز پروگرام کے وقت آئی جے آئی اور مسلم لیگ والوں کو نہیں دیا تھا فاضل دوست وہ ادھار دلوانا چاہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب۔ آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

راجہ خلیق اللہ خاں: جناب والا۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ضمنی بجٹ میں Fresh Demands آتی ہیں اور وہ ایک بجٹ کا حصہ ہوتی ہیں اور جو پہلے on going schemes ہوتی ہیں وہ ان کے لئے ہوتی ہیں اور بعض Grants Emergency منصوبوں کے لئے ہوتی ہیں اس سلسلے میں May's کے حوالے سے اپنے ایوان کے حزب اختلاف کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ

"A Supplemtnary estimates may be presented either for further grant to existing service, in addition to the sum already demanded for the current financial year"

جناب اس بجٹ میں آپ دیکھیں گے کہ انہوں نے ان منصوبہ جات کے لئے رقم مانگی ہے جو on going Schemes ہیں۔ تو اس میں انہوں نے کوئی کوتاہی نہیں کی اور کوئی آئین کی نفی نہیں کی اور اس کے ساتھ وہ آگے جا کر کہتے ہیں کہ ---

".....or (2) for a grant caused by a fresh occasion for expenditure

that has arisen since the presentation of the sessional estimates, such as expenditure on behalf of a service newly imposed upon the executive government by statute, or to meet the cost created by an un-expected emergeny."

تو یہاں آپ دیکھیں گے کہ انہوں _____

جناب رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر

جناب ڈپٹی سپیکر: جی رانا صاحب!

جناب رانا ثناء اللہ خاں: جناب سپیکر! راجہ صاحب آئین کے حصے جس انداز سے پڑھ رہے ہیں ہمیں سمجھ نہیں آرہی۔ جناب! ان سے کہیں کہ ذرا وضاحت سے پیش کریں آئین کے ساتھ یہ سلوک نہ کریں اور بقول جناب احمد شاہ کھگہ انہوں نے کہا تھا کہ یہ بجٹ کے ساتھ بدتمیزی ہے تو جناب آئین کے ساتھ یہ سلوک نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب تشریف رکھیں۔ آپ ذرا سمجھنے کی کوشش کریں۔ جی راجہ صاحب فرمایئے۔ (قطع کلامی) راجہ صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

راجہ خلیق اللہ خاں: جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ یہ بجٹ کا ایک حصہ ہے اگر ہمیں کوئی فوری ضرورت پڑ جاتی ہے تو ہم نئے بجٹ یعنی ضمنی بجٹ کے لئے عوام سے درخواست کر سکتے ہیں اس میں کوئی نئی بات نہیں ہے۔ پھر آپ بجٹ دیکھیں اس میں سے دو ارب روپیہ صرف تنخواہوں کے لئے ہے جو وفاقی حکومت نے سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ کیا تھا۔ اس میں قطعی طور پر یہ بات درست نہیں ہے کہ صوبائی حکومت نے غلط طور پر ضمنی بجٹ پیش کیا ہے اس کے بعد میں جناب رانا صاحب قائد حزب اختلاف کی تقریر کا حوالہ دینا چاہتا ہوں کہ جنہوں نے کہا ہے کہ یہ بجٹ دھاندلی ہے۔ دھاندلی اس لئے ہے کہ اس کی بنا پر _____

جناب سید چراغ اکبر شاہ: جناب سپیکر! راجہ صاحب آئین کی رو سے ضمنی بجٹ کی جو تعریفیں کر رہے ہیں مجھے تو یہ خدشہ ہے کہ کوئی اپنا مطالبہ ہی نہ پیش کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں حزب اختلاف کے معزز ارکان سے یہ درخواست کروں گا کہ حزب اقتدار نے کافی تحمل اور صبر سے آپ کی باتیں سنی ہیں آپ بھی اپنے دل میں اتنا جذبہ پیدا کریں کہ ان کی باتیں تحمل سے اور آرام سے سنیں۔ شکریہ۔ شاہ صاحب! مہربانی آپ تشریف رکھیں۔

جناب سید چراغ اکبر شاہ: جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ کیا میاں منظور احمد موحل صاحب نے میری تقریر مبرو تحمل سے سنی ہے یا نہیں سنی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی انہوں نے بالکل سنی ہے۔ آپ تشریف رکھیں اور میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ راجہ صاحب کو اپنا مافی الضمیر بیان کرنے دیں۔ (قطع کلامی)

رانا ثناء اللہ خاں: جناب والا! راجہ صاحب کی باتیں ہم بڑے غور سے سن رہے ہیں اور اس لئے گزارش کی تھی کہ وہ اپنی تقریر ذرا وضاحت سے کریں ہم نے مداخلت نہیں کی بلکہ ان سے صرف گزارش کی ہے کہ وہ آئین کے ساتھ بدسلوکی نہ کریں ان کی بات واقعی ہم بڑے غور سے سن رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔

راجہ خلیق اللہ خاں: جناب والا! آئین کی نہ انہیں سمجھ ہے اور نہ رانا صاحب کو سمجھ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں (قطع کلامیاں)

جناب سہیل ضیاء بٹ: جناب والا! جس طرح رانا صاحب نے ایک لطیفہ سنایا تھا اگر آپ اجازت دیں تو میں بھی ایک چھوٹی سی بات سناؤں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر آپ کی پہلے روایات یہ ہیں کہ آپ ہر معاملے میں اجازت لے کر بات کرتے ہیں تو پھر ٹھیک ہے۔ کئی باتیں آپ بغیر اجازت کے بھی کہہ دیتے ہیں تو آج کا دن بھی اس میں شامل کر لیں۔ فرمایئے۔

جناب سہیل ضیاء بٹ: حضور! وہ اس طرح ہے کہ ایک دفعہ کویت میں ایک سردار صاحب نے کسی کے کچھ پیسے دینے تھے اس نے وہاں پر پولیس سٹیشن میں جا کر شکایت درج کرائی انہوں نے اس کا نام اور حلیہ لکھا۔ وہاں پر دستور اس طرح کا تھا کہ جو بھی وہاں پر آیا یعنی انہوں نے سردار دیکھا اور پکڑ کر لے آئے۔ اس سے پوچھا کہ تم سردار ہو؟ تو اس نے کہا کہ ہاں میں سردار ہوں۔ پھر کہا کہ تم سنگھ ہو تو اس نے کہا کہ ہاں میں سنگھ ہوں تو تم اس کے پیسے دو۔ اس نے کہا میں سنگھ بھی ہوں اور سردار بھی ہوں لیکن میں نے اس کے پیسے نہیں دینے تو جناب بالکل اسی طرح انہوں نے میری تقریر کے دوران جناب موحل صاحب بولے تھے اس لئے میں نے بھی وہی کام کرنا تھا۔ میں یہ کہتا

ہوں کہ خالد ورک کا کیا حال ہوا ہے خدارا یہ کچھ سمجھ سے کام لیں اور اس روایت کو ختم کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بٹ صاحب! تشریف رکھیں۔

جناب سید چراغ اکبر شاہ: جناب سپیکر! ہمیں آپ سے ہمیشہ یہ گلا رہا ہے کہ آپ حزب اختلاف کے ساتھ بہت سختی سے برتاؤ کرتے ہیں اور ایوان کی کارروائی بڑی سختی سے چلاتے ہیں اور جناب والا جب سہیل ضیاء بٹ صاحب جیسے اچھے پارلیمنٹرین اچھی تقاریر کرتے ہیں تو آپ انہیں اجازت ضرور دے دیتے ہیں۔ مجھے اس بات پر آپ سے گلا ہے اور شکوہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! آپ کا یہ گلا بے جا ہے۔ میری کوشش ہوتی ہے کہ حزب اختلاف کے بھائیوں کو زیادہ وقت دیا جائے اور آپ کے ساتھ ہمیشہ ترجیحی سلوک ہوتا ہے آپ نے بھی تقریر کی ہے اور مقررہ وقت سے زیادہ آپ نے وقت لیا ہے۔ آپ کے معزز رکن جناب رانا صاحب نے بھی دس منٹ کی بجائے تقریباً" بیس منٹ بات کی ہے۔ تو ان ساری چیزوں کے باوجود آپ فرما رہے ہیں کہ حزب اختلاف کے ساتھ امتیازی سلوک ہوتا ہے تو یہ آپ کی اپنے سوچنے کی بات ہے۔ اب میں راجہ صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ مہربانی فرما کر اپنی بات کو جاری رکھیں اور کوشش کریں کہ جلدی ختم کر دیں۔ شکریہ۔

راجہ خلیق اللہ خاں: جناب والا! کم از کم اس cross talk کو بند کرا دیا جائے تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ انہوں نے کہا ہے کہ یہ Development Scheme جو ہیں یہ ایک قسم کی دھاندلی ہے جناب سپیکر! جب کوئی حکومت آتی ہے یا کوئی جماعت الیکشن میں آتی ہے تو ایک قسم کا وہ وعدہ کرتی ہے کہ جب ہم صاحب اختیار ہوں گے ہمیں اقتدار ملے گا تو ہم عوام کی بھلائی کے لئے ہر ممکن اقدام اٹھائیں گے جس سے عوام کی بہتری ہو گی۔ میں ان سے یہ سوال کرتا ہوں کہ آپ کے بیس ماہ کے عرصہ میں کتنے ضمنی انتخابات ہوئے تھے۔ لاہور نمبر 99' پسرور' کوٹ ادو' کیا یہ حقیقت نہیں کہ آپ نے وہاں بجلی کے کھمبے کھڑے کر کے بجلی مہیا کی۔ سوئی گیس مہیا کی۔ کونسی ایسی چیزیں تھیں جو آپ کے اختیار میں تھیں وہ آپ نے اپنے اس حلقے میں مہیا نہیں کیں۔ پھر ہم پر کیوں اعتراض ہوتا ہے ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ اگر یہ ظلم ہے اگر یہ زیادتی ہے اگر یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ناانصافی ہے تو خدا کی قسم ہم اپنے دیہات کے لئے اپنے شہروں کے لئے اپنے گاؤں کے لئے اپنی ٹاؤن کمیٹیوں کے لئے یہ ناانصافی کرتے ہی رہیں گے کرتے ہی رہیں گے جب تک پنجاب نمبر ایک پر نہیں آتا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

یہ پہلے اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں کہ انہوں نے بیس ماہ کے عرصہ میں کیا کیا۔ کس

طرح انہوں نے قوم کی دولت لوٹی۔ آج وہ نواز شریف کو مسٹر نوازو کہتے ہیں۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ نواز ایک بڑا خوبصورت لفظ ہے اللہ جس وجود کو نوازے کوئی بد بخت اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا وہ نواز' غریب نواز ہے' وہ کسان نواز ہے' وہ شریف نواز ہے اور اللہ کا بھی اس پر فضل ہے۔ جو کوئی برا سمجھتا ہے سمجھے جب تک اللہ اس کے ساتھ ہے اس کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ (نعرہ ہائے تحسین) تو میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ ان کی طرف دیکھیں۔ کیا لوٹا ہے۔ وہ تمام دولت لوٹ کر لندن کیوں چلی گئی ہیں؟ اور یہ کہتے ہیں کہ نظام درہم برہم ہو گیا ہے۔ نظام درہم برہم اس وقت ہوتا ہے جب قوم میں لوٹ مار ہو یا اس وقت ہوتا ہے جب قوم کا مال لوٹ کر ہضم کیا جائے۔ یہ کیوں ہوتا ہے؟ میاں جیل میں ہوتا ہے اور بیوی باہر کھڑی ہو کر دہائی دیتی ہے۔ تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ انہوں نے کس انداز سے اس قوم کو لوٹا ہے اور اب یہ کہتے ہیں کہ وہ چیک تقسیم ہوئے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ چیک میرے حلقے میں بھی تقسیم ہوئے۔

رانا اکرام ربانی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمایئے رانا صاحب!

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے ایک چیز محترم راجہ صاحب کی خدمت میں عرض کرنی چاہتا ہوں کہ جب سے اس اسمبلی میں ہم سب نے حلف اٹھایا ہے اجلاس کی کارروائی میں کچھ ناخوشگوار واقعات ہوئے لیکن فوراً" اراکین کے اس جذبے نے اس کو خوشگوار ماحول میں تبدیل کر دیا ہے۔ راجہ صاحب میرے بزرگ ہیں۔ میں ان کی بڑی عزت و احترام کرتا ہوں لیکن اس کے ساتھ میں یہ گزارش کروں گا کہ بعض ایسی چیزیں اور واقعات ہیں جن کے ایکشن اور ری ایکشن کا ذکر یہاں پر ہونا شروع ہو جائے گا تو پھر وہ صورت حال پیدا ہو گی جو ہم نہیں چاہتے۔ تو میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا راجہ صاحب سے بھی اور آپ سے میری یہ گزارش ہے کہ یہ جو آخر میں انہوں نے اپنے الفاظ ادا کئے ہیں ان کو کارروائی سے حذف کر دیا جائے کیونکہ ان کا واقعات کا بجٹ کی بحث سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب کو اپنی بات کر لینے دیں۔ راجہ صاحب آپ تشریف رکھیں۔

رانا اکرام ربانی: ہر معاملے میں مختلف سیاسی جماعتوں کا' مختلف سیاسی گروہوں کا اپنا ایک نقطہ نظر ہوتا ہے۔ جناب والا! انہوں نے اس ایوان میں بات کی ہے اس حوالے سے وہ شخصیتیں بھی زیر بحث آئیں گی جن کے بارے میں پھر کہا جائے گا کہ قواعد اس کی اجازت نہیں دیتے اور پھر یہ ہم سے

سوال کریں گے کہ وہ کونسی شریعت اس ملک میں نافذ ہوئی ہے جس کے تحت ہم اے۔ بی۔ سی کے conduct کو اس ایوان میں زیر بحث نہیں لا سکتے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ اس ایوان کے ماحول کو بہتر رکھنے کے لئے آپ اس طرف ضرور توجہ دیجئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی! آپ درست فرما رہے ہیں میں راجہ صاحب سے درخواست کروں گا کہ براہ کرم وہ اپنی تقریر میں ایسے الفاظ استعمال نہ کریں جن سے کسی کی بھی دل آزاری ہوتی ہو اور اپنے موضوع کے متعلق اپنی بات کو جاری رکھیں۔ بہت ہی کم وقت ہے اور بہت سے حضرات نے تقریریں کرنی ہیں جناب وزیر خزانہ صاحب نے اپنی تقریر کرنی ہے اس لئے میں ان سے گزارش کروں گا کہ براہ کرم مختصر وقت میں اپنی بات کو مکمل کریں۔ شکریہ۔

وزیر امداد باہمی: (پوائنٹ آف آرڈر) جناب سپیکر! میں جناب کی وساطت سے جناب قائد حزب اختلاف کی خدمت میں نہایت ادب سے گزارش کروں گا کہ انہوں نے بھی اور ان کے ساتھیوں نے بھی اپنی ضمنی بجٹ تقریر میں شریعت بل کو زیادہ نشانہ بنایا اور ہم یہ کہتے تھے کہ صوبے کا اصل کارنامہ یہ ہے کہ اس نے ایک کارکن اور ورکر کو صوبے کا وزیراعلیٰ بنایا الحمدللہ انہوں نے ورکر سے بڑھا کر انہیں وہ عہدہ عطا فرمایا جس کے لئے ہم ان کے بے حد مشکور ہیں انہوں نے ان کو درویش بنا دیا ان کی تمام ضمنی بجٹ کی بحث "میاں چنوں" اور "درویش" کے اردگرد گھومتی رہی راجہ صاحب نے غیر پارلیمانی الفاظ استعمال نہیں کئے۔ چونکہ یہ ایوان اور اس ملک کا قانون آئین کے تابع ہے اگر انہوں نے آئین کا حوالہ دیا ہے تو وہ کوئی غیر پارلیمانی الفاظ نہیں ہیں نازیبا نہیں ہیں اور میں یہ بھی گزارش کر دوں اور میں یہ غلط فہمی بھی دور کر دوں کہ میاں چنوں میں "درویش" نے کچھ نہیں کیا جس دن وزیراعظم صاحب وہاں آئے تھے میں وہاں موجود تھا انہوں نے وہاں فریاد کی کہ میں صوبے کا وزیراعلیٰ ہوں لیکن میں اپنے حلقے کے لئے زیادہ گرانٹ حاصل نہیں کر سکتا جتنی دوسرے ایم پی اے کے حلقے کو ملے گی اتنی ہی مجھے ملے گی اب وزیراعظم جانیں اور میاں چنوں جانے۔ اگر سابقہ وزیراعلیٰ کے حکم سے Directives جاری ہوئے اور ان پر کوئی رقم خرچ ہوئی تو اس رقم کو چھوڑ کر اور چالو منصوبوں کو چھوڑ کر وہاں کچھ بھی نہیں ہوا کیا وہاں پر عوام نہیں بستے۔ اگر وہاں پرائمری سکول سے مڈل سکول ہو گئے تو اس پر کتنے کروڑ روپے خرچ ہو گئے کیا ہو گیا اور انہیں اس بات کا علم نہیں کہ اگر درویش آنکھ نیچے رکھے تو نیچے رکھے ورنہ درویش کا طعنہ دینے والے جان لیں کہ اگر درویش آنکھ کھول لے تو سب صاف ہو جائیں جناب سپیکر کے علاوہ اور کوئی چیز باقی نہیں رہ سکتی تو جناب والا درویش کی بد دعا

سے ڈرنا چاہئے اور درویش کا احترام کرنا چاہئے اور حقائق کو سامنے لانا چاہئے۔

جناب والا! میرے علم کے مطابق وائیں صاحب کا اپنا کوئی آرڈر نہیں ہے یہ سابقہ منصوبے ہیں جو سابقہ وزیراعلیٰ صاحب نے جاری کئے تھے اور ان کو انتظامی امور میں یہ اختیار تھا۔ اب ان چالو منصوبوں کو چھوڑ کر کیا میاں چنوں میں عوام نہیں رہتے۔ ان کے حقوق کو قطعاً سلب نہیں کیا جا سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب' آپ درست فرما رہے ہیں۔ وزیر خزانہ صاحب نے اپنی تقریر میں ان سب باتوں کا جواب دے دیا ہے۔ میں معزز ممبران سے یہ درخواست کروں گا کہ ان کا تعلق خواہ حزب اختلاف سے ہو خواہ حزب اقتدار سے ہو وہ اپنی تقاریر میں برائے کرم اس قسم کے الفاظ استعمال نہ کریں۔

الحاج رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر_____

جناب ڈپٹی سپیکر: میں رانا صاحب سے درخواست کروں گا کہ جس وقت سپیکر بول رہا ہو برائے کرم اپنی سیٹ پر تشریف فرما ہوں۔

میں آپ سے دوبارہ یہ گزارش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں کہ آپ برائے کرم اپنی تقاریر میں اس قسم کے الفاظ استعمال نہ کریں جن سے کسی ممبر کی یا کسی بھی رہنما کی دل آزاری ہو۔

راجہ خلیق اللہ خان: جناب کیا یہ بتائیں گے کہ میں نے کونسے ایسے الفاظ استعمال کئے ہیں میرے پاس May's Parliamentary کتاب پڑی ہوئی ہے۔ اگر آپ بتا دیں کہ میں نے ایک لفظ بھی غلط استعمال کیا ہے _____

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب' آپ اپنی بات جاری رکھیں اور اس کو مختصر وقت میں ختم کرنے کی کوشش کریں کیونکہ وزیر خزانہ صاحب نے بھی چٹیں بھیجی ہیں کہ انہوں نے بھی تقریر کرنی ہے۔ آپ کی تقریر کا وقت تو ختم ہو چکا ہے۔ آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

راجہ خلیق اللہ خان: جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ ____

رانا ثناء اللہ خان: (پوائنٹ آف آرڈر) جناب والا! میں آپ کی وساطت سے رانا پھول محمد خاں صاحب کی خدمت میں گزارش کروں گا جنہوں نے یہ فرمایا ہے کہ کیا میاں چنوں میں عوام نہیں رہتے تو اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ مزاری صاحب نے کل راجن پور کے علاقے کا حوالہ دیا تھا کہ

جہاں پر لوگ _____

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب' آپ تشریف رکھیں۔ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ جی راجہ صاحب آپ فرمایئے۔

راجہ خلیق اللہ خان: جناب والا! قائد حزب اختلاف نے چیکوں کا حوالہ دیا ہے اور بورڈوں کا حوالہ دیا ہے کہ جہاں جاتے ہیں وہاں پر آئی جے آئی کے بورڈ لگے ہوئے ہیں جہاں جاتے ہیں وہاں پر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید چیک تقسیم ہوئے ہیں۔ جناب والا۔ میں اپنے حلقے کی بات کرتا ہوں اور میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں جہاں پر سابقہ وزیراعظم محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ تشریف لائیں تو انہوں نے وہاں پر یعنی وزیر آباد میں لاکھوں روپے کے چیک تقسیم کئے تھے اور وہ چیک کہاں گئے۔ ان سے ان کے جیالوں نے ٹریکٹر خرید لئے اور زکوۃ کے فنڈز وہ خود ہضم کر گئے اور یہ کہتے ہیں کہ بورڈ لگے ہوئے ہیں تو میں ان سے پوچھتا ہوں کہ کیا ان کے بورڈ نہیں لگے ہوئے ہیں آپ ہر جگہ جائیں وہاں پر یہی لکھا ہوا ہے 'People's Works Programme' فلاں فلاں' ایم پی اے فلاں ایم این اے۔ جناب والا فرق صرف اتنا ہے کہ جہاں ہمارے بورڈ لگے ہوئے ہیں وہاں پر سکیم مکمل ہے اور جہاں ان کے بورڈ لگے ہوئے ہیں وہاں پر یا تو کوئی سکیم آئی ہی نہیں یا پھر ان کے جیالے کھا گئے یا پھر اگر آئی تھی تو یہ پہلے ہی ہضم کر گئے۔ جناب والا صرف نیتوں کا فرق ہے۔ ان کی نیت یہ تھی کہ ہم نے ضمنی الیکشن جیتنے ہیں انہوں نے جتنا سرمایہ تھا وہ سب کا سب لگا دیا مگر ہمارا جو مقصد تھا وہ دور رس تھا ہمارا مقصد تھا کہ ہم نے پاکستان میں الیکشن جیتنا ہے اور ہم نے نفسیاتی جنگ سے ڈویلپمنٹ کر کے جس طرح سے یہ الیکشن جیتا ہے یہ ہمارا ایک کارنامہ ہے۔ جناب سپیکر _____

سید چراغ اکبر شاہ: (پوائنٹ آف آرڈر) جناب سپیکر! راجہ صاحب نے ابھی ابھی فرمایا ہے کہ جہاں پر ہمارے بورڈ لگے ہوئے ہیں وہاں پر سکیمیں مکمل ہیں اور جہاں پر پیپلز پارٹی یا پی ڈی اے کے بورڈ لگے ہوئے ہیں وہاں کی سکیمیں نامکمل ہیں جناب راجہ صاحب پرانے پارلیمنٹرین ہیں اور وہ بخوبی یہ سمجھتے ہیں کہ پیپلز پارٹی کو صرف بیس ماہ کے لئے حکومت ملی تھی اور وہ بھی پنجاب میں نہیں۔ یہاں پنجاب میں آئی جے آئی اور مسلم لیگ کی حکومت پانچ سال سے اب چھٹے سال میں جا رہی ہے اس لئے ان کی سکیمیں مکمل ہیں۔ جناب سپیکر _____

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب' میں آپ سے درخواست کروں گا کہ ابھی حزب اختلاف کے کافی حضرات باقی ہیں جنہوں نے اپنی اپنی تقاریر کرنی ہیں اور وہ یہ باتیں اپنی تقاریر میں کر سکتے ہیں۔

جی راجہ صاحب' آپ مختصر فرمائیں۔

راجہ خلیق اللہ خان: تو جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ کہتے ہیں کہ نام لئے بغیر میں نے کسی کے خلاف کوئی بات کی ہے۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: (پوائنٹ آف آرڈر) جناب والا! اس ایوان کی ہمیشہ یہ روایت رہی ہے کہ بجٹ اجلاس کے دوران ممبران کی تقاریر کا انداز ذرا مختلف ہوا کرتا ہے لیکن میں جناب کی وساطت سے فاضل ممبران کی خدمت میں عرض کروں گا کہ آپ نے تقریر کے لئے دس منٹ یا پانچ منٹ مختص کئے ہیں اس دوران اگر پانچ' یا سات دفعہ کسی قسم کی مداخلت ہو جائے تو اس سے ایک تو تقریر لمبی ہو گی دوسرے جناب والا ایوان کے وقت کا بھی ضیاع ہو گا بعض اوقات یہاں بجٹ تقریر میں عام طور پر موضوع سے ہٹ کر بھی باتیں ہوتی ہیں لیکن جناب یہ براہ راست نہیں ہونی چاہئیں تو اس سلسلے میں جناب والا آپ رولنگ صادر فرما دیں کہ کوئی بھی فاضل ممبر اپنے موضوع سے ہٹ کر تقریر نہیں کرے گا جناب سپیکر یہاں موجود ہیں آپ اس کی نشاندہی فرما سکتے ہیں لہٰذا فاضل ممبران آئندہ کسی کی بھی تقریر میں کسی قسم کی کوئی مداخلت نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چیمہ صاحب' میں نے تمام ممبران صاحب کی خدمت میں یہ درخواست کی ہے کہ وقت تھوڑا ہے اور ہر ممبر نے اپنے اپنے جذبات کا اظہار کرنا ہے لہٰذا برائے کرم کسی بھی ممبر یا سپیکر کی تقریر میں مداخلت نہ کریں۔ جی شکریہ۔

راجہ خلیق اللہ خان: جناب سپیکر! ہمارے درویش وزیراعلیٰ کو درویش کہہ کر تمسخر اڑانے کی کوشش کی گئی کہ وہ اچھا درویش ہے کہ اس نے اپنے حلقے میں اتنی ترقیاتی سکیمیں دیں لیکن جناب والا رانا پھول خان صاحب نے بڑے اچھے انداز میں آپ کو بتا دیا ہے کہ وہ سکیمیں ـــــ

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب' آپ برائے کرم ایک منٹ میں ختم کر دیں۔

راجہ خلیق اللہ خان: کہ وہ سکیمیں موجودہ وزیراعلیٰ صاحب نے نہیں دیں یہ ان کے وزیراعلیٰ بننے سے پہلے کی ہیں اور یہ بعد میں مکمل ہوئی ہیں۔ تو جناب والا وہ تو ایک درویش شخص ہے۔ اس کے پاس رہنے کے لئے گھر نہیں ہے اس کے پاس تو ایک گز زمین نہیں ہے اگر اس نے رہنا ہوتا ہے تو بیچارہ مسلم لیگ ہاؤس میں ٹھہرتا ہے وہ تو سب کو سبق دیتا ہے کہ ـــــ

میرا طریق امیری نہیں فقیری ہے
خودی نہ بیچ غریبی میں نام پیدا کر

(نعرہ ہائے تحسین)

اس نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ شخص اس قابل ہے کہ وہ اس ملک کے سب سے بڑے صوبے کا رہنما بنے اور انشاء اللہ آپ دیکھیں گے کہ اگر پانچ سال کا موقع ملا تو پنجاب بہت زیادہ ترقی کرے گا۔ بہت بہت شکریہ۔ خدا حافظ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب قاضی علی حسن صاحب۔

(معزز ممبر ہاؤس میں موجود نہیں تھے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب ملک اقبال احمد لنگڑیال صاحب۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ جناب سپیکر! میں آپ کا نہایت ہی ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے ضمنی بجٹ پر اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیا۔ جناب سپیکر! یہاں کچھ باتیں ایسی ہوئی ہیں جن کی میں وضاحت کرنا چاہوں گا اور کچھ باتیں ضمنی بجٹ کے متعلق کروں گا جو یہاں پیش ہوا ہے۔ سب سے پہلے تو میں عرض کروں گا کہ راجہ صاحب کافی جذباتی ہو گئے تھے اور ان سے پہلے منظور موحل صاحب نے بھی یہاں کچھ جذباتی باتیں کی تھیں حالانکہ یہاں میں سمجھتا ہوں کہ یہاں دوستانہ ماحول ہے اور ہم نے بھی پہلے یہ کہا تھا کہ یہاں ہم نے مل جل کر دوستانہ ماحول میں چلنا ہے تو جب تنقید کی جائے اور کسی بھی لیڈر کو نشانہ بنایا جائے یا کسی پارٹی کو اگر نشانہ بنایا جائے تو میرے خیال میں وہ اس ایوان میں کوئی اچھی بات نہیں ہے جیسا کہ یہاں منظور موحل صاحب نے ابھی فرمایا کہ جب وہ پیپلز پارٹی میں تھے تو ان پر فائرنگ کروائی گئی۔ انہیں پریشان کیا گیا۔ میں ان کی خدمت میں صرف اتنی ہی گزارش کروں گا کہ جناب والا جب ان کے اوپر فائرنگ کی گئی' جب ان کو ظلم کا نشانہ بنایا گیا اور جب ان کے ساتھ زیادتی ہوئی تو پھر کیوں نہ انہوں نے اس پارٹی کو چھوڑ دیا جس پر انہیں اعتماد نہ رہا تھا جب ان لوگوں نے ان کے ساتھ زیادتیاں کیں' تو پھر سال 1988ء میں دوبارہ کیوں اس پارٹی میں آئے اور اس پارٹی سے ٹکٹ لے کر پھر کیوں الیکشن لڑا اگر وہ واقعی اس سے اتنے بد دل تھے تو انہیں یہ کام کرنا نہیں چاہئے تھا۔ انہیں تو اس وقت ٹکٹ لینے سے انکار کر دینا چاہئے تھا بلکہ وفاداریاں نہیں بدلنی چاہئیں تھیں کہ جب آدمی الیکشن جیت جائے تو اس وقت وفاداریاں بدل لے اور جب آدمی نے ٹکٹ لینا ہو تو اس وقت منتیں کرے اور پیچھے پیچھے بھاگتا پھرے۔

جناب سپیکر میں اب ضمنی بجٹ کی طرف آؤں گا۔ قائد ایوان کے متعلق میرے جو تاثرات ہیں وہ یہ ہیں کہ یقیناً" وہ درویش آدمی ہیں ابھی یہاں درویش کا چرچا کیا گیا لیکن درویش کہنا میں سمجھتا ہوں کہ کوئی بری بات نہیں ہے بشرطیکہ کسی اچھے انداز میں کہا جائے وہ کفایت شعار بھی ہیں اور کس حد تک لگتا ہے جیسا کہ دوست کہتے ہیں میں تو ان سے نہیں ملا۔ کہتے ہیں کہ لین دین کے معاملے میں اور خرچ کرنے کے معاملے میں کچھ درست بھی ہیں۔ لیکن جناب والا یہاں جو بجٹ پیش کیا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ عوام کی امنگوں کے مطابق نہیں پیش کیا گیا۔ ہم یہاں تنقید برائے تنقید کرنے نہیں بیٹھے ہیں بلکہ ہم تنقید برائے اصلاح کے لئے یہاں ایوان میں موجود ہیں اور حزب اختلاف کا جو کردار ہے وہ ہم تنقید برائے اصلاح کے لئے ادا کریں گے ہم تنقید برائے تنقید یقیناً" نہیں کریں گے جناب سپیکر ضمنی بجٹ جب ساڑھے چھ ارب روپے کا آیا تو اس وقت یقیناً" حیرانی بھی ہوئی اور پریشانی بھی ہوئی کہ اتنا ساڑھے چھ ارب روپے کا جو بجٹ ہے یہ ضمنی بجٹ کیسے ہو سکتا ہے۔ میرے خیال میں یہ پنجاب میں پہلا ضمنی بجٹ ہے جو ساڑھے چھ ارب روپے کا پیش کیا گیا ہے۔ جناب والا یہ ہماری بات نہیں ہے بلکہ نوائے وقت کی رپورٹ ہے۔ کل کی خبر ہے کہ یہاں جو منصوبہ جات پر کام شروع کئے گئے ہیں ان میں سے پچھتر فیصدی کام صرف اس لئے روک دیئے گئے ہیں کہ ہزاروں ٹھیکیداروں کو ادائیگی نہیں ہوئی۔ وہ کام اس لئے رک گئے ہیں کہ پہلے تو کام دے دیئے اس وقت بجٹ نہیں تھا تو کام دے دیئے اور انہوں نے وہ کام شروع کر دیئے اور جب انہوں نے کام شروع کر دیئے تو ان کی دوسری قسط روک دی گئی اس لئے اب ہزاروں ٹھیکیدار مارے مارے پھرتے ہیں ان کو قسطیں ادا نہیں کی جا رہی ہیں۔

جناب والا! جو غیر ضروری اخراجات ہیں میں ان کی جانب بھی آپ کی توجہ دلاؤں گا کہ یہاں اس بجٹ میں تو اب تھوڑی رقم رکھی گئی ہے۔ انہوں نے اس سال تحصیل پاک پتن کو ضلع کا درجہ دیا ہے تو یہاں میں عرض کروں گا کہ یہ سوا تین تھانوں پر مشتمل علاقہ کو ایک ضلع بنا دیا گیا ہے اس طرح بلا وجہ غیر ضروری اخراجات اس علاقے پر اس عوام پر اور اس پنجاب کے عوام پر ڈالے گئے ہیں۔ آپ اس ضلع کا اندازہ لگا لیجئے کہ جہاں ایک SDPO ہوتا تھا وہاں آج ایک - SP بیٹھا ہے۔ دو DSP ہیں۔ ایک Legal DSP ہے تو ان کے ساتھ عملہ اور دفتر کے اخراجات دیکھ لیجئے۔ اس طرح اگر دیکھا جائے تو وہاں ایک DC موجود ہے۔وہاں ایک اے سی موجود ہے۔ ایک ADC(G) موجود ہے۔ یہ اتنی زیادہ آسامیاں اور اتنے اخراجات ہیں۔ یہ کیا اس بجٹ میں سے کم نہیں کی جا سکتی تھیں۔ اس بجٹ کو بڑھانے کے لئے یہ سب اخراجات جو غیر ضروری ہیں یہ شامل کئے گئے ہیں۔ آپ

یقین کیجئے' اندازہ لگائیں کہ ایک جو D C ہے وہ ایک ہی تحصیل کا D C ہے۔ ایک تحصیل کا ADC ہے اور وہ ایک تحصیل کا AC ہے اور ایک تحصیل کا تحصیلدار ہے۔ یعنی ایک تحصیل اتنے افسران مشتمل ہے کہ اب وہاں کے عوام کیا کریں گے۔ اب ان کے مسائل کیا حل ہوں گے جہاں اتنے افسران ایک ہی تحصیل میں تعینات ہوں اور ان کے دفتر کے اخراجات دیکھ لیجئے اور ان کے دوسرے Establishment کے دیکھیں۔ رہائش گاہوں کے اخراجات دیکھ لیجئے جبکہ اس تحصیل کا ریونیو ہے وہ صرف 10 لاکھ روپے سالانہ ہے اس طرح جناب سپیکر باقی محکموں کے افسران بھی وہاں موجود ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو ضلع بنایا گیا' یہ صرف افسران کو نوازنے کے لئے' ان کو ترقیاں دینے کے لئے بنایا گیا اور اس بجٹ پر بوجھ ڈالا گیا۔ ہزاروں لوگ اس طرح بھرتی کئے گئے۔ اب آپ خود ہی دیکھ لیجئے۔ جناب قائد ایوان نے یہاں ایک تقریر کی تھی اور انہوں نے ایک اخبار میں بھی بیان دیا تھا جہاں انہوں نے کہا کہ جناب ہمارے پاس 20 ہزار افراد زائد ہیں یعنی Surplus ہیں تو یہ 20 ہزار افراد جناب سپیکر الیکشن کے دوران زیادہ تر بھرتی کئے گئے اور جب الیکشن ختم ہوا تو اس وقت پابندی لگا دی گئی یہاں تک کہ چوکیدار' چپڑاسی' کوئی بھی بھرتی نہیں ہو گا۔ یہ جناب آپ اندازہ لگائیں کہ ایک تحصیل میں ایک تحصیلدار ہے اور چھ سے لے کر بارہ نائب تحصیلدار ہیں جبکہ وہاں اس تحصیل میں پانچ قانون گو ہیں اور آپ اندازہ لگائیں کہ ایک نائب تحصیلدار کے حصے میں ایک قانون گوئی بھی نہیں آتی تو یہ بے شمار بھرتیاں کی گئیں اور اس طرح سے اس بجٹ میں اخراجات کی دھجیاں اڑائی گئیں۔

جناب والا! یہ ایک مطالبہ نمبر 14 ہے یہاں ایک کروڑ روپیہ پبلک سکول سرگودھا کے لئے دیا گیا ہے ------

جناب سہیل ضیاء بٹ: پوائنٹ آف انفارمیشن۔ جناب والا انہوں نے کیا فرمایا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کو تقریر کر لینے دیں پھر آپ کو بتائیں گے۔

جناب سہیل ضیاء بٹ: میں نے سمجھا کہ شائد انہوں نے فرمایا ہے کہ پریاں اڑائی گئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ دھجیاں اڑائی گئیں۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: آپ کے تو طوطے بھی اڑتے رہتے ہیں۔ فکر نہ کریں۔ (قہقہے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی لنگڑیال صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیں۔ میں بٹ صاحب سے

درخواست کروں گا کہ وہ وقت کی دھجیاں نہ اڑائیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: جناب والا یہ مطالبہ نمبر 14 میں ایک کروڑ روپیہ ڈویژنل پبلک سکول کے لئے رکھا گیا اور یہ جتنے بھی ڈویژنل پبلک سکول یا دوسرے سکول ہیں ____

جناب ڈپٹی سپیکر: بٹ صاحب تشریف رکھیں۔ براہ مہربانی آپ تشریف رکھیں۔

جناب سہیل ضیاء بٹ: جناب آپ کہتے ہیں کہ دھجیاں اڑائی گئیں انہوں نے کہا ہے کہ طوطے اڑائے گئے۔ آپ بتائیں اصل بات کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بیٹھیں۔ آپ کو بتائیں گے۔ انشاء اللہ۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: میں نے بتایا ہے کہ آپ کے طوطے اڑے آپ کو پتہ نہیں لگا۔ جب آپ نے واک آؤٹ کیا تھا تو طوطے اڑے تھے۔

جناب والا! یہ جو ڈویژنل پبلک سکول کے لئے ایک کروڑ روپے کی رقم رکھی ہے یہ ہر ضلع میں ایک ایک پبلک سکول بنا رہے ہیں ان کی افادیت تو اپنی جگہ مسلمہ ہے لیکن میں یہ اتنا سوال کروں گا کہ یہاں پر کچھ سکول ایسے ہیں جہاں پر بچوں کو سر چھپانے کی جگہ نہیں ملتی' ان سکولوں میں اساتذہ نہیں ہیں اور بعض سکول ایسے ہیں جہاں پر چاردیواری تک نہیں ہے بعض سکولوں میں بچیاں درخت کے نیچے بیٹھ کر پڑھتی ہیں اس کے مقابلے میں شہروں میں اور ڈویژنل ہیڈ کوارٹر کی سطح پر یہ ڈویژنل پبلک سکول بنائے جا رہے ہیں اگر آپ اس ایک کروڑ روپے کو پنجاب کے دوسرے علاقوں میں تقسیم کریں تو آپ کو بے شمار ایسے سکول مل جائیں گے جہاں پر چھوٹے چھوٹے بچے بلڈنگ کے بغیر پڑھتے ہیں اور سخت دھوپ میں بیٹھ کر پڑھتے ہیں ان سکولوں میں بیٹھنے کے لئے کرسی تک نہیں ملتی اس لئے میں یہ کہوں گا کہ اس کی تقسیم نہایت ہی غیر منصفانہ ہے۔

اس کے بعد میں یہ عرض کروں گا کہ یہاں پر بہت سی باتیں کی گئیں اور اس کے ساتھ ساتھ سابقہ حکومت کی برائیاں بھی کی گئیں سابقہ حکومت سے مراد کیا ہے؟ یہ جو پچھلے 13 سال گزرے ہیں یا اس سے پہلے ایوب خان کے زمانے کی باتیں بھی کی گئیں آج سے 13 سال پہلے کی اگر باتیں کریں گے تو یہاں پر جنرل سوار خان کی حکومت ہوا کرتی تھی۔ وہ یہاں پر گورنر ہوتے تھے اس کے بعد جنرل جیلانی آئے' ان کی حکومت کی بات کی جاتی ہے اس کے بعد پھر ایک غیر جماعتی حکومت آئی جونیجو صاحب کا دور آیا' یہ صرف 1977ء سے پہلے کیوں جاتے ہیں اور اگلے پچھلے دور کی بات کرتے بھی ہیں تو ایوب خان کا دور بھی بھول جاتے ہیں' یہ کنونشن لیگ کو بھی بھول جاتے ہیں' یہ مسلم لیگ کا ۱۱

دور بھول جاتے ہیں اور غیر جماعتی دور کے بعد جو صرف 18 ماہ کا دور آیا اس میں ہم نے ایک ہی صورت دیکھی "اتفاق" کا چہرہ ہم نے دیکھا اور حکومتیں کئی بدلتی دیکھیں لیکن "اتفاق" کا ہم نے چہرہ ایک ہی دیکھا۔ اس میں کتنی حکومتیں بدلی گئیں جنرل سوار خان کی حکومت بدلی گئی جنرل جیلانی کی حکومت بدلی گئی اور غیر جماعتی حکومتیں بھی بدلی گئیں لیکن ان ساری حکومتوں میں چہرہ ایک ہی رہا جس سے یہ حالات پیدا ہوتے گئے۔

جناب سپیکر! میں یہاں ایک چھوٹی سی بات کروں گا کہ جب پیپلز پروگرام کا نام لیا جاتا ہے تو ہمارے دوستوں کو اس سے بہت چڑ آتی ہے۔ یہ اس سے چونک اٹھتے ہیں جناب والا پیپلز پروگرام کوئی ایسی بری بات نہیں ہے۔ جب یہ تعمیر وطن پروگرام کی بات کرتے ہیں ہم تو اس سے نہیں تلملاتے۔ جناب والا تعمیر وطن پروگرام کے متعلق میں اتنا ہی کہوں گا کہ جنج گھر کے نام پر پیسہ کمایا جا رہا ہے گاؤں میں جو با اثر لوگ ہیں انہوں نے اپنے ڈیرے بنائے ہوئے ہیں آپ میری بات پر یقین کیجئے میں آپ کو ثابت بھی کر دوں گا اس طرح سے پیسے کا زیاں ہوتا ہے اس زیاں کو روکا جائے۔ یہاں جو پیپلز پروگرام کی بات کرتے ہیں یقین کیجئے میں خود بھی پیپلز پروگرام کا ممبر تھا' چونکہ ایک بلدیاتی ادارے سے میرا تعلق تھا' منتخب ممبر تھا۔ اس لحاظ سے انہوں نے مجھے ممبر رکھا ہوا تھا اور تین کروڑ روپے انہوں نے ایک حلقے میں رکھا ہوا تھا جو کہ وہاں پر سکولوں کے لئے' ہسپتالوں کے لئے اور دوسری جو بھی عوامی سہولتیں ہیں ان کے لئے خرچ ہونا تھا۔ لیکن جناب سپیکر وقت نے اجازت نہ دی وقت زیادہ نہ مل سکا ورنہ تین کروڑ روپے ایک حلقے میں خرچ ہو جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہاں کے بے شمار مسائل حل ہو سکتے ہیں اور ہوئے بھی ہیں یقین کیجئے میں نے پچاس لاکھ کی پہلی گرانٹ جو مجھے ملی تھی میں نے لگائی ہے اور آج بھی میں یہاں پر دعوے سے کہتا ہوں کہ وہ سکیمیں ساری کی ساری مکمل ہوئی ہیں اور وہاں پر ایک روپیہ بھی' ٹیڈی پیسہ بھی ناجائز خرچ نہیں ہوا یا کسی نے وہاں پر ایک روپیہ کمیشن لیا ہو یا کھایا ہو۔ میں شرطیہ کہتا ہوں کہ میں اسمبلی کی رکنیت سے مستعفی ہو جاؤں گا یقین کیجئے یہ ایک نہایت ہی اچھا پروگرام تھا ____

جناب ڈپٹی سپیکر: لنگڑیال صاحب اب کافی وقت ہو گیا اگر کوئی بقایا باتیں رہ گئی ہیں تو آپ نے بجٹ پر عام بحث میں بھی حصہ لینا ہے باقی اس بحث میں باتیں کر لینا۔ اب میرے خیال میں دوسرے لوگوں کو بھی موقع فراہم کرنا چاہیئے۔

جناب اقبال احمد خان لنگڑیال: ٹھیک ہے جناب میں آئندہ بجٹ میں بقایا باتیں کر لوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب ضرغام خان خاکوانی صاحب (تشریف نہیں رکھتے)
جناب اصغر علی گجر صاحب۔

چودھری اصغر علی گجر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○
شکریہ جناب سپیکر! میں ضمنی بجٹ پر کوئی لمبی چوڑی بات نہیں کرنا چاہتا۔ بات سے بات نکلتی چلی آرہی ہے۔ جیسا کہ میرے اپوزیشن کے بھائیوں نے پیپلز پروگرام سے متعلق چند ایک باتیں کی ہیں ۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں معزز ممبران سے یہ گزارش کروں گا کہ تھوڑا سا اس بات کا بھی خیال رکھیں اور وقت کی کمی کے پیش نظر اپنی تقریر مختصر فرمائیں۔

چودھری اصغر علی گجر: میں آج اپنے ان اپوزیشن کے بھائیوں سے انتہائی خلوص دل سے یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ بے شک ان کا پروگرام جو پیپلز پروگرام کے نام سے منسوب تھا' جسے وہ ایک بہترین پروگرام سمجھتے ہیں ان کے نزدیک وہ بہترین پروگرام ہو سکتا ہے لیکن میں ان کو یہ بات دلی طور پر کہتا ہوں کہ ان کی شکست کا باعث بھی ان کا یہ پیپلز پروگرام ہی بنا ہے یہ ٹھنڈے دل سے سوچیں اسے عقل سے سوچیں اور اس پر سنجیدگی سے سوچیں کہ انہوں نے جو یہ پروگرام بنایا تھا اس میں یقیناً" کچھ بھائیوں نے بہترین پروگرام کیا ہو گا' ایمانداری سے کام کیا ہو گا لیکن ان کے بہت سارے ایڈمنسٹریٹروں نے وہ پیسہ اللوں تللوں پر خرچ کیا جسے عوام نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور وہی بات ان کی شکست کا باعث بنی اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انتخاب میں آئی جے آئی والوں نے دھاندلی نہیں کی بلکہ پیپلز پارٹی سے دھاندلی عوام نے کی ہے جنہوں نے انہیں ووٹ نہیں دیا۔

پھر کچھ دوستوں نے شریعت بل کی بھی بات کی حالانکہ یہ بجٹ اجلاس تھا اور یہ شریعت بل کی بات کر رہے ہیں۔ رانا صاحب نے بڑی تفصیل کے ساتھ شریعت بل پر بات کی۔ کاش کہ یہ دل سے شریعت کا احترام کرتے اور اپنے دل میں اس احساس کو لے کر اسمبلی میں آتے جو کہ ایک مسلمان کے دل میں ہونا چاہئے تھا۔ کاش کہ ان کے منشور میں بھی کوئی شریعت کی بات ہوتی تو پھر میں یہ سمجھتا کہ یہ شریعت کی بات دل سے کر رہے ہیں اور مخالفت برائے مخالفت نہیں کر رہے۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ ان کے منشور میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جس سے شریعت کو اس ملک میں نافذ کیا جا سکتا۔ ان کی طرف سے تو شریعت کی بات ایسے ہی ہے کہ چھاج تو بولے لیکن چھلنی کیا بولے جس میں پہلے ہزاروں سوراخ ہیں۔ جو لوگ اس شریعت بل کی بنیادی طور پر مخالفت کرتے ہیں انہیں شریعت کی اصلاح کی

بات کرتے ہوئے عجیب سی محسوس ہوتی ہے رانا صاحب اس وقت ایوان سے باہر جا رہے ہیں چند ایک باتوں کو سن کر بڑے جذبات میں آجاتے ہیں میں نے بڑا محسوس کیا ہے کہ راجہ صاحب کی بات پر انہوں نے میاں اور بیوی کی بات کی اور رانا صاحب جذبات میں آگئے میں کہتا ہوں کہ اس میں کونسی ایسی غیر اخلاقی اور غیر شرعی بات ہے کہ اس میں کوئی آدمی جذبات میں آجائے۔ یہ ایک حقیقت ہے جس کا اظہار انہوں نے کیا _____

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب آپ دوبارہ اسی بات کا ذکر نہ کریں۔

چودھری اصغر علی گجر: میں صرف اس بات کو دہرا رہا ہوں کہ انہیں اس بات کی جو شرمندگی اٹھانا پڑ رہی ہے وہ آئی جے آئی کے دوستوں کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنے دوستوں کے اعمال کی وجہ سے اٹھانی پڑ رہی ہے ہمارا اس میں قطعی کوئی قصور نہیں ہے ہم نے اس رشتے کے لئے بھی انہیں نہیں کہا تھا' جب یہ زرداری صاحب کا ذکر کرتے ہیں تو پھر ہمیں یہ باتیں کرنی پڑیں گی اس لئے کہ وہ سنگین جرائم میں ملوث ہیں اور ان کا کیس عدالت میں چل رہا ہے وہ جیل میں ہیں اور اپنے بد اعمال کی وجہ سے ہیں۔ اس لئے ان کو یہ بات سننی پڑے گی۔

جناب اقبال احمد خان لنگڑیال: چودھری صاحب جو بات کر رہے ہیں انہیں اتنا نہیں پتا کہ وہ دو کیسوں سے بری ہو چکے ہیں اور باقی جو کیسز ہیں وہ بھی ابھی چل رہے ہیں اور وہ ابھی عدالت میں ہیں ان پر فیصلہ نہیں ہوا۔ اس لئے میرے خیال میں اس طرح سے بات کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا کیونکہ جو کیسز عدالت میں چل رہے ہوں ان کو زیر بحث نہیں لایا جا سکتا۔ قبل از وقت کوئی بات کرنا کہ _____

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ درست فرما رہے ہیں۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا میرے دوست نے یہ بات درست کی ہے جن کیسوں میں وہ بری ہو چکے ہیں _____ میں یہ بات اس لئے کر رہا ہوں _____

جناب سپیکر: یہ بات پہلے ہو چکی ہے آپ دوبارہ نہ کریں۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا جب زرداری صاحب کا نام آئے تو ان کو سننا چاہئے اس لئے کہ اس شخص نے کام ہی ایسا کیا ہے۔ اس لئے ان کا نام آ سکتا ہے۔ انہیں اس پر بدکنا نہیں چاہیئے اس بجٹ میں جو بات کی گئی ہے میں عمومی طور پر اس سے اتفاق کرتا ہوں اس بجٹ میں سب سے

زیادہ پسندیدہ بات جو میں سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ پیسے کو فوری طور پر اور تیزی کے ساتھ میاں چنوں میں خرچ کیا گیا ہے۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں اور یہ میری پسندیدہ بات ہے کہ پیسے کو میاں چنوں میں عوام کے لئے خرچ کیا گیا ہے اور افسوس ناک بات یہ ہے کہ پھر اس کے بعد کہیں خرچ نہیں کیا گیا۔ کاش کہ بجٹ بناتے وقت بیورو کریٹس ہوں یا ہمارے دوست ہوں جب بھی وہ ایئرکنڈیشنر کمروں میں بیٹھے ہیں' جب بھی وہ کسی ہال میں بیٹھتے ہیں' میٹنگ روم میں بیٹھتے ہیں تو اس وقت ان کی نظریں اس جگہ پر نہیں پہنچتیں جہاں پر لوگ سسکیاں لے رہے ہوتے ہیں' جہاں پر لوگ مسائل سے دو چار ہوتے ہیں پنجاب کو دیکھنا یہ چاہئے تھا کہ پسماندہ علاقے کونسے ہیں' پنجاب کے پسماندہ علاقوں کے لئے جو رقم رکھی گئی تھی وہ مناسب طریقے سے خرچ ہوئی ہے یا نہیں؟

کیا انتہائی پسماندہ علاقوں کے لئے کوئی رقم رکھی گئی تھی۔ کیا وہاں پر کوئی پیسہ خرچ کیا گیا ہے یا نہیں کیا گیا۔ اگر ایسا نہ ہو تو پھر وہاں کے لوگ محرومیوں کا شکار ہوتے ہیں۔ محرومیوں کا شکار ہونے کے بعد وہ عجیب قسم کے نعرے لگاتے ہیں۔ وہاں کے لیڈر گورنمنٹ کو بلیک میل کرتے ہیں وہاں کے لیڈر عوام کو اکساتے ہیں اور اگر یہ لوگ بجٹ بناتے وقت ان کی محرومیوں کو مدنظر نہ رکھیں گے تو پھر انہیں اس ملک میں ایسے نعروں سے دو چار ہونا پڑے گا۔ ایسی تحریکوں سے بھی دوچار ہونا پڑے گا میں بات کرتا ہوں اس علاقے کی جو دراصل پنجاب کا سب سے زیادہ مستحق علاقہ ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ میاں چنوں پر پیسے خرچ نہ ہوں' میں یہ نہیں کہتا کہ لاہور کی سڑکوں پر پیسہ خرچ نہ ہو' ضرور ہونا چاہئے لیکن وہاں پر پیسہ کیوں نہ خرچ ہو جہاں پر ہونا چاہئے آپ خوشاب سے لے کر بہاولپور اور رحیم یار خاں کے آخری کونے تک چلے جائیں' آپ کو ایسے ایسے علاقے ملیں گے جہاں ایک غریب کسان کا بیٹا بیس بیس میل کے بعد ایسے سکول میں پہنچے گا کہ جہاں ٹاٹ بھی نہ ہو گا اور نہ وہاں اس کی آسائش اور آرام کا کوئی انتظام ہو گا اور نہ اس کے لئے تعلیم کا کوئی ایسا انتظام ہو گا اگر ہمیں وہ علاقے اب نظر نہیں آئیں گے تو پھر کب نظر آئیں گے یہی وجہ ہے کہ ان علاقوں کے لوگوں نے محرومیوں سے دوچار ہو کر سرائیکی صوبے کی آواز بلند کی ہے جس کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا جا سکتا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اگر بجٹ بنانے والوں نے عقل اور دانش سے کام نہ لیا تو بات آگے بڑھ سکتی ہے جو ملک اور قوم کے لئے نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے۔ اس آواز کو دبانے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ جو ہمارے دوست اور بھائی بجٹ تیار کرتے ہیں وہ محروم لوگوں کا خیال رکھیں' ان لوگوں کا خیال رکھیں جن کے چلنے کے لئے سڑکیں نہیں ہیں' جن کے علاج کے لئے ہسپتال نہیں ہیں۔ جن کے پڑھنے کے لئے سکول نہیں ہیں۔ اگر کسی شخص کو یہ بات نظر نہیں آتی تو میرے ساتھ چلے۔ میں

اسے ڈیرہ غازی خاں کے ڈویژنوں میں' لیہ بھکر' خوشاب اور بہاولپور میں وہ علاقے دکھاتا ہوں جہاں انسان چل کر جا نہیں سکتا پڑھنے کے لئے سکول نہیں ہیں علاج کے لئے ہسپتال نہیں ہیں اور آرام و آسائش کی کوئی بھی چیز نہیں ہے حالانکہ وہ لوگ بھی ریونیو ادا کرتے ہیں' سب کچھ دیتے ہیں۔ میں اس لئے یہ بات کر رہا ہوں کہ اب تک جو کچھ ہونا تھا ہو چکا کم از کم آئندہ بجٹ میں اس چیز کا ضرور خیال رکھا جائے اور محروم لوگوں کی طرف دیکھا جائے یہ محرومیاں نفرتوں کا شکار ہو جاتی ہیں اور بڑھتے بڑھتے ملک و قوم کے لئے نقصان کا باعث بنتی ہیں۔ وآخر دعونا عن الحمد للہ رب العالمین۔

وزیر امداد باہمی (رانا پھول محمد خاں): جناب سپیکر! اسمبلی کی کارروائی کا وقت نو بجے شب تک ہے اور ارکان اسمبلی کا خیال یہ ہے کہ کارروائی کا وقت نہ بڑھایا جائے چونکہ وزیر خزانہ نے اپنی اختتامی تقریر بھی کرنی ہے اس لئے تقاریر کا سلسلہ ختم کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب' میں آپ کی تجویز سے اتفاق کروں گا۔ میرے پاس جو نام بھیجے گئے تھے ان میں سے دو معزز ممبران سید وسیم اختر صاحب اور محمد حنیف چودھری صاحب رہ گئے ہیں۔ ان سے پوچھ لیں۔ اگر وہ قربانی دینا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

چودھری محمد حنیف: میں مختصر سی بات کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ ایسا ہے کہ ہر سپیکر دو دو تین تین منٹ لے لے اور اپنی بات مختصر طور پر پیش کر لے محمد حنیف چودھری صاحب۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

محمد حنیف چودھری: ضمنی بجٹ پر بات کرتے ہوئے ایک بات میں سامنے رکھتا ہوں۔ معاشیات کے اصولوں کے مطابق جو اصل بجٹ ہے ضمنی بجٹ اس کا دسواں حصہ ہونا چاہئے۔ لیکن آج جو ضمنی بجٹ پیش کیا گیا ہے یہ کل بجٹ کا پچیس فیصد ہے۔ جو اصل بجٹ ہے وہ 29 ارب تھا اور آج جو ضمنی بجٹ ہے یہ ساڑھے 6 ارب ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ہمارے Bucarucrates کی کوتاہی ہے اور اس پر بحث کرنا ایسا ہی ہے کہ جیسے واویلا بعد از مرگ ہو۔ رقم خرچ ہو چکی ہے۔

اس کے ساتھ ہی میں یہ کہوں گا کہ ساڑھے 3 کروڑ روپیہ ٹرانسپورٹ کے پول میں مطالبہ زر نمبر 33 میں رکھے گئے ہیں۔ ایسے کیوں کیا گیا۔ لوگوں کے ٹرانسپورٹ کے مسائل کو پس پشت کیوں ڈال دیا گیا ان کو شہروں میں بہت زیادہ تکلیف ہے اس پر غور کریں اور دیکھیں کہ لوگ کس طرح سفر کر رہے ہیں اور کس طرح منزل تک پہنچ رہے ہیں اسی طرح ایک یادگار تعمیر کرنے کے لئے ساڑھے تین

کروڑ روپے رکھے گئے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اس رقم کو کسی اور جگہ خرچ کیا جا سکتا تھا تعلیم کے شعبہ میں یا صحت کے شعبہ میں' غور کیجئے اور دیکھئے ہسپتالوں میں بستروں کی کیا حالت ہے تعلیم کو لیجئے' سکولوں کا دورہ کر لیجئے عمارتیں ایسی ہیں جو گرنے والی ہیں ان کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جا رہی بلا شبہ فنڈز رکھے گئے ہیں اسلامی جمہوری اتحاد نے پہلے جو خامیاں اور کوتاہیاں کی ہیں ان کو دور کرنے کی کوشش کی ہے جو بلا شبہ خوش آئند ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس پر اور زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے اور ضرورت بھی اس بات کی ہے میرے اپنے حلقے میں کم از کم چار پانچ سو طلباء ایسے ہیں جو میٹرک پاس کر چکے ہیں اور ہاتھوں میں سندیں لئے پھرتے ہیں لیکن ان کے داخلے کے لئے گنجائش موجود نہیں ہے کالجوں میں داخلے کے لئے جاتے ہیں تو کہا جاتا ہے کہ سیٹیں پر ہو چکی ہیں مزید گنجائش نہیں۔ یہ شائد اس لئے کیا جا رہا ہے کہ ہماری حکومت نے نوکریوں پر پابندی لگا رکھی ہے۔ تاکہ اور لوگ پڑھ لکھ کر میدان عمل میں نہ آجائیں اور ان کو نوکریاں نہ دینی پڑیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے وطن کی یہ بنیادی ضرورت ہے کہ ان عوام کو تعلیم بھی دینی ہے اور ان کی پڑھائی کا مسئلہ حل کرنا ہے کہ جس پر ہمارا سرمایہ خرچ ہو رہا ہے میٹرک تک ایک طالب علم پر خاصا پیسہ خرچ ہو جاتا ہے اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہمیں انہیں اعلیٰ تعلیم دینے کے لئے کالجوں میں جگہ دینی چاہیئے اگر عمارتیں موجود ہیں تو وہاں Double Shift شروع کر دی جائے صرف عملے کی ضرورت ہو گی اور ان طلباء کو تعلیم کی سہولت حاصل ہو جائے گی کوئی زیادہ پیسہ خرچ نہیں آئے گا۔

دوسری بات میں یہ کہوں گا کہ ہمارا ایک فنڈ خاص طور پر اس لئے ہونا چاہئے کہ امن عامہ کی صورت حال بہتر بنائی جائے آج راولپنڈی میں بے شمار ڈکیتیاں ہو چکی ہیں۔ لوگوں کو لوٹ لیا جاتا ہے کوئی فرد سفر میں اپنے آپ کو محفوظ نہیں پاتا اور کوئی دوکاندار اور کوئی سنار اپنی دوکان پر اس یقین کے ساتھ نہیں آتا کہ پھر وہ واپس اپنے گھر صحیح سلامت پہنچ جائے گا پولیس کے پاس جو گاڑیاں ہیں وہ ناکارہ ہیں کہ کچھ دور تک چلیں گی تو Puncture ہو جائیں گی' کسی کا Steering ٹوٹ جائے گا کسی کا کچھ ٹوٹ جائے گا اسلحہ کی حالت یہ ہے کہ ان کے پاس جدید اسلحہ نہیں ہے جبکہ ڈکیتیاں کرنے والے مجرموں کے پاس اور ملک دشمن عناصر کے پاس جدید اسلحہ بھی ہے اور ٹرانسپورٹ بھی ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے وزراء اور دوسرے لوگوں کی نسبت پولیس کے پاس بہترین گاڑیاں ہونی چاہئیں ہمارے وزراء کو پولیس والی گاڑیاں دے دی جائیں۔ انہیں اتنی تیزی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

اس کے ساتھ ہی میں اپنی بات کو مختصر کرتے ہوئے کہوں گا کہ ترقیاتی فنڈ بے شمار رکھا گیا ہے لیکن غور کیجئے کہ اگر دو تین ارب روپے ترقیاتی فنڈ ہے تو اس میں سے کتنا رشوت میں چلا جاتا ہے

کتنا انجینئر کی جیب میں اور کتنا ایس ڈی او کی جیب میں چلا جاتا ہے اور کتنا باقی لوگوں کی ہماری حکومت کو اس سلسلہ میں باقاعدہ کوئی پالیسی بنانی چاہئے تاکہ پورے کا پورا ترقیاتی فنڈ صحیح معنوں میں خرچ ہو سکے حالت یہ ہے کہ فنڈ خرچ ہوتا ہے لیکن جو سڑک بنائی جاتی ہے وہ کچھ ہی عرصے کے بعد ٹوٹ جاتی ہے۔وہ عمارت کچھ عرصہ کے بعد گر جاتی ہے اس کے معیار کو بہتر بنانا ہے اور ان لوگوں کو جو اس فنڈ کو غلط طور پر استعمال کرتے ہیں ان کے ہاتھوں کو روکنا ہے۔ مجھے یقین ہے اور میں یہ تنقید برائے اصلاح کر رہا ہوں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں حق بات کہنے میں کوئی باک نہیں ہونا چاہئے۔

حق بات پہ کٹتی ہے تو کٹ جائے زباں میری
اظہار تو کر جائے گا جو ٹپکے گا لہو میرا

اس تمہید کے بعد میں اس بات پہ اکتفا کرتا ہوں کہ :

یہ فیصلہ ہے کہ منزل پہ جا کے دم لیں گے
یہ فیصلہ ہے کہ وطن کو سجا کے دم لیں گے
جو چل پڑے ہیں تو پھر منزل پہ جا کے دم لیں گے

شکریہ !

جناب سپیکر: جناب ڈاکٹر وسیم اختر صاحب ــــــــــ

ڈاکٹر وسیم اختر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ شکریہ جناب سپیکر! آپ نے تین منٹ کی قید لگائی ہے۔ میں اس پر یہ کہنا چاہوں گا کہ جس طرح ضمنی بجٹ کے اندر میرے علاقے کا اور میرے ڈویژن کا Black out کیا گیا ہے کم از کم اتنا وقت تو دیا جائے کہ میں ان محرومیوں کا تذکرہ کر سکوں محترم وزیر خزانہ نے اپنی ضمنی بجٹ تقریر کے اندر بڑے مدلل انداز میں 6 ارب سے زائد کے مطالبات زر رکھے ہیں۔ اگر Adminitstrative Side پر تنخواہیں بڑھانے کی غرض سے یہ مطالبات زر رکھے گئے ہیں تو میں اس کے لئے خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ چلیں اس سے میرے ملازمین بھائی جو کہ ہمیشہ سے مشکل میں رہتے ہیں ان کی کچھ اشک شوئی تو ہوئی اور اگر ڈویلپمنٹ سائیڈ پر' ترقیاتی ٹائیڈ پر کچھ رقم طلب کی گئی ہے تو یہ بھی خوش آئند ہے کہ یہ اسلامی جمہوری اتحاد کی ترقیاتی پالیسی کے عین مطابق ہے۔

لیکن جناب والا! میں آج اس ہاؤس کی وساطت سے جناب وزیر خزانہ اور جناب وزیر ترقیات کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ آپ کا یہ ضمنی بجٹ نہ صرف میرے لئے بلکہ میرے بہاولپور ڈویژن کے لئے مزید محرومیاں اور مایوسیاں لے کر آیا ہے۔ اس ضمنی بجٹ کے اندر نہ صرف بہاولپور

ڈویژن بلکہ ڈیرہ غازی خان ڈویژن کے پسماندہ علاقے' میانوالی ڈویژن کے پسماندہ علاقے بلکہ کئی دیگر ایسے پسماندہ علاقے ہیں جو مکمل Black out کا شکار ہیں۔ اس بجٹ کے اندر جو Facts Figures ہیں ان کے مطابق صرف Education Side پر ساڑھے تین کروڑ روپے سے زائد کے اخراجات ترقیاتی سائیڈ پر ہوئے ہیں اور اس رقم میں سے صرف پانچ لاکھ روپے بہاولپور کے ایک چک کے حصے میں آئے ہیں اس طرح Health Side پر دوسرے اداروں کو چھوڑتے ہوئے صرف لاہور کے اندر King Edward Medical College اور میو ہسپتال اور علامہ اقبال میڈیکل کالج اور سروسز ہسپتال کے حصے میں اڑھائی تین کروڑ روپے سے زائد آئے ہیں جبکہ بہاولپور کا پسماندہ علاقہ اس کا میڈیکل کالج' اس کا وکٹوریہ ہسپتال ان نوازشات سے محروم رہا ہے۔ اس طرح گزشتہ سال کے دوران پنجاب کی تمام میونسپل کارپوریشنوں کو' ٹاؤن کمیٹیوں کو ڈویلپمنٹ کے لئے اچھی خاصی رقوم دی گئی ہیں لیکن اس ضمن میں بہاولپور کی میونسپل کارپوریشن کو ایک پائی بھی نہیں دی گئی اس طرح ڈسٹرکٹ کونسل بہاولپور کو بھی ایک پیسہ نہیں دیا گیا اس کی وجوہات جس انداز میں پیش کی جاتی رہیں وہ اپنی جگہ موجود ہیں لیکن میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ اگر ان اداروں کے میئر اسلامی جمہوری اتحاد سے تعلق نہیں رکھتے' بہاولپور ضلع کا میئر اگر اسلامی جمہوری اتحاد سے تعلق نہیں رکھتا تو یہ رقم جو کہ گورنمنٹ پنجاب نے ان اداروں کو دی ہے یا پنجاب کے دیگر علاقوں کو دی گئی یہ کس چیئرمین یا میئر کی جیب کے اندر نہیں جاتی۔ یہ رقم وہاں کے عوام کے لئے ہوتی ہے یہ رقم وہاں کے عوام کو نہیں دی گئی یہ بات ان کے اندر مزید احساس محرومی پیدا کرتی ہے اس طرح Water Supply & Rural Drainage کے ضمن میں Development-Side پر کوئی 3 کروڑ روپے کے اخراجات کئے گئے ہیں اور اس میں بھی بہاولپور کے ایک دور دراز کے چک کے لئے صرف 5 لاکھ روپے کے اخراجات ہوئے ہیں اس طرح سڑکوں کے حوالے سے کوئی ساڑھے 14 کروڑ روپے کے اخراجات ہوئے ہیں اور باوجود تلاش کرنے کے میں کوئی ایسی سڑک اس ضمنی پلندے کے اندر نہیں دیکھ پایا کہ جس کے ساتھ بہاولپور کا نام منتھی ہو۔ اسی طرح Tourism کے حوالے سے ایک کروڑ 24 لاکھ روپے کا ضمنی یا اضافی مطالبہ زر رکھا گیا ہے جبکہ بہاولپور کے اندر Tourism Develpment Corporation کا ایک اکلوتا دفتر تھا اسے بھی اب بند کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! یہ دو ارب روپے کے جو اضافی مطالبات زر ہیں ان 2 ارب روپے میں سے میرے بہاولپور ضلع کو' میرے حلقے کو' میرے ڈویژن کو صرف 10 لاکھ روپے میسر آئے ہیں۔ جناب والا میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ اگر اسی طرح آئندہ آنے والے بجٹ میں بھی یہی سلوک ہمارے ساتھ

کیا گیا تو میں یہ بات بتانا چاہتا ہوں کہ جس طرح 70 کی دہائی میں انہی باتوں کے پیش نظر وہاں کے علیحدگی پسند سیاست دانوں کو یہ بات کہنے کا موقع ملا اور یہ مہم چلانے کا موقع ملا کہ بہاولپور کو علیحدہ صوبہ بنایا جائے اور جس مہم کے دوران لا تعداد جانیں ضائع ہو گئیں اور اگر یہی محرومیاں آئندہ بھی روا رکھی گئیں تو پھر شائد وطن دوست اور محب وطن سیاست دانوں کو بھی ان محرومیوں کے پیش نظر اس قسم کی مہمات میں اپنا اپنا کردار ادا کرنا پڑے گا۔

جناب والا! میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر خزانہ اور جناب وزیر ترقیات سے مودبانہ گزارش کرتا ہوں کہ خدارا آئندہ جو بجٹ آپ سال 92-1991ء کا پیش کرنے والے ہیں اس میں بروقت تبدیلیاں کریں اور ہمارے ان محروم علاقوں کو اُن کا جائز حق دیں۔

وما علینا الاالبلاغ

جناب سپیکر: پیر احمد شاہ صاحب کی تقریر ہو چکی ہے؟ اور تو کوئی صاحب باقی نہیں ہیں جو بات کرنا چاہتے ہوں؟ ٹائم پندرہ منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے _____ چودھری عبدالوکیل خان صاحب ایک منٹ کے لئے بات کرنا چاہتے ہیں میں انہیں دو منٹ دیتا ہوں۔

چودھری عبدالوکیل خان: بڑی مہربانی جناب۔ ضمنی بجٹ پر بحث ہو رہی تھی میرے خیال میں سنہ 1947ء کے بعد پہلی مرتبہ ایک خوبصورت بجٹ پیش ہوا ہے اس پر کس طرح میرے ایک دوست نے اعتراض کیا کہ ساڑھے تین کروڑ روپیہ وزیراعلیٰ صاحب نے سنہ 1947ء میں جو لوگ شہید ہوئے تھے ان کی یادگار کے لئے زمین خریدنے کے لئے رکھے ہوئے تھے۔ اس پر انہوں نے اعتراض کیا کہ جناب وہ ایک یادگار جو بن رہی ہے وہ یادگار کس کی ہے۔ وہ یادگار ان لوگوں کی ہے جن کی وجہ سے آج ہم اس اسمبلی میں بیٹھے ہیں _____ نعرہ ہائے تحسین _____ اگر سنہ 1947ء میں وہ شہید نہ ہوتے تو پاکستان نہ بنتا اور آج یہ اسمبلی مسلمانوں کی نہ ہوتی۔ قائداعظمؒ کی یہ تصویر آگے کیوں لائی گئی ہے صرف اس لئے کہ انہوں نے ہمارے لئے ایک ملک بنایا میں سمجھتا ہوں کہ جو لوگ سنہ 1947ء میں شہید ہوئے تھے ان کا مرتبہ قائداعظمؒ سے کم نہیں۔ جناب ان کو اس بات کا بڑا اعتراض ہوا کہ پندرہ ہزار کا اشتہار دے دیا۔

میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں' پراچہ صاحب اٹھ کے چلے گئے اگر میرے سامنے ہوتے آپ کی عمر ساٹھ برس ہوتی تو آپ کو پتہ چلتا کہ ان لوگوں کی کیا قدر تھی جو 1947ء میں شہید ہوئے جن کی جوان بیٹیاں' ان کا والد سامنے کھڑا ہے ان کے سگے بھائی سامنے کھڑے ہیں ان کے سامنے ان کی لڑکی

کو سکھ اٹھا کر لے گئے اور وہ کچھ نہ کر سکے انہوں نے یہ کیوں برداشت کیا؟ صرف اس لئے کہ ایک ملک بنے گا جہاں لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کا کلمہ ہو گا۔ انہوں نے اس لئے یہ ساری قربانی دی اگر ساڑھے تین کروڑ روپے صرف ان کی یادگار بنانے کے لئے ایک ایک سڑک بنانے کے لئے تو کروڑہا روپیہ لگا دیتے تو ان کی یادگار کے لئے ساڑھے تین کروڑ روپیہ اس طرح چبھتا ہے جس طرح ان لوگوں کو سوئی چبھتی ہے۔ خدا کا خوف کرو ان لوگوں نے کیا قربانیاں دی تھیں جنہوں نے تمہاری اسمبلی بنائی' پاکستان بنایا یہ تمام وزراء وزیراعظم' قومی اسمبلی کے اراکین' صوبائی اسمبلی کے اراکین کن کی وجہ سے بیٹھے ہیں؟ صرف ان کی وجہ سے بیٹھے ہیں جو لوگ 1947ء میں ہجرت کر کے آئے اور قربانی دی آج ساڑھے تین کروڑ روپے کا بڑا ذکر ہو رہا ہے کہ یہ ساڑھے تین کروڑ روپیہ کیوں خرچ کیا جا رہا ہے بڑے افسوس کی بات ہے پھر اعتراض کون کرتے ہیں جو ہر روز نعرہ لگاتے ہیں کہ اس ملک میں اسلام ہونا چاہئے۔ جماعت اسلامی کے رکن کا اعتراض تھا میں زبردست احتجاج کروں گا اور انہیں اپنا اعتراض واپس لینا چاہئے وہ یادگار کس کی بن رہی ہے ان لوگوں کی بن رہی ہے جن کی وجہ سے ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں دوسرے جناب میرے دوست پیپلز پارٹی والوں نے بڑا اعتراض کیا ہے کہ وزیراعلیٰ صاحب نے اپنے کیمرہ مین کی بیوی کو علاج کے لئے باہر بھیج دیا ہے۔ کیمرہ مین سے زیادہ غریب آدمی تو ہمارے پنجاب میں ہو گا ہی کوئی نہیں اللہ کرے کہ کسی کی بیوی بیمار نہ ہو اس غریب کی بیوی بیمار ہوئی وہ باہر گیا اس کے علاج کے لئے پیسے دیئے۔ اللہ کرے پیپلز پارٹی والوں کا بھی کوئی بیمار ہو تو ہم پیسے دینے کے لئے تیار ہیں۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: پوائنٹ آف آرڈر۔ جب آپ سے بچیں گے تو ہمیں ملیں گے۔ جب آپ سے ہی کچھ نہیں بچیں گے تو ہمیں کیا ملیں گے؟

چودھری عبدالوکیل خان: چیمہ صاحب' میں نے تو وقت لیا ہی نہیں۔ میں تب وقت لیتا ہوں جب آپ ہمیں سوئی چبھوتے ہیں جب مجھے سوئی چبھوتے ہو تو ہم تب وقت لیتے ہیں کیونکہ جناب کو تو قدر ہی نہیں ضلع گوجرانوالہ میں بیٹھے ہو تمہارے ابا جی تو وہاں کے چودھری تھے ان کو پوچھو جو وہاں سے آئے ہیں آپ کو پاکستان کی کیا قدر ہے آگے پیپلز پارٹی کے رانا صاحب ہیں میرے عزیز ہیں تین مرلے پر بڑی تنقید کی ہے تین مرلہ سکیم جو تھی واقعی ٹھیک ہے ان کو بڑا دکھ ہوا ہے تین مرلہ سکیم پیپلز پارٹی کی تھی پیپلز پارٹی والے اس کو مکمل نہ کر سکے ان کا جھوٹا نعرہ تھا غلط نعرہ تھا کیونکہ اسے ہم مکمل کرنے لگے ہیں اس لئے چبھتی ہے کہ یہ روپیہ تین مرلہ سکیم کے لئے کیوں رکھا ہے کیونکہ ان

سے سکیم مکمل نہ ہوئی ان کا جھوٹا نعرہ تھا غلط نعرہ تھا ہم نے یہ جو فنڈ رکھا ہے وہ غریبوں کے تین مرلے کے پلاٹوں کے لئے رکھا ہے۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: پوائنٹ آف آرڈر۔ چودھری صاحب کو دو منٹ کے لئے وقت دیا تھا میرے خیال میں دس پندرہ منٹ گزر گئے ہیں اب ان کا وقت ختم ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: بات درست ہے۔ چودھری صاحب' آپ نے ایک منٹ لیا تھا' پانچ منٹ ہو گئے ہیں۔

چودھری عبدالوکیل خان: شکریہ جی' مہربانی۔ آپ نے دو منٹ مجھے بھی دے دیئے۔

جناب سپیکر: اب جناب مخدوم زادہ شاہ محمود قریشی صاحب ضمنی میزانیے پر بحث کو سمیٹیں گے۔ جناب مخدوم زادہ شاہ محمود قریشی صاحب۔

وزیر خزانہ (مخدوم زادہ شاہ محمود قریشی): شکریہ جناب سپیکر کہ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا کہ میں آج ضمنی بجٹ پر بحث کو سمیٹ سکوں۔

جناب سپیکر! سب سے پہلے میں قائد حزب اختلاف اور ان سبھی معزز ممبران کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا جنہوں نے ضمنی میزانیے پر بحث میں حصہ لیا خاصی سیر حاصل گفتگو کی میری اور میرے محکمے کی رہ نمائی فرمائی اور ان بہت سارے امور کی طرف نشاندہی فرمائی جن میں مزید بہتری کی جا سکتی ہے۔ جناب سپیکر! یہاں میں آپ کی وساطت سے حزب اختلاف اور حزب اقتدار کے ان معزز ممبران کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا کہ تعمیری تنقید کو ہم خوش آمدید کہتے ہیں اور آپکی تعمیری تنقید ہماری اصلاح کا باعث بن سکتی ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہمیشہ ہمیں خوب سے خوب تر کی تلاش ہونی چاہیئے اور جیسے کہتے ہیں:۔

There is always room for improvment

انشاء اللہ! جو آپ نے یہاں فرمایا۔ مختلف ممبران نے جن امور کی طرف نشاندہی کی میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کی بہت سی ایسی باتیں ہیں جو میرے دل کو لگی ہیں اور انشاء اللہ 4 جون کی اپنی بجٹ تقریر میں تفصیل سے میں اظہار کروں گا۔

جناب سپیکر! یہاں ایک بات کی وضاحت کرنی چاہوں گا اور وہ یہ کہ اپوزیشن کے ہمارے ساتھیوں نے بجٹ کے حجم پر اعتراض کیا کہ سپلمنٹری کے لحاظ سے یہ بہت بڑا بجٹ ہے۔ غالباً" وہ میری تقریر کو سمجھ نہیں پائے یا میں ان کو سمجھانے میں کامیاب نہیں ہو سکا چند جملوں میں وضاحت کرنا

چاہوں گا جناب سپیکر' 644.74 کروڑ کا ضمنی میزانیہ اس ایوان کی خدمت میں پیش کیا گیا ہے۔ اس کا Break up یہ ہے کہ 318.40 کروڑ ہم نے Development کی مختلف مدوں میں ایوان سے دینے کے لئے درخواست کی ہے 326.35 کروڑ روپے وہ ہیں جو ہم نے Non Development کی مختلف مدوں میں ہاؤس سے درخواست کی ہے اب اس کو اگر باریکی سے دیکھا جائے اور سمجھنے کی کوشش کی جائے تو میں عرض کروں گا کہ Development Demand 318 ہماری ہے اس میں سے 266.97 کروڑ ہیں جو ہمیں سالانہ بجٹ پاس ہونے کے بعد مرکزی حکومت سے as additional resources وصول ہوئے اور ان کو ہاؤس میں لانا قاعدے' قانون اور ضابطے کے مطابق ہم پر لازم ہے۔ ان پر ووٹ ہونا لازم ہے اس کے ساتھ یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ 51.43 کروڑ وہ ہے جو ہم نے reappropriate کئے ہیں ان کو دوبارہ ووٹ کرنا لازم ہوتا ہے اور یہاں جب Non Development expenditure کی بات کی جاتی ہے پنجاب حکومت کی فضول خرچیوں کی بات کی جاتی ہے تو میں مودبانہ گزارش کروں گا کہ 326 کروڑ میں سے 218 کروڑ تو صرف تنخواہوں کا اضافہ ہے ایک طرف ہم مہنگائی کا رونا روتے ہیں ایک طرف ہم کہتے ہیں کہ تنخواہ دار طبقہ مہنگائی کے بوجھ کے نیچے دبا چلا جا رہا ہے اور دوسری طرف جب ان کے درد کی دوا کی جائے' مہنگائی الاؤنس دیا جائے تو کہتے ہیں کہ ہماری حکومت فضول خرچی کر رہی ہے۔ میں آپ کی طرف نظر انصاف کرتا ہوں جناب سپیکر' اس کو آپ فضول خرچی سمجھتے ہیں یا جائز خرچ سمجھتے ہیں۔ جب ہم Non Development expenditure کی بات کر رہے ہیں تو 69.35 کروڑ اس میں وہ ہے جو ہم نے سود اور پرنسپل فیڈرل گورنمنٹ کو ادا کرنا تھا۔ وہ ہم نے ادا کیا۔ جس کے قانون اور ضابطے کے تحت ہم پابند ہیں ہمیں وہ کرنا ہی تھا تو یہ کل رقم کو اگر آپ جمع کریں تو 326 کروڑ میں 287.47 کروڑ تو وہ ہیں جو کسی طرح کم ہو سکتے ہی نہیں اور ہم درحقیقت اس ایوان سے جناب سپیکر! جو ضمنی گرانٹ مانگ رہے ہیں وہ 38.88 کروڑ روپے' اب آپ خود غور کیجئے کہ ایک طرف 91-1990ء کا بجٹ تقریباً" 38 ارب کا بجٹ ہو اور 38 ارب کے بجٹ میں اگر ہم 38 کروڑ کا ضمنی میزانیہ طلب کر رہے ہوں درخواست کر رہے ہوں جو اس سارے حجم کا ایک فیصد بنتا ہے تو ہم پر فضول خرچی کے الزامات لگ جاتے ہیں اس ایوان کو اس بات پر غور کرنا ہو گا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہاں پنجاب کے Financial Crisis کی بات کی جاتی ہے یہ فیشن بن گیا ہے آئے دن حزب اختلاف کے قائدین ہماری فضول خرچیوں کی طرف نشاندہی کرتے ہیں۔ ان کا حق ہے تو یہاں میں عرض کرنا چاہوں گا کہ ہم ان کی رائے کا احترام بھی کرتے ہیں اور ان کے ارشادات کو قدر

کی نگاہ سے دیکھتے ہیں لیکن آج میں وضاحت کرنا چاہوں گا کیونکہ روز ہم اخبارات میں آرٹیکل پڑھتے ہیں۔

FINANCIAL CRISIS IN PUNJAB.

تو جناب والا! آج اس کا بھی حساب چکا دینا چاہوں گا اور آج اس ایوان کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس Financial Crisis ذمہ دار کون ہے؟ پنجاب کے خسارے کی بات کی جاتی ہے تو درحقیقت اس کی وجوہات کیا ہیں؟ ہمیں باریکی سے دیکھنا ہو گا ہمیں ان چیزوں پر غور کرنا ہو گا۔ تب ہی ہم صحیح معنوں میں اپنی اصلاح کر سکیں گے۔

جناب سپیکر! National Finance Commission Award, 1975 میں آیا۔ آئین کی رو سے ہر پانچ سال بعد National Finance Commission Award آنا لازم ہے اور اس کے تحت 1980ء میں ایوارڈ آنا تھا پھر 1985 میں آنا تھا پھر 1990ء میں آنا تھا لیکن نہیں آیا حکومت، پنجاب کا کیا قصور ہے ہماری ضروریات بڑھتی جا رہی ہیں۔ جائز ضروریات بڑھتی جا رہی ہیں ان سے میچ کرنے کے لئے جو آئین نے Provision دی ہے اس Provision کو نظرانداز کیا جا رہا ہے تو اس پر حکومت پنجاب کیا کر سکتی ہے اور اس کا منطقی نتیجہ کیا نکلنا تھا۔ یقیناً" اور لازماً" ہم نے خسارے میں جانا تھا لیکن یہ بات بھی میں ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ پنجاب آخری صوبہ تھا جو خسارے میں گیا۔ سندھ' سرحد' بلوچستان ہم سے پہلے خسارے میں جا چکے تھے اور جناب والا یہاں میں عرض کئے دوں کہ آئین کی رو سے ایک ad hoc arrangement کیا گیا کہ چونکہ National Finance Commission Award نہیں آیا تو ہمیں ایک ad-hoc arrangement کرنا ہے اور اس ad-hoc arrangement کے تحت مرکزی حکومت نے ہمارے خسارے کو Pick کرنا تھا اور Pick کرتے چلے آئے لیکن آج میرے محترم دوست جو حزب اختلاف میں بیٹھے ہیں اور جن کا تعلق پاکستان پیپلز پارٹی سے ہے میں ان کی خدمت میں مودبانہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ 1988ء میں جب مرکز میں پیپلز پارٹی کی حکومت آئی تو انہوں نے کیا کیا؟

جناب سپیکر: مخدوم صاحب! آپ کتنا ٹائم لیں گے تاکہ اس کے مطابق میں وقت بڑھا لوں۔

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! کم از کم آدھ گھنٹہ بڑھا دیجئے۔

جناب سپیکر: آدھ گھنٹہ مزید لیں گے؟

وزیر خزانہ: جی ہاں۔ جناب! اس کی وجہ یہ ہے کہ بڑے senstive issues یہاں اٹھائے گئے ہیں

اور one sided view آیا ہے کہ میں سمجھتا کہ حکومت کا موقف سامنے آنا چاہیئے۔

جناب سپیکر: بہتر یہ ہے کہ سردست اس کو پندرہ منٹ کے لئے extend کر لیتے ہیں اس کے بعد اگر آپ مزید بات کرنا چاہیں گے تو اور بڑھا لیں گے۔

وزیر خزانہ: ٹھیک ہے جناب شکریہ۔

MR SPEAKER: The time is extended for fifteen minutes.

جناب وزیر خزانہ: جناب والا۔میں عرض کر رہا تھا کہ اس وقت پیپلز پارٹی کی حکومت نے کیا کیا؟ فیڈرل finance پر freeze لگایا۔ ہماری ضروریات بڑھ رہی ہیں ایک طرف ہر سال 8 سو 9 سو کروڑ ہم اپنے Development میں Planning کرتے ہیں کہ وہ جو ڈویلپمنٹ بجٹ ہم ہر سال سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت Draw کرتے ہیں اس کا ایک خاصا حصہ اگلے سال کا جاری خرچہ بن جاتا ہے۔ لیکن ہمارے لئے نہ صرف deficit freeze کیا گیا بلکہ پنجاب کا جو receipts level تھا اس کو بھی 1988-89ء Level پر freeze کیا گیا اور مجھے یہاں کہنے کی اجازت دیجئے کہ یہ ایک غیر آئینی کام کیا گیا۔ unconstitutional کام کیا گیا اور جب وہ ہمیں کہتے تھے کہ یہ ehligatery grants ہیں تو جناب سپیکر! یہاں میں کہنے کی جسارت کر رہا ہوں کہ وہ obligatory grants نہیں تھیں وہ فیڈرل گورنمنٹ کی commitment تھی اس commitment کے تحت کہ انہوں نے ہمارے pick deficit کرنے تھے بہر نو Development کی مد میں میں صرف اتنا کہہ دینا کافی سمجھوں گا کہ National Economic Council کی میٹنگ میں میں بہ حیثیت وزیر منصوبہ بندی و ترقیات پنجاب کی نمائندگی کرتا رہا اور وہاں جو کچھ ان دو سالوں میں پنجاب کے ساتھ ہوا اس کی طرف بھی نظر دوڑایئے۔ ہمارے جائز حقوق ہمیں نہ دیئے گئے اس کی طرف بھی نظر دوڑایئے اور اس کی طرف بھی غور کیجئے اور ان پروگراموں کو ان ضروریات کو خاص طور Special Development Programme جو ECNEC کے منظور شدہ Approved Project کے لئے بھی ہمارے فنڈز release نہیں کئے گئے اور پھر ہمیں کہتے ہیں کہ یہ اپنے Finances کو Manage نہیں کر سکتے ہم Manage نہیں کر سکتے جناب سپیکر' دو سال محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کی خدمت میں میں نے خود Economic Council National میں گزارش کی کہ آپ National Finance Commission Constitute کیجئے اور اب نہ صرف پنجاب کا بلکہ اور صوبوں کا کام نہیں چل سکتا جب تک کہ نیا فنانس کمشن

ایوارڈ نہیں آئے گا اور یہاں مجھے یہ بات کہتے ہوئے خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ آپ کی حکومت مرکز میں آئی اور آپ نے National Fanance Commission constitute کیا اور خدا کے فضل سے ہم نے متفقہ ایوارڈ دیا ہے جس سے کہ انشاء اللہ اب حالت سدھرے گی اور اس سے ہماری جائز ضروریات پوری ہوں گی جناب سپیکر جناب قائد حزب اختلاف نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ جو Development Funds ہیں ان کو Non Lapseable ہونا چاہئے یہ تجویز تھی ان کی اور میں ان کی تجویز کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں لیکن میں آپ کی وساطت سے ان کی خدمت میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ یہ مناسب نہ ہو گا اور اس کی کچھ وجوہات ہیں نمبر ایک ۔ ہم اپنا سالانہ ترقیاتی پروگرام بناتے ہیں' مرتب کرتے ہیں اس کو ہم Targets دیتے ہیں اس کی Utilization Monitoring ہوتی ہے اس کی Monitering ہوتی ہے اگر ہمارے سرکاری افسران کو یہ پتا چل جائے کہ جناب یہ تو Non-Lapseable فنڈ ہے تو وہاں ہمارا Financial Discipline جو ہے وہ Erod ہو جائے گا۔ ہم Financial Discipline کو Enforce کرنا چاہتے ہیں اور آپ کو یہ کہتے ہوئے بھی مجھے خوشی ہو رہی ہے کہ ان چند مہینوں میں ہم نے Financial Rules میں ترامیم کی ہیں تاکہ ہم بہتر سے بہتر Financial Discipline پنجاب میں Enforce کر سکیں تو جناب والا یہاں اور عرض کئے دوں کہ بجٹ میں flexibility جو ہونی چاہئے وہ ہمیں حاصل نہیں رہے گی تو میں سمجھتا ہوں کہ جو in good faith انہوں نے باتیں کیں وہ میری رائے میں قابل عمل نہیں ہیں جناب قائد حزب اختلاف نے آرٹیکل 124 کا حوالہ دیا میں نے بھی جناب سپیکر آرٹیکل 124 پڑھا ہے اور میرے پاس اس کی کاپی موجود ہے چونکہ وقت کی کمی ہے اس لئے میں اس کی وضاحت میں نہیں جاؤں گا لیکن میں صرف اتنا کہنے پر اکتفا کروں گا کہ آرٹیکل 124 تو صوبائی حکومتوں کو unlimited Powers دیتا ہے جس سے کہ وہ ضمنی میزانیہ چلا سکتے ہیں اور اس کا قانونی جواز ہے۔ اس کی Constitutional Provision ہے اس کی ضرورت ہوتی ہے تب ہی آئین میں یہ Provide کیا گیا جناب سپیکر۔ بجٹ تقاریر میں حزب اختلاف کے ہمارے ساتھیوں نے یہ کہا کہ یہ جو ضمنی میزانیہ ہے یہ درحقیقت Election Rigging کی کہانی ہے جب میں نے یہ بات سنی یقین جانے جناب سپیکر! میں نے دل میں کہا کہ اتنے سادہ یہ ہو نہیں سکتے ان کو غلط فہمی ہوئی ہے اگر واقعی یہ سمجھتے ہیں کہ یہ وجہ ہے I J I کے جیتنے کی تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ ان کو دو تین اور شکستوں کے لئے تیار رہنا چاہئے ان کو سنجیدگی سے غور کرنا چاہئے کہ ان کے ساتھ ہوا کیا ہے اور وہ کیا وجوہات تھیں اور وہ کیا عوامل تھے جن کی وجہ سے عوام نے ان کو رد کیا اور I J I کو پنجاب میں بھاری اکثریت سے کامیاب کیا اگر وہ کہیں گے تو ہم بھی اپنی رائے اس

پر دے سکتے ہیں لیکن یہ ان کا کام ہے میں صرف اتنا عرض کرنا چاہوں گا کہ بہت سے عوامل تھے اگر ہم جمہوریت پر ایمان رکھتے ہیں تو ہمیں بیلٹ بکس کے تقدس اور اس کے احترام کو پامال نہیں ہونے دینا اور عوام کے فیصلے کا ہمیں احترام کرنا ہو گا اور ہمیں عوام کے فیصلے کا احترام کرنا سیکھنا ہو گا اور سکھانا ہو گا تب ہی اس ملک میں جمہوریت کا جو پودا ہے وہ مضبوط ہو سکتا ہے اور اس کی داغ بیل پڑ سکتی ہے۔

جناب سپیکر! Local Institutions کے لئے جو فنڈز مہیا کئے گئے ہیں ان کے بارے میں ہمارے دوستوں نے اعتراض کیا اب اگر پیپلز پارٹی والے ان فنڈز پر اعتراض کریں تو میری سمجھ میں یہ بات آتی ہے کہ پیپلز پارٹی کے لوگوں نے لوکل گورنمنٹ کو کبھی تسلیم ہی نہیں کیا پانچ سال کے پہلے دور میں الیکشن ہی نہیں کرائے جب دوسرے دور میں یہ برسراقتدار آئے تو انہوں نے پہلا کام یہ کیا کہ ان اداروں کو توڑنے کے لئے حیلے بہانے ڈھونڈے کہ کسی طرح یہ ادارے توڑ دیئے جائیں جناب سپیکر ہماری سوچ اس کے برعکس ہے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ بنیادی جمہوریت Local Democracy جمہوریت کا پہلا زینہ ہے جس کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا اور یہی ایک طریقہ ہے جس سے کل کو سیاستدان اس ایوان میں آئیں گے قومی اسمبلی میں جائیں گے منجھے ہوئے تجربہ کار ہوں گے اور اوپر صوبائی اسمبلی میں اور قومی اسمبلی میں اپنا ایک Positive Role ادا کر سکیں گے تو جناب سپیکر ہم ان اداروں کو مضبوط کرنا چاہتے ہیں اور ہمارا یہ ایمان ہے کہ اگر ہم نے اس ملک کی Administration کو بہتر کرنا ہے تو ہمیں Process De Centerlization کو enhance کرنا ہو گا اس کی رفتار Pace کو بڑھانا ہو گا اور یہ De Centerlization کی طرف ایک بہت بڑا مثبت قدم ہے۔

جناب سپیکر! یہاں پیپلز پروگرام کا ذکر ہوا اور اس کا موازنہ تعمیر وطن پروگرام سے کیا گیا میں آپ کی وساطت سے جناب قائد حزب اختلاف کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا کہ ہماری سوچ تعمیری ہے اور حکومت پنجاب نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ پیپلز پروگرام کی وہ سکیمیں جو قابل عمل ہیں اور جو عوام کے مفاد میں ہیں ان کو ہم جاری رکھیں گے اور ان کو مکمل کریں گے ان کو ختم نہیں کریں گے کیونکہ ہماری دشمنی عوام سے نہیں ہے اگر وہ سڑک بنے گی تو اسے بھی استعمال کریں گے ہم کسی علاقے کو یا کسی طبقے کو سزا نہیں دینا چاہتے ہاں ہم Mis-appropriation of funds کے خلاف ہیں اور موجودہ حکومت یہ ہرگز نہیں ہونے دے گی تو جناب سپیکر تعمیر وطن پر اعتراض کرتے ہیں پنجاب کے عوام اس بات کی گواہی دے سکتے ہیں پنجاب کے دیہی علاقے اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہیں کہ پچھلے چار پانچ سالوں میں پنجاب کے دیہی علاقوں میں جو ترقی ہوئی ہے وہ اسی تعمیر وطن پروگرام کی

مرہون منت ہے اور آج ہم اس ایوان میں دوبارہ آئے بیٹھے ہیں یہ بھی اس تعمیر وطن پروگرام کی مرہون منت ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی مہربانی شامل حال ہے لیکن وہ Positive پیسہ تھا ہم نے اس پیسے کو صحیح سمت میں استعمال کیا اور صحیح مدوں میں استعمال کیا عوام کی خواہشات اور ضروریات کے مطابق استعمال کیا اور اس کے برعکس عوام الناس کا پیپلز پروگرام کے بارے میں جو تاثر ہے اس کی وضاحت میں نہیں کرنا چاہتا سمجھ دار کے لئے اشارہ ہی کافی ہے۔

جناب سپیکر! یہاں پر یہ بھی ذکر کیا گیا کہ پنجاب کی ایک سو constituencies ایسی ہیں جن کو Development Funds نہیں دیئے گئے میں ادب سے یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ حقائق کے برعکس ہے پنجاب کے ہر حلقے کو فنڈز دیئے گئے ہیں اور میں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ آج کی موجودہ حکومت نے یہ نئی' جمہوری اور اچھی روایت ڈالی ہے کہ ہم اور وزیراعلیٰ اس بات کا اعلان کر چکے ہیں کہ جتنی Development ہم I J I کے دوستوں کو دیں گے اتنی ہی حزب اختلاف کے بنچوں پر بیٹھے ہوئے اپنے دوستوں کو دیں گے اور یہ روایت آج تک پہلے کبھی نہیں آئی اور یہ شرف اور یہ سعادت صرف اسی حکومت کو حاصل ہو رہی ہے جناب سپیکر۔ ہماری یہ Education Foundation اور ہمارے یہ District-Boards بنے ہیں بتایئے کہ آج تک ان میں حزب اختلاف کو کبھی نمائندگی دی گئی؟ یہ پہلی حکومت ہے جس نے حزب اختلاف کے معزز ممبروں کو ان بورڈوں میں اور ان Education Foundation میں وہ مقام دیا کیونکہ ہم ان کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں ہم ان کی آراء کو شامل کرنا چاہتے ہیں ہم ان کی مثبت سوچ کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں ان کو ہم رد نہیں کرنا چاہتے۔

جناب سپیکر! یہاں Standard of Education کی بات ہوئی ہے یہاں پر تعلیم کے معیار کی بات کی گئی صحت کے معیار کی بات کی گئی اس کی وضاحت میں انشاء اللہ 4 جون کو کروں گا اور سالانہ بجٹ کی Winding up پر کروں گا لیکن صرف اتنا کہنا چاہوں گا کہ یہ تعلیم کے معیار کا آج سوچ رہے ہیں اور ہم پریشان ہیں من حیث القوم ہم پریشان ہیں کہ ہماری تعلیم کو کیا ہوا ہمارے Standard of Education کو کیا ہوا deterioration کیوں ہو رہی ہے جناب والا میں عرض کروں کہ ذرا پیپلز پارٹی کی اس Nationalization کی طرف نگاہ دوڑایئے جب تعلیمی اداروں کو Nationalized کیا گیا اور اس کے بعد جو جمود طاری ہوا اس کی طرف بھی ضرور دیکھئے آج جب ہم تعلیمی اداروں میں امن عامہ کی بات کرتے ہیں تو میں آپ سے اور اس معزز ایوان سے سوال کرتا ہوں کہ طالب علموں کو سیاست کس نے سکھائی اور ان کے ہاتھ میں ڈنڈا اور اینٹ کس نے تھمائی یہ

میں آپ پر چھوڑتا ہوں۔

جناب والا! یہاں بات کی گئی کہ Law & Order کے لئے بھاری رقوم رکھی گئی ہیں جناب والا ضرور رکھی گئی ہیں اور یہ رکھی جانی چاہئیں یہ صحیح سمت خرچ ہوا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر حکومت کا یہ بنیادی فرض ہے کہ اپنے شہریوں کی جان اور مال کا تحفظ کرے اور میں یہ خوشی سے کہتا ہوں کہ پنجاب حکومت نے اس سال کے بجٹ میں نہ صرف جو Normal allocations ہیں ان کے علاوہ 44 کروڑ روپے کی special dispensation پولیس کو مضبوط کرنے کے لئے اور اسے اور زیادہ موثر بنانے کے لئے رکھی ہیں اور اگر ہم Law & Order کی بات کرتے ہیں اور Election میں Law & Order پر خرچ کی بات کرتے ہیں تو جو اعتراض کرتے ہیں میں ان سے کہوں گا کہ کیا وہ بھول گئے ہیں کہ خدا کے فضل سے پنجاب میں Elections کتنے پرامن ہوئے تھے اور اگر وہ جاننا چاہتے ہیں کہ Elections میں کیا کیا ہو سکتا ہے جانی اور مالی نقصان کیا ہو سکتا ہے تو آج بھی ہمارے پڑوس ہندوستان میں Elections ہو رہے ہیں اور وہاں کتنی اموات ہو چکی ہیں کتنی پراپرٹی کا وہاں پر نقصان ہو چکا ہے اس کا اندازہ بھی لگائیں اور اس کا موازنہ پنجاب میں پرامن Elections سے بھی کیجئے۔

جناب سپیکر! یہاں پر میاں چنوں کی allocations اور وزیر اعلیٰ کی ذات کو تنقید کا نشانہ بنایا تنقید حزب اختلاف کا حق ہے ہم ان کو روک نہیں سکتے لیکن میں اتنی گزارش کرنا چاہوں گا کہ جب وہ تنقید کرتے ہیں تو ذرا غور سے مطالعہ ضرور کر لینا چاہئے کہ جس حلقے کی وہ نشاندہی کر رہے ہیں اور جب میاں چنوں کا ذکر آتا ہے وہ حلقہ صرف اور صرف وزیراعلیٰ ہی کا حلقہ نہیں ہے میاں چنوں اڑھائی حلقوں کی تحصیل ہے یہ وزیراعلیٰ ہی کا حلقہ نہیں ہے اور جناب والا جہاں یہ کہا گیا کہ وزیراعلیٰ نے discretionary grant کو اپنے ہی حلقہ کو نوازنے کے لئے استعمال کیا تو میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ آیئے ہم ریکارڈ پیش کرنے کو تیار ہیں اور آپ اس کا ملاحظہ کر لیں کہ یہ فنڈز کیا پرانے بجٹ سے ہیں اور کیا میاں نواز شریف کے وقت کے ہیں یا وزیراعلیٰ غلام حیدر وائیں صاحب نے خود جاری کئے ہیں اس کی مثال تو انہوں نے خود دی کہ حال ہی میں جب وزیراعظم جناب میاں نواز شریف میاں چنوں گئے تو وزیراعلیٰ نے کہا کہ پہلے میں مطالبہ کیا کرتا تھا اب میں وزیراعلیٰ ہو کر اپنے علاقہ کو کچھ نہیں دے سکتا یہ اب آپ کی صوابدید ہے میں اپنے حلقے کو صرف وہی دوں گا جو میں پنجاب میں دوسرے حلقوں کو دے رہا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب والا! میں یہاں ایک اور وضاحت بھی کرنا چاہوں گا کہ ہمارے ایک اور محترم دوست کو نشانہ تنقید بنایا گیا اور کہا گیا کہ فلاں صاحب کی اہلیہ کی والدہ کو علاج کے لئے باہر بھیجا گیا جناب والا ضرور بھیجا گیا لیکن جو formalities

ہیں اور قوانین اور ضابطے ہیں ان کو پورا کیا گیا میڈیکل بورڈ بیٹھتا ہے۔ Scrutiny Board بیٹھتا ہے اور پھر اگر کسی کا استحقاق ہو اور کسی کا حق ہو وہ اسے کیوں نہ avail کرے تو اس کو میں سمجھتا ہوں کہ تنقید کی نذر نہیں ہونا چاہئے تھا۔

جناب والا! وقت کی قلت کو مدنظر رکھتے ہوئے میں اپنی گفتگو کو سمیٹنا چاہوں گا اور آخر میں جناب قائد حزب اختلاف کا اور ان ممبران حزب اختلاف کا شکریہ بھی ادا کرنا چاہوں گا کہ جنہوں نے خاصی دلچسپ باتیں کیں کچھ مفروضے تھے اور کچھ حقائق سے ناواقفیت تھی لیکن دھیرے دھیرے ہم ایک دوسرے کو سمجھیں گے اور سمجھائیں گے اور یہ کشتی اس طرح اور یہ سلسلہ اسی طرح انشاء اللہ آگے بڑھے گا لیکن جو انہوں نے باتیں فرمائیں جو مثبت تھیں انشاء اللہ ان پر ہم ضرور عمل کرنے کی کوشش کریں گے۔

جناب والا! یہاں میں ایک عرض کئے دیتا ہوں کہ بہت سی قباحتوں کا ذکر کیا گیا ہمیں ان سے آنکھ نہیں چرانی چاہئے ہم اس معاشرے میں رہتے ہیں لیکن یہ کہہ دینا کہ سبھی کچھ چھ مہینوں میں ہو جائے گا یہ ممکن نہیں ہے ہم نے اپنا قبلہ درست کیا ہے ہم نے اس مختصر عرصے میں اس حکومت نے اس گورنمنٹ نے ایک نئی ڈائریکشن دی ہے ایک نئی پالیسی دی ہے اور انشاء اللہ دھیرے دھیرے اس پر چل کر ہم بہتری اور خوب سے خوب تر کی طرف بڑھیں گے یہاں میں ایک عرض کئے دوں کہ اگر چھ مہینے کی کارکردگی کو دیکھنا چاہتے ہیں تو پھر Water Award کو دیکھئے جو 17 سال سے حل نہ ہوا اگر آپ اس حکومت کی چھ مہینے کی کارکردگی کو دیکھنا چاہتے ہیں۔

Speaker: Time further extended for ten minutes.

وزیر خزانہ : اگر آپ حکومت کی کارکردگی کو دیکھنا چاہتے ہیں تو آیئے میں آپ کی خدمت میں National Finance Commission Award پیش کرتا ہوں۔ پڑھیئے کہ 17 سال میں جو مسئلہ حل نہ ہو سکا ہم نے 5 مہینوں میں حل کیسے کیا آیئے میں آپ کی خدمت میں Water Award پیش کرتا ہوں اور بتاتا ہوں کہ 17 سال پرانا مسئلہ جو 17 سال میں حل نہ ہو سکا وہ ہم نے کیسے حل کیا اور متفقہ طریقے سے کیسے حل کیا آیئے شریعت بل کو ملاحظہ کیجئے اور پڑھیئے اور دیکھئے کہ ایک دیرینہ مسئلہ اور اس قوم کی ایک دیرینہ خواہش ہم نے کیسے حل کی اور آیئے دیکھئے کہ ہم نے اس مختصر عرصے میں اس قوم کو Industrial Policy دی ہے۔ اس مختصر عرصے میں ہم نے قوم کو ایک نئی زرعی پالیسی دی ہے اس مختصر عرصے میں ہم نے De Centerlization کی بات کی ہے ہم نے De-Regulation کی بات کی ہے ہم نے Industrilization کی بات کی ہے ہم نے Privatization کی بات کی ہے ہم ایک

نئی سمت بڑھ رہے ہیں اور وہ جو دو سالہ جمود تھا اس جمود کو ہم نے توڑا ہے اور انشاء اللہ آپ کی دعا سے اسلامی جمہوری اتحاد کی قیادت میں اور پاکستان مسلم لیگ کی حکومت میں پاکستان اور پنجاب کا مستقبل روشن ہے اور انشاء اللہ آپ کی دعا سے اور اس ہاؤس کے معزز ممبران کی آراء سے ہم ترقی اور خوشحالی کی طرف بڑھتے چلے جائیں گے۔ شکریہ! (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب غیر معمولی طور پر خوش ہیں اور ان کی خوشی کا راز میں سمجھتا ہوں۔

(قہقہے)

راجہ محمد خالد خان: جناب سپیکر ہمیں بھی بتا دیں۔

جناب سپیکر: اجلاس کل صبح 9:00 بجے تک کے لئے ملتوی ہوتا ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی کل سوموار 3 جون 1991ء 9:00 بجے صبح تک کے لئے ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا پانچواں اجلاس

سوموار 3 جون 1991ء

(دو شنبہ ۱۹ ذیقعد ۱۴۱۱ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں صبح 9 بج کر 55 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ○

س نساء ۴ آیت ۵۹

مومنو! اللہ اور اس کے رسولؐ کی فرمانبرداری کرو اور جو تم میں سے اولی الامر ہیں ان کی بھی اور اگر کسی معاملہ میں تم میں اختلاف واقع ہو جائے تو اگر اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اس میں اللہ اور اس کے رسولؐ کے حکم کی طرف رجوع کرو۔ یہ بہت اچھی بات ہے اور اس کا مآل بھی اچھا ہے۔

وما علینا الا البلاغ

مسئلہ استحقاقات

جناب سپیکر: تحریک استحقاق کو Take up کرتے ہیں۔ چودھری اصغر علی گجر کی تحریک استحقاق نمبر 9 ہے۔

(معزز ممبر ہاؤس میں موجود نہیں تھے)

وہ تشریف نہیں رکھتے ہیں۔ یہ Dispose of تصور ہو گی۔ چودھری اصغر علی گجر نے ایک چٹ بھیجی ہوئی ہے جو میں نے پہلے دیکھی نہیں تھی۔ انہوں نے اسے ملتوی کرنے کے لئے لکھا ہے۔ تو اسے ملتوی کیا جاتا ہے۔

تحریک استحقاق نمبر 11 اور نمبر 12 سید طاہر احمد شاہ کی ہیں۔

انہوں نے بھی اطلاع بھیجی ہے کہ ان کی تحاریک استحقاق نمبر 11 اور نمبر 12 کو ملتوی کر دیا جائے۔

تحریک استحقاق نمبر 13 سید چراغ اکبر شاہ صاحب کی ہے۔

(معزز ممبر ہاؤس میں موجود نہیں تھے)

وہ تشریف نہیں لائے۔

جناب غلام سرور خان: جناب سپیکر وہ اگر تشریف نہیں لائے تو ملتوی کر دی جائے۔

جناب سپیکر: اس کو بھی ملتوی کیا جاتا ہے۔ تحریک استحقاق نمبر 14 بھی چودھری اصغر علی گجر کی طرف سے ہے اس کو بھی ملتوی کیا جاتا ہے۔ چودھری اصغر علی گجر کی تحریک استحقاق نمبر 15 کو بھی ملتوی کیا جاتا ہے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر یہ تو Lapse ہونی چاہئیں۔

جناب سپیکر: چودھری اصغر علی گجر نے مجھے لکھ کر بھیجا ہے۔ پہلے ان کو Dispose of کر رہے تھے لیکن بعد میں، میں نے دیکھا ہے کہ وہ چٹ میرے سامنے پڑی تھی۔ ان کا اپنا لکھا ہوا ہے کہ ان کی تحاریک استحقاق کو ملتوی کر دیا جائے۔

وزیر قانون: ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: نواب زادہ منصور احمد خان صاحب۔

(معزز ممبر ہاؤس میں موجود نہیں تھے)

وہ تشریف نہیں لائے۔ ان کی تحریک استحقاق جو ہے وہ Dispose of تصور ہو گی۔
فرید احمد پراچہ صاحب نے تحریک استحقاق نمبر17 With Draw کر لی ہے۔
تحریک استحقاق نمبر18 چودھری ظفر اقبال کی ہے۔
(معزز ممبر ہاؤس میں موجود نہیں تھے)
وہ تشریف نہیں رکھتے ہیں۔ یہ Dispose of تصور ہو گی۔
تحریک استحقاق نمبر19' رانا ثناء اللہ خان کی ہے۔

ایس ایچ او' تھانہ کوتوالی فیصل آباد اور پیر حسین کانسٹیبل کے نامناسب' غیر اخلاقی اور غیر قانونی رویہ کے خلاف ایس پی سٹی کا ایم پی اے کی شکایت پر توجہ نہ دینا

رانا ثناء اللہ خان: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 91-4-11 کو میں ایک شہری کے ساتھ اس کی جائز شکایت کے اندراج کی خاطر تھانہ کوتوالی فیصل آباد شہر گیا۔ وہاں مجھے ایس۔ ایچ۔ او کے کمرہ میں جانے سے یہ کہہ کر روکا گیا کہ وہ کسی سے پرائیویٹ بات کر رہے ہیں۔ مجھے محرر تھانہ کے کمرہ میں قریباً" آدھ گھنٹہ انتظار کرنا پڑا تب جا کر ایس۔ ایچ۔ او تھانہ کوتوالی ملک لیاقت علی انسپکٹر پولیس کمال گھن گرج کے ساتھ تشریف لائے اور آتے ہی بغیر مجھ سے بات کئے میرے پاس کھڑے شکایت کنندہ کو دھمکیاں دینا شروع کر دیں "کہ مت خیال کرنا تم کس کے ساتھ آئے ہو مجھے جانتے ہو میں تمہیں مار مار کر تمہارا حلیہ تبدیل کر دوں گا" میرے تعارف کروانے اور اس رویہ پر اعتراض کرنے پر ملک لیاقت علی مذکور نے میرے ساتھ بھی بدتمیزی کی اور اراکین اسمبلی سے متعلق غلط ریمارکس دیئے اور معاملہ ایک دوسرے سب انسپکٹر کے حوالہ کر کے تھانہ سے ملحقہ اپنے گھر چلے گئے اس سے شہ پا کر بعد میں کانسٹیبل پیر حسین نمبر826 تھانہ کوتوالی نے میرے ساتھ الجھنے کی کوشش کی اور بلا جواز اشتعال انگیزی سے کام لیتے ہوئے فضول بکواس کرتا رہا۔ میں نے تھانہ سے فارغ ہو کر اس روز اس واقعہ سے متعلق شکایت ملک خدا بخش اعوان ایس پی سٹی سے کی جنہوں نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے ایکشن لینے کا وعدہ کیا۔ مورخہ 91-4-14 کو میں نے ایس پی سٹی سے ان کے دفتر میں ملاقات کی اور اپنی شکایت پر زور دیا۔ جنہوں نے پہلے تو ٹال مٹول

سے کام لیا اور بعد میں کہا کہ میں انکوائری کراؤں گا۔ ایک ہفتہ انتظار کے بعد مورخہ 21-4-91 کو میں نے بذریعہ ٹیلیگرام' جس کی کاپی لف ہے' ایس پی سٹی ملک خدا بخش اعوان کو اپنی شکایت کے متعلق یاد دہانی کروائی لیکن بے اثر۔

ملک لیاقت علی انسپکٹر پولیس ایس۔ ایچ۔ او تھانہ کوتوالی فیصل آباد' پیر حسین کانسٹیبل نمبر 826 کے درج بالا نا مناسب' غیر اخلاقی اور غیر قانونی رویہ اور بعد ازاں ملک خدا بخش اعوان ایس۔ پی سٹی کے میری شکایت پر توجہ نہ دینے بلکہ ماتحت قصور وار ملازمین کو تحفظ دینے کے عمل سے نہ صرف میرا استحقاق مجروح ہوا ہے بلکہ یہ بھی عیاں ہوتا ہے کہ موجودہ حکومت کے دعوؤں کے باوجود شہریوں کے لئے اپنی شکایات کے ازالہ کی خاطر تھانوں میں جانا کتنا مشکل ہے جبکہ تھانوں میں 'Police Touts' ناجائز فروشوں کا راج ہے۔ تھانہ انچارج شہریوں کی شکایات سننے اور ان کے ازالہ سے زیادہ اپنے Touts سے پرائیویٹ گفتگو میں دلچسپی لیتے ہیں جبکہ ضلعی سربراہ اس صورتحال سے بے بہرہ اپنے دیگر کارہائے نمایاں میں مصروف عمل ہیں۔ بحالات بالا میری گزارش ہے کہ میری تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جائے کیونکہ اس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ میں نے ٹیلی گرام کی فوٹو کاپی مورخہ 21-4-91 سیکرٹریٹ کو بھجوائی تھی لیکن اس کی کاپی آج اس کے ساتھ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی وزیر مال آپ کچھ اس بارے میں فرمانا چاہیں گے؟

وزیر مال: جناب والا! اس تحریک کا جواب مجھے موصول نہیں ہوا وہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کے پاس تھا۔ میرا خیال ہے کہ وہ ابھی نہیں پہنچے۔ اگر جناب والا اجازت دیں تو میں کل صبح اس کا جواب دے دوں گا یا پھر ٹھہر کے دے دوں گا۔

جناب سپیکر: رانا صاحب ٹھیک ہے۔ اس کو Take up کر لیں؟

رانا ثناء اللہ خان: جی کل تک ملتوی کر لیں۔

جناب سپیکر: ملتوی کر لیتے ہیں۔ ٹھیک ہے۔ کل اس کو Take up کریں گے۔

سردار محمد عارف نکئی: پوائنٹ آف آرڈر _____

جناب سپیکر: جی سردار محمد عارف نکئی صاحب۔

سردار محمد عارف نکئی: جناب سپیکر! میں آپ سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ اسمبلی کے

اجلاس کے دوران کیا کسی ایم پی اے کو گرفتار کیا جا سکتا ہے؟

جناب سپیکر: اس پوائنٹ آف آرڈر پر آپ مجھ سے رولنگ چاہتے ہیں؟

سردار محمد عارف نکئی: ہاں جناب!

جناب سپیکر: کہ اسمبلی کے اجلاس کے دوران کیا کسی ایم پی اے کو گرفتار کیا جا سکتا ہے؟

سردار محمد عارف نکئی: جناب عالی _____

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

سردار محمد عارف نکئی: آج کے اخبار میں آپ نے بھی پڑھا ہو گا کہ خالد جاوید ورک کو گرفتار کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: کسی بھی Criminal Case میں ثبوت گزارا جا چکا ہو کسی بھی ایم پی اے کو اجلاس کے دوران گرفتار کیا جا سکتا ہے لیکن جو Civil نوعیت کے مقدمات ہیں ان میں حاضری سے ایم پی اے صاحبان کو اجلاس کے دوران مستثنیٰ کیا جاتا ہے۔

لیکن فوجداری مقدمے میں ایم پی اے کو گرفتار کیا جا سکتا ہے۔ باوجود اس بات کے کہ اجلاس جاری ہو۔

سردار محمد عارف نکئی: جناب والا! جب تک سپیکر سے اجازت نہ لے لی جائے کسی ایم پی اے کو گرفتار نہیں کیا جا سکتا۔

جناب سپیکر: سپیکر سے اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔ سپیکر کو چوبیس گھنٹے کے اندر اطلاع دینا ضروری ہے۔ مجھے جناب خالد جاوید ورک صاحب کی گرفتاری کے بارے میں پولیس کی طرف سے اطلاع مہیا کر دی گئی ہے۔ اگر سپیکر سے اجازت لے کر MPA's کو گرفتار کیا جائے تو کون سپیکر ہو گا جو ایم پی اے کی گرفتاری کے لئے اجازت دے گا۔ اگر مجھ سے پوچھیں کہ کسی ایم پی اے کو گرفتار کرنا ہے۔ کیا میں اس بات کی اجازت دوں گا کہ ایم پی اے کو گرفتار کریں؟ اس لئے سپیکر سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ جناب غلام سرور خان تحریک استحقاق نمبر 20

منتخب اداروں اور اراکین اسمبلی کو بدنام کرنا

جناب غلام سرور خان: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ روزنامہ "جنگ" لاہور مورخہ 20-5-1991 کو ایک خبر شائع ہوئی ہے کہ ہفتہ اور اتوار کی درمیانی رات کو کوٹ شاہاں ضلع گوجرانوالہ میں آٹھ مسلح افراد نے جو دو کاروں میں سوار تھے ایک کانسٹیبل کے گھر ڈاکہ ڈالا لیکن کانسٹیبل کی بیوی نے شور مچا دیا جس پر گاؤں والے اکٹھے ہو گئے اس دوران ملزموں نے دیہاتیوں پر فائرنگ شروع کر دی لیکن جوابی فائرنگ کے نتیجے میں وہ فرار ہو گئے۔ تاہم دیہاتیوں نے تعاقب کر کے تین افراد کو پکڑ لیا انہیں تھانہ کینٹ لے گئے وہاں جا کر ملزموں نے تھانے دار سے کہا کہ ہم واردات سے قبل تمہارے ساتھ سودا کر کے گئے تھے کیونکہ ہم ایک ایم پی اے کے خاص آدمی ہیں۔ اگر مقدمہ درج کیا تو انجام برا ہو گا۔ جس پر تھانے دار نے مقدمہ درج کرنے سے انکار کر دیا۔ اس طرح تھانے دار نے فرائض سے غفلت کا ثبوت فراہم کیا ہے۔ ملزموں نے جس ایم پی اے کا ذکر کیا ہے اس کی واضح نشاندہی بھی نہیں کی گئی اور یہ ایک ایسی مہم کا حصہ ہے جو حال ہی میں زور شور سے شروع ہے اور اس کا واحد مقصد منتخب اداروں اور اراکین کو بدنام کرنا ہے۔ جس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

وزیر مال: جناب والا! اس پر میں صبح جواب دوں گا۔

جناب سپیکر: خان صاحب وزیر مال کا خیال ہے کہ اس بارے میں وہ معزز ایوان کو کل بتانا چاہیں گے اور اپنا نقطہ نظر پیش کریں گے آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟

جناب غلام سرور خان: ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے پھر اسے کل تک کے لئے ملتوی کر دیتے ہیں۔

میاں محمود الرشید صاحب (تشریف نہیں رکھتے)

جناب فرید احمد پراچہ: جناب والا! اسے بھی ملتوی کر دیں۔

وزیر امداد باہمی: جناب والا! ایک تحریک استحقاق میرے محکمہ سے متعلق ہے اسے لے لیں؟ کیونکہ میں صبح نہیں ہوں گا۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! اس کو ہم ملتوی کر دیں گے۔ اگر آپ سے متعلقہ ہے اور آپ نہیں ہوں گے تو اس کو اگلے روز پر لے جائیں گے۔ میاں محمودالرشید کی تحریک التوائے کار نمبر 22 Lapse کر دی جائے گی۔ رانا اکرام ربانی تحریک التوائے نمبر 23

جناب غلام سرور خان: رانا صاحب تھوڑی دیر کے لئے باہر نکلے ہیں۔

جناب سپیکر: اس بارے میں کیا ارشاد ہے آپ کا اس کو Lapse ہونے دیں۔

جناب غلام سرور خان: جناب اسے ملتوی کر دیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ نمبر 23 ملتوی ہو گئی۔ نمبر 24 چوہدری اصغر علی گجر صاحب کی ہے وہ تشریف نہیں رکھتے یہ بھی ملتوی ہو گی تحریک التوائے کار نمبر 25 یہ بھی ان کی ہے یہ بھی ملتوی ہو جائے گی۔ آج ہمارے پاس نمبر 25 تک تحاریک استحقاق ہیں ان میں سے کچھ ملتوی ہو گئیں اور کچھ Dispose of ہو گئیں۔ تحاریک التوائے کار کے لئے قواعد میں کوئی پابندی نہیں ہے کہ جس روز بجٹ پر ووٹنگ ہو اس روز تحاریک التوائے کار کو نہیں لیا جا سکتا۔ اس پر کوئی پابندی نہیں اس کو لیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس سلسلے میں ہماری روایت یہی رہی ہے کہ ووٹنگ والے دن تحاریک التوائے کار کو نہیں لیتے رہے۔ اس لئے کہ رول 67 (ای) کے تحت یہ Anticipation کے ضمن میں آتی ہے کیونکہ بجٹ میں بحث کے وقت یا Cut Motions پر بحث کے وقت جملہ معاملات کو زیر بحث لایا جا سکتا ہے۔ اس لئے تحاریک التوائے کار کو ہم پیش نہیں کرتے رہے۔ آپ کی اطلاع کے لئے میں نے آپ کو یہ عرض کر دیا ہے۔ اس میں قانونی طور پر قواعد کے تحت کوئی ممانعت نہیں ہے۔

جناب غلام سرور خان: جناب والا! پوائنٹ آف انفارمیشن پر میں یہ پوچھنا چاہوں گا۔ جس طرح آپ نے ابھی فرمایا ہے کہ تحاریک استحقاق تقریباً" ختم ہو چکی ہیں' کچھ تحاریک استحقاق رہتی ہیں جنہیں ملتوی کر دیا گیا ہے جو غالباً" اگلے دو تین دنوں میں Dispose of ہوتی جائیں گی اگر Rules of Proceadure سے ہٹ کر تحاریک التوائے کار لے لی جائیں تو میرے خیال میں کوئی حرج نہیں۔

جناب سپیکر: میں نے تو آپ کو کہا ہے کہ Rules اس کی ممانعت نہیں کرتے' تحاریک التوائے کار

کو لیا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ رولز 67 کی زد میں آتی ہیں کیونکہ بجٹ کو زیر بحث لاتے وقت آپ ان تمام معاملات کو زیر بحث لا سکتے ہیں۔ اگر آپ چاہیں کہ تحاریک التوائے کار کو Take up کیا جائے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ آپ کی کیا رائے ہے؟

جناب غلام سرور خان: جناب سپیکر! بجٹ اجلاس کے بیس پچیس دن ہیں۔ بجٹ پر عام بحث کے لئے بھی ہمارے پاس کافی وقت ہے۔ میرے خیال میں اگر انہیں Take up کیا جائے تو کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔ بشرطیکہ باقی دوستوں کی بھی یہی رائے ہو۔

جناب سپیکر: عام بحث میں تو تحاریک التوائے کار آتی ہی نہیں ہیں۔ ووٹنگ کے دن تحریک التوائے کار آسکتی ہیں۔ قواعد کے مطابق بحث کے دوران تحاریک التوائے کار نہیں آسکتیں۔ کوئی اور Government Bussiness ہو تو اس روز آسکتی ہیں۔ غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کے دن آسکتی ہیں۔ تو اس بارے میں جیسے آپ چاہیں' مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب غلام سرور خاں: جناب سپیکر! عام بحث میں تو وقت کی پابندی ہوتی ہے۔ ہر رکن کو پابند کر دیا جاتا ہے کہ اس نے دس منٹ سے زیادہ بات نہیں کرنی ہے۔ تحریک التوائے کار میں تو ہر رکن مخصوص معاملہ پر بات کرنا چاہتا ہے جس کے لئے وہ تحریک التوائے کار ایوان میں پیش کرتا ہے۔ اگر عام بحث کے دن کے علاوہ باقی دنوں میں انہیں Take up کر لیا جائے تو کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کل تو یہ نہیں آسکیں گی کیونکہ کل تو سالانہ بجٹ پیش ہونا ہے۔ کل تو اور کوئی Bussiness نہیں ہو سکتا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! کل تو تحریک استحقاق بھی پیش نہیں ہو سکتی تحاریک التوائے کار کا مقصد تو حکومت کی توجہ مبذول کرانا ہوتا ہے۔ اس لئے کہ یہ قواعد انضباط کار میں دیا گیا ہے کہ جب عام بحث ہوتی ہے تو اس میں وہ اپنی تمام تحاریک التوائے کار کو زیر بحث لا سکتے ہیں۔ اس پر وہ تقریر بھی کر سکتے ہیں اور حکومت کی توجہ بھی مبذول کرا سکتے ہیں۔ تو میرے خیال میں آج ووٹنگ کا دن ہے اور کئی تحاریک پر بھی میرے بھائیوں نے تقریریں کرنی ہیں۔ اب مہربانی کر کے کٹوتی کی تحاریک کو شروع فرمائیں۔

جناب سپیکر: اور اس میں باقی لوگ اس لئے دلچسپی نہیں لے رہے کہ اس میں اکیلے میاں محمود احمد صاحب ایم پی اے کی نمبر1 سے لے کر 21 تک تحاریک التوائے کار ہیں۔ اب وزیر قانون فرمائیں

گے کہ ان کو Take up کر لیں کیونکہ میاں محمود احمد صاحب موجود نہیں ہیں اور یہ ختم ہو جائیں۔ اب وزراء صاحبان کا موقف یہ ہے کہ تحاریک التوائے کار کو آج ہی Take up کرنا چاہئے اور یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ جناب غلام سرور خاں کا مطالبہ بھی ہے اور حزب اختلاف کو ہماری حکومت ناراض نہیں دیکھنا چاہتی۔ تو غلام سرور خاں صاحب' آپ کا کیا خیال ہے؟

جناب غلام سرور خاں: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے میاں محمود احمد کی تحاریک التوائے کار سے جان چھڑانے کا بہترین موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ اس لئے میرے خیال میں بھی انہیں Take up کر لیا جائے تو بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر: تو تحاریک التوائے کار کو Take up کیا جاتا ہے۔ نمبر 1 سے لے کر ساری تحاریک التوائے کار میاں محمود صاحب کی ہیں۔ وہ تشریف نہیں رکھتے ہیں' نہ ہی ان کی طرف سے کوئی اطلاع ہے اور نہ ہی ان کی طرف سے کوئی درخواست ہے اس لئے ان کی تمام تحاریک التوائے کار Lapse کر گئیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! آج تحاریک التوائے کار کی بہت کارروائی ہو چکی ہے۔ اب مہربانی کر کے بجٹ کی طرف آئیں۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! اب تو آپ کو تحاریک التوائے کار کو آدھا گھنٹہ دینا پڑے گا۔ یہ تحریک التوائے کار ملک اقبال احمد خاں لنگڑیال صاحب کی طرف سے ہے۔ ملک صاحب کو کاپی مہیا کی جائے۔

محکمہ آبپاشی کی بدعنوانی اور ٹھیکیداروں کا غیر ذمہ دارانہ کام

ملک اقبال احمد خاں لنگڑیال: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جنگ" لاہور مورخہ 22 مارچ 1991 کی اشاعت میں یہ خبر چھپی ہے کہ شاہ کوٹ کے قریب نہر میں شگاف پڑ گیا۔ لاکھوں روپے مالیت کی کھڑی فصلیں تباہ ہو گئیں۔ نہر کا کنارہ ناقص میٹریل سے تیار کیا گیا تھا جو پانی چھوڑتے ہی بہہ گیا۔ جس کے باعث کھیتوں میں کئی کئی فٹ پانی جمع ہو گیا۔ محکمہ کی بدعنوانی کے باعث اور ٹھیکیداروں کے غیر ذمہ دارانہ کام کی وجہ سے نقصان ہوا اور عوام کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام

میں بے چینی اور اضطراب، غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، جناب وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! راجباہ شاہ کوٹ برجی نمبر 43500 تا برجی نمبر 53500 کو بذریعہ ٹھیکہ پختہ کرنے کے لئے حکومت نے یہ کام ایک ٹھیکیدار کے ذمہ لگایا تھا۔ درحقیقت اس کام کے لئے فنڈز World Bank نے مہیا کئے ہیں اور Nes Pak کے Consultants کی زیر نگرانی یہ سارا کام ہو رہا ہے۔ نہر میں شگاف واقعی پڑا۔ نہر کی Lining کا کام Concrete سے کیا جا رہا ہے۔ ابھی کام مکمل نہیں ہوا۔ ابھی کام ہو رہا ہے۔ اس دوران نہر میں شگاف پڑ جانا ایک معمول کی بات ہے۔ لیکن نہر میں شگاف پڑنے کا جونہی پتا چلا تو اسے فوراً بند کر دیا گیا اور نہر کو چلا دیا گیا اور ساتھ ہی جتنا بھی نقصان ہوا ہے اس سارے نقصان کا ازالہ اس ٹھیکیدار سے کرایا گیا ہے۔ حکومت کو اس سلسلہ میں اپنے پاس سے ایک پیسہ بھی نہیں دینا پڑا۔ ساتھ ہی اس سلسلے میں محکمانہ انکوائری بھی کی جا رہی ہے۔ تو ان حالات کے پیش نظر حکومت نے اپنے فرائض منصبی میں قطعی طور پر کوتاہی نہیں کی اور اپنے فرائض منصبی بطریق احسن انجام دیئے ہیں۔ ان واقعات کے پیش نظر میں توقع کروں گا کہ میرے بھائی اپنی تحریک التوائے کار پر زور نہیں دیں گے اور ساتھ ہی میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ اس واقعہ کی حکومت نے انکوائری بھی کرائی ہے بلکہ اس سلسلہ میں وہ ہماری مدد کرنا چاہیں تو میں ان کا شکریہ ادا کروں گا۔ اگر ان کے پاس حقائق اور اعداد و شمار ہیں جن سے یہ ثبوت فراہم کر سکیں کہ واقعی دانستہ طور پر کوتاہی کی گئی ہے بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں جو اپنے کنٹرول سے باہر ہوتی ہیں۔ حکومت ان کی تجاویز یا اس انکوائری میں شامل ہونے کو بھی خوش آمدید کہے گی۔ شکریہ!

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: جناب والا! میں گزارش کروں گا کہ اگر ان زمینداروں کا نقصان پورا کر دیا گیا ہے تو میں وزیر صاحب کی یقین دہانی پر اس تحریک پر زور نہیں دوں گا لیکن کم از کم اتنا ضرور ہونا چاہئے کہ محکمہ سے انکوائری کروا لیں کہ اس شگاف کا ذمہ دار کون تھا اور یہ شگاف کیوں پڑا۔ اس واقعہ سے کسی کو تو نقصان یقیناً ہوا ہے۔ اس کی انکوائری کروا لیں اور اگر عوام کے نقصان کی تلافی کی گئی ہے تو میں اس تحریک پر زور نہیں دیتا۔ میں اپنی تحریک واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: ملک صاحب، وزیر قانون کی یقین دہانی پر اپنی تحریک التوائے کار پر زور نہیں دیتے۔

انارکلی بازار لاہور میں الیکٹریشن پر پولیس تشدد

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت لاہور مورخہ 22 مارچ 1991ء کی اشاعت میں یہ خبر چھپی ہے کہ پولیس ایمرجنسی اسکواڈ نے غریب الیکٹریشن کو پیٹ ڈالا۔ انارکلی بازار لاہور میں سڑک کو مصروف رکھنے کا الزام اور غریب آدمی کو پیٹنے کے بعد اسے اغوا کرنے کی کوشش کی گئی قانون کے محافظ جیپ نمبر ایل ایچ او 3605 میں آئے اور ایک بے گناہ شخص محمد عباس کو اس کے چار بچوں کو کئی دیگر خریداروں کی موجودگی میں پکڑ لیا اور مار پیٹ کرنی شروع کر دی۔ ایک پولیس والے نے جس کا نام حوالدار رشید تھا الیکٹریشن کا سامان جیپ میں ڈال لیا اور عباس کو زبردستی جیپ میں ڈالنے کی کوشش کی۔ موقع پر موجود لوگوں نے مداخلت کر کے اس غریب آدمی کو پولیس تشدد سے نجات دلائی اور پھر پولیس والے چلے گئے۔ اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی اور اضطراب و غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ مذکورہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا اک تو یہ انفرادی نوعیت کا واقعہ ہے اور پھر تحریک التوائے کے لئے جو Public Importance والی بات ہے وہ اس پر صحیح معنوں میں پوری نہیں اترتی۔ ہمیں جو پولیس کے محکمے سے جواب موصول ہوا ہے اس کے مطابق جناب والا! اصل واقعات یہ ہیں کہ دھنی رام روڈ پر ایک الیکٹریشن نے سڑک کے درمیان اپنی ریڑھی لگائی ہوئی تھی اور لوگوں کو آمد و رفت میں تکلیف ہو رہی تھی۔ پولیس سکواڈ وہاں سے گزر رہی تھی تو وہاں لوگوں نے پولیس والوں کو کہا کہ اس ریڑھی کے سڑک کے درمیان کھڑا ہونے سے معمول کی ٹریفک متاثر ہو رہی ہے آپ مہربانی کر کے اس ریڑھی والے کو یہاں سے ہٹا دیں۔ پولیس والوں نے جب اس ریڑھی والے کو ریڑھی ہٹانے کے لئے کہا تو اس نے پولیس کے ساتھ ضد لگائی اور پھر ان کی آپس میں تلخ کلامی ہوئی اور اس دوران وہاں پر موجود لوگوں نے اس کو سمجھایا اور اس نے اپنی لگائی ہوئی ریڑھی ایک طرف کر لی اور یہ معاملہ رفع دفع ہو گیا اور بات وہیں پر ہی ختم ہو گئی ان حقائق کے پیش نظر میں اپنے بھائی کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ وہ اپنی اس تحریک التوائے کار کو پریس نہ فرمائیں اور میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ کوئی بھی کارروائی' کوئی بھی مسئلہ جو حکومت کے نوٹس میں لایا جائے گا اور

واقعی اگر کسی بھی محکمہ والے نے کوئی زیادتی کی ہو گی تو اس کا ہم سختی سے نوٹس لیں گے۔ شکریہ جناب والا۔

جناب اقبال احمد خان لنگڑیال: جناب والا! میں اتنا عرض کروں گا کہ سڑک پر روزانہ بے شمار ریڑھیاں کھڑی ہوتی ہیں' میں وزیر قانون سے پوچھتا ہوں کہ اس وقت پولیس کہاں ہوتی ہے جبکہ بالکل ہی ٹریفک رکی ہوتی ہے اور وہاں سے ایک ایک گھنٹہ تک بھی گزرا نہیں جا سکتا۔ اگر ہم لاہور سے ساہیوال سفر کریں تو کئی دفعہ دیکھا ہے کہ راستے میں ٹریفک پولیس موجود ہوتی ہے لیکن وہاں پہ ٹریفک رکی ہوئی ہوتی ہے اور اس طرح کئی جگہ ٹرک والے درمیان میں ٹرک کھڑے کر دیتے ہیں وہاں بھی ٹریفک رک جاتی ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ کسی بھی شریف شہری کو وہاں پکڑ لیا جائے۔ اس کو مارا پیٹا جائے اس کا نقصان کیا جائے۔ کیا میں وزیر قانون سے یہ پوچھ سکتا ہوں کہ یہ جو بسوں والے آئے دن ٹریفک کا مسئلہ بنائے رکھتے ہیں۔ پولیس نے ان کے کتنے ڈرائیوروں کو پیٹا' کتنوں کا نقصان پورا کیا اور جناب والا! اگر واقعی اس آدمی نے سڑک کے درمیان اپنی ریڑھی لگائی تھی یا اس نے اپنا الیکٹریشن کا سامان رکھا تھا تو قانون کے مطابق اس کے خلاف کوئی اور کارروائی یعنی پرچہ وغیرہ درج کر سکتے تھے اگر کسی نے Encroachment کی ہے کسی نے کسی قسم کی قانون کی خلاف ورزی کی ہے تو یہ کہاں کا قانون ہے۔ میرے خیال میں یہ تو جنگل کا قانون ہے کہ کسی کو بھی پکڑ لیں جیپ میں ڈال لیں' ماریں پیٹیں اور جو چاہیں کریں اور بعد میں کہہ دیں کہ یہ تو صلح ہو گئی اور ہم نے اس معاملے کو رفع دفع کر دیا۔ تو جناب والا جب ان کے پاس قانون موجود ہے تو اس وقت اس کے خلاف قانونی کارروائی کیوں نہ کی کہ اس کو گرفتار کرتے اور باقاعدہ اس کی رپورٹ درج کرتے اور کہتے کہ جناب اس نے قانون کی خلاف ورزی کی ہے۔ جناب والا! یہ جو قانون کے محافظ ہیں ان سے یہ توقع کی جائے کہ وہ _____ جناب والا! وزیر موصوف ہنس رہے ہیں' میرے خیال میں وزیر موصوف کو بھی صحیح پتہ ہے کہ وہاں پر پولیس والوں نے زیادتی کی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ پولیس والوں کے خلاف بھی کارروائی ہونی چاہئے جو کہ قانون کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ شکریہ جناب۔

جناب سپیکر: بنیادی طور پر جو تحاریک التوائے کار ہیں' ان کا Subject Matter ایسا ہونا چاہئے کہ وہ General Puhlic Importance کے لئے ہو اور اگر ایسا معاملہ جو انفرادی نوعیت کا ہو یا کسی ایک شخص کا معاملہ ہو اس کو تحریک التوائے کار کا Subject Matter اس وقت بنایا جا سکتا ہے جب وہ انتہائی اہمیت کا حامل ہو تو میں یہ کہوں گا کہ جو معزز اراکین اپنی تحاریک التوائے کار لانا چاہتے ہیں

وہ قواعد و ضوابط کا اور روایات کا خیال فرمائیں کہ ان کی تحریک التوائے کار صحیح معنوں میں تحریک التوائے کار بنتی ہو۔ میں ابھی اس معاملے میں کافی Lenient view لے رہا ہوں کیونکہ ابھی ہمارے معزز اراکین نئے نئے آئے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ ان کی حوصلہ افزائی ہو اور جیسی بھی وہ تحریک التوائے کار یا تحریک استحقاق لائے ہیں ان کو Entertain کیا جائے لیکن بعد ازاں یہ سلسلہ ہمیں ایسا کرنا پڑے گا کہ تحاریک التوائے کار جو قواعد کے مطابق نہیں ہوں گی جو کسی اہمیت کی حامل نہیں ہوں گی ان کو چیمبر میں ہی Kill کرنا ہو گا اور ان کو یہاں اسمبلی میں پڑھنے کی اجازت نہیں دی جائے گی یہ صرف آپ کی اطلاع کے لئے اور آپ کو Inform کرنے کے لئے میں کہہ رہا ہوں کہ تحاریک التوائے کار جو ہیں وہ Public Impaortance کی حامل ہونی چاہئیں۔

ملک صاحب! اس تحریک التواء کے بارے میں وزیر قانون صاحب نے کہا ہے کہ اس بارے میں کوئی زیادتی نہیں ہونے دیں گے میرا خیال ہے کہ اس تحریک التوا کے بارے میں ان کی یہ یقین دہانی کافی ہے۔ کیونکہ جو تحریک التوائے کار ہے' اس کا مقصد یہ ہے کہ وہ عوام کے نوٹس میں بھی آ جائے اور گورنمنٹ کے نوٹس میں آ جائے اور گورنمنٹ کے نوٹس میں آنے کے بعد اس کی اگر بہت ہی زیادہ اہمیت ہے جس میں ساری اسمبلی کے ممبران محسوس کریں کہ یہ واقعی بڑی اہمیت کی حامل ہے اور اس پر تفصیلاً" بحث ہونی چاہئے تو پھر اس کو منظور کر کے اس پر گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ بحث ہو جاتی ہے اور وہ بھی بحث کی حد تک تاکہ وہ پوری طرح High Light ہو جائے۔ پبلک کو بھی اور گورنمنٹ کے متعلقہ کوارٹرز کو بھی اس سے آگاہی ہو جائے اس لئے اس پر ہونا تو یہی کچھ ہے۔ اس پر کسی کو کوئی سزا نہیں ہونی' اس پر کوئی Resolution نہیں ہونا۔ اس لئے ملک صاحب' میرا خیال ہے کہ ان کی یقین دہانی کافی ہے۔ اگلی تحریک التواء سید چراغ اکبر شاہ کی ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے ہیں Lapse کر جائے گی۔ رانا ثناء اللہ خان صاحب کی تحریک التواء نمبر 25 ہے۔

بورڈ آف ریونیو کے عملے کی جعلسازوں سے ملی بھگت کے نتیجے میں 45 کنال اراضی پر واقع عمارت کی مختلف ناموں پر منتقلی

رانا ثناء اللہ خان: میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ امروز لاہور کی مورخہ 21 مارچ 1991ء کی اشاعت میں یہ خبر چھپی ہے کہ بورڈ آف ریونیو نے کروڑوں روپے کی متروکہ اراضی ملی بھگت سے فروخت کر دی ایجرٹن روڈ لاہور پر محکمہ بحالیات کی 45

کنال قیمتی اراضی پر واقع محکمہ بحالیات کی پرانی عمارت محکمہ پی ڈبلیو ڈی کو آج تک حقوق ملکیت نہ دیئے گئے۔ بعد میں بحالیات کا محکمہ ختم کر کے بورڈ آف ریونیو کے سپرد کر دیا گیا جہاں بورڈ کے عملے نے جعلسازوں کے گروپ سے ملی بھگت کر کے 45 کنال اراضی اور عمارت کے حصے بخرے کر کے اپنے مختلف ناموں پر منتقل کرا لیا جو حکومت کی نا اہلی کا واضح ثبوت ہے۔ اس خبر سے صوبہ کے عوام میں بے چینی اور اضطراب غم و غصہ پایا جاتا ہے متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب کچھ فرمائیں گے؟

وزیر قانون: جناب والا! ابھی ہمارے پاس اس کا جواب نہیں آیا۔ اس کو اگلے دن پر ملتوی فرما دیں وزیر مال کی بھی یہی خواہش ہے اور میری بھی یہی گزارش ہے۔

جناب سپیکر: متعلقہ محکمے کی طرف سے جواب موصول نہیں ہوا۔ رانا صاحب' لاء منسٹر صاحب اس کو ملتوی کرنے کے لئے کہہ رہے ہیں۔ آپ اتفاق کرتے ہیں؟

رانا ثناء اللہ خان: ٹھیک ہے سر۔

جناب سپیکر: اس کو اگلے دن Take up کر لیں گے اب رانا اکرام ربانی صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔

انسانی صحت اور زندگی کو درپیش خطرات کا تدارک

رانا اکرام ربانی: میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ Environmental Protection Agency کے ایک حالیہ سروے کے مطابق پنجاب میں ماحول کی آلودگی تشویش ناک حد تک بڑھ گئی ہے اور پنجاب کے شہری' دیہاتی ماحول میں آلودگی کے باعث نہ صرف انسانی بلکہ نباتاتی زندگی بھی غیر محفوظ ہوتی جا رہی ہے۔ پنجاب میں 4300 انڈسٹریل یونٹ تقریباً" 510 ٹن نقصان دہ مادہ روزانہ فضا میں بکھیرتے ہیں۔ اس کے علاوہ 4,50,000 کے قریب گاڑیاں جن میں اکثریت مقدار دھواں چھوڑتی گاڑیوں کی ہے ہوا میں کاربن مونو آکسائڈ جیسی زہریلی گیس ملا رہی ہیں۔ پنجاب میں قریباً" 205 شہر اور قصبے 11,000 ٹن فاسد مادے کا جن میں انسانی اور حیوانی فضلا

بھی شامل ہے روزانہ اضافہ کرتے ہیں۔

4,300 انڈسٹریل یونٹ جن میں ٹیکسٹائل ملز کیمیکل پلانٹ شوگر ملز پیپر ملز۔ لائٹ انجینئرنگ اور کھاد کے کارخانے شامل ہیں صوبہ کے مختلف علاقوں میں پھیلے ہوئے ہیں اور ماحول کی آلودگی میں اضافہ کر کے انسانی صحت اور زندگی کے لئے نقصان کا باعث بن رہے ہیں علاوہ ازیں صرف لاہور میں چھ پمپنگ اسٹیشنوں کے ذریعہ بغیر کسی Scientific Treatment کے روزانہ 250 ملین گیلن گندہ پانی دریائے راوی میں ڈالا جا رہا ہے جس سے یہ دریا ایک بڑے گندے نالے کی حیثیت اختیار کر گیا ہے اور اس میں مچھلیوں کی افزائش نا ممکن ہوتی جا رہی ہے پینے کے مقصد کے لئے پانی کے استعمال کا تو سوال ہی کیا ہے۔ ایک عرصہ پہلے پنجاب کے مشہور نالے جو کالا شاہ کاکو کے قریب شیخوپورہ ضلع میں ہیں۔ سیالکوٹ میں فیصل آباد صنعتی علاقوں کے قریب ہونے کی وجہ سے Oxygen-Less ہو گئے ہیں۔ یہ ایسے مسائل ہیں جو مستقبل میں بہت سنگین صورت اختیار کر سکتے ہیں اس امر کی شدید ضرورت ہے کہ اس صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لئے حکومتی سطح پر کوئی جامع منصوبہ بنایا جائے تاکہ انسانی صحت اور زندگی کو درپیش خطرات سے پنجاب کے عوام کو محفوظ رکھا جا سکے۔ یہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسمبلی کی کارروائی روک کر اس پر بحث کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: چودھری نذیر احمد صاحب اس پر حکومت کا موقف پیش کریں گے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب سپیکر! مجھے اجازت دی جائے کہ اس تحریک کے بارے میں کچھ کوائف میں پڑھ کر پیش کر سکوں۔ اس کے بعد میں اس پر تفصیل سے عرض کروں گا۔

ماحولیاتی آلودگی کے متعلق تحریک میں دیئے گئے اعداد و شمار .E.P.A کے مطابق درست ہیں۔ صرف پنجاب میں گاڑیوں کی تعداد .E.P.A کے ریکارڈ کے مطابق 8,62,000 ہے جو بیورو آف سٹیٹسٹکس گورنمنٹ آف پنجاب اور محکمہ ایکسائز و ٹیکسیشن سے حاصل شدہ اعداد کے مطابق ہے۔ تحریک میں ماحول کی آلودگی' گاڑیوں کے دھوئیں' دریائے راوی' نالہ ڈیک اور لاہور شہر کے بغیر صاف کئے گندے پانی کے اخراج کے بارے میں ظاہر کی گئی تشویش بھی .E.P.A کے سروے کے مطابق درست ہے۔

جہاں تک ماحولیاتی آلودگی پیدا کرنے والے عناصر کی روک تھام اور ان کے خلاف انضباطی کارروائی کرنے کا تعلق ہے اس کے لئے Pakistan Environmental Ordinance 1983 میں مختلف تعزیرات موجود ہیں۔ مگر ابھی تک آرڈیننس کو لاگو کرنے کے لئے قواعد و ضوابط کی منظوری اور

ان کی E.P.A. پنجاب کو منتقلی Pakistan Environmental Counsel کے ذریعہ ہونا باقی ہے۔ جس کے بعد ہی E.P.A. پنجاب فعال بن سکے گی اس کے علاوہ مختلف اقسام کی آلودگیوں کے بارے میں معیار کی حتمی منظوری بھی مذکورہ بالا کونسل دے گی جن کے مطابق مقررہ حد سے زیادہ آلودگی کا موجب بننے والے عناصر کے خلاف کارروائی ممکن ہو گی۔

فی الحال E.P.A. پنجاب صوبہ بھر میں ماحولیاتی آلودگی کے اعداد و شمار جمع کر رہا ہے تاکہ ان کی بنیاد پر صوبہ بھر میں کل آلودگی کا تخمینہ لگایا جا سکے۔ مختلف آلودگی کے ذرائع کی نشان دہی کی جا سکے اور اس بنیاد پر ماحولیاتی آلودگی پر قابو پانے کے لئے آئندہ منصوبہ بندی کی جا سکے۔

اس کے علاوہ E.P.A. پنجاب و دیگر صوبائی ادارے جن میں پنجاب ٹریفک پولیس' بلدیاتی ادارے اور مختلف شہری ترقیاتی ادارے شامل ہیں۔ آلودگی کے بارے میں موجودہ قوانین کے ذریعے کارروائی میں مصروف ہیں۔ اس سلسلے میں صوبہ بھر میں ٹریفک پولیس سے مل کر دھوئیں اور شور سے ماحولیاتی آلودگی پیدا کرنے والی گاڑیوں کے چالان کئے جا رہے ہیں۔ اپریل 1991ء تک صوبہ بھر میں تقریباً 9500 اور صرف لاہور میں 5000 گاڑیوں کے چالان آلودگی کی بنا پر کئے جا چکے ہیں۔

E.P.A. پنجاب عوام الناس میں ماحولیاتی آلودگی کے اسباب' ذرائع' خطرات اور ان کے تدارک کے لئے بیداری اور شعور کے سلسلے میں ایک دو سالہ سکیم پر کام کر رہی ہے جس میں اخبارات' رسائل' ریڈیو' ٹیلی ویژن اور Out Door Publicity سیمینار اور E.P.A. شامل ہیں۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ جب جناب سپیکر مسند پر موجود ہوں اور ایک معزز رکن اور خصوصی طور پر معزز وزیر بول رہے ہوں تو کیا کسی معزز رکن کا ایک' دو' تین مرتبہ درمیان میں سے گزرنا درست ہے؟

جناب سپیکر: سیٹھی صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر صحیح ہے کہ جب ایک معزز رکن یا کوئی وزیر یا کوئی پارلیمانی سیکرٹری بات کر رہے ہوں تو ان کے اور سپیکر کے درمیان میں سے کسی رکن کا ایک دفعہ بھی گزرنا نامناسب ہے اور ناواجب ہے۔ جی چودھری صاحب۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: اس کے علاوہ مختلف بیرونی امداد دینے والے اداروں مثلاً:

Word Bank, Asian Development Bank, W.H.O and E.E.C

وغیرہ سے رابطے کئے جاتے ہیں اور ان کی مالی معاونت سے مختلف پروجیکٹ بھی زیر غور ہیں جن پر عملدرآمد سے ماحولیات آلودگی پر قابو پانے میں کافی حد تک کامیابی ہو گی اور ترقی یافتہ ممالک سے اس

سلسلے میں ماحولیاتی سائنس کے بارے میں معلومات کی E.P.A. کو منتقلی ہو گی جس سے ادارہ مزید فعال ہو گا۔

جناب والا۔ اس کے بعد میں عرض کروں گا کہ جب سے میں نے اس وزارت کا قلمدان سنبھالا ہے تو میں نے پہلی Briefing میں آفیسر صاحبان سے میٹنگ کی۔ اس کے بعد میں نے اس ادارے کو مختلف ہدایات دیں اور میری ہدایات کے مطابق یہ ادارہ ٹریفک پولیس' میونسپل کارپوریشن اور دوسرے اداروں کے ساتھ مل کر ماحول کو آلودہ کرنے والے مثلاً" دھواں چھوڑنے والی گاڑیاں' آواز چھوڑنے والی گاڑیاں اور ماحولیاتی آلودگی میں دوسرے عناصر جو بھی شامل ہوتے ہیں ان کے چالان کرے۔ اس سلسلے میں سیمینار منعقد کرے۔ لوگوں کو Educate کرے اور Educate کرنے کے بعد پھر بھی اگر کوئی آدمی باز نہیں آتا تو ان کے چالان کئے جائیں۔ میں اس سلسلے میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان میں یہ بات کرنا چاہوں گا کہ جب میں نے پہلے ان دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں اور شور چھوڑنے والی گاڑیوں کے چالان شروع کروائے اور ہمارا عملہ مسجد شہداء والے چوک میں کھڑا ٹریفک پولیس اور مجسٹریٹ صاحب کے ساتھ مل کر چالان کر رہا تھا تو میرے ایک انسپکٹر نے آکر مجھے یہ بتایا کہ جہاں ہم چالان کر رہے تھے وہاں ان لوگوں کو تو پتا ہی نہیں تھا کہ یہ کون ہیں ایک رکشہ ڈرائیور نے علیحدہ کھڑے ہو کر یہ کہا کہ جی ٹریفک پولیس کا بھی سنا تھا اور مجسٹریٹوں کا بھی سنا تھا لیکن یہ پتا نہیں کون سے کنجر آگئے ہیں جو ہمارے چالان کر رہے ہیں۔ بہرحال ایسی باتیں بھی ہمیں سننا پڑتی ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ جونہی Delegation of Powers کا مسئلہ طے پا گیا تو یقیناً" E.P.A. پنجاب بڑی خوش اسلوبی سے ماحول کی آلودگی سے پاک رکھنے میں پانی کو آلودگی سے پاک رکھنے میں اور آلودگی کے مختلف ذرائع کو ختم کرنے میں انشاء اللہ کامیاب ہو گا۔

جناب شوکت داؤد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی شوکت داؤد صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

جناب شوکت داؤد: جناب والا! ابھی میرے معزز دوست تقریر کر رہے تھے تو انہوں نے ایک لفظ بولا ہے یا میرے خیال میں مجھے غلط فہمی ہوئی ہے تو اگر کوئی ایسا لفظ ہے تو مہربانی کر کے اسے حذف کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی کیا فرمایا ہے؟

جناب شوکت داؤد: جناب والا۔ ان کو پتا ہے۔

جناب وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا! میں نے ایک وقوعہ سنایا ہے جو ہمارے محکمے کے ساتھ ہوا ہے کہ جب میں اس وزارت کا قلمدان سنبھالا تو میں نے اپنے اس محکمے کو ہدایت دی کہ ہمارے پاس اختیارات Delegation of Powers نہیں ہوئی اس کے باوجود آپ ٹریفک پولیس کے ساتھ مل کر' بلدیاتی اداروں کے ساتھ مل کر ان دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں _____

جناب سپیکر: وہ کونسا لفظ ہے جس کے متعلق معزز رکن نے Point out کیا ہے؟

ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا! وہ لفظ میں عرض کرتا ہوں۔ میں نے اپنے محکمے کو ہدایت دی کہ آپ ٹریفک پولیس اور بلدیاتی اداروں کے ساتھ مل کر ان دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کے چالان شروع کریں۔ تو چوک مسجد شہداء میں ہمارا عملہ مجسٹریٹ اور ٹریفک پولیس والے اسی سلسلہ میں چالان کر رہے تھے۔ وہاں ایک رکشہ ڈرائیور نے ایک طرف کھڑے ہو کر کہا کہ ٹریفک پولیس کا بھی ہمیں پتا ہے کہ وہ چالان کرتی ہے اور یہ مجسٹریٹ صاحبان کا بھی پتا ہے لیکن یہ محکمہ پتا نہیں کونسا ہے۔ پتا نہیں "کنجر" کہاں سے آگئے ہیں۔ تو اس نے یہ لفظ استعمال کیا کہ یہ وہ کون ہیں جو ہمارے چالان کرتے ہیں۔ تو بہرحال ایسی باتیں ہوتی رہتی ہیں چونکہ ابھی یہ نیا نیا ادارہ ہے نئی ایجنسی ہے ہمیں سننا پڑے گا جب Delegation of Powers مستقل طور پر وفاقی حکومت سے صوبائی حکومت کو آگئیں تو پھر انشاء اللہ ہم یہ ماحولیاتی آلودگی دور کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ شوکت صاحب نے جس لفظ کی طرف اشارہ کیا ہے اسے آپ حذف کرنا چاہیں تو بے شک کر دیں لیکن یہ وقوعہ حقیقت میں ہوا تھا۔

جناب رانا اکرام ربانی: محترم وزیر کی اس بات کے بعد میں اپنی تحریک پر زور نہیں دیتا۔ مجھے خوشی ہے کہ حکومت پہلے ہی اس اہم چیز کا نوٹس لے رہی ہے۔ میں تھوڑی سی وضاحت اس سلسلے میں کرنا چاہتا ہوں کہ جو International Donar Agencies ہوتی ہیں اس سلسلے میں تھوڑی سی مزید استدعا کروں گا اگر Required Results گورنمنٹ یا سٹیٹ دینے میں کامیاب نہ ہو تو وہ Donations بند کر دی جاتی ہیں۔ مجھے علم نہیں تھا کہ آج ہم پر حکومت کی طرف سے مہربانی ہو جائے گی اپنے اکیس بائیس Motions کو Kill کرنے کے بعد - جناب سپیکر! Aids کے بعد اموات کی دوسری بڑی وجہ یہ ماحولیاتی آلودگی ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ حکومت اس سلسلے میں نوٹس لے رہی ہے میں چاہتا ہوں کہ اس مسئلے پر سنجیدگی سے مزید غور کیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ اس کو پریس نہیں کرتے ہیں۔

جناب رانا اکرام ربانی: جی میں پریس نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: تحاریک التوا کا وقت ختم ہوتا ہے۔

میاں منظور احمد موھل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میاں منظور احمد موھل صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

میاں منظور احمد موھل: جناب والا! جیسا کہ آپ کو بھی معلوم ہے کہ ہمارے صوبہ سرحد میں نوشہرہ میں جو واقعہ ہوا تھا اس واقعہ کی وجہ سے ہمارے وزیراعظم نے بھی یہاں پر اور چیچہ وطنی میں مسلم لیگ کا ایک Function تھا اس کو ملتوی کر دیا تھا لیکن جناب والا! میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ صوبہ پنجاب کی پولیس 5 تاریخ کو قائداعظم پولیس میڈل کا ایک Function پولیس لائن میں کر رہی ہے۔ ابھی ایک ہفتہ بھی اس واقعہ اور سانحہ کو نہیں ہوا تو میرے خیال میں ہمارے صوبے میں ایسی کوئی بات یا تقریر نہیں ہونا چاہئے جس سے ہمارے ان بھائیوں کی دل آزاری ہو یا وہ یہ محسوس کریں کہ ہمارے ہاں تو ایک ایسی آفت نازل ہوئی ہے اور ہمارے بھائی وہاں پر اس طرح سے بڑی شان و شوکت سے بینڈ باجوں سے یہ تقریب منا رہے ہیں۔ میری یہ رائے ہے کہ ہمارا یہ ادارہ صوبہ پنجاب کا منتخب ادارہ ہے ایسی بات کا نوٹس لینے میں ہم حق بجانب ہوں گے کیونکہ یہ ادارہ حکومت کا ایک ادارہ ہے اور پولیس ہمارے ماتحت ہے اس لئے آپ اس ادارے کی وساطت سے ان کو ہدایات دے سکتے ہیں کہ ایسے موقع پر ایسی تقریب نہیں ہونا چاہئے۔ اس کو ذرا اور بعد میں کیا جا سکتا ہے۔ یہ میری رائے ہے۔

حاجی محمد افضل چن: جناب والا! میاں منظور احمد موھل صاحب کا مدعا درست ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری: جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتا ہوں جناب منظور موھل صاحب جو فرما رہے ہیں کہ بڑا کھانا 5 تاریخ کو دیا جا رہا ہے وہ ایسی بات نہیں ہے یہ کرائمز کنٹرول کمیٹی کی ایک میٹنگ ہے اور اس سلسلے میں یہ اہتمام کیا جا رہا ہے یہ کوئی کھانا نہیں ہے بلکہ کرائمز کنٹرول کمیٹی کی ایک میٹنگ ہے۔

جناب سپیکر: میاں منظور احمد موھل صاحب کی رائے گورنمنٹ تک اور متعلقہ اداروں تک پہنچ

گئی ہے تو وہ اس پر مناسب نوٹس لیں گے۔

میرے پاس ہمارے ایم پی اے خالد جاوید ورک صاحب کی گرفتاری کے بارے میں جو اطلاع موصول ہوئی ہے سیکرٹری اسمبلی ایوان میں وہ اطلاع پڑھ دیں۔

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ ایس ایس پی لاہور نے ہمیں اطلاع دی ہے۔

"It is humbly brought to your kind notice that Mr. Javaid Virk, MPA, has been arrested in case FIR No. 205/91, dated 8th May, 1991 under sections 365, 506, 427, 148, 149, and 380, dated 14th June, 1979 and 17th June, 1979 under Islamic Laws, Police Station Iqbal Town, Lahore."

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! رول نمبر 64 میں یہ دیا گیا ہے کہ جب کوئی معزز رکن اسمبلی گرفتار ہو تو اس کی فوری طور پر اطلاع دینی چاہئے۔ تو جناب والا میرے خیال کے مطابق جب آپ یہاں تشریف فرما ہوئے تو اسے اس وقت پڑھ کر سنا دینا چاہئے تھا مگر اب جب ہمارے فاضل ممبر نے ان کی گرفتاری کا یہاں ذکر کیا تو میرے خیال کے مطابق محکمہ پولیس نے اس وقت یہ رپورٹ لکھ کر بھیجی ہے۔ اگر یہ پہلے آئی ہوتی تو آپ یقیناً" اسے یہاں پڑھ کر سناتے۔

جناب سپیکر: نہیں! یہ اطلاع مجھے پہلے آچکی تھی اور میں نے اس وقت بتا دیا تھا کہ مجھے اطلاع موصول ہو چکی ہے کیونکہ قواعد کے مطابق کسی معزز رکن کی گرفتاری کے بارے میں چوبیس گھنٹے کے اندر سپیکر کو مطلع کرنا ہوتا ہے اور قواعد کے مطابق جس وقت ایسی کوئی اطلاع موصول ہوتی ہے تو اگر اس وقت اجلاس ہو رہا ہو اس اطلاع کو باقاعدہ ایوان میں پڑھ دیا جاتا ہے اور اگر اسمبلی سیشن میں نہ ہو تو وہی اطلاع تمام ممبران تک Circulate کر دی جاتی ہے۔

پچھلے دنوں اس اجلاس سے قبل اسمبلی کے حالیہ بجٹ اجلاس میں معزز ممبران کے تحفظ اور اس پروقار ادارے کے تحفظ کے لئے اسمبلی سیکرٹریٹ نے اسمبلی کی حدود میں سکیورٹی کو سخت کرنے کے لئے کچھ پابندیاں نافذ کی ہیں اور میں معزز اراکین اسمبلی کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ سب نے سکیورٹی کے ملازمین کے ساتھ حد درجہ تعاون کیا اور میں آپکے اس تعاون کے لئے اور آپ کی اس مہربانی کے لئے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اس میں ایک چیز اور ہے کہ ہمیں نے ایک فیصلہ کیا تھا جس میں وزیراعلیٰ صاحب بھی موجود تھے اور وزراء صاحبان بھی موجود تھے کہ اسمبلی کے سامنے کسی کی بھی گاڑی کھڑی نہیں ہو گی خواہ وہ منسٹر ہی کی کیوں نہ ہو۔ اس لئے کہ اگر وزراء کی گاڑیاں یہاں کھڑی

نہیں ہوں گی تو ممبران کی بھی گاڑیاں یہاں کھڑی نہیں ہوں گی۔ تو میں خوش ہوں کہ جملہ وزراء کرام نے اس پر عملدرآمد کیا ہے اور ان کی گاڑیاں اسمبلی کے سامنے کھڑی نہیں ہوتی ہیں۔ امید ہے کہ معزز ممبران جس جذبے کے ساتھ اس پر عمل کر رہے ہیں باقی ممبران بھی اسی طریقے سے اس پر عملدرآمد کریں گے کیونکہ یہ آپ کے اپنے مفاد میں ہے آپ کے ادارے کے مفاد میں ہے اور یہ آپ کے تحفظ کے لئے ہے۔

ایک بات میں اور عرض کرتا ہوں کہ اس اسمبلی کی لابی میں صرف معزز اراکین اسمبلی کا آنا جانا ہے اور اس میں صرف ایم پی اے ہی شامل ہیں کوئی اور شخص خواہ وہ کتنی ہی اہمیت کا حامل ہی کیوں نہ ہو وہ اسمبلی کی لابی میں نہیں آسکتا۔ ہمارے لئے وہ جتنا بھی معزز ہو مگر قواعد کا لحاظ لازم ہے۔ اس اسمبلی کی لابی میں صرف معزز اراکین اسمبلی ہی آسکتے ہیں۔

الحاج رانا پھول محمد خان: تو کیا جناب والا ایم۔ این۔ اے صاحبان بھی نہیں آسکتے۔

جناب سپیکر: جی وفاقی وزیر آسکتا ہے' نہ کوئی ایم۔ این۔ اے آسکتا ہے نہ کوئی فیڈرل منسٹر آسکتا ہے کوئی بھی ماسوائے ممبران صوبائی اسمبلی پنجاب کے نہیں آسکتا۔ یہ صرف ممبران پنجاب اسمبلی کی لابی کی بات ہے۔

حاجی محمد افضل چن: جناب وزیراعلیٰ پہلے موجود نہیں تھے اب وہ آچکے ہیں۔ میرے معزز بھائی میاں منظور احمد موحل نے ایک بات کی تھی اور جس پر کوریجہ صاحب نے یہ فرمایا کہ جی وہ ایک پارٹی میٹنگ ہو رہی ہے۔ جناب! میں عرض کرتا ہوں کہ وہ میٹنگ نہیں ہے وہ باضابطہ تقریبات ہو رہی ہیں جناب جو نوشہرہ کا واقعہ ہوا ہے ہم اس بارے میں کل فاتحہ خوانی کر رہے تھے تو جناب والا! میری استدعا ہے کہ پانچ تاریخ کو کسی قسم کی کوئی تقریب نہیں ہونی چاہئے اور میرے بھائی معزز اراکین اسمبلی سب یہی چاہتے ہیں کہ جناب کل تو ہم نوشہرہ کے بارے میں فاتحہ خوانی کر رہے تھے تو اب دو دن کے بعد یہ تقریبات ہمیں نہیں کرنی چاہئیں۔ لہٰذا جناب ان پر پابندی عائد کر دینی چاہئے۔ یہ جناب والا قطعاً" کوئی میٹنگ نہیں ہے وہ تقریبات ہو رہی ہیں تو براہ مہربانی اس میں پانچ دن کا یا دس دن کی تاخیر کر لیں۔

ضمنی میزانیہ بابت 1991ء-1990ء

(مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری)

جناب سپیکر: جی شکریہ۔ حاجی صاحب! پہلے بھی میاں منظور احمد موحل نے تجویز کی صورت میں اپنی بات اس معزز ایوان میں پیش کی ہے اور یہ حکومت کے متعلقہ اداروں تک یقیناً" پہنچ گئی ہے اب وزیراعلیٰ بالنفس نفیس اس ایوان میں تشریف رکھتے ہیں آپ کی تجویز اور آپ کی رائے ان تک بھی پہنچ گئی ہے۔

اب ہم ضمنی بجٹ کے مطالبات زر کو Take up کرتے ہیں۔ اس میں کل 37 مطالبات زر ہیں اور ان کی آٹھ ڈیمانڈز پر Cut Motions آئی ہیں تو اس میں یہ طریقہ کار ہوتا ہے کہ اگر زیادہ Cut Motions ہوں تو اس میں حکومت اور حزب اختلاف کو بٹھا کر یہ فیصلہ کر لیا جاتا ہے کہ کون کونسی Cut Motions کو وہ Take up کرنا چاہتے ہیں لیکن چونکہ کل 37 ڈیمانڈز ہیں اور ان پر کل آٹھ Cut Motions ہیں اس لئے ہم پہلے Cut Motions کو Take up کرتے ہیں۔ جتنی بھی Cut Motions ہوتی ہیں ہم پہلے ان کو Dispose of کرتے ہیں اس کے بعد باقی ڈیمانڈز کو Dispose of کرتے ہیں۔ تو پہلی Cut Motion ضمنی مطالبہ زر کی ڈیمانڈ نمبر 2 پر ہے۔ وزیر خزانہ صاحب' آپ ڈیمانڈ نمبر 2 کو پیش کریں گے۔

وزیر خزانہ: جناب سپیکر۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ:-

> "ایک ضمنی رقم جو 3 کروڑ 63 لاکھ 57 ہزار 5 سو دس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد مالیہ اراضی برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:-

> "ایک ضمنی رقم جو 3 کروڑ 63 لاکھ 57 ہزار 5 سو دس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد مالیہ اراضی برداشت کرنے پڑیں گے۔"

RANA SANAULLAH KHAN: I oppose it.

جناب سپیکر: جی! رانا ثناء اللہ خان اس کو Oppose کرتے ہیں۔
مطالبہ زر نمبر 2 میں تخفیف کی ایک تحریک ہے۔

میاں منظور احمد موھل: جناب والا! یہ جو Cut Motions ہیں یہ تمام کی تمام Token Cut ہیں۔ جناب والا! رول 116 (سی) Cut Motions کے متعلق ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ ایک سو روپے کم کر دیئے جائیں یعنی انہوں نے Disapproval of policy out کوئی نہیں دی ہے۔ پہلے میں یہ رول پڑھ دیتا ہوں تاکہ ان کو علم ہو جائے کہ ان کو کیا کرنا چاہئے تھا۔

116 (C) "That the amount of the demand be reduced by Rs. 100 in order to ventilate a specific grievance which is within the sphere of the responsibility of the Government. Such a motion shall be known as "Token Cut" and the discussion thereon shall be confined to the particular grievance specified in the motion.

اب انہوں نے جناب والا کوئی Particular Grievance Specify نہیں کیا بلکہ جنرل ٹرم استعمال کی ہے یعنی وہ کہتے ہیں کہ مسئلہ زیر بحث لانا مقصود ہے۔ حکومت کی ناکامی کو زیر بحث لایا جائے۔ تو جناب والا حکومت کی ناکامی ایک جنرل ٹرم ہے یہ کوئی Specific بات نہیں ہے آگے کہتے ہیں کہ "نیز اخراجات کے صرف سرمایہ کو بہتر بنایا جائے" تو جناب والا! یہ بھی ایک جنرل ٹرم ہے کہ اس کو بہتر بنایا جائے۔ تو جناب والا انہوں نے کوئی ایسی Specific بات نہیں کی ہے کہ یہ ہمارا Grievance ہے اور اس پر ہم بولنا چاہتے ہیں اگر اب یہ بولنا بھی چاہیں گے تو وہ اس رول کے مطابق بول نہیں سکتے کیونکہ انہیں پہلے Specific Reason کا ذکر کرنا ہے پھر کسی چیز کو زیر بحث لانا ہے ورنہ یہ جناب والا! بات نہیں ہو سکتی۔

جناب شوکت داؤد: پوائنٹ آف آرڈر ____

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ میاں منظور احمد موھل صاحب نے جو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی ہے کہ یہ رول 116 (سی) جو ہے اس میں یہ واضح ہے کہ

116 (C) That the amount of the demand be reduced by Rupees one hundred in order to ventilate a specific grievance, which is within the sphere of the responsibility of the Government. Such a motion shall be known as token cut and discussion thereon shall be confined to the particular grievance specified in the motion.

تو آپ نے یہ Token cut کی جو تحریک دی ہے کہ ___

"3 کروڑ 63 لاکھ 57 ہزار 5 سو دس روپے کی کل رقم بسلسلہ مد نمبر 2 مالیہ اراضی میں

ایک سو روپے کی کمی کر دی جائے"

تو آپ اس سلسلے میں 100 روپے کی کمی کرنے کی Cut Motions لائے ہیں۔ یہ رول 116 (سی) کے ضمن میں آئے گی۔ as a token cut کے ضمن میں آئے گی اور اس میں ___

You will have to be specific and the discussion thereon shall be confined to the particular grievence specified in the motion.

یہ بات میاں منظور احمد موحل صاحب کی بالکل درست ہے۔ ان کا پوائنٹ آف آرڈر Valid ہے اور انہوں نے صحیح بات کی نشاندہی کی ہے لیکن چونکہ اسمبلی نئی ہے۔ ہم نے معاملات کو چلانا ہے اور احسن طریقے سے چلانا ہے۔ اپنے ممبرز کو Educate بھی کرنا ہے اور ان کو ایوان کی کارروائی میں بھرپور انداز میں حصہ لینے کی سہولتیں بھی مہیا کرنی ہیں اس لئے میں اس بات کے باوجود کہ اس میں تھوڑی سی ٹیکنیکل غلطی ہے اس کو Improve کرنا چاہئے تھا میں ان کو اجازت دیتا ہوں کہ وہ اپنی تخفیف زر کی تحریک پیش کریں۔

چودھری سکندر حیات ملہی: پوائنٹ آف آرڈر _____

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر جناب سکندر حیات ملہی صاحب!

چودھری سکندر حیات ملہی: جناب سپیکر رول 116 (سی) میں آخری جو فقرہ ہے اس میں لکھا ہوا ہے کہ :۔

Such a motion shall be known as token cut and the discussion thereon...

Cut Motion پر Interpretation یہاں نہیں ہوئی۔ یہاں پر یہ بات ہوئی ہے کہ :۔

and the discussion thereon shall be confined to a particular grievance

ہم جو ڈسکشن کریں گے یہ ممبرز پر Rectriction ہے کہ وہ جو Token cut ہے اس بارے میں جتنی بھی بحث ہو گی وہ Confined ہو گی۔

to particular grievance specified in the motion

تو جناب سپیکر جو منظور موحل صاحب نے بات کی ہے وہ اس پر لاگو نہیں ہوتی وہ Irrelevant ہے تو جناب والا میری درخواست ہے کہ آپ اس کو Review کریں۔

وزیر قانون: آگے Specific on the Moion بھی لکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: اس بارے میں جو میری رولنگ ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ میں نے درست رولنگ دی ہے اور اگر اس بارے میں ملہی صاحب کو کوئی Misunderstanding ہے تو وہ میرے ساتھ اس

بارے میں بات کر لیں۔ اس پر بہت پہلے سے کافی معاملات پیش ہوتے رہے ہیں اور اس پر بات ہوتی رہی ہے تو Interpretation جو میاں منظور احمد موحل صاحب نے کی ہے میں اس کو درست تسلیم کرتا ہوں لیکن میں نے ان کو اجازت دی ہے کہ وہ اپنی Cut Motion کو پیش کریں۔

وزیر امداد باہمی: نکتہ وضاحت۔ جناب سپیکر! جب آپ یہ رولنگ دے دیں کہ فلاں ممبر کا پوائنٹ آف آرڈر درست ہے۔ جناب کے اختیارات بھی اس کتاب تک محدود ہونے کے علاوہ یہ بھی ہیں کہ آپ نے ہاؤس کو چلانا ہے۔ اس پر ہمیں اعتراض نہیں لیکن دو طرز کی رولنگ نہیں آسکتی۔ رولنگ آپ نے فرمائی کہ ان کا پوائنٹ آف آرڈر درست ہے لیکن اس کے باوجود کیا قانون کے خلاف پھر ان کو اجازت دینا بھی درست ہے۔

جناب سپیکر: جی قانون کے خلاف اجازت نہیں ہے۔

رانا پھول محمد خان: تو پھر جناب یہ تو نہیں ہونا چاہئے۔ آپ کی رولنگ ہائی کورٹ کی رولنگ ہے۔ سپریم کورٹ کی رولنگ ہے۔ اس پر آنے والے سپیکروں نے بھی عمل کرنا ہے۔

جناب سپیکر: آپ فکر نہ کریں۔ ٹھیک عمل ہو گا۔

وزیر امداد باہمی: تو اس لئے خلاف قاعدہ کے بعد رولنگ۔ ان کے پوائنٹ آف آرڈر کو درست تسلیم فرمالیں۔ اس کے بعد تو پھر اس میں ترمیم نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر: جی آپ تشریف رکھیں۔ تشریف رکھیں۔

چودھری سکندر حیات ملہی: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں سوال یہ پیدا ہو رہا تھا کہ وہ انگریزی زبان میں لکھی ہوئی ہے اس کے ترجمے کی بات ہے۔ میں تو محض ایک ترجمہ کر کے بتا رہا تھا کہ اس کا صحیح ترجمہ کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی وہ آپ کی بات نہیں کر رہے۔ جی تو آپ اپنی Cut Motion پیش کریں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر ــــــ

جناب سپیکر: جناب اعظم چیمہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ قواعد کی بات ہو اور چیمہ صاحب اس پر بات نہ کریں تو یہ تو کوئی بات نہیں ہے۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: جناب والا! ایک اعتراض ہوا ہے اور جناب والا نے اس پر رولنگ صادر

فرمائی اور آج جناب والا نے اس پر Relaxation کا بھی حکم صادر فرمایا۔ پچھلے اجلاس میں بھی شاید آپ کو یاد ہو اس بات پر میں نے اعتراض کیا تھا کہ واقعی کچھ دوست نئے آئے ہیں اور اس وقت بھی جناب والا نے یہی Relaxation فرمائی تھی کہ واقعی اعتراض درست ہے۔ Cut Motion اصولی طور پر پیش نہیں ہو سکتی۔ اس بات پر جناب والا نے پچھلے اجلاس میں حتمی طور پر یہ فرمایا تھا کہ آئندہ یہ رعایت نہیں دی جائے گی۔ یہ قواعد بنائے ہی اس لئے گئے ہیں کہ ہمیں قواعد و ضوابط کی حدود میں رہتے ہوئے سب معاملات کو چلانا ہے اس میں تقریریں ہوں گی تو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ وہ Walk out بھی انشاء اللہ آج نہیں کریں گے بلکہ آئندہ یہ احساس ہو گا کہ وہ کوئی بھی Cut Motion قواعد کے دائرے میں رہتے ہوئے دیں گے اس خدشے کی بناء پر کہ جناب والا آئندہ انہیں آپ اپنے چیمبر میں Kill نہ کر دیں تو وہ محتاط ہوں گے اگر آج بھی Relexation آپ نے اس طرح جاری فرمائی تو آئندہ یہ لچک ذہن میں رہے گی کہ ہمیں کس غلط کی بناء پر دانستہ ہو یا غیر دانستہ Relexation تو مل جاتی ہے تو میری آپ سے یہ استدعا ہو گی کہ خاص طور پر اسمبلی کے معاملے میں قواعد میں Relexation سے جناب والا پرہیز فرمائیں تو انشاء اللہ اس کے نتائج اور بہتر ہوں گے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ اس میں' میں چیمہ صاحب سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ جب ایک مسئلے پر سپیکر کی رولنگ آ جائے تو کیا اس کے بعد اس کو زیر بحث لایا جا سکتا ہے۔

آوازیں: ----- نہیں۔ نہیں!

جناب سپیکر: تو اس پر رولنگ آ گئی ہے۔ ایک فیصلہ ہو گیا ہے۔ میں Cut Motion کو پیش کرنے کی اجازت دے چکا ہوں۔ جی پلیز پیش کریں۔

راجہ خلیق اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر: آپ اس کو پھر زیر بحث لانا چاہتے ہیں۔

راجہ خلیق اللہ خان: معمولی سا نکتہ ہے میں اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب اب اس پر فیصلہ ہو چکا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر رولنگ آ جانے کے بعد اگر چیمہ صاحب بات نہ کرتے تو پھر مجھے بھی یہ بات نہ کرنی پڑتی۔

جناب سپیکر: آپ اس مسئلے پر بات کرنے کی بجائے اپنی تحریک پیش کریں۔

(مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری)

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ ان کا عجیب انداز ہے۔ ایک رولنگ آپ نے ان کے حق میں دے دی اس کے بعد آپ نے ایک رولنگ ہمارے حق میں دے دی اور وہ یہ کہہ رہے ہیں جو رولنگ ہمارے حق میں دی ہے اسے بدل دیں اور جو ان کے حق میں ہے اسے برقرار رہنے دیا جائے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب آپ اپنی تحریک پیش کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ:-

"3 کروڑ 63 لاکھ 57 ہزار 5 سو دس روپے کی کل رقم بسلسلہ مد نمبر 2 مالیہ اراضی میں ایک سو روپے کی کمی کر دی جائے"

مسئلہ جسے زیر بحث لانا مقصود ہے۔ حکومت کی ناکامی کو زیر بحث لایا جائے نیز اخراجات کے صرف سرمایہ کو بہتر بنایا جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:-

"3 کروڑ 63 لاکھ 57 ہزار 5 سو دس روپے کی کل رقم بسلسلہ مد نمبر 2 مالیہ اراضی میں ایک سو روپے کی کمی کر دی جائے"

اس تحریک کے مندرجہ ذیل محرکین ہیں:

(1) رانا اکرام ربانی صاحب۔ سید چراغ اکبر شاہ۔ رانا ثناء اللہ خان۔ خانزادہ ضرغام خان خاکوانی۔ جناب علی حسن رضا قاضی۔ ملک اقبال احمد خان لنگڑیال اور جناب غلام سرور خان اس پر رانا اکرام ربانی صاحب بات کریں گے یا کوئی اور بات کریں گے؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ اتنی بڑی رقم جو ساڑھے تین کروڑ روپے کے لگ بھگ ہے۔ اسے جناب اس انداز میں خرچ کیا گیا ہے جیسے یہ مفت کا روپیہ یا مفت کا مال حکومت کے ہاتھ لگا ہے اور حکومت نے جس طرح سے چاہا اس کا مصرف کیا۔ بیورو کریسی یا محکموں کے جو افسران ہیں ان کے لئے اس قسم کی Item میں یہ پیسہ خرچ کیا گیا ہے جو واضح طور پر خورد برد ہے۔

جناب سہیل ضیاء بٹ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب والا! انہوں نے مفت کے مال کی بات کی ہے شاید یہ بھول گئے ہیں کہ مفت کا مال بیس ماہ لگا اور آج تک پیپلز پروگرام کا حساب نہیں دے سکے۔ جناب والا! انہیں سمجھایا جائے کہ اس وقت

مفت کا مال تھا۔ اب صحیح مال ہے اور صحیح ہاتھوں میں ہے۔

جناب سپیکر: بٹ صاحب یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ بٹ صاحب ہم سے حساب لینا چاہتے ہیں۔ لاہور میں قبضہ گروپ جو سرگرم ہے المعروف کنٹرول کمیٹی' وہ جو ساری زمینیں مفت میں ہڑپ کر رہے ہیں اور وہ مفت میں یہ سارا مال کھا رہے ہیں ان سے بھی کبھی یہ حساب پوچھ لیں ان کے یہ بہت نزدیک ہیں۔

جناب سہیل ضیاء بٹ: جناب والا! یہ جو انہوں نے کنٹرول کمیٹی کے متعلق بات کی ہے۔

جناب سپیکر: یہ طریقہ کار درست نہیں ہے۔ بٹ صاحب آپ تشریف رکھیں۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب والا! میں ذاتی وضاحت عرض کرنا چاہتا ہوں۔

میں کرائمز کنٹرول کمیٹی کا رکن ہوں اور اس بارے میں جس انداز سے رانا صاحب نے بات کی ہے یہ میری ذاتی وضاحت کا معاملہ ہے۔ اس لئے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اس قسم کے الزام سے باز رہیں۔ کنٹرول کمیٹی کوئی قبضہ گروپ نہیں ہے اور نہ ہی وہ اس انداز میں کام کر رہی ہے اس لئے میں معزز رکن سے یہ استدعا کروں گا کہ وہ اس بارے میں محتاط رویہ اختیار کریں اور جس انداز سے گفتگو ہوئی ہے اگر جناب سپیکر! مجھے اس کا جواب دینے کی بھی ضرورت پیش آئے گی اور اگر آپ اجازت دیں گے تو میں اس کا جواب دوں گا۔ اس لئے میری مودبانہ گزارش ہے کہ اس معاملے کو اس انداز سے زیر بحث نہ لایا جائے اور اس کو کارروائی سے بھی حذف کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھئے میں آپ سب صاحبان سے کہوں گا کہ دوسروں کے جذبات کا احساس کرتے ہوئے آپ کو بات کرنی چاہئے تاکہ دوسرے بھی آپ کے جذبات کا احساس کرتے ہوئے بات کریں۔ رانا ثناء اللہ صاحب۔

جناب سہیل ضیاء بٹ: جناب والا! ہم نے تو کبھی کوئی ایسی بات نہیں کی بلکہ جو یہ غلط بات کرتے ہیں ہم نے تو اس کا کبھی جواب بھی نہیں دیا ان کی سوچ ہے کہ کبھی کرائمز کنٹرول کمیٹی کو کنٹرول کمیٹی کہہ دیتے ہیں۔ یہ میں سمجھتا ہوں کہ ان کی لاعلمی کی انتہا ہے۔ اس لئے ہم ان کی بیچارگی پر کچھ نہیں کہتے۔ ہمیں ان کی باتوں کا کوئی افسوس نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: لیکن آپ کی یہ بات پوائنٹ آف آرڈر ہے یا کوئی ذاتی وضاحت ہے۔ یہ آپ کی

(مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری)

بات بٹ صاحب کس ضمن میں آتی ہے؟

جناب سہیل ضیاء بٹ: ذاتی وضاحت ہے۔

جناب سپیکر: بٹ صاحب میں آپ سے یہ کہوں گا کہ آپ رانا ثناء اللہ خان کو بات کرنے دیں ان کی تقریر میں آپ مداخلت نہ فرمائیں۔ جب آپ کسی بات پر بات کرنا چاہیں تو آپ اپنے موقف پر بات کیجئے گا۔ لیکن یہ کہ اگر حزب اختلاف کا کوئی معزز رکن بات کر رہا ہو اور آپ ان کی تقریر میں مداخلت کریں گے تو وہ آپ کی بات میں مداخلت کریں گے اور یہ سلسلہ مناسب نہیں ہے۔ میں اس بات کی آپ کو اجازت نہیں دوں گا۔ رانا ثناء اللہ صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا میں ریکارڈ کی درستگی کے لئے یہ بات عرض کروں گا کہ کنٹرول کمیٹی کا انہوں نے حوالہ دیا۔۔۔۔

جناب سپیکر: اب آپ اس بارے میں کوئی بات نہیں کریں گے آپ صرف اپنی Cut Motion پر بات کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! اس پر میں یہ بات کر رہا تھا نمبر1 پر ہے کہ

Creation of various posts for Settelment Operation

اس میں جناب 10 لاکھ 47 ہزار 30 روپے خرچ کئے گئے ہیں جبکہ جناب اس کی کوئی وضاحت نہیں ہے اور اس کی کوئی تفصیل نہیں دی گئی ہے اس سال کے دوران وہ کونسا کام تھا جو کہ اتنا بڑھ گیا کہ جو پہلے سے عملہ موجود تھا' جو افسران پہلے سے موجود تھے وہ یہ کام نہیں کر سکتے تھے۔ جس کے لئے اتنی خطیر رقم خرچ کی گئی۔ اس طرح ایک اور Item No 3 میں ہے۔

Purchase of durable goods

اس میں جناب ایک لاکھ 73 ہزار 800 سو روپے خرچ کئے گئے ہیں۔ ہمیں پھر مرمت پر تقریباً 8 ہزار 7 سو روپے خرچ کئے گئے ہیں۔ پھر Services and Commodities ہے یہاں 2 لاکھ 27 ہزار 3 سو روپے ہیں۔ یہ جو چیزیں ہیں ان کا کوئی مصرف نہیں ہوتا موقع پر کوئی چیز نہیں خریدی جاتی۔ ہر سال لاکھوں روپیہ ان چیزوں پر خرچ کر دیا جاتا ہے۔ بیوروکریسی سارا کچھ خوردبرد کر جاتی ہے۔ حکومت کو پتہ ہونے کے باوجود بھی کہ پچھلے سال اتنے لاکھ روپے اس مد میں دیئے گئے تھے' پھر سالانہ بجٹ میں بھی دیتے ہیں اور اس کے بعد ضمنی بجٹ میں بھی دیتے ہیں۔ ان کا جناب کوئی ریکارڈ نہیں ہے۔ اگر جناب ان کا ریکارڈ رکھا جائے کہ اتنے لاکھ روپے جو ان چیزوں کی خریداری کے لئے دیئے گئے ہیں۔

اس میں اگر یہ چیز بھی شامل ہو کہ اس سال فلاں فلاں چیز خریدی گئی تاکہ اگلے سال یہ پتہ چل سکے کہ پچھلے سال کونسی چیزیں خریدی گئی تھیں' عام آدمی جو چیز خریدتا ہے' کوئی فرنیچر خریدتا ہے تو وہ دس سال تک ٹھیک چلتی رہتی ہے لیکن سرکار کے کھاتے میں جو چیز خریدی جاتی ہے وہ آٹھ نو مہینے میں چل کر ختم ہو جاتی ہے اور اگلے سال پھر اس مد میں روپیہ خرچ کیا جاتا ہے۔ اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اس سلسلے میں کوئی تفصیل دی جانی چاہئے کہ یہ لاکھوں روپے کی جو چیزیں خریدی جاتی ہیں وہ کیا چیزیں خریدی جاتی ہیں تاکہ اگلے سال پھر جب وہ لاکھوں روپے کا خرچہ آئے اس سے پتہ چل سکے کہ پچھلے سال جو چیزیں خریدی گئی تھیں ان کا کیا بنا۔

اسی طرح جناب ٹیلی فون بل 10 ہزار روپے کا ڈالا گیا ہے اور اس کی بھی کوئی تفصیل نہیں ہے کہ یہ کس کھاتے میں چلا آرہا تھا Item No 6 میں پھر 15 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ اس میں پھر وہی Commodities ہیں۔ ان میں کوئی 2 لاکھ 37 ہزار روپے کی رقم پہلے ہے۔ پھر جناب 15 لاکھ روپے ہیں یہ جناب قومی سرمایہ کا زیاں ہے اور بیوروکریسی کے اللوں تللوں کو یہ حکومت Promote کر رہی ہے اور اسی طرح سے یہ پیسہ خرچ کرے اس سلسلے میں جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ یہ مطالبہ زر ناقص ہے _____!

اس میں ایسی چیزیں دی گئی ہیں جو واقعتاً" نہیں خریدی گئیں۔ یہ صرف اس لئے شامل کیا گیا ہے کہ وہ بیوروکریسی یا وہ سٹاف اس رقم کو خورد برد کرے۔ معزز ایوان کو یہ پتا ہے اور آپ کو بھی پتا ہے کہ Revenue کس طرح اکٹھا ہوتا ہے۔ کسان سارا سال جان مارتا ہے اور بڑی مشکل سے بہت ہی کم منافع کماتا ہے۔ یعنی زراعت کی آمدنی کے بارے میں جو حالیہ تجزیہ کیا گیا ہے اس میں منافع کی شرح 10 فیصد ہے۔ دنیا میں کوئی ایسا پیشہ نہیں ہے کہ جس میں پورا سال لگ جائے۔ کوئی فصل کاشت کی جاتی ہے تو اسے تیار ہوتے ہوتے پورا سال لگ جاتا ہے۔ پورا سال خرچ کرنے کے بعد انکم کی شرح 10 فیصد ہے۔ باقی جتنے بھی پیشے ہیں مثلاً" دوکانداری ہے تو اس میں ایک یا دو دن میں کاروباری عمل مکمل ہو جاتا ہے۔ وہ بازار سے چیز لاتا ہے اور دوسرے ہی دن بیچ دیتا ہے اور اس کا منافع سو فیصد ہے۔ یعنی وہ عمل جو تین دن میں مکمل ہو جاتا ہے اس پر اسے سو فیصد منافع ملتا ہے اور جو دوسری بڑی بڑی کمپنیاں ہیں۔ ان کا منافع بھی اس سے زیادہ یعنی تقریباً" 65 فیصد ہے۔ یعنی وہ سرمایہ جو انہوں نے کسی جگہ پہ لگایا تو ان کو 65 فیصد منافع ملا چلو اس سے کم سمجھ لیں۔ 40 فیصد لے لیں لیکن کسان کا یہ حال ہے کہ وہ سارا سال محنت کرتا ہے اور اس کے بعد جا کر کہیں اسے 10 فیصد منافع ملتا ہے۔ تو اس سرمایہ کو ان چیزوں پر خرچ کرنا کہ جن کا پتا ہی نہیں ہے کہ وہ کونسی چیزیں ہیں وہ

پچھلے سال خریدی گئی تھیں اس سے پچھلے سال بھی خریدی گئی تھیں' اس سے پچھلے سال بھی خریدی گئی تھیں۔ ہر سال خریدی جاتی ہیں اور یہ پتا نہیں چلتا کہ وہ چیزیں گئی کہاں۔ اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اس مطالبہ زر کو نامنظور کیا جائے اور آئندہ متعلقہ محکمہ ایسی پالیسی کا اہتمام کرے کہ یہ لاکھوں روپے کی چیزیں جو خریدی جاتی ہیں ان کے بارے میں کوئی فہرست ہونی چاہئے۔ اس ایوان میں بھی پیش کی جانی چاہئے تاکہ ہر آدمی کے سامنے ہو کہ یہ چیزیں پچھلے سال خریدی گئی تھیں۔ آیا وہ واقعی ضائع ہو گئی ہیں شکریہ!

جناب سپیکر: اس پر اور کوئی صاحب بات کرنا چاہیں گے؟ وزیر مال اس پہ کچھ فرمانا چاہیں گے؟

وزیر مال: جناب سپیکر! میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اجازت دی۔ میرے دوست نے گرانٹ نمبر2 میں کٹوتی کی تحریک پیش کی ہے اور اس پر انہوں نے کافی اعتراضات کئے ہیں لیکن میں ان کی اطلاع کے لئے اور ہاؤس کی اطلاع کے لئے عرض کر دوں اس ڈیمانڈ میں 3 کروڑ 63 لاکھ 57 ہزار 510 روپے کے وہ اخراجات ہیں جو ہمارے ضروری اخراجات تھے جو ہم نے مختلف محکموں پر خرچ کئے ہیں اور مختلف محکمہ جات میں سب سے پہلے Settelment Operation آتا ہے۔ جس کا ذکر میرے معزز رکن کر رہے تھے کہ وہاں عملہ رکھنے کی یا وہاں پر اخراجات کرنے کی کیا ضرورت تھی تو ان کی اطلاع کے لئے میں عرض کروں کہ بہاولپور میں ہمارا ریکارڈ ساٹھ سال سے بوسیدہ چلا آرہا تھا اور جناب والا! یہ وہ ریکارڈ ہے' جو لوگوں کے حقوق سے متعلق ہے۔ لوگوں کی زمینوں کا حق ہم اپنے ریکارڈ میں محفوظ کرتے ہیں۔ یہ مسئلہ ساٹھ سال سے چلا آرہا تھا اور بہاولپور سے احتجاجی شکل میں لوگ آرہے تھے کہ انکے حقوق ملکیت کے کاغذات نہیں مل رہے تھے۔ جناب سپیکر! ہم نے بہاولپور میں یہ ایک Settlement شروع کیا ہے۔ اس کے لئے ہمیں پٹواریوں کی آسامیوں کی ضرورت تھی۔ ہمیں قانون گو چاہئے تھے' ہمیں دفاتر چاہئے تھے۔ یہ تمام چیزیں پیدا کرنے کے بعد ہم نے Settlement کا کام شروع کیا ہے۔ اس میں ریکارڈ کو تیار کیا جائے گا اس میں قطعہ بندی ہو گی' مربع بندی ہو گی۔ ریکارڈ تیار ہو گا اور ان لوگوں کے حقوق محفوظ کئے جائیں گے۔ یہ اخراجات ایسے تھے کہ جس میں سے ہم ایک پیسہ بھی کم نہیں کر سکتے تھے۔ جو اصل بجٹ میں ہمیں رقوم دی گئی تھیں اس کے بعد حالات و واقعات ایسے ہو گئے کہ اس میں ہمیں کٹوتی کرنی پڑی۔ اس کے بعد یہ وہ اخراجات ہیں جو ناگزیر تھے جن کے بغیر وہ ہو ہی نہیں سکتا تھا۔

اس کے بعد دوسری مد میں Land Record Superintendents ہیں۔ ان کا ہیڈ آفس لاہور

میں ہے ان کے ماتحت ضلع لیول پر ہوتے ہیں۔ یہ جو پندرہ لاکھ روپے کی رقم ہے یہ ان کے الاؤنسز اور ان کی تنخواہیں ہیں۔ فارم چھپواتے ہیں' جمع بندی کے فارم ہوتے ہیں' خسرہ گرداوری کے فارم ہوتے ہیں' انتقالات کے فارم ہوتے ہیں جن کی لوگوں کو ضرورت ہوتی ہے یہ وہ اخراجات ہیں جو کٹوتی لگنے کے بعد خرچ ہوئے اور لوگوں کے مفاد میں خرچ ہوئے۔ جناب والا! ہماری ایک اکیڈمی ہے جس کے بارے میں ثناء اللہ صاحب نے بڑا اعتراض کیا ہے۔ یہ وہ اکیڈمی ہے جہاں ہمارے ریونیو افسران عملی تربیت حاصل کرتے ہیں۔ وہاں پر ہمارے اساتذہ کرام ہیں۔ ہم نے بلڈنگ کرائے پر لی ہوئی ہے اس میں سے زیادہ خرچ بلڈنگ کے کرایہ میں کٹ جاتا ہے اس کے بعد ہمارے سٹوڈنٹ وہاں پر ٹریننگ حاصل کرتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خاں: جناب سپیکر! آپ نے تھوڑی دیر پہلے یہ رولنگ دی تھی کہ اسمبلی کی لابی میں ایم پی اے کے علاوہ اور کوئی نہیں آسکتا۔ ہماری اطلاع کے مطابق ایک ایم این اے لابی میں تشریف رکھتے ہیں۔

وزیر مال: اس ریونیو اکیڈمی میں ہمارے ریونیو افسران ٹریننگ حاصل کرتے ہیں۔ ہمارے اے۔ سی صاحبان ٹریننگ حاصل کرتے ہیں اس پر اخراجات ہوئے ہیں پھر جناب والا! ہم نے Consolidation پر اخراجات کئے ہیں۔ لوگوں کی بکھری ہوئی زمین کو ہم ایک جگہ پر اکٹھا کرتے ہیں۔ ہمیں عملہ چاہئے الاؤنسز چاہئیں ان کے لئے گاڑیاں چاہئیں۔ محکمہ مال وہ محکمہ ہے جس کی اپنی ترقیاتی سکیمیں نہیں ہوتیں۔ گورنمنٹ کے لئے آمدنی اکٹھی کرتا ہے لوگوں کے حقوق ملکیت کا تحفظ کرتا ہے۔

جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ اخراجات ناگزیر تھے ہم نے یہ اخراجات کئے ہیں۔ اس میں کمی نہیں ہونی چاہئے۔ شکریہ' مہربانی!

رانا ثناء اللہ خاں: میں وزیر موصوف سے صرف ایک نکتے کی وضاحت چاہوں گا کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ ساٹھ سال سے ریکارڈ بوسیدہ پڑا تھا _____

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! یہ پھر غلط روایت پیدا ہو رہی ہے کہ انہوں نے اپنی تقریر کر لی ہے' وزیر موصوف نے اس کا جواب دیا ہے آج تک یہ کبھی بھی روایت نہیں رہی کہ جس نے کٹوتی کی تحریک دی ہے وہ دوبارہ اس پر بولا ہو کہ یہ پوائنٹ رہ گیا ہے۔

رانا ثناء اللہ خاں: میں سمجھتا ہوں کہ موہل صاحب نے یہ بات کر کے انتہائی غلط روایت قائم کی ہے۔ جب آپ نے مجھے اجازت دی ہے کہ میں ان سے ایک نکتے کی وضاحت چاہوں تو اس میں کوئی

حرج والی بات تو نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو اظہار خیال کی اجازت نہیں دی۔ آپ نے کہا کہ میں ایک نکتے کی وضاحت چاہتا ہوں میں نے اس پہ خاموشی اختیار کی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اجازت ہے کہ جس نکتے کی آپ وضاحت چاہتے ہیں اس نکتے کا ذکر کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: شکریہ! تو جناب والا وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ جس رقم پر میں نے اعتراض کیا ہے یہ تقریباً" ساڑھے دس لاکھ روپے کا مطالبہ ہے تو انہوں نے کہا ہے کہ یہ ناگزیر تھا اس لئے کہ 60 سال سے ریکارڈ بوسیدہ پڑا ہے۔ جناب والا جہاں تک مجھے یاد ہے وزیر موصوف کافی عرصہ سے یا کم از کم ایک سال سے زیادہ اس محکمے کے وزیر چلے آرہے ہیں تو کیا وجہ تھی کہ جب سالانہ بجٹ پیش کیا گیا تو اس وقت یہ بوسیدہ ریکارڈ جو 60 سال سے پڑا تھا انہیں نظر نہ آیا اور اس کے لئے انہوں نے مطالبہ زر نہ رکھا اب مجھے لگتا یہ ہے کہ انہوں نے جو پٹواری رکھے ہیں' جو قانون گو رکھے اور جو دوسرے افسران بھرتی کے گئے ہیں وہ 60 سال ریکارڈ کو محفوظ کرنے کے لئے بلکہ یہ جو انتخاب میں ووٹ حاصل کرنے اور لوگوں کو نوکریاں دینے کا پروگرام تھا اس کے تحت انہوں نے یہ سارا سلسلہ کیا تھا ورنہ جو ریکارڈ 60 سال سے پڑا تھا جوکہ ان کو نظر نہیں آیا تھا اب آگے Emergency میں انہیں نظر آگیا تو سالانہ بجٹ میں چاہئے تھا کہ اگر وہ 60 سال سے پڑا تھا تو اس کے متعلق بھی یہ مطالبہ زر رکھتے۔

جناب سپیکر: شکریہ!_____ تو اب سوال یہ ہے کہ "3 کروڑ 63 لاکھ 57 ہزار 5 سو دس روپے کی کل رقم بسلسلہ مد نمبر 2 مالی اراضی میں ایک سو روپے کی کمی کر دی جائے" جو اس تحریک کے حق میں ہیں وہ "ہاں" کہیں _____ رانا اکرام ربانی پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں ____

رانا اکرام ربانی: سر! میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ہماری Cut Motion کو قبول کیا اور اپنی اس پالیسی کی ناکامی کا اعتراف کیا۔ قابل ذکر بات ہے کہ انہوں نے اس پالیسی کی ناکامی کا اعتراف قائد ایوان کی موجودگی میں کیا۔ میں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں _____

جناب سپیکر: آرڈر پلیز' آرڈر پلیز_____

وزیر امداد باہمی: جناب والا پوائنٹ آف آرڈر _____

جناب سپیکر: جس وقت Question Put ہو رہا ہو کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ میں نے Question Put کیا ہے کہ جو Cut Motion کے حق میں ہیں وہ "ہاں" کہیں اس پہ جواب آیا ہے میں نے بھی سن لیا ہے اور آپ نے بھی سن لیا ہے۔ اب دوسرا سوال یہ ہے کہ جو اس کے مخالف ہیں وہ "نا" کہیں۔ (ہاؤس کی آواز "ناں") _____ ابھی تھوڑا Confusion ہے جو اس Cut Motion کے حق میں ہیں وہ اپنی سیٹوں میں کھڑے ہو جائیں۔ (اپوزیشن کی طرف سے پانچ ارکان کھڑے ہوئے) جو اس Cut Motion کے خلاف ہیں وہ اپنی سیٹوں پہ کھڑے ہو جائیں۔ (گورنمنٹ بنچز کے سارے اراکین کھڑے ہو گئے) تشریف رکھئے' تشریف رکھئے رانا صاحب' جب سوال Put ہو رہا ہو تو بات نہیں ہو سکتی _____ فیصلہ "نا" والوں کے حق میں ہے۔

(تحریک نامنظور ہوئی)

اب سوال یہ ہے کہ :-

"ایک ضمنی رقم جو 3 کروڑ 63 لاکھ 57 ہزار 5 سو دس روپے سے متجاوز ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات سے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مالی اراضی برداشت کرنے پڑیں گے۔ مطالبہ زر منظور ہوا۔"

(تحریک منظور ہوئی)

اب دوسری کٹ موشن ڈیمانڈ نمبر 5 یہ ہے۔ وزیر خزانہ!

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر سر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ایک معزز رکن ایک ہی وقت میں ایک ہی معاملے میں ایوان میں بیٹھ کر دو رائے دے سکتا ہے۔

جناب سپیکر: کسی غلط فہمی میں وہ رائے دے سکتا ہے اور اس کے بعد وہ اس کی Correction کر سکتا ہے۔ غلط فہمی دور ہو جانے کی صورت میں وہ اپنی رائے کی تصحیح کر سکتا ہے _____ تو مطالبہ زر نمبر 5۔

جناب وزیر خزانہ: جناب والا میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ :-

"ایک ضمنی رقم جو 3 کروڑ 71 لاکھ 82 ہزار 270 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور

پر بسلسلہ مد جنگلات برداشت کرنے پڑیں گے"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ :-

"ایک ضمنی رقم جو 3 کروڑ 71 لاکھ 82 ہزار 270 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد جنگلات برداشت کرنے پڑیں گے" اس کو Oppose کیا گیا ہے اس میں کٹ موشن ہے جناب رانا اکرام ربانی' سید چراغ اکبر شاہ' رانا ثناء اللہ خان' خانزادہ ضرغام خان' جناب علی حسن رضا قاضی' ملک اقبال احمد خان لنگڑیال اور جناب غلام سرور خان کی طرف سے یہ Cut Motion جو ہے اسے کون صاحب پیش کرنا چاہیں گے؟

میاں منظور احمد موھل: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی! میاں صاحب وہی پوائنٹ آف آرڈر ہے کیا؟

میاں منظور احمد موھل: نہیں وہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ وزیر موصوف نے ایک تحریک ہاؤس میں پیش کی ابھی اسے آپ نے پڑھا نہیں تھا کہ انہوں نے اپوز کیا ہے۔ قانونی طریقہ یہ ہے کہ جب وزیر صاحب پڑھ دیں اس کے بعد جناب والا! سپیکر جب تک نہ پڑھے وہ حسب ضابطہ قرار داد نہیں ہوتی لہٰذا اس کا اپوز کرنا بے معنی ہوتا ہے۔ جب آپ نے جناب والا وہ پڑھ دی تو پھر اسے کس نے اپوز نہیں کیا۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ صحیح معنوں میں اس کی قانونی مخالفت نہیں ہوئی ہے کیونکہ انہوں نے وزیر صاحب کے کہنے پر کیا تھا۔ جب آپ نے پڑھی ہے اس وقت کو کہنا چاہئے تھا یہ ایسا نہیں ہوا ہے۔

جناب سپیکر: اس سلسلے میں یہ کہوں گا کہ اس کو اپوز تو واقعی کیا گیا ہے لیکن ضابطے کے مطابق طریقہ کار اس کا یہی ہے کہ جب وزیر خزانہ مطالبہ زر کی تحریک پیش کریں' اس کے بعد سپیکر اس کو دہرائیں تو اسی وقت وہ ایوان میں باضابطہ طور پر پیش ہوئی تصور ہو گی۔ جب سپیکر اس تحریک کو دہرائیں تو اس وقت اس کو اپوز کرنا چاہئے۔ یہ تصحیح درست ہے۔ لیکن انہوں نے منسٹر کے پیش کرنے پر اپوز کر دیا لہٰذا اپوز تو یہ تصور ہو گی لیکن ضابطے کے مطابق طریقہ کار میں تبدیلی کی جو نشاندہی آپ نے کی ہے وہ درست ہے تو اس کٹوتی کی تحریک کو کون صاحب پیش کریں گے؟ جناب رانا اکرام ربانی خان۔

رانا اکرام ربانی: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:-

"3 کروڑ 71 لاکھ 82 ہزار 270 روپے کی کل رقم بسلسلہ مد نمبر 5 جنگلات میں ایک سو روپیہ کی کمی کر دی جائے"

مسئلہ جسے زیر بحث لانا مقصود ہے۔ حکومت کی ناکامی کو زیر بحث لایا جائے نیز اخراجات کے صرف سرمایہ کو بہتر بنایا جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:-

"3 کروڑ 71 لاکھ 82 ہزار 270 روپے کی کل رقم بسلسلہ مد نمبر 5 جنگلات میں ایک سو روپیہ کی کمی کر دی جائے"

وزیر قانون: میں مخالفت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: اس کو اپوز کیا گیا ہے۔ اب کون صاحب اس پر بات کرنا چاہیں گے؟

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! جنگلات مد میں جو مختلف ڈیمانڈ کی گئی ہے۔ میں صرف اس محکمے کی کارکردگی کی نشاندہی کروں گا۔ مختلف ذرائع سے اس محکمے میں پائی جانے والی بدعنوانیاں اور بے قاعدگیاں سامنے آتی رہتی ہیں اور یہ پتا چلتا ہے کہ حکومت کی طرف سے اس محکمے کو جو سرمایہ فراہم کیا جاتا ہے اس کو کس طرح سے خورد برد کیا جاتا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ اس کے ذمہ دار افراد یا تو سامنے نہیں لائے جاتے اور اگر کچھ واقعات کسی ذریعے سے علم میں آجائیں تو ان پر کوئی ایسی کارروائی نہیں کی جاتی کہ جس سے اس محکمے کی کارکردگی آئندہ وقت کے لئے بہتر بنائی جا سکے۔ جناب سپیکر! یہ محکمہ جنگلات صوبے کے عوام کو تو پتا نہیں کچھ دیتا ہے یا نہیں لیکن اس محکمے کے اہل کاروں کے لئے یہ محکمہ جنگلات کے محکمے کا نہیں بلکہ خزانے کے محکمے کا کام دیتا ہے۔ یہ ایک بڑی اہم چیز ہے جو کہ اخبارات کے ذریعے عوام کے علم میں آئی ہے کہ ان کے سرمائے کے ساتھ کیا ہو رہا ہے اور اس شعبے کی کارکردگی کیا ہے اور اس کے ذمے جو فرائض لگائے گئے ہیں وہ کس طریقے سے ان کی بجا آوری کرتے ہیں:

A row between the agriculturists and the Forest Department over the control of 208.2 acres of land has taken an interesting turn.

واقعہ یہ ہے جناب والا! Agriculture Research Institute ایک ایسا صوبائی ادارہ ہے کہ جس پر صوبے کی معیشت کا اور صوبے کے رہنے والے لوگوں کی بیشتر آبادی کا دار و مدار ہے۔ بھکر

میں Research Institute بنانے کا سبب یہ ہے کہ ریسرچ کی جا سکے کہ بارانی اور تھل کے علاقوں کی زمین کا زیادہ سے زیادہ استعمال کس طرح سے کیا جا سکتا ہے۔ 208ء2 ایکڑ زمین پنجاب حکومت نے محکمہ جنگلات سے لے کر محکمہ زراعت کو دے دی۔ محکمہ کالونیز نے' ریونیو بورڈ نے اس کی توثیق بھی کر دی ہے۔ لیکن جنگلات والوں نے وہ زمین جس کو خزانہ سمجھا گیا ہے' زراعت والوں کو نہیں دی کہ یہ Agriculture Institute بن جائے گا اور اس طرح بارانی اور تھل ایریا کی زمین کی بہتری کی صورت نکل آئے گی۔ اس صورت میں تو پنجاب کے عوام کا بھلا ہو جائے گا اور یہی اس محکمے کے لوگ نہیں چاہتے۔ Barani Research Institute چکوال والوں کی جو کہ بھکر کے Institute کے انچارج ہیں' ان سے بڑی خط و کتابت ہوتی رہی' پھر اس میں وقت ضائع ہوا پھر اس میں سرمایہ ضائع ہوا کہ جناب ہمیں یہ Hand Over نہیں کرتے۔ اس ساری گڑ بڑ کے علاوہ جو بات زیادہ قابل ذکر ہے' وہ یہ ہے: Barani Institute is being established with the Federal Government Grant.

یہ اس دور کی بات ہے جس دور کا یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ وفاقی حکومت پنجاب کے سارے معاشی بحران کا سبب بنی ہے:

Agriculture Department receives two instalment of Rs. 2.5 million.

پچیس لاکھ روپیہ اس کے لئے پہلے ہی دیا جا چکا ہے اور یہ اس مئی کے مہینے میں یعنی وہ سارا مقصد جس کے لئے یہ کام کیا گیا' وہ مئی کا مہینہ بھی گزر چکا ہے: Unless the issue is settled.

جناب سپیکر! یہ محکمہ اتنا لمبے چوڑے خرچے مانگتا ہے۔ اس میں

Preparation of Working Plan through contractors.

ہمارے محکموں میں جو کنٹریکٹرز کا سلسلہ ہے جس طرف بھی نگاہ ڈالیں' کنٹریکٹرز۔ کوئی میرا کنٹریکٹر ہے' کوئی "اے" کا کنٹریکٹر ہے' کوئی "بی" کا کنٹریکٹر ہے۔ پھر اس میں دوڑ شروع ہو جاتی ہے۔ میرے کنٹریکٹر کو ملے۔ دوسرا کہتا ہے میرے کنٹریکٹر کو ملے۔ جناب سپیکر! یہ جو مطالبہ زر ہے' اگر پنجاب کے خزانے پر اسی طرح بوجھ ڈالا گیا' پھر خود انحصاری کی منزل تو حاصل ہو ہی جائے گی!

جناب والا! اب محکمہ جنگلات کی ایک اور کارکردگی ہے جو ضلع اوکاڑہ سے تعلق رکھتی ہے۔ صوبے میں شجرکاری کی مہم کے دوران نہروں کے ساتھ درخت لگائے جاتے ہیں اور بنیادی طور پر ان درختوں کی دیکھ بھال محکمہ آب پاشی کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ لیکن ایک حکم کا حوالہ دیا گیا ہے کہ کچھ عرصے کے بعد یہ محکمہ جنگلات کی تحویل میں دے دیئے گئے۔ ضلع اوکاڑہ میں نہر کے ساتھ لگے ہوئے

تقریباً" تین ہزار درخت چوری کر لئے گئے اور بعض افراد نے سرکاری اہلکاروں کے ساتھ مل کر ان درختوں کو کاٹ کر فروخت کر دیا۔ اس میں محکمہ جنگلات کے جو منظور نظر لوگ ہوتے ہیں وہ درخت کاٹ کر لے جاتے ہیں۔ پھر ذخیروں کے آس پاس رہنے والے جو لوگ ہوتے ہیں ان کی اپنی ذمہ داری پتا نہیں ہوتی ہے یا نہیں ہوتی' ان کا اپنا کوئی بزنس ہوتا ہے یا نہیں ہوتا لیکن وہ ذخیروں کے سر پر ـــــ شہروں میں ذخیرہ اندوز اور طرح کے ہوتے ہیں لیکن دیہاتی علاقے میں ذخیرہ اندوز اور طرح کے ہوتے ہیں۔ صرف جنگلات کے ذخیروں کے پڑوس میں تشریف فرما ہونے کی وجہ سے ان کی زندگی میں دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی ہو جاتی ہے۔

جناب والا! اس کارگزاری کے بعد میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کو پنجاب کے عوام پر مہربانی کرنی چاہئے اور یہ اضافی گرانٹ جو ضمنی بجٹ کی صورت میں مانگی گئی ہے یہ مسترد کر دینی چاہئے۔ شکریہ جناب والا۔

جناب سپیکر: اس پر اور کوئی صاحب بات کرنا چاہیں گے؟ وزیر جنگلات کچھ کہنا چاہیں گے؟

وزیر جنگلات: جناب والا! قائد حزب اختلاف نے ایک دو نکات پر بات کی ان میں تھل کی بات کی جس کا تعلق کٹوتی سے کچھ نہ تھا تو اگر تھل کے بارے میں یا جنگلات کی زمین کے بارے میں ان کو کوئی مزید تفصیلات چاہئیں تو وہ ایوان کے لئے اور آپ کی اطلاع کے لئے حاضر خدمت ہیں۔ جہاں تک کٹوتی کا تعلق ہے یہ تمام مطالبات زر نہایت ضروری کاموں اور بالکل صحیح منصوبہ بندی کے مطابق پیش کئے گئے ہیں اور ان میں معمولی سا رد و بدل بھی جنگلات کی مجموعی منصوبہ بندی پر بری طرح اثر انداز ہو گا۔

جناب غلام سرور خاں: جناب والا! معزز وزیر دیکھ کر پڑھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جناب غلام سرور خاں صاحب! پوائنٹ آف آرڈر بیٹھے بیٹھے نہیں اٹھایا جا سکتا۔

وزیر جنگلات: جناب والا! اس میں پنجاب حکومت کی طرف سے پہلے ہی بچت کی گئی ہے' کٹوتی کی گئی ہے اور پہلے ہمارے جو مجموعی اخراجات تھے وہ 4 کروڑ 67 لاکھ 67 ہزار 9 سو دس تھے۔ اس میں 95 لاکھ 85 ہزار 6 سو چالیس کی پہلے ہی حکومت پنجاب کی طرف سے کٹوتی کر دی گئی ہے۔ تو اب ہمارے پاس مجموعی رقم 3 کروڑ 71 لاکھ 82 ہزار 270 روپے ہیں جس کے لئے ہمارے دو تین منصوبے ہیں جو میں آپ کی خدمت میں عرض کئے دیتا ہوں۔ ایک ہمارا حکومت پاکستان کا U.S.Aid کے اشتراک کے ساتھ منصوبہ ہے اس میں ان کی جو امداد ہے وہ تو ہمیں مل رہی ہے اور حکومت پاکستان

کی طرف سے مزید 2 کروڑ روپے فراہم کئے جا رہے ہیں۔ تکمیل شدہ ترقیاتی منصوبوں کی دیکھ بھال کے لئے ایک کروڑ 22 لاکھ 84 ہزار روپیہ اور سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور الاؤنسوں کی رقم میں ایک کروڑ 41 لاکھ 92 ہزار روپیہ رکھا گیا ہے۔

جناب والا! آپ سے میری عرض ہے کہ اس معزز ایوان سے درخواست کر کے ماحولیات' جنگلات' توانائی اور ملازمین کی تنخواہوں کے لئے اس مطالبہ زر کو اتنا ہی ضروری سمجھیں جتنا یہ ہے اور اس کٹوتی کی تحریک کو نامنظور کیا جائے۔ بہت بہت شکریہ۔

ملک ارشد حسین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی ملک صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

ملک ارشد حسین: جناب سپیکر! اس سے پہلے جناب ربانی صاحب نے بھکر کا ذکر کیا۔ وہاں کے بارانی ایریا کے متعلق بتایا گیا جو کوائف تھے وہ ان کو پورے صحیح معلوم نہیں تھے تھل کی بارانی علاقہ کی جو سرکاری اراضی ہے وہ رکھوں پر مشتمل ہے اس میں کوئی سات آٹھ رکھیں ہیں ایک رکھ جو ڈگر کوٹلی سے تعلق رکھتی ہے اس میں دو ٹیوب ویل اور کچھ کوارٹر بنے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: ملک صاحب۔ یہ کٹوتی کی تحریک حزب اختلاف کے ممبران نے پیش کی ہے۔

ملک ارشد حسین: جناب والا! میں اسی کی طرف آرہا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ ذرا بات تو سنیں۔ ملک صاحب! یہ کٹوتی کی تحریک اپوزیشن کے معزز اراکین نے پیش کی ہے اس پر قائد حزب اختلاف نے بات کی ہے اور گورنمنٹ کی طرف سے وزیر جنگلات نے اپنا نقطہ نظر پیش کیا ہے اب اس پر ووٹنگ ہونی ہے لہٰذا اب اس پر مزید کوئی بحث و تمحیص نہیں ہو سکتی۔

تو اب سوال یہ ہے کہ:-

"3 کروڑ 71 لاکھ 82 ہزار 270 روپے کی کل رقم بسلسلہ مد نمبر 5 جنگلات میں ایک سو روپے کی کمی کر دی جائے"

(تحریک نامنظور ہوئی)

اب سوال یہ ہے کہ:-

"ایک ضمنی رقم جو 3 کروڑ 71 لاکھ 82 ہزار 270 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو

ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد جنگلات برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب مطالبہ زر نمبر 9 زیر غور ہے۔ اس پر Cut Motion ہے۔ وزیر خزانہ ڈیمانڈ نمبر 9 پیش کریں گے۔

جناب وزیر خزانہ: جناب سپیکر میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ :-

"ایک ضمنی رقم جو 24 کروڑ 70 لاکھ 74 ہزار 610 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد آبپاشی و بحالی اراضی برداشت کرنے پڑیں گے"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ :-

"ایک ضمنی رقم جو 24 کروڑ 70 لاکھ 74 ہزار 610 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد آبپاشی و بحالی اراضی برداشت کرنے پڑیں گے"

رانا اکرام ربانی: جناب والا! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب غلام سرور خاں: جناب والا! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی۔ اسے اپوز کیا گیا ہے۔ اس پر Cut Motion ہے جناب رانا اکرام ربانی سید چراغ اکبر شاہ' رانا ثناء اللہ خان' خانزادہ ضرغام خاں خاکوانی' جناب علی حسن رضا قاضی۔ ملک اقبال اجر خاں لنگڑیال اور جناب غلام سرور خان۔ یہ Cut Motion کون صاحب پیش کریں گے؟

جناب غلام سرور خان: جناب والا! میں پیش کروں گا۔

جناب سپیکر: جی۔ جناب غلام سرور خان!

جناب غلام سرور خان: جناب والا۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ :-

"24 کروڑ 70 لاکھ 74 ہزار 610 روپے کی کل رقم بسلسلہ مد نمبر9 آبپاشی و بحالی اراضی میں ایک سو روپیہ کی کمی کر دی جائے"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:-

"24 کروڑ 70 لاکھ 74 ہزار 610 روپے کی کل رقم بسلسلہ مد نمبر9 آبپاشی و بحالی اراضی میں ایک سو روپیہ کی کمی کر دی جائے"

جناب وزیر آبپاشی: جناب والا۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی جناب غلام سرور خان صاحب ارشاد فرمائیں گے۔

جناب غلام سرور خان: جناب سپیکر۔ جس طرح کہ میں نے اس مطالبہ زر پر یہ تحریک پیش کی ہے اس مطالبہ میں 24 کروڑ 70 لاکھ 74 ہزار 610 روپے کی ڈیمانڈ کی گئی ہے۔ اس مد میں 6 کروڑ 50 لاکھ روپے جس طرح بجٹ تقریر میں کہا گیا ہے دریاؤں کے کٹاؤ کے لئے رکھے گئے ہیں جبکہ ڈیمانڈ نمبر 9 کے صفحہ 30 پر ملاحظہ فرمائیں۔

PROVISION OF FUNDS FOR MAINTENANCE AND REPAIR (EMERGENT) WORKS OF IRRIGATION.

جناب سپیکر! اس پر میرا اعتراض یہ ہے کہ اتنی کثیر رقم یعنی 6 کروڑ 50 لاکھ روپے صرف نہروں کی دیکھ بھال کے لئے رکھے گئے ہیں اور ان کی تفصیل مہیا نہیں کی گئی ہے کہ یہ دیکھ بھال یا ان نہروں کی مرمت کن کن اضلاع میں ہوئی ہے یا کن کن حلقوں میں ہوئی ہے۔

جناب غلام سرور خان: جناب سپیکر۔ میرا تعلق ایک بارانی علاقہ سے ہے بارانی ضلع سے ہے میرے علاقہ کو سیراب کرنے کے لئے اس وقت کی حکومت نے خانپور ڈیم تعمیر کیا تھا۔ اس ڈیم کی ناقص پلاننگ کی گئی اور محکمہ آبپاشی والوں نے جتنی چینلز بنائی ہیں ان کی ناقص پلاننگ کی وجہ سے اس علاقے کا دس ہزار ایکڑ رقبہ جو آٹھ یونین کونسلز پر مشتمل ہے جن میں سے پانچ یونین کونسلز میرے حلقے کی ہیں اور تین یونین کونسل ضلع اٹک کی ہیں اس تمام رقبہ کو بنجر اور غیر آباد کر دیا گیا جناب سپیکر مجھے افسوس ہوتا ہے کہ اس معزز ایوان میں پانی کی تقسیم کے بارے میں شادیانے بجائے جا رہے ہیں اور ہمارے معزز اراکین اس خوشامد میں کافی پیش پیش ہیں۔ جناب سپیکر میرا وہ حلقہ جس کی میں بات کر رہا ہوں آٹھ یونین کونسلز پر مشتمل ہے اور اس علاقے کا ایک ایک مرلہ پہلے سیراب ہوا کرتا تھا مگر موجودہ حکومت کی ناقص منصوبہ بندی کی وجہ سے میرے حلقے کی آٹھ یونین کونسلوں کو بنجر اور غیر آباد کر دیا گیا ہے اور نہ صرف یہ کہ میرے اس حلقہ کو بنجر اور غیر آباد کر دیا گیا ہے بلکہ اس

علاقے کے کسانوں کا پانی صنعتکاروں کو بیچ دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! فیکٹو سینٹ فیکٹری جو اس علاقے میں لگی ہے اس علاقے کے زمینداروں کا پانی جو ان آٹھ یونین کونسلوں کا حصہ بنتا تھا وہ فیکٹو سینٹ فیکٹری کے ہاتھوں فروخت کر دیا گیا ہے نہ صرف فیکٹو سینٹ فیکٹری کے ہاتھوں فروخت کیا گیا بلکہ بقایا پانی بھی سی۔ ڈی۔اے یعنی اسلام آباد کے مکینوں کو پینے کے لئے مہیا کیا جا رہا ہے میرے حلقے کے لوگ پانی کے لئے ترس رہے ہیں اور ان کی زمینیں بنجر اور غیر آباد ہو گئی ہیں اور یہاں چند پیسوں کے عوض صنعت کاروں کو نوازا جا رہا ہے اور ہمارے حلقے کا پانی ان صنعتکاروں کو فروخت کیا جا رہا ہے جناب سپیکر! اسی طرح تحصیل فتح جنگ ضلع اٹک میں حکومت نے 25 کروڑ روپے کی لاگت سے شاہ پور ڈیم تعمیر کیا ہے اس ڈیم کو مکمل ہوئے تین سال گزر گئے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ محکمہ انہار نے جو نہریں بنائی ہیں وہ ڈیم کے ساتھ ہی ختم ہو گئی ہیں وہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکی ہیں جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس ضمنی بجٹ میں ان نہروں کی مرمت کے لئے کچھ نہ کچھ رقم مختص کی جانی چاہئے تھی اور ان نہروں کی مرمت ہونی چاہئے تھی جو نہ ہو سکی۔

جناب والا! اس مد میں' میں نے اپنی یہ کٹ موشن اس لئے پیش کی ہے کہ ہمارا علاقہ جو کہ بارانی علاقہ ہے اس کی بحالی کے لئے اس کی فلاح و بہبود کے لئے کوئی رقم مختص نہیں کی گئی ہے۔ جناب سپیکر! یہاں پر وزیراعلیٰ صاحب اور وزیر آبپاشی صاحب تشریف فرما ہیں وہ میری ان معروضات پر غور فرمائیں گے اور اس علاقے کے ساتھ جو زیادتی ہو رہی ہے لازمی طور پر اس کا کچھ سدباب کریں گے۔

MR. TAJ MUHAMMAD KHANZADA: May I speak, Sir?

MR. SPEAKER Yes, you can oppose the cut motion.

MR. TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Of course I oppose the cut motion but at the same time, I would like to take the House into confidence that our late representative from Fateh Jang, Sardar Sadiq, is no longer with us but his eyes are looking upon us here. I would like to bring to the notic of this House and the leader of the House that Khanpur water was promised to the people of Feteh Jang and Hassan Abdal and also to certain areas represented by my honourable friend Mr.Sarwar Khan. There is no doubt that the district of Fateh Jang is the home of our late Chief Minister and Government of Punjab And is called the " Illaqa of Mehroomi "

and the backward tenants have suffered untold hardships, untold miseries. The factory was opposed by the central legislature for two reasons. One was that it was interfering with the envoirenmental purity of Islamabad. Secondly they had no water of their own. There are many mountains in the rest of Pakistan, in Fateh Jang, in Camphellpur, where this factory could have been located but inspite of a committee having been constituted by the previous MNAs and inspite of the protest of the people, for the reasons best known to the persons who sanctioned it, this factory was established and the poor people of Fateh Jang and Sanjani were deprived of the water which was supplied both to FACTO and Islamabad. I would request the Leader of the House, through you Mr.Speaker, that although you have made a Karbala out of us but for God's sake the money which you have taken on account of the sale of this water should at least be given and spent for the progress of those poor people for whom no body has spoken in this House. They have been victims of feudalism, they have been victims of rich and today my leader of the middle class should do some thing for them.

(interruption)

I am surprised that a Parlimentary Secretary, in order to show his flattery, is opposing the motion which is for the down trodden. You must be one of those who are privileged. Today, you get up and oppose me because I am speaking on behalf of the poor and deprived people. I am not supporting the Opposition I am opposing the cut motion. It is my prerogative to bring it to the notice of the Leader of the House to come up with suggestions and to do something for the down trodden and poor people of those districts and restore their rights. This is my plea and I hope I have the blessing of all the House. I tell you, if you will give me this blessing for the sake of those poor people, they will give you their blessings and consequently you will be blessed by God.

جناب سپیکر: یہ خانزادہ صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں تھا خانزادہ صاحب اپنا حق کٹ موشن کی مخالفت کرنے کے لئے استعمال کرنا چاہتے تھے۔ لیکن اب دیکھنا یہ ہے کہ خانزادہ صاحب نے Cut Motion کی مخالفت کی ہے یا حمایت کی ہے۔

جناب غلام سرور خان: جناب والا۔انہوں نے میری Cut Motion کی حمایت کی ہے۔

جناب تاج محمد خانزادہ: جناب والا! حضور پاکؐ کے وقت میں جب کافر خدا کے حکم سے آتے تھے اور وہ مطمئن ہوتے تھے تو وہ مسلمان ہو جاتے تھے تو جناب والا! سرور خان صاحب کو بھی مسلمان کر کے اپنے ساتھ ملا لیں۔

جناب غلام سرور خان: جناب والا۔ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ میں مسلمان گھرانے میں پیدا ہوا ہوں اور میرا تعلق پاکستان پیپلز پارٹی سے ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ تعلق تا حیات رہے گا۔

جناب سپیکر: جناب وزیر آبپاشی۔ سردار صاحب' کیا آپ کچھ فرمانا چاہیں گے؟

وزیر آبپاشی: جی جناب والا!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر_____

جناب سپیکر: سردار صاحب' آپ تشریف رکھئے۔ رانا صاحب بات کرنا چاہتے ہیں میں آپ کو پھر دعوت دیتا ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں سرور خان صاحب کی بات آگے بڑھاتے ہوئے گزارش کروں گا کہ اس مد میں 24 کروڑ 70 لاکھ 74 ہزار 610 روپے کی اچھی خاصی رقم خرچ کی گئی ہے۔ لیکن جناب والا دیکھنا یہ ہے کہ یہ رقم کس طرح سے خرچ کی گئی ہے یہ وہی سرکار کی پالیسی ہے جس طرح سے دیگر مدوں پر پیسہ خرچ کیا گیا ہے۔ نمبر1 میں یہ ہے کہ

Payment of rent of Office Buildings, Water observation division Karachi.

وہ رقم ایک لاکھ 20 ہزار روپے ہے۔ اسی طرح سے جناب والا نمبر2 پر ہے

Payment of rent of Office Buildings of Scrap-I Circle, Lahore.

اور یہ رقم ایک لاکھ 10 ہزار 580 روپے ہے تو جناب یہ 2 لاکھ 30 ہزار 580 روپے کی جو رقم ہے یہ ساری کی ساری اس سلسلے میں رکھی گئی ہے کہ یہ جو دفاتر کی عمارات تھیں ان کا کرایہ دیا گیا ہے۔

(مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری)

اب اس میں دیکھنے والی جو بات ہے وہ یہ ہے کہ جب سالانہ بجٹ پیش کیا گیا تھا تو کیا یہ ان دفاتر کو بھول گئے تھے کہ یہ دفاتر کرائے پر چل رہے ہیں اور ان کا کرایہ بھی ادا کرنا ہے اور اگر یہ بعد میں لئے گئے ہیں تو پھر اتنے مختصر وقت کا اتنا زیادہ کرایہ ہے۔

جناب والا! ہوتا یہ ہے کہ یہ جو محکمے کے آفیسران ہیں وہ پہلے خورد برد کر کے رشوت اکٹھی کر کے کوٹھیاں بنا لیتے ہیں اور پھر وہ خود ہی کرایہ کا تعین کرنے والے ہوتے ہیں اور خود ہی وصول کرنے والے ہوتے ہیں اور وہ مکان یا وہ جگہ جو کہ دوسری صورت میں ہزار یا پندرہ سو یا دو ہزار میں کرایہ پر چڑھنے والی ہوتی ہے اس کا وہ دس دس پندرہ پندرہ ہزار روپیہ کرایہ وصول کرتے ہیں اس طرح وہ گورنمنٹ کا اور عوام کا پیسہ ضائع کرتے ہیں۔ جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ جن لوگوں سے ان دفاتر کے لے جگہ لی جاتی ہے ان کے بھی کوئی کوائف اکٹھے کئے جانے چاہئیں تاکہ پتہ چلے کہ یہ کس آفیسر کی کوٹھی ہے۔ کس کے بیٹے کے نام پر ہے۔ کس کے بھائی کے نام پر ہے یا کس کے بچوں کے نام پر ہے۔ اس طرح سے اس میں صرف گورنمنٹ سے ناجائز فائدہ حاصل کرنے کے لئے یہ سلسلہ شروع کیا ہوا ہے۔ جناب سپیکر! اس میں ایسی کوئی تفصیل نہیں ہے کہ کتنے دفاتر ہیں؟ کتنی Premises ہیں؟ اور کن کا کتنا کرایہ ہے؟ کتنا ماہانہ کرایہ ہے تو یہ سارا اس لئے چھپایا گیا ہے کہ اس سے یہ نہ ثابت ہو سکے کہ یہ کرایہ جو ہے یہ کتنے گنا زیادہ ادا کیا جا رہا ہے اگر یہاں پر کسی Premises کی تفصیلات دے دی جاتیں یا یہ بتا دیا جاتا کہ کتنے دفاتر ہیں تو پھر یہ بات واضح ہو جاتی کہ محکمے کو نقصان پہنچانے کے لئے یہ سارا کچھ جو ہے اس طرح سے کیا گیا ہے۔ اس طرح نمبر4 پر ہے کہ

"PAYMENT TO CHAUDHRY MUHAMMAD AKHTAR SUB-DIVISIONAL OFFICER FOR MEDICAL TREATMENT." (MULTAN)

یہ 97 ہزار 790 روپے ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

اس طرح نمبر3 پر ہے کہ

"PAYMENT TO MR. MUHAMMAD NAWAZ SUB-DIVISIONAL OFFICER FOR MEDICAL TREATMENT." (LAHORE)

یہ ایک لاکھ روپے ہے۔ اب یہ ایک لاکھ 97 ہزار 790 روپے تقریباً" دو لاکھ روپے کی رقم بن جاتی ہے۔ اس میں کوئی تفصیل نہیں دی گئی کہ آیا یہ جو آفیسران تھے کیا یہ اتنے ہی غرب تھے ٹھیک ہے اگر گورنمنٹ یا محکمہ کسی آدمی کے علاج معالجے کے لئے اس کی کوئی مدد کرنا چاہتا ہے تو اس میں کوئی

حرج والی بات نہیں ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ جس ملک میں لوگ 10 روپے کی دوائی کے لئے ترستے ہوں۔ جس ملک میں لوگوں کو بیماری کے دوران دوائی میسر نہ ہو تو اس ملک میں پھر ایک ایک آدمی کے اوپر ایک ایک لاکھ روپیہ صرف علاج کے سلسلہ میں خرچ کر دینا اور پھر اس کی تفصیل بھی نہ دینا کہ آیا ان کے لئے یہ ضروری تھا وہ اتنے ہی غریب تھے کہ وہ اپنا علاج نہیں کروا سکتے تھے یا کس طرح سے انہیں ضروری تھا کہ یہ اتنی خطیر رقم جو ہے یہ out of the way جا کر انہیں دی گئی ہے۔ یہ باتیں ظاہر کرتی ہیں کہ ان آفیسران سے کوئی دیگر قسم کی خدمات لی جاتی ہیں اور پھر انہیں نوازنے کے لئے ان کے ساتھ اس قسم کی مہربانیاں کی جاتی ہیں۔

اس طرح نمبر 5 پر ہے کہ:

PROVISION OF FUNDS FOR M&R (EMERGENT WORKS) REPAIR AND MAINTENANCE OF DURABLE GOODS & WORKS."

یہ ساڑھے چھ کروڑ روپے کی رقم ہے۔ اب یہ اتنی بڑی رقم ہے اور اس کی بھی کوئی تفصیل نہیں دی گئی کہ کس بات کی Maintenanec انہوں نے کروائی ہے؟ کتنی ان کی تعداد تھی؟ یہ سیدھی سیدھی ساڑھے چھ کروڑ روپے کی رقم ہے اور یہ اتنا لکھ دیا ہے کہ Repair and Maintenance اور یہ ہو سکتا ہے کہ جن چیزوں کی دیکھ بھال پر ساڑھے چھ کروڑ روپیہ خرچ کیا ہے اتنی رقم میں وہ نئی خریدی جا سکتی تھیں تو یہ بھی سارا خورد برد کا چکر ہے۔ کوئی اس میں تفصیل نہیں ہے۔ اس میں کچھ بتایا نہیں گیا ہے کہ یہ رقم کہاں پر خرچ ہوئی ہے؟ کن چیزوں کی خرید یا Repair or Maintanance پر خرچ کی گئی ہے؟

اسی طرح نمبر 6 پر ہے کہ:

"PAYMENT OF SALARIES TO WORK CHARGE ESTABLIAHMENT." OF IRRIGATION, MUGHAL PURA, DIVISION, LAHORE."

تو میں وزیر موصوف کی توجہ اس جانب مبذول کراؤں گا کہ یہ جو ورک چارج کا سسٹم ہے یہ کلیتاً" فراڈ ہے۔ یہاں پر اس کے لئے 10 لاکھ کی رقم رکھی گئی ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ یہ ورک چارج پر کسی کو نہیں لگاتے کسی کو تنخواہ نہیں دیتے۔ بات صرف یہ ہے کہ وہ آدمی ان کے اپنے ہوتے ہیں۔ کوئی ان کے اپنے گاؤں کا ہوتا ہے۔ کچھ وہیں سے اکٹھے کر لیتے ہیں۔ یہ اپنے پاس صرف ان کے نام اور ولدیت لکھ لیتے ہیں۔ وہ کام پر قطعی نہیں جاتے اگر وہ تھوڑا بہت کام کرتے بھی ہیں تو ان آفیسران کی کوٹھیوں پر کرتے ہیں اور مہینے کے بعد آدھی تنخواہ ان کو دے دی جاتی ہے اور آدھی تنخواہ آفیسران کی جیب

میں چلی جاتی ہے۔ تو یہ ایک Clear cut Fraud ہے۔ خوردبرد ہے اور اس سے کوئی مقصد حاصل نہیں ہوتا۔ اس سلسلہ میں یہ دس لاکھ کی اتنی بڑی رقم رکھی گئی ہے اور اس کی کوئی تفصیل نہیں ہے کہ کن لوگوں کو ورک چارج پر رکھا ہے اور ان لوگوں کے ورک چارج پر ہوتے ہوئے کیا کام کیا گیا ہے؟ یہ صرف دس لاکھ کی رقم ہے تو اس سلسلہ میں نہ کوئی ورک چارج پر کسی کو رکھا گیا ہے نہ کسی نے کوئی کام کیا ہے۔ یہ صرف ایک خورد برد کرنے کا بہانہ ہے۔ تو جناب سپیکر اس سلسلے میں میری وزیر موصوف سے یہ گزارش ہو گی کہ اب تو انہوں نے جو کر لیا ہے وہ کر لیا ہے آئندہ کے لئے کم از کم یا جو ورک چارج پر جن آدمیوں کو لگایا جاتا ہے ان کی کوئی فہرست ہونی چاہئے۔ ان کا کوئی ریکارڈ ہونا چاہئے اور اس سلسلے میں بھی کوئی ریکارڈ ہونا چاہئے کہ وہ لوگ کیا کام کرتے ہیں؟ ان لوگوں نے کن کن منصوبوں پر کام کیا ہے تاکہ یہ پتہ چل سکے کہ آیا واقعی اس سلسلے میں کوئی کام ہوتا ہے اور واقعی کسی آدمی کو رکھا بھی جاتا ہے یا نہیں؟

اس کے بعد نمبر8 پر ہے کہ:

"TRAINING CANDIDATE ZILADARS" SARGODHA REGION

اسی طرح نمبر9 پر ہے کہ _____

"TRAINING CANDIDATE ZILADARS" MULTAN REGION

یہ تقریباً" کوئی ایک لاکھ 77 ہزار 100 روپے کی رقم بنتی ہے۔

میاں منظور احمد موحل: پوائنٹ آف آرڈر _____ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ سپیکر صاحب فیصلہ دے گئے ہیں کہ چونکہ ان کو پتہ نہیں تھا تو ہم Rules Relax کرتے ہیں لیکن یہ بات Relax نہیں کی گئی کہ انہوں نے Specific Grivances کو Touch کرنا ہے۔ یہ تو پوائنٹ وائز ساری ڈیمانڈ میں جو باتیں ہیں آئٹم 1,2,3 یہ تمام پر سیر حاصل بحث کر رہے ہیں تو میرے خیال میں یہ نہیں ہونا چاہئے۔ جو انہوں نے وہاں لکھا ہے Specific Grievances کے دائرہ کے اندر محدود رہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: موحل صاحب! اس بارے میں پہلے فیصلہ ہو چکا ہے۔

میاں منظور احمد موحل: جناب سپیکر! وہ فیصلہ یہ ہوا تھا کہ ان کی Cut Motions قابل قبول ہیں۔ ان پر یہ بحث کر لیں لیکن یہ نہیں ہوا ہے کہ میدان کھلا ہے جدھر چاہیں بھاگتے پھریں۔ ان کو محدود طریقے میں اپنی بحث کا آغاز کرنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی رانا صاحب! آپ اپنی جو Cut Motion ہے اس کے دائرہ کار میں رہتے ہوئے اپنی بات جاری رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں اس سلسلہ میں گزارش کروں گا کہ موحل صاحب جب بات کرتے ہیں وہ خود ہی بھول جاتے ہیں اور خود ہی پھر اپنی بات کی تردید شروع کر دیتے ہیں۔ پہلے انہوں نے یہ کہا تھا کہ ____

جناب ڈپٹی سپیکر: میں معزز ممبر سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ اپنی Cut Motion کے بارے میں بات جاری رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان: Thank you Sir!

میں یہ بات کر رہا تھا کہ یہ کوئی تقریباً" ایک لاکھ 77 ہزار 100 روپے کی رقم بنتی ہے اور یہ سمجھ نہیں آرہی کہ یہ کون سے امیدوار ہیں اور کہاں یہ تربیت لے رہے ہیں اتنی بڑی رقم تقریباً" پونے دو لاکھ روپے کے قریب جو قوم کا سرمایہ ہے وہ ان پر خرچ کیا جا رہا ہے۔ یہ کب سے تربیت حاصل کر رہے ہیں؟ کس سلسلے یہ تربیت لے رہے ہیں؟ جناب سپیکر! یہ وہی بات ہے کہ کچھ لوگوں کو جن کے لئے نہ کوئی جگہ تھی' جن کے لئے نہ کوئی آسامی تھی' صرف ان لوگوں سے' ان علاقوں میں ووٹ حاصل کرنے کے لئے' ان کو تقرر نامے دھڑا دھڑ پکڑا دیئے گئے اور اس کے بعد ان کو کسی ٹریننگ سکول میں پہنچا دیا گیا کہ جناب یہاں پر آپ ٹریننگ کریں اور ان کا نہ کوئی مقصد ہے نہ ان کے لئے کوئی آسامی ہے نہ ان کے لئے کوئی کام کرنے کو ہے۔

جناب شوکت داؤد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی داؤد صاحب!

جناب شوکت داؤد: جناب والا! یہ رول 117 جو ہے اس میں یہ لکھا ہے کہ ____

سپیکر اس امر کا فیصلہ کرے گا کہ آیا تخفیف زر کی کوئی تحریک قواعد ہذا کے تحت قابل پذیرائی ہے یا نہیں اور وہ کسی بھی تحریک کو پیش کئے جانے سے روک سکتا ہے۔ اگر اس کی رائے میں تخفیف زر کی تحریک پیش کرنے کے حق کا غلط استعمال ہوا ہو یا اس کے ذریعہ ایوان کے طریقہ کار میں رکاوٹ پیدا کرنا یا معترانہ ڈالنا مقصود ہو یا وہ قواعد ہذا کے متناقض ہو۔

تو اس میں انہوں نے ہر تحریک پر سوائے اس کے کہ ایوان کا وقت ضائع کیا جائے اور اس میں

حکومت پر تنقید کی جائے اس کے علاوہ اس میں کوئی خاص بات نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: داؤد صاحب! اس بارے میں پہلے فیصلہ ہو چکا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی فرمائیے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جو باتیں یہاں پر درج ہیں میں انہی کے حوالے سے تنقید کر رہا ہوں اور آپ بھی اس بات کو نوٹ کریں کہ جب بھی میں کوئی بات کرنے کے لئے اٹھتا ہوں تو Intentionally Interuppt کیا جاتا ہے اور مجھے لگتا ہے کہ وزیر قانون اس بات کو Mannage کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں گزارش کر رہا تھا کہ یہ اس طرح سے کسی کو ضلعدار بنا دیا کسی کو پٹواری بنا دیا کسی کو نائب تحصیل دار بنا دیا۔ نہ کوئی وہاں پر آسامی تھی نہ وہاں پر کوئی آفس تھا تو یہ سب لوگ ٹریننگ سکول میں پہنچائے ہوئے ہیں۔ بات صرف وہی تھی کہ الیکشن میں لوگوں سے Cerrupt Measures کس طرح سے حاصل کرتے ہیں۔

نمبر 10 پر ہے کہ _____

ADDITIONAL APPROPRIATION REQUIRED IN THE DIRECTORATE OF LAND RECLAMATION.

جناب سپیکر! اب ایک نئی اصطلاح سننے میں آرہی ہے کہ Pay of other staff اب یہ کونسا other staff ہے۔ یعنی محکمے میں کوئی ایسا سٹاف بھی ہوتا ہے کہ جسے other staff کا نام دیا جاتا ہے اور اسی سلسلے میں جناب کافی بڑی رقم ہے یہ تقریباً" پونے پانچ لاکھ روپے کی رقم بنتی ہے۔ اب اس سٹاف کی کوئی تفصیل نہیں ہے یہ معلوم نہیں ہے کہ یہ other staff کونسا یہاں پر آگیا ہے۔ جناب والا! ہوا یہی ہے کہ عام عملہ انتخابات کے دوران ہی رکھا گیا تھا اور جب انتخابات ہو گئے ان لوگوں سے ووٹ لے لئے گئے تو پھر ان کو دوڑا دیا گیا۔ یہ جو اتنا بڑا مطالبہ زر پیش کیا جا رہا ہے جس طرح میں نے نمبر شمار کے حساب سے بتایا ہے یہ سراسر قوم کا پیسہ ضائع کرنے والی بات ہے۔ اس سے کوئی مثبت کام نہیں ہوا' اس لئے میری اس معزز ایوان سے یہ گزارش ہے کہ اس مطالبہ زر کو منظور نہ کیا جائے اور وزیر موصوف سے بھی یہ گزارش ہے کہ یہ جن باتوں کی نشاندہی کی گئی ہے ان کی تفصیلات آئندہ کے لئے بھی فراہم کرنی چاہئیں اور اب جبکہ وہ یہ تفصیلات مہیا نہیں کر سکے تو انہیں چاہئے کہ وہ منظور نہ کروائیں۔ شکریہ۔

رانا اکرام ربانی: جناب والا! میں نے بھی اس پر بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بھی بات کرنا چاہیں گے۔

رانا اکرام ربانی: میں معذرت خواہ ہوں کہ مجھے جو بات کرنی تھی وزیر موصوف کو اس کے لئے اٹھنا اور بیٹھنا پڑتا ہے۔ ایک پالیسی جو تقریباً" ہر محکمے میں پائی جاتی ہے' اس محکمے میں بھی وہی بات ہے جو میں ابھی Point out کروں گا ہر محکمے میں آفیسرز کی Grouping ہے۔ اس کی سیاسی وجہ بھی ہوتی ہے اور بعض اوقات ان کے آپس کے جھگڑے کی وجہ سے محکمے کو نقصان ہوتا ہے' حکومت پنجاب کے خزانے کو نقصان پہنچتا ہے اور بہت سی ایسی سکیمیں جو اپنے وقت پر مکمل ہونی چاہئیں وہ طوالت کا شکار ہو جاتی ہیں اور عوام کا بیشتر حصہ ان فوائد سے محروم رہ جاتا ہے اور ایسے اقدامات ان کی اپنی حکومت نے کئے ہوتے ہیں۔

The top heirarchy of the Punjab Irrigation Department favoured its chosen contractor by giving a contract of more than rupees seventy million sanctioned for the construction of a protective "bund" to save Klore Kot city from the erosion of river Indus.

جناب والا! اس میں پوری کہانی ہے۔ یہ جو پراجیکٹ تھا اس کی Asian Development Bank کی طرف سے رقم ملی اور Pre qualification کے لئے ٹینڈر مانگ لئے گئے اور پھر گڑبڑ کرنے کے لئے Chain بنائی جاتی ہے' جب یہ دیکھا کہ اس میں ہماری پسند کا بندہ Fit نہیں ہو رہا تو اس سارے Project کو اس کی حدود سے نکال کر کسی اور Jurisdiction میں ڈال دیا گیا اور اس طریقے سے یہ سارا معاملہ طوالت کا شکار ہوتا گیا اور پھر آخرکار ان کی جو Scheme of Work تھی اس کے ذریعہ سے اپنے اس ٹھیکیدار کے پاس 70 لاکھ کا Project پہنچایا گیا ہے اور پھر اس کے لئے تین پارٹیوں کا Pool بنایا گیا۔ جس میں ایک کوئی سابق ایم این اے کے عزیز ہیں' Anti Corruption Department کے کوئی جاننے والے ہیں اور اس طرح ایک اور سیاسی شخصیت کا نام اس میں لکھا گیا ہے جناب والا! اس خبر کے حوالے سے میں اس محکمے میں پائی جانے والی بے قاعدگی کو Point-out کرنا چاہتا ہوں۔ اسی حوالے سے میں وزیر آبپاشی سے بھی یہ گزارش کروں گا کہ کٹ موشن کے ساتھ جو کچھ ہونا ہے وہ تو ہمیں بھی پتہ ہے لیکن اس قسم کی چیزیں جو عوام کے مفادات کو نقصان پہنچاتی ہیں۔ اس طرح کے Project میں تاخیر ہو جانے کی وجہ سے فنڈز بھی ضائع ہو جاتے ہیں۔ میں نے کل بھی یہ گزارش کی تھی اور وزیر خزانہ نے میری بات سے اتفاق نہیں کیا تھا۔ بہت سے فنڈز ایسے ہوتے ہیں جن کے لئے Agencies Grant

International دیتی ہیں ان کا نتیجہ معیار کے مطابق نہ ملنے کی وجہ سے یا وقت پر مکمل نہ ہونے کی وجہ سے فنڈز Lapse ہو جاتے ہیں۔ یہ بھی صوبہ کے عوام ہی کا نقصان ہے اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ آئندہ اس پر توجہ دی جائے۔ جناب والا! اگر کسی بھی محکمے کی Token cut کر دی جائے تو آنے والے وقت میں پورا محکمہ Alert رہے گا اور وزیر موصوف بھی محکمے کی کارکردگی بہتر پائیں گے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اور کوئی صاحب اس پر تقریر کرنا چاہے گا؟

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! اس ضمن میں' میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ غلام سرور خان صاحب نے خان پور ڈیم کے چینل کے بارے میں یہاں ذکر فرمایا ہے۔ ان کی معلومات کے لئے میں آپ کی وساطت سے عرض کرتا ہوں وہ چینل محکمہ آبپاشی پنجاب نے تعمیر نہیں کی وہ واپڈا نے تعمیر کی ہے اور تعمیر کے بعد Maintenance کے لئے وہ محکمہ انہار پنجاب کو منتقل کر دی گئی ہے۔

اسی طرح جناب رانا ثناء اللہ خان صاحب نے ایک ایک لاکھ روپیہ میڈیکل کے اخراجات کے بارے میں ذکر فرمایا تھا ویسے بھی سرکاری ملازمین کا قانونی حق ہوتا ہے اور ان دو کیسیز کے متعلق میں عرض کروں گا کہ یہ open heart surgary کے کیسیز تھے اس پر یہ رقم خرچ ہوئی ہے جناب والا! یہ Cut Motion پیش کی گئی ہے مطالبہ ہے 24 کروڑ 70 لاکھ 74 ہزار 610 روپے کا۔ اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ اس میں سے بیشتر رقم 18 کروڑ 16 لاکھ 5 ہزار 3 سو 32 روپے جو کہ کل رقم کا 75.52 فیصد بنتا ہے۔ دوران سال تنخواہوں اور الاؤنسز میں جو اضافہ کیا گیا یہ رقم اس پر خرچ ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ جو دوسری بڑی رقم ہے وہ ساڑھے چھ کروڑ روپے کی ہے۔ یہ رقم کل رقم کا کوئی 26.30 فیصد بنتی ہے۔ نہروں کے حفاظتی پشتوں پر یہ رقم خرچ کی گئی اور ہنگامی حالات میں خرچ کی گئی مرمت اور حفاظت کے لئے خرچ کی گئی۔ اسی رقم میں تونسہ بیراج down stream کا فرش damage ہو گیا تھا جو کہ close period میں صرف معلوم ہو سکتا ہے اور اس پر یہ رقم خرچ ہوئی ہے۔ اسی طرح دریائے سندھ اور دریائے چناب کے ملتان زون کے ایریا میں خاص طور پر جہاں دریا کے حفاظتی بند یا پشتے بھی آتے ہیں اس پر یہ رقم خرچ کی گئی ہے۔ جو کہ محکمے کی طرف سے مطالبہ تھا وہ تو غالباً" 64 کروڑ روپے سے بھی کچھ زیادہ تھا۔ لیکن ہمیں اس کے عوض 24 کروڑ چھ لاکھ روپے دیا گیا ہے یہ جو ہنگامی اخراجات ہوتے ہیں یہ میں اب بھی سمجھتا ہوں کہ یہ ناکافی ہیں اس لئے جناب والا میں اس Cut Motion کی مخالفت کرتا ہوں اور اس ڈیمانڈ کو قبول کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ :-

"24 کروڑ 70 لاکھ 74 ہزار 610 روپے کی کل رقم بسلسلہ مد نمبر9 آبپاشی و بحالی اراضی میں ایک سو روپے کی کمی کر دی جائے"

(تحریک نا منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ :

"ایک ضمنی رقم جو 24 کروڑ 70 لاکھ 74 ہزار 610 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے۔ جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈز سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد آبپاشی و بحالی اراضی برداشت کرنا پڑیں گے"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

وزیر خزانہ: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ :-

"ایک ضمنی رقم جو 34 کروڑ 96 لاکھ 91 ہزار 380 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کے کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد پولیس برداشت کرنا پڑیں گے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ :-

"ایک ضمنی رقم جو 34 کروڑ 96 لاکھ 91 ہزار 380 روپے۔ متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد پولیس برداشت کرنا پڑیں گے"

رانا ثناء اللہ خاں: میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مطالبہ زر نمبر12 میں ایک تخفیف زر کی کٹوتی جناب رانا اکرام ربانی' سید چراغ اکبر شاہ' رانا ثناء اللہ خاں' خانزادہ ضرغام خاں خاکوانی' ملک اقبال احمد خاں لنگڑیال اور جناب غلام سرور خاں اور جناب علی حسن رضا قاضی صاحب کی طرف سے پیش کی گئی ہے۔ کون صاحب

کٹوتی کی تحریک پیش کریں گے۔

رانا ثناء اللہ خاں: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ :-

"34 کروڑ 96 لاکھ 91 ہزار 380 روپے کی کل رقم بسلسلہ مد نمبر12 "پولیس" میں ایک سو روپے کی کمی کر دی جائے اور حکومت کی ناکامی کو زیر بحث لایا جائے نیز اخراجات کے صرف سرمایہ کو بہتر بنایا جائے"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ :-

"34 کروڑ 96 لاکھ 91 ہزار 380 روپے کی کل رقم بسلسلہ مد نمبر12 پولیس میں ایک سو روپیہ کی کمی کر دی جائے اور حکومت کی ناکامی کو زیر بحث لایا جائے نیز اخراجات کے صرف سرمایہ کو بہتر بنایا جائے"

وزیر خزانہ: جناب والا! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی رانا صاحب۔

رانا ثناء اللہ خاں: جناب سپیکر! اس سلسلہ میں' میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ اتنی بڑی رقم پولیس کی مد میں سالانہ بجٹ سے ہٹ کر خرچ کی جا رہی ہے۔ وہ رقم جو صوبہ کے عوام کی ہے اسے پولیس پر خرچ کیا جا رہا ہے جبکہ اس کا صوبے کے عوام کو اور شہریوں کو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ جیسے کہ میں نے کل بھی عرض کیا تھا کہ Privatization پالیسی کے تحت پولیس کو پہلے ہی نجی شعبے کے حوالے کیا جا چکا ہے۔ اور اس کا تمام کنٹرول چیف منسٹر کی بجائے کرائم کنٹرول کمیٹی کے سپرد ہے۔ جس کو قبضہ گروپ کہنے پر میرے ایک دوست نے اعتراض کیا تھا۔ تو اب اگر اس قبضہ گروپ نے ہی پولیس سے سارے کام لینے میں اور پولیس سے لوگوں کی جائیدادوں پر قبضے کروانے میں جھگڑے والی جائیدادیں خرید کر بعد میں بذریعہ پولیس خالی کروانا ہے اور جو آدمی اعتراض کرے اس کی پولیس سے مرمت کروانی ہے۔ اس سلسلہ میں حکومت کا کوئی دخل ہی نہیں ہے۔ ایس ایس پی براہ راست چیئرمین کرائم کنٹرول کمیٹی کے سامنے جوابدہ ہے۔ وہ اس ایوان کو جوابدہ نہیں ہیں وہ وزیر اعلیٰ کو جوابدہ ہیں۔ تو پھر اتنی بڑی رقم کے مصرف کا کیا تک بنتا ہے کہ یہ لوگوں کی جیبوں سے لے کر خرچ کیا جائے۔ کیوں نہ اتفاق اپنے بجٹ میں سے اس پر خرچ کرے؟ کیوں کہ یہ سارا فائدہ تو انہیں کو پہنچ رہا ہے۔ عوام کو تو اس کا کوئی فائدہ پہنچ نہیں رہا کہ عوام کی جیبوں سے اتنی بڑی رقم اس مد میں دی جائے۔ اس سلسلہ میں یہ عرض کروں گا کہ اس رقم کو جس انداز سے خرچ کیا گیا ہے اور اس بات کو

مثالوں کے ساتھ واضح کیا جا سکتا ہے کہ پولیس اس ملک کے شہریوں کو اور اس صوبے کے شہریوں کو تحفظ دینے میں کلیتاً" ناکام رہی ہے۔ وہ صرف اس مخصوص گروپ اور مخصوص لوگوں کا تحفظ کر رہی ہے اور اسکے ذاتی ملازمین کے طور پر سارا کام کر رہی ہے۔ اس سلسلہ میں ایک اور بات قابل توجہ ہے قائد ایوان ایوان سے اٹھ کر چلے گئے ہیں یہ خاص طور پر ان سے متعلقہ Creation of posts for judicial lock up MIAN CHANU اب تک ہم نے یہی سنا تھا کہ میاں چنوں سکولوں کو اپ گریڈ کیا جا رہا ہے میاں چنوں میں فلاں ڈویلپمنٹ کی جا رہی ہے۔ تو یہ up Judicial lock کے لئے 2 لاکھ 25 ہزار 740 روپے اور کل رقم 3 لاکھ 87 ہزار 940 روپے بنتی ہے۔ ہم تو یہ سمجھتے تھے کہ درویش وزیراعلیٰ بننے کے بعد وہاں پر تو اس قسم کا مسئلہ رہے گا ہی نہیں تو کیا وہاں پر جرائم بڑھ گئے ہیں یا ویسے ہی لوگوں کو پکڑ کر Judicail lock up میں بند کرنے کی ضرورت پڑ گئی ہے یا کوئی مخالفین کو زیر بار کرنے کا چکر پڑ گیا ہے اگر وہاں پر اتنی ہی Emergency تھی کہ Judicial lock up کے لئے وہاں پر Creation کرنی تھی وہ سالانہ بجٹ میں ہو جاتی۔ سالانہ بجٹ میں تو اس کی ضرورت نہیں تھی اگر یہ فوری طور پر ضرورت پڑی ہے تو اس سے یہی لگتا ہے کہ لوگوں کو Judical lock up میں بند کرنے کا سلسلہ درویش وزیراعلیٰ نے شروع کیا ہوا ہے میری گزارش ہے کہ اس سلسلہ کو بند کیا جائے نمبر2 پہ دیا گیا ہے کہ

Creation of posts of new districts of Pakpatan and Narowal

اس سلسلہ میں 13 لاکھ 99 ہزار - یہ کوئی چودہ لاکھ کی رقم بنتی ہے۔ یہ اتنی بڑی رقم بنتی ہے پاک پتن کو اور نارووال کو ضلع صرف اس لئے بنایا گیا تھا کہ ایک جگہ سے ضمنی الیکشن اور دوسری جگہ سے عام الیکشن جیتا جائے یہ واضح طور پر حکومت کی سودے بازی تھی تو یہ سودا تو ان لوگوں نے اپنے مقصد کے لئے کیا تھا کہ فلاں جگہ کو ضلع بنا دیں وہی ضلع ہے وہی تحصیل ہے وہی تھانہ ہے ایک ہی تحصیل میں سارا سلسلہ چل رہا ہے وہاں کوئی ضلع بنانے کی ضرورت نہیں تھی صرف اس لئے بنایا گیا کہ وہاں سے الیکشن کا رزلٹ حاصل اپنے حق میں کیا جائے اور اسی طرح سے نارووال ہے نارووال کا تو اعلان بھی اس وقت کیا گیا تھا جب الیکشن کی مہم جاری تھی اور الیکشن مہم کے دوران وہاں پر وزیراعظم صاحب تشریف لے گئے تھے اور انہوں نے ضلع کے لئے اعلان کیا تھا یہ 14 لاکھ کی رقم غریبوں کے خون پسینے کی کمائی ہے جس کو انہوں نے صرف اپنے مفادات کے لئے غیر قانونی طریقے سے اور بدعنوانی سے خرچ کیا ہے۔

اس کے آگے ہے Purchase of jceps for Police Deptt یہ 8 لاکھ 70 ہزار روپے کی رقم

ہے اس کے لئے کونسی ایمرجنسی کی ضرورت پڑ گئی تھی یہ بھی سالانہ بجٹ میں رقم رکھی جا سکتی تھی کوئی ناگزیر وجہ یہاں پر درج نہیں ہے کون سی ناگزیر وجہ تھی کہ جس کے لئے اتنی خطیر رقم سے جیپیں خریدی گئیں اس کے بعد نمبر5 پر

Maintinance of Law and Order during General Election Commodities and Services

ہیں۔ یہ تقریباً" 6کروڑ روپے کی رقم ہے۔

اس کے بعد سر اس مد میں' یہ قابل توجہ ہے کہ آگے جا کر پھر13 لاکھ 79 ہزار روپے ہے' پھر اسی طرح سر ایک جگہ پر 71 ہزار روپے ہے پھر ضلع پولیس میں سر کوئی تقریباً" 20 کروڑ روپے کے برابر رقم ہے جوکہ اس میں ڈالی گئی ہے Other Allowances میں اب جناب والا وہ کونسے Other Allowances ہیں ان کی کیا تفصیل ہے وہ کہاں کہاں پر دیئے گئے ہیں وہ کس نے لئے ہیں اس کے متعلق بالکل کوئی تفصیل نہیں ہے یہ 20 کروڑ روپے کی رقم جو ہے یہ اگر خورد برد نہیں کی گئی تو پھر ہوا کیا ہے۔ Commodities وہی ہوں گی جو پچھلے سال 20 کروڑ روپے میں' اس سے پچھلے سال بھی اور اب پھر' یعنی اتنی بڑی رقم خرچ کی جائے اور پھر اس کے متعلق کوئی تفصیل بھی نہ بتائی جائے صرف ایک Commodity ہو' Commodities میں تو سر ہزاروں لاکھوں چیزیں آتی ہیں اور وہ کہاں خریدی گئی ہیں اس کے متعلق کوئی تفصیل نہیں ہے اور جو 20 کروڑ روپے کی رقم اس مد میں خرچ کی گئی ہے اب سر نمبر6 میں

Creation of posts for the strengtheing of Baloch levy D.G.Khan

اب سر اس سلسلہ میں 34 لاکھ 73 ہزار 320 روپے کا مطالبہ زر ہے یہ یہاں پر درج نہیں ہے کہ for the strengthening of Baloch levy یہ کیا انہوں نے ان کو strengthen کیا ہے۔ یہ جناب ان کو انہوں نے رشوت دی ہے یا ان کو انہوں نے کیا خرید کر دیا ہے اس کی یہاں پر کوئی تفصیل نہیں ہے اور یہ ان کو strengthen کرنے کے لئے یہ 34 لاکھ روپے کی رقم جو ہے' بالکل اس صوبے' ملک اور یہاں پر بسنے والے لوگوں کے ساتھ جن سے یہ ٹیکس لیا جاتا ہے' جن سے یہ رقم وصول کی جاتی ہے ان کے ساتھ یہ سراسر زیادتی ہے۔ اسی طرح یہاں پر میں نے پہلے بھی ایک مطالبہ زر میں سپیشل برانچ کا ذکر کیا تھا کہ انہوں نے' بے گناہ لوگوں کو الٹا لٹکانے کے لئے سپیشل برانچ بنائی ہوئی ہے اور اس سپیشل برانچ کے لئے انہوں نے پہلے تو سر تنخواہ کا تقریباً" کوئی 13 لاکھ 24 ہزار 950 روپے کا مطالبہ ہے پھر جناب Regular Allowances آ جاتے ہیں چلو وہ بھی ٹھیک ہوا other allowances' وہ پتہ نہیں کہ other allowances کیا ہیں' یہ other term میں نے پہلے

بھی پوائنٹ آؤٹ کی تھی لیکن اس پہ متعلقہ وزیر موصوف نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا تو یہ other allowances کہاں سے آجاتے ہیں۔ other allowances جو ہیں یہ other Services کے سلسلے میں دیئے جاتے ہیں جو کہ ill Legal Services ہیں' جو Carrupt Measure Adopt کرنے کے لئے اور پولیس سے غلط کام کرواتے ہیں جیسا کہ میں نے پہلے ذکر کیا تھا کہ جھگڑے والی جائیدادیں خرید لیں اور اس کے بعد پولیس کے ذریعے قبضہ لے لیا۔ لوگوں کی اراضی پر ناجائز قبضہ کرنے کے لئے یہ پچھلے دنوں کی بات ہے کہ ایک اے سی کو جو جناب! اے سی' صدر لاہور تھا' یہ کسی کو پتہ نہیں کہ لاہور کے ضلع میں' لاہور کے شہر میں کن لوگوں کو تعینات کیا جاتا ہے جو کہ خاص منظور نظر ہوتے ہیں' لیکن سر وہ معاملہ یہ ہوا کہ بڑا قبضہ گروپ جو تھا اس نے کہا کہ یہ چھوٹا قبضہ گروپ جو ہے' یعنی اس سے بڑا قبضہ گروپ کام لیتا تھا اور قبضے کرواتا تھا تو اس نے بھی درمیان میں کوئی ہیرا پھیری کر لی کچھ تھوڑا بہت کھا لیا تو جناب بڑے قبضہ گروپ کو غصہ آگیا کہ یہ چھوٹا قبضہ گروپ جو ہے یہ درمیان میں سے داؤ لگا رہا ہے تو چھوٹے قبضہ گروپ کے خلاف ایکشن ہو گیا۔ اس اے۔ سی۔ کو پکڑ لیا گیا اس نے باقاعدہ بیان بھی دیا ہے کہ جناب میں تو انہی کے کہنے پر سارا کچھ کرتا رہا ہوں تو یہ جو other allowances ہیں جو اس قسم کے قبضے کروائے جا رہے ہیں اور اس میں جناب سول انتظامیہ ملوث ہے پولیس ملوث ہے اور ان سے یہ کروایا جا رہا ہے یہ حکومت کروا رہی ہے یہ کرائم کنٹرول کمیٹی کروا رہی ہے اگر سر کرائم کنٹرول کمیٹی کا تصور اتنا ہی عزیز ہے تو پھر دوسرے صوبوں میں اس طرح کی کمیٹیاں کیوں نہیں بنائی گئیں اس لئے کہ وہاں پر کوئی شہباز شریف نہیں ہے۔ تو یہ other allowances میں 77 لاکھ 26 ہزار 5 سو روپے ہے یہ آپ دیکھیں کہ اتنی بڑی رقم ہے اور other allowances کا چکر ہے' اب یہ پتہ نہیں ہے وہ other allowances جو ہیں وہ کن کاموں کے سلسلے میں دیئے جاتے ہیں اب اس طرح آگے آجائیں یہ پنجاب کانسٹیبلری ہے یہ ہے لوگوں کو ڈنڈے مارنے کے لئے اب انہیں تنخواہ دی ہے ٹھیک ہے ملنی چاہئے Regular Allowances دیئے ہیں۔ یہ بھی ٹھیک ہیں ملنے چاہئیں' لیکن یہاں پر پھر other allowances ہیں' یہ ہاؤس میں وزیر صاحب توجہ نہیں فرما رہے جھگڑا کر رہے ہیں' ہاؤس کو in order کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی! آپ اپنی بات کو جاری رکھیں' متعلقہ منسٹر آپ کی باتوں کا جواب دیں گے۔ میں معزز ممبران سے التماس کروں گا کہ وہ مہربانی کر کے اپنی سیٹوں پر تشریف فرما ہوں۔ جی رانا صاحب ــــــ

رانا ثناء اللہ خاں: سر! یہ other allowances کے کھاتے میں پھر اتنی بڑی رقم ہے اور اس کی

کوئی تفصیل نہیں ہے' کم از کم یہی ہو جیسے باقی ہے کہ یہ تنخواہ ہے یہ Regular Allowances ہیں' یہ فلاں چیز اور یہ فلاں چیز ہے' اس میں اس کے ساتھ کوئی لفظ ہی نہیں ہے نہ آگے نہ پیچھے' بس other اس کے کھاتے میں ہے اور other کا جواب concept ہے کہ جب عدالتوں میں لوگوں کو مقدمات کے سلسلے میں آواز دی جاتی ہے تو اس میں نام other بھی لیا جاتا ہے کہ فلاں بنام فلاں اور اس کے ساتھ جو باقی ملزمان ہوتے ہیں وہ ہوتا ہے جیسے کہا جائے کہ نصراللہ ولد عبداللہ وغیرہ وغیرہ جو باقی ہیں ان کو وغیرہ وغیرہ' تو یہ جو وغیرہ وغیرہ ہے اس کا پتہ نہیں ہے کہ یہ کیا وغیرہ وغیرہ ہے۔ اب اس میں آگے ہے

Police supplied to public departments, private companies and persons.

میں نے اس سے پہلے جتنی گزارش کی ہے کہ پولیس کو قبضوں کے لئے دوسری وارداتوں کے لئے' اپنے گناہوں کے لئے' اپنے جرموں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے تو یہ انہوں نے باقاعدہ Provision کر دی ہے کہ :-

Police supplied to public departments, private companies and persons.

اب اس میں وہی سارا قبضہ گروپ ہے یعنی ان کو پولیس بھی مہیا کی جاتی ہے اور اس کے بعد پولیس کا خرچہ لوگوں سے وصول کیا جاتا ہے۔ یہ کتنی بڑی زیادتی ہے کہ لوگوں کے ساتھ زیادتی کرنے کے لئے پولیس کو Private Persons کو دیا جائے' پھر جب وہ ظلم کر لیں تو اس کا جو خرچہ ہے وہ بھی انہیں لوگوں سے لے کر دیا جائے' تو اس میں بھی کافی بڑی رقم ہے اس میں یہ 32 لاکھ اور کوئی 40 ہزار روپے کے قریب رقم بنتی ہے' یہ بڑی ہی زیادتی ہے کہ پولیس سے عوام کے ساتھ زیادتی کروائی جاتی ہے' عوام کو لتر لگوائے جاتے ہیں اور پھر ان کے جو الاؤنسز ہیں ٹی اے / ڈی اے اس قسم کے جو اخراجات ہیں وہ بھی یہ عوام کی جیب سے لے کر دیتے ہیں۔

اس کے آگے ہے کہ پولیس قومی رضاکار آرگنائزیشن جناب انہوں نے پولیس ٹاؤٹوں کو نوازنے کا نیا طریقہ شروع کیا ہے جو عوام کے خلاف ہر قسم کی سازشوں میں ان کے ساتھ شریک کار رہتے ہیں' کوئی قومی رضاکار عوام کی' محکمے پولیس کی

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

کوئی خدمت سرانجام نہیں دے رہے ہوتے' بلکہ ان کا بھی معاملہ ورک چارج والا ہی ہے' لوگوں کے ویسے ہی نام لکھ دیئے جاتے ہیں اور ان سے کوئی کام نہیں لیا جاتا' ویسے ہی ان کا اندراج کر دیا جاتا ہے اس کی تنخواہ آدھی متعلقہ پولیس آفیسر کی جیب میں اور آدھی مہینے بعد ان کو دے دی جاتی ہے

تو میری اس سلسلے میں گزارش ہے کہ یہ جو مطالبہ زر ہے اس میں اس قسم کے Heads موجود ہیں جو کہ کلیتاً" عوام کے ساتھ زیادتی اور عوام کے ساتھ ظلم کرنے کے لئے یہ اخراجات کئے گئے ہیں اس میں خاص طور پر میاں چنوں میں Judicial lock up کو بڑھانے کا معاملہ ہے اور وہاں پر پتہ نہیں درویش وزیراعلیٰ کو اس کی کس لئے ضرورت پڑ گئی ہے کہ وہاں پر Judicial lock up کو بڑھایا جائے اور لوگوں کو پکڑ پکڑ کر اس میں بند کیا جائے اور اس طرح دوسری رقوم ہیں اس لئے میری معزز ایوان سے گزارش ہے کہ وہ اپنے ضمیر کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس ڈیمانڈ کو ضرور مسترد کر دیں۔ شکریہ۔

میاں محمود احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میاں صاحب' اس وقت جو مسئلہ زیر بحث ہے اس کو پہلے نمٹا لیں اس کے بعد آپ بات کر لیں آپ اپنی تحریک التواء پر بات کرنا چاہتے ہیں؟ اس کے بعد آپ بات کر لیں۔

رانا صاحب' آپ اس پر اظہار خیال کرنا پسند فرمائیں گے؟ ارشاد فرمایئے۔

رانا اکرام ربانی: جناب والا! محکمہ پولیس کے لئے جو ضمنی فنڈ مانگا گیا ہے' اس ضمن میں میرے فاضل دوست نے بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اس محکمے کی اصل ذمہ داری امن و امان کو برقرار رکھنا ہے۔ اس میں بھی Police Training Institute in Law & Order اور اس کے بعد جو اس کی کارکردگی ہے اس بارے میں حکومتی گروپ کے ایک ذمہ دار عہدیدار مولانا فتح محمد صاحب اور مولانا اسعد گیلانی صاحب نے حال ہی میں پریس کانفرنس کی ہے اور اس صوبے میں امن و امان کی صورت حال پر روشنی ڈالی ہے میں اس میں صرف یہ اضافہ کرنا چاہوں گا کہ اگر امن و امان کی صورت حال اسی طرح بگڑتی رہی پولیس کو اسی طرح نام نہاد کرائمز کنٹرول کمیٹی کے رحم و کرم پر چھوڑے رکھا گیا اور لوگ اسی طرح اس محکمے سے مایوس ہوتے رہے میں جناب والا صرف ایک خبر کے بعد اپنی Cut Motion کو ختم کروں گا گجرات میں ایک انجمن "انجمن تحفظ شہریاں" بنائی گئی ہے اور انہوں نے اس کا ایک پریزیڈنٹ بھی بنایا ہے۔

جناب سپیکر! اب تک ہم یہ سمجھتے رہے کہ امن عامہ کی صورت حال کو زیر بحث لانا اور زیر غور لانا صرف حکومتی اداروں کا کام ہے۔ لیکن اب موجودہ حکومت کی مہربانیوں کی وجہ سے عوام اپنا تحفظ خود اپنے ہاتھ میں لے رہے ہیں۔ اگر اس قسم کی انجمنیں ہر شہر میں بننی شروع ہو جائیں' ہر شہر میں لوگ اپنے معاملات کو خود نمٹانے لگے تو پھر نہ یہ محکمہ رہے گا نہ اس محکمے کا دفاع کرنے والے وکیل رہیں گے' نہ کوئی اس محکمے کو پیسہ دینے والا رہے گا کیونکہ پھر تو لوگ کہیں گے کہ ہم ٹیکس کیوں

ادا کریں۔ پنجاب کے عوام کے اس صورت حال تک پہنچنے سے پہلے پہلے اس پر کنٹرول کرنا چاہئے اور اس کے لئے میں پھر درخواست کروں گا جیسے رانا ثناء اللہ صاحب نے بھی کہا کہ کم از کم کوئی ایک کٹ موشن Adopt کی جائے تاکہ کسی محکمے کی کارکردگی تو بہتر بنائی جائے اور وہ جو کہتے ہیں' جو اس محکمے کو گرانٹ دی جاتی ہے' وہ حلال کی جائے۔ شکریہ جی۔

جناب سپیکر: اس پر حکومت کا نقطہ نظر کون پیش کریں گے؟ ملک محمد عباس صاحب پارلیمانی سیکرٹری گورنمنٹ کا نقطہ نظر پیش کریں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری عوام: (ملک محمد عباس کھوکھر): جناب والا! محکمہ پولیس کی درخواست پر پنجاب حکومت نے 34 کروڑ 96 لاکھ 91 ہزار 380 روپے کی رقم اس کو مہیا کی ہے اس میں 34 لاکھ 73 ہزار 320 روپے Baloch level کی رقم بھی شامل ہے۔ حالانکہ محکمے نے اپنی ضرورت کے لئے 72 کروڑ 78 لاکھ 33 ہزار 330 روپے کا مطالبہ کیا تھا لیکن حکومت نے 34 کروڑ 45 لاکھ 62 ہزار 808 روپے کی رقم مہیا کی جس میں پولیس کے سابقہ بجٹ کے ایک کروڑ ایک لاکھ 60 ہزار روپے بھی شامل ہیں جو کہ ان کو مہیا نہیں کرنے پڑے اس میں زیادہ تر جو رقم ہم نے مہیا کی ہے اس میں جن مدوں کے لئے حاصل کی گئی ہے اس میں زیادہ تر کانسٹیبل سے لے کر انسپکٹر تک کے سکیل بڑھے ہیں ان کو دی گئی ہے۔ بڑے بڑے شہروں میں جو سفری الاؤنس دیا گیا ہے اس کے لئے رقم دی گئی ہے جو مہنگائی الاؤنس پانچ اور دس فیصد کے حساب سے دیا گیا ہے وہ بھی اس میں شامل ہے۔ مہنگائی الاؤنس مبلغ دو سو روپے جو حکومت نے تمام محکموں کے لئے منظور کیا وہ بھی اس میں شامل ہے کیونکہ اس کے ساتھ بھی ان کی تنخواہیں بڑھی ہیں اس کے لئے یہ مانگے گئے ہیں صوبائی اور قومی اسمبلی کے انتخابات کے انتظامات پر زر کثیر تقریباً" چھ کروڑ روپیہ خرچ ہوا ہے وہ بھی اس میں شامل ہے باقی جو نئے اضلاع بنے ہیں ان کے دفتروں کی ضرورت کے لحاظ سے وہاں خرچ کئے گئے ہیں باقی جتنی بھی مدیں ہیں وہ انتہائی ضروری تھیں ان کے لئے پیسہ دیا گیا سکیل بڑھائے گئے ہیں اس کے مطابق یہ رقم حاصل کی گئی ہے کسی غیر ضروری مد کے لئے رقم کا نہ ہم نے مطالبہ کیا ہے اور نہ لی ہے یہ نہایت ضرورت تھی۔ لہٰذا میں یہ گزارش کروں گا کہ کٹوتی کی اس تحریک کو نا منظور کیا جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ 34 کروڑ 96 لاکھ 91 ہزار 380 روپے کی کل رقم بسلسلہ مد نمبر 1 پولیس میں ایک سو روپے کی کمی کر دی جائے۔

(تحریک نا منظور کی گئی)

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ: ایک ضمنی رقم جو 34 کروڑ 96 لاکھ 91 ہزار 380 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد پولیس برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر: رانا صاحب! اب صورت یہ ہے کہ آپ کی 8 Cut Motion ہیں جن میں سے چار Dispose of ہو گئی ہیں وہ آپ نے پیش کیں اور ان پر آپ نے اظہار خیال کیا اور ووٹنگ ہوئی۔ اب آپ کی 4 Cut Motions باقی ہیں۔ طریقہ کار ہمیشہ سے یہی رہا ہے کہ آپس میں بیٹھ کر ہم فیصلہ کر لیتے ہیں قائد حزب اختلاف اور گورنمنٹ پارٹی سپیکر کے پاس بیٹھ کر فیصلہ کر لیتے ہیں کہ کون سی Cut Motion کو ٹیک اپ کرنا ہے کیونکہ ووٹنگ کے دن عموماً" ایک بجے ہم گلوٹین لاگو کرتے ہیں اور باقی تمام مطالبات زر کو ووٹنگ کے لئے ایوان کے سامنے پیش کر دیا جاتا ہے تو اس وقت آپ کے پاس 4 Cut Motions باقی ہیں اب وقت تو ہو گیا ہے ایک بج گیا ہے لیکن ان چار میں سے آپ جس کو بہت اہمیت کا حامل سمجھتے ہیں اس ایک تحریک کو ہم ٹیک اپ کر لیتے ہیں اگر آپ مناسب سمجھیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جس وقت بحث کا آغاز ہوا تھا تو آپ اجازت دے چکے ہیں کہ یہ آٹھ ہیں اور یہ ساری لی جائیں گی۔

جناب سپیکر: نہیں' میں نے اس بات کی اجازت نہیں دی۔ میں نے کہا کہ آپ اس کو ٹیک اپ کریں جتنی آ جائیں گی آٹھ کی آٹھ آ جاتیں تو آٹھ کر لیتے۔

رانا ثناء اللہ خان: وقت میں توسیع ہو سکتی تھی۔

جناب سپیکر: وقت میں توسیع نہیں ہو سکتی۔ یہ ایک عجیب روایت بنے گی کہ وقت میں توسیع کی گئی۔

رانا ثناء اللہ خان: وزیر خزانہ کے لئے ایک گھنٹہ وقت میں توسیع کی گئی تھی۔ آج بھی گھنٹہ آدھا گھنٹہ ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔

جناب سپیکر: وہ تو آپ کی مروت' مہربانی اور تعاون سے ہی کیا گیا۔

رانا ثناء اللہ خان: تو جناب والا' انہیں بھی تو چاہئے کہ ہمارے ساتھ مروت کا اظہار کریں۔ جب ان کا اپنا فائدہ ہوتا ہے' پھر وہ تعاون کرتے ہیں جیسے آج ایکس تحاریک التوا Kill کرانے کے لئے انہوں نے ہمارے ساتھ تعاون کیا اور جب ان کا اپنا فائدہ نہیں ہوتا تو پھر ہمارے ساتھ کوئی تعاون نہیں ہوتا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا' اگر ہمیں وقت دیا گیا تو ہم بھی ان کا شکریہ ادا کریں گے۔

جناب سپیکر: جتنی خوبصورت winding up وزیر خزانہ نے کی ہے _____

جناب رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! اس میں تو ہمیں بھی کوئی شک نہیں وہ خود ہی بڑے خوبصورت ہیں اور اس بات پر ہم بھی ان کا شکریہ ادا کریں گے۔

جناب سپیکر: تو اب فرمائیں کہ کونسی ایک Cut Motion کو آپ زیادہ اہم سمجھتے ہیں اسے ہم Take up کر لیتے ہیں۔

جناب رانا اکرام ربانی: جناب والا! تعلیم کی Cut Motion کو لے لیں۔

جناب سپیکر: تعلیم کی کونسی ہے؟ (قطع کلامیاں) اگلی تعلیم کی ہے۔ مخدوم صاحب آپ پیش کریں۔

جناب وزیر خزانہ: جناب سپیکر۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:-

"ایک ضمنی رقم ایک ارب 19 کروڑ 59 لاکھ 97 ہزار 150 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کی ایسے دیگر اخراجات کے کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تعلیم برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:-

"ایک ضمنی رقم ایک ارب 19 کروڑ 59 لاکھ 97 ہزار 150 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تعلیم برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب غلام سرور خاں: جناب والا۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ Oppose کی گئی ہے اور اس میں رانا اکرام ربانی صاحب' سید چراغ اکبر شاہ' رانا ثناء اللہ خاں' خانزادہ ضرغام خاں خاکوانی' جناب علی حسن رضا قاضی' ملک اقبال احمد خاں لنگڑیال' جناب غلام سرور خاں' Cut Motion کو کون پیش کریں گے جی غلام سرور خاں صاحب!

جناب غلام سرور خاں: جناب والا میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ (قطع کلامی)

جناب سپیکر: رانا صاحب اس میں یہ بات پہلے ہو چکی ہے کہ کسی بھی معزز رکن کو بیٹھے بیٹھے اپنی سیٹ پر بات نہیں کرنی چاہئے اور خاص طور پر کسی معزز وزیر کو تو بیٹھے بیٹھے ہرگز نہیں کرنی چاہئے۔

وزیر امداد باہمی: (الحاج رانا پھول محمد خاں): جناب والا! میں نے آپ سے گزارش نہیں کی تھی بلکہ میں نے رانا اکرام ربانی صاحب سے گزارش کی تھی کہ وغیرہ وغیرہ۔ وہ میرا ان سے مذاق تھا۔

جناب سپیکر: جی۔ یہ ہے تو آپ کی ہی بات۔

رانا اکرام ربانی: جناب والا! رانا صاحب نے اپنے لیڈر کے ساتھ میری معرفت مذاق کیا ہے کہ میرے ساتھیوں کو جب کہا جائے گا کہ اکرام ربانی وغیرہ تو کوئی بات بنتی ہے لیکن آپ کے وغیرہ کے ساتھ جو لگے گا _____

جناب سپیکر: جی جناب غلام سرور خاں صاحب!

جناب غلام سرور خاں: جناب والا۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:-

"ایک ارب 19 کروڑ 59 لاکھ 97 ہزار 150 روپے کی کل رقم بسلسلہ مد نمبر 15 تعلیم میں ایک سو روپیہ کی کمی کر دی جائے۔"

مسئلہ جسے زیر بحث لانا مقصود ہے حکومت کی ناکامی کو زیر بحث لایا جائے نیز اخراجات کے صرف سرمایہ کو بہتر بنایا جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:-

"ایک ارب 19 کروڑ 59 لاکھ 97 ہزار 150 روپے کی کل رقم بسلسلہ مد نمبر 15 تعلیم میں ایک سو روپیہ کی کمی کر دی جائے۔"

جناب وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ Oppose کی گئی ہے۔ تو اس پر جناب غلام سرور خاں صاحب اظہار خیال فرمائیں گے۔

جناب غلام سرور خان: جناب سپیکر! اس مطالبہ نمبر 15 میں ایک ارب 19 کروڑ 59 لاکھ 97 ہزار 150 روپے کا مطالبہ زر پیش کیا گیا ہے۔ جناب سپیکر! سالانہ بجٹ سال 91-1990ء میں بھی محکمہ تعلیم کے لئے تقریباً 26 فیصد رقم کی Allocation کی گئی تھی۔ جناب سپیکر! میں نہیں سمجھتا کہ اتنی بھاری رقم ہونے کے باوجود کن بنیادوں پر پھر ایک ارب 19 کروڑ 59 لاکھ 97 ہزار 150 روپے کا مطالبہ زر پیش کر دیا گیا ہے۔ جناب سپیکر! اس مطالبہ زر کے صفحہ نمبر 58 پر یہ ہے کہ :-

Provision of transport facilities to the D.P.I.(Schools) Punjab, Lahore.

اس کے لئے 2 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ جناب سپیکر! اس 2 لاکھ کی تفصیل ہاؤس کو نہیں بتائی گئی بجٹ میں اس کی Lump-sum Provision تو رکھ دی گئی ہے کہ 2 لاکھ روپے ڈی پی آئی کو ٹرانسپورٹ کی سہولیات کے لئے دیئے جائیں گے۔ جناب سپیکر! میں جناب وزیر تعلیم صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ 2 لاکھ روپے آیا انہیں ٹی اے' ڈی اے کی صورت میں ملیں گے؟ آیا انہیں نئی ٹرانسپورٹ مہیا کرنے کی صورت میں ملیں گے یا ویسے ہی 2 لاکھ روپے ان کی خاطر مدارت کے لئے رکھ دیئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر۔ اسی طرح صفحہ 59 پر دیا گیا ہے کہ :-

Creation of Post of EST.Clerks in Various School.

مظفر گڑھ ضلع کے لئے 2 لاکھ 37 ہزار 9 سو روپے رکھے گئے ہیں اور اسی طرح صفحہ 61 پر دیا گیا ہے کہ Creation of PTC Posts. مظفر گڑھ ضلع کے لئے 3 لاکھ 76 ہزار 560 روپے رکھے گئے ہیں اور بالکل اسی طرح مظفر گڑھ ڈسٹرکٹ میں درجہ چہارم اسامیاں Create کرنے کے لئے 3 لاکھ 58 ہزار 750 روپے رکھے گئے ہیں۔

جناب سپیکر۔ موجودہ حکومت نے برسراقتدار آنے کے بعد سب سے پہلے اعلان یہ کیا گیا تھا کہ تمام بھرتیوں اور تقرریوں پر 30 جون تک پابندی لگائی گئی ہے۔ جناب سپیکر۔ میں یہ سمجھنا چاہوں گا کہ ایک طرف تو حکومت نے تمام بھرتیوں پر پابندی عائد کی ہے لیکن دوسری طرف اتنی زیادہ PTC آسامیاں EST کی آسامیاں' درجہ چہارم کی آسامیاں صرف ایک ضلع میں کس لئے Create کی گئی ہیں؟ اور ان کے لئے اتنی بھاری رقم کس لئے رکھی گئی ہے؟ جہاں تک میری سمجھ میں یہ بات آرہی

ہے کہ مظفر گڑھ ڈسٹرکٹ کے کسی حلقہ میں کوئی ضمنی انتخاب ہوا تھا وہ ضمنی انتخاب حکومت نے جیتنے کے لئے اس ایک حلقہ کے لئے یہ اتنی زیادہ رقم مختص کی اور اس حلقہ کے لوگوں کو یہ رقم ملازمتوں پر پابندی کے باوجود دی گئیں تو میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حکومت کے قول و فعل میں جو تضاد ہے وہ واضح ہو گیا ہے وہ سامنے آگیا ہے ایک طرف تو کہا گیا ہے کہ تمام تقرریوں پر پابندی ہے اور دوسری طرف ایک ضلع کے ایک حلقہ میں تقریباً" ایک سو لوگوں کو سیاسی رشوت کے طور پر ملازمتیں دی گئیں اور سیاسی فوائد لئے گئے۔

جناب سپیکر! اس بجٹ میں اسی مطالبہ زر میں دس کروڑ کی ایک کثیر رقم Punjab Teachers Foundation کے لئے رکھی گئی۔ جناب سپیکر! ہمارے علم میں ہے کہ ایک Education Foundation بنائی گئی ہے اور اس کا اعلامیہ ہوا ہے۔ Education Foundation کا بل بھی اسمبلی میں آیا تھا اس پر ایک مجلس خصوصی بھی اس معزز ایوان نے بنائی تھی اس کی سفارشات Education Foundation کا اعلامیہ ہو چکا ہے۔ لیکن مجھے علم نہیں Foundation Teacher کا اعلامیہ کب جاری ہوا ہے۔ اس کی منظوری کن صاحبان نے دی ہے جناب سپیکر! اتنی بھاری رقم Punjab Teachers Foundation کے لئے رکھی گئی ہے اور ساتھ ہی مقاصد واضح نہیں کئے گئے۔ Teachers Foundation کا طریق کار سامنے نہیں رکھا گیا کہ یہ رقم کس طرح خرچ ہو گی کون لوگ خرچ کریں گے؟

جناب سپیکر۔ ایک طرف تو یہ حال ہے کہ میرے پسماندہ ضلع میں میرے پسماندہ حلقہ میں جو کہ تعلیمی لحاظ سے بہت ہی زیادہ پسماندہ ہے مڈل اسکول تک نہیں ہے۔ جناب سپیکر! میں نے کل بھی ضمنی بجٹ کی بحث میں عرض کیا تھا کہ میرے حلقہ کی سات یونین کونسلز ہیں بدقسمتی دیکھئے کہ میں اس حلقہ سے تیسری بار منتخب ہوا ہوں لیکن میری اپنی یونین کونسل میں بھی مڈل سکول تک نہیں ہے۔ نہ ہی بچیوں کا مڈل سکول ہے اور نہ ہی بچوں کا مڈل سکول ہے جبکہ حکومت وقت کی یہ پالیسی ہے کہ ہم ہر یونین کونسل میں بچیوں اور بچوں کے ایک سکول کا اجراء کریں گے اور ساتھ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہم مساوی سلوک کریں گے ہم اپوزیشن کے ممبران کو بھی ترقیاتی کاموں میں شامل کریں گے۔

جناب سپیکر! قائد ایوان بھی آج اس ہاؤس میں تشریف فرما ہیں۔ کل بھی' پرسوں بھی بجٹ پر جو جنرل ڈسکشن ہوئی ہے میرے کافی سارے دوستوں نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہم تو اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں ہم انہیں ترقیاتی کاموں میں بھی حصہ دینا چاہتے ہیں ہم انہیں Recruitment میں بھی شامل کرنا چاہتے ہیں لیکن معاملہ بالکل اس کے برعکس ہے۔ جناب سپیکر!

اب بھی میرے حلقہ میں الیکشن کے فوری بعد جو 25 لاکھ روپے کی گرانٹ دی گئی ہے وہ بھی مجھ سے ہارنے والا امیدوار جس کا تعلق آئی جے آئی سے تھا اُسے دی گئی ہے۔

اب یہ سکیمیں وہ Sponsor کر رہا ہے اس کی اسکیموں پر پراجیکٹ کمیٹیز تشکیل دی جا رہی ہیں اور میرے مخالفین کو اس علاقے میں ترقیاتی کام کے لئے سیاسی رشوت کے طور پر پیسے دیئے جا رہے ہیں جبکہ ایوان میں یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ ہم اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلیں گے ہم اپوزیشن کو ترقیاتی کاموں میں شامل کریں گے لیکن جناب سپیکر! میرے حلقے میں سال 86-1985ء کے بجٹ میں دو سکولوں کی Provision موجود ہے جناب سپیکر! ان سکولوں کے ٹینڈرز ہو چکے ہیں ان سکولوں کے لئے جگہ کا اعلان کیا جا چکا ہے لیکن وہ سکول صرف اس وجہ سے تعمیر نہیں کئے جا رہے کہ وہ سکول پیپلز پارٹی کے صوبائی اسمبلی کے رکن کے حلقہ میں ہیں جناب سپیکر! یہ میری کتنی بڑی بدقسمتی ہے کہ میرا تعلق تو پنجاب کے ساتھ ہے اور اس معزز ایوان کے ساتھ ہے لیکن میرے حلقے کے عوام کو صرف اس وجہ سے سزا دی جا رہی ہے کہ اس کے نمائندے کا تعلق آئی جے آئی کے ساتھ نہیں ہے۔ جناب سپیکر! اس حلقے کے عوام کا یہ جائز حق بنتا ہے پیپلز پروگرام ایک متنازعہ پروگرام تھا وفاقی حکومت تو وہ پروگرام شروع کرنا چاہتی تھی اور صوبائی حکومت وہ پروگرام رکوانا چاہتی تھی تو جناب والا! میری آج بھی جناب وزیراعلیٰ سے گزارش ہے کہ پیپلز پروگرام میں جن سکولوں کی تعمیر شروع کی گئی تھی ان سکولوں کو مکمل کی جائے اس بجٹ سے مکمل کیا جائے کہا تو جاتا ہے کہ ہم پیپلز پارٹی کی سکیمیں آگے لے کر جائیں گے اور انہیں مکمل کریں گے لیکن جناب سپیکر یہاں پر اعلانات کر دیئے جاتے ہیں اور اس پر عملدرآمد بالکل نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر! میرے کافی سارے دوست میاں چنوں کے بارے میں اپنا اپنا اظہار خیال کر چکے ہیں مجھے قطعاً" اس پر کوئی اعتراض نہیں کہ جناب وزیراعلیٰ کا تعلق میاں چنوں سے ہے یا خانیوال سے ہے وہاں تو درجنوں کے حساب سے سینکڑوں کے حساب سے اسکولوں کا اجراء بھی ہو رہا ہے میں نے جو بجٹ دیکھا ہے اس میں تین درجن سکولوں کو پرائمری سے مڈل کا درجہ دیا گیا ہے اور اسی طرح مڈل سکولوں کو ہائی کا درجہ دیا گیا ہے میں آج وزیر اعلیٰ سے یہ گزارش کروں گا کہ کم از کم میری یونین کونسل ٹھٹھہ خیل جس میں بچوں اور بچیوں کا کوئی بھی مڈل سکول نہیں ہے وزیراعلیٰ آج اعلان کریں کہ پیپلز پارٹی کے رکن کے حلقہ کی دو یونین کونسلز میں دو سکولوں کو Up grade کیا جائے گا جناب سپیکر اب میں اجازت چاہوں گا۔

جناب سپیکر: جی۔ رانا اکرام ربانی صاحب!

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! محکمہ تعلیم کے لئے فنڈز کا جو ضمنی مطالبہ کیا گیا ہے میں نے اس بارے میں کچھ گزارشات پیش کرنی ہیں جناب سپیکر! اس محکمے کی اہمیت اپنی جگہ اور اس کی ضرورت اپنی جگہ لیکن ہونا تو یہ چاہئے کہ یہ محکمہ جس مقصد کے لئے بنایا گیا ہے اگر وہ مقصد پورا نہیں کر رہا تو پھر سالانہ بجٹ میں اس کے لئے جو رقوم رکھی گئی تھی میرا تو خیال تھا کہ وہ بھی واپس لے لی جاتی مگر انہوں نے اس کی کارکردگی کو ذہن میں رکھے بغیر مطالبہ زر پیش کر دیا ہے جناب سپیکر! پاکستان کے خاص طور پر پنجاب کے تعلیمی معیار کے بارے میں' اس کی ضروریات کے بارے میں اور اس کے لئے جس کارروائی کی ضرورت ہے اس بارے میں ایک رپورٹ چھپی تھی اور میں آپ کی اجازت سے اس ایوان میں کچھ تحریریں پڑھنا چاہتا ہوں۔

This is very tragic to note that we have one of the highest rate of illiteracy in the world and the strategic inputs of science and technology are lacking in our curriculae, since education is a sort of multi faceted evolution of human intellect, it has to be evaluated by all yardsticks of social objectives. Education through the norms of economy, the result is both disappointing and discouraging, keeping in mind our obligations towards faith and ideology of the country, every Muslim whether he is educated or not knows very well that IQRA was first order of our life.

اب جناب والا اس کی تعمیل کے لئے محکمہ بنایا گیا اور محکمے کو ڈویلپمنٹ فنڈز دیئے اور وہ فنڈز اس طرح خرچ ہوئے کہ لوگوں کے ڈیروں کے طور پر وہ سکول استعمال ہو رہے ہیں جہاں پر بچوں کو والدین سنجیدگی سے پڑھنے کے لئے بھیجتے ہیں ان کی صورتحال یہ ہے کہ

<u>College with 300 poor girls</u>

The Government Inter College for Girls situated in Metropolitin Corporation ward No 62 set up over three years ago have as many as 300 girls students who are doing their Intermidiate from that college. All the Teachers and Students sit on the ground in open.

جناب والا! یہ بچیوں کے انٹرمیڈیٹ کالج کی بات ہو رہی ہے جس کے لئے یہ مزید رقم کا مطالبہ کر رہے ہیں کہ ان کی تنخواہیں چاہئیں اور فلاں چیز چاہئے۔ وغیرہ وغیرہ۔

The colleges have not been given a single class room, nor any furniture, black-board, Library or Laboratory etc etc.

تو جناب والا یہاں وغیرہ وغیرہ کا لفظ ہے۔

جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ جو پڑھنا چاہتے ہیں ان کے لئے ٹیکسٹ بک بورڈ نے ایک

سلیبس بنایا اس کے لئے کچھ کتابوں کا انتخاب کیا اب امتحانات نزدیک آگئے ہیں یہ جناب والا ان دنوں کی بات ہے۔

Text Books are not available despite Boards' claim. According to the statment issued by the Text Book Board Lahore on January,12 four crore copies of Text Books of Matric standard were in the market.

لیکن مارکیٹ کے سروے کے بعد یہ پتہ چلا Physics اور Elective Methematics کی جو کتابیں ہیں وہ مارکیٹ میں دستیاب نہیں ہیں تو جناب والا یہ محکمہ کی کارکردگی ہے۔

Parents running in search of Books.

اب جناب والا یہ ملاحظہ فرمایئے کہ بچوں نے امتحان کی تیاری کر لی اس کے بعد سنٹر بکنے شروع ہو جاتے ہیں لاہور میں ایک بوٹی مافیا بنایا گیا ہے اور وہ بوٹی مافیا اس دور کی یادگار ہے جس دور میں طالب علموں نے اس عظیم قائد کے نام پر' اس عظیم قائد کی پارٹی کے نام پر ان جیالوں نے مسلم لیگ ہاؤس میں فائرنگ کی پرچے درج ہوئے سرکاری سرپرستی میں یہ کچھ ہوتا رہا اور اس کے لئے جو ٹیچرز ایسوسی ایشن بنی ہوئی تھیں انہوں نے اپنی معذوری ظاہر کی کہ جناب ان حالات میں _____

جناب سہیل ضیاء بٹ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ہم اپنے قائد حزب اختلاف کا بہت احترام کرتے ہیں لیکن میں یہ عرض کرتا ہوں کہ انہوں نے جو جیالوں کی بات کی ہے وہ پیپلز پارٹی کے جیالے ہوا کرتے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے مسلم لیگ ہاؤس کے جو معاملات ہیں ان کا ان سے کوئی تعلق نہیں بنتا۔ جرم کسی جگہ پر بھی ہو اس کے خلاف F.I.R درج کروانا ضروری ہوتا ہے لیکن جناب والا میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے جو کچھ کہا ہے اخلاقی طور پر یہ بالکل نا مناسب الفاظ ہیں۔ جب ہم نے خود ان کے خلاف ایف آئی آر درج کی تو جناب والا یہ سرکاری غنڈہ عناصر نہیں ہو سکتے یہ الفاظ غیر پارلیمانی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کو کارروائی سے حذف کیا جائے اور تقریر سے بھی حذف کیا جائے اور انہیں واپس لیا جائے۔

جناب سپیکر: بٹ صاحب قائد حزب اختلاف کو Interrupt کرنے کی روایات اس ایوان میں نہیں ہیں۔ روایات کے مطابق ہمیں چلنا ہو گا اور قائد حزب اختلاف جب بات کر رہے ہوں تو ان کو Interrupt نہیں کیا جاتا میں آپ سے کہوں گا کہ آئندہ آپ قائد حزب اختلاف کو Interrupt نہ کریں۔ جی رانا صاحب۔

رانا اکرام ربانی: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس نظام کے بگڑنے کے بارے میں یعنی جن مراحل سے یہ

نظام بگڑتا بگڑتا موجودہ صورتحال میں ہمارے سامنے آیا ہے میں اس پر بات کر رہا تھا اور اس کے حوالے سے میں نے یہ تحریک کٹوتی دی تھی پھر ٹیچرز نے اپنی یہ معذوری ظاہر کی کہ اس قسم کے حالات میں اس قسم کی غنڈہ گردی کے دور میں اس قسم کے جو واقعات ہیں ان کے پیش نظر ہمارے لئے یہ ممکن نہیں کہ ہم امتحانات کی نگرانی معیار کے مطابق کر سکیں یہ معیار کسی بھی لحاظ سے ہو' مذہبی لحاظ سے ہو' Morel لحاظ سے ہو' ہماری Civic ڈیوٹی کے لحاظ سے ہو۔ جناب والا یہ 18 فروری کی اخبار Frontier Post کی خبر ہے کہ ___

High ranking government officials including some very influential government officials were taking exam: at a particular examination centre. The Superintendent was directed by government official on telephone to help them in using the unfair means. However upon his refusal the Superintendent was arrested by the Police at Lower Mall Police Station on the directive of the influential persons.

جناب سپیکر! یہ صورت حال ہے اور کل محترم وزیر خزانہ نے یہ فرمایا تھا کہ ہمارے تعلیمی معیار کے گرنے کی وجہ یہ تھی کہ 1977ء سے پہلے یعنی آج سے چودہ سال پہلے جو سکول اور کالجز قومی ملکیت میں لے لئے گئے تھے یہ معیار ان کی وجہ سے خراب ہوا ہے یعنی جو ذہن' جو جماعت' جو حضرات چودہ سال میں' جناب والا جو بچہ اس وقت داخل ہوا تھا وہ اب بی اے میں پہنچ گیا ہے۔ جو تیسری میں تھا اس نے بی اے کر لیا ہے۔ جو چوتھی میں تھی اس نے ایم اے کر لیا ہے چودہ سال میں یہ اپنے دعوؤں کے باوجود کہ ہم نے قوم کا قبلہ درست کر دیا ہے ہم نے یہ کر دیا ہے یہ اس معیار کو ٹھیک نہیں کر سکے۔

جناب والا! میں نے اس دن پبلک سروس کمیشن کی رپورٹ کا ضمناً" ذکر کیا تھا آج میں اس کو اپنے ساتھ لے کر آیا ہوں۔ اس کے بعد یہ ایک اور خبر ہے۔ جناب سپیکر جماعت اسلامی کا تعلق اپوزیشن سے نہیں ہے لیکن انہوں نے جمہوریت کی بقاء کے لئے حزب احتساب کا ایک رول اپنے ذمہ لے لیا ہے اور اس سلسلے میں ان کی اسلامی جمعیت طلباء نے اپنی ذمہ داری پوری کرتے ہوئے ایک اطلاع گورنمنٹ آف پنجاب کے اکابرین تک پہنچائی کہ انجینئرنگ یونیورسٹی سے لاکھوں روپے مالیت کے کمپیوٹر چوری ہو گئے ہیں۔

جناب والا! طلبا اور چوری۔ کمپیوٹروں کی یہ دوسری چوری ہے۔ پھر وائس چانسلر اور انتظامیہ کو چوروں کا علم تھا اس کا کیا بنا؟ وہی معمول کی کارروائی کہ انکوائری کی جائے۔ ہمیں قوم کے ان نونہالوں کی بڑی فکر ہے اس کے بعد وہ انکوائری جو ہے وہ کسی سرد خانے میں پڑی ہو گی اگرچہ اسلامی جمعیت طلباء انجینئرنگ یونیورسٹی کے عہدیداران نے اپنے نام سے یہ اطلاع پہنچائی ہے۔ جناب والا!

اب ان گیارہ بارہ سالہ دور میں جو قوم کا قبلہ درست ہوا۔ اب میں اس کی مثال اس معزز ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ یہ Public Service Commission کی رپورٹ ہے۔ اسلامی دور تھا۔ لوگوں کو تقریروں کی حد تک' دعوؤں کی حد تک مسلمان بنایا گیا تھا اس میں سب سے پہلے میں اسلامی تعلیمات کے حوالے سے عرض کروں گا کہ بچہ جو سال 1977 میں پہلی جماعت میں داخل ہوا جس نے صدر کے طور پر بجائے پیپلز پارٹی کے کسی اور کا نام سنا جس نے حکومت کے طور پر کسی اور کا نام سنا جس نے وزیراعظم کے طور پر کسی اور کا نام سنا جس نے گورنر کے طور پر کسی اور کا نام سنا جس کے ذہن کے کسی گوشے پر پرچھائیں تک نہیں۔ جناب والا! یہ ان کی صورت حال ہے۔ ایک گریجوایٹ سے پوچھا گیا کہ :-

When was the first Ayat revealed. He said that it was revealed in the year 1700 Hijri.

یہ دعوؤں کا اصل ہے جو لوگوں نے سیکھا کیونکہ سننے والے کو تو پتہ ہوتا ہے کہ یہ صاحب جو فرما رہے ہیں ان کے ذہن میں کیا بات ہے۔ میں نے اس دن بھی عرض کیا تھا کہ نیت پر بڑا دار و مدار ہوتا ہے۔ اس کے بعد ان سے پھر پوچھا گیا کہ :-

When did Hijri year? He said I don't know.

کم از کم اس نے سچ تو بولا کہ جناب مجھے نہیں پتہ اور یہاں پر لوگ پتہ نہ ہونے کے باوجود تیرہ چودہ سال سے اس قوم کا قبلہ درست کر رہے ہیں۔ جناب سپیکر! جو بچے' اس ملک کا مستقبل ہیں جو ہماری امیدیں ہیں جو اپنے بوڑھے والدین کے بڑھاپے کی آس ہیں ان کو جس طریقے سے فرسٹ ڈویژنیں لے کر دی گئیں _____

جناب سپیکر: رانا صاحب آپ اور کتنا ٹائم لیں گے؟

رانا اکرام ربانی: دو تین منٹ میں ختم کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: اچھا _____

رانا اکرام ربانی: ایک بی۔ ایس۔ سی انجینئرنگ سے پوچھا گیا یہ پھر انجینئرنگ یونیورسٹی کے حوالے سے بات ہوئی :

What is a flexible road. He replied, that it is a road which is pressed due to the weight of the Vehicles and then come up to its original shape when the vehicle has passed.

جب نیشنلائزڈ کرنے والی حکومت کو جب غاصبانہ طریقے سے فارغ کر دیا گیا۔ اس کے بعد جو بچہ پہلی

جماعت میں داخل ہوا ایک بڑے اچھے ماحول میں ایک بڑی اچھی قیادت کی نگرانی میں' ایک بڑی اچھی جماعت کی قیادت میں' تو یہ ان کا جناب والا معیار تعلیم ہے۔ ایم۔ ایس۔ سی فزکس بوٹی کے ذریعے فرسٹ ڈویژن۔

Did'nt know the difference between invention and discovery.

جناب سپیکر! یہ Competition کا دور ہے۔ یہاں پر پھر وہی زمانہ آ رہا ہے لیکن وہ انسانی ہاتھوں کی طاقت کی بجائے ذہن اور علم کی طاقت کے Competition کا زمانہ ہے اور اس میں اصول وہی ہے کہ might is right لیکن اس قسم کے معیار تعلیم کے بعد ہم کیا توقع رکھیں گے۔ قوم کیسے ان دعوؤں پر اعتبار کرے گی ایک بی ایس سی ایگریکلچرل یونیورسٹی سے پڑھے ہوئے تھے۔ وہ جب آفیسر بن گئے۔

Did'nt know what is water logging and salinity.

جناب سپیکر! میں نے یہ کچھ گزارشات پیش کی ہیں بڑے افسوس اور دکھے ہوئے دل کے ساتھ پیش کی ہیں وہ محکمہ جس کے ذمے بچوں کو تعلیم مہیا کرنا ہو جنہوں نے اس ملک کا کنٹرول سنبھالنا ہو اگر وہ ہماری بادشاہتوں کی وجہ سے وقتی پالیسیوں کی وجہ سے' وقتی طور پر فائدہ اٹھانے کے لئے وقتی طور پر ووٹ حاصل کرنے کے لئے وقتی طور پر اپنے کسی سیاسی ساتھی کو خوش کرنے کے لئے اس نظام میں گڑبڑ کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک اس قوم اور صوبے کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہے اس صوبے کے عوام کی طرف سے جو فنڈز مہیا کئے جاتے ہیں اس کا زیاں ہے اور ایک دفعہ پھر میں یہی گزارش کروں گا کہ ٹوکن کے طور پر ایک رقم اس میں سے منہا کر لی جائے تاکہ باقی محکموں میں آئندہ فنڈز کا زیاں نہ ہو۔

جناب سپیکر! میں نے حزب اختلاف کی طرف سے ہمیشہ یہ کہا ہے اور میں اپنی بات کو پھر دہراتے ہوئے اپنی بات ختم کرتا ہوں کہ اقتدار آنی جانی چیز ہے۔ زندگی کا اعتبار نہیں ہوتا ہے لیکن جو دعوے ہم پنجاب میں سنتے رہے ہیں میں پنجاب کے حوالے سے جناب سپیکر! بات کر رہا ہوں۔ پچھلے تیرہ چودہ سال سے جو کچھ ہو رہا ہے اس کو بھی چھوڑ دیں اگر آج ہی اس کی بنیاد صحیح رکھ دی جائے تو کم از کم یہ توقع تو ہو سکے گی یہ امید تو ہو سکے گی ایک آس تو بندھے گی کہ آنے والے وقت میں ہی ہمارے صوبے کا قبلہ درست ہو جائے گا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: اور کوئی صاحب بات کرنا چاہتے ہیں؟ اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ارب 19 کروڑ 59 لاکھ 97 ہزار 150 روپے کی کل رقم بسلسلہ مد نمبر 15 تعلیم میں ایک سو روپے کی کمی کر دی جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ :۔

"ایک ضمنی رقم جو ایک ارب 19 کروڑ 59 لاکھ 97 ہزار 150 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈز سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ تعلیم برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر: اب رول 181 کے مطابق گلوٹین لگائی جاتی ہے اور تمام ڈیمانڈیں ایک ایک کر کے اس ایوان کے سامنے ووٹنگ کے لئے پیش کروں گا۔

مطالبہ زر نمبر1

جناب سپیکر: مطالبہ زر نمبر1 زیر غور ہے اب سوال یہ ہے یہ کہ :۔

"ایک ضمنی رقم جو 76 ہزار ایک سو ساٹھ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد الیون برداشت کرنے پڑیں گے"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر3

جناب سپیکر: مطالبہ زر نمبر3 زیر غور ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ :۔

"ایک ضمنی رقم جو 36 لاکھ 8 ہزار ایک سو نوے روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صوبائی آبکاری برداشت کرنے پڑیں گے"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر4

جناب سپیکر: مطالبہ زر نمبر4 زیر غور ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ :-

"ایک ضمنی رقم جو 86 لاکھ 49 ہزار 4 سو ساٹھ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد اسٹامپ برداشت کرنے پڑیں گے"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر6

جناب سپیکر: مطالبہ زر نمبر6 زیر غور ہے۔

اور سوال یہ ہے کہ :-

"ایک ضمنی رقم جو 5 لاکھ 34 ہزار 3 سو تیس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد رجسٹریشن برداشت کرنے پڑیں گے"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر7

جناب سپیکر: مطالبہ نمبر7 زیر غور ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ :-

"ایک ضمنی رقم جو 18 لاکھ 59 ہزار 4 سو پچاس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور

پر بسلسلہ مد قوانین موٹر گاڑی ہائے برداشت کرنے پڑیں گے"
(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر8

جناب سپیکر: مطالبہ نمبر8 زیر غور ہے اب سوال یہ ہے کہ :-

"ایک ضمنی رقم جو 60 لاکھ 15 ہزار 5 سو تیس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد دیگر ٹیکس اور محصولات برداشت کرنے پڑیں گے"
(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر10

جناب سپیکر: مطالبہ نمبر10 زیر غور ہے اب سوال یہ ہے کہ :-

"ایک ضمنی رقم جو 2 کروڑ 45 لاکھ 65 ہزار 8 سو ستر روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد عدل گستری برداشت کرنے پڑیں گے"
(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر11

جناب سپیکر: مطالبہ نمبر11 زیر غور ہے اب سوال یہ ہے کہ :-

"ایک ضمنی رقم جو 82 لاکھ 53 ہزار تیس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ جیل خانہ جات و سزا یافتگان کی بستیاں برداشت کرنے پڑیں گے"
(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر13

جناب سپیکر: مطالبہ نمبر13 زیر غور ہے اب سوال یہ ہے کہ :-

"ایک ضمنی رقم جو 4 لاکھ 28 ہزار 6 سو ساٹھ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد عجائب گھر برداشت کرنے پڑیں گے"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر15

جناب سپیکر: مطالبہ نمبر15 زیر غور ہے اب سوال یہ ہے کہ :-

"ایک ضمنی رقم جو 9 کروڑ 81 لاکھ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد خدمات صحت (ہیلتھ سروسز) برداشت کرنے پڑیں گے"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر16

جناب سپیکر: مطالبہ نمبر16 زیر غور ہے اب سوال یہ ہے کہ :-

"ایک ضمنی رقم جو 92 لاکھ 12 ہزار ایک سو پچاس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صحت عامہ برداشت کرنے پڑیں گے"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر17

جناب سپیکر: مطالبہ نمبر17 زیر غور ہے اب سوال یہ ہے کہ :-

"ایک ضمنی رقم جو 3 کروڑ 83 لاکھ 19 ہزار 9 سو ستر روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد زراعت برداشت کرنے پڑیں گے"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر18

جناب سپیکر: مطالبہ نمبر18 زیر غور ہے اب سوال یہ ہے کہ :-

"ایک ضمنی رقم جو 41 لاکھ 83 ہزار سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد فشریز (ماہی پروری) برداشت کرنے پڑیں گے"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر19

جناب سپیکر: مطالبہ نمبر19 زیر غور ہے اب سوال یہ ہے کہ :-

"ایک ضمنی رقم جو 2 کروڑ 68 لاکھ 41 ہزار 9 سو چالیس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد بیطاری (ویٹرنری) برداشت کرنے پڑیں گے"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر20

جناب سپیکر: مطالبہ نمبر20 زیر غور ہے اب سوال یہ ہے کہ :-

"ایک ضمنی رقم جو 95 لاکھ 93 ہزار 8 سو اسی روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد امداد باہمی برداشت کرنے پڑیں گے"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر21

جناب سپیکر: مطالبہ نمبر21 زیر غور ہے اب سوال یہ ہے کہ :-

"ایک ضمنی رقم جو 5 کروڑ 15 لاکھ 39 ہزار 6 سو نوے روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد متفرق محکمہ جات برداشت کرنے پڑیں گے"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر22

جناب سپیکر: مطالبہ نمبر22 زیر غور ہے اب سوال یہ ہے کہ :-

"ایک ضمنی رقم جو 9 کروڑ 13 لاکھ 51 ہزار 9 سو اسی روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد شہری تعمیرات برداشت کرنے پڑیں گے"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر23

جناب سپیکر: مطالبہ نمبر23 زیر غور ہے اب سوال یہ ہے کہ :-

"ایک ضمنی رقم جو 6 کروڑ 35 لاکھ 73 ہزار 3 سو تیس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد مواصلات برداشت کرنے پڑیں گے"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر24

جناب سپیکر: مطالبہ نمبر24 زیر غور ہے اب سوال یہ ہے کہ :-

"ایک ضمنی رقم جو ایک کروڑ 42 لاکھ 35 ہزار 8 سو نوے روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تعمیر مکانات و عملی منصوبہ بندی برداشت کرنے پڑیں گے"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر25

جناب سپیکر: مطالبہ نمبر25 زیر غور ہے اب سوال یہ ہے کہ :-

"ایک ضمنی رقم جو 6 کروڑ 95 لاکھ 20 ہزار 4 سو پچاس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد امداد (ریلیف) برداشت کرنے پڑیں گے"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر26

جناب سپیکر: مطالبہ نمبر26 زیر غور ہے اب سوال یہ ہے کہ :-

"ایک ضمنی رقم جو 9 لاکھ 31 ہزار 9 سو ستر روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سامان تحریر و طباعت برداشت کرنے پڑیں گے"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر27

جناب سپیکر: مطالبہ نمبر27 زیر غور ہے اب سوال یہ ہے کہ :-

"ایک ضمنی رقم جو 10 کروڑ 30 لاکھ 63 ہزار 8 سو بیس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد متفرقات برداشت کرنے پڑیں گے"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر28

جناب سپیکر: مطالبہ نمبر28 زیر غور ہے اب سوال یہ ہے کہ :-

"ایک ضمنی رقم جو 19 لاکھ 47 ہزار ایک سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد شہری دفاع برداشت کرنے پڑیں گے"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر29

جناب سپیکر: مطالبہ نمبر29 زیر غور ہے اب سوال یہ ہے کہ :-

"ایک ضمنی رقم جو دو ارب 33 کروڑ 88 لاکھ 35 ہزار 6 سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ترقیات برداشت کرنے پڑیں گے"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر30

جناب سپیکر: مطالبہ نمبر30 زیر غور ہے اب سوال یہ ہے کہ :-

"ایک ضمنی رقم جو 77 کروڑ 48 لاکھ 54 ہزار 2 سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تعمیرات آبپاشی برداشت کرنے پڑیں گے"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر31

جناب سپیکر: مطالبہ نمبر31 زیر غور ہے اب سوال یہ ہے کہ :-

"ایک ضمنی رقم جو 5 کروڑ 2 لاکھ 59 ہزار 5 سو دس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد زرعی ترقی و تحقیق برداشت کرنے پڑیں گے"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر32

جناب سپیکر: مطالبہ نمبر32 زیر غور ہے اب سوال یہ ہے کہ :-

"ایک ضمنی رقم جو 6 کروڑ 54 لاکھ 40 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد قرضہ جات برائے بلدیات و پورٹ فنڈ برداشت کرنے پڑیں گے"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر33

جناب سپیکر: مطالبہ نمبر33 زیر غور ہے اب سوال یہ ہے کہ :-

"ایک علامتی رقم جو دس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد نظم و نسق عامہ برداشت کرنے پڑیں گے"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر34

جناب سپیکر: مطالبہ نمبر34 زیر غور ہے اب سوال یہ ہے کہ :-

"ایک علامتی رقم جو دس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد غلے اور چینی کی سرکاری تجارت برداشت کرنے پڑیں گے"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر35

جناب سپیکر: مطالبہ نمبر35 زیر غور ہے اب سوال یہ ہے کہ:-

"ایک علامتی رقم جو دس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے، قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد شہری ترقیات برداشت کرنے پڑیں گے"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر36

جناب سپیکر: مطالبہ نمبر36 زیر غور ہے اب سوال یہ ہے کہ:-

"ایک علامتی رقم جو دس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد شاہرات و پل برداشت کرنے پڑیں گے"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر37

جناب سپیکر: مطالبہ نمبر37 زیر غور ہے اب سوال یہ ہے کہ:-

"ایک علامتی رقم جو دس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1991ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سرکاری عمارات برداشت کرنے پڑیں گے"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر: ضمنی میزانیہ منظور ہوتا ہے اور اجلاس کل صبح 9 بجے تک کے لئے ملتوی ہوتا ہے۔

(اس مرحلے پر اجلاس کی کارروائی منگل 4 جون 1991ء 9 بجے صبح تک کے لئے ملتوی کر دی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا پانچواں اجلاس

منگل 4 جون 1991ء

(سہ شنبہ ۲۰ ذیقعد ۱۴۱۱ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 10 بجے صبح منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ
مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ اَلَّذِيْنَ
يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ
اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

س بقرہ۔ ۲۶۱ - ۲۶۲

جو لوگ اپنا مال خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کے مال' کی مثال اس دانے کی سی ہے جس سے سات بالیں اگیں اور ہر ایک بال میں سو سو دانے ہوں اور خدا جس کے مال' کو چاہتا ہے زیادہ کرتا ہے وہ بڑی کشائش والا اور سب کچھ جاننے والا ہے (۔) جو لوگ اپنا مال خدا کے رستے میں صرف کرتے ہیں پھر اس کے بعد نہ اس خرچ کا کسی پر احسان رکھتے ہیں اور نہ کسی کو تکلیف دیتے ہیں ان کا صلہ ان کے پروردگار کے پاس تیار ہے اور قیامت کے روز نہ ان کو کچھ خوف ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے (۔)

وما علینا الا البلاغ

رانا اکرام ربانی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ہمیں آج کا بجٹ پیش کرنے کے بارے میں جو نوٹیفکیشن ملا ہے' اس میں جناب گورنر کی طرف سے بجٹ پیش کرنے کی تاریخ 4 جون 1991ء دی گئی ہے۔ لیکن کل کے اخبارات میں پورا بجٹ اعداد و شمار اور تفصیلات کے ساتھ دیا جا چکا ہے۔ عوام اور صوبے کے سامنے بجٹ آنے کے بعد آج کے اجلاس کی کوئی ضرورت باقی رہتی ہے؟

جناب سپیکر: شکریہ رانا صاحب۔

سید چراغ اکبر شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آج کے روز بجٹ پیش ہونا ہے۔ وزیر خزانہ کو بجٹ پیش کرنا ہے اور آج کوئی دوسری کارروائی نہیں ہونی۔

سید چراغ اکبر شاہ: میں کسی اور کارروائی کی طرف آپ کی توجہ مبذول نہیں کرا رہا چونکہ یہ بجٹ پریس کو پہلے Leak out کر دیا گیا ہے' اس سے نہ صرف میرا استحقاق مجروح ہوا ہے بلکہ اس ایوان کا استحقاق بھی مجروح ہوا ہے۔ جناب والا! میں تو یہ گزارش کروں گا کہ آپ مجھے اجازت دیں کہ میں تحریک استحقاق پیش کر سکوں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آج تحریک استحقاق پیش نہیں ہو سکتی۔ اس پر بعد ازاں کسی روز آپ بات کر سکتے ہیں لیکن آج بجٹ پیش کرنے کے سوا اور کوئی بات نہیں ہو سکتی۔

رانا اکرام ربانی: جناب والا! دنیا کے اور ممالک میں بھی جمہوری نظام رائج ہے لیکن کسی جگہ پر اس قسم کی بے قاعدگی کبھی دیکھنے میں نہیں آئی۔ آپ کے حکم کی تعمیل میں ہمیں بات کرنے کی اجازت نہیں ہے لیکن میں یہ توقع رکھوں گا کہ قائداعظمؒ کے ارشادات ہر روز بیان کئے جاتے ہیں لیکن اس بارے میں بھی انہوں نے بہت کچھ فرمایا ہے۔ یہ بجٹ کی روایات کے خلاف ہے کہ بجٹ کی تفصیلات پہلے Leak out ہو جائیں اور اس کے بعد بجائے مستعفی ہونے کے ہمیں یہاں بٹھا دیا جائے اور بجٹ تقریر شروع کر دی جائے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! بجٹ کی تفصیلات کے بارے میں کہ وہ Leak out کیوں ہوئی ہیں' کیسے ہوئی ہیں' ہوئی ہیں یا نہیں ہوئیں' یہ جو اخبارات میں بات آئی ہے وہ حقیقت پر مبنی ہے یا مفروضے پر مبنی ہے' یہ ساری باتیں تو بعد میں دیکھی جائیں گی۔ لیکن آج تو محض بجٹ پیش ہونا ہے۔

رانا اکرام ربانی: میں توقع کر سکتا ہوں کہ اخبارات میں جو تفصیلات آئی ہیں' اگر بجٹ اسی کے

مطابق ہو تو حکومت مستعفی ہو جائے گی؟

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ رانا ثناء اللہ صاحب' آپ بھی تشریف رکھیئے۔

رانا ثناء اللہ خان: یہ بڑی سنگین بات ہے اور جناب کو اس بارے میں نوٹس لینا پڑے گا۔

جناب سپیکر: اس بارے میں قائد حزب اختلاف بات کر چکے ہیں اور میں اس کا نوٹس لے چکا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔ سردار صاحب' بات طے ہو چکی ہے۔

وزیر قانون: میں اسی بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: اس بارے میں بات کرنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں کوئی وضاحت کی ضرورت نہیں۔ پھر اس کے بعد اور بات شروع ہو جائے گی۔

مخدوم زادہ شاہ محمود قریشی وزیر خزانہ بجٹ پیش کریں گے۔

میزانیہ بابت مالی سال 92-1991ء

وزیر خزانہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے آج اس محترم ایوان میں صوبہ پنجاب کا مالی سال 92-1991ء کا بجٹ پیش کرنے کا اعزاز حاصل کر رہا ہوں۔ اس پر شکوہ ایوان کے در و بام نے صوبے کا بجٹ کئی بار پیش ہوتے دیکھا ہے۔ البتہ آج جبکہ مجھے بحیثیت وزیر خزانہ بجٹ پیش کرنے کا اعزاز حاصل ہو رہا ہے تو ان چند امور کی نشاندہی ضروری معلوم ہوتی ہے جن کی وجہ سے اس سال کے بجٹ کو خصوصی اہمیت حاصل ہو گئی ہے۔

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ قومی افق پر صوبوں اور مرکز کے مابین تنازعات اور عدم اعتماد کے جو سیاہ سائے کچھ عرصہ سے بڑھتے چلے جا رہے تھے ان کی جگہ اب باہمی اعتماد اور امید کی کرنیں ہر سو پھیل رہی ہیں اور سینہ چاکان چمن کا اس طرح باہم مل جانا نہ صرف قوم کے پر امید حال کا ضامن ہے بلکہ ایک روشن مستقبل کی بنیاد بھی فراہم کرتا ہے۔ یہی بابائے قوم کے لازوال درس اتحاد و تنظیم کا مقصد تھا۔ مزید برآں سالہا سال کے صبر آزما اور تکلیف دہ انتظار کے بعد قومی مالیاتی کمیشن نے اپنا تاریخی متفقہ فیصلہ سنا دیا ہے جس کی رو سے پنجاب کو غیر ترقیاتی بجٹ کے سلسلے میں مناسب وسائل میسر آئے ہیں اور اس طرح ہم گزشتہ کئی سالوں کی محرومیوں پر کسی حد تک قابو پانے

میں انشاء اللہ کامیاب ہو سکیں گے۔

ان دونوں باتوں کی اہمیت آئندہ سال کے بجٹ کے تناظر میں اس وجہ سے اور بھی بڑھ گئی ہے کہ یہ موجودہ منتخب حکومت کا پہلا بجٹ ہے۔ یہ حکومت جس قدر واضح اور فیصلہ کن عوامی تائید و حمایت سے برسراقتدار آئی ہے وہ محتاج بیان نہیں البتہ اس وجہ سے اس کی ذمہ داریاں اور اس سے وابستہ عوامی توقعات بھی اتنی ہی زیادہ ہیں لہٰذا آج جب میں آپ کے سامنے اگلے سال کا بجٹ پیش کرنے کھڑا ہوا ہوں تو جہاں ایک طرف میرے دل میں فخر و مباہات کے جذبات موجزن ہیں تو دوسری جانب مجھے جائز عوامی توقعات کے بالمقابل حکومتی وسائل کی کم مائیگی کا بھی شدید احساس ہے۔ امید و بیم کی اس کشمکش میں اپنے شوق کی بلندی' عوام کی تائید اور نصرت ایزدی پر بھروسہ ہی ہمارا زاد راہ ہے جس کا عکس نہ صرف میری تقریر میں بلکہ آئندہ سال کے بجٹ کی تفصیلات میں بھی آپ کو جا بجا کہیں عیاں اور کہیں نہاں نظر آئے گا۔

آپ کو یاد ہو گا کہ رواں مالی سال کا بجٹ پیش کرتے وقت غیر ترقیاتی حساب (نان ڈویلپمنٹ اکاؤنٹ) میں ہمیں دو ارب 92 کروڑ 74 لاکھ روپے کے خسارے کا سامنا تھا۔ اس خسارہ کو کم کرنے کے لئے سٹیمپ ڈیوٹی اور کچھ دوسرے صوبائی محصولات کی شرحوں پر نظرثانی کی گئی جس سے 70 کروڑ روپے کی اضافی آمدنی متوقع تھی۔ اس کے علاوہ مختلف محکموں کے اخراجات میں 30 کروڑ روپے کی کٹوتی کی گئی اور یوں خسارے کی رقم ایک ارب 92 کروڑ 74 لاکھ روپے رہ گئی۔

رواں مالی سال کے نظرثانی شدہ بجٹ کے غیر ترقیاتی حساب میں خسارے کی رقم مزید کم ہو کر ایک ارب 71 کروڑ 90 لاکھ روپے پر آگئی ہے۔ اس کی اہم وجہ صوبائی محصولاتی آمدنی میں خاطر خواہ اضافہ ہے جو تین ارب 24 کروڑ 54 لاکھ روپے سے بڑھ کر نظرثانی شدہ بجٹ میں چار ارب 64 کروڑ 41 لاکھ روپے تک پہنچ گئی ہے۔

غیر ترقیاتی اخراجات میں دوران سال دو ارب 35 کروڑ 51 لاکھ روپے کا اضافہ ہوا ہے جس کی بڑی وجہ سرکاری ملازموں کی تنخواہوں اور پنشن میں دو ارب روپے کا اضافہ ہے۔

سال رواں کے نظرثانی شدہ بجٹ میں 29 ارب 40 کروڑ 69 لاکھ روپے کی آمدنی کے مقابلے میں مالی سال 92-1991ء کے لئے آمدنی کا تخمینہ 38 ارب 56 کروڑ 67 لاکھ روپے ہے اس کے علاوہ حسابات سرمایہ (Capital Account) میں 43 کروڑ 98 لاکھ روپے کی بچت متوقع ہے۔ آمدنی کے تخمینہ میں اضافہ کی بڑی وجہ قومی مالیاتی کمیشن کے ایوارڈ پر عمل درآمد کے نتیجے میں وفاق سے پنجاب کو منتقل ہونے والے وسائل میں گیارہ ارب 41 کروڑ 82 لاکھ روپے کا اضافہ ہے۔

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ صوبائی محصولاتی آمدنی (Provincial Tax Receipts) میں معقول اضافہ ہو رہا ہے لیکن غیر محصولاتی آمدنی میں جمود کا رجحان پایا جاتا ہے۔ اس صورت حال کا تدارک کرنے کے لئے صوبائی محکموں کو ہدایت کی جا رہی ہے کہ وہ غیر محصولاتی آمدنی کی وصولی کے نظام کو بہتر بنانے کے لئے تمام ممکنہ اقدامات بروئے کار لائیں تاکہ سال 92-1991ء میں سال رواں کے نظرثانی شدہ بجٹ پر اس آمدنی میں کم از کم آٹھ فیصد شرح سے اضافہ ہو۔

مالی سال 92-1991ء کے لئے غیر ترقیاتی اخراجات کا تخمینہ 36 ارب 50 کروڑ 65 لاکھ روپے ہے جو رواں مالی سال کے نظرثانی شدہ بجٹ کے 31 ارب 37 کروڑ 62 لاکھ روپے سے 5 ارب 13 کروڑ 3 لاکھ روپے زیادہ ہے۔ بظاہر یہ اضافہ غیر معمولی نظر آتا ہے لیکن یہ اضافہ اس لئے ناگزیر تھا کہ ماضی میں وفاقی حکومت کے غیر منصفانہ رویہ کی وجہ سے پچھلے تین سال سے ہم جاری اخراجات کو ناقابل عمل حد تک کم رکھنے پر مجبور رہے ہیں۔

جناب سپیکر! یہاں میں یہ وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ حکومت نے سال رواں کے شروع سے ہی انتہائی کفایت شعاری کی پالیسی پر عمل کیا ہے اور ہر قسم کے حکومتی اخراجات پر کڑی نظر رکھی ہے اور اضافی اخراجات کی منظوری صرف اشد ضروری اور ناگزیر حالات کی صورت میں دی ہے۔ کفایت شعاری کی اس پالیسی کو آئندہ مالی سال کا بجٹ بناتے وقت بھی ہمیشہ پیش نظر رکھا گیا۔ جناب وزیر اعلیٰ نے میری سرکردگی میں ایک اعلیٰ سطحی کمیٹی برائے بچت و توسیع وسائل قائم کی تھی جس میں سینئر سرکاری افسران کے علاوہ پرائیویٹ سیکٹر کے افراد کو بھی شامل کیا گیا تھا۔ اس کمیٹی نے وسائل میں توسیع اور اخراجات میں بچت کے متعلق اپنی سفارشات پیش کر دی ہیں۔ اخراجات میں بچت کے متعلق کمیٹی کی بیشتر سفارشات منظور ہو چکی ہیں۔ کمیٹی کی اہم سفارشات میں سے ایک یہ ہے کہ ایسے حکومتی ادارے بند کر دیئے جائیں جن کی افادیت ختم ہو چکی ہے یا جو ایسے کام کر رہے ہیں جو ان کے علاوہ کوئی دوسرا ادارہ بھی کر رہا ہے یا کر سکتا ہے۔ سرکاری ادارے بند ہونے سے جو ملازمین فارغ ہو جائیں گے حکومت کا ان کو نوکری سے نکالنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ ایسے ملازمین کو (Surplus Pool) میں رکھ کر ان کی تنخواہیں اس وقت تک جاری رکھی جائیں گی جب تک انہیں متبادل ملازمت نہیں مل جاتی۔ ان اقدامات سے غیر ترقیاتی اخراجات میں خاصی بچت ہو گی۔

جناب والا! اس کے علاوہ بچت کمیٹی کی سفارشات کی روشنی میں ٹیلیفون' ائرکنڈیشنرز' ٹرانسپورٹ وغیرہ کے استعمال میں کفایت کے لئے دور رس فیصلے کئے گئے ہیں۔ ان پر عمل درآمد کا موثر طریقہ کار بھی طے کر لیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں ضروری احکامات جاری کئے جا رہے ہیں جن پر عمل درآمد کا

باقاعدہ جائزہ لیا جاتا رہے گا۔ تفصیلات علیحدہ جاری کی جا رہی ہیں۔

جناب سپیکر! ہم نے نہایت سنجیدگی سے شعوری کوشش کی ہے کہ اخراجات میں ہر ممکن کفایت کی جائے اور صوبائی محاصل کی وصولی کے نظام کو بہتر بنا کر آمدنی میں زیادہ سے زیادہ اضافہ کیا جائے۔ اس لئے میں آئندہ مالی سال کے لئے محض دو ایسے اقدام تجویز کر رہا ہوں جن سے عام آدمی پر قطعاً کوئی اثر نہیں پڑے گا بلکہ اہل ثروت کی دولت میں سے حکومت تھوڑا سا حصہ لے سکے گی اور حکومت اپنی اس جائز آمدنی کو حاصل کر سکے گی جس سے وہ اب تک محروم رکھی گئی ہے۔

جناب والا! میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ تمام جائیداد کی مالیت کی تشخیص کی فہرستوں کو موجودہ قیمتوں سے ہم آہنگ بنایا جائے اس سے سٹیمپ ڈیوٹی کے محاصل میں 50 کروڑ روپے کا اضافہ متوقع ہے۔ (یہ رقم صوبائی محصولاتی آمدنی کے تخمینہ میں شامل کر لی گئی ہے)

اس کے علاوہ جیسا کہ آپ جانتے ہیں امداد باہمی کے اداروں کے اعلیٰ و ارفع مقاصد کے پیش نظر اب تک سوسائٹی کے نام پر جائیداد کی فروخت کو سٹیمپ ڈیوٹی سے مستثنیٰ رکھا گیا تھا لیکن مخصوص مفادات کے حامل طبقہ نے اس رعایت سے ناجائز فائدہ اٹھا کر حکومت کو بھاری نقصان پہنچایا ہے لہٰذا میں تجویز کرتا ہوں کہ اس بدعنوانی کو ختم کرنے کے لئے اس رعایت کو واپس لیا جائے اس سے کم از کم 25 کروڑ روپے کی اضافی آمدنی ہو گی۔

جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں مالی سال 92-1991ء کے لئے محاصل کا مجموعی تخمینہ 38 ارب 56 کروڑ 67 لاکھ روپے ہے۔ اس میں حسابات سرمایہ کی بچت کے 43 کروڑ 98 لاکھ روپے شامل کر کے آمدنی کا کل اندازہ 39 ارب 65 لاکھ روپے ہے جبکہ غیر ترقیاتی اخراجات کا تخمینہ 36 ارب 50 کروڑ 65 لاکھ روپے ہے۔ اس طرح غیر ترقیاتی حساب میں 2 ارب 50 کروڑ روپے کی بچت متوقع ہے جو تعمیر وطن پروگرام میں سرمایہ کاری کے لئے استعمال کی جائے گی۔

میں نہایت مسرت کے ساتھ اس معزز ایوان کو آگاہ کر رہا ہوں کہ 82-1981ء کے بعد پنجاب کا یہ پہلا فاضل بجٹ ہے جس میں ہم نے غریب اور متوسط طبقے پر کوئی بوجھ ڈالے بغیر 2 ارب 50 کروڑ روپے کی بچت حاصل کی ہے اور یہ رقم تعمیر وطن پروگرام کے تحت ترقیاتی سرگرمیوں میں استعمال ہو گی۔ یہ سعادت بھی موجودہ حکومت کو نصیب ہوئی کہ پہلی دفعہ غیر ترقیاتی بجٹ کی بچت سے تعمیر وطن پروگرام میں سرمایہ کاری کی نئی روایت قائم کی ہے۔ یہ کوشش اس لحاظ سے خاص طور پر قابل ستائش ہے کہ قومی مالیاتی کمیشن کے اندازوں کے مطابق پنجاب کے 92-1991ء کے بجٹ میں 30 کروڑ روپے سے زیادہ کا خسارہ متوقع تھا۔

جناب سپیکر! وسائل کی کمیابی کی وجہ سے ماضی میں ہم سرکاری اثاثوں کی تسلی بخش دیکھ بھال کے لئے مناسب رقوم فراہم نہیں کر سکتے تھے۔ اب چونکہ غیر ترقیاتی اخراجات کے لئے معقول وسائل دستیاب ہو گئے ہیں اس لئے سرکاری عمارتوں' سڑکوں اور نہروں کے نظام کی دیکھ بھال اور مرمت کے لئے منظور شدہ پیمانہ جات کے مطابق رقوم فراہم کر دی گئی ہیں۔

جناب سپیکر! پاکستان دنیا کا واحد ملک ہے جو ایک نظریہ حیات کی بنیاد پر معرض وجود میں آیا ہے۔ اس نظریئے کو نظریہ پاکستان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور اس سے مراد جنوبی ایشیا میں دو قومی نظریہ اور اسلام کی وہ جدید تصریح و تعبیر ہے جو مفکر پاکستان حکیم الامت علامہ اقبالؒ اور بانی پاکستان حضرت قائداعظم محمد علی جناحؒ نے ایک جدید اسلامی' جمہوری اور فلاحی مملکت کی تشکیل کے ضمن میں اپنی تحریروں اور تقریروں میں بیان فرمائی تھی۔ اس تصریح و تشریح کی روشنی میں اسلامیان برصغیر کے علیحدہ وطن کی تشکیل کے لئے جو تحریک شروع کی گئی تھی اس کو تحریک پاکستان کہا جاتا ہے اور یہ وہ تحریک تھی جس کے کارکنوں کی قربانیوں کے طفیل آج ہم آزاد فضا میں سانس لے رہے ہیں۔ آزاد قوموں کا شیوہ ہے کہ وہ اپنے ماضی کے کارناموں' اپنے اساسی افکار و نظریات اور اپنے محسنوں کے افکار و عمل کی تابانیوں سے اپنے مستقبل کی راہیں منور کرتی ہیں بلکہ ان تابانیوں کو نئی نسلوں تک پہنچانے کے لئے مختلف اقدامات کا اہتمام بھی کرتی رہتی ہیں۔ پاکستانی قوم کی امنگوں اور آرزوؤں کی نمائندہ و ترجمان کی حیثیت سے ہماری حکومت نے اس سلسلے میں کئی اقدامات کئے ہیں۔ چند سال قبل محترم میاں نواز شریف کی قیادت میں ہم نے تحریک پاکستان کے عظیم مجاہدوں کی ناقابل فراموش قربانیوں کے اعتراف کے طور پر کارکنان تحریک پاکستان کو طلائی تمغے دینے کا سلسلہ شروع کیا تھا۔ اسی زمانے میں نظریہ پاکستان اکیڈمی کی داغ بیل بھی ڈالی گئی تھی۔ اسی طرح تحریک پاکستان ورکرز ٹرسٹ (Pakistan workers Trust) کے نام سے ایک ادارہ بھی قائم کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں تحریک پاکستان اور قیام پاکستان کے دوران شہید ہونے والوں کی ایک باوقار یادگار تعمیر کرنے کا فیصلہ بھی کیا گیا ہے۔ یہ یادگار تاریخ عالم کی اس سب سے بڑی اور ہولناک ترین انسانی ہجرت کی یاد بھی تازہ رکھے گی اور ہماری آئندہ نسلوں کے لئے گاہے گاہے باز خواں کا فرض بھی ادا کرتی رہے گی اس مقصد کے لئے مہاجرین کے اہم ترین پڑاؤ والٹن کیمپ کی 75 ایکڑ اراضی ساڑھے تین کروڑ روپے کی لاگت سے حاصل کر لی گئی ہے۔ مجوزہ یادگار کے ڈیزائن اور نام کے لئے تجاویز بھی طلب کر لی گئی ہیں اور اس بارے میں جلد ہی کوئی فیصلہ کر لیا جائے گا۔ اصل میں یہ تحریک پاکستان کے ان شہیدوں کا قرض تھا جن کے خون سے پاکستان کی بنیادیں استوار ہوئیں اور ہمیں اس قرض کی ادائیگی کی سعادت نصیب ہو

رہی ہے۔ چنانچہ یادگار شہدائے تحریک پاکستان کی تعمیر کے لئے پانچ کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ وفاقی حکومت نے اس یادگار کی تعمیر کے 50 فیصد اخراجات برداشت کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ ہم امید کرتے ہیں دیگر صوبائی حکومتیں بھی اس عظیم قومی منصوبہ کی تعمیر میں ہمارا ہاتھ بٹائیں گی۔

کارکنان تحریک پاکستان ٹرسٹ اور نظریہ پاکستان اکیڈمی کے لئے ایک نئی عمارت کی تعمیر کی تجویز ہے۔ 50 لاکھ روپے کی رقم حکومت پنجاب کی طرف اس عمارت کی تعمیر کے لئے گرانٹ کے طور پر سال 92-1991ء کے بجٹ میں مختص کی جا رہی ہے۔

جناب والا! آپ میری اس رائے سے یقیناً اتفاق کریں گے کہ قوموں کی ترقی و استحکام اور بقا و سلامتی میں اہل قلم حضرات نے ہمیشہ غیر معمولی کردار سرانجام دیا ہے۔ مشہور مقولہ ہے کہ انسان کی حکمرانی میں قلم کی طاقت شمشیر و سناں سے کہیں زیادہ ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ بعض اوقات جو کام ایک پوری فوج سرانجام نہ دے سکی وہ ایک نحیف و ناتوان فنکار نے بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ اپنی تحریروں کے ذریعے پایہ تکمیل کو پہنچا دیا۔ فلسفہ تاریخ کے عظیم شارح ابن خلدون کے بقول اہل قلم خلوص و دیانت' حب وطن اور فلاح انسان کے عظیم جذبوں کی دولت سے تو مالا مال ہو سکتے ہیں لیکن ان کی زندگی ہمیشہ عشرت و تنگ دستی میں گزرتی ہے کیونکہ مال و دولت کا حصول ان کا مطمع نظر نہیں ہوتا۔ چنانچہ کم و بیش ہر دور میں اقتدار و حکومت کے ایوانوں میں اہل قلم کی اعانت و سرپرستی کے منصوبے وضع ہوتے رہے ہیں۔ ماضی میں اہل قلم کی مجموعی طور پر فلاح و بہبود کے لئے کوئی ٹھوس کام نہیں ہوا۔ حکومت نے اس مقصد کے لئے ایک کروڑ روپے کے سرمائے سے ایک رائٹرز ٹرسٹ (Writer's Trust) قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہاں اس امر کی وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے کہ اہل قلم میں صرف ادیب یا شاعر حضرات ہی شامل نہیں بلکہ صحافی' کالم نویس' دانش ور اور ایسے سبھی حضرات شامل ہیں جو قلم سے ملک اور قوم کی خدمت کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔

علاوہ ازیں جناب وزیراعلیٰ کی خصوصی ہدایت پر فیصلہ کیا گیا ہے کہ لاہور پریس کلب کی عمارت کی تعمیر کے لئے اگلے سال حکومت کی طرف سے 25 لاکھ روپے کی گرانٹ دی جائے گی۔

آئندہ سال کے بجٹ میں ایک اور ٹرسٹ کی تشکیل کے لئے پانچ کروڑ روپے کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ اس ٹرسٹ سے ایسے مستحق طلباء کی امداد و اعانت کی جائے گی جو ذہین اور قابل ہونے کے باوجود ایچی سن کالج اور اس قسم کے بھاری اخراجات والے دوسرے پبلک سکولوں جیسے تعلیمی اداروں سے استفادہ نہیں کر سکتے۔ پانچ کروڑ روپے کی اس رقم سے منافع بخش منصوبوں میں سرمایہ کاری کی جائے گی جو مجوزہ ٹرسٹ کی مستقل آمدنی کا ذریعہ ہو گی۔ اس آمدنی سے ایسے مستحق اور ذہین بچوں کے

لئے اہل ثروت طبقہ کے تعلیمی اداروں میں سہولتیں مہیا کی جائیں گی جن کے والدین غریب' محنت کش' کاشتکار اور بے وسیلہ طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

جناب والا! ہماری ترجیحات میں اردو زبان کی ترویج کو خصوصی اہمیت حاصل ہے جو کہ ہماری قومی زبان ہے۔ سرکاری دفاتر کے روز مرہ کے کام میں اردو کا استعمال شروع ہو چکا ہے۔ ہم نے عزم کر رکھا ہے کہ جلد از جلد ہر دفتر میں اردو کو ذریعہ اظہار کے طور پر اپنا لیا جائے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے اردو ٹائپ مشینوں کی فراہمی ضروری ہے جس کے لئے اگلے مالی سال کے بجٹ میں 50 لاکھ روپے کی رقم مختص کر دی گئی ہے۔

غریب اور نادار لوگوں کی امداد کے لئے قائم کردہ بیت المال کے لئے سال رواں کی طرح اگلے مالی سال میں بھی 10 کروڑ روپے کی رقم شامل کی گئی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے مخیر حضرات سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ صدقات اور عطیات کے ذریعے اس ادارے کے وسائل میں مزید اضافہ کریں۔ یہ بات باعث مسرت ہے کہ وفاقی حکومت نے بھی بیت المال قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ امید ہے کہ وفاقی حکومت پنجاب بیت المال کو بھی مناسب وسائل مہیا کرے گی۔ اسی طرح غریب بچیوں کی امداد کے لئے قائم شدہ جہیز فنڈ کے لئے بھی آئندہ سال کے بجٹ میں 10 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔

زراعت کی ترقی اور زرعی معیشت کو مضبوط بنیادوں پر مستحکم کرنے کے عمل میں کاشتکاروں کی شمولیت نہایت ضروری ہے۔ اس سلسلے میں پنجاب میں ایوان زراعت کے نام سے کاشتکاروں کی ایک تنظیم موثر کام کر رہی ہے۔ ایوان زراعت کی عمارت کی تعمیر کے لئے آئندہ مالی سال میں 40 لاکھ روپے کی گرانٹ دی جائے گی تاکہ کاشتکاروں کا یہ ادارہ قومی زرعی ترقی کے عمل میں اپنا بھرپور کردار ادا کر سکے۔

تعمیر وطن پروگرام

جناب سپیکر! مجھے اس بات پر فخر ہے کہ میں سال 92-1991ء کے لئے پنجاب کی تاریخ کا سب سے بڑا ترقیاتی پروگرام پیش کرنے والا ہوں۔ تعمیر وطن کا یہ صوبائی پروگرام 1050 کروڑ روپے کا ہے جو موجودہ سال کے نظرثانی شدہ 766 کروڑ روپے کے پروگرام کے مقابلے میں تقریباً 37 فیصد زیادہ ہے۔ اس پروگرام کے لئے وفاقی حکومت 749 کروڑ 22 لاکھ روپے مہیا کرے گی جبکہ ہم اپنے غیر ترقیاتی اخراجات میں کفایت شعاری کر کے 250 کروڑ روپے ترقیاتی کاموں کے لئے مختص کریں گے۔ سالہا سال کے خسارے کے غیر ترقیاتی بجٹ کے بعد صوبہ کے لئے اس منتخب حکومت کا یہ ایک

گرانقدر تحفہ ہے۔

جو ترقیاتی پروگرام آج آپ کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے اس میں بلدیاتی اداروں کے لئے ترقیاتی امداد' خصوصی ترقیاتی پروگرام اور سابقہ پیپلز ورکس پروگرام کے تحت جاری منصوبوں کی تکمیل کے لئے مطلوبہ وسائل کا ذکر نہیں ہے۔ وفاقی حکومت نے آئندہ سال کے لئے جو نئے محاصل تجویز کئے ہیں ان کی اضافی آمدنی میں سے ہمارے حصہ میں جو رقم آئے گی وہ خصوصی ترقیاتی پروگرام اور سابقہ پیپلز ورکس پروگرام کے منصوبوں کی تکمیل پر صرف ہو گی اور تقریباً" 60 کروڑ روپے بلدیاتی اداروں کو دیئے جائیں گے۔ ہر یونین کونسل کو ایک لاکھ روپے' ٹاؤن کمیٹی کو پانچ لاکھ روپے' میونسپل کمیٹی کو 25 لاکھ روپے اور ضلع کونسل اور میونسپل کارپوریشن کو 50 لاکھ روپے اور میٹروپولیٹن کارپوریشن لاہور کو ایک کروڑ روپے دیئے جائیں گے۔

1050 کروڑ روپے کی مجوزہ رقم کو نہ صرف مختلف شعبوں کے درمیان تقسیم کرنا کارے دارد تھا بلکہ اس سے بھی بڑھ کر وقت طلب کام جاری اور نئے منصوبوں کے درمیان توازن رکھنا تھا۔ "پنبہ کجا کجا نہم" کا مقولہ اس صورت حال پر صادق آتا ہے۔ ہم نے زیادہ سے زیادہ رقم جاری منصوبوں کے لئے مہیا کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ ان کی جلد تکمیل سے عوام مستفید ہو سکیں۔ چنانچہ وسائل کا تقریباً" 62 فیصد پہلے سے جاری تقریباً" چار ہزار منصوبوں کے لئے مخصوص کیا گیا ہے جب کہ بقیہ رقم سے انتہائی اہمیت کے حامل پانچ سو سے زائد منصوبے شروع کئے جائیں گے۔ ہمیں امید ہے کہ آئندہ سال کے دوران تقریباً" 2300 ترقیاتی منصوبے پایہ تکمیل کو پہنچیں گے جو اس سال کے دوران مکمل ہونے والے منصوبوں کے مقابلے میں کافی زیادہ ہیں۔ جون 1992ء کے اختتام پر دو ہزار سے زیادہ منصوبے زیر تکمیل ہوں گے جن کو مکمل کرنے کے لئے مجموعی طور پر تقریباً" 30 ارب روپے درکار ہوں گے۔ اس تفصیل سے یہ بات عیاں ہے کہ وسائل کی کمی کے باوجود حکومت ایک جانب عوامی ضروریات کے تحت ممکنہ حد تک نئے منصوبے شروع کرنے کی کوشش کر رہی ہے اور دوسری طرف زیر تکمیل منصوبوں کو جلد از جلد مکمل کرنے کا عمل بھی جاری ہے۔ اس حکمت عملی کو مزید مؤثر بنانے کے لئے از خود وسائل تلاش کرنے ہوں گے جس کی جانب میں پہلے اشارہ کر چکا ہوں۔

تعمیر وطن پروگرام کے نئے زاویئے

جناب سپیکر! تیزی سے بدلتے ہوئے وقت کا تقاضا ہے کہ ہمارے ترقیاتی پروگرام کی فکری اساس میں نئے زاویئے شامل کئے جائیں کیونکہ افکار تازہ اور جہان نو کی تعمیر میں چولی دامن کا ساتھ

ہے۔ چنانچہ بعض اہم عوامی ضروریات کی تکمیل کے لئے زیادہ سے زیادہ سے وسائل مجتمع کر کے ایک نیا پروگرام پیش کیا جا رہا ہے جسے وفاقی سطح پر اور دوسرے صوبوں میں بھی سراہا گیا ہے اور جس کی ندرت نے دوست ممالک اور امداد دینے والے بیرونی اداروں کو بھی خاصا متاثر کیا ہے۔

نئی ترقیاتی حکمت عملی کی اہم خصوصیات یہ ہیں:

حکومت صوبے میں بے روزگاری اور نیم روزگاری کے موجودہ رجحانات کو انتہائی تشویش کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ اس سے نہ صرف ہماری پیداواری صلاحیتوں کا ضیاع ہو رہا ہے بلکہ وہ لا تعداد نوجوان جن کی پرورش اور تعلیم و تربیت پر قوم کے بے پناہ وسائل صرف ہوئے ہیں ان کی عزت نفس بھی مجروح ہوتی ہے۔ غریب اور متوسط طبقے کے ایسے نوجوان زیادہ تر دیہات' چھوٹے قصبوں اور شہروں میں بستے ہیں چنانچہ ان لوگوں کو با مقصد روزگار فراہم کرنے اور اس کے ساتھ ساتھ دیہی علاقوں میں چھوٹی اور گھریلو صنعتوں کے فروغ کے لئے ایک جامع اور مربوط منصوبے کا آغاز کیا گیا ہے جو رواں انڈسٹریلائزیشن اینڈ سیلف ایمپلائمنٹ سکیم (Rural Industrialiazation and self employment scheme) کے نام سے خاصی شہرت حاصل کر رہا ہے۔

اس منصوبے کے تحت دس لاکھ روپے تک کی مالیت کی دیہی صنعتوں کے لئے قسط وار قرضہ فراہم کیا جاتا ہے جس کی حد پانچ لاکھ روپے مقرر کی گئی ہے۔ اس میں قرض اور ذاتی سرمائے کی شرح علی الترتیب 70 فیصد اور 30 فیصد ہو گی۔ البتہ اگر مطلوبہ مشینری ملک کے اندر تیار ہوتی ہو تو پھر قرض اور ذاتی سرمائے کی شرح 80 فیصد اور 20 فیصد ہو گی۔ قرض صرف سات فیصد سالانہ مارک اپ (Mark up) پر دیا جائے گا اور اس کی وصولی آٹھ سے دس سال میں ہو گی۔ چھوٹی صنعتوں کی کارپوریشن نے خواہش مند افراد کی اعانت کے لئے 150 ایسی صنعتوں کی نشاندہی کی ہے جو اس منصوبے کے تحت قائم کی جا سکتی ہیں اور جن کا معاشی اعتبار سے منافع بخش ہونا ثابت ہو چکا ہے۔ پاکستان بینکنگ کونسل اور بینک آف پنجاب نے مستقبل بنیادوں پر قرض کی سہولت فراہم کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ حکومت پنجاب نے بھی آئندہ سال اس کے لئے 25 کروڑ روپے مختص کئے ہیں۔ ہمارا ارادہ ہے کہ اس ریوالونگ فنڈ (Revolving Fund) اور بنکوں سے قرضے کی سہولت کو مرحلہ وار پروگرام کے تحت 500 کروڑ روپے تک لے جائیں اس سلسلے میں مرکزی حکومت اور بیرونی امداد کے اداروں نے بھی خاصی دلچسپی کا اظہار کیا ہے اور ہمیں امید ہے کہ انشاء اللہ اس پروگرام کی ترویج سے بے روزگاری کے خاتمے میں خاصی مدد ملے گی اور صنعتوں کے فروغ سے پیداوار میں اضافہ ہو گا جس سے قیمتوں میں توازن برقرار رکھا جا سکے گا۔

پنجاب میں اس وقت 13 انڈسٹریل اسٹیٹس قائم کی جا چکی ہیں اب اس سکیم کا دائرہ کار بڑھا دیا جائے گا اور بقیہ اضلاع میں بھی ایک ایک انڈسٹریل اسٹیٹ قائم کی جائے گی۔ یوں اس پروگرام کو سیلف ایمپلائمنٹ (Self Employment) اور نجی شعبے کی ترویج کے لئے وسعت دی جا رہی ہے۔

تعلیم اور صحت نہ صرف انسان کی بنیادی ضروریات ہیں بلکہ اس کے بغیر قومی ترقی کا تصور ہی مشکل ہے کیونکہ مناسب افرادی قوت ہی دیرپا اور موثر ترقیاتی حکمت عملی کی بنیاد مہیا کرتی ہے۔ سال ہا سال سے حکومت نے ان شعبوں کے لئے حتی الوسع وسائل مہیا کئے ہیں لیکن نہ تو شرح خواندگی میں قابل قدر اضافہ ہوا ہے اور نہ ہی صحت کی مناسب سہولتیں لوگوں کو میسر آسکیں۔ عوامی ضروریات کی ہمہ گیری اور اپنے وسائل کی کمی کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت پنجاب نے فیصلہ کیا ہے کہ صحت اور تعلیم کی سہولتوں کے فروغ کے لئے نجی شعبے کے جذبہ خدمت کو بروئے کار لائیں' اس کے لئے پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن اور پنجاب ہیلتھ فاؤنڈیشن قائم کی گئی ہیں تاکہ غیر تجارتی بنیادوں پر صاحب دل افراد کے تعاون سے جہالت اور بیماری کے ستم زدہ لوگوں کے دکھ کا جلد از جلد مداوا ہو سکے۔

ان فاؤنڈیشنوں کا طرہ امتیاز یہ ہے کہ ان کے بورڈ آف ڈائریکٹرز میں زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے نمایاں افراد کو شامل کیا گیا ہے۔ حزب مخالف کے اراکین کو بھی مستقل نمائندگی دی گئی ہے تاکہ ہم سب مل کر حال اور مستقبل کی ان اہم قومی ذمہ داریوں کو پورا کر سکیں۔ حکومت کی پوری کوشش ہو گی کہ یہ ادارے خالصتاً" پروفیشنل بنیادوں پر کام کریں۔ ہمیں یقین واثق ہے کہ اگر خلوص نیت شامل حال رہی تو یہ پروگرام بہت جلد ایک ہمہ گیر تحریک کی شکل اختیار کر لے گا۔

ایجوکیشن فاؤنڈیشن (Education Foundation) کے لئے حکومت پنجاب نے اب تک 45 کروڑ روپے مہیا کئے ہیں مرکزی حکومت نے اتنی ہی گرانٹ دینے کا وعدہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ دوست ممالک اور بیرونی امدادی اداروں نے بھی اس سلسلے میں اپنی دلچسپی کا اظہار کیا ہے اس سکیم کے تحت ہر طرح کے تعلیمی ادارے قائم کئے جا سکتے ہیں لیکن دیہات اور چھوٹے شہروں کو ترجیح دی جائے گی بنیادی شرط یہ ہو گی کہ ان اداروں کا مقصد منافع کمانا نہ ہو۔ ان اداروں کے لئے سرکاری زمین (جہاں کہیں میسر ہو گی) معمولی فیس پر لمبے عرصے کے لئے پٹے پر دی جائے گی۔ عمارات کی تعمیر اور ساز و سامان کی فراہمی کے لئے فاؤنڈیشن کل اخراجات کا ایک تہائی حصہ بطور گرانٹ اور ایک تہائی حصہ بلا سود قرض کے طور پر دے گی جبکہ بقیہ ایک تہائی لاگت کا بندوبست متعلقہ سماجی تنظیم کو

عطیات وغیرہ کے ذریعے کرنا ہو گا۔ ادارے قائم ہونے کے بعد اس کے سالانہ جاری اخراجات کے لئے بھی فاؤنڈیشن ہر سال ایک تہائی حصہ بطور گرانٹ دے گی جبکہ ادارہ ایک تہائی حصہ اپنے عطیات سے پورا کرے گا اور بقیہ ایک تہائی حصہ طلباء و طالبات سے فیسوں کی شکل میں وصول کیا جائے گا۔

ہیلتھ فاؤنڈیشن (Health Foundation) بھی نجی شعبہ میں ایسی شرائط پر ہسپتال' ڈسپنسریاں' کلینک اور زچہ و بچہ مراکز وغیرہ قائم کرنے کی حوصلہ افزائی کرے گی اس کے علاوہ ڈاکٹروں کو دیہی علاقوں اور چھوٹے شہروں میں پریکٹس شروع کرنے کے لئے قرض کی سہولت فراہم کرے گی۔ ہم نے اس فاؤنڈیشن کے لئے اپنے تعمیر وطن پروگرام میں 25 کروڑ روپے مختص کئے ہیں اور اتنی ہی رقم کا وعدہ مرکزی حکومت نے کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ فاؤنڈیشن کے دائرہ کار کو وسیع اور اس کی کوششوں کو موثر بنانے کے لئے اس سے کہیں زیادہ وسائل درکار ہوں گے جن کے لئے ہم وفاقی حکومت کے ذریعے دوسرے ملکوں اور بیرونی اداروں سے رابطہ قائم کر رہے ہیں۔

ذہنی نشوونما کے ساتھ ساتھ جسمانی ترقی کے لئے کھیلوں کا فروغ بہت ضروری ہے۔ اس کے لئے صحت مند ماحول اور کھیل کے مناسب میدان ناگزیر ہیں۔ ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ گاؤں کی سطح پر اس کام کا آغاز کیا جائے چنانچہ ایک مرحلہ وار پروگرام کے تحت جس کا آغاز آئندہ مالی سال میں ہو گا۔ ہر گاؤں میں کھیل کا مناسب میدان مہیا کیا جائے گا۔ جہاں کہیں اس مقصد کے لئے سرکاری زمین میسر نہ آسکی وہاں نجی زمین قیمتاً حاصل کی جائے گی۔

جناب والا! آئندہ مالی سال کی اس نئی حکمت عملی کا آخری جزو جو کئی لحاظ سے اہم ترین بھی ہے مقامی سطح پر ترقیاتی منصوبہ بندی سے تعلق رکھتا ہے۔ وزیراعلیٰ کی ہدایت پر محکمہ ترقیات و منصوبہ بندی نے صوبائی اور قومی اسمبلی کے ہر حلقہ انتخاب کے لئے مفصل ترقیاتی جائزہ اور پانچ سالہ پروگرام وضع کیا ہے۔ اس میں زندگی کے مختلف شعبوں میں موجود سہولتوں کی تفصیل پیش کی گئی ہے اور آئندہ سالوں کے مجوزہ منصوبوں کی نشاندہی کی جا رہی ہے۔ مائیکرو پلاننگ (Micro Planning) کے سلسلہ کی یہ اہم کڑی عوام' عوامی نمائندوں اور پالیسی سازوں کے لئے انتہائی مفید ثابت ہو گی۔ اس کے ذریعے نہ صرف مختلف انتخابی حلقوں کے مابین بلکہ ایک ہی حلقہ میں بھی مختلف شعبوں کی متوازن ترقی کا عمل آسان تر ہو جائے گا۔

جناب والا! میں نہایت مسرت کے ساتھ اس معزز ایوان کی اطلاع کے لئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سال رواں کے دوران مختلف صوبائی حلقوں میں مقامی سطح پر جو ترقیاتی منصوبے شروع کئے گئے تھے ان کی تکمیل کی جائے گی اور نئی ترقیاتی سکیمیں بھی شروع کی جائیں گی۔ ہر حلقے میں دو گاؤں یا 6

اضافی بستیوں میں بجلی مہیا کی جائے گی۔ اس مقامی ترقیاتی پیکیج کے لئے تقریباً" ایک کروڑ روپے فی صوبائی حلقہ مختص کئے جا رہے ہیں متعلقہ بلدیاتی اداروں اور محکمہ جاتی پروگراموں کے لئے لی جانے والی رقوم اس کے علاوہ ہوں گی۔ ہمیں امید ہے کہ ہر حلقہ کے رہنے والے اس ترقیاتی حکمت عملی کو کامیاب بنانے میں ہماری اعانت کریں گے۔

دریائی پانی کی تقسیم کا معاہدہ اور نئے منصوبے

جناب والا! میں اس معزز ایوان اور اس کی وساطت سے اہل پنجاب بلکہ پورے پاکستان کے عوام کو دریائی پانی کی تقسیم کے تاریخ ساز فیصلے پر ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔ خلوص نیت اور خدمت ملی کے جذبے نے محض چند ماہ کے عرصے میں سالہا سال کے الجھے ہوئے اس پیچیدہ مسئلے کا متفقہ اور قابل عمل حل تلاش کر لیا ہے جس نے قومی معیشت کو ایک صحت مند نئی جہت عطا کی ہے۔ البتہ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ پانی کو مکمل طور پر زیر استعمال لانے کے لئے ضروری منصوبے بنا کر جلد از جلد مکمل کئے جائیں۔ اس سلسلے میں حکومت پنجاب چولستان میں نئی نہروں' گریٹر تھل نہر' واجل نہر اور جلال پور نہر کھودنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اس سلسلے میں ضروری کارروائی شروع کر دی گئی ہے۔ ان نہروں کی کل لمبائی تقریباً" 1800 میل ہو گی اور ان پر تقریباً" 800 کروڑ روپے کی لاگت آئے گی۔ ہم اس سلسلے میں وفاقی حکومت سے مسلسل رابطہ قائم کئے ہوئے ہیں۔ ان منصوبوں کی تکمیل کے بعد تقریباً" 25 لاکھ ایکڑ نئی زمین زیر کاشت آ سکے گی جس پر بہت سے ایسے کاشتکار بسائے جائیں گے جو زمین سے محروم ہیں۔ اس عظیم معاہدے کا اصل فائدہ اس وقت ہو گا جب یہ بے آب و گیاہ زمینیں سرسبز و شاداب ہوں گی۔ آج کے فاقہ کش لوگ ان پر کھیتی باڑی کر کے مسرت و شادمانی سے ہمکنار ہوں گے اور ملک کی زراعت میں ایک اور روشن باب کا اضافہ ہو گا۔

آبپاشی ہی کے شعبے میں چھوٹی نہروں کو پختہ کر کے ہم سالانہ ساڑھے چھ لاکھ ایکڑ فٹ پانی بچانے کا منصوبہ مرتب کر رہے ہیں۔ اگرچہ کھالوں کو پکا کر کے پانی بچانے کے منصوبے گزشتہ کئی سالوں سے زیر عمل ہیں لیکن چھوٹی نہروں کو پختہ کر کے پانی بچانے کا یہ منصوبہ دریائی پانی کے معاہدے سے منسلک ہے اور اس پر 22 ارب روپے خرچ ہوں گے۔ یہ منصوبہ چار' پانچ سال کے عرصہ میں مکمل ہو گا اور اس کے لئے وفاقی حکومت سے مطلوبہ وسائل کے بارے میں گفت و شنید جاری ہے۔ پانی کی تقسیم کے معاہدے کے بعد اب لازم آتا ہے کہ مناسب جگہوں پر آبی ذخیروں کے لئے ڈیم بنائے جائیں تاکہ پانی کو سمندر میں جانے سے بچایا جا سکے اور مختلف علاقوں میں پورے سال کے دوران

فصلوں کے لئے پانی کی مطلوبہ مقدار حاصل ہو سکے۔ اب جبکہ ہر صوبے کا حصہ واضح الفاظ میں متعین ہو چکا ہے جس کے استعمال کے لئے انہیں سٹور بجز بنانے کا اختیار بھی حاصل ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہر قسم کے خدشات کو نظرانداز کرتے ہوئے کھلے دل کے ساتھ معاہدے کے لوازمات کو پورا کریں اور اس کے ثمرات سے مکمل طور پر بہرہ ور ہونے کی راہ میں جو بھی مصنوعی رکاوٹیں حائل ہیں انہیں پورے عزم کے ساتھ دور کریں۔ اس کے بغیر کوئی صوبہ بھی معاہدے سے کماحقہ فائدہ نہیں اٹھا سکے گا۔

دیہی ترقی

جناب والا! یہ معزز ایوان اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہے کہ حکومت کئی سال سے بتدریج دیہی علاقوں کی تعمیر و ترقی کے لئے زیادہ سے زیادہ وسائل مہیا کرنے کی پالیسی پر عمل پیرا ہے۔ اس کی وجہ یہی نہیں کہ دیہات میں صوبے کی بیشتر آبادی رہتی ہے بلکہ اہم تر حقیقت یہ ہے کہ بہت سے عوامل کے تحت یہ علاقے شہروں کی نسبت انتہائی پسماندہ ہیں اور ان کے رہنے والے زندگی کی اکثر و بیشتر بنیادی ضرورتوں سے بھی تاحال محروم ہیں۔ اس لئے اب ترقیاتی وسائل کا تقریباً 80 فیصد دیہی علاقوں پر صرف کیا جا رہا ہے۔

شعبہ جاتی پروگرام

اب میں بعض اہم شعبوں میں ترقیاتی عمل کے بارے میں چند گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں۔

زراعت

زراعت پنجاب کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے اس کی ترقی کے لئے زیادہ تر سرمایہ کاری نجی شعبہ میں ہوتی ہے اور حکومت زیادہ تر زرعی تحقیق' نئی زمینوں کو زیر کاشت لانے' زرعی تعلیم کے فروغ' آب پاشی اور سیم و تھور پر قابو پانے اور کھالوں کو پکا کر کے پانی بچانے کے منصوبوں پر اپنی توجہ مرکوز رکھتی ہے۔ تاہم اب دریائی پانی کے معاہدہ کے بعد آب پاشی کے بڑے بڑے منصوبوں پر کام شروع کیا جائے گا جس کا ذکر میں پہلے کر چکا ہوں۔

ان مروجہ پروگراموں کے علاوہ حکومت نے آئندہ سال زرعی شعبہ کی ترقی کے لئے وفاقی

حکومت کی مدد سے ایک خاصہ بڑا پروگرام شروع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس کے لئے پنجاب کے تعمیر وطن پروگرام کے علاوہ وفاقی حکومت تقریباً 60 کروڑ روپے مہیا کرے گی جن سے استفادہ کے لئے محکمہ زراعت پیداواری صلاحیت بڑھانے کے منصوبے وضع کر رہا ہے۔ چند روز قبل وفاقی حکومت نے نئی زرعی پالیسی کا بھی اعلان کیا ہے جس کے چار بڑے مقاصد یہ ہیں۔

1- فصلوں کی پیداواری صلاحیت بڑھانا۔
2- زرعی اجناس کی برآمد میں فروغ۔
3- معاشرتی انصاف۔
4- خود انحصاری۔

امید ہے کہ اس پالیسی میں دی گئی مالیاتی اور غیر مالیاتی ترغیبات سے پنجاب کے کاشتکاروں کو کافی سہولتیں حاصل ہوں گی۔ قرضے آسانی سے ملیں گے' فصلوں' مویشیوں اور درختوں کے بیمے کی سکیمیں بھی شروع کی جائیں گی۔ تحصیل کی سطح پر ماڈل زرعی سکول کھولے جائیں گے۔ جنرک سکیم کے تحت زرعی دواؤں کے سستے ہونے کا بھی امکان پیدا ہو گیا ہے۔ زرعی اجناس کی برآمد کے لئے نجی شعبہ کی حوصلہ افزائی کی جائے گی اور ہر بڑے ہوائی اڈے پر زرعی اجناس کے لئے کولڈ سٹوریج بنائے جائیں گے۔ زرعی اجناس کی قیمتوں کو مستحکم اور منافع بخش سطح پر رکھنے کے لئے پرائس سٹیبلائزیشن فنڈ (Price Stablization Fund) اور زرعی صنعتوں کے لئے بینک قائم کر کے پنجاب کے کاشت کاروں کا دیرینہ مطالبہ بھی پورا کیا جائے گا۔

زراعت سے متعلق پنجاب کے تعمیراتی پروگرام میں سب سے اہم منصوبہ کھیت سے منڈی تک سڑکوں کی تعمیر کا منصوبہ ہے۔ یہ پنجاب کے ترقیاتی پروگرام کی اہم خصوصیت ہے اور اس مفید پروگرام کی ابتدا بھی پنجاب ہی سے 81-1980ء میں ہوئی تھی۔ جون 1990ء تک اس پروگرام کے تحت تیرہ ہزار کلومیٹر لمبی سڑکیں مکمل ہو چکی تھیں۔ اس سال 900 کلو میٹر مزید لمبی سڑکوں کی تعمیر مکمل ہو جائے گی۔ آئندہ سال اس منصوبے کے لئے 80 کروڑ روپے مختص کئے جا رہے ہیں جس سے 1200 کلو میٹر لمبی سڑکوں کی تعمیر مکمل ہو جائے گی (محکمہ ہائی ویز کا پروگرام اس کے علاوہ ہے)

صوبے کے بارانی علاقوں میں اس سال بیرونی امداد سے 110 کروڑ روپے کی لاگت سے ایک ہمہ جہتی پروگرام کا آغاز کیا گیا ہے جو چھ سال میں مکمل ہو گا۔ اس طرح کا ایک منصوبہ پہلے ہی مکمل کیا جا چکا ہے۔ اس سال کے دوران بارانی علاقوں میں 5 مزید چھوٹے بند تعمیر کئے گئے۔ اس طرح اب ان بندوں کی کل تعداد 97 ہو گئی ہے جو علاقے کی آبپاشی اور پینے کے پانی کی ضروریات پورا کرنے میں

اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

فصلوں کے ذکر کے بغیر زراعت کے شعبے پر بات نامکمل ہو گی۔ اس سلسلے میں ہمارے لئے یہ بات قابل فخر ہے کہ موجودہ سال کے دوران پنجاب میں کپاس کی پیداوار پچاسی لاکھ گانٹھ تھی جو گزشتہ سال کے مقابلے میں چودہ فیصد زیادہ ہے۔ گزشتہ سال ہم نے باسمتی چاول کی گیارہ لاکھ ساٹھ ہزار میٹرک ٹن پیداوار حاصل کر کے ایک نیا ریکارڈ قائم کیا تھا۔ اس سال بھی بفضل خدا یہ پیداواری سطح برقرار رہی۔ جہاں تک گندم کا تعلق ہے اس سال نامساعد موسمی حالات کے باوجود ہمیں توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تقریباً 111 لاکھ میٹرک ٹن کی پیداوار ہو گی جس کا ایک بڑا حصہ دوسرے صوبوں کو مہیا کر کے قیمتی زرمبادلہ بچایا جا سکے گا۔ فی الوقت زراعت ہی پنجاب کا اہم ترین فطری پیداواری وسیلہ ہے جس میں حکومت اور عوام نے سالہا سال تک وسیع سرمایہ کاری کی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ وہ وقت آئے گا جب پنجاب کو بھی اپنے اس پیداواری وسیلے سے جائز آمدنی ملنے لگے گی جس طرح اب دوسرے صوبوں کو اپنے وسائل سے میسر آنے لگی ہے۔

صحت

ہیلتھ فاؤنڈیشن کے ضمن میں اس شعبہ کا ذکر مختصراً پہلے ہی ہو چکا ہے پنجاب کے تعمیر وطن پروگرام میں سب سے زیادہ حصہ بالعموم اسی شعبے کو ملتا ہے۔ اس سال بھی اس پر 113 کروڑ روپے خرچ ہوں گے جو کل ترقیاتی پروگرام کا 14.75 فیصد بنتا ہے۔ آئندہ مالی سال میں یہ رقم بڑھ کر 138 کروڑ روپے ہو جائے گی۔ بفضل خدا دیہی علاقوں میں طبی سہولتوں کا مربوط پروگرام جو چند سال پہلے شروع کیا گیا تھا اب تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔ اس کے تحت ہر یونین کونسل میں ایک بنیادی طبی یونٹ اور مرکزی سطح پر دیہی صحت مرکز قائم کیا جا رہا ہے۔ پہلے سے قائم شدہ یونٹوں اور مراکز کی توسیع کا ایک دوسرا پروگرام بھی ساتھ ہی ساتھ زیر عمل ہے۔ اس وقت تک صوبے کی کل 2397 یونین کونسلوں میں سے 2092 میں طبی یونٹ بن چکے ہیں جن میں سے 250 اس سال مکمل ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ آئندہ سال 150 مزید بنیادی طبی یونٹ مکمل ہوں گے۔ صوبے کے کل 290 مراکز میں سے 280 میں دیہی طبی سنٹر مکمل ہو چکے ہیں جن میں سے 6 اسی سال پایہ تکمیل کو پہنچے ہیں اور آئندہ سال مزید دس سنٹروں کی تکمیل کے بعد مرکز کی سطح کا یہ پروگرام مکمل ہو جائے گا۔ پہلے سے قائم شدہ 450 بنیادی طبی یونٹوں کی اس سال توسیع کی گئی ہے جبکہ آئندہ سال ایسے 600 منصوبوں پر کام مکمل ہو جائے گا۔ اسی طرح اس سال 40 دیہی طبی سنٹروں میں سہولیات کا اضافہ ہوا ہے اور

آئندہ سال مزید 50 سنٹروں کی توسیع ہو گی۔ مزید برآں آئندہ سال چار ضلعی صدر مقاموں پر ہسپتالوں کی تعمیر کا کام پایہ تکمیل کو پہنچے گا۔ تحصیل کی سطح پر سپیشلسٹ ڈاکٹر مقرر کرنے کا ایک منصوبہ بھی اس وقت زیر غور ہے۔ آئندہ سال کے شعبہ صحت کے پروگرام میں فلٹر کلینکوں' ملتان اور راولپنڈی میں پوسٹ گریجوایٹ تعلیم کے مراکز اور قومی شاہراہوں پر ہنگامی طبی مرکزوں کے لئے بھی رقوم رکھی گئی ہیں۔

صحت کے شعبہ میں پنجاب سوشل سکیورٹی انسٹی ٹیوٹ کی خدمات بھی قابل ستائش ہیں۔ یہ ادارہ مزدوروں اور محنت کشوں کے علاج معالجہ کے لئے حال ہی میں لاہور میں 460 بستروں پر مشتمل ایک جدید ترین ہسپتال کی تعمیر مکمل کر چکا ہے۔ اگلے مالی سال کے دوران راولپنڈی میں تین سو بستروں پر مشتمل اسی طرح کے ایک اور ہسپتال کا منصوبہ پایہ تکمیل تک پہنچ جائے گا۔ علاوہ ازیں صوبے کے مختلف علاقوں میں 18 نئی ڈسپنسریاں تعمیر کی جائیں گی اور 30 نئی ایمبولینس گاڑیاں فراہم کی جائیں گی۔ مزدوروں کے لئے قائم کردہ ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کے انتظام اور ادویات کی فراہمی کے لئے سوشل سکیورٹی کے ادارے کی طرف سے 14 کروڑ روپے خرچ کئے جائیں گے۔

آنکھوں کی بیماریوں کے علاج کے لئے نجی شعبہ کی طرف سے حال ہی میں قائم کردہ الشفاء ہسپتال راولپنڈی کو خصوصی گرانٹ دینے کے لئے اگلے مالی سال کے غیر ترقیاتی بجٹ میں 50 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔

تعلیم

صوبے کے تعمیر وطن پروگرام میں دوسرا اہم شعبہ تعلیم ہے۔ اس سال اس میں 79 کروڑ 56 لاکھ روپے کی (10.39 فیصد) رقم خرچ ہوئی۔ ترقیاتی رفتار قدرے سست رہنے کی وجہ یہ تھی کہ عالمی بینک کی مدد سے بچیوں کی پرائمری تعلیم کا جو ہمہ گیر منصوبہ شروع کیا گیا تھا اس پر عمل درآمد میں کچھ تکنیکی دشواریاں حائل تھیں جنہیں اب دور کر لیا گیا ہے۔ چنانچہ آئندہ سال کے لئے اس شعبے کے لئے 123 کروڑ روپے مخصوص کئے گئے ہیں جو کل پروگرام کا 11.71 فیصد ہیں اور موجودہ سال کے نظرثانی شدہ تخمینے سے 54.6 فیصد زیادہ ہیں۔ اس پروگرام کے تحت نئے پرائمری سکولوں کے اجراء کے علاوہ پہلے سے قائم شدہ بچیوں کے 711 پرائمری سکولوں میں چار دیواری اور پانی کی فراہمی کا بندوبست کیا جائے گا۔ 35 ہائر سیکنڈری سکولوں اور 17 مڈل اور ہائی سکولوں کی عمارتیں پایہ تکمیل کو پہنچیں گی۔ موجودہ 23 انٹر کالجوں' 4 نئے انٹر کالجوں اور 5 ہوسٹلوں کی تعمیر کی جائے گی۔ سات نئے ڈگری کالج

کھولے جائیں گے اور تین انٹر کالجوں کو ڈگری کا درجہ دیا جائے گا۔ ذہنی توازن سے محروم بچوں کی تعلیم کے لئے ایک انسٹی ٹیوٹ' بہرے بچوں کے لئے چار پرائمری سکول اور بصارت سے محروم بچوں کی تعلیم کے لئے دو' اداروں کی عمارتیں تعمیر ہوں گی۔

تعلیم کے شعبے میں سب سے اہم قدم فنی اور پیشہ وارانہ تعلیم کے ایک ہمہ جہتی پروگرام کا آغاز ہو گا۔ ابتداء میں صوبے کے مختلف دیہی اور شہری علاقوں میں تین سو ہائی سکولوں میں یہ پروگرام شروع کیا جائے گا اور اس کا دائرہ کار آئندہ سالوں میں وسیع سے وسیع تر ہوتا جائے گا۔ اس سلسلے میں 21 فنی اور پیشہ وارانہ تربیت کے کورسوں کی فہرست تیار کی گئی ہے جن میں زراعت سے متعلقہ فنی شعبے بھی شامل ہیں۔ ہر سکول میں ان میں سے چند منتخب کورس شروع کئے جائیں گے۔ اس کے لئے اساتذہ کی تربیت اور ضروری سامان کی فراہمی کا بندوبست کیا جا رہا ہے۔ ابتدائی طور پر اس کام کے لئے دس کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ اس سلسلے میں ہم بیرونی امداد حاصل کرنے کی کوشش بھی کر رہے ہیں جب ایسی تربیتی سہولتیں تمام ہائی سکولوں میں میسر آجائیں گی تو ہائی سکول پاس کرتے وقت این سی سی کی طرز پر ایسی تربیت کے لئے بھی 20 نمبر مخصوص کئے جائیں گے۔ امید ہے کہ ہائی سکولوں میں طالب علموں کا فنی اور پیشہ وارانہ تربیت حاصل کرنا معاشرے کے اندر فرسودہ روایات ختم کرے گا اور کام اور کارکن کے لئے عزت اور وقار کے جذبے کو فروغ دے گا۔ یہ تربیتی پروگرام ہماری دیہی صنعتوں اور سیلف ایمپلائمنٹ کی سکیم (Self Employment Scheme) کی کامیابی کے لئے بھی ایک مضبوط بنیاد مہیا کرے گا۔

دیہی آب رسانی اور نکاسی آب

سماجی شعبوں میں صحت اور تعلیم کے بعد ہم آب رسانی اور نکاسی آب کو خصوصی اہمیت دے رہے ہیں کیونکہ ہماری آبادی کی بڑی اکثریت بالخصوص دیہات میں زندگی کی ان بنیادی ضروریات سے ابھی تک محروم ہے۔ گزشتہ سال کے 94 کروڑ روپے کے مقابلے میں اس سال اس شعبے پر 102 کروڑ روپے خرچ کئے جا رہے ہیں۔ سال کے دوران 400 سے زیادہ منصوبے مکمل ہونے کی امید ہے جن سے تقریباً 18 لاکھ افراد مستفید ہوں گے۔ آئندہ سال اس شعبے کے لئے مخصوص رقم 102 کروڑ روپے ہے جن سے 1750 سکیموں پر عمل درآمد ہو گا۔ توقع ہے کہ ساڑھے آٹھ سو منصوبے مکمل ہو جائیں گے جن سے 37 لاکھ افراد مستفید ہوں گے۔

دیہات میں پانی اور نکاسی آب کے منصوبوں کی دیکھ بھال کا ابھی تک کوئی خاطر خواہ نظام ترتیب

نہیں پا سکا۔ اب اس بات کی کوشش کی جا رہی ہے کہ اس خامی کو دور کیا جائے۔ چونکہ دیہات کی آبادی کی بہت بڑی اکثریت تاحال صاف پانی اور نکاسی آب کی سہولتوں سے محروم ہے لہٰذا حکومت پنجاب نے ایک جامع منصوبہ تیار کیا ہے جس کے تحت اس دہائی کے آخر تک صوبے کی 85 فیصد دیہی آبادی کو یہ سہولتیں بہم پہنچانے کی تجویز ہے۔ اس منصوبے پر 2500 کروڑ روپے خرچ ہوں گے۔ وفاقی حکومت نے اصولی طور پر اس منصوبے کی منظوری دے دی ہے البتہ اس پر عمل درآمد کا انحصار بیرونی امداد کی فراہمی پر ہو گا جس کے لئے کوششیں جاری ہیں۔

دیہات میں بجلی کی فراہمی

جیسا کہ آپ جانتے ہیں بجلی کی فراہمی کا کام وفاقی حکومت کی ذمہ داری ہے تاہم دیہی علاقوں میں اس عمل کو تیز کرنے کے لئے ہم اپنے ترقیاتی پروگرام میں بھی گزشتہ کئی سالوں سے رقم مخصوص کرتے رہے ہیں۔ اس سال ہم نے 68 کروڑ 90 لاکھ روپے واپڈا کو مہیا کئے تاکہ ایسی 2600 اضافی بستیوں کو بجلی مہیا کی جا سکے جن کے متعلقہ گاؤں پہلے ہی اس سہولت سے فائدہ اٹھا رہے ہیں مزید برآں وفاقی حکومت کے پروگرام کے تحت 540 گاؤں کو بجلی مہیا کی جا رہی ہے۔ آئندہ سال کے لئے وفاقی حکومت نے ملک میں 2250 دیہات کو بجلی فراہم کرنے کا منصوبہ بنایا ہے جس میں سے پنجاب کے حصے میں اس آبادی کے حساب سے 1302 گاؤں آئیں گے۔

ہمیں اس بات کا احساس ہے کہ ابھی تک پنجاب کے تقریباً" آدھے گاؤں بجلی سے محروم ہیں جو ان کی معاشی اور سماجی ترقی کی راہ میں ایک بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ لہٰذا ہم نے تمام دیہات کو بجلی فراہم کرنے کا ایک جامع دس سالہ منصوبہ بنایا ہے جس پر 1280 کروڑ روپے لاگت آئے گی۔ وفاقی حکومت نے اصولی طور پر اس کی منظوری دے دی ہے البتہ اس پر عمل درآمد کی رفتار کا انحصار مناسب بیرونی امداد کی فراہمی پر ہو گا جس کے لئے رابطے کئے جا رہے ہیں۔

حکومت صنعتی مزدوروں اور کم آمدنی والے طبقے کے لئے خصوصی رہائشی منصوبوں پر عمل پیرا ہے۔ صنعتی مزدوروں کے لئے لیبر کالونیوں کی تعمیر کے لئے رقم وفاقی حکومت مہیا کرتی ہے جو دراصل مزدوروں کی فلاح کے لئے صنعت کے شعبے سے اکٹھی ہوتی ہے۔ اس مد میں 88-1987 تک ہمارے حصے کی کل رقم میں سے 30 کروڑ 81 لاکھ روپے موصول ہو چکے ہیں جس کے ذریعے 6 لیبر کالونیوں پر کام شروع کیا جا رہا ہے جن میں مجموعی طور پر تقریباً" آٹھ ہزار پلاٹ ہوں گے۔ اس کے بعد چار مزید لیبر کالونیوں پر کام شروع کیا جائے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم وفاقی حکومت سے اپنے حصے کی کل رقم

حاصل کرنے کی کوشش بھی کر رہے ہیں تاکہ مزید لیبر کالونیوں پر کام شروع کیا جا سکے۔

جناب سپیکر! جیسا کہ آپ جانتے ہیں دیہی اور شہری علاقوں میں کچھ عرصہ قبل کم آمدنی والے لوگوں کے لئے سات مرلہ اور تین مرلہ کی سکیمیں شروع کی گئی تھیں۔ سات مرلہ سکیم کے تحت اس وقت تک آٹھ لاکھ باون ہزار پلاٹ الاٹ کئے جا چکے ہیں جن میں سے اس سال کے دوران ایک لاکھ پچپن ہزار پلاٹ تیار کر کے ضرورت مندوں کو الاٹ کئے گئے ہیں۔ ان پلاٹوں کے لئے اب تک چون ہزار ایکڑ زمین زیر استعمال آئی جس میں سے زیادہ تر سرکاری زمین تھی۔ صرف چار سو پچپن ایکڑ نجی زمین خرید کر استعمال کی گئی اس خرید پر ایک کروڑ پینسٹھ لاکھ روپے خرچ ہوئے۔ پروگرام کی مزید توسیع میں بھی یہی امر وقت طلب ہے کہ اب اکثر و بیشتر اضلاع میں سرکاری زمین ختم ہو چکی ہے اور نجی زمین خریدنے کے لئے فی ایکڑ ایک لاکھ تک کی لاگت آتی ہے۔ جہاں تک شہری علاقوں میں تین مرلہ سکیم کا تعلق ہے اس منصوبے کا آغاز 1988ء میں ہوا تھا۔ اس کے تحت پہلے مرحلے میں کل پندرہ ہزار سات سو باون پلاٹوں کی تیاری اور تقسیم مقصود تھی۔ اس میں سے اب تک تین ہزار تین سو اسی پلاٹ تقسیم کئے جا چکے ہیں اور بقیہ پر کام جاری ہے جس پر نو کروڑ روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ آئندہ سال انشاء اللہ بقیہ پلاٹ بھی ضرورت مند لوگوں میں تقسیم کر دیئے جائیں گے۔ اس کے ساتھ ہی پروگرام کے دوسرے مرحلے پر بھی کام کا آغاز ہو گا جس کے تحت تین مرلہ کے مزید سترہ ہزار پلاٹ تیار کئے جائیں گے۔ اس سلسلے میں ایک جامع منصوبہ تیار کیا گیا ہے جس پر پچیس کروڑ روپے کی لاگت آئے گی۔

جناب سپیکر! چولستان' ڈیرہ غازی خان اور سرگودھا ڈویژنوں کے پسماندہ علاقوں کے لئے بھی محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات ہمہ جہتی منصوبے تیار کر رہا ہے تاکہ ان علاقوں کی مخصوص ضروریات کی تکمیل کے لئے درمیانی مدت کی سماجی اور معاشی منصوبہ بندی کی جا سکے۔ اس کے علاوہ محکمہ صوبے کے ضلعی صدر مقامات پر اپنے دفاتر کھولنے کی سکیم پر بھی جلد ہی عمل درآمد شروع کر دے گا تاکہ مقامی سطح پر منصوبہ بندی اور ترقیاتی کاموں کی تکمیل کے کام میں اصلاح کی جا سکے۔

جناب والا! میں نے جو بجٹ اس معزز ایوان کے سامنے پیش کیا ہے وہ اس لحاظ سے اہم ہے کہ اس میں موجودہ سال کے دوران قومی سطح پر اور صوبے میں ہونے والے اہم واقعات کی عکاسی بھی ہوتی ہے اور آئندہ سال کے لئے ہماری توقعات اور ارادوں کی نشاندہی بھی۔ اس میں پنجاب کی تاریخ کے سب سے بڑے ترقیاتی بجٹ کا ذکر بھی ہے اور ترقیاتی عمل کی مجوزہ نئی سمتوں کی تفصیل بھی۔ لیکن میری نگاہ میں جو بات سب سے اہم ہے وہ اپنی گم گشتہ منزل کی تلاش کا عزم ہے۔ یہ منزل خود

انحصاری اور خود کفالت کی ہے۔ اس عزم کی بنیاد نہ صرف قائد کے اس بھولے بسرے اعلان پر ہے کہ قدرت نے آپ کو سب کچھ دے رکھا ہے بلکہ اس میں قول ربی کی صدائے بازگشت بھی ہے کہ قدرت صرف ان لوگوں کی تقدیر بدلتی ہے جو خود اپنی قسمت کو بدلنے کا عزم رکھتے ہیں اور انہی عقائد و تصورات کو غالب نے اس خوبصورت مگر دعوت عمل سے پر مصرعے میں سمو دیا ہے۔

ساغر جم سے میرا جام سفال اچھا ہے

پاکستان پائندہ باد

جناب سپیکر: میزانیہ برائے مالی سال 92-1991ء پیش کر دیا گیا ہے۔ اجلاس کل صبح 9 بجے تک کے لئے ملتوی ہوتا ہے۔

(اس مرحلے پر اجلاس کی کارروائی بدھ 5 جون 1991ء صبح 9 بجے تک کے لئے ملتوی کر دی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا پانچواں اجلاس

بدھ ۵ جون ۱۹۹۱ء

(چہار شنبہ ۲۱ ذیقعدہ ۱۴۱۱ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح ۱۰ بج کر ۱۰ منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب ڈپٹی سپیکر میاں مناظر علی رانجھا کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ۭ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ۭ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۭ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَاۗءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَـــُٔـــوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝

س بقرہ۔ آیات ۲۵۴۔ ۲۵۵

اے ایمان والو جو مال ہم نے تم کو دیا ہے اس میں سے اس دن کے آنے سے پہلے خرچ کرلو جس میں نہ اعمال کا سودا ہو نہ دوستی اور نہ سفارش ہو سکے اور منکرین حق تو ظالم ہیں۔ اللہ جو معبود برحق ہے کہ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہمیشہ سے زندہ ہے اور ہمیشہ قائم رہنے والا ہے اسے نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند۔ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس سے کسی کی سفارش کر سکے۔ جو کچھ لوگوں کے روبرو ہو رہا ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہو چکا ہے اسے سب معلوم ہے اور وہ اس کی مخلوقات میں سے کسی چیز پر دسترس حاصل نہیں کر سکتے ہاں جس قدر وہ چاہتا ہے اسی قدر معلوم کرا دیتا ہے اس کی بادشاہی اور علم آسمان و زمین سب پر حاوی ہے اور اسے ان کی حفاظت کچھ بھی دشوار نہیں وہ بڑا عالی مرتبہ اور جلیل القدر ہے۔

وما علینا الا البلاغ

میاں منظور احمد موھل: (پوائنٹ آف آرڈر) جناب والا میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ یہاں کا کولنگ سسٹم خراب ہے اور خاص طور پر میرے جو صحافی بھائی ہیں ان کا تو بہت ہی برا حال ہے یعنی اوپر تو بالکل کوئی کھڑا ہی نہیں ہو سکتا آج چونکہ سرکاری کارروائی کا دن ہے تو میں عرض کروں گا کہ سوالات، تحاریک استحقاق اور تحاریک التوائے کار کو ملتوی کر دیا جائے اور سرکاری کام کو نمٹا لیا جائے۔ میرے خیال میں تمام ممبران کی بھی یہی خواہش ہے۔ وزیر قانون صاحب بھی بیٹھے ہیں اور قائد حزب اختلاف بھی تشریف فرما ہیں آپ ان سے بھی رائے لے سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جہاں تک میری معلومات ہیں ایئرکنڈیشننگ کا جو سسٹم ہے اسے انہوں نے عارضی طور پر بحال کر دیا ہے اور اس نے کام بھی کرنا شروع کر دیا ہے اور جو آپ نے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے کہ ایوان کی آج کی کارروائی ملتوی کر دی جائے _____

میاں منظور احمد موھل: ٹھیک ہے اگر یہ بحال ہوا ہے تو یہ کم از کم دو گھنٹے بعد کولنگ کرے گا۔ جناب والا! میں نے پریس گیلری میں جا کر دیکھا ہے وہاں پر تو کوئی بھی آدمی نہیں بیٹھ سکتا یہ تو ان کی ہمت ہے کہ وہ بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تو بڑے پرانے پارلیمنٹرین ہیں اور ایک عظیم ورکر اور عظیم لیڈر ہیں۔ میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ ان چھوٹی چھوٹی باتوں پر ایوان کی کارروائی کو ملتوی کروانا مناسب نہیں ہے۔ کیا وزیر قانون اس بارے میں کچھ فرمائیں گے۔

وزیر قانون: جناب والا! آپ کے فرمانے کے بعد تو کوئی گنجائش نہیں رہی۔

پیر احمد شاہ کھگہ: جناب والا! میری استدعا یہ ہے کہ اس ایوان میں آج کی کارروائی کے بارے میں بڑی اچھی اچھی باتیں ہو رہی ہیں اور ان باتوں کا خیال بھی رکھنا پڑتا ہے لیکن جناب آج اس ایوان میں کچھ حبس سا معلوم ہو رہا ہے لہٰذا آپ اس کے متعلق بھی سوچ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ آج آپ کو کچھ وقت دیا جائے گا۔

پیر احمد شاہ کھگہ: وقت کا تو مجھے یاد نہیں۔ بہرحال ایوان کے ماحول کے ساتھ ہمیں چلنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آج آپ کو کچھ وقت دیا جائے گا اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی باتوں سے معزز ممبران کی گرمی ضرور ٹھنڈی ہو جائے گی۔

پیر احمد شاہ کھگہ: جناب والا! اس ایوان کے کولنگ سسٹم کو بھی آپ ذرا ٹھیک کروائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔ میں نے عرض کیا ہے وہ ٹھیک ہو گیا ہے۔

پیر احمد شاہ کھگہ: جناب والا! میری عرض یہ ہے کہ ایوان کی رائے کے مطابق کارروائی ہونی چاہئے۔

حاجی محمد افضل چن: جناب والا! میری معلومات کے مطابق پانچ جون کو محکمہ تعلیم کے بارے میں سوالات ہونے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی آپ نے کیا فرمایا۔

حاجی محمد افضل چن: جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ پانچ جون کو سوالات محکمہ تعلیم کے بارے میں تھے۔ تو جناب میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ وہ کس بنا پر تبدیل کئے گئے ہیں اور کیا اس اجلاس میں وہ سوالات آئیں گے یا نہیں آئیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں معزز ممبر کی اطلاع کے لئے عرض کرتا ہوں کہ وزیر تعلیم صاحب کی درخواست پر آج کے دن کے سوالات ملتوی کئے گئے تھے کیونکہ انہوں نے کہا تھا کہ وہ ملک میں موجود نہیں ہوں گے اور وہ ملک سے باہر جا رہے ہیں اس لئے آج کے دن کے سوالات ملتوی کئے گئے تھے۔

میاں منظور احمد موصل: جناب والا! یہ تو ٹھیک نہیں ہے اس طرح سے ہر وزیر یہ کہہ سکتا ہے کہ میں ملک سے باہر جا رہا ہوں اس لئے میرے سوالات کو ملتوی کر دیں۔ مگر جناب والا! ان کے پارلیمنٹری سیکرٹری یہاں موجود ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ شاید یہ چاہتے ہوں کہ وزیر متعلقہ ان سوالات کے جوابات دیں۔

خواجہ محمد اصغر کوریجہ: جناب سپیکر! اس معزز ایوان میں جتنے بھی معزز ممبران موجود ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ان کو اپنی اپنی رائے دینے کا حق ہے اور ان کی رائے کا احترام جناب ضرور فرمائیں گے۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ جناب گرمی کی اس شدت میں معزز ممبران سے ضرور پوچھ لیں کہ آیا وہ کیا چاہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے عرض کیا تھا کہ اس وقت جناب وزیر قانون بھی تشریف فرما ہیں اور قائد حزب اختلاف بھی تشریف فرما ہیں اور آپ لوگ بھی تشریف فرما ہیں اگر آپ نہیں چاہتے کہ آج کی کارروائی کو جاری رکھا جائے تو مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔

خواجہ محمد اصغر کوریجہ: جناب والا! اجلاس کی کارروائی میں ہم حائل نہیں ہو رہے ہیں ہم تو صرف یہ استدعا کر رہے ہیں ـــــ

جناب ڈپٹی سپیکر: تو کیا آپ وقفہ سوالات کے بارے میں فرمانا چاہتے ہیں۔

خواجہ محمد اصغر کوریجہ: ہم تو استدعا کر رہے ہیں کہ وقفہ سوالات کو ملتوی کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ مقصد تو وہی نکلنا ہے۔

خواجہ محمد اصغر کوریجہ: جناب والا! اس طرح سے بتایا کارروائی صرف آدھ گھنٹے میں ختم ہو جائے گی اور آدھے گھنٹے تک تو گرمی بھی برداشت ہو سکے گی۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! آپ نے فرمایا ہے کہ وزیر تعلیم صاحب یہاں نہیں ہیں۔ لیکن میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ وہ اس وقت بھی اپنے کمرے میں اسمبلی میں موجود ہیں آپ اس بارے میں پتہ کروائیں۔ ایوان میں غلط بیانی نہیں ہونی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: موہل صاحب! آپ کی بات کا پتہ کرواتے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں اور آپ مطمئن رہیں ـــــ جی۔ وزیر قانون صاحب آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ کہ معزز ممبران کی جو رائے ہے کہ آج کے اجلاس کے بزنس کو گرمی کی وجہ سے اگلے دن کے لئے ملتوی کر دیا جائے؟

وزیر قانون: جناب والا! آج سرکاری کارروائی کا دن ہے اور میں نے 7,6 آرڈ منسز پیش کرنے ہیں اور یہ متعلقہ کمیٹیز کو جانے ہیں اور ان پر متعلقہ کمیٹیاں اگلے اجلاس تک اپنا اپنا کام کریں گی اور یہ سارا صرف دس منٹ کا کام ہے۔ اگر جناب والا ایسا کر لیا جائے تو اس سے یہ ہو گا کہ ایک تو سٹینڈنگ کمیٹیز کو کام مل جائے گا اور دوسرے ساتھ ساتھ سرکاری کارروائی بھی نمٹ جائے گی اور ایوان کے معزز اراکین کی خواہش کی بھی تکمیل ہو جائے گی۔ ویسے جناب والا مجھے اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہے کہ خواہ آپ ایوان کو چلانا چاہتے ہیں یا اسے اگلے روز کے لئے ملتوی کرنا چاہتے ہیں یا وقفہ سوالات کو ملتوی کرنا چاہتے ہیں۔ جناب والا اگر ایوان کی یہی مرضی ہے کہ اسے ملتوی کر دیا جائے تو اس سلسلے میں میری یہ عرض ہے کہ میرا صرف دس منٹ کا کام ہے اسے کر لیں اس کے بعد جیسے آپ مناسب سمجھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔ قائد حزب اختلاف اس بارے میں کیا فرمائیں گے۔

جناب قائد حزب اختلاف: جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بھی اظہار خیال کے لئے کہا ہے میں بڑی دلچسپی سے میاں منظور احمد موحل کے پوائنٹ آف آرڈر اور اس پر ہونے والی بحث کو سن رہا تھا۔ جناب سپیکر یہ مناسب معلوم نہیں ہوتا کہ ہم اس وقت کی باتوں پر اس ایوان کی کارروائی میں رد و بدل کریں۔ آج کا دن سرکاری کارروائی کے لئے رکھا گیا ہے اور سوالات جو آ رہے ہیں یہ بھی بہت ضروری ہیں اور خاص طور پر حزب اختلاف کے نقطہ نظر سے تحاریک استحقاق بہت اہم ہیں اور اس کے بعد تحاریک التوائے کار ہیں اور اب تو جناب والا ماحول بھی کچھ بہتر ہو رہا ہے لیکن مجھے حیرانی بھی ہو رہی ہے اور تعجب بھی ہو رہا ہے کہ معزز ممبران کہہ رہے کہ ایوان کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ میں اس کے حق میں نہیں ہوں میری خواہش ہے کہ شیڈول کے مطابق اس ایوان کی کارروائی کو چلایا جائے۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: جناب والا! جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ اے۔ سی ٹھیک ہو گیا ہے میرے خیال میں ہمیں اتنا نازک مزاج نہیں ہونا چاہئے کہ اگر اے۔ سی بند ہو تو ہم کہیں کہ اجلاس کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ کل کو اگر بجلی دو منٹ کے لئے بند ہو گی تو یہ کہیں گے کہ جی آج کی بھی چھٹی کر لیں اور آج کا کام کل کر لیں۔ تو جناب والا یہ معاملہ نہیں ہے میرے خیال میں تو ایوان کی کارروائی جاری رہنی چاہئے اور اس بارے میں جو بھی طریقہ کار ہے اسے اختیار کرنا چاہئے۔

میاں منظور احمد موحل: جناب والا! میری گزارش ہے کہ شیڈول کے مطابق محکمہ تعلیم کے سوالات تھے۔ محکمہ صحت کے سوالات آج نہیں آ سکتے اس لئے آپ سوالات کی بجائے تحاریک استحقاق کو لے لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: موحل صاحب اس کے متعلق یہ فیصلہ ہو چکا ہے اور یہ بات ایجنڈے پر آ چکی ہے کہ آج وزیر صحت اپنے سوالوں کا جواب دیں گے اور یہ سپیکر کے اختیارات میں ہے آپ کا پوائنٹ آف آرڈر جائز نہیں ہے۔ اب ہم وقفہ سوالات کا آغاز کرتے ہیں۔ سید خاور علی شاہ صاحب۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

غیر حاضر رہنے والوں کے خلاف کارروائی

☆16- **ڈاکٹر سید خاور علی شاہ:** کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ـــــــ

(الف) اے ڈی ایچ او کے فرائض منصبی کیا ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اے ڈی ایچ او کے فرائض میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ ہفتہ میں کم از کم ایک دفعہ ہر بنیادی مرکز صحت کی پڑتال کرے۔

(ج) اے ڈی ایچ او کبیر والا نے 1990ء میں کن کن مراکز کا دورہ کیا اور متذکرہ سال کے دوران غیر حاضر پائے جانے والے عملہ کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی۔ ایسے عملہ کے نام اور مرکز کا نام کیا ہے؟

وزیر صحت (چودھری جعفر اقبال):

(الف) اے۔ ڈی۔ ایچ۔ او کے فرائض منصبی کے مطابق اس میں سی ڈی سی اور ای پی آئی پروگرام کی نگرانی کرنا ہے۔

(ب) جی ہاں! جو کہ وہ پروگرام کے مطابق کر رہے ہیں۔

(ج) اے ڈی ایچ او کبیروالا 1990ء میں جن جن مراکز کی پڑتال کی اور جو عملہ غیر حاضر پایا گیا ان کے خلاف جو کارروائی کی گئی ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مراکز کا نام	غیر حاضر پائے جانیوالے کا نام	کارروائی جو کی گئی
دیہی مرکز صحت برائے سدھو	تمام عملہ حاضر پایا گیا	=
بنیادی مرکز صحت' کوٹ اسلام' سندھیانوالہ		=
قتال پور' کنڈ سرگانہ ماہنی سیال	//	=
شام کوٹ' جودھ پور' حسین	//	=
آباد اول' ککڑ بیٹھ' مان کوٹ	//	=
ماہنی سیال' کورائی بلوچ	//	=
ابراہیم پور' جودھ پور	//	=
دیہی مرکز صحت' سرائے سدھو' بنیادی مرکز صحت		=
حق نواز والہ	//	=

بنیادی مرکز صحت دندی سرگانہ	1- ڈاکٹر مسعود جاوید	وارننگ دی گئی آئندہ محتاط رہیں
	2- سرور بی بی دائی	//
	3- اشفاق احمد نائب قاصد	//
بنیادی مرکز صحت سردار پور	1- ڈاکٹر آفتاب ترین	//
	2- عبدالسلام نائب قاصد	//
بنیادی مرکز صحت ککڑہٹہ، دیہی مرکز صحت	تمام عملہ حاضر پایا گیا	=
عبدالحکیم بنیادی مرکز صحت کورائی بلوچ	تمام عملہ حاضر پایا گیا	=
ابراہیم پور	//	=
بنیادی مرکز صحت 18- درکھانہ	ڈاکٹر سردار علی	وارننگ دی گئی آئندہ محتاط رہیں
بنیادی مرکز صحت حسین آباد اول باگرد سرگانہ	تمام عملہ حاضر	=
سندھیانوالہ، کنڈ سرگانہ، قتال پور	// //	=
سردار پور، سرائے سدھو، عبدالحکیم	// //	=
بنیادی مرکز صحت حشت مرانی	ڈاکٹر محمد اکرم رانا	
	شمیم اختر	وارننگ دی گئی آئندہ محتاط رہیں
	لیڈی ہیلتھ وزیٹر	وارننگ دی گئی آئندہ محتاط رہیں
بنیادی مرکز صحت باگڑ سرگانہ، حسین آباد	تمام عملہ حاضر	=
اول 18- درکھانہ، کنڈ سرگانہ	// //	=
بنیادی مرکز صحت حسین آباد اول، مولا پور	// //	=
جودھ پور، آر۔ ڈی مخدوم پور	// //	=
سی۔ ڈی۔ کوٹ بہادر بنیادی مرکز	// //	=
صحت 12- 41- ایچ۔ دیہی مرکز صحت	// //	=
سرائے سدھو بنیادی مرکز صحت باگڑ سرگانہ	// //	=
ماہنی سیال، شام کوٹ، گورنمنٹ	// //	=
رورل ڈسپنسری سردار پور ہیلتھ سنٹر	// //	=
دین پور بنیادی مرکز صحت قتال پور	// //	=
شام کوٹ چک 12- 41 ایچ	// //	=

ککڑہٹہ' خان کوٹ' ابراہیم پور	////	=
کوٹ اسلام' جودھ پور	////	=
بنیادی مرکز صحت کنڈ سرگانہ	////	=
دیہی مرکز صحت سرائے سدھو	////	=
بنیادی مرکز صحت سندھیانوالہ باگڑ سرگانہ	////	=
چک 12- 41 9- گگی' قتال پور	////	=
18 ورکھانہ حسین آباد اول بھیروال	////	=
ماہنی سیال' شام کوٹ	////	=
بنیادی مرکز صحت حق نوازوالہ	ڈاکٹر محمد اشرف	وارننگ دی گئی آئندہ محتاط رہیں
بنیادی مرکز صحت کورائی بلوچ ابراہیم پور	تمام عملہ حاضر	=
سردار پور' حق نوازوالہ' دیہی مرکز صحت سرائے سدھو	تمام عملہ حاضر	=
بنیادی مرکز صحت حسین آباد اول	پروین اختر لیڈی ہیلتھ وزیٹر	وارننگ دی گئی آئندہ محتاط رہیں
	منظور چوکیدار	//// ////
بنیادی مرکز صحت مولاپور' 22 گگ	تمام عملہ حاضر	=
جودھ پور' چک 12 اے ایچ	////	=
دیہی مرکز صحت عبدالحکیم سرائے سدھو	////	=

ضمنی سوالات:

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب سپیکر میں نے یہ سوال کیا تھا کہ 1990ء میں اے ڈی ایچ او نے جن بنیادی مراکز صحت کے معائنے کئے ان میں انہوں نے دیکھا کہ ڈاکٹر صاحبان غیر حاضر ہیں۔ اس رپورٹ سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ سال میں ایک دفعہ انہوں نے معائنہ کیا اور غیر حاضر عملے کو صرف وارننگ دی گئی۔ میں خاص طور پر وزیر صحت کی توجہ مرکز حشمت مرالی کی جو رپورٹ آئی ہے اس کی طرف دلاؤں گا کہ وہاں ایک ڈاکٹر محمد اکرم رانا اور ایک لیڈی ہیلتھ وزیٹر ہیں وہ غیر حاضر پائے گئے۔ اس کے بعد نہ کوئی دوبارہ معائنہ ہوا اور نہ اس وارننگ کے بعد یہ لکھا گیا کہ وہ حاضر پائے گئے یا غیر حاضر پائے گئے۔ تو یہ جواب نامکمل معلوم ہوتا ہے کیونکہ اطلاع پورے سال کے لئے مانگی گئی تھی اور

صرف ایک معائنہ کی بنیاد پر انہوں نے سوال کا جواب دیا ہے تو میں چاہوں گا کہ اگر وزیر موصوف کے پاس کوئی مکمل جواب ہے تو وہ فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی وزیر صحت صاحب۔

وزیر صحت: جناب والا! جواب تفصیل سے یہاں دیا گیا ہے اس بارے میں گزارش صرف اتنی ہے کہ جو سابقہ طریقہ کار تھا اس کے مطابق تو اے ڈی ایچ او اور ڈی ایچ او اور ڈائریکٹر اپنی پڑتال اور انسپکشن باقاعدگی سے کر رہے تھے لیکن اس میں ہم نے جو حال ہی میں ترمیم کی ہے وہ یہ ہے کہ پہلے یہ لازم قرار دیا ہے کہ ہر اے ڈی ایچ او پوری تحصیل کی حدود میں ایک ماہ کے اندر اندر ایک ایک بنیادی مرکز صحت کا یا جہاں رورل ہیلتھ سنٹر ہو گا اس کا وہ ذاتی طور پر معائنہ کرے گا۔ اس طرح ڈی ایچ او جو ہو گا وہ اپنے ایریا میں اپنے ڈسٹرکٹ میں دو ماہ کے اندر اندر تمام بنیادی مراکز صحت اور رورل ہیلتھ سنٹر کا معائنہ کرے گا۔ جناب والا اسی طرح ڈائریکٹر کے لئے یہ لازمی قرار دیا ہے کہ چار ماہ کے اندر اندر پوری ڈویژن کے بنیادی مراکز صحت اور رورل ہیلتھ سنٹر دیکھے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم نے اس کو یونہی نہیں کہ صرف ان پر چھوڑ دیا ہے بلکہ محکمہ صحت نے اپنے ڈائریکٹر جنرل کے دفتر میں ایک باقاعدہ مانیٹرنگ سیل بنایا ہے اور ان پر یہ لازم ہے کہ وہ ہر مہینے اپنی رپورٹ وہاں بھجوائیں۔ جہاں تک اب غیر حاضر عملے کا تعلق ہے پہلے غالباً" صرف وارننگ تک بات محدود تھی لیکن اب عملی طور پر ہم نے ایکشن لیا ہے اور اس تین چار ماہ کے اندر اندر ہم صرف اے ڈی ایچ او اور ڈی ایچ او تک محدود نہیں رہے بلکہ تمام جو ہسپتال ہیں میں نے خود ذاتی طور پر وہاں جا کر پڑتال کی ہے' انسپکشن کی ہے۔ وہاں کے عملے کے خلاف چاہے وہ گریڈ ایک کا تھا یا گریڈ چار کا تھا حتیٰ کہ ڈی ایچ او تک بھی ایکشن لیا گیا ہے اور اس سلسلے میں ڈی ایچ او راولپنڈی کو ملازمت سے معطل کیا گیا ہے اور بہت سارے ڈاکٹر جو غیر حاضر پائے گئے ان کو معطل کیا گیا۔ میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ میرے فاضل رکن کو اس چیز کا اطمینان کرنا چاہئے کہ اب محکمہ کی کارکردگی پہلے سے زیادہ بہتر ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ان کو کسی طرح سے بھی اب شکایت کا موقع نہیں ملے گا۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب سپیکر! میں وزیر صاحب کے جواب سے مطمئن ہوں لیکن جو میں نے سوال کیا تھا وہ یہ تھا کہ اے ڈی ایچ او نے ہر مہینے میں بلکہ ہفتے میں کئی بنیادی ہیلتھ یونٹ وزٹ کرنے ہوتے ہیں اور غیر حاضر عملہ کو وارننگ دی جاتی ہے اگر اس پر ایکشن نہ لیا جائے تو صرف وزٹ پر حاضری نہیں ہو سکتی۔ کیا وزیر موصوف اس بارے میں وضاحت فرمائیں گے کہ جو عملہ پچھلے

سال غیر حاضر پایا گیا تھا یا جن کو وارننگ دی گئی تھی تو اس وارننگ کے بعد کیا وہ حاضر ہوئے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی اگر شاہ صاحب آپ کو کسی بھی غیر حاضر عملے کے متعلق نشاندہی فرمائیں تو آپ ان کے خلاف ایکشن لیں گے؟

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: میں نے نشاندہی کی ہے کہ حشمت مرالی کے لئے انہوں نے وارننگ دی تھی اس کے بعد میں نے پڑھا ہے ___

جناب ڈپٹی سپیکر: میں یہ عرض کر رہا تھا کہ کوئی بھی اگر وہ اس معاملے میں نشاندہی فرمائیں تو میں وزیر صحت سے یہ عرض کروں گا کہ آپ اس کے متعلق کوئی انکوائری یا اس کے خلاف ایکشن لینے کو تیار ہیں۔ جی فرمایئے۔

وزیر صحت: جناب والا میں نے پہلے بھی اپنے جواب میں عرض کیا ہے کہ اب اس پر Serious Action ہو رہے ہیں اور جیسا کہ میں نے ایک دو مثالیں دی ہیں اگر فاضل رکن کوئی نشاندہی کریں تو فوری طور پر اس پر ایکشن ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: ضمنی سوال ___

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب آپ نے فرمایا تھا کہ میں اپنے سوال کے جواب سے مطمئن ہوں۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: دوسرا ضمنی سوال کرنا میرا حق ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اے ڈی ایچ او' ڈی ایچ او کے علاوہ بھی کئی ایجنسیوں کو مامور کیا گیا ہے کہ وہ بنیادی مراکز صحت کے عملہ کی پڑتال کریں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمایئے۔

وزیر صحت: جناب والا اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ محکمانہ طور پر جن لوگوں کے فرائض میں یہ شامل ہے کہ وہ انسپکشن کریں ان کو اجازت ہے اور کسی دوسری ایجنسی کو اجازت نہیں لیکن اس کے علاوہ پنجاب لیول پر ڈائریکٹر جنرل ہیلتھ سروسز' سیکرٹری ہیلتھ اور میں ذاتی طور پر خود انسپکشن کر رہا ہوں۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب والا مجسٹریٹ ___

جناب ڈپٹی سپیکر: میں محترم شاہ صاحب سے درخواست کروں گا کہ ہمارے ہاؤس کی یہ روایات رہی ہیں کہ ایک سوال پر کم از کم تین ضمنی سوال کئے جا سکتے ہیں۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب سپیکر اگر ایک کا بھی صحیح جواب نہ آئے تو پھر اس کا کیا کیا جائے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ مجسٹریٹ اور ڈی سی صاحبان نے کس حیثیت میں بنیادی مراکز صحت کا معائنہ کیا اور اخبارات میں یہ بھی آیا تھا کہ چیئرمین یونین کونسل بھی اگر اپنے ڈاکٹر کو غیر حاضر پائے تو رپورٹ کرے تو کیا وزیر موصوف کے علم میں ہے کہ ڈی سی صاحبان بھی بنیادی مرکز صحت کا معائنہ کر رہے ہیں اور یہ اخبار کی خبر صحیح ہے یا غلط ہے کہ وہاں کا لوکل کونسلر جو ہے وہ بھی چیک کر سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمایئے۔

وزیر صحت: جناب والا اس سلسلے میں میرے پاس کوئی رپورٹ نہیں آئی اور نہ ہی میرے علم میں ہے کہ وہ اپنے طور پر کوئی انسپکشن کر رہے ہیں۔ اگر اس سلسلے میں کوئی رپورٹ آئے تو میں ضرور اس بارے میں عرض کروں گا۔ لیکن میرے علم کے مطابق ایسی کوئی انسپکشن کی اطلاع میرے تک نہیں پہنچی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال جناب محمد حنیف چودھری۔

میو ہسپتال میں مشین نصب نہ کرنے کی وجوہات

☆ 185- جناب محمد حنیف چودھری: کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ____

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ چند سال پیشتر میو ہسپتال لاہور میں گردے اور مثانے کی پتھری توڑنے والی مشین منگوائی گئی تھی اگر ایسا ہے تو اس پر حکومت کا کس قدر سرمایہ صرف ہوا اور یہ مشین میو ہسپتال لاہور کے کون سے وارڈ میں نصب کی گئی ہے۔

(ب) اب تک کتنے مریضوں کی اس مشین کے ذریعے گردے اور مثانے کی پتھریاں توڑی جا چکی ہیں۔ تفصیلاً بیان کیا جائے۔

(ج) کیا حکومت اس امر سے آگاہ ہے کہ میو ہسپتال لاہور کے یورالوجسٹ کی ملی بھگت سے یہ مشین آج تک مذکورہ ہسپتال میں نہیں لگائی جا سکی بلکہ یورالوجسٹ ڈیپارٹمنٹ کے سربراہ نے اپنی کوٹھی میں یہ مشین نصب کر رکھی ہے۔ اس کی وجہ سے گردے اور مثانے کی پتھری

کے مریضوں کو علاج معالجے میں سخت دشواری کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

(د) اگر جز (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے اس سلسلے میں اب تک کیا کارروائی کی ہے اور کیا حکومت میو ہسپتال لاہور کے شعبہ یورالوجی میں یہ مشین نصب کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہ ہیں؟

وزیر صحت (چودھری جعفر اقبال):

(الف) گردے اور مثانے کے پتھر توڑنے والی مشین میو ہسپتال لاہور میں دو ماہ قبل پہنچی ہے اور آج کل تنصیب کے مراحل میں ہے۔ یہ مشین میو ہسپتال کے گردہ وارڈ میں نصب کی جا رہی ہے اور اس پر تقریباً 5 کروڑ روپے لاگت آئی ہے۔

(ب) چونکہ مشین ابھی تنصیب کے مراحل میں ہے۔ اس لئے اس نے کام شروع نہیں کیا۔

(ج) اس الزام میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔

(د) حکومت یہ مشین میو ہسپتال کے یورالوجی وارڈ میں نصب کرا رہی ہے۔

جناب والا اس میں جو جواب دیا گیا ہے غالباً یہ سوال آج سے تین ماہ پہلے کیا گیا تھا اور اس کے مطابق اس کا جواب دیا گیا ہے لیکن اب جو حقیقت ہے وہ یہ ہے کہ گردے کی مشین جس کے بارے میں یہاں سوال کیا گیا یہ میو ہسپتال میں ہے میرے علم کے مطابق یہ تقریباً 4 ماہ پہلے میو ہسپتال میں پہنچ چکی ہے اور یہ بات جیسے ہی میرے علم میں لائی گئی میں نے اسی وقت احکامات دیئے کہ یہ فوری طور پر نصب کی جائے۔ یہ 4 اپریل 1991ء سے باقاعدگی سے چل رہی ہے اور یہ پتھری توڑنے والی مشین یورالوجی وارڈ میں لگی ہے اور اب تک 4 اپریل سے لے کر 3 جون تک تقریباً 159 مریضوں کو اس سے فائدہ ہوا ہے۔

ضمنی سوالات:

چودھری محمد فاروق: ضمنی سوال ــــــ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ضمنی سوال فرمائیں۔

چودھری محمد فاروق: مشین نصب کرنے اور عوام کا علاج کرنے پر ہسپتال کی جو کارکردگی ہے اس پر میں شکریہ ادا کرتا ہوں اور مبارکباد بھی پیش کرتا ہوں بہرحال میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس مشین کو منگوانے کا آرڈر کون سے سال اور کون سے مہینے میں دیا گیا تھا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے لئے نیا سوال کریں۔

چودھری محمد فاروق: جناب والا جزو (الف) میں یہ پوچھا گیا ہے کہ کیا یہ امر واقع ہے کہ چند سال پیشتر میو ہسپتال لاہور میں گردے اور مثانے کی پتھری توڑنے والی مشین منگوائی گئی تھی اگر ایسا ہے تو حکومت کا اس پر کس قدر سرمایہ صرف ہوا۔ جناب والا جب چند سال کا لفظ سوال کے جزو (الف) میں آگیا تو اس بنیاد پر میرا ضمنی سوال درست ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جواب کے جزو (الف) کو بھی پڑھ لیں۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر یہی میرا ضمنی سوال ہے کہ اگر چند سال پہلے اس کا آرڈر دیا گیا تو یہ دو مہینے پہلے ہسپتال میں کیوں پہنچی؟ یا چار مہینے پہلے ہسپتال میں کیوں پہنچی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے متعلق فیصلہ ہو چکا ہے۔ موحل صاحب آپ فرمائیں۔

میاں منظور احمد موحل: جناب والا میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وہ مشین یہاں کب پہنچی؟ اس کے لئے تو نئے سوال کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ مشین پاکستان میں کب پہنچی ہے؟

وزیر صحت: جناب والا میں نے سوال کے جواب میں یہ کہا ہے کہ میرے علم میں یہ بات چار ماہ پہلے لائی گئی تھی کہ یہ مشین یہاں پہنچ چکی ہے۔ جہاں تک اس بات کا سوال ہے کہ کب پہنچی ہے۔ اگر فاضل رکن اس کے لئے نیا سوال کریں تو اس کی صحیح تاریخ بھی بتا دی جائے گی۔

میاں منظور احمد موحل: جناب والا یہ کیا بات ہوئی ہے کہ ــــــ

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کا مطلب یہ ہے کہ اگر آپ اس کی بالکل صحیح تاریخ پوچھنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے آپ نیا سوال کریں۔

میاں منظور احمد موحل: جناب والا! سوال کے جزو (ب) کے جواب میں کہا ہے کہ چونکہ مشین ابھی تنصیب کے مراحل میں ہے اس لئے اس نے ابھی کام شروع نہیں کیا۔ لیکن یہاں جو ہاؤس میں انہوں نے جواب دیا ہے کہا ہے کہ اپریل سے وہ لگ گئی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو جواب ایوان میں مہیا گیا ہے وہ up to date نہیں ہے۔

وزیر صحت: جناب والا یہ سوال غالباً جنوری میں کیا گیا ہے یا فروری میں کیا گیا ہے' اس وقت جواب یہی بنتا تھا لیکن تازہ ترین صورت حال یہی ہے جو میں نے ایوان میں بیان کی ہے۔

میاں منظور احمد موحل: جناب والا آپ اس بات کا نوٹس لیں کہ جو سوال یا اس کا جواب پرانا ہو جائے یا صورت حال بدل جائے تو یہ جواب کی تصحیح کر کے بھیجیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ آپ درست فرما رہے ہیں اور آئندہ کے لئے میں وزیر صحت سے یہ درخواست کروں گا کہ اپنے محکمے کو اس سلسلے میں پابند کریں کہ جو جواب ایوان میں مہیا کیا جائے وہ درست ہو۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا سوال کے جزو (ج) میں یہ کہا گیا ہے اور اسی اطلاع پر یہ سوال کیا گیا ہے کہ اس ڈیپارٹمنٹ کے جو سربراہ تھے انہوں نے اپنی کوٹھی میں یہ مشین نصب کر رکھی تھی۔ ایک تو جناب والا اس سوال کا جواب نہیں آیا۔ دوسرا جناب جزو (الف) کے جواب میں وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ مشین میو ہسپتال لاہور میں دو ماہ قبل پہنچی ہے۔ میرا ان سے یہ سوال ہے کہ یہ جو دو ماہ قبل مشین میو ہسپتال میں پہنچی ہے ڈیپارٹمنٹ کے جو سربراہ تھے ان کے گھر سے یہ پہنچی ہے؟

وزیر صحت: جناب والا ڈیپارٹمنٹ کے سربراہ کے گھر سے وہ نہیں پہنچی اس بارے میں تو میں نے جواب دیا ہے کہ اس الزام میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔ یہ جو محکمے نے مشین نصب کی تھی اس بارے میں میں نے عرض کیا ہے۔

میاں شہباز احمد: جناب والا وزیر موصوف نے کچھ دیر پہلے اپنے جواب میں کہا ہے کہ یہ مشین چار ماہ قبل یہاں پہنچی ہے۔ جب کہ جواب میں لکھا ہوا ہے کہ مشین دو ماہ قبل پہنچی ہے حالانکہ ان کے علم میں تھا کہ چار ماہ قبل یہ مشین یہاں پر آگئی تھی اور یہ غریب عوام کے لئے بہت بڑا پراجیکٹ تھا اس پر تقریباً 5 کروڑ روپے لاگت آئی ہے۔ اس مشین کو دو ماہ دبائے رکھنا' اس کی کیا وجوہات تھیں۔ دوسرا میرا سوال یہ ہے کہ یہ مشین جو امپورٹ کی گئی۔ کیا یہ محکمہ صحت نے از خود امپورٹ کی یا کسی ایجنسی کے ذریعے امپورٹ ہوئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کے سوال کے ایک حصے کا جواب تو موحل صاحب کے ضمنی سوال میں آچکا ہے۔ ضمنی سوال کے دوسرے حصے کے بارے میں وزیر موصوف کیا ارشاد فرمائیں گے؟

وزیر صحت: وہ براہ مہربانی اپنا سوال اگر دہرا دیں تو ____

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کے ضمنی سوال کا جو دوسرا حصہ ہے اسے ذرا دہرا دیں۔

میاں شہباز احمد: جناب والا محکمہ نے جو مشین امپورٹ کی ہے یہ از خود امپورٹ کی ہے یا کسی

ایجنسی کے ذریعے امپورٹ ہوئی ہے۔ اگر یہ کسی ایجنسی کے ذریعے امپورٹ کی گئی تو کیا یہ متعلقہ ایجنسی تھی؟ کیا اس کی صحیح قیمت ادا کی گئی یا دوگنی یا اس سے زیادہ قیمت ادا کی گئی؟

وزیر صحت: جناب والا یہ سوال تو نیا بنتا ہے لیکن میں عرض کر دیتا ہوں۔ جناب والا! اس کے باقاعدہ ٹینڈر ہوتے ہیں اور ٹینڈر متعلقہ کمیٹی منظور کرتی ہے۔ اس سلسلے میں ایک ٹیکنیکل کمیٹی ہے پرچیز کمیٹی ہے' اس کی منظوری کے بعد ہی آرڈر دیا جاتا ہے۔

جناب اقبال احمد خان لنگڑیال: جناب والا یہ محکمے نے خود امپورٹ کی یا کسی ایجنسی کے ذریعے امپورٹ کی' مجھے اس کا جواب دے دیا جائے۔

وزیر صحت: میں نے جناب والا عرض کیا ہے کہ ہمیں جب کسی چیز کی ضرورت پڑتی ہے تو اس کے لئے باقاعدہ ٹینڈر کال کرتے ہیں' اس میں ظاہر ہے پرائیویٹ فرمیں ہوتی ہیں اور ان میں سے جس کا ٹینڈر سب سے کم ہوتا ہے اس کے ذریعے ہم منگواتے ہیں۔

جناب اقبال احمد خان لنگڑیال: جناب والا محکمے کے سربراہ کا نام کیا ہے جنہوں نے یہ مشین اپنے گھر میں نصب کر رکھی تھی اور وہ کتنی دیر سے اس پوسٹ پر تعینات ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: لنگڑیال صاحب اس کے متعلق آپ نیا سوال کریں اور آپ کی دوسری بات کا انہوں نے جواب دے دیا ہے کہ یہ الزام غلط ہے۔

جناب اقبال احمد خان لنگڑیال: جناب والا یہ تو بتا دیں کہ ان کا نام کیا ہے؟

چودھری محمد فاروق: جناب والا یہ ایک انتہائی اہم سوال ہے اس کا جواب ابھی پوری طرح نہیں آیا۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ پانچ کروڑ روپے اس کی تنصیب پر لاگت آئی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جب اس مشین کا آرڈر دیا گیا تھا آیا اس وقت اس مشین کی لاگت اتنی ہی یعنی پانچ کروڑ روپے تھی یا اس وقت اس کی قیمت دو کروڑ روپے تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال رانا اکرام ربانی۔ اس سوال پر مزید کوئی ضمنی سوال نہیں ہو سکتا۔

جناب اقبال احمد خان لنگڑیال: جناب والا میرے ضمنی سوال کا جواب ابھی تک نہیں آیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کا جواب انہوں نے دے دیا ہے کہ یہ الزام غلط ہے۔

جناب اقبال احمد خان لنگڑیال: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا میں نے تو یہ پوچھا ہے کہ اس

ڈیپارٹمنٹ کے سربراہ کا نام کیا ہے؟

وزیر صحت: اس کے متعلق میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ نیا سوال بنتا ہے۔ اس کے متعلق اگر آپ معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو آپ نیا سوال دے دیں۔

سینئر افسران کی تعیناتی کے لئے اقدام

☆ 218- **رانا اکرام ربانی:** کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ____

(الف) محکمہ صحت نے صوبہ بھر میں کتنے افسران بحیثیت ڈائریکٹر ڈی ایچ او ایم ایس کے عہدوں پر صحیح سکیل کے مطابق تعینات کر رکھا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ بہت سے افسران محض منظور نظر ہونے کے باعث ان عہدوں پر متعین ہیں اور ان کے ماتحت ایسے افسران بھی کام کر رہے ہیں جو ان سے سینئر ہیں۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت صورت حال کو درست کرنے کے لئے کیا اقدام کر رہی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر صحت (چودھری جعفر اقبال):

(الف) صوبہ میں جو ڈاکٹر ڈائریکٹر' ڈی۔ ایچ۔ او اور ایم۔ ایس کی آسامیوں پر کام کر رہے ہیں اور باقاعدہ سکیل نمبر 19 میں ترقی پا چکے ہیں ان کی تعداد چالیس (40) ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے کہ بہت سے افسران محض منظور نظر ہونے کے باعث ان عہدوں پر متعین ہیں۔ جہاں تک ان کے ماتحت سینئر افسران کے کام کرنے کا تعلق ہے تو اس ضمن میں گزارش ہے کہ حکومت ہر لحاظ سے افسران کو تعینات کرتے وقت ان کی سنیارٹی کا لحاظ رکھتی ہے۔ مگر بعض ایسی آسامیاں جہاں سینئر ڈاکٹر لگنا پسند نہ کریں وہاں جونیئر ڈاکٹروں کو مفاد عامہ میں تعینات کر دیا جاتا ہے۔

(ج) حکومت مناسب اقدام کر رہی ہے کہ ان آسامیوں پر سنیارٹی کے مطابق ہی تعیناتی کی جائے۔

وزیر صحت: جناب والا! جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ سوال پہلے پوچھا گیا تھا اور اس کا جواب کافی دن پہلے دیا جا چکا تھا۔ حال ہی میں ابھی دو ہفتے قبل مزید ہمارے ڈاکٹر صاحبان کی ترقیاں ہوئی ہیں اور 19 گریڈ میں ہوئی ہیں۔ اس لئے اب ٹوٹل 80 ہو گئے ہیں۔

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جزو (ب) میں انہوں نے فرمایا ہے کہ جونیئر ڈاکٹروں کو مفاد عامہ میں تعینات کر دیا جاتا ہے۔ مفاد عامہ کی تشریح فرمائیں گے۔

وزیر صحت: جناب والا! میرے محترم قائد حزب اختلاف نے پچھلے وقفہ سوالات میں بھی مجھ سے یہی سوال کیا تھا اور میں نے بڑی تفصیل سے "مفاد عامہ" کا جواب دیا تھا۔ جناب والا! مفاد عامہ تو وہ ہے جو عوام کے فائدے کی بات ہو' جو افسران عوام کو اچھی کارکردگی دکھاتے ہیں اور اپنی ڈیوٹی کو صحیح معنی میں سرانجام دیتے ہیں۔ ان کو مفاد عامہ میں وہاں تعینات کیا جاتا ہے۔ میں نے اس دن بھی بڑی تفصیل سے عرض کیا تھا۔

چودھری محمد فاروق: جناب والا وزیر موصوف نے اپنے جواب میں فرمایا ہے کہ حکومت افسران کو تعینات کرتے وقت ان کی سنیارٹی کا لحاظ رکھتی ہے' اس ضمن میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ آیا سنیارٹی کا تعین ہر شعبے اور ہر ہسپتال میں مدنظر رکھا جاتا ہے۔

وزیر صحت: جناب والا اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ ___ چونکہ محکمہ صحت میں ترقیاں چار سال سے رکی ہوئی تھیں اور حال ہی میں میں نے اسے سنجیدگی سے Take up کیا اور باری باری لوگ ترقی پا رہے ہیں۔ پچھلی بار بھی یہ سوال ڈی ایچ او اور ایم ایس گجرات کے بارے میں ہوا تھا کہ گریڈ 18 کے لوگ گریڈ 19 میں کام کر رہے ہیں اور میں نے کہا تھا کہ مفاد عامہ میں لگے ہیں۔ آج میں سمجھتا ہوں کہ میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ آج وہ دونوں افسران گریڈ 19 میں ترقی پا چکے ہیں اور اپنی صحیح حیثیت میں وہاں لگے ہوئے ہیں۔ جب سے میں نے چارج سنبھالا ہے میری کوشش ہے کہ جو سینئر ڈاکٹر ہیں اور سینئر آفیسر ہیں انہیں ان کی جگہ پر تعینات کروں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ضمنی سوالات آپ باری باری کیا کریں۔ اکٹھے سوال کرنا آپ جیسے لوگوں کے لئے اچھا نہیں لگتا۔ چودھری صاحب' آپ کوئی اور ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! میرا ایک اور ضمنی سوال ہے کہ میو ہسپتال لاہور میں ڈاکٹر تحسین ساحی جو کہ سنیارٹی کے لحاظ سے پہلے نمبر پر آتے تھے انہیں ترقی نہیں دی گئی ان کی بجائے سنیارٹی لسٹ میں جو ڈاکٹر صاحب ساتویں نمبر پر آتے ہیں انہیں ترقی دی گئی یعنی ڈاکٹر تحسین ساحی جو سنیارٹی لسٹ کے مطابق اور گورنمنٹ کے ریکارڈ کے مطابق پہلے نمبر پر تھے ان کو نظرانداز کر کے جو ساتویں نمبر پر تھے ان کو ترقی دی گئی۔

وزیر صحت: جناب سپیکر! اس کا باقاعدہ ایک طریقہ کار ہے۔ اس کے لئے ایک سلیکشن بورڈ ہے جو کہ ترقی دیتا ہے نا کہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ۔ لیکن جیسا کہ میں نے گزارش کی ہے کہ جب سے میں نے چارج سنبھالا ہے میں نے ٹیچنگ ہسپتالوں (Teaching Hospitals) میں ایک تقرری کی ہے اور وہ بالکل اہلیت کے مطابق کی ہے۔ جو کہ ایم ایس سروسز ہسپتال کی تھی جو سب سے سینئر تھے انہیں تعینات کیا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر موصوف کو علم ہے کہ ڈاکٹروں کی 19 گریڈ سے 20 گریڈ میں ترقی میں یہ شق اور شرط ہے کہ ان کو ڈائریکٹر ہیلتھ ہونا چاہئے لیکن وہ لوگ جو بارہ بارہ سال سے گریڈ 19 میں کام کر رہے ہیں ان کو ڈائریکٹر کی بجائے ایم ایس لگا دیا گیا ہے کیا ان لوگوں نے بھی انکار کیا تھا کہ ہم ڈائریکٹر نہیں لگنا چاہتے اگر مثال چاہئے تو میں ان کے نام بھی بتا سکتا ہوں۔

وزیر صحت: جناب والا! میرے علم میں یہ بات لائی گئی ہے اور حال ہی میں میں نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ لوگ کہ جن کی پروموشن بطور ڈائریکٹر لازمی ہے تو اس سلسلے میں گزارش ہے کہ بہت ساری ایسی ایڈمنسٹریشن کی پوسٹیں ہیں جو ڈائریکٹرز ڈی ایچ او ز اور ایم ایس کی ہیں اور جن کو ابھی تک ہم نے چھیڑا نہیں۔ کیونکہ میڈیکل افسر کی سطح تک محکمہ میں پہلے ہی بہت ساری تبدیلیاں کی گئی ہیں۔ ساتھ ہی یہ کہ تین سال سے زیادہ عرصہ والوں کو اکٹھا کر کے ہم نے دیہاتی حلقہ جات میں بھیجا ہے۔ جونہی سینئر ڈاکٹروں کا کام شروع ہو گیا تو اس تجویز کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم ان کو تعینات کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمایئے میاں صاحب۔

میاں شہباز احمد: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پچھلے اجلاس میں جب وقفہ سوالات ہوا تو ربانی صاحب نے یہی سوال دہرایا تھا اور آج دوبارہ اس اجلاس میں لے آئے ہیں۔ اس سے ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے اور ایوان کا وقت ضائع کیا گیا ہے۔ مہربانی فرما کر اس سوال کو کارروائی سے حذف کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ آپ کا ضمنی سوال نہیں بنتا۔

میاں شہباز احمد: یہ میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر بھی نہیں ہے۔

میاں شہباز احمد: اگر آپ اسمبلی کی کارروائی سے حذف نہیں کریں گے تو میں واک آؤٹ کر

جاؤں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ واک آؤٹ والی بات نہیں ہے۔ میاں صاحب خبر چھپوانا چاہتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر میاں شہباز احمد ایوان سے باہر چلے گئے)

رانا اکرام ربانی: مجھے بہت افسوس ہے کہ جس سوال پر اعتراض کیا گیا ہے وہ سوال پچھلے اجلاس میں ایک مخصوص پوسٹ اور مخصوص ڈاکٹر صاحب کے بارے میں پوچھا تھا۔ اگر یہ ایوان کی کارروائی میں دلچسپی لیں اور درخواستوں پر حکم جاری کروانے کے علاوہ کارروائی کو سننے اور سمجھنے کی کوشش کریں تو میرا خیال ہے میاں صاحب کو اس احتجاج کی ضرورت پیش نہ آتی۔ انہوں نے جو کام کروانے تھے وہ تو کروا لئے ہوں گے اور اب گھر جانا ہو گا اس لئے انہوں نے یہ نکتہ اعتراض اٹھایا ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! میں نے ان کے پوائنٹ آف آرڈر کو جائز قرار نہیں دیا۔

جناب غلام سرور خاں: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کوئی بھی ڈاکٹر ایم بی بی ایس کی ڈگری لینے کے بعد میڈیکو لیگل رپورٹ دینے کا کوئی سپیشل کورس کرتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا ضمنی سوال ایجنڈے کے سوال کے مطابق ہونا چاہئے۔

جناب غلام سرور خاں: جناب سپیکر! اس سوال میں ترقی کی بات ہو رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں قائد حزب اختلاف سے گزارش کروں گا کہ وہ میری راہ نمائی فرمائیں کہ کیا یہ ضمنی سوال بنتا ہے؟

رانا ثناء اللہ خاں: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ جواب کے جزو (ب) میں انہوں نے یہ فرمایا کہ "حکومت ہر لحاظ سے افسران کو تعینات کرتے وقت ان کی سنیارٹی کا لحاظ رکھتی ہے مگر بعض ایسی آسامیاں جہاں سینئر ڈاکٹر لگنا پسند نہ کریں وہاں جونیئر ڈاکٹروں کو مفاد عامہ میں تعینات کیا جاتا ہے" تو میں ان سے پوچھنا چاہوں گا کہ کیا ان کے محکمہ میں تعیناتیاں پسند کے لحاظ سے کی جاتی ہیں۔

وزیر صحت: جناب والا! پسند اور نا پسند والی بات نہیں ہے مگر بعض مخصوص آسامیوں پر Compassionate Grounds کو دیکھنا پڑتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ہم کسی کو فیلڈ کی ملازمت دینا چاہتے ہیں اور اگر وہ ذاتی مجبوریوں کی وجہ سے نہیں کرنا چاہتا تو اس پر نظرثانی کی جا سکتی ہے ورنہ پسند نا پسند

نہیں لی جاتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال۔

رانا ثناء اللہ خاں: جناب سپیکر! انہوں نے کہا کہ چند مجبوریوں کی بنا پر' تو وہ ان چند مجبوریوں کی تفصیل بتا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب' یہ ضمنی سوال نہیں بنتا۔ اگلا سوال میاں محمود احمد صاحب۔

ہسپتال میں نصب ناقص لفٹ کی تحقیقات

☆ 253- **میاں محمود احمد:** کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ____

(الف) ترقیاتی ادارہ لاہور کی جانب سے سروسز ہسپتال لاہور میں نصب شدہ لفٹوں کی تعداد کتنی ہے۔

(ب) متذکرہ لفٹوں پر کتنی رقم خرچ کی گئی یہ کون سے ملک اور کس کمپنی کی بنی ہوئی ہیں۔ یہ کب منگوائی گئی۔ کیا یہ لفٹ نئی ہے یا پرانی اور ان کی تنصیب کون کون سے انجینئروں کی نگرانی میں کی گئی۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ لفٹ آئے دن خراب رہتی ہے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ لفٹ پرانی ہے اس لئے آئے دن خراب رہتی ہے۔

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت کی جانب سے متعلقہ افسروں کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی ہے۔ یا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو وجہ بیان کریں؟

وزیر صحت (چودھری جعفر اقبال):

(الف) سات عدد

(ب) (1) نئی لفٹ نمبر 1 ایمرجنسی بلاک۔

اس لفٹ پر مبلغ =/7,50,000 روپے لاگت آئی اور یہ نئی لفٹ برطانیہ سے فروری 1982ء میں منگوائی گئی تھی اور یہ لفٹ برطانیہ کی مشہور فرم PICKERIN کی بنی ہوئی ہے اس کی تکمیل دسمبر 1983ء میں کی گئی ایک سال سے زیادہ عرصہ تک اسے ترقیاتی ادارہ لاہور نے اپنی نگرانی میں چلایا اور مورخہ فروری 1985ء کو محکمہ بلڈنگ کے سپرد کی گئی۔

(2) چھ عدد لفٹیں مبلغ =/21,00,000 روپے میں خریدی گئیں یہ لفٹیں 1985ء میں مغربی جرمنی کی فرم LM سے خریدی گئیں یہ لفٹیں مرحلہ وار لگائی گئی تھیں۔ ایک لفٹ پرانے بلاک میں 1985ء میں لگائی گئی دوسری لفٹ 1987ء میں وی آئی پی بلاک میں لگائی گئی اور بقایا چار لفٹیں 250 بستروں کے لئے بلاک میں مارچ 1988ء میں لگائی گئیں اور مارچ 1989ء میں محکمہ بلڈنگ کے سپرد کر دی گئی ان لفٹوں کو مندرجہ ذیل انجینئرنگ سٹاف نے پایہ تکمیل تک پہنچایا۔

1- محمد سرور ڈپٹی ڈائریکٹر 2- محمد رفیق و علی اکبر اسسٹنٹ ڈائریکٹر الیکٹریکل 3- مقصود احمد و اکرام الرحمٰن سب انجینئر صاحبان۔

(ج) جب یہ لفٹیں بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کو دی گئی تھیں اس وقت یہ بالکل صحیح حالت میں تھیں۔ بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کے بقول اب یہ آئے دن خراب رہتی ہیں۔

(د) یہ بات درست نہیں ہے۔ یہ لفٹیں بالکل نئی تھیں اور بیرون ملک سے درآمد کی گئی تھیں۔

(ہ) اگر ان کی دیکھ بھال روزانہ' ماہانہ' سالانہ کی جائے اور مرمت کا کام بروقت لفٹ چلانے کے قواعد و ضوابط کے مطابق کیا جائے تو کوئی شکایت پیدا نہیں ہو سکتی۔ اس وقت بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ لفٹوں کی دیکھ بھال کر رہا ہے اور یہ اس کی ذمہ داری ہے۔

جناب فرید احمد پراچہ: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جب ترقیاتی ادارہ لاہور نے پی ڈبلیو ڈی سے یہ لفٹیں لی تھیں تو پی ڈبلیو ڈی نے تحریری طور پر کوئی خط لکھا تھا کہ یہ لفٹ خراب ہے اور یہ چلنے کے قابل نہیں ہے اور یہ کام نہیں کریں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمایئے وزیر صحت صاحب ــــــ

جناب وزیر صحت: جناب والا یہ تو محکمے نے اپنا کام مکمل کر کے ان کو ہسپتال کی انتظامیہ کے سپرد کر دیا تھا۔ تو اس میں خط لکھنے والی بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ خط کونسا لکھا تھا؟

جناب فرید احمد پراچہ: جناب والا میری معلومات یہ ہیں کہ انہوں نے خط لکھ کے مطلع کیا کہ یہ لفٹیں چلنے کے قابل نہیں ہیں اور اس لحاظ سے یہ جب ان کی تحویل میں آئی تھیں تو انہوں نے اس کی باقاعدہ تحریری طور پر اطلاع دی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پراچہ صاحب ذرا تفصیل سے بتائیں' جو آپ اس میں ضمنی سوال کا حصہ چھپا

رہے ہیں وہ بیٹک نہ چھپائیں اور اسے سامنے لے آئیں۔ تاکہ وزیر صحت صاحب کو اس کا پتہ چل سکے اور وہ اس کا جواب دے سکیں۔

جناب فرید احمد پراچہ: گزارش ہے کہ پی ڈبلیو ڈی نے یہ اپنی تحویل میں لیں تو ان کے محکمے کی طرف سے یہ اطلاع دی گئی ہے اور انہوں نے باقاعدہ ایک خط لکھا جس میں ان کی حالت کے بارے میں بتایا کہ لفٹیں چلنے کے قابل نہیں ہیں اب دو محکموں کے درمیان یہ معاملہ چل رہا ہے۔ ایک محکمہ کہتا ہے کہ ہم نے اس کو صحیح حالت میں دیا اور اس کی ذمہ داری اب پی ڈبلیو ڈی پر ہے۔ پی ڈبلیو ڈی والے کہتے ہیں کہ اس بارے میں ہم نے خط لکھ کر اسی وقت بتا دیا تھا۔ نتیجہ یہ ہے کہ اس سے عوام متاثر ہو رہے ہیں' شہری اس سے متاثر ہو رہے ہیں اور انہیں کچھ پتہ نہیں چلتا وہاں پر روز لفٹیں بند ہوتی ہیں اور ان کو پریشانی ہوتی ہے اور محکمے آپس میں خط و کتابت کر رہے ہیں۔ اس کی ذمہ داری کس پر آتی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی وزیر صحت صاحب ـــــــ

وزیر صحت: جناب والا! میں نے پہلے جیسے گزارش کی کہ محکمہ جات میں دو محکموں کو ملوث کیا جا رہا ہے۔ ایک ایل ڈی اے کو اور دوسرے بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کو تو جو چیز ہمارے محکمے نے اپنی تحویل میں لینا ہوتی ہے وہ ظاہر ہے کہ اپنی تسلی کر کے وصول کرتے ہیں۔ رہ گئی بات بلڈنگز ڈیپارٹمنٹ کی اور ایل ڈی اے کی تو ان کی خط و کتابت کے بارے میں محکمہ صحت کو علم نہیں ہے۔ جہاں تک لفٹ کی بات ہے اس کا ہم نے تفصیل کے ساتھ جواب لکھ کر دے دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی داؤد صاحب ضمنی سوال کریں گے۔

جناب شوکت داؤد: جناب والا! جیسے کہ پچھلے سوال میں وزیر موصوف نے کہا تھا کہ یہ جو جوابات ہیں یہ کافی پہلے کے لکھے ہوئے ہیں اور موجودہ صورت حال اور ہے۔ تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کیونکہ اس طرح یہ بھی پہلے کا پرنٹ شدہ ہے تو اب موجودہ صورت حال کیا ہے کیونکہ پہلے بھی لکھا ہوا ہے کہ یہ صحیح ہیں اور یہ درست کام کر رہی ہیں کیا یہ بتانا پسند کریں گے کہ اب کیا صورت حال ہے' اب یہ چل رہی ہیں یا خراب ہیں؟

وزیر صحت: جناب والا موجودہ صورت حال یہ ہے کہ دو لفٹیں صحیح حالت میں چل رہی ہیں باقی جو ہیں وہ ابھی خراب ہیں جن کی مرمت کے لئے ہم نے بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ سے کہا ہے' ان کا موقف

ہے کہ جونہی ان کو فنڈز مہیا ہو جائیں گے وہ ان کی فوری مرمت کروا دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی چودھری صاحب ـــــــ

چودھری محمد فاروق: میرا سوال یہ ہے کہ وزیر موصوف نے تو فرمایا کہ جب فنڈز مہیا ہوں گے تب یہ درست ہو جائیں گی۔ جب کہ اس سوال کے جزو (ج) کے جواب اور جزو (د) کے جواب کو اگر ملا کر پڑھا جائے تو کوئی سمجھ نہیں آتی کہ کونسا جواب درست ہے یہ قطعاً" غیر ذمہ داری سے جواب دیئے گئے ہیں۔ جزو (ج) میں محکمہ نے یہ جواب دیا کہ یہ لفٹیں بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کو دی گئی تھیں اس وقت یہ بالکل صحیح حالت میں تھیں۔ بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کے بقول اب یہ آئے دن خراب رہتی ہیں۔ یہاں پر انہوں نے یہ تسلیم کیا کہ یہ آئے دن خراب رہتی ہیں۔ سوال (د) میں یہ تھا کہ کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ لفٹ پرانی ہے اس لئے آئے دن خراب رہتی ہیں؟ (د) میں جواب میں یہ بات کہتے ہیں کہ یہ بات درست نہیں ہے جبکہ جزو (ج) کا جو جواب ہے اس میں انہوں نے واضح طور پر تسلیم کیا ہے کہ یہ جو لفٹیں ہیں۔ بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کے بقول یہ اب آئے دن خراب رہتی ہیں۔ جناب والا ایک ہی سوال اس کے دو جزو اور دونوں میں متضاد جواب اس چیز کی ذمہ داری کس پر ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب وزیر صحت صاحب اس سلسلے میں کیا ارشاد فرمائیں گے؟

وزیر صحت: جناب والا پہلا سوال غالباً" یہ تھا کہ جب یہ بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کے سپرد ہوئی تھیں' آیا اس وقت خراب تھیں یا نئی تھیں' تو اس بارے میں علیحدہ جواب ہے اور اب جو نئی حالت ہے کیونکہ یہ 1982ء اور 1985ء میں وہاں سے منگوائی گئی تھیں لہٰذا اب جو موجودہ پوزیشن ہے وہ میں نے عرض کر دی ہے۔ اب دو لفٹیں چل رہی ہیں اور باقی خراب ہیں۔

چودھری محمد فاروق: جناب والا! لفٹیں خواہ محکمہ بلڈنگ کی ہوں یا محکمہ صحت کی ہوں یا ایل ڈی اے کی ہوں۔ وہ اس لئے لگائی جاتی ہیں کہ مریضوں کی حالت خطرناک ہوتی ہے اور لفٹ خراب یا نہ ہونے کی وجہ سے بعض اوقات کوئی مریض مر بھی سکتا ہے۔ یہاں پر یہ بتایا جائے کہ یہ جو جوابات دیئے گئے اس میں جزو (ج) کے مطابق جواب درست ہے یا جزو (د) کے مطابق جواب درست ہے ان میں سے جناب والا کونسا جواب درست ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ پہلے سوال پڑھ لیں پھر اس کا جواب پڑھ لیں شائد آپ کو پتہ چل جائے گا۔

چودھری محمد فاروق: جزو (ج) میں سوال یہ ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ لفٹ آئے دن خراب رہتی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: تو اس کا جواب پڑھ لیں۔

چودھری محمد فاروق: تو جزو (ج) کا جواب آگیا کہ آئے دن خراب رہتی ہیں۔ جزو (د) میں یہ ہے کہ لفٹ پرانی ہے اس لئے یہ آئے دن خراب رہتی ہے آیا یہ درست ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں چودھری صاحب (د) کو چھوڑیں پہلے (ج) کا جواب پڑھیں۔

چودھری محمد فاروق: جناب والا! (ج) کے جواب میں انہوں نے یہ کہا ہے کہ جب یہ لفٹیں بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کو دی گئی تھیں اس وقت یہ بالکل صحیح حالت میں تھیں۔ بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کے بقول اب یہ آئے دن خراب رہتی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاں تو اس سوال کے مطابق جواب دے دیا گیا ہے اور وزیر صحت صاحب نے بھی فرما دیا ہے کہ دو چالو حالت میں ہیں اور باقی خراب حالت میں ہیں۔ اب مزید آپ کس بات کی تسلی کرنا چاہتے ہیں؟ جی میاں صاحب فرمایئے ـــــــ

میاں شہباز احمد: جناب والا! یہ جو جزو (ج) میں کہا گیا ہے کہ یہ بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کے حوالے سال 1985ء میں کی گئی تھیں اس کے مطابق یہاں پر لاہور میں بہت سی ایسی بلڈنگیں بنی تھیں جن میں لفٹیں نصب تھیں اور وہ لفٹیں اب تک بڑی اچھی حالت میں چل رہی ہیں جیسے واپڈا ہاؤس ہے' یا ایل ڈی اے پلازہ ہے ان کی لفٹیں بھی 1985ء میں لگی تھیں اور یہ تو ہسپتال ہے جہاں پر یہ لفٹیں عام آدمیوں کے لئے نہیں ہیں بلکہ یہ تو مریضوں کے لئے لگی ہیں ایک لفٹ بھی خدانخواستہ خراب ہو تو کسی مریض کی جان جانے کا خطرہ ہوتا ہے جبکہ 1985ء کی وہ بلڈنگیں جو اس سے پہلے تعمیر ہوئی ہیں ان کی لفٹیں صحیح حالت میں چل رہی ہیں اس محکمہ میں خراب لفٹیں لگی تو ان ٹھیکے داروں کے خلاف یا ان انجینئروں کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں آئی ہے؟ اگر آئی ہے تو کیا اور اگر نہیں آئی تو کب تک عمل میں لا رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب چودھری صاحب' ان کا ضمنی سوال یہ ہے کہ لفٹیں خراب ہیں کیا آپ ان ٹھیکے داروں کے خلاف کوئی کارروائی کرنا چاہتے ہیں اور ان کی مرمت کے لئے آپ کیا کر رہے ہیں؟

وزیر صحت: جناب والا یہ بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کا معاملہ ہے اور بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ نے چونکہ وہاں پر یہ لفٹیں نصب کی ہیں اور ہمارے ہینڈ اوور کی ہیں تو میرا خیال ہے کہ بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ بہتر پوزیشن میں ہو گا اور وہ بتائے گا کہ انہوں نے ایسی کوئی کارروائی کی ہے یا کرنی ہے۔

میاں شہباز احمد: جناب والا یہ صرف بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کا معاملہ نہیں یہ تو محکمہ صحت کا معاملہ ہے اور مریضوں کا معاملہ ہے۔ محکمہ بلڈنگ کے وزیر بھی یہاں پر تشریف رکھتے ہیں ہمیں اس بات کا بتایا جائے کہ یہاں پر ہزاروں مریض آتے ہیں اور وزیر صحت خود مان رہے ہیں کہ لفٹیں خراب ہیں اور ان کے پاس کُل دو لفٹیں ٹھیک ہیں۔ جبکہ میں سروسز ہسپتال میں کل گیا تو صرف ایک لفٹ ٹھیک تھی اس پر بھی آپریٹر وہاں پر موجود نہیں تھا۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ یا ہمارے وزیر صحت جو ہیں وہ اس کے خلاف کوئی کارروائی کر رہے ہیں؟ پہلے مجھے اس کا جواب دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی _____

وزیر صحت: جناب والا میں فاضل رکن سے یہ عرض کروں گا کہ مرمت کا کام ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ ذاتی طور پر نہیں کرتا نہ ہی ہمارے ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں کوئی انجینئرنگ برانچ ہے جہاں پر ہم لفٹوں کی دیکھ بھال کریں۔ یہ بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کا کام ہے جب بھی ہم دیکھتے ہیں کہ جہاں پر خرابی ہے تو مقامی ہسپتال کی اتھارٹی اس کو فوری کارروائی کرتی ہے اور اس طرح اب بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ والوں سے رجوع کیا ہے کہ فوری طور پر ان کو ٹھیک کروا کے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر اس میں کسی کی غلط ہو گی یا غفلت ہو گی تو آپ اس میں ایکشن لینے کے لئے تیار ہوں گے؟

وزیر صحت: جی ہاں بالکل۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب اب آپ تشریف رکھیں ____ آرڈر پلیز۔

میاں شہباز احمد: کیا محکمہ صحت نے بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کو ابھی تک لکھا ہے یا نہیں اور کوئی کارروائی اس کے متعلق کی گئی ہے یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے بھی انہوں نے کہا ہے کہ ان کے محکمے نے محکمہ بلڈنگ کو لکھا ہے اور اس پر کارروائی ہو رہی ہے۔

میاں شہباز احمد: سالہا سال تک کارروائی ہوتی رہے گی۔ ہمیں تو فوری جواب چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ جواب دیں گے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! میں آپ کی وساطت سے فاضل وزیر کی توجہ سوال کے جز "ہ" کے جواب کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ جواب یہ ہے:

(ہ) اگر ان کی دیکھ بھال روزانہ' ماہانہ' سالانہ کی جائے اور مرمت کا کام بروقت لفٹ چلانے کے قواعد و ضوابط کے مطابق کیا جائے تو کوئی شکایت پیدا نہیں ہو سکتی۔ اس وقت بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ لفٹوں کی دیکھ بھال کر رہا ہے اور یہ اس کی ذمہ داری ہے۔

جناب والا! ان لفٹوں پر ایوان کا اتنا وقت ضائع ہو رہا ہے اور بحث ہو رہی ہے۔ کیا وزیر موصوف اس جواب کی روشنی میں فرمائیں گے کہ متعلقہ محکمہ ذمہ داری کے ساتھ قواعد و ضوابط کے مطابق ان لفٹوں کی دیکھ بھال اور مرمت کا کام روزانہ' ماہانہ اور سالانہ وقتاً" فوقتاً" کرتا رہا ہے؟ اور اگر کرتا رہا ہے تو پھر ان میں خرابی کیوں پیدا ہوئی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کا سوال یہ ہے کہ آپ کے محکمے نے لفٹوں کی مرمت اور دیکھ بھال کی؟

وزیر صحت: جناب والا! انہوں نے یقیناً" اپنے قواعد و ضوابط کے مطابق دیکھ بھال کی۔ لیکن چونکہ یہ مشین ہے اور اس کا وہاں استعمال بھی کافی ہوتا ہے اور کثرت سے ہوتا ہے تو اس وجہ سے خرابی ہو سکتی ہے لیکن وہ باقاعدگی سے ان کی دیکھ بھال کر رہے ہیں۔

چودھری محمد فاروق: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! جس جگہ دو تھانوں کی حدود ملتی ہوں اگر وہاں پر کوئی ایکسیڈنٹ ہو جائے تو ایک تھانے والے کہتے ہیں کہ یہ ہمارے تھانے کا کیس نہیں اور دوسرے تھانے والے کہتے ہیں کہ یہ ہمارا نہیں آپ لے لیں۔ اکثر زخمی تھانے والوں کی لڑائی میں دم توڑ جاتے ہیں کیونکہ تھانے والے آپس میں فیصلہ نہیں کر پاتے کہ یہ کس تھانے کا کیس ہے۔ مجھے یوں لگتا ہے کہ لفٹوں کی صورت حال بھی ایسی ہی ہے۔ یہ دو محکموں کے درمیان تنازعہ ہے۔ ایک کہتا ہے ہمارا ہے دوسرا کہتا ہے ان کا ہے۔ کوئی کہتا ہے کسی کی ذمہ داری ہے۔ لفٹ خراب ہونے کی وجہ سے شاید بے شمار مریضوں کی جان چلی جاتی ہے۔ کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ اگر محکمہ بلڈنگ ناکام ہو چکا ہے تو پھر ہمارے نوجوان اور باہمت وزیر _____

جناب ڈپٹی سپیکر: اتنا لمبا پوائنٹ آف آرڈر کہاں سے آپ نکال لائے؟ میں وزیر صحت سے یہ

درخواست کروں گا کہ براہ مہربانی لفٹوں کی مرمت کے ضمن میں اپنے خصوصی اختیارات بروئے کار لائیں اور متعلقہ محکمہ جات سے ذاتی طور پر اس بات کی تصدیق کروائیں کہ جو لفٹیں خراب ہیں ان کو فوری طور پر درست کیا جائے۔

چودھری محمد فاروق: اس پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے میں یہی رولنگ آپ سے چاہتا تھا۔ بہت بہت شکریہ۔

پبلک ہیلتھ سنٹر میں فرنیچر اور ادویات کی فراہمی

☆ 265- **میاں محمود احمد:** کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ____

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیروز والا میں ایک پبلک ہیلتھ سنٹر قائم ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ سنٹر میں فرنیچر اور ادویات نہیں ہیں اور صرف ڈاکٹر طاہر جاوید اور چوکیدار اصغر علی کے علاوہ باقی تمام سٹاف غیر حاضر ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ایل ایچ وی صغراں بانو' ڈوائف شاہدہ حنیف' نائب قاصد کلیم صادق اور سنٹری ورکر یاسمین تنخواہ تو لیتے ہیں مگر کبھی حاضر نہیں ہوئے ہیں۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت وہاں فرنیچر اور ادویات فراہم کرنے اور غیر حاضر سٹاف کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو وجہ بتائیں؟

وزیر صحت (چودھری جعفر اقبال):

(الف) جی ہاں!

(ب) اس بنیادی مرکز صحت نے 11-12-90 سے کام شروع کیا ہے اور اسی روز سے فرنیچر اور ادویات فراہم کر دی گئی ہیں۔ ڈاکٹر طاہر جاوید کے علاوہ باقی ماندہ عملہ بھی حاضر ہو گیا ہے۔

(ج) یہ درست نہیں ہے اس وقت مندرجہ ذیل افراد متذکرہ مرکز میں کام کر رہے ہیں۔

1- ڈاکٹر طاہر جاوید 2- رانا قربان علی ڈسپنسر 3- صغراں بی بی ایل۔ ایچ۔ وی۔ 4- کنیز آمنہ دائی 5- اصغر علی چوکیدار 6- ایم یامین سینٹری ورکر 7- کلیم صادق نائب قاصد

(د) چونکہ متذکرہ سنٹر میں ادویات اور فرنیچر موجود ہے اور تمام عملہ بھی کام کر رہا ہے اس لئے متذکرہ سنٹر کے کسی ملازم کے خلاف کارروائی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اگر کوئی ملازم

ڈیوٹی سے غیر حاضر پایا گیا تو اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آج جناب وزیر صحت کی خواہش تھی کہ وہ تمام سوالوں کے جواب دیتے اور وہ اپنے محکمے کی کارکردگی کے بارے میں کوئی پالیسی بیان بھی دینا چاہتے ہیں۔ اس لئے میں معزز ممبران سے درخواست کروں گا کہ اگر کوئی متعلقہ ضمنی سوال ہو تو وہ کریں تاکہ وقت کا ضیاع نہ ہو۔ وقت تھوڑا رہ گیا ہے۔

میاں شہباز احمد: جناب والا! وزیر موصوف نے اپنے جواب میں لکھا ہے:

"--- ڈاکٹر طاہر جاوید کے علاوہ باقی ماندہ عملہ بھی حاضر ہو گیا ہے"

کیا اس سے پہلے یہ عملہ حاضر نہ تھا؟ اگر نہیں تھا تو ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی؟ اور کیا یہ عملہ چھٹی پر تھا یا ویسے ہی غیر حاضر تھا؟ اگر ویسے ہی غیر حاضر تھا تو ان کو وہاں ابھی تک کیوں بٹھایا ہوا ہے؟

وزیر صحت: جناب والا! اس بنیادی مرکز صحت نے 11-12-90 سے کام شروع کیا تھا' اس وقت ڈاکٹر کی پوسٹنگ ہو گئی تھی۔ اس کے علاوہ باقی سٹاف بھی پوسٹ کر دیا گیا تھا۔ چونکہ یہ نیا مرکز صحت تھا' اس لئے باقی عملہ بھی باری باری حاضر ہو گیا۔

پوسٹ مارٹم کی کارروائی جلد کرانا

☆ 285- **جناب محمد حنیف چودھری:** کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ____

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہسپتالوں میں پوسٹ مارٹم رات کو نہیں کئے جاتے جس وجہ سے نعشوں (DEAD BODIES) میں بدبو اور تعفن پیدا ہوتا ہے اور عزیز و اقارب کے لئے پریشانی اور اذیت کا باعث بنتے ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال راولپنڈی میں ایک صحافی کے پوسٹ مارٹم کو دو تین دن لگ گئے۔

(ج) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا یہ ہسپتال میں تعینات عملہ کی سستی یا مستند ڈاکٹروں کی کمی کی وجہ ہے۔ کیا حکومت اس سلسلے میں کوئی اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صحت (چودھری جعفر اقبال):

(الف) جی ہاں۔ گورنمنٹ کی ہدایات کے مطابق نعشوں (DEAD BODIES) کا پوسٹ مارٹم سورج غروب ہونے کے بعد نہیں کیا جاتا۔ بہرحال ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے خاص حکم پر کیا جا سکتا ہے۔

(ب) میڈیکل سپرنٹنڈنٹ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال کی رپورٹ کے مطابق ان کے ہسپتال میں کسی صحافی کی نعش (DEAD BODY) پوسٹ مارٹم کے لئے نہیں لائی گئی۔

(ج) ہمارے ہسپتالوں میں پوسٹ مارٹم کے لئے نہ تو ڈاکٹروں کی کمی ہے اور نہ ہی اس سلسلہ میں عملہ کی سستی کا ہی سوال پیدا ہوتا ہے۔

جناب محمد حنیف چودھری: جناب والا! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ وہ کونسے رولز ہیں جن کے تحت رات کو پوسٹ مارٹم نہیں کیا جا سکتا؟

وزیر صحت: جناب والا! اس سلسلے میں قواعد بھی ہیں اور اگر معزز رکن نیا سوال دیں تو میں رول کا حوالہ دے سکوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ویسے آپ کی ہدایات ہیں محکمے کی طرف سے کہ رات کو پوسٹ مارٹم نہیں ہو سکتا۔

وزیر صحت : جی ہدایات ہیں اور خاص طور پر اس لئے ہدایات ہیں کہ آج کے وقت میں جو موجودہ حالات ہیں بہت سارے علاقوں میں بجلی پہنچ چکی ہے۔ لیکن پہلے جب سے یہ سلسلہ چل رہا ہے اس وقت بہت سارے دیہاتوں، شہروں اور ٹاؤن کمیٹیوں میں بجلی نہیں تھی اور خدشہ تھا کہ غالباً" جہاں بجلی نہ ہو گی وہاں اگر رات کو ڈیڈ باڈی کا پوسٹ مارٹم کیا جائے تو اس کی صحیح رپورٹ نہیں ہو گی۔ یہ معاملہ اب محکمے کے زیر غور ہے کہ اس میں تبدیلی لائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی چودھری صاحب!

جناب محمد حنیف چودھری : جناب والا! اس میں لکھا ہے کہ زیادہ تر صبح کے وقت (Preferably) صبح کے وقت سورج نکلتے وقت (پوسٹ مارٹم) کرتے ہیں لیکن ہمارے ہسپتالوں میں یہ رسم بن چکی ہے اور عادت بن چکی ہے کہ کسی بھی فرد کی بھی نعش آجائے تو وہ اس کو ہاتھ نہیں لگاتے اور جب ان کے پاس جاتے ہیں تو وہ شکایت یہ کرتے ہیں کہ عملے کی کمی ہے یا کوئی اور وجہ بتاتے ہیں۔ دراصل اس میں میں سمجھتا ہوں کہ رولز مانع نہیں ہیں۔ بجلی اور اعلیٰ درجے کے انتظامات

کے باوجود پوسٹ مارٹم ہو سکتے ہیں لیکن یہ سستی اور نا اہلی کی وجہ سے اس قسم کی کارروائی ہوتی ہے اور لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ درست نہیں ہے۔ اس میں یہ ہونا چاہئے کہ انہیں ہدایت دی جانی چاہئے کہ وہ رات میں بھی پوسٹ مارٹم کریں اور اس میں میرا ایک اور ضمنی سوال یہ ہے ـــــــ

جناب ڈپٹی سپیکر: ضمنی سوال ایک ہی ہو سکتا ہے' دو نہیں ہو سکتے۔ اب آپ تشریف رکھیں جی' وزیر صحت صاحب! فرمایئے۔

وزیر صحت: جناب والا! فاضل رکن نے بڑی صحیح نشاندہی کرائی اور جہاں تک میری رائے کا معاملہ ہے میں چاہتا ہوں کہ مجھے جہاں سے بھی خامی ملے میں وہاں فوری طور پر اس کی اصلاح کروں جس سے عوام کے لئے آسانی پیدا ہو اور حکومت وقت کا بھی یہی فیصلہ ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ اپنے عوام کی بہتری کے لئے جو بھی ہم انقلابی قدم یا اس میں اہم اصلاحات کر سکتے ہوں تو ہم کریں گے یہ ان کا بڑا اچھا سوال ہے۔ تو میں انشاء اللہ تعالیٰ فوری طور پر اس بارے میں ہدایات جاری کروں گا کہ رات کے وقت بھی جہاں ہر قسم کی سہولیات موجود ہوں وہاں پوسٹ مارٹم کیا جائے۔

جناب محمد حنیف چودھری: جناب والا! ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال راولپنڈی میں ایک صحافی کی نعش آئی تھی۔ میں خود ایم ایس سے ملا تھا اور اس کے باوجود اس پر صحیح معنوں میں بروقت کارروائی نہیں کی گئی اور اس کا پوسٹ مارٹم نہیں ہوا تھا۔ اس میں تاخیر ہوئی تھی لیکن اس میں جواب یہ دیا گیا ہے اور انہوں نے اس بات سے صاف انکار کر دیا ہے کہ وہ نعش ہسپتال میں آئی ہی نہیں جبکہ اخبارات اس بات کے شاہد ہیں کہ واصف میکن صحافی "مسلم اخبار" کا تھا اس کی نعش ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر میں آئی تھی اور اس سلسلہ میں باقاعدہ احتجاج بھی ہوا تھا۔ لیکن مجھے افسوس اس بات پر ہے کہ یہ غلط جواب ایم ایس نے دیا اور اس سے میں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس کا استحقاق مجروح ہوا ہے اور اس کا کون ذمہ دار ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔ آپ اس سلسلے میں کیا فرمائیں گے؟

وزیر صحت: جناب والا! جہاں تک ہسپتال کے ریکارڈ کی بات ہے۔ تو ایم ایس نے اپنے ریکارڈ کی پڑتال کرنے کے بعد اس کا جواب دیا ہے۔ جہاں تک عوام کا تعلق ہے تو جیسے میں نے پہلے عرض کیا کہ ہم تو ہر جگہ پر چاہیں گے کہ جہاں بہتری کے کام ہو سکیں ہم کریں ہمارے ایک صحافی بھائی کا انہوں نے ذکر کیا ہے تو اس کی نشاندہی جیسے انہوں نے کی دوبارہ کریں اس وقفہ سوالات کے بعد تو میں

اس بارے میں انکوائری بھی کروا لوں گا اور اگر واقعی اس میں وہ قصوروار ہوا تو اسے سزا دی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمایئے میاں صاحب!

میاں شہباز احمد: جناب سپیکر۔ کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ یہ ڈیڈ باڈی جو ہسپتال میں جاتی ہے ____

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہے تو مجھ سے آپ جواب لیں' وزیر موصوف سے نہ لیں۔ اگر ضمنی سوال ہے تو پھر وزیر موصوف سے جواب لیں۔

میاں شہباز احمد: جناب! پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہا ہوں کہ جو ڈیڈ باڈی ہسپتال میں جاتی ہے اس کے لئے کتنا ٹائم انہوں نے مقرر کیا ہوا ہے کہ اتنی دیر بعد اس کا پوسٹ مارٹم کر کے واپس کر دی جائے گی۔ دوسرا میرا سوال یہ ہے کہ جو ڈیڈ باڈی وہاں بھیجی جاتی ہے ___

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ایک ہی سوال کریں جو کرنا چاہتے ہیں۔

میاں شہباز احمد: جناب والا! مجھے اس کا جواب دے دیں کہ اس کے لئے ٹائم کتنا مقرر ہے' کتنی دیر بعد ڈیڈ باڈی ان کے لواحقین کو واپس کرنی ہوتی ہے؟ کیونکہ وہاں پر دو دو' چار چار' چھ چھ دن ڈیڈ باڈی کو رکھا جاتا ہے اور واپس نہیں کرتے اس کی کیا وجہ ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! آپ ان کا سوال سمجھ گئے ہیں؟ میاں صاحب سوال یہ ہے کہ ڈیڈ باڈی جب ہسپتال میں لائی جاتی ہے پوسٹ مارٹم کے لئے تو وہ چار چار پانچ پانچ دن تک ہسپتال میں پڑی رہتی ہے تو اس کے لئے آپ نے کوئی ٹائم مقرر کیا ہے کہ جب ڈیڈ باڈی لائی جائے تو وہ کتنے وقت کے بعد لواحقین کو واپس کر دی جائے؟

وزیر صحت: جناب والا! اس میں گزارش یہ ہے اور لازماً بات یہ ہے کہ اس میں پولیس بھی اپنی کارروائی کرتی ہے اور پولیس رپورٹ کے مطابق بعد میں اس کا پوسٹ مارٹم ہونا ہوتا ہے۔ اگر اس طرف سے کوئی تاخیر ہو تو علیحدہ بات ہے لیکن جیسے کہ میں نے ایوان میں یقین دہانی کرائی ہے کہ اب اس میں بالکل ہی کسی قسم کی سستی برداشت نہیں کی جائے گی اور جہاں سہولیات ہوں گی وہاں فوراً

عمل ہو گا جیسے میرے فاضل رکن نے کہا ہے اس کا ہم ٹائم لمٹ بھی مقرر کر سکتے ہیں۔ تو ان کے مشورے سے میں وہ چاہوں گا کہ کر دوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ڈاکٹر صاحب! فرمایئے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! اس سوال پر مجھے ایک بات یاد آئی اور میں وزیر موصوف کو اس میں مدد کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ رات کو پوسٹ مارٹم نہیں ہوتا۔ میں بتا دوں کہ رات کو پوسٹ مارٹم کرنا ٹیکنیکلی غلط ہے کیونکہ کچھ زہروں کے اثرات اور کچھ زخم دن کی روشنی میں ہی دیکھے جا سکتے ہیں۔ اس لئے یہ محکمے نے قانون بنایا ہے کہ رات کو پوسٹ مارٹم نہیں ہو گا۔ اس لحاظ سے اگر کوئی ایسی غلط بات یہاں طے ہو گی تو وہ نقصان دہ ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی اس کا جواب انہوں نے دے دیا ہے۔ شکریہ۔ اب چونکہ وقفہ سوالات ختم ہونے میں صرف پانچ منٹ رہتے ہیں تو میں معزز ممبران سے یہ درخواست کروں گا کہ اگر آپ تمام صاحبان کی یہ رائے ہو تو متعلقہ وزیر صحت سے یہ درخواست کی جائے کہ اگر وہ اپنے محکمے کے بارے میں کوئی پالیسی سٹیٹمنٹ دینا چاہیں تو دے لیں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزیر موصوف یہ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ایسی ڈیڈ باڈیز جو ہسپتال میں لائی جاتی ہیں اور رات بھر ان کا پوسٹ مارٹم ٹکنیکی بنیادوں پر نہیں کیا جانا ہوتا تو کیا ہسپتالوں میں جو مردہ خانے ہیں وہاں ان کی لاشیں رکھی جاتی ہیں یا سرعام پڑی رہتی ہیں؟

وزیر صحت: جناب والا! یہ جو سوال کیا گیا ہے کہ لاشیں مردہ خانوں میں رکھی جاتی ہیں یا نہیں۔ جہاں ہمارے ہسپتالوں میں سرد خانوں کی سہولیات ہیں وہاں ہی رکھی جاتی ہیں۔ لیکن جہاں یہ سہولیات نہیں ہیں وہاں ہمارے لئے مشکل ہے۔ تو اس سلسلے میں میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ اس کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ فیصلہ ہو گا کہ اب اس میں زیادہ دیر نہ کی جائے اور جہاں ہمارے پاس سہولیات ہوں وہاں ہم رات کے وقت بھی پوسٹ مارٹم کریں۔

جناب سپیکر: وقت تھوڑا رہ گیا ہے اور وہ اپنے محکمے کے بارے میں کوئی سٹیٹمنٹ دینا چاہتے تھے۔ اب ان کو بات کر لینے دیں اس کے بعد اگر کوئی پوائنٹ آف آرڈر ہوا تو پیش کر دیا جائے۔

چودھری عبدالحمید: جناب والا! ایک بڑی ضروری بات عرض کرنی چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمایئے۔

چودھری عبدالحمید: جناب سپیکر! جیسے وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ پچھلے زمانے میں لائٹ کم ہونے کی وجہ سے غروب آفتاب کے بعد پوسٹ مارٹم کی اجازت نہیں تھی لیکن آج کے دور میں چونکہ جدید سہولیات موجود ہیں۔ لائٹ کا بہترین انتظام ہے اور آبادی بھی بڑھ چکی ہے اس لئے بے شمار لوگوں کو انتہائی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے کیونکہ پوسٹ مارٹم بیس بیس' چوبیس چوبیس گھنٹوں کے بعد مکمل ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کا واضح جواب آ چکا ہے۔

چودھری عبدالحمید: جناب۔ میں عرض کرتا ہوں اور میں اس پوائنٹ کی طرف آ رہا ہوں جو ابھی تک حل نہیں ہو سکا کہ یہ مشکلات ہیں اور اب اس کا حل کیا ہے؟ سو سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے اور یہ جو اصلاحات ہیں قانون کی جس میں یہ کہا گیا تھا کہ غروب آفتاب کے بعد پوسٹ مارٹم نہیں ہو گا۔ آج ہمیں اس قانون میں ترمیم کی ضرورت ہے تو میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس ہاؤس میں ترمیم لائیں کہ غروب آفتاب کے بعد پوسٹ مارٹم کیا جا سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی وزیر موصوف صاحب فرمائیں۔ وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر صحت: جناب والا۔ میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

طلباء کی تعداد

☆ 385- رانا اکرام ربانی: کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ _____

(الف) صوبہ کے میڈیکل کالجوں میں تعلیمی سال 1988ء- 1989ء- 1990ء کے دوران ایسے کون کون سے طالب علموں کو داخلہ دیا گیا۔ جنہوں نے میٹرک اور ایف ایس سی صوبہ سندھ کے تعلیمی اداروں سے پاس کیا۔

(ب) ایسے طالب علموں کے نام ولدیت اور پتے کیا ہیں اور انہوں نے میٹرک اور ایف ایس سی میں بالترتیب کتنے کتنے نمبر حاصل کئے۔ ایسے طالب علموں کے مکمل کوائف بمعہ حاصل کردہ نمبروں کی تفصیلات ایوان میں پیش کی جائیں۔

(ج) متذکرہ طالب علموں کو کس کس کی سفارش اور حکم پر پنجاب کے میڈیکل کالجوں میں داخلہ دیا گیا ایسے حکم ناموں اور سفارش کنندگان کے ناموں کی تفصیلات ایوان میں پیش کی جائیں؟

وزیر صحت (چودھری جعفر اقبال):

(الف) صوبہ پنجاب کے میڈیکل کالجوں میں سال 1988ء- 1989ء- 1990ء میں صوبہ سندھ سے میٹرک اور ایف ایس سی کے امتحان پاس کرنے والے صرف ان طلبا جو پنجاب کے مستقل رہائشی تھے قابلیت کی بنیاد پر داخلہ دیا گیا۔ اس کے علاوہ ہر سال دس ایسے طلبا کو بھی جن کی نامزدگی حکومت سندھ باہمی تبادلہ (Reciprocal Basis) کی پالیسی پر کرتی ہے' کے تحت داخلہ دیا جاتا ہے۔ مزید برآں فاطمہ جناح میڈیکل کالج لاہور میں وفاقی حکومت کے کوٹہ میں سندھ سمیت تمام صوبوں کی طالبات کو مخصوص نشستوں پر داخلہ دیا جاتا ہے۔

(ب) فہرست لف ھذا ہے۔

(ج) اس کا جواب جزو الف میں دیا جا چکا ہے۔

GOVERNMENT OF THE PUNJAB
HEALTH DEPARTMENT.

To

1. The Principal
King Eward Medical College,
Lahore.

2. The Principal
Allama Iqbal Medical College,
Lahore.

3. The Principal
Fatima Jinnah Medical College,
Lahore.

4. The Principal
Punjab Medical College,
Faisalabad.

5. The Principal
Rawalpindi Medical College,
Rawalpindi.

6. The Principal
Quaid-e-Azam Medical Coolege,
Bahawalpur.

No:- S.D (ME) 8-12/90-II
Dated Lahore the 8th July, 1990.

Subject:- **ADMISSION IN 1ST YEAR MBBS CLASS IN THE MEDICAL COLLEGES OF PUNJAB AGAINST SEATS OF SIND PROVINCE ON RECIPROCAL BASIS FOR THE ACADEMIC SESSION 1989-90.**

Sir,

I am directed to invite reference to letter No. S.O. (ME) 1-1/90 dated 13-5-1990 from the Government of Sind, Health Department, Karachi and to state that the Government of the Punjab, Health Department is pleased to accord approval to the admission of the following students of Sind domicile against reciprocal seats in your College for the session 1989-90. You are requested to grant admission to students concerned, after

observance of usual formelities under the rules:-

S.No.	Name	College
1.	Miss, Farhat Abdul Ghaffar D/o Mr. Abdul Ghaffar Usman	F.J.M.C, Lahore.
2.	Mr. Kashif Ishaq S/O Mr. Muhammad Qamar.	K.E.M.C. Lahore.
3.	Miss. Saadia Abbasi D/o Mr. Saeed Ahmad Abbasi.	R.M.C. Rawalpindi.
4.	Mr. Suleman Akhtar Alvi D/o Nayyar Alvi.	P.M.C. Faisalabad.
5.	Mr. Abbas Mehdi S/o Mehdi Imam Hussain.	Q.A.M.C Bahawalpur.
6.	Mr. Rehan Gul S/o Prof. Gul Muhammad Memon.	K.E.M.C. Lahore
7.	Mr. Muhammad Naeem S/o Malik Muhammad Nawaz.	R.M.C. Rawalpindi.
8.	Miss. Haleema Yasmin D/o Mr. Muhammad Shafi.	F.J.M.C. Lahore.
9.	Mr. Muhammad Abid S/o Mr. Muhammad Yaqoob.	A.I.M.C. Lahore.
10.	Mr. Riaz Ahmad S/o Mr. Kamaluddin Memon.	P.M.C. Faisalabad.

Your Obedient Servant,

(MASOOD AHMAD MEER)
UNDER SECRETARY (ME)
FOR SERETARY HEALTH.

NO.AND DATE EVEN.

A copy is forwarded to the Section Officer V(ME)

Government of Sind, Health Department, Karachi w/r to his letter No. S.O.(ME) 1-1/90 dated 13-5-90 for information.

(MASOOD AHMAD MEER)
UNDER SECRETARY (ME)
FOR SECRETARY HEALTH.

No. SO (ME) 1-1-AP-H/89:
GOVERNMENT OF SIND
HEALTH DEPARTMENT
Karachi, dated the 12th Feb, 89

To

The Secretary,
Health Department,
Govt of Punjab,
Lahore.

Subject:- **ADMISSION IN IST YEAR MBBS CLASS IN THE MEDICAL COLLEGES OF PUNJAB AGAINST THE SEATS OF THIS PROVINCE ON RECIPROCAL BASIS FOR THE ACADEMIC SESSION 1988-89:**

Sir,

I am directed to refer to the subject cited above, and to state that Govt. of Sind in the Health Department is pleased to nominate the following 10 (Ten) candidates for admission in Ist year MBBS Class in the Medical Colleges as mentioned against their names in session 1988-89, against the reserved seats on reciprocal basis for this Province.

S.no	Name With Father's Name	Selection Centre	Distt.	Adj Marks	To Be Admitted At
1.	Mr. Mohd. Faisal Ahmed S/o. Ch. Ghulam Ahmed	D.M.C	Karachi	735	King Edward College, LHR.
2.	Mr. Mohd. Amir Khan S/o Mohd. Shafi Khan	-do-	-do-	735	Rawalpindi Med. College Rawalpindi.
3.	Mr. Ali Mustansir Khoja S/o. Ali Mohd. Khoja	-do-	-do-	734	Punjab Med. College Faisalabad.
4.	Mr. Mohd. Tahir S/o Mohd. Saeed.	-do-	-do-	734	Quaid-e-Azam Med. College Bahawalpur.
5.	Miss. Saima Salahuddin D/o. Salahuddin.	-do-	-do-	825	Fatima Med. College, LHR.

S.no	Name With Father's Name	Selection Centre	Distt.	Adj Marks	To Be Admitted At
6.	Mr. Yasir Mustafa Khan S/o. Dr. Mohd. Mustafa Khan	L.M.C Jamshoro	Hyd.-	804	King Edward Med. College LHR.
7	Mr. Naim Akhtar S/o Ghulam Mohd. Memon	-do-	Tkar	700	Rawalpindi Med. College Rawalpindi.
8.	Miss. Zurfishan D/o Syed Fakhir Hashim Rizvi	-do	Hyd.	905	Fatima Jinnah Med. College, LHR.
9.	Mr. Mohd. Arshad S/o Haji Jalaluddin.	C.M.C. Larkana	Sukkur	775	Punjab Med. College, Faisalabad.
10.	Mr. Mohammad Ahsan S/o Mr. Mohammad Ashfaque Piracha.	-do-	Sukkur	730	Allama Iqbal Med. College, LHR.

It is requested that approval of admission in respect above mentioned candidates be conveyed to the Principals of concerned Medical Colleges under intimation to this departments.

Your Obediently,

(DR. BASHIR AHMED SHAIKH)
SECTION OFFICER V (ME)
FOR SECRETARY TO GOVERNMENT OF SIND.

A copy is forwarded for information and necessary action to:

1) The Principal, Dow Medical College, Karachi with request to please send the admission forms alongwith other documents of the candidates at S.No. 1 to 5 to the Principals concerned as mentioned against their names, under intimation to this department.

2) The Principal, Liaquat Medical College, Jamshoro with request to please send the admission forms alongwith documents in respect of the candidates at S.No. 6 to 8 to the Principal concerned as mentioned against their names directly under intimation to this department. Mr. Jeewat S/o. Kirshan Lal Lohana with 699/1100 adjusted Marks from Tharparkar District may be admitted at LMC Jamshoro in place of the candidates at Sr. No. 6 and Miss. Sarwat Jabeen D/o. Ghulam Rasool Qureshi with 788/1100 adjusted Marks may be admitted at NMC Nawabshah in place of candidate at S.No. 8.

3) The Principal, Chandka Medical College Larkana, with request to please send the admission form alongwith documents in respect of the candidates at S.No. 9 to 10 to the Principal concerned as mentioned against their names directly under intimation to this department. Mr. Naimatullah and Mr. Umesh Lal with 709/1100 adjusted Marks from Larkana District be admitted at DMC Larkana in place of the candidates at S.No. 9 and 10.

4) The Principal, King Edward Medical College, Lahore.
5) The Principal, Rawalpindi Medical College, Rawalpindi.
6) The Principal, Fatima Jinnah Medical College, Lahore.
7) The Principal, Punjab Medical College, Faisaabad.
8) The Principal, Quaid-e-Azam Medical College, Bahawalpur.
9) The Principal, Allama Iqbal Medical College, Lahore.

SECTION OFFICER V (ME)
FOR SECRETARY TO GOVERNMENT OF SIND.

GOVERNMENT OF SIND
HEALTH DEPARTMENT
No. S.O (ME): 1-1-H/88: Karachi dated the 6-3-1988

To,

The Secretary
Health Department,
Government of Punjab,
Lahore.

SUBJECT: **ADMISSION IN IST YEAR MBBS CLASS IN THE MEDICAL COLLEGES OF PUNJAB AGAINST THE SEATS OF THIS PROVINCE ON RECIPROCAL BASIS FOR THE ACADEMIC SESSION 1987-88**

Sir,

I am directed to state that Government of Sind in the Health Department is pleased to nominate the following 2 (two) candidates for admission in 1st year MBBS class in the Medical Colleges as mentioned against their names in session 1987-88, against the reserved seats on reciprocal basis for this Province.

S.NO.	NAME WITH FATHER'S NAME	SELECTION CENTRE.	ADJUSTED MARKS	TO BE ADMITTED
1.	Mohd. Farooq s/o Noor Mohd. Arain.	C.M.C. Lrk.	753/1100	Punjab Medical College Faisalabad.
2.	Ziaullah s/o Dr. A. Q.K. Afghan.	-do-	708/1100	Allama Iqbal Medical College Lahore.

It is requested that approval of admission in respect of above mentioned candidates be conveyed to the Principals of the concerned Medical Colleges under intimation to this department. Eight names from Dow Medical College and Liaqut Medical College Selection Centres for admission shall follow soon.

Your's Obediently

(DR. A.R. HINGORJO)
SECTION OFFICER V (ME)
FOR SECRETARY TO GOVERNMENT OF SIND.

A copy is forwarded for information and necessary action.

1. The Principal, C.M.C Larkana with reference to his letter No. CMC/Std/1987-88/1063 dated 5-3-1988 with a request to please send the required admission forms alongwith documents in respect of candidates at S.No. 1 and 2 to the Principals concerned as mentioned against their names directly under intimation to this department.

DEPARTMENT OF SIND

HEALTH DEAPARTMENT

No. So. (ME) 1-1-H/88: Karachi, dated 31st March, 1988.

To,

The Secretary,
Health Department, Govt. of Punjab,
Lahore.

Subject:- **ADMISSION IN 1ST YEAR MBBS CLASS IN THE MEDICAL COLLEGES OF PUNJAB AGAINST THE SEATS OF THIS PROVINCE ON RECIPROCAL BASIS FOR THE ACADEMIC SESSION 1987-88.**

Sir,

I am directed to refer to this department letter of even number dated 6th March, 1988, on the subject cited above, and to state that Govt. of Sind in the Health Department is pleased to nominate the following8 (eight) candidates in addition to our earlier nominations for admission in Ist year MBBS Class in the Medical Colleges as mentioned against their names in session 1987-88, against the reserved seats on reciprocal basis for this Province:-

S.No.	Name With Father's Name	Selection Centre	Adj Marks	To Be Admitted At
1.	Mr. Mazhar Hussain Qureshi, S/o. Nazir Hussain Qureshi.	D.M.C. Karachi.	737/1100	King Edward Med. College, College, LHR.
2.	Mr. Khurram Anis S/o Anis Ahmad	-do-	737/1100	Rawalpindi Med. College Rawalpindi.
3.	Mr. Mr. Shahzad Aziz, S/o. Abdual Aziz	-do-	737/1100	Punjab Med. College Faisalabad.
4.	Mr. Mr. Syed Gohar Aftab, S/o Aftabul Hussan	-do-	736/1100	Quaid-e-Azam Med. College Bahawalpur.

S.No.	Name With Father's Name	Selection Centre	Adj Marks	To Be Admitted At
5.	Miss. Sayedah Saadya Sami, S/o. S.M. Samiullah	-do-	823/1100	Fatima Jinnah Medical College, LHR.
6.	Mr. Mohammad Ishaque S/o. Mohammad Afzal	L.M.C Jamshoro	718/1100	King Edward Med. College LHR.
7.	Miss. Saba Mohsin, D/o. Dr. Syed Mohsin Ali.	-do-	847/1100	Rawalpindi Med. College Rawalpindi.
8.	Miss. Shaista Majeed D/o Majeed Khan.	-do-	781/1100	Fatima Jinnah Med. College, LHR.

It is requested that approval of admission in respect of above mentioned candidates be conveyed to the Principals of the concerned Medical Colleges under intimation of this department.

Your's Obediently,

(DR. A.R. HINGORJO)
SECTION OFFICER - V (ME)

for Secretary to Govt. of Sind.

A copy is forwarded for information and necessary action:-

1. The Principal, Dow Medical College, Karachi, with request to please send the required admission forms alongwith other documents of the candidates at S.No. 1 to 5 to the Principals concerned as mentioned against their names, under intimation to this department.

2. The Principal, L.M.C. Jamshoro, with request to please send the required admission forms alongwith documents in respect of the candidates at S.No. 6 to 8 to the Principal concerned as mentioned against their names, directly under intimation to this department. Mr. Tahir Bin Yousuf S/o Muhammad Yousuf with 680/1100 adjusted Marks and Mr. Mohammad Hassan Mughal with 679/1100 adjusted Marks from Hyderabad District may be admitted at L.M.C. Jamshoro in place of the candidates at Sr. No. 6 and 7.

3. The Principal, King Edward Medical College, Lahore.

4. The Principal, Rawalpindi Medical College, Lahore.

5. The Principal, Fatima Jinnah Medical College, Lahore.

6. The Principal, Punjab Medical College, Faisalabad.

7. The Principal, Quaid-e-Azam Medical College, Bahawalpur.

تعلیمی سال 89-1988ء کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور

نمبر شمار	نام طالبعلم	ولدیت	پتہ	تعلیمی بورڈ میٹرک	حاصل کردہ نمبر	تعلیمی بورڈ انٹرمیڈیٹ	حاصل کردہ نمبر	داخلہ کس سیٹ پر ملا
1	ساجدہ	حفیظ اللہ ارائیں	مکان نمبر249جناح کالونی فیصل آباد	حیدر آباد	673	حیدر آباد	909	میرٹ
2	شہناز خاں	خان محمد	مکان نمبرA-344 سیٹلائٹ ٹاؤن جھنگ	اسلام آباد	654	کراچی	890	"
3	فائزہ اکبر	محمد اکبر مرزا	مکان نمبر28 /3 مغلپورہ لاہور	"	–	–	843	"

علامہ اقبال میڈیکل کالج لاہور

4	فوزیہ نصیر	نصیر احمد	محلہ اسلام آباد پسرور سیالکوٹ	کراچی	670	کراچی	796	میرٹ
5	سائمہ صدیق چودھری	محمد صدیق	ڈاکخانہ نمبر545 جی پی چک نمبر545 سمندری فیصل آباد	اسلام آباد	636	"	841	"
6	سارہ صدیق	محمد صدیق ملک	کینٹ لاہور	"	636	806"	"	
7	حنا رشید	شیخ رشید	116 /ڈی ماڈل ٹاؤن لاہور	کراچی	655	"	797	"

8	سیما اختر	محمد اسماعیل	A-I گلبرگ لاہور	کراچی	623	کراچی	794	"
9	عائشہ وحید	عبدالوحید	5-86 معصوم شاہ روڈ ملتان	کراچی	449	کراچی	793	"
10	سارہ کیانی	محمد ولایت خاں		"	419	"	793	"
11	لبنیٰ شبیر	شبیر حسین شاہ	گاؤں و ڈاکخانہ کوکرالی داپہ کوٹلہ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات	اسلام آباد	"	"	795	"
12	صغیر فاطمہ	محمد اقبال ملک	گاؤں کھارانا پیر غازی ڈاکخانہ خیرگاہ گجرات	کراچی	613	"	797	"

تعلیمی سال 89-1988ء فاطمہ جناح میڈیکل کالج لاہور

13	شازیہ اشرف	محمد اشرف رانا	76 جناح کالونی سمن آباد لاہور	کراچی	661	کراچی	814	"
14	رفعت تنویر	چودھری غلام باری	گاؤں 386 گ ب ٹوبہ ٹیک سنگھ	"	694	"	814	"
15	مونہ داؤد	داؤد احمد	مکان نمبر 32 مین روڈ ایف 12/10 اسلام آباد	"	688	"	814	"
16	ریحانہ منصف	محمد منصف	گاؤں و ڈاکخانہ دھمن چکوال	اسلام آباد	618	"	813	"

نمبر شمار	نام طالبعلم	ولدیت	پتہ	تعلیمی بورڈ میٹرک	حاصل کردہ نمبر	تعلیمی بورڈ انٹرمیڈیٹ	حاصل کردہ نمبر	داخلہ کس سیٹ پر ملا
17	سعدیہ اصف جعفری	سید یوسف سلیم	گاؤں کالا گجراں محلہ ویسٹ صدر جہلم	"	627	"	813	"
18	جازیہ خورشید	شاہ دین خورشید	111-A وحدت روڈ لاہور	کراچی	676	"	813	"
19	عائشہ بشیر	بشیر احمد	نوشہرہ گلے زیاں پسرور سیالکوٹ	"	664	"	813	"
20	حمیرا نورین	عبدالغنی	گاؤں 84-15 آر ہارون آباد بہاولنگر	حیدر آباد	604	"	812	"
21	زیبہ مسعود	مسعود الحسن شاہ	3 A-442 گلبرک لاہور	کراچی	693	"	809	"
22	شازیہ اکبر	سید اکبر علی	مکان نمبر 9 گلی نمبر 104 اسلام پورہ لاہور	"	674	"	805	"
23	صدف امجد	فیض امجد	مکان نمبر 14 علامہ اقبال روڈ لاہور	کراچی	668	کراچی	805	"
24	رضوانہ اکرم	اکرام الحق	85 بی نزد والٹن اسٹیشن آفیسر کالونی لاہور	کراچی	668	کراچی	805	"
25	عائشہ یونس	محمد یونس ملک	مکان نمبر 22 ک گلبرک III لاہور	"	643	"	803	"
26	عظمیٰ اسلم	محمد اسلم	51-بی پیپلز کالونی بلاک کے	سرگودھا	579	"	802	"
27	بشریٰ احمد	بشارت احمد	رام گلی نمبر 5 سنت نگر لاہور	کراچی	579	"	802	"

نمبر شمار	نام طالبعلم	ولدیت	پتہ	تعلیمی بورڈ میٹرک	حاصل کردہ نمبر	تعلیمی بورڈ انٹرمیڈیٹ	حاصل کردہ نمبر	داخلہ کس سیٹ پر ملا
28	بشریٰ رحمان	محمد رمضان	گاؤں ڈھلہ گجراں پی ایس شاہ غریب شکر گڑھ سیالکوٹ	•	672	•	800	•
29	شگفتہ مشتاق احمد	مرزا مشتاق احمد	مکان نمبر 45-7 بلاک اے اقبال پارک غازی روڈ انیسل لاہور	•	592	•	800	•
30	فرزانہ احمد مرچنٹ	احمد حسین مرچنٹ	98 - اے فیصل ٹاؤن لاہور	•	681	•	800	•
31	مہر فاطمہ	زین العابدین شمس	333-اے بلاک ایچ نارتھ ناظم آباد کراچی	•	624	•	829	وفاقی حکومت کا کوٹہ برائے سندھ
32	زبیدہ	نیاز احمد	بنگلہ نمبر 15 بی یونٹ نمبر 12 لطیف آباد حیدر آباد	حیدر آباد	738	حیدر آباد	874	•
33	ثروت	فاروق احمد	آر سی بلاک ڈی یونٹ نمبر 6 حیدر آباد	•	639	•	777	•
34	سیما بتول	سید غنی حیدر	مکان نمبر 405 محلہ لقمان خیرپور سندھ	سکھر	673	سکھر	795	•

تعلیمی سال برائے 89-1988ء نشتر میڈیکل کالج ملتان

35	عمرانہ	ریاض محمد چودھری	مکان نمبر 2074 وارڈ نمبر 3 حسین آگہی ملتان	698	کراچی	837	"
36	فوزیہ شیخ	محمد حفیظ	مکان نمبر 984 اورنگ زیب آر او ایس دھلی گیٹ ملتان	670	"	804	"
37	ارم صباء	عظیم اللہ قریشی	مکان نمبر 512 وارڈ نمبر 3 محلہ جری ساری ملتان	657	"	798	"
38	مینونہ جمیل	جمیل اختر	شیخ روڈ رنداوا گلی حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ	594	"	789	"
39	ناہید ادریس	قنور محمد ادریس خاں	مکان نمبر 1149-14 گلی نمبر 3 ابو قاسم کالونی گھاس منڈی ملتان	625	"	783	"
40	حنا کرانی	غیاث الدین کرانی	مکان نمبر 2 گلی نمبر 19 سوامی نگر 45 جی ٹی روڈ لاہور	666	"	784	"
41	قدسیہ عصمت	محمد مسعود احسن	مکان نمبر 336 لائن نمبر 4 پشاور روڈ راولپنڈی	454	اسلام آباد	782	"

تعلیمی 89-1988ء پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد

نمبر شمار	نام طالبعلم	ولدیت	پتہ	تعلیمی بورڈ میٹرک	حاصل کردہ نمبر	تعلیمی بورڈ انٹرمیڈیٹ	حاصل کردہ نمبر	داخلہ کس سیٹ پر ملا
42	سائمہ ارشد	محمد ارشد	مکان نمبر 825 این سمن آباد لاہور	کراچی	589	کراچی	784	"
43	زیلف امتیاز طفیل	شیخ امتیاز	مشین محلہ نمبر 3 جہلم	"		"	783	"
44	خالدہ پروین	محمد یوسف	رکھ بہاولپور تحصیل بھوال ضلع سرگودھا	"	600	"	810	"
45	فرخ ناز وقار	محمد وقار حسین	گاؤں ڈاکخانہ کوٹ میمن تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا	"	468	"	787	"
46	عظمہ احسان	خواجہ الٰہی	مکان نمبر بابو سلیمانی روڈ سکھر	"	592	"	786	"
47	محمد ارشد	جلال الدین	مکان نمبر 4 بابو سلیمانی روڈ سکھر	سکھر	561	سکھر	721	"

تعلیمی سال 89-1988ء قائد اعظم میڈیکل کالج بہاولپور

48	لبنیٰ سرفراز	سرفراز خاں	62 ذیلدار روڈ نزد داتا بخش روڈ لاہور	کراچی	•	کراچی	807	•
49	مجیدہ فاطمہ	محمد شفیع اختر	28 جی مکان نمبر 1125 محلہ قاضیاں بہاولپور	•	•	کراچی	794	•
50	حمیرا تبسم	تصدق علی خاں	28- اے ماڈل ٹاؤن بی بہاولپور	اسلام آباد	•	•	789	•
51	سعدیہ مختار	مختار احمد	شاپ نمبر 26 نیو کلاتھ مارکیٹ صادق آباد	•	•	•	789	•
52	شائستہ قادری	محمد جمیل	مکان نمبر گلی نمبر 19 سوامی نگر 45 جی ٹی روڈ لاہور۔	کراچی	•	کراچی	788	•
53	سمیرہ چودھری	محمد اسلم چودھری	مکان نمبر 30 گلی نمبر 2 شجاع کالونی سوامی نگر لاہور	کراچی	•	•	778	•
54	نازش عائشہ مصور	مصور احمد سندیلہ	اسلام آباد	اسلام آباد	570	کراچی	778	•
55	غزالہ جاوید	چودھری منیر جاوید	اوگا گا تحصیل و ضلع سیالکوٹ	•	•	•	776	•
56	منشاں کرن سید	سید محمود راحت	مکان نمبر 570 سیکٹر جی 10 / I اسلام آباد	حیدر آباد		حیدر آباد	775	•
57	صوفیہ صمد	عبدالصمد	H-23 / 11/ 9-10 احمد شاہ سٹریٹ کوئٹہ	کوئٹہ	568	کوئٹہ	756	•

58	یاسمین ظہور	ظہور احمد	مکان نمبر 646 W.B/3 سٹائیٹ ٹاؤن کوئٹہ	کوئٹہ	546	اسلام آباد	764

تعلیمی سال 89-1988ء راولپنڈی میڈیکل کالج راولپنڈی

59	فاطمہ رضوی	سید صابر رضوی حسین رضوی	مکان نمبر 4651 غلہ منڈی راولپنڈی	حیدر آباد		حیدر آباد	822
60	افشاں عباس	محمد عباس	گاؤں جلو ڈا کخانہ مونوگر تحصیل و ضلع اٹک	اسلام آباد		کراچی	813
61	نوشین قریشی	پرویز حسین قریشی	مکان نمبر 10 / 1038 گلی نمبر 37 محلہ رحمانیہ ہری پور	کراچی		"	800
62	شاہدہ خاں	شاہدیار خاں	مکان نمبر 32 گلی نمبر 55 جی - 9 عثمان آباد	"		"	800
63	نعیم اختر	غلام محمد	ایف 2 III غلور قاسم جنرل گاڑی کھانہ حیدر آباد	حیدر آباد	644	حیدر آباد	780

تعلیمی سال 90-1989ء قائد اعظم میڈیکل کالج بہاولپور

64	طاہرہ احمد	محمد احمد ملک	نوشہرہ تحصیل و ضلع خوشاب	کراچی	694	کراچی	884	•
65	رضوانہ بٹ	احمد دین بٹ	B/138 ٹیکنیکل سوسائٹی نیو کیمپس لاہور	اسلام آباد	519	کراچی	802	•
66	عرشی نجیب	نجیب الرحمٰن	مکان نمبر11 گلی نمبر15 قلعہ لچھمن سنگھ لاہور	کراچی	672	•	801	•
67	یاسمین عبدالرشید	عبدالرشید	گاؤں کوڑاچی تحصیل و ضلع اٹک	•	665	•	794	•
68	ماہتار صغیر	سید صغیر حسین	مکان نمبر11 گلی نمبر19 محمدی پارک سانده خورد لاہور	•	614	•	790	•
69	فرزانہ کلثوم	خدا بخش بلوچ	بستی مختاراں ڈیرہ نواب صاحب ڈاکخانہ صادق تحصیل احمد پور ایسٹ ضلع بہاولپور	•	619	•	787	•
70	سجاد مشتاق	مشتاق احمد	گلی نمبر3 باغ خاں ضلع رحیم یار خاں	بہاولپور	675	سکھر	787	•
71	ثمینہ امتیاز	امتیاز احمد	25 ڈی دلاور کالونی یزمان بہاولپور	کراچی	601	کراچی	786	•

نمبر شمار	نام طالبعلم	ولدیت	پتہ	تعلیمی بورڈ میٹرک	حاصل کردہ نمبر	تعلیمی بورڈ انٹرمیڈیٹ	حاصل کردہ نمبر	داخلہ کس سیٹ پر ملا
72	شریں صغیر	سید صغیر حسین	11 / 19 محمدی پارک سانده خورد لاہور	کراچی	622	کراچی	786	"
73	شازیہ مختار	سید مختار جعفری	چک عبدالخالق تحصیل و ضلع جہلم	کراچی	660	کراچی	785	"
74	آسمہ اسلام	عبدالسلام	محلہ باغبان پورہ گلی مہر شفیع گوجرانوالہ	کراچی	660	کراچی	784	"
75	فرحانہ یاسمین	عبدالمجید انصاری	مکان نمبر751 خضنفر بلاک فیصل ٹاؤن لاہور	اسلام آباد	573	کراچی	783	"
76	سعدیہ سحر	میز احمد	مکان نمبر7 محلہ چودھری نیک محمد رحیم یار خاں	کراچی	569	کراچی	782	"
77	طاہرہ انجم بٹ	نصراللہ بٹ	مکان نمبر26 گلی نمبر19 مجاہد آباد مغلپورہ لاہور	کراچی	667	کراچی	783	"

تعلیمی سال 90-1989ء کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور

نمبر شمار	نام طالبعلم	ولدیت	پتہ	تعلیمی بورڈ میٹرک	حاصل کردہ نمبر	تعلیمی بورڈ انٹرمیڈیٹ	حاصل کردہ نمبر	داخلہ کس سیٹ پر ملا
1	فرحان اقبال	جاوید اقبال	383 جی بلاک جی پیپلز کالونی فیصل آباد	راولپنڈی	771	کراچی	902	میرٹ
2	سمرین مشتاق	مشتاق احمد	چک نمبر82 گ ب تجکت پور ڈاکخانہ نارنگ آباد فیصل آباد	کراچی	723	"	885	"
3	سمین حمید	عبدالحمید کھوکھر	مکان نمبر1-A کبیر گلی نمبر47 چاہ میراں لاہور	"	677	"	879	"
4	فیصل پرویز	پرویز ہمایوں	رام گلی نمبر4 دوکان نمبر20 برانڈرتھ روڈ لاہور	"	681	"	878	"
5	سرنگار ملک	ریحان اے ملک	مکان نمبر341 ریواز گارڈن لاہور	"	671	"	877	"
6	نعیمہ اختر خاں	افتخار اللہ خاں	گاؤں و ڈاکخانہ گاجر گولہ ضلع گوجرانوالہ	"	641	"	867	"
7	شازیہ نواز	ایم نواز خاں	گاؤں و ڈاکخانہ ڈھلوال ضلع چکوال	اسلام آباد	621	"	857	"

نمبر شمار	نام طالبعلم	ولدیت	پتہ	تعلیمی بورڈ میٹرک	حاصل کردہ نمبر	تعلیمی بورڈ انٹرمیڈیٹ	حاصل کردہ نمبر	داخلہ کس سیٹ پر ملا
8	نادیہ اختر	اختر اقبال	مکان نمبر58 گلی نمبر3 بلاک نمبر12 خانیوال	کراچی	662	•	857	•
9	فرزانہ صادق	محمد صادق جرال	364- ای سٹلائیٹ ٹاؤن گوجرانوالہ	•	645	•	856	•
10	وجیہہ انیس	محمد انیس	3- امیر گلی نمبر49 اسلام پورہ لاہور	•	714	•	855	•
11	فرحان حنیف	محمد حنیف	660- ڈی فیصل ٹاؤن لاہور	•	728	•	854	•
12	منزہ اکرم	محمد اکرم	چک نمبر198- آر بی فیصل آباد	•	630	•	854	•
13	ایس شہباز احمد	ریاض اے شاہ	1 /جی 906 محلہ کامل پور بہاولپور	اسلام آباد	686	•	854	•
14	محمد خالد	محمد انور پراچہ	فلیٹ نمبر38 / 37 اسلام آباد	•	•	سکھر	853	•
15	عرفان احسن	محمد احسن	مکان نمبر8 حبیب پارک رستم پارک	کراچی	632	کراچی	852	•
16	سلمان عزیز مشتاق	مشتاق حسین	گاؤں نصیر پور تحصیل و ضلع جھنگ	کراچی	603	کراچی	850	•
17	زہرہ منور	منور حسین	32 ابوبکر بلاک گارڈن ٹاؤن لاہور	•	682	•	848	•
18	ریحان گل	گل محمد میمن	14 / 7 ایوی نیو سول لائنز حیدر آباد	حیدر آباد	654	حیدر آباد	814	باہمی صوبائی
19	محمد کاشف اسحاقی	محمد قمر	مکان نمبر92 عثمانیہ کالونی ناظم آباد کراچی	کراچی	599	کراچی	773	تبادلہ •

تعلیمی سال 90-1989ء علامہ اقبال میڈیکل کالج لاہور

21	وقار عزیز رحمان	عزیز الرحمان	A-88 فیصل ٹاؤن لاہور	لاہور	572	سکھر	849	میرٹ
22	عابد دوریز	محمد دوریز	گاؤں ڈاکخانہ تحصیل و ضلع چکوال	کراچی	618	کراچی	842	•
23	ارشد سمیع	عبدالسمیع	جائے برکت زماں دین جگاں نمبر 2 12 آر سی A 34 قصور	بیرون ملک	-	کراچی	838	•
24	اقصیٰ ملک	حنیف اقبال ملک	329 بی سرہندی روڈ سمن آباد لاہور	•	•	کراچی	830	•
25	افشاں افتخار	افتخار شیخ	A-6 میلا رام پارک عبدالکریم روڈ قلعہ گوجر سنگھ لاہور	کراچی	695	کراچی	828	•
26	شمائیلہ ناگی	عبدالرحمان ناگی		کراچی	658	کراچی	826	•
27	عنبرین عثمانی	محمد نبی اللہ عثمانی	مکان نمبر 47- کے لارنس روڈ لاہور	کراچی	703	کراچی	825	•
28	فاخرہ سرور	غلام سرور	ایم۔ این 13/42 محلہ گنج سیالکوٹ	اسلام آباد	595	کراچی	818	•
29	ناصر حسن ملک	صرملک شیر	چک نمبر 19 گ ب تحصیل و ضلع فیصل آباد	سرگودھا	684	کراچی	817	•
30	توشیف آفاق	آفاق احمد	1/12 بی جیل روڈ لاہور	کراچی	678	کراچی	809	•

31	فریحہ لطیف	خالد لطیف	67 / 5 عابد مجید روڈ لاہور کینٹ	حیدر آباد	721	حیدر آباد	803	•
32	محمد عابد	محمد یعقوب	مکان نمبر276 سی مین روڈ سکھر	•	673	حیدر آباد	733	باہمی صوبائی تبادلہ

تعلیمی سال 90-1989ء فاطمہ جناح میڈیکل کالج لاہور

33	شاہنیہ اشتیاق	اشتیاق حسین	مکان نمبر1-1 چرچ روڈ کوٹ لکھپت لاہور	کراچی	671	کراچی	848	میرٹ
34	شمانہ	سید زاہد حسین	مکان نمبر19- این گلبرگ II لاہور	کراچی	681	کراچی	839	•
35	عالیہ حسن	سید ضیاء الحسن	مکان نمبر98- بی ٹوبہ ٹیک سنگھ	کراچی	679	کراچی	837	•
36	عفت عبداللہ	سید عبداللہ شاہ	مکان نمبر4 مجاہدہ آباد مغلپورہ لاہور	کراچی	628	کراچی	836	•
37	عابدہ خلیل ستار	خلیل احمد ستار	فلیٹ B-11 جیل روڈ لاہور	کراچی	687	کراچی	833	•
38	فرخ نادیہ مرزا	محمد نوید مرزا	مکان نمبر18 گلی نمبر5 بلاک A	کراچی	641	کراچی	832	•
39	عالیہ مظفر	سید مظفر حسین	86- ایف ماڈل ٹاؤن لاہور	کراچی	586	کراچی	831	•
40	شبنم فیض	فیض احمد	فلیٹ نمبر17 پٹیالہ کمپلکس لنک میکلوڈ روڈ لاہور	کراچی	660	کراچی	831	•

نمبر شمار	نام طالبعلم	ولدیت	پتہ	تعلیمی بورڈ میٹرک	حاصل کردہ نمبر	تعلیمی بورڈ انٹرمیڈیٹ	حاصل کردہ نمبر	داخلہ کس سیٹ پر ملا
41	آمنہ اورنگ زیب	اورنگ زیب	القرآند فرندہ آباد کھاریاں	کراچی	660	کراچی	830	•
42	سائمہ	علاؤالدین قریشی	مکان نمبر954 / 4 مصطفےٰ آباد لاہور	کراچی	691	کراچی	830	•
43	عظمیٰ عمران	سید علی عمران	C-10 عابد مجید روڈ لاہور کینٹ	کراچی	640	کراچی	830	•
44	سیدہ عباس	سید عباس علی	گاؤں جراں جلال پور جٹاں گجرات	اسلام آباد	588	کراچی	828	•
45	سنیہ صادق	سید صادق	نیو ریلوے فلیٹ نمبر5 نزد مغلپورہ ریلوے سٹیشن	کراچی	651	کراچی	827	•
46	آسیہ معصوم	احمد معصوم	مکان نمبر1-29 شجاعت گلی راولپنڈی	اسلام آباد	579	کراچی	819	•
47	ثمینہ رفیق	محمد رفیق	چوگی امرسدھو لاہور	•	585	کراچی	819	•
48	شازیہ بشیر	محمد بشیر	گاؤں کلرسیدن کلر کہوٹہ راولپنڈی	کراچی	668	کراچی	817	•
49	نوشابہ محمود	محمود احمد راجپوت	43 کنال بینک لاہور	حیدر آباد	595	کراچی	817	•
50	عائشہ ملک	سرور ملک	مکان نمبر13-A رحمان پورہ لاہور	کراچی	675	کراچی	815	•
51	سائرہ افتخار	افتخار احمد	مکان نمبر647 جی سٹلائیٹ ٹاؤن گوجرانوالہ	اسلام آباد	599	کراچی	814	•
52	ارم قریشی	اخلاق حسین قریشی	مکان نمبر380 بلاک B-15 ٹاؤن شپ لاہور	کراچی	670	کراچی	814	•

53	شازیہ ہما	شیخ محمد	گاؤں کوٹ اودھ مظفر گڑھ	کراچی	586	کراچی	811	•
54	سعدیہ قریشی	افضل ایچ قریشی	مکان نمبر A-93 جی ٹی روڈ حسن ٹاؤن لاہور	کراچی	655	کراچی	811	•
55	زاہدہ اسلام	شرف اسلام خاں	مکان نمبر 8 گلی نمبر 36 بابو محلہ سنت نگر لاہور	کراچی	660	کراچی	811	•
56	نگہت زاہد	زاہد حسین خاں	مکان نمبر 16 فیض گلی محلہ مسلم لاہور	اسلام آباد	621	کراچی	811	•
57	الماس ادریس آغا	محمد ادریس آغا	مکان نمبر 17 گلی نمبر 4 قصور پورہ	کراچی	670	کراچی	811	•
			راوی روڈ لاہور					
58	ارم اصغر	اصغر علی	گاؤں وارپور تحصیل و ضلع جہلم	اسلام آباد	591	کراچی	809	•
59	نگہت احمد	سید احمد اللہ	مکان نمبر 43-8 ای گرکی لائن	کراچی	676	کراچی	808	•
			محلہ چک لالہ راولپنڈی					
60	فرحین ضمیر	ضمیر حسن خاں	[illegible] 2 ماڈل ٹاؤن لاہور	کراچی	652	کراچی	807	•
61	عائشہ رشید	محمد رشید الامین	[illegible] نمبر 3 گلی نمبر 11 سنت نگر لاہور	اسلام آباد	645	کراچی	807	•
62	راحت امین	سید محمد امین	نسبت سینما محلہ مبارک رحیم یار خاں	سکھر	634	سکھر	806	•
63	انیلہ نذیر	نذیر احمد	185 گلبرگ بلاک غلامہ اقبال ٹاؤن لاہور	کراچی	663	کراچی	806	•

نمبر شمار	نام طالبعلم	ولدیت	پتہ	تعلیمی بورڈ میٹرک	حاصل کردہ نمبر	تعلیمی بورڈ انٹرمیڈیٹ	حاصل کردہ نمبر	داخلہ کس سیٹ پر ملا
64	ظہرہ غفران	غفران الحق	A-8 / 78 عارف خاں روڈ لاہور کینٹ	کراچی	640	کراچی	830	•
65	حلیمہ یاسمین	محمد شفیع	مہر نرسری فارم ٹنڈوالہ یار ٹنڈ[illegible] روڈ	حیدر آباد	740	حیدر آباد	879	وفاقی حکومت کا کوٹہ برائے سندھ
66	سعدیہ	عبدالمقدر خاں	سی 8- الاعظم اپارٹمنٹ بلاک A-13 گلشن اقبال کراچی	کراچی	660	کراچی	817	•
67	ارم شمس	راجہ محمد غوث	D-14 یونٹ A لطیف آباد حیدر آباد	حیدر آباد	708	حیدر آباد	802	•
68	فریحہ منور	منور حسین خاں	مکان نمبر B-69 70-12 محلہ اشور پورہ		626	•	807	•
69	ثروت	محمد شریف	کچہری روڈ گھوٹکی سکھر	سکھر	645	سکھر	792	•
70	نسیمہ صدیق	محمد عبدالعلی	D.F جی 5 سنٹر بلاک FB 16 ایریا کراچی	کراچی	625	کراچی	773	•
71	غزالہ گل میر	گل میر خاں	29 / 29 بلاک نمبر B-36 لانڈھی کراچی P5	کراچی	644	کراچی	777	•
72	شاہدہ بانو	سید عبدالقادر	J-732 کورنگی ٹاؤن کراچی	کراچی	640	کراچی	777	•

تعلیمی سال 90-1989ء نشتر میڈیکل کالج ملتان

74	عمران حسن	مختار حسن	مکان نمبر 116 آفیسر کالونی شیر شاہ روڈ لاہور	کراچی	703	کراچی	895	میرٹ
75	فوزیہ انجم	شمس الحسن	گلی نمبر 4 روڈ 13 سمہ سٹہ بہاولپور	کراچی	643	کراچی	811	•
76	شاہدہ	محمد علی	مکان نمبر 299 وارڈ نمبر 1 محلہ ڈی ایچ اے اندرون لوہاری گیٹ ملتان	کراچی	622	کراچی	806	•
77	نوید قریشی	ارشد		کراچی		کراچی	901	•
78	شازیہ اصغر	محمد اصغر	گاؤں ڈاکخانہ سکھر تحصیل و ضلع سرگودھا	اسلام آباد	602	کراچی	801	•
79	عامر اسد ترمذی	سید اسد علی ترمذی		حیدر ا	499	حیدر آباد	699	•
80	ثمینہ مجید	عبدالمجید	A/ 240 ریلوے کالونی ملتان	سکھر	746	کراچی	797	•
81	محمد آصف پراچہ	حاجی محمد صدیق پراچہ	مکان نمبر 47 گرین مارکیٹ غلہ منڈی سرگودھا	کراچی	451	کراچی	794	•
82	ارم بخاری	سید عارف حسین بخاری	FD-52 وحدت کالونی لاہور	کراچی	.672	کراچی	795	•
83	محمد یوسف غزالی	محمد رفیق عالم صدیقی	مکان نمبر 5 رام بازار 46 گوالمنڈی لاہور	لاہور	515	حیدر آباد	794	•

تعلیمی سال 90-1989ء قائد اعظم میڈیکل کالج بہاولپور

84	لیہ بتول	احمد یار خاں	مکان نمبر8-443 /8حلقہ نمبر11 وارڈ نمبر495	کوئٹہ	601	کراچی	782	•
			13 نواب صاحب تحصیل احمد پور ضلع بہاولپور					
85	ارم سکندر	سکندر حیات مرزا	N /9 اپرمال سکیم کنال بنک لاہور	کراچی	652	کراچی	782	•
86	سلمان حبیب عباسی	عبدالحبیب عباسی	F /12-5 صرافہ بازار راولپنڈی	کراچی	524	کراچی	780	•
87	شائستہ صدیقی	محمد شرف الدین صدیقی	530 مہر آباد راولپنڈی کینٹ پشاور روڈ	کراچی	595	کراچی	780	•
88	عائشہ خلیل	خلیل مسعود	مکان نمبر894 گلی نمبر63 بازار محلہ لاہور کینٹ	کراچی	680	کراچی	780	•
89	سعدیہ صبوحی صدیقی	محمد صادق	گاؤں و ڈاکخانہ پنڈی تحصیل و ضلع گجرات	کراچی	614	کراچی	779	•

تعلیمی سال 90-1989ء پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد

90	تحسین انور	انور مرتضیٰ	274 طارق بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور	کراچی	573	کراچی	703	•
91	ثروت رسول	غلام رسول	519 گ ب تحصیل و ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ	کراچی	619	کراچی	797	•
92	سائرہ تمیز	تمیز مسیح	گاؤں مالو ضلع سیالکوٹ	کراچی	609	کراچی	794	•
93	نورین جاوید	محمد اقبال جاوید	مکان نمبر1-N ڈی۔ایم فیصل آباد	کراچی	624	کراچی	794	•

94	نسیمہ	منیر احمد	208 رستم پارک ملتان روڈ لاہور	حیدر آباد	650	حیدر آباد	794	•	
95	عالیہ فاروق	محمد فاروق سجانی	گاؤں و ڈاکخانہ گاجر گولہ گوجرانوالہ	اسلام آباد	609	کراچی	790	•	
96	عذرہ تبسم	محمد عالم	گاؤں و ڈاکخانہ بندایرانی ضلع سیالکوٹ	کراچی	598	کراچی	789	•	
97	اسدی ڈین	مورت جوہن	R-732 ماڈل ٹاؤن لاہور	اسلام آباد	598	کراچی	787	•	
98	سیمی خلیجی	ملک محمد سلطان	مکان نمبر A-92 گلی نمبر 4 محلہ مظہر زید کالونی صادق آباد رحیم یار خاں	سکھر	619	سکھر	816	•	
99	فرحینا خلیل احمد	شیخ خلیل احمد	حبیب کاٹن اینڈ فائنگ فیکٹری ساہیوال روڈ اوکاڑہ	کراچی	636	کراچی	805	•	
100	طاہرہ انجم بٹ	نصراللہ بٹ	مکان نمبر 26 گلی نمبر 19 مغلپورہ لاہور	کراچی	667	کراچی	783	•	

تعلیمی سال 90-1989ء قائداعظم میڈیکل کالج بہاولپور

101	عباس مہدی	ایم عابد خاں	I-N / 2 مہار پلازہ پلاٹ نمبر 1 گلشن اقبال کراچی	کراچی	642	کراچی	772	باہمی تبادلہ	

نمبر شمار	نام طالبعلم	ولدیت	پتہ	تعلیمی بورڈ میٹرک	حاصل کردہ نمبر	تعلیمی بورڈ انٹرمیڈیٹ	حاصل کردہ نمبر	داخلہ کس سیٹ پر ملا
102	شہبانہ مختار	سید مختار علی	10 /3 ریگل چوک ٹمپل روڈ لاہور	کراچی	622	کراچی	785	میرٹ

تعلیمی سال 90-1989ء راولپنڈی میڈیکل کالج راولپنڈی

103	عظمہ غنی	عبدالغنی	مکان نمبر ڈی۔101 /87 سٹلائیٹ ٹاؤن راولپنڈی	کراچی	665	کراچی	827	
104	فرح خاں	عبدالقیوم خاں	234-جی 419 اسلام آباد	اسلام آباد	677	کراچی	820	•
105	نوشین حمید	عبدالحمید	356- نشتر بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور	•	648	کراچی	819	•
106	شفیق گلزار	ملک گلزار خاں	عابد مجید روڈ دوکان نمبر325 جی سیم ہٹ راولپنڈی	حیدر آباد	681	حیدر آباد	812	•
107	شاہد حفیظ	فضل الٰہی	گاؤں و ڈاکخانہ تحصیل و کھاریاں ضلع گجرات	حیدر آباد	633	•	804	•
108	انجم حشمت	سید حشمت علی	335 نیلم بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور	اسلام آباد	531	•	786	•
109	سعیدیہ عباسی	سید احمد عباسی	3 خالق کالج 6 / C 43 بلاک 6 پی۔ای۔سی۔ایچ۔ایس کراچی	کراچی	648	کراچی	854	باہمی تبادلہ

تعلیمی سال 90-1989ء پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد

نمبر شمار	نام طالبعلم	ولدیت	پتہ	تعلیمی بورڈ میٹرک	حاصل کردہ نمبر	تعلیمی بورڈ انٹرمیڈیٹ	حاصل کردہ نمبر	داخلہ کس سیٹ پر ملا
110	سلمان اختر علوی	منیر علی	آر۔ 451 سیکٹر A-15 /I نارتھ کراچی	کراچی	668	کراچی	772	باہمی تبادلہ
111	تبسم صدیقی	صلاح الدین صدیقی	105 اوریکس کالونی سیکٹر ڈبلیو آئی گڑھی شاہو	کراچی	665	کراچی	773	میرٹ
112	ریاض احمد	کمال الدین	A-6 / 509 اخوند عبدالحیز لائن	حیدر آباد	755	حیدر آباد	873	باہمی تبادلہ

تعلیمی سال 91-1990ء کنگ ایڈروڈ میڈیکل کالج لاہور

نمبر شمار	نام طالبعلم	ولدیت	پتہ	تعلیمی بورڈ میٹرک	حاصل کردہ نمبر	تعلیمی بورڈ انٹرمیڈیٹ	حاصل کردہ نمبر	داخلہ کس سیٹ پر ملا
1	سائرہ بانو	محمد بیت اللہ	2/6 مکان نمبر 61 بی گلی نمبر 71 گلبرگ III لاہور	کراچی	730	کراچی	870	•
2	غضنفر بن محمود	محمود شیخ	2/6 نسبت روڈ لاہور	کراچی	636	کراچی	870	•
3	عالیہ سلام	ڈاکٹر محمد اسلام خاں	2-14 فاروق روڈ نزد شمع سینما لاہور	کراچی	749	کراچی	863	•
4	صدف یعقوب	محمد یعقوب	جناح پارک رحیم یار خاں مظفر گڑھ لاہور	کراچی	707	کراچی	863	•

تعلیمی سال 91-1990ء علامہ اقبال میڈیکل کالج لاہور

5	مظہر رسول	غلام رسول	مکان نمبر 12 گلی نمبر 21 مجاہد آباد	کراچی	686	کراچی	830	•
6	عائشہ خاں	فدا محمد خاں	غلام نزل محلہ چاہ فتح خاں بہاولپور	کراچی	686	کراچی	820	•
7	عائشہ اختر	محمد اختر	151 سکندر بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور	کراچی	706	کراچی	815	•

تعلیمی سال 91-1990ء فاطمہ جناح میڈیکل کالج لاہور

8	ثمینہ یاسمین	محمد یاسین برہان الدین	مکان نمبر 3411 ہوتا سنگھ روڈ سنت نگر لاہور	کراچی	694	کراچی	813	•
9	سیدہ مصباح زہرہ زیدی	سید شیخ الحسن زیدی	مکان نمبر 611 ملتان روڈ لاہور	حیدر آباد	684	حیدر آباد	831	•
10	عائشہ رشید	رشید احمد	محلہ ارائیاں شکر گڑھ سیالکوٹ	اسلام آباد	491	کراچی	811	•
11	صدف سراج	محمد مظہر	بی / 112 آفیسر کالونی غازی روڈ لاہور کینٹ	کراچی	658	کراچی	805	•
12	آمنہ مظہر	مظہر علی	گاؤں جندراں ڈاکخانہ ظفروال تحصیل نارووال سیالکوٹ	کراچی	703	کراچی	811	•
13	طاہرہ	محمد یوسف	مکان نمبر 1457 بی جعفری محلہ لاڑکانہ سکھر	سکھر	625	سکھر	845	وفاقی حکومت کا کوٹہ برائے سندھ
14	بینا مریم	سید غنی حیدر	مکان نمبر 405 نزد سندھی سکول لقمان خیرپور سندھ	سکھر	660	سکھر	807	•
15	شبانہ	محمد صفر	مکان نمبر 304- سی بابرا چوک نزد شباب سینما حیدر آباد	حیدر آباد	484	حیدر آباد	913	•

16	عائشہ	محمد جمن	وارڈ نمبر 2 گنجی سٹریٹ ہالہ نیو حیدر آباد	حیدر آباد	689	حیدر آباد	859	•
17	افشاں	اشفاق احمد کمال	916-6 ٹینک نمبر 3 گورہ نگر حیدر آباد	•	534		770	•
18	عالیہ وارثی	محمد تاج الدین وارثی	637 بلاک نمبر 16 فیڈرل بی ایریا کراچی	کراچی	646	کراچی	784	•
19	سیدہ فوزیہ حسن نقوی	سید ایم حسن نقوی	مکان نمبر 155 بلاک نمبر 17 ایف بی ایریا رحیم آباد کراچی	حیدر آباد	616	حیدر آباد	779	•
20	صوبیہ مظہر	ظہیر احمد	III- سی / II / سی ناظم آباد کراچی	کراچی	678	کراچی	776	•
21	صدف العین رضوی	سید تقی امام رضوی	82-5 پلاٹ نمبر 4 گلشن اقبال کراچی	کراچی	672	کراچی	774	•
22	ارم عطاء	عطا محمد خاں	I-سی 3 / 8 ناظم آباد نمبر 1 کراچی 18	کراچی	659	کراچی	805	•
23	سمیرا شیخ	شیخ نیامت علی	8-26 یونٹ 3 لطیف آباد حیدر آباد	حیدر آباد	678	حیدر آباد	822	•

تعلیمی سال 91-1990ء راولپنڈی میڈیکل کالج راولپنڈی

24	سید صیف اللہ افغان	ڈاکٹر اے کیو کے افغان	مکان نمبر 5	اسلام آباد	576	اسلام آباد	799	•

25	محمد تنیق بیگ	مجید بیگ	مکان نمبر138 غازی آباد کوٹلی حیدر آباد	حیدر آباد	579	حیدر آباد	814	باہمی موبائل تبادلہ

تعلیمی سال 91-1990ء پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد

26	اقبال احمد	شبیر احمد ہاشمی	M/32 حبیب آباد سیکٹر 11 2 /9 کورنگی ٹاؤن کراچی	کراچی	642	کراچی	805	"

تعلیمی سال 91-1990ء قائد اعظم میڈیکل کالج بہاولپور

27	سیدہ ہما صدف	سید مختار علی	مسلم پارک ستره باغبان پوره لاہور	کراچی	622	کراچی	802	میٹرک
28	سیما رسول خالد	غلام رسول خالد	مکان نمبر4 پرنوری روڈ کوئٹہ ضلع قلات	کوئٹہ	368	کوئٹہ	628	"
29	محمد علیم یاسر	شیر جان	خان پرانس /کے کینٹ روڈ زوب کوئٹہ	بلوچستان	468	بلوچستان	621	"

F.J. Medical College Lahore.
List of Reciprocal of Sind 1988-89

S.NO	NAME WITH FATHER'S NAME	BOARD OF MATRIC AND MARKS	BOARD OF FSC and MARKS	ADDRESS
1.	Saiqa Sadaf D/o Syed Mohd. Ibrahim	KHI 707/850	KHI 804/1100	A/237, Sector-11-B North Karachi.
2.	Farhana Akram D/o Akram Raza Siddiqui	IBD 711/850	KHI 809/1100	D-46 Block-L North Nazimabad, Karachi
3.	Meher Fatima D/o Zain-ul-Abidin Shams	KHI 624/850	KHI 829/1100	A-333 Block H, North Nazimabad, Karachi.
4.	Zubaida D/o Niaz Ahmad	HYD 738/850	HYD 874/1100	Benglo No. 15-B Unit No.12, Latifbad, Hydirabad
5.	Sarwat D/o Farooq Ahmad	HYD 639/850	HYD 777/1100	92-C Block-D Unit-6, Hyderabad
6.	Saima Salah-ud-Din D/o Mohd. Salah-ud-Din	KHI 640/850	KHI 825/1100	E-4, Officers Colony, National Cement Shanti Nagar Industries, Karachi
7.	Anjum Afshan D/o Shamsuddin Magsi	IBD 668/850	IBD 824/1100	Village Deparcha Tehsil Mora, Nawabshah
8.	Seema Batool D/o Syed Ghulam Hayder	SKR 673/850	SKR 795/1100	H/No.405, Mohalla Luqman Khairpur,Sind
9.	Sobia Qayyum D/o Abdul Qayyum	IBD 633/850	IBD 747/1100	Goth Bilal Nagar Near Beriri Taluka K.N Shah, Dadu.
10.	Zurfishan D/o S.Fakher Rizvi	HYD 746/850	HYD 885/1100	Banglo No-8, Unit-12, Latifabad. Hyderabad.

F.J. Medical College Lahore.
List of Reciprocal of Sind 1989-90

S.NO	NAME WITH FATHER'S NAME	BOARD OF MATRIC AND MARKS	BOARD OF FSC and MARKS	ADDRESS
1.	Halima Yasmin D/o Mohd. Shafi	HYD 740/850	HYD 879/1100	Mehar Nursary Farm Tando Alam Road, Tando Allah Yar.
2.	Farhana Abdul Ghaffar D/o Abdul Ghaffar Usman	IBD 683/850	IBD 838/1100	H/No: A-1854, Block-H, North Nazimabad, Karachi
3.	Sadia Muqdatir D/o Abdul Muqdatir Khan	KHI 660/850	KHI 817/1100	C-8, Al-Azam-Apartment, Block-13-A, Gulshan-i-Iqbal, Karachi.
4.	Earum Ghaus D/o Raja Mohd Ghous	HYD 708/850	HYD 802/1100	16-D, Unit-8, Latifabad, Hyderabad.
5.	Farida Munawar D/o Munawar Hussain Khan.	HYD 626/850	HYD 807/1100	H/No B/1269, 70-Mohalla, Issurpura, Nawabshah.
6.	Shazia Baluch D/o Abdur Rashid Baluch	IBD 618/850	IBD 719/1100	Khanpur Taluk Khanpur, Shikarpur, Sind
7.	Sarwat D/o Mohammad Sharif	Sukkar 645/850	Sakkar 792/110	Katchary Road, Gothki, Sukkar.
8.	Fahmida Saddiqi D/o Mohd. Abdul Ali	KHI 625/850	KHI 773/1100	F-No.-DG-5 Pyranid Centre Block-16 F-B Area Karachi.
9.	Ghazal Gul Mir D/o Gul Mir Khan	KHI 644/850	KHI 777/1100	29/29, Block 36/B Landhi-5 Karachi.
10.	Shahida Bano D/o Syed Abdul Qadir	KHI 640/850	KHI 777/1100	J-732, Korangi Town Karachi.

F.J. Medical College Lahore.
List of Reciprocal of Sind 1990-1991

S.NO	NAME WITH FATHER'S NAME	BOARD OF MATRIC AND MARKS	BOARD OF FSC and MARKS	ADDRESS
1.	Tahira D/o Mohd. Yusaf	Sukkar 625/850	Sukkar 845/1100	H.No.1450-B, Jaffri Mohalla, Larkana.
2.	Beena Marium D/o Syed Ghani Haider	Sukkar 660/850	Sukkar 807/1100	H.No 405 Near Sindhi School, Luqman, Khairpur Sind.
3.	Shabana D/o Mohd. Safar	HYD 483/850	HYD 913/1100	H.No304-C, Babra Topir Near Shahab Cinema, Haiderabad.
4.	Asma D/o Mohd. Juman	HYD 684/850	HYD 859/1100	Ward No. 2 Gajni Street, Hala New, Hyderabad.
5.	Afshan Ashfaque D/o Ashfaque Ahmad Kamal	HYD 534/850	HYD 770/1100	G-916, Tank No.3 Gurunagar Hyderabad.
6.	Aliya Warsi D/o Mohd. Tajuddin Warsi	KHI 646/850	KHI 784/1100	637 Block 16 Federal B Area Karachi.
7.	Syed Fauzia Hassan Naqvi D/o Syed Mojiz Hussan Naqvi	HYD 612/850	HYD 779/1100	H.No A-155, Block-17 F-B Area Rahimabad, Karachi
8.	Sobia Zaheer D/o Zaheer Ahmad	KHI 678/850	KHI 776/1100	III /C/2/C, Nazimabad, Karachi.
9.	Sadaful Ain Rizvi D/o Syed Taqi Imam Rizvi	KHI 672/850	KHI 774/1100	E-82, Block-4 Gulshan Iqbal Karachi.
10.	Iram Atta D/o Atta Mohd. Khan	KHI 659/850	KHI 805/1100	1-G, 8/3, Nazimabad No.1, Karachi-18.
11.	Samina Sheikh D/o Sheikh Niamat Ali	HYD 678/850	HYD 822/1100	26-A, Unit-3 Latifabad, Hyderabad.

تقرریوں میں بے انصافی

☆ 461- جناب ریاض فتیانہ: کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ـــــــ

(الف) ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتال ٹوبہ ٹیک سنگھ کے تقریباً تمام ملازمین جو گزشتہ برس ملازم رکھے گئے تھے ان کا رہائشی تعلق کس تحصیل سے ہے اور ڈومی سائل میں کون سی تحصیل کا اندراج ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ہسپتال ضلع بھر کے عوام کے لئے ہے۔ لیکن تقرریوں کے وقت تحصیل کمالیہ اور گوجرہ کے رہائشی افراد سے ترجیحی سلوک کیوں روا رکھا گیا۔

(ج) کیا متذکرہ تقرریوں کی درخواستیں بذریعہ اشتہار طلب کی گئی تھیں اگر ہاں تو کس اخبار میں اشتہار ملازمت شائع کروایا گیا۔

(د) کیا حکومت اس بے انصافی اور بے قاعدگی کے مرتکب اہلکار کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔

وزیر صحت (چودھری جعفر اقبال):

(الف) ضلعی ہیڈکوارٹر ہسپتال ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کل 44 آدمی رکھے گئے تھے جن میں سے صرف دو ملازم تحصیل کمالیہ اور باقی تمام تحصیل ٹوبہ سے بھرتی کئے گئے تھے۔

(ب) چونکہ ملازمین کی بڑی تعداد سکیل نمبر 1 سے تعلق رکھتی تھی اور ہسپتال میں سکیل نمبر 1 تا 4 صرف 8 کوارٹر موجود ہیں۔ اس امر کو مدنظر رکھتے ہوئے مناسب یہی سمجھا گیا کہ صرف ان لوگوں کو ملازمت دی جائے جو مقامی رہائش پذیر ہوں چونکہ دور دراز کے ملازمین اکثر ڈیوٹی پر حاضر نہیں ہوتے یا لیٹ آتے ہیں اس کے باوجود تحصیل کمالیہ سے بھی دو ملازمین کو بھرتی کیا گیا تھا۔

(ج) نہیں۔ تمام درخواستیں بذریعہ دفتر روزگار طلب کی گئیں تھیں۔

(د) چونکہ تمام تقرریاں گورنمنٹ قاعدے اور قانون کے مطابق کی گئی تھیں۔ اس لئے کسی اہل کار کے خلاف کارروائی کا سوال نہ ہے۔

دیہی علاقوں میں تعینات ڈاکٹروں کی تفصیل

☆ 479- جناب فرید احمد پراچہ: کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ـــــــ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے دیہی علاقوں میں ملازمت کرنے والے ڈاکٹروں کو تنخواہ سے زائد ایک ہزار روپے ادا کرنے کا اعلان کیا تھا۔ تاکہ قلیل تنخواہ پر ڈاکٹر دور دراز علاقوں میں جا کر کام کر سکیں۔ اگر ایسا ہے تو اس پر تا حال عملدرآمد نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں۔

(ب) قلیل تنخواہ اور دور دراز علاقوں میں تعیناتی کی وجہ سے اب تک کتنے ایڈہاک اور پبلک سروس کمیشن کے سلیکٹی ڈاکٹروں نے استعفیٰ دیا ہے یا ڈیوٹیوں سے غیر حاضر رہے ہیں؟

وزیر صحت (چودھری جعفر اقبال):

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت نے دیہی علاقوں میں ملازمت کرنے والے (مرد) ڈاکٹروں کو مزید ایک ہزار روپے اور (خواتین) ڈاکٹروں کو -/1200 روپے ادائیگی کرنے کے احکامات جاری کئے ہیں جن پر عملدرآمد شروع ہو چکا ہے۔

(ب) پبلک سروس کمیشن کے سلیکٹی ڈاکٹروں میں سے دور دراز علاقوں میں تعیناتی کی وجہ سے صرف تین ڈاکٹروں نے استعفیٰ دے دیا ہے اور 61 ڈاکٹروں کی ڈیوٹی سے غیر حاضری کی رپورٹ موصول ہوئی ہے جن کے خلاف تادیبی کارروائی کی جا رہی ہے۔

بے ضابطگیوں کے ازالہ کے لئے اقدام

☆ 535- ڈاکٹر ممتاز علی چودھری: کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ____

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اکثر بنیادی صحت مراکز میں ڈاکٹر اور عملہ غیر حاضر رہتا ہے۔

(ب) کیا رکن صوبائی اسمبلی کو اپنے حلقہ کے بنیادی ہیلتھ سنٹر کو چیک کرنے اور غیر حاضری کے مرتکبین کو معطل کرنے کے اختیارات ہیں۔ اگر جز بالا کا جواب نفی میں ہے تو کیا حکومت اس قسم کے اختیارات دینے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔ یا سرکاری طور پر ان شکایات اور بے ضابطگیوں کا ازالہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

وزیر صحت (چودھری جعفر اقبال):

(الف) یہ درست نہیں ہے۔ اگر کسی بنیادی مرکز صحت میں ڈاکٹر یا عملہ غیر حاضر پایا جائے تو ان کے خلاف تادیبی کارروائی کی جاتی ہے۔

(ب) رکن صوبائی اسمبلی کو اپنے حلقے کے بنیادی ہیلتھ سنٹر کا معائنہ کرنے اور غیر حاضر عملہ

کو معطل کرنے کا موجہ قانون کے مطابق اختیارات حاصل نہیں ہیں۔ بہرحال اگر کسی رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے اس قسم کی شکایت اور بے ضابطگی محکمہ کے علم میں لائی جاتی ہے تو محکمہ قانون کے تحت کارروائی کر کے شکایت کا ازالہ کرتے ہیں۔

ایکسرے پلانٹ کی تنصیب کے لئے اقدام

☆ 537- ڈاکٹر ممتاز علی چودھری: کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ _____

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 1985ء میں اسمبلی کے اجلاس میں وزیر صحت نے ہر دیہی مرکز صحت میں ایکسرے پلانٹ کی تنصیب کے لئے کہا تھا۔ اگر ایسا ہے تو آج تک کن کن دیہی یا بنیادی مراکز صحت میں ایکسرے پلانٹ لگایا گیا ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت چک نمبر 18/ آئی ایل اوکاڑہ کا دیہی مرکز صحت میں ایکسرے پلانٹ نصب کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر صحت (چودھری جعفر اقبال):

(الف) جی ہاں۔ وزیر صحت نے دیہی مرکز صحت میں ایکس رے پلانٹ نصب کرنے کے لئے کہا تھا۔ صوبہ پنجاب میں جن دیہی مراکز صحت میں ایکس رے پلانٹ نصب کئے جا چکے ہیں ان کی لسٹ لف ہے۔

(ب) چک نمبر 18/ آئی ایل دیہی مرکز صحت نہ ہے۔ اس لئے ایکسرے پلانٹ نصب نہیں کیا جا سکتا۔ ایکسرے پلانٹ فی الحال صرف دیہی مرکز صحت میں نصب کئے جا رہے ہیں۔ چک نمبر 18/ آئی ایل چونکہ بنیادی مرکز صحت (B.H.U) ہے۔ اس لئے حکومتی پالیسی کے تحت ایکس رے پلانٹ نہیں لگایا جا سکتا۔

S.NO	NAME OF DIVISION	NAME OF R.H.Cs.WHERE THE X-RAY PLANT INSTALLED
	Sargodha	R.H.C.Sahiwal. R.H.C.Jhawarian. R.H.C.Farooqa. R.H.C.Chak No. 46/SB R.H.C.Sillanwali R.H.C.Bhwea. R.H.C.Miani. R.H.C.Lilliani. R.H.C.Midh Rangha. R.H.C.Padhrar. R.H.C.Hadali R.H.C.Mitha Tiwan. R.H.C.Hafizwala. R.H.C.Chakrala. R.H.C.Daud Khel. R.H.C.Wan Bhohran. R.H.C.Kamar Mashani. R.H.C.Darya Khan. R.H.C.Dullewala.
2.	Rawalpindi	R.H.C. Bahter R.H.C.Chhab. R.H.C.Rangoo. R.H.C.Chauntra. R.H.C.Kallar Syedan. R.H.C.Mandran R.H.C.Sohwa. R.H.C.Lilla. R.H.C.Khalaspur. R.H.C.Pir Phulahi. R.H.C.Dhuman. R.H.C.Buchal Kalan. R.H.C.Lawa. R.H.C.Tamman. R.H.C.Phagwari. R.H.C.Daultala. R.H.C.Texila.
3.	Bahwalpur Division	Dra Bakha. R.H.C.Chak No.38/DC.

R.H.C.Khirpur Temewali.
R.H.C.Uch Sharif.
R.H.C.Chani Goth.
R.H.C.Yazman.
R.H.C.Head Rajkar.
R.H.C.Qaimpur.
R.H.C.Khutri Bunglow.
R.H.C.Dahawala.
R.H.C.Madrissa.
R.H.C.Mandi Sadiq Gunj.
R.H.C.Chak No.6/G
R.H.C.Maroot.
R.H.C.Allahabad.
R.H.C.Tranda Mohammad Pannah.
R.H.C.Tranda Saway Khan.
R.H.C.Menther.
R.H.C.Mianwali Qureshian.
R.H.C.Jamal Din Wali.
R.H.C.Whan Bala.
R.H.C.Nawan Kot.
R.H.C.Zahir Peer.
R.H.C.Rajanpur.
R.H.C.Sanjarpur.

4. Lahore Division

R.H.C.Manga.
R.H.C.Bueki.
R.H.C.Kahna Nau.
R.H.C.Mustafabad.
R.H.C.Ganda Singh Wala.
R.H.C.Jaura:
R.H.C.Hallah.
R.H.C.Kot Radha Kishan.
R.H.C.Bhai Pheru.
R.H.C.Wan Radha Ram.
R.H.C.More Khunda.
R.H.C.Farooqabad.
R.H.C.Singla Hill.
R.H.C.Sarqpur.
R.H.C.Sayed Wala.
R.H.C.Rehanwala.
R.H.C.Khangah Dogran.
R.H.C.Mandi Dhaban Singh.
R.H.C.Jandila Sher Khan.
R.H.C.Kharianwala.
R.H.C.Haveli.
R.H.C.Wassaway Wala.

		R.H.C.Mandi Hera Singh. R.H.C.Renala Khurd. R.H.C.Shahbora.
5.	Faisal Abad Division	R.H.C.Mochiwala. R.H.C.Shah Jewana. R.H.CLalian. R.H.C.Bhowana. R.H.C.Barana.. R.H.C.Bodu Sultan. H.B.Shah. R.H.C.Havli Sheikh Raju. Chak No. 14. R.H.C.Kot Shakir. R.H.C.Chak Jhumra. R.H.C.Dijkot. R.H.C.Khurrianwala. R.H.C.Chak No. 30-JB. R.H.C.Mamukanjan. R.H.C.Pindi Sheikh Musa. R.H.C.Nia Lahore. R.H.C.Rajana. R.H.C.Pirmahal. R.H.C.394 JB. R.H.C.Chak No. 740.GB.
6.	Gujranwala Division	R.H.C.Sodhra. R.H.C.Vanike Tarar. R.H.C.Vandho. R.H.C.Rasul Nagar. R.H.C.Pindi Bhattian. R.H.C.Jallalpur. R.H.C.Qila Didar Singh. R.H.C.Khalian. R.H.C.Lesser Kalan. R.H.C.Zafarwal. R.H.C.Sarberial. R.H.C.Shah Gharib. R.H.C.Ket Nainan. R.H.C.Pindi Sultanpur R.H.C.Dingh. R.H.C.Lalamusa.R.H.C.Pahrianwali. R.H.C.Kunjah. R.H.C.Malka. R.H.C.Miana Condal. R.H.C.Bheekho More.

		R.H.C.Daulat Nagar. R.H.C.Tanda. R.H.C.Chellianwala. R.H.C.Jokalian. R.H.C.Monga.
7.	Multan Division	R.H.C.Harrappa. R.H.C.Noor Shah. R.H.C.Ghazi Abad. R.H.C.Chak No. 96./12-L R.H.C.Matotali. R.H.C.Dunypur. R.H.C.Makhdoom Rashid. R.H.C.Chak No. 56/JB. R.H.C.Caggo. R.H.C.Tibba Sultanpur. R.H.C.Abdul Hakim. R.H.C.Katcha Khan. R.H.C.Ranga Hayat.
8.	D. G. Khan.	R.H.C.Tibbi Oaisrani. R.H.C.Shadan Lund. R.H.C.Shah Saddar Din. R.H.C.Kot Chutta. R.H.C.Vehova. R.H.C.Sarwar Wali. R.H.C.Dejal. R.H.C.Kot Mithan. R.H.C.Rangpur. R.H.C.Qaboola. R.H.C.Rohilinwala. R.H.C.Sher Sultan. R.H.C.Jatoi. R.H.C.Sianwan. R.H.C.Gujrat. R.H.C.Seetpur. R.H.C.Shah Jamal. R.H.C.Khair Pur Saddat. R.H.C.Basira. R.H.C.Chock Azam. R.H.C.Kot Sultan. R.H.C.Fateh Pur. R.H.C.Karoor.

ہسپتال کے عملہ کی تفصیل

☆573- **خان غلام سرور خان:** کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ____

(الف) سروسز ہسپتال لاہور میں ایم ایس اے۔ ایم ایس۔ ڈی ایم ایس اور ایڈمنسٹریشن کا ماتحت سٹاف کتنا ہے۔ کتنے ڈاکٹروں اور سٹاف افسروں کے پاس ایڈمنسٹریشن کی ذمہ داریاں ہیں۔ تمام کی تفصیل بمعہ نام۔ عہدہ۔ گریڈ اور عرصہ تعیناتی کتنا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ڈاکٹر نعیم کافی عرصہ سے اس ہسپتال میں تعینات ہیں۔ اگر ایسا ہے تو متذکرہ ڈاکٹر کا عرصہ تعیناتی کتنا ہے۔ سروسز ہسپتال میں تعیناتی سے آج تک اسے کیا کیا ذمہ داریاں سونپی گئی ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ ڈاکٹر کی شہرت خراب ہے اگر ایسا ہے تو اس کے خلاف حکومت کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اور نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔

وزیر صحت :

(الف) مندرجہ ذیل ڈاکٹر سروسز ہسپتال لاہور میں ایڈمنسٹریشن سے تعلق رکھتے ہیں۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	گریڈ	عرصہ تعیناتی
1-	ڈاکٹر محمود نواز	میڈیکل سپرنٹنڈنٹ	20	5-3-91
2-	ڈاکٹر کرم حسین شیخ	اے۔ ایم ایس	19	14-1-90
3-	ڈاکٹر محمد اطہر	//	19	27-3-89
4-	ڈاکٹر حمید الرحمٰن بریال	//	18	13-3-89
5-	ڈاکٹر پرویز اعوان	//	18	23-12-89
6-	ڈاکٹر شاہدہ شاہ	//	17	23-12-89
7-	ڈاکٹر محمد نعیم	//	18	2-9-90

نوٹ: (اس سے پیشتر ڈاکٹر محمد نعیم مورخہ 4-2-84 سے مختلف پوسٹ پر تعینات رہ چکے ہیں)

8-	ڈاکٹر ضیاء الرحمٰن	اے۔ ایم ایس	18	30-12-90
9-	ڈاکٹر مشتاق	ڈی ایم ایس	18	26-9-88
10-	ڈاکٹر شفقت علی	//	18	2-12-90

11- ڈاکٹر سعید الٰہی	//	17	1-12-90
12- ڈاکٹر متین ملک	//	17	24-11-88
13- ڈاکٹر اختر رشید	//	17	20-9-88
14- ڈاکٹر عتیق الرحمٰن	//	18	20-10-90
15- ڈاکٹر انیس الرحمٰن	//	17	7-11-90
16- ڈاکٹر محمد خالد	//	18	12-4-90
17- ڈاکٹر نوید انجم	//	17	12-4-90
18- ڈاکٹر جاوید اقبال کھوکھر	//	18	12-4-90
19- ڈاکٹر ضیاء السلام رسول	//	17	12-4-90
20- ڈاکٹر عبدالحنان	//	17	7-2-91
21- ڈاکٹر جاوید علی بٹ	//	17	11-4-91
22- ڈاکٹر خاقان سعید	//	17	11-4-91

(ب) ڈاکٹر محمد نعیم مورخہ 4-2-84 سے سروسز ہسپتال میں تعینات ہے اور مندرجہ ذیل ذمہ داریاں سرانجام دیتا رہا ہے۔

1- رجسٹرار میڈیکل سپیشلسٹ یونٹ۔

2- رجسٹرار VIP/ گورنمنٹ سرونٹ بلاک۔

3- اے ایم ایس۔ وی آئی پی پرائیویٹ کمرہ جات

(ج) ڈاکٹر محمد نعیم کا اخلاق و شہرت دفتری ریکارڈ کے مطابق اچھا ہے۔ متذکرہ ڈاکٹر اپنی ذمہ داریاں نہایت دیانتداری اور محنت سے سرانجام دے رہا ہے۔

لیڈی ڈاکٹر سے پوسٹ مارٹم کروانے کے لئے اقدام

☆ 602- **سردار خضر حیات خاں سیال:** کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مقتولہ خواتین کا پوسٹ مارٹم مرد ڈاکٹر کرتے ہیں حالانکہ لیڈی ڈاکٹر بھی ہسپتال میں کام کر رہی ہیں۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں۔ نیز یہ ایک اسلامی ملک میں جائز ہے۔ اگر نہیں تو پھر حکومت اس قانون کو تبدیل کرنے اور مقتولہ

خواتین کا پوسٹ مارٹم کرنے کے لئے صرف لیڈی ڈاکٹر ہی کو پابند کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اور نہیں تو وجہ؟

وزیر صحت (چودھری جعفر اقبال):

(الف) میڈیکو لیگل کے شعبہ میں لیڈی ڈاکٹروں کی شدید کمی کی وجہ سے مقتولہ خواتین کا پوسٹ مارٹم زیادہ تر مرد ڈاکٹر ہی کرتے ہیں۔

(ب) قانون میں مقتولہ خواتین کا لیڈی ڈاکٹروں سے پوسٹ مارٹم نہ کروانے پر کوئی پابندی نہیں ہے اور لیڈی ڈاکٹر پوسٹ مارٹم کر سکتی ہیں۔ پوسٹ مارٹم کے لے اس شعبہ میں تجربہ اور ٹریننگ کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیڈی ڈاکٹروں کو اس شعبہ میں تعینات کیا جا رہا ہے۔ جوں جوں لیڈی ڈاکٹروں کی اس شعبہ میں کمی پوری ہو گی تو مقتولہ خواتین کا پوسٹ مارٹم لیڈی ڈاکٹرز کیا کریں گی۔

چار دیواری کی جگہ جنگلے لگانے کی تجویز

☆608- چودھری طالب حسین: کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ _____

(الف) الائیڈ ہسپتال فیصل آباد کی بیرونی چار دیواری کس سال مکمل ہوئی اور اس پر کتنی لاگت آئی۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ چار دیواری کو گرا کر اس کی جگہ لوہے کے جنگلے لگائے جا رہے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو چار دیواری (مذکورہ) کو گرا کر اس کی جگہ لوہے کے جنگلے لگانے کی ضرورت کیوں محسوس کی گئی اور اس سے کیا افادیت حاصل ہوئی۔

(ج) مذکورہ دوہرے اخراجات کا بوجھ پبلک خزانہ پر کیوں اور کس بناء پر اور کس کے حکم سے ڈالا گیا اور اس کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے؟

وزیر صحت (چودھری جعفر اقبال):

(الف) الائیڈ ہسپتال فیصل آباد کی بیرونی چار دیواری مورخہ 5-9-79 کو مکمل ہوئی اور اس پر مبلغ -/59,154 روپے لاگت آئی یہ دیوار منظور شدہ ڈیزائن تخصیص اور تفصیل سے بنائی گئی۔ جس کے لئے پراجیکٹ میں باقاعدہ پروٹوکول موجود تھی۔

(ب) جب الائیڈ ہسپتال میں علاج معالجہ کا کام شروع ہوا تو مریضاں کے لواحقین نے اپنی

سہولت کے لئے جگہ جگہ سے دیوار توڑ دی۔ کیونکہ اکبر آباد چوک کے گرد و نواح میں پرائیویٹ ہسپتال' میڈیکل سٹور' پرائیویٹ لیبارٹریاں' کلینک' ہوٹل' جنرل سٹور اور دیگر ضروریات زندگی کی مختلف دکانیں ہیں لوگوں کو مین گیٹ کے راستہ سے آنے میں زیادہ فاصلہ طے کرنا پڑتا تھا۔ لہٰذا فاصلہ اور وقت کی بچت کے لئے انہوں نے ہسپتال کی چار دیواری مختلف جگہوں سے گرا دی۔ ہسپتال کے عملہ نے توڑ پھوڑ کو روکنے کے لئے بے حد کوشش کی لیکن کامیابی نہ ہوئی آئے دن دیوار کے مرمت کرنے پر کافی رقم خرچ ہوتی تھی جگہ جگہ دیوار گرنے کی وجہ سے دیوار کی افادیت ختم ہو گئی تھی اور سیکیورٹی کا مسئلہ پیدا ہو گیا تھا۔ لہٰذا اس مشکل پر قابو پانے کے لئے فیصلہ کیا گیا کہ دیوار کی جگہ لوہے کا جنگلا لگا دیا جائے اس مقصد کے لئے سیکنڈ ریوائزڈ سکیم میں باقاعدہ پروسیجر کی گئی اور احکام مجاز یعنی ایگزیکٹو کمیٹی نیشنل اکنامک کونسل اسلام آباد سے منظوری حاصل کی گئی اور منظوری کے مطابق موقع پر کام کیا گیا اگر متذکرہ لیبارٹریاں' ہوٹل' کلینک وغیرہ مین گیٹ کے بالمقابل ہوتے تو لوگ چار دیواری نہ گراتے۔ لیکن اس جگہ پر سرکاری دفاتر تعمیر ہو گئے ہیں اور تمام دوکانیں ایک ہی طرف یعنی اکبر آباد چوک میں کھل گئی ہیں۔ لہٰذا تعمیر شدہ دیوار نہ بچائی جا سکی۔

(ج) اس مقصد کے لئے سیکنڈ ریوائزڈ سکیم میں باقاعدہ پروسیجر کی گئی اور احکام منصوبہ کی مجاز یعنی ایگزیکٹو کمیٹی نیشنل اکنامک کونسل اسلام آباد سے منظوری حاصل کی گئی اور منظوری کے مطابق موقع پر کام کیا گیا۔ وجوہات اوپر پیراگراف (ب) میں درج ہے۔

ڈسپنسری کے لئے سٹاف اور ادویات کی فراہمی

☆ 619- ملک مختار احمد: کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ____

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایم پی اے گرانٹ سے ڈسپنسری کیسیکی کی عمارت تعمیر ہو چکی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے ابھی تک متذکرہ ڈسپنسری میں سٹاف اور ادویات فراہم نہیں کیں۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس ڈسپنسری کو اپنی تحویل میں لے کر سٹاف اور ادویات دینے کو تیار ہے؟

وزیر صحت (چودھری جعفر اقبال):
(الف) یہ درست نہیں ہے۔ ایم پی اے گرانٹ سے ڈسپنسری کھیکی کی عمارت تعمیر نہیں ہوئی ہے اور کھیکی میں کوئی ڈسپنسری نہیں ہے۔
(ب) یہ درست نہیں ہے۔ جب کوئی ڈسپنسری حکومت نے ایم پی اے گرانٹ سے تعمیر ہی نہیں کی تو اس میں سٹاف اور ادویات فراہم کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔
(ج) اس کا جواب اوپر دیا جا چکا ہے۔

ہسپتالوں اور دیہی مراکز صحت کی تفصیل

☆ 622- ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ____
(الف) صوبہ میں کل کتنے تحصیل ہسپتال' بنیادی اور دیہی مرکز صحت ہیں اور کتنے تحصیل ہسپتالوں اور مراکز صحت میں بلڈ بینک ہیں۔
(ب) کیا متذکرہ بلڈ بینکوں میں بلڈ بیگز موجود ہیں جن میں خون رکھا جاتا ہے۔

وزیر صحت (چودھری جعفر اقبال):
(الف) صوبہ میں اس وقت 63 تحصیل ہسپتال' 281 دیہی مراکز صحت اور 2174 مراکز صحت ہیں۔ کسی بھی تحصیل ہسپتال اور مراکز صحت میں بلڈ بینک نہیں ہیں۔
(ب) اوپر جواب دیا گیا ہے۔ اس ضمن میں مزید التماس ہے کہ مرحلہ وار پروگرام کے تحت بلڈ بینک کا قیام عمل میں آئے گا۔

کالج آف کمیونٹی میڈیسن کے بجٹ خرچ کی تفصیل

☆ 632- جناب فرید احمد پراچہ: کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ____
(الف) کیا یہ درست ہے کہ کالج آف کمیونٹی میڈیسن قومی ملکیت ہے اور اس پر کتنا بجٹ خرچ آتا ہے۔
(ب) متذکرہ ادارے کو غیر ملکی اداروں سے کتنی امداد ملتی ہے اور اس کے تمام بجٹ کے تصرف کا کیا طریق کار ہے۔
(ج) متذکرہ ادارے میں مستقل اور کنٹریکٹ پر کام کرنے والے پروفیسر حضرات کی تعداد کیا ہے؟

(د) مذکورہ بالا ادارے کا پروفیسر مستقل پروفیسر حضرات میں سے ہے یا کنٹریکٹ ملازمین میں سے ہے اور کیا موجودہ پرنسپل ڈاکٹر نصیر احمد کی ڈگریاں اور تجربہ (تدریسی) پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل سے منظور شدہ ہیں اور اسی طرح باقی کنٹریکٹ آسامیوں پر تعینات شدہ ملازمین کی ڈگریاں اور تجربہ پی ایم ڈی سی سے منظور شدہ ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ اس کالج کے پوسٹ گریجویٹ ڈپلومہ ہاسپٹل ایڈمنسٹریشن کو پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل سے منظور کروایا گیا ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان فرمائی جائیں۔

(و) کیا کورس ہذا کے لئے کوئی تدریسی آسامیاں منظور کی گئی ہیں۔ یا فنڈز کو خورد برد کر کے کام چلایا جا رہا ہے۔

(ز) کیا کورس ہذا کے ساتھ ہاسپٹل منسلک ہے۔ جہاں طلبہ کو کوئی تجربہ دیا جا سکے اور کورس ہذا کے سربراہ کے پاس کوئی بھی اس سے متعلق تدریسی ڈگری یا تجربہ ہے۔

(ح) کیا یہ درست ہے کہ اس کالج کے فنڈز جو قوم کا سرمایہ ہیں کالج کے پرنسپل اور اس کے منظور نظر ڈاکٹروں کے بیرون ملک دوروں اور سیر و تفریح پر خرچ نہیں ہو رہے کیا حال ہی میں 29 ڈاکٹر (متعلقہ و غیر متعلقہ) 17 فروری 1991ء کو برطانیہ کے نام نہاد تعلیمی دورے پر قومی دولت کو لٹا کر تفریح کے بعد واپس آئے ہیں۔ مزید برآں ڈاکٹر نصیر اختر ابھی تک واپس نہیں آئے۔

(ط) کیا اتنی اہمیت کے حامل کالج کا سربراہ حکومت کی مرضی سے یا مرضی کے بغیر ملک سے باہر ہے اور ایک ایسوسی ایٹ پروفیسر کو پرنسپل کا چارج کیسے دے دیا گیا۔

(ظ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس کالج کے تدریسی تنزل پر اپنے کردار کی روشنی ڈالے گی اور مزید برآں اس سے قبل پرنسپل صاحبان کی بے قاعدگیاں اور فنڈز میں خورد برد میں حکومت کا کردار کیا ہے؟

وزیر صحت (چودھری جعفر اقبال):

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ یہ کالج قومی ملکیت ہے۔ اس سال یعنی 91-1990ء کا بجٹ مبلغ =/10942140 روپے ہے۔

(ب) اس ادارے کو W.H.O سے سالانہ امداد ملتی ہے۔ جس کو مندرجہ ذیل مدوں میں خرچ

کیا جاتا ہے۔

		ALLOTTED U.S	NET BALANCE
A. CONSULTANTS	غیر ملکی محقق	8767	0
B. SUPPLY	مشینری وغیرہ	35564	1
E. FELLOW SHIP		65000	40
D. PARTICI PANTS	غیر ملکی تعلیم وغیرہ حصہ دار	20669	15669
	TOTAL:	1,30,000	15,710

(ج) اس ادارے میں حکومت سے منظور شدہ 9 مستقل آسامیاں پروفیسر صاحبان کی ہیں جن میں سے اس وقت تین پروفیسر صاحبان مستقل طور پر کام کر رہے ہیں۔ جن کے نام یہ ہیں۔

1- پروفیسر ڈاکٹر ایم اے صوفی (پرنسپل)

2- پروفیسر شہادت خاں

3- پروفیسر آئی اے نوید

(د) اس ادارے کا موجودہ پرنسپل ڈاکٹر ایم اے صوفی ہے۔ جو کہ مستقل پروفیسر حضرات میں سے ہے۔ اس سے پہلے ڈاکٹر نصیر اختر پرنسپل تھے جن کا کنٹریکٹ پہلے ہی ختم کر دیا گیا ہے اور ان کی ڈگری (M.B.B.S) منظور شدہ ہے۔

(ہ) ہاسپٹل ایڈمنسٹریشن ڈپلومہ کی منظوری ابھی پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل کے زیر غور ہے جس کو منظور کروانے کی کوششیں جاری ہیں۔

(و) ہاسپٹل ایڈمنسٹریشن کورس کے لئے کوئی نئی تدریسی آسامی ابھی منظور نہیں ہوئی۔ البتہ باقی سٹاف جو کہ موجودہ ہے اس کے ذریعے کام چلایا جا رہا ہے۔

(ز) ہاسپٹل ایڈمنسٹریشن کورس کے ساتھ کوئی بھی ہسپتال منسلک نہیں ہے اور کالج کے موجودہ پرنسپل ڈاکٹر اے صوفی کے پاس تدریسی ڈگری ہے۔

(ح) 29 ڈاکٹر صاحبان 17 فروری 1991ء کو برطانیہ کے دورے پر گئے تھے۔ جس کے تمام تر اخراجات W.H.O نے برداشت کئے اور اس سلسلے میں اخراجات برداشت کرنے کے حسابات W.H.O کے پاس ہیں۔ کالج منسلک ہے۔

(ط) کالج ہذا کا پرنسپل ملک سے باہر نہ ہے اور نہ ہی کوئی سربراہ حکومت کے اجازت نامہ کے بغیر ملک سے باہر جا سکتا ہے اور آج کل پروفیسر ڈاکٹر ایم اے صوفی کالج کے پرنسپل ہیں۔

(ظ) یہ درست نہ ہے کالج میں تدریسی کام احسن طریق سے جاری ہے اور محکمہ صحت کے علم میں کوئی بے قاعدگی اور خورد برد کی رپورٹ زیر غور نہ ہے۔

ڈرگ انسپکٹروں کی سالانہ کارکردگی

☆ 700- جناب ارشاد حسین سیٹھی: کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ _____

(الف) مارچ 1990ء سے فروری 1991ء تک غیر معیاری / جعلی ادویات پکڑنے کے سلسلے میں ہر ڈرگ انسپکٹر کی ضلع وار کارکردگی کی تفصیل مہیا کی جائے۔

(ب) اس مدت میں ڈرگز ایکٹ کی کتنی خلاف ورزیوں کا سراغ لگایا گیا۔ کتنے بغیر لائسنس میڈیکل سٹورز کے خلاف مقدمات درج ہوئے۔

(ج) ایک سال میں کل کتنے نمونے حاصل کئے گئے ان میں سے کتنے جعلی غیر معیاری پائے گئے۔

(د) صوبائی کوالٹی کنٹرول بورڈ محکمہ صحت نے ایک سال کے دوران بنائے گئے کیسوں میں سے کتنے پر کارروائی کی کتنے چالان ڈرگ کورٹ میں بھیجے گئے اور کتنے کیس معرض التواء میں پڑے ہیں۔

وزیر صحت (چودھری جعفر اقبال):

(الف) مارچ 1990ء سے فروری 1991ء تک غیر معیاری / جعلی ادویات پکڑنے کے سلسلہ میں ہر ڈرگ انسپکٹر کی کارکردگی "ANNEXUR" "M." پر ہے۔

(ب) اس مدت میں 1313 خلاف ورزیوں کا سراغ لگایا گیا اور 439 بغیر لائسنس کے میڈیکل سٹوروں کے خلاف مقدمات درج ہوئے۔

(ج) ایک سال میں کل 5518 نمونہ جات حاصل کئے گئے۔ جن میں سے 36 جعلی اور 414 غیر معیاری پائے گئے۔

(د) صوبائی کوالٹی کنٹرول بورڈ محکمہ صحت نے ایک سال کے دوران 1313 بنائے گئے کیسوں میں سے 690 پر کارروائی کی اور 385 کیس ڈرگ کورٹ میں بھیجے اور 623 کیس معرض التواء میں پڑے ہیں۔

ANNEXURE 'M

DISTRICT WISE PERFORMANCE OF THE DRUG INSPECTROS

FOR THE PERIOD FROM MARCH,1990 TO FEBRUARY'1991.

S.NO	NAME OF THE DRUG INSPECTOR.	SPURIOUS	SUB-STANDARD
1.	Divisional Drug Inspector, Lahore Division, Lahore.	-	26
2.	Lahore District, Lahore.	4	06
3.	Lahore City.	8	11
4.	Lahore Divn: (Industries)	4	07
5.	Kasur District, Kasur.	-	04
6.	Okara District, Okara.	-	03
7.	Sheikhupura District, Sheikhupura.	5	113
	GUJRANWALA DIVISION.		
8.	Divisional Drug Inspector, Gujranwala Divn:	-	11
9.	Gujranwala District, G.Wala.	-	22
10.	Sialkot District, Sialkot.	2	21
11.	Gujrat District, Gujrat.	-	11
		23	235
	RAWALPINDI DIVISION.		
12.	Divisional Drug Inspector, Rawalpindi.	-	-
13.	Rawalpindi District, Rawalpindi.	0	15
14.	Jhelum District, Jhelum.	1	02
15.	Attock District, Attock.	0	07
16.	Chakwal.	0	09
	SARGODHA DIVISION, SARGODHA.		
17.	Divisional Drug Inspector, Sargodha.	-	03
18.	Sargodha District, Sargodha.	-	16
19.	Khushab District, Khushab.	-	02
20.	Mianwali District, Mianwali.	-	13

DISTRICT WISE PERFORMANCE OF THE DRUG INSPECTROS

FOR THE PERIOD FROM MARCH,1990 TO

FEBRUARY'1991.

S.NO	NAME OF THE DRUG INSPECTOR.	SPURIOUS	SUB-STANDARD
21.	Bhakker District, Bhakkar	-	04
	FAISALABAD DIVISION, FAISALABAD.		
22.	Faisalabad Division, Faisalabad.	-	01
23.	Faisalabad District, Faisalabad.	0	07
24.	Jhang District, Jhang.	1	02
25.	Toba Tek Singh.	0	07
		25	323
	MULTAN DIVISION		
26.	Divisional Drug Inspector, Multan District, Multan.	-	03
27.	Multan District, Multan.	03	22
28.	Vehari District, Vehari.	03	06
29.	Sahiwal District, Sahiwal.	01	07
30.	Khanewal District, Khanewal.	-	05
	BAHAWALPUR DIVISION, BAHAWALPUR.		
31.	Bahawalpur Division, Bahawalpur.	-	-
32.	Bahawalpur District, Bahawalpur.	01	04
33.	Bahawalnager District, B.Nagar.	01	13
34.	Rahim Yar Khan District, R.Y.Khan.	-	14
	D.G.KHAN DIVISION		
35.	D.G.Khan Division, D.G.Khan.	-	-
36.	D.G.Khan District, D.G.Khan.	0	01
37.	Muzaffergarh District, Muzaffergarh.	0	07
38.	Layyah District, Layyah.	2	08
39.	Rajanpur District, Rajanpur.	0	01
		36	414

دیہی مرکز صحت کے قیام کے لئے اقدام

☆ 730- چودھری نوازش علی چیمہ: کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ _____

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت کی پالیسی کے مطابق ہر تھانہ مرکز میں ایک دیہی مرکز صحت قائم کیا جائے گا۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ علی پور چٹھہ تحصیل وزیر آباد میں ایک دیہی مرکز صحت کام کر رہا ہے جو کہ ٹاؤن کمیٹی کی حدود میں آ چکا ہے۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ جاکے چٹھہ مرکز کا آفس بھی ہے اور اس جگہ کوئی دیہی مرکز صحت نہیں ہے جس کی وجہ سے علاقہ کے عوام کو سخت دشواری کا سامنا ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت جاکے چٹھہ میں بھی دیہی مرکز صحت قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔

وزیر صحت (چودھری جعفر اقبال):

(الف) جی ہاں!

(ب) جی ہاں!

(ج) جی ہاں! یہ بھی درست ہے کہ اس جگہ کوئی مرکز صحت نہیں ہے۔ البتہ یہاں سے ڈیڑھ کلومیٹر سے لے کر اڑھائی کلومیٹر تک چاروں اطراف میں بنیادی مراکز صحت موجود ہیں دس کلو میٹر کے فاصلہ پر دیہی مرکز صحت علی پور چٹھہ ہے۔ ان مراکز سے اہالیان جاکے چٹھہ صحت کی بنیادی سہولیات سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

(د) حکومت ہر مرکز میں دیہی مرکز صحت تعمیر کرنے کی پالیسی پر گامزن ہے اور جن مراکز میں ابھی تک ایسا نہیں ہوا وہاں ایک مرحلہ وار پروگرام کے تحت مراکز صحت قائم کرے گی۔

مچھروں کے خاتمے کے لئے سپرے

☆ 731- چودھری نوازش علی چیمہ: کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ _____

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت کی طرف سے ہر سال صوبہ میں مکھی مچھروں کے خاتمہ کے لئے سپرے کیا جاتا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اب یہ سلسلہ ختم کر دیا گیا ہے جس کی وجہ سے مکھی مچھروں

کی بہت بہتات ہے جس کی وجہ سے کئی امراض جنم لیتی ہیں۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت دوبارہ یہ پروگرام شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر صحت (چودھری جعفر اقبال):

(الف) محکمہ صحت صرف دیہی علاقہ جات میں ملیریا کے خاتمہ کے لئے سال میں ایک بار (جولائی، اگست، ستمبر) سپرے کرواتا ہے۔ لیکن اس سے پیشتر سپرے کے لئے باقاعدہ منصوبہ بندی کی جاتی ہے اور ہر سال صرف وہی دیہات منتخب کئے جاتے ہیں۔ جن میں ملیریا کے مریضوں کی ایک خاص تعداد موجود ہے۔

شہری علاقوں میں مقامی کارپوریشن کمیٹیاں صحت، صفائی، مچھر اور مکھی کو ختم کرنے کے لئے اقدامات کرتی ہیں جبکہ محکمہ صحت کا شہری علاقوں میں ان مقاصد کے لئے کوئی عملہ نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی بجٹ مخصوص ہوتا ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ محکمہ صحت منصوبہ کے تحت دیہی علاقہ جات میں سپرے کروا رہا ہے۔

(ج) مذکورہ بالا اقدامات حکومت اور منتخب اداروں کی طے شدہ پالیسی کے مطابق عمل میں لائے جاتے ہیں۔ حکومت کی طرف سے جاری کردہ کسی بھی نئی پالیسی پر عملدرآمد کیا جائے گا۔

ادویات کی فراہمی میں فراڈ کی روک تھام

☆ 738- ملک اقبال احمد خاں لنگڑیال : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ——

کیا یہ درست ہے کہ ہیلتھ سنٹروں کو فراہم کی جانے والی ادویات مریضوں کے پاس پہنچنے سے پہلے فروخت کر دی جاتی ہیں۔ اگر ایسا ہے تو اس کی روک تھام کے لئے حکومت کیا اقدام کر رہی ہے۔

وزیر صحت (چودھری جعفر اقبال):

یہ درست نہیں ہے کہ ہیلتھ سنٹروں کو فراہم کی جانے والی ادویات مریضوں کے

پاس پہنچنے سے پہلے فروخت کر دی جاتی ہیں۔ اگر کوئی ایسا واقعہ ہوتا ہے تو اس کے خلاف قانونی کارروائی کی جاتی ہے۔

ہسپتالوں کو ادویات کی فراہمی کی تفصیل

☆ 759- ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ _____

(الف) سال 89-1988ء سے 91-1990ء تک محکمہ صحت نے ملتان ڈویژن میں ڈسپنسریوں اور ہسپتالوں میں دوائیوں کے لئے کتنی رقم مختص کی تھی ان کی تفصیل ضلع وار ہسپتال وار اور ڈسپنسری وار الگ الگ دی جائے۔

(ب) مختص شدہ رقم میں سے کتنی قسم کی ادویات خریدی گئیں اور ان کی ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں تقسیم کا طریقہ کار کیا تھا۔

(ج) کیا جو ادویات ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں فراہم کی گئی تھیں وہ ان کی ضروریات کے مطابق تھیں۔

وزیر صحت (چودھری جعفر اقبال):

(الف) تفصیلی گوشوارہ لف ہذا ہے۔

(ب) مختص شدہ رقم سے جتنی قسم کی ادویات خرید کی گئیں ان کی تفصیل لف ہذا ہے۔ میڈیکل سٹور ڈپو لاہور اور لوکل پرچیز سے جتنی بھی ادویات مہیا ہوئیں ان کو ہر ہسپتال اور ہر ڈسپنسری میں برابری کی بنیاد پر تقسیم کیا گیا۔ ان جگہوں پر جہاں ضرورت زیادہ ہوتی ہے مناسب ادویات مہیا کی جاتی ہیں۔

(ج) حکومت پوری پوری کوشش کر رہی ہے کہ اپنے محدود وسائل میں سے مریضوں کو زیادہ سے زیادہ ادویات مہیا کرے۔

نمبر شمار	دفاتر	ادارہ	رقم جو مختص کی گئی		
			سال 89-1988ء	90-1989ء	91-1990ء
1-	ضلعی افسر صحت ملتان	ہر ہسپتال	187040	166133-00	1,00,000
		ہر ڈسپنسری	38617	28532-00	23,940
2-	میڈیکل سپرنٹنڈنٹ	سول ہسپتال ملتان	1042340	724180	6,53,000

	سول ہسپتال ملتان	بشمول وحدت کالونی ڈسپنسری ملتان پولیس ہسپتال ملتان	(پولیس ہسپتال ملتان) اور وحدت کالونی' ڈسپنسری ملتان کو حسب ضرورت ادویات فراہم کی جاتی ہیں		
3-	ضلعی آفیسر خانیوال	ہر ہسپتال	88079	160176	134862
		ہر ڈسپنسری	13271	20560	212333
4-	ضلعی آفیسر صحت ساہیوال	ہر ہسپتال	110,000	300,000	99000
5-	میڈیکل سپرنٹنڈنٹ ضلعی ہسپتال ساہیوال	ضلعی صدر ہسپتال ساہیوال بشمول پولیس	899950	655000	383650
6-	ضلعی افسر صحت وہاڑی	ہر ہسپتال	289892	257745	193,000
		ہر ڈسپنسری	33884	20858	24843
7-	میڈیکل سپرنٹنڈنٹ ضلعی ہسپتال وہاڑی	ضلعی صدر ہسپتال وہاڑی	340675	324200	336000

(ب) مختص شدہ رقم سے عام استعمال کی مندرجہ ذیل ادویات خرید کی گئیں۔

1- اینٹی بایوٹک
2- اینٹی پائیریک / اینلجیکس
3- اینٹی الرجک / اینٹی ہسٹامنیک
4- اینٹی سپانو
5- اینٹی ملیریا
6- اینٹی روبیلک
7- اینٹی ڈائریسل
8- اینٹی ٹوبر کلوسس
9- اینٹی ایک
10- اینٹی ڈیابا بیٹک
11- اینٹی اعلتھمیٹک
12- اینٹی ٹربو پگال
13- اینٹی بیٹک
14- اینٹی ایمو بیک
15- سعانا مائیڈ
16- وٹامن / منرلز

تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کے قیام کے لئے اقدام

☆ 778- ملک احمد علی اولکھ: کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ _____

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کروڑ لعل عیسن ضلع لیہ کو سب ڈویژن کا درجہ حاصل ہونے کے

آٹھ سال بعد بھی وہاں تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کی عمارت کی تعمیر شروع نہیں ہوئی اور محکمہ کی عدم دلچسپی کی وجہ سے تاخیر کا شکار ہوئی ہے۔

(ب) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ سب ڈویژن میں تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کی عمارت تعمیر کرانے کو تیار ہے تو کب اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔

وزیر صحت (چودھری جعفر اقبال):

(الف) محکمہ صحت تحصیل ہیڈ کوارٹرز کی تعمیر میں پوری دلچسپی لے رہا ہے مگر عدم دستیابی اراضی کی وجہ سے فوری طور پر ہسپتال کی منصوبہ بندی نہ کی جا سکی۔ اب سال 1990ء میں اراضی حاصل ہو گئی ہے۔ سکیم محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کو برائے منظوری بھجوائی جا چکی ہے۔

(ب) جی ہاں! جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے ہسپتال کی تعمیر کے لئے سکیم تیار کر کے منظوری کے لئے محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کو بھجوائی جا چکی ہے۔

بنیادی مراکز صحت میں پانی، بجلی کی سہولتیں مہیا کرنا

☆ 779- **ملک احمد علی اولکھ**: کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ _____
تحصیل کروڑ کے کتنے بنیادی مراکز صحت میں پانی اور بجلی کی سہولت مہیا نہیں ہے؟

وزیر صحت (چودھری جعفر اقبال): اس وقت تحصیل کروڑ میں گیارہ (11) بنیادی مراکز صحت کام کر رہے ہیں ان میں سے صرف تین میں بجلی کی سہولت نہیں ہے۔ پانی کے لئے ان تین مراکز میں ہینڈ پمپ لگے ہوئے ہیں۔ مذکورہ بالا مراکز میں بجلی کے لئے ڈیمانڈ نوٹس (Demand Notice) موصول ہونے پر رقم کی ادائیگی کی جا چکی ہے۔ مگر ریٹ بڑھ جانے کی وجہ سے واپڈا مزید رقم کا مطالبہ کر رہا ہے۔ جس کی ادائیگی کا بندوبست کیا جا رہا ہے۔

سٹریس ٹیسٹ کرنے والی ٹریڈمل مشین درست کروانا

☆ 806- **جناب لیاقت علی خاں**: کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ _____
(الف) صوبہ کے کس کس ہسپتال کے شعبہ امراض دل میں سٹریس ٹیسٹ کرنے والی ٹریڈمل

مشین موجود ہے اور ان میں سے کس کس ہسپتال کی مشین کب سے خراب ہے؟
(ب) کیا حکومت ایسی خراب مشینیں درست کرانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صحت (چودھری جعفر اقبال):

(الف) پنجاب کے مندرجہ ذیل ہسپتالوں میں سٹریس ٹیسٹ مشینیں موجود ہیں اور کام کر رہی ہیں۔

1- سر گنگا رام ہسپتال لاہور
2- میو ہسپتال لاہور
3- بی۔ وی ہسپتال بہاولپور
4- الائیڈ ہسپتال فیصل آباد
5- نشتر ہسپتال ملتان۔ اس ہسپتال کی موجودہ مشین خاصی پرانی ہے۔ اس لئے کبھی کبھی اس میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔ جسے مقامی طور پر درست کرا لیا جاتا ہے۔ مزید برآں حال ہی میں محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات نے نشتر ہسپتال کے لئے ایک سکیم کی منظوری دی ہے جس میں ایک نئی سٹریس ٹیسٹ مشین کی خریداری شامل ہے۔
6- سروسز ہسپتال لاہور۔ اس ہسپتال کی مشین چند ماہ سے خراب ہے۔ اس کی مرمت کا تخمینہ تیار کر لیا گیا ہے اور ضروری مرمت کے لئے رقم مہیا کر دی جائے گی۔

(ب) جی ہاں! تفصیل جز الف کے تحت بیان کر دی گئی ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ہسپتال کے سالانہ فنڈز کے خرچ کی تفصیل

45- میاں محمود احمد: کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ _____

(الف) میو ہسپتال کی ایڈمنسٹریشن میں کتنا عملہ ہے ان کے نام عہدے گریڈ اور ذمہ داریاں کیا کیا ہیں۔

(ب) میو ہسپتال کو سالانہ کتنے فنڈز ملتے ہیں اور کہاں کہاں خرچ ہوتے ہیں۔ گزشتہ تین سالوں کی آمدنی' خرچ کی پوری تفصیل مہیا کی جائے۔ نیز تین سالوں کی آڈٹ رپورٹ کی

نقل بھی پیش کی جائے۔

وزیر صحت (چودھری جعفر اقبال):

(الف) میو ہسپتال کی ایڈمنسٹریشن میں عہدیدار کے نام بمعہ عہدہ گریڈ اور ان کے فرائض کی تفصیل مہیا کی جا رہی ہے جو کہ علیحدہ لسٹ میں درج ہے اور ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) میو ہسپتال کے سالانہ تخمینہ برائے سال 88-1987ء- 89-1988ء اور سال 90-1989ء میں جو ہسپتال کو فنڈز مہیا کئے گئے اور ان سالوں کے اخراجات کی تفصیل مہیا کی گئی ہے۔ سال کی آڈٹ رپورٹ سال 87-1985 اور سال 89-1987ء کی نقول مہیا کی جا رہی ہیں جو ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

میو ہسپتال لاہور میں سالانہ فنڈز کے اخراجات کی تفصیل

سال	سالانہ فنڈ	سالانہ اخراجات
88-1987ء	11,21,66,070/- روپے	11,13,10,785/- روپے
89-1988ء	11,86,02,920/- روپے	11,12,75,730/- روپے
90-1989ء	11,91,43,130/- روپے	11,54,52,660/- روپے
91-1990ء	12,81,02,110/- روپے	اخراجات جاری ہیں

مینٹل ہسپتال کے سالانہ بجٹ کے خرچ کی تفصیل

46- **میاں محمود احمد:** کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ____

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مینٹل ہسپتال حکومت کی جانب سے مختص سالانہ بجٹ کے علاوہ دوسرے ادارے بھی اسے فنڈز مہیا کرتے ہیں۔

(ب) اگر ایسا ہے تو 1988ء سے لے کر اب تک مینٹل ہسپتال کے پاس کتنے فنڈز/بجٹ تھا اس کو کہاں کہاں خرچ کیا گیا اور اس کا آڈٹ ہوا۔ اگر ہوا ہے تو رپورٹ ایوان میں پیش کریں۔ اگر نہیں ہوا تو اس کی وجہ اور آئندہ سال کتنا بجٹ مختص کیا گیا ہے اور کہاں کہاں خرچ ہو گا۔

وزیر صحت (چودھری جعفر اقبال):

(الف) ہاں زکوٰۃ فنڈ سے فنڈز ملتے ہیں۔ جسے محکمہ سوشل ویلفیئر خرچ کرتا ہے۔

مالی سال	قسم	بجٹ	خرچ
1988-89ء	تنخواہ افسران	21,00000/-	21,23,985/-
	تنخواہ ملازمین	71,99,390/-	70,20,717/-
	مستقل مراعات	50,25,050/-	45,68,510/-
	دیگر مراعات	270000/-	25,1,776/-
	متفرق بجٹ	15,41,8,000/-	13442443/-

(متفرق بجٹ 15,41,8,000 میں سے ادویات کا بجٹ 67080009 اور خوراک کا بجٹ -/3750000 ہے)

1989-90ء	تنخواہ افسران	2093760/-	2154108/-
	تنخواہ ملازمین	7429800/-	7603942/-
	مستقل مراعات	4850000/-	5103260/-
	دیگر مراعات	800510/-	608410/-
	متفرق بجٹ	18500000/-	16974783/-
	دیگر بجٹ	245410/-	272333/-

(متفرق بجٹ 18500000 میں سے 8941000 ادویات کا اور 4125000 خوراک کا بجٹ تھا)

1990-91ء	تنخواہ افسران	1995400/-	1297919/-
	تنخواہ ملازمین	7181620/-	4810853/-
	مستقل الاؤنس	5101420/-	4148605/-
	دیگر الاؤنس	62100/-	149216/-
	دیگر بجٹ	225000/-	214186/-

متفرق بجٹ -/18171000 -/7963900 (اس میں سے ادویات -/9063000' خوراک -/40,00,000) ہسپتال ہذا کا آڈٹ 30 جون 1990ء تک ہو چکا ہے۔ جس کی رپورٹ کی فوٹو سٹیٹ کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

نجی پریکٹس کرنے والے ڈاکٹروں کے خلاف کارروائی

75- ڈاکٹر ممتاز علی چودھری: کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ____

(الف) نجی پریکٹس کرنے والے اور نان پریکٹسنگ الاؤنس حاصل کرنے والے ڈاکٹروں کے نام کیا ہیں اور سالانہ الاؤنس کی کل کتنی رقم حاصل کی ہے۔ ضلع وار تفصیلات فراہم کی جائیں۔

(ب) کیا حکومت نے ایسے ڈاکٹروں کے خلاف کوئی محکمانہ کارروائی کی ہے۔

(ج) میڈیکل آفیسرز گھریلو کام کاج کے لئے کتنے سرکاری ملازمین رکھنے کے مجاز ہیں۔ معزز ایوان کو مطلع فرمایا جائے۔

وزیر صحت (چودھری جعفر اقبال):

(الف) جو ڈاکٹر صاحبان ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز ہسپتال اور تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال میں کام کرتے ہیں۔ ان کو نجی پریکٹس کرنے کی اجازت ہے کیونکہ ان کو NPA نہیں ملتا جو ڈاکٹر صاحبان دیہی مرکز صحت اور بنیادی مرکز صحت میں کام کرتے ہیں ان کو پریکٹس کی اجازت اسی شرط پر ہے کہ وہ نان پریکٹس الاؤنس نہ لیں تاہم اگر کوئی ڈاکٹر قواعد کی خلاف ورزی کر کے NPA وصول کرے تو اس کے خلاف محکمانہ کارروائی کی جاتی ہے۔ جن پوسٹوں پر پرائیویٹ پریکٹس کی اجازت ہے ان کی لسٹ لف ہے۔ ان ڈاکٹروں کو NPA نہیں دیا جاتا۔

(ب) اب تک تقریباً آٹھ (8) ڈاکٹروں کی شکایت موصول ہوئی ہیں ان کے خلاف محکمانہ کارروائی کی جا رہی ہے۔

(ج) کوئی میڈیکل آفیسر گھریلو کام کاج کے لئے کسی بھی سرکاری ملازم کو رکھنے کا مجاز نہیں ہے۔

TO BE SUBSTITUTED FOR THE ORDERS BEARING SAME NUMBER AND DATE

NO. SO (H&D) 16/113 - 69 (PROV)
GOVERNMENT OF THE PUNJAB
HEALTH DEPARTMENT

Dated Lahore, the 4th Feb, 1975

ORDER

The Government of the punjab is pleased to accord sanction for categorization of the post of the Doctors in the Health Department as per Annexure 'A' (Pages B - 4). This categorization will take effect from 1.10. 1974.

The Governor of the Punjab is further pleased to waive of over payment drawn by the Doctors on account of Non - Practising. Allowance during the period from 1.9.1973 to 30.9.1974 in supersession of Finance Department letter No. 90 (SR) IV/1823-7 dated 16.10.1974 and letter No, 30 (SR) IV/9-20/74, dated 23-11-1974

(DR. MOHD IJAZ UL HASSAN)
SECRETARY TO GOVT. OF THE PUNJAB
HEALTH DEPARTMENT.

Endst .No. SO (H&D) 16-113-69 (Provisonal) Dated Lahore, the 4th Feb, 1975.

A copy is forwarded to the Accountant Genaral Punjab, Lahore for information and necessary action.

SECTION OFFICER (SR-IV)
FINANCE DEPARTMENT.

Dated. No.SO (H&D) 16/113-69 (Provisonal), Dated Lahore, the 4th Feb, 1975.

A copy is Forwarded for information and neccessary action to the :-

1. Section Officer (SR.IV), Govt. of the Punjab Finance Department with reference be his U.O.No. 30 (SR) IV 15, dated 4th February, 1975.
2. Budget Officers I & III, Govt. of the Punjab, Finance Department.
3. Director Health Services Punjab, Lahore with 5 Spare copies.
4. All Deputy Directors, Health Service, Punjab.
5. Dean Institute, Hygon & Preventive Medicines, Lahore.
6. Dean of Post Graduate to Medical Institution, Lahore.
7. All Principels/Administrators of Medical Colleges including Fatima Jinnah Medical College, Lahore.
8. All Medical Supdts teaching and Special Hospital Sir Gunga Ram Hospital. and Gulab Davi Hospital Lahore.
9. All Section Officers and Budget & Accounts Officer, Health Department.
10. All District Accounts Officers.

(DR. A.H. BANDAY)
DEPUTY SECRETARY (M&B)
HEALTH DEPARTMENT.

ANNEXURE 'A'

GOVERNMENT OF THE PUNJAB
HEALTH DEPARTMENT.

I. POSTS THE INCUMBENTS OF WHICH ARE ALLOWED PRIVATE PRACTICE AND NON-PRICTICING ALLOWNCE WOULD NOT BE ADMISSIBLE,

(A) **Posts in N.P.S. 17.**

1. Medical Officers, Women Medical Officers, Dental Surgeons in Tehsil Hospitals.

2. Dental Surgeons in District Headquarters Hospitals and teaching hospitals including Demontmorency College of Dentistry, Lahore.

3. Dental Demonstrators in Nishtar Medical College, Multan and DeMontmorency College of Dentistry, Lahore.

4. Medical Officers, Assistant Medical Officers in Departmental Hospitals/dispensaries which are open to public.

5. Women Medical Officers in Fatima Jinnah Hospital, Multan and J.F. Hospital Bahawalpur.

6. Radiotherapist, Radiologist and Assistant Radiologist.

7. Medical Officers working with Surgeon Medico-legal.

(B) **Posts in N.P.S. 18**

1. Medical Superintendants of District Headquarters Hospitals, Civil Hospital, Multan and Service Hospital,

Lahore, Thal Hospital Bhakkar, Civil Hospital Gojra and Civil Hospital Murree (Seasonal), Lady Aitcheson Hospital, Mental Hospital. Specialists in Distt: Headquarters Hospital, Teaching Hospital.

2. Assistant Professors of Medical Colleges and de'Montmorency College of Dentistry, Lahore (Except those in two subjects of Anotomy, Physiology, Pharmacology, Pathology, Preventive Medicine and Forensic Medicine.

(C) **Posts in N.P.S. 19.**

1. Professors, of Medical Colleges and de'Montmorency College of Dentistry, (Except those in the subjects of Anatomy, Physiology, Pharmacology, Pathology, Preventive Medicine and Forensic Medicine)

2. Specialists in Services Hospital and teaching hospitals.

II. POSTS, THE INCUMBENTS OF WHICH MAY BE ALLOWED PRIVATE PRACTICE OTHERWISE NON PRACTICING ALLOWANCE WOULD BE ADMISSIBLE.

(A) **Posts in N.P.S. 17.**

1. Demonstrators in the Institute of Hygiene and Preventive Medicines.
2. Demonstrators in Medical Colleges.
3. Officers on Special Duty.
4. Lecturers in the Health Technicians Training Institutes.
5. Assistant Chemical Eaminers.
6. T.B. Officer: Medical Officers and Women Medical Officers in T.B. Hospital, Sargodha T.B. Sanaterium Samli.
7. Medical Officers and Women Medical Officers of District Headquarter Hospitals.
8. Medical Officers/Women Medical officers posted at or incharge of Primary Health Centres. Rural Health Centres/Clinical Mobile Vans/Mental Hospital School Health Unit/Rural Dispensaries/Hospitals, Unit attached or located in teaching institutions (other than medical

institutions) or meant for officials of Police Defence, Irrigation (not open to public).
9. Medical Officer, Incharge TB Wards in District Headquarters Hospitals and T.B. Clinics.
10. Technical Section Officers in the Health Department.
11. Lectururs, Para-Medical School, Bahawalpur.
12. Medical Officers on General duty.
13. Medical Officers working in Outpatient Departments of Teaching Hospitals.
14. Anaesthetits and Assistant Anaesthtits.
15. Medical Officers, Government House Dispensary.
16. M.O.'s + W.M.O in BNU's N.S.F. 1.7.83 vide 8.0 (H+B) 16-113/69 P(00) dated 25.5.85 Medical Officers (----) vide 9.0 (H+B) 18-113/69 (Prove) 17-6-88 dated 26-5-1985.

(B) **Posts in N.P.S. 18.**

1. Assistant Professors ----Institute of Hygiene and Preventive Medicines, Lahore.
2. Assistant Professors of Medical Colleges including Dental Section, Nishtar Medical College-Multan and Demontmorency College of Dentistry in the subjects of Anatomy, Physiology, Pharamcology, Pathalogy Preventive Medicine and Forensic Medicines)
3. Officers on Special Duty.
4. Duputy Secretary (Mechanical) Health Department.
5. Medical Superientendents, Government Syed Mohammad Hussain TB Sanatorium, Samli and TB Hospital Sargodha.
6. Provincial Blood Trausfusion Officers.

(C) **Posts in N.P.S. 19.**

1. Dean and Professors in the Institute of Hygiene and Preventive Medicines, Lahore.
2. Professors of Medical Colleges and Demontmorancy College of Dentistry in the subjects of Anatomy, Physiology, Phamacology, Pathalogy, Preventive Medicines and Forensic Medicine).
3. Joint Secretaries in the Health Departments.

(D) **Posts in N.P.S. 20.**

Secretary Health.

III. POSTS THE INCUMBENTS OF WHICH ARE NOT ALLOWED PRIVATE PRACTICS:

(A) Posts in N.P.S. 17.

1. Registrars.
2. Superintendent Dispensary.
3. Residental Medical Officers.
4. Deputy Medical Superintendent and Assistant Medical Superintendents
5. Medical Officers TB Control Project and R.C.G. Teams.
6. Medical Officers Lahore Medical Officers, working in Teaching Hospital.
7. Casualty Medical Officers in Teaching Hospitals.
8. Blood Transfusion Officers, Assistant/Senior/Junior Blood Transfusion Officers, Directors Blood Banks and Medical Officer: Incharge, Blood Bank and Assistant Blood Bank Officers.
9. Assistant Director (Medical) Civil Defence.
10. Anti Malaria Officers.
11. Divisional Blood Transfusion Officers/Assistant Blood Transfusion Officrs.
12. Assistant District Health Officers.
13. Medical Officers of the Units meant for officials of Rangers, Jails Department (not opened to public)

(B) Posts in N.P.S. 18.

1. Surgeon Medical Legal, Punjab, Lahore.
2. Anti-Malaria Officers.
3. Chemical Examinor, Government of the Punjab, Lahore.
4. Administrative Officer, Government Mental Hospital, Lahore.
5. Medical Superintendent, Lahore General Hospital, Lahore.
6. Assistant Directors of Health Services.
7. Incharge Public Health Nursing School and Principal, P.H.N. School.
8. Inspectrors Health Services, Directorate of Health.
9. District Health Officers/Additional District Health Officers.
10. Officer Incharge, Govt. Medical Store Depot, Lahore.

11. Manager, Government Stores Depot, Lahore.
12. Principal, Para Medical School, Bahawalpur.
13. Senior Registrars in Teaching
14. Medical Superientendents, Lady Willington Hospital.
15. District T.B. Control Officers.
16. Provincial BCG & T.B Control Officers.
17. Provincial Smallpox Eradication Officer.

(C) **Posts in N.P.S. 19.**

1. Dean Deputy Dean, Institute of Postgraduate Medicines, Lahore.
2. Deputy Directors of Health Services.
3. Medical Superitendents Teaching Hospitals (Mays, Nashter, B.V.)
4. Director, Blood Transfusion Services.

(D) **Posts in N.P.S. 20.**

Director, Health Services.

NOTE

1. Whenever word teaching hospitals has been used, it would denote All Hospitals attached with Medical Colleges. At present those are:-

(i) Mayo Hospital Lahore
(ii) Lady Willingdon Hospital, Lahore

(iii) Lahore General Hospital, Lahore.

MULTAN	**BAHAWALPUR**
Nishtar Hospital, Multan.	B.V. Hospital, Bahawalpur.

2. All Women/Medical Officers and Assistant Medical Officers will continue to be governed in matter of praticing/non-practicing posts, by the orders which were in force prior to 1st September, 1973.

راجہ خلیق اللہ خان: جناب والا! آپ وقفہ سوالات کو گھٹا رہے ہیں اس کے لئے آپ کو رولز معطل کرنے پڑیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ اس میں صرف ایک' دو منٹ رہتے ہیں اس مختصر وقت میں اگر کوئی Statement دینا چاہے تو وہ دے سکتا ہے۔

وزیر صحت: جناب سپیکر! اس وقت تک محکمہ صحت میں جو کام کئے گئے ہیں ان کی نشاندہی تو اخبارات کے حوالے سے اور مختلف ذرائع کے حوالے سے ہمارے معزز ممبران کو ہوتی رہتی ہے لیکن یہاں یہ کہنا بھی مناسب ہو گا کہ جب سے ہماری اسلامی جمہوری اتحاد کی حکومت پنجاب اور پورے ملک میں قائم ہوئی اور جب سے یہ ذمہ داری مجھ پر عائد ہوئی اس دن سے ہی میں نے اس محکمہ کے کام کو زیادہ ترجیح دی اور اس سلسلے میں میں نے ایک ذاتی خط بھی اپنے تمام ممبران کو لکھا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ ہم اپنے وسائل کے اندر رہتے ہوئے محکمہ صحت میں جو بہتر سے بہتر کام کر سکتے ہیں وہ کریں اس سلسلے میں ہم نے چار' پانچ بڑے اہم فیصلے کئے ہیں ہم نے ایک ٹرانسفر پالیسی بنائی۔ جو ڈاکٹر صاحبان دور دراز کے علاقوں میں اور دیہی علاقوں میں نہیں جایا کرتے تھے ہم نے ان ڈاکٹر صاحبان کا وہاں پر دو سال رہنا لازمی قرار دیا اور ہم نے ان کے لئے 1200 روپے اور ایک ہزار روپے سپیشل الاؤنس کا اعلان کیا جس کے بارے میں گاہے بگاہے یہ اظہار ہو رہا ہے کہ غالباً" ابھی اس کا اجراء نہیں ہوا تو میں واضح طور پر کہہ دینا چاہتا ہوں کہ ہم نے پورے پنجاب میں اس بارے میں واضح ہدایات دی ہیں اور ہم نے جو فیصلہ کیا تھا وہ یہ تھا کہ جو ہمارے ڈاکٹر صاحبان دیہی علاقوں میں کام کریں گے ان کو ان کی تنخواہ کے علاوہ ایک ہزار روپے میڈیکل افسر کو اور 1200 روپے لیڈی ڈاکٹر کو ملا کریں گے اس کے ساتھ ساتھ جناب والا ہم نے اپنے محکمے میں ایک Monitoring Cell قائم کیا ہے۔ میں نے پہلے بھی اپنے جواب میں بتایا ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ ہمیں Feedback زیادہ سے زیادہ ملے تاکہ جہاں جہاں خامیاں ہیں ان کو ہم دور کریں تو اس سلسلے میں ہمارا جو سب سے بڑا جہاد ہے وہ جعلی ادویات کے خلاف اور غیر معیاری ادویات کے خلاف ہے مجھے یہاں یہ بتانے میں خوشی ہو رہی ہے کہ جب سے یہ مہم شروع ہوئی ہے میں نے پنجاب لیول اور ڈویژنل لیول پر تقریباً" اڑھائی ماہ کے عرصے کے اندر اندر سپیشل ٹیمیں تشکیل دی تھیں ڈویژنل لیول پر تقریباً" آٹھ ٹیمیں تھیں اور پنجاب لیول پر دو ٹیمیں تھیں ان کی کارکردگی میں آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں 1286 میڈیکل سٹورز پر ہم نے چھاپہ مارا ہے اور ان میڈیکل سٹورز کے 965 کے قریب نمونہ جات کو قابو کیا جن کی مالیت

تقریباً 36 لاکھ 20 ہزار اور 490 روپے بنتی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہماری یہ مہم جاری رہے گی اور ساتھ ساتھ میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ اب جو نیا مالی سال شروع ہونے والا ہے اس مالی سال میں ایک نئی پیکنگ متعارف کر رہے ہیں تاکہ ہم خورد برد کو زیادہ سے زیادہ روک سکیں۔ تو جناب والا میں یہ چند گزارشات آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا تھا۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے اور اب درخواستہائے رخصت پیش ہوں گی۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب عبدالرشید ڈوگر

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست عبدالرشید ڈوگر صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

مودبانہ گزارش ہے کہ بندہ بیماری کی وجہ سے اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا۔ اس لئے مہربانی فرما کر بندہ کو 2 یوم کی رخصت یعنی 20-3-1991، 21-3-1991 عنایت فرمائی جائے۔

بندہ آپ کا مشکور ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:-

مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سردار عاشق حسین گوپانگ

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست سردار عاشق حسین گوپانگ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ مورخہ 29-5-91 کو بوجہ ناسازی طبع اجلاس میں شرکت نہیں کر سکا۔ براہ مہربانی اس روز کی چھٹی منظور کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:-

مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید سلمان احمد گردیزی صاحب

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست سید سلمان احمد گردیزی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

It is requested that the undersigned is suffering from illness at Bahawalpur. It is not possible for me to attend the session on 29-05-1991.

I therefore request you to kindly manage to grant leave from 29-5-1991 to 4-6-1991.
With kindest regards.

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:
مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

حاجی سردار خان

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست حاجی سردار خان صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں 29 مئی کے اجلاس میں بوجہ بخار شرکت نہیں کر سکا۔ 29 مئی ایک یوم کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:
مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب مہر محمد سلیم

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست مہر محمد سلیم صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ اپنی ذاتی مصروفیت کی بنا پر میں مورخہ 29 مئی تا 2 جون 1991ء اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکوں گا۔ مہربانی کر کے اس دورانیے کی رخصت دی جائے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:-
مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب اعجاز احمد شیخ

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست اعجاز احمد شیخ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

Sir,
I came to Lahore on 28-5-1991 to attend the current Session, but due to sudden death of my uncle I had to rush back to Sialkot on 29-5-1991. I, therefore, request you to please grant one day leave and oblige.

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:-
مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست ڈاکٹر محمد شفیق چودھری صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں ضروری کام کی وجہ سے 29 مئی اور یکم جون 1991ء کو اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکا۔

مہربانی فرما کر دو یوم کی رخصت منظور فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:-
مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ایس اے حمید

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست ایس اے حمید صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے

موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ میں کل مورخہ 3 جون کو اپنی ذاتی مصروفیت کی بنا پر حاضر نہیں ہو سکتا لہٰذا میری کل کے اجلاس کی رخصت منظور کی جائے۔

عین نوازش ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:-

مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

ملک خدا بخش وڈھال ٹوانہ

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست ملک خدا بخش وڈھال ٹوانہ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ میں مورخہ 2-6-1991 اور 3-6-1991 کو پنجاب اسمبلی کے اجلاسوں میں ایک نجی اہم معاملہ کے سلسلہ کی وجہ سے شرکت نہ کر سکوں گا۔ اطلاعاً عرض ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:-

مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں زاہد یٰسین صاحب

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست میاں زاہد یٰسین صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ میں ناسازی طبیعت کی وجہ سے سروسز ہسپتال میں زیر علاج ہوں۔ جس کی وجہ سے اجلاس میں نہیں آ سکتا۔

براہ کرم چھٹی مورخہ 1-6-1991 تا 6-6-1991 چھ روز منظور کی جائے۔ نوازش ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:-

مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب مخدوم مشرف حسین

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست مخدوم مشرف حسین صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

Unable to attend session uptil 6th June on account of illness. Leave is requested.

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:-

مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب شاہد نذیر

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست میاں شاہد نذیر صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

Under personal circumstances I shall not be able to attend session of the Assembly from May, 29, to June, 7 1991. Kindly sanction leave for the above said days i.e from 29th May to 7th June, 1991 and oblige.

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:-

مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب محمد نصیر خان

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست محمد نصیر خان صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

With reference to your Notice dated 20th May, 1991, regarding attending Assembly Sesson for presentation of Annual Budget for 1991-92 starting from 29th May, 1991.
It is to inform you that I will not be able to attend this Session due to some personal matter I shall be away from the country.

It is, therefore, requested that I may be excused for not attending the Session.
Thanking you.

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:-
مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سردار حسن اختر موکل

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست سردار حسن اختر موکل صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I am leaving for London in connection with my treatment under a medical advice.
It is requested that I may kindly be exempted from the forthcoming Budget Session of the Punjab Assembly.

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:-
مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب فرید احمد پراچہ: (پوائنٹ آف آرڈر) جناب والا! اگرچہ وزیر صحت صاحب اب یہاں سے جا چکے ہیں لیکن میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے اپنی بہت اچھی پالیسی سٹیٹمنٹ دی ہے اور وہ اس بارے میں کام بھی کر رہے ہیں۔ جناب والا! یہاں پر دیہی علاقوں میں ڈاکٹروں کے لئے ایک ہزار روپے بڑھانے کا اعلان کیا گیا اور میرے سوال کے جواب پر بتایا گیا کہ اس پر عملدرآمد کیا جا چکا ہے جیسا کہ ابھی وزیر صاحب نے فرمایا ہے۔ لیکن جناب ایک ڈاکٹر صاحب کی میرے پاس پے سلپ ہے اور یہ ماہ مئی کی پے سلپ ہے اور اس میں یہ ہزار روپیہ شامل نہیں ہے اور ان ہزار روپوں میں بھی پانچ سو روپے Non-Practing allowance کے ہیں اور اس طرح سے صرف پانچ سو بڑھے ہیں تو ایسی سٹیٹمنٹ دیتے وقت اس بات کا خیال رکھنا چاہئے اور اس کے عملدرآمد کے لئے وزیر صاحب کو محکمہ کے اوپر پورا دباؤ ڈالنا چاہئے پالیسی کا اعلان محض کافی نہیں ہے بلکہ اس پر عملدرآمد بھی ضروری ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پراچہ صاحب! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ یہ شکایت متعلقہ منسٹر صاحب کے نوٹس میں لائیں اگر اس پر عملدرآمد نہ ہو تو پھر آپ بے شک اس بات کو اسمبلی میں لائیں۔

پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

حاجی محمد افضل چن: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:-

"مالیاتی حسابات حد بندی اور ان پر ایڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 1986ء کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 جون 1992ء تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:-

"مالیاتی حسابات حد بندی اور ان پر ایڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 1986ء کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 جون 1992ء تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

تحریک استحقاق نمبر39 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی عبوری رپورٹ کا پیش کیا جانا

راجہ خلیق اللہ خان: جناب والا میں تحریک استحقاق نمبر 39 پیش کردہ چودھری شوکت داؤد ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی عبوری رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رپورٹ پیش کی گئی۔

تحریک استحقاق نمبر11 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

راجہ خلیق اللہ خان: میں تحریک استحقاق نمبر11 پیش کردہ جناب غلام سرور خان ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رپورٹ پیش کی گئی۔

مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

راجہ خلیق اللہ خان: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ تحریک استحقاق نمبر 45 پیش کردہ چودھری اصغر علی گجر ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 اگست 1991ء تک توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:-

"تحریک استحقاق نمبر 45 پیش کردہ چودھری اصغر علی گجر ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 اگست 1991ء تک توسیع کر دی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

راجہ خلیق اللہ خان: میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ:-

"تحریک استحقاق نمبر 39 پیش کردہ چودھری شوکت داؤد ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی حتمی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 اگست 1991ء تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:-

"تحریک استحقاق نمبر 35 پیش کردہ چودھری شوکت داؤد ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی حتمی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 اگست 1991ء تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

راجہ خلیق اللہ خان: میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ:-

"تحریک استحقاق نمبر 25، 28 اور 29 پیش کردہ میاں منظور احمد موحل ایم پی اے، چودھری محمد اکرم اور جناب محمد شاہ کھگہ ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 اگست 1991ء تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:-

"تحریک استحقاق نمبر 25، 28 اور 29 پیش کردہ میاں منظور احمد موحل، چودھری محمد اکرم اور جناب محمد شاہ کھگہ ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 اگست 1991ء تک توسیع کر دی جائے"
(تحریک منظور کی گئی)

مسئلہ استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 9 چودھری اصغر علی گجر صاحب کی طرف سے ہے۔ میں ان سے استدعا کروں گا کہ وہ اسے پیش کریں۔

چودھری اصغر علی گجر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں _____

رانا اکرام ربانی: پوائنٹ آف آرڈر _____

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب قائد حزب اختلاف پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ جی فرمایئے۔

رانا اکرام ربانی: میں چودھری صاحب سے معذرت خواہ ہوں کہ میں نے ان کی بات کے دوران پوائنٹ آف آرڈر پیش کیا ہے۔ جناب والا کل کے بجٹ کے بارے میں میں نے ایک تحریک استحقاق آج صبح دی ہے۔ تو میری یہ درخواست ہے کہ پھر تاخیر کی صورت میں وہ Irrelevant ہو جائے گی۔ اگر یہ میرے دوست اجازت دیں تو پھر اس کو آؤٹ آف ٹرن آج ہی ٹیک اپ کر لیں۔ یہ نمبر 21 ہے۔ یہ میں نے آج صبح ہی دی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب یہ میرے علم میں تو نہیں ہے۔ میں پتہ کرتا ہوں اور پھر اس کے متعلق آپ سے عرض کرتا ہوں۔ جی آپ پیش کریں۔

رکن اسمبلی کے کہنے پر تھانہ صدر لیہ کے سب انسپکٹر کا پرچے کے اندراج سے انکار

چودھری اصغر علی گجر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک

اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں نے 27 مارچ کو ایک حقیقت پر مبنی واقعہ پر پولیس تھانہ صدر لیہ کے سب انسپکٹر غلام شبیر چن سے پرچے کا اندراج کرانا چاہا' پرچے کے لئے مذکورہ سب انسپکٹر نے نہ صرف لیت و لعل سے کام لیا بلکہ اس کا انداز گفتگو عامیانہ اور بازاری تھا۔ جس پر میں نے ڈی آئی جی متعلقہ سے شکایت کی اور پرچے کا اندراج کرایا۔ ایک سب انسپکٹر جس کی رگوں میں رشوت کا حرام خون دوڑ رہا ہے ایک منتخب عوامی نمائندے کو وہ حق دینے کے لئے بھی تیار نہیں ہے جو از روئے قانون و دستور ہمارے عام شہری کا حق ہے۔ ایسی کالی بھیڑوں کی موجودگی میں فلاحی مملکت کا خواب دیکھنے والے بتائیں کہ وہ ایسے اختیار کے نشے میں بدمست انتظامی کل پرزوں کے ذریعہ کیا انقلاب برپا کریں گے۔ مذکورہ سب انسپکٹر ایک طویل عرصہ سے لیہ کے مختلف تھانوں میں تبدیل ہوتا چلا آ رہا ہے اور اس نے ہر تھانے میں تھانے کے اندر بیٹھ کر قانون کے تقدس کو سرکاری بوٹ پہن کر اپنے پاؤں تلے پامال کیا ہے۔ ایک ایم پی اے اگر جائز واقعہ کا پرچہ درج نہیں کرا سکتا تو اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ عام آدمی ایسے وردی فروش انسپکٹروں سے کیا قانون کی امداد حاصل کر سکیں گے۔ انسپکٹر مذکور نے ضلع لیہ کے تھانوں کو باپ کی جاگیر سمجھ رکھا ہے۔ پرچے کا اندراج نہ کر کے انسپکٹر مذکور نے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح کیا ہے۔ لہٰذا میری اس تحریک کو منظور فرما کر استحقاق کمیٹی کے سپرد فرمایا جائے۔

جناب والا! یہ میری تحریک استحقاق ہے جس پر میں نے متعلقہ تھانے دار سے بات کی تھی کہ سائیلان آپ کے پاس آئے ہوئے ہیں اور کئی دنوں سے چکر لگا رہے ہیں۔ آپ ان کا پرچہ درج کر کے اس کی تحقیقات فرمائیں۔ اس نے اس پر کسی مجبوری یا معذوری کا اظہار کیا۔ میں نے متعلقہ ڈی آئی جی سے یہ بات کہی کہ بار بار کہنے پر تھانے دار نے ان لوگوں کا پرچہ درج نہیں کیا۔ سائیلان دو تین دن سے چکر لگا رہے ہیں۔ اس وقت ایس پی متعلقہ موجود نہیں تھا اس لئے مجھے ڈی آئی جی سے بات کرنا پڑی۔ ڈی آئی جی نے مداخلت کر کے اس پرچے کو درج کروایا تب جا کر سائیلان کی حق رسی ہوئی۔ اس طرح صرف میرے کہنے پر ہی نہیں بلکہ عام شہری کے کہنے پر بھی تھانے دار کو پرچہ درج کرنا چاہئے تھا۔ رپورٹ کے بعد جو بھی انکوائری ہوتی میرٹ پر وہ انکوائری کر کے اس پرچے کو یکسو کرتا تو میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ اس تحریک کو منظور فرما کر استحقاق کمیٹی کے سپرد فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی اس کا جواب آپ دیں گے؟

وزیر مال: جی ــــــ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی لودھی صاحب۔

وزیر مال: جناب سپیکر ہمارے معزز رکن نے تھانہ صدر لیہ کے سب انسپکٹر کے رویئے کے بارے میں شکایت کی ہے۔ ہمارے پاس جو رپورٹ موصول ہوئی ہے اس میں انہوں نے یہ تحریر کیا ہے کہ جس پرچے کے بارے میں معزز رکن نے کہا تھا وہ 28-3-91 کو رجسٹر ہو گیا تھا لیکن وہ باقی معاملات کا انکار کر رہے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ایس ایچ او صاحب گشت پر تھے اس کی وجہ سے وہ کوئی صحیح بات نہیں کر سکے لیکن پرچہ رجسٹر ہو گیا تھا اگر ٹیکنیکلی دیکھیں تو جناب سپیکر پھر تو یہ کوئی قانون' ضابطے اور آئین کی بات نہیں ہے لیکن بہرحال اگر چودھری صاحب کو مزید ایسی کوئی شکایت ہے تو ہم تیار ہیں ان کو ہم بلا لیں گے اور اس شکایت کو دور کروا دیں گے۔ جو شکایت تھی وہ ختم ہو گئی ہے۔ پرچہ رجسٹر ہو گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی چودھری صاحب۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! تھانے کا انسپکٹر یا محرر یا انچارج تھانہ اس بات کا پابند ہے کہ وہ ہر شہری کی شکایت پر پرچہ درج کرے اور پھر اس کی انکوائری کرے چہ جائیکہ میں نے خود اسے اس بات کے لئے کہا کہ یہ پرچہ درج ہونا چاہئے۔ یہ وقوعہ ہوا ہے اور حقیقت یہ تھی کہ اس وقوعے کے بعد اس کا ایک اے ایس آئی موقع پر جا کر تحقیق بھی کر آیا کہ گولیاں چلی ہیں اور گولیوں کے نشانات دیواروں میں موجود ہیں اس کے باوجود اس نے پرچہ درج کرنے سے انکار کر دیا تو میں یہ کہتا ہوں کہ اس کے انکار پر میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہٰذا اس تحریک کو منظور ہونا چاہئے اور اس بات کی تحقیق ہونی چاہئے اور استحقاق کمیٹی اس کی تحقیق کرے۔

وزیر مال: جناب سپیکر! اس میں ایک اور بات وضاحت طلب عرض کر دوں کہ جو اس کا معزز رکن کے ساتھ رویہ قابل مذمت ہے لیکن جو اس کا دیر سے پرچہ رجسٹر کرنا ہے اس کی سزا تو ہم علیحدہ پولیس رولز کے تحت اس کو دیں گے اگر یہ درست ہے تو اس پر ایکشن لیا جائے گا لیکن جہاں تک قانون' ضابطہ اور آئین کا تعلق ہے اس کے تحت اس میں کوئی استحقاق کی بات نہیں بنتی۔ تو میں بڑے ادب سے اپنے معزز رکن سے یہ کہوں گا کہ جہاں تک معزز رکن کے ساتھ اس کے رویہ کا تعلق ہے میں اس کے خلاف ایکشن لینے کے لئے تیار ہوں۔ جو بھی آپ تجویز کریں۔ لیکن جہاں تک

پرچہ دیر سے رجسٹر ہونے کی بات ہے تو اس کے لئے قانون' ضابطہ اور ہے اس کے مطابق ہم اس کے خلاف ایکشن لیں گے۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! انہوں نے میرے کہنے پر پرچہ درج نہیں کیا اور پھر ڈی آئی جی کے کہنے پر یعنی اس دن کے بھی بعد پرچے کا اندراج ہوا اور اب منسٹر صاحب کا یہ فرمانا کہ اس سے استحقاق مجروح نہیں ہوا۔ میں کہتا ہوں کہ مجھے اس کا یہ کہہ دینا اور میرے کہنے پر پرچے کا اندراج نہ کرنا میرا استحقاق مجروح کرتا ہے۔ میرا ہی نہیں بلکہ یہ تو ایک سادہ قانون موجود ہے۔

میاں منظور احمد موھل: پوائنٹ آف آرڈر ____

جناب ڈپٹی سپیکر: جی موھل صاحب فرمایئے۔

میاں منظور احمد موھل: جناب سپیکر میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اس ہاؤس میں روایات سے ہٹ کر کئی روایات بن رہی ہیں ان سے ہمیں اجتناب کرنا چاہئے۔ ہاؤس میں تحریک استحقاق پیش کی گئی جو Self Explanatory تھی۔ انہوں نے اس پر اپنی شارٹ سٹیٹمنٹ بھی دی۔ وزیر متعلقہ نے اس پر اپنی رپورٹ کر دی۔ پھر بھی انہوں نے بعد میں اصرار کیا پھر وزیر صاحب کھڑے ہوئے۔ پھر کیا۔ پھر وہ اب کھڑے ہو گئے۔

یہ جناب طریقہ کار نہیں ہے آپ نے جواب سن لیا تھا اس کے بعد آپ اس پر فیصلہ دیں۔ اسی طرح سے تو بات چلتی رہے گی کبھی وہ کھڑے ہو جائیں گے کبھی وہ کھڑے ہو جائیں گے۔ اسی لئے میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ یہ طریقہ کار کے خلاف ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں موھل صاحب بات لمبی نہیں ہو گی میں چاہتا تھا کہ معزز رکن وزیر صاحب کے جواب سے اگر مطمئن ہو جاتے ہیں اور وہ اپنی تحریک استحقاق کو واپس لے لیتے ہیں تو پھر میرے لئے آسانی ہو جائے گی۔ آپ اس سلسلے میں ہماری یہ رہنمائی فرمائیں کہ یہ تحریک استحقاق کہاں تک بنتی ہے؟

میاں منظور احمد موھل: جناب والا! میری یہ رائے ہے کہ یہ تحریک استحقاق رولز کے مطابق قطعاً" بنتی نہیں ہے۔ میں نے پہلے بھی اسی پر ایک دن بات کی تھی یہ ٹھیک ہے کہ اس نے یہ غلط کام کیا لیکن اس کے لئے کئی اور طریقے ہیں' قانون میں اس کا ازالہ موجود ہے' ہم ایک قانون ساز ادارہ ہیں ہمیں قانون کے مطابق ہر کارروائی کرنی چاہئے۔ یہ نہیں ہونا چاہئے کہ جس طرح پولیس والے

اپنے پولیس والوں کا تحفظ کرتے ہیں۔ سی۔ ایس۔ پی اپنے کیڈر کا تحفظ کرتے ہیں' ہم بھی ایک غلط روایت قائم کرتے ہوئے ایم پی اے کا تحفظ شروع کر دیں ہم ایک قانون ساز ادارہ ہیں ہمیں قانون کے اندر رہتے ہوئے ہر وہ کام کرنا چاہئے جو قانونی ہو قانون کے دائرہ کار میں آتا ہو۔ اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ یہ تحریک استحقاق قواعد کے مطابق نہیں ہے۔ کیونکہ ایک تھانے دار نے پرچے کا اندراج نہیں کیا۔ اب اس کی کیا Remedy ہے وہ پولیس رولز میں موجود ہے۔ ممبر مذکور باہر سے وہ Remedy حاصل کر سکتے ہیں اس ہاؤس سے نہیں۔ کیونکہ قانون کے دائرہ کار کے اندر یہ نہیں آتی۔ میری اس پر غیر جانبدارانہ رائے یہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا! مجھے اس بات کا حق حاصل ہے کہ میں بھی اس پر کوئی بات کروں۔ میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ ایم پی اے کے معاملے کو چھوڑ دیا جائے اگر پولیس رولز میں یہ بات موجود نہ ہو کہ ایک عام شہری کے کہنے پر بھی متعلقہ تھانے دار اس بات کا پابند ہے کہ وہ اس کی ایف آئی آر درج کرے۔ اگر وہ پابند ہے تو پھر اسے میرے کہنے پر بھی یہ کام کرنا چاہئے تھا۔ ایم پی اے ہونے کے ناطے سے نہیں بلکہ ایک عام شہری کی حیثیت سے بھی میرا یہ حق ہے۔ اگر اس نے ایسا نہیں کیا تو پھر اس نے جرم کیا ہے اور میرا استحقاق بھی مجروح کیا ہے' اس لئے یہ بات اس ایوان میں آنی چاہئے تھی اب اگر یہ بات ایوان میں آئی ہے تو آپ ایوان کے کسٹوڈین ہیں تو پھر اس ایوان کا یہ حق بنتا ہے کہ یہ میرا تحفظ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب آپ کی تحریک استحقاق ایوان میں آ بھی گئی اور متعلقہ وزیر نے آپ کو یقین دہانی بھی کروا دی ہے کہ ہم اس کے خلاف کارروائی کریں گے' اس کے خلاف محکمانہ کارروائی ہو گی۔ جہاں تک آپ کے استحقاق کے مجروح ہونے کا تعلق ہے اور جہاں تک آپ کے پرچے کے اندراج کا موقف ہے وہ کیس رجسٹرڈ ہو گیا ہے میرے خیال میں اب اس کے بعد مزید کوئی گنجائش تو رہتی نہیں ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا۔ اجازت ہو تو _____

جناب ڈپٹی سپیکر: میں شاہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ جب سپیکر بول رہے ہوں تو بات نہیں کرتے شاہ صاحب ہمارے بڑے پرانے اور معزز پارلیمنٹرین ہیں مجھے اس بات کا موقع فراہم کریں کہ میں اپنی بات مکمل کر سکوں۔

گجر صاحب میری آپ سے یہی استدعا ہو گی کہ آپ اس پر نظرثانی فرمائیں۔ میں فیصلہ سنانے سے پہلے آپ کو یہ موقع فراہم کرنا چاہتا ہوں کہ آپ متعلقہ وزیر سے مزید کوئی یقین دہانی چاہتے ہوں تو وہ حاصل کر لیں اور اگر مزید کوئی شکوک و شبہات ہوں تو انہیں بھی دور کر لیا جائے اور آپ ان کے ساتھ بیٹھ کر بات کر سکتے ہیں۔

چودھری اصغر علی گجر: میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ تھانے دار کے بعد اب یہاں مجھ سے کیا سلوک کیا جاتا ہے؟ ایک سلوک تو تھانے دار نے میرے ساتھ کیا ہے اور دوسری مجھے کوئی وجہ نہیں بتائی گئی کہ اس وجہ سے میرا استحقاق نہیں بنتا۔ میں اپنی تحریک استحقاق کو واپس لے لوں گا۔ اگر کوئی رول نہیں ہے اور میری تحریک استحقاق میں خامی بھی نہیں ہے تو پھر اسے ایڈمٹ کیا جائے اور اگر کوئی خامی ہے تو آپ مجھے بتا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب رولز کے تحت آپ کی تحریک استحقاق نہیں بنتی۔

چودھری اصغر علی گجر: مجھے بتایا جائے کہ فلاں چیز اس تحریک استحقاق میں غلط ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: متعلقہ رول 55 ہے اس کے تحت آپ کی تحریک استحقاق نہیں بنتی۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا کوئی رول آپ پڑھ کر بتائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے عرض کر دیا ہے کہ رول 55 کے تحت آپ کی تحریک استحقاق نہیں بنتی۔ میں اسے رول آؤٹ کرتا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔ اگلی تحریک استحقاق سید طاہر احمد شاہ صاحب کی ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر مجھے افسوس اس بات کا ہے کہ میں جو بات کرنا چاہتا تھا آپ نے اپنی رولنگ دے کر _____

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا! آپ میری تحریک استحقاق کو رول آؤٹ کرتے وقت اس حد تک تو اعتماد میں لیں کہ وہ الفاظ کے لحاظ سے یا وقوعہ کے لحاظ سے غلط تھی' اس لئے فلاں رولز کے تحت میں نے آپ کی تحریک استحقاق رول آؤٹ کی ہے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رول 55 (1) کے تحت آپ کی تحریک استحقاق نہیں بنتی آپ ذرا کتاب لے کر پڑھ کر دیکھ لیں۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا اس کے تحت تو کوئی ایسی بات نہیں ہے ـــــــ

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ پڑھ کر دیکھ لیں۔ رول 55 کے تحت آپ کی تحریک استحقاق نہیں بنتی۔ آپ تشریف رکھیں۔ اگلی تحریک استحقاق سید طاہر احمد شاہ صاحب کی ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر پہلے تو مجھے افسوس ہے کہ ـــــــ

جناب ڈپٹی سپیکر: میں جناب وزیر قانون سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ اپنی توجہ میری طرف مبذول فرمائیں کہ قائد حزب اختلاف نے ایک تحریک استحقاق پیش کی ہے وہ چاہتے ہیں کہ کل جو بجٹ کے موقوع پر کارروائی ہوئی ہے اس پر بات کی جائے اور وہ یہ چاہتے ہیں کہ ان کی تحریک استحقاق آؤٹ آف ٹرن لی جائے۔ آپ کو اس کی کاپی پہنچ چکی ہے؟ اس کا نمبر 30 ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! میری آپ سے ایک گزارش ہے کہ آپ رول 55 کو ایوان میں پڑھ دیں تاکہ ایوان کو پتہ چل جائے کہ رول 55 کے تحت میری تحریک استحقاق کس طرح نہیں بنتی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب میں نے اپنا فیصلہ سنا دیا ہے۔ اس لئے میں آپ سے استدعا کروں گا کہ اب اس پر مزید بحث کی گنجائش نہیں ہے۔ آپ پرانے پارلیمنٹرین ہیں آپ کو معلوم ہے کہ سپیکر کے فیصلے کے بعد اس پر مزید بحث نہیں ہوتی۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا! میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ آپ رول پڑھ کر سنا دیں میں فیصلے پر تبصرہ کرنا نہیں چاہتا تاکہ ایوان کو پتا چل جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں میں آپ کو پڑھ کر سناتا ہوں۔

55. The right ro raise a question of privilege shall be governed by the following conditions, namely:-

(i) the question shall relate to a privilege granted by the Consitution, any law or rules made under any law;

ان سب باتوں کی وجہ سے آپ کی تحریک استحقاق بنتی نہیں ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب اس رول کے تحت تو کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ میری تحریک استحقاق نہ بنتی ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سید طاہر احمد شاہ صاحب۔ ایک صاحب اگر پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہیں گے تو میرے لئے بھی آسانی ہو گی اور آپ کے لئے بھی آسانی ہو گی اب آپ فیصلہ فرما لیں کہ کون صاحب پہلے بات کرنا چاہتے ہیں؟ پراچہ صاحب آپ بات کریں۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب والا آپ یہ سوچ لیں کہ آپ پارلیمانی روایات قائم کر رہے ہیں اور پارلیمانی روایات میں تحمل اور برداشت بہت ضروری ہے۔ جب ہم پارلیمانی روایات کو قائم کر رہے ہیں تو یہ بات ضروری ہے کہ تحریک استحقاق کے معاملے میں ہمیشہ ایوان کی رائے معزز رکن کے ساتھ ہوتی ہے اور ہونی بھی چاہئے۔ اس لئے کہ جب استحقاق مجروح ہوتا ہے وہ ایک ممبر کا نہیں پورے ایوان کا ہوتا ہے۔

(نعرہائے تحسین)

اور اس بارے میں عام طور پر ممبر کو مطمئن کیا جاتا ہے۔ ہمارے ممبر بلا وجہ اصرار بھی نہیں کرتے آپ نے بھی دیکھا ہے اور اب تک یہ روایت ہے۔ لیکن اگر آپ بغیر تشریح کئے اس کو دبانے کی کوشش کریں گے تو پھر اس کا ایوان میں رد عمل ہو گا' اضطراب پیدا ہو گا اس لئے گزارش یہ ہے کہ آپ معزز رکن کو مطمئن کرنے کی کوشش کریں یا اس مسئلے کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں یا اسے موخر کر دیں۔ قانون کے دوسرے راستے بھی آپ کے پاس موجود تھے صرف یہ بات کہہ دینا کافی نہیں ہے کہ استحقاق مجروح نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پراچہ صاحب' اس پہ فیصلہ ہو چکا ہے۔ متعلقہ منسٹر صاحب نے پہلے بھی کہا ہے اور اب بھی میں ان سے استدعا کروں گا کہ اگر متعلقہ ممبر کو کوئی مزید شکایت ہو یا وہ مزید اطمینان چاہتے ہوں تو وہ ان کے ساتھ بیٹھ کر بات کر سکتے ہیں۔ اگر متعلقہ منسٹر نے ان کی شکایت دور نہ کی تو ان کو حق پہنچتا ہے کہ یا تو وہ میرے نوٹس میں لائیں یا جناب سپیکر کے نوٹس میں لائیں۔

جناب فرید احمد پراچہ: اس کو موخر کر دیا جائے۔

سید طاہر احمد شاہ: آپ نے اس تحریک کی Admissibility پر تو بات کرنے کی اجازت ہی نہیں دی۔ میں بار بار آپ کی توجہ مبذول کراتا رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر اس کی ضرورت ہوتی تو میں ضرور آپ سے پوچھ لیتا۔

سید طاہر احمد شاہ: اس کی Admissibility پر تو آپ کو بات کرنے کی اجازت دینی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب' اب آپ کی تحریک استحقاق ہے ـــــــ

سید طاہر احمد شاہ: وہ تو ہے ہی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں چودھری اصغر علی گجر صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ کو اس سلسلہ میں کوئی بھی شکایت ہو تو آپ متعلقہ منسٹر سے بیٹھ کر بات کر لیں۔ انشاء اللہ آپ کی شکایت دور کریں گے اور کوشش کریں گے کہ اس قسم کے واقعات آپ کے ساتھ نہ ہوں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! آپ نے اس تحریک استحقاق کو خلاف ضابطہ قرار دے کر پولیس کو جو پہلے ہی بے لگام گھوڑے کی حیثیت رکھتی ہے اس کو لگام تو کیا آپ نے شاباش دے دی ہے کہ جیسے چاہے وہ تھانوں میں قانون کی تذلیل کریں۔ میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ یہ ایک معزز رکن کے ساتھ انتہائی زیادتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب' مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہم نے جو اپنا مقام بنا لیا ہے۔ وہ ہمیں نہیں بنانا چاہئے اور ہمارا یہ مقام بھی نہیں ہے کہ جس مقام پر ہم آگئے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! یہ پولیس کی ذمہ داری ہے کہ وہ قوانین پر عملدرآمد کریں۔ اگر وہ عملدرآمد نہیں کرتے ہیں' اگر پرچہ رجسٹر نہیں کرتے ہیں' اگر فریاد نہیں سنتے ہیں۔ ارکان اسمبلی جو عوام کے منتخب نمائندے ہیں' اگر ان کے پاس داد رسی کے لئے جاتے ہیں اور وہ انکار کرتے ہیں تو اس سے بڑا استحقاق مجروح اور کیا ہو سکتا ہے۔ کبھی آپ کے ساتھ ایسا ہو تو پھر ہم دیکھیں گے کہ استحقاق مجروح ہوتا ہے یا نہیں ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے میری مثال دی ہے اگر میرا اس قسم کا استحقاق مجروح ہوا تو میں پھر بھی تحریک استحقاق ایوان میں نہیں لاؤں گا۔ اب میں سمجھتا ہوں اس پر فیصلہ ہو چکا ہے اس پر مزید بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے چودھری صاحب سے گزارش کی ہے کہ اگر ان کو کسی قسم کی شکایت ہو کسی قسم کی کوئی مشکل ہو تو وہ متعلقہ وزیر صاحب سے بات کر سکتے ہیں اور میں ان سے گزارش کروں گا کہ متعلقہ ممبر کو یقین دہانی کرائیں اور اس سلسلہ میں ان کی جو بھی شکایت ہو اس کو دور کیا جائے۔ میں چودھری صاحب سے استدعا کروں گا کہ وہ تشریف رکھیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: جناب والا۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میں لودھی صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ متعلقہ رکن

کے مسئلے کو حل فرمائیں۔

چودھری اصغر علی گجر: میں اپنے استحقاق کا تحفظ ہر صورت میں کروں گا۔ اگر آپ نے میرے استحقاق کا تحفظ نہیں کیا تو میں ایوان سے باہر جا رہا ہوں۔

وزیر مال: جناب والا! میں معزز اراکین سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف فرما ہوں۔

پیر احمد شاہ کھگا: جناب سپیکر! یہ معزز ایوان ہے۔ پولیس کے ہاتھوں اس کے وقار میں کمی نہ کروائیں۔ آپ اس تحریک استحقاق کو خلاف ضابطہ قرار نہ دیں اور اس کو صحیح طریقے سے نبٹائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز' آرڈر پلیز۔ چیمہ صاحب' آپ فرمائیں۔

چوہدری محمد اعظم چیمہ: جناب والا! تحریک استحقاق پر جو فیصلہ ہوا ہے۔ اس ایوان کی یہ روایت رہی ہے کہ جب ممبران کا ذاتی معاملہ ہو تو قانون سے ہٹ کر بعض اوقات فیصلے ہوتے رہے ہیں۔ چوہدری اصغر علی صاحب کا یہ ذاتی معاملہ تھا اور انہوں نے اس کے متعلق تحریک استحقاق پیش کی تھی۔ اس سے قبل بھی یہ روایات رہی ہیں کہ قانون اور اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے جناب والا' اس پر فیصلہ صادر فرما دیتے ہیں۔ یہ ایک ایوان ہے اور ہم ضابطے کے تحت یہاں چلتے ہیں اور سپیکر کا احترام ہمارے ذہن میں ہے۔ ہمارے دل میں ہے۔ ہم صدق دل سے اسے قبول کرتے ہیں۔ اس ایوان کی یہ روایات رہی ہیں کہ بعض اوقات کسی ممبر کی تحریک استحقاق نہیں بنتی لیکن ممبران کے تقدس کو سامنے رکھتے ہوئے عام طور پر ایسے فیصلے قانون اور قواعد سے ہٹ کر کئے جاتے ہیں اور اگر جناب والا نے فیصلہ صادر فرما دیا ہے۔ میں اپنے ساتھی ممبران سے یہ استدعا کروں گا کہ قانون اور قواعد کی پابندی کرتے ہوئے سپیکر کے فیصلے کو صدق دل سے قبول کریں۔ ہمارا یہ فرض بنتا ہے۔ ہم اس تحریک کو کسی اور طریقے سے بھی لا سکتے ہیں۔ قائد ایوان سے بھی گزارش کر سکتے ہیں اور اس کے علاوہ اپنے حقوق کے تحفظ کے لئے ذاتی طور پر بھی ہم لوگ استدعا کرتے ہیں۔ مجھے اپنے دوستوں سے بھی استدعا کرنی ہے کہ اس فیصلے کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں یہ قبول کرنا چاہئے اور اس پر ہر بات کو تسلیم کرنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں چیمہ صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جہاں تک اصغر علی گجر صاحب کی تحریک استحقاق کا تعلق ہے میں نے اس کا اس انداز سے فیصلہ کیا ہے کہ یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی۔

جہاں تک چودھری صاحب کی ذات کا تعلق ہے مجھے ان سے ہمدردی ہے۔ اگر وہ سمجھتے ہیں کہ ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے یا ان کی کوئی شکایت ہے تو میں اس پر ایک سپیشل کمیٹی بنا دیتا ہوں جو 15 دن کے اندر اندر متعلقہ سب انسپکٹر کو بلا کر رپورٹ ایوان میں پیش کرے گی۔

وزیر مال: جناب سپیکر! اگر آپ مجھے دو منٹ دیں تو میں گزارش کروں گا کہ میں اس تحریک کے تکنیکی پہلوؤں پر نہیں جاتا کیونکہ اس میں ہمارے معزز ممبران کی عزت کا سوال ہے۔ میں نے کہا ہے کہ اگر پرچے کی بات ہے تو پرچہ رجسٹر ہو چکا ہے اگر اس تھانے دار کے رویہ کی بات ہے تو میں نے آپ کے سامنے گزارش کی اور اگر ہمارے معزز ممبر کہیں تو میں اس ایس پی کو بلا لیتا ہوں' ڈی ایس پی کو بلا لیتا ہوں اس سب انسپکٹر کو بلا لیتا ہوں۔ جہاں تک ایکشن کا تعلق ہے تو اس کے متعلق سی آر پی سی میں یہ حق ضرور دیا ہوا ہے کچہری کو لیکن اگر وہ تھانے جائے۔ اگر اس نے دیر کی ہے تو پولیس رولز کے تحت ہم اس کو سزا دیں گے۔ میں نے اس ہاؤس میں یہ بیان دیا ہے۔ کمیٹی بنا دیں' سر تسلیم خم ہے۔ اگر آپ مجھے حکم دیں تو میں اپنے معزز رکن کی عزت کروں گا لیکن جہاں تک تکنیکی طور پر اس تحریک کا تعلق ہے یہ نہیں بنتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لودھی صاحب اس پر فیصلہ ہو چکا ہے میں معزز ممبر کی شکایات کو دیکھتے ہوئے اور اس کی عزت اور احترام کو دیکھتے ہوئے اس معزز ایوان میں ایک کمیٹی بنا دیتا ہوں جو کوشش کرے گی کہ اس اسمبلی کے سیشن کے دوران ہی اس سارے مسئلے میں متعلقہ فریق کو بلا کر چودھری صاحب کی باتیں سن کر اس کا فیصلہ سنا دے گی _____ مجھے ذرا بات کو مکمل کر لینے دیں۔ اس میں چودھری اصغر علی گجر صاحب محرک ہیں وہ اس کے ممبر ہوں گے' جناب لاء منسٹر صاحب' جناب لودھی صاحب' جناب سیٹھی صاحب' جناب پراچہ صاحب اور شاہ صاحب آپ بھی آنا چاہیں گے اور جناب سید طاہر احمد شاہ صاحب۔ میرے خیال میں یہ کافی لوگ ہیں۔ ٹھیک ہے یہ کمیٹی متعلقہ آدمی کو بلا کر اس اجلاس کے جو دن ہیں اس کی جو میعاد ہے ان ہی دنوں میں یہ فیصلہ کرے اور متعلقہ فریقین کے بیانات اور ان کی باتیں سن کر اس کا فیصلہ کر کے اس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرے۔ اس کے کنوینر لاء منسٹر صاحب ہوں گے۔ پندرہ دن کے اندر اندر یہ رپورٹ آ جائے۔

جناب غلام سرور خان: جناب والا! اس سے پہلے معزز ایوان کی یہ روایات رہی ہیں کہ کوئی بھی کمیٹی یا سپیشل کمیٹی جب بھی بنتی تھی اس میں حزب اختلاف کو لازمی نمائندگی دی جاتی تھی۔ مگر اس میں حزب اختلاف کو نمائندگی نہیں دی گئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو اس میں خان صاحب کو بھی رکھ لیتے ہیں۔ ٹھیک ہے۔

رانا اکرام ربانی: جناب والا میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر دو تین مرتبہ عرض کی ہے کہ میری ایک تحریک استحقاق آپ کے پاس پہنچ چکی ہے اور میں آپ کی وساطت سے اس ایوان سے بھی درخواست کروں گا کہ مجھے وہ آؤٹ آف ٹرن پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔ کیونکہ پھر یہ مسئلہ Irrelevant ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی میں نے لاء منسٹر صاحب سے بات کی ہے۔

رانا اکرام ربانی: جناب والا ہاؤس سے اجازت لے لیں۔ پھر تو ٹائم ختم ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: متعلق تحریک استحقاق کی کاپی کیا لاء منسٹر صاحب کو پہنچ چکی ہے؟ _____

لاء منسٹر صاحب آپ اس سلسلے میں کیا ارشاد فرمائیں گے؟ جناب قائد حزب اختلاف کی ایک تحریک استحقاق ہے جس کو وہ چاہتے ہیں کہ انہیں آؤٹ آف ٹرن پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب وزیر قانون و پارلیمانی امور: میری انتہائی ادب سے گزارش ہے جناب قائد حزب اختلاف کی خدمت میں کہ اخباری خبر کل چھپ چکی اور ساتھ ہی پرسوں اخباری خبر چھپی ہے اور کل بجٹ پیش ہوا ہے۔ تو اب اس میں کوئی ایمرجنسی والی بات نہیں رہی اور جناب وزیر خزانہ صاحب جن سے متعلق یہ ہے وہ بھی تشریف نہیں رکھتے۔ تو میں ان کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ اسمبلی کے اگلے ورکنگ ڈے تک اس کو موخر فرمالیں تاکہ میں وزیر خزانہ صاحب جن سے یہ متعلقہ ہے ان سے بات کر کے کچھ کہوں گا۔ کیونکہ اگر انہوں نے اب پیش بھی کر دی تو ہم نے یہی جواب دینا ہے کہ جی ہمیں لیٹ ملی ہے اور وزیر خزانہ بھی نہیں۔ Next Working Day جو ہمارا اسمبلی کا ہو گا اس میں اس سلسلہ میں بات کر لیں گے۔ شکریہ۔

رانا اکرام ربانی: گزارش ہے کہ یہ ایک تحریک استحقاق ہے اور اس ہاؤس کے استحقاق کا سوال ہے اور اس ہاؤس کے استحقاق کے کسٹوڈین آپ ہیں اگر میرے الفاظ غیر پارلیمانی نہ سمجھے جائیں تو جناب یہ ہاؤس لاء منسٹر صاحب کی Directions پر تو نہیں چل رہا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں چونکہ آج متعلقہ منسٹر یہاں موجود نہیں ہیں۔

رانا اکرام ربانی: جناب مجھے پڑھنے کی اجازت دیں یا پھر اسے پینڈنگ کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاں پھر اسے پینڈنگ رکھتے ہیں۔

رانا اکرام ربانی: کم از کم مجھے ہاؤس میں پڑھنے تو دیں۔ نہیں تو پھر تین چار روز کے بعد یہ ہو گا کہ _____

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کا فیصلہ ہاؤس کرے گا کہ آپ کی تحریک استحقاق کو آؤٹ آف ٹرن ٹیک اپ کیا جائے یا نہ کیا جائے _____ اب ہاؤس تو اجازت نہیں دے رہا تو اگلی مرتبہ _____

رانا اکرام ربانی: جناب والا کل جس وقت میں یہ بات کر رہا تھا _____

رانا ثناء اللہ خان: کچھ کہنے کے لئے کھڑے ہوئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب جی قائد حزب اختلاف بات کر رہے ہوں تو مداخلت نہ کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا ابھی جب آپ نے ہاؤس میں سوال Put کیا تو میں دیکھ رہا تھا لاء منسٹر صاحب نے ایسے اشارہ کیا۔ یہ انتہائی غلط بات ہے ہاؤس میں بیٹھ کر ایسا نہیں ہونا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو اس کو اگلے ورکنگ ڈے پر رکھ لیتے ہیں۔

رانا اکرام ربانی: جو بجٹ پیش ہوا ہے اس کے بارے میں مجھے خوشی ہے کہ آج کی جو میری گزارشات ہیں' میں یہ معزز قائد ایوان کی موجودگی میں پیش کر رہا ہوں۔ ہمارا استحقاق مجروح ہوا' ہم پارلیمانی روایات کے مطابق اس پر کسی اور طریقے سے اظہار خیال کر سکتے تھے لیکن اس معزز ایوان کے احترام کے پیش نظر ہم نے ایک خاص حد تک اپنے نقطہ نظر پر اصرار کیا۔ جناب والا مجھے اس ایوان سے یہ گزارش کرنی ہے کہ یہ ان کی اپنی Breach of Privilege ہے دنیا کی تاریخ میں کبھی ایسا واقعہ نہیں ہوا۔ مجھے تو یہ توقع تھی کہ معزز وزیر قانون اور محترم قائد ایوان خود یہ چاہیں گے کہ اس بات کی پورے طریقے سے تحقیقات کی جائے لیکن جمہوریت اور اپنے جمہوری دعوؤں کے برعکس ایک ایسی چیز کہ ہر ممبر معترض ہو گا کہ یہ کیوں ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب اب چونکہ ہاؤس نے اجازت نہیں دی۔ آپ کی جو تحریک استحقاق ہے اس کی اہمیت سے انکار نہیں ہے لیکن اس کو آؤٹ آف ٹرن نہیں لیا جا سکتا۔

رانا اکرام ربانی: جناب والا آپ اسے لینے کی اجازت نہیں دیں گے تو میں اس پر آج واک آؤٹ کرتا ہوں۔

(12 بج کر 9 منٹ پر رانا صاحب واک آؤٹ کر گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب سید طاہر احمد شاہ صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔

(اور اس موقع پر چودھری اختر رسول قائد حزب اختلاف رانا اکرام ربانی کو لینے کے لئے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

اراکین اسمبلی کی دیانتداری' شہرت اور مقبولیت کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کرنا

سید طاہر احمد شاہ: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ روزنامہ "پاکستان" کی اشاعت مورخہ 91-4-10 میں پنجاب اسمبلی کے قائد حزب اختلاف جناب رانا اکرام ربانی کی پریس کانفرنس کے حوالے سے یہ خبر جلی سرخی کے ساتھ شائع ہوئی ہے کہ " حکومت نے اپنے ارکان اسمبلی کو لوٹ مار کی چھٹی دے رکھی ہے" نیز یہ بھی الزام لگایا گیا ہے کہ فیصل آباد سے اراکین اسمبلی نے نہر کے کنارے سرکاری زمین کو ویگن سٹینڈ کے نام پر ہڑپ کر کے قومی خزانہ کو کروڑوں روپے کا نقصان پہنچایا ہے۔

متذکرہ بالا خبر کی وجہ سے اراکین اسمبلی کی دیانت داری' شہرت اور مقبولیت کے بارے میں عوام میں شکوک و شبہات پیدا ہو گئے ہیں۔ جس سے نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کا بھی استحقاق مجروح ہوا ہے۔

لہٰذا میری استدعا ہے کہ اس تحریک کو باضابطہ قرار دے کر مجلس قائمہ برائے استحقاقات کے سپرد کیا جائے تاکہ وہ معاملہ کی چھان بین کر کے حقائق کی روشنی میں اپنی رپورٹ دو ماہ کے اندر ایوان میں پیش کرے۔

وزیر مال: جناب سپیکر! یہ بھی وہی بات ہے۔ اگر تکنیکی بنیادوں پر جائیں تو پھر قاعدہ 55 کا حوالہ دینا پڑے گا۔ میں ایسا کئے بغیر گزارش کرتا ہوں کہ شاہ صاحب نے جو تحریک پیش کی ہے' پہلے تو اس میں فیصلہ ہی کوئی نہیں ہوا۔ حقائق اس طرح ہیں کہ میئر فیصل آباد نے انتظامیہ کو ایک درخواست پیش کی ہے کہ چونکہ فیصل آباد بہت بڑا شہر بن گیا ہے اور وہاں دن بدن ٹریفک کے مسائل پیدا ہوتے جاتے ہیں تو انہوں نے یہ تجویز کیا ہے کہ ایک اراضی' جس کا اس میں حوالہ دیا گیا ہے' اس کو برائے ویگن سٹینڈ کارپوریشن کو الاٹ کر دیا جائے۔ اس پر ڈی سی فیصل آباد نے یہ رپورٹ کی ہے کہ وہ رقبہ نہر کے قبضے میں ہے لیکن زمین وہ حکومت کی ہے۔ ڈی سی فیصل آباد نے رپورٹ کی ہے' ارریگیشن

ڈیپارمنٹ نے بھی این او سی دے دیا ہے کہ یہ رقبہ ویگن سٹینڈ کے لئے موزوں ہے اور رقبہ بھی خالی پڑا ہے لیکن انہوں نے بورڈ آف ریونیو کو لکھا ہے۔ ہمیں ابھی اس میں فیصلہ کرنا ہے اور کارپوریشن سے شرائط طے کرنی ہیں۔ ان کو رقبہ دینے یا نہ دینے کی بات مستقبل کی ہے۔ وہ زمین جوں کی توں ہے اور وہ گورنمنٹ کی زمین ہے اور کسی کو الاٹ نہیں کی گئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں شاید تھوڑا سا ابہام پیدا ہو گیا ہے۔ شاہ صاحب! آپ نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے' وہ اس بیان کے خلاف ہے یا _____

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا' سمجھ نہیں آئی کہ ہمارے وزیر مال کس طرف چل پڑے ہیں۔ میری آپ سے استدعا ہے کہ وزیر موصوف میری اس تحریک استحقاق کا بغور جائزہ لیں تاکہ انہیں سمجھ آئے کہ میں نے کہا کیا ہے اور میری تحریک استحقاق کس کے متعلق ہے۔ جناب والا' جہاں تک تکنیکی بنیادوں کا تعلق ہے۔ میں اس کی Admissibility پر بات کر سکتا ہوں۔ پہلی بات تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میری یہ تحریک استحقاق بالکل ضابطے کے مطابق ہے۔ اگر کسی کو ابہام ہو تو اس پر میں بحث کر سکتا ہوں۔ یہ تحریک استحقاق وزیر موصوف سے متعلق نہیں ہے۔ یہ تحریک حکومت یا کسی حکومتی ادارے کے خلاف نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی قطع کلامی ہوتی ہے نظر تو یہ آتا ہے کہ شاید یہ تحریک استحقاق قائد حزب اختلاف کے بیان کے خلاف ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: جی ہاں' اس کے خلاف ہے۔ چونکہ انہوں نے فرمایا ہے' اس لئے میں آگے جانا چاہتا ہوں۔ یہ میرے شہر سے متعلق ہے' بڑا اہم واقعہ ہے۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ میئر فیصل آباد نے انتظامیہ کو ایک چٹھی لکھی ہے جو ویگن سٹینڈ کے لئے حصول زمین کے لئے ہے اور ڈی سی صاحب نے محکمہ آب پاشی سے این او سی حاصل کر لیا ہے۔ اب جناب' کیوں یہ حاصل کیا گیا' کیوں یہ زمین مانگی گئی' مسئلہ یہ تھا کہ کوتوالی روڈ پر ویگن سٹینڈز ہیں اور وہاں پر ٹریفک کا دباؤ بہت زیادہ ہے

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! میں اس سلسلے میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ اس میں جناب قائد حزب اختلاف کا نام بھی آیا ہے۔ وہ یہاں تشریف نہیں رکھتے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کو اگلے دن تک کے لئے ملتوی رکھ لیا جائے۔

سید طاہر احمد شاہ: جتنی بات وزیر موصوف نے کہی ہے اس پر تو مجھے بات کرنے کی اجازت دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چونکہ انہوں نے بات کر دی ہے ـــــــ

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! میری نہایت ادب سے عرض ہے کہ آپ میری گزارشات کو سن لیجئے۔ ویسے یہ معزز ایوان جو فیصلہ کرے گا' مجھے وہ تسلیم ہو گا۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ ایک جگہ سے ٹریفک کے دباؤ کو کم کرنے کے لئے ویگن سٹینڈ دوسری جگہ پر تجویز کیا گیا ہے۔ قائد ایوان پنجاب بڑے درویش صفت اور ہمارے دیانت دار وزیراعلیٰ یہاں پر موجود ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے ان کی موجودگی سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ کہاں پر اب یہ ویگن سٹینڈ بنائے جا رہے ہیں؟ نہر رکھ برانچ کے کنارے ہائی پاس بنایا گیا تھا۔ وہاں پر جو Metalled Area ہے' اس کے ساتھ جو کچا ورک ہے اس ورم کچے کو بھی نہیں چھوڑا گیا۔ ابھی تو این او سی جاری ہوا ہے۔ بورڈ آف ریونیو نے اس کے لئے باضابطہ طور پر الاٹمنٹ ہی نہیں کی ہے۔ مگر آپ انکوائری کرا کر دیکھ لیں' میں حکومت کو چیلنج کرتا ہوں کہ کتنے ویگن سٹینڈ پہلے ہی بن چکے ہیں اور لوگ ہیں کہ سراپا احتجاج بنے ہوئے ہیں۔ وہ نہیں چاہتے کہ اس جگہ پر ویگن سٹینڈ ہو۔ ہائی کورٹ میں رٹ کر دی گئی ہیں کیونکہ اگر بالآخر اس جگہ پر ویگن سٹینڈ بنایا گیا تو وہاں ٹریفک کا مسئلہ ایسا درد سر ہو جائے گا کہ انتظامیہ کے لئے سنبھالنا بڑا مشکل ہو جائے گا۔ بنیادی طور پر تو میری تحریک حزب اختلاف کے رہنما کے خلاف پریس کانفرنس کے سلسلے میں ہے جس میں انہوں نے اراکین اسمبلی پر الزامات لگائے کہ خدانخواستہ ہم لوگوں نے اس زمین کے عوض کروڑوں روپے ہڑپ کر لئے ہیں۔ میں تو ویسے ہی اس کے خلاف ہوں۔ وہاں پر ویگن سٹینڈ بنانا تو موزوں ہی نہیں۔ اگر قائد حزب اختلاف نے الزام لگائے ہیں کہ کسی نانبجار نے' کسی رکن اسمبلی نے' کسی رکن اسمبلی کے ایجنٹ نے پیسے لئے ہیں تو انہیں اس معزز ایوان میں اس کو ننگا کرنا چاہئے۔ ویسے میرے علم کے مطابق کسی نے لئے ہی نہیں۔ اگر لئے ہیں تو اس کو یہاں پر لانا چاہئے۔ اس میں تو سب اراکین اسمبلی آ جاتے ہیں جن کا فیصل آباد سے تعلق ہے۔ اگر وہ اس کی تردید نہیں کرتے اور باقی اراکین اسمبلی کو مبرا قرار نہیں دیتے تو میں سمجھتا ہوں کہ میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ آپ قواعد و ضوابط کی بات کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ مقتدر ایوان ہے۔ ایوان کی بالادستی ہے۔ یہ اس کا اختیار ہے۔ اگر یہ ایوان کوئی قانون بنا سکتا ہے۔ اگر استحقاقات کے قوانین میں کوئی ترمیم کر سکتا ہے۔ اگر یہ ایوان کسی بھی تحریک استحقاق پر اکثریت کے ساتھ رائے دے دیتا ہے کہ یہ تحریک استحقاق باضابطہ ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ قوانین کے مطابق بھی وہ تحریک استحقاق باضابطہ بن جاتی ہے۔ اب چونکہ آپ نے یہ فرمایا ہے اور قائد حزب اختلاف بھی یہاں نہیں ہیں' اس لئے ان خیالات کے ساتھ میں اپنی تحریک کو اگلے دن پر موخر کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔

وزیر قانون: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ تحاریک التوائے کار کو ملتوی کر دیا جائے۔ بہت اہم قانون سازی کرنی ہے۔ براہ مہربانی آپ ایوان کی رائے لے لیں۔ قواعد معطل کر کے تحاریک التوائے کار کو ملتوی کر دیں اور قانون سازی کو لے لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایوان کی کیا رائے ہے؟ تحاریک التوائے کار کا وقفہ ختم کیا جائے؟

آوازیں: ٹھیک ہے۔

مسودات قانون
(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: تو اب ہم سرکاری بزنس کو لیتے ہیں۔ جناب وزیر قانون۔

ہنگامی قانون (ترمیم) ترقیاتی ادارہ لاہور مصدرہ 1991ء

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میں ہنگامی قانون (ترمیم) ترقیاتی ادارہ لاہور مصدرہ 1991ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہنگامی قانون (ترمیم) ترقیاتی ادارہ لاہور مصدرہ 1991ء ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ قواعد انضباط کار کے قاعدہ 75 (6) کے تحت یہ ہنگامی قانون اب مسودہ قانون کی شکل اختیار کر چکا ہے اور اسے متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے۔ جو اپنی رپورٹ 15 جولائی 1991ء تک ایوان میں پیش کرے گی۔ جی وزیر قانون صاحب!

ہنگامی قانون (ترمیم) تنخواہیں، بھتہ جات و مراعات وزراء پنجاب مصدرہ 1991ء

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میں ہنگامی قانون (ترمیم) (تنخواہیں، بھتہ جات و مراعات) وزراء پنجاب مصدرہ 1991ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہنگامی قانون (ترمیم) (تنخواہیں' بھتہ جات و مراعات) وزراء پنجاب مصدرہ 1991ء ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ قواعد انضباط کار کے قاعدہ 75 (6) کے تحت یہ ہنگامی قانون مسودہ قانون کی شکل اختیار کر چکا ہے اور اسے متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے۔ جو اپنی رپورٹ 15 جولائی 1991ء تک ایوان میں پیش کرے گی۔ جناب وزیر قانون۔

ہنگامی قانون' ترقیاتی ادارہ بہاولپور مصدرہ 1991ء

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میں ہنگامی قانون ترقیاتی ادارہ بہاولپور مصدرہ 1991ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہنگامی قانون ترقیاتی ادارہ بہاولپور مصدرہ 1991ء ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ قواعد انضباط کار کے قاعدہ (75) (6) کے تحت یہ ہنگامی قانون اب مسودہ قانون کی شکل اختیار کر چکا ہے اور اسے متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے جو اپنی رپورٹ 31 جولائی 1991ء تک ایوان میں پیش کرے گی۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جناب لاء منسٹر صاحب! کہاں تک جا پہنچے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! ہنگامی قانون (ترمیم) (اراکین کی تنخواہیں بھتہ جات و مراعات) پیش کرنا ہے۔

جناب سپیکر: یہ آپ پیش کر چکے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: نہیں جناب! میں نے پیش کرنا ہے۔ اجازت ہے جناب۔

جناب سپیکر: جی فرمایئے۔

ہنگامی قانون (ترمیم) اراکین کی تنخواہیں' بھتہ جات و مراعات) صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1991ء

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں ہنگامی قانون (ترمیم) (اراکین کی تنخواہیں' بھتہ

جات و مراعات) صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1991ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: ہنگامی قانون (ترمیم) (اراکین کی تنخواہیں' بھتہ جات و مراعات) صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1991ء ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ رولز کے قاعدہ (75) (6) کے تحت یہ ہنگامی قانون اب مسودہ قانون کی شکل اختیار کر چکا ہے اور اسے متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے جو اپنی رپورٹ 31 جولائی 1991ء تک ایوان میں پیش کرے گی۔ لاء منسٹر صاحب! اس میں ڈپٹی سپیکر صاحب کا شامل ہو گیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: نہیں جناب .....

جناب سپیکر: کل بھجوا دیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: وہ اس میں آ نہیں سکتا۔ میں نے لاء سیکرٹری سے بات کی تھی اور میں نے انہیں کہا تھا۔ شائد سیکرٹری اسمبلی نے جناب کو نہیں بتایا وہ قانونی طور پر اس میں نہیں آ سکتا۔ ممبرز کے پریولیجز علیحدہ ہیں۔ وزراء کے علیحدہ ہیں۔ وہ اس میں نہیں آ سکتا۔

جناب سپیکر: وہ تو یقیناً الگ ہیں۔ وہ تو علیحدہ آ سکتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جی ہاں وہ علیحدہ ہے۔

جناب سپیکر: تو علیحدہ بھی تو اس کو لایا جا سکتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب وہ کل ہی تو ملا ہے۔ اس میں ٹائم ہی نہیں ملا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے تو پھر اس پر مزید بات کر لیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جی جناب۔ جناب والا۔ اجازت ہے۔

جناب سپیکر: جی ارشاد۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میں قانون صنعتی ترقی بورڈ پنجاب مصدرہ 1973ء کی دفعہ 1 کی ذیلی دفعہ 4 کے تحت مطلوبہ اعلامیہ نمبر اے ای اے۔ 1-79/40-14 مورخہ 22 اگست 1990ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب! اس سے پہلے رپورٹ ہے جو آپ نے پیش کرنی ہے۔ یعنی صوبائی زکوٰۃ کے حسابات کی آڈٹ رپورٹیں ____ آپ کے پاس اس کی کاپی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: نہیں جناب میرے پاس اس کی کاپی نہیں ہے۔

سال 06-1405 اور 07-1406 ہجری کے لئے صوبائی زکوٰۃ کے حسابات کی آڈٹ رپورٹیں

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میں سال 06-1405 اور 07-1406 ہجری کے لئے صوبائی زکوٰۃ کے حسابات کی آڈٹ رپورٹ ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: سال 06-1405ھ اور 07-1406 ہجری کے لئے صوبائی زکوٰۃ کے حسابات کی آڈٹ رپورٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

قانون صنعتی ترقی بورڈ پنجاب مصدرہ 1991ء کی دفعہ 1 کی ذیلی دفعہ 4 کے تحت مطلوبہ اعلامیہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میں قانون صنعتی ترقی بورڈ پنجاب مصدرہ 1973ء کی دفعہ 1 کی ذیلی دفعہ 4 کے تحت مطلوبہ اعلامیہ نمبر اے ای اے۔ 1-79/40-14 مورخہ 22 اگست 1990ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: قانون صنعتی ترقی بورڈ پنجاب مصدرہ 1973ء کی دفعہ 1 کی ذیلی دفعہ 4 کے تحت مطلوبہ اعلامیہ نمبر اے ای اے۔ 1-79/40-14 مورخہ 22 اگست 1990ء ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ____ جی وزیر قانون صاحب!

مسودہ قانون (ترمیم) (ادائیگی) بھتہ خصوصی ملازمین پنجاب 1991ء

MINISTER FOR LAW: I beg to move -
that the Punjab Employees Special Allowance (Payment) (Amendment) Bill, 1991, as reported by Special Committe No. II, be taken into consideration at once.
MR. SPEAKER: The motion is -
That the Punjab Employees Special Allowance (Payment) (Amendment) Bill, 1991, as reported by Special Committe No. II, be taken into consideration at once.
No amendment has been received.
Law Minister, what happened to the Opposition?

وزیر قانون قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! رانا پھول محمد خان تشریف لے گئے تھے۔ شائد وہ بتا سکیں گے۔

جناب سپیکر: ہوا کیا ہے؟

وزیر امداد باہمی: (رانا محمد خان) جناب والا۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ ہم نے آج کے دن کے لئے بائیکاٹ کیا ہے اور ہم نہیں آئیں گے۔

جناب سپیکر: وجہ کیا ہوئی؟

وزیر قانون: جناب والا! میں عرض کروں۔

وزیر قانون: جناب والا! ہوا یہ ہے کہ جناب قائد حزب اختلاف کی تحریک استحقاق نمبر30 تھی اور یہ بجٹ کے متعلق جو پرسوں خبر چھپی تھی اس بارے میں تھی۔ اسے یہ out of turn پیش کرنا چاہتے تھے۔

جناب سپیکر: وہ کیا پیش کرنا چاہتے تھے؟

وزیر قانون: جناب والا! وہی تحریک استحقاق out of turn پیش کرنا چاہتے تھے۔

جناب سپیکر: اچھا!

وزیر قانون: تو اس سلسلے میں انہوں نے اصرار کیا کہ انہیں اسی تحریک استحقاق کو پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔ میں نے ان کی خدمت میں یہ گزارش کی کہ خبر اخبار میں بھی چھپ چکی ہے اور بجٹ بھی پیش ہو چکا ہے لہذا اب اس میں ایمرجنسی والی بات نہیں ہے اور جناب وزیر خزانہ بھی اپنی بجٹ کے سلسلے میں پریس کانفرنس کی وجہ سے ایوان میں تشریف نہیں لا رہے تو اسے اگلے دو روز کے بعد جو اجلاس ہو گا اس وقت تک ملتوی فرمالیں اس دوران میں جناب وزیر خزانہ سے اس بارے میں بات کر لوں گا۔ اس کے بعد میں آپ سے بھی مشورہ کر لوں گا۔ اس کے بعد اگر out of turn take up کرنا ہو گا تو کر لیں گے تو جناب والا۔ انہوں نے اس پر اصرار کیا کہ نہیں جی میں اسے آج ہی پیش کروں گا۔ جناب والا! ان کے اصرار پر ان کی اس تحریک استحقاق کو out of turn لینے کے لئے ایوان میں سوال پیش کیا گیا ایوان نے اسے out of turn لینے کی اجازت نہیں دی۔ اس پر

انہوں نے احتجاجاً" واک آؤٹ کیا ہے۔ تو ہم نے رانا پھول محمد خان کی خدمت میں گزارش کی تھی کہ وہ جا کر ان کو لے آئیں۔ اس بارے میں جو مزید بات ہوئی ہے وہ رانا صاحب فرما دیں گے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب' کیا آپ کی بات قائد حزب اختلاف سے ہوئی ہے؟

الحاج رانا پھول محمد خان: جی ہوئی ہے اگر آپ پھر حکم دیتے ہیں تو میں پھر چلا جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: وہ کہاں تشریف رکھتے ہیں۔

الحاج رانا پھول محمد خان: جناب والا! وہ اس وقت لابی میں تشریف فرما ہیں۔

ایک آواز: نہیں جی۔ اب تو وہ کینٹیریا میں چلے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: ہم قانون سازی کر رہے ہیں اور اس میں حزب اختلاف کا ہونا بہت ضروری ہے۔ لہٰذا آپ ان کو ذرا دیکھئے کہ وہ کہاں پر ہیں۔

چوہدری خادم حسین: جناب والا! میں پوائنٹ آف انفارمیشن پر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو دو بل ہوئے ہیں وہ ایس۔ اینڈ جی۔ اے ڈی کمیٹی سے متعلقہ ہیں ان کی میعاد 31 جولائی تک ہے۔ میں نے حج پر جانا ہے لہٰذا میری استدعا ہے کہ ان کی میعاد 31 دسمبر تک بڑھا دی جائے۔

جناب سپیکر: کس چیز کی میعاد بڑھا دی جائے؟

چوہدری خادم حسین: جناب والا! ہمارے دو بل ہیں اور وہ اراکین اسمبلی کی تنخواہ سے متعلق ہیں ان کے پیش کرنے کی میعاد 31 جولائی 1991ء تک ہے۔ ان کی میعاد 31 دسمبر تک بڑھا دی جائے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب' آپ اس بارے میں لکھ کر سیکرٹریٹ کر دیں۔ کہ آپ یہ ایک تحریک پیش کر رہے ہیں؟

چودھری خادم حسین: جی جناب والا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے آپ لکھ کر سیکرٹریٹ کو دیں پھر ہم اس کو Take up کرتے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! یہ پہلے معلوم کر لینا چاہئے کہ آیا وہ آرڈیننس ہیں یا بلز ہیں۔

جناب سپیکر: جی' شاہ صاحب۔ میں بھی یہی کہہ رہا ہوں کہ وہ لکھ کر دیں گے تو پھر ہم ان کو

دیکھیں گے کہ ان کی کیا پوزیشن ہے۔

کیا کچھ پتہ چلا کہ اپوزیشن کے اراکین لابی میں بیٹھے ہیں یا کینٹیریا میں چلے گئے ہیں۔ کون صاحب انہیں دیکھنے گئے تھے؟

الحاج رانا پھول محمد خان: جناب والا! معلوم ہوا ہے کہ وہ کینٹیریا میں چلے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ کینٹیریا میں ہیں۔ تو کون صاحبان ان سے بات کرنا چاہیں گے۔۔۔۔۔۔ شاہ صاحب۔۔۔۔۔۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! اگر رانا صاحب ناکام لوٹے ہیں تو پھر کامیابی کے مواقع بہت کم ہیں اور یہ بل انتہائی معصوم قسم کا بل ہے جس کے مطابق لیبر ملازمین کو دو سو روپیہ ماہانہ مہنگائی الاؤنس دیا گیا تھا اس کو ہم Regularize کروا رہے ہیں۔ یہ بل کوئی متنازعہ نہیں ہے اور نہ ہی اس پر حزب اختلاف والوں کی کوئی ترمیم ہے۔ یہ بل بالکل معصوم قسم کا ہے۔

جناب سپیکر: حزب اختلاف والوں کی موجودگی تو آپ ہی کے حق میں ہے۔

وزیر قانون: جی ٹھیک ہے یہ بالکل ہی ہمارے حق میں ہے بشرطیکہ وہ آ جائیں۔ مگر رانا صاحب کے خالی واپس آنے پر کچھ شک سا ہے۔

جناب سپیکر: کوشش کر دیکھنے میں کیا حرج ہے۔

وزیر قانون: ٹھیک ہے جناب والا۔

جناب سپیکر: تو سید طاہر احمد شاہ صاحب' راجہ خلیق اللہ خان صاحب' چودھری محمد اعظم چیمہ صاحب جائیں۔ میرے خیال میں یہ تین صاحبان ہی کافی ہیں اور کیا رانا صاحب جانا پسند فرمائیں گے۔

الحاج رانا پھول محمد خان: جناب والا! میں تو پہلے ہو آیا ہوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے آپ ہو آئے ہیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: جناب والا! رانا صاحب کا ہونا بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر: اگر آپ رانا صاحب کو لازمی لے جانا چاہتے ہیں تو پھر آپ انہیں لے جائیں۔

سردار محمد عارف نکئی: جناب والا! میری رائے ہے کہ ایک وزیر صاحب کو بھی بھیج دیا جائے

اور کیوں نا کرنل یامین صاحب کو بھیج دیا جائے۔

وزیر مواصلات: ٹھیک ہے جناب والا۔ میں آپ کے حکم کی تعمیل کرتا ہوں۔

پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر2 کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

ملک مختار احمد اعوان: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:-

"مالیاتی حسابات حد بندی پر ایڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 86-1985ء کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 دسمبر1991ء تک توسیع کر دی جائے"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی کہ:-

"مالیاتی حسابات حد بندی پر ایڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 86-1985ء کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 دسمبر1991ء تک توسیع کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

ملک مختار احمد اعوان: جناب سپیکر میں تحریک پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی ملک صاحب دوسری رپورٹ آپ پیش کرنا چاہتے ہیں؟

ملک مختار احمد اعوان: جی _____

جناب سپیکر: ارشاد فرمایئے۔

ملک مختار احمد اعوان: جناب سپیکر میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:-

"مالیاتی حسابات حد بندی پر ایڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 88-1987ء کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 جون 1992ء تک توسیع کر دی جائے"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی کہ:-

"مالیاتی حسابات حد بندی پر ایڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 88-1987ء کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 جون 1992ء تک توسیع کر دی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

تجارتی حسابات برائے سال 71-1970ء تا 80-1979ء پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹوں کا پیش کیا جانا

ملک مختار احمد اعوان : جناب سپیکر میں حکومت پنجاب کے تجارتی حسابات برائے سال 71-1970ء تا 80-1979ء پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹوں کے بارے میں ایڈھاک مجلس حسابات عامہ' صوبائی اسمبلی پنجاب کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: ملک مختار احمد اعوان صاحب یہ تحریک پیش کرتے ہیں کہ حکومت پنجاب کے تجارتی حسابات برائے سال 71-1970ء تا 90-1989ء پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹوں کے بارے میں ایڈہاک مجلس' حسابات عامہ' صوبائی اسمبلی پنجاب کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتے ہیں۔ ملک صاحب آپ کی ایک دوسری تحریک بھی ہے۔

تجارتی حسابات پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے 88-1987ء کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

ملک مختار احمد اعوان: جناب سپیکر میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ :-

"تجارتی حسابات پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 88-1987ء کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 جون 1992ء تک توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر: ملک مختار احمد اعوان صاحب یہ تحریک پیش کرتے ہیں کہ :-

"تجارتی حسابات پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 88-1987 کے

بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 جون 1992ء تک توسیع کر دی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر! میں نے یہ تحریک پیش کی تھی کہ ان کو بلایا جائے۔ میں ہو آیا ہوں۔ اب دوبارہ جانا میرے لئے مناسب نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کوئی حرج نہیں۔ اس پر کوئی انا کا مسئلہ نہیں۔

رانا پھول محمد خان: آپ کے حکم کی تعمیل کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی شکریہ۔ رانا صاحب آپ تشریف لے جائیں۔

رانا پھول محمد خان: اگر وہ پھر نہ آئے تو پھر_____

جناب سپیکر: آپ فکر نہ کریں۔ وہ ضرور آئیں گے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر میرے خیال میں بہت ٹائم ہو گیا ہے کوئی ایسی متنازعہ بات نہیں ہے۔ ہم جاری رکھتے ہیں۔ وہ اگر تشریف لے آئیں گے تو ان کی مہربانی ہے۔ جیسا کہ میں نے آپ سے گزارش کی تھی کہ رانا صاحب کی عزت اگر انہوں نے نہیں کی ہے تو ان کے تشریف لانے کے امکانات بہت کم ہیں۔ میں آپ کی خدمت میں انتہائی ادب سے گزارش کرتا ہوں کہ اجلاس کی کارروائی کو اب مزید موخر کئے بغیر جاری رہنا چاہئے۔ وہ تشریف لے آئیں گے تو ان کی بڑی مہربانی ورنہ یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ خدانخواستہ اپوزیشن کے نہ آنے سے ان کا کوئی Irrepairable Loss ہو جائے گا یا کوئی ایسی بات ہو جائے گی۔ آپ مہربانی کریں ویسے بھی آج کچھ گرمی ہے۔ آج ایئرکنڈیشنڈ بھی کچھ کام ٹھیک نہیں کر رہا۔

جناب سپیکر: ہمارے پاس یہی ایک بل ہے اور تو کوئی بزنس نہیں ہے۔

وزیر قانون: نہیں۔ جناب یہی ہے۔ اس کو نکال لیں۔ اس کے لئے بلا وجہ تاخیر ہو رہی ہے یا تو ان کی کوئی ترامیم ہوں یا انہوں نے Insist کیا ہو۔ میں نے صبح قائد حزب اختلاف سے خود فون پر بھی بات کی تھی اور میں نے ان سے گزارش کی تھی کہ اس بل کو ہم نے نکلوانا ہے اس پر ان کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ تو آپ مہربانی کر کے شروع کر دیں۔

جناب سپیکر: ابھی آ جاتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا کوئی وقت ہی مقرر کر دیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں پانچ سات منٹ میں آ جائیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا آپ مرضی کے مالک ہیں؟

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے ممبران ایوان میں تشریف لے آئے)

(ڈیسک بجا کر ان کا خیر مقدم کیا گیا)

جناب سپیکر: ہمارے پاس ایک بل ہے۔ وزیر قانون صاحب اسے پیش کر چکے ہیں' میں بھی اس کو پڑھ چکا ہوں۔ یہ بل ہے پنجاب ایمپلائز سپیشل الاؤنسز اینڈ پے منٹ امنڈمنٹ بل 1991ء۔ اس میں کوئی ترمیم نہیں ہے اور اسی دوران یہ نوٹس میں آیا کہ اپوزیشن کے معزز اراکین تشریف نہیں رکھتے ہیں اور سارے ہاؤس کی رضامندی سے ایوان کی کارروائی روک دی گئی اور اپوزیشن کے معزز اراکین کو ایوان میں واپس لانے کے لئے یہاں سے رانا پھول محمد خان' راجہ خلیق اللہ خان' چودھری محمد اعظم چیمہ' سید طاہر احمد شاہ تشریف لے گئے۔ اب آپ صاحبان تشریف لے آئے ہیں ہم آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں۔

(نعرہائے تحسین)

اور ہم قانون سازی کو وہیں سے شروع کرتے ہیں جہاں سے چھوڑا تھا۔

مسودہ قانون

مسودہ قانون (ترمیم) (ادائیگی) بھتہ خصوصی' ملازمین پنجاب 1991ء

MR. SPEAKER: The motion is -

> That the Punjab Employees Special Allowance (Payment) (Amendment) Bill, 1991, as reported by Special Committe No. II, be taken into consideration at once.

Since there is no amendment,

> The motion moved and question is -
> That the Punjab Employees Special

Allowance (Payment) (Amendment) Bill, 1991, as reported by Special Committee No. II, be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

Now, we start second reading and take up the Bill clause by clause. Clause 2. There is no amendment.

The question is -
That clause 2 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 2. stand part of the Bill.

Clause 3. One amendment has been received from the Law Minister. Please move the amendment.

MINISTER FOR LAW: I beg to move -

That for clause 3 of the Bill, as reported by the Special Committe No. II, the following be substituted:-

"3. Repeal:- The Punjab Employees Special Allowance (Payment) (Second Amendment) Ordinance, 1991 (XIV of 1991), is hereby repealed.

MR. SPEAKER: There is no opposition.

Motion moved and the question is -
That for clause 3 of the Bill, as reported by the Special Committee No. II, the following be substituted:-

"3. Repeal:- The Punjab Employees Special Allowance, (Payment) (Second Amendment) Ordinance, 1991, (XIV of 1991) is hereby repealed.

(The motion was carried)

MR. SPEAKER: The question is -

That clause 3, as amended, do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 1. There is no amendment.

The question is -
That clause 1 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Preamble. There is no amendment.

The question 15 -
The Preamble do stand Part of the Bill

(The motion was carried)

Long Title. There is no amendment. It becomes part of the Bill.

Minister fro Law, please.

MINISTER FOR LAW: I beg to move -

That the Punjab Employees Special Allowance (Payment) (Amendment) Bill, 1991, be passed.

MR. SPEAKER: Motion moved and the question is -

That the Punjab Employees Special Allowance (Payment) (Amendment) Bill, 1991, be passed.

(The motion was carried)

اب کل اور پرسوں دو دن اجلاس نہیں ہو گا۔ معزز ممبران بجٹ پر بحث کے لئے تیاری کر لیں 8 تاریخ کو پچھلے ٹائم یعنی چار بجے تک کے لئے اجلاس کی کارروائی ملتوی کی جاتی ہے۔

(اس کے بعد اجلاس کی کارروائی 8 جون 1991ء تک ملتوی کر دی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا پانچواں اجلاس

ہفتہ 8 جون 1991ء

(ہفتہ شنبہ 24 ذی القعدہ 1411ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ۵ بجے سہ پہر منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ
خَبَالًا وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَمَا
تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ○
هٰٓاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ
وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ
مِنَ الْغَيْظِ ۚ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ
الصُّدُوْرِ ○ اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَاِنْ تُصِبْكُمْ
سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا ۗ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ
شَيْـًٔا ۗ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ○ سورۃ آل عمران آیت ۱۱۸ تا ۱۲۰

مومنو! کسی غیر (مذہب) کو اپنا راز دار نہ بناؤ یہ لوگ تمہاری خرابی (اور فتنہ انگیزی کرنے) میں کسی طرح کی کوتاہی نہیں کرتے اور چاہتے ہیں کہ (جس طرح ہو) تمہیں تکلیف پہنچے۔ ان کی زبانوں سے تو دشمنی ظاہر ہو رہی ہے۔ اور جو (کینے) ان کے سینوں میں مخفی ہیں وہ کہیں زیادہ ہیں اگر تم عقل رکھتے ہو تو ہم نے تم کو اپنی آیتیں کھول کھول کر سنا دی ہیں ○

دیکھو تم ایسے صاف دل لوگ ہو کہ ان لوگوں سے دوستی رکھتے ہو حالانکہ وہ تم سے دوستی نہیں رکھتے اور تم سب کتابوں پر ایمان رکھتے ہو اور وہ تمہاری کتاب نہیں مانتے اور جب تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے ہیں اور جب الگ ہوتے ہیں تو تم پر غصہ کے سبب انگلیاں کاٹ کاٹ کھاتے ہیں ان سے کہہ دو کہ (بدبختو) غصے میں مر جاؤ خدا تمہارے دل کی باتوں سے خوب واقف ہے اگر تمہیں آسودگی حاصل ہو تو ان کو بری لگتی ہے اور اگر رنج پہنچے تو خوش ہوتے ہیں اور اگر تم تکلیفوں کی برداشت اور ان سے کنارہ کشی کرتے رہو گے تو ان کا فریب تمہیں کچھ بھی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ یہ جو کچھ کرتے ہیں خدا اس پر احاطہ کیے ہوئے ہے ○ وما علینا الا البلاغ

پوائنٹ آف آرڈر

اراکین اسمبلی کے استحقاق کے بارے میں پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر: چودھری شوکت داؤد صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب شوکت داؤد: جناب والا! میرا پوائنٹ آف انفارمیشن یہ ہے کہ چھ تاریخ کے روزنامہ "جنگ" میں وزیر صحت کے توسط سے خبر شائع ہوئی ہے کہ ارکان اسمبلی بنیادی مراکز صحت کا معائنہ اور عملے کو معطل نہیں کر سکتے۔ حالانکہ ہمارا ارکان اسمبلی کا استحقاق ہے کہ ہم ہسپتالوں' جیلوں اور سکولوں کا معائنہ کر سکتے ہیں۔ میرا کہنے کا مقصد یہی ہے کہ اس خبر کی تصحیح کی جائے۔ صحیح معلومات فراہم کی جائیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: رانا ثناء اللہ خان پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف انفارمیشن پر یہ بات کرنا چاہتا تھا کہ _____

میاں منظور احمد موحل: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! یہ بڑا اہم مسئلہ ہے کہ ممبران اسمبلی کسی ہسپتال کا معائنہ نہیں کر سکتے۔ جو کہ واقعی پروپلج ایکٹ کے تحت ہمارا استحقاق ہے۔ ممبران صوبائی اسمبلی کے حلقے میں جتنے بھی ہسپتال یا بنیادی مراکز صحت وغیرہ آتے ہیں وہ ان کا معائنہ کر سکتے ہیں۔ اگر ایسی خبر شائع ہوئی ہے تو پھر اس سے شکوک و شبہات جنم لیں گے۔ لہذا اس کی تصحیح ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! یہ پوائنٹ آف انفارمیشن پر بات کر رہے ہیں۔ کیا پوائنٹ آف انفارمیشن پر مجھے کوئی رولنگ دینی چاہئے۔

میاں منظور احمد موحل: وہ تو ہوتا ہی نہیں ہے۔ میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: اگر آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرتے ہیں تو میں آپ کی بات کا جواب دینے کو تیار ہوں۔

میاں منظور احمد موحل: انہیں پتا نہیں تھا۔ یہ پوائنٹ آف انفارمیشن نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اس لئے میں نے اس پر کوئی رولنگ دی ہے اور نہ ہی کوئی بات کی ہے کہ یہ پوائنٹ آف انفارمیشن نہیں بنتا۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ یہ آپ کا استحقاق مجروح ہوتا ہے' تو اس پر آپ تحریک استحقاق لا سکتے ہیں۔ اگر کسی بات کی وضاحت کرنی ہے' کوئی پروسیجرل میٹر ہے' یا اپنا

استحقاق کا مسئلہ آپ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں اور اس پر آپ رولنگ لینا چاہتے ہیں تو آپ اس کو پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے لا سکتے ہیں جیسا کہ اب آپ نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی ہے۔ میں جناب وزیر صحت سے کہوں گا کہ وہ اس اخباری بیان کے بارے میں وضاحت فرمائیں کہ صحیح صورت حال کیا ہے۔

وزیر صحت: شکریہ جناب والا۔

جناب والا! اس دن وقفہ سوالات تھا اور مختلف سوالات پوچھے گئے۔ ان میں ایک سوال یہ بھی تھا کہ آیا ممبران اسمبلی معائنہ کر سکتے ہیں یا نہیں اور اس کا دوسرا نکتہ یہ تھا کہ معائنہ کرنے کے بعد آیا وہ کوئی ایکشن بھی لے سکتے ہیں یا نہیں۔ تو یہ واضح طور پر بتا دیا گیا تھا اور اب پھر ایوان میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ ممبران صوبائی اسمبلی کا یہ استحقاق ہے کہ ڈی ایچ کیو ہوں' آر ایچ کیو ہوں یا ہسپتال ہوں وہ ان کا معائنہ کر سکتے ہیں۔ وہ جب بھی چاہیں' جا کر ان کو چیک کر سکتے ہیں۔ لیکن جہاں تک وہاں ایکشن لینے کی بات ہے' تو وہ محکمے کو رپورٹ دے سکتے ہیں' متعلقہ وزیر کو دے سکتے ہیں اور اس کے مطابق کارروائی ہو گی۔ جہاں تک معائنے کی بات ہے' وہ ان کا ہر وقت حق ہے کہ وہ جا کر معائنہ کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: رانا ثناء اللہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر یہ بات کرنا چاہتا تھا کہ تلاوت ختم ہونے کے بعد پانچ منٹ تک اجلاس کی کارروائی شروع نہیں کی گئی اور وزیر قانون صاحب آپ کے پاس مسلسل آ کر کوئی سرگوشیاں کرتے رہے۔ تو کیا یہ جو پانچ منٹ کی کارروائی تھی' یہ قواعد کے مطابق تھی؟ دوسری بات میں آپ کی وساطت سے میاں صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جب آپ نے مجھے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کی اجازت دے دی' مجھے فلور دے دیا تو اس کے بعد انہوں نے اپنا پوائنٹ آف آرڈر پیش کیا۔ تو یہ کس قاعدے کے تحت پیش کیا؟ کیونکہ وہ ہر بات میں قواعد کا حوالہ دیتے ہیں۔

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر: رانا صاحب' آپ کی یہ دونوں باتیں جو آپ نے پوائنٹ آف آرڈر پر کی ہیں' اس پر تبصرے کی ضرورت نہیں ہے اور اس پر کوئی رولنگ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اب ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔ سید طاہر احمد شاہ صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔ تشریف نہیں رکھتے ہیں۔ سید چراغ اکبر شاہ صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔ تشریف نہیں رکھتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: اس کو پینڈنگ کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: اس کو پینڈنگ کر لیا جائے؟ چودھری اصغر علی گجر صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 14 ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ یہ لیپس کر گئی۔ رانا ثناء اللہ خان کی تحریک استحقاق نمبر 19 ہے۔ یہ رونیو منسٹر صاحب کے کہنے پر پینڈنگ ہوئی تھی۔ یہ پیش ہو چکی ہے۔ اس پر مختصر بیان ہو گیا ہے۔ ریونیو منسٹر صاحب اس پر کچھ ارشاد فرمائیں گے؟

وزیر مال: (جناب محمد ارشد خاں لودھی)۔ جناب سپیکر! اس تحریک استحقاق پر بھی میں ٹیکنیکل گراؤنڈ پر جاؤں تو میری نظر میں یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی۔ لیکن چونکہ یہ ہمارے ایک معزز ممبر کا معاملہ ہے تو اس پر حقائق اس طرح ہیں کہ ہمارے ممبر اپنے علاقے کے لوگوں کے ساتھ تھانے تشریف لے گئے اور وہاں پر محرر کے پاس بیٹھے رہے اس کے بعد ایس ایچ او آیا اور اس نے ان کی بات نہیں سنی۔ ان کے مطابق پھر وہ چلے گئے اور دوسرے دن ایس پی سٹی کے پاس گئے۔ ایس پی سٹی نے ایس ایچ او کو ان کے سامنے بلایا اور ان کے مطابق وہ معاملہ رفع دفع ہو گیا۔ پرچہ رجسٹرڈ ہو چکا تھا۔ Grievances دور ہو چکی تھیں۔ تو اس کے بعد یہ ہماری رپورٹ ہے ٹیکنیکلی یہ نہیں بنتی۔ تو میں یہ استدعا کروں گا آپ سے بھی اور اپنے معزز ممبر سے بھی کہ اگر ابھی بھی ان کی کوئی grievance ہے تو میں اس کو بلا لیتا ہوں۔ ایس پی کو بلا لیتا ہوں۔ انسپکٹر کو بلا لیتا ہوں اور اگر انہوں نے ایس پی سے بات کی ہے تو میں اسمبلی کے فلور پر یہ کہتا ہوں کہ ہم ان کے خلاف ایکشن لیں گے۔

جناب رانا ثناء اللہ خاں: جناب سپیکر! میں اس بارے میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ جب بھی کوئی تحریک استحقاق کسی معزز ممبر کی طرف سے پیش کی جاتی ہے تو ہمارے وزراء صاحبان ایک ہی اعتراض لیتے ہیں کہ یہ ٹیکنیکلی نہیں بنتی اور اس میں پھر رولز کا حوالہ میاں صاحب دینے کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں کہ یہ کسی ایسی تحریک استحقاق کے بارے میں نہیں ہے جس کو کہ آئین میں دیا گیا ہو۔ تو اس بارے میں میں مختصر گزارش کرنی چاہوں گا کہ آئین کے آرٹیکل 14 میں یہ دیا گیا ہے۔

Inviolability of dignity of man

Article 14 (1) The dignity of man and, subject to law, the privacy of home, shall be inviolable.

اب جناب آئین کے اس آرٹیکل کے تحت جو Dignity of man ہے وہ Inviolable ہے اور جو Privacy of home ہے وہ Inviolable ہے۔ لیکن وہ Subject to law ہے۔

It means that dignity is inviolable .... even subject to any law. یعنی جتنے بھی Freedom of speech, privacy of home, freedom of movement. rights ہیں وہ آرٹیکل 28 تک دیئے گئے ہیں وہ تمام Subject to law ہیں۔ لیکن Dignity of man جو ہے وہ Subject to law بھی نہیں ہے۔ بلکہ وہ ہر طرح سے ہی Inviolable ہے اور مجھے افسوس ہے کہ یہ ہمارے جو وزراء صاحبان ہیں ان کی نظر میں Dignity of man کی کیا تعریف ہے۔ میری اس بارے میں یہ استدعا ہے کہ

Disrespectful attitude of police officer, impositing attitude of police officer of any government functionary.

جو ہے وہ Against the dignity of man ہے اور اس میں کسی قسم کا کوئی اور لاء حائل نہیں ہوتا اور جہاں تک اس بات کو لیا جائے کہ Dignity کے کیا معنی بنتے ہیں تو اس میں بھی جو ڈکشنری معنی ہیں وہ یہی ہیں کہ کسی آدمی کی حیثیت یا اس کی عظمت اور استحقاق جو ہے اس پر بھی ڈکشنری معنی یہی بنتے ہیں۔ کہ کسی آدمی کی جو حیثیت ہے جو اس کا اعتبار ہے یا جو اس کا استحقاق ہے۔ جناب اس طرح میں یہ گزارش کروں گا کہ جو fundamental rights ہیں ان کی ہمارے ملک میں جو ہسٹری ہے وہ کوئی قابل ستائش نہیں رہی ہے۔ 1956ء کے آئین میں جو list of fundamental rights شامل کی گئی تھی وہ چونکہ آئین بہت جلد دو سال بعد ہی abrogate ہو گیا اور وہ بھی بات آگے نہ بڑھ سکی اور اس کے بعد 1962ء کا جو آئین تھا اس میں fundamental rights کی لسٹ شامل ہی نہیں تھی اور بعد میں ترمیم کے ذریعے وہ 1964ء میں شامل کی گئی لیکن ایمرجنسی کے باعث اس پر کبھی بھی عملدرآمد نہ ہو سکا اور اسی طرح سے جو fundamental rights کی لسٹ 1973ء کے آئین میں دی گئی تھی وہ بھی continuous imposition of emergency تھا اس کی وجہ سے اس پر کبھی عملدرآمد نہ ہو سکا۔ لیکن اب جبکہ ہم ایک ایسی سوسائٹی میں رہ رہے ہیں جو آئینی طور پر fundamental rights کو guarantee ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ نہ صرف یہ کہ ایک معزز ممبر بلکہ کسی شہری کے ساتھ بھی کسی گورنمنٹ govt functionary کا یا پولیس آفیسر کا جو کہ ان کا وطیرہ ہے ان کا

That is against the dignity of man. وہ جو ہے disrespectful and impsiting attitude باقی جو انہوں نے میری تحریک استحقاق کے facts کے اوپر بات کی ہے انہوں نے کہا ہے کہ پرچہ درج ہو چکا تھا اس لئے grievance باقی نہیں رہی تھی۔ جناب میں نے اس پوری تحریک استحقاق میں کہیں بھی ایک لفظ بھی استعمال نہیں کیا کہ پرچہ درج نہ ہونے کی وجہ سے مجھے grievance پیدا ہوئی میں نے اس ایس ایچ او کے رویئے کے متعلق یہ کہا کہ میں جب تھانے میں گیا ہوں اس کا attitude جو تھا۔ That was disrespectful.

That was threatening, that was imposing attitude.

اور اس کے بعد میں نے ایس پی سٹی کو اسی دن جا کر شکایت کی کہ آپ کے ایس ایچ او صاحب نے اور اس کے ساتھ ایک کانسٹیبل نے میرے ساتھ یہ رویہ اختیار کیا ہے اور انہوں نے میرے ساتھ وعدہ کیا اور کہا کہ میں اس بارے میں ایکشن لوں گا اور دوسرے روز جس کا ذکر جناب لودھی صاحب نے بھی کیا ہے انہوں نے مجھے اپنے آفس میں بلایا میں وہاں پر گیا اور یہ درست ہے کہ انہوں نے وہاں پر ایس ایچ او بلایا میری بات سنی اس کی بات سنی اور اس کے بعد انہوں نے میرے ساتھ یہ وعدہ کیا۔ یہ واقعہ 11-4-91 کا ہے اور دوسرے روز میں 14-4-91 کو ان کے دفتر میں گیا ہوں اور ان کے آفس میں جا کر جب انہوں نے بالمشافہ گفتگو سنی اور اس کے بعد انہوں نے میرے ساتھ وعدہ کیا کہ میں اس معاملے کی انکوائری کراؤں گا۔ اس کا بھی میں نے بیچ میں ذکر کیا ہے کہ انہوں نے انکوائری کرانے کا وعدہ کیا۔ اس کے بعد میں نے اس بات کا انتظار کیا اور 21-4-91 کو میں نے ایس ایس پی صاحب کو ٹیلی گرام دی اس ٹیلی گرام کی اصل کاپی میرے پاس ہے۔ اس کا مضمون مختصر سا ہے میں پڑھ دیتا ہوں۔ ملک خدا بخش اعوان _____

جناب سپیکر: رانا صاحب! اس مضمون کے پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خاں: جناب والا! میں نے ان کو ٹیلی گرام 21- اپریل 1991ء کو دی ہے اور میرا grievance یہی تھا کہ ان پولیس افسروں نے جنہوں نے میرے ساتھ اس قسم کا رویہ اپنایا ہے ان کے خلاف ایکشن لیا جائے۔ تو ایکشن لینا تو بہت دور کی بات ہے۔ ایس پی صاحب کو تو اتنا گوارا نہیں ہوا کہ وہ انکوائری ہی ہولڈ کر لیتے اور اب جو جواب انہوں نے گول مول لکھ کر بھیج دیا ہے کہ جناب میں نے وہ پرچہ درج کر دیا تھا پرچہ درج کرنے سے ٹھیک ہے ایک شہری کی شکایت تھی۔ اس کا حق بنتا تھا۔ اس کے اوپر پرچہ درج ہو گیا۔ مجھے تو اس سے کوئی سروکار نہیں ہے۔

جناب سپیکر: وزیر مال صاحب کا یہ ارشاد ہے کہ یہ جو مسئلہ تحریک استحقاق کے ذریعے آپ چاہتے ہیں کہ اس کی Investigation ہو۔ اس میں یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم اس کے بغیر اس کی Investigation کرا لیتے ہیں۔ اس ایس پی کو بلا لیتے ہیں۔ متعلقہ لوگوں کو بلا لیتے ہیں اور آپ کے سامنے بٹھا کر اس بات کی پوری Investigation کر لیتے ہیں اور اگر وہ ان کے ذمے یہ بات بنی تو وہ اس پر ایکشن لینے کو تیار ہیں۔

رانا ثناء اللہ خاں: جناب والا! اس سلسلے میں' میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ جو ٹیکنیکل والی بات ہے یہ غلط ہے اور دوسرا یہ ہے کہ اگر وزیر موصوف اس طرح سے میری Grievance کو دور کرنا چاہتے ہیں تو میں ان کو ٹائم دینے کے حق میں ہوں لیکن جو میری تحریک استحقاق ہے اسے اس وقت تک Pending کر لیا جائے تاکہ اگر وہ اس Grievance دور کر سکے تو ٹھیک ہے ورنہ پھر میں اسے ہاؤس کے سامنے take up کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ تو ٹھیک ہے خاں صاحب' اس کو Pending کر لیتے ہیں اور اس دوران آپ اس مسئلے کو Resolve کر لیں۔

وزیر مال: جناب! ان کو بلا لیں۔

جناب سپیکر: جی ہاں ____ جناب غلام سرور خاں صاحب!

غلام سرور خاں: جناب سپیکر! میں تحریک استحقاق پیش کر چکا ہوں اور جواب نہ آنے کی صورت میں جناب وزیر مال صاحب نے یہ Pending کروائی تھی۔ اس پر میں اپنی شارٹ سٹیٹمنٹ بھی دے چکا ہوں۔ اب ان کے جواب کا انتظار ہے۔

جناب سپیکر: جی وزیر مال صاحب ارشاد فرمائیں۔ اس کا نمبر 20 ہے۔

وزیر مال: جناب والا! اس میں بھی کچھ حالات و واقعات اسی طرح ہیں اس میں وہ matter Specific نہیں ہے جیسے Quote کرتا ہے۔ اس میں so many matters ہیں۔ لیکن اس میں اصل حقائق یہ ہیں کہ اس کیس میں فریق اول خالد محمود ہے اور دوسرا فریق معاف علی وغیرہ ہیں۔ وہ اکٹھے وہاں رہ رہے تھے۔ انہوں نے مکانات بنائے اور خالد محمود کراچی چلا گیا۔ اس کے ساتھ ان کا کوئی تنازعہ ہوا۔ لیکن جب گھر والوں نے کراچی اسے اطلاع دی تو خالد محمود اپنے دوستوں کے ہمراہ واپس آ رہا تھا تو راستے میں ان کو معاف علی وغیرہ نے ان کو زد و کوب کیا اور ان کو شدید زخمی کر دیا اور پھر

خود ہی ان کو اٹھا کر تھانے لے گئے اور بتایا یہ کہ یہ ہم پر حملہ آور ہوئے تھے اور ہمارے گھر میں آئے تھے اور انہوں نے یہ کرائم کیا ہے۔ لیکن جب آئی او انسپکٹر موقع پر پہنچا' ڈی ایس پی موقع پر پہنچا تو ان کو حقائق Otherwise نظر آئے اور انہوں نے اس کے خلاف ایکشن نہیں کیا۔ اس میں اصل بات یہ ہے کہ ہمارے ہاں وہاں پر محمد فاروق جو جنگ اخبار سے تعلق رکھتے ہیں ان کا کوئی معاملہ تھانے والوں سے چل رہا تھا۔ ایک منشیات کا ملزم تھا جس کو چھڑانے کے لئے وہ ہمارے دوست گئے تھے جو ایس ایچ او نے تمہیں چھوڑا یہ تمام خبر جو اخبار پر base کر رہی ہے من گھڑت اور غلط خبر ہے اس پر انہوں نے base کیا ہے۔ ہماری رپورٹ کے مطابق یہ حقائق جو یہاں پر بتائے گئے ہیں یہ حقائق نہیں ہیں بلکہ اس میں otherwise حقائق ہیں۔ اس میں ہماری رپورٹ مصدقہ ہے۔ اصل حقائق اور ہیں لیکن دوسرے بتائے گئے ہیں۔ جو quote کیا گیا ہے وہ حقائق ہم نے فیلڈ سے نہیں پائے۔

جناب غلام سرور خاں: جناب سپیکر! میری تحریک استحقاق کے جواب میں وزیر مال صاحب نے اس واقعہ کی تفصیل کے بارے میں کچھ گزارشات پیش کی ہیں۔ میں اس واقعہ کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ میں نے اپنی یہ تحریک استحقاق اخبار روزنامہ جنگ کے مورخہ 20-5-91 کی ایک خبر کے مطابق پیش کی ہے اور اس میں بڑا واضح طور پر لکھا گیا تھا کہ اس مذکورہ واردات میں تھانے دار نے پرچہ درج کرنے سے انکار کر دیا اس کے ساتھ ہی ساتھ ملزموں نے تھانے دار کی سٹیٹمنٹ کے مطابق کہ اس نے پرچہ درج کرنے سے کیوں انکار کیا کہ ملزموں کا تعلق کسی ایم پی اے پنجاب کے ساتھ ہے اس وجہ سے ہم ملزمان کے خلاف کسی قسم کی کوئی بھی کارروائی کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے۔ جناب سپیکر! یہ سوچی سمجھی سازش ہے منتخب لوگوں کو بدنام کرنے کے لئے چاہے ان کا تعلق آئی جے آئی سے ہے چاہے پی ڈی اے سے ہے۔ جناب سپیکر میری تو بڑی واضح تحریک استحقاق تھی کہ یہ جو ہمارے خلاف مہم چلائی جا رہی ہے اس کا ایک حصہ ہے۔ جناب سپیکر! آج کل ہر کسی کی زبان پر ایک ہی بات ہے کہ جو بھی جرائم ہو رہے ہیں جو بھی وارداتیں ہو رہی ہیں ان کی سرپرستی اس علاقہ کا ایم پی اے کر رہا ہے۔ جناب سپیکر! اس وجہ سے میں نے یہ اپنی تحریک استحقاق پیش کی تھی کہ یہ ایک گھناؤنی سازش ہے جو کہ منتخب نمائندوں کو بدنام کرنے کے لئے کی جا رہی ہے لہٰذا میرے اس نکتے پر تحریک استحقاق بنتی ہے اور میں زور دوں گا کہ میری تحریک استحقاق کو Admit کیا جائے اور ساتھ ہی اس بات کی انکوائری کی جائے۔

مال ...ب والا! یہ جو خبر اخبار کی ہے اس پر ہمارے دوست base کر رہے ہیں۔ جو خبر ہے وہ

مصدقہ نہیں ہے۔ یہ تو انہوں نے لگائی ہے لیکن موقع پر تو ایسی کوئی بات ہی نہیں ہے۔ جو کہہ رہے ہیں کہ پرچہ رجسٹرڈ نہیں ہوا وہ خود ملزمان تھے اور وہ جو ہمارے دوست رپورٹر لگا رہے ہیں وہ پہلے ایک مقدمے کے بارے میں ان سے چپقلش چل رہی تھی۔ I went on the spot, the SHO اور ایس ڈی پی او وہاں موقع پر گئے اور اس کے بعد فیصلہ یہ ہوا کہ یہ نہیں ہے کہ انہوں نے کہا کہ شائد وہ کسی ایم پی اے صاحب کا آدمی ہے اس لئے ہم رجسٹر نہیں کرتے بلکہ وہ موقع پر گئے اور ان کو حقائق otherwise نظر آئے اور اصل حقائق انہوں نے یہ بتائے اور یہ بالکل حقیقت پر مبنی نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ MR SPEAKER: The matter does not relate to a privilege granted by the constitution any law or rule made under any law. A mere statement appearing in the press will not call for intervention of the Assembly. The privilege of a member is confined to what has been said in the House, whatever may have been said or done out side the House cannot form basis of the privilege motion. Ruled out of order.

اگلی تحریک استحقاق نمبر 23 ہے جو رانا اکرام ربانی صاحب کی ہے۔ رانا صاحب کی طرف سے اطلاع ہے کہ اسے rule out کیا جائے۔ چودھری اصغر علی گجر صاحب تشریف نہیں رکھتے ہیں ان کی تحاریک استحقاق ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! ان کو Pending کر دیں۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! ایک تحریک استحقاق Pending کر دی ہے۔ ایک تحریک استحقاق چودھری اصغر علی گجر صاحب کی عدم موجودگی میں Lapse کر دی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 27 جناب ارشاد حسین سیٹھی ہے۔

ڈویژنل انجینئرفون کی طرف سے ایم پی اے کو تفویض کردہ حقوق سے محروم رکھنا

جناب سپیکر: جناب ارشاد حسین سیٹھی کی پریولیج موشن نمبر 27 ہے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔

معاملہ یہ ہے کہ آج کل کے جمہور دور میں حکومتیں منتخب نمائندوں کے ذریعہ سے عوامی مسائل و مشکلات کو حل کرنے کے پروگرام بناتی ہیں اور اس طرح عوامی نمائندے بنیادی سہولیات عوام کے دروازہ تک پہنچانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

جناب والا! اس ضمن میں گزارش یہ ہے کہ حال ہی میں بحیثیت رکن صوبائی اسمبلی جناب وزیراعظم پاکستان میاں نواز شریف کی وساطت سے ہمیں یہ حق دیا گیا ہے کہ ہمارے کہنے پر محکمہ ٹیلیفون ہر ماہ ایک ٹیلی فون کنکشن کسی ضرورت مند کو مہیا کرے گا۔ جس کا طریقہ کار حکومت کے مقرر کردہ ضابطہ کے مطابق ہو گا۔

جناب والا! محکمہ ٹیلیفون کی طرف سے مہیا کردہ فارم ماہ اپریل 1991ء میں' میں نے ایک شخص کو دیا جس نے فون کنکشن کے لئے آٹھ سال قبل درخواست دی تھی مگر ابھی تک کنکشن حاصل نہ کر سکا تھا۔ یہ شخص متعلقہ ڈویژنل انجینئر مصری شاہ ایکسچینج کی خدمت میں متعدد بار حاضر ہوا۔ متعلقہ ڈویژنل انجینئر نے نہ صرف یہ کہ ڈیمانڈ نوٹس جاری نہ کیا بلکہ فون کنکشن دینے سے صاف انکار کر دیا اور اس پریشانی سے ٹیلی فون لگوانے کی حسرت دل میں لئے درخواست دہندہ گزشتہ ماہ ہارٹ اٹیک سے انتقال کر گیا۔

جناب والا! اس کی موت کے بعد اس کے اہل خانہ کے اصرار پر میں از خود بھی متعلقہ ڈویژنل انجینئر سے فون پر کئی بار رابطہ کر کے ڈیمانڈ نوٹس جاری کرنے کا کہا مگر اس نے نہ صرف یہ کہ ٹال مٹول سے کام لیا بلکہ یکم جون کو اس نے مجھے فون پر ڈیمانڈ نوٹس جاری کرنے سے صاف انکار کر دیا۔

جناب والا! مجھے تفویض کردہ حق کے پورا نہ ہونے سے نہ صرف میرا استحقاق مجروح ہوا ہے بلکہ اس پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک استحقاق کو منظور کر کے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں مختصر طور پر اس پر اپنا سٹیٹمنٹ دینا چاہتا ہوں۔ اس بات کو تو میں محکمہ کے ذمہ نہیں لگاتا کہ اس شخص کی موت ڈیمانڈ نوٹس نہ جاری کرنے کا باعث بن گئی مگر ایک بات جو میں اس معزز ایوان کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ آٹھ سال کے بعد اگر ایک شخص اپنے اس حق کو جو کہ اس کا بنیادی حق ہے کسی نمائندے کے ذریعہ سے حاصل کرنا چاہے اور اس پر بھی محکمہ کسی شریف آدمی کے ساتھ اس انداز سے سلوک کرے اور نہ صرف یہ کہ ڈیمانڈ نوٹس جاری نہ کرے بلکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس شخص نے اس انداز سے میرے بارے میں' محکمہ کے بارے میں اور حکومت کے بارے میں جو بیانات دیئے اور جس مایوسی کا وہ شکار ہوا وہ ایک لمبی بات ہے مگر میں یہ سمجھتا ہوں کہ

محکمہ نے جس انداز سے شروع کیا ہے۔ ہم عوامی نمائندے' اول تو ہمارا استحقاق آج اس معزز ایوان نے دیا ہے۔ استحقاق خواہ کسی چھوٹی بات پر ہو' خواہ کسی بڑی بات پر ہو یہ وہ حق ہے جو ان معزز ارکان کو آج اس ایوان کی نمائندگی کرتے ہوئے حاصل ہوا ہے۔

جناب والا میری بار بار کی استدعا کے بعد بھی جس انداز سے محکمہ کے متعلقین نے سلوک کیا میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک خاص اس حق کو جو مجھے تفویض کیا گیا تھا اور ان معزز اراکین کو حاصل ہے اس سے نہ صرف یہ کہ میرا حقیقتاً استحقاق مجروح ہوا ہے بلکہ اس پورے معزز ایوان کا بھی استحقاق مجروح ہوا ہے اور میری استدعا ہے کہ اس معاملے کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کرتے ہوئے کارروائی کی جائے۔

جناب سپیکر: جی لاء منسٹر صاحب کچھ فرمائیں گے؟

وزیر قانون: جناب سپیکر! یہ فیڈرل گورنمنٹ کے متعلقہ مسئلہ ہے اس سلسلہ میں ہمیں متعلقہ محکمہ سے ابھی تک کوئی انفارمیشن موصول نہیں ہوئی ہے اور جناب چیف منسٹر صاحب اپنے آج کے خطاب میں یہ جو ایم پی ایز کو ٹیلیفون کے کنکشنز ملے ہوئے ہیں اس سلسلہ میں کوئی پالیسی کے بارے میں اعلان بھی فرمانا چاہتے ہیں تو اگر اس کو آپ پینڈنگ فرمالیں تو مہربانی ہوگی۔

جناب سپیکر: جی صحیح ہے۔ سیٹھی صاحب اس کو پینڈنگ کرلیں؟

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب سپیکر ٹھیک ہے۔ اس پر لاء منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ محکمہ کی طرف سے بھی انہیں ابھی تک کوئی اطلاع نہیں ملی اور چیف منسٹر صاحب بھی اس پر کوئی پالیسی سٹیٹمنٹ دینا چاہتے ہیں۔ تو اس کو پینڈنگ کرتے ہیں اور پریولیج موشنز کو اب کل ٹیک اپ کریں گے۔

جناب فرحت عزیز مزاری: پوائنٹ آف آرڈر سر۔۔۔۔۔۔

قرارداد تعزیت

تیز گام کے حادثے میں فوت ہونے والے افراد کے لئے دعائے مغفرت اور فاتحہ خوانی

جناب سپیکر: جی پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔۔۔۔

جناب فرحت عزیز مزاری: جناب والا! میں آپ کی توجہ رات کو جو تیزگام کا حادثہ ہوا ہے اس کی طرف دلانا چاہتا ہوں اور یہ استدعا کرتا ہوں کہ یہ ایوان ان لوگوں کے لئے جو اس حادثہ میں فوت ہوئے ہیں درود فاتحہ پڑھے۔

وزیر قانون: جناب والا میں اس کی تائید کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر تیزگام کے حادثہ میں فوت ہونے والوں کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

جناب فرید احمد پراچہ: پوائنٹ آف آرڈر _____

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر جناب فرید پراچہ صاحب _____

جناب فرید احمد پراچہ: جناب والا گزارش یہ ہے کہ یہ ایک بہت ہی افسوس ناک سانحہ ہے جو گزشتہ روز پیش آیا ہے لیکن گزشتہ سال میں اسی طرح سانگھی ریلوے سٹیشن پر بھی ایک حادثہ پیش آیا تھا اور تین سو افراد لقمہ اجل بن گئے تھے۔ اس کے بعد اس میں جو افراد ملوث تھے یا جن پر الزام لگا ریلوے سٹیشن کے عملے کے افراد' ان کے بارے میں آج تک کوئی بات سامنے نہیں آ سکی کہ کیا ان کے بارے میں آج تک کوئی بات سامنے نہیں آ سکی کہ کیا ان کے بارے میں انکوائری ہوئی تھی۔ ان کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا تھا اور یہ حادثے کب تک ہوتے رہیں گے۔ جناب والا! یہ بہت ہی اہم معاملہ ہے اس بارے میں مرکزی حکومت کی توجہ دلائی جائے کہ جب بھی ایسے حادثات ہوں تو ان کی انکوائری رپورٹیں پردہ اخفاء میں نہ رکھی جائیں لوگوں کے سامنے لائی جائیں۔

جناب سپیکر: جی شکریہ فرید پراچہ صاحب۔ آپ نے خود فرما دیا کہ یہ مرکزی حکومت کے متعلقہ معاملہ ہے۔

چودھری خادم حسین: پوائنٹ آف آرڈر _____

مجلس قائمہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب سپیکر: چودھری خادم حسین صاحب رپورٹ پیش کرنا چاہتے ہیں؟

چودھری خادم حسین: جی ہاں۔

جناب سپیکر: جی ارشاد فرمایئے۔

چودھری خادم حسین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:-

مسودہ قانون ترمیم تنخواہیں بھتہ جات و مراعات اراکین صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1991ء مسودہ قانون نمبر 10 بابت 1991ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سروسز جنرل ایڈمنسٹریشن اینڈ انفارمیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 ستمبر 1991ء تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری خادم حسین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:-

مسودہ قانون (ترمیم) (تنخواہیں بھتہ جات و مراعات وزراء پنجاب مصدرہ 1991ء) مسودہ قانون نمبر 8 بابت 1991ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سروسز جنرل ایڈمنسٹریشن اینڈ انفارمیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 ستمبر 1991ء تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر: اب بجٹ پر عام بحث کا آغاز ہو گا اور بحث کا آغاز لیڈر آف دی اپوزیشن جناب رانا اکرام ربانی خان کریں گے لیکن ان سے پہلے میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ جناب چیف منسٹر اظہار خیال فرمانا چاہتے ہیں تو میں قائد ایوان کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اظہار خیال فرمائیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر پوائنٹ آف آرڈر _____

میزانیہ بابت سال 92-1991ء پر بحث کا آغاز

جناب سپیکر: رانا صاحب میں لیڈر آف دی ہاؤس کو فلور دے چکا ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر میں اس کے متعلقہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو ایجنڈا ہمیں دیا گیا ہے اس میں یہ لکھا ہے کہ سرکاری کارروائی میزانیہ بابت سال 92-1991ء پر عام بحث۔ تو جناب سپیکر کیا آج تک کبھی ہوا ہے کہ جو دن بجٹ پر عام بحث کے لئے مکس کر دیا گیا ہو تو

اس میں پہلے اجازت جو ہے وہ قائد ایوان کو دے دی جائے کہ وہ بجٹ پر بحث کا آغاز کریں۔ آپ ہی اس بارے میں ارشاد فرمائیں کہ 85ء سے آپ اس عہدہ پر فائز ہیں کہ پچھلے سالوں میں کبھی ایسا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ جی رانا صاحب تشریف رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان: کہ جب بجٹ پر عام بحث کے لئے دن فکس کیا جا چکا ہو تو اس دن جناب قائد ایوان پھر پالیسی سٹیٹمنٹ دیں۔ اس میں ایک بات میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ یہ میرے پاس کل کے "جنگ" کا ایڈیشن ہے۔ اس میں یہ لکھا ہے کہ پنجاب اسمبلی میں بجٹ پر بحث کا آغاز خود وزیراعلیٰ کریں گے۔ جب یہ خبر چھپ چکی تو پھر اس خبر کو camon flage کرنے کے لئے پھر اسے پالیسی سٹیٹمنٹ کا نام دے دیا گیا۔ حالانکہ جو تقریر وزیر خزانہ صاحب نے کی تھی وہ حکومت کی پالیسی سٹیٹمنٹ ہی تھی۔ اسی پالیسی سٹیٹمنٹ کے بعد دوبارہ پالیسی سٹیٹمنٹ کا کوئی جواز نہیں ہے اور اسی خبر کا جو متن ہے اس میں یہ کافی لمبا چوڑا لکھا گیا ہے کہ یہ ہمیں بحث کرنے کا طریقہ بتائیں گے۔ یہ اس کے بارے میں بتائیں گے کہ کوئی تلخی پیدا نہ ہو۔ جناب سپیکر یہ ہاؤس سے کوئی کلاس روم نہیں ہے کہ وہ ہیڈ ماسٹر بن کر ہمیں سمجھائیں گے کہ ہم نے کیا کرنا ہے _____

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ آپ نے اپنا پوائنٹ آف آرڈر پیش کیا۔ بلاشبہ اس معزز ایوان میں ہمیشہ بجٹ پر بحث کا آغاز قائد حزب اختلاف نے کیا ہے اور یہ ان کا استحقاق ہے اور ہمیشہ سے قائد حزب اختلاف ہی بجٹ پر بحث کا آغاز کرتے ہیں اور یہ روایات عرصہ دراز سے چلی آ رہی ہیں اور اسی ایوان میں ہمیشہ سے یہ رولنگ آتی رہی ہیں کہ یہ قائد حزب اختلاف کا استحقاق ہے اور وہی بجٹ پر بحث کا آغاز کرتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی میں یہ کہوں گا کہ قائد ایوان جو ایوان میں نمبر ایک پوزیشن پر ہوتے ہیں وہ کسی بھی وقت اگر کوئی پالیسی سٹیٹمنٹ دینا چاہیں تو ان کو اسی ایوان میں کسی ضابطے اور کسی روایت کے تحت پالیسی سٹیٹمنٹ دینے سے روکا جا سکتا ہے؟ میں اس پر فیصلہ دے چکا ہوں اور میں اس پر سٹینڈ کرتا ہوں کہ قائد ایوان کو پالیسی سٹیٹمنٹ دینے کا حق ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اور میں نے انہیں فلور بھی دے دیا ہے' میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ اظہار خیال کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس معزز ایوان کی جو اچھی روایات ہیں ان کو آپ ختم نہ کریں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب بجٹ پر بحث کا آغاز آج بھی قائد حزب اختلاف کریں گے۔ اس میں کوئی ابہام نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا جب وزیر خزانہ بجٹ پیش کر چکے ہیں اور یہ حکومت کی طرف سے پالیسی سٹیٹمنٹ ہی تھی؟

جناب سپیکر: اس میں وہ کچھ اضافہ کرنا چاہتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر مسلمہ روایات کو ختم کرنے کا یا ان کا اس طرح سے حلیہ بگاڑنے کا۔ جناب سپیکر آپ کو بھی اختیار نہیں ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ خانزادہ صاحب آپ اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں۔

خان زادہ تاج محمد: جناب سپیکر میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: وہ پہلے ہی پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں۔ رانا ثناء اللہ خان صاحب آپ بھی تشریف رکھیں۔ میں اس پر اپنی رولنگ دے چکا ہوں۔ آپ اپنی نشست پر تشریف رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا میں ٹوکن واک آؤٹ کرتا ہوں۔

(اس مرحلے پر معزز رکن رانا ثناء اللہ خان نے ٹوکن واک آؤٹ کیا)

جناب سپیکر: قائد ایوان جناب غلام حیدر وائیں صاحب۔

وزیر امداد باہمی (رانا پھول محمد خان): جناب سپیکر میں آپ کی وساطت سے قائد حزب اختلاف سے یہ گزارش کروں گا کہ اس معزز ایوان کی یہ روایات رہی ہیں کہ قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کی تقریروں کو بڑے سکون سے سنا جاتا ہے۔ اگر وہ واک آؤٹ کرنے والے اپنے رکن کو واپس بلا لیں تو میں ان کا بے حد ممنون ہوں گا اور یہ ہاؤس بھی ان کا بے حد ممنون ہوں گا۔

جناب سپیکر: جناب غلام حیدر وائیں صاحب۔

وزیر اعلیٰ پنجاب (جناب غلام حیدر وائیں): جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ اگلے سال کے میزانیہ پر بحث کا آغاز قائد حزب اختلاف کی تقریر سے پہلے میری استدعا پر آپ نے مجھے چند گزارشات اس ایوان کی خدمت میں پیش کرنے کا موقع عنایت فرمایا ہے۔ میں اس ایوان میں

آج جو گزارشات کرنے والا ہوں اس میں بعض ایسے اہم پہلو ہیں جو میں چاہتا تھا کہ ان کو پیش کرنے کے بعد اس معزز ایوان کے تمام معزز اراکین جس میں حزب اقتدار اور حزب اختلاف میں بیٹھنے والے میرے معزز بھائی شامل ہیں۔ وہ بجٹ پر عام بحث کے دوران ان نکات پر بھی اپنے خیالات کا اظہار فرما کر میری رہنمائی فرمائیں۔ تاکہ جس وقت بجٹ پر عام بحث کو محترم وزیر خزانہ یا حسب ضرورت میں اس پر اپنے اختتامی خیالات کا اظہار کروں تو میرے ان نکات پر بھی مجھے اس ایوان کے اراکین کی رہنمائی حاصل ہو۔ اگلے سال کے میزانیہ کے بعض اہم پہلوؤں پر بات کر سکوں۔ جناب سپیکر میں نے یہ بات پچھلے دنوں خاص طور پر جب قائد حزب اختلاف سے بات ہوئی تھی' میں نے ان سے بھی یہ بات کی تھی اور انہوں نے میری اس بات کے ساتھ اتفاق فرمایا تھا۔ اس لئے میں یہ خیال کرتا ہوں کہ جب میں ان نکات پر بات کروں گا یقینی طور پر اس میں پنجاب کے عوام کو ایسی خوشیاں اس ایوان اور معزز اراکین کی وساطت سے پہنچیں گی جس کا تذکرہ اس میزانیہ میں نہیں ہے اور وہ ایسے نکات ہیں جو کہ اگلے سال کے میزانیہ کے دوران پنجاب کے عوام تک پہنچنے چاہئیں اور اس میں مجھے آپ کی رہنمائی یعنی اس معزز ایوان کی بھی رہنمائی چاہئے۔

جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ پچھلے اجلاس میں' میں نے یہ اعلان کیا تھا کہ عام انتخابات کے دوران' مختلف سیاسی پارٹیوں کے کارکنوں کے درمیان جو مقدمات دائر ہوئے تھے ان میں سے سنگین جرائم کے مقدمات کو چھوڑ کر باقی مقدمات کو واپس لے لینا چاہئے۔ اسی سلسلے میں' میں نے وزیر قانون کی قیادت میں ایک کمیٹی بھی تشکیل دی تھی اور اس کمیٹی میں ہم نے اپوزیشن کی طرف سے نامزد نمائندہ بھی شامل کیا تھا۔ اس کمیٹی نے اس مسئلے پر بہت تفصیل سے غور کیا۔ عام انتخابات کے دوران 190 کیسز درج ہوئے۔ جناب سپیکر پیپلز پارٹی اور پی ڈی اے کے کارکنوں پر جو مقدمات درج ہوئے سارے پنجاب میں ان کی تعداد 115 ہے اور اسلامی جمہوری اتحاد اور دیگر جماعتوں کے کارکنوں پر جو مقدمات درج ہوئے ان کی تعداد 75 ہے اور اس لحاظ سے یہ کل 190 مقدمات تھے۔ اس کمیٹی کے غور و خوض کے بعد اس نے جو مجھے سفارشات دیں۔ اس میں انہوں نے سنگین جرائم کے مقدمات کو علیحدہ رکھ کر 69 مقدمات کو واپس لینے کی انہوں نے سفارش کی ہے اور متفقہ طور پر سفارش کی ہے۔ اس میں پیپلز پارٹی اور پی ڈی اے پر جو مقدمات تھے' مقدمات درج ہوئے تھے ان کی تعداد 44 ہے اور اسلامی جمہوری اتحاد اور دیگر کارکنوں پر جو مقدمات درج ہوئے ان کی تعداد 25 ہے گویا کہ 69 مقدمات انہوں نے واپس لینے کی سفارشات کی ہے جن کو میں نے من و عن تسلیم کرتے ہوئے ان مقدمات کو واپس لینے کا فیصلہ کیا۔ باقی جو مقدمات واپس نہیں لئے جا سکے۔ ان میں سے

بعض سنگین نوعیت کے تھے اور بعض قصاص اور دیت کے لحاظ سے ایسے مقدمات ہیں کہ جن کی واپسی فریقین کی منظوری کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ مجھے امید ہے کہ اگر فریقین اس میں اپنی رضامندی کر لیں گے تو حکومت کا رویہ بھی حکومت کی اسی پالیسی کے عین مطابق ہو گا۔ جناب سپیکر! فاضل وزیر خزانہ نے اگلے مالی سال کا میزانیہ پیش کرتے ہوئے ہر حلقے کے تعمیر و ترقی کے پروگرام کے لئے تعمیر وطن پروگرام کے دائرہ کار میں رہتے ہیں ایک کروڑ روپے کا پیکج کا اعلان فرمایا ہے۔ میں اس کی تفصیلات میں نہیں جا رہا۔ مجھے امید ہے کہ معزز اراکین جب اس سلسلے میں اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں گے تو اس کے بعد ہم اس پہ اپنی رائے دے سکیں گے کہ ہم نے پنجاب میں خاص طور پر دیہاتوں میں تعمیر وطن پروگرام کے تحت یہ سہولتیں فراہم کرنے کے لئے جو پروگرام دیا ہے یہ یقینی طور پر تاریخ کا سب سے بڑا بجٹ ہے۔ اس کا نمایاں پہلو یہ ہے کہ ان فنڈز کی تقسیم مساوی طور پر کی گئی ہے۔ حزب اختلاف کے معزز اراکین اور اقلیتی اراکین اور متوقع طور پر ہماری خواتین بہنوں کو آئینی ترمیم کے بعد اگر ان کو اسمبلیوں میں نمائندگی کا حق ملا' جس کے متعلق ہمیں یقین ہے کہ انشاء اللہ ضرور ملے گا تو ان کو بھی اس سال کے دوران ڈویلپمنٹ کا یہی پیکج فراہم کیا جائے گا۔

جناب سپیکر! میں اس ایوان کی وساطت سے معزز اراکین کو اور معزز اراکین کی وساطت سے اپنے پنجاب کے عوام تک یہ بات پہنچانا چاہتا ہوں کہ میں نے وزیراعلیٰ کی ذمہ داریاں سنبھالنے کے بعد ڈی سنٹرلائزیشن کی بھی بات کی ہے اور میں مسلسل کرتا چلا آ رہا ہوں اور میری سوچ مجھے کسی ابہام کی طرف نہیں لے جا رہی کہ ترقیاتی سرگرمیوں میں بھی پنجاب کے تمام علاقوں کو مساوی ترقیاتی فنڈ ملنے چاہئیں۔ انشاء اللہ میں اور میرے رفقاء اور میرے وزراء اس کوشش پہ سنجیدگی سے عمل پیرا رہیں گے۔ جناب والا! آپ اس بات سے آگاہ ہیں کہ ماضی میں ان حالات کے بجا تقاضوں کے پیش نظر ماضی کے وزیراعلیٰ پنجاب اپنے صوابدیدی اختیارات کے تحت اپنے صوابدیدی فنڈ جو کہ فنڈز کا ایک خاصا حصہ ہوتا تھا تحویل میں ایوان دیتا رہا ہے اور اس دفعہ بھی اس کی تجویز ہے۔ یقینی طور پر وزیراعلیٰ کی طرف سے ان ترقیاتی فنڈز کی تقسیم اراکین کی خواہش کے مطابق تقسیم ہوتی رہی ہے۔ کیونکہ اس وقت' وقت کا یقینی طور پر ایک بہت اہم تقاضا تھا اور اسے اس وقت کے وزیراعلیٰ نے نہایت سیاسی بصیرت کے تحت اسمبلی کے تعاون اور ان کی مشاورت سے متعلقہ حلقوں کے لئے تقسیم فرمایا۔ لیکن آج میں وزیراعلیٰ کے طور پر یہ محسوس کرتا ہوں کہ اب وقت کے نئے تقاضے نئی سوچوں اور نئے افق کو سامنے لا چکے ہیں اور میری رائے میں بطور وزیراعلیٰ پنجاب صوابدیدی فنڈز کا ایک بڑا حصہ میری صوابدید پر رکھا گیا ہے۔ میری ایک سیاسی کارکن کی حیثیت سے اور ڈی سنٹرلائزیشن کی

پالیسی کے ایک مبلغ کی حیثیت سے یہ امانداراند رائے ہے کہ مجھے ان صوابدیدی فنڈز کی تقسیم پنجاب کے تمام صوبائی حلقوں کے بنیاد پر آج ہی کر دینی چاہئے۔ لہٰذا میں آج اس صوابدیدی فنڈز جو کہ وزیراعلیٰ کی تحویل میں دینے پر تجویز کئے گئے ہیں۔ جس کے لئے میں محترم صوبائی وزیر خزانہ اور صوبائی وزیر ڈویلپمنٹ کا بے حد شکر گزار ہوں۔ میں اس فنڈ کو ہر صوبائی حلقے کی بنیاد پر تقسیم کرنے کے لئے 25 لاکھ روپے فی صوبائی حلقہ دینے کا اعلان کر رہا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین) یہ 25 لاکھ روپے کا ترقیاتی فنڈ اس ایک کروڑ کے ترقیاتی فنڈ سے علیحدہ ہے اور میرے خیال میں میرے وہ بھائی جو کہ اپنے نقطہ نگاہ کو بیان کرنے کے لئے احتجاجاً" اس ایوان سے باہر تشریف لے گئے تھے میرے خیال میں شاید وہ میری اس بات سے اتفاق فرمائیں میں جب بات کرنے والا تھا تو اس کا مفہوم یہی تھا کہ

وہ فقط اپنے لئے کر رہے ہیں جام طلب
میں ہر ایک کو پلانے کی بات کرتا ہوں

(نعرہ ہائے تحسین) میں انشاء اللہ 25 لاکھ روپیہ کے اضافی صوبائی حلقہ کی بنیاد پر فراہم کرنے پر اس سیشن کے دوران اور اس سیشن کے فوری بعد آئی جے آئی کے اپنے ساتھیوں کے ساتھ پارلیمانی پارٹی کے اجلاس میں کچھ مشورے کروں گا۔ ان کی رہنمائی بھی لوں گا اور ان کو بھی کچھ مشورے دوں گا اور ان کی روشنی میں یہ فنڈ بھی ہر صوبائی حلقے میں ان کے تعمیر وطن پروگرام کے تحت خرچ کئے جائیں گے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ میں یہ بھی جناب سپیکر آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کی خدمت میں عرض کرنی چاہتا ہوں کہ ان فنڈز کی فراہمی کے بعد پورے ایک میں' آپ میں سے کوئی بھائی میرے پاس کسی ڈویلپمنٹ سکیم کو لے کر نہیں آئے گا۔ وہ اس لئے کہ یہ ایک ایسی بات ہے اور ایک ایسی ریت ہے کہ جو اگر شروع ہو تو پھر ختم نہیں ہوتی اور پھر جو چیز میرے پاس تھی وہ میں نے پہلے ہی آپ کی خدمت میں پیش کر دی ہے تو آپ سرماتھے پر میرے پاس تشریف لائیں لیکن میرے خیال میں یہ بات بڑی احسن ہو گی کہ اب آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ اب آپ کے پاس کتنے ڈویلپمنٹ فنڈز ہیں اور اس کے لئے ترجیحات کا تعین آپ خود کر لیں اور ایک سال میں ان فنڈز سے اپنے حلقے کی تعمیر و ترقی اور اس کی دیکھ بھال کریں۔ مجھے امید ہے کہ اس سلسلے میں یہ معزز ایوان میرے اس اعلان کی روح کو سامنے رکھتے ہوئے میری اس بات کی حوصلہ افزائی کرے گا۔

مجھے امید ہے کہ اس سلسلے میں یہ معزز ایوان میرے اعلان کے اندر جو حقیقی روح کار فرما ہے اس کو سامنے رکھتے ہوئے میری اس بات کی حوصلہ افزائی کرے گا اور ہم آئندہ پورا ایک سال اس معاملے کے لئے اپنا مزید وقت ضائع کرنے سے بچائیں گے۔ البتہ اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں کوئی اور

وسائل دیئے تو انشاء اللہ اس سلسلے میں میری خدمات ہوں گی اور میں اس سلسلے میں کسی بخیلی سے کام نہیں لوں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین) لیکن جناب والا! ابھی میں آپ کو اور بھی خوش خبری دینا چاہتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ اس سلسلے میں بیٹھے ہوئے میرے حزب اختلاف کے احباب میں سے میرا وہ بھائی اپنی اس بات کا احساس ضرور کرے گا کہ انہوں نے اپنا پوائنٹ آف آرڈر اٹھانے کے بعد جناب سپیکر کی رولنگ کے بعد بھی اپنا احتجاج ریکارڈ کرنے میں شائد جلد بازی سے کام لیا۔ اگر وہ میری باتوں کے بعد احتجاج کرتے تو شائد ان کو یہ موقع نہ ملتا بلکہ وہ اس پر با حوصلہ ہو کر اس پر زیادہ مثبت انداز میں اظہار خیال بھی کرتے۔ جناب والا! اس بجٹ کے علاوہ اس سے ہٹ کر ورلڈ بینک کا ایک پرائمری ایجوکیشن کا پروگرام ہے جو اس پروگرام سے علاوہ ہے جو میرے محترم صوبائی وزیر خزانہ نے پیش کیا اور بڑی محنت کے بعد اور بڑی خاموشی کے بعد میں نے اس سلسلہ میں خاصی پیش رفت کی۔ میں خیال کرتا ہوں کہ میں یہ پیش رفت اس لئے کر سکا کہ مجھے میرے معزز اراکین نے کچھ وقت عنایت فرمایا اور آپ کو میں یقین دلاتا ہوں کہ اگر ہم اپنے اپنے کاموں پر لگے رہے اور کچھ وقت بچتا رہا تو انشاء اللہ اس سلسلے میں آپ کو مزید خوش خبریاں ملتی رہیں گی۔ (نعرہ ہائے تحسین) ورلڈ بینک پرائمری ایجوکیشن پروگرام کے تحت موجود پروگرام سے ہٹ کر میں جناب والا ایک اور خوشخبری جناب کی وساطت سے اس ایوان کو اور پنجاب کے عوام کو پہنچا رہا ہوں اور وہ یہ کہ اگلے مالی سال کے دوران اضافی 16 سو شیلٹرلیس پرائمری سکولوں کی عمارات تعمیرات پنجاب میں کی جائیں گی۔ (نعرہ ہائے تحسین) ان 16 سو شیلٹرلیس بچوں اور بچیوں کے پرائمری سکولوں کی عمارات پر 48 کروڑ روپے کی رقم مزید خرچ آئے گی جو کہ پہلے ہی بجٹ کا حصہ نہیں۔ چونکہ یہ ورلڈ بینک کا پروگرام ہے لہذا انہوں نے پنجاب کے 31 اضلاع میں سے اپنے کرائیٹیریا کے مطابق 23 اضلاع کو منتخب کیا ہے۔ لہذا یہ 16 سو پرائمری سکول شیلٹرلیس عمارات کی تعمیر' یہ ہمارے پنجاب کے 30/31 اضلاع کی بجائے 23 اضلاع میں یہ رقم خرچ کی جائے گی۔ اس میں 170 صوبائی حلقہ انتخابات ہوں گے اور اس میں آٹھ (8) مینارٹی کے حلقے بھی شامل ہو جائیں گے۔ یعنی 178 حلقے بن جائیں گے۔ ان پرائمری شیلٹرلیس سکولوں میں دو کمرے صحن برآمدہ' چار دیواری' بیت الخلاء اور پانی کے لئے نلکے کی فراہمی جو ہے وہ اس کا پیکج ہے اور ہر شیلٹرلیس سکول کی عمارت پر تین لاکھ روپیہ خرچ آئے گا۔ یہ 16 سو سکول جو ہیں ان کی ہم ڈسٹرکٹ وائز اور constituencywise فہرست بھی بہت جلد انشاء اللہ آپ حضرات کی خدمت میں پیش کر دیں گے' آپ ان میں سے چن لیں گے اور جہاں پر بھی' میری وہی پرانی داستان یہاں پر بھی لاگو ہو گی' میں ان 23 اضلاع میں جہاں کے لئے یہ پروگرام ورلڈ بینک کی طرف سے آیا ہے ان 16 سو

پرائمری Shelter less سکولوں کی عمارات کی تعمیر کے لئے ہر صوبائی حلقے کو جہاں کے لئے یہ ہیں ان کو میں مساوی تعداد میں یہ میں فنڈز فراہم کر رہا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین) اس لحاظ سے آپ کا یہ جو ڈویلپمنٹ کا پیکیج ہے یہ سوا کروڑ سے بڑھ کر بھی اور آگے بڑھ جائے گا۔ جناب والا جب میں آیا تو یہاں پر ایک تحریک استحقاق تھی ٹیلی فون کے متعلق' اگرچہ اس تحریک استحقاق کا مفہوم اور مضمون بالکل مختلف تھا' لیکن اس دن لاء منسٹر صاحب نے میری طرف اشارہ کر کے ارشاد فرمایا کہ میں اس سلسلے میں کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔ تو میری اس سلسلے میں بات یہ ہے کہ قومی اسمبلی کے اراکین کو وفاقی حکومت نے پانچ ٹیلی فونز ہر ماہ کے لئے اپنی صوابدید پر تقسیم کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور ایک ٹیلی فون فی ماہ ہر ایم پی اے کو جاری کرنے کے احکامات جاری فرمائے تھے۔ پچھلے این ای سی کے اجلاس میں جس کی صدارت جناب وزیراعظم پاکستان جناب میاں نواز شریف صاحب فرما رہے تھے میں نے اس میٹنگ میں جناب وزیراعظم صاحب سے بھی اور میں نے وفاقی سیکرٹری مواصلات سے بھی اس مسئلے کو بڑی خاموشی اور سنجیدگی کے ساتھ اٹھایا تھا اور میں نے اپنے اس مانگ کے تحت اور پنجاب کے اس حق کے تحت اور پنجاب کے اس پیار اور محبت کے تحت جو کہ وزیراعظم پاکستان سے پنجاب کے عوام کا پیار اور محبت کا واسطہ ہے میں نے وہ جو ایک ٹیلی فون فی ماہ والا فیصلہ ہے وہ میں نے جناب پرائم منسٹر صاحب کی خدمت میں واپس کر دیا تھا اور استدعا کی تھی کہ جناب پرائم منسٹر صاحب آپ کی شان کے مطابق نہیں ہے۔ یہ پنجاب کے عوام کی ترجمانی بھی نہیں کرتا اور اگر آپ نے یہ پانچ ٹیلی فون ہمارے ممبر قومی اسمبلی اور محترم ممبر سینیٹ کو عطا فرمائے ہیں تو پھر اس لحاظ سے اڑھائی ٹیلی فون فی ماہ حساب سے بنتے ہیں اور میرے خیال میں آپ کا تعلق پنجاب کے ساتھ ہے وہ اڑھائی کی بجائے تین تین ٹیلی فونز فی ماہ ایک ایک ممبر کو ملنے چاہئیں۔ تو جناب والا میں اس معزز ایوان کے سامنے ایک اور خوش خبری دے رہا ہوں کہ جناب پرائم منسٹر میاں نواز شریف صاحب نے اور وفاقی وزارت مواصلات نے میری اس استدعا کو قبول کرتے ہوئے ہر ماہ تین ٹیلی فون کنکشن ہر صوبائی اسمبلی کے ممبر کو دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) جلد باز آپ بہت ہیں' حالانکہ میں نے اشارتاً" یہ بات اپنی فاضل رکن اپوزیشن سے کر بھی دی ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ہم اور آپ سبھی ایک ہی سوسائٹی کے دوست ہیں۔ پہلے فیصلے میں جناب والا یہ ارشاد ہوا تھا کہ وہ صرف اپنے حلقے میں استعمال کئے جائیں گے میں نے اس بات پہ بھی رائے دی تھی کہ وہاں پر بعض حلقے ایسے ہیں کہ سارے حلقے میں ٹیلی فون کی گنجائش نہیں ہے۔ میری رائے میں یہ کوٹہ جو ہے ہمارے ہر فاضل رکن کو اپنے ضلعے میں استعمال کرنا چاہئے اور وہ اپنے ضلعے میں جس جگہ چاہے استعمال کرنے کا حق ہونا چاہئے۔

میری رائے میں ہمارے فاضل اراکین کو یہ کوٹہ اپنے ضلع میں استعمال کرنا چاہئے اور اپنے ضلع میں جس جگہ وہ چاہے اسے اس کا حق ہونا چاہئے۔ جناب سپیکر! میں اس ٹیلی فون کے معاملے میں مزید آگے گیا ہوں۔ میرے خیال کے مطابق اس جمہوری نظام میں سینیٹ محترم ادارہ ہے۔ قومی اسمبلی محترم ادارہ ہے۔ صوبائی اسمبلی محترم ادارہ ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ بلدیاتی ادارے جمہوریت کی بنیاد اور اساس ہیں اور ان کو بھی اس نظام سے علیحدہ نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا میں نے وہاں یہ تجویز کیا تھا کہ میری رائے میں ایم پی اے حضرات کو ماہانہ کوٹے کا یہ حق دینے کے ساتھ ساتھ لوکل باڈیز کے سربراہان کو بھی یہ حق دینا چاہئے۔ تجویز میں نے ہی کیا تھا اور میری تجویز کو انہوں نے قبول فرمایا۔ لہٰذا اس میں اگر کوئی کمی بیشی ہے تو وہ ذمہ داری مجھ پر ہے۔ میں نے تجویز کیا تھا کہ ہر چیئرمین ضلع کونسل کو تین ٹیلی فون سالانہ فراہم کئے جائیں۔ ہر میٹرکارپوریشن کو تین ٹیلی فون سالانہ فراہم کئے جائیں۔ ہر میونسپل کمیٹی کے چیئرمین کو دو اور ٹاؤن کمیٹی کے چیئرمین کو ایک ٹیلی سالانہ فراہم کیا جائے۔ یہ میری ہی تجویز تھی اور اس تجویز کو جناب وزیراعظم پاکستان اور وفاقی وزارت مواصلات نے مکمل طور پر قبول فرمایا۔ (نعرہ ہائے تحسین) میں جناب کی وساطت سے وزیراعظم پاکستان اور وفاقی وزارت مواصلات کا شکرگزار ہوں اور خیال کرتا ہوں کہ اگر ہم نے اس ملک میں جمہوری نظام کو مستحکم بنیادوں پر چلانا ہے تو پھر اس کے جو تمام ٹائرز ہیں اس کے جو تمام مقامات ہیں' ان کو ساتھ لے کر چلنا ہو گا۔ پی سی او کے بارے میں بھی میری بات چل رہی ہے۔ قومی اسمبلی کے اراکین اور سینیٹرز کو پی سی او کی سہولت فراہم ہوئی ہے۔ مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ میں بہت جلد اس سلسلے میں بھی خوشخبری آپ تک پہنچاؤں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب سپیکر! حکومت پنجاب نے اپنی ذمہ داریاں سنبھالنے کے بعد بے روزگاری کے مسئلے کو بڑی شدت اور بڑی سنجیدگی کے ساتھ دیکھا ہے اور ہم محسوس کرتے ہیں کہ پاکستان کے بڑے اہم مسائل میں بے روزگاری کا مسئلہ ایک سنگین اور جلتا ہوا انتہائی اہم قومی مسئلہ ہے اور اس طرف جتنی جلدی توجہ دی جائے اتنا ہی بہتر ہو گا۔ وفاقی سطح پر وزیراعظم پاکستان کی طرف سے بڑی صنعتوں کے لئے بھرپور inventive اور ترغیبات کی فراہمی یقینی طور پر پاکستان میں ایک نئے صنعتی انقلاب کو لانے کا ذریعہ بنے گی۔ لیکن ہم نے اپنے مشکلوں کے مطابق پنجاب میں انڈسٹریز محکمے کی وساطت سے رورل انڈسٹریل کریڈٹ اور سیلف ایمپلائمنٹ سکیم کو آگے بڑھایا ہے۔ جس میں چھوٹے ہنرمند تجربہ کار پڑھے لکھے یا نیم پڑھے لکھے دیہاتی اور شہروں کے ہمارے نوجوان جن کے پاس نہ بڑی انڈسٹریز کی سوچ ہے نہ وسائل ہیں' ملازمت ان کو مل نہیں رہی اور یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جو آگے بھی آپ کو پریشان

کرتا رہے گا۔ ان کے لئے ہم نے سیلف ایمپلائمنٹ سکیم کو ترجیحی بنیادوں پر اس کی ہیں بڑھا کر شروع کیا ہے اور جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ آپ کی اس سیلف ایمپلائمنٹ سکیم نے پنجاب میں بڑا زبردست ٹیک آف کیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور گزشتہ دو اڑھائی ماہ کے اندر قریباً" پانچ ہزار سے زائد اس کی سکیمیں منظور ہوئی ہیں۔ پونے دو ارب روپے سے زیادہ اس کے منصوبوں کی رقم ہے۔ حکومت پنجاب نے جو ستر فی صد اور بعد میں اسی فیصد قرضے آسان شرائط پر دینے کی جو سکیم شروع کی ہے اس کے حوصلہ افزا امکانات پیدا ہو رہے ہیں اور اس کے حوصلہ افزا نتائج بھی سامنے آ رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں نے اس سکیم کی اہمیت کے پیش نظر پنجاب کے آٹھ میں سے پانچ ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز کا خود دورہ کیا ہے اور وہاں پر میں نے ہر ڈویژن میں جتنے درخواست گزاروں نے درخواستیں دیں اور جتنی منظور ہوئیں ان کو ایک جگہ پر اکٹھے ہونے کے لئے دعوت دی۔ میں نے اس ڈویژن کے ایم این اے' ایم پی اے اور سینیٹر حضرات کو مدعو کیا۔ میں نے اس ڈویژن کے لوکل باڈیز کے سربراہان کو دعوت دی۔ میں نے چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری کے عہدیداران کو بلوایا۔ میں نے پریس کے محترم اراکین کو دعوت دی اور ان سب کو اکٹھا کر کے میں نے ان سے دریافت کیا کہ بھائیو! آپ مجھے بتایئے کہ جب آپ نے سیلف ایمپلائمنٹ سکیم کے تحت درخواست دی ہے تو اس درخواست کے دینے اور قرضہ حاصل کرنے تک آپ کو کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا' آپ کو کیا دقتیں پیش آئیں اور آپ اس سلسلے میں کیا تجاویز پیش کرتے ہیں کہ اس میں مزید آسانی پیدا کی جائے۔ میں نے پانچ ڈویژنوں کا دورہ کرنے کے بعد محسوس کیا ہے کہ ان کی بعض تجاویز' شکایات اور مشکلات واقعی جائز ہیں اور اگر ہم سیلف ایمپلائمنٹ سکیم کے تحت پنجاب میں break through کرنا چاہتے ہیں تو اس میں ہمیں مزید سہولتیں فراہم کرنی چاہئیں۔ چنانچہ اب تک سیلف ایمپلائمنٹ سکیم کے تحت ہم جو منصوبے جاری کر سکتے ہیں' ان کی کل لاگت دس لاکھ روپیہ ہے۔ میں منصوبوں کی اس لاگت کو بڑھا کر دس لاکھ سے پندرہ لاکھ کرنے کا اعلان کر رہا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین) اس سکیم کے تحت ہم ان کو آسان شرائط پر زیادہ سے زیادہ قرضہ پانچ لاکھ روپے فراہم کر رہے تھے۔ میں اس سکیم کے تحت آسان شرائط پر اس پانچ لاکھ کے قرضے کو ساڑھے سات لاکھ تک قرضہ فراہم کرنے کا اعلان کر رہا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین) اسی سکیم کی ایک مزید مشکل سامنے آئی۔ بے وسیلہ طبقے کی یہ شکایت تھی کہ ان کو جب رجسٹری کرانی پڑتی ہے تو اس پر انہیں دو فی صد رجسٹری فیس ادا کرنی پڑتی ہے جو کہ اس وقت ہمارا فیصلہ ہے اور اس لحاظ سے انہیں دس پندرہ ہزار روپیہ رجسٹری فیس کا ادا کرنا پڑتا تھا۔

جناب سپیکر! میں نے محسوس کیا کہ اس طبقے کے لئے دو فیصد کی شرح واقعی زیادہ ہے۔ لہٰذا میں نے اس رجسٹری فیس کی دو فیصد شرح کو کم کر کے نصف فی صد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) اس طرح دس ہزار کے بجائے انہیں دو اڑھائی ہزار روپیہ ادا کرنی پڑے گی اور یہ نصف فی صد بھی میں اس لئے کر رہا ہوں کہ اس کی جو formalities اور ذمہ داریاں ہیں ان کو legal cover میسر آئے اور کل کو اس فنڈ کے ناجائز استعمال کے مواقع پیدا نہ ہوں۔ جناب سپیکر! اس سکیم کے تحت ایک اور شکایت بجا طور پر آئی کہ جب وہ کاغذات کی تکمیل کے لئے پٹواری صاحبان کے پاس جاتے ہیں تو پٹواری صاحبان اپنے مزاج کے مطابق ان کے ساتھ وہی سلوک کرتے ہیں جو کہ ان کا مزاج ہے جو کہ ہماری سوسائٹی کا حصہ ہے۔ انہیں مشکلات درپیش تھیں اور انہوں نے اس سلسلے میں میرے ساتھ شکایات کیں۔ میں نے اس سلسلے میں فیصلہ کیا ہے کہ سیلف ایمپلائمنٹ سکیم کے تحت جو کیس بھی پٹواری صاحب کے پاس جائے اس کو one window operation کے طور پر کیا جائے۔ میں یہ ہدایات جاری کر رہا ہوں کہ ایک تو ایک ہفتے کے اندر اندر درخواست کا تمام مطلوبہ ریکارڈ فراہم کرنے کا محکمہ مال پابند ہو گا۔ میں نے اپنے محترم وزیر مال سے اور بورڈ آف ریونیو سے یہ گزارش کی ہے کہ اس سلسلے میں پٹواری کے بجائے متعلقہ تحصیل دار اس کا ذمہ دار ہو گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔ اور تیسری بات میں نے یہ کی ہے کہ درخواست گزار تحصیل دار کے پاس جانے کی بجائے پنجاب انڈسٹریل سمال انڈسٹریز کارپوریشن کا جو ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ آفیسر ہے وہ ان تمام کیسز کو خود لے اور خود لے کر وہ تحصیل دار کے پاس جائے اور ان کو دے کر آئے اور ایک ہفتے کے اندر اندر وہ تمام سہولتیں جو فراہم کرنی ہیں وہ خود کریں۔ تاکہ اس میں کسی قسم کی شکایت، کسی قسم کے رشوت کے مسئلے کو بالکل ہی ختم کر دیا جائے۔ وہ نہ رہے۔ لہٰذا یہ بھی فیصلہ میں نے اس سلسلے میں کیا ہے۔ انشاء اللہ اس سیلف ایمپلائمنٹ سکیم کے تحت 125 کروڑ روپے کا revolving فنڈ اس سال میں انشاء اللہ ہم اسے قریباً" کافی حد تک آگے لے جائیں گے اور میں اس کا ٹارگٹ 5 سو کروڑ روپے تک لے جانا چاہتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ اس سلسلے میں ہماری کوششیں یقینی طور پر پھل لائیں گی اور یہ پنجاب نے اپنے بے روزگار نوجوانوں کو روزگار کے ذرائع دیہاتوں اور شہروں میں قصبوں میں فراہم کرنے کا ایک متبادل روزگار کے ذرائع فراہم کرنے کا ایک احسن ذریعہ ہو گا۔ جناب سپیکر صاحب! وفاقی حکومت نے اس دفعہ ان تمام بینک قرضوں پر ایک فیصدی سرچارج لگانے کا فیصلہ کیا ہے۔ جو کہ وہ بینک لونز ہوں گے میں نے اس سلسلے میں بھی خاموشی کے ساتھ وفاقی وزیر خزانہ سے رابطہ قائم کر کے ان سے مذاکرات کئے ہیں اور مجھے اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے خوشی محسوس

ہو رہی ہے کہ سیلف ایمپلائمنٹ سکیم کے تحت یہ فراہم کئے جانے والے قرضے اس ایک فیصد سرچارج سے مستثنیٰ ہوں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب سپیکر! صحت کے شعبہ میں محترم صوبائی وزیر خزانہ نے صحت کے لئے جن فنڈز کو مختص کیا ہے اس میں ہمارے سرکاری ہسپتالوں میں ادویات کی خرید کے لئے قریباً" 30 کروڑ کی رقم تجویز کی گئی ہے۔ سرکاری ہسپتالوں میں ادویات کی 30 کروڑ روپے کی رقم کی خرید اور اس کے استعمال کے متعلق جو رائے عوام کی ہے اس سے کوئی بھی غافل نہیں ہے۔ میں نے اس بات پر بھی توجہ دینے کی کوشش کی اور اس سلسلے میں' میں صوبائی وزیر صحت اور ان کے محکمے کا بے حد شکر گزار ہوں کہ بڑی خاموشی کے ساتھ ہم نے اس سلسلے میں بھی اصلاح کی کوشش کی ہے اور ہم ایک بہتر مثبت تعمیری' قابل عمل نتیجے پر پہنچے ہیں۔ ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ یکم جولائی سے انشاء اللہ یعنی اگلے سال کے میزانیہ کے آغاز سے وہ تمام ادویات محکمہ صحت اپنے ہسپتالوں کے لئے خریدے گا۔ ان تمام ادویات کی خرید میں اس کا رنگ ایک ہو گا' اس کا پیکٹ ایک ہو گا۔ اس کی پیکنگ ایک ہو گی اور اس پر پنجاب کی حکومت کا ایک علیحدہ نشان ہو گا۔ (نعرہ ہائے تحسین) تاکہ یہ ادویات اور پیکنگ ہمارے میڈیکل سٹورز میں جا کر فروخت کا ذریعہ نہ بن سکیں اور اگر وہاں پر ایسا کوئی پیکٹ نکل آئے تو وہ قابل قانونی محاسبے میں آئے۔ چنانچہ یکم جولائی سے 30 کروڑ روپے کی یہ ادویات خرید کی جو رقم ہے اس کو مستحق مریضوں پر استعمال کرنے کے لئے میں خوشی کے ساتھ اس بات کا اعلان کر رہا ہوں کہ یکم جولائی سے حکومت پنجاب کی تمام میڈیسن پر چیز کا خصوصی رنگ ہو گا اس کی پیکنگ خصوصی ہو گی۔ اس کا ڈیزائن خصوصی ہو گا اور اس ہر پیکنگ پر صوبائی حکومت محکمہ صحت کا خصوصی نشان ہو گا اور مجھے امید ہے کہ اس سے سرکاری ادویات کی چوری کے جو امکانات پہلے رہے ہیں وہ بالکل ختم ہو جائیں گے اور یہ 30 کروڑ روپے کا سرمایہ ہمارے پنجاب کے ان دیہی اور شہری غریب اور مستحق مریضوں پر ہی خرچ آئے گا جس کے لئے صوبائی حکومت نے یہ اتنی بڑی رقم رکھ دی ہے۔ جناب سپیکر! اس سلسلے میں ہم نے مریضوں اور ان کے خاندانوں کی سہولت کے لئے ایک اور پیش رفت کی ہے اور ہر بڑے ہسپتال ہر ڈسٹرکٹ' تحصیل اور رورل ہیلتھ سنٹر میں یہ ٹیلی فون کا ایک ہی نمبر 115 ہنگامی میڈیکل امداد کی فراہمی کے لئے ہم نے تمام پنجاب میں اس کا بندوبست کیا ہے اور جب بھی کسی ہسپتال سے کسی ڈاکٹر کی فراہمی کی ضرورت ہو تو 115 نمبر فون کر کے قریب ترین ہسپتال سے اس کا رابطہ قائم ہو گا اور اس کے ساتھ مریض کا خاندان رابطہ قائم کر سکے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب سپیکر! ہم نے صحت کی سہولتوں کو مزید آگے بڑھانے کے لئے تمام بڑے ہسپتالوں' ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز' تحصیل ہیڈ کوارٹرز اور رورل ہیلتھ سنٹرز میں پبلک کال آفس

فراہم کرنے کا بھی فیصلہ کیا ہے اور یہ سہولت بھی انشاء اللہ اگلے میزانیہ میں پنجاب کے تمام بڑے ہسپتالوں' ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز' تحصیل ہیڈ کوارٹرز' رورل ہیلتھ سنٹرز کے ہسپتالوں میں پی سی او کی یہ سہولت بھی فراہم کی جائے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور اس سے آگے بڑھ کر پنجاب میں جہاں جہاں ہمارے ٹیلی فون ایکسچینج موجود ہیں اور ان ٹیلی فون ایکسچینج کا جتنا بھی دائرہ کار ہے اس کے اندر دیہاتوں کے جتنے بیسک ہیلتھ یونٹ بھی آتے ہوں گے ان کو بھی ہم یہ سہولتیں فراہم کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین) تاکہ دیہاتوں کے دور افتادہ ان علاقوں میں بیسک ہیلتھ یونٹ کو مزید آباد کرنے کے لئے ان کو وہ سہولتیں فراہم کی جائیں جو کہ شہری علاقوں میں فراہم کی جاتی ہیں۔ جناب سپیکر! اس وقت پنجاب میں قریباً 21 سو یونین کونسلوں میں بیسک ہیلتھ یونٹ موجود ہیں۔ ان میں سے 660 بیسک ہیلتھ یونٹس میں بجلی کی سہولتیں نہیں ہیں۔ ہم نے ترجیحی بنیادوں پر اگلے سال پنجاب کے جن بیسک ہیلتھ یونٹس میں بجلی کی سہولتیں نہیں ہیں 13 کروڑ روپے کے خصوصی خرچ کے ساتھ وہاں پر بجلی کی سہولتیں فراہم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) البتہ اس میں 198 بیسک ہیلتھ یونٹ ایسے رہ جائیں گے جہاں پر ابھی تک اس گاؤں ہی میں بجلی کی فراہمی نہیں ہے اور جب تک وہاں پر بجلی کی فراہمی نہ ہو اس وقت تک شائد کچھ عرصہ کے لئے یہ جو 198 بیسک ہیلتھ یونٹ ہیں یہ اس سے محروم رہیں۔ لیکن مجھے امید ہے کہ اگلے سال کا جو ولیج الیکٹریفیکیشن پروگرام ہے اس میں میرے ایم پی اے' ایم این اے اور سینیٹر حضرات اپنے ان بجلی کے کوٹے کو استعمال کرتے ہوئے ان گاؤں کو ترجیح دیں گے جہاں پر بیسک ہیلتھ یونٹ آباد ہیں یہ میری آپ سے استدعا ہے اور مجھے امید ہے کہ آپ اس پر خصوصی توجہ فرمائیں گے۔ جناب سپیکر! اگلے مالی سال میں یہ بات صوبائی وزیر خزانہ نے ارشاد فرمائی ہے لیکن میں اس کے ایک پہلو کی طرف آؤں گا کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اب ہمیں اپنے ذریعہ تعلیم کو بدلنا ہے اور اس میں ٹیکنیکل ٹریننگ اور skill oniented ٹریننگ کو خصوصی اہمیت دینی ہے اور میں اس پر war footing کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اگلے سال یعنی اگلے تعلیمی سال میں کم از کم تین سو دیہاتی اور شہری ہائی سکولوں میں skill oriented ٹیکنیکل ٹریننگ کی سہولتیں فراہم کرنے کا فیصلہ ہم نے کیا ہے۔ جس پر 18 کروڑ روپیہ خرچ آئے گا۔ تو اس لحاظ سے یہ تین سو سکول ہیں۔ اس لحاظ سے ایک صوبائی حلقے میں کم از کم ایک ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر کی سہولتیں ایک ہائی سکول میں فراہم کی جائیں گی تاکہ یہ بھی مساوی طور پر ہمارے دیہاتی اور شہری علاقوں میں یہ سہولتیں پہنچیں اور اس لحاظ سے ہر صوبائی حلقہ کے کسی ہائی سکول میں جس کی choice آپ اراکین اسمبلی کرائیں گے۔ ان کی صوابدید پر ہم کم از کم ایک ہائی سکول میں skill oriented ٹیکنیکل ٹریننگ کی سہولتیں فراہم کریں

گے جس پر 18 کروڑ روپے خرچ آئے گا۔ جناب سپیکر! میں آخری بات پیش کرتے ہوئے یہ عرض کروں گا کہ power of decentralization کی طرف میں نے بڑے تسلسل کے ساتھ باتیں کی ہیں اور ہر ضلع میں ہم نے چھ ایڈوائزری بورڈ قائم کئے ہیں اور اس میں اپوزیشن اور باقی تمام ساتھیوں کو شریک کار کیا ہے۔ اس کے لئے میں نے دو بار ڈویژن ہیڈ کوارٹرز کا خود دورہ کر کے یہ دیکھا ہے کہ جو نام آپ نے ایڈوائزری بورڈ میں تجویز کئے ہیں' میں بھی ان کو آپ کے ساتھ مل کر دیکھنا چاہتا تھا اور وہ دو ڈویژن ہیڈ کوارٹرز کے دورے مکمل ہوئے ہیں جس میں تمام مکاتب فکر کے احباب کو جس میں ایم پی اے' ایم این اے۔ سینیٹر حضرات' منارٹی کے بھائی۔ ہمارے اپوزیشن کے بھائی۔ ہمارے لوکل باڈیز کے نمائندے اور ہمارے سماجی اور مقامی معززین کو شامل کیا گیا ہے۔ یہ جو ایڈوائزری بورڈ ہیں ان کے بارے میں یہ بات ہوتی رہی ہے کہ اس میں تاخیر ہو رہی ہے۔ میں اس بجٹ سیشن کے دوران ہی صوبہ بھر کے ان تمام ایڈوائزری بورڈز کی نوٹیفکیشن کر رہا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین) تاکہ اس کے ذریعے اگلے سال کے بجٹ کی ان تمام ذمہ داریوں کو پنجاب کے عوام۔ پنجاب کا ہر مکتبہ فکر اور خاص طور پر معزز اراکین اسمبلی اس پر زیادہ سنجیدگی کے ساتھ اس کا آغاز فرمائیں۔ مجھے امید ہے کہ یہ ڈویلپمنٹ جس طرف کہ آپ بہت زیادہ توجہ بجا طور پر دیتے ہیں اور اس معاملے میں آپ بڑے جذباتی ہوتے ہیں۔ ایک بات تو یہ کہ گزشتہ چھ ماہ میں جو آپ کی میں نے کوتاہی کی ہے اس کی تلافی کرنے کی میں نے کوشش کی ہے اور مجھے امید ہے کہ آپ محسوس فرمائیں گے کہ میں نے اسے بجا طور پر اس تلافی کا ازالہ کیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) دوسری بات میں آپ کی خدمت میں عرض کرنی چاہتا ہوں کہ ان ایڈوائزری بورڈز میں باقی ہر بورڈ جو ہے وہ اپنی جگہ پر بہت اہم ہے لیکن ایک احتسابی بورڈ جس میں آپ پولیس محکمہ مال پٹواری سے لے کر ڈی سی تک کا عملہ' ٹاکوٹیکس' منشیات اس سلسلے میں اس پر آپ توجہ فرمائیں گے۔ اگر اس پر صاف ذہن کے ساتھ آپ نے نئے جذبوں کے ساتھ اس کا آغاز کیا تو یقینی طور پر یہ بات امن و امان کے مسئلے کو اور اس غریب آدمی کی اس چیخ و پکار کو کہ میرا تو پرچہ ہی کوئی نہیں لیتا میرے خیال میں یہ بات اب آئندہ ختم ہونی چاہئے اور اس سلسلے میں یہ جو احتساب بورڈ ہے میں اس پر بھرپور اعتماد کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں اس معاملے میں ان کی پیش رفت صاف دل کے ساتھ ہو گی۔ صاف ہو گی' مثبت ہو گی' تعمیری ہو گی اور انصاف کے تقاضوں کو سامنے رکھ کر ہو گی اور دوسرے بورڈوں میں' میں خاص طور پر ڈویلپمنٹ بورڈ کی بات کرنی چاہتا ہوں اور میں اپنی یہ بات جناب سپیکر آپ کی وساطت سے آپ تک پہنچانا چاہتا ہوں کہ میری نظر میں ممکن ہے میں غلط ہوں کہ اس ملک کا میرے بھائیوں کا جو ٹیکنیکل طبقہ ہے ان کی فنی صلاحیتوں کا

جہاں میں معترف ہوں وہاں پر ٹیکنیکل اس اتھارٹی کے منظر اور پس منظر میں اس قوم کا بہت سا سرمایہ ضائع بھی کیا گیا ہے جس کو بچایا جا سکتا تھا۔ میں ان ڈویلپمنٹ بورڈوں کے معزز اراکین کو جن میں آپ تمام شامل ہوں گے حزب اختلاف کے بھائی بھی اور آپ بھی میری آپ سے ایک خصوصی گزارش ہے کہ میں آپ کو ہر اس سکیم کی جو کہ آپ کے ضلع میں ہو گی اس کی technically sanction estimates کی کاپی آپ کو فراہم کرنے کی ذمہ داری میرے ذمے ہو گی۔ (نعرہ ہائے تحسین) جو کہ یہ عام طور پر ٹیکنیکل عملہ فراہم نہیں کیا کرتا۔ یہ میں آپ کو فراہم کراؤں گا کہ آپ دیکھیں کہ اس estimate میں کیا کیا چیزیں فراہم کی گئی ہیں اور ان باتوں کے علاوہ موقع پر لگ کیا رہا ہے۔ یہ تو میں آپ کو فراہم کروں گا اور یہ جو آپ کا ڈویلپمنٹ بورڈ ہے اگر آپ نے تمام ڈویلپمنٹ سکیموں کی پڑتال' نگہداشت اور یہ احساس پیدا کر دیا کہ اب ان کو دیکھنے والا جو ہے یہ نمائندے موجود ہیں' وہاں کے سماجی کارکن موجود ہیں' وہاں کا عملہ موجود ہے تو میرے خیال میں انہیں فنڈز سے آپ کے حلقے میں یہ سکیمیں جو ہیں ڈیوڑھی سکیمیں اس فنڈ سے مکمل ہوں گی۔ آپ کا quality of work بھی بڑھے گا' آپ کا quantity of work بھی بڑھے گا اور یہ ایسی ذمہ داری ہے جو اب آپ کے سروں پر عائد ہوتی ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ اس میں ہر ضلع کے ڈویلپمنٹ بورڈ کے معزز اراکین اس معاملے پر خصوصی توجہ دیں گے۔ کیونکہ یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس سے یقینی طور پر آپ کی تعمیر ترقی کی رفتار بھی بڑھے گی۔ آپ کے ترقیاتی کاموں کا معیار بھی بڑھے گا اور انشاء اللہ اس سے پھر کوئی اس علاقے کا شخص انگشت نمائی نہیں کرے گا کہ جناب دیکھو یہ ابھی ایک مہینہ تو ہوا تھا یہ سڑک بنی تھی اس کا کیا حال ہو گیا ہے اور پھر اس تبصرے میں وہ بہت کچھ اور باتیں بھی کہتا ہے۔ جو کچھ گنتی ہوتی ہیں' کچھ ناگنتی ہوتی ہیں۔ تو میں امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ یہ جو ہمارا سلسلہ ہے یہ یکم جولائی سے نئے جذبوں اور نئے ولولوں کے ساتھ چلے گا۔ مجھے امید ہے کہ آپ جس طرح سے اس بجٹ سیشن میں جس ہم آہنگی کے ساتھ دلچسپی لے رہے ہیں جس میں نہ صرف محترم وزراء کرام' ایڈوائزر حضرات' ہمارے چیئرمین سٹینڈنگ کمیٹیز اور سرکاری بینچوں پر بیٹھے ہوئے میرے تمام اراکین صوبائی اسمبلی شامل ہیں بلکہ اس میں اپوزیشن کے اراکین کا بھی کردار بڑا تعمیری بھرپور ہے اور مجھے یہ بات کہتے ہوئے جناب سپیکر خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ بڑی دیر کے بعد پنجاب اسمبلی کے ڈیبیٹ اس کی ڈسکشن میں پہلے سے زیادہ سنجیدگی آئی ہے۔ اس کا معیار مثبت اور تعمیری ہو رہا ہے اور یہ پہلے سے بہتر روایات کا اضافہ کر رہا ہے اس کے لئے جناب سپیکر! میں آپ کو اور اس معزز ایوان کے حزب اقتدار اور اپوزیشن کے تمام اراکین کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے میں امید کرتا

ہوں کہ انشاء اللہ یہ سلسلہ جاری رہے گا اور جیسے کہ آپ نے آج تک یہ پہلی بار ایک مثبت روایت پیدا کی ہے کہ اس بجٹ سیشن کا پہلا موقع ہے۔ کہ آج تک کبھی بھی اس سیشن کی کارکردگی کے دوران کورم نہیں ٹوٹا۔ میں اس ہاؤس کے تمام اراکین کو' وزراء صاحبان کو' ایڈوائزر حضرات کو' پارلیمانی سیکرٹری صاحبان کو' اپنے سٹینڈنگ کمیٹیز کے چیئرمین بھائیوں کو اور باقی تمام معززین کو اپنے بھائیوں کو اور اپوزیشن کے اراکین کو یہ امید کرتا ہوں کہ جناب سپیکر کی قیادت میں اس دفعہ ہم ایک نیا رکارڈ قائم کریں گے کہ بجٹ سیشن میں ایک بار بھی کورم نہیں ٹوٹا اور اگر یہ بات ہو گی تو میرے خیال میں یہ ہم سب کے لئے ایک ایسی مسرت کا سامان پیدا کرے گی جس میں ہم سب اس خوشی میں شریک ہوں گے۔ میں جناب سپیکر! آپ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے کافی موقع عنایت فرمایا اور تمام اس معزز ایوان کے حاضرین کا اراکین کا اور اپوزیشن کے بھائیوں کا بھی میں شکرگزار ہوں کہ آج آپ نے اپنا یہ عام بحث کا سلسلہ شروع کرنے سے پہلے مجھے جو وقت دیا ہے میں محسوس کرتا ہوں کہ اس میں' میں نے آپ کی وساطت سے پنجاب کے عوام کو کچھ اور خوشیاں نچھاور کرنے کا سامان آپ کی خدمت میں دیا ہے اور جو گزارشات میں نے کی ہیں میں امید کرتا ہوں کہ میرے ان نکات کو سامنے رکھ کر آپ اپنے جنرل ڈیبیٹ میں ان پر اظہار خیال فرمائیں گے تاکہ جب یہ وائنڈ اَپ ہو گا تو اس میں صوبائی وزیر خزانہ یا وزیر پلاننگ یا مجھے بھی اگر موقع عنایت ہے تو ہم اس کی روشنی میں ان کی راہنمائی میں ہم اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں۔ بے حد شکریہ۔ پاکستان پائندہ باد۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب صفدر شاکر: پوائنٹ آف آرڈر ــــــــ

جناب سپیکر: اس سے پہلے کہ صفدر شاکر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر کوئی بات کریں میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب اسمبلی کے زیر اہتمام 11 اور 12 جون کو جمہوری عمل' قانون سازی' پارلیمانی دستور العمل پر ایک سیمینار کا انعقاد ہو رہا ہے۔ یہ سیمینار انشاء اللہ تعالیٰ پنجاب اسمبلی کے حوالے سے اور پارلیمانی روایات کے حوالے سے اور رولز اور پروسیجر کے حوالے سے نہایت خوبصورت روایات کو جنم دے گا۔ اس میں پہلے روز 11 تاریخ کو بعد دوپہر 4:00 بجے اس سیمینار کا آغاز ہو گا اور اس میں سپیکر قومی اسمبلی جناب گوہر ایوب خان' مہمان خصوصی ہوں گے۔ ہم نے کوشش کی ہے کہ پاکستان کے نہایت معزز اور محترم پارلیمنٹرین حضرات اس سیمینار کو ایڈریس کریں اور معزز اراکین اسمبلی کو ایڈریس کریں۔ اس میں چاروں اسمبلیوں کے سپیکر صاحبان اور وزرائے

قانون کو ہم نے دعوت دی ہے۔ ان میں سے باوجود بجٹ کے' کہیں ڈیبیٹ ہو رہی ہے' کہیں بجٹ پیش ہو رہا ہے لیکن ان میں سے 90 فیصد حضرات کی کنفرمیشن مجھے ہو چکی ہے کہ وہ تشریف لا رہے ہیں۔

اس میں دوسرے روز 12 تاریخ کو جناب چیف منسٹر پنجاب مہمان خصوصی کی حیثیت سے شرکت فرمائیں گے اور اس روز بھی چیف منسٹر پنجاب کے علاوہ ہمارے پاکستان کے مقتدر اور معزز ترین پارلیمیٹرین اس سیمینار کو ایڈریس کریں گے۔ اس میں ہم نے کوشش کی ہے کہ اس سیمینار کو نہ صرف قانون سازی اور دستور العمل کے حوالے سے مفید بنایا جائے بلکہ آج کی ضرورتوں کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے' جمہوری عمل اس ملک کی شدید ترین ضرورت کے طور پر' اس کو پروموٹ کرنے کی' جمہوری عمل کو اور جمہوری روایات کو اور اس پراسیس کو پروموٹ کرنے کی جتنی شدید ضرورت اس وقت ہے۔ اس کو آگے بڑھانے کے لئے ہم اس سیمینار کو چاہتے ہیں کہ اس کو بامقصد بنائیں اور اس کو مفید بنائیں۔ تو میں اپنے تمام معزز بھائیوں سے' وزراء کرام سے' مشیر صاحبان سے پارلیمانی سیکرٹری صاحبان سے اور تمام معزز اراکین سے' جناب لیڈر آف دی اپوزیشن سے اور اپوزیشن کے تمام اراکین سے گزارش کروں گا کہ وہ 11 تاریخ کو 4 بجے اور 12 تاریخ کو صبح 10:00 بجے اس سیمینار میں شرکت فرمائیں۔

یہ آپ کا اپنا سیمینار ہے اور پنجاب اسمبلی کے یعنی آپ کے اپنے زیر اہتمام یہ انعقاد پذیر ہو رہا ہے۔ اس کے لئے ہم نے ایک فولڈر بنایا ہے جس میں تمام پروگرام ہے جو آپ کو کل سے تقسیم کرنا شروع کر دیں گے۔ تو یہ ذاتی طور پر میری طرف سے آپ کی خدمت میں گزارش ہے کہ ____ مجھے امید ہے کہ آپ اس سیمینار میں شرکت فرمائیں گے۔

راجہ اشفاق سرور خان: یہ جناب کہاں ہو گا۔

جناب سپیکر: یہ الحمرا ہال میں ہو گا۔ اس کے علاوہ مجھے لیڈر آف دی اپوزیشن نے ارشاد فرمایا ہے کہ آج انہوں نے بجٹ پر بحث کا آغاز کرنا تھا اور جس بجٹ پر بحث کا آغاز کرنا تھا وہ جناب فنانس منسٹر نے پیش کیا لیکن آج نہایت ہی ضروری اور اہم باتیں قائد ایوان نے اسمبلی کے فلور پر ارشاد فرمائیں اور وہ اتنی اہم باتیں ہیں کہ ان کے حوالے سے اب لیڈر آف دی اپوزیشن کو بجٹ پر بحث کا آغاز کرنے کے لئے صرف بجٹ سپیچ فنانس منسٹر کی جو ہے اس کو ملحوظ خاطر نہیں رکھنا ہو گا بلکہ قائد ایوان کی اس پالیسی سٹیٹمنٹ کو بھی سامنے اور ملحوظ خاطر رکھنا ہو گا۔ اس لئے میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ لیڈر آف دی اپوزیشن کو قائد ایوان کی پالیسی سٹیٹمنٹ اور ان کی نہایت اہم سپیچ جو ہے اس پر ان کو

تیاری کے لئے' اس پر سوچ بچار کرنے کے لئے اور اس کے حوالے سے اپنی سپیچ کو تیار کرنے کے لئے انہیں ٹائم ملنا چاہئے۔ اس لئے میں یہ کہوں گا کہ ہم اپنی روایات کو بھی نبھائیں گے۔ ہم قواعد کا بھی احترام کریں گے۔ ہم پارلیمانی روایت کو آگے لے کر چلیں گے۔ اس بجٹ پر بحث کا آغاز جناب قائد حزب اختلاف ہی فرمائیں گے اور وہ انشاء اللہ تعالیٰ کل شام کو 4:00 بجے فرمائیں گے۔ ہاؤس کل شام 4:00 بجے _____

وزیراعلیٰ پنجاب: جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! ہاؤس ایڈجرن ہونے سے پہلے میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ ایک بات رہ گئی تھیں۔

That is also very important. I want two minutes only.

جناب سپیکر: جی ارشاد فرمائیں۔

وزیراعلیٰ پنجاب: Thank you very much میں معذرت خواہ ہوں۔ میری ایک بات رہ گئی تھی اور میرے خیال میں تمہید میں گئے بغیر میں ایک اور اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب کے اضلاع میں لودھراں ضلع کا ایک اضافہ ہو رہا ہے اور میں لودھراں ضلع کی تشکیل کا اعلان کر رہا ہوں۔

Thank you very much.

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: تو ہاؤس کل شام 4:00 بجے تک کے لئے ایڈجرن ہوتا ہے۔

(اس کے بعد اجلاس کی کارروائی 9 جون 1991ء شام 4 بجے تک ملتوی کر دی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا پانچواں اجلاس

اتوار 9 جون 1991ء

(یک شنبہ 25 ذیقعد 1411ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں شام 5 بج کر 25 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَ
يَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ
اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ذٰلِكَ
لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ اِلَّا
الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ
الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

سورہ المائدہ آیت 33 تا 35

جو لوگ خدا اور اس کے رسول سے لڑائی کریں اور ملک میں فساد کرنے کو دوڑتے پھریں ان کی یہی سزا ہے کہ قتل کر دیئے جائیں یا سولی چڑھا دیئے جائیں یا ان کے ایک ایک طرف کے ہاتھ اور ایک ایک طرف کے پاؤں کاٹ دیئے جائیں یا ملک سے نکال دیئے جائیں۔ یہ تو دنیا میں ان کی رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لئے بڑا (بھاری) عذاب تیار ہے۔ ہاں جن لوگوں نے اس سے پیشتر کہ تمہارے قابو آ جائیں توبہ کر لی تو جان رکھو کہ خدا بخشنے والا مہربان ہے۔ اے ایمان والو! خدا سے ڈرتے رہو اور اس کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ تلاش کرتے رہو اور اس کے رستے میں جہاد کرو تاکہ رستگاری پاؤ۔

وما علینا الا البلاغ

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: پوائنٹ آف آرڈر۔

میاں منظور احمد موھل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر افضل اعزاز صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: جناب سپیکر! آج کی معمول کی کارروائی شروع کرنے سے پہلے میری استدعا ہے کہ آج ایک نہایت اہم اور سنگین مسئلے کے بارے میں اجازت دی جائے تاکہ ہم اسے تحریک التوا کے طور پر پیش کر سکیں۔ آج کے بیشتر اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ امتحانی مراکز میں بوٹی مافیا نے قبضہ کر لیا وہاں ہلہ بولا اور اس کے بعد ہزاروں لاکھوں روپے بٹورے گئے۔ امتحانات میں جو نگران عملہ تھا ان کو وہاں سے مار پیٹ کر بھگا دیا گیا اور اس کے بعد ضلعی انتظامیہ' پولیس اور اس کے بعد یونیورسٹی حکام بے بس تمام تماشا دیکھتے رہے۔ میں نے اس سلسلے میں آپ کی خدمت میں ایک تحریک التوا تحریری طور پر پیش کی ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو گزشتہ رات ریلوے کالونی کے مقام پر حادثہ ہوا ہے یہ اس سے کہیں زیادہ سنگین معاملہ ہے جسے آج زیر بحث لانا چاہیے اور پوری اسمبلی کو اس پر گفتگو کرنی چاہیے۔ میں آپ کا شکرگزار ہوں گا اگر آپ اس کی اجازت دیں۔

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! بلا شبہ یہ بہت سنگین نوعیت کا معاملہ ہے لیکن اس وقت ہم نے تحاریک استحقاق کو لینا ہے اور تحاریک استحقاق سے پہلے تحاریک التوا نہیں آ سکتیں۔ ممبرز کے پریولیجز کو Preference حاصل ہے تحاریک التوا پر۔ تو اس لئے ہم پہلے تحاریک استحقاق کو take up کریں گے اور اس کے بعد پھر آپ کی اس بات کو لیں گے۔ میرے پاس یہ پہلے بھی آپ کی طرف سے تحریک تحریری شکل میں موجود ہے۔ تو اس بارے میں میں معزز ایوان سے مشورہ کروں گا کہ چونکہ آج بجٹ پر جنرل ڈسکشن ہے تو رولز کے مطابق تو تحاریک التوا نہیں آ سکتیں تو کیا اتنی اہمیت کی حامل تحریک التوا کو آج take up کیا جائے یا نہ کیا جائے؟ میں اس بارے میں ہاؤس کا مشورہ چاہوں گا۔ منظور احمد موھل صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں منظور احمد موھل: جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ 5 تاریخ کو جناب وزیر قانون نے چند آرڈی نینس اس ہاؤس میں پیش کئے تھے۔ ان میں دو آرڈیننس ایسے تھے جن میں ایک

تو وزراء کی تنخواہوں کے بارے میں تھا اور دوسرا ممبران اسمبلی کے بارے میں تھا۔ یہ جناب والا آپ نے متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی کو بھیج دیئے اور تاریخ مقرر کر دی کہ 31 جولائی تک ان کی رپورٹ پیش کی جائے۔ جناب والا! ان دونوں کے بارے میں کل تاریخ بڑھائی گئی ہے اور ایس اینڈ جی اے ڈی کی کمیٹی کے سپرد وہ ممبران کا بل کر دیا گیا حالانکہ رولز آف بزنس کے تابع ممبران کے پریولیجز کے بارے میں' سپیکر کے پریولیج کے بارے میں' ڈپٹی سپیکر کے پریولیج کے بارے میں یہ لاء اینڈ پارلیمنٹری آفیرز کی سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد ہونا چاہئے۔ وہ میرے خیال میں غلطی سے ان کو دے دیا گیا ہے جبکہ میری استدعا ہے کہ یہ ممبران کا جو بل ہے وہ اس سٹینڈنگ کمیٹی کو جانا چاہیے جو اس پر غور کر سکتی ہے جس سے متعلقہ وہ ہے۔ تو میری استدعا یہ ہے کہ یہ جو غلطی کسی طرح سے اسمبلی کے اہلکاروں سے ہو گئی ہے اور خادم حسین صاحب نے وہ پیش کر دیئے ہیں۔ وہ ممبران کا جو بل ہے وہ ان کے دائرہ اختیار میں نہیں آتا۔ وہ قانون اور پارلیمنٹری آفیرز کی سٹینڈنگ کمیٹی کے دائرہ اختیار میں آتا ہے لہذا اسے اس کے پاس بھیجا جائے۔ یہ میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب سپیکر: جی آپ کا پوائنٹ آف آرڈر درست ہے اور بلا شبہ اس میں پروسیجر کی غلطی کی گئی ہے۔ یہ چودھری خادم حسین صاحب کو اس انداز میں پیش نہیں کرنا چاہیے تھا کہ یہ ایس اینڈ جی اے ڈی کی کمیٹی کے پاس جاتا۔ بلا شبہ یہ بل یعنی ممبرز کے پریولیجز کا بل یہ لاء اینڈ پارلیمنٹری آفیرز کی کمیٹی کے پاس جانا چاہئے۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر درست ہے۔ اب ہم تحاریک استحقاق کو take up کرتے ہیں۔ جناب سید طاہر احمد شاہ صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 11 ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے ہیں۔ (قطع کلامی) ملک صاحب' کیا فرمایا ہے؟

ملک سکندر حیات خاں بوسن: جناب والا۔ اسے موخر کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اسے موخر کیا جاتا ہے۔ نمبر 12 کو بھی موخر کر دیا جائے یہ بھی سید طاہر احمد شاہ صاحب کی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 13 سید چراغ اکبر شاہ کی ہے۔ یہ کافی دیر سے ملتوی چلی آرہی ہے۔

محکمہ جات کے خلاف اراکین اسمبلی کی شکایت اور مسائل کے حل کے لئے وزیر بلدیات کی سربراہی میں قائم کردہ سیل میں حزب اختلاف کو نظرانداز کرنا

سید چراغ اکبر شاہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم

اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے معاملہ یہ ہے کہ تمام قومی اخبارات میں یہ خبر نمایاں طور پر شائع ہوئی ہے کہ پنجاب میں صوبائی وزیر بلدیات چودھری پرویز الٰہی کی سربراہی میں ایک سیل قائم کیا گیا ہے جو صوبائی حکومت کے مختلف محکمہ جات کے خلاف اراکین صوبائی اسمبلی کی شکایات اور اس سے پیدا شدہ مسائل کو حل کرے گا۔ جس میں ہر ڈویژن سے ایک ایک ایم پی اے بطور رکن لیا گیا ہے۔ مزید برآں چیف سیکرٹری' سیکرٹری داخلہ اور آئی جی پنجاب پولیس بلحاظ عہدہ اس کے رکن ہوں گے۔ متذکرہ سیل کا قیام عمل میں لانے سے پہلے اور نہ بعد میں اراکین اسمبلی کو اعتماد میں لیا گیا۔ حزب اختلاف سے تعلق رکھنے والے اراکین بھی اس معزز ایوان کا حصہ ہیں۔ یہ ادارہ صرف حکومتی پارٹی سے تعلق رکھنے والے اراکین کے لئے بنایا گیا ہے۔ بطور رکن ہم بھی اس معزز ایوان میں اپنے اپنے انتخاب کی نمائندگی کے لئے بھیجے گئے ہیں۔ ہمیں بھی مختلف محکموں سے جائز شکایات پیدا ہوتی ہیں۔ اس عمل سے جہاں موجودہ حکومت کے جمہوری ہونے کا پتا ملتا ہے وہاں اس معاملہ میں مجھے نظرانداز کر کے نہ صرف جمہوریت' جمہوری عمل بلکہ اس معزز ایوان کا مذاق اڑایا گیا ہے۔ وہاں اس سے بطور رکن صوبائی اسمبلی پنجاب میرا استحقاق بھی مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ میری یہ تحریک استحقاق نہایت ہی اہم ہے اور جناب وزیراعلیٰ اور وزیر قانون سردار نصراللہ خان دریشک کی بارہا یقین دہانیاں اور اخبارات میں ان کے بیانات تقریباً" جب سے یہ اسمبلی معرض وجود میں آئی ہے' آرہے ہیں کہ ہم اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں۔ ہم اپوزیشن کے اراکین کے ساتھ کسی قسم کی زیادتی نہیں کرنا چاہتے ہیں۔ تو جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ جہاں پر ایک ایسا سیل قائم کیا جائے' ایک ایسی کمیٹی بنائی جائے جس میں معزز اراکین اسمبلی کی شکایات جو انہیں کسی بھی محکمے سے ہوں وہ پیش کی جائیں گی۔ تو جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اپوزیشن کو اعتماد میں نہیں لیا گیا ہے اور یہ جمہوری عمل اور جمہوری روایات میں ہے اگر اس کمیٹی کے دس بارہ اراکین ہیں اور حکومت جو فیصلہ چاہے گی وہ اپنی اکثریت کی بنیاد پر اس کمیٹی میں کر تو سکتی ہے لیکن کم از کم یہ ہونا چاہیے کہ اپوزیشن کا ایک نمائندہ وہاں پر پنجاب کے عوام کے ساتھ جو زیادتی ہو رہی ہو' ان کے حلقوں میں زیادتی ہو رہی ہو اس کے لئے کم از کم چیخ و پکار تو کر سکے گا۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ میری تحریک استحقاق بنتی ہے اور اسے ایڈمٹ کرتے ہوئے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی وزیر قانون کچھ ارشاد فرمائیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! جو تحریک استحقاق میرے بھائی نے دی ہے وہ رول 55 کے مطابق تحریک استحقاق کے زمرے میں نہیں آتی۔ میں ان کی اطلاع کے لئے عرض کرنی چاہتا ہوں کہ یہ جو وزیر بلدیات کی سربراہی میں Complaint Cell بنایا گیا ہے یہ صرف حکومت کے ممبران کی تکالیف کے ازالہ کے لئے نہیں بنایا گیا بلکہ یہ تمام معزز اراکین جن کا تعلق اپوزیشن سے ہے' جن کا تعلق آئی جے آئی سے ہے' جو آزاد منتخب ہو کر آئے ہیں یہ ان سب کے لئے ہے۔ تمام ممبران کو اس کا ممبر بنانا تو ممکن تھا لیکن میں ان کی خدمت میں یہ یقین دہانی کراتا ہوں کہ ہمارے معزز رکن اپوزیشن کو کسی قسم کی کوئی شکایت ہو جو اس سیل کے دائرہ کار میں آتی ہو تو یہ سیل اس کا اس طرح نوٹس لے گا جیسے اپنے معزز اراکین آئی جے آئی کے پیش کردہ شکایت کا ازالہ کرے گا۔ اور یہ Executive Order کے ذریعہ ایک کمیٹی بنائی گئی ہے۔ یہ کسی لحاظ سے بھی کسی معزز رکن اپوزیشن کا استحقاق مجروح نہیں ہوا اور نہ ہی یہ تحریک استحقاق اس زمرے میں آتی ہے بلکہ جیسا کہ جناب وزیراعلیٰ نے کل اپنی تقریر کے دوران اعلان فرمایا ہے اس میں ہمارے معزز اراکین اپوزیشن موجود تھے۔ جو پیکج انہوں نے اپنے معزز اراکین کو دیا ہے وہی پیکج اپوزیشن والوں کو بھی دیا ہے۔ تو جہاں ایسی کوئی بات آتی ہے اس میں ہم قطعی طور پر اپوزیشن کو نظرانداز نہیں کرتے ہیں۔ میں جناب شاہ صاحب کو اور جملہ معزز اراکین اپوزیشن کو خوش آمدید کہوں گا کہ ان کو اگر کسی قسم کی کوئی شکایت ہو تو وہ اس کو شکایات سیل کے پاس لے جائیں۔ جو معزز رکن وہ شکایت لے کر جائے گا یا جو محرک ہوتا ہے' جو شکایت کنندہ ہوتا ہے وہ تو خود بخود اس میں عملی طور پر شامل ہو جاتا ہے اور انشاء اللہ العزیز اس کو بھی اسی طرح پذیرائی ہو گی جیسے ہمارے معزز اراکین کی کسی شکایت کی ہو گی۔ تو اس وضاحت کے پیش نظر میں اپنے معزز بھائی سے یہ توقع کروں گا کہ وہ از راہ کرم اپنی اس پریویلج موشن کو پریس نہیں فرمائیں گے۔ ویسے بھی جیسا کہ میں نے شروع میں عرض کیا ہے کہ ضابطہ کے مطابق جو معزز اراکین کو استحقاق حاصل ہے اس کے معیار پر یہ تحریک پوری نہیں اترتی۔ شکریہ جناب۔

سید چراغ اکبر شاہ: جناب سپیکر میں آپ کے توسط سے رول 55 کی دو تین شقیں پڑھ کر سناتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میری تحریک استحقاق بنتی ہے۔ رول 55 (1) میں ہے کہ _____

"(1) The question shall relate to a privilege granted by the Constitution, any law or rules made under any law;

(3) The question shall relate to a specific matter of recent occurrence;".

It is a matter of recent occurrence. This is my submission.
"(4) The matter shall be such as requires the intervention of the Assembly;".

جناب سہیل ضیاء بٹ: پوائنٹ آف آرڈر ـــــــ

جناب سپیکر: جی بٹ صاحب پوائنٹ آف آرڈر سر ـــــــ

جناب سہیل ضیاء بٹ: میرے خیال میں حزب اختلاف تو خود ایک شکایات کا مکمل سیل ہے اور ہم ہر وقت ہی ان کی شکایات اور ان کے نالے سنتے رہتے ہیں تو میرے خیال میں یہ تو اس کمیٹی میں پہلے ہی شامل ہیں اس لئے ان کا کوئی استحقاق میرے خیال میں مجروح نہیں ہوتا۔

آوازیں: جناب رولنگ آگئی ہے۔

ملک سلیم اقبال: جناب سیمینار جلد منعقد کرائیں۔

جناب سپیکر: ملک سلیم اقبال صاحب لیجسلیٹو پراسیس پر اور پارلیمانی دستور العمل پر سیمینار کی ضرورت پر زور دے رہے ہیں۔

سید چراغ اکبر شاہ: تو جناب سپیکر یہ Privilege granted by the Contitution بھی ہے

"The question shall relate to a specific matter....."

It is a specific matter, and relates to a recent occurrence.

"The matter shall be such as requires the intervantion of the Assembly.

اور میں سمجھتا ہوں جناب والا! یہ معاملہ اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی ہے کہ اپوزیشن کے 11 اراکین ہیں ان میں سے کسی ایک کو بھی اس سیل میں شامل کرلیا جاتا۔ میں نے تو پہلے ہی کہہ دیا ہے کہ فیصلہ تو اکثریت سے ہونا تھا۔ جب 10 یا 12 آدمی ایک طرف ہوں اور ایک آدمی دوسری طرف تو فیصلہ تو آئی جے آئی کی پارٹی کی مرضی کے مطابق ہی ہونا تھا لیکن جناب والا میں سمجھتا ہوں کہ اس سے کم از کم اپوزیشن کی جو تکالیف ہیں' جو چیخ و پکار ہے وہ تو سنی جا سکتی تھی اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ میری پریولیج موشن بنتی ہے۔ میں اسے پریس کرتا ہوں۔ جناب والا اسے ایڈمٹ کیا جائے۔

جناب سپیکر: ویسے شاہ صاحب اگر آپ اس کو تھوڑا سا Deeply ... تو آپ کے پاس اپنے Grievances کو Ventilate کرنے کے لئے جو بڑا فورم آپ کو Available ہے۔ یہ کمیٹی جو ہے یہ

اپوزیشن کے معزز اراکین کے لئے ان کے Griveances کو Ventilate کرنے کے لئے اتنا بڑا فورم نہیں ہے۔ کیا آپ نے قائد حزب اختلاف سے اس کمیٹی کا ممبر بننے کے لئے مشورہ کیا ہے؟

سید چراغ اکبر شاہ: نہیں جناب والا۔ میں تو اس کمیٹی کا ممبر نہیں بننا چاہتا ہوں۔

جناب سہیل ضیاء بٹ: جناب سپیکر یہ تو وہ بات ہے کہ چراغ تلے اندھیرا۔ جناب شاہ صاحب آپ خود مکمل روشنی ہیں اور شکایات کا سیل ہیں۔ تو میرے خیال میں یہ آپ کا استحقاق مجروح نہیں ہوتا۔

سید چراغ اکبر شاہ: جناب والا یہ تو اسمبلی کی کارروائی بتائے گی کہ چراغ تلے اندھیرا ہے یا سہیل ضیاء بٹ تلے اندھیرا۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ فورم جو ہے یہ بجا ہے کہ اس سے بڑا فورم پنجاب میں اور نہیں ہے لیکن جناب والا! یہ حق تو مجھے عوام نے دیا ہے کہ میں اس فورم پر صرف اپنی شکایات ہی نہیں بلکہ جو عوام کی شکایات ہیں' انہیں جو تکالیف ہی' قانون سازی میں جو گڑبڑ کی جا رہی ہو وہ ساری تکالیف اس فورم پر اٹھاؤں لیکن جناب سپیکریات صرف یہ ہے میں یہ پوائنٹ آف آؤٹ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو جھوٹی یقین دہانیاں کرائی جاتی ہیں کہ اپوزیشن کو نظرانداز نہیں کیا جائے گا۔ اپوزیشن کے ساتھ بُرا سلوک نہیں کیا جائے گا۔ جناب والا! ایک آدمی اگر کمیٹی میں ہو بھی جاتا اپوزیشن کی دل آزاری کرنے میں کوئی فائدہ نہیں تھا۔ میں صرف یہ پوائنٹ اٹھانا چاہتا تھا اور جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ اس سے بہتر یا بڑا فورم تو پنجاب میں اور کوئی نہیں ہے جہاں پر ہم اپنی شکایات اور خیالات کا اظہار کر سکیں۔

جناب سپیکر: تو پھر آپ اس کو پریس نہیں کرتے ہیں شاہ صاحب۔

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! میں اس بارے میں تھوڑی سی وضاحت کرنی چاہتا ہوں۔ یہ تحریک استحقاق جب ہم نے دی تھی تو اس وقت اس سیل کے قیام کی صرف اخبار میں خبر تھی۔ اب یہاں اس کے وجود کو تسلیم کیا گیا ہے اور محترم وزیر قانون کے اس اعتراف کے حوالے سے پریس کے سامنے اور پنجاب کے عوام کے سامنے یہ حقیقت عیاں ہو گئی کہ ایک سیل بنایا گیا ہے جس کا مقصد صرف صوبائی اسمبلی کے اراکین کی جائز شکایات کا جائزہ لینا ہے۔ اب کم از کم یہ صورت حال ضرور واضح ہو جائے گی کہ ان کے اپنے دعوؤں کے برعکس ایسے معاملات ہیں جن میں حزب اختلاف کو اعتماد میں نہیں لیا جاتا اور یہ سیل جو ہے یہ صرف آئی جے آئی کے اراکین اسمبلی کی شکایات دور کرنے

کے لئے بنایا گیا ہے۔

سید چراغ اکبر شاہ: جناب سپیکر میں اس کو پریس نہیں کرتا۔

وزیر قانون: جناب سپیکر_____

جناب سپیکر: تو اس پر وہ تو پریس نہیں کرتے ہیں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے اور جناب سید چراغ اکبر شاہ صاحب نے موجودہ حکومت کی جو Credilitity ہے_____

سید چراغ اکبر شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی پوائنٹ آف آرڈر سید چراغ اکبر شاہ صاحب۔

سید چراغ اکبر شاہ: جناب سپیکر جب میں نے واضح طور پر کہہ دیا ہے کہ میں اس تحریک استحقاق کو پریس نہیں کرتا ہوں تو میرے خیال میں اب مزید بات کی تو کوئی گنجائش نہیں رہ گئی ہے۔ سردار صاحب کس رول کے تحت بات کر رہے ہیں اور کس مسئلے پر بات کر رہے ہیں۔ اگر سردار صاحب کوئی تقریر کریں گے تو پھر جناب والا اس کے بعد مجھے بھی اجازت دی جائے کہ میں بھی اپنے خیالات کا دوبارہ اظہار کروں۔ معاملہ تو ختم ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: سردار صاحب اگر شاہ صاحب اس بات پر خوش ہوتے ہیں اور وہ اپنی تحریک استحقاق کو پریس نہیں کرتے ہیں تو_____

چودھری اصغر علی گجر: پوائنٹ آف آرڈر سر_____

جناب سپیکر: چودھری صاحب آپ تشریف رکھیں۔ ابھی معاملہ تو وزیر قانون اور سید چراغ اکبر شاہ صاحب کے مابین ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! میں آپ کی اطلاع کے لئے ایک بات کر رہا ہوں۔ آپ کی اس میں مدد ہو جائے گی اور وزیر قانون کی بھی اس میں مدد ہو جائے گی۔ اس سے پیشتر بھی اپوزیشن کے ساتھ ایک دو زیادتیاں ہوئی ہیں۔ ایک تو کیبنٹ میں بھی انہیں بالکل نہیں لیا گیا سب آئی جے آئی کے منسٹر بنا دیئے ہیں۔ مشاورت میں بھی کوئی ان کا مشیر نہیں لیا سب آئی جے آئی کے بنا دیئے ہیں۔ اس سے پہلے بھی دو زیادتیاں ہو گئی ہیں۔ اب شاہ صاحب کی بات کو ضرور سننا چاہیئے۔

سید چراغ اکبر شاہ: آپ کو کیبنٹ میں لے لیا جائے گا۔ اس لئے آپ پوائنٹ آؤٹ کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: دراصل اس میں بات یہ ہے کہ سید چراغ اکبر شاہ صاحب نے کہا ہے کہ میں اسے پریس نہیں کرتا اور میں نے اس پر ابھی اپنا فیصلہ دیا نہیں ہے۔ لیکن اگر وزیر قانون صاحب چاہیں تو اس پر بات کر سکتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میں مختصراً عرض کروں گا۔ میں نے پہلے بھی اپنے بھائی کی خدمت میں گزارش کی تھی۔ اب بد قسمتی کی بات یہ ہے کہ کل کے جناب وزیراعلیٰ کے بیان دینے کے بعد اب ہمارے جو دوست ہیں ان میں اخلاقی جرات ہونی چاہیئے۔ وہ نیکی برباد گناہ لازم والی مثال پر قائم نہ ہوں۔ جناب والا عموماً طریقہ یہ ہوتا ہے کہ جناب حکم دیتے ہیں۔ محرک اپنی تحریک استحقاق پیش کرتا ہے' شارٹ سٹیٹمنٹ دیتا ہے اس کے بعد وزیر قانون اس کا جواب دیتا ہے' یا پھر متعلقہ وزیر جواب دیتا ہے اس کے بعد جناب اس پر فیصلہ صادر کرتے ہیں۔ میرے جواب دینے کے بعد جناب شاہ صاحب نے دو مرتبہ تقریر کی اور پھر قائد حزب اختلاف نے بات کی اور انہوں نے صرف حکومت کو مورد الزام ٹھہرایا کہ حکومت کے قول و فعل میں تضاد ہے۔ ابھی کل وزیراعلیٰ صاحب نے فلور آف دی ہاؤس پر یہ اعلان کیا کہ ان کے 40 کیسیز واپس لے لئے جائیں گے۔ انہوں نے تو ہمیں کوئی درخواست نہیں دی تھی کہ ہمارے مقدمات واپس لئے جائیں۔ یہ جو بات کر رہے ہیں اس کے لئے یہ فورم نہیں ہے۔ ابھی پچھلے دنوں میں اور قائد حزب اختلاف وزیراعلیٰ صاحب سے ملے تھے اور اگلے دو چار دنوں میں وزیراعلیٰ صاحب کی گزارش پر اپوزیشن کے سارے معزز اراکین ملاقات کریں گے۔ اسی قسم کی باتوں کے لئے وہ بہتر فورم ہے۔ لیکن یہاں پر اس قسم کے مسائل اٹھا کر حکومت کو بدنام کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اس پر مجھے اعتراض ہے۔ آخر میں' میں اپنے بھائی سید چراغ اکبر شاہ کا دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنی تحریک استحقاق کو پریس نہیں کیا۔ یہ انہوں نے چونکہ ایک سیاسی بات کی تھی اس سے ایک پہلو نکلتا تھا جس سے یہ تاثر ملتا تھا کہ اپوزیشن کے ساتھ جو گورنمنٹ کا رویہ ہے وہ کچھ درست نہیں ہے۔ وہ کچھ مشکوک ہو رہا تھا۔ اسی وضاحت کے لئے میں نے آپ سے یہ وقت لیا ہے آپ نے بھی مجھے وقت دیا جس کے لئے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: رانا ثناء اللہ خان صاحب کی تحریک استحقاق ہے جو وزیر مال صاحب کے کہنے پر موخر

ہو گئی تھی۔ وزیر مال صاحب اس بارے میں کچھ فرمانا چاہیں گے؟

وزیر مال: جناب والا! رانا صاحب مجھے مل نہیں سکے۔ اس پر تاریخ مقرر کرنی ہے۔ جس دن وہ مناسب سمجھیں میں ان کو بلا لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ رانا صاحب سے آج آپ کا رابطہ ہو جانا چاہیے' کوئی تاریخ مقرر کر کے متعلقہ لوگوں کو بلا لیں۔

وزیر مال: ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جناب غلام سرور خان کی تحریک استحقاق نمبر 21 ہے۔ میرے خیال میں یہ پیش ہو چکی ہے۔

جناب غلام سرور خان: جناب والا 20 نمبر تحریک استحقاق پیش ہوئی تھی جسے جناب نے رول آؤٹ کر دیا تھا؟

جناب سپیکر: 21 نمبر پیش ہی نہیں ہوئی؟

جناب غلام سرور خان: نہیں جناب پیش ہی نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: ارشاد فرمائیں۔

صوبائی انتظامیہ کا متعلقہ رکن اسمبلی کو اعتماد میں نہ لینا

جناب غلام سرور خان: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" راولپنڈی میں ایک خبر شائع ہوئی ہے کہ تخ جنگ روڈ راولپنڈی پر موضع دھمہ میں ایک ہاؤسنگ سوسائٹی کے لئے زبردستی اراضی حاصل کرنے کے دوران سوسائٹی کے منتظمین نے ایئر فورس پولیس کے درجنوں اہلکاروں کی مدد سے صوبائی انتظامیہ نے آبادی پر ہلہ بول دیا اور متذکرہ اراضی پر ایئر فورس کے بعض آلات اور کچھ ٹرک کھڑے کر دیئے تاکہ عوام میں یہ تاثر دیا جا سکے کہ یہ زمین دفاعی مقاصد کے لئے حاصل کی جا رہی ہے لیکن واقعات اس کے برعکس ہیں۔ یہ اراضی شاہین ویلفیئر ٹرسٹ کی انتظامیہ ہی حاصل کر رہی ہے جس کا ایئر فورس کے پیشہ

وارانہ معاملات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ پنجاب حکومت نے اس سلسلہ میں جتنی کارروائی کی ہے کسی معاملہ میں بطور نمائندہ مجھے اعتماد میں نہیں لیا گیا۔ جو کہ میرے حق نمائندگی کو تسلیم نہ کرنے کے مترادف ہے۔ جبکہ وہاں کے عوام نے مجھے صوبائی اسمبلی میں نمائندہ منتخب کر کے بھیجا ہی اس لئے ہے کہ صوبائی حکومت کے متعلقہ امور میں ان کی نمائندگی کروں۔ اس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! معاملہ اس طرح سے ہے کہ موضع دھمہ اور اس کے علاوہ چار مواضعات جو کہ تحصیل ٹیکسلا ضلع راولپنڈی میں واقع ہیں اور اس کے ساتھ ہی ساتھ میرے حلقہ انتخاب میں واقع ہیں۔ جناب سپیکر ان چار مواضعات کی 6 ہزار کنال زمین ضلعی انتظامیہ یا ریونیو ڈیپارٹمنٹ نے غیر قانونی طور پر نوٹیفیکیشن کر کے شاہین فاؤنڈیشن کے نام منتقل کر دی۔ جب کہ شاہین فاؤنڈیشن ایئر فورس کے ریٹائرڈ ملازمین پر مشتمل ہے اور یہ 6 ہزار کینال زمین پاکستان ایئرفورس کے ریٹائرڈ ملازمین کو ایک کالونی کی صورت میں پلاٹوں کی صورت میں الاٹ ہونی تھی۔

جناب سپیکر! میرا اس پر اعتراض یہ ہے کہ یہ نوٹیفکیشن جو کہ حکومت پنجاب نے کیا ہے' جو ریونیو ڈیپارٹمنٹ نے کیا ہے جو کہ ضلعی انتظامیہ نے کیا ہے۔ یہ نوٹیفکیشن غیر قانونی ہے۔ عوامی مقاصد کے لئے کوئی بھی نوٹیفکیشن نہیں ہو سکتا۔ لینڈ ایکوزیشن ایکٹ کے تحت عوامی مقاصد کے لئے کوئی زمین حاصل نہیں کی جا سکتی۔ جب کہ دفاعی ضروریات کے لئے یا حکومت کے مقاصد کے لئے اس قسم کے نوٹیفکیشن ہو سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! سب سے بڑھ کر ظلم کی بات تو یہ ہے اس حلقہ میں جو بڑے مالکان اراضی تھے اور جن کا تعلق حکومت وقت کے ساتھ ہے یا کسی نہ کسی طرح ان کی وابستگی علاقہ کے با اثر لوگوں کے ساتھ ہے۔ ان کی زمینیں تو شاہین فاؤنڈیشن نے آپس میں افہام و تفہیم کر کے پچاس اور ساٹھ ہزار روپے کنال میں خریدیں اور ان لوگوں سے مختار نامہ عام لے کر جو رجسٹریاں کروائی گئیں ان میں آٹھ اور ساڑھے آٹھ ہزار روپے قیمت ظاہر کی گئی اور اس طرح حکومت پنجاب کو اس لین دین پر جو ٹیکس حاصل ہونا تھا' سٹیمپ ڈیوٹی لگنی تھی اس کی بھی چوری کی گئی اور ساتھ ہی ساتھ علاقے کے عوام کے حقوق بھی غصب کئے گئے اور جناب سپیکر غریب لوگ جن کی پونجی بیس اور پچیس کنال پر مشتمل تھی ان کی زمینیں پانچ ہزار روپے کنال کے حساب سے حاصل کر لی گئیں۔ جناب سپیکر! ظلم تو یہ ہے کہ بغیر اطلاع دیئے' بغیر انہیں کوئی معاوضہ دیئے ضلعی انتظامیہ کی موجودگی میں ایئرفورس کے اہل کاروں نے زبردستی ان لوگوں کی زمینوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کی۔ وہاں کے لوگوں نے مزاحمت کی کہ آپ

کس حیثیت میں ہماری زمینوں پر قبضہ کر رہے ہیں تو ان پر فائرنگ کی گئی۔ ان کی ماؤں بہنوں کو بے دردی سے پیٹا گیا۔ چھ سات آدمیوں پر فائرنگ کی گئی۔ وہ شدید زخمی ہوئے اور آج بھی وہ ہسپتالوں میں داخل ہیں بٹ مار کر تین عورتوں کی ہڈیاں توڑی گئیں۔ جناب والا! اس سے بڑا ظلم اور کیا ہو سکتا ہے کہ ایک تو ان لوگوں کی زمینیں ہتھیائی جائیں اور پھر ایئرفورس اور صوبائی انتظامیہ ان لوگوں سے قبضہ بھی حاصل کر لے اگر وہ مزاحمت کریں تو ان پر گولیاں برسائی جائیں۔ اس کے برعکس انہیں لوگوں کے خلاف کار سرکار میں مداخلت کی بنیاد پر پرچہ بھی درج کرا دیا گیا۔ جناب سپیکر! یہ معاملہ سینیٹ میں بھی اٹھایا گیا' یہ بات نیشنل اسمبلی میں بھی پہنچی۔

جناب سپیکر: میاں منظور احمد موحل پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں منظور احمد موحل: جناب والا! میں یہ پوچھ سکتا ہوں کہ کیا یہ شارٹ سٹیٹمنٹ ہے یا تقریر ہو رہی ہے۔ یہ شارٹ سٹیٹمنٹ کی پروسیژن کا غلط استعمال کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: بلا شبہ یہ شارٹ سٹیٹمنٹ نہیں ہے اور میں جناب غلام سرور خاں سے کہوں گا کہ یہ شارٹ سٹیٹمنٹ نہیں ہے۔ شارٹ سٹیٹمنٹ' شارٹ سٹیٹمنٹ ہی ہوتی ہے۔

جناب غلام سرور خاں: میں کچھ حالات اس معزز ایوان کے گوش گزار کرنا چاہتا تھا۔

جناب سپیکر: لیکن اس پر تقریر نہیں ہو سکتی۔

جناب غلام سرور خاں: جناب سپیکر! اگر موحل صاحب میری بات سننا ناپسند کریں تو اس کا میرے پاس کوئی علاج نہیں ہے۔ جو میرے حلقہ انتخاب میں لوگوں پر ظلم ہو رہا ہے اس پر مجھے بات کرنے کا موقع دیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ تو جانتے ہیں۔ آپ 1985ء سے ممبر چلے آرہے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ شارٹ سٹیٹمنٹ کیا ہوتی ہے۔ آپ اس کو اختصار سے ختم کریں۔

جناب غلام سرور خاں: جناب سپیکر! دو بنیادوں پر میرا استحقاق یا میں سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ جناب سپیکر! ایک تو یہ کہ غیر قانونی نوٹیفکیشن جو ہوا ہے۔ 6 ہزار کنال زمین جس کا نوٹیفکیشن محکمہ ریونیو نے یا ضلعی انتظامیہ نے کیا ہے یہ بھی غیر قانونی ہے اور جناب سپیکر جو ان لوگوں سے زبردستی قبضہ لینے کی ناکام کوشش کی گئی ان لوگوں کو زدوکوب کیا گیا' ان پر فائرنگ کی گئی۔ جناب سپیکر! ایک تو ان لوگوں کی زمینوں پر قبضہ کر لیا گیا' ان لوگوں پر فائرنگ کی گئی

ان کو زخمی کیا گیا اور پھر ان لوگوں کے خلاف کار سرکار میں مداخلت کی بنیاد پر پرچہ درج کرا دیا گیا۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اگر میرے حلقہ کے عوام پر زیادتی ہو گی تو میں اسے اپنے اوپر زیادتی تصور کروں گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان پر بھی یہ زیادتی ہو گی کہ منتخب حکومت لوگوں کے حقوق اس طرح غصب کرے۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ میری یہ نہایت ہی اہم نوعیت کی تحریک استحقاق ہے۔ سینٹ میں بھی اسے تحریک التوائے کار کی صورت میں ایڈمٹ کر لیا گیا ہے اور قومی اسمبلی میں بھی اس پر بحث ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر: قومی اسمبلی میں یہ تحریک استحقاق کی صورت میں ایڈمٹ ہوئی ہے یا تحریک التوائے کار کی صورت میں۔

جناب غلام سرور خاں: جناب سپیکر! قومی اسمبلی میں تحریک استحقاق کی صورت میں ایڈمٹ کی گئی ہے اور سینیٹ میں تحریک التوائے کار کی صورت میں ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر: غلام سرور خاں صاحب' آپ کی یہ نہایت اچھی تحریک التوائے کار بنتی تھی۔ جس وقت آپ نے کہا کہ سینیٹ میں تحریک التوائے کار ایڈمٹ ہو چکی ہے تو میں آپ کو یہی تجویز دینے والا تھا کہ تحریک التوائے کار کے لئے نہایت اچھا موضوع ہے۔ تحریک استحقاق کے ضمن میں پریولیج ایکٹ میں پریولیجز دیئے گئے ہیں۔ اسی سے قطعی طور پر آپ باہر جائیں گے تو پھر تحریک استحقاق کی صحیح روح کے مطابق معاملات آگے نہیں بڑھیں گے۔ میں اس سلسلہ میں گورنمنٹ کا نقطہ نظر معلوم کرنا چاہوں گا۔ لاء منسٹر کچھ ارشاد فرمائیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! اس میں جو اہم نکتہ تھا وہ تو آپ نے خود ہی فرما دیا ہے۔ یہ تحریک استحقاق ہرگز نہیں بنتی۔ تحریک التوائے کار بن سکتی تھی اگر معزز رکن اس کو بطور تحریک التوائے کار لے آتے۔ جناب والا کی یہ اپنی رولنگ ہے کہ اخباری خبر تحریک استحقاق کے لئے بنیاد فراہم نہیں کر سکتی۔ اخباری خبر جو تفصیل سے اس تحریک استحقاق میں نہیں دی گئی ہے' اس کو اس تحریک استحقاق کی بنیاد بنایا گیا ہے۔ یہ ایئر فورس پولیس کے خلاف انہوں نے تحریک استحقاق دی ہے جس کا تعلق مرکزی حکومت سے ہے۔ رولز 55 (1) کے تحت جو استحقاق آئین میں دیئے گئے ہیں یہ تحریک استحقاق اس کے زمرے میں نہیں آتی۔ ان حقائق کے پیش نظر توقع کروں گا کہ وہ اپنی تحریک استحقاق کو پریس نہیں فرمائیں گے۔ جو قانونی پوزیشن ہے وہ میں جناب والا کی خدمت میں عرض کر چکا ہوں۔ اگر وہ پریس فرماتے ہیں تو میں آپ کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ اس کو خلاف

ضابطہ قرار دیا جائے۔ شکریہ جناب والا۔

جناب غلام سرور خاں: جناب سپیکر! جہاں تک وزیر قانون نے اخباری خبر کے حوالے کی بات کی ہے یہ تو بہت ہی اہم واقعہ ہے۔ اس واقعے نے تو اونچے ایوانوں کو بھی ہلا کر رکھ دیا ہے۔ یہ صرف اخبار تک محدود نہیں۔ اس واقعہ کی وجہ سے میانوالی فتح جنگ روڈ' فتح جنگ کوہاٹ روڈ چھ گھنٹے تک بلاک ہوئیں۔ اس حلقہ کے عوام کا بڑا شدید رد عمل تھا۔ پھر مقامی انتظامیہ کی یقین دہانیوں پر جو سڑکیں بلاک کی گئی تھیں وہ ختم کی گئیں۔ جناب والا! جہاں تک یہ بات ہے کہ یہ معاملہ تحریک التوائے کار کی صورت میں آ سکتا ہے میں اس سے اتفاق کرتا ہوں اور ساتھ ہی ساتھ میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ اگر آپ کی اجازت ہو تو میں اب بھی یہ معاملہ تحریک التوائے کار کی صورت میں پیش کرنے کے لئے تیار ہوں۔ حکومت کو اس پر ایکشن لینا چاہیے۔ اس معاملے کی انکوائری ہونی چاہیے۔ جناب وزیراعلیٰ اس معاملہ میں پہلے ہی اعلان فرما چکے ہیں ان کے نوٹس میں بھی یہ بات لائی گئی ہے۔ انہوں نے بھی کہا ہے کہ ہم اس سلسلے میں انکوائری کریں گے۔ جناب والا! اگر آپ یہ یقین دہانی کرائیں کہ اسے تحریک التوائے کار کی صورت میں ٹیک اپ کیا جائے گا تو میں اس کو پریس نہیں کرتا۔ شکریہ!

جناب سپیکر: وزیر قانون کے ارشاد کے مطابق جناب غلام سرور خاں اپنی تحریک استحقاق کو پریس نہیں کرتے۔

میں آج آپ کو یہ بتانے میں خوشی محسوس کر رہا ہوں کہ آج پنجاب اسمبلی میں "پیج بوائز" تشریف لائے ہیں۔ یہ آپ کے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں کافی عرصہ سے کوشش کر رہا تھا کہ ہماری یونیورسٹیوں کے سٹوڈنٹس دنیا کی دیگر پارلیمنٹس کی طرح یہاں بیٹھیں اور پیج بوائز کے طور پر فرائض انجام دیں اگر معزز اراکین اسمبلی کی خدمت سرانجام دینے کی ضرورت ہو' کوئی آپ کو پیپر تقسیم کرنے ہیں یا کسی اور کو کوئی پیغام دینا ہے' کسی بھی انداز میں ایوان کے اندر کوئی سروس ہے تو یہ پیج بوائز جو ہمارے نونہال بچے ہیں' انہوں نے ہمارے لئے آپنے آپ کو وقف کیا ہے۔ میں ان کو پنجاب اسمبلی میں خوش آمدید کہتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور اس خوبصورت روایت کے پیچھے بہت سی خوبصورت باتیں ہیں۔ یہ ہمارے بچے بیٹھے ہیں۔ ان کو ذاتی طور پر پتا چلے گا کہ اسمبلی کے اندر قانون سازی اور دیگر معاملات کیسے چلتے ہیں اور ہمیں بھی شدت کے ساتھ اس بات کا احساس رہے گا کہ ہمارے بچے ہمارے سامنے ہماری ورکنگ کو ہمارے کنڈکٹ کو' ہمارے معاملات کو نمٹانے کے انداز کو

وہ دیکھ رہے ہیں۔ یہ قوم کے معمار ہیں' انہوں نے آگے بڑھ کے ہماری جگہ پر آنا ہے اس لئے ہمیں خوبصورت انداز میں اپنے معاملات کو چلانا ہے۔

تحاریک استحقاق میں رانا اکرام ربانی صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔ رانا صاحب اس کو ٹیک اپ کرلیں یا آج رہنے دیں؟ تو ڈسکشن شروع کرلیں' کیا خیال ہے؟

رانا اکرام ربانی: ٹھیک ہے۔

جناب غلام سرور خاں: جناب والا میری گزارش پر آپ نے غور نہیں فرمایا۔ میں نے کہا کہ میں اس صورت میں اپنی تحریک استحقاق پریس نہیں کروں گا کہ اگر مجھے یہ یقین دہانی کروائی جائے گی کہ جب تحریک التوائے کار کی صورت میں یہ معاملہ ہاؤس کے سامنے لایا گیا تو اسے ٹیک اپ کیا جائے گا۔

میاں منظور احمد موہل: پوائنٹ آف آرڈر سر_____ جناب والا یہ شرط نہیں لگ سکتی کہ آپ یہ کریں گے تو میں اپنی تحریک واپس لیتا ہوں۔ یہ قطعاً" روایت نہیں ہے اور نہ ہی کوئی ایسا رول ہے کہ وہ کہیں کہ میں اس کو اس شرط پر پریس نہیں کرتا ہوں اس بنیاد پر کہ آپ یقین دہانی کرائیں۔ وہ تو ان کا اپنا Sweetwill ہے اس کے بعد وہ Motion دے دیں وہ آپ کی طرف سے آ جائے گی۔ قطعاً" یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ ایسی بات کریں۔

جناب سپیکر: جی میاں منظور احمد موہل صاحب کی بات سے میں اتفاق کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور اب تحاریک استحقاق کا وقت ختم ہوتا ہے۔ اب سالانہ بجٹ 92-1991ء پر عام بحث کا ہم باضابطہ طور پہ اور باقاعدہ طور پر آغاز کرتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: جناب والا نے فرمایا تھا کہ تحاریک استحقاق کے بعد تحریک التوائے کار کے لئے اس ہاؤس سے اجازت لی جائے گی۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: لیکن اس کا آغاز کرنے سے پہلے ڈاکٹر افضل اعزاز صاحب کی ایک تحریک التوائے کار ہے۔ جس کی کاپی انہوں نے مجھے دی ہے۔ لاء منسٹر صاحب توجہ فرمائیں۔ چودھری شوکت داؤد صاحب ذرا آپ تشریف رکھیں' آپ کی اور ان کی تحریک مشترکہ ہے اچھا ٹھیک ہے۔ تو ڈاکٹر محمد

افضل اعزاز کی اور جناب شوکت داؤد کی مشترکہ تحریک التوائے کار ہے اور لاء منسٹر صاحب یہ دونوں معزز اراکین چاہتے ہیں کہ ہاؤس کی کارروائی کو معطل کیا جائے اور رولز کو معطل کرتے ہوئے اس تحریک التوائے کار کو ٹیک اپ کیا جائے۔ تحریک التوائے کار کا جو Subject Matter ہے اس کا تھوڑا سا اشارہ وہ کر چکے ہیں کہ جس میں آپ کے اخبارات میں بوٹی مافیا کے بارے میں بی اے اور بی ایس (سی) کے امتحانی مرکز پر انہوں نے ہلہ بول دیا اور اس پر قبضہ کر لیا اور وہاں پر یہ سارا سلسلہ جاری رہا۔ اس پر وہ بہت مضطرب ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ چونکہ اس سے سب لوگوں میں بڑا ہیجان برپا ہے' لوگ تشویش میں مبتلا ہیں' اہالیان لاہور اور پنجاب بالخصوص چاہتے ہیں کہ اس تحریک التوائے کار کو ٹیک اپ کیا جائے۔

میاں محمود الرشید: جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ اسمبلی کے پچھلے اجلاس میں میری ایک Identical تحریک التوائے کار تھی جسے اسمبلی نے ایڈمٹ کیا تھا اور چونکہ اسمبلی کا اجلاس ختم ہو گیا تھا' اس میں آپ نے یہ وعدہ کیا تھا کہ ہمارا جو اگلا اجلاس بجٹ کا ہو گا اسے اس میں ٹیک اپ کیا جائے گا۔ وہ تحریک التوائے کار پہلے ہی منظور ہو چکی ہے' اس پر بحث ہونا باقی ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس کو بھی اگر اس کے ساتھ ملا لیا جائے' یہ ملتا جلتا مفہوم ہے ان دنوں بورڈ کے ایف اے اور ایف ایس سی کے امتحانات ہو رہے تھے۔ اس میں بھی قبضہ گروپ اور نقل کے رجحان کے متعلق باتیں تھیں میری یہ گزارش ہے کہ پہلے سے ایک منظور شدہ تحریک التوائے کار بھی ہے اس کو بھی اگر اس کے ساتھ ملا کر اگر بحث کے لئے منظور کیا جائے تو یہ زیادہ مناسب ہو گا۔

جناب سپیکر: میاں محمود الرشید صاحب کی یہ بات درست ہے کہ پچھلے اجلاس میں ان کی تحریک التوائے کار ایڈمٹ ہو گئی تھی لیکن اس پر بحث نہ ہو سکی اس لئے کہ ہاؤس Adjourn ہو گیا اور انہوں نے اس کو پوائنٹ آف آوٹ کیا تھا کہ یہ میری جو تحریک التوائے کار ہے اس پر بحث اگلے سیشن میں کروائی جائے تو میں نے ہاؤس کی Consent لے کے ان سے بات کی تھی کہ اس پر بحث اگلے اجلاس میں ہو جائے گی۔ تو یہ تحریک التوائے کار جو ڈاکٹر محمد افضل اعزاز اور چودھری شوکت داؤد نے پیش کی ہے یہ بھی اسی نوعیت کی ہے اور یہ ایک ہی طرح کی تحاریک التوائے کار ہیں۔ تو ان کو اس کے ساتھ شامل کر لیا جائے اور اس پہ بحث کر لی جائے تو یہ سب لوگوں کے مفاد میں ہے۔ کیا خیال ہے لاء منسٹر صاحب آپ کا؟

وزیر قانون: ٹھیک ہے جناب والا۔

جناب سپیکر: تو پھر---------- جی۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: آپ کوئی ایک دن مقرر کر لیں اور اس وقت سے پہلے پہلے وزیر تعلیم اس معزز ایوان کو کوئی یقین دہانی کرائیں کہ یہ جو دھاندلی امتحانی مراکز میں ہو رہی ہے' اس کا خاتمہ کیا جائے گا اور موثر اور عملی اقدامات کئے جائیں گے جن سے اس کا سدباب کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: تو پھر میرے خیال میں اس کو باضابطہ بنانے کے لئے ایسا کریں کہ ڈاکٹر افضل اعزاز اور چودھری شوکت داؤد کی تحریک التوائے کار کو پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور یہ تحریک التوائے کار باقاعدہ پیش ہو اور اس کو ایڈمٹ کیا جائے اور اس کے ساتھ میاں محمودالرشید صاحب کو بھی شامل کر کے ان کو بھی بحث میں حصہ لینے کی اجازت دی جائے۔ میرے خیال میں یہ باضابطہ ہو جائے گی پچھلی تحریک التوائے کار کے حوالے سے اس پر بحث کا ٹائم مقرر کرنا میرے خیال میں باضابطہ بات نہ ہو گی۔ میاں منظور احمد موحل صاحب بھی غالباً" یہی بات پوائنٹ آؤٹ کرنا چاہتے تھے میں ان کے تیور دیکھ کے بھانپ گیا تھا۔ اس لئے اس کو باضابطہ بنانے کے لئے ڈاکٹر افضل اعزاز کو رولز کو Relax کرتے ہوئے ہاؤس کی اجازت سے ____ اس کی اجازت ہے ___ (ہاؤس کی آواز اجازت ہے) رولز کو Relax کرتے ہوئے یہ تحریک التوائے کار ڈاکٹر محمد افضل اعزاز صاحب کو پیش کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔

بوٹی مافیا کا پنجاب یونیورسٹی کے بی اے اور بی ایس سی کے امتحانی مراکز پر قبضہ

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز:

"جناب والا میں آپ کا انتہائی شکرگزار ہوں کہ آپ نے آج قواعد و ضوابط کو معطل کر کے اور آج کی کارروائی کو معطل فرما کے مجھے یہ موقع عنایت کیا کہ اس نہایت اہم اور سنگین مسئلے پر گفتگو کر سکوں۔"

جناب سپیکر: کیا آپ کے پاس کاپی ہے؟

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: جی نہیں میرے پاس کاپی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: تو یہ ایک ہی کاپی ہے جو آپ نے مجھے دی ہے۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: یہی ایک ہی کاپی ہے۔

جناب سپیکر: اچھا۔ تو شوکت داؤد صاحب کیا آپ کے پاس کاپی ہے؟

جناب شوکت داؤد: نہیں سر یہ نئے سرے سے لکھی گئی ہے۔

جناب سپیکر: تو اس ایک پر ہی آپ سارا معاملہ چلانا چاہتے ہیں۔ تو ٹھیک ہے یہ آپ پڑھ لیں اس کے بعد آپ یہ مجھے دے دیں۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: ٹھیک ہے جی ہم پڑھ کے واپس دے دیتے ہیں۔

میری استدعا ہے کہ آج اسمبلی کی کارروائی معطل کر کے ایک نہایت اہم اور سنگین مسئلے کو زیر بحث لانے کی اجازت دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ آج تمام بڑے بڑے اخبارات میں یہ خبر چھپی ہے کہ بوٹی مافیا نے پنجاب یونیورسٹی کے بی اے اور بی ایس سی کے امتحانی مراکز پر ہلہ بول دیا اور بیشتر امتحانی مراکز پر قبضہ کر لیا۔ ہزاروں لاکھوں روپے وصول کئے گئے امتحان میں نگران عملہ کو مارا پیٹا گیا اور وہاں سے وہ لوگ بھاگنے پر مجبور ہو گئے اور تمام طلباء کو کھلی چھٹی دی گئی کہ وہ جو چاہیں کریں کوئی پوچھنے والا نہیں ہو گا۔ یہ غنڈے جو ہر قسم کے جدید اسلحہ سے لیس تھے انہوں نے دھمکیاں دیں کہ اگر کسی نے مزاحمت کی تو ان کی خیر نہیں ہو گی۔ ضلعی انتظامیہ پولیس اور یونیورسٹی حکام بے بس اپنی آنکھوں کے سامنے یہ سارا کچھ تماشا دیکھتے رہے اور کچھ بھی نہ کر سکے۔ جناب والا یہ مسئلہ گھوٹکی میں ہونے والے تیزگام اور مال گاڑی کے حادثے سے کہیں زیادہ سنگین ہے اس لئے کہ نوجوان نسل کے مستقبل سے پوری قوم کا مستقبل وابستہ ہے۔ اس لئے اس مسئلے پر اس معزز ایوان میں مفصل بحث ہونی چاہیے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر محمد افضل اعزاز اور چودھری شوکت داؤد نے ایک تحریک التوائے کار پیش کی ہے جس میں میاں محمودالرشید صاحب شامل ہیں کہ آج اسمبلی کی کارروائی کو معطل کر کے ایک نہایت اہم اور سنگین مسئلے کو زیر بحث لانے کی اجازت دی جائے۔

تحریک التوائے کار پر قواعد و ضوابط کے مطابق اسمبلی کی اجازت لینا ہوتی ہے۔ کیا اسمبلی کی اجازت ہے؟

میاں منظور احمد موحل: پوائنٹ آف آرڈر۔ اگر کوئی Objection کرے تو پھر آپ نے Rise کے لئے کہنا ہے۔ کیونکہ کوئی Objection نہیں کیا گیا' لہٰذا اب اس کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ قاعدہ 69 دیکھ لیجئے:

69 (1) If the Speaker is of the opinion that the matter proposed to be discussed is in order, he shall read the statement to the Assembly and ask whether the member has the leave of the Assembly to make the adjournment motion and if objection is taken, he shall request such of the members as may be in favour of leave being granted to rise in their seats. اگر کوئی Objection کرے گا!

جناب سپیکر: یہ درست بات ہے کہ اس میں اسمبلی کی Leave کہنے سے گرانٹ ہو جاتی ہے اور اگر Objection نہیں ہوتا تو پھر اس پر ووٹنگ کی ضرورت نہیں۔ چونکہ اس پر کسی نے Objection نہیں کیا' اس لئے تصور کیا جائے گا کہ اس پر اسمبلی کی Leave گرانٹ ہو گئی ہے۔ تو اس پر بحث کے لئے کون سا ٹائم مقرر کیا جائے؟ ضابطے کے مطابق تین دن کے اندر اندر اس پر بحث ہونی چاہیے اور میرا خیال یہ ہے کہ اس پر بحث کے لئے دو گھنٹے مخصوص کیے جائیں۔ میں چاہوں گا کہ لیڈر آف دی اپوزیشن اور لاء منسٹر کی رضامندی سے اس پر وقت مقرر کیا جائے۔

وزیر قانون: پرائیویٹ ممبرز ڈے کے دن اگر کر لیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر: اگر اس پر کل وقت مقرر کیا جائے تو پھر یہ ہو گا کہ نو بجے سے لے کر دو بجے تک تو باقاعدہ اجلاس ہو گا اور بجٹ پر ڈیبیٹ ہو گی۔ تو پھر دو بجے کے بعد دو گھنٹے مقرر کرنے پڑیں گے۔ یہ آپ دیکھ لیں کہ آپ دو بجے کے بعد تشریف رکھیں گے؟

میاں محمود الرشید: اس میں پھر ایسے کرتے ہیں کہ کل اس کے لئے سردست ایک گھنٹہ رکھ لیتے ہیں۔ اگر ضرورت ہوئی تو پھر ٹائم بڑھا لیں گے۔ آپ کا کیا خیال ہے؟ دو سے تین بجے تک کا وقت رکھ لیں؟ ایک سے دو بجے تک کا وقت رکھ لیں؟ ____ رانا صاحب' کیا یہ درست ہے کہ کل اس پر بحث کے لئے ایک سے دو بجے تک کا وقت رکھ لیں اور اگر ضرورت ہو تو ٹائم بڑھا لیا جائے؟

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! میں یہی عرض کروں گا کہ بجٹ کے لئے پہلے ہی وقت بہت کم ہے۔ اگر اس کو پرائیویٹ ممبرز ڈے پر رکھ لیں تو کم از کم بجٹ کے معاملے میں اراکین اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں گے۔ پھر ٹائم شارٹ ہو جاتا ہے ____

جناب سپیکر: بجٹ کے لئے تو ٹائم اور رکھ لیا جائے گا' بڑھا لیا جائے گا۔

رانا اکرام ربانی: تو پھر کوئی حرج نہیں۔

جناب سپیکر: ایک سے دو بجے تک اس کے لئے وقت رکھ لیتے ہیں ____

میاں محمود الرشید: ایک ڈیڑھ بجے کے قریب اکثر دوست چلے جاتے ہیں اور یہ بڑی اہم تحریک التوا ہے۔ اگر آپ یہ منگل والے پرائیویٹ ممبرز ڈے پر رکھ لیں اور صبح جلدی نو دس بجے کے قریب رکھ لیں تو وہ زیادہ مناسب ہو گا۔ اس پر محرکین کی' ممبران کی اور وزیر تعلیم کی تیاری بھی ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: تو پرائیویٹ ممبرز ڈے پر آپ کا پرائیویٹ بزنس متاثر ہو گا۔ وہ آپ کا دن ہے۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! اس میں تیاری کی ضرورت نہیں۔ ہر ممبر کو معلوم ہے کہ کیا ہو رہا ہے اور اس معاملے کو التوا میں بھی نہ ڈالا جائے۔ جب ہم نے ایوان کی کارروائی کو روک کر' بجٹ سیشن میں سے حصہ نکال کے اور قواعد سے ہٹ کر اس تحریک کو منظور کیا ہے تو اس کو کل ہی لیا جائے اور ایک سے دو بجے تک کا وقت رکھ لیا جائے۔ پرائیویٹ ممبرز ڈے پر پرائیویٹ ممبرز کی تحاریک لینا زیادہ ضروری ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: تو درست ہے۔ کل پھر ایک بجے سے دو بجے تک سردست ایک گھنٹہ ہم اس کے لئے مخصوص کرتے ہیں۔ ضرورت ہوئی تو ہم اس کو اور وقت دے دیں گے۔

میزانیہ بابت سال 92-1991ء پر عام بحث

جناب سپیکر: میزانیہ پر بحث کا آغاز ہوتا ہے۔ میں رانا اکرام ربانی' قائد حزب اختلاف کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ بجٹ پر بحث کا آغاز فرمائیں۔

(نعرہائے تحسین)

رانا اکرام ربانی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ جناب سپیکر! میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے ان اعداد و شمار پر بات کرنے کی اجازت دی جو زیادہ تر بعض اخبارات کو Courtesy سے اور کچھ لائنیں جناب وزیر خزانہ کی مہربانی سے ایوان کے سامنے آئیں۔ لیکن ان اعداد و شمار کی بات کرنے

سے پیشتر میں آپ کی اجازت چاہوں گا کہ مجھے اپنی بات کی تائید میں یا اپنی بات کی وضاحت میں کوئی تحریر پڑھنے کی ضرورت محسوس ہو تو میں پڑھ لوں یا انگریزی زبان کا سہارا لینے کی ضرورت ہو تو انگریزی میں بات کروں کیونکہ بعض تراشے اور آرٹیکل اس زبان میں ہیں اور بعض باتوں کی وضاحت کے لئے پنجابی زبان استعمال کرنے کی مجھے اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! بجٹ پر بات کرنے سے پیشتر' کل ہمیں قواعد و ضوابط کے مطابق بجٹ پر بحث کا آغاز کرنا تھا جناب وزیراعلیٰ نے جو قائد ایوان بھی ہیں اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ کوئی پالیسی سٹیٹمنٹ اس ہاؤس میں دینا چاہتے ہیں۔ جناب سپیکر! یہ روایات سے بالکل ہٹ کر ایک بات تھی۔ لیکن نئی روایات قائم کرنا روایات کی خلاف ورزی نہیں کہلاتا بشرطیکہ اچھی روایات قائم کی جائیں۔

انہوں نے بہت سی باتیں کیں لیکن میں جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے تھوڑی سی ترمیم کے ساتھ ایک شعر پڑھنا چاہتا ہوں۔ کہنے کی بات اس لئے نہیں کہ کیونکہ میرا شعر نہیں ہے۔

وہ بات سارے فسانے میں جس کا ذکر نہ تھا
وہ بات ان کو بہت ناگوار گزری ہے

جناب سپیکر! وہ بات یہ ہے کہ قائد ایوان منتخب ہونے کے بعد ان کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے جو تقاریر اس ہاؤس میں کی گئیں اس میں ایک بات پر بہت زور دیا گیا کہ 1988ء میں جب اس وقت کے صدر نے بے شمار غیر پارلیمانی الزامات لگائے جنہیں میں یہاں دہرانا نہیں چاہتا اور مجھے افسوس ہے کہ اس وقت اکثریت نے بخوشی ان الزامات کو قبول کیا۔ کسی کوارٹر سے کوئی Resistance نہیں آئی۔ کسی نے احتجاج نہیں کیا کہ ہمارے بارے میں ایسے الفاظ کیوں استعمال کئے گئے ہیں؟ لیکن جناب والا! وہ ایک پرانی بات ہے۔ میں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ محترم قائد ایوان کے بارے میں یہ کہا گیا کہ انہوں نے احتجاجاً" نگران حکومت میں وزیر کا عہدہ لینا مناسب نہیں سمجھا۔ جمہوری اور پارلیمانی روایات کو مدنظر رکھتے ہوئے اور وہ میاں چنوں تشریف لے گئے۔

جناب سپیکر! ہم نے بجٹ کے دن یہ Point out کیا تھا کہ اس ڈاکومینٹ کی Leakage ہوئی ہے۔ اس کے بعد ہم نے ایک تحریک استحقاق بھی پیش کرنے کی کوشش کی۔ جناب سپیکر! مجھے خوشی ہے کہ ایک اہم معاملے پر ڈاکٹر افضل اعزاز صاحب کی تحریک التوا out of turn رولز کو معطل کر کے لی گئی یہ اعتراض نہیں ہے یہ خوشی ہے' ان دنوں میں جو صرف بجٹ کی ڈیبیٹ کے لئے مخصوص کئے گئے ہیں۔ یہ تحریک admit کی گئی۔ لیکن ہماری تحریک استحقاق جس کا تعلق اس ہاؤس کے پریولیج سے ہے وہ بھی ہم نے پیش کی۔ اس کا جو انجام ہوا میں اس کی تفصیل میں بھی نہیں جانا چاہتا۔ اس کے

بعد محترم وزیر خزانہ نے پریس بریفنگ کی روایات کے مطابق اور اس میں جو کچھ ہوا وہ میں تفصیل سے اپنی گزارشات میں بھی عرض کروں گا۔ اس کے بعد کم از کم مجھے یہ توقع تھی اس ہاؤس میں اس گائیڈ کے کہنے کے مطابق جس کا ذکر اتنی دفعہ ہوا ہے جناب سپیکر اور اسی کے بعد مجھے توقع تھی کہ اس حوالے سے کوئی پالیسی سٹیٹمنٹ دی جائے گی۔ اگر خود استعفیٰ کا اعلان نہیں فرمائیں گے تو شائد محترم وزیر خزانہ سے کہیں۔ اگر یہ بھی نہیں کریں گے تو کم از کم اتنا حوصلہ ضرور کریں گے کہ اس بارے میں تحقیقات کرائیں گے اور یہی وہ بات تھی جس کا میں اس شعر کے حوالے سے ذکر کرنا چاہتا تھا۔

جناب والا! دوسرا انہوں نے بلاک ایلوکیشن کے بارے میں فرمایا تھا کہ یہ وزیراعلیٰ کا صوابدیدی فنڈ ہوتا ہے۔ جناب سپیکر! آپ کو بھی یاد ہو گا۔ اس ہاؤس کو اور پریس کو بھی یاد ہو گا۔ پنجاب کے عوام کو بھی یاد ہو گا کہ بیس مہینوں میں ہم یہی کہتے رہے ہیں کہ یہ جو Black allocation ہیں یہ کسی علاقے کی ضرورت کے حوالے سے نہیں جائے گی۔ یہ بھی وزیراعلیٰ کا صوابدیدی فنڈ ہے اور اس وقت ہماری اس بات کو غلط کہا گیا۔ یہ بھی وزیراعلیٰ کا صوابدیدی فنڈ ہے اور اس وقت ہماری اس بات کو غلط کہا گیا۔ میں قائد ایوان کا اس حوالے سے مشکور ہوں کہ انہوں نے ہمیں سرخرو ہونے کا موقع دیا کہ وہ بات جو ہم کہتے تھے کہ یہ صوابدیدی فنڈ ہوتا ہے وزیراعلیٰ کا۔ انہوں نے تسلیم کیا کہ یہ تھا اور ہے۔ لیکن اس کے ساتھ انہوں نے کہا کہ وقت کے کچھ تقاضے تھے۔ جناب سپیکر۔ اس ہاؤس میں ہم ان تقاضوں کی بات بھی کرتے رہے ہیں کہ وہ تقاضے کیا تھے؟ میں ان کی بھی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا صرف اس لئے کہ ایک زاویئے پر ہمارے تعاون سے' ہماری کچھ خاموشی سے' ہمارے کچھ ضبط سے یہ ادارے اگر ایک اچھے طریقے سے کام کرنا شروع کر دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہماری اس میں Positive contribution ہو گی۔ لیکن اس وقت تقاضوں کا ذکر بھی پنجاب کے عوام کو اخبارات کی معرفت بڑی اچھی طرح معلوم ہے۔ پھر انہوں نے ایک چیک کی بات کی۔ جناب سپیکر! اگر ہم جو حزب اختلاف میں بیٹھے ہیں اپنے کسی Grievance کی بات کرتے ہیں تو وہ ہمارا تجربہ ہوتا ہے لیکن ہمیں یہاں پر مجبور کیا جاتا ہے کہ آپ صرف وعدوں پر خوش رہیں کہ چونکہ یہ کرنے کا وعدہ کر دیا گیا' چونکہ یہ دینے کا وعدہ کر دیا گیا لہٰذا آپ خوش رہیں۔ جناب سپیکر! یہ کہا گیا کہ ایک کروڑ کا چیک ہر صوبائی حلقے میں جائے گا ان حلقوں میں پہلے بھی رقم گئی ہے۔ ان حلقوں میں پہلے بھی منصوبے بنے ہیں۔ لیکن اس بارے میں بھی میں اپنا تجربہ عرض کروں گا۔ میرے ایک ساتھی کے اعتراض کے جواب میں یہ کہا گیا۔ آدھا شعر مجھے یاد رہا۔

میں ہر ایک کو پلانے کی بات کرتا ہوں

جناب سپیکر! پھر حقائق کو چھپانے کی کوشش۔ مجھے افسوس ہے۔ الیکشن ہو گئے اس الیکشن میں پنجاب کے خزانے کو بے تحاشا' بے دریغ اور بے دردی سے استعمال کیا گیا صرف دس گیارہ حلقوں میں پی ڈی اے کے امیدوار جیت گئے۔ وزیر خزانہ تو اس ملاقات میں نہیں تھے' وزیر قانون تھے۔ ہم نے گزارش کی کہ جناب والا قبلہ و کعبہ! آپ کے جو امیدوار منتخب ہو گئے ہیں ہم ان کا یہ استحقاق تسلیم کرتے ہیں کہ وہاں پر ڈویلپمنٹ سکیمز کے سلسلے میں کم از کم ان سے تجویز لے لیں۔ لیکن چونکہ وہ الیکشن میں اپنی تجاویز دے چکے تھے اور ان تجاویز پر عمل ہو رہا ہے لیکن جہاں پر آپ کے امیدوار کامیاب نہیں ہو سکے اور جن سکیموں پر ابھی کام شروع نہیں ہوا جو پیسہ جو رقم دفتر میں موجود ہے کم از کم آپ ان کے against جو اس وقت sitting ایم پی اے صاحبان ہیں ان سے تجاویز لے لیں۔ پھر وعدہ فرمایا گیا اور مجھے شائد لفظ بھی اچھی طرح سے یاد ہیں "آپاں ایہدا وی کوئی حل کڈ لاں گے" لیکن "آپاں ایہدا حل اج تک نہیں کڈیا" جناب سپیکر! جب ہمارا تجربہ یہ ہو' جب ہمارے ساتھ گزری یہ ہو تو پھر کب وعدے وفا ہوں گے وعدے کب پورے کئے جائیں گے اگر ہم تعمیری تنقید کے معاملے میں کنجوسی سے کام نہیں لیتے تو انشاء اللہ تعالیٰ تعمیری تعریف کے معاملے میں بھی کنجوسی سے کام نہیں لیں گے۔ لیکن کچھ کریں تو سہی۔ جناب سپیکر! یہ جو اعلان یہیں پر کیا گیا ہے وہ بھی ایک تیاری کا حصہ ہے۔ ایک پلان کا حصہ ہے۔ پچھلا سپلیمنٹری بجٹ 91-1990ء کا صوبائی الیکشن پر خرچ ہوا۔

بلدیاتی الیکشنوں کے بعد پھر ضمنی بجٹ آئے گا اور ضرور آئے گا بلکہ اس سے پہلے منی بجٹ بھی آئے گا۔ اس میں پھر یہ بلدیاتی الیکشن کا گوشوارہ خرچ ہو گا۔ پھر یہ ایوان میں پیش کیا جائے گا۔ جناب سپیکر! اتنی دیر سے اتنے عرصے سے ہم سنتے آ رہے ہیں۔ دیکھتے آ رہے ہیں' ہمیں پتا ہے کہ ان حلقوں میں جو اعلان کیا گیا ہے اس کی Fate کیا ہو گی۔

جناب والا! سیلف امپلائمنٹ کی خوشخبری سنائی گئی کہ پانچ ہزار سے زائد سکیمیں منظور ہو چکی ہیں آٹھ میں سے پانچ ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز پر محترم قائد ایوان خود تشریف لے گئے اور انہوں نے فرمایا کہ میں نے اس سکیم کے بارے میں سینئرز سے' ایم این اے حضرات سے' ایم پی اے حضرات سے' کیبنٹ کے ارکان سے اور ذاتی نمائندوں سے بھی مشورہ کیا ہے لیکن جناب والا حزب اختلاف کی یہ ٹیم جو گیارہ ممبروں پر مشتمل ہے اور اس ایوان میں بیٹھی ہے۔ اس میں سے کسی کو بھی اس بارے میں پتہ ہی نہیں کہ یہ Meetings کہاں ہوئیں کس سے پوچھا گیا اور کسے بتایا گیا اور کس کی سفارش

پر جناب والا یہ سکیمیں منظور کی گئیں۔ اس کے بعد ایڈوائزری کمیٹیوں کی بھی بات کی گئی۔ جناب سپیکر! ڈی سنٹرلائیزیشن صحیح معنوں میں بہت اچھی چیز ہے لیکن ہم یہاں پھر اپنے ماضی کو پیش نظر رکھتے ہوئے خدشات کا اظہار کریں گے یہاں نمائندگی ضرور دی گئی ہے وہ بھی نو ٹیفکیشن کے بعد معلوم ہو گا کہ دی بھی گئی ہے یا نہیں لیکن on the face of it اصلیت کو دیکھتے ہوئے جناب والا' مجھے یہ خدشہ ہے کہ یہ سکیم بھی صرف ایڈمنسٹریشن کو اپنے قابو میں رکھنے کے لئے ہے جسے پنجابی میں کہتے ہیں "تھلے لا کے رکھن لئی" تو جناب والا ماضی کو دیکھتے ہوئے ہم اپنے شبے کا اپنے شک کا اظہار کرتے ہیں اور پچھلے بیس مہینوں میں پیپلز پارٹی کی جب مرکز میں حکومت تھی تو انہوں نے کہا تھا کہ انہوں نے ہارے ہوئے لوگوں کو بھی بورڈ میں مشیر کے طور پر نمائندگی دی ہے میں اس ایوان میں چیلنج کرتا ہوں کہ ان کے وہ امیدوار جو قومی اسمبلی کا الیکشن نہیں جیت سکے اور جو صوبائی اسمبلی کا الیکشن نہیں جیت سکے ان کو بھی ان کمیٹیوں میں رکھا جائے گا اور اگر ان کو ان کمیٹیوں میں نہ رکھا گیا تو میں اس ایوان سے معافی مانگنے میں بھی کوتاہی نہیں کروں گا۔ لیکن مجھے پتہ ہے کہ یہ ہو گا اور انہوں نے جتنی جمہوری روایات قائم کی ہیں ان پر ضرور عملدرآمد ہو گا تو وہ ہارے ہوئے ایم این اے اور ایم پی اے صاحبان بھی ان کمیٹیوں میں آئیں گے لیکن جناب سپیکر! ایک اور چیز جو یہاں کہی گئی وہ یہ تھی کہ اس ایوان میں اس بجٹ کے دوران ابھی تک کورم نہیں ٹوٹا۔ جناب سپیکر۔ یہ پارلیمانی روایت ہے اور یہ بات درست نہیں ہے کہ اس سیشن کے دوران کورم نہیں ٹوٹا صرف پارلیمانی روایت کے پیش نظر پوائنٹ آؤٹ نہیں کیا گیا۔

آخر میں جناب والا میں کل کے دن کے بارے میں اعلان کروں گا کہ جب اعلانات ہو رہے تھے اور میزیں بجائی جا رہی تھیں۔ جناب بچپن میں میں اپنے محلے میں اکثر ایک آواز سنا کرتا تھا کہ " منڈیو' کڑیو' پیسے ونڈی دے لئی جاؤ" ہم اس وقت بھی جو چیز ہمارے ہاتھ میں آتی تھی اسے بجایا کرتے تھے۔ جناب سپیکر! میں بجٹ کی گفتگو پر بات کرنے سے پیشتر اس معاشی ماحول کا جائزہ اس ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ اس میں مرکزی بجٹ کا ذکر ہو گا۔ مرکزی حکومت کی پالیسیوں کے تحت ملک میں جو معاشی حالت پائی جاتی ہے اس کا ذکر ضروری ہو گا کیونکہ پنجاب بھی اسی پاکستان کا ایک حصہ ہے اور مرکزی حکومت کی بنائی ہوئی ہر پالیسی کا اثر پنجاب کے لوگوں پر ہی یقیناً پڑتا ہے دوسرے جناب والا پنجاب حکومت کے ساتھ ایک خاصی بڑی رقم کا وعدہ کیا گیا ہے جس پر Base کر کے اس کا اے ڈی پی بنایا گیا ہے۔

جناب والا! یہ پاکستان کے بارے میں ایک رپورٹ ہے کہ پاکستان کے عوام کی ضروریات کس

نوعیت کی ہیں ایک رپورٹ جو Economic Organization مختلف ملکوں کے بارے میں تیار کرتی ہیں یہ اس کا ایک تھوڑا سا حصہ ہے۔

"پاکستان کے صرف 31 فیصد گھروں میں روشنی کے لئے بجلی استعمال ہوتی ہے اور 67 فیصد گھروں میں روشنی کے لئے مٹی کا تیل ابھی بھی استعمال ہوتا ہے۔ 25 فیصد گھر صرف ایک کمرے پر مشتمل ہیں گیارہ فیصد گھر صرف تین کمروں پر اور 48 فیصد حصہ کچی اینٹوں اور گارے سے بنے ہوئے مکانوں میں رہتا ہے۔ پاکستان میں پرائمری تک تعلیم حاصل کرنے کے لئے افراد کی تعداد 45 فیصد ہے۔ مڈل تک 32.7 میٹرک تک 19.6 اور اس سے اوپر والوں کی تعداد اس سے بھی کم ہے"

جناب والا! تعلیم کے حوالے سے میں ایک بات کروں گا 1988ء سے پہلے (1977ء سے لے کر 1988ء کے دوران) ایک وقت یہ بھی آیا تھا کہ تعلیمی ریٹ پچھلے سالوں کی نسبت کم بھی ہو گیا تھا یہ اس دور کی بات ہے کہ ہمارے قبلے درست کئے جا رہے تھے۔ جناب والا! یہ ایک اور رپورٹ ہے کہ " پاکستان اب تک جتنا قرضہ لے چکا ہے نوٹوں کی شکل میں اس کا ڈھیر بادشاہی مسجد کے میناروں سے بھی بلند ہو جائے گا۔ نئی حکومت کے قیام کے چار ہفتے اور چار دن کے بعد یہ معاشی بحران انتخابات میں کامیابی کو بہت دور لے جا چکا ہے" جناب سپیکر اس کی کچھ تفصیل ہے کہ حکومت پاکستان کی کل آمدنی کا 38 فیصد غیر ملکی قرضوں کی واپسی پر خرچ ہو چکا ہے اور ہو رہا ہے۔ ایک سال کے دوران غیر ملکی قرضوں میں تین ارب ڈالر کا اضافہ ہوا ہے اور اس کے بعد یہ ایک پیشین گوئی کی گئی تھی کہ آئندہ بجٹ کا 45 فیصد حصہ قرضوں اور سود کی ادائیگی پر خرچ کیا جائے گا۔ International Monetary Fund کی رپورٹ ہے جس کے زیر ہدایات ہماری پالیسیاں بن رہی ہیں۔

Pakistan is over 2/3rd of total debt

یہ Economic outlook ہے جنہوں نے یہ بتایا ہے۔ اس کے بعد جناب سپیکر! یہ ایک دلچسپ بات ہے کہ یہ کہا جاتا ہے کہ یہ ٹیکس فری بجٹ ہے۔ جناب والا! ٹھیک ہے یہ ٹیکس فری بجٹ تو ہو گا اور میں وائٹ پیپر میں بھی ایک چیز کا حوالہ دوں گا کیونکہ بجٹ پیش کرنے سے قبل قیمتوں میں اضافہ کر دیا جاتا ہے۔

گندم' آٹا' بجلی کے نرخوں میں ایک دم اضافہ کر دیا گیا ہے۔ حکومت کے ان اقدامات سے یہ تاثر ملتا ہے کہ شاید آئندہ مالی سال میں بجٹ میں براہ راست کوئی ٹیکس عائد نہ کرنے کی حکمت عملی اختیار کی جائے لیکن یہ قبل از وقت قیمتوں میں اضافہ بھی ٹیکسیشن ہے۔ یہ بھی ایک منی بجٹ ہے۔

جناب سپیکر اسی حوالے سے یہ ایک روزنامہ "نیشن The Nation" کا کارٹون ہے کہ ایک بچہ بیٹھا رو رہا ہے اور ایک صاحب اس کو یہ کہہ رہے ہیں کہ _____

Cheer up son your government is determined to give you a tax free budget.

اور اس روتے ہوئے بچے کو ایسے دکھایا گیا جیسے پاکستان کی عوام رو رہی ہے۔ اس روتے ہوئے بچے کی بیک گراؤنڈ میں پوسٹرز لگے ہوئے ہیں _____

Transport fares going up, water rates up, oil price increased, ghee price increased, electricity tarrif enhanced, ten rupees increase in atta price, gas is more expensive now price increased, sharp increase in fruit and vegetables rates.

جناب سپیکر! جب بجٹ سے قبل یہ اضافے کر لئے جائیں گے تو تھوڑی دیر کے لئے ان کو یہ کہنے کا موقع مل سکتا ہے کہ ہم نے بجٹ میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا لیکن میں نے پہلے بھی یہ کہا ہے اور میں آج بھی یہ کہتا ہوں کہ ان حالات میں جس میں یہ بجٹ بنا کر پھر اس بجٹ کو الٹا پلٹا کیا گیا ہے ان کو منی بجٹ لانا پڑے گا۔ ابھی چھ ماہ کے عرصہ میں ان کی پالیسیوں کی وجہ سے Inflation rate بڑھا ہے اور اس سے چھ ماہ کے دوران مہنگائی میں 40% کا اضافہ ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر! میں ابھی جس سٹیٹمنٹ کا حوالہ دوں گا وہ حزب اختلاف کے کسی رکن کی نہیں۔ اس کا عنوان ہے "Ghafoor Lays Economic Policy" جو میں نے باتیں کی ہیں یہ محترم پروفیسر غفور احمد صاحب جو جماعت اسلامی کے سیکرٹری جنرل ہیں۔ انہوں نے ایک پریس کانفرنس میں یہ باتیں کیں۔

He said that components of ruling IJI Alliance were greatly dissatisfied.

میں کچھ دوستوں کی توجہ اس طرف بھی خصوصاً مبذول کرانا چاہوں گا۔

.....Dissatisfied with the Federal Government, it is very unfortunate that prior to the announcement of the budget, prices of ghee, atta electricity and gas have been raised. The prices of essential commodities have reached a level where the burden on a common man is unbearable.

جناب سپیکر! میں یہ پروفیسر غفور صاحب کی سٹیٹمنٹ پڑھتا جا رہا ہوں۔ نہ میں نے اپنی طرف سے اس میں کچھ اضافہ کیا ہے اور نہ حزب اختلاف کے کسی شخص نے یہ کچھ کہا ہے۔ یہ پروفیسر غفور صاحب

The Secretary General said that it was the duty of the democratic government to ameliorate the standard of living of the masses. Contrary to the hopes of the electorates government has failed to do anything substantial, and the government failure to do so mounted to dynamiting the role of democracy.

اب آئی جے آئی کی ایک اتحادی پارٹی کے ایک بڑے محترم عہدیدار نے یہ فرمایا ہے کہ موجودہ حکومت اور موجودہ ارباب اقتدار جو ہیں یہ جمہوریت کے راستے پر بارود بچھا رہے ہیں۔

Civil Sercants are already staging nation-wide protests.

جناب سپیکر! جب مہنگائی کا یہ عالم ہو جائے گا تو تنخواہ دار طبقہ مثلاً" کلرک اور دوسرے لوگ سڑکوں پر آکر احتجاج نہیں کریں گے تو وہ اور کیا کریں گے۔

This is widening the gulf between the government and the people If the government wants to rule the country effectively it must revise its decision.

جناب والا! قیمتوں میں اضافہ ہوا۔ خوشخبری سنائی گئی لیکن ٹیکس میں کوئی ریلیف نہیں دی گئی اور یہی حال اس پالیسی کے تحت پنجاب کا ہے۔ جناب سپیکر پھر یہ 'Tax Collection' یہ Relevant بات اس لئے ہوتی ہے کہ مرکز کی طرف سے ہمیں یہ کہا گیا تھا کہ ایک بہتر Tax Collection کے تجربے کے بعد ہمیں امید ہے کہ ہم زیادہ ٹیکس جمع کر سکیں گے اور اگر زیادہ ٹیکس جمع کیا گیا تو اس میں سے پنجاب کو زیادہ حصہ ملے گا اور اس کی بنیاد پر ہمیں یہ کہا گیا کہ ہمارا بجٹ فاضل ہے۔ ہم ڈویلپمنٹ کے لئے اتنا پیسہ دے رہے ہیں۔ اس کی تفصیل میں عرض کروں گا کہ ڈاکٹر محبوب الحق کا پیپلز پارٹی سے کبھی کوئی تعلق نہیں رہا۔ انہوں نے یہ فرمایا کہ پاکستان میں 40 ارب روپیہ ہر سال صرف بیورو کریسی کھا جاتی ہے اور اس 40 ارب روپے کے اعداد و شمار کو اگر درست تسلیم کر لیا جائے تو آپ کاؤنٹ کریں کہ کتنے اور پراجیکٹس عوام کی بہتری کے لئے بنائے جا سکتے ہیں۔ کتنی ریلیف ان کو دی جا سکتی ہے۔ کتنی Essential commodities پر ان کو Subsidy دی جا سکتی ہے اور پھر انہوں نے اس میں خود اضافہ بھی کیا ہے کہ 30 ارب روپیہ جو ہے وہ ٹیکس دینے والے اس میں گڑبڑ کر جاتے ہیں۔ اس طرح یہ 70 ارب روپے کا نقصان ہے اور یہ 20 ماہ پیپلز پارٹی کے پاس جو گورنمنٹ آئی تو پنجاب کے سارے خسارے کو ان 20 مہینوں میں ڈال دیا گیا ہے کہ یہ سارا کچھ ان 20 مہینوں میں ہوا ہے۔ جو اس سے پہلے ہوا ہے وہ بھی ہمارے کھاتے میں کہ اس طبقے کو یا جس شہر میں وہ حادثہ ہوا ہے ان کو پتہ تھا کہ یہ ہو گا اور اس کے نتیجے میں پیپلز پارٹی آئے گی لہٰذا انہوں نے In Anticipation to that یہ مہنگائی کرنی ہے یا یہ جو فلاں بے قاعدگی ہے وہ کر دی۔

جناب سپیکر! اس رشوت کے حوالے سے مجھے کسی دکھے ہوئے نے یہ کچھ شعر بھیجے ہیں۔ یہ میں آپ کی وساطت سے اس ایوان کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ یہ ایک پوری نظم ہے۔ اس کا عنوان رشوت ہے۔

راشی ہیں اپنے دیس میں ایسے بھی صاحبان
مسجد کو دوڑ جاتے ہیں سن لیں جہاں اذان
انکم کے گوشواروں کو ایسا بنایئے
ہم کو کچھ کھلایئے کچھ خود بچایئے
حیران ہوں یہ کیسی معیشت کا دور ہے
دعویٰ یہ ہے کہ حق و صداقت کا دور ہے

شیخ محمد طاہر رشید: پوائنٹ آف آرڈر۔ میں جناب سپیکر کی توجہ اس امر کی جانب مبذول کرانا چاہوں گا کہ جناب اپوزیشن لیڈر کے اس شعر کو کارروائی سے حذف کیا جائے جس میں انہوں نے نمازی پر تنقید اس انداز میں کی ہے وہ کسی طور پر بھی جمہوری روایات کے لئے کوئی اچھی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی رانا صاحب ارشاد فرمایئے۔ شیخ صاحب اس میں نمازی پر تنقید کا پہلو نہیں نکلتا۔

شیخ محمد طاہر رشید: جناب والا دوبارہ سن لیں۔

جناب سپیکر: جی رانا صاحب ارشاد فرمایئے۔ مکرر

سید چراغ اکبر شاہ: جناب سپیکر میں بارہا آپ کے نوٹس میں لا چکا ہوں' پچھلے اجلاس میں بھی آپ کے نوٹس میں لایا تھا کہ قائد حزب اختلاف اور قائد ایوان جب تقریر کر رہے ہوں تو ان کی تقریر میں مداخلت نہ کی جائے اور جناب والا نے میرے پوائنٹ آف آرڈر کو درست تسلیم کرتے ہوئے یہ فیصلہ صادر کیا تھا کہ یہ جمہوری روایات کے عین مطابق ہے کہ قائد حزب اختلاف اور قائد ایوان جب تقریر کر رہے ہوں تو ان کی تقریر میں مداخلت نہ کی جائے۔ جناب سپیکر میں نے اس وقت بھی آپ کے توسط سے حکومتی پارٹی کے معزز اراکین کی خدمت میں یہ گزارش کی تھی کہ اگر قائد حزب اختلاف کی تقریر میں مداخلت کی جائے گی تو پھر ہم قائد ایوان کی بات سننے کے لئے بھی تیار نہیں ہوں گے۔ ہم ان کی تقریر میں بھی مداخلت کریں گے۔

جناب سپیکر: مداخلت کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ کوئی بھی معزز رکن یہ نہیں چاہیں گے کہ

قائد حزب اختلاف کی تقریر میں مداخلت کی جائے۔ شیخ صاحب بھی مداخلت کے بارے میں کوئی سنجیدہ نہیں تھے۔ یہ ماحول ذرا زیادہ سنجیدہ ہو رہا تھا اور شیخ صاحب چاہتے تھے کہ ماحول کو تھوڑا سا غیر سنجیدہ کیا جائے۔

سید چراغ اکبر شاہ: جناب سپیکر وہ قائد حزب اختلاف کی تقریر غور سے نہیں سن رہے تھے اگر وہ غور سے سن رہے ہوتے تو یہ ابہام پیدا نہ ہوتا۔

جناب سپیکر: رانا صاحب آپ فرمائیں۔ مداخلت کا تو کوئی سوال ہی نہیں ہے قائد حزب اختلاف کی تقریر میں مداخلت نہیں کی جائے گی۔

سید چراغ اکبر شاہ: جناب سپیکر وائیں صاحب کو بھی بہت شوق ہے شعر سنانے کا اور اگر معاملہ اسی طرح سے چلتا رہا تو انہیں بھی میں شعر دہرانے کے لئے کہوں گا۔

جناب سپیکر: آپ فکر نہ کریں' ویسے وائیں صاحب کو آپ نے شعر بنانے کا کہا تو وہ پوری نظم سنا دیں گے۔ (قہقہے)

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر ان روایات پر میرا بھی یقین ہے کہ یہ جو پارلیمانی روایات ہیں ان پر سختی سے عمل ہونا چاہیئے۔ میں آپ کی وساطت سے شیخ صاحب محترم کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ ان کو شعر سنانے پر کوئی اعتراض ہوا ہے تو میں یہ شعر دوبارہ اس لئے عرض کرتا ہوں

راشی ہیں یعنی پہلے داڑھی نہیں تھی بعد میں انہوں نے اس میں ترمیم کی ہے۔ راشی ہیں اپنے دیس میں۔ میں ان راشیوں کے کردار کی بات کرتا ہوں۔

راشی ہیں اپنے دیس میں ایسے بھی صاحبان
مسجد کو دوڑ جاتے ہیں سن لیں جہاں اذان
انکم کے گوشواروں کو ایسا بنایئے
ہم کو بھی کچھ کھلایئے کچھ خود بچایئے
حیران ہوں میں یہ کیسی معیشت کا دور ہے
دعویٰ یہ ہے کہ حق و صداقت کا دور

جناب سپیکر! محترم وزیر خزانہ نے کہا کہ ماضی کے دو تین سالوں میں پنجاب کا بجٹ اس لئے upset ہونا شروع ہوا کہ مرکز کی طرف سے پنجاب کی ضروریات کا احساس نہیں کیا گیا' یا خیال نہیں رکھا گیا۔

جناب سپیکر میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ مختلف حوالوں سے _____

جناب سپیکر: رانا صاحب نماز کا وقفہ نہ کر لیں؟

رانا اکرام ربانی: درست ہے۔

جناب سپیکر: پندرہ منٹ کے لئے نماز کا وقفہ کرتے ہیں۔ 7 بج کر 20 منٹ پر اجلاس دوبارہ شروع ہو گا۔

(اس کے بعد اجلاس کی کارروائی برائے نماز مغرب ملتوی کر دی گئی)

نماز کے بعد ایوان کی کارروائی 7 بج کر 45 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر دوبارہ شروع ہوئی۔

جناب فرید احمد پراچہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جناب فرید پراچہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر۔ ابھی کل کے اجلاس کے لئے جو ہمیں سرکلر دیا گیا ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ یہ اجلاس صبح نو بجے ہو گا۔ اس سیشن کے اجلاس جب سے شروع ہوئے ہیں آخری وقت تک یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کل کا اجلاس صبح ہو گا یا شام کو ہو گا اور استخارے سے یا قیافے سے یا اندازے سے یا تخمینے سے ہمیں معلوم کرنا پڑتا ہے کہ کل کا اجلاس کب ہو گا۔ یہاں گزارش یہ نہیں ہے کہ اجلاس صبح کا ہو یا شام کا ہو۔ ہماری تو نہ صبح' صبح بنارس ہے۔ نہ شام شام اودھ ہے۔ ہم تو ایک عوامی نمائندے ہیں جن کی کبھی صبح نہیں ہوتی کبھی شامیں نہیں ہوتیں۔ گزارش صرف اتنی ہے کہ پروگرام جو بھی آپ تشکیل دیں وہ ایک ہو۔ ہم صبح کے پروگرام بنا لیتے ہیں اپنے دوسرے اوقات کے تو صبح اجلاس ہو جاتا ہے۔ شام کے بنا لیتے ہیں تو شام کو اجلاس ہو جاتا ہے اور اس وجہ سے ہماری مصروفیات متاثر ہو رہی ہیں گزارش ہے کہ جو بھی آپ چاہیں وہ طے کر لیں۔

جناب سپیکر: فرید پراچہ صاحب! اجلاس کے اوقات کار کے بارے میں ہماری بات یہاں ہاؤس میں ہوئی ہے اور معزز اراکین کی مرضی سے اور ان کی سہولت کے مطابق ہی میں اجلاس کے اوقات کار مقرر کرنا چاہتا تھا۔ اس وجہ سے میں نے اوقات کار شام کے مقرر کئے تھے۔ میرا خیال تھا کہ پچھلے سیشن میں اجلاس ہم شام کو ہی کرتے رہے ہیں اور اس دفعہ بھی ہماری Sitting شام کو ہونی چاہئیں۔ اس لئے کہ صبح کے وقت ممبرز کے لئے سہولت ہے کہ وہ وزراء صاحبان سے مل سکتے ہیں۔ سیکرٹری صاحبان سے مل سکتے ہیں۔ اپنے کام کروا سکتے ہیں اور شام کو اجلاس میں یہاں تشریف لا کر حاضری

دے سکتے ہیں اور اس میں میں نے دیکھا ہے کہ یہاں جب اجلاس پچھلے سیشن میں شام کو ہوتا رہا تو یہاں شام کو وزراء کی سیٹوں پر معزز اراکین کی درخواستوں پر احکامات لینے کی بھیڑ نہیں ہوتی تھی۔ پچھلے سیشن میں اجلاس کا Decorum بڑا بحال رہا۔ کیونکہ کام دن بھر میں ہو جاتے تھے اور شام کو اجلاس ہوتا تھا۔ اس وجہ سے بھی میں چاہتا تھا کہ ممبر صاحبان کی سہولت کے لئے اجلاس شام کو ہو۔ مجھے وزراء صاحبان تو یہ کہتے ہی تھے کہ اجلاس صبح کو ہونا چاہیئے شام کو نہیں ہونا چاہیے۔ لیکن بعد میں مجھے کچھ ممبر صاحبان نے بھی کہا کہ اجلاس آپ صبح کریں کیونکہ اس انداز میں ہمارا سارا دن مصروفیت میں گزرتا ہے۔ تو اس لئے میں نے سوچا کہ اگر ممبر صاحبان چاہتے ہیں کہ اجلاس صبح ہو تو پھر ہمیں کیا اعتراض ہے' صبح ہو۔ ہم نے تو اوقات کار معزز اراکین اسمبلی کی سہولت کے مطابق مقرر کرنے ہیں۔ لیکن آج کے دن شام کا اجلاس اس لئے رکھا کہ یہاں بہت سے معزز اراکین اسمبلی نے مجھے کہا کہ آج ایوان زراعت کی دس بجے میٹنگ ہے اور اس میں ہم جانا چاہتے ہیں اس لئے آج شام کا اجلاس رکھیں۔ تو اب آپ کیا چاہتے ہیں کہ کل سے صبح کا اجلاس رکھیں یا شام کا اجلاس رکھیں؟

آوازیں: صبح اجلاس رکھیں۔

جناب سپیکر: صبح کا رکھیں۔ تو چلیں یہ طے ہو گیا ہے' پکی بات طے ہو گئی کہ صبح کا اجلاس ہو گا۔ شام کا اجلاس نہیں ہو گا۔ لیکن اس میں ایک روز پھر شام کا اجلاس ہو گا اور 12 تاریخ کو ہو گا۔ اس لئے کہ 12 تاریخ کو صبح سیمینار ہو گا اور شام کو اجلاس ہو گا۔ 11 تاریخ کو صبح اجلاس ہو گا اور شام کو سیمینار ہو گا۔ صرف 12 تاریخ کو شام کو اجلاس ہو گا۔ باقی جتنے دن ہیں بجٹ پر بحث کے لئے ہوں گے وہ اجلاس صبح ہی ہو گا یا پھر ہفتے کے روز جس روز وقفے کے بعد اجلاس ہو گا تو وہ شام کو ہو گا۔ تاکہ آپ آرام سے اپنے گھروں سے آ سکیں۔ تو یہ طے ہو گئی بات؟

آوازیں: طے ہو گئی۔

جناب سپیکر: جناب رانا اکرام ربانی خاں صاحب!

قائد حزب اختلاف: شکریہ جناب سپیکر۔

جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ اس ملک کے عوام کو عمومی طور پر اور اس صوبہ پنجاب کے عوام کو ماضی کے حقائق سے خصوصی طور پر لاتعلق رکھنے کی کوشش کی گئی ہے یہ بار بار دہرایا گیا ہے کہ پنجاب کے بجٹ میں 82, 83, 84 کے بعد جتنا بھی Deficit خسارہ ہوا ہے ان سارے سالوں کی

ذمہ داری مرکز میں پیپلز پارٹی کی 20 ماہ کی حکومت پر ہے جناب سپیکر۔ ہمیں خود انحصاری' بچت اور اس بارے میں بڑا کچھ بتایا جاتا ہے اور مشورے دیئے جاتے ہیں جناب سپیکر میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس لئے واضح کرنا ضروری ہے کہ جن Commitment کی Base پر تعمیر وطن اور دوسرے منصوبے بنائے ہیں ان کی کوئی ٹھوس بنیاد ہمارے پاس موجود نہیں۔

It must be remembered that as per Finance Minister foreign loans amounting to 1/3rd of a total are from commercial sources which are lent at a high interest rate for repayable in foreign currency.

جناب والا! اس بارے میں ہمارے پاس پہلے ہی سٹیٹ بینک کی ایک رپورٹ ہے اس کے مطابق دس ارب روپے کا زرمبادلہ کم ہوا ہے۔

And is returnable within a short period of time. Definitely it would make the situation worse than if a Government had borrowed internally.

افراط زر میں اضافہ ہو گا اس میں کمی نہیں ہو گی۔

So far as the budgetary gap is concerned, a total rise in the expenditure for the year 1991-92 is 7.2 in comparison to the last year's rise of 6.8%

6.8 فیصد پیپلز پارٹی کی حکومت میں اور 7.2 فیصد موجودہ بجٹ میں۔ اب اس میں جناب نتیجہ کیا ہو گا۔

Similarly, reliance on external resource from 1991-92 - total of 17.9% ... to this year 18.6%.

غیر ملکی قرضوں اور امداد کا انحصار پہلے کی نسبت زیادہ ہو گیا ہے۔ جبکہ ریڈیو' ٹیلی ویژن' تقریروں اور پریس کانفرنسوں میں یہی کہا جا رہا ہے کہ ہم خود انحصاری کی طرف بڑھ رہے ہیں اور یہ صرف اس لئے کیا جا رہا ہے کہ شاید بیرونی قرضوں اور امداد کے حصول میں دقت ہو رہی ہے۔

Thus one can easily conclude that the ratio is rising; not declining.

جناب سپیکر! افراط زر میں اضافہ ایک لفظ ہے Inflation- لیکن اس افراط زر کے اضافے سے عام پاکستانی کی صحت پر کیا اثر پڑا ہے۔ عام پنجابی کی صحت پر کیا اثر پڑا ہے۔ جس کو اس پورے بجٹ میں کوئی Relief نہیں دی گئی۔ یہ ایک انٹرنیشنل ایجنسی کی خبر ہے اس کے مطابق روز مرہ کے استعمال کی جو ضروری چیزیں ہیں ان میں کس حساب سے اضافہ ہوا ہے اور آج کل ان کی کیا قیمت ہے۔ اس میں تھوڑی بہت غلطی کا امکان ضرور رکھیں۔ کیونکہ یہ ایک انٹرنیشنل ایجنسی کی رپورٹ ہے اور قیمتوں میں تھوڑی بہت کمی بیشی ہو سکتی ہے۔ نومبر 1990ء سے اپریل 1991ء تک یعنی چھ ماہ کے

دوران مسور کی دال کی قیمت چھ روپے کا ریکارڈ اضافہ ہوا ہے اسی طرح سے آٹے کی قیمت میں اضافہ ہوا ہے چاول چھ روپے سے گیارہ روپے ہو گئے' گھی کی قیمت' چھوٹا گوشت' بڑا گوشت' دال ماش کی قیمتوں میں بھی اضافہ ہو گیا اسی طرح مارکیٹ میں دودھ' پھل اور سبزیاں بھی انتہائی زیادہ نرخوں پر فروخت ہو رہی ہیں لاہور سمیت تمام بڑے شہروں میں اشیاء مقرر کردہ نرخوں پر فروخت نہیں ہو رہی ہیں اور دوکانوں پر آویزاں لسٹیں محض دکھاوے اور مجسٹریٹ کے چھاپے سے بچنے کے لئے رہ گئی ہیں پاکستان میں 30 ملین سرکاری ملازمین میں سے 89 فیصد کی تنخواہیں تقریباً" 1500 روپے سے لے کر 2500 روپے تک ہیں۔ اسی طرح عام مزدور کی آمدنی بھی کم ہے اتنی کم آمدنی کی موجودگی میں غریب اور متوسط طبقے کے لئے پاکستان میں گوشت کھانا ناممکن ہے دالیں اور سبزیاں کھانا ناممکن ہو چکا ہے۔ جناب سپیکر! مرکز کے ہر فیصلے کا اثر پنجاب کے عوام پر پڑنا ضروری ہے اور اس بجٹ میں ان لوگوں کے لئے کسی قسم کی Relief کا اعلان نہیں کیا گیا۔ جناب سپیکر! گوشت اور دالوں کے حوالے سے مجھے ایک واقعہ یاد آگیا ہے اسے آپ لطیفہ کہہ لیں یا واقعہ کہہ لیں اور اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں اسے پنجابی میں بیان کر دیتا ہوں تاکہ اس کی سب کو سمجھ آ جائے۔

> "جناب سپیکر! 1982ء میں کچھ لوگ ایشیائی کھیلیں دیکھنے کے لئے ہندوستان گئے انہوں نے ایئرپورٹ سے ایک ٹیکسی لی اس ٹیکسی کا ڈرائیور مسلمان تھا اس کی گاڑی کی حالت بہت خستہ تھی۔ ہم نے ضمناً" باتیں کرنے کے خیال سے اس سے پوچھا کہ بھائی صاحب آپ اس ٹیکسی سے کتنے پیسے کما لیتے ہیں۔ جناب سپیکر! وہ کہنے لگا کہ بس جی گزارہ ہو جاتا ہے۔ ہم نے اس سے اصرار کیا کہ ہمارا کچھ وقت گزر جائے گا اور ہم اس کے ساتھ باتیں کرتے رہیں گے۔ ہم نے اس سے اصرار کیا کہ بھائی صاحب آپ بتائیں تو سہی۔ اس نے پھر وہی جواب دیا کہ جی بس گزارہ ہو جاتا ہے۔ ہم نے پھر اصرار کیا اس نے پھر جواب دیا کہ جی بس دال روٹی چل جاتی ہے۔ ہمارے ساتھ ہمارا ایک دوست بیٹھا تھا اس نے اسے کہا کہ بھائی صاحب ایسی گاڑی سے تو مرغی کی توقع بھی نہیں رکھنی چاہئے۔"

تو جناب سپیکر! جس معاشی گاڑی پر اس ملک کے عوام کو سوار کر دیا گیا ہے اور ان کی قسمت میں جب تک یہ نظام موجود ہے' جب تک یہ ذہن موجود ہے اس وقت تک تو مرغی اور دوسرا گوشت نہ سہی دالیں تو کم از کم میسر ہونی چاہئیں۔ جناب سپیکر! ان کی تقریر میں اس بات کا ذکر ہے کہ پیپلز پارٹی کے سابقہ بیس ماہ کے عرصے میں پنجاب کا سارا معاشی نظام گڑبڑ ہوا ہے۔ مجھے وزیر خزانہ سے ہمدردی ہے

مگر جناب والا انہیں جو کچھ لکھ کر دے دیا گیا وہ انہوں نے پڑھ دیا حالانکہ جناب سپیکر چند گھنٹوں میں اس صوبے کی آمدنی اور اخراجات میں کروڑوں اور اربوں کا فرق ڈال دیا گیا ہے یہ ایک سروے ہے۔

RANA IKRAM RABBANI: This is a survey.

> In the past when its Finance Department exercised tight control over current expenditure the Punjab was a surplus Province. In 1982 the Punjab Government revenue surplus was Rs. 88 crores. After the non party elections of 1983, the Finance Department was made subservient to political existence. The Chief Minister infinite discretionary and a psyche developed where no accountability was attached to use the public funds for the party benefits

جناب والا! یہ وہ بیماری ہے جو پنجاب کے خزانے کو لگی ہوئی ہے اور جس کے لئے بالکل ناجائز طور پر 20 مہینوں کو نشانہ بنایا جاتا ہے۔

> During the last elections under the caretaker government public funds were used for party compaigning in abundance. The Centre continued to finance deficits. The Punjab Government found it convenient to incur large deficits to be picked up by the Centre.

جناب والا! یہ ایک پریکٹس جو 80ء کے بعد پنجاب میں شروع کی گئی اس کے بعد یہ الزامات جو پیپلز پارٹی کی گورنمنٹ پر لگائے جاتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔ پنجاب کو اس حالت پر پہنچانے کے یہ خود ذمہ دار ہیں اور پھر ایک وقت آیا کہ پنجاب کے فنانس کے حوالے سے ایک گورنمنٹ ایجنسی کو یہ کہنا پڑا کہ _____

The State Bank must be able to cast a stern impartial eye on the economic and financial sectors and where it finds the health of the economies being in danger it must pick out loud and clear. In the present situation there is an urgent need to curtail the ability of the government influence if not openly manipulate the State Bank.

اب سٹیٹ بینک آف پاکستان کس لحاظ سے یہاں پر Relevant ہوتا ہے۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے اس پر گزارش کروں گا۔ میں نے شروع میں عرض کیا تھا کہ یہ چونکہ Facts and Figures کا معاملہ ہے تو مجھے آپ نے اجازت فرمائی ہے کہ جس جگہ مجھے اس کو انگریزی میں یا کسی اور زبان میں پڑھنے کی ضرورت محسوس ہو تو میں پڑھ سکتا ہوں۔ یہ ایک بڑا خوبصورت تبصرہ کسی نے لکھا ہے _____

Is the Punjab Badget really surplus.

سب سے پہلے جو پنجاب کی 500 کروڑ کی Current Liability ہے اس کا کہیں Reflection ہمیں

نظر نہیں آتا کہ اس کو کیسے واپس ادا کیا جائے گا اور خاص طور پر جو دوسرے Out standing debts جس کا کہ مطالبہ ضرور این ایف سی میں کیا گیا تھا کہ ان کو Write off کر دیا جائے لیکن ان کی طرف سے کوئی Assurances نہیں کرائی گئی کہ اس بارے میں کیا پالیسز اپنائی جائیں گی۔

Secondly the capital receits appears to be uncertain if not definitely over estimated.

آگے جا کر انہوں نے یہ لکھا ہوا ہے کہ ____

The Finance Minister announced a saving in the current expenditure through austerity measures. This is typical announcement made every year at the time of budget announcement and is not to be taken seriously.

اور اس ضمن میں جناب سپیکر یہ اخبارات میں پچھلے دنوں آیا تھا کہ جب محترم پرائم منسٹر صاحب لاہور میں تشریف لایا کریں گے تو ان کے لئے گاڑیوں کا ایک پورا فلیٹ خریدا گیا ہے۔ پھر ایس اینڈ جی اے ڈی کی بہت سی گاڑیاں Unauthorised لوگوں کے پاس رہیں جن کے پاس یہ ہونا نہیں چاہئیں تھیں۔ اب اس پس منظر میں ہم یہ کیسے توقع کر سکتے ہیں کہ یہ جو بچت کی مہم ہے جس کا کہ بڑے زور شور سے ان کی تقریر میں بھی ذکر ہے اس کا آغاز ہی ابھی نہیں کیا گیا تو اس پر عملدرآمد کب ہو گا اور اس کا پھر انجام کیا ہو گا پھر اس کے نتیجے تک کون جیتا ہے تیری زلف کے سر ہونے تک۔ اس بچت مہم کا جتنی تیزی سے آغاز کا اظہار محترم وزیر خزانہ نے کیا ہے شاید ہماری اگلی نسل کی قسمت میں اس کا پھل کھانا نصیب ہو فی الحال تو جو ان کے طور طریقے ہیں جناب سپیکر اس میں تو کہیں دور دور تک اس کا ذکر نہیں آتا۔

Not to forget the Chief Minister who has not as yet scrapped any infrastructure which was created by his predecessor including the Famous six secretariats. Under these circumstances who will enforce these austerity measure.

جناب سپیکر! میں یہ سارا پس منظر بیان کرنے کے بعد عرض کروں گا کہ جو مرکز میں اس قسم کا بجٹ ہمارے سامنے آیا جس کے نتیجے میں پنجاب میں اس قسم کا معاشی بحران پیدا ہو گیا اور اس کے بعد یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ چودہ پندرہ سال یا آٹھ دس سال سے پنجاب میں جو گڑبڑ کی جا رہی ہے۔ وہ اس لئے ہے کہ پیپلز پارٹی کی گورنمنٹ نے اپنے دور میں یہ کیا تھا۔ سب سے پہلے انہوں نے این ایف سی کا تذکرہ کیا ہے کہ تکلیف دہ انتظار کے بعد قومی مالیاتی کمیشن نے اپنا تاریخی فیصلہ سنایا ہے اور اسی دوران گزشتہ کئی سالوں کی محرومیاں جناب سپیکر پچھلی اسمبلی میں میرے بعض دوستوں کی طرف سے ہر

پرائیویٹ ممبرز ڈے پر یہ ایک مطالبہ ہوتا تھا کہ این ایف سی کی میٹنگ فوراً کرائی جائے۔ جناب والا نیشنل فنانس کمیشن 1973ء کے آئین کے تحت ایک پروویژن ہے اور 1973ء کا آئین پاکستان پیپلز پارٹی نے ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت میں دیا تھا اور 1977ء کے بعد 1988ء تک بہت سے ایسے اصحاب' بہت سی ایسی شخصیات جو فنانسز سے متعلقہ تھیں وہ ترقی کرتے کرتے بہت اونچے جا چکے ہیں۔ لیکن اس سارے دور میں پنجاب حکومت کی طرف سے 1988ء کی اسمبلی تک این ایف سی کے قیام کا مطالبہ نہیں آیا اور اگر کوئی ایسا معاملہ آیا ہے تو یہ میری معلومات میں جناب سپیکر اضافہ ہو گا۔ لیکن ایسا نہیں ہوا اور اس کے بعد جب اس کا قیام عمل میں آگیا تو ہمیں یہ بتایا گیا کہ تقریباً" 22 ارب روپیہ این ایف سی کے تحت تقسیم کیا جائے گا۔ مزید یہ کہ یہ آبادی کی بنیاد پر تقسیم کیا جائے گا۔ اگر ہم اب اسے دیکھتے ہیں تو ہمارا تقریباً" 57 فیصد حصہ اس میں بنتا تھا۔ اس تناسب کے لحاظ سے نہیں ملا۔ جو کہ پنجاب کا حصہ بنتا چاہیئے تھا۔ اب اگر ان میں کچھ ایسی چیزیں شامل نہیں کی گئیں۔ میں پھر یہ بات دہراؤں گا کہ ان دنوں شاید وزیر خزانہ صاحب کو کچھ اپنے بارے میں یا اپنے مطالبات کے وزن کے بارے میں Over estimation تھی۔ انہوں نے اخبارات میں اظہار کیا کہ فلاں چیز کے لئے اصرار کریں گے' اس ایوارڈ کے لئے فلاں چیز کو بھی شامل کریں گے۔ لیکن جب وہ ایوارڈ ہمارے سامنے آیا ہے تو ہمارا حصہ اس میں سے 57 فیصد کے حساب سے' آبادی کے حساب سے نہیں ہے اور صورت حال مختلف ہے۔ قومی مالیاتی ایوارڈ کے تحت پنجاب کو جو رقم حاصل ہو گی اس کا تخمینہ 18 روپے فی کس ہے۔ سندھ کو ملنے والی رقم کا تخمینہ 125 روپے فی کس ہے۔ صوبہ سرحد کو ملنے والی رقم 390 روپے فی کس ہے اور بلوچستان کو ملنے والی رقم 1006 روپے فی کس ہے۔ جناب والا! اب پنجاب کو صرف 18 روپے فی کس ملیں گے' اس کے ساتھ ہی ایک چھوٹی سی خبر یہ بھی ہے کہ 20 کلو آٹے کا تھیلا ایک روپیہ مہنگا کر دیا گیا ہے۔ مہنگا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس ایوارڈ کے تحت ایک عام پنجابی کو کیا ملا؟ جس کے لئے اس ایوان کی طرف سے مبارکباد کی قرارداد بھی دے دی گئی۔ جناب گائیکر ایک اخبار میں خبر آئی تھی اس میں یہ کہا گیا تھا کہ اس کے اعداد و شمار اندازے سے دیئے گئے ہیں لیکن اس کا ایک ایک لفظ سوائے کچھ چیزوں کے درست ہے۔ جیسا کہ میں نے شروع میں بھی یہ عرض کیا تھا کہ مختلف اخبارات میں جو اعداد و شمار شائع ہوئے ہیں ہم ان کو بھی ذرا بحث لائیں گے۔ دو تین فیصدی ایسے اعداد و شمار ہیں جو وزیر خزانہ نے یہاں فرمائے تھے۔ بظاہر یہ اضافہ غیر معمولی نظر آتا ہے۔ یہاں پر بھی جو اصل بحث میں اعداد و شمار تھے ان کو بدلا گیا اور اس کے بعد ان اعداد و شمار کو بنیاد بنا کر یہ فرماتے ہیں کہ یہ اضافہ غیر معمولی نظر آتا ہے۔ اس لئے کہ ماضی میں وفاقی حکومت

کے غیر منصفانہ رویہ کی وجہ سے ہم جاری اخراجات کو ناقابل عمل حد تک کم رکھنے پر مجبور ہو گئے جناب والا میں پھر ایک رپورٹ کا سہارا لوں گا۔

Implementation without fear of political opposition.

کہ سیاسی مخالفت کا چونکہ کوئی خطرہ نہیں تھا' وہ تو ہر وقت بلائیں لیتے رہتے تھے اس وقت کے وزیراعلیٰ کی اور اس سے پہلے وزیر خزانہ کی بلائیں لیتے رہتے تھے۔

During Peoples Party Government blame for lack of development could be placed on the Central Government.

اور اس بیس مہینے میں یہ سارا الزام پیپلز پارٹی کے اوپر لگا دیا گیا۔ یہ حقیقت ہے جناب والا میں عرض کروں گا کہ

However the biggest cut in the federal deficit grant to Punjab happened during Junejo Years.

1987ء میں یہ گرانٹ منجمد کر دی گئی تھی۔ جناب والا میں اس بات کو دہراتا ہوں کہ جونیجو صاحب کے دور حکومت میں پنجاب کی شاہ خرچیوں کو دیکھتے ہوئے انہوں نے ان فنڈز کو منجمد کر دیا تھا۔

The grant was almost half down from Rs. 8.3 b.

اس وقت کے وزیراعظم محمد خان جونیجو جو آج بھی مسلم لیگ کے صدر ہیں جس پارٹی کی صوبے میں حکومت تھی اسی پارٹی کے صدر نے بطور وزیراعظم ان پر یہ پابندی عائد کی تھی۔ یا تو یہ بتا دیں کہ انہوں نے یہ پابندی نہیں لگائی تھی' میری معلومات میں اضافہ ہو جائے گا اور میں اپنی لاعلمی کی بابت ان سے معذرت کر لوں گا۔

جناب سپیکر: رانا صاحب ابھی آپ حالیہ بجٹ پر تو نہیں آئے ناں؟

(قہقہہ ہائے تحسین)

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر مجھے آپ کی اس بات پر حیرت ہوئی۔ اگر یہ الفاظ اس میں نہ ہوتے کہ ماضی میں وفاقی حکومت کا غیر منصفانہ رویہ تھا تو شاید مجھے اس کی اتنی لمبی چوڑی وضاحت نہ کرنا پڑتی۔ جناب سپیکر مرکز میں سیلز ٹیکس لگتا ہے۔ یا تو مرکز سے جتنے لگنے والے ٹیکسز ہیں یہ ہاؤس آج یہ قرارداد پاس کر دے وہ پنجاب میں لاگو نہیں ہوں گے۔ میں جناب والا اپنی تقریر یہیں پر ختم کر دوں گا۔ لیکن اگر ان کی طرف سے بنائی جانے والی ہر پالیسی مجھے بطور پنجابی کے متاثر کرے گی تو پھر جناب سپیکر میرا یہ حق ہے کہ میں اس پر بات کروں۔ ابھی تو میں نے 89-1988ء کے ضمنی بجٹ کے اعداد شمار بھی پیش کرنے ہیں۔ یہ باور کرانے کے لئے کہ یہ جو _____

جناب سپیکر: اس بات سے تو میں اندازہ لگانا چاہتا تھا کہ آپ کی تقریر کتنی لمبی ہو گی؟ کیونکہ ابھی آپ 87-1986ء تک پہنچے ہیں؟

رانا اکرام ربانی: جناب والا میں کبھی 86ء سے 91ء کی طرف آتا ہوں اور کبھی 91ء سے پیچھے کی طرف جاتا ہوں۔ صرف یہ یاد دلانے کے لئے کہ پنجاب کے خزانے کو لٹانے کی تیاری کب سے شروع کی گئی تھی؟ مجھے جناب سپیکر اس بات کا بھی احساس ہے کہ محترم وزیر خزانہ ان باتوں کے Notes لے رہے ہوں گے اور مجھے اگر کہیں جگہ پر غلط فہمی ہوئی ہے تو اسے درست کر دیں گے۔

آڈیٹر جنرل رپورٹ برائے 1990ء Reveals theft and embezzlement آڈیٹر جنرل کی رپورٹ میں Theft کا لفظ استعمال ہوا ہے' نہیں تو خیر ہوتا ہی ہے۔

In 88-89 to the tune of Rs. 393 m, up from Rs. 88 m from previous years.

جناب والا! انہوں نے 89-1988ء کی رپورٹ پیش کرتے ہوئے کہا ہے' میں جناب کی اجازت سے ایک سال پیچھے جا رہا ہوں کہ 88-1987ء میں جس کی بنیاد پر محمد خان جونیجو صاحب نے ان پر یہ پابندی عائد کی تھی۔

In more neutral language Auditor reported Rs. 65 million worth of objectionable Questionable transactions.

میں جناب سپیکر کی معرفت وزیر خزانہ سے یہ کہنا چاہوں گا۔

Out of a survey of only 25% Punjab Budget transaction the only provincial Department which did not figure in the Auditor General's report of Financial issegalasity was Fisheries.

جناب سپیکر! محمد خاں جونیجو صاحب بھی بڑے دیانتدار آدمی تھے۔ ان کے آڈیٹر جنرل بھی بڑے دیانتدار آدمی تھے۔ جس محکمے میں نہیں ہوئیں انہوں نے نہیں کی اور جہاں جہاں ہوئی صرف 25 فیصدی auditing میں یہ بات آئی کہ 655 Objectionable Trausactions ہوئی ہیں اور 392 ملین کی رقم ویسے ہی غائب ہے۔ اب اگر 392 کو اگر چار سے ضرب دیں تو یہ کوئی تیرہ چودہ سو ملین تک رقم بنتی ہے۔ یہ رقم پنجاب کے خزانے سے کھائی جاتی ہے اور 88-1987ء کا الزام پیپلز پارٹی پر ہے۔ جونیجو صاحب نے شائد پیپلز پارٹی کے کہنے پہ پابندی عائد کی تھی۔ اس کے بعد نمبر 9 ہے۔ میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ حکومت نے سال رواں کے شروع سے ہی کفایت شعاری کی پالیسی پر عمل کیا ہے۔ سبحان اللہ اور ہر قسم کے حکومتی اخراجات پر کڑی نظر رکھی ہے اور اضافی اخراجات کی منظوری صرف

ناگزیر اور اشد ضروری حالات میں دی گئی۔ جناب سپیکر! ایک کروڑ روپیہ وزیراعلیٰ صاحب کے صوابدیدی فنڈ میں رکھا گیا۔ اس کے بعد ایک کروڑ روپے کا اضافہ ضمنی بجٹ میں رکھا گیا اور اس میں بے شمار محکموں کے لئے نئی گاڑیاں خریدی گئیں۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ گزارش کروں گا کہ پنجاب کے عوام پھر یہ کیسے تسلیم کر لیں کہ یہ گاڑیاں جن پر صرف با اختیار لوگوں کا حق تھا ان کی تصویریں اخباروں میں آئیں۔ شائد آپ کی نظر سے بھی گزری ہوں اور بڑی شان کے ساتھ کھڑے ہو کر تصویریں کھنچوائی گئیں۔ اس بات کا احساس کئے بغیر کہ یہ پنجاب کے ان غریب لوگوں کا پیسہ ہے جو بین الاقوامی سطح پہ جو رغبت کا معیار مقرر کیا گیا ہے اس میں بھی بعض معاملات میں نیچے آتے ہیں اور کہا گیا کہ ہم نے شروع سے ہی کفائت شعاری کی۔ اگر یہی کفائت شعاری ہے تو اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے کہ ایسی کفائت شعاری نہ کریں۔

(اس مرحلہ پر جناب ریاض لغیانہ صاحب بطور چیئرمین کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

اس کے بعد جناب سپیکر! یہ صفحہ 4 دیا گیا ہے میں تجویز کرتا ہوں کہ تمام جائیداد کی تشخیص کی فہرستوں کو' اس کے علاوہ امداد باہمی کے ادارے۔ جناب والا' یہ دو پیراگراف جنہوں نے پنجاب کی بجٹ سازی کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا ہے اور کوئی اس کی ذمہ داری لینے کے لئے تیار نہیں۔ یہ وہ دو پیراگراف ہیں جو Originally نہیں تھے اور 50 کروڑ اور 25 کروڑ کی اعداد و شمار میں گڑبڑ آخر تک جاتی ہے یہ Similaritiesجو نوائے وقت میں چھپی' میں اس کی تفصیل میں نہیں جاتا لیکن اتنی گزارش کروں کہ بڑی سوسائیٹیوں کی حد تک یہ بات درست ہے۔ ان کے حوالے سے بہت سی بد عنوانیاں' سیکنڈلز لوگوں کے سامنے آئے لیکن ان سوسائیٹیز میں غریب لوگوں نے بھی انوسٹمنٹ کی ہوتی ہے۔ بعض لوگوں نے بچت سے تین مرلے کے پلاٹ بھی لئے ہوتے ہیں۔ کوئی ایسی سکیم بنائی جائے کہ جہاں پر اصل گڑبڑ کرنے والے ہیں ان کو پکڑا جا سکے۔ وزیر خزانہ سے آپ کی وساطت سے میں یہ عرض کروں گا کہ وہ بیوہ عورتیں' یا چھوٹے ملازمین جو ریٹائرمنٹ کے بعد اپنی پونجی سے کوئی انوسٹمنٹ کر لیتے ہیں اور اس کے برخلاف سوسائٹی کی طرف سے ان پر یہ دباؤ ڈالا جاتا ہے کہ جو تمہارے پیسے ہیں ـــــــ

جناب چیئرمین: قائد حزب اختلاف تقریر فرما رہے ہیں تو وزراء کرام مہربانی فرما کر توجہ سے بات سنیں اور میں وزیر قانون و پارلیمانی امور سے یہ کہنا چاہوں گا کہ ماشاء اللہ بیس وزراء ہیں لیکن ایوان میں مجھے بہت کم وزراء نظر آرہے ہیں کوشش کریں کہ وزرا کرام اجلاس میں شریک ہوا کریں۔

رانا اکرام ربانی: میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اگر اس قسم کے کیسز میں کوئی رائے سامنے لائی جائے

تو بہتر ہو گا۔ اس کے بعد صفحہ 7 پر پیرا نمبر 20 میں دیا گیا ہے کہ غریب اور نادار لوگوں کی امداد کے لئے قائم کردہ بیت المال کے لئے سال رواں کی طرح اگلے مالی سال میں بھی 10 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے اور مخیر حضرات سے صدقات اور عطیات بھی لئے جائیں گے اور اس کے بعد جیز فنڈز وغیرہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کا مقصد درست ہے لیکن اس پر عملدرآمد کی صورت یہ ہے کہ اسے بیت المال یا جیز فنڈز نہیں رہنے دیا گیا بلکہ یہ آئی جے آئی کے اراکین اسمبلی کی صوابدیدی گرانٹ بن کر رہ گئی ہے۔

پھر تعمیر وطن پروگرام ہے۔ جناب سپیکر' یہاں حقائق کو چھپایا گیا ہے۔ پنجاب کی تاریخ کا سب سے بڑا ترقیاتی پروگرام پیش کرنے والا ہوں۔ جناب والا! اگر 91-1990ء کا تعمیر وطن پروگرام دیکھیں اس کے بعد ضمنی بجٹ میں ترقیاتی کاموں کے لئے جو رقم رکھی گئی تھی تو یہ بات درست نہیں ہے۔ وہ بارہ سو کروڑ سے زائد رقم رکھی گئی تھی۔ وہ بارہ سو کروڑ کہاں گیا۔ اس کا کیا بنا ضمنی میزانیہ میں اس کے اوپر ہم تفصیل سے بحث کر چکے ہیں۔ لیکن یہ بات درست نہیں ہے۔ سب سے بڑا بجٹ 91-1990ء کا کلی طور پر تھا۔ اصل بجٹ جمع ضمنی بجٹ۔ اس پروگرام کے لئے وفاقی حکومت 749 کروڑ روپے مہیا کرے گی۔ ان کے وائٹ پیپر اب وائٹ پیپر کے سوال پر پھر میں پریشان ہوں کہ کون سا وائٹ پیپر جس کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا جائے۔ جس کی کوئی ذمہ داری قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔

یہ ایک Leakage ہوئی ہے اور اس Leakage کے بعد فگرز کو تبدیل کیا گیا ہے۔ لیکن میں آپ کی وساطت سے وائٹ پیپر کے اردو ترجمہ کی طرف ایوان کی توجہ دلانی چاہوں گا جو ہمارے چارج کی تصدیق ہے۔ جناب والا! اردو ترجمے کے تمام صفحے اٹھا کر دیکھ لیں۔ یہ ہماری بڑی لاپرواہی ہے۔ اس نظام کی بدقسمتی ہے کہ محکمہ خزانہ کی طرف سے جو کچھ لکھ کر یا جو کچھ بنا کر وزیر خزانہ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ انہوں نے کبھی اس کے متعلق پوچھا نہیں کہ یہ ایوان کس لئے بنا ہے۔ اس میں اگر کسی بے قاعدگی کا اظہار ہو تو یہ ایوان اس کو پکڑے۔ تاکہ پنجاب کے لوگوں کو وہ تمام حقوق ملیں جو انہیں ملنے چاہئیں۔ جناب سپیکر' یہ بدقسمتی ہے اراکین کے پاس کم از کم یہ اعداد و شمار تو ہونے چاہئیں۔ جہاں جہاں پر بھی تبدیلی کی گئی ہے' بجٹ کا سرسری جائزہ' تمام فگرز ٹائپ میں اور جہاں پر یہ ممکن نہیں تھا کہ اس وقفے میں دوبارہ ٹائپ کر کے اس کی کاپی کروائی جائے وہاں پین کے ذریعہ ہاتھ سے ترمیم کر دی گئی۔ میں توقع کرتا ہوں محترم وزیر خزانہ ساتھ ساتھ اس پر نوٹس لیتے جائیں گے۔ بریفنگ کے دن تو انہوں نے Categoricaly یہ کہہ کے بات کو ختم کر دیا تھا لیکن یہ

بات نہیں ختم ہو گی۔ اسی طرح مالیاتی اکاؤنٹ گوشوارہ نمبر ا میں پھر پین سے ساری تبدیلیاں کی گئیں' یہ تو ہماری مجبوری ہے کہ یہ فگرز جو ہمارے پاس اس ہاؤس میں کتاب کی شکل میں دی گئیں ہیں ہم اس کی حد تک بحث کریں۔ جناب والا یہ کیا بجٹ ہے اس میں چند گھنٹوں کے اندر ہزاروں' لاکھوں' کروڑوں اور اربوں کا فرق ڈال دیا جائے۔ صرف پین کے ذریعے سے اور یہ ہاؤس اتنا بے بس ہو جائے اور اس ہاؤس کو اتنا بے اختیار بنا دیا جائے کہ یہ اس پر گرفت بھی نہ کر سکے کہ بھائی یہ تم کیا کر رہے ہو۔ پارلیمانی روایات اور جمہوری روایات کے مطابق تو حکومتیں استعفے دے جاتی ہیں۔ صفحہ نمبر 4 غیر ترقیاتی بجٹ میں خسارہ ہے 206' پھر اس کو کاٹ کے 250 کل خسارے کو فاضل بنایا گیا ہے۔ چونکہ انگریزی سکول کے پس منظر سے آنے والے صاحبان کو اردو کا پتہ نہیں ہوتا تو میں یہ محترم وزیر خزانہ کی توجہ دلا رہا ہوں صفحہ 9 پر پھر تبدیلی ــــــ

جناب وزیر خزانہ: میں اس بات سے واقف ہوں کہ قائد حزب اختلاف کو ٹوکا نہیں جاتا لیکن خسارہ نہیں ہے فاضل ہے۔

رانا اکرام ربانی: مجھے جناب سپیکر! بات پھر کہتے ہوئے کچھ افسوس ہو رہا ہے کہ میں نے صرف ان کی توجہ دلائی ہے کہ آخری جو کل خسارہ یا فاضل' اب اگر اس سنجیدگی سے نوٹس لئے جا رہے ہیں تو پھر ان کا جواب بھی جناب والا ایسا ہی ہو گا۔ تو شائد فنانس منسٹری کے لوگ بیٹھے ہیں جواب بھی وہ ہی تیار کریں گے۔ صفحہ 9 ملاحظہ فرمائیں۔ آئی جے آئی کے حضرات جو کرسیوں پر بیٹھے ہیں اور جنہوں نے اس کی سنگینی کو محسوس نہیں کیا' میں ان کے علم میں یہ حقائق لا رہا ہوں کہ وہ بھی ذرا توجہ دیں اور سوچیں کہ ان کے ساتھ کیا ہو رہا ہے ہمارے ساتھ جو ہو رہا ہے وہ تو ہم پچھلے 20 ماہ سے بھگت ہی رہے ہیں۔ اب یہ ان کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ اب جہاں وزیر خزانہ نے یہ تقریر فرمائی ہے اور انہوں نے روایت کا علم ہونے کے باوجود میری درستگی فرمائی ہے میں آپ کی اجازت سے ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ وہ کس وائٹ پیپر کے حوالے سے پسند فرمائیں گے کہ میں اپنی بات کو آگے بڑھاؤں؟

جناب چیئرمین: آپ نے اپنی تقریر ختم کر دی ہے؟

رانا اکرام ربانی: پارلیمانی روایات کے برخلاف وہ میرے سوال کے جواب میں اگر تفصیل بتا دیں کیونکہ جناب والا میرے پاس دو وائٹ پیپر موجود ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

رانا اکرام ربانی: جناب والا! میں اس کے حوالے سے پنجاب کے لوگوں تک اپنی آواز پہنچانا چاہتا ہوں۔ میں ان سے رہنمائی چاہتا ہوں۔

جناب وزیر خزانہ: میں آپ کی وساطت سے ان کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ آپ پنجاب بجٹ کے متعلق بات کریں۔

رانا اکرام ربانی: جناب والا میرے پاس دو وائٹ پیپر موجود ہیں۔ ایک ہی تاریخ ان پہ ڈالی گئی ہے۔ دونوں کے اوپر پنجاب حکومت کی سیل لگی ہوئی ہے۔ میں اس ایوان کی وساطت سے جناب وزیر خزانہ سے رہ نمائی چاہتا ہوں۔ کہ جس میں لگرز کو تبدیل کر کے 206.02 کروڑ کا جو فاضل بجٹ Show کیا گیا ہے۔ اس وائٹ پیپر کے حوالے سے میں اپنی بات کو آگے بڑھاؤں۔ یا وہ وائٹ پیپر جس میں 177.774 کروڑ کے Figures دیئے گئے ہیں۔ جناب والا میں Confuse ہوں' میں مانتا ہوں کہ مجھے اس ایوان کے سامنے سمجھ نہیں آرہی' میں رہ نمائی چاہتا ہوں محترم وزیر خزانہ سے اس وائٹ پیپر میں سے کس وائٹ پیپر کی Detail Figures صحیح ہیں؟

جناب چیئرمین: محترم وزیر خزانہ صاحب ان کے سوال کا جواب دیں۔

جناب وزیر خزانہ: جناب والا! میں ان کی گفتگو کا بڑا مفصل اور جامع جواب دوں گا جب میری باری آئے گی۔ فی الحال میں اس پہ اکتفا کروں گا کہ جناب قائد حزب اختلاف اس بجٹ پہ بات کریں جو ہمارا بجٹ ہے جو میں نے ان کی خدمت میں 4 جون کو پیش کیا تھا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا میں محترم وزیر خزانہ صاحب سے یہ گزارش کرنی چاہوں گا کہ وہ فی الحال قائد حزب اختلاف کی تقریر کو غور سے سنیں اور سنجیدگی کے ساتھ سنیں کیونکہ وہ مسلسل مسکرا رہے ہیں' تقریر کو سنتے ہوئے اور ان کی جو یہ جان لیوا مسکراہٹ میرا خیال ہے یہ مداخلت پیدا کر رہی ہے۔

شیخ محمد طاہر رشید: جناب والا! وزیر خزانہ صاحب تو مسکراتے ہی مسکراتے ہیں مگر دیکھیں اپوزیشن لیڈر صاحب بھی مسکرائے جا رہے ہیں۔

جناب محمد صفدر شاکر: جناب والا! میں رانا صاحب کی خدمت میں عرض کروں کہ ہماری حکومت ایسی مشکلات سے گھبراتی نہیں ہے اور اس پر ایک شعر بھی سنا دوں۔

حوادث سے الجھ کر مسکرانا ہماری فطرت ہے
ہمیں ناکامیوں پر اشک برسانا نہیں آتا

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: رانا صاحب! آپ کو ان کے مسکرانے پر کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیئے اگر خدانخواستہ وہ آپ کو گھور کر دیکھ رہے ہوں تو پھر آپ کو اعتراض ہو سکتا ہے۔ یہ تو اچھی بات ہے کہ وہ آپ کو مسکرا کر دیکھ رہے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! مجھے ان کے مسکرانے پر تو کوئی اعتراض نہیں ہے میرے دوست صفدر شاکر صاحب شائد میری بات کو سمجھے نہیں کہ میں نے تو ان کی جان لیوا مسکراہٹ کی بات کی ہے۔

جناب واجد علی خان: جناب والا! محترم وزیر خزانہ مسکرا اس بات پر رہے ہیں کہ وہ بات جو ان کو بہت ناگوار گزری ہے کیونکہ قائد حزب اختلاف ابھی تک بھول پن سے ادھر ادھر کے سہاروں کی باتیں کر رہے ہیں کبھی اخباروں کا سہارا کبھی رپورٹوں کا سہارا' وہ ابھی تک بجٹ پر تو آئے ہی نہیں۔

رانا اکرام ربانی: جناب والا! حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہوئے میرے کچھ دوستوں نے کہا کہ ابھی بجٹ پہ نہیں آئے' یہ میزانیہ میرے ہاتھ میں ہے یعنی اتنی بے یقینی کی حالت ہے کہ میں میزانیہ برائے مالی سال 92-1991ء کو ڈسکس کرتے ہوئے صفحہ 9 پر پہنچ گیا ہوں اور ان کو ابھی تک یقین نہیں آ رہا کہ جو میں دستاویز پڑھ رہا ہوں یہ بھی درست ہے یا نہیں۔ آپ کیوں ہر بات پر شک کرتے ہیں اپنی ہی حکومت پر اور اپنے ہی وزیر خزانہ پر' یا انہوں نے جو اس ہاؤس میں تقریر پڑھی ہے میں اس کے صفحہ 9/8 کی بات کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: محترم رانا صاحب آپ مزید کتنا وقت لینا چاہیں گے؟

رانا اکرام ربانی: جناب والا! اس کا اندازہ مجھ سے زیادہ انہیں ہو گا جنہوں نے اس بجٹ کو پڑھا ہے' جنہوں نے بنایا ہے۔ جنہوں نے حقائق کو چھپانے کی کوشش کی ہے ان کو مجھ سے زیادہ پتہ ہو گا۔ کہ انہوں نے کتنی بے قاعدگیاں کی ہیں اور مجھے ان سب کو سامنے لانے میں کتنے منٹ لگیں گے یا کتنے گھنٹے لگیں گے یا کتنے دن لگیں گے۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, I don't want to interrupt the Leader of the Opposition, as I know it is against rules to interrupt him, when he has the floor. But I am sorry to say that he used unparliamentary words" that this budget is a false budget". These words are most unparliamentary and against ethics of this House. Mr. Speaker Sir, every figure of the budget will be justified

and proved correct. The Leader of the Opposition should withdraw these words, which are unparliamentary and not according to the practice of this Honourable House.

جناب چیئرمین: آپ جتنا بولنا چاہیں' آپ کا حق ہے۔ لیکن بہت سے معزز ممبران کے نام میرے سامنے پڑے ہیں جو اس پر بولنا چاہتے ہیں۔ آپ اگر بتا دیں کہ مزید کتنا وقت لینا چاہیں گے تو اندازہ ہو جائے گا اور اس کے مطابق Adjustment کی جا سکے گی؟

رانا اکرام ربانی: جناب والا! میں پھر اپنی اسی بات پر اصرار کروں گا۔

راجہ خلیق اللہ خان: یہ قائد حزب اختلاف کی مرضی پر ہے۔ وہ جتنا چاہیں وقت لے سکتے ہیں۔

رانا اکرام ربانی: میں احتراماً" نہیں کہنا چاہتا تھا' یہ بڑا مشکل سوال ہے کہ میں بجٹ پر کتنی دیر اظہار خیال کرنا چاہوں گا۔

شیخ محمد طاہر رشید: پوائنٹ آف آرڈر۔ ان کو ہر چیز مشکل لگتی ہے۔ شاہ صاحب نے بجٹ پیش کیا وہ مشکل سوال ہے۔ آپ نے پوچھ لیا کتنا وقت لیں گے وہ مشکل سوال ہے۔ ان سے آسان سوال اس انداز سے پوچھیں کہ ان کو سمجھ آئے!

جناب چیئرمین: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ آپ تشریف رکھیں۔ رانا صاحب! آپ بجٹ پر اپنی گفتگو جاری رکھیں۔

رانا اکرام ربانی: جناب والا' انہوں نے فرمایا ہے کہ موجودہ سال کے پروگرام کے مقابلے میں تقریباً" 37 فی صد زیادہ ہے۔ جو کہ درست نہیں ہے۔ میں اپنی بات کو پھر دہراؤں گا کہ ان کے اپنے سالانہ بجٹ سٹیٹمنٹ کے صفحہ 29 پر ڈویلپمنٹ پروگرام بجٹ اسٹیٹمنٹ Revised estimate 1990 91 کے اوپر 1035 کی گرانٹ دی گئی ہے۔ حالانکہ ہمارا کہنا یہ ہے کہ یہ بارہ سو سے بڑھ جاتا ہے لیکن انہوں نے خود گرانٹ 1035 کروڑ دی ہوئی ہے۔ اب جناب والا' اگر 1035 کروڑ اور 1050 کروڑ کا فرق نکالیں تو صرف پندرہ کروڑ زیادہ ہے۔ وہ بھی اصل سے 1035 کی گرانٹ انہوں نے دی ہوئی ہے اور دعویٰ یہ کیا گیا ہے کہ اس سے تقریباً" 37 فی صد زیادہ ہے۔ ان کے اپنے ڈاکومنٹ میں یہ بات موجود ہے۔ پھر انہوں نے جو وائٹ پیپر میں گرانٹ دی ہوئی ہیں اس کے مطابق پچھلے سال مرکز سے جو رقم ملی تھی' اس سال ملنے والی رقم اس سے کم ہے۔ جس دور کا الزام ہے اس سے ملنے والی رقم اس سال کم ہے۔ مرکز میں بھی یہی حکومت ہے لیکن اب کسی نے کبھی ذکر نہیں کیا۔ یہ Facts and Figures تا رہا

ہوں۔ وہ بھی اس سال foreign loans کی جو آئیٹم ہے' اس میں 7.5 کروڑ foreign loan ہیں۔ بیرونی قرضے زیادہ ملے ہیں۔ ان کو ملا کر بھی پچھلے سال ملنے والی رقم سے اس سال والی رقم کم ہے اور کہا یہ جاتا ہے کہ ماضی میں جنہوں پارٹی کی حکومت نے یہ ہمارے ساتھ کیا ہے۔ اس کے بعد صفحہ نمبر9- ہر یونین کونسل کو ایک لاکھ' ٹاؤن کمیٹی کا اتنے' میونسپل کمیٹی کو اتنے' فلاں کو اتنے دیئے جائیں گے۔ جناب سپیکر' میں نے پہلے بھی گزارش کی تھی کہ جو ہمارا ماضی کا تجربہ ہے' جس کی بنیاد پر ہم یہ اعتماد کر سکتے ہیں یا شبہ کر سکتے ہیں۔ ماضی شاہد ہے۔ ہمارا تجربہ یہ ہے کہ انہوں نے یہ رقم بھی صرف ان لوگوں کو دی تھی اور ان کو ہی دیں گے' یہاں پر بہاول پور سے تعلق رکھنے والے آئی جے آئی کے ایک رکن نے' اسی معزز ایوان کے ایک معزز رکن نے یہ نشان دہی کی تھی کہ یہ جو "ہر" والی بات ہے' یہ درست نہیں ہے۔ چونکہ بہاول پور میں میئر ان کا نہ تھا اور اس کے حوالے سے وہاں کے رہنے والوں کو بھی' ان پنجابیوں کو بھی ان کے حق سے محروم رکھا گیا۔ جناب سپیکر' یہ بھی اسی طرح کا ایک وعدہ ہے۔ صفحہ 11- اس میں پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کی بات کی تھی۔ مجھ پر بھی مہربانی فرمائی گئی کہ قائد حزب اختلاف Ex-Ofitio Board of Directors کے ممبر ہوں گے۔ میں نے اس کی پہلی میٹنگ میں گزارش کی تھی کہ اس کے حوالے سے ہمیں صرف یہ بات پیش نظر رکھنی ہو گی کہ یہ بھی صرف اپنوں کو نوازنے کا ایک ذریعہ نہ بن جائے کیونکہ اس بارے میں عوام میں گہرے شکوک و شبہات پائے جاتے ہیں اور اخبارات میں اس پر اداریے لکھے گئے ہیں کہ کہیں یہ فاؤنڈیشن خدانخواستہ پراپرٹی ڈیلنگ کا ادارہ نہ بن جائے۔ کٹ موشن میں اس پر بھی ہم تفصیل سے گزارش کریں گے۔

صفحہ 12-33 اس میں بھی ہر حلقہ انتخاب کے لئے مفصل ترقیاتی جائزہ اور پانچ سالہ پروگرام وضع کیا ہے۔ جناب والا' آج بھی ایک تحریک استحقاق پر بحث ہوئی تھی۔ اگر یہ لکھ دیا جائے' یہ کہہ دیا جائے کہ یہ جو سہولتوں کا اعلان کیا جا رہا ہے' یہ صرف آئی جے آئی کے اراکین اسمبلی کے لئے مخصوص ہو گا تو ہمارے لئے اعتراض کی گنجائش نہیں رہتی۔ اخباروں میں پڑھا ہے' یہاں محترم وزیر خزانہ صاحب کی تقریر میں ذکر آیا کہ مفصل ترقیاتی جائزہ اور پانچ سالہ پروگرام وضع کیا گیا ہے۔ لیکن میں ریکارڈ کی درستگی کے لئے یہ عرض کر رہا ہوں کہ حزب اختلاف کے اراکین اسمبلی کو اس پروگرام کے بارے میں کسی قسم کی کوئی معلومات حاصل نہیں ہیں' نہ ہمیں کبھی اعتماد میں لیا گیا ہے اور نہ اس بارے میں ہمیں کسی نے بتایا ہے۔ سوائے اخباری خبروں کے۔ ہمیں اس استحقاق سے محروم رکھا گیا ہے جو باقی اراکین اسمبلی کو دیا گیا ہے کہ وہ اپنے حلقے کی ترجیحات متعین کریں۔

جناب سپیکر! یہ مراعات کا اعلان کر دیا گیا۔ اس پر بھی جب ایوارڈ آئیں گے تو آپ فرق محسوس کریں گے۔ ہمارا اصل پریولیج وہ حق نمائندگی ہے جس کے لئے ہمارے حلقہ انتخاب کے لوگوں نے مہربانی اور شفقت فرماتے ہوئے ہمیں منتخب کر کے اس معزز ایوان میں بھیجا ہے اگر اس حق کو تسلیم نہیں کیا جاتا تو پھر جناب سپیکر یہ کیا جمہوریت اور دوسری چیزوں کے دعوے ہیں۔ میں پھر صفحہ 13 پر آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ اس میں پھر تبدیلی کی گئی صرف اس بجٹ کو Acceptable بنانے کے لئے پہلے 1850 تھی پھر 1800 کی گئی any way اس بارے میں بھی کٹ موشن پر detail اور واٹر اکارڈ کے حوالے سے ہم بحث کریں گے۔ لیکن میں اتنا ضرور عرض کروں گا جناب سپیکر! کہ آج اگر پنجاب کے کسی حق کے بارے میں پنجاب کے اگر کسی دعوے پر دوسرے صوبوں میں شکوک و شبہات پائے جاتے ہیں یا اس کا اظہار ہوتا ہے تو اس کی ہمیں وجہ تلاش کرنی ہو گی۔ ایک بات میں یہ عرض کروں گا اور ایک بار پھر صفحہ نمبر ایک پر آتا ہوں جس میں کہا گیا کہ قومی افق پر صوبوں اور مرکز کے مابین تنازعات جو بڑھ گئے تھے یہ ہو گیا تھا' وہ ہو گیا تھا ان کی جگہ اب باہمی اعتماد نے لے لی۔ میں یہ پچھلے دو تین دنوں میں سندھ کے ایک معزز وزیر لیاقت جتوئی صاحب اور فرنٹیئر کے ایک محترم وزیر قرین طوفان صاحب کے بیانات کا حوالہ دوں گا جس سے یہ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ باہمی اعتماد کے سائے کتنے بڑھے ہیں لیکن میں قومی مفاد میں یہ گزارش کروں گا کہ ان کے ساتھ بیٹھ کر بات کی جا سکتی ہے اس 1985ء والی اسمبلی میں جس وقت بھی تمام صوبوں میں ایک ہی نظام چل رہا تھا۔ اس زمانے میں سندھ اسمبلی نے ایک کمیٹی بنائی تھی۔ اس کمیٹی میں آج کے بھی کچھ وزراء جو اب بھی سندھ میں وزیر ہیں وہ شامل تھے انہوں نے اس پر ایک پوری detail رپورٹ بنائی تھی اور اس میں ہماری طرف سے پیش کی جانے والی Proposals کو انہوں نے کہا تھا کہ ہم اس بنیاد پر اس پر اعتماد نہیں کرتے۔ تو ان شکوک و شبہات کو دور کرنا بھی پنجاب حکومت کی ذمہ داری ہے۔

جناب سپیکر! اب میں صفحہ نمبر 15 پر زراعت کی مد نمبر 39 پر آتا ہوں۔ وائٹ پیپر میں انہوں نے جناب سپیکر جو گلرز دی ہیں' اس میں جو رقم دی گئی ہے اس کے مطابق ایگریکلچر سیکٹر میں یہاں کہا یہ گیا ہے زراعت پنجاب کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ وہاں جو پچھلے سال کی ایلوکیشن تھی اس سے جو رقم ڈویلپمنٹ کے لئے رکھی ہے وہ اس سے کم ہے۔ پچھلے سال 143.69 کروڑ تھی جو کہ ٹوٹل بجٹ کا 15.97 تھی۔ لیکن اس دفعہ جو تعمیر وطن پروگرام کے تحت ایلوکیشنز کی گئی ہیں اس میں 126.20 جو ٹوٹل بجٹ کا 12.02 فیصد ہے اس میں یہ رقم کم کی گئی ہے۔ اس سے زراعت کی ترقی شائد بالکل ممکن نہ ہو سکے' کم از کم اسے اسی طرح پر رکھنا بھی شائد ممکن نہیں ہو سکے گا۔ یہاں

پر ریکارڈ کی درستگی کے لئے میں گزارش کرتا چلوں۔ اسی صفحہ 15 پر کہ انہوں نے مرکزی حکومت کی زرعی پالیسی کا ذکر کیا ہے۔ اس کے مقاصد کا ذکر کیا ہے۔ اس سے ملنے والے فوائد کا ذکر کیا ہے۔ میں جناب والا! یہ حوالہ اس لئے بھی دے رہا ہوں کہ اس دستاویز میں مرکز کی پالیسیوں کا حوالہ دیا گیا ہے اور اس کے تحت پنجاب کو ملنے والے فوائد کی بات کی گئی ہے۔ جناب والا! یہ میرا حق تھا کہ میں مرکزی بجٹ اور اس سے پیدا ہونے والے اثرات کے حوالے سے پنجاب کے بجٹ پر بحث کروں۔ فصلوں کی پیداواری صلاحیت بڑھانا' زرعی اجناس کی برآمد میں فروغ' معاشرتی انصاف' خود انحصاری' جناب والا! اس میں ایک بڑی اہم بات کا ذکر نہیں ہے۔ اس میں معاشی انصاف کی بات نہیں کی گئی۔ ایک کمیشن بنایا گیا تھا۔ جنہوں نے پنجاب کی طرف سے ایگریکلچر سیکٹر کے لئے کچھ تجاویز فیڈرل گورنمنٹ کی خدمت میں پیش کی تھیں۔ لیکن ان پر غور نہیں کیا گیا۔ جس کی وجہ سے زراعت کے شعبے میں زمینداروں کے لئے معاشی انصاف کی گنجائش اس زرعی پالیسی میں نہیں ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ میں اور میرے ساتھی زراعت پر جو کٹ موشن ہے اس میں وہ اس کی رپورٹ بھی پڑھ کر سنائیں گے کہ کس طرح ان کی سفارشات کو نظرانداز کیا ہے۔ لیکن میں جو بات یہاں پر کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جینرک سکیم کے تحت زرعی دواؤں کے سستے ہونے کا بھی امکان پیدا ہو گیا ہے۔

جناب چیئرمین: وقت میں 15 منٹ کی توسیع کی جاتی ہے۔

آوازیں: باقی تقریر کل کر لیں گے۔

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! یہ ایک روایت سی بنتی جا رہی ہے کہ قائد حزب اختلاف کی تقریر کے دوران مداخلت چلتی رہتی ہے لیکن آپ کے ٹائم میں توسیع کرنے کے بعد بھی اس پر اظہار خیال ہو رہا ہے۔

میاں منظور احمد موحل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی موحل صاحب۔

میاں منظور احمد موحل: جناب والا! ان پندرہ منٹ کا اس وقت فائدہ ہو گا اگر قائد حزب اختلاف پندرہ منٹ میں اپنی تقریر ختم کر لیں۔ اگر انہوں نے جاری رکھنا ہے تو میرے خیال میں اسمبلی کی sense یہی ہے کہ پھر ہاؤس کو adjourn کر دیا جائے تاکہ وہ کل اپنی تقریر وہاں سے شروع کر لیں۔ یہ بات ہونی چاہیئے کیونکہ sense یہی ہے۔ ان سے آپ پوچھ لیں اگر انہوں نے پندرہ

منٹ میں ختم کرنا ہے پھر تو ٹھیک ہے۔ اگر انہوں نے پھر بھی ختم نہیں کرنا ہے تو میرے خیال میں پھر یہی بہتر طریقہ ہے کیونکہ تمام ممبران کی خواہش بھی یہی ہے۔

جناب چیئرمین: محترم قائد حزب اختلاف فرمائیں کہ آیا وہ پندرہ منٹ میں اپنی بات ختم کر سکتے ہیں؟

رانا اکرام ربانی: جناب والا! اس میں جو اصل ٹگرز دی گئی ہیں ان میں بجٹ سٹیٹمنٹ کے حوالے سے ایک چیز جو یہ یہاں پر لوگوں کے سامنے نہیں لائے اس کا ذکر کیا ہے۔ ابھی تو میں تقریر میں وہ ڈسکس کر رہا ہوں۔ تو میرے لئے یہ ممکن نہیں ہو گا کہ میں پندرہ منٹ میں اپنی تقریر ختم کر لوں۔

جناب چیئرمین: اجلاس کل صبح نو بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی سوموار 10 جون 1991ء نو بجے صبح تک کے لئے ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا پانچواں اجلاس

پیر 10 جون 1991ء

(دو شنبہ' 26 ذیقعد 1411ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح 10 بج کر 29 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ
الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝
وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا
اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۗ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۗ
وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝
اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۗ وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝

سورہ آل عمران آیت 134 تا 136

جو آسودگی اور تنگی میں (اپنا مال خدا کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں اور غصے کو روکتے اور لوگوں کے قصور معاف کرتے ہیں اور خدا نیکو کاروں کو دوست رکھتا ہے۔ اور وہ کہ جب کوئی کھلا گناہ یا اپنے حق میں کوئی اور برائی کر بیٹھتے ہیں تو خدا کو یاد کرتے اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں اور خدا کے سوا گناہ بخش بھی کون سکتا ہے؟ اور جان بوجھ کر اپنے افعال پر اڑے نہیں رہتے۔ ایسے ہی لوگوں کا صلہ پروردگار کی طرف سے بخشش اور باغ ہیں۔ جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں (اور) وہ ان میں ہمیشہ رہتے رہیں گے اور اچھے کام کرنے والوں کا بدلہ بہت اچھا ہے۔

وما علینا الا البلاغ

جناب ارشاد حسین سیٹھی: پوائنٹ آف آرڈر۔

میاں محمود احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جناب ارشاد حسین سیٹھی پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ میں اور میاں منظور احمد موحل صاحب اور خاص طور پر راجہ خالد صاحب وزیر محنت اللہ کے فضل و کرم سے ٹائم پر پہنچتے ہیں اور بہت سے دیگر دوست بھی وقت پر پہنچتے ہیں۔ جناب سپیکر! روز اس بات کی تکرار اس ہاؤس میں کرنا مناسب تو نہیں اور میں یہ انتہائی معذرت کے ساتھ بات کہتا ہوں کہ نہ ہی یہ ممبران کوئی دہلی کا لال قلعہ فتح کر کے آئے ہیں' کہ ڈیڑھ گھنٹہ لیٹ آئے ہیں اور نہ ہی آپ نے کوئی آج بیٹھ کر ڈیڑھ گھنٹہ میں بجٹ بنا دیا ہے کہ یہ تاخیر کی وجہ ہے۔ یہ میرا حق ہے جو میں نے آج برسرعام آپ کے سامنے اس بات کو کہا ہے۔

جناب سپیکر! جس طرح بیس سالوں میں اس ہاؤس میں ایک نئی روایت پیدا ہو سکتی ہے اسی طرح میری استدعا ہے کہ اس غلط روایت کو توڑا جائے جناب والا! آپ مسند پر وقت پر تشریف فرما ہوں اور مجھے امید ہے اور یقین واثق ہے اور میں بالکل دلجمعی سے یہ بات کہتا ہوں کہ جس دن آپ ٹھیک نو بجے اس مسند پر تشریف لائیں گے انشاء اللہ اسی دن ہاؤس کے معزز ممبران بھی وقت پر تشریف لائیں گے اور ایک یا دو روز کے بعد یہ پریکٹس عمل میں آ جائے گی کہ انشاء اللہ تمام ممبران بروقت آئیں گے اور اپنا محاسبہ کرتے ہوئے اس ایوان میں جوابدہ ہوں کہ واقعی ہمیں عوام کی نمائندگی کرتے ہوئے اس تاخیر کو اور اس غلط روایت کو توڑنا ہے۔ جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ سنجیدگی سے اس پر عمل کیا جانا چاہئے۔

جناب سپیکر: سیٹھی صاحب بڑی جائز بات فرما رہے ہیں۔ اس پر متعدد مرتبہ بات ہو چکی ہے کہ ہمیں ہاؤس کی کارروائی بروقت شروع کرنی چاہئے میں آپ کی بات سے سو فیصد اتفاق کرتا ہوں۔ لیکن اس کے لئے ہم سب کو یہ روایت قائم کرنا ہو گی سب صاحبان اس کے لئے آمادہ ہیں جس کے لئے میں یہ کہوں گا کہ آپ از راہ کرم اپنے آپ کو آمادہ کیجئے۔ میں نو بجے سے پہلے اپنے چیمبر میں آ جاتا ہوں۔ لیکن آپ دیکھیں کہ اب تحریک استحقاق کو take up کرنا ہے۔ میں نو بجے ہاؤس میں آ جاؤں اور یہاں صرف سیٹھی صاحب' میاں منظور موحل صاحب اور راجہ خالد خاں صاحب ہوں تو یہ ساری تحریک استحقاقات Lapse کر جائیں گی اور یہ معاملات کیسے چلیں گے۔

اس کے بعد لیڈر آف دی اپوزیشن کی تقریر ہے۔ قائد حزب اختلاف اپنی تقریر دیواروں کو سنائیں گے۔ کھڑکیوں اور دروازوں کو سنائیں گے۔ تو اس لئے یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ معزز اراکین اس بات کا تہیہ کریں کہ ہم نے بروقت اجلاس کی کارروائی شروع کرنی ہے۔ آپ اگر اس سلسلے میں میرے ساتھ شامل ہوں تو ہم کل سے اس کو شروع کر لیں کہ بروقت ہاؤس کی کارروائی شروع کرنی ہے۔ کل اجلاس صبح نو بجے ہو گا۔ کل پچھلے ٹائم پنجاب اسمبلی کے زیر اہتمام سیمینار ہے۔ تو کل نو بجے ٹھیک اجلاس شروع کریں؟

آوازیں: بالکل شروع کریں۔

جناب سپیکر: جناب لاء منسٹر یہ درست ہے کہ ہم کل اجلاس نو بجے شروع کریں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میرے لئے تو یہ بڑی خوشی کی بات ہے۔

جناب سپیکر: جی لیڈر آف دی اپوزیشن! یہ درست ہے کہ کل اجلاس نو بجے شروع کریں؟

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! ہماری طرف سے تو بارہا اس بات کا اظہار کیا گیا ہے لیکن مجھے خوشی ہے اور میں آپ کا مشکور ہوں کہ آج آپ نے اس کا نوٹس لیا ہے۔

جناب سپیکر: تمام وزراء کرام' تمام پارلیمانی سیکرٹری صاحبان اور تمام معزز اراکین اسمبلی جو اس وقت موجود ہیں یہ اس عہد میں شامل ہوتے ہیں کہ کل صبح نو بجے انشاء اللہ تعالیٰ ہم یہاں اکٹھے ہوں گے۔

آوازیں: انشاء اللہ۔

جناب سپیکر: تو کل نو بجے انشاء اللہ تعالیٰ یہ اجلاس بروقت شروع ہو گا۔

ملک طیب خاں اعوان: جناب والا! ہم عہد بھی کرتے ہیں' وعدہ بھی کرتے ہیں یقین بھی دلاتے ہیں لیکن آپ ہمارے بزرگوں کو' وزراء صاحبان کو پابند کریں کہ یہ وقت پر آئیں۔ انشاء اللہ ہم بھی وقت پر آنے کی کوشش کریں گے۔

جناب سپیکر: انشاء اللہ۔ وزراء صاحبان بھی ہمارے بھائی ہیں۔ ہمارے ساتھی ہیں وہ اس میں شامل ہوں گے۔ جی میاں محمود احمد صاحب! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے تھے۔

میاں محمود احمد: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ میں تحاریک التواء نمبر 12 کے

بارے میں عرض کروں گا کہ میں صرف دو گھنٹے لیٹ ہوا' لیٹ نہیں ہوا بلکہ جناب گورنر نے مجھے یاد کیا اور میں یہاں درخواست دے کر گیا جو جناب کو موصول ہو چکی ہے اور اس دن پرائیویٹ ممبرز ڈے بھی نہیں تھا۔ اگر آپ نے Lapse کرنی تھی تو پہلے ممبرز کو یہ بتانا چاہئے تھا۔

جناب سپیکر: یہ آپ کس بارے میں بات کر رہے ہیں؟

میاں محمود احمد: جناب والا! میں اپنی تحریک التواء کے بارے میں عرض کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کی جو تحریک التوا تھی۔

میاں محمود احمد: جی ہاں۔

جناب سپیکر: تحریک التوا نمبر 21۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! لاء منسٹر صاحب سے آپ کی بات ہوئی ہے؟

میاں محمود احمد: جناب والا! میں نے لاء منسٹر صاحب سے بات کی ہے اور میں نے کہا ہے کہ جناب میں ہاؤس میں بات کروں گا اور جو ہاؤس فیصلہ کرے وہ ٹھیک ہے اگر تو میری درخواست نہیں آئی اور آپ کے سیکرٹریٹ میں موصول نہیں ہوئی تو پھر میری تحریک Lapse ہو جائے گی اور اگر درخواست موصول ہوئی ہے کیونکہ میں دو گھنٹے چھٹی کی درخواست دے کر گیا تھا تو یہ Lapse نہیں ہو سکتی۔ اس پر جناب کی رولنگ چاہئے جناب سپیکر! یہ فیصلہ آپ کریں گے کیونکہ یہ کوئی جواز نہیں بنتا کہ مجھے جناب گورنر یاد کریں۔ پرائیویٹ ممبرز ڈے بھی نہ ہو۔ تحریک التوا take up بھی ہو جائے میری درخواست بھی آئی ہو اور اس کے باوجود وہ Lapse ہو جائے۔ اس طرح آج تک ہوا نہیں ہے جناب سپیکر! اس پر آپ کی رولنگ چاہئے۔

جناب سپیکر: غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کے دن کے علاوہ بھی تحاریک التوا آ سکتی ہیں۔ جس روز ووٹنگ ہوتی ہے اس روز تحریک التواء آ سکتی ہے۔

میاں محمود احمد: جناب سپیکر! وہ بتایا جانا چاہئے تھا اور وہ بتایا نہیں گیا اور پھر یہ تو بڑی معقول بات ہے کہ درخواست یہاں پر آپ کے سیکرٹریٹ نے وصول کی ہے۔

جناب سپیکر: یہ بتائی جانے والی بات نہیں ہے یہ تو آپ کو علم ہونا چاہئے۔

میاں محمود احمد: جناب سپیکر! اگر کوئی معزز ممبر کسی دن چھٹی پر ہو تو اس کی تحریک وغیرہ ہوتی ہے

وہ ملتوی ہو جاتی ہے وہ Lapse نہیں ہوا کرتی۔

جناب سپیکر: آپ ایسا کیجئے کہ وزیر قانون صاحب سے اس بارے میں بات کر لیجئے۔

میاں محمود احمد: جناب سپیکر! یہ تو بعد کی بات ہے آپ بھی اس پر اپنی رولنگ دے دیں کہ میری درخواست موصول ہوئی ہے اور یہ Lapse نہیں ہوئی ہے اور یہ Pending ہے۔

جناب سپیکر: آپ ایسا کیجئے کہ میرے چیمبر میں میری موجودگی میں جناب وزیر قانون سے بات کیجئے۔

میاں محمود احمد: جناب سپیکر! میں جناب سے مل چکا ہوں اور جناب وزیر قانون صاحب سے بھی مل چکا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ آپ علیحدہ علیحدہ ملے ہیں نا۔ آپ اکٹھے بات کریں۔

میاں محمود احمد: جناب والا! آپ اس پر اپنی رولنگ فرما دیجئے۔

جناب سپیکر: کل آپ صبح پونے نو بجے میرے چیمبر میں تشریف لائیں۔

میاں محمود احمد: جناب والا! میری آپ سے بڑی مودبانہ گزارش ہے _____

جناب سپیکر: آپ میری بات سنیں۔ آپ کل صبح پونے نو بجے میرے چیمبر میں میری موجودگی میں وزیر قانون سے ملیں۔

میاں محمود احمد: ٹھیک ہے جناب سپیکر! میں نے آپ کی بات سن لی لیکن جناب سپیکر آپ اس ایوان میں اس بارے میں رولنگ دیں۔

جناب سپیکر: پہلے آپ ملیں اس کے بعد میں رولنگ دوں گا۔ کل صبح آپ ملاقات کریں اس کے بعد میں رولنگ دوں گا۔

میاں منظور احمد موھل: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! بات یہ ہے کہ کل جب آپ کرسی صدارت پر تشریف نہیں رکھتے تھے اس وقت جناب ریاض فتیانہ کرسی صدارت پر متمکن تھے اور انہوں نے ایوان کے وقت میں پندرہ منٹ کی توسیع کر دی تھی۔ تو جناب والا! میں نے اس وقت پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا کہ قائد حزب اختلاف سے دریافت کر لیں اگر تو انہوں نے آج ہی تقریر

ختم کرنی ہے تو پھر تو مناسب ہے آپ اس ایوان کے وقت میں توسیع کر دیجئے۔ انہوں نے میرے پوائنٹ آف آرڈر پر ان کے مشورے کے بعد تسلیم کیا تھا اور ایوان کو اسی وقت ملتوی کر دیا گیا تھا لیکن جناب والا! جو اخبار "جنگ" ہے اس کی سرکولیشن زیادہ ہے اس نے آج اپنی اشاعت میں لکھا ہے کہ گزشتہ بجٹ اجلاس کے وقت میں مزید 15 منٹ کی توسیع کرنے کے اعلان کے باوجود مقرر وقت پر رات نو بجے اجلاس اگلے روز تک کے لئے ملتوی کر دیا گیا سپیکر نے یہ فیصلہ میاں منظور احمد وٹو کے پوائنٹ آف آرڈر پر قائد حزب اختلاف سے مشورہ کر کے کیا تو جناب والا! بات یہ ہے کہ سپیکر کوئی بن ہی نہیں سکتا جب میاں منظور احمد وٹو اجلاس میں ہیں۔ تو جناب والا ایک تو یہ ابہام ہے اور پڑھنے والے اس سے کیا تاثر لیں گے کہ سپیکر کوئی اور تھا اور میاں منظور احمد وٹو پوائنٹ آف آرڈر اٹھا رہے تھے پھر یہ کہ میاں منظور احمد وٹو سپیکر کی حیثیت میں پوائنٹ آف آرڈر اٹھا ہی نہیں سکتے۔ جب بھی وہ ایوان میں آئیں گے تو وہ سپیکر کی حیثیت میں ہی آئیں گے تو جناب والا! مجھے اخبار والے دوستوں پر رونا آتا ہے کہ سپیکر اور میاں منظور احمد وٹو کیوں لکھ دیا۔

میاں محمود احمد: جناب والا! یہ جو اخبار والے میرے بھائی ہیں یہ آئندہ کے لئے نوٹ فرمالیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب' آپ تشریف رکھیں۔ صرف فرق وٹو اور موحل کا رہا اور میں "جنگ" اخبار کے رپورٹر صاحبان جو یہاں تشریف رکھتے ہیں ان سے کہوں گا کہ وہ اس فرق کو واضح کریں۔

اب ہم تحاریک استحقاق کو ٹیک۔ اپ کرتے ہیں۔

شیخ محمد طاہر رشید: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! آج کے نوائے وقت میں پنجاب اسمبلی کے متعلق ایک فوٹو شائع ہے اور اس کے نیچے یہ درج ہے کہ پنجاب اسمبلی کے اجلاس کے دوران وزراء کرام احکامات جاری فرما رہے ہیں حالانکہ یہ جو فوٹو میرا اور کرنل صاحب کا لیا گیا ہے اور یہ ماجلاس کی کارروائی شروع ہونے سے قبل کا ہے اور اسی طرح سے جناب دیوان عاشق حسین بخاری کا جو فوٹو لیا گیا ہے وہ بھی اجلاس کی کارروائی شروع ہونے سے قبل کا ہے جناب سپیکر! میرے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس فوٹو کے نوائے وقت جیسے اخبار کے فرنٹ صفحہ پر لگنے سے ایوان کے ڈیکورم' اس کے وقار کو ایک سرے سے گرایا جا رہا ہے تو جناب والا! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس کے متعلق اپنی آراء سے نوازیں۔

جناب سپیکر: آپ کی بات درست ہے کہ اخبارات میں چھپنے والی بات کی بہت اہمیت ہے اور

ذرائع ابلاغ میں ہمارے قومی اخبارات کا نمایاں مقام ہے جو بات مثبت انداز میں ہو اسے مثبت لینا چاہئے اور جو نفی کی بات ہو اسے نفی کے انداز میں لینا چاہئے اور اگر آپ اجلاس شروع ہونے سے پہلے وزراء صاحبان کے پاس بیٹھے تھے تو وہ بات اسی انداز میں آنی چاہئے تھی اس کو اس انداز میں نہیں آنا چاہئے تھا کہ سپیکر صاحب بات کر رہے ہیں کہ اجلاس کے دوران آپ وزراء صاحبان سے احکامات لے رہے ہیں یہ اسی انداز میں آنی چاہئے تھی امید ہے کہ جس روزنامے نے یہ تصویر چھاپی ہے وہ اس کی درستگی فرمائے گا اور آئندہ کے لئے احتیاط سے کام لے گا۔

مسئلہ استحقاق

اب ہم تحاریک استحقاق کو ٹیک۔ اپ کرتے ہیں۔ سید طاہر احمد شاہ صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میں نے بدھ کے روز اس معزز ایوان میں اپنی تحریک استحقاق نمبر 11 پیش کر دی تھی چونکہ اس وقت جناب قائد حزب اختلاف رانا اکرام ربانی صاحب نے کارروائی کا بائیکاٹ کیا تھا اور ایوان میں موجود نہیں تھے اس لئے میں نے درخواست کی تھی کہ میری تحریک استحقاق نمبر11 کو موخر کر دیا جائے۔ اس لئے جناب سپیکر میری آپ سے استدعا ہے _____

جناب سپیکر: میں نے اس تحریک استحقاق کو پہلے دیکھا نہیں ہے لہٰذا اسے آج ملتوی کر لیں اور اسے کل ٹیک اپ کر لیں گے اور ہم آپس میں اس سلسلے میں بات کر لیں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! کونسی تحریک استحقاق کے بارے میں آپ فرما رہے ہیں؟

جناب سپیکر: یہ جو گیارہ نمبر ہے۔ آج اسے ملتوی کر لیتے ہیں اور شاہ صاحب اس سلسلے میں آپ میرے ساتھ رابطہ کیجئے گا۔

سید طاہر احمد شاہ: آپ کے چیمبر میں؟

جناب سپیکر: جی! میرے چیمبر میں _____ اور آپ کی تحریک استحقاق نمبر12 کو ٹیک اپ کر لیتے ہیں۔

منتخب ارکان اسمبلی، فیصل آباد کو فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے اجلاس میں شرکت کی دعوت نہ دینا

سید طاہر احمد شاہ: شکریہ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ دی پنجاب ڈویلپمنٹ آف سٹیز ایکٹ 1976ء سیکشن 4 کے سب سیکشن (4) کے پیرا (I) کی رو سے فیصل آباد شہر سے منتخب شدہ جملہ اراکین اسمبلی فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے ممبران بن چکے ہیں لیکن اتھارٹی ھذا کے ڈپٹی ڈائریکٹر (ای۔ ایم) کی طرف سے جاری کردہ مراسلہ مورخہ 28-5-91 میں جن ممبران کو اجلاس منعقدہ 31-3-91 میں شرکت کے لئے مدعو کیا گیا ہے اس میں فیصل آباد شہر کے کسی بھی رکن صوبائی اسمبلی کو مدعو نہ کیا گیا محکمہ کی اس کارروائی سے متذکرہ بالا ایکٹ کی صریحاً" خلاف ورزی کی گئی ہے جس سے نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا میری استدعا ہے کہ اس تحریک کو باضابطہ قرار دے کر مجلس قائمہ برائے استحقاقات کے سپرد کیا جائے وہ معاملہ کی چھان بین کر کے اپنی رپورٹ دو ماہ کے اندر ایوان میں پیش کرے۔

جناب سپیکر: جی اس پر شاہ صاحب آپ اپنا مختصر بیان دینا چاہیں گے؟

سید طاہر احمد شاہ: جی جناب! جناب سپیکر! صرف ایک میٹنگ کا میں نے تذکرہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ بھی فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے ذیلی ادارہ Water and Senitation Agency نے کئی ایک اجلاس اس دوران منعقد کئے ہیں جس میں میری اطلاع کے مطابق فیصل آباد شہر سے منتخب ہونے والے کسی بھی رکن صوبائی اسمبلی کو نہیں بلایا گیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے ڈائریکٹر، ڈائریکٹر جنرل اور دیگر افسران کی کوشش اور خواہش یہ ہے کہ جتنا زیادہ عرصہ تک اراکین صوبائی اسمبلی کو فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے واقعات سے دور رکھا جائے اس میں وہ اپنی بہتری سمجھتے ہیں۔ میں اس موقع پر آپ کی وساطت سے یہ بھی حکومت سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے شعبہ واسا کے ایک پراجیکٹ جسے فیصل آباد Water Supply & Greater Training کا نام دیا گیا ہے۔ جب اس پراجیکٹ کی منصوبہ بندی کی گئی تھی تو اس پر اخراجات کا کتنا تخمینہ تھا؟ اس پراجیکٹ کو مکمل کرنے کے لئے کتنے عرصہ کا تعین کیا گیا تھا؟ اور یہ منصوبہ جس پر میرے علم کے مطابق کروڑھا روپے حکومت پنجاب کے صرف ہو چکے ہیں اور کروڑھا روپے صرف کرنے کے باوجود ابھی تک نہ تو فیصل آباد کے شہریوں کو پینے کا مصفا پانی کلی طور پر فراہم

کر سکا ہے نہ ہی فیصل آباد شہر کی ایسی آبادیاں جہاں پر انسان انسانوں کے طریقے سے نہیں بستے ہیں۔ بلکہ حیوانوں کی سی زندگی گزار رہے ہیں۔ وہاں سے گندے پانی کے نکاس کے لئے انہوں نے کچھ کیا ہے۔

جناب سپیکر! چونکہ ہمارے وزیر ہاؤسنگ جو کہ فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے چیئرمین بھی ہیں اپنی وزارت کے فرائض اور دیگر امور کی بجا آوری کے سلسلے میں اس قدر مصروف ہیں کہ کئی کئی ماہ تک فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا کوئی اجلاس طلب نہیں کیا جاتا اور اب جب کہ پاکستان کی حکومت اور پاکستان کے تمام صوبوں کی اسمبلیوں میں بجٹ پیش کئے جا چکے ہیں۔ یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا بجٹ ابھی تک کسی میٹنگ کے ذریعے اتھارٹی کے ارکان کے سامنے منظوری کے لئے پیش نہیں کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! یہ ایک اہم مسئلہ ہے۔ اس میں قوانین کی خلاف ورزی کی گئی ہے۔ میں اپنے اس مختصر بیان پر اکتفا کرتا ہوں اور آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ میری اس تحریک استحقاق کو باضابطہ قرار دیا جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! آپ گورنمنٹ کا نقطہ نظر پیش کریں گے۔

راجہ جاوید اخلاص: جی سر!____

جناب سپیکر: ارشاد فرمائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری: (راجہ جاوید اخلاص)۔ جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ بلا شبہ فیصل آباد سے جو معزز اراکین اسمبلی ہیں وہ فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے ممبر ہیں اور فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا جب کبھی کوئی باضابطہ اجلاس ہوتا ہے تو ان تمام ممبران اسمبلی کو باقاعدہ دعوت دی جاتی ہے۔ جس اجلاس کے متعلق شاہ صاحب نے توجہ مبذول کرائی ہے۔ اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے اپنے اجلاس نمبر 42 جو مورخہ 13-10-90 کو منعقد ہوا اس میں اتھارٹی نے ایک سب کمیٹی تشکیل دی تھی اور اتھارٹی نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ یہ کمیٹی کچی آبادی کے مسائل کے لئے' فیکٹری ایریا کے تقریباً" 63 افراد کے کیسوں کی متبادل الاٹمنٹ کے بارے میں' بحالی سروے' کارخانہ جات' دکانات' پلاٹس اور کوارٹرز وغیرہ کے معاملے میں انفرادی طور پر ہر کیس کا مطالعہ کرے گی اور پھر اپنی سفارشات ہاؤس کو پیش کرے گی۔ جناب والا! اس کمیٹی کے جو ممبران تھے جو ہاؤس نے تشکیل دی تھی وہ یہ تھے:-

1-	ڈائریکٹر اسٹیٹ مینجمنٹ	ایف ڈی اے
2-	محمد رفیق	کونسلر میونسپل کارپوریشن
3-	مسز کشور مرزا	کونسلر میونسپل کارپوریشن
4-	محمود رحمانی	کونسلر میونسپل کارپوریشن
5-	حکیم غلام حیدر	کونسلر میونسپل کارپوریشن

یہ سب کمیٹی درج بالا افراد پر مشتمل تھی اور انہوں نے ان تمام معاملات کی جانچ پڑتال کرنی تھی۔ جناب والا! اس کمیٹی کے اجلاس 91-3-28 اور 91-3-31 کو منعقد ہوئے اور چونکہ ہمارے معزز ممبران اس سب کمیٹی میں ممبر کے طور پر شامل نہیں تھے لہٰذا اس وجہ سے انہیں اس اجلاس میں نہیں بلایا گیا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ چونکہ یہ اس سب کمیٹی کے ممبران نہیں تھے لہٰذا کسی ممبر کا استحقاق مجروح نہیں ہوا۔ ایف ڈی اے کے قانون اور ضابطے کے مطابق جو ممبران ہیں' جو ان کے باقاعدہ اجلاس منعقد ہوتے ہیں ان میں ان کو بلایا جاتا ہے اور آئندہ بھی میں شاہ صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ چونکہ وہ عوامی نمائندے ہیں ایف ڈی اے کے معاملات میں ان کی سفارشات اور ان کے جو جائز مطالبات ہیں' ان کی جو آراء ہیں انشاء اللہ ان کو پوری اہمیت دی جائے گی تو اس کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ شاید میرے بزرگ ممبر شاہ صاحب اپنی تحریک استحقاق پر زور نہیں دیں گے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب آپ کے خیال میں یہ جو ایف ڈی اے کی میٹنگ ہوئی اس میں ایف ڈی اے کے معاملات زیر بحث تھے۔

پارلیمانی سیکرٹری: (راجہ جاوید اخلاص)۔ جناب سپیکر! یہ ایف ڈی اے نے ایک سب کمیٹی تشکیل دی تھی۔

جناب سپیکر: وہ سب کمیٹی کی میٹنگ تھی؟

پارلیمانی سیکرٹری: (راجہ جاوید اخلاص)۔ جی! سب کمیٹی کی میٹنگ تھی جس میں کچی آبادی کے معاملات کو اور دیگر وہاں کے جو چھوٹے چھوٹے مسائل تھے ان کے کیسوں کا جائزہ لینا تھا اور پھر اس سب کمیٹی نے رپورٹ دینی تھی اور چونکہ اس سب کمیٹی میں سید طاہر احمد شاہ بطور ممبر شامل نہیں تھے لہٰذا انہیں اس میں بلانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: سب کمیٹی میں کون کون ممبرز تھے؟

وزیر قانون: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر _____

جناب سپیکر: جی! لاء منسٹر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں گے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! اس میں، میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ 13-10-90 کو اس کمیٹی کی میٹنگ ہوئی ہے اور اگر واقعی 13-10-90 کو اس کمیٹی کی میٹنگ ہوئی ہے تو اس وقت کیا معزز رکن اسمبلی کے ممبر تھے؟ میرے خیال کے مطابق تو پھر یہ ہمارا الیکشن جو ہوا ہے اس وقت تک نگران حکومت قائم تھی اور ہمارا الیکشن 27 کو ہوا ہے۔ یہ بھی ایک پوائنٹ ہے۔ جناب والا! یہ بھی مدنظر رکھیں۔ ابھی میں نے اس کی ڈیٹ دیکھی ہے اس وقت اگر یہ معزز رکن ممبر نہیں تھے تو پھر تو یہ تحریک استحقاق نہیں بن سکے گی۔

پارلیمانی سیکرٹری: جناب والا! وہ جو سب کمیٹی تھی اس کے ممبران یہ ہیں۔

ڈائریکٹر اسٹیٹ مینجمنٹ	ایف ڈی اے
محمد رفیق	کونسلر میونسپل کارپوریشن
مسز کشور مرزا	کونسلر میونسپل کارپوریشن
محمود رحمانی	کونسلر میونسپل کارپوریشن
حکیم غلام حیدر	کونسلر میونسپل کارپوریشن

یہ سب کمیٹی ان ممبران پر مشتمل تھی اور انہی کی میٹنگ ہوئی جنہوں نے اتھارٹی کے فیصلہ کے مطابق جو 63 افراد ہیں ان کے کیسوں کی بابت متبادل الاٹمنٹ، بحالی سروے دکانات، پلاٹس، کوارٹرز اور علامہ اقبال کالونی کے متعلق ہر کیس کی علیحدہ علیحدہ پڑتال کر کے ہاؤس کو رپورٹ کرنی تھی۔

جناب سپیکر: جس میٹنگ کا لاء منسٹر صاحب ذکر کر رہے ہیں اس تحریک استحقاق میں میٹنگ کی جو تاریخ درج ہے وہ 31 مارچ ہے۔ جس میٹنگ کو شاہ صاحب نے ریفر کیا ہے اس میں اجلاس منعقدہ 31 مارچ 1991ء میں شرکت کے لئے مدعو نہیں کیا گیا ہے تو یہ اکتوبر کی میٹنگ کو ریفر نہیں کر رہے بلکہ یہ مارچ کی میٹنگ کو ریفر کر رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری: (راجہ جاوید اخلاص)۔ نہیں سر! ان تاریخوں پر سب کمیٹی کی میٹنگ تھی۔

جناب سپیکر: یہ 31- مارچ کو سب کمیٹی کی میٹنگ تھی؟

پارلیمانی سیکرٹری: (راجہ جاوید اخلاص)۔ جی سر! سب کمیٹی کی میٹنگ تھی۔

جناب سپیکر: ایف ڈی اے کی میٹنگ نہیں تھی؟

پارلیمانی سیکرٹری: (راجہ جاوید اخلاص)۔ ایف ڈی اے کی میٹنگ نہیں تھی۔ اس وجہ سے میں سمجھتا ہوں کہ معزز رکن کا استحقاق مجروح نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے یہ بڑی وضاحت سے بات کی ہے۔ اب آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! پہلے تو میں آپ کی وساطت سے اپنے فاضل دوست پارلیمانی سیکرٹری موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا ان کے محکمہ نے جس قانون اور قاعدے کا حوالہ دیا ہے۔ اس کے تحت جملہ اراکین صوبائی اسمبلی فیصل آباد کا فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے ممبران کی حیثیت سے نوٹیفکیشن جاری کیا ہے اور اگر کیا ہے تو کب جاری کیا ہے؟

دوسری میری گزارش یہ ہے کہ فاضل پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے یہ کہانی 90-10-13 سے شروع کی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ 90-10-13 کی جس میٹنگ اور سب کمیٹی کا' انہوں نے حوالہ دیا ہے۔ اس میٹنگ میں' جن اراکین پر مشتمل سب کمیٹی تشکیل دی گئی تھی' کیا وہ اراکین' فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے باضابطہ اراکین ہیں اور چونکہ اس وقت میں یا میرے ساتھ دیگر ایسے جملہ اراکین جو معزز ایوان کے اب رکن ہیں وہ 13 اکتوبر 1990ء کو تو بلاشبہ نہ اسمبلی کے رکن تھے اور نہ ہی بالحاظ عہدہ فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے ممبر تھے۔ مگر میرا جو تحریک استحقاق پیش کرنے اور استحقاق کے مجروح ہونے کا جواز ہے وہ یہ ہے جب میں صوبائی اسمبلی کا رکن منتخب ہو گیا اور بالحاظ عہدہ میں فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا ممبر بھی بن گیا اور اس کا ابھی نوٹیفکیشن جاری ہونا تھا۔ جناب والا! وہاں پر مسئلہ ہے الاٹمنٹوں کا' پلاٹوں کی متبادل الاٹمنٹ کا' کچی آبادیوں کا' میں اگر یہ پوچھنا چاہوں کہ کونسی کچی آبادی کے پلاٹوں کی الاٹمنٹ کا مسئلہ تھا تو یہ ایک ایسا سلسلہ چل نکلے گا جس کی تاریخ 1973ء سے شروع ہو جائے گی اور یہ کیسا الاٹمنٹوں کا مسئلہ ہے کہ اتنا عرصہ گزرنے کے باوجود الاٹمنٹیں جاری ہیں بوگس الاٹمنٹیں ہوتی ہیں' سروے ہوتے ہیں' کمیٹیاں بنائی جاتی ہیں اور اپنے منظور نظر افراد کو الاٹمنٹوں کا مستحق قرار دے کر ان جیسے اراکین پر' اپنے منظور نظر ارکان پر مشتمل کمیٹیاں بنا کر ان سے الاٹمنٹوں کی مہریں ثبت کروائی جاتی ہیں۔ جناب سپیکر! یہ میٹنگ ایک عام میٹنگ نہیں تھی۔ انہوں نے خود فرمایا ہے کہ کچی آبادی کے 63 پلاٹوں کی الاٹمنٹ کا معاملہ تھا۔ میں آپ کی وساطت سے یہی دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کونسی کچی آبادی ہے؟ کب اس کی ڈویلپمنٹ شروع ہوئی تھی؟ کب اس کا سروے ہوا تھا؟ کب اس کی الاٹمنٹ ہوئی تھی؟ اور یہ سلسلہ کیوں

اختتام تک نہیں پہنچا؟ اور کب یہ اختتام تک پہنچے گا؟ کچی آبادیوں کا سلسلہ طویل ہوتا جا رہا ہے اور سمجھ نہیں آتی کہ حکومتیں تبدیل ہو جاتی ہیں مگر ان کی ڈیمانڈ پوری نہیں ہوتی۔ جناب سپیکر! کم از کم میری تسلی نہیں ہوئی ہے میرے قابل احترام فاضل پارلیمانی سیکرٹری صاحب میرے دوست ہیں، مگر اس کے پس پردہ جو واقعات ہیں وہ یہ بتا دیں کیونکہ وہ اس وقت ایوان میں میری تحریک استحقاق کا جواب دے رہے ہیں کہ وہ کونسی کچی آبادی تھی اور یہ الاٹمنٹ کب سے شروع ہوئی ہے؟ کتنا عرصہ گزر گیا ہے؟ کتنی حکومتیں تبدیل ہو گئی ہیں مگر یہ لا متناہی سلسلہ ختم ہونے میں نہیں آتا ہے۔ جناب سپیکر! میں نے وضاحت کے ساتھ Categorically جواب طلب کیا ہے۔ اگر وہ میری تسلی کر دیتے ہیں تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ کیونکہ ہم تو چاہتے ہیں کہ حکومت کی نیک نامی ہو اور اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ ہمارے وزیراعلیٰ پر کوئی انگلی نہیں اٹھا سکتا۔ وہ نیک نام بھی ہیں اور درویش صفت بھی ہیں اور ہم اس حکومت کو اس اسمبلی کو عوام کے سامنے بہتر انداز میں پیش کرنا چاہتے ہیں ہماری نشاندہی کا مقصد حکومت کی اصلاح کرنا ہے۔ اگر حکومت کے زیر سایہ کسی بھی دفتر میں، کسی بھی اتھارٹی میں، کسی بھی محکمے میں گڑ بڑ ہو رہی ہے تو ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ اس معزز ایوان میں عوام کے نمائندے اور ان کا وکیل ہونے کی حیثیت سے اس کو یہاں پر اجاگر کریں۔ اگر حکومت سنجیدگی کے ساتھ اس کا نوٹس لینا چاہتی ہے بلکہ مسائل حل کرنا چاہتی ہے تو اسے کرنا چاہئے۔ اگر فاضل پارلیمانی سیکرٹری میری تسلی کر دیتے ہیں تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! اس بارے میں آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ میٹنگ ایف ڈی اے کی میٹنگ نہیں تھی بلکہ یہ ایک سب کمیٹی کی میٹنگ تھی اور اس سب کمیٹی کی میٹنگ میں فیصل آباد کے ممبران اسمبلی کو اس لئے نہیں بلایا گیا کیونکہ وہ اس کے ممبر نہیں ہیں۔ اس لئے ان کو بلانے کا کوئی سوال زیر غور نہیں تھا؟ وہ کہہ رہے ہیں کہ اگر ایف ڈی اے کی میٹنگ ہوتی تو ان کو یقیناً بلایا جاتا اور اگر ایف ڈی اے کی میٹنگ نہیں تھی اور سب کمیٹی کی میٹنگ تھی تو پھر استحقاق مجروح نہیں ہوا۔ اس بارے میں آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! وہی میں نے عرض کیا ہے کہ جن اراکین پر مشتمل یہ کمیٹی تشکیل دی گئی تھی وہ فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے باقاعدہ ممبران تھے یہ فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے اراکین پر مشتمل میٹنگ تھی یا تو یہ اس کی تردید کر دیں کہ وہ اراکین جو اس کمیٹی کے ممبران ہیں وہ فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے گورنمنٹ کی طرف سے notify ممبران ہیں یا نہیں؟ اگر وہ ہیں اور

جب سے اراکین اسمبلی جن کا عہدہ بلا شبہ ان کے معیار سے بہت زیادہ ہے۔ ان لوگوں کو اس میں کیوں شامل نہیں کیا گیا۔ آج تک جب سے ہم نے اس اسمبلی میں حلف اٹھایا ہے' کوئی ایسی میٹنگ جو ایف ڈی اے نے بلائی ہو جس میں ہم سے مشورہ کیا گیا ہو' ہمیں انہوں نے مدعو کیا ہو ڈویلپمنٹ آف سٹی ایکٹ 1976ء کے سیکشن (4) کے تحت جملہ اراکین اسمبلی کا نوٹیفکیشن ہونا لازمی تھا۔ کیا اس کا نوٹیفکیشن جاری کیا گیا اور اگر نہیں کیا گیا تو بھی جناب والا! ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے؟

جناب سپیکر: شاہ صاحب! یہ تو ایک علیحدہ مسئلہ ہو گا؟ اب سوال یہ ہے کہ یہ میٹنگ سب کمیٹی کی میٹنگ تھی یا ایف ڈی اے کی میٹنگ تھی۔

پارلیمانی سیکرٹری (ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ): جناب والا! میں نے اس کی پوری وضاحت کی ہے کہ جب یہ کمیٹی تشکیل دی گئی تھی تو اس وقت قومی اور صوبائی اسمبلی کے انتخابات نہیں ہوئے تھے اور اس وقت کوئی بھی ایم پی اے یا ایم این اے موجود نہیں تھا۔ انہوں نے جو کمیٹی وہاں تشکیل دی ہے اس میں تمام کے تمام میونسپل کارپوریشن فیصل آباد کے کونسلر ہیں اور با اتفاق رائے یہ کمیٹی تشکیل دی گئی ہے۔ اگر شاہ صاحب اس کمیٹی میں شامل ہونا چاہتے ہیں یا کسی اور ممبر کو نامزد کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں وہ بھی اس کمیٹی میں شامل ہو جائیں اور جو ان کے معاملات ہیں ان کو ہم بھرپور طریقے سے احسن طریقے سے حل کریں گے اور میں یہ بھی یقین دلانا چاہتا ہوں کہ کسی کے ساتھ ناانصافی یا زیادتی نہیں ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: اور جو ممبران اسمبلی الیکشن کے بعد فیصل آباد سے منتخب ہوئے ہیں ان کا نوٹیفکیشن ہو چکا ہے؟ اگر نوٹیفکیشن نہیں ہوا تو پھر مارچ میں جو اجلاس ہوا اس میں تو انہیں بلانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ جب نوٹیفکیشن ہی نہیں ہوا تو انہوں نے بلانا ہی کیا تھا۔

پارلیمانی سیکرٹری (ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ): اس کو بھی چیک کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: اگر اس کا نوٹیفکیشن نہیں ہوا تو یہ ان کا ضرور استحقاق مجروح ہوا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری (ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ): جناب اگر نوٹیفکیشن ہو بھی چکا ہو تو یہ ایک سب کمیٹی کی میٹنگ تھی اور سب کمیٹی کے یہ ممبر نہیں ہیں۔ اس لئے اگر نوٹیفکیشن ہو بھی چکا ہو تو ان کا استحقاق مجروح نہیں ہوتا۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ وہ فیصل آباد شہر سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے لازمی طور پر ان کو ممبر بنایا جانا چاہیئے تھا۔ اس کو ہم چیک کر لیتے ہیں اور اگر نوٹیفکیشن نہیں

ہوا تو ہم محکمے کو فوری طور پر ہدایت جاری کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ اس بات کو واضح کرنے کے لئے آمادہ ہیں کہ اگر ان کا نوٹیفکیشن نہیں ہوا تو یہ کس وقت تک ہو جائے گا؟ اور آئندہ جو بھی اجلاس ہو گا اس میں ان معزز اراکین اسمبلی کو مدعو کیا جائے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری (ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ): اس سلسلے میں جناب میری گزارش یہ ہے کہ آج ہی میں محکمے سے بات کر لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: اس کو میں موخر کر دیتا ہوں آپ محکمے سے بات کر لیں کل اس پر Categorecally بات ہو جائے گی۔ شاہ صاحب آپ کا کیا خیال ہے؟

سید طاہر احمد شاہ: ٹھیک ہے جناب! پہلی تحریک بھی موخر ہے یہ بھی موخر ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: نوٹیفکیشن کے بارے میں جو میں نے بات کی ہے کہ آپ اس بارے میں واضح بات کریں کہ اگر اس کا نوٹیفکیشن نہیں ہوا تو کس وقت تک ہو جائے گا اور معزز اراکین اسمبلی کا یہ استحقاق ہے کہ وہ ایف ڈی اے کی میٹنگ میں شامل ہوں۔

جناب سپیکر! مجھے اپنی تحریک استحقاق کو موخر کرنے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ مگر ایک بات میں ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ ڈویلپمنٹ آف سٹیز ایکٹ 1976ء کی سیکشن 4 (4) کے پیرا "اے" کی رو سے اگر فیصل آباد شہر سے جملہ اراکین اسمبلی کو فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا بلحاظ عہدہ بحیثیت رکن Notify نہیں کیا گیا ہے تو پھر میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! یہ آپ کی بات درست ہو سکتی ہے لیکن اس کے لئے آپ کو ایک علیحدہ تحریک استحقاق پیش کرنی ہو گی۔ اسی تحریک استحقاق کے اندر تو وہ نہیں آ سکتی۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! اس میں' میں نے دیا ہے۔ اسی کے حوالے پر تو میں نے بنیاد بنائی ہے۔

جناب سپیکر: آپ ایک علیحدہ تحریک استحقاق پیش کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ اگر آپ کی نوٹیفکیشن نہیں ہوئی تو آپ تحریک استحقاق پیش کر سکتے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ: کل دیکھیں گے۔ کل جو صورت حال ہو گی اس کے مطابق کارروائی کریں

گے۔

جناب سپیکر: ٹھیک بات ہے۔ اس کو موخر کرتے ہیں۔ اب کیا خیال ہے بجٹ پر عام بحث شروع کر لیں؟ چودھری محمد فاروق صاحب' آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

چودھری محمد فاروق: جناب والا! کل میں نے تحریک استحقاق نمبر 34 دی تھی۔ اسے میں بغیر باری کے پیش کرنا چاہتا تھا۔

میزانیہ بابت سال 92-1991ء پر عام بحث

جناب سپیکر: چودھری صاحب! تشریف رکھیں۔ اس کو بغیر باری کے ٹیک اپ نہیں کرتے۔ تحریک استحقاق کا وقت اب ختم ہوتا ہے۔ بجٹ پر عام بحث شروع کرتے ہیں۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔ میں یہ گزارش کرنی چاہتا تھا کہ میں نے ایک تحریک التوائے کار دی ہے کہ کل میرے ضلع لیہ میں ایک عالم دین کو صبح نماز سے قبل قتل کر دیا گیا ہے جب کہ وہ نماز پڑھانے کے لئے مسجد میں آ رہے تھے۔ جس سے ضلع لیہ میں سخت خوف و حراس ہے۔ ملحقہ ضلع کی تمام پولیس وہاں پر پہنچی ہوئی ہے۔ بلوچ لیویز نے بھی محاصرہ کیا ہوا ہے۔ لیہ کے لوگوں کی معمول کی زندگی معطل ہو چکی ہے۔ لوگوں کو سفر کی تکالیف ہیں۔ بچوں اور عورتوں کا آنا جانا بند ہے۔ شہر میں تمام خرید و فروخت بند ہے۔ ان حالات کے پیش نظر میں چاہتا ہوں کہ مجھے یہ تحریک التوائے کار پیش کرنے کی اجازت دی جائے یہ ایک معمول بن چکا ہے کہ علماء کرام کا قتل ہو رہا ہے۔ یہ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب' آج تو ہم بجٹ پر بحث کا آغاز کرتے ہیں کل اس کو دیکھیں گے ____ رانا صاحب! آپ نے بات مکمل کر لی تھی۔

رانا اکرام ربانی: ابھی باقی ہے۔

جناب سپیکر: ابھی باقی ہے؟

رانا اکرام ربانی: کم ہو گئی تھی زیادہ باقی ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میں یہ دریافت کر سکتا ہوں کہ کب تک بجٹ پر بحث جاری رہے

کی؟

جناب سپیکر: 12 جون تک جاری رہے گی۔

سید طاہر احمد شاہ: میرا نام بھی کل پرسوں کے لئے لکھ لیں۔

جناب سپیکر: آپ اپنا نام لکھ کے بھیج دیں ____ جناب رانا صاحب بجٹ پر اپنی بحث کو جاری رکھیں گے۔

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! کل جب اجلاس کا وقت ختم ہوا ہے اور اجلاس آج کے لئے ملتوی کیا گیا ہے تو میں وزیر خزانہ کی تقریر کے زراعت کے باب پر بات کر رہا تھا۔ جس میں وفاقی حکومت کے حوالے سے ایک پالیسی بتائی گئی تھی کہ اس کے چار مقاصد ہیں اور اس سے کیا کیا فائدے حاصل ہوں گے۔ میں نے اس پر بات کرنی شروع کی تھی کہ جب تک اس میں معاشرتی انصاف کو شامل نہیں کیا جائے گا اس وقت تک یہ مقاصد جو اس میں دیئے گئے ہیں وہ پورے نہیں ہو سکتے۔ اس سلسلہ میں Input, out put - Prices Review Committee کی رپورٹ میرے سامنے ہے جس میں صوبہ پنجاب کے کاشتکاروں کی طرف سے جن تجاویز اور شکایات کا اظہار کیا گیا تھا ان کو میں یہاں پر دہراؤں گا اور اس کے بعد جناب والا! یہ فیصلہ کرنا ہو گا۔ یہ جو وفاقی حکومت کی طرف سے زرعی پالیسی دی گئی ہے آیا اس سے پنجاب کے کاشتکاروں کو کچھ فائدے واقعتاً" پہنچیں گے یا صرف یہ صفحہ بھی ایسے ہی شامل کر دیا گیا ہے۔ کسانوں کی طرف سے اس میں جو چیزیں دی گئیں وہ یہ تھیں کہ

Because of the monoplistic nature of commodities market in the country support prices invariably became the market price and therefore it was only sin, that a certain amount of profit must be imcomporated in the support.

اس کے بعد اس کمیٹی کی رپورٹ میں لکھا گیا ہے۔

Relationship between the shakeply rising in put cost and the shuggish rise in the respport prices of the agriculture product.

اس کے آگے لکھا گیا ہے صرف 87-1986ء سے لے کر 91-1990ء تک اگر فصلوں کی قیمت میں 26 سے 54 فیصد اضافہ ہوا ہے تو دوسری طرف In put لاگت 60 سے 140 فیصد تک ہے۔ جناب سپیکر! کل بات طویل کرنے پر میرے خلاف ممبران نے اعتراض کیا تھا۔ کل وزیر زراعت نے ایوا

زراعت میں جو باتیں کی ہیں انہوں نے بالواسطہ طور پر تسلیم کیا ہے۔ جناب والا! اپنی طرف سے پنجاب کے کاشتکاروں کی طرف سے اس کمیٹی میں جس کی سربراہی جناب وزیر خزانہ کر رہے تھے میں ان کی تائید کرتا ہوں کہ جب تک یہ سفارشات نہیں مانی جائیں گی اس وقت تک کاشتکاروں کے حالات بہتر نہیں ہو سکتے۔

زرعی ترقی کا بھی میں یہاں تھوڑا سا ذکر کرنا مناسب سمجھوں گا۔ جناب والا! ٹیکس بالکل نافذ ہونا چاہئے۔ اس ٹیکس کا تھوڑا سا پس منظر واضح ہو جانا مناسب ہے۔ کسی بھی شعبے میں اور کسی بھی طبقے پر ٹیکس عائد کرنے کا مقصد یہ ہوتا ہے وہ سہولتیں یا وہ خدمت جو حکومت اس طبقے کی کرتی ہے ان کے عوض حکومت کو اختیار ہے کہ وہ ٹیکس لگائے۔ جناب والا! زرعی شعبے میں کاشتکاروں کی جو حالت ہے یا تو انہیں وہ سہولتیں بھی فراہم کی جائیں۔ اگر اس کے بعد ٹیکس لگایا جائے تو میرے خیال میں کسی کو بھی اعتراض نہ ہو گا۔ فی الحال جس بریکٹ کو دیکھتے ہوئے صنعتکاروں کی طرف سے یہ مطالبہ کیا جاتا ہے کہ زرعی شعبے پر ٹیکس لگایا جائے۔ اگر بریکٹ کو اس ٹیکس میں لایا جائے تو میں سمجھتا ہوں اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ یہ محترم وزیر زراعت نے کہا کہ زرعی In put اور Out put میں توازن نہ ہونے کی بنا پر یہ شعبہ مسلسل خسارے میں جا رہا ہے۔ جناب والا! میں اس کی تائید کرتا ہوں اور اب یہ معاملہ وفاقی حکومت کے علم میں لایا جائے گا۔ مرکزی بجٹ اور مرکزی حکومت کی پالیسیاں زیر بحث لائے بغیر ہم پنجاب کے بجٹ پر بحث نہیں کر سکتے اور یہی میں کل سے اپنے دوستوں کو سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں انہوں نے کہا کہ زراعت اب کوئی منفعت بخش کاروبار نہیں رہ گیا۔ یہ بات بالکل درست ہے یہاں پھر میں ان کو شاباش دوں گا کہ کم از کم چھوٹے کاشتکاروں کی نمائندگی کرنے کے لئے کچھ کہا جا رہا ہے۔ ایک فیصد کاشتکار ایسے ہیں جو اس شعبے سے اپنے آپ کو اس لئے وابستہ کئے ہوئے ہیں کہ یہ ان کا موروثی شعبہ ہے ورنہ بہت سے لوگ ایسے ہیں بلکہ اس رپورٹ میں تو یہ ہے کہ 27.1 فیصد پنجاب بھر میں منفی آمدن ہے۔ وہ صرف اپنی انا کو برقرار رکھنے کے لئے اور اپنی چودھراہٹ کو قائم رکھنے کے لئے اس شعبہ سے وابستہ ہیں۔ وزیر زراعت نے یہ کہا کہ صوبائی سطح پر یہ مسئلہ اس لئے حل نہیں ہو سکتا کہ زرعی اجناس اور زرعی ادویات اور کھادوں کی قیمتوں کا تعین وفاقی حکومت کے پاس ہے۔ جب تک یہ توازن قائم نہیں کیا جاتا اس مسئلے کا حل ممکن نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں بھی یہی بات کر رہا ہوں کہ یہ جو پالیسی جس کا حوالہ یہاں پر دیا گیا ہے۔ اس پالیسی میں اگر وہ سفارشات شامل نہیں ہیں جو اس کمیشن کی سفارشات ہیں تو جناب والا! پھر کیوں ہمیں اس کے حوالے سے خوش خبریاں سنائی جاتی ہیں کہ زرعی اجناس کی قیمتوں کو مستحکم رکھنے کے

لئے یہ کیا جائے گا بینک قائم کیا جائے گا۔ جب تک گورنمنٹ کی پالیسیاں اس کے مطابق نہیں بنیں گی اس وقت تک درستگی نہیں ہو گی۔ یہ بھی حقیقت سے بہت دور کی بات کی گئی ہے۔

جناب والا! اس میں صحت کے شعبے کا بھی ذکر ہے کہ اس کے لئے پالیسیاں بنائی جا رہی ہیں' اتنے طبی یونٹ بنائے جائیں گے۔ جناب والا! بجٹ کی جو ہمیں دستاویز دی گئی ہیں اس کی طرف بعد میں آؤں گا۔ اس سے پہلے میں یہ گزارش کروں گا کہ ہمیں پہلے تو وہ معاشی حالات پیش نظر رکھنے چاہئیں تھے جن کے تحت ہمیں یہ بجٹ بنانا چاہئے تھا۔ ہماری ترجیحات کیا ہونی چاہئیں تھیں' ہمیں کس کس شعبے میں زیادہ رقم مختص کرنی چاہئے تھی اور اس کے حوالے سے 91-1990ء کا بجٹ بھی زیر بحث لانا ضروری ہے کہ اگر اس شعبے میں جو سالانہ بجٹ پیش کرتے وقت ہمیں خوش خبریاں سنائی گئی تھیں۔ یا بتائی گئی تھیں آیا اس طریقے سے اس پر عمل بھی ہو سکا ہے یا نہیں۔ جناب والا! میں آپ کو یہ ایک اداریہ پڑھ کر سناؤں گا کہ پنجاب ایک پسماندہ صوبہ ہے پہلے تو جناب والا! ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ فاضل بجٹ تھا ہی نہیں۔ صرف اعداد و شمار کی شعبدہ بازی کے ذریعے سے اس کو Tight Over فاضل کیا گیا ہے۔ تعلیم صحت زراعت' روزگار اور سماجی انصاف کے تقاضوں کی تکمیل کے لئے ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ حیرت ہوتی ہے کہ جس صوبے میں لاء اینڈ آرڈر خراب ہو' تعلیم کی شرح سب سے کم تر ہو' پینے کو پانی میسر نہ ہو' زرعی پیداوار کی شرح مسلسل گرتی جا رہی ہو' بے روزگاری عام ہو' وہاں فاضل آمدنی کا بجٹ پیش کر دیا گیا ہے۔ کیا صوبائی حکومت دل کی گہرائیوں سے یہ محسوس کرتی ہے کہ اس نے صوبے کے عوام کے تمام مسائل حل کر دیئے ہیں؟ اگر یہ محض تالیاں بجوانے اور زندہ باد کہنے کے لئے ہے تو پھر اس کی ستائش نہیں کی جا سکتی۔ صوبائی حکومت کو اپنے عوام کی حالت سنوارنے کے لئے بہت کچھ کرنا ہے اس وقت وزیر' مشیر' پارلیمانی سیکرٹریز وغیرہ کی ایک فوج ظفر موج موجود ہے۔ بے شمار نمائشی محکمے قائم ہیں۔ جن کا کام ایک دھیلے کا نہیں۔ تعلیم کا محکمہ نقل سے پاک امتحان منعقد کروانے میں ناکام ہے۔ پولیس لوگوں کے جان و مال کے تحفظ میں قاصر دکھائی دیتی ہے انتظامیہ کی لوٹ کھسوٹ اور دھاندلی ایک کھلی حقیقت ہے۔ اس پس منظر میں فاضل آمدنی کے بجٹ پر اگر صوبائی حکومت فخر محسوس کرتی ہے تو اس کی وجوہ سے عام پنجابی بے خبر ہے۔ جناب والا! اگر واقعی صوبے کے وسائل اپنے اخراجات سے بڑھ گئے تو جو پہلے ہی اس صوبے کے عوام پر بوجھ ہیں ان میں سے کسی کو کم کیوں نہیں کیا گیا۔ یہ بھی ممکن تھا کہ اس انکم کی بریکٹ میں خاص طور پر جو تنخواہ دار طبقہ ہے اس کے لئے سکولوں کی فیس کم کر دی جاتی' کالجوں کی فیس کم کر دی جاتی یا جو مریضوں کے لئے ہسپتالوں کو دی جانے والی مراعات ہیں اس میں کوئی اضافہ کر دیا جاتا۔ نرسوں کی

طرف سے راولپنڈی میں ہڑتال ہو رہی ہے کہ ان کے Life Saving Drugs نہیں ہیں اگر ایمرجنسی میں کوئی مریض آ جائے تو اس کی زندگی بچانے کے لئے ان کے پاس دوائی موجود نہیں ہے اور یہاں پر اعداد و شمار کو اوپر نیچے کر کے وزارت خزانہ نے وزیر خزانہ سے یہ کہلوا دیا ہے کہ یہ جناب ہم فاضل بجٹ بنا رہے ہیں۔ اگر واقعی فاضل بجٹ تھا تو پھر یہ جس پس منظر میں میں نے گزارش کی ہے چھوٹے کاشتکار کو کوئی سہولت دی جا سکتی تھی۔ ایک کمیشن بنایا گیا اس کی رپورٹ آئی بہت اچھا ہوا لیکن اس رپورٹ یا ان سفارشات پر عمل درآمد ہونے تک صوبائی حکومت کی طرف سے کاشتکاروں کو کوئی سہولت دی جا سکتی تھی لیکن یہ جناب والا! اس وقت کیا جاتا ہے اگر یہ احساس موجود ہو کہ ہم نے پنجاب کے عوام کے لئے کچھ کرنا ہے جس وقت اس ذہن کے مطابق منصوبہ بندی کی جائے کہ جو ریونیوز یا جو جو آمدن ہوتی ہے اس آمدنی میں سے اس محکمے کے لئے فنڈ مختص کیا جاتا ہے تاکہ ایک ایک پائی کسی مقصد کے لئے استعمال ہو تاکہ اس کا زیادہ سے زیادہ فائدہ عام آدمی تک پہنچے جس کو مہنگائی نے لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال نے اور کرپشن نے پریشان کیا ہوا ہے جس کا اندازہ یہاں پر بیٹھ کر نہیں کیا جا سکتا۔ جناب والا! یہ میرے پاس وائٹ پیپر نمبر 2 ہے۔ کیونکہ نمبر ایک میں جنرل ریونیو وصولی 51 کروڑ 90 لاکھ 3 ہزار 8 سو روپے بتائی گئیں اور دوسری طرف جنرل ایڈمنسٹریشن کے لئے 41 کروڑ بارہ لاکھ 86 ہزار روپے رکھے گئے تھے۔ شائد یہ راز بھی کبھی نہ کھل سکے کہ یہ کیسے ہوا اور کوئی بھی اس کی ذمہ داری اپنے آپ پر نہ لے کہ یہ کیونکر ہوا صرف 24 گھنٹوں میں 4.12 ملین سے جنرل ایڈمنسٹریشن کا خرچہ 3.45 ملین روپے تک واپس لے آئے اور جو نان ڈویلپمنٹ اخراجات تھے 37.18 بلین روپے سے 36.50 بلین روپے تک لایا گیا اور 680 ملین روپیہ صرف کسی صاحب نے پین کی تحریر کے ذریعے سے اوپر نیچے کر دیا۔

اس میں hudget at a glance میں یہ لکھ دی گئی ہے' ڈویلپمنٹ اکاؤنٹ۔ اس میں expenditure جو actual تھا وہ 900 اور revised میں' چونکہ اس کی Operational short fall 124 دکھائی گئی تھی' revised میں بھی expenditure 766 کروڑ ہی بتایا گیا ہے۔ جناب والا! ان کی جو اپنی سالانہ بجٹ سٹیٹمنٹ ہے اس کے صفحہ 28 اور 29 پر ٹوٹل اے ڈی پی انہوں نے 1035 خود لکھا ہوا ہے۔ اب جس پر ہمیں مجبور کیا گیا ہے کہ اسی کو صحیح تسلیم کرتے ہوئے ہم اسی پر بات کریں۔ سالانہ بجٹ سٹیٹمنٹ کے صفحہ 44 اور 45۔ اس میں 45 پر جو فنانس ڈیپارٹمنٹ کا ٹیکس مینجمنٹ کے 1990-91ء کے اخراجات ہیں ان میں 75,26,37,000 روپے رکھے گئے تھے۔ لیکن اس میں سے جو revised پر خرچ کیا گیا وہ 2,33,70,000 روپے ہے۔

جناب والا! چونکہ منصوبہ بندی کرتے وقت یہ بات بجٹ بنانے والوں کے ذہن میں ہوتی ہے کہ جس وقت ہمارا جی چاہے گا جس وقت موج آئے گی لاکھوں اور کروڑوں کی تبدیل کر دی جائے گی۔ اسی طرح صفحہ 17 پر ہائی ویز' روڈز اینڈ بوجز کے لئے جو رقم رکھی گئی تھی وہ 2,49,15,35 ہزار اور جو خرچ کی گئی وہ 1698145 ہزار ہے۔ جناب سپیکر! کوئی پوچھنے والا نہیں کہ آیا جس وقت آپ نے پلاننگ اس مد میں کی تھی کہ ہم نے اتنے پیسے خرچ کرنے ہیں' اس کے لئے کوئی سکیمیں بنائی ہوں گی کچھ کیا ہو گا تو پھر اس کے لئے یہ رقم under utilization کا کیا مطلب ہے؟ یعنی ان شعبوں کی کوئی اہمیت ہی نہیں ہے! جس مقصد کے لئے یہ ایک رقم رکھی گئی اتنی ہی کیوں نہیں اس کے لئے utilize کی گئی۔ جناب سپیکر! صفحہ 11' پبلک ہیلتھ سروسز کے ساتھ بھی یہی حادثہ ہے' ایجوکیشن کے ساتھ بھی یہی حادثہ ہے اور ہیلتھ کے ساتھ بھی یہی حادثہ ہے۔ ان تینوں شعبوں میں یہ جو رقوم رکھی گئی ہیں اس کے مطابق خرچ نہیں کی گئیں۔ پچھلے سال کی میزانیہ تقریر میں بھی ایسے ہی خوبصورت الفاظ پیش کئے گئے تھے کہ یہ منصوبہ زیر غور ہے' وہ منصوبہ زیر غور ہے اور آخر میں ہوتا یہ ہے کہ سارے جو ہیڈز ہیں وہ اس طریقے سے تبدیل کئے جاتے ہیں اس طریقے سے الٹ پلٹ کئے جاتے ہیں کہ الفاظ کے اس گورکھ دھندے پر یقین کرنے کو دل نہیں چاہتا۔ پچھلے سالوں میں سنتے تھے۔ 89-1988ء ,87-1986ء کی بات ہو رہی ہے۔ پچھلے دو سالوں میں ہم نے اس ہاؤس میں بیٹھ کے یہ دیکھا ہے اور میں آپ کی وساطت سے حزب اقتدار سے تعلق رکھنے والے اراکین سے گزارش کروں گا کہ یہ ان کا استحقاق ہے۔ یہ اس معزز ایوان کا بڑا مقدس احترام ہے کہ یہ ایوان جس بجٹ کو منظور کرے' جس کے لئے اپنی رائے کا اظہار کرے' اس کے بعد اگر کوئی تبدیلی کی جاتی ہے تو اس کے لئے تبدیلی کرنے والوں کو ایوان کے سامنے جوابدہ ہونا چاہئے۔ ایک ہیڈ سے نکال کر دوسرے میں under utilization کسی جگہ پر بہت زیادہ زور دیا ہے۔ جناب والا! یہ اس کے پراسیس کی توہین ہے جس کے لئے پریکٹس ہم یہاں پر کر رہے ہیں۔ جس طرح کل ہوا کہ میں محترم وزیر خزانہ کی تقریر پڑھتے پڑھتے صفحہ 15 پر پہنچ گیا اور بعض دوستوں کو یہ یقین نہیں آرہا تھا کہ واقعی میزانیہ کی جو تقریر میں نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی ہے یہ اصلی ہے اور میں اسی میں سے الفاظ دہرا رہا ہوں۔ کیونکہ ہوتا یہی رہا ہے۔ اس میں فگرز یہ دی جاتی ہیں اب جب ہم سالانہ ترقیاتی منصوبہ کو دیکھتے اور پڑھتے ہیں تو نہ یہ سالانہ لگتا ہے' نہ یہ ڈویلپمنٹ کا لگتا ہے کہ جس قسم کے منصوبوں پر یہ رقم خرچ کی گئی ان کا مقصد ڈویلپمنٹ نہیں تھا۔ ان کا مطلب سیاسی مقاصد کو حاصل کرنا تھا۔ جناب والا! وہ بھی اسی سٹیٹمنٹ کے اندر چھپا ہوا ہے۔ ار یگیشن میں under utilization سوشل سکیورٹی اور سوشل ویلفیئر میں under

utilization ہیلتھ میں under utilization ایجوکیشن میں under utilization- لیکن بعض چیزیں ایسی ہیں' Low Cost-Housing میں under utilization - یعنی جو مدیں' جو سیکٹرز واقعتاً" ایک عام آدمی کی زندگی کے حالات کو بہتر بنا سکتے تھے ان کی طرف کوئی توجہ نہیں ہے۔ لیکن صفحہ 45 پر یہ بات ظاہر ہوتی ہے' اس ذہن کا اندازہ ہوتا ہے' اس سوچ کا اندازہ ہوتا ہے کہ جس کے پیش نظر یہ بجٹ بنایا گیا ہے۔ میں نے پہلے گزارش کی کہ ایک عام آدمی کی زندگی سے جو سیکٹرز گہرا تعلق رکھتے ہیں ان میں under utilization اور یہاں پر ہے پبلسٹی اینڈ انفرمیشن' اس کے لئے بجٹ Estimate 1990-91ء میں جو رقم رکھی گئی تھی تجویز کی گئی تھی وہ 27,25 ہزار تھی۔ لیکن اس پر خرچ جو کیا گیا وہ 4,09,70 ہزار روپے ہے اب اگر ان کو دیکھیں تو یہ عام آدمی جس کا اس حکومت سے کوئی تعلق نہ ہو' جس کا اس ملک سے کوئی تعلق نہ ہو وہ یہ سوچے کہ واقعی تعلیم کے شعبے میں انہوں نے اس لئے پیسے کم کئے کہ شرح خواندگی ترقی یافتہ ممالک کے برابر پہنچ گئی ہے۔ مزید پیسے خرچ کرنے کی کوئی اور ضرورت نہیں ہے۔ اگر وہ سوشل سکیورٹی اور سوشل ویلفیئر کی طرف دیکھیں تو سوچیں کہ جناب یہاں پر تو عام آدمی کی حالت امریکہ سے بھی بہتر ہے۔ سوشل ویلفیئر کے سیکٹر میں پیسے خرچ کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ ہیلتھ کے سیکٹر کو دیکھیں اس کا یہ اندازہ ہو گا کہ یہاں پر عام آدمی کی صحت کا کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے حکومت پیسے خرچ کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتی اور جناب والا! یہ تقریباً" پندرہ سو گنا اضافہ Fifteen hundred percent increase کمپنی کی مشہوری کے لئے اور وہ کمپنی جس کی کارکردگی کا ایک جائزہ میں اس ہاؤس میں پیش کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ جناب والا! پبلسٹی میں 15 سو فیصد اضافہ جناب والا! یہ کون ان کا حساب لے گا؟ کون جناب والا! ان سے پوچھے گا۔ میں بھی اپنا فرض اس آس پر ادا کر رہا ہوں کہ شائد زندگی میں کبھی ہمارے نصیب میں بھی یہ ہو کہ ہم دیکھیں کہ اس ملک میں اس صوبے میں جو فنڈز رکھے جاتے ہیں وہ صرف سیاسی مفادات کے تحفظ کے لئے نہیں رکھے جاتے بلکہ ایک عام آدمی کی زندگی کو بہتر بنانے کے لئے رکھے جاتے ہیں۔ بجٹ سازی ایک بڑا نیک کام ہے لیکن جناب والا! جیسے ایک معزز رکن نے کہا تھا کہ آئین کے ساتھ پتا نہیں کیا سلوک کیا جائے۔ تو یہ بجٹ سازی کے ساتھ جناب والا! یہ سلوک ہو رہا ہے۔ ایک سیکٹر اور بھی ہے۔ تو گوشوارے کی شکل میں _____

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ اندازاً" کتنا ٹائم اور لیں گے؟

رانا اکرام ربانی: جناب والا! کام نزدیک نزدیک آ رہا ہے اگر آپ نہیں چاہتے کہ میں ساری باتیں

عرض کروں تو ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ میں تو چاہتا ہوں کہ آپ ساری باتیں کریں۔ لیکن اندازاً" آپ کتنا ٹائم لیں گے۔

رانا اکرام ربانی: جناب والا! میں کوشش کروں گا کہ جتنی جلدی ممکن ہو سکے اپنی تقریر ختم کر دوں۔

جناب سپیکر: آپ کا یہ حق ہے کہ آپ جتنی بات کرنا چاہیں آپ کر سکتے ہیں۔ لیکن میں اس حوالے سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ _____

رائے نور محمد خاں کھرل: جناب سپیکر! میں سارے ہاؤس کی ترجمانی کرتے ہوئے بڑی معذرت کے ساتھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں بتا دیں کہ اس تقریر کا اختتام کس دن اور کونسی تاریخ کو ہونا ہے۔ تاکہ ہم ٹیپ کے ذریعے استفادہ حاصل کریں۔

جناب سپیکر: رائے صاحب! تشریف رکھیں۔

رانا اکرام ربانی: جناب والا! میں ایک اور بات کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں اور میری اس سلسلے میں استدعا ہے کہ اگر تو پارلیمانی روایات کو آپ چلانا چاہتے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ آپ چلانا چاہتے ہیں۔ ایک صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہوتے ہیں۔ ان کی پوری بات آپ سنتے ہیں اور جب وہ اپنا مدعا' اعتراض شکایت کرنے کے بعد بیٹھ جاتے ہیں پھر آپ ان کو یہ بتاتے ہیں کہ اس کی اجازت نہیں ہے جناب سپیکر! میں اس کی طرف بھی آپ کی توجہ ضرور دلاؤں گا۔ جناب والا صفحہ 23 پر یہ دیا گیا ہے کہ _____

جناب میاں منظور احمد موھل: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! مجھے یہ اچھی طرح علم ہے کہ جب قائد حزب اختلاف بول رہے ہوں تو ان کو interrupt نہیں کرنا چاہئے اور یہ بھی ان کا حق ہے کہ وہ جتنا چاہے بولیں۔ لیکن جناب والا! ان کی خدمت میں میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ دوسرے ممبران کا بھی استحقاق ہے۔ کیونکہ سال کے بعد ان کو ٹائم ملتا ہے۔ بجٹ تقاریر ہوتی ہیں اور آپ نے precedent بھی دیکھا ہو گا کہ قائد حزب اختلاف اتنا زیادہ ٹائم نہیں لیتے کہ دوسروں کا بھی حق مار دیا جائے۔ یعنی آپ نے وہ خاص دن اور وقت بحث کے لئے رکھا ہوا ہے۔ وہ متعین ہے وہ بڑھ نہیں سکے گا۔ میری گزارش یہی ہے کہ وہ اس بات کو بھی زیر نظر رکھیں کہ بولنا ان

کا حق ہے لیکن یہ دوسروں کے حق کا خیال کریں۔ (قطع کلامی)

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ اس کو نہ بڑھائیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں اس بات کی اجازت نہیں دوں گا کہ قائد حزب اختلاف کو بار بار interrupt کیا جائے۔ اس کی ہرگز اجازت نہیں دوں گا۔ تو مجھے یقین ہے کہ قائد حزب اختلاف از خود اس بات کا خیال فرمائیں گے کہ سارے ہاؤس کے ممبر صاحبان کی Feelings کیا ہیں اور وہ بات کرنا چاہتے ہیں اور ان کے لئے جو ڈسکشن کے لئے مخصوص ٹائم ہے یقیناً وہ اس بات کا خود احساس فرمائیں گے کہ جو صاحبان بات کرنا چاہتے ہیں ان کے لئے ٹائم بچنا چاہئے۔

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! میں آپ کے ان خیالات و جذبات کا بہت مشکور ہوں لیکن چونکہ اس سے معزز ایوان کی کارروائی اخبارات کے ذریعے عوام تک جاتی ہے تو جناب سپیکر! میں اس وقت Point of personal explanation پر بات کر رہا ہوں کہ اس ایوان کا ورکنگ ٹائم جو ہے وہ اگر چار بجے شروع ہو تو نو بجے تک چلتا ہے۔ صبح نو بجے شروع ہوا تو دو بجے تک چلتا ہے۔ یہ ورکنگ ٹائم ہے۔ پہلا دن Policy statement میں ان کی نذر ہو گیا اور اس کے بعد اس ہاؤس میں جتنی تاخیر سے کارروائی شروع ہوتی ہے اس کو بھی ذہن میں رکھیں اور اس کے بعد جناب والا! آپ خود مجھے حکم فرما دیں کہ میں نے کتنا زیادہ وقت لے لیا ہے اور کتنا وقت مجھے اور لینا چاہئے۔

جناب سپیکر! صفحہ نمبر 23 پر اصل گڑبڑ سارے اس بجٹ کی سپلیمنٹری کے حوالے سے آئی ہے کہ رورل ڈویلپمنٹ کے لئے 63,39,08,71 ہزار روپے کی رقم رکھی گئی تھی۔ اس کے بعد یہ بجٹ بناتے وقت یہ پنجاب کا دیہاتی علاقہ جو 91-1990ء سے پہلے بھی یہیں تھا۔ ان کی ضروریات بھی وہی تھیں۔ لیکن اس وقت صرف فرق یہ تھا کہ ذہن میں یہ نہیں تھا کہ اکتوبر نومبر میں الیکشن کے لئے جانا پڑے گا۔ سب طرف سے رقم نکال کے ہیلتھ چھٹی' تعلیم' بہت بچے پڑھ لکھ گئے ہیں۔ اس کو نکالو اور سیاسی مقصد کے لئے استعمال کرو۔ جناب والا! میں نے تجربہ کیا ہے اور دیکھا ہے کہ کسی محلے یا کسی گلی کے وعدے کو پورا کرنے کے لئے اگر آپ سولنگ کرائیں گے تو ہم آپ کو ووٹ دیں گے تو جناب والا! گیس کی روشنی میں رات کو سولنگ ہوتی رہی ہے۔

جناب والا! یہاں پر بلدیاتی اداروں کے معزز اراکین بھی بیٹھے ہوئے ہیں جناب والا! اگر کسی جگہ پر سولنگ کرنی ہو تو اس کے لئے کوئی طریقہ کار ہے اور جو اینٹیں اس بات کو پورا کرنے کے لئے وہاں پر لگا دی گئی ہوں گی جناب والا ان کا کچھ عرصے کے بعد کیا حشر ہوا ہو گا اور اس کے لئے میں نے اس بات کا یہاں اظہار کیا تھا کہ یہ جو نیا بجٹ صوبائی اسمبلی کے حلقوں میں دیا جا رہا ہے اس میں

فرق رکھا گیا ہے کہ ایک کروڑ روپیہ ہر صوبائی اسمبلی کے حلقے میں خرچ کیا جائے گا اور ہر ایم پی اے کو 25 لاکھ روپیہ قائد ایوان نے دیا ہے جناب والا اس کا مقصد یہ ہے کہ آئی جے آئی کے ایم پی اے کی Disposal پر' اس کے مشوروں کے تحت اس کی تجاویز کے لئے ایک کروڑ اور پچیس لاکھ روپے کی رقم رکھی گئی ہے اور ہمارے ساتھ یعنی حزب اختلاف کے ساتھ یہ ہو گا کہ 25 لاکھ روپے کی تجویزیں حزب اختلاف کے اراکین سے لی جائیں گی اور ایک کروڑ روپے اس شخص کی معرفت خرچ ہو گا جو الیکشن میں شکست کھا چکا ہے یا پھر کوئی ایسی شخصیت جس کو اگلے الیکشن کے لئے تیار کیا جا رہا ہے اس کی تجویزوں سے خرچ ہو گا یا پھر وہاں پر آئی جے آئی کے جو ایم این اے صاحبان ہیں ان کی تجویزوں سے خرچ ہو گا۔ جناب والا! اگر کسی علاقے میں ترقیاتی کام ہوں گے وہ سارے اس علاقے کی ترقی کے لئے نہیں ہوں گے ان کی سفارشات پر ہوں گے اور وہ بجٹ جنرل الیکشن کی طرح بلدیاتی الیکشن کا گوشوارہ بن جائے گا اور پھر سنٹر کی طرف سے اتنی بڑی بڑی رقموں کا وعدہ کیا گیا کہ اتنے پیسے ملیں گے۔ جناب والا! ابھی تو انہوں نے سلیکشن کرنی ہے اگر ان کا یہ تجربہ کامیاب رہا تو پھر وہ آئیں گے یا نہ آئیں گے جناب والا! یہ میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ ان کی عادات کے پیش نظر اور ان حالات کے پیش نظر یہ بات یقینی ہے کہ ایک اور بجٹ اس ایوان میں لایا جائے گا اور ان کو مجبوراً" لانا پڑے گا۔ ووٹ تو فرشتوں نے دے دیا ریفرنڈم میں دے دیا اور بعد میں بھی ووٹ دیتے رہے اب میرا خیال ہے کہ انہوں نے تو اب بجٹ بھی اسی توقع پر بنانا شروع کر دیا ہے کہ اس کے لئے رقم بھی اب فرشتوں کی طرف سے آئے گی۔

جناب سپیکر! اس بجٹ میں ترجیحات بھی درست نہیں ہیں۔ ایک بار میں پھر یہاں پر گزارش کروں گا کہ مرکز کی طرف سے ہماری ڈویلپمنٹ کے لئے جو رقم آئی تھی وہ 1991-1990ء میں 766 کروڑ روپے تھی اور اس دفعہ جس کمیشن کے ایوارڈ کے لئے اس ایوان کے معزز اراکین سے بے خبری میں مبارکباد کی قراردادیں بھی پاس کرائی گئیں ان کی طرف سے صرف 749.22 کروڑ ہے جس کا کہ وزیر خزانہ کی اپنی تقریر میں بھی ذکر ہے کہ اتنے پیسے جناب سپیکر! اس صوبے کی ترقی کے لئے دیئے گئے ہیں۔ جناب سپیکر! زراعت کے لئے اس دفعہ پھر پہلے سے کم پیسے رکھے گئے ہیں کیونکہ بلدیاتی الیکشن پھر سامنے آ رہے ہیں ان ہی رقموں کو block allocations' ترجیحی پروگرام اور پنجاب کی بنیاد پر جو پروگرام رکھے گئے ہیں ان سب رقموں کو ان میں چھپایا گیا اور کہا یہ جائے گا کہ ان رقموں کو بھی اسی طرف خرچ کیا جائے گا لیکن جناب سپیکر! یہ صرف سیاسی مقاصد کے لئے رقمیں رکھی گئی ہیں اور اس کا صوبے کی تعمیر سے نہ کوئی تعلق ہے اور نہ ہی کوئی ترقی سے تعلق ہے اور جو

اصل ڈویلپمنٹ کا ہیڈ ہے اس میں بھی 91-1990ء کے بجٹ سے کمی ہے۔ صرف انڈسٹری کا ایک ہیڈ ہے جس میں رقم دینے کے معاملے میں ترقی کی گئی ہے وہ بھی صرف اس لئے کیا گیا ہے کہ سیاسی طور پر لوگوں کو نوازا جائے۔ جناب سپیکر! نوازے جانے اور نوازنے کا عمل اس صوبے میں شروع ہو چکا ہے اور نا معلوم یہ عمل ہمیں کہاں لے جائے گا اور اسی حوالے سے جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ 900 کروڑ روپے پچھلی دفعہ کے بجٹ میں رکھے گئے تھے یہ محترم وزیر خزانہ کی ضمنی بجٹ 91-1990ء کی تقریر ہے کہ ڈویلپمنٹ کے اخراجات کی کل رقم 3 ارب 91 کروڑ 30 لاکھ 59 ہزار روپے بنتی ہے اس میں سے اتنے منظور شدہ گرانٹ میں سے پورے کئے جائیں گے۔ تو جناب والا! ان دونوں میں سے کسی بھی عدد کو شامل کرنے سے یہ جو ڈویلپمنٹ کا 91-1990ء بجٹ ہے یہ اس صوبے کی تاریخ کا سب سے بڑا بجٹ دیا گیا تھا۔ پھر جناب والا! انہوں نے فرمایا کہ یہ ٹیکس فری بجٹ ہے اس میں کسی نئی ڈیوٹی کا اضافہ نہیں کیا گیا۔

جناب والا! کل میں نے اس کی hack ground بتائی تھی کہ بجٹ سے پہلے اگر کسی چیز کی قیمت میں اضافہ کر دیا جائے تو یقیناً بجٹ کے موقع پر ان کو یہ کہنے کا موقع مل سکتا ہے اور یہ پریکٹس اس صوبے میں بڑی دیر سے جاری ہے۔ جناب والا یہ صفحہ نمبر 9 وائٹ پیپر کا ملاحظہ فرمائیں:-

"The phenomenal increase of Rs. 139.94 crore in the Revised Estimates over the Budget Extimates is primarily because of resource mobilization efforts during the last financial year which included increase in the rates of stamp duty."

اب اگر اس بجٹ میں کسی ڈیوٹی اور کسی ٹیکس میں اضافہ نہیں کیا گیا اور پارلیمنٹری بجٹ سے پہلے یہ یقیناً کریں گے کیونکہ 24 گھنٹوں میں تو جناب وہ رقمیں خرچ نہیں ہو سکتیں تو جناب والا! اگر سال کے آخر میں یہ اضافہ کر دیا جائے گا تو اگلے سال کے بجٹ میں بھی یہی ہو گا کہ پہلے کہا جائے گا کہ یہ سیاسی بجٹ ہے اور پھر وائٹ پیپر کے کسی کونے میں چھپانے کی کوشش کی جائے گی کہ It included increase in the duty. جناب سپیکر! یہ کسی لحاظ سے بھی درست نہیں ہے۔

اب جناب والا! صفحہ نمبر 21 پر لاء اینڈ آرڈر پر اخراجات کا ملاحظہ فرمائیے۔ اس میں جناب والا! بڑی دلچسپ تبدیلی کی گئی ہے یہ actual سے ضرور زیادہ ہے۔ لیکن Police and Civil Armed Forces 91-1990ء کا نظرثانی شدہ بجٹ دیا گیا تھا اس سے یہ کم ہے اور دوسری طرف Jail and detention places کا بجٹ زیادہ ہے اور جناب والا ان سے مجرموں کو' قبضہ گروپ' بوٹی مافیا اور تاوان گروپس کو تو پکڑا نہیں جاتا اور یہ ان کی کارکردگی ہے اور لوگوں کو بند کرنے کے لئے

جیسے پنجابی میں کہتے ہیں "ڈھکن واسطے" اس کے لئے جناب والا! رقم میں اضافہ کیا جائے گا ـــــــ اور مجھے تو اس بجٹ کے پروگرام سے شریف آدمی کے لئے بہت خطرہ محسوس ہوتا ہے۔ کیونکہ جو شریف آدمی ہے وہ تو آرام سے پکڑا جاتا ہے۔ جرم کرنے والا تو تک مکا کر کے جرم کرتا ہے اور جو عام آدمی ہے اس کو وہ گرز پوری کرنے کے لئے اس فنڈ کی utilization بتانے کے لئے کہ ہاں جناب اس لئے ہمیں جیلوں کی اور حوالاتوں کی ضرورت پڑی تھی۔ ہر آدمی کو جو آرام سے قابو آنے والا ہو گا اس کو یہ اس میں بند کر دیں گے۔ یہ پھر اس دفعہ باقی محکموں کیں جہاں پر کہ واقعی ایک عام آدمی کی تعمیر و ترقی یا اس بجٹ سے فائدہ ہو سکتا ہو اس کی بجائے ان ہیڈز میں رقمیں زیادہ رکھی گئی ہیں کہ جن کا عام آدمی کی صحت پر کوئی اچھا اثر نہیں پڑتا۔

جناب والا! پھر اسی طرح صفحہ نمبر 51 پر ہے جو پچھلا بجٹ تھا اس میں پھر بھی کچھ Percentage Education and Training Health زیادہ تھی لیکن اس دفعہ وہ Percentage بھی یہ سوچ کر کہ پنجاب کے لوگوں کو صحت اور تعلیم کی مزید ضرورت نہیں ہے اس میں کافی کمی کی گئی ہے اور اسی طرح سے یہ سارا جو نظام بنایا گیا ہے وہ غلط اعداد و شمار کو پیش کر کے اور حقائق کو چھپا کر بنایا گیا ہے جس کی وجہ سے اس سارے بجٹ پر اتنی بے یقینی ہو گئی ہے کہ پتہ نہیں یا اس کو پھر تبدیل کریں گے اور سال کے آخر میں جب ہمیں اس کا نتیجہ بھگتنا پڑے گا تو اس کا کیا انجام ہو گا۔

جناب والا! میں اپنی بات اس گزارش کے ساتھ ختم کرنے کی کوشش کرتا ہوں کہ یہ جو بجٹ کے آغاز کے ساتھ ہی ایک بجٹ Fiasco منظر عام پر آیا ہے اس بارے میں بھی کوئی لائحہ عمل اختیار کیا جائے گا۔ کسی پر ذمہ داری ڈالی جائے گی۔ کوئی ذمہ داری حوصلہ کے ساتھ قبول کرے گا۔

جناب سپیکر! میں اس ساری بحث کو سمیٹتے ہوئے اور ان ساری گزارشات کو پیش کرنے کے بعد' ان ساری گرز کو دہرانے کے بعد یہ دو شعر آپ کی اجازت سے ایوان میں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ :

دو روزہ زندگی کو سمجھتے ہیں جاوداں
کس کو یہاں دوام کوئی سوچتا نہیں
بس اپنے انتظام میں رہتا ہے آدمی
قدرت کا انتظام کوئی سوچتا نہیں

شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: میرے پاس اپوزیشن کے ممبران اسمبلی کے نام نہیں آئے جو بجٹ کی بحث میں حصہ

لینا چاہتے ہیں۔ اپوزیشن کے ممبران اسمبلی جو بجٹ پر بات کرنا چاہتے ہیں ان کے نام میرے پاس نہیں آئے۔

جناب غلام سرور خان: جناب سپیکر! کل بجٹ پر بحث ہو سکتی ہے؟ کل غالباً" پرائیویٹ ممبرڈے ہے؟

جناب سپیکر: جی! کل پرائیویٹ ممبرڈے پر تو بجٹ پر بحث نہیں ہو گی۔ تو اس میں 12 اور 13 کو پھر بحث جاری رہے گی۔

جناب غلام سرور خان: ہم نام دے دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: تو ابھی میرے پاس تمام Treasury Benches کے دوستوں کے نام ہیں جو بجٹ پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ تو اس کے لئے کوئی ٹائم مخصوص کر لیں۔ میرے خیال میں 5 منٹ کافی ہو گا۔ کافی سارے نام ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ سب صاحبان اس پر بات کر لیں۔ چاہے اختصار کے ساتھ بات کریں۔

آوازیں: کم از کم 10 منٹ _____

جناب سپیکر: تو 10 منٹ سے بات نہیں بنے گی۔ پھر سب صاحبان بات نہیں کر سکیں گے۔ چلیں پھر ایسے کرتے ہیں کہ 10 منٹ سے شروع کر لیتے ہیں تو پھر ٹائم کم ہوتا ہوتا 5 منٹ ہو جائے گا۔ پھر آخر میں 3 منٹ رہ جاتا ہے۔

چودھری سکندر حیات ملہی: جناب سپیکر 30 منٹ مقرر کر لیں۔

جناب سپیکر: 30 منٹ۔ ملہی صاحب چاہتے ہیں کہ مجھے 30 منٹ تقریر کرنے کا ٹائم دیں۔

چودھری سکندر حیات ملہی: یا پھر اجازت ہی نہ دیں کیونکہ 5 یا 10 منٹ میں آدمی ایک صوبے کے بجٹ پر بات نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر: لیکن یہی تو مقرر کا کمال ہوتا ہے کہ وہ دریا کو کوزے میں بند کرتا ہے۔

جناب غلام سرور خان: جناب سپیکر! میری استدعا ہے کہ اپوزیشن کے ارکان کی تعداد بہت کم ہے اس لئے حزب اقتدار سے کم از کم ہمیں دوگنا ٹائم دیا جائے۔ اگر حکومتی ارکان کو 10 منٹ دیئے جائیں تو حزب اختلاف کے دوستوں کو 20 منٹ ٹائم دیا جائے۔

شیخ محمد طاہر رشید: جناب سپیکر! ان کا سارا وقت تو اکرام ربانی صاحب لے گئے ہیں اگر اب بھی کوئی کسر رہ گئی ہے تو رانا صاحب آج پوری کر لیں۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف کے بعد اپوزیشن کے ممبر جو ہیں انہوں نے ابھی تک تقریر کرنے کے لئے نام ہی نہیں دیئے تو اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ اپوزیشن کے باقی ممبران جو ہیں وہ تقریر کرنا ہی نہیں چاہتے۔

جناب غلام سرور خان: جناب چودھری صاحب ہم نام دے چکے ہیں۔ آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے۔

Mr. SPEAKER : No Cross talk, please yes! Rana Sahib.

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! اس سلسلے میں' میں یہ گزارش کروں گا کہ حزب اختلاف کی تعداد سے قطع نظر جو Established Democracy ہے وہاں پر ہاؤس کے وقت کے علاوہ ٹیلی ویژن اور ریڈیو پر بھی مساوی ٹائم کی روایت موجود ہے اور وزیر خزانہ مسکرا رہے ہیں وہ ولایت میں بھی رہے ہیں شاید امریکہ بھی ان کو جانے کا موقع ضرور ملا ہو گا۔ یہ میری اس بات کی تائید کریں گے کہ وہاں پر ہاؤس کے علاوہ ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر مساوی ٹائم دیا جاتا ہے جو کہ کہیں سرکاری اور کہیں غیر سرکاری ادارے ہوتے ہیں لیکن اگر وہ روایت یہاں پر ممکن نہ ہو سکے تو کم از کم Ratio کے حساب سے تو ہمیں اتنا وقت دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی شکریہ! میرے خیال میں اب شروع کریں چودھری فاروق صاحب۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! میری ایک تجویز ہے کہ آج کے روز حزب اقتدار سے جتنے بھی فاضل ممبران ہیں آج اپنا وقت اپوزیشن کے بھائیوں کو جو ایوان کے اندر موجود ہیں انہیں دینے کے لئے تیار ہیں۔ آج اگر وہ پندرہ پندرہ منٹ تقریر کریں' بیس بیس منٹ بھی تقریر کریں تو ہم سننے کے لئے تیار ہیں۔ تو اگر ان کی تقریر اسلام آباد سے نہیں آئی تو انہیں چاہیئے ذرا جلدی منگوا لیں۔ شکریہ (قہقہے)

جناب سپیکر: جی خان زادہ صاحب آپ بات کرنا چاہتے ہیں؟

جناب تاج محمد خان زادہ: جی ہاں!

جناب سپیکر: ابھی اسی وقت؟

جناب تاج محمد خان زادہ: میں ابھی اسی وقت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: بجٹ پر بات کرنا چاہتے ہیں یا پوائنٹ آف آرڈر Raise کرنا چاہتے ہیں؟

جناب تاج محمد خان زادہ: پوائنٹ آف آرڈر پر کچھ حجت بھی ہے۔ And I want to speak

جناب سپیکر: بجٹ پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

جناب تاج محمد خان زادہ: جی ہاں۔

جناب سپیکر: تو ٹھیک ہے خان زادہ صاحب! بسم اللہ کریں۔ بات شروع کریں۔ انگریزی میں بات کریں گے یا اردو میں؟

جناب تاج محمد خان زادہ: جیسے آپ چاہیں لیکن کروں گا انگریزی میں۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: جی! خان زادہ صاحب جیسے آپ چاہیں۔

MR. TAJ MUHAMMAD KHANZADA: I thank you Mr. Speaker for giving me this opportunity to speak. First of all I start with the budget, I would like to congratulate this House for the patience, which they have shown, for listening to the leader of the Opposition for one and half day. It goes to the credit of the vast majority who were able to do that, so I hope that they will have the patience, and will give me some time also to speak. Because when I speak, I not only speak for my own time, some of my colleagues will be kind enough to devote, some of their time to me, in order to enable me to highlight. The problems of Attock and Rawalpindi. The Leader of the opposition made a long speech which amounted in the end to nothing but zero plus zero. He has spoken a lot about our temporary stay in this world and the eternity of the future life. He has spoken about sweets, how the people have been eating it and has spoken about the amount of money that have been given for political reasons.

Sir, the budget under discussion has been presented by the Punjab Government, but the Leader of the Opposition has gone as far back as 1958 by making a long speech in defence of democracy and, in condemnation of the role of the Punjab Administration, and in defence of what they are doing or the PDA is doing in the Central Government. He devoted lot of time to the criticism of Central Budget, but did not say a single word about the Punjab Budget. Some merit at least, should have been given to the budget. He spoke in total condemnation of the budget to which this House accorded a singular and exemplary ovation on the first speech of the young resourceful Finance Minister. It is a matter of pride for this House that after a lapse of a decade, when the people of Punjab were deprived of their rights by a democratic dictator, such a budget has been presented. It is the "amal" that matter, and not the words. You can be a dictator, and democratic dictator but the matter doesn't end there. I will tell you how democracy in the sub-continent was prostituted, and how half the country lost its existence. You can be a Dictator of the first order. You know how the people have been put behind the bars. What happened to Kashmir detention Camp. The large heartendness of the Punjab Government shown large heartedness in giving equal importance if not more to the Opposition in matter of the development funds and in other matters in the country. I challenge them today to give a single example of Safety Act in Punjab being used against them or for victimising the opponents. Sir, no less a person then a man of the repute of late Qayyum Khan Chief Minister NWFP was put behind bars by the democratic dictator and you kept sword hovering over the democratic citadel of Pakistan. You see what the decendants and the progeny is doing today. The Quaid-e-Azam it must be a day of torture that East Pakistan was lost, and what you were upholding was not 'democracy', Democracy demanded majority rule in the country, and majority rules the country and not the minority, nor the rebel rousers rule the country. It was the famous slogan, that those who will go to East Pakistan.

"ان کی ہم ٹانگیں توڑ دیں گے۔"

Does the Democratic government ever used that kind of language. It is the language of those who command unconstitutional and unethical ideas and who stoop down to every thing to save their staying in corridars of power. What hapened, we bring in Bengalis on whom we looked up as second class citizens. Mr. Speaker, Sir, you tried to assert you superiority over

them and you did not allow them their democratic right to rule this country. Sh. Mujib ur Rahman never opted for cessation. Was he allowed to rule this country or administer the country under democratically administered rule, under constitution of Pakistan? Was it done so? No, the position had not been so. What happened, unfortunately dictators in this country have come, and the most unfortunate thing is that only the dictators "on law of necessity" were descended and defended by the judiciary. Unfortunately the verdict of late Justice Muneer justifying the dictatorship of Ayub Khan was a legacy of the unfortunate democratic life of the continent. What did he justify " the total usurpar". Khawaja Nazimuddin was dismissed Taeezuddin who went to the High Court in order to get restored the democratic rights of the people of this country was over ruled by the Supreme Court on law of necessity. What happened subsequently Yahya came. What did Yahya contribute to this country 'wine ane women', and was followed Mr. Bhutto who was over thrown by his appointed Genl: Zia ul Haq who coutinued for eleven years against a promise of ninety days.

Sir, in any civilized country where democracy was upheld the masses would come out on streets and they would never allow a dictator to take over the constitution. They would impeach him rather than go and praise and flatter him as the saviours of the country. They were not the saviours of this country. They were the destroyers of democratic rights of this country. They were the destroyers of democracy. They were the destroyers of the fundamental rights of the people. They upheld the dictatorship. It is not like soldiers as they thought that when you say 'attention' you pull both of your legs inside, and when you say 'stand at ease' you take out your legs with your hands firm behind. The countries and people are not ruled by dictatorships and by 'stand at ease' and 'attention'. You have to look after their needs, you have to look after their requirements, you have to give them justice, you have to walk with them in the streets. Kipling says, "You can walk with a king but you have to rub your shoulders with the common man." Unfortunately, who ever have risen in this country to that power have forgotten the couplet of Kipling. They just only are instructed about in the corridors of power and they thought that it was an aternal assignment given to them or till they die they will rule this country. The Leader of the Opposition has very rightly remarked through a couplet that every thing is temorary and what you do will go with you to the grave and the eternal next world.

Sir, I ask you, how did corruption come. I would refer to late politicians of this sub continent. Look at Qayyum, Khan look at Bogra, look at Muhammad Ali, look at Soharawardi, look at Nishtar. They all died without leaving palace or money behind. They went to their graves as very ordinary people to be remembered by the nation what happened afterwards. We got after building, fine palaces, we sent people to Sind to take their land. We sent people to every hook and corner. We sent Generals, Brigadiers, Colonels and other Buerucrate for right which was not their right to take and grab the land of poor people. In order to keep yourself in power you took all steps to stick to it.

Today you defend them. You say that the people of Sind are against us. You talk about the people of D.G.Khan a place of lot of land. To whom that land was given? Was that land given to poor people? Did you bring any relief to the poor people? I would like to ask those who shout & shout loud in this August House, what good did they do to the poor people.

MR. SPEAKER: Khanzada Sahib, may I remind you that the time we have fixed for speeches is 'ten minutes!

MR.TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, if you don't like me to speak, I will sit down. Certainly I will do so but I think my speech is widely welcomed by a vast majority of honourable members of this House, because they know I am speaking their mind. If you don't want to hear, what is being done to our Pakistani brotheren, then I will sit down, as desired by you.

MR. SPEAKER: May I remind you, I want you to speak on the Annual Budget before the House, Khanzada Sahib.

MR. TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, I am for democrates. You are today sitting on this Chair, half heartedly occupied this chair like very many other bigger predecessors of the House. Bear with me that I have been a Member of this House since 1962, when the Daily Allowance of the Member of the Assembly was only Rs. 60.00. Sir, the Leader of the

Opposition talks about everything except Budget, which is a surplus budget by Rs. 250 crores. This is only an occasion when a member can speak on general topics.

MR. SPEAKER: One minute Khanzada Sahib.

This time Mr. Deputy Speaker is not here, and the Member from the Panel of Chairmen is also not present in the House, I propose Dr Afzal Aizaz to come and occupy the Chair for the time being. Does the House agree to this proposal.

(The proposal was agreed to)

رانا ثناء اللہ خاں: جناب سپیکر! میں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ ایوان میں کورم نہیں ہے۔ لیکن میں کورم کی نشاندہی نہیں کرتا۔

(اس مرحلہ پر ڈاکٹر محمد افضل اعزاز کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

MR. TAJ MUHAMMAD KHANZADA: You have said,

"That the House is not in quorum"

What do you mean by this that you don't want to raise the question of quorum. You have raised the objection of quorum, now you are saying "I don't want to raise it". What do you mean by this.

MR. CHAIRMAN: (Dr. Muhammad Afzal Aizaz) Thank you Rana Sanaullsh.

MR. TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir I am glad and as he is one of our great friends the upholderof democracy and member of IJI, I hope he will show more tolerance.

MR. CHAIRMAN I am grateful to you for the compliments that you have paid to me and I would at the same time request you to be concise and more particular to the point.

MR. TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Now, let me tell him to take his mind to D.G. Khan when Dr. Nazir was murdered. I would also like to refer to Mr. Balakh Sher Mazari's speech in 1962, when in Rajunpur people were killed. Who was responsible for those killings and who was responsible in 1970?

Sir, now I come to the budget. This budget is a unique

budget. We are grateful to the Federal Governments that the share of the Punjab was given to us. This was totally denied by the governments in power before us. They wanted to subdue Punjab by starving them both financially and otherwise. Sir, today it is a great thing that the budget of Punjab is surplus by 250 crores, and I say that there will be a supplementary budget. Present budget is an eye wash. I am sorry to say that the facts and figures of the budget of any government are the authentics and correct appreciation of their financial position. They are never fraudulently put there and those who do this do wrong to themselves. I hope the Finance Minister when he gives his reply will not only defend himself, but will stand in open condemnation of all the charges which are unwanted and undesirable, levelled against him that the figures are fraudulent, according to the speech delivered by the Leader of the Opposition in one and a half day trying patience of this House.

.. The allocations are made for drinking water. I am sorry to say the development funds of Rs. 125 lacs given by this generous government to the members of the Assembly have also been given to the Members of the Opposition. So what reason is there for the Leader of the Opposition to say that this money will be used for political reasons. This money is at the disposal of all the MPAs irrespective of their caste, colour and creed. It has been given to every body, so I can't see why this is given for political reasons. You will give the schemes and those will be executed under your guidance. You have every right to differ if the schemes are misplace, and if the schemes are fraudulently eaten up by the concerned authorities. You can bring it to the notice of the government and you can bring it to the notice of the House and necessary steps will be taken. Many a times, many a Bureaucrats and many a Politicians for whom impeachment was promised at the level of National Assembly and this Assembly they were never impeached. They got away with their flattery, they got away with their objects and they got away with their service. Please for God's sake let this House establish traditions for future that those who were condemned on the floor of the Democratic House should never be let off until they are properly dealt with and justice is done to them. If they are just they should be let off and if they are not they should be punished.

MR. CHAIRMAN Khanzada Sahib, I have no intention to interrupt you, I would just like to remind you and I would certainly like to listen to your comments, very excellent speech indeed. Since there are other members who also want to speak on the subject, you being a very experienced and senior

parliamentarian I would request you to be concise and be brief. I will give you another two minutes, please sum up your speech. I am very sorry to say this.

MR. TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, you can only quote rules but you can't make a speech from the Chair.

MR. CHAIRMAN I am not making a speech.

MR. TAJ MUHAMMAD KHANZADA: In obedience to your orders I will sit down because two minutes time is not enough for the winding up of my speech.

MR. CHAIRMAN: I will give another two minutes.

MR. TAJ MUHAMMAD KHANZADA: I will request to give me some more time Thank you very much.

MR. CHAIRMAN All right you can take 3 or 4 minutes more.

I would again request you to please continue your speech. By the way how long will you take approximately. How many minutes. I would allow you to speak, but I would like to know how long will you take. How many minutes?

سردار عاشق حسین گوپانگ: جناب سپیکر! جو کچھ آپ فرما رہے ہیں یا جو کچھ میرے معزز رکن فرما رہے ہیں۔ ہماری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا۔ کم از کم آپ دونوں صاحبان سے استدعا کر سکتا ہوں کہ اردو میں بات کریں تاکہ ہماری سمجھ میں بھی آ سکے کہ آپ کیا فرما رہے ہیں اور اس کے جواب میں وہ کیا فرما رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: وہ چونکہ انگریزی میں تقریر کر رہے ہیں اس لئے مجھے بھی مجبوراً" انگریزی میں بات کرنی پڑ رہی ہے۔ ورنہ میں اردو میں بھی بول سکتا ہوں۔

سردار عاشق حسین گوپانگ: جناب والا! کم از کم آپ تو اردو میں بات کریں۔ ہم آپ کی بات تو سمجھ سکیں۔

جناب چیئرمین: بیشتر اراکین اسمبلی جو یہاں تشریف رکھتے ہیں مجھے امید ہے کہ وہ تھوڑی بہت انگریزی سمجھتے ہیں۔

سردار عاشق حسین گوپانگ: جناب والا! ان کو تو مجبوری ہے کہ وہ ہمیشہ انگریزی میں بات کرتے ہیں۔ آپ کو تو کوئی مجبوری نہیں ہے۔

MR. CHAIRMAN Thank you very much. Khanzada Sahib please continue your speech.

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: So I will just come to the point that since I have not been allowed to speak to defend this House against all the allegations, I stop there. And now I only cover the points relating to the backward areas of Rawalpindi Division along with D.G. Khan and Mianwali. Sir, what I want to bring to your notice that this was the area which provided soldiers for the conquest of the world. They never gave us any industry so that our people will not go to army.

Sir, we made sacrifices during the War of 1965, We have made sacrifices along with other Pakistani brethern in 1972. But all the industry that have been put, they all have been put across River Jhelum on this side mostly.

I refer to industry having been won myself before partition they are like the grey hounds, they run with the hare, they hunt with the hounds, you see, wherever, there is money they go there, wherever, there is hare the grey hounds go there. The soldiers and the patriots of the north neither have the means nor they have the know-how. All the wealth either went into the hands of the migrated Memons and Boras and Parachas and other people in this region. The money was distributed only in those areas and our areas have been ignored. The people of northern areas have been ignored altogether. They have not so far been able to get even drinking water even in the year and age of 1991. Today our children, our women and daughters have to go four to five miles to bring either piticher on their heads on donkeys. What is the use of Rs. 250 crore of surplus budget. Where it is going. I hope it is not going to be spent on the Luxuries of holding conventions and on the luxury of going overseas, and on the luxury of becoming member and then going with the delegations to China and Hong Kong, U.S.A. (America), enjoying themselves. Please spent that money on the poor people, on the patriots, spent that money on those who make sacrifices and provide them with drinking water, provide them the means of living so that they can make more sacrifices for the welfare of our people so that they can hold themselves up in pride.

It is time when the Government should give top priority to provisions of clear drinking water to the selfless and brave patriots of Northern areas especially in Rawalpindi Division.

I thank you

Mr. Chairman : Thank your very much

جناب چیئرمین : چودھری صداقت علی صاحب ____ اگر یہ موجود نہیں ہیں تو ایس اے حمید صاحب ____ یہ بھی غیر حاضر ہیں۔ جناب فرحت عزیز مزاری۔

جناب فرحت عزیز مزاری : جناب والا! میں گزارش کروں گا کہ مجھے کل کے لئے وقت دیا جائے تاکہ میں اپنی تقریر تیار کر لوں۔

جناب چیئرمین : جناب سکندر حیات مبلغی ____

جناب سکندر حیات مبلغی : جناب والا! میں آپ کا شکر گزار ہوں اور ان دوستوں کا بھی شکر گزار ہوں جن کے آپ نے نام پڑھے اور جو اس وقت موجود نہیں تھے۔ اگر وہ ہوتے تو شائد تین دن میں میری باری نہ آتی۔ جناب والا! میں خوش قسمت ہوں کہ میری باری خان زادہ صاحب کے فوراً بعد آگئی۔ جس طرح کہ میرے فاضل ممبر نے کہا کہ انہوں نے انگریزی میں بات کی تو سمجھ نہیں آئی۔ میں یہ کہتا ہوں کہ انہوں نے جتنی بھی باتیں کیں اتنی اچھی کیں' کہ اگر ہمارے اپوزیشن کے لیڈرز یہاں بیٹھے ہوتے تو خود وہ بھی اس چیز کا اعتراف کرتے۔ جناب والا! ہمارے اپوزیشن لیڈر جناب رانا اکرام ربانی نے جتنی بھی بجٹ پر باتیں کی ہیں وہ تمام کی تمام اخبارات کے صفحوں پر مشتمل تھیں یا ایک اشتہار پڑھنے والی باتیں کی ہیں جو کہ حقائق پر مبنی نہیں تھیں۔ میں سمجھتا تھا کہ اپوزیشن لیڈر اس بجٹ پر کچھ حتمی باتیں کریں گے ہمیں کچھ سمجھائیں گے اور قوم کو بتائیں گے کہ کہاں ہماری غلطیاں ہوئیں جن کو ہم نے درست کرنا ہے۔ مگر مجھے خوشی ہے وہ اس چیز کو ڈھونڈ ہی نہیں سکے ہمارا یہ پنجاب کا بجٹ اتنا Perfect ہے کہ ان کو اس میں ڈھونڈنے سے بھی کچھ نہیں ملا اور انہوں نے وفاق کے بجٹ کا سہارا لیا جس سے میں اتفاق کرتا ہوں کہ کوئی بھی صوبائی بجٹ اکیلے میں آج کل پرکھا نہیں جا سکتا۔ اس سلسلے میں انہوں نے جو ایک دو باتیں کیں ان کا میں جناب والا تجزیہ کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ کھانے کی چیزوں کی قیمتوں میں اضافہ ہوا۔ میں ان کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ وہ بجٹ پڑھیں اس میں آٹا بھی سستا ہوا' گھی بھی سستا ہوا' دال بھی سستی ہوئی اور جناب والا! جو روٹی کپڑا اور مکان کا وعدہ کیا گیا تھا جو ان کے دور حکومت میں وعدہ ہوا تھا وہ ایک بھی پورا نہیں ہوا۔ یہ ہمارے وزیراعظم نے چند دنوں میں' ہمارے وزیراعلیٰ نے ہمارے وزیر خزانہ نے یہ پورا کر دیا۔ ___ (نعرہ ہائے تحسین) ___ رانا صاحب نے جناب والا قومی مالیاتی کمیشن کے بارے میں بہت ہی غلط حقائق اس ایوان میں پیش کئے اور وہ تمام کا تمام کریڈٹ اس سنہری چیز کا کریڈٹ محترم ذوالفقار علی بھٹو کو 1974ء کے آئین نافذ کرنے میں انہوں نے دے دیا۔

جناب والا! میں آپ کی وساطت سے ہاؤس کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ پاکستان کی تاریخ میں پہلا قومی مالیاتی ایوارڈ جو آیا وہ 1952ء میں تھا۔ 1973ء میں ان کی کوئی اختراع نہیں تھی اور میں جو اعداد و شمار پیش کرنا چاہتا ہوں وہ سننے کے قابل ہیں کہ مشرقی پاکستان کو 1952ء میں 45 فیصد' پنجاب کو 27 فیصد' سندھ کو 12 فیصد' سرحد کو 3 فیصد۔ جناب والا! اس وقت بہاولپور اسٹیٹ ہوتی تھی اس کو 4 فیصد اور دوسرے علاقوں کو 4 فیصد ایوارڈ تقسیم کیا گیا۔ میں آپ کی وساطت سے یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہ تمام ایوارڈ 1954ء کو اس وقت ختم ہوئے جب ون یونٹ بن گیا اور جو کریڈٹ رانا صاحب بھٹو کو دینا چاہتے تھے اس کی بات سن لیں۔ جب ان کا دور حکومت آیا اور دوبارہ صوبے بحال ہوئے تو جناب والا! یہ پیپلز پارٹی کی حکومت تھی جس نے بہاولپور کی اسٹیٹ کو ملیا میٹ کر دیا اور پنجاب میں مدغم کر دیا یہ کہاں کا کریڈٹ لیتے ہیں' یہ ظلم انہوں نے کیا اس وقت وہ بھول گئے تھے کہ ساؤتھ پنجاب کے لوگ یا جو پسماندہ لوگ ہیں ان کو کوئی کریڈٹ جاتا ہے۔ جو ایک جمہوریت کی ڈکٹیٹر شپ کے نام پہ انہوں نے قومی مالیاتی ایوارڈ کو آئین میں اس لئے ڈال دیا تھا کہ لوگوں کو اندھیرے میں رکھنا تھا۔ ہماری حکومت نے پہلی دفعہ اس کے برعکس آج ہمارے بجٹ میں تمام ڈویلپمنٹ کا 46 فیصد ساؤتھ کو allocate کیا۔ اس میں میرے خیال میں جیسے کہ خان زادہ صاحب کہہ رہے تھے کہ ڈیرہ غازی خاں بھی پسماندہ ہے ملتان بھی اس میں شامل ہو گا' بہاولپور بھی شامل ہو گا۔ میرے خیال میں اگر میں صحیح ہوں تو ان تین ڈویژنوں کو 46 فیصد دیا گیا ہے پیپلز پارٹی یہ کارنامہ انجام نہ دے سکی۔ سر! جب یہ بجٹ بن رہا تھا قومی مالیاتی کمیشن کا ایوارڈ آیا تو میں نے سمجھا کہ فنانس منسٹر نوجوان ہیں' ہمارے وزیراعلیٰ نہ صنعت کار ہیں' نہ کاشتکار ہیں۔ تو ہو سکتا ہے کہ اس ایوارڈ کا جو صحیح صلہ ہے وہ بجٹ میں پیش نہ کیا جا سکے' میں مبارک باد دیتا ہوں باوجود جناب والا! خلیج کی جنگ کے باوجود عالمگیر تیل کی قیمتیں بڑھنے کے باوجود امریکہ کی امداد بند ہونے کے' باوجود آئی ایم ایف ورلڈ بینک کے دباؤ کے' میں سر! ان کو مبارکباد دیتا ہوں کہ باوجود روپے کی مسلسل قیمت گرنے کے' باوجود اس کے کہ قیمتیں بڑھنے کا رجحان پایا جاتا ہے' باوجود اس کے کہ آبادی کے بڑھنے کا رجحان پایا جاتا ہے' باوجود اس کے کہ ہم روز لاء اینڈ آرڈر کی بات کرتے ہیں میرے خیال میں اتنا بڑا Surplus Budget دینے کے جو حقائق پر مبنی ہے چاہے وہ رقم سنٹر نے دی ہے چاہے وہ رقم پنجاب نے خود Generate کی ہے۔ میں تہہ دل سے مبارک باد دیتا ہوں اور یہ کہتا ہوں کہ شائد پنجاب میں جادوگر آگیا ہے جس نے Surplus Budget دے کر لوگوں کے دل موہ لئے ہیں۔

جناب چیئرمین: ملہی صاحب' آپ کے دس منٹ ہو چکے ہیں۔

جناب سکندر حیات ملہی: سر! پانچ منٹ اور دے دیں۔ جو میں نے نکات لکھے تھے' ان پر تو تقریر کر نہیں سکا۔ قائد حزب اختلاف نے یہاں پر جو نکات اٹھائے ہیں میں ان کا جواب دینا چاہتا ہوں۔

جناب والا! یہ لیبل لگایا گیا کہ چونکہ ہمارے وزیراعظم صنعتکار ہیں' اس لئے زراعت کے محکمے کو' زراعت کو اور کاشتکار کو بالکل نظرانداز کر دیا گیا۔ یہ تاثر بالکل غلط ہے اور میں حقائق سے ثابت کر دینا چاہتا ہوں کہ جتنا دھیان اس حکومت نے زراعت اور کاشتکاروں کی طرف دیا ہے شاید صنعت میں ایک فی صد نہ دیا ہو۔ جناب والا! ہمارے بجٹ میں ٹوٹل ڈویلپمنٹ کا بارہ فیصد زراعت کو دیا گیا۔ زراعت کے لئے 126 کروڑ مخصوص ہے۔ بجلی کی ڈویلپمنٹ کے لئے جتنا دیا ہے' وہ تمام دیہاتوں میں دیا ہے۔ اس کے لئے 38 کروڑ ہے۔ 110 کروڑ مختلف مدات میں زراعت کو دیا گیا ہے۔ یہ صفحہ 54 پر ہے۔ اگر اکرام ربانی صاحب پڑھنا چاہیں تو بے شک پڑھ لیں۔ یہ تمام کی تمام رقم اتنی زیادہ ہے' اس کا فی صد اتنا زیادہ ہے کہ میں چاہوں گا کہ انہیں جب بھی وقت ملے وہ یہ ایوان کو پڑھ کر سنائیں۔ ایک اور بات میں بتانا چاہتا ہوں کہ زراعت پر حکومت بہت ہی زیادہ Suhsidy اٹھا رہی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ملہی صاحب کا وقت ختم ہو چکا ہے اور ابھی تک وہ صرف خوشامد کئے جا رہے ہیں' بجٹ پر ابھی تک نہیں آئے۔ تو وہ کتنا وقت اور لیں گے؟

جناب چیئرمین: ویسے ملہی صاحب کا وقت ختم نہیں ہوا' ملہی صاحب کی تقریر کا وقت ختم ہو چکا ہے۔

شیخ محمد طاہر رشید: پوائنٹ آف آرڈر۔ مجھے بے حد افسوس ہے کہ محترم رانا صاحب نے آداب ایوان کو ملحوظ خاطر نہیں رکھا۔ انہوں نے محترم ملہی صاحب کے لئے جو لفظ "خوشامدی" استعمال کیا ہے' یہ انتہائی غیر پارلیمانی لفظ ہے اور میں ان سے گزارش کروں گا کہ وہ ایوان میں اپنے اس لفظ کو واپس لیں۔ انہوں نے کس اعتبار سے کہا کہ یہ خوشامدی ہیں۔ وہ حقائق بیان کر رہے ہیں۔ رانا صاحب نے انہیں خوشامدی کہہ کر ایوان کا وقار مجروح کیا ہے۔ ہم قائد حزب اختلاف کی باتیں دو روز سے سن رہے ہیں اور اس حد تک ان کی باتیں سنی ہیں کہ جو انہیں ایوان میں نہیں کرنی چاہئیں تھیں۔ اس کے باوجود ہم نہایت اطمینان اور سکون کے ساتھ خاموش سنتے رہے ____ جناب سپیکر! میں آپ کی رولنگ کا تاحال منتظر ہوں۔

جناب چیئرمین: رانا صاحب' آپ نے جو لفظ استعمال کیا ہے' آپ اس بارے میں کیا کہنا چاہیں

گے؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میں نے جو بات کی ہے وہ حقائق پر مبنی ہے۔ کسی کو "جادوگر" کہنا اور یہ کہنا کہ "اس نے پورے ہاؤس کو موہ لیا ہے" تو انہیں یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہئے تھی کہ انہوں نے سارے ہاؤس کو نہیں بلکہ انہیں ہی موہ لیا ہے۔ تو ایسی بات خوشامد کے ہی زمرے میں آتی ہے۔ اس لئے میں نے کوئی غیر پارلیمانی لفظ استعمال نہیں کیا یا حقائق کے خلاف کوئی بات نہیں کی۔ ویسے بھی "خوشامد" غیر پارلیمانی لفظ نہیں ہے۔

جناب سکندر حیات ملہی: جناب سپیکر! مجھے جس لفظ سے بھی یہ پکار لیں' مجھے خوشی ہے کہ رانا صاحب کم از کم میری باتیں غور سے سن رہے ہیں اور وہ میری باتیں اپنے لیڈروں تک پہنچائیں گے اور آئندہ جب بھی کسی چیز کا وہ حوالہ دیں گے' وہ حقائق پر مبنی ہو گا۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ۔۔۔

شیخ محمد طاہر رشید: جب تک "خوشامدی" کا لفظ کارروائی سے حذف نہ کیا گیا۔

جناب چیئرمین: شیخ طاہر صاحب' جب ملہی صاحب کو خود اس لفظ پر کوئی اعتراض نہیں تو میرے خیال میں آپ کو اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔

شیخ محمد طاہر رشید: جناب والا! یہ تو میرا استحقاق مجروح ہو رہا ہے۔ کل کو میں باتیں کروں گا تو یہ پھر خوشامدی کہیں گے ۔۔۔۔

جناب چیئرمین: جب آپ کے بارے میں کوئی ایسا لفظ استعمال کیا گیا تو وہ حذف کیا جائے گا۔ ملہی صاحب' آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو چکا ہے۔

جناب سکندر حیات ملہی: جناب والا! میرا وقت مجھے نہیں بخشا گیا' جناب شیخ صاحب نے لے لیا۔ مجھے تھوڑا سا وقت عنایت فرمائیں تاکہ میں اس نکتے کو واضح کر سکوں۔

جناب چیئرمین: دو منٹ میں ختم کیجئے۔

جناب سکندر حیات ملہی: دو منٹ میں ختم کروں گا۔

جناب سپیکر! زراعت کو 81 indirect subsidy کروڑ دی گئی ہے۔ جو کہ 67,66 بنتا ہے۔ یہ کس طرح کہتے ہیں زراعت کو نظرانداز کر دیا گیا ہے؟ یہاں ہمارے افضل چن صاحب بھی سن لیں'

کیونکہ یہ زراعت کے چیمپئن بنتے ہیں۔ یہ حقائق کی باتیں ہیں۔ وفاقی حکومت نے زراعت کو 2 ہزار 2 سو 32 ملین روپے دیئے ہیں۔ جو مجموعی Subsidy کا 43.5 فیصد ہے۔ اس کے برعکس وفاقی حکومت نے جو دوسری مدوں میں Subsidy دی ہے وہ 56 فیصد ہے۔ اس کے علاوہ گورنمنٹ کراچی الیکٹرک سپلائی کو 1021 ملین روپے subsidy دے رہی ہے۔ یہ میری سمجھ سے باہر ہے۔ واپڈا بھی لے' وہ بھی لے اور ہمیں کالا باغ ڈیم بھی نہ بنانے دیں اور ہمارے فنانس منسٹر صاحب کی تقریر میں یہ لکھا جائے کہ بہت سارے اور storage بنائے جائیں گے۔ اللہ کرے کالا باغ ڈیم بھی بنے اور storage اور بہت سے بنیں۔ میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ یہاں اپوزیشن کے لیڈر فاروق لغاری صاحب بیٹھا کرتے تھے۔ اس وقت وہ پنجاب کے چیمپئن تھے' غریبوں کے چیمپئن تھے۔ جب وہ وہاں واپڈا کے وزیر بن گئے تو انہوں نے پنجاب کی کمر میں چھرا گھونپ دیا۔ اس وقت ان کے قلم میں طاقت تھی' ان کے منہ میں زبان تھی مگر وہ کوئی ایکشن نہیں لینا چاہتے تھے اس لئے کہ پنجاب میں چشمہ Hyderal Power Project انہوں نے باہر نکال کر پھینک دیا۔ اس لئے کہ وہ پنجابی تھے؟ اس لئے کہ وہ وفاقی منسٹر تھے؟ کہاں پیپلز پارٹی والے بات کر سکتے ہیں؟ کسی صورت میں وہ بات کرتے ہیں' ایک ارب روپے پنجاب کو نقصان ہو چکا ہے۔ پچاس ارب کالا باغ ڈیم سے ہوتا ہے۔ پانی کا معاہدہ جس کی انہوں نے تعریف نہیں کی انہیں پتا ہو تو 45 بلین روپے اس پانی کے معاہدے سے پنجا کو indirect بجٹ ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ کہاں سے پیسے آگئے۔ ان کو معیشت بتانی پڑے گی۔ یہ پہلے پڑھ لیں' سیکھ لیں' ہم سے پوچھ لیں اور پھر بات کریں کہ جناب' منسٹر فنانس نے surplus Budget نہیں دیا۔ جناب والا! پنجاب کو صرف ایک مد سے 45 ملین روپے کی بچت ہے۔ میں چن صاحب کو بتانا چاہتا ہوں کہ آٹے کو گورنمنٹ 140 ملین روپے دیتی ہے۔ گندم کی درآمد پر 609 ملین روپے دیتی ہے' خوردنی اقسام گندم پر 550 ملین روپے دیتی ہے۔ خوردنی تیل پر 310 ملین روپے دیتی ہے۔ چینی پر 40 ملین روپے جو ہم نے زرعی قرضے لئے ہوئے ہیں' 263 ملین روپے لئے ہوئے ہیں اور پھر یہ کہتے ہیں کہ یہ خوشامدی ہے' یہ کان کھول کر سن لیں۔

جناب شوکت داؤد: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ کے توسط سے ملی صاحب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اشارے کر' کر کے چن صاحب کو نہ کہیں' بلکہ سپیکر سے مخاطب ہوں۔ یہ ہاؤس کے وقار کے منافی ہے کہ کسی ممبر کو مخاطب کیا جائے۔ وہ تو ویسے ہی ہمارے لئے چن ہیں اور کبھی کبھی چڑھتا ہے چن۔

جناب سکندر حیات ملی: جناب والا! اس کے علاوہ میں جناب کی توجہ اس طرف مبذول کراتا

چاہتا ہوں کہ فوجی فرٹیلائزر بھی زراعت کے زمرے میں آتا ہے۔ اس پر 180 ملین روپے Subsidy دی جاتی ہے یہ میری سمجھ سے باہر ہے تو کیا ہم اس سے مستفید ہو سکتے ہیں؟

رانا ثناء اللہ خاں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خاں: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ ریزمین نے ہر ممبر کے لئے ٹائم مقرر کر دیا تھا وہ ٹائم تو ختم ہو چکا ہے۔ اس کے بعد چیئرمین نے ٹائم بڑھایا تو نہیں جبکہ ملی صاحب اپنی تقریر مسلسل کئے جا رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ ایک منٹ میں تقریر ختم کریں۔

جناب سکندر حیات ملی: جناب والا! اصل مقصد جس کی طرف میں آنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہمارے ملک میں 14 ارب روپے کے ٹیکس لگے ہیں۔ تمام کی تمام اب تک Taxation لگی ہوئی ہے۔ جب کوئی گورنمنٹ، کوئی حکومت معاشی حساب سے یہ کہتی ہے کہ ٹیکس فری بجٹ ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ Direct Taxation ہم پر نہیں پڑی۔ ہمارے صوبہ پنجاب میں محترم وزیر نے نہ کوئی Direct Taxation کی ہے اور نہ ہی سنٹر نے اس لحاظ سے ہم فخر سے کہتے ہیں کہ Tax Free Budget ہے۔ کاشتکار کے حوالے سے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ تمام کی تمام جتنی Direct-Taxation ہوتی ہے وہ ہر آدمی کو ہر طبقے کو چاہے وہ کاشتکار ہے چاہے وہ وڈیرا ہے چاہے وہ جاگیردار ہے۔ چاہے وہ بغیر زمین کے شہر میں رہنے والا ہے یا دیہات میں رہنے والا، تمام کے تمام کو مساوی فلٹر ہو کر اس کے ٹیکس حاصل کرتا ہے۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اپنے بھائیوں کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جب تک ہمارے صوبہ میں ہمارے فنانس منسٹر Indirect ٹیکس لگاتے رہے ہیں کبھی ہوش نہیں آئے گی۔ ہماری مہنگائی بڑھے گی یہ بھی Source of inflation ہے کہ ہر ایک کو مہنگائی مساوی پڑتی ہے چاہے کسی کے پاس پانچ مرلے ہوں یا نہ ہوں اس لئے میں کہتا ہوں آیئے آنکھیں کھولیں۔ آمدن ہے تو ٹیکس دیتے ہیں۔ آیئے حکومت سے براہ راست ٹیکس مانگیں اور انہیں کہیں کہ ہمیں Indirect Taxation سے نجات دلا دیں۔ جو امیر آدمی ہیں وہ چاہے کسی Source سے کماتے ہیں وہ دیں۔ ہم نہیں چاہتے کہ ایک طبقاتی نظریہ کی جنگ کھڑی کر دیں۔ سنٹر میں یا یہاں پنجاب کی صوبائی اسمبلی میں ہم حقائق کی بات کرتے ہیں۔ ہم معیشت کی بات کرتے ہیں۔ جو afford کر سکتا ہے وہ دے۔

جناب چیئرمین: چودھری صاحب! آپ نے کافی وقت لے لیا ہے۔

جناب سکندر حیات ملہی: جناب والا! آخر میں' میں گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ والٹن میں ہمارے وزیراعلیٰ صاحب نے جناب جونیجو صاحب کی کاوشوں کو دہراتے ہوئے یادگار بنانے کا ارادہ کیا ہے جیسے فنانس منسٹر نے اپنی تقریر میں کہا تو اس میں میری استدعا یہ ہے کہ جتنے بھی Architects ہیں وہ تمام کے تمام پیشہ ور ہوتے ہیں لہٰذا اس کمیٹی میں سبھی لوگوں کو بلایا جائے جو فیصلہ کریں اس میں Architect بھی بے شک ہو۔ اس میں ثقافت کے جاننے والے ہوں۔ اس میں تاریخ کے جاننے والے ہوں۔ اس میں برصغیر اور مسلم تاریخ کی بھرپور نمائندگی ہو اور تاریخ پاکستان کے سمجھنے والے اشخاص کو شامل کیا جائے۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: اب میں نور محمد تارڑ سے کہوں گا کہ وہ تقریر کریں۔

چودھری نور محمد تارڑ: نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے اظہار خیال کا موقع دیا۔ سب سے پہلے میں جناب وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے پنجاب اسمبلی کی تاریخ کا ایک مثالی بجٹ پیش کیا ہے۔ اس کے بعد میں مختصراً" جناب قائد حزب اختلاف کے اٹھائے گئے دو تین نکات کا جواب دوں گا تفصیلی جواب تو میں نہیں دے سکتا لیکن چند ایک باتیں کہنا ضروری سمجھتا ہوں وہ یہ کہ محترم قائد حزب اختلاف نے دو دن کی تقریر میں جو کچھ بجٹ پر انہیں پیش کرنا تھا وہ تو نہ کر سکے البتہ وہ آئی جے آئی اور وزیر خزانہ پر بے جا تنقید اور بے جا ایسے واقعات اور اخباری تراشے پیش کر کے جناب مخدوم صاحب کی اس کاوش کو خاک میں ملانا چاہتے تھے جو انہوں نے اس مثالی بجٹ کی تیاری میں کی اور قوم کو ایک ایسا بجٹ دیا جسے متوازن بجٹ قرار دیا جا سکتا ہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ کسی صورت میں بھی اس ماحول میں گرمی پیدا نہ ہو۔ ہمیں جمہوریت ملی ہے اور بڑی دیر کے بعد ملی ہے ہم رواداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کوشش کر رہے ہیں کہ پیپلز پارٹی یا پی ڈی اے پر کوئی ایسی تنقید نہ کی جائے کہ جس سے ہمارے تعلقات خراب ہوں یا اسمبلی کی کارروائی میں رکاوٹ ہو۔ اگر وہ اسی طرح کوشش کرتے رہے اور خواہ مخواہ بے جا تنقید کر کے ہمارے ذہنوں کو اس قسم کے جھٹکے دیتے رہے تو ہم بھی مجبور ہوں گے کہ ان کے ہر قسم کے پرانے ریکارڈ قوم کے سامنے لائیں۔ ہماری خواہش ہے کہ ہمیں یہ موقع اس صورت میں ملنا چاہئے لیکن ہم اس لئے ماحول کو خراب نہیں کرنا چاہتے کہ یہ پنجاب اسمبلی کا بجٹ اجلاس ہماری تنقید اور جوابی تنقید میں پھنس کر نہ رہ جائے۔ اس سلسلے میں' میں

یہ گزارش کروں گا کہ آئندہ جو کچھ حزب اختلاف کی طرف سے ہو وہ ہمارے سامنے اگر مطالبہ زر میں اچھی سی کوئی ترمیم دینا چاہتے ہیں تو وہ ترمیم دیں۔ مطالبہ زر میں کوئی کٹوتی کرنا چاہتے ہیں تو وہ کریں۔ اضافہ کرنا چاہتے ہیں تو کریں۔ کمی کرنا چاہتے ہیں تو کریں ہم ان کی اچھی ترمیم کا یا اضافے کا خیرمقدم کریں گے اور انشاء اللہ اس پر غور کرنے کے بعد اسے اولیت دی جائے گی۔ لیکن اگر بے جا تنقید کی جائے گی اور صرف سیاسی طور پر اس قسم کی کوئی بات پراپیگنڈے کی ہو تو میں یہ عرض کروں گا کہ ہم پیپلز پارٹی کا پورا پٹھہ جانتے ہیں اور اس کی 1970ء سے لے کر 1977ء تک پوری تاریخ بھی ہمارے سامنے ہے کہ انہوں نے کس طرح اس قوم کو پوری طرح بے بس کر دیا تھا اور قومی خزانے کو جس طرح انہوں نے اجاڑا تھا وہ بھی ہمیں سب کچھ معلوم ہے اور اگر اس میں ایک شعر کہا جائے تو میں یہ سمجھوں گا کہ وہ اس کی پوری تفصیل ہے۔

(اس مرحلہ پر ڈاکٹر محمد شفیق چودھری کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

وہ شعر یہ ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ ہم پورے اس ماحول کو' پوری اس تصویر کو 1970ء کی تصویر کو آپ کے سامنے لا کر رکھ دیتے لیکن یقین جانیئے کہ ہماری خواہش یہ ہے کہ کسی صورت میں بھی ہمارے تعلقات یا اسمبلی کی کارروائی میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہو۔ میں اپنے ان حزب اختلاف کے احباب سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وہ اس بات پر خصوصی توجہ دیں۔ خاص طور پر تحصیل حافظ آباد میں جو میرا علاقہ ہے اس کی مثال دینا چاہتا ہوں کہ یہ 1970ء سے لے کر 1990ء تک پیپلز پارٹی کے تسلط میں رہا اور یقین جانیئے کہ اس بیس سالہ دور میں حافظ آباد شہر میں ترقی کا ایک انچ بھی نہ گورنمنٹ کے لئے نہ سکولوں میں نہ صحت میں کسی صورت میں بھی ایک اینٹ تک 1970ء سے 1990ء تک نہیں لگی اور اس دور میں اس سیٹ پر پیپلز پارٹی کی اجارہ داری رہی اور کسی بھی سکول کو اپ۔ گریڈ نہیں کروایا گیا اور نتیجتاً" یہ 1970ء سے لے کر 1990ء تک کا بیس سالہ دور پی پی 79 کے لئے بہت خراب رہا۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی : (پوائنٹ آف آرڈر)۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ ایک بج چکا ہے اور تحریک التوائے کار پر بحث کے لئے آج کے دن ایک سے دو بجے کا وقت مقرر کیا گیا تھا لہٰذا میری استدعا ہے کہ اس کارروائی کو ختم کرتے ہوئے تحریک التوائے کار کو لے لیا جائے وہ جناب والا! نہایت ہی اہم نوعیت کا معاملہ تھا اور جس کو جناب سپیکر نے take up کیا تھا لہٰذا میری گزارش ہے کہ اب کارروائی کو شروع کیا جائے۔

جناب چیئرمین : (ڈاکٹر محمد شفیق)۔ بڑی مہربانی۔ آپ کی یاد دہانی کا شکریہ۔ چودھری صاحب کو اپنی

تقریر wind up کرنے دیجئے اس کے بعد تحریک التوائے کار پر بحث ہو گی۔

چودھری نور محمد تارڑ: جناب والا! میں حافظ آباد شہر کی بات کر رہا تھا کہ حافظ آباد کا علاقہ پاکستان کے لئے زرمبادلہ کمانے کا سب سے بڑا شہر ہے اور اس علاقے میں باسمتی چاول بہت ہوتا ہے لیکن جناب والا! اس علاقے کی بدقسمتی یہ ہے کہ اس علاقے میں ایسی کوئی بھی انڈسٹری قائم نہیں کہ اس علاقے کے لوگ اس سے فائدہ اٹھا سکیں میری گزارش یہ ہے کہ اس علاقے میں Small Industerial Estate قائم کی جائے۔ دوسری جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ اڑھائی لاکھ کے لگ بھگ یہاں کی آبادی ہے اتنی بڑی آبادی والے شہر میں صرف تین ہائی سکول ہیں اور ایک ڈگری کالج ہے میری یہ گزارش ہے کہ اس شہر میں ہائی سکولوں کو اپ گریڈ کیا جائے اور خاص طور پر وڑیکے تارڑ' سوئیاں والا اور رائکے پٹھہ میں ہائی سکول اور ہائر سیکنڈری سکولوں کا اجرا کیا جائے۔ تیسرے جناب والا! وہاں پر ریلوے پھاٹک ہے اس پر اوور ہیڈ برج کا پرانا مطالبہ ہے جناب والا! اس پھاٹک پر ٹریفک اتنی جام ہو جاتی ہے کہ اوور ہیڈ برج کے بغیر وہاں پر کام نہیں چل سکتا تو جناب والا! یہ درخواست ہے کہ اس پھاٹک پر اوور ہیڈ برج کی منظوری دے کر ٹریفک کے جام ہونے کے سلسلے کو ختم کیا جائے۔ اسی طرح جناب والا۔ حافظ آباد شہر میں ایک گندا نالہ ایسا ہے ــــــ

جناب چیئرمین: چودھری صاحب۔ آپ اپنی تقریر کو مختصر کیجئے۔

چودھری نور محمد تارڑ: جناب والا! اس گندے نالے کو صاف کروا کر ایک منی بائی پاس بنا دیا جائے اور منی بائی پاس سے ٹریفک کا بوجھ کم ہو گا محلہ بونپورہ اور چوک وڑیکے تارڑ کی جو سڑکیں ہیں وہ بری طرح ٹوٹ پھوٹ چکی ہیں ان کو مرمت کیا جائے اور وہاں پر سول ہسپتال میں ادویات کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے۔

جناب والا! آخر میں' میں ایک بات مختصراً عرض کروں گا کہ وہاں پر تین ایسے علاقے ہیں جن میں آمد و رفت کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ چک قاضی سے چک کھرل اور وڑیکے تارڑ سے چک احمد یار اور جہانیاں کروڑ کو پختہ کیا جائے اور اسی کے ساتھ حافظ آباد سے مرادیاں صادق روڈ کو بھی پختہ کیا جائے۔ جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ان تین سڑکوں پر خصوصی توجہ دی جائے تو اس علاقے کے مسائل اچھی طرح حل ہو سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین چودھری صاحب' بہت مہربانی۔ اب آپ اپنی تقریر ختم کریں۔

چودھری نور محمد تارڑ: اچھا جی۔ آپ کی بہت بہت مہربانی۔

جناب چیئرمین: ایک بجے سے دو بجے تک کا وقت تحریک التوائے کار پر بحث کے لئے مقرر ہو چکا ہے میں سب سے پہلے جناب ڈاکٹر محمد افضل اعزاز صاحب کو دعوت دیتا ہوں۔

تحاریک التوائے کار

جناب غلام سرور خان: (پوائنٹ آف آرڈر) جناب والا! جس طرح آپ نے فرمایا ہے کہ آج ایک بجے سے دو بجے تک کا وقت تحریک التوائے کار پر بحث کے لئے مقرر کیا گیا ہے میں نے بھی ایک نہایت ہی اہمیت کی حامل ایک تحریک التواء پیش کی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ جس طرح اس تحریک التوائے کو out of turn ٹیک اپ کیا گیا ہے اور اس پر بحث کا وقت مقرر کیا گیا ہے مجھے بھی اپنی تحریک التوا پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اس پر بحث کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: میں یہ گزارش کروں گا کہ اس کے لئے چونکہ آج وقت طے ہو چکا ہے لہٰذا آپ اپنی تحریک التوا کو کل کے ایجنڈے پر لے آئیں تو بہتر ہو گا۔

جناب غلام سرور خان: جناب سپیکر! کیا مجھے اسے out of turn پیش کرنے کی اجازت ہو گی۔

جناب چیئرمین: اس وقت جو بھی سپیکر صاحب یا ڈپٹی سپیکر صاحب چیئر پر ہوں گے وہ اس چیز کا فیصلہ کریں گے۔ کیونکہ اس وقت اس چیز تک ہی محدود رہنا چاہئے جس چیز کے لئے وقت کا تعین کیا گیا ہے تاکہ ہم کوئی بہتر نتیجہ حاصل کر سکیں۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: جناب سپیکر! میری بھی اس سے متعلقہ ایک تحریک التوا ہے اگر اسے بھی اس کے ساتھ رکھ دیا جائے تو زیادہ بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر: کیا وہ بھی اسی موضوع پر ہے؟

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: جی اسی موضوع پر ہے۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں جب دوسرے صاحبان تقاریر کریں گے تو آپ بھی اس وقت اپنا اظہار خیال کر لیں۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: جناب سپیکر! میری درخواست ہے کہ اس کارروائی کو adjourn کیا جائے تاکہ یہ تحریک التوائے کار زیر بحث آ سکے۔

جناب چیئرمین: کارروائی adjourn کی جاتی ہے اور آپ کو فلور دیا جاتا ہے تاکہ آپ اپنے خیالات کا اظہار فرما سکیں۔

بوٹی مافیا کا پنجاب یونیورسٹی کے بی اے اور بی ایس سی کے امتحانی مراکز پر قبضہ ___ (بحث)

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: بہت۔ بہت شکریہ۔

جناب سپیکر! کل اس ایوان میں جو تحریک التواء منظور کی گئی تھی وہ اپنی اہمیت کے لحاظ سے نہایت اہم ہے اور یہ ایک اچھا خاصا مسئلہ ہے جس پر ہم آج اس ایوان میں گفتگو کرنا چاہیں گے۔ جناب سپیکر! آپ اس بات سے اتفاق کریں گے کہ اس ملک میں تمام ارباب فکر و نظر' دانشور' ماہرین تعلیم والدین' اساتذہ اور ایک عام آدمی اس بات پر متفق ہیں کہ ہمارا یہ نظام تعلیم نہایت فرسودہ' نہایت ناکارہ اور مکمل طور پر کھوکھلا ہو چکا ہے اور اس پر کسی شخص کو بھی اختلاف نہیں ہے۔ جناب والا! یہ سامراجی نظام ہے جو ہماری قومی' نظریاتی اور معاشی ضروریات کو پورا نہیں کرتا اور اس لئے اس میں جو خرابیاں پیدا ہو چکی ہیں اور جتنی بھی اس بارے میں کوشش کی جا رہی ہے یہ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ نہایت نیم دلانا کوشش تھی جس سے کوئی خاطر خواہ اور مثبت نتائج ہمارے سامنے نہیں آئے اور باوجود اس کے کہ اس نظام کو بہتر بنانے کے لئے کمیٹیاں بنائیں کمیشن تشکیل پائے اس کے بعد لوگوں کو یہ ذمہ داری سونپی گئی کہ اس کی بہتری کے لئے اور مکمل طور پر انقلابی تبدیلیاں لانے کے لئے اس میں کوئی اصلاحات کی جائیں لیکن کوئی موثر اقدامات نہیں کیے گئے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آج بھی ہم انہی مصائب سے دو چار ہیں جس طرح کہ ہم آج سے چالیس سال پہلے تھے میں آپ کی توجہ صرف ایک واقعہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ پاکستان کا پہلا وزیر تعلیم بنایا گیا اس کو ایک اضافی قلم دان تجارت کا دیا گیا تھا ہمارے ملک میں تعلیم کو جو اہمیت حاصل ہے اس کا اندازہ اس سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ تعلیم کے ساتھ ساتھ تجارت کو بھی منسلک کرنے کے بعد وہ یہ توقع رکھتے تھے کہ ہم ایک نئے ملک میں' ایک نوزائیدہ مملکت میں ایک اچھا نظام تعلیم رائج کریں گے اور اس کے بعد ظلم یہ ہوا کہ جب ون یونٹ تشکیل پایا اور اس میں سب سے پہلے جو وزیر تعلیم بنے وہ ان پڑھ تھے اور پھر غلام محمد نے جو اپنی کابینہ تشکیل دی اس میں کسی ایک فرد نے بھی اور کسی ایک وزیر نے بھی اس قلمدان کو قبول کرنا پسند نہیں کیا بلکہ یہ کہا گیا کہ تمام وزراء میں سے کوئی بھی وزیر

تعلیم نہیں بننا چاہتا اور غلام محمد نے زبردستی اپنے پرائیویٹ سیکرٹری کو ان کے پیچھے بھیجا اور کہا کہ کسی ایک وزیر کو جو باقی رہ گیا اس کو پکڑ لاؤ اور ان کو پکڑا گیا اور اس کو زبردستی وزارت تعلیم کا قلم دان سونپا گیا اور جناب والا! ان تاریخی حقائق سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ صوبہ سرحد میں جو وزیر تعلیم بنے وہ کورے چٹے ان پڑھ تھے اور اس کے بعد مشرقی پاکستان میں جو وزیر تعلیم بنے وہ ہندو تھے اب جناب والا! آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ہمارے ہاں تعلیم کو کتنی اہمیت دی جاتی ہے اور کس طرح ہم چاہتے ہیں کہ تعلیم کے اس نظام کو بہتر بنایا جا سکے۔

میں ایک بات یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ اس سال مارچ میں ادارہ امور پاکستان' جسے Pakistan Institute of National Affairs کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اس نے ایک سیمینار منعقد کرایا اور اس میں نہ صرف یہ کہ ہمارے وزیر تعلیم جو یہاں تشریف فرما ہیں وہ موجود تھے بلکہ وزیراعلیٰ جناب غلام حیدر وائیں صاحب نے بھی اس میں شرکت کی اور اس کے بعد یہ اعتراف کیا جو میں آپ کے سامنے اخبارات کی رپورٹ کے حوالے سے عرض کرتا ہوں۔ انہوں نے یہ اعتراف کیا کہ موجودہ نظام تعلیم صرف پانچ سے دس فیصد تک ہمارے قومی مقاصد پورا کرتا ہے نوے فیصد ہمارے جو وسائل ہیں ان کا زیاں ہوتا ہے وہ بالکل ضائع جاتے ہیں اور اس سے قوم کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتی۔ اس کے بعد انہوں نے یہ کہا کہ ہم تعلیمی اداروں سے کلاشن کوف کلچر کا خاتمہ کریں گے۔ غیر طالب علموں کو وہاں سے نکالا کریں گے اور اس کے بعد سب سے پہلے یہ جہاد ہم ایم ایس ایف سے شروع کریں گے۔ اس کے بعد انہوں نے یہ کہا کہ تعلیمی خرابیاں اور خامیاں دور کرنے کے لئے ایک اعلیٰ اختیاراتی کمیشن بنائیں گے جس کا سربراہ وزیر تعلیم ہو گا اور وزیر تعلیم کو انہوں نے دو مہینے کا موقع فراہم کیا کہ وہ اپنی سفارشات مرتب کرنے کے بعد قوم کو بتائیں کہ آج اس مسئلے کے بارے میں کیا کچھ کیا جا چکا ہے؟ مجھے نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مارچ سے لے کر جون تک کئی ماہ گزر چکے ہیں لیکن اس کمیشن کی کوئی سفارشات ہمارے سامنے نہیں آئیں۔ اب یہ جو اہمیت ہم اس مسئلے کو دیتے ہیں اور اس کا نتیجہ کیا نکلا ہے؟ اس کا نتیجہ آج ہمارے سامنے یہ ہے کہ آج اس وقت جو صورت حال ہے وہ اس قدر بھیانک' خوفناک اور سنگین ہے کہ مجھے نہایت افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ نہ صرف ایک وزیر تعلیم کے لئے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ اس پوری پنجاب گورنمنٹ کے لئے باعث شرم ہے کہ جو واقعات اور جو حالات اس وقت ہمارے نظام تعلیم میں پائے جاتے ہیں وہ اس قدر بھیانک ہیں کہ ہماری گردن شرم سے جھک جانی چاہئے۔ آپ اس بات سے اتفاق کریں گے کہ ہمارے پرچے ظاہر ہو جاتے ہیں اور قبل از وقت تمام لوگوں کو پتہ چل جاتا ہے کہ امتحان میں کیا آنے

والا ہے۔ اس کے بعد امتحانی مرکز میں زبردستی قبضہ کرلیا جاتا ہے اور نقل کروائی جاتی ہے اور اس کے ذریعے لاکھوں روپیہ اینٹھا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ یہی نہیں ہے بلکہ ڈگریاں بھی فروخت ہوتی ہیں جو کوئی بھی جس قسم کی ڈگری چاہے وہ پیسے دینے کے بعد اس ڈگری کو خرید سکتا ہے۔ پھر آپ یہ دیکھیں کہ ہڑتالیں عام ہیں اور جتنے بھی تعلیمی ادارے ہیں وہ سب کلاشن کوف کلچر کی آماجگاہ بن چکے ہیں اور اس میں اس قدر دھاندلی اور اس قدر فساد مچتا ہے' قتل و غارت ہوتی ہے کہ قوم کبھی کسی وقت بھی سر اٹھا کر بات نہیں کر سکتی یہ تعلیمی اداروں کا حال ہے لیکن اس کے باوجود ہم یہ سارا کچھ برداشت کئے جا رہے ہیں اور اس بارے میں کبھی کسی نے سنجیدگی سے غور نہیں کیا کہ ان حالات کو بہتر بنانے کے لئے ہم کیا اقدامات کریں۔ پھر آپ یہ دیکھئے کہ اساتذہ کی حالت یہ ہے کہ ان کی تنخواہیں قلیل ہیں اور یہاں کئی قسم کا نظام تعلیم رواج پذیر ہے۔ کسی جگہ آپ دیکھئے کہ وہاں ٹاٹ اور چھت تک میسر نہیں ہے۔ ایسے ایسے بچے ہیں کہ جو بارش اور دھوپ میں میلوں چلنے کے بعد سکولوں میں آتے ہیں _____

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی فرمائیے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ چونکہ یہ انتہائی اہمیت کا معاملہ ہے اور اس پر دوسرے معزز رکن بھی اظہار خیال کرنا چاہتے ہیں تو افضل اعزاز صاحب سے یہ گزارش کی جائے کہ وہ اپنی تقریر کو مختصر کرلیں تاکہ دوسرے دوستوں کو بھی بات کرنے کا وقت مل جائے۔

جناب چیئرمین: بڑی مہربانی پوائنٹ آف آرڈر کرنے کی _____

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: جناب سپیکر! اس میں میری گزارش یہ ہے کہ میں اس تحریک کا محرک ہوں۔

جناب چیئرمین: چونکہ ڈاکٹر صاحب تحریک کے محرک ہیں اور محرک کا حق مقدم ہوتا ہے۔

وزیر تعلیم: پوائنٹ آف آرڈر _____

جناب چیئرمین: جی فرمائیے۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! محرک کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ جتنا چاہیں وقت لیں لیکن وہ کم از کم جو

ان کی تحریک التوائے کار ہے اس تک اپنے آپ کو محدود رکھیں۔ ابھی تک تو انہوں نے پاکستان کی تاریخ بیان کی ہے اور اب وہ نظام تعلیم پر بات کر رہے ہیں حالانکہ انہوں نے امتحانی سنٹروں کا مسئلہ اٹھایا تھا اور یہ کہاں تھا کہ یہ گھوٹکی کے مسئلہ سے بھی زیادہ سنگین ہے۔ تو برائے مہربانی وہ اس سنگینی کی طرف آئیں۔

جناب چیئرمین: جناب ڈاکٹر صاحب آپ نے نوٹ کر لیا ہو گا۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ یہ مسئلہ ایک انفرادی یا علیحدہ مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ اجتماعی مسئلہ ہے اور جب تک ہم پورے نظام کو پوری طرح سے زیر بحث نہیں لائیں گے تب تک ہم اس بات کی تہ تک نہیں پہنچ سکتے کہ یہ جو بوٹی مافیا ہے یا قبضہ گروپ ہے یہ کس طرح معرض وجود میں آیا ہے۔

جناب چیئرمین: لیکن ڈاکٹر صاحب! اس کے لئے ہمیں علیحدہ سے کوئی تحریک لانی ہو گی۔ جس طرح امن عامہ پر بحث ہوئی تھی اور اس کے لئے ہمیں ایک دو روز مختص کرنے ہوں گے۔ ایک گھنٹے کے اندر تمام مسائل کا حل نہ تو پیش کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس پر بحث ہو سکتی ہے۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: جناب سپیکر! میری گزارش صرف یہ ہے کہ کل محترم سپیکر نے پورے ہاؤس کے سامنے یہ یقین دہانی کرائی تھی کہ اگر ایک گھنٹے کا وقفہ کم ہوا تو ہم اسے مزید ایک گھنٹہ بڑھا لیں گے۔ اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اسے آپ دو گھنٹے تصور کیجئے۔ ایک گھنٹہ نہیں ہے۔ اس میں' میں اتنا وقت نہیں لوں گا کہ تمام معزز ممبران کو محروم رکھوں۔ میں تمام معزز ارکان کو پوری طرح موقع دوں گا کہ وہ بول سکیں۔ میں مختصر کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: اگر آپ اپنے موضوع تک محدود رہیں تو میرے خیال میں ہم بہترین نتیجے پر پہنچ سکیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ نے یہ فرمایا ہے کہ محرک کے لئے ٹائم کی حد نہیں ہوتی جبکہ رول 72 میں یہ ہے کہ ____

Rule 72. A speech during the debate on a motion for adjournment shall not exceed ten minutes in duration:

Provided that the mover and the Minister or Parliamentary Secretary concerned, may speak for twenty minutes each.

تو جناب سپیکر افضل اعزاز صاحب کے 20 منٹ پورے ہو چکے ہیں۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: جناب سپیکر! مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ رانا صاحب جب خود گفتگو کرتے ہیں تو ان کو ٹائم کا احساس نہیں ہوتا۔ اگر یہ رولز کا اتنا ہی احترام کرتے ہیں اور قانون کی اتنی ہی پابندی کرتے ہیں تو انہیں خود اس پر عمل کرنا چاہئے لیکن جب یہ اس طرح کی آئیں' بائیں' شائیں کرتے ہیں تو ان کو خود بھی احساس ہونا چاہئے کہ ہم ہاؤس کا کتنا وقت ضائع کر رہے ہیں۔

میری گزارش صرف یہ ہے۔ میں آپ کی اجازت سے بول رہا ہوں یہ جو میں نظام تعلیم میں خرابیوں کا ذکر کر رہا ہوں اس سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا کہ اس میں واقعی حقائق پائے جاتے ہیں اور اس کے بعد یہ ہمارے ملک میں موجود ہیں اور ان پر ہمیں سنجیدگی سے غور کرنا چاہئے۔ میں صرف یہی کہنا چاہتا ہوں کہ ان خرابیوں کو دور کرنے کے لئے کیا کیا اقدامات میری نظر میں ہیں اور اگر وہ کئے جائیں تو امتحانی مراکز میں جو خرابیاں پائی جاتی ہیں ان کی اصلاح کی جا سکتی ہے۔

سب سے پہلے میرا مشورہ یہ ہے کہ فوج کی نگرانی میں امتحانات منعقد کرائے جائیں تاکہ ہماری انتظامیہ اور پولیس جو بری طرح ناکام ہو چکی ہے اس کا پوری طرح ازالہ ہو سکے پھر مجھے یہ نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ پنجاب یونیورسٹی جو پاکستان کی سب سے اعلیٰ' سب سے قدیم اور سب سے بڑی یونیورسٹی ہے اس کے وائس چانسلر پر جوں تک نہیں رینگتی اور وہ اخبارات میں یہ بیان دیتے ہیں کہ معمولی سے ایک دو مراکز میں اس قسم کی خرابیاں واقع ہوئی ہیں اور باقی تمام مراکز میں بڑے امن اور سکون کے ساتھ تمام امتحانات ہو رہے ہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ یہ اتنی بے خبری اور اس طرح کی نظر اندازی اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ وہ نہیں چاہتے کہ اس کی اصلاح کی جائے کسی بات کی اصلاح کے لئے' کسی بیماری کے علاج کے ضروری ہے کہ یہ بیماری' یہ خدشہ' یہ خرابی پائی جاتی ہے اور اس اقرار کے بعد ہم یہ کر سکتے ہیں کہ اس خرابی کا علاج کریں یا اس کا ازالہ کریں لیکن اگر کسی خرابی کا اعتراف ہی نہ کیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ ہو رہا ہے وہ صحیح ہو رہا ہے اور اس کو جاری و ساری رہنا چاہئے اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں لانی چاہئے۔

دوسری جو تجویز میں پیش کرنی چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ امتحان کا جو نظام ہے اس میں Theory اور Objectivity کو سامنے رکھا جائے اور اس کے بعد اس میں یہ تبدیلیاں لائی جائیں تاکہ نقل کے جو امکانات ہیں وہ ختم ہو سکیں۔

اس کے علاوہ گیس پیپرز' سمریز اور اس قسم کی جو دوسری امدادی کتابیں ملتی ہیں' خلاصے ملتے ہیں' ان کا خاتمہ کیا جائے۔ اس کے بعد پرچے دیکھنے کا نظام جو ہے اس کو آپ پوری طرح اودرحال

کیجئے۔ اسے تبدیل کیجئے اور ایسے دیانتدار اور ایسے ایماندار اور فرض شناس ممتحن مقرر کئے جائیں جو صحیح وقت پر بغیر کسی سفارش کے' بغیر کسی لالچ کے امتحان کے پرچے دیکھ سکیں۔

پانچویں میری تجویز یہ ہے کہ تھرڈ ڈویژن کو ختم کیا جائے۔

چھٹی میری تجویز یہ ہے کہ چھٹیاں کم کی جائیں۔

پرائیویٹ ٹیوشن کا خاتمہ کیا جائے۔ جب تک پرائیویٹ ٹیوشن کی لعنت ختم نہیں ہو گی اس وقت تک سکولوں میں نہ اساتذہ پڑھا سکیں گے نہ وہ تعلیم پر توجہ دے سکیں گے۔ اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ پرائیویٹ ٹیوشن کو ختم کیا جائے۔

میری آخری تجویز یہ ہے کہ Aptitude test اور Carrier Planning کا اس ملک میں آغاز کیا جائے تاکہ ہم اس نظام تعلیم میں امتحانی مراکز اور امتحانات کا سسٹم جو ہے اس کو بہتر کر سکیں اور ہم اس میں اچھی طرح اصلاحات کر سکیں۔ آخر میں' میں یہ لطیفہ یہاں پر سنانا چاہتا ہوں اور وہ لطیفہ بے شک پٹا جا چکا ہے' وہ لطیفہ کافی دفعہ سنا جا چکا ہے۔

ایک کلاس روم میں ماسٹر صاحب نے ایک لڑکے سے پوچھا کہ دیوان غالب کس نے لکھی ہے؟ اس نے کہا کہ سر میں نے نہیں لکھی۔ اس نے کہا کہ تم جھوٹ بولتے ہو سچ سچ بتاؤ کس نے لکھی ہے اس نے کہا کہ خدا کی قسم میں نے نہیں لکھی۔ اتنی دیر میں ہیڈ ماسٹر صاحب اس کلاس روم میں تشریف لائے اور انہوں نے پوچھا کیا بات ہے؟ ماسٹر صاحب نے کہا کہ جی بات یہ ہے کہ اس لڑکے سے میں نے پوچھا ہے کہ دیوان غالب کس نے لکھی ہے تو یہ جواب دیتا ہے کہ میں نے نہیں لکھی۔ ہیڈ ماسٹر صاحب نے کہا کہ اس کی پٹائی کرو یہ خود تسلیم کرے گا کہ اس نے لکھی ہے۔ میں آپ سے صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میری نظر میں ایک صاحب ایل ایل بی ہیں وہ آج کل ایک بہت بڑے مقام پر فائز ہیں بلکہ ایم اے' ایل ایل بی ہیں۔ ہمارے نصاب تعلیم میں جو خامیاں ہیں میں ان کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

وہ I doesn't eat kaiella.

اس کے بعد She "do" not "went" to Karachi.

اور اس کے بعد She "do" not eat water.

یہ جو ڈز اور ڈزنات ہوتی رہتی ہے۔ اس سے نجات حاصل کرنے کے لئے میری آپ سے گزارش یہ ہے کہ وہ اختیاراتی کمیشن جو مقرر کیا گیا ہے اس کی سفارشات اسی ایوان کے سامنے لائی جائیں اور اس کمیشن میں M.P.As حضرات کو جو واقعی سمجھدار ہیں' باشعور ہیں اور چاہتے ہیں کہ اس نظام تعلیم

کو بہتر بنایا جائے ان کو اس کمیشن میں شامل کیا جائے اور پوری سنجیدگی کے ساتھ' موثر عملی اقدامات اور انقلابی تبدیلیاں لائی جائیں تاکہ اس نظام کو ہم بہتر طور پر مستقبل کے لئے' پاکستان کی خیر خواہی کے لئے بہتر بنا سکیں۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب واجد علی خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب والا! اسی موضوع پر میں نے پچھلے اجلاس کے دوران تحریک التوائے کار پیش کی تھی اور اسی وقت اگر اس کا نوٹس لیا جاتا' کچھ اقدامات کئے جاتے تو میں سمجھتا ہوں کہ خرابی بسیار جو اب ہوئی ہے کچھ نہ کچھ اس میں فرق پڑ جاتا۔ جناب والا! میں نے پچھلی دفعہ بھی عرض کیا تھا کہ پنجاب یونیورسٹی میں جو گڑ بڑ پھیل رہی ہے اس کا ذمہ دار صرف ایک شخص ہے وہ ہے کنٹرولر امتحانات جو کہ پچھلے 18 سال سے اس سیٹ پر بیٹھا ہوا ہے اور اس نے اس ادارے کے تقدس کو پامال کر دیا ہے۔

جناب چیئرمین: خان صاحب! مہربانی کر کے تشریف رکھیں یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا اگر آپ بولنا چاہتے ہیں تو میں آپ کا نام بھی لکھ لیتا ہوں۔ میں اب میاں محمود الرشید سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں۔

میاں محمود الرشید: جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار ــــــ

جناب چیئرمین: میاں صاحب میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ ایک تو تکرار سے بچنا ہو گا اور مختصر بات کرنا ہو گی۔

میاں محمود الرشید: جناب والا! آپ فکر نہ کریں۔ ٹو دی پوائنٹ بات کروں گا۔

جناب سپیکر! پچھلی بار جب اسمبلی کا اجلاس ہو رہا تھا ان دنوں پنجاب میں ایف اے۔ ایف ایس سی کے امتحانات ہو رہے تھے۔ اس حوالے سے قبضہ گروپ کی خبریں بڑے زوروں سے اخبارات میں آتی تھیں اور ساتھ ہی ساتھ امتحانات کے بعد' امتحانی پرچے جن چیکرز حضرات کے پاس جاتے تھے ان کے بارے میں روزنامہ "پاکستان" میں بطور خاص اور بعض دیگر روزناموں میں بھی جلی حروف کے ساتھ یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ پرچہ چیک کرنے والے جو مختلف اساتذہ ہیں انہوں نے طلباء و طالبات کے ساتھ رابطہ کیا اور ان کے پتوں پر ان کے ایڈریس پر ان کو خطوط وغیرہ لکھے۔

جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کے دو حصے ہو سکتے ہیں۔ ایک حصہ تو اس بات سے متعلق ہے کہ آج کل امتحانات کس طرح سے لئے جا رہے ہیں۔ امتحان لینے کا بھی ایک پہلو ہے جس کے

متعلق ہمیں غور کرنا ہو گا اور اس تحریک التوائے کار کا دوسرا حصہ یہ ہے کہ امتحانات کے بعد جب پرچے ممتحن حضرات یا چیکرز حضرات کے پاس بھیجے ہیں' اور نتیجہ مرتب کیا جاتا ہے اس کے بعد نتیجہ شائع ہوتا ہے یہ سارے مرحلے ہیں۔ ایک تو کمرہ امتحان کا معاملہ ہے اور دوسرا کمرہ امتحان سے لے کر نتیجہ آنے تک کا معاملہ ہے۔ جناب سپیکر! جہاں تک کمرہ امتحان کا تعلق ہے مجھے انتہائی دکھ اور افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ اگر بی اے اور بی ایس سی کے امتحانات ہوں تو یونیورسٹی کے اساتذہ کرام اور عملہ ملوث ہوتا ہے اگر بورڈ کے امتحانات ہوں تو مختلف لیول پر جو بورڈ ہیں ان کا عملہ ملوث ہوتا ہے جن کے متعلق عرف عام میں کہا جاتا ہے کہ سیزن لگ رہا ہے۔ مختلف لوگ جو سنٹرز پر ممتحن مقرر ہونا چاہتے ہیں وہ سنٹرز لاکھوں روپے میں بکتے ہیں اور اس طرح کی باقاعدہ Lobbies موجود ہیں' جو بورڈ کی اونچی سے اونچی چیئرمین کو کہہ لیں' سیکرٹری کو کہہ لیں نیچے کے عملے کو کہہ لیں ان کے ساتھ مشورہ کر کے بعض سنٹرز مختلف افراد کے اندر بانٹے جاتے ہیں اور اس سے کوئی بھی بری الذمہ نہیں ہے۔ بورڈ کے چیئرمین سے لے کر بورڈ کے دفتر میں جو چپڑاسی کام کرتا ہے وہ بھی اس سارے نظام کا ایک حصہ ہے۔ میرے خیال میں کوئی فرد ایسا نہیں ہے کہ جو اس سارے نظام میں شامل نہ ہو اور جب امتحانات نزدیک آتے ہیں تو باقاعدہ بھاگ دوڑ ہوتی ہے اور یہ دیکھا جاتا ہے کہ کون سا سنٹر سب سے اچھا ہے' کہاں زیادہ آمدنی ہو گی۔ کہاں سیزن زیادہ بہتر انداز میں لگ سکتا ہے اور یہ بات دیکھنے میں آئی ہے کہ لاکھوں روپے دے کر وہ سنٹرز الاٹ کروائے جاتے ہیں۔ اس کے بعد بزنس کے طور پر کئی لاکھ روپے کمائے جاتے ہیں اور اسی کے بعد وہی اساتذہ کرام گاڑیاں بھی لیتے ہیں پلاٹ بھی لیتے ہیں' کوٹھیاں بھی بناتے ہیں اور باقی سارے معاملات اسی طرح سے چلتے ہیں۔

(۱۷) جناب سپیکر! دوسری بات جو میں کہنا چاہتا ہوں کہ یہ تو امتحانی سنٹرز کا معاملہ تھا۔ دکھ کی بات یہ ہے کہ کبھی تو طلباء کے متعلق یہ شکایت عام تھی اب طالبات کے امتحانی سنٹرز بھی بکنا شروع ہو گئے ہیں۔ میں اس کا حوالہ دے سکتا ہوں۔ وہاں پر جو ممتحن ٹیچرز تھیں انہوں نے یہ کہا کہ آپ فلاں کے پاس اتنے اتنے سو روپے جمع کروا دیجئے اور جن ایک دو بچیوں نے وہ رقم جمع نہیں کروائی انہیں صحیح طور پر امتحان بھی نہیں دینے دیا گیا اور وہ گھروں میں آکر روتی پیٹتی رہیں کہ جناب! ہم تو محنت کر کے گئے تھے اور جن طالبات نے یہ چند سو روپے دیئے تھے ان کو تو بہترین پرچے حل کرنے کا موقع دیا گیا اور دوسروں کو صحیح انداز سے بیٹھنے بھی نہیں دیا گیا۔ یہ انتہائی افسوس کی بات ہے دوسرا جو اس کا پہلو تھا وہ یہ ہے کہ امتحانات کے بعد جب پرچے مختلف حضرات کو جاتے ہیں تو اک Secracy branch ہوتی ہے جو کہ یونیورسٹی میں بھی ہے اور بورڈ میں بھی ہے۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ اسے branch

Secracy کہنا ہی نہیں چاہئے کیونکہ وہاں سے ساری بات افشا ہوتی ہے اور وہاں تمام لوگ اس دھندے میں مصروف ہیں اور وہاں پر تو پرچے تک بدل دیئے جاتے ہیں۔ میں اس کی مثال دیتا ہوں محکمہ ہاؤسنگ میں شمس الرحمان صاحب کی بچی شازیہ شمس ہے جس نے 90-1989ء میں ایف۔ ایس۔ سی کا امتحان دیا بچی شروع سے آخر تک سکالر شپ ہولڈر ہے 80 فیصد اس کے نمبر ہیں اس کے تینوں پرچے بیالوجی' فزکس اور کیمسٹری کے تبدیل کر دیئے جاتے ہیں اور ان تینوں پرچوں میں Grace marks سے پاس کر دیا جاتا ہے جبکہ بقایا پرچے جیسے اردو' سوشل سائنسز اور دیگر پرچوں میں اس لڑکی کے 78 فیصد نمبر ہیں اور جب رزلٹ آتا ہے وہ کہتی ہے کہ میرے تو اتنے اچھے پرچے ہوئے تھے اور یہ رزلٹ تو میرا نہیں ہے۔ اس کے والد جو پہلے محکمہ تعلیم میں انڈر سیکرٹری تھے آج کل ہاؤسنگ میں ہیں۔ میرے حلقہ انتخاب میں رہتے ہیں' ہم بھاگ دوڑ کرتے ہیں اور پھر بعد میں بورڈ کی توجہ مبذول کرواتے ہیں کمیٹی بیٹھتی ہے وہ پرچے Writing Expert کے پاس جاتے ہیں۔ وہاں سے مثبت رپورٹ آ جاتی ہے کہ واقعی اس بچی کے پرچے تبدیل کئے گئے ہیں۔ اس کا رول نمبر مٹا کر کسی اور کا لکھ دیا گیا ہے اور کسی تھرڈ ڈویژن بچی کے پرچوں سے تبدیل کر کے اس کو فرسٹ ڈویژن دلوا دی جاتی ہے اور اس بچی کی بعد میں سیکنڈ ڈویژن آتی ہے۔ وہ بچی اب تقریباً" ذہنی توازن کھو بیٹھی ہے۔ اس بارے میں وزیر تعلیم سے سیکرٹری تعلیم سے اور باقی بھی جو متعلقہ حضرات ہیں ان سے بھی ہم بات کر چکے ہیں جس کو ایک سال کا عرصہ گزر چکا ہے لیکن اس کی شنوائی کسی جگہ پر بھی نہیں ہو رہی۔ اس کا حق اسے ملنا چاہئے۔

جناب والا! اسی طرح میں ایک اور انکشاف کرنا چاہتا ہوں ویسے تو سینکڑوں کی تعداد میں مثالیں ہیں میٹرک کا امتحان جو اس دفعہ 1990ء میں اناؤنس ہوا۔ اس میں تین طلباء ایسے تھے جنہیں میں ذاتی طور پر جانتا ہوں خالد محمود رول نمبر 19989- سہیل عثمان رول نمبر 19992- امانت علی رول نمبر 19994- ان کے کیمسٹری کے پرچے تھے اور ان کے ممتحن صاحب یعنی چیکر صاحب کا نام ہے رانا محمد اقبال جو مسلم ماڈل ہائی سکول لاہور کے پرچے چیک کرنے والے محترم استاد ہیں وہ ان کے گھروں تک ان کی دہلیز تک پہنچے۔ نمبردار کے ڈیرے پر گئے وہاں پر سودے بازی ہوئی' پانچ سو اور آٹھ سو روپے لے کر ان کے پرچے تبدیل کر دیئے گئے' نئی شیٹیں انہیں فراہم کی گئیں اور اس کے بعد اپنی مرضی سے نمبر لگوائے گئے۔ میں اس ایوان کے فلور پر بڑی ذمہ داری کے ساتھ کھڑے ہو کر یہ بات کر رہا ہوں یہ کتنے دکھ اور افسوس کی بات ہے اس بارے میں' میں نے پہلے بھی یہ کہا تھا اور روزنامہ "پاکستان" کی خبر کا حوالہ دیا تھا کہ میرے حلقہ انتخاب میں بیسیوں بچے اور بچیاں ایسی ہیں جنہیں ایسے

خطوط آئے کہ آپ فلاں جگہ پر رابطہ کریں آپ کی مرضی کے مطابق آپ کا پرچہ حل کر دیا جائے گا۔ جناب سپیکر! میں یہ کہتا ہوں کہ انہی افراد پر ہم اعتماد کرتے ہیں۔ ہمارے پاکستان کی جو پوری نوجوان نسل ہے اس سسٹم کی زد میں ہے یہاں سے جو ہونہار محنتی ذہین' تربیت یافتہ طالب علم نکلیں گے جو ہمارے ملک کا مستقبل ہیں' ہمارے ملک کی باگ ڈور انہیں سنبھالنا ہے۔ ان کے ساتھ یہ رویہ رکھا جاتا ہے کہ انہیں صحیح انداز کے ساتھ اس عمل سے گزرنے تک نہیں دیا جاتا اور یہ افراد جو پہلے سنٹر کی الاٹمنٹ کے موقع پر' پھر امتحان لینے کے موقع پر پھر پرچے چیک کرنے کے موقع پر پھر رزلٹ کے موقع پر یہی سب کچھ بنے ہوئے ہیں اور لاکھوں طلباء کے مستقبل کے ساتھ ان کی قسمتوں کے ساتھ کھیلتے ہیں ____ وہ لوگ جو ذہین اور محنتی ہیں آج وہ سر پکڑ کر بیٹھے ہوئے ہیں کہ ہماری محنت اور ذہانت کیا کرتی۔ وہاں پر تو چند ہزار روپے دے کر اپنی مرضی کے نمبر لگوا لئے جاتے ہیں۔

جناب والا! میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ہم میرٹ کا چرچہ تو بہت کرتے ہیں کہ داخلوں میں میرٹ چل رہا ہے' ہر جگہ میرٹ چل رہا ہے' انجینئرنگ کالجوں میں بھی میڈیکل کالجوں میں بھی اور دیگر کالجوں میں بھی۔ اس کے فوائد بھی ہوں گے لیکن اس کا بہت بڑا نقصان جناب والا! یہ ہے کہ آج ہر طالب علم یہ چاہتا ہے کہ میں دس بیس پچاس ہزار روپے دے کر 800 یا 850 نمبر حاصل کر لوں۔ وہ پرچوں میں بھی رد و بدل کرتا ہے۔ وہ یہ سوچتا ہے' اس کے لواحقین یہ سوچتے ہیں کہ پچاس ہزار' ایک لاکھ دے کر میرے بچے یا بچی کا مستقبل بن جائے گا وہ میڈیکل کالج میں پہنچ جائے گا یا انجینئرنگ یونیورسٹی میں پہنچ جائے گا اور اسے محنت کی پریشانی یا کوئی دقت لاحق نہیں ہوتی۔ تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ حضرات جو بورڈ کے حضرات ہیں یا یونیورسٹی کی انتظامیہ ہے یہی سارا کچھ کرتے ہیں اور کیا کسی شاعر نے خوب کہا ہے۔

وہی قاتل وہی شاہد وہی منصف ٹھہرے
اقربا میرے کریں خون کا دعویٰ کس پر

وہ امتحانی سنٹرز بھی اپنی مرضی سے الاٹ کریں' وہ پرچے بھی اپنی مرضی سے مختلف اصحاب کو بانٹیں اور اپنی مرضی سے رزلٹ کا اعلان بھی کریں۔

ایک مزید بات جو بالکل متعلقہ ہے اور پرسوں کے فرنٹیر پوسٹ میں شائع ہوئی ہے۔ آج تین ساڑھے تین ماہ کا عرصہ ہو گیا ہے بورڈ کے امتحان ختم ہوئے ابھی تک نتیجہ کا اعلان نہیں ہوا۔ یہ المیہ ہے کہ پورا ایک سال سٹوڈنٹس کا ضائع ہونے کو ہے۔ کسی نے آرمی میں جانا ہے' کسی نے میڈیکل میں جانا ہے' کسی نے انجینئرنگ یونیورسٹی میں جانا ہے اور کسی نے Foreign Services میں جانا ہے

اور وہ لوگ دم سادھ کر پریشان حال بیٹھے ہیں کہ تین ساڑھے تین ماہ کا عرصہ گزرنے کے باوجود ان کے نتیجہ کا اعلان نہیں ہوا۔ میں اپنی بات کو سمیٹتے ہوئے عرض کروں گا کہ ابھی ڈاکٹر افضل اعزاز صاحب ماضی کے ہمارے وزیر تعلیم کا حوالہ دے رہے تھے۔ کچھ چٹے ان پڑھ تھے' کچھ ہندو تھے اور کچھ کو زبردستی وزیر بنایا گیا تھا۔ لیکن جو موجودہ وزیر تعلیم ہیں میں ان کا معترف بھی ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ ایک پڑھے لکھے آدمی ہیں' محنتی ہیں جس انداز سے وہ کام کر رہے ہیں ہمیں امید ہے کہ ہمارے موجودہ نظام تعلیم میں جو بھی نقائص ہیں ان کو دور کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اس میں میری ایک تجویز ہے کہ کسی جزوی اقدام کا کوئی خاطر خواہ فائدہ نہیں نکلے گا۔ ماضی میں یہی کچھ ہوتا ہے کہ دو چار آدمیوں کو معطل کر دیا' سنٹروں میں پولیس بٹھا دی۔ جب تک اس پورے سسٹم کو نہیں بدلا جاتا اس وقت تک آپ فوج بھی لے آئیں یہ مسئلہ حل نہیں ہو گا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ امتحانی نظام سینکڑوں برسوں سے چل رہا ہے۔ اس نظام کا از سر نو جائزہ لینا ہو گا اور آج کے نئے مسائل جو ہیں ان کو مدنظر رکھتے ہوئے اور خرابیوں کا ازالہ کرتے ہوئے کوئی نیا نظام اپنانا ہو گا۔ شکریہ!

جناب سپیکر: میں جناب شوکت داؤد صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

جناب شوکت داؤد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ میرے معزز رکن نے جو تقریر کی ہے اسی کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ ان حقائق کو مدنظر رکھا جائے یا ان حقائق کی جو کڑیاں ہیں ان کو بیان کئے بغیر ہم اپنا اصل مقصد حاصل نہیں کر سکتے۔ جیسے کہ ڈاکٹر صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ ہمارے نظریہ تعلیم' ہمارے طریقہ تعلیم اور نظام تعلیم میں جو خرابیاں پائی جاتی ہیں وہ بنیادی اہمیت رکھتی ہیں۔ طریقہ تعلیم کو تو ہم زیر بحث لا رہے ہیں لیکن کیا ہم نے یہ سوچا ہے کہ ہم نے جس نظام تعلیم کو اپنایا ہوا ہے اور جس پر ہم یہ تنقید ضرور کرتے رہے ہیں کہ یہ ایک انگریز کا بنایا ہوا ہے۔ لیکن اس کی اصلاح کے لئے کبھی ہم نے کچھ کیا؟ میں سمجھتا ہوں کہ جب تک بنیادی طور پر ہم اس نظام تعلیم کو تبدیل نہیں کریں گے ہم اپنے طالب علموں کو ذہنی طور پر تیار نہیں کریں گے کہ ہم نے ایک اچھا شہری بننا ہے' ہم نے ان قوانین کا احترام کرنا ہے جو ہمارے ملک میں رائج ہیں۔ ہم نے اس مقام کو حاصل کرنا ہے جس کے لئے ہم سمجھتے ہیں کہ تعلیم حاصل کر کے ہی ہم ایک اچھے شہری بن سکتے ہیں اس وقت تک ہم کسی بھی نظام کو درست نہیں کر سکتے۔ میں

نے اپنی تقاریر میں ہمیشہ اس بات پر زور دیا ہے کہ ہمیں اپنے نظام تعلیم کو درست کرنا ہے۔ اگر ہمارا نظام تعلیم درست ہو گا اگر ہم اپنے طالب علموں کو ذہنی طور پر اس طریقے پر تیار کریں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ تمام خرابیاں جب ہی دور ہوں گی۔ میں یہی سمجھتا ہوں کہ تعلیم کی کمی کی وجہ سے ہم باقی ممالک سے پیچھے ہیں ہم اس کمی کو بھی دور کر سکیں گے اور ترقی کے مراحل کو بھی طے کر سکیں گے۔ جہاں تک کل کے اخبارات میں اس واقعے کی اشاعت کا تعلق ہے میرے جتنے بھی ملنے والے تھے انہوں نے تمام تر ذمہ داری ہم ممبران اسمبلی پر عائد کی۔ وہ بجا طور پر یہ کہہ سکتے ہیں کیونکہ ہمارے شہری یا ہمارے ووٹر یہ سمجھتے ہیں کہ اس صوبے میں جو بھی قانون ہم بناتے ہیں اس پر عملدرآمد کرانا بھی ہم ممبران کی ذمہ داری ہے۔ جہاں بھی امن و امان کا مسئلہ درپیش ہوتا ہے وہاں ہمیں اس کا ذمہ دار سمجھا جاتا ہے ہم نے اس امن و امان کے مسئلہ کو حل کرنا ہے اور آج میں افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ پچھلے دنوں جو مرغا سکینڈل ہر کسی کی زبان پر تھا اگر اسے اچھے طریقے سے نپٹایا جاتا اگر اس کے مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچایا جاتا تو آج کا یہ واقعہ پیش نہ آتا۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس کی ذمہ داری ہمارے محکمہ تعلیم اور جناب وزیر تعلیم پر بھی عائد ہوتی ہے۔ ہمارا مقصد یہ نہیں ہے کہ ہم ٹیچر صاحبان کی تبدیلیاں کراتے پھریں بلکہ ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم جس نظام کو چلا رہے ہیں جس مشینری کو چلا رہے ہیں اس کو درست بھی رکھیں۔ آج کچھ نکات میرے محترم بھائی میاں محمودالرشید صاحب نے بھی اٹھائے اور جناب ڈاکٹر صاحب نے بھی اٹھائے کہ چغتائی صاحب کا یہ بیان کہ یہ ایک معمولی واقعہ تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یا تو یہ ان کی لاعلمی ہے یا حقائق کو چھپانے کی ناکام کوشش۔ اس سلسلہ میں' میں یہی عرض کروں گا کہ اگر ہم 123 کروڑ روپیہ تعلیم کے بجٹ پر خرچ کرتے ہیں تو کیا ہم نے یہ سوچا ہے کہ ہمارا یہ روپیہ صحیح معنوں میں تعلیم کے فروغ کے لئے خرچ ہو رہا ہے۔ کیا یہ پیسے کا زیاں تو نہیں ہے۔ محض نئی آسامیاں پیدا کرنا' نئے سکول بنانا' اس سے یہ مسئلہ حل نہیں ہوتا بلکہ ہمیں اس سسٹم کو تبدیل کرنا پڑے گا۔ سب سے پہلے نظام تعلیم کو درست کرنا اور اس کے بعد طریقہ امتحان کو تبدیل کرنا ہو گا۔ ہمیں یہ دیکھنا ہو گا کہ کس طریقہ کو اپنایا جائے کہ جس سے اصلاح ہو سکے۔ جو امیدوار یا جو طالب علم خاص طور پر پروفیشنل کالجز میں داخلہ لے رہے ہیں کیا وہ اس معیار پر پورا اترتے ہیں' کیا وہ بوٹی کے ذریعے نقل لگا کے تو نہیں آئے؟ میں سمجھتا ہوں کہ ان کا ایک اور ٹیسٹ ہونا چاہئے اگر وہ اس ٹیسٹ پر پورا اترتے ہیں تو ان کو کالجز میں داخلہ ملنا چاہئے چاہے انہوں نے جتنے بھی مارکس لئے ہوں۔ اگر وہ اس پر پورا نہیں اترتے تو ان کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ ان اداروں میں داخلہ لے سکیں۔

اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی کہوں گا کہ ہمارے جو پرائمری کے ادارے ہیں' ہمیں پرائمری تعلیم کی طرف توجہ دینی چاہئے اور ہم نے عام طور پر یہ دیکھا ہے کہ جتنے بھی طلباء تھرڈ ڈویژن ہوتے ہیں جتنے بھی میٹریکولیٹ ہوتے ہیں ان کو پرائمری سکولوں میں استاد لگا دیا جاتا ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک فاؤنڈیشن ہوتی ہے چھوٹی جماعتوں کے بچے پڑھانا میں سمجھتا ہوں سب سے مشکل مرحلہ ہے۔ ہمیں اس نظام میں اس انداز میں تبدیلیاں لانی چاہئیں اور پرائمری سیکشن میں اعلیٰ تعلیم یافتہ اور ذہین لوگ متعین ہونے چاہئیں۔ تاکہ وہ طالب علموں کو ذہنی طور پر صحیح راستہ پر گامزن کر سکیں اور ان میں ایک روانی آ جائے اور اس نظام تعلیم کو بہتر کرنے میں معاون ثابت ہو سکیں۔ میں اپنی بات کو مختصر کروں گا کیونکہ کئی باتیں ہیں جو وہ کر چکے ہیں میں ان کو دہرانا نہیں چاہتا لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ کمیٹیاں بنانے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا بلکہ کمیٹیوں کو عملی طور پر بھی کچھ کرنا چاہئے اور اس میں ممبران کو' ان کی رائے کو اور ان کی نمائندگی کو ضرور ہونا چاہئے تاکہ اصل حقائق سے ہمیں واقفیت ہو۔ اس مسئلہ پر ہمیں فوری توجہ دینی چاہئے اور اس کے تدارک کے لئے جتنی جلد ممکن ہو سکے اقدامات کئے جائیں اور اسے اپنایا جائے۔ تاکہ درستگی ہو۔ ہمارے لئے یہ ایک باعث شرم بات ہے کہ ہم پہلے کہا کرتے تھے کہ "علم ایک ایسی دولت ہے جسے چرایا نہیں جا سکتا" لیکن اب ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ "دولت سے علم خریدا ضرور جا سکتا ہے" شکریہ صاحب۔

جناب چیئرمین: اس وقت پندرہ منٹ باقی ہیں اور میرے پاس جو مقررین کی فہرست ہے اس میں بارہ (12) افراد ہیں' آپ دوستوں نے اس بات کا فیصلہ کرنا ہے کہ ہم نے کتنا وقت بڑھانا ہے؟

شیخ محمد طاہر رشید: جناب والا! اس معاملے کو لینا تو ضروری ہے اور اس کے لئے ٹائم بڑھائیں۔ اگر آج یہ معاملہ طے نہیں ہوتا تو اس کو کل کے لئے رکھیں یہ کوئی معمولی نوعیت کا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ تو قوم کے مستقبل کا سوال ہے۔ قوم کے معماروں کے متعلق بات ہو رہی ہے جنہوں نے کل کو آپ کی نشست پر آنا ہے کل کو انہوں نے ہماری نشست پر آنا ہے۔

جناب چیئرمین: میں دوستوں سے مشورہ ہی تو کر رہا ہوں میرے بھائی میں کوئی فیصلہ تو نہیں سنا رہا۔ تو میرے خیال میں اگر سب آدمیوں نے بولنا ہے تو میں گزارش کروں گا کہ ہمیں دو تین منٹ تک اپنی بات کو محدود رکھنا ہو گا۔

شیخ محمد طاہر رشید: اصولی طور پر دس (10) منٹ کا حق دیا گیا ہے وہ تو آپ ہم سے واپس نہ لیں۔

جناب چیئرمین: وہ تو محرک کے لئے ہے۔ دس منٹ تو بہت زیادہ ہیں۔ آپ اپنی بات کو دو دو

تین تین منٹ تک محدود رکھیں کیونکہ مسائل کا سب کو علم ہے' کسی دوست کے پاس کوئی حل ہے تو میرے خیال میں وہ پیش کریں تو زیادہ مناسب ہو گا۔ بہرحال وزیر تعلیم صاحب زیادہ غور سے آپ کی بات سنیں گے اور بہتر طور پر آپ کے مشورے پر عمل کرنے کی پوزیشن میں ہوں گے۔ تو میں اس وقت رانا ثناء اللہ خان صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں لیکن اختصار کے ساتھ۔

رانا ثناء اللہ خان: شکریہ جناب سپیکر! میں جناب ڈاکٹر محمد افضل اعزاز اور شوکت داؤد صاحب کے جو خیالات ہیں ان سے اتفاق نہ کرتے ہوئے یہ عرض کروں گا کہ انہوں نے کل جس معاملے کو تحریک التوائے کار کی صورت میں پیش کیا تھا وہ یقیناً مفاد عامہ کا معاملہ تھا لیکن نہ جانے ان کو بعد میں کوئی ہدایت مل گئی اور آج انہوں نے اس معاملہ کو جو کہ یہ تھا کہ امتحانی مرکز پر قبضہ گروپ نے قبضہ کیا ہے۔ اس پر اظہار خیال کرنے کی بجائے انہوں نے تعلیم پر Policy Statement دینی شروع کر دی۔ جناب والا! مجھے ان کی اس بات سے اتفاق ہے کہ ہمارا جو نظام تعلیم ہے وہ اصلاح طلب ہے۔ یہ آج سے پانچ دس سال پہلے بھی اصلاح طلب تھا آج بھی اصلاح طلب ہے اور آئندہ آنے والے وقتوں میں بھی اصلاح طلب رہے گا کیونکہ کوئی بھی بات آخری نہیں ہوتی اور ہر بات میں بہتری اور اصلاح کی گنجائش بہرحال رہا کرتی ہے۔ لیکن اس وقت جو معاملہ زیر غور ہے یہ ہے کہ ایک امتحانی مرکز میں ایک طالب علموں کے قبضہ گروپ نے یا ایک نوجوانوں کے قبضہ گروپ نے قبضہ کیوں کیا؟ تو اس کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ یہ نظام تعلیم جسے انہوں نے بالواسطہ ذمہ دار ٹھہرایا ہے آج سے پانچ سال پہلے بھی تو یہی تھا اس وقت قبضہ کیوں نہیں ہوتا تھا' دس سال پہلے بھی یہی تھا اس وقت قبضہ کیوں نہیں ہوتا تھا۔ یہ ایک رجحان تھا یہ Develope ہو رہا ہے اور مسلسل آگے کی طرف جا رہا ہے جس وجہ سے یہ جو قبضہ والی Tendency ہے وہ آگے بڑھ رہی ہے اور اگر اس امتحانی مرکز پر ہونے والی غنڈہ گردی اور قبضہ گروپ کو صرف امتحانی مرکز کے حوالے سے ہی دیکھیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم معاملے کی تہہ تک نہیں پہنچ سکیں گے۔ پہلے ہمیں اس کے تناظر میں بلکہ اس پورے ملک میں جو قبضہ گروپ کی غنڈہ گردی ہو رہی ہے جو قبضہ گروپ کا راج ہے ہمیں اس تناظر میں دیکھنا پڑے گا۔ تب جا کر ہمیں یہ بات سمجھ آئے گی کہ یہ رجحان جو ہے یہ ملک میں کیوں Develope ہو رہا ہے اور اس کا طریقہ کار کیا ہے؟ جناب والا! جب ایک نوجوان سڑک پر سے گزرتا ہے اور وہ دیکھتا ہے کہ کل یہاں پر گرین بیلٹ تھی اور آج یہاں پر قبضہ گروپ کے ایک فرد نے یا قبضہ گروپ کے خاندان کے ایک فرد نے یہاں پر پٹرول پمپ بنا لیا ہے اور جب اسے دو روز بعد پتہ چلتا ہے کہ وہ

پٹرول پمپ جو ہے وہ 17 لاکھ میں بیچا جا چکا ہے تو پھر اس کا اس پر بھی اثر ہوتا ہے۔ جب ایک نوجوان کسی سڑک پر سے گزرتا ہے اور جب وہ دیکھتا ہے کہ کل یہاں پر سرکاری اراضی تھی اور آج اسے اونے پونے داموں قبضہ گروپ کے ایک فرد نے حاصل کر کے یہاں پر شاپنگ پلازہ بنانا شروع کر دیا ہے۔ تو اس کا بھی اس پر کوئی اثر ہوتا ہے۔ جب وہ دیکھتا ہے کہ چونگیوں کا ٹھیکہ جو کہ اتنے کروڑ روپے میں جانا تھا وہ اتنے کروڑ میں صرف اس لئے گیا ہے کہ وہ ٹھیکہ لینے والا قبضہ گروپ کا ایک فرد ہے تو اس کا بھی اس پر کوئی اثر پڑتا ہے۔

جناب چیئرمین: جناب شوکت داؤد صاحب کھڑے ہیں ـــــــ

جناب شوکت داؤد: جناب والا! رانا صاحب کی خدمت میں ایک شعر عرض ہے۔

جناب چیئرمین: آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب شوکت داؤد: جناب والا! وہ میرا پوائنٹ آف آرڈر ہی ہے۔ ہمیں تو انہوں نے کہا کہ ہم نے تو نظام تعلیم کی بات کی تھی لیکن جناب والا وہ تو پٹرول پمپ اور گرین بیلٹ کی طرف چلے گئے ہیں۔ اس لئے میں کہہ رہا ہوں کہ:

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

جناب چیئرمین: میرے خیال میں یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ آپ تشریف رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! اگر میرے محترم دوست میری بات کو مکمل ہونے دیتے تو شائد انہیں یہ اعتراض نہ ہوتا اور انہوں نے شعر بھی ویسے غلط پڑھا ہے۔ بہرحال وہ میری بات کو مکمل ہونے دیتے تو انہیں کوئی اعتراض نہ ہوتا۔ تو جناب والا! میں یہ بات کر رہا ہوں کہ آج اس ملک کا نوجوان قبضہ گروپ کی کارروائیاں دیکھتا ہے وہ دیکھتا ہے کہ یہاں پر قبضہ ہونے سے کس نے 17 لاکھ کما لئے' یہاں پر قبضہ گروپ نے اتنے کروڑ روپے کما لئے' تو پھر اسے بھی اس دوڑ میں شامل ہونے کی اور اسے بھی دولت سمیٹنے کا خیال آتا ہے تو پھر وہ کہاں پر قبضہ کرے گا تو وہ پھر کسی امتحانی سنٹر پر بھی قبضہ کرے گا کیونکہ اقتدار تو سٹوڈنٹ کے پاس نہیں ہے' اس کا کوئی وزیر نہیں ہے' اس کا کوئی وزیراعلیٰ نہیں ہے' اس کا کوئی وزیراعظم نہیں ہے کہ وہ اسے کہہ کر کروڑوں کا چونگیوں کا ٹھیکہ لے لے۔ یا اسے کہہ کر وہ سرکاری اراضی الاٹ کروا کے اس پر شاپنگ سنٹر بنا دے یا اسے کہہ کے وہ

گرین بیلٹ کو پٹرول پمپ میں تبدیل کر دے' تو پھر اس کا جہاں پر زور چلے گا وہ وہیں پر قبضہ کرے گا۔ جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ یہ جو قبضے کا رجحان ہے' جو سرکاری سرپرستی میں ہونے والی غنڈہ گردی ہے۔ جو ہونے والے سرکاری اراضی پر اور عوام کی دولت پر قبضے ہیں یہ اسی رجحان کا شاخسانہ ہے اور بنیادی طور پر جب تک اس رجحان کا تدارک نہیں کیا جائے گا جب تک قبضہ گروپ کے ان افراد کو عوام کی دولت سمیٹنے سے نہیں روکا جائے گا اس وقت تک اس ملک کے جو دوسرے نوجوان ہیں' جن کا اس سائیڈ پر تو زور نہیں چلتا تو وہ اس قسم کے راستے نکالیں گے اس لئے اس بات کو صرف اسی حد تک نہیں دیکھنا چاہئے کہ جناب وزیر تعلیم یہ کر دیں جناب وزیر تعلیم وہ کر دیں تو وہ بے چارے اکیلے کیا کریں گے جب تک یہ پورا نظام تبدیل نہیں کیا جاتا اور اس میں پوری موجودہ حکومت شامل ہے' پورا موجودہ حکمران ٹولہ شامل ہے اور یہ بات بھی آپ کے سامنے عیاں ہے کہ یہ کتنا عوامی اہمیت کا حامل مسئلہ تھا اور حزب اقتدار کی طرف سے تین معزز ممبران نے اس کو پیش کیا تھا اور اس کے باوجود آپ یہ دیکھ لیں کہ حزب اقتدار کے بنچوں پر حاضری کتنی ہے؟ شکریہ۔

جناب چیئرمین : اب میں محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ سے کہوں گا کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں۔

بیگم فوزیہ بہرام : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ شکریہ جناب سپیکر! میں ابھی اپنے تمام ممبران کی تقاریر جو انتہائی اہمیت کی حامل ہیں' موضوع بھی ایسا ہی ہے' سن رہی تھی۔ اس تحریک کے محرک صاحبان بھی انتہائی پڑھے لکھے ہیں۔ لیکن مجھے بہت افسوس ہوا کہ کسی کے علم میں یہ بات نہیں ہے کہ اس حکومت کے تشکیل میں آنے کے بعد فوری طور پر پنجاب ایجوکیشن کونسل تشکیل دی' پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن علیحدہ ہے۔ پنجاب ایجوکیشن کونسل تشکیل دی ہے جس کی میں رکن بھی ہوں۔ وہ صرف اور صرف اس بات کے لئے تشکیل دی ہے کہ موجودہ سسٹم میں جو خرابیاں ہیں ان کو دور کیا جائے' ان کا تدارک کرنے کے لئے اقدامات کئے جائیں' کس قسم کے فیصلے کئے جائیں کہ یہ جو معاشرتی برائیاں ہیں جس کے لئے آپ نہ تو موجودہ حکومت کو' نہ چھ مہینے کی حکومت کو اور نہ چھ سال کی حکومت کو الزام دے سکتے ہیں' یہ جس طرح سب نے اپنی تقاریر میں تسلیم کیا برائی بہت عرصے سے آہستہ آہستہ بڑھی اور بڑھتے بڑھتے تعلیمی میدان میں اس حد تک آ گئی اور مجھے بہت افسوس ہے کہ آج تک اس کونسل کو جس کی میں خود رکن ہوں نہ تو کسی ممبر نے خواہ وہ حزب اقتدار کی طرف سے ہے یا حزب اختلاف کی طرف سے ہے کوئی تجویز دی' کوئی ہمیں رائے دی یا کسی قسم کی تجویز

وزیر تعلیم یا سیکرٹری ایجوکیشن کو دی۔ سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ مجھے اس بات پر بھی شبہ ہے کہ ہمارے ممبران کو یہ علم بھی ہو کہ موجودہ حکومت نے برسراقتدار آ کر ایک کونسل اس قسم کے معاملات کو سیٹ کرنے کے لئے فوراً تشکیل دی۔ اس کے ساتھ حکومت کے Expert Educationist بیٹھے ہوئے ہیں اور اس بات کا بڑی سنجیدگی کے ساتھ وزیر تعلیم اور ہم تمام ممبران جائزہ لے رہے ہیں کہ اس سسٹم کو جو ایک دو روز سے نہیں بہت عرصے سے خراب ہوا کس طریقے سے بہتری اور بھلائی کی طرف لے جایا جائے۔ میں صرف یہی کہوں گی اور میں زیادہ وقت بھی نہیں لینا چاہتی کہ جو ممبران حکومت میں ہیں ہمارا سب سے پہلے فرض ہے' یہی نہیں کہ ہم صرف برائی کی نشان دہی کر دیں' نشان دہی کرنے کے بعد اس کے تدارک کے لئے' اس کو ٹھیک کرنے کے لئے عملی قدم اٹھانے کا کام کیا جائے۔ پچھلی دفعہ جب یہاں پر ایک تحریک پیش ہوئی تو سپیکر صاحب نے ایک رولنگ دی۔ وہ رولنگ تھی تو ٹھیک لیکن مجھے وہ سن کر بہت افسوس ہوا۔ سپیکر صاحب نے کہا کہ ان تحریکوں کا یہی ہوتا ہے کہ ان کو یہاں بیٹھ کر ہم اچھی طرح thrash out کرتے ہیں' تمام مسائل سامنے آ جاتے ہیں' ڈسکشن ہوتی ہے' ہوتا تو یہی ہے۔ لیکن یہ نہیں ہونا چاہئے۔ ڈسکشن ہونے کے بعد آج یہاں جتنے لوگ موجود ہیں ہر ممبر کو ایک فیصلہ کر کے یہاں سے اٹھنا چاہئے۔ یہ فورم صرف اس لئے نہیں کہ حکومت پر تنقید کر کے' انتظامیہ پر تنقید کر کے' برائی کو سامنے لا کے' ننگا کر کے اور پھر چھوڑ کر اپنے گھر بیٹھ جائیں۔ تو فائدہ کیا ہوا؟ بات یہ ہے کہ اس تمام برائی کو دور کرنے کے لئے جس کی آج نشان دہی کی گئی ہے جب ہماری اگلی میٹنگ ہو اس میں تشریف لائیں اور میں وزیر تعلیم سے درخواست کروں گی کہ اس میٹنگ میں وہ ممبران جو آج یہاں تقریریں کریں اور خصوصی طور پر محرک' ان سب کو دعوت دی جائے۔ وہ آئیں اور وزیر تعلیم کو' سیکرٹری تعلیم کو اور مجھے بطور ممبر اپنی آرا دیں۔ میں اس کونسل کے اندر بیٹھ کے کچھ فیصلے کرواؤں گی اور ان فیصلوں کو جو حکومت کرے گی اسی وقت نافذ کیا جا سکتا ہے جب ایک ایک ممبر ایک ایک فرد یہاں بیٹھا ہوا اپنے اپنے حلقے میں انتظامیہ کے اور حکومت کے ہاتھ مضبوط کرے' سختی کے ساتھ ان فیصلوں کو نافذ کرانے کے لئے جب تک حکومت اور انتظامیہ کی مدد نہیں کی جائے گی ایک وزیر تعلیم پنجاب میں لاہور میں ہیڈ آفس میں بیٹھ کے جو فیصلہ کر لے وہ چکوال یا ڈیرہ غازی خان یا کسی اور جگہ اسی وقت نافذ ہو گا جب اس علاقے کا ممبر حکومت کا ساتھ دے۔ ہم گورنمنٹ پر تنقید کر کے' اس کی جھولی میں ذمہ داریاں ڈال کے' انتظامیہ کی جھولی میں ذمہ داریاں ڈال کے پیچھے نہیں ہٹ سکتے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ جو سسٹم خراب ہے جس کی آج نشان دہی کی گئی ہے بجا طور پر یہ اہمیت کا حامل ہے لیکن یہاں پر فرد خواہ وہ جس بنچ

پر بھی بیٹھا ہوا ہے اس خرابی کا ذمہ دار ہے اور ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم حکومت کے' انتظامیہ کے فیصلے جو وہ کونسل کے تحت کرے یا اس تحریک کے نتیجے میں کرے ان کو نافذ کرانے میں' عمل درآمد کرانے میں ان کا ہاتھ بٹائیں۔ ورنہ میں سمجھتی ہوں کہ اس قسم کی تحریکوں کا سوائے کسی کی بے عزتی کرنے یا تضحیک کرنے یا اخباری خبر بننے کے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: جناب حاجی محمد افضل چن۔ تشریف نہیں رکھتے۔ فرید احمد پراچہ صاحب۔ ذرا مختصر۔ میرا خیال ہے وقت میں توسیع کی جائے۔ کتنی کی جائے؟ تیس منٹ کے لئے وقت میں اضافہ کیا جاتا ہے۔

جناب فرید احمد پراچہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ جناب سپیکر! میں وہاں سے بات شروع کروں گا جہاں پر فاضل رکن محترمہ فوزیہ بہرام نے بات ختم کی ہے۔ گزارش یہ ہے کہ ایک ایجوکیشن کونسل کا ذکر کیا گیا اور یہ کہا گیا کہ ممبران کی طرف سے تجاویز نہیں دی جاتی ہیں اور محض تنقید کی جاتی ہے۔ میں عرض کروں گا کہ میں نے نظام امتحانات پر ایک کانفرنس کی تھی اور اس کے علاوہ اخبارات میں مضامین لکھے اور مجھے افسوس ہے کہ نہ وزیر تعلیم صاحب نے اس پریس کانفرنس کو نہ اخباری مضمون کو پڑھا اور نہ وہ محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ کی نظر سے گزرا۔ ورنہ وہ یہ بات کبھی نہ کہتیں کہ ممبران نے اس بارے میں کوئی عملی تجاویز نہیں دیں اور کوئی دلچسپی نہیں لی۔

گزارش یہ ہے کہ یہ ایک بڑا اہم موضوع ہے اور ہم میں سے ہر آدمی اس پر مضطرب ہے امتحانات کا سارا تقدس ختم ہو چکا ہے۔ ہماری ڈگری کی وقعت ختم ہو رہی ہے اور بیرون ملک ہماری ایم اے کی ڈگری کو بی اے کے برابر بھی نہیں سمجھا جا رہا۔ کئی ممالک کی مثالیں ہیں جو میں آپ کے سامنے پیش کر سکتا ہوں لیکن وقت کا اختصار میرے پیش نظر ہے۔ میرٹ کی حقیقت کیا رہ گئی ہے کہ آج ہم کسی آدمی کو میرٹ پر ملازمت دیں تو معلوم نہیں کہ اس نے یہ نمبر نقل کے ذریعے حاصل کئے ہیں یا اس کے اصل نمبر ہیں۔ اسی طرح سے یہاں پر قبضہ گروپ کی بات کی گئی ہے۔ یہ فی الواقع ہمارے لئے باعث شرم بات ہے کہ امتحانات کے مراکز مذاق بن گئے ہیں اور جہاں پھر اس طرح سے امتحانات ہوں جیسے کوئی دکانداری ہے یا کلیرنس سیل لگی ہوئی ہے یا جمعہ بازار لگا ہوا ہے۔ یہ امتحانات کا کوئی طریقہ نہیں ہے۔ جناب والا! اس موقع پر ہمیں اس کا سنجیدگی کے ساتھ جائزہ لینا ہے اور اس بات کو دیکھنا ہے کہ اس کا سبب کیا ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ ____

بے وجہ تو نہیں ہیں چمن کی تباہیاں
کچھ باغباں ہیں برق و شرر سے ملے ہوئے

ایسی بات نہیں ہے کہ یونہی ہو رہا ہے۔ میں اس پر پولیس کو بھی مورد الزام ٹھہراتا ہوں۔ میں اس پر انتظامیہ کو بھی مورد الزام ٹھہراتا ہوں۔ میں یونیورسٹی کو اور اسی طرح سے بورڈ کے جو ہمارے امتحانات کے ذمہ دار ہیں ان کو بھی مورد الزام ٹھہراتا ہوں اور میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ جناب والا! اس بات کو اس انداز سے ہمیں دیکھنا ہے کہ کس کو معلوم نہیں کہ قبضہ کون ہے۔ کس کو معلوم نہیں کہ کلاشن کوف لے کر کون جا رہا ہے۔ کون نہیں جانتا کہ کھلے عام دندناتے کون پھر رہے ہیں۔ کس کو نہیں پتا کہ لاکھوں روپے کس انداز میں کمائے جا رہے ہیں اور اس کے بعد ہم کمیٹیاں بنا لیں یا کونسل بنا لیں تو کیا اس کا نتیجہ نکلے گا جب تک کہ اصل ملزم جن کو ہم میں سے ہر آدمی جانتا ہے جب تک ان کو ہم تحفظ دینا نہیں چھوڑیں گے تب تک یہ مسئلہ حل نہیں ہو گا اس لئے یہ بات اصل میں ضروری ہے اور اس کو اسی انداز سے حل کریں' ان کا تعلق کسی تنظیم سے ہو۔ وہ طالب علم ہوں یا غیر طالب علم ہوں۔ وہ غنڈے ہوں یا کوئی بھی ہو۔ وہ کسی طلباء تنظیم سے تعلق رکھتے ہوں کسی کو معاف نہ کیا جائے۔ تو پھر جناب والا! معاملات ٹھیک ہو جائیں گے۔ ان کی بنیادیں اتنی گہری بھی نہیں ہیں لیکن امتحانات کے نظام درست کرنے کے لئے میں صرف دو تین تجاویز عرض کرتا ہوں۔ جو میں نے اپنی پریس کانفرنس میں دی تھیں۔ ایک تو یہ کہ ہمارے پڑوسی ملک بھارت کے اندر اس بات کا تجربہ کیا گیا وہاں بھی نقل کے جب بہت زیادہ واقعات ہوئے تو انہوں نے اپنے سارے پرچوں کو Computorized کیا اور اس کے بعد کمرہ امتحان کے اندر بیٹھے ہوئے طالب علموں کے پاس مختلف طرح کے پرچے آتے تھے کہ ایک ہی کمرے کے اندر بیٹھے ہوئے طالب علموں کے پاس ایک پرچہ نہیں آیا۔ سوالات کی ترتیب مختلف ہے اور اس طرح سے سوالات کو آگے پیچھے کیا گیا کہ ہر طالب علم کے پاس وہاں پرچہ مختلف تھا اور یہ ممکن ہے۔ دنیا میں ہو رہا ہے۔ اسی طرح سے اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ مارکنگ سنٹر یکساں بنائے جائیں ایک جگہ پر بنائے جائیں۔ سعودی عرب میں یہ ہو رہا ہے۔ دوسرے ممالک میں ہو رہا ہے کہ پرچے کمرہ امتحان سے مارکنگ سنٹر میں جاتے ہیں۔ ممتحن پابند ہے کہ وہاں پر دس دن بیٹھے رہیں اور ان کے پاس وہ پرچے رہیں اور وہاں پر مکمل طور پر اس کو محفوظ کیا جائے اور اس طرح سے دس دنوں کے اندر رزلٹ تیار ہو کر آ جاتا ہے آپ کے سامنے دنیا کی مثالیں ہیں۔ اس لئے جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ اس موقع پر اس بات کی ضرورت ہے کسی طرح سے اسے چیک کیا جائے ہمارے امتحانات کو چلانے والے جو کنٹرولر امتحانات ہیں یا دوسرے ہیں وہ کلرک سے ترقی کرتے کرتے وہاں پر پہنچے ہیں اور ان کی ترقیاں اس وجہ سے

ہوئی ہیں کہ انہوں نے با اثر افراد کے بچوں کے میڈیکل اور انجینئرنگ میں داخلے کے لئے ایسے بہترین طریقے سے انتظام کیا کہ وہ آج میڈیکل کالجز میں اور انجینئرنگ یونیورسٹیوں میں داخل ہوئے اور اس کا صلہ انہوں نے اپنی ترقیوں کی صورت میں پایا ہے۔ اس بات کو چیک کرنے کی ضرورت ہے۔ جناب والا! آج اس بے بسی کی ضرورت نہیں ہے کہ ہم بے بس ہو جائیں اور کہیں کہ بس ہم نے انہیں کھلے عام چھوڑ دیا ہے۔ شرم کی بات ہے کہ جس طرح پولیس کا مقابلہ غنڈوں کے ساتھ ہوتا ہے اور قاتلوں کے ساتھ ہوتا ہے اس طرح کی خبریں اب امتحانات کے مراکز کی لگتی ہیں۔ کہ پولیس مقابلہ ہو گا اور آج اس انداز سے ہو گا اور چیلنج دیئے جاتے ہیں کہ ہم آپ کو ناکام بنا دیں گے۔ یہ کیا مذاق ہے؟ اس مذاق کے ختم ہونے کا بھی کبھی وقت آئے گا؟ جناب والا! اب وہ وقت ہے کہ محض کیٹیوں پر اکتفا نہ کیا جائے۔ جو غلط راستے پر ہیں ان کو صحیح طور پر کنٹرول کیا جائے اور ان کو تحفظ دینے کا سلسلہ بند کیا جائے اگر ایک آدمی کی آمدن ختم ہوتی ہے اور ہمارے امتحانات کا سسٹم ٹھیک ہو جاتا ہے۔ تو وہ ہمارے لئے زیادہ بہتر ہے۔ اس حکومت کے لئے بھی۔ آئی جے آئی کے لئے بھی اور پوری قوم کے لئے بھی' بس انہیں الفاظ پر میں اپنی بات کو ختم کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: محمد فاروق چودھری صاحب!

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے اس اہم موضوع پر مجھے بات کرنے کا موقع دیا ہے۔ جناب سپیکر! محکمہ تعلیم' تعلیمی نظام' محکمہ تعلیم کی کارکردگی اور خاص طور پر پنجاب یونیورسٹی کی کارکردگی ہمارے پچھلے سیشن میں بھی اور اس سیشن میں بھی وقتاً فوقتاً زیر بحث آتی رہی ہے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس معاملے کو چھیڑنے کے بعد ہم اسے ادھورا چھوڑ دیتے ہیں۔ ہمارے وزیر تعلیم انتہائی شریف النفس انسان ہیں اور انہوں نے درویش صفت ہونے کے ساتھ ساتھ اس محکمے میں انقلابی تبدیلیاں لانے کا عزم بھی کر رکھا ہے۔ لیکن یہ تو ایسے وقت آئے کہ اس محکمے میں اور اس بہت بڑے ادارے پنجاب یونیورسٹی کے اندر بیٹھے ہوئے محکمہ تعلیم کے نظام کو ناکارہ بنانے والے مگرمچھ انتظامیہ پر کنٹرول کئے بیٹھے ہیں مجھے ایسے لگتا ہے کہ وہ اس حکومت کو بھی بدنام کرنا چاہتے ہیں۔ وزیر تعلیم کی پالیسی کو بھی ناکام بنانا چاہتے ہیں اور صرف یہاں تک نہیں بلکہ قبضہ گروپ کی جو تشہیر اخبارات میں ہو رہی ہے اور جس انداز میں امتحانی نظام کو اس قبضہ گروپ نے ناکام اور بدنام کر دیا ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کے بعد کنٹرولر امتحانات کو فوری طور پر برطرف کیا جائے یا انہیں لگام دینی چاہئے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس بحث سے قطع نظر کہ قصور کس کا ہے۔ جب مقرر کردہ سپرنٹنڈنٹ نے امتحان لینے سے انکار کر دیا۔ کمرہ امتحان میں امیدواروں کی جانیں محفوظ نہیں۔ اس کے بعد اس کنٹرولر امتحانات کو برقرار رکھنا اور اس کے زیر انتظام اس نظام کو چلانا اس سے بڑی زیادتی قوم کی نوجوان نسل کے ساتھ اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ جناب سپیکر! وہ نوجوان نسل جو اسلحے کے زور پر امتحان دیتی ہے۔ امتحانی سنٹر میں داخل ہوتی ہے اور امتحان لینے والوں کو امتحانی سنٹر سے باہر نکال دیتی ہے اور پھر جناب سپیکر! وہ طلباء وہ امیدوار اور وہ نام نہاد ان کے سپورٹرز جو وہاں پر بوٹی فراہم کرتے ہیں کبھی وہ بوٹی مافیا چلاتے ہیں کبھی وہ قبضہ گروپ چلاتے ہیں قوم کے مستقبل کے معمار اس طریقے سے امتحان دیتے ہیں' اگر وہ رشوت دے کر امتحان دیتے ہیں تو جس نوکری میں جائیں گے' جس شعبے میں جائیں گے اس میں رشوت اور بد عنوانی پھیلے گی۔ جناب سپیکر! جو شخص آج اسلحے کے زور پر امتحان دیتا ہے اس امتحان میں کامیابی کے بعد اس نظام کو اور اس معاشرے کو سدھارنے کے لئے وہ کوئی تعمیری کام نہیں کرے گا بلکہ وہ تخریبی کارکردگی کا مظاہرہ کرے گا۔ وہ اسلحے کے زور پر اس معاشرے کے نظام کو درست کرنے کی کوشش کرے گا۔ وہ دھمکی' دھوکے اور فریب کے ساتھ اس معاشرے کے اندر اپنا کردار ادا کرے گا۔ جناب سپیکر! آج ہم اپنی نوجوان نسل کے مستقبل کو محفوظ کرنے کی بجائے انتظامیہ کی چند کالی بھیڑوں کو ترجیح دیتے ہیں۔ ان کو تحفظ دیتے ہیں۔ جب ہم انتظامیہ کی ان کالی بھیڑوں کو تحفظ دیں گے تو طلباء کا مستقبل نہیں سنور سکے گا۔ نظام تعلیم بدلنے کی ہم بات کرتے ہیں۔ جناب سپیکر ٹھیک ہے _____

جناب چیئرمین: چودھری صاحب! مختصر کیجئے اور اپنی تجاویز دیجئے۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! میں اپنی تقریر کو ختم کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ امتحانی نظام کو تبدیل کرنا اور نظام تعلیم کے لئے نئی پالیسی لانا یہ بڑی دور کی بات ہے لیکن امتحان جس نظام کے تحت ہو رہا ہے اس پر انتظامیہ کی گرفت ہونی چاہیے اور وہ انتظامیہ جو اس کی ذمہ دار ہے اسے فوری طور پر سزا دی جائے اور طلباء کی کوئی تنظیم کسی سیاسی جماعت سے تعلق رکھتی ہو خواہ وہ حزب اقتدار کی کسی پارٹی سے تعلق رکھتی ہو' خواہ وہ حزب مخالف کی کسی پارٹی سے تعلق رکھتی ہو جو جو جس کسی کا ذمہ دار ہے وزیر تعلیم کو چاہئے کہ وہ ہاؤس کے ظور پر اس بات کو یقینی بنائیں کہ کسی بھی تنظیم سے تعلق رکھنے والے اس معاملے کے ذمہ دار طلباء کو بھی اور انتظامیہ کے افراد کے خلاف بھی فوری طور پر کارروائی کی جائے گی۔ اس کے بعد آئندہ طلباء بھی یہ سوچیں گے کہ اگر ہم اسلحے کے زور پر'

رشوت کے زور پر امتحان دیتے ہیں تو ہمیں کوئی امتحان نہیں دینے دے گا۔ ہم اس امتحان میں کامیاب نہیں ہو سکیں گے اور وہ انتظامیہ جو رشوت لیتی ہے جو گرفت نہیں کرتی ایسے اسمگلروں پر یا قبضہ گروپ پر یا بوٹی مافیا پر وہ انتظامیہ آئندہ ہوش کے ناخن لے گی جناب سپیکر! اس لئے ہمیں فوری طور پر کارروائی کرنی چاہئے میری یہ گزارش ہے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: میں یہ بات ایوان کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ وقت کے ساتھ ساتھ اظہار خیال کرنے والے دوستوں کی فہرست طویل تر ہوتی جا رہی ہے اور میں ایک تنبیہہ کرنا چاہتا ہوں کہ جناب رانا اکرام ربانی صاحب نے بھی اپنا نام بھجوایا ہے اگرچہ دیر سے بھجوایا ہے انہیں اظہار خیال کا موقع دیا جائے اور اس کے بعد وزیر تعلیم صاحب اس بحث کو ختم کریں۔

آوازیں: دو دو منٹ مقرر کر دیں۔

جناب چیئرمین: یہ تو بہت لمبی لسٹ ہے۔ (قطع کلامیاں)

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! محترم رانا صاحب کی تو باتیں ہی بہت پیاری اور لمبی چوڑی ہوا کرتی ہیں ان کو تو کل کا ٹائم ملنا چاہئے اور وزیر محترم بھی بڑے خوبصورت اور پیارے سے وزیر ہیں ان کو بھی ہم کل سنیں گے۔ (قطع کلامیاں) آج تو ہماری قیمتی باتیں سن لیں۔

رانا اکرام ربانی: خدا آپ کو ماننے کی توفیق دے۔

جناب چیئرمین: رانا اکرام ربانی صاحب'

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر۔ میں _____

(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ رانا صاحب' آپ اپنی تقریر کو ذرا محدود کریں کیونکہ سب دوستوں نے اظہار خیال کر لیا ہے اور اب تکرار کے علاوہ کچھ اور نہیں ہے۔

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! میں ڈاکٹر افضل اعزاز صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ایک بڑے اہم موضوع پر تحریک التوا دی اور وہ اس لحاظ سے خوش قسمت ہیں کہ سرکاری بینچ پر بیٹھے ہونے کی وجہ سے ان کی یہ تحریک التوا بحث کے لئے منظور کی گئی۔ جناب والا! میں ارکان کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ جب اس اسمبلی کا سیشن شروع ہوا تھا تو ہم نے بھی اسی موضوع پر ایک تحریک التوا دی

تھی اور اسے اس ایوان میں یہ کہہ کر مسترد کر دیا گیا تھا کہ یہ تحاریک صرف اس لئے دی جاتی ہیں کہ حکومت کے علم میں یہ معاملہ آ جائے لیکن مجھے خوشی ہے کہ آج ڈاکٹر صاحب کے حوالے سے اس ایوان میں اس معاملے کی اہمیت کی اور سنگینی کا احساس تو کیا گیا۔ جناب سپیکر! آپ کو یاد ہو گا کہ امن عامہ کے مسئلے پر بھی محترم قائد ایوان کی موجودگی میں بڑی تفصیل کے ساتھ ایک گزارش کی تھی کہ یہ جو کینسر ہماری نوجوان نسل کو لگتا جا رہا ہے خدا کے لئے اس پر کچھ غور فرمائیں کل پھر اخباروں میں آیا کہ قبضہ گروپ نے زبردستی امتحان سنٹرز پر قبضہ کر لیا اور جب اخباروں کی ٹیم ایف سی کالج اور پنجاب یونیورسٹی میں رپورٹنگ کے لئے گئی تو ان کو کلاشن کوف دکھائی گئیں۔ جناب والا! یہ ساری چیزیں اخباروں میں ہیں رانا ثناء اللہ صاحب نے بھی بڑی تفصیل سے اس رجحان کی نشاندہی کرنے کی کوشش کی ہے جس کے نتیجے میں یہ واقعات ہوتے ہیں اور جس کے نتیجے میں ہماری تعلیم کا معیار جو پہلے ہی بہت کم تھا اب اور گرتا جا رہا ہے بلکہ یہ تو اب پچھلے سال کی نسبت ایک فیصد اور بھی کم ہو گیا ہے۔ محترمہ فوزیہ بہرام نے ایجوکیشن کونسل کی بات کی یہ ایوان کی اکثریت کے لئے ایک اطلاع کی حیثیت رکھتی تھی کہ اس سلسلے میں ایجوکیشن کونسل بھی کام کر رہی ہے جو نظام تعلیم کی بہتری کے لئے کوشش کر رہی ہے۔

جناب سپیکر! فوری طور پر جس مسئلے کے حل کی طرف کوئی قدم نہیں اٹھایا جا رہا وہ امتحانوں کا نظام تبدیل کرنا ہے۔ پراچہ صاحب نے بڑی اچھی تجویز دی ہے لیکن اس پر فوری طور پر عملدرآمد نا ممکن ہے کیونکہ امتحانات تو ہو رہے ہیں اور ان پر قبضہ ہو رہا ہے۔ جناب والا! مختلف دوستوں نے کنٹرولر امتحانات کی بات کی ڈاکٹر صاحب نے وائس چانسلر کی بات کی کم از کم یہ ایوان آج جناب وزیر تعلیم سے اتنا تو کرا دے کہ ان دو اشخاص کو جو اس نظام کی فوری طور پر بربادی کا باعث بنے ہوئے ہیں یعنی ایک وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی اور دوسرا کنٹرولر امتحانات' پنجاب یونیورسٹی ان کو تو فوری طور پر ان کی ذمہ داریوں سے فارغ کر دیا جائے۔

جناب والا! ڈاکٹر صاحب نے ایک تنظیم کا نام لیا' پراچہ صاحب نے بھی ایک تنظیم کا نام لیا۔ جناب سپیکر گول لفظوں سے بات کرنے سے یہ مسئلہ عیاں اور سامنے نہیں آتا ان چار پانچ مہینوں کے عرصے میں اسلامی جمعیت طلبا نے بہت سے معاملات کے لئے ایم ایس ایف کو ذمہ دار ٹھہرایا اور حال ہی میں جو گرفتاریاں ہوئی ہیں وہ انتظامیہ نے اس لئے کی ہیں کہ ایم ایس ایف کے کچھ عناصر طالب علموں کے روپ میں ان تنظیموں میں گھسے ہوئے تھے۔ اس بارے میں احتجاج ہوا اور یہ کہا گیا کہ موجودہ حکومت جماعت اسلامی کو خوش کرنے کے لئے ایم ایس ایف کو زیر عتاب بنا رہی ہے۔ جناب

میں کہتا ہوں کہ ایم ایس ایف کی اکثریت بلکہ سارے ہمارے بھائی ہیں ہمارے بچے ہیں اور یہ اس ملک کا مستقبل ہیں ایک ہی ملک سے ان کا تعلق ہے۔ تو جناب والا جہاں تک ممکن ہو انتظامیہ کی گرفت ان پر سخت کی جائے آپ کی وساطت سے اپنے بھائیوں سے' اپنے بزرگوں سے میری استدعا ہے کہ اس ملک کے مستقبل کے لئے آپس میں بیٹھ کر اس کا کوئی ایسا حل نکالیں کہ واقعی اگر کوئی شکایت موجود ہے تو اس کا ازالہ کیا جائے اور اگر صرف بالادستی کا قصہ ہے تو بھی ان کو سمجھایا جائے کہ آپ اچھے طالب علم کی حیثیت سے پہلے پڑھ لیں پھر فیلڈ میں آئیں اور مقابلے کے امتحانوں میں آئیں سیاست میں آئیں یا وزارت میں آئیں خواہ زمینداری میں آئیں لیکن یہ محسوس کریں کہ آپ نے اپنے آپ کو دوسروں کی نسبت ایک بہتر دیانت دار پاکستانی ثابت کرنا ہے۔

جناب سپیکر! میں ان گزارشات کے ساتھ آپ سے ایک بات کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ میں نے جو باتیں کی ہیں وہ میں نے خاص طور پر کسی کے خلاف یا تنقید کے طور پر نہیں کیں میں نے یہ بات صرف اس لئے کی ہے کہ اس کا فوری طور پر تو حل یہی ہو سکتا ہے کہ بچوں کو سمجھایا بھی جائے اور انتظامیہ کو بھی اس چیز کا احساس دلایا جائے۔ اس کے بعد جو محترمہ فوزیہ بہرام نے کونسل کی بات کی ہے جناب والا! اس کونسل کی جب میٹنگ رکھی جائے اس کی باقاعدہ تشہیر کی جائے تاکہ ممبرز کو پتہ چلے کہ فلاں تاریخ کو کونسل کی میٹنگ ہو رہی ہے۔ کبھی امتحانات کے نظام کو بہتر بنانے کے لئے میٹنگ رکھ دی جائے۔ کبھی ذریعہ تعلیم کو بہتر بنانے کے لئے میٹنگ رکھ دی جائے۔ کبھی ذریعہ تعلیم کو بہتر بنانے کے لئے میٹنگ رکھ دی جائے۔ کبھی سلیبس کے بارے میں میٹنگ رکھ دی جائے اور یہ بھی دیکھا جائے کہ آیا یہ سلیبس ان تقاضوں کو بھی پورا کرتا ہے۔ جس زندگی میں ہم رہ رہے ہیں تاکہ ہر ممبر کو یہ پتہ تو ہو کہ اس کونسل کی فلاں میٹنگ اس مقصد کے لئے ہو رہی ہے اور میں نے اس پر ٹھوس قسم کی تجاویز لے کر جانا ہے۔ جناب والا! یہ جو کونسل بنی ہے اس کونسل کا تو کسی کو بھی پتہ نہیں ہے اور اگر وہ کونسل بنی بھی ہے اور پراچہ صاحب نے پریس کانفرنس کی ہے تو یہ اس کونسل کے اراکین کا بھی فرض ہے کہ جس مقصد کے لئے وہ کونسل بنائی گئی ہے اسے پورا کیا جائے اور جناب والا! اس کونسل کے ممبران کو تجاویز پیش کرنی چاہئے تھیں کجا اس کے کہ ایک معزز ممبر کی طرف سے پریس کانفرنس میں تجاویز پیش کی جاتیں اور جہاں تک میرے علم کا تعلق ہے محکمہ تعلیم میں بھی ایک سیل ہے جو ان ساری چیزوں کو دیکھتا ہے۔ اگر جناب والا! اس حوالے سے کوئی چیز آئی ہے تو یہ کونسل کی بھی اور محکمے کی بھی کارکردگی افسوس ناک ہے کیونکہ کوئی پی آر او اس کا نوٹس لے کر کونسل کے نوٹس میں لاتا کہ معزز اسمبلی نے امتحان کے بارے میں بڑی مثبت تجاویز دی ہیں جن کی روشنی میں

شاید اب تک پورا امتحانی نظام کا ڈھانچہ تبدیل ہونا ناممکن نہ ہوتا ان میں کچھ تجاویز بہت اچھی ہیں اور محترمہ فوزیہ بہرام کا یہ فرمانا بھی درست ہے کہ ہم سب کو بھی اپنی اپنی جگہ پر ذمہ داری کا احساس ہونا چاہئے کیونکہ یہ ہمارے اپنے ملک کا مسئلہ ہے اور ہمارے بچوں کا مسئلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے بچوں کو زندگی دے اللہ تعالیٰ ان کو نیک بنائے اور انہیں اس ملک اور قوم کے لئے کچھ کرنے کی توفیق دے۔ جناب والا! وہ ہمارے بھائی ہیں وہ ہمارے بچے ہیں' میں ان گزارشات کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: تو میں اب جناب وزیر تعلیم سے گزارش کروں گا کہ وہ بحث کو سمیٹیں۔

شیخ محمد طاہر رشید: جناب باقی اراکین کے نام کدھر گئے۔

جناب چیئرمین: آپ ٹھیک فرما رہے ہیں لیکن وقت کی کمی ہے اور باقوں کا سب حضرات کو پتہ بھی ہے۔ اب ہمیں مسئلے کے حل کی طرف آنا چاہئے۔ یہ مسئلہ حل بھی ہوتا ہے کہ نہیں؟

چودھری اصغر علی گجر: آپ ہمیں صرف دو دو منٹ دے دیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: دو دو منٹ دے دیں ہم تجاویز دے دیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ تشریف رکھیں۔

شیخ محمد طاہر رشید: جناب سپیکر! میں نہیں سمجھتا کہ اتنی جلدی اس معاملے کو کیوں Wind up کیا جا رہا ہے۔ آپ کم از کم ممبران کی آراء تو لیں اس کے بعد جناب وزیر تعلیم ان چیزوں کا جواب دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہتر ہے۔ ہمارے اس ایوان کا ہر ممبر اپنی جگہ پر نہایت اہم ہے اور اپنی ایک مخصوص سوچ اور فکر رکھتا ہے اگر اس انداز سے باقی اراکین کو نظرانداز کریں گے تو میں نہیں سمجھتا کہ یہ کوئی بہتر اقدام ہے۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: جناب سپیکر! میں بھی آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ مزید ممبران کو مختصراً تجاویز پیش کرنے کا موقع دیں۔

جناب چیئرمین: نہیں' ڈاکٹر صاحب مسئلہ یہ ہے کہ بات تکرار کی ہے اور اس کے بعد پورے نظام تعلیم پر بحث جو ہے وہ مختصر سے وقت میں ناممکن ہے۔

شیخ محمد طاہر رشید: جناب سپیکر! آپ سنئے تو سہی۔ اس موضوع پر اگر پچاس آدمی بھی اظہار خیال

کرنا چاہیں تو میرے خیال میں ان پچاس کے پچاس آدمیوں کو آپ کو موقع دینا چاہئے۔ جناب سپیکر! آپ نے یہ کیسے سوچ لیا کہ اس ایوان میں اگر پانچ آدمیوں نے بات کر دی ہے تو وہ پورے ایوان کی بات ہے۔ اگر پچاس آدمی بات کرنا چاہتے ہیں تو میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ پچاس آدمیوں کی بات سنیں تاکہ جو ابھی میری بہن فوزیہ بہرام صاحبہ نے کونسل کی بات کی ہے تو کم از کم اس کونسل تک ہماری فکر تو پہنچے۔ جناب سپیکر! ہمارے پاس اور کون سا فورم ہے اس ایوان کے علاوہ کہ اپنی فکر کو ان تک پہنچا سکیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اس ایوان کے اندر جتنے ممبران اس موضوع پر بولنا چاہتے ہیں ان سب کو موقع دیں۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ انہیں ٹائم دے دینا چاہئے اور اس کے بعد ٹائم کو آدھا گھنٹہ اور بڑھا لیں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ پھر تمام احباب سے گزارش یہ ہے کہ وہ دو دو منٹ سے زیادہ نہ لیں اور اپنی بات کو تجاویز تک محدود رکھیں۔ محمد حنیف چودھری۔

چودھری محمد حنیف: شکریہ جناب سپیکر! آج جو تحریک التوائے کار پیش کی گئی ہے اس پر مختصر طور پر میں اظہار خیال کرتے ہوئے صرف اتنا کہوں گا کہ آج پورے پنجاب میں کوئی شریف آدمی کوئی اچھی سوچ رکھنے والا استاد اس بات کے لئے تیار نہیں کہ وہ کسی بھی سنٹر میں سپرنٹنڈنٹ لگے۔

جناب چیئرمین: چودھری صاحب میں نے پہلے بھی گزارش کی تھی کہ تکرار سے بچنا ہو گا اور اپنی تجاویز دیں۔

چودھری محمد حنیف: جناب سپیکر! یہ بات کسی نے بھی نہیں کہی کہ کسی بھی فرد کی جو نیک اور اچھی سوچ رکھنے والا ہے اب یہ خواہش نہیں ہے کہ وہ کسی سنٹر پر جا کر سپرنٹنڈنٹ لگے کیونکہ اسے معلوم ہے کہ پریشر کرنے والے' کلاشن کوف لانے والے' پستول لانے والے' بدمعاش اور غنڈہ گردی کرنے والے لوگ سنٹروں میں پہنچ جاتے ہیں اور آج پنجاب کے اس شہر میں کہ جہاں وزیراعلیٰ موجود ہے' آئی جی موجود ہے' کمشنر اور ڈی سی موجود ہیں انہوں نے کیا کیا انہوں نے قبضہ کر کے وہاں اس سنٹر میں بدمعاشی کی اور پورے اخبارات میں یہ بات اٹھائی گئی اور یہ بات سامنے آئی۔ اگر فوری طور پر کوئی کارروائی کی جاتی اور ان لوگوں کو سزا دی جاتی۔ تو شاید میرے شہر کے شریف اساتذہ بھی یہ بات سوچتے کہ ہم بھی اب کسی سنٹر میں سپرنٹنڈنٹ لگ جائیں گے۔ یہ دکھ کی بات کی ہے کہ آئی جی اس سنٹر کو واگزار نہیں کرا سکے۔ کیا ہے ہماری حکومت؟ کہاں ہیں ہمارے اختیارات؟ کہاں ہے

طاقت؟ کہ ہم ایک سنٹر کی حفاظت نہیں کر سکتے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس رجحان کو روکنے کے لئے ہمیں طاقت اور قوت کو بھی استعمال کرنا ہو گا تاکہ کوئی فرد یہ جرات نہ کر سکے کہ وہ سنٹر میں جا کر اس کے سپرنٹنڈنٹ کو دبا کر اپنے دوستوں کو' اپنے گروپ کو وہ نقل کرا سکے۔ میں ان باتوں کی طرف نہیں جاؤں گا کہ جو تعلیم کے نقائص ہیں۔ میں ان باتوں کی طرف نہیں جانا چاہتا کہ جو سوچ ہمارا معاشرہ ہمارا نظام تعلیم لوگوں کو دے رہا ہے کہ جس کی بنیاد پر آج لوگ کلرک بننے کے لئے تعلیمی اداروں میں داخل ہوتے ہیں اور وہ نظام تعلیم اور وہ نصاب جو ان کی تربیت کرتا ہے اس سے تو یہی بات نکلتی ہے بقول اکبر الہ آبادی کے کہ ــــــ

ہم وہ کل کتابیں قابل ضبطی سمجھتے ہیں
جنہیں پڑھ کر بیٹے باپ کو خبطی سمجھتے ہیں

یہ اساتذہ بھی ہمارے ماں باپ ہیں۔ ان کا احترام بھی ہمارے لئے ضروری ہے۔ یہ سچ نہیں ہے کہ تمام لوگ بکتے ہیں۔ یہ سچ نہیں ہے کہ سنٹر سبھی بکتے ہیں۔ ایسے جرات مند لوگ بھی ہیں کہ جو اپنی جانیں بھی دے دیتے ہیں لیکن سنٹروں میں نقل نہیں ہونے دیتے۔ تو ان لوگوں کی حوصلہ افزائی کے لئے آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ایسے گروپ کو ایسی سزا دی جائے کہ پھر ایسی حرکت کرنے کی کوئی بھی جرات نہ کر سکے۔ میں اس پر اکتفا کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ وزیر تعلیم نہایت ہی دیانت دار' جرات مند اور انتہائی قوت فیصلہ رکھنے والے ہیں انہیں یہ اقدام کرنا چاہئے۔ میں انہیں درویش اس لئے نہیں کہوں گا کہ اس کے اندر وہ درویشی والی بات نہیں بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس فرد سے بھی ٹکر لیں گے جو بدمعاش ہے' جو یہ جرات کرتا ہے اور جو بدمعاشی کرتا ہے' اس کو روکنے کے لئے وہ درویشانہ روش کو ترک کریں گے اور جرات مندانہ' غیرت مندانہ اور ولولہ انگیز قوت کے ساتھ ان لوگوں کو دبائیں گے۔ ان تعلیمی اداروں کو کہ جہاں پر غنڈہ گردی ہوتی ہے' بدمعاشی ہوتی ہے اور غلط طریقے اور غلط ہتھکنڈے اختیار کئے جاتے ہیں ان کو روکنے کے لئے اپنی قوت' اپنے جذبات اور اپنے پورے اختیارات کو بروئے کار لاتے ہوئے اہم اقدامات کریں گے۔

آج پنجاب ایجوکیشن کونسل کی بات ہوئی۔ ہمیں خوشی ہے کہ یہ بات بھی ہمارے سامنے آج اس تحریک التوا کی صورت میں آگئی۔ ہمیں یہ کہا جاتا ہے کہ آپ نے کوئی تجاویز نہیں دیں۔ بہتر یہ ہوتا کہ ہمیں پہلے سے پتہ ہوتا کہ ایسی کونسل بن چکی ہے تو ہم انہیں بتاتے کہ نظام تعلیم میں کیا کچھ ہے۔ آپ کے نصاب میں کیا ہے۔ لوگ اپنے پیسے بٹورنے کے لئے ہر سال نصاب تعلیم تبدیل کر دیتے ہیں۔ لیکن اس کی اصلاح کی طرف کوئی بھی توجہ نہیں دیتا۔ آج آپ کوئی بھی کتاب اٹھا کر

دیکھیں تو اس میں لوگوں کو کیا سوچ ملتی ہے۔ حساب کی کتاب میں کہا جاتا ہے کہ اگر دودھ میں اتنا پانی ملا دیا جائے تو اس کے اندر اتنا نفع ہو گا تو وہ بچہ کیا سوچ رکھے گا؟

جناب چیئرمین: چودھری صاحب آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

چودھری محمد حنیف: میں اپنی بات کو مختصر کرتے ہوئے اس پر اکتفا کرتا ہوں کہ ایسے لوگ مثلاً" قبضہ گروپ' بوٹی مافیا وغیرہ' ان لوگوں کے تدارک کے لئے حکومت وقت کو بھرپور طور پر اقدامات کرنے چاہئیں تاکہ وہ لوگ کہ جو ان کے ڈر اور خوف سے امتحانی سنٹروں میں اپنی ذمہ داریاں نہیں لیتے ہیں وہ آگے آئیں اور اس چیز کو روکنے کے لئے صحیح معنوں میں اقدامات ہو سکیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: چودھری اصغر علی گجر صاحب۔ مختصراور دو منٹ میں بات کریں۔

چودھری اصغر علی گجر: بالکل جی۔ جناب سپیکر! میں اپنی بات کا آغاز اپنی بہن فوزیہ بہرام کی بات سے کروں گا کہ انہوں نے اپنی بات کر کے اس تحریک کے اصل مقصد کو دراصل فوت کر دیا ہے۔ انہوں نے یہ بات کی کہ میں پنجاب ایجوکیشن کونسل کی ممبر ہوں اور کسی ممبر نے میرے پاس آکر یہ شکایت نہیں کی حالانکہ ذمہ داری ان کو سونپی گئی تھی۔ ان کا یہ فرض بنتا تھا کہ وہ ممبران کے پاس جاتے۔ اہل اقتدار کے پاس جاتے۔ اہل اختلاف کے پاس جاتے اور ان سے تجاویز حاصل کرتے۔ ذمہ داری خود لیتے ہیں اور پھر دوسروں سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ ان کے پاس چل کر آئے _____

جناب شوکت داؤد: پوائنٹ آف آرڈر سر! معاف کیجئے گا یہ اپنی سیٹ پر نہیں۔

چودھری اصغر علی گجر: میری سیٹ کون سی ہے۔ چونکہ وقت کم ہے اور اسی طرح پھر انہوں نے اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے یہ کہا کہ اس چیز کی ذمہ داری ایک وزیر پر نہیں یا کونسل پر نہیں بلکہ ہم سب اس گناہ میں اور اس جرم میں شریک ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ حکمران اور مظلوم' یہ دو باتیں اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔ حکمرانوں کو یا تو حکومت کرنی ہے یا پھر مظلوم بننا ہے۔ اگر حکمرانی کرنی ہے تو پھر ان تمام کی ذمہ داری انہیں خود لینی ہو گی اور اگر خود کہیں گے کہ یہ غلطی ہم سے سرزد ہوئی ہے۔ اس جرم میں ہم شریک ہیں تو پھر حکومت کا باقی رہنا کوئی معنی نہیں رکھتا تو اس کی سنگینی کی بات کرتا ہوں جہاں میرے محترم وزیر تعلیم نے کہا ہے کہ اس کی سنگینی کی طرف آیا جائے تو میں کہتا ہوں کہ کسی قوم کی یہ سب سے بڑی بدقسمتی ہے کہ اس قوم میں جب جرائم پنپتے ہیں اور ان کی روک تھام کے لئے مناسب انتظام نہیں کئے جاتے ہیں۔ تو اس کی آخر یہی ہوتی ہے۔ یہاں میں قبضہ گروپ کی

مثال دوں گا جہاں امتحانی سنٹروں پر قبضہ کر لیا جاتا ہے اور طلباء اپنی مرضی سے پرچے دیتے ہیں' اپنی مرضی سے حل کرتے ہیں' اپنی مرضی سے نمبر لگواتے ہیں۔ اس کا اگر رزلٹ دیکھنا ہے تو مشرقی پاکستان میں دیکھیں اور اس کا رزلٹ دیکھنا ہے تو سندھ میں دیکھیں۔ آج وہی حالات پنجاب میں ہو رہے ہیں۔ اگر صوبہ پنجاب کی حکومت نے اس طرف اپنی گرفت مضبوط نہ کی' اس کو نہ سنبھالا تو یقیناً اس کے نتائج ہمیں بھی بھگتنے پڑیں گے۔ مجھے افسوس ہے کہ میں آج اپنی حکومت کے خلاف بات کر رہا ہوں' مجھے افسوس ہے کہ میں اپنی پولیس کے خلاف بات کر رہا ہوں۔ مجھے افسوس ہے کہ میں آج اپنی کابینہ کے خلاف بات کر رہا ہوں لیکن مجھے آج یہ بات کرنی ہے' آج میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ:

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

ہم ہی اس کے ذمہ دار ہیں ہمیں ہی اس کو دور کرنا ہو گا۔

واخر دعوانا عن الحمد للہ رب العالمین

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! وقت جو آپ نے بڑھایا تھا وہ ختم ہو چکا ہے۔

جناب چیئرمین: وقت میں مزید 30 منٹ کے لئے توسیع کی جاتی ہے۔ شیخ محمد طاہر رشید۔

شیخ محمد طاہر رشید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جو لفظ کہا گئے تھے چمن کی شگفتگی
وہ لکھ رہے ہیں آج اخبار پھر بہت

جناب سپیکر! آج جس موضوع پر اس ایوان میں اظہار خیال کیا گیا وہ انتہائی اہمیت کا حامل تھا اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر کسی ملت کی صفوں کو درہم برہم کرنا ہو تو اس کے نظام تعلیم کو درہم برہم کر دیا جائے' وہ ملت ختم ہو جائے گی وہ قوم صفحہ ہستی سے مٹ جائے گی کہ جس کی تعلیم صحیح سمت میں نہ کی جا رہی ہو اور جناب سپیکر! میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ آج نہ تو ہم اپنے بچوں کو تعلیم دے رہے ہیں اور نہ ہی تربیت ان کی اس انداز میں کی جاتی ہے جو ان بچوں کے لئے لازمی ہے۔ جناب سپیکر! معاشرے میں استاد کا مقام ایک باپ کا مقام تھا اور جس معاشرے کے اندر استاد کا مقام ہی نہیں تو وہ استاد اس طالب علم کو کیا تربیت دے گا۔

جناب سپیکر! ہم نے استاد کو ماسٹر بنا دیا اور پھر ماسٹر سے اسے ماسٹر صاحب اس انداز میں کہا جاتا

ہے کہ جو گالی کے طور پر اس کو سننا پڑتا ہے۔ جناب سپیکر! مادیت کے اس دور میں جہاں عزت کا معیار ٹیوٹا کرولا گاڑی اور ٹی وی اور وی سی آر مقرر کر دیا گیا ہے وہاں آج کا معلم بھی اس کے حصول کے لئے ہر جائز و ناجائز طریقہ اختیار کر رہا ہے' تو میں یہ گزارش کروں گا کہ خدارا! اس معلم کو معاشرے میں وہ مقام دیا جائے' وہ عزت دی جائے' وہ Status دیا جائے' معاشی اعتبار سے اسے استحکام بخشا جائے تاکہ وہ اس قوم کی تربیت بہتر انداز میں کر سکے۔ ان اداروں کے اندر کالی بھیڑوں کی لائن لگی ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ وزیر تعلیم صاحب! صرف درویشانہ اقدامات سے کام نہیں چلے گا۔ اب تو وقت آگیا ہے کہ کوئی کمڑکے دھڑکے والا' کوئی جاہ و جلال والا' کوئی جلالی قلندر آئے تو پھر یہ نظام درست ہو سکتا ہے تو خدارا اب یہ درویشی چھوڑ کر قلندرانہ اقدامات کی طرف توجہ دی جائے۔ ان الفاظ کے ساتھ میں ایوان کی طرف سے اور اپنی طرف سے اپنے حلقے کے مکینوں کی طرف سے یہ پر زور گزارش کروں گا کہ محکمہ تعلیم میں وہ اساتذہ کرام جو اچھی شہرت نہیں رکھتے' وہ افسران کرام جو بد کردار ہیں' جن کا کردار قابل سرزنش ہے ان کو فوری طور پر باہر نکالا جائے اور اس حوا کی بیٹی کا عزت و احترام' اس کی تکریم کو بحال کیا جائے اور ان اساتذہ کو جو مرد ہیں یا عورتیں ہیں معاشرے کے اندر باوقار زندگی گزارنے کے تمام تر مواقع مہیا کئے جائیں۔

وما علینا الا البلاغ

جناب چیئرمین: جناب واجد علی خان صاحب (تشریف نہیں رکھتے) ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں آپ کے اوپر یعنی گیلری کے اندر ہمارے جو صحافی بھائی بیٹھے ہیں ان کو شاباش دینا چاہتا ہوں کہ انہوں نے اس اہم موضوع کو اس ایوان میں اپنے اخبارات کے ذریعے پہنچا دیا۔ جناب سپیکر! ہمارے بہت سارے ممبران نے اس پر سیر حاصل بحث کی ہے اور میں یہ بات پورے یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ اگر 1985ء اور 1988ء کی اسمبلیوں کے ریکارڈ منگوا کر یہاں پر دیکھ لئے جائیں تو اس قسم کی خوبصورت بحثیں بارہا ایوان کے اندر ہو چکی ہیں لیکن یہ مرض کینسر کی طرح اندر ہی اندر ہماری نوجوان نسل کو کھا رہا ہے۔ یہ کینسر آئندہ دس بارہ سال کے اندر وہ اثرات دکھائے گا جو ہماری گرفت سے باہر ہوں گے۔ الحمدللہ پنجاب میں آج ایک بیرسٹر اور انتہائی قابلیت کی حامل شخصیت ہی وزیر تعلیم ہیں اور ایک نہ دبنے والا مرد قلندر ہمارا قائد ایوان ہے۔ لیکن اس کے باوجود آج یہ دیکھ لیں کہ یہ بوٹی مافیا اور اس قسم کے لوگ اتنے اختیارات رکھتے ہیں کہ وہ یہ سب کچھ کرنے کے باوجود سزاؤں سے بچ جاتے ہیں اور چھوٹ

بھی جاتے ہیں۔ اس مرض کی درستگی کے لئے ضروری ہے کہ فوری طور پر دور رس اقدامات کئے جائیں اس ہاؤس کے بہت سارے ممبران نے اظہار خیال کے دوران یہ مطالبہ کیا ہے کہ کنٹرولر امتحانات اور امن عامہ برقرار رکھنے والے لوگ جیسے ایس ایچ او' ڈی ایس پی یا ایس پی' ایس ایس پی جو بھی ہیں انہیں فوری طور پر معطل کیا جائے۔ اس کے علاوہ میں وزیر تعلیم صاحب سے یہ بھی گزارش کروں گا کہ یہ کوئی ضروری نہیں ہے اور یہ کوئی مقدس چیز نہیں ہے کہ جو قوانین انگریزوں سے ہمیں ورثے میں ملے ہیں انہیں ہم سینے سے لگائے رکھیں۔ موجودہ حالات کے جو تقاضے ہیں جو ظلم و ستم اور اس قسم کے کارنامے بوٹی مافیا کے لوگ کر رہے ہیں اس کے لئے ضروری ہے کہ قوانین کے اندر بھی تبدیلی لائی جائے اور جو لوگ اس مکروہ کاروبار میں شامل ہیں' میں اسے کاروبار ہی کہوں گا' ملوث ہیں ان کے لئے قوانین مزید سخت بنائے جائیں اور میں تو یہ تجویز کروں گا کہ جس قسم کی یہ بیماری ہے' اس قسم کے مکروہ کاروبار میں جو لوگ ملوث ہیں ان کو سزائے عمر قید دی جانی چاہئے۔ میں اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب ایجوکیشن کونسل جس کی تشکیل ہوئی ہے' جس کے کئی اجلاس بھی ہو چکے ہوں گے ان کے سامنے جو بھی ٹاسک ہے اس پر وقت کی پابندی لگائی جائے ____

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحب مختصر کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! میں مختصر کر رہا ہوں۔

اور اس کونسل کے جتنے بھی اجلاس ہوتے ہیں اس سے ہمیں بھی آگاہ کیا جائے اور میں یہ بھی تجویز کرتا ہوں کہ ہمارے ہاؤس کے ممبران اور ماہرین تعلیم پر مشتمل ایک وفد تشکیل دیا جائے جو کہ ہمارے اس نظام تعلیم کے ساتھ ساتھ ترقی یافتہ ممالک کا دورہ بھی کرے اور وہاں پر عملی طور پر ان کا جو نظام تعلیم ہے' ان کا جو نظام امتحانات ہے اس کا بغور جائزہ لے کر آئے اور اس کی روشنی میں اپنے ملک کے لئے کوئی ایسا نظام وضع کیا جائے جو ہمارے موجودہ تقاضوں کو پورا کر سکے۔ شکریہ جناب سپیکر!

جناب چیئرمین: چودھری صداقت علی۔

چودھری صداقت علی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ نظام تعلیم پر ہمارے دوستوں نے کافی خوبصورت بحث کی ہے یہ بیماریاں ہمیں ورثہ میں ملی ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ہمارے وزیر تعلیم اس کے ذمہ دار ہیں۔ وہ محنتی ہیں اور انشاء اللہ اس پر قابو پائیں گے۔ لیکن صورت حال بہت زیادہ

خراب ہو چکی ہے۔ میرے دوستوں نے نظام تعلیم کی اصلاح کے لئے تجاویز پیش کی ہیں۔ میں اس سے اختلاف کرتا ہوں۔ میں تو کہتا ہوں کہ یہ تو پورے کا پورا ڈھانچہ ہی خراب ہو چکا ہے۔ اس میں کس قسم کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں۔ اس کو تو کلی طور پر تبدیل کرنا ہو گا۔ میرے پاس مثالیں ہیں۔ آپ بھی سنیں گے تو آپ کو بھی یہ رائے قائم کرنی پڑے گی کہ یہ نظام مکمل طور پر تباہ ہو چکا ہے۔ میں بلدیہ ڈسکہ کا چیئرمین ہوں۔ گورنمنٹ نے ہمیں ہدایت دی کہ جب تک غیر تربیت یافتہ ٹیچر پی ٹی سی کورس پاس نہیں کریں آپ ان کو ملازمت پر مستقل نہیں کریں۔ میرے پاس ایک ٹیچر آئی اپنا رزلٹ کارڈ لے کر۔ اس میں وہ دو مضامین میں فیل تھی۔ میں نے کہا آپ ریگولر نہیں ہو سکتیں۔ آپ دو مضامین میں فیل ہیں۔ اگلے دن وہ میرے پاس آئی اس کے پاس دونوں مضامین میں پاس ہونے کا کارڈ تھا۔ یہ کیسے آگیا' یہ مجھے کو دیکھنا چاہئے۔ میں دونوں کارڈ پیش کر سکتا ہوں اور میرے پاس ایسی مثالیں بھی ہیں جو اپنا کاروبار کرتے ہیں اور جنہوں نے کوئی امتحان نہیں دیا انہوں نے سندیں لی ہیں اور وہ نوکری کر رہے ہیں۔ یہ بات تو الگ ہے کہ امتحان دیا' نقل لگا لی یا نمبر لگوا لئے۔ بغیر امتحان کے ان کو سند مل گئی اور انہوں نے نوکری کر لی۔ وہ کیسے ہوا۔ اس بات کو دیکھنا چاہئے۔ میرے ایک کلاس فیلو ہیں۔ اعجاز احمد چیمہ ان کا نام ہے۔ میں نے 1981ء میں ایل ایل بی کیا۔ اور وہ بھی 1981ء سے پرچے دیتا چلا آ رہا ہے اور ناکام ہوتا رہا ہے۔ اس دفعہ وہ پاس ہو چکا ہے۔ وہ بطور گواہ پیش ہو سکتا ہے۔ فی پیپر پانچ سو روپیہ اس نے دیا ہے اور کتابوں سے دیکھ کر اس نے پرچے حل کئے اور وہ پاس ہو چکا ہے۔ یہاں تک نوبت آ چکی ہے۔ میرا چھوٹا بھائی' میں اپنی ہی بات کرتا ہوں۔ وہ صرف اپنا نام لکھ سکتا ہے۔ آٹھویں میں اس نے سکول چھوڑ دیا تھا۔ پانچ سال بعد اس نے امتحان دیا ہے۔ بورڈ میں ٹاپ کرنے کے نزدیک تک وہ پہنچ چکا ہے۔ اس کے بہت زیادہ نمبر ہیں۔ اس بات کی بھی انکوائری کر لیں کہ اس نے یہ نمبر کیسے حاصل کئے۔ میں اسے پیش کر سکتا ہوں۔ وہ صرف اپنا نام انگریزی میں لکھ سکتا ہے یہ بات کہاں تک پہنچ چکی ہے اس پر ذرا غور کرنے کی ضرورت ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر وہ ایف ایس سی کا امتحان دیتا اور سائنس کے مضامین ہوتے تو کیا وہ میڈیکل میں داخل نہیں ہو سکتا تھا؟ وہ میڈیکل میں بھی داخل ہو سکتا تھا اور انجینئرنگ میں بھی داخل ہو سکتا تھا اور میڈیکل کے پرچے ہر سال بکتے ہیں اور میں ثابت کر سکتا ہوں کہ وہ بکتے ہیں۔ یہ کیوں بکتے ہیں اور جب میڈیکل کے سٹوڈنٹس پرچے خرید کر پاس ہو گئے تو کیا وہ کل کو مریضوں کا علاج کریں گے۔ صحت کا معیار کہاں قائم ہو گا یا انجینئرنگ کا معیار کہاں قائم ہو گا اور آپ آج کے زمانے کے انجینئر کو موقع پر لے جا کر دیکھ لیں۔ اگر وہ موقع پر اپنے سب انجینئر کے مقابلے میں دس فیصد بھی کام کر جائے تو

آپ جو چاہیں مجھے سزا دیں۔ ان کو کچھ پتا نہیں ہے ان کے پاس کوئی علم نہیں ہے۔ حالات تو اس حد تک خراب ہو چکے ہیں کہ اس پر ہماری حکومت کو سنجیدگی سے غور کرنا چاہئے اور اس نظام میں تبدیلیاں لانی چاہئیں۔ ہمارے فرید پراچہ صاحب نے computerized system کی تجاویز پیش کی ہیں اور دس دن کے اندر اندر رزلٹ تیار کرنے کی بات کی ہے یہ بڑی اچھی تجاویز ہیں۔ ان پر عمل ہونا چاہئے۔ لیکن میرا خیال ہے شائد فوری طور پر ان پر عمل نہ ہو سکے۔ لیکن ایک بات جس پر ہماری حکومت فوری طور پر عمل کر سکتی ہے کہ موقع پر Trails ہونے چاہئیں' چاہے ٹیچر ذمہ دار ہو یا سٹوڈنٹس' جو بھی ذمہ دار ہو اس کو موقع پر سزا ملنی چاہئے ہماری موجودہ حکومت اگر یہ کرنے میں کامیاب ہو جائے کہ ہمارا جو سٹرکچر تباہ ہو چکا ہے وہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو سکتا ہے اور ہمارا نظام تعلیم درست ہو سکتا ہے۔ شکریہ!

جناب سپیکر: جناب ارشاد حسین سیٹھی صاحب۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ جناب سپیکر! اس مختصر سے معزز اراکین کی موجودگی میں' میں یہی کہنا چاہ رہا تھا کہ اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ غالباً" پچھلے اور موجودہ سیشن میں یہ پہلی تحریک استحقاق تھی جسے بغیر باری کے لیا گیا' ایڈمٹ کیا گیا اور اس کے بعد آج یہ اس معزز ایوان میں زیر بحث ہے۔ میرے بہت سے دوستوں نے بہت سے لوگوں کو مورد الزام ٹھہراتے ہوئے کارروائی کرنے کا کہا مگر میں صرف یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ **یا ایھاالذین امنو! لما تقولون مالا تفعلون** ○ اے ایمان والو! وہ بات تم کیوں کہتے ہو جو تم کرتے نہیں۔ اللہ کے ہاں یہ بات انتہائی ناراضگی کا باعث ہے کہ ایک بات تم کہو اور نہ کرو۔ جناب سپیکر! میں اس تمام صورت حال کا ذمہ دار منتخب اسمبلیوں اور سیاستدانوں کو ٹھہراتا ہوں۔ اس تمام بگاڑ کی جڑ وہ تمام سیاستدان ہیں کہ جن کو اللہ تبارک تعالیٰ نے یہ موقع دیا۔ کسی طالب علم کو' کسی استاد کو اور کسی اور فرد کو قانون سازی میں دخل انداز ہونے کا موقع نہیں ملا۔ واحد یہ ایوان کے اراکین ہیں کہ جن کو موقع ملا کہ یہ قوم کی تربیت کریں۔ اس کا نظام وضع کریں۔ نظام تعلیم دیں اور پھر اس کی خرابیوں کو دور کریں۔ مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ موجودہ منتخب نمائندگان نے بھی اور سابقہ منتخب نمائندگان نے بھی اسی انداز سے بے اعتنائی برتی اور وہی سلوک کیا جو آج نظر آ رہا ہے۔ اس لئے میری انتہائی مودبانہ گزارش ہے کہ کسی کو پکڑنے کی ضرورت نہیں ہے' کسی کو کنٹرول کرنے کی ضرورت نہیں ہے صرف یہ منتخب نمائندے جو قوم کا Mandate لے کر اور قوم کے معماروں کی تعمیر

کا ذمہ لے کر ایوان میں آئے ہیں اگر یہ درست ہو جائیں اور اگر یہ اپنی ذمہ داری کو محسوس کر لیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ تمام معاملات درست ہو سکتے ہیں۔ میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں اور پھر یہ کہوں گا کہ ہم اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھیں ہم نے آج تک اصلاح کرنے کی کوشش نہیں کی۔

واخر دعونا عن الحمد للہ رب العالمین ○

جناب چیئرمین: جناب نور محمد تارڑ!

جناب نور محمد تارڑ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ تمہید میں جائے بغیر میں محترم وزیر تعلیم سے پر زور اپیل کروں گا کہ وہ اچھی طرح جانتے ہیں۔ محکمہ تعلیم پورے کا پورا تباہ ہو چکا ہے اور ان کے نوٹس میں یہ چیز موجود ہے کہ گوجرانوالہ جو ان کا اپنا ضلع ہے وہاں پر دو تین ایسے واقعات ہوئے ہیں کہ جن کا اگر ہم نے فوری طور پر نوٹس نہ لیا تو ہمارا مستقبل تاریک ہو جائے گا۔ وہ بھی جانتے ہیں کہ میں بھی جانتا ہوں کہ 70/80 کے لگ بھگ ایسے اساتذہ ہیں کہ جنہوں نے امتحان دیئے بغیر ڈگریاں حاصل کیں اور ڈگریاں حاصل کرنے کے بعد اب وہ کئی مقامات پر بطور ٹیچر کام کر رہے ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اس پورے دفتر کے ریکارڈ کو جلا دیا گیا ہے اور یہ میرے علم میں اس اسمبلی کے ممبر منتخب ہونے سے پہلے کی بات ہے اور اس پر تین چار دفعہ گوجرانوالہ میں بحث ہو چکی ہے اب لاہور میں کل یا پرسوں واقع ہوئی۔ کوشش تو ہماری یہ ہونی چاہئے تھی کہ جس طرح اخبار میں یہ "بوٹی مافیا" کی چار کالمی سرخی لگی ہے یہ "بوٹی مافیا" کی خبر اس طرح ہوتی ہے ان کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے یہ یہ اقدامات کئے گئے ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ وہ کون لوگ ہیں اور کون نہیں جانتا کہ یہ کس کس کی حماقت ہے۔ اگر ان پر گرفت مضبوط کی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ معاملہ سلجھایا جا سکتا ہے۔ لیکن یہاں پر صرف ہمت کی ضرورت ہے۔ اگر ہم طاقت اور ہمت سے اس رجحان کو روکنے کی کوشش کریں تو ہم اس قابو پا سکتے ہیں لیکن شرط صرف یہ ہے کہ ہمارا جذبہ کامل ہونا چاہئے۔

جناب چیئرمین: وقت کے ساتھ ساتھ مزید دوستوں کے نام آتے جا رہے ہیں لیکن میں فلور وزیر تعلیم صاحب کو دیتا ہوں تاکہ وہ بحث کو سمیٹیں۔

سید چراغ اکبر شاہ: جناب سپیکر! مجھے وقت ضرور دیا جائے تاکہ میں روشنی ڈال سکوں۔ میں نے بھی قبضہ گروپ کے بارے میں تحریک التوا دی تھی اور اس وقت میرے محترم وزیر قانون صاحب نے دلائل دے کر اور رول 55 پڑھ کر اسے مسترد کروا دیا تھا کہ یہ کوئی اہمیت نہیں رکھتی ہے۔ میں سمجھتا

ہوں کہ یہی باتیں ہیں کہ جب ارباب اقتدار یہ سمجھتے ہیں کہ اپوزیشن کی طرف سے اچھی تجویز آئی ہے۔ اس پہ غور نہیں کیا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب' آپ تشریف رکھیے۔

سید چراغ اکبر شاہ: جناب والا! اس صورت حال کے پیش نظر مجھے دو منٹ ضرور دیں۔

جناب چیئرمین: یہ آپ کی اپنی صوابدید ہے میں آپ کو منع تو نہیں کروں گا۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر ـــــ میں یہ بات کرنی چاہتا ہوں کہ قائد ایوان کے اس دعوے کے بعد کہ اس سیشن میں کورم نہیں ٹوٹے گا صورت حال مختلف ہے' میں ممبران کی بات تو نہیں کرتا لیکن وزراء کی فوج ظفر موج میں سے صرف اس وقت دو آدمی موجود ہیں۔

جناب چیئرمین: جن احباب نے نظاریہ کر لی ہیں وہ اس قسم کا منفی رویہ اختیار نہ کریں۔ جناب وزیر تعلیم صاحب ـــــ

وزیر تعلیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ جناب چیئرمین! ابھی اس ہاؤس میں میرے معزز اراکین اسمبلی نے اپنے اپنے خیالات کا بڑی تفصیل کے ساتھ اظہار کیا جس میں انہوں نے صرف امتحانی سنٹروں پر ہونے والے حالیہ واقعات کو موضوع بحث بنایا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے محکمہ تعلیم کے نظام تعلیم میں جو برائیاں موجود ہیں ان کی نہ صرف نشاندہی کی بلکہ اپنے خیالات کے مطابق انہوں نے ان کے حل کے لئے تجاویز بھی پیش کیں جس کے لئے میں ان کا نہایت شکر گزار ہوں۔ جناب والا! اس وقت موضوع تحریک التوائے کار امتحانی سنٹر ہیں اور چونکہ وقت بہت ہو چکا ہے اس لئے میں اپنے خیالات مختصر ہی بیان کروں گا۔ اس مسئلہ کی سنگینی مسلّم ہے جیسے آج ہمارے ممبران نے محسوس کیا ہے' میں نے وزیر تعلیم بننے کے فوراً بعد اس سنگینی کا احساس کرتے ہوئے فوری طور پر Short-term measures لینے کی کوشش کی' میرے دوستوں کو یقیناً اس بات کا علم ہو گا کہ میں نے از خود سنٹرز بھی visit کئے اس کے ساتھ ساتھ محکمہ کے جو ملازمین ہیں ان کو بھی اس کام پر لگایا کہ ہم نے امتحانات کے نظام کو درست کرنا ہے۔ اس حقیقت سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا کہ امتحانات کا جو سسٹم ہے وہ بری طرح فیل ہو چکا ہے۔ لیکن اس سسٹم کو قائم کرنا یا اس میں تبدیلیاں لانا' یہ بھی ہمارا فرض ہے اور ہم اپنے فرض سے غافل نہیں ہیں۔ امتحانات کے سسٹم کو بہتر بنانے کے لئے جہاں فوری طور پر Short term اقدامات کئے گئے وہاں دوسرے اقدامات بھی کئے گئے۔ جیسا ابھی جناب

ڈاکٹر افضل اعزاز صاحب نے ادارہ امور پاکستان کا ذکر کیا تھا انہوں نے ایک سیمینار محکمہ تعلیم کی وساطت سے منعقد کروایا گیا تھا اور ہم نے وہ سیمینار صرف اس لئے منعقد کروایا تھا کہ ایک طرف تو ہم نے امتحان کو' امتحانات کے نظام کو درست بنانا ہے دوسری طرف نظام تعلیم کو درست بنانا ہے۔ بر سبیل تذکرہ انہوں نے فرمایا تھا کہ اس سیمینار میں جناب وزیر اعلیٰ نے ایک کمیشن کا اعلان کیا ہے۔ ان کی اطلاع کے لئے یہ عرض ہے کہ اس کمیشن کا قیام عمل میں آ چکا ہے اور اس کی میٹنگ اور اس کا سربراہ جناب وزیر اعلیٰ نے جناب مسعود نبی نور کو بنایا ہے جس کی میٹنگ وہ عنقریب کرنے والے ہیں اور مجھے امید ہے کہ جب کمیشن اپنی سفارشات ہمیں پیش کرے گا تو ہم بہتر طریقہ سے اس نظام کی اصلاح کرنے میں کامیاب ہوں گے۔

میں اب موجودہ امتحانات کی طرف آتا ہوں جو واقعہ تحریک کا موضوع بنایا گیا ہے۔ ان امتحانات کی اہمیت کے پیش نظر میں نے جو اقدامات کئے تھے ان میں سب سے پہلے جو بدنام سنٹرز تھے میں نے ان کو تبدیل کرایا۔ اس سلسلہ میں دیال سنگھ کالج' ایم اے او کالج اور ریلوے روڈ اسلامیہ کالج سنٹرز تھے جو نقل کے سلسلہ میں بہت بدنام تھے ان کو تبدیل کروایا گیا۔ اس کے علاوہ جناب والا! تارڑ صاحب نے گوجرانوالہ کا ذکر کیا ہے۔ میرے اپنے شہر میں جو بدنام سنٹرز تھے۔ گورنمنٹ کالج' اسلامیہ کالج میں نے ان کو بھی تبدیل کروا دیا ہے اور اس سلسلے میں' میں نے انتظامیہ کے ساتھ میٹنگیں کیں' وائس چانسلر کے ساتھ بھی۔ اپنے محکمہ کے ملازمین کے ساتھ بھی اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم نے کچھ اقدامات کئے تھے جس ادارہ کے امتحانات کے سنٹرز مقرر ہوئے تھے اس ادارہ کے سربراہ کو ہم نے ریذیڈنٹ انسپکٹر بنایا تھا اور انہیں وسیع اختیارات دیئے گئے تھے۔ یہاں تک کہ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ یا invigilative staff کو بدعنوانی ثابت ہونے پر برطرف کرنے کے اختیارات بھی دیئے گئے تھے اور اگر سپرنٹنڈنٹ بدعنوانی کرتا ہے تو اسے یہ اختیار دیا گیا تھا کہ وہ وائس چانسلر کو اطلاع کر کے اسے برطرف کر سکتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ہم نے کوشش کی کہ دفعہ 44 کے نفاذ کو موثر بنایا جائے۔ جناب والا! اس سلسلہ میں' میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے جو اقدامات کئے تھے وہ کافی حد تک موثر رہے۔ اس مسئلہ کی سنگینی اپنی جگہ پر لیکن ان واقعات کی جس انداز میں تشہیر ہوئی ہے اس پر میں تھوڑا سا عرض کر دینا چاہتا ہوں آپ اندازہ کریں کہ امتحانات کے انعقاد سے پہلے ہی اخبارات میں یہ خبریں آنا شروع ہو گئیں کہ محکمہ تعلیم کا اور "پوٹی مافیا" یا "قبضہ گروپ" کا ٹاکرہ ہو گا اور اس کے بعد جس دن انگریزی کا پرچہ تھا اس دن خصوصی طور پر یہ رپورٹیں شائع ہوئی ہیں کہ آج انتظامیہ' محکمہ تعلیم کا اور قبضہ گروپ کا مقابلہ ہو گا جناب والا! امتحانات کو شروع ہوئے چھ (6) دن گزر گئے تھے۔ 2 تاریخ کو یہ

امتحانات شروع ہوئے تھے اور چھ دن تک کام بڑے سکون سے چلتا رہا۔ پورے پنجاب میں تقریباً" ڈیڑھ سو سنٹر ہیں اور آپ اور ہم اگر اخبارات کی حد تک ہی جائیں تو ہمیں تمام پنجاب میں سوائے لاہور کے اور سوائے فیصل آباد کے جہاں پر ایک بڑا نا خوش گوار واقعہ ہوا ایک سنٹر میں' اس کے علاوہ ہمیں پنجاب بھر میں کسی بھی سنٹر سے کسی گڑبڑ کی' کسی غنڈہ گردی کی کوئی اطلاع نہیں ملی۔ لاہور میں بھی میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح یہ پریس میں اچھالا گیا ہے۔ اگر آپ پریس کو ہی سامنے رکھیں۔ 12 یا 13 سینٹرز ایسے بنتے ہیں جہاں غنڈہ گردی کی گئی ہے۔ جہاں _____

جناب چیئرمین: میں جناب وزیر تعلیم سے پوچھتا ہوں کہ آپ مزید کتنا وقت لیں گے؟

وزیر تعلیم: پانچ یا دس منٹ یا پندرہ منٹ تک کر لیں۔ تو جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اگر صرف اخبارات کو ہی لیں اور ان کا بغور مطالعہ کریں تو 13/12 سینٹرز سے زیادہ تو اخبارات بھی نہیں مانتے کہ ان سے زیادہ کہیں کوئی بدعنوانی ہوئی ہے۔ جہاں پر ایک طرف تو ڈیڑھ سو سینٹرز ہوں وہاں اتنا یہ محکمہ بڑا ہے اور یہ برائی جو ہے یہ اتنی deep rooted ہے جس کو دور کرنے کے لئے ہم خلوص نیت سے کام کر رہے ہیں اس کے لئے ہم نے انتظامات تقریباً" کئے ہیں اور آئندہ بھی کرنے والے ہیں۔ تو 12 سینٹرز میں اگر ایسے واقعات ہوتے ہیں تو میں نہیں سمجھتا ہوں کہ خاص طور پر اس تحریک کے حوالے سے یہ اتنا سنگین مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر! مجھے خوشی ہے کہ جناب اصغر گجر صاحب نے بڑے کھلے دل سے اعتراف کیا ہے کہ اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے۔ ہمارے نزدیک سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ ہم نے شناخت کرنی ہے کہ "قبضہ گروپ" کیا ہے۔ وہ "بوٹی مافیا" ہے یہ "قبضہ گروپ" ہے۔ میرا جو تجربہ ہے' اس میں بڑے تلخ حقائق ہیں اور میرے منہ سے ہمیشہ ان لوگوں کا گلہ رہتا ہے جن کی میں اکثر نشان دہی کرتا رہتا ہوں کہ آپ ہمیں مورد الزام ٹھہراتے ہیں اور ابھی یہاں ایوان میں میرے دوستوں نے کہا کہ ہمیں بڑے سخت اقدامات کی ضرورت ہے' ہمیں درویشی کی ضرورت نہیں ہے _____ لیکن آپ کو شاید علم نہیں کہ محکمہ تعلیم یا پنجاب یونیورسٹی کسی دباؤ کے تحت امتحانات منعقد کروا رہی ہے۔ صورت حال یہ ہے کہ جس سنٹر میں سب سے پہلے گڑبڑ کی اطلاع ہوئی وہاں باہر سے یہ شکایت آئی تھی کہ اندر نقل لگ رہی ہے۔ جب اس نقل کو روکنے کے لئے اقدامات کئے گئے تو یہ گڑبڑ اس سنٹر میں ہوئی۔ نہ صرف اس سنٹر میں ہوئی بلکہ دوسرے سنٹروں میں بھی یہ گڑبڑ پھیل گئی۔ اب آپ اندازہ لگائیں کہ ہم نقل کو روکنے کے لئے انتظامات کرتے ہیں تو یہ گڑبڑ پھیلتی ہے۔ اگر ہم آنکھیں

بند کر لیتے ہیں تو پھر امتحانات کا سسٹم تباہ ہوتا ہے۔ ہمیں ان تمام حالات کو سامنے رکھتے ہوئے اور موجودہ حالات میں اپنے وسائل کو سامنے رکھتے ہوئے اقدامات کرنے ہیں۔ جہاں تک دور رس اقدامات کا تعلق ہے' بہت اچھی تجاویز آئی ہیں۔ ہم اپنی قومی پالیسی بھی بنا رہے ہیں جس میں سب سے زیادہ اہمیت امتحانات کے سسٹم کو دی گئی ہے۔ اس میں بہت اچھی تجاویز ہیں اور آج بھی یہ تجاویز آئی ہیں جس میں ڈاکٹر افضل اعزاز صاحب نے aptitute test کے لئے کہا ہے یا جس کو ہم pre-admission test کہتے ہیں۔ اسی طرح جناب فرید پراچہ صاحب نے اپنی پریس کانفرنس کا ذکر کیا۔ میں نے وہ پریس کانفرنس بھی پڑھی تھی اور انہوں نے جو تجاویز دی تھیں وہ میں نے نوٹ کی ہوئی ہیں۔ یہ ایک ایسا سسٹم ہے جس پر مختلف حلقوں سے مختلف آرا آئی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کو سینیٹ کمیشن کا کام ہے۔ ان کی جو تجاویز پہلے آ چکی ہیں یا جو تجاویز آج ایوان میں پیش کی گئی ہیں میں ان کو کمیشن کے سپرد کروں گا اور ہمیں یقین ہے کہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس سسٹم کو کامیاب بنانے میں سرخرو ہوں گے۔ بات صرف اقدامات کی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں کسی کے دل میں غلط فہمی کی گنجائش نہیں رہنی چاہئے۔ ہم نے اس سے پہلے بھی اقدامات کئے ہیں اور آج سے دو تین ماہ پہلے جو اقدامات شروع کئے گئے ہیں وہ بھی اس مہم کا حصہ ہیں۔ فاضل اراکین نے بھی تسلیم کیا ہے کہ ہم نے جن افراد کے خلاف اقدامات کئے ہیں ہم نے ان کی سیاسی وابستگی کو ملحوظ خاطر نہیں رکھا اور نہ ہم آئندہ آنے والے وقت میں کسی جماعت یا کسی گروہ کی سیاسی وابستگی کو ملحوظ خاطر رکھیں گے۔ ہم "قبضہ گروپ" کو شناخت کر رہے ہیں اور جو لوگ شناخت ہوں گے ہم بلا تخصیص ان کی سیاسی وابستگی کے ان کے خلاف سخت اقدامات کریں گے اور ان کے خلاف ایسا ایکشن لیں گے کہ ہم امتحانات کے تقدس پر عوام کے اعتماد کو بحال کرا سکیں گے (نعرہ ہائے تحسین)۔ جناب سپیکر! ہمیں اس بات کا احساس ہے کہ ایک طرف جہاں ہماری ڈگریوں کی اہمیت کم ہو رہی ہے وہاں دوسری طرف ان طلبہ کی حق تلفی ہو رہی ہے جو امتحانات میں اپنی محنت سے کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ہمیں اس بات کا بھی احساس ہے کہ نقل کے اس بڑھتے ہوئے رجحان سے طلبہ میں تعلیم کی طرف رغبت یا ان میں امتحانات کے لئے تیاری کے رجحان کی کمی ہو رہی ہے۔ وہ جب دیکھتے ہیں کہ ان کے ساتھ نقل کر کے امتحانات میں امتیازی نمبر حاصل کرتے ہیں تو ان کے دل میں بھی یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ وہ کیوں امتحان پاس کرنے کے لئے وقت ضائع کریں یا محنت کریں۔ میں اپنے معزز اراکین کی تجاویز سے کلی اتفاق کرتا ہوں۔ یہ صرف ایک آدمی کے بس کا روگ نہیں ہے اس میں ہم سب کو اپنی اجتماعی ذمہ داریاں ادا کرنی ہوں گی۔ میں نے بہت دفعہ کہا ہے محکمہ تعلیم وزیر تعلیم

کا نام نہیں ہے اس میں تمام اساتذہ کرام آتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر تمام اساتذہ کرام خلوص نیت کے ساتھ عہد کریں کہ انہوں نے امتحانات کے سسٹم کو کامیاب بنانا ہے' امتحانات میں نقل کو روکنا ہے تو نقل رک سکتی ہے۔

جناب والا! اس کے بعد ہمارے والدین ہیں۔ انہیں بھی اپنی ذمہ داری کا احساس کرنا چاہیئے۔ انہیں اپنے بچوں کو نقل کے رجحان سے روکنا چاہیئے۔ یہ ان کی زندگی کا پہلا امتحان ہے' میٹرک کا ایف اے کا یا بی اے کا یا دوسرا ہو گا' ابھی تو عملی زندگی میں انہوں نے بہت سے امتحانوں کو پاس کرنا ہے۔ اگر وہ پہلے امتحانات سے فرار حاصل کرنا شروع کریں گے تو آگے چل کر عملی زندگی کے امتحانات کا سامنا کیسے کر سکیں گے؟ اس لئے میں نے والدین کا نام لیا ہے اخبارات میں بھی آیا ہے کہ ایک پرچے کی قیمت چار ہزار روپے مقرر کی جاتی ہے پانچ ہزار روپے مقرر کی جاتی ہے۔ تو میں محترم والدین سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ پانچ ہزار روپے لڑکے لاتے کہاں سے ہیں؟ آپ کے طالب علم کے پاس ایک پرچے کے لئے چار ہزار پانچ ہزار روپیہ کہاں سے آتا ہے؟ اگر تمام والدین یہ تہیہ کر لیں کہ انہوں نے اپنے بچوں کو پیسے نہیں دینے تو ظاہر ہے کہ جب وہ اپنے بچوں کو پیسے نہیں دیں گے تو ہم اس برائی پر قابو پانے میں بہت حد تک کامیاب رہیں گے۔

جناب والا! یہاں میرٹ کا ذکر کیا گیا کہ اس میں اپنی تمام خوبیوں کے باوجود اس برائی نے جنم لیا ہے۔ اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ نقل کے رجحان میں جو اضافہ ہوا ہے' والدین میں بھی اور بچوں میں بھی صرف میرٹ پیش نظر ہے کیونکہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر ہم اچھے اور امتیازی نمبر لے کر پاس نہ ہوئے تو ہمیں آئندہ امتحانات میں یا پروفیشنل کلاسوں میں کالجوں میں داخلہ نہیں ملے گا۔ جناب سپیکر! پہلے ایک زمانہ تھا کہ جب لوگ پاس ہونے کے لئے نقل لگایا کرتے تھے۔ لیکن آج زیادہ سے زیادہ نمبر حاصل کرنے کے لئے نقل لگائی جاتی ہے۔ وہ لوگ جو اپنی محنت سے بھی پاس ہو سکتے ہیں وہ بھی صرف اور صرف زیادہ نمبر حاصل کرنے کے لئے نقل لگاتے ہیں۔ تو ان کے نظریات میں یہ جو خام خیالی ہے کہ ہم نے داخلہ حاصل کرنے کے لئے زیادہ نمبر حاصل کرنے ہیں تو ہمیں ان کے ذہنوں کو بھی بدلنا ہے۔ ہم نے والدین کے ذہنوں کو بھی بدلنا ہے اور ہمیں اپنے ذہنوں کو بھی بدلنا ہے آئندہ اس ملک کو ہمارا اسی نسل نے چلانا ہے اور اگر یہ نسل اسی طرح نقل کر کے امتحانات پاس کرتی رہی تو آئندہ آنے والے وقت میں' جیسا کہ چند مثالیں بھی دی گئی ہیں اور جناب افضل اعزاز صاحب نے ایک لطیفہ بھی سنایا ہے' تو ہم کیا توقع کر سکتے ہیں اس نسل سے جو آج امتحانات میں نقل کا سہارا ڈھونڈ رہی ہے۔ لیکن جہاں تک اس مسئلے کی اہمیت یا سنگینی کا تعلق ہے اس کا ہمیں بخوبی احساس ہے

اور ہم نے اس طرف مثبت طریقے سے پیش رفت کی ہوئی ہے اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اگر اخبارات ہمارا ساتھ دیں تو ہم جو اقدامات کرنے والے ہیں یا جو ہم کر رہے ہیں اس پر بڑی کامیابی سے عمل کر سکتے ہیں۔

اس سے پہلے جو امتحانات ہوئے تھے ان میں جناب سپیکر جو رپورٹ آئی تھی شائد آپ نے بھی پڑھی ہو اس سے یہ گمان ہوتا تھا کہ آنکھوں دیکھا حال بتایا جا رہا ہے۔ ہمارے ایک نمائندے نے جو حال لکھا تھا کہ اس سنٹر سے انہوں نے گڑبڑ کی۔ سکوٹر پر سوار ہوئے دوسرے سنٹر پر پہنچے وہاں انہوں نے یہ یہ واقعات کئے۔ یہ گڑبڑ کی۔ اس کے بعد وہ تیسرے سنٹر پر پہنچے۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ نامہ نگار ان کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔

جناب سپیکر! اخبار نویس ہمارے بھائی ہیں۔ مجھے بہت اچھے مشورے دیتے رہتے ہیں اگر ان کے پاس کوئی ثبوت ہے۔ اگر واقعی قبضہ گروپ موجود ہے۔ بوٹی گروپ موجود ہے بوٹی مافیا موجود ہے اور ان کو ان کا علم ہے تو یہ کیوں نہیں ہمارے پاس آتے ہمیں کیوں نشاندہی نہیں کرتے کہ فلاں لوگ قبضہ گروپ کے ممبر ہیں فلاں لوگ بوٹی مافیا کے ممبر ہیں۔ اگر آٹھ تاریخ کو امتحان سے دو دن پہلے اخبارات میں یہ خبر آ سکتی ہے کہ ریٹ طے کئے جا رہے ہیں۔ فلاں پرچے کے ریٹ طے کئے جا رہے ہیں۔ سودے ہو رہے ہیں اگر یہ ہمیں بتائیں کہ کون لوگ سودے کر رہے ہیں؟ کہاں ریٹ طے کئے جا رہے ہیں تو ہم ان خرابیوں کو دور کرنے کی بہتر پوزیشن میں ہوں گے۔ تو میری اخبار نویس بھائیوں سے یہ التماس بھی ہے کہ اگر ان کے ذہن میں' اگر ان کے علم میں یہ قبضہ گروپ کے متعلق معلومات ہیں' بوٹی مافیا کے متعلق معلومات ہیں تو ہمارے ساتھ تعاون کریں وہ بھی اسی ملک کے شہری ہیں۔ ان کے عزیز ان کے بچے ان کے بھائی بھی امتحانات میں شریک ہوتے ہیں اور اس سسٹم کو بچانا ان کی بھی ذمہ داری ہے۔ تو مجھے امید ہے کہ ہمارے بھائی جو اوپر بیٹھے ہیں جو اکثر مجھ سے ملاقات کرتے رہتے ہیں۔ وہ اپنے خیالات کو یقیناً اپنے تک محدود نہیں رکھیں گے اور اخبارات کی زینت بنانے سے پہلے مجھے بھی اعتماد میں لیا کریں گے اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر وہ مجھے اعتماد میں لیتے ہیں' ایسے افراد کی نشاندہی کرتے ہیں جو واقعی قبضہ گروپ اور بوٹی مافیا کے رکن ہیں تو میں آج اس فلور پر یہ اعلان کرتا ہوں کہ ان کے خلاف سخت سے سخت قدم اٹھایا جائے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب سپیکر! میں ڈاکٹر افضل اعزاز صاحب کا اور دوسرے بھائیوں کا مشکور ہوں جنہوں نے تحریک کی صورت میں اس مسئلہ کو اٹھایا ہے اور جنہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ ہم صورت حال کی سنگینی کے پیش نظر سخت اقدامات کریں گے اور ہم انشاء اللہ ان کو مایوس نہیں کریں گے اور انہوں

نے جو تجاویز پیش کی ہیں وہ میں جو کمیشن ہم نے امتحانات کے متعلق بنایا ہے یعنی وزیراعلیٰ پنجاب نے جو اس سلسلے میں کمیشن بنایا ہے تو میں ان کی جو سفارشات ہیں تجاویز ہیں وہ ان کو پیش کروں گا اور ابھی ہمارے معزز رکن رانا اکرام ربانی قائد حزب اختلاف فرما رہے تھے کہ آج کی تقاریر کے بعد ہمیں کٹ موشن دینے کی شائد ضرورت پیش نہ آئے۔ بہرحال اگر انہوں نے تعلیم کے مسئلہ پر کٹ موشن دی تو میں اس مسئلہ پر دوبارہ اظہار خیال کروں گا۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ اب ایوان کی کارروائی کل 11 جون صبح نو بجے تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس منگل 11 جون 1991ء نو بجے صبح تک کے لئے ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا پانچواں اجلاس

منگل' 11 جون 1991ء

(سہ شنبہ 27 ذیقعد 1411ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں 9 بجے صبح منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا ۙ وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا ۙ
وَقَالَ الْإِنْسَانُ مَا لَهَا ۚ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا ۙ بِأَنَّ
رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا ۚ يَوْمَئِذٍ يَصْدُرُ النَّاسُ أَشْتَاتًا ۙ لِيُرَوْا
أَعْمَالَهُمْ ۚ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۚ وَمَنْ
يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۚ

سورۃ الزلزال: پارہ 30

جب زمین بھونچال سے ہلا دی جائے گی اور زمین اپنے (اندر کے) بوجھ نکال ڈالے گی اور انسان کہے گا کہ اس کو کیا ہوا ہے؟ اس روز وہ اپنے حالات بیان کر دے گی۔ کیونکہ تمہارے پروردگار نے اس کو حکم بھیجا (ہو گا)۔ اس دن لوگ گروہ گروہ ہو کر آئیں گے تاکہ ان کو ان کے اعمال دکھا دیئے جائیں۔ تو جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہو گی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ بھر برائی کی ہو گی وہ اسے دیکھ لے گا۔

وماعلینا البلاغ ○

میاں منظور احمد موھل: پوائنٹ آف آرڈر جناب والا! آپ نے کل یہاں پر ایک عہد لیا تھا اور ہمارے مذہب اسلام میں بدعہدی بہت بڑا جرم ہے۔ آپ نے دیکھا ہے کہ اس وقت ہاؤس میں صرف دو وزیر ہیں اور دو پارلیمانی سیکرٹری ہیں۔ آپ جناب والا! اس کا نوٹس لیں' اس وقت پریس گیلری میں کوئی نہیں ہے' ہم آپ کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں کہ آپ نے آج اپنے عہد کے مطابق بروقت کرسی سنبھالی ہے (نعرہ ہائے تحسین) ..... انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ اگر آپ اس طرح آتے رہے تو پہلے جو صورتحال ہوتی تھی اس سے بہرحال بہتر ہوگی۔

میاں محمود الرشید: طوفان کی وجہ سے تقریباً تمام سڑکیں وغیرہ بلاک ہیں کہیں بھی پانی اور بجلی مہیا نہیں ہے اس لئے آج میرا خیال ہے کہ حاضری کی کمی کی بڑی وجہ بھی ہے اور مجھے توقع ہے کہ اگر ہم یہاں پر وقت پر کارروائی شروع کرتے رہے تو آئندہ لوگ زیادہ سے تعداد میں شریک ہوں گے۔

جناب سپیکر: بلا شبہ آج جتنی شدید آندھی اور بارش آئی ہے شہر کا سارا نظام درھم برھم ہوگیا ہے' نہ گھروں میں بجلی تھی نہ پانی تھا' میں نے دیکھا ہے جی او آر میں بھی سرکاری گھر ہیں ان میں بھی کوئی بجلی اور پانی نہیں تھا' مجھے اندازہ ہے جیسے میں تیار ہو کر آیا ہوں ویسے ہی آپ بھی آئے ہوں گے۔ آج تو میں سمجھتا ہوں کہ جو ممبران یہاں پر آگئے ہیں ان کو تمغہ جرات دینا چاہئے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

میاں منظور احمد موھل: جناب والا! میں ایک بات آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں یہ جو آپ کے رپورٹر حضرات ہیں ان میں سے اس وقت کوئی بھی موجود نہیں ہے بات کوئی بھی نہیں لکھے گا' یہاں پر اس وقت کوئی موجود نہیں ہے۔ اوپر کی تو علیحدہ بات ہے' کیونکہ یہ جو ہم نے باتیں کیں یہ کون لکھے گا۔

جناب سپیکر: میاں صاحب کارروائی ریکارڈ ہو رہی ہے' یہ ہمارے ہاں آپ کی باتیں ریکارڈ کرنے کا دوھرا انتظام ہے ایک تو ٹیپ ریکارڈ ہمہ وقت چل رہا ہے اس میں آپ کی ہر بات ریکارڈ ہو رہی ہے۔

چودھری محمد فاروق: جناب والا! اس معاملے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ٹیپ ریکارڈ پر تو یہ ہماری باتیں ریکارڈ ہو رہی ہیں لیکن ایک دوسرے پر اعتماد کا فقدان ہے یہ ہمارے معاشرے کے اندر مجموعی طور پر ناپید ہو چکا ہے' اس کی صورتحال یہ ہے کہ پریس گیلری میں پریس والے حضرات نہیں

آئے کیونکہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ شائد سیاستدانوں نے یہ بات کی ہے اس لئے وہ نہیں آئے۔ اور سول سیکرٹریٹ کے صاحبان جن کی یہاں پر ذمہ داری ہوتی ہے اب آہستہ آہستہ کر کے یہ کرسیوں پر آکر براجمان ہو رہے ہیں۔ 9 بجے جب کارروائی شروع ہوئی تو سول سیکرٹریٹ کے افسران میں سے بھی صرف دو حضرات اس گیلری کے اندر موجود تھے' اسمبلی سیکرٹریٹ کا سٹاف جس کی ہم تقریباً ہر اجلاس کے اختتام پر تعریف کرتے ہیں کہ انہوں نے Co-operation کی' لیکن ایسے لگتا ہے کہ اگر اسمبلی کا اجلاس مقررہ ٹائم سے ایک گھنٹہ کے بعد شروع ہو پھر تو ان کی Co-operation ہے اگر آپ اور ہم ٹائم کے مطابق آئیں تو پھر شاید وہ وقت پر نہیں پہنچ سکتے۔ اس لئے آج تحاریک وغیرہ نمٹائی جائیں۔

جناب سپیکر: آپ فکر نہ کریں۔

چودھری محمد فاروق: تاکہ جو حضرات نہیں آئے انہیں احساس ہو کہ انہیں وقت پر پہنچنا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی انشاء اللہ

ایک معزز ممبر: جناب والا! میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ اسمبلی ہال کے باہر جو پرچم لگا ہوا تھا آج غائب ہے شاید وہ بھی طوفان کی نذر ہو گیا ہے۔ آپ اس سلسلے میں کوئی قدم اٹھائیں اور نیا پرچم لگا دیا جائے۔

چودھری محمد فاروق: جناب والا! لیڈر آف اپوزیشن بھی نہیں ہیں وہ بھی آج اپنا وعدہ نہیں نبھا سکے۔ ایک رانا ثناء اللہ صاحب ہیں جیسے وہ اپنی پارٹی کی ایوان میں نمائندگی کرتے ہیں ایسے ہی انہوں نے آنے کے سلسلے میں بھی کیا ہے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار ذوالفقار علی کھوسہ): جناب والا! میں ایک چیز عرض کرنا چاہتا ہوں کیونکہ بیشتر ممبر تشریف نہیں لاسکے جو ارکان یہاں پر تشریف رکھتے ہیں ان کے سوالات پہلے لے لئے جائیں جو بعد میں آنے والے ہوں گے ان کو بعد میں Take up کر لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: سردار صاحب یہ کس طرح ممکن ہو گا؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی: جناب والا! اگر ترتیب سے لیں گے تو بیشتر ارکان تو یہاں پر موجود نہیں

ہیں۔

جناب سپیکر: ان کے سوالات تو Take up ہو سکتے ہیں کیونکہ ان کے ایماء پر یہاں بات کی جا سکتی ہے تو حاجی محمد افضل چن صاحب.....

ڈبل آبیانہ کی معافی کے لئے اقدام

☆ 36 **حاجی محمد افضل چن:** کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ 10 جنوری 1990ء کو سیکرٹری محکمہ آبپاشی کی زیر صدارت کمیٹی جس میں سوال کنندہ کے علاوہ بھی اکبر وینس اور عبد اللہ خاں سابقہ ایم پی اے بھی شامل تھے کا اجلاس ہوا تھا۔ جس میں نہروں کی ٹیل پر پانی کی کمی اور ڈبل آبیانہ وصول کرنے کے متعلق ایک رپورٹ تیار ہوئی تھی۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ ابھی تک بھلوال' سوحاوہ' میاں دال راجباہ اور گھناں' بارموسا' ڈنسور کن گوجرہ مائنر پر پانی کی شدید کمی ہے اور غریب کاشتکاروں کو شدید مشکلات کا سامنا ہے۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ 20 فروری 1990ء کو عبدالخالق ایس ای نے بھی اپنی رپورٹ میں اس امر کی طرف توجہ دلائی تھی مگر زمینداروں سے ڈبل آبیانہ وصول کیا جا رہا ہے۔

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ڈبل آبیانہ معاف کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو وجہ؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار ذوالفقار علی خاں کھوسہ):۔

(الف) یہ درست ہے کہ 20 جنوری 1990ء کو مسٹر محمد عبداللہ ڈاھر سابقہ ایم۔ پی۔ اے' پارلیمانی سیکرٹری کی زیر صدارت تحصیل پھالیہ میں واقع نہروں کی ٹال پر پانی کی کمی اور ڈبل آبیانہ وصول کرنے کے متعلق میٹنگ ہوئی تھی اور رپورٹ بھی تیار ہوئی تھی۔

(ب) یہ درست ہے کہ بھلوال' سوحاوہ' میاں دال راجباہ اور گوئیاں بار ڈنسوبہ کن گوجرہ مائنر کی ٹال پر کبھی کبھار پانی کی کمی واقع ہو جاتی ہے۔ یہ تمام راجباہ منگلا جھیل کے صاف پانی سے نکلنے والی نہر اپر جہلم کی ذیلی شاخیں ہیں۔ اس لئے آبی گھاس اور جالا کثیر مقدار میں پیدا ہوتا ہے اور پانی کے بہاؤ میں رکاوٹ پیدا کرکے ٹیل پر پانی کی کمی کا باعث بنتا ہے۔ محکمہ کا فیلڈ عملہ پوری تندہی سے ان حصوں کی وقتاً" فوقتاً" صفائی کرکے ٹیل پر پانی پورا کرتا رہتا ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ 20 جنوری کی میٹنگ میں میاں عبدالخالق ایس۔ ای نے بھی ٹیل پر پانی کی کمی کی نشان دہی کی تھی۔ پانی کی اس کمی کو دور کرنے کے لئے کمیٹی کی سفارش پر متذکرہ راجباہوں کی صفائی و مرمت کے لئے سپیشل فنڈز مہیا کئے گئے تھے اور ٹیل پر پانی کی کمی کی شکایت کافی حد تک ازالہ ہوگیا تھا چونکہ یہ علاقہ سکارپ II کی حدود میں واقع ہے اس لئے مروجہ قانون کے تحت ڈبل آبیانہ وصول کیا جا رہا ہے۔

(د) متذکرہ نہری علاقہ سکارپ ٹیوب ویلز سے مستفید ہو رہا ہے اس لئے ڈبل آبیانہ کی معافی حکومت کے زیر غور نہیں ہے چاہے مکمل فصل کے لئے پانی نہ بھی مہیا کیا جائے اگر ایک پانی بھی دے دیا جائے اس پر آبیانہ وصول کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال ...

حاجی محمد افضل چن: ضمنی سوال ... میں وزیر موصوف کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جو قانون بنا ہوا ہے جناب والا! کاشتکاروں کو قتل کر رہا ہے وہ ہمارے سامنے لایا جائے ہوسکتا ہے اس میں ہم اپنی کوئی قانونی کارروائی کر سکیں اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ وہ قانون ہاؤس کے سامنے پیش کیا جائے جس کے تحت بغیر پانی دیئے مالیہ لیا جاسکتا ہے؟

جناب وزیر آبپاشی وقوت برقی: جناب والا! میں نے فاضل رکن کی خدمت میں عرض کیا ہے کہ اگر ایک پانی بھی فصل کے لئے دے دیا جائے تو آبیانہ وصول کیا جاتا ہے یہ میں نے عرض کیا کہ پانی نہ دیا جائے تو آبیانہ وصول کیا جاتا ہے۔

حاجی محمد افضل چن: جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ جزو (د) میں کہا گیا ہے متذکرہ نہری علاقہ سکارپ ٹیوب ویلز سے مستفید ہو رہا ہے اس لئے ڈبل آبیانہ کی معافی حکومت کے زیر غور نہیں ہے۔ چاہے مکمل فصل کے لئے پانی نہ بھی مہیا کیا جائے اگر ایک پانی بھی دے دیا جائے تو اس پر آبیانہ وصول کیا جاتا ہے۔ جناب والا! آپ کو بھی یاد ہوگا کہ پچھلے اجلاس میں یہ بات ہوئی تھی جب نصراللہ خاں دریشک ہمارے آبپاشی کے وزیر تھے کہ پانی اگر ایک دے دیا جائے تو مالیہ ڈبل لیا جائے اور آبیانہ وغیرہ وغیرہ' تو اس وقت جناب والا! یہ بات ہوئی تھی سکارپ کے ٹیوب ویل بھی وہاں خراب پڑے ہیں' میری اس لئے گزارش یہ ہے کہ جہاں ٹیل پر پانی بھی نہیں ٹیوب ویل بھی خراب ہیں ان سے پھر بھی ڈبل آبیانہ لیا جا رہا ہے ہمیں یہ یقین دہانی کروا دیں اگر پانی نہ پہنچے گا تو اس سے ڈبل آبیانہ نہیں لیا جائے گا۔

جناب وزیر آبپاشی و قوت برقی: جناب والا! جس ایکٹ کے تفصیل فاضل رکن یہاں پر دریافت فرمارہے ہیں وہ Section 36, canal and drainage Act, 1973 ہے۔ ڈبل آبیانہ کے بارے میں آپ کی وساطت سے میں عرض کردوں کہ جہاں سکارپ کے ٹیوب ویل کا پانی استعمال ہوتا ہے وہاں ڈبل آبیانہ لگایا جاتا ہے کیونکہ ٹیوب ویل کے آپریشن میں اور ایک نہر کے پانی میں بہت زیادہ فرق ہے' اور ہاؤس میں پہلے بھی یہ گفتگو پیش ہوچکی ہیں۔ محکمہ آبپاشی تقریباً ایک سو تیس یا اکتیس کروڑ روپے بجلی کا سالانہ بل ادا کرتا ہے جبکہ ان ٹیوب ویلوں سے آمدنی دس بارہ کروڑ ہوتی ہے اس لئے ڈبل آبیانہ لگانا ہمارے لئے ناگزیر ہے۔

جناب سپیکر: اس میں حاجی صاحب جس بات کا ذکر کرنا چاہتے ہیں کہ اگر کہیں یہ سکارپ کے ٹیوب ویل کام نہیں کر رہے ہوں ان کی وجہ سے کاشتکاروں کی زمینوں کو پانی نہ مل رہا ہو تو وہاں آپ اس بات پر غور کریں گے کہ وہاں آبیانہ کی زمینداروں پر نہ لگایا جائے۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی: اس کے متعلق بھی قواعد موجود ہیں اگر چھ سو گھنٹے سے کم ٹیوب ویل چلیں تو اس کا آبیانہ چارج نہیں کیا جائے گا۔ اگر چھ سو گھنٹے سے زائد چلے تو پھر آبیانہ وصول کیا جائے گا۔ لیکن اس ضمن میں فاضل رکن کوئی اور تفصیل چاہتے ہیں یا میرے جواب سے مطمئن نہ ہوئے ہوں تو تشریف لائیں میں ان کو اس بات پر مطمئن کردوں گا۔

جناب سپیکر: میاں منظور احمد موہل صاحب ضمنی سوال.....

میاں منظور احمد موہل: جناب وزیر موصوف نے Canal and Drainage Act, 1973 کا حوالہ دیا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس کا کونسا سیکشن ہے جس میں پانی لگایا جائے یا ٹیوب ویل کا کوئی ذکر ہو یا اس میں کوئی دوہرا آبیانہ لگتا ہو' براہ مہربانی وہ اس سیکشن کا حوالہ دیں گے؟

جناب سپیکر: انہوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی: ذکر کیا ہے سیکشن 36 ہے۔

میاں منظور احمد موہل: سیکشن 36 یہ Cover نہیں کرتا۔ تو پھر وزیر موصوف اس بارے میں کیا بیان دیں گے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی: میں جناب والا! فاضل رکن سے بحث نہیں کروں گا دونوں بیٹھ کر یہ

سیکشن پڑھ لیں گے۔

جناب سپیکر: موحل صاحب جانتے ہیں کہ وزیر کا بیان ایوان میں قابل اعتبار تصور کیا جاتا ہے۔

میاں منظور احمد موحل: میں اس لئے کہتا ہوں کہ وہ آجائے بعد میں ہم اس کو Assurance میں لے جائیں گے۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی: جناب والا! میرے پاس اس وقت Canal Act کی کاپی نہیں ہے' میں اس پر بحث نہیں کروں گا' فاضل رکن اگر میرے چیمبر میں تشریف لائیں گے تو Canal Act پڑھ لیں گے اور اگر میں غلطی پر ہوا تو میں اعتراف کر لوں گا۔

جناب سپیکر: جی شکریہ

جناب سپیکر: تو اگلے سوال پر آئیں؟ یا آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب شوکت داؤد: محکمہ نہر کے ٹیوب ویلوں کے بارے میں ہی میرا ایک سوال ہے یہ براہ راست سوال نہیں ہے' یہ اسی سے منسلک ہے۔ اسے ضمنی کہہ لیں یا کچھ بھی کہہ لیں۔

جناب سپیکر: کیونکہ ضمنی سوال کے علاوہ کوئی اور سوال یہاں ہو نہیں سکتا اگر اس سوال سے متعلقہ کوئی ضمنی سوال ہے تو فرمائیں۔

جناب شوکت داؤد: آپ کی اجازت سے عرض ہے کہ محکمہ نہر کے ٹیوب ویل اور دوھرا آبیانہ میرے علاقے میں بھی اس طرح کا ہے اس لئے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری صادق آباد تحصیل میں لما مائنر ہے۔ وہاں محکمہ نہر نے ٹیوب ویل لگائے ہوئے ہیں۔ وہاں بھی زمینداروں کو اسی طرح دوھرا آبیانہ دینا پڑتا ہے۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ وہاں ٹیوب ویل عرصہ دراز سے بند ہیں۔ میں نے متعدد بار ضلع کونسل میں اور ضلع کی سطح پر کمیٹیوں میں یہ آواز اٹھائی ہے کہ ٹیوب ویل بند ہیں لیکن زمینداروں کو دوھرا آبیانہ دینا پڑتا ہے۔

وزیر آبپاشی: یہ ضمنی نہیں' تازہ سوال ہے اس بارے میں فاضل رکن سوال کرنا چاہیں تو تازہ سوال کا نوٹس دیں۔

جناب سپیکر: بلاشبہ اس کے لئے تازہ نوٹس کی ضرورت ہے۔

جناب شوکت داؤد: میں جواب نہیں لینا چاہتا ہوں میں ان کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا تھا۔

جناب سپیکر: جی شکریہ

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! محکمہ آبپاشی جو ڈبل آبیانہ وصول کرتا ہے' یہ اپنے اخراجات' مشینری یا ٹیوب ویل چلانے کی بنیاد پر ڈبل آبیانہ وصول کرتا ہے' یا زمینداروں کی زمین کو پانی مہیا کرنے کے معاوضے کے طور پر آبیانہ وصول کرتا ہے؟

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! فاضل رکن نے شاید میرے جواب پر توجہ نہیں فرمائی میں نے تو ایوان میں اخراجات کا اندازہ بھی پیش کیا ہے اور ان ٹیوب ویلوں سے محکمہ آبپاشی کو جو آمدن ہوتی ہے۔ وہ بھی عرض کیا ہے۔ تو دگنا آبیانہ چارج کرنا۔ اس فرق کو کبھی پورا نہیں کر سکتا۔ کہاں 131 کروڑ جو کہ لاگت ہے اور کہاں 10 سے 12 کروڑ جو کہ آمدن ہے تو دگنا آبیانہ وصول کرنا کوئی اتنا بڑا خرچہ نہیں ہے جو کہ حکومت پنجاب برداشت کر رہی ہے۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: جناب سپیکر! جہاں پانی کی کمی ہوتی ہے اور جہاں چھ چھ مہینے پانی نہیں جاتا وہاں آبیانہ چھوڑ دیتے ہیں یا وہاں بھی آبیانہ لیا جاتا ہے؟ جس ٹیل پر پانی نہیں پہنچتا اس سے بھی آبیانہ وصول کیا جاتا ہے۔ وزیر موصوف فرمائیں گے کہ وہ آبیانہ کیوں وصول کیا جاتا ہے اور انہیں معافی کیوں نہیں دی جاتی؟

جناب سپیکر: یہ اس سوال پر آخری ضمنی سوال ہے

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! میں اس پر عرض کر چکا ہوں چونکہ فاضل رکن بعد میں تشریف لائے ہیں۔ اگر آپ حکم دیں گے تو میں دوہرا دیتا ہوں ورنہ یہ ریکارڈ کو دیکھ لیں گے۔

جناب سپیکر: سردار صاحب' آپ سوال دوہرا دیں

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! میں نے عرض کیا تھا کہ جہاں فصل کے لئے ایک پانی بھی دے دیا جائے اور وہ فصل پک جائے تو اس پر آبیانہ چارج ہوگا۔ اگر فصل نہ پکے تو اس پر آبیانہ چارج نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال

فیکٹری کو پانی دینے کی وجوہات

☆ 93 خان غلام سرور خاں: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) خان پور ڈیم سے نکلنے والی نہروں سے پنجاب کا کتنا رقبہ سیراب ہوتا ہے اس میں پنجاب کا کتنے کیوسک حصہ ہے۔

(ب) متذکرہ ڈیم سے فیکٹو سیمنٹ فیکٹری کو جو کہ ایک پرائیویٹ ادارہ ہے کو کتنا پانی مہیا کیا گیا ہے اور ایک پرائیویٹ فیکٹری کو پانی دینے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار ذوالفقار علی خاں کھوسہ):۔

(الف) خان پور ڈیم سے نکلنے والی نہروں سے پنجاب کا 17680 ایکٹر رقبہ سیراب ہوتا ہے۔ ڈیم سے پنجاب کے لئے 92 کیوسک پانی مختص ہے۔

(ب) متذکرہ ڈیم سے فیکٹو سیمنٹ فیکٹری کے لئے دو کیوسک پانی وفاقی وزارت آبپاشی و برقیات کی منظوری کے تحت قومی مفاد کے پیش نظر دیا گیا ہے۔

رانا ثناء اللہ خاں: ضمنی سوال جناب والا! سوال کے جز "الف" کا جواب یہ ہے: کہ خان پور ڈیم سے نکلنے والی نہروں سے پنجاب کا 17680 ایکٹر رقبہ سیراب ہوتا ہے۔ ڈیم سے پنجاب کے لئے 93 کیوسک پانی مختص ہے۔ جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ مختص تو ٹھیک ہے 93 کیوسک ہے۔ لیکن اس وقت مل کتنا رہا ہے؟

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! ڈیم کے دائیں کنارے پر نہروں میں پنجاب کے لئے 32 کیوسک اور بائیں کنارے پہ 61 کیوسک آبپاشی کے لئے پنجاب کو پانی ملتا ہے۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! جیسا کہ انہوں نے فرمایا' پنجاب کے لئے اس ڈیم سے 93 کیوسک پانی مختص ہے۔ ضمنی سوال یہ تھا کہ مختص تو 93 کیوسک پانی ہے لیکن اس ڈیم میں سے کتنے کیوسک پانی عملی طور پر آبپاشی کے لئے اس وقت مل رہا ہے؟

وزیر آبپاشی: جناب والا! میرے پاس جو اعداد و شمار ہیں وہ میں نے ایوان میں بتا دیئے ہیں۔ لیکن اگر وہ تازہ ترین اعداد و شمار چاہتے ہیں تو میں وہ حاصل کرکے ان کی خدمت میں عرض کردوں گا۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! ضمنی سوال تو تازہ ترین اعداد و شمار کے لئے ہی تھا۔۔۔۔ اگر مبہم جواب آیا ہے تو یہ محکمے کا قصور ہے۔

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! فاضل رکن کی یہ بات غلط ہے اس لئے کہ سوال کو آئے ہوئے اور جواب اکٹھا کرتے ہوئے کافی روز گزر چکے ہیں۔ اگر یہ تازہ ترین معلومات چاہتے ہیں تو میں ان کی

خدمت میں پیش کردوں گا۔

میاں منظور احمد موھل: جناب والا! وزیر موصوف نے جزو (ب) میں فرمایا ہے کہ :-

پانی وفاقی وزارت آبپاشی و برقیات کی منظوری کے تحت قومی مفاد کے پیش نظر دیا گیا ہے"

کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ یہ پانی ان کی منظوری کے تابع دیا گیا یا سفارش پر دیا گیا میرا ضمنی سوال اس بارے میں یہ بھی ہے کہ وفاقی حکومت اس بارے میں منظوری نہیں دے سکتی جو بات پنجاب حکومت کے دائرہ اختیار میں ہو۔ وہ سفارش تو کر سکتی ہے۔ وفاقی حکومت نے منظوری دی تھی یا سفارش کی تھی؟

جناب سپیکر: میاں صاحب' یہ کیا ضمنی سوال ہوا؟ وزیر آبپاشی اس بارے میں آپ کو کیا بتائیں گے کہ وفاقی حکومت نے سفارش کی ہے یا .....

چودھری محمد فاروق: میاں صاحب نے خود ہی سمجھا دیا ہے کہ یہ بات ہے۔

میاں منظور احمد موھل: میں نے سمجھا دیا ہے کہ جو صوبائی محکمہ جات ہیں ان میں وفاقی حکومت کی منظوری کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ البتہ وہ سفارش کر سکتے ہیں۔ جو ان کا دائرہ اختیار میں ہی نہ ہو صوابدید ہی نہ ہو تو میرے نقطہ نظر سے یہ ان کا اختیار نہیں ہے کہ وہ منظوری دیں۔ سفارش البتہ کر سکتے ہیں۔ اس میں کیا وضاحت فرمائیں گے؟

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! فاضل رکن کی معلومات کے لئے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ڈیم واپڈا نے تعمیر کیا تھا اور اس میں سے جو حصص دائیں اور بائیں جانب کی پنجاب کی اراضی کے لئے دیئے گئے ہیں وہ عرض کیے ہیں۔ باقی 214 کیوسک پانی ہے جو انڈسٹری کے لئے مختص کیا گیا ہے۔ جس سفارش یا اجازت کا فاضل رکن ذکر کر رہے ہیں اس کی کاپی میرے پاس موجود ہے۔ اس میں دو کیوسک پانی سیمنٹ فیکٹری کے لئے منظور کیا گیا اس کی کاپی میرے پاس موجود ہے۔ اگر فاضل رکن چاہتے ہیں تو میں انہیں دکھا سکتا ہوں۔

رانا ثناء اللہ خاں: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں یہ بات کرنی چاہتا ہوں۔ اور اس پہ آپ کی رولنگ چاہوں گا کہ اس سوال کے جواب "ب" میں ہے کہ "منظوری کے تحت قومی مفاد کے پیش نظر دیا گیا" تو اس سوال کا جو مقصد ہے وہ تو یہ ہے حکومت کی کارکردگی کی نشان دہی کی جائے اور

جہاں کہیں کوئی ایسی نشان دہی ہوا اس کے مطابق گورنمنٹ اپنے فنکشن کو درست کرے۔ تو یہ "قومی مفاد" اتنی وسیع اصطلاح ہے کہ جہاں پر بھی کسی بات کی نشان دہی کی جاتی ہے وہاں پر یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ قومی مفاد میں یہ کیا گیا تو اس کی کوئی تعریف یا وضاحت نہیں آتی۔ میری گزارش ہے کہ اس بارے میں حکومت اور وزرا صاحبان سے یہ کہا جائے کہ جہاں پر "قومی مفاد" کا لفظ آئے وہاں پر کچھ نہ کچھ کوئی تھوڑی بہت وضاحت تو کیا کریں تاکہ پتا چل سکے کہ وہ کون سے "قومی مفادات" ہیں۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے فاضل رکن کی خدمت میں گزارش کرونگا کہ قومی مفاد کا ذکر تو ہے ہی۔ اب اگر انہوں نے نہ پڑھا ہو تو میں اس کا جواب دیتا ہوں کہ سیمنٹ فیکٹری کو وہ پانی دیا جاتا ہے۔ تو سیمنٹ فیکٹری قومی مفاد کے دائرے کے اندر چلتی ہے میرے خیال میں تو فاضل رکن کی تسلی ہو چکی ہوگی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال میاں محمود احمد صاحب

فنڈز کے خرچہ کی تفصیل

☆ 267 **میاں محمود احمد:** کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) گزشتہ پانچ سالوں کے دوران سانده ورکشاپ میں کیا کیا کام کون کون سے افسروں اور اہلکاروں کی نگرانی میں ہوئے۔ کتنے فنڈز کہاں کہاں خرچ کئے گئے اور کیا کیا سامان کتنی رقم سے خریدا گیا اور کہاں کہاں استعمال کیا گیا سامان خرید کرنے کا طریقہ کار کیا تھا کس کس فرم نے خرید کے دیا اور محکمہ نے خود کیا کیا خریدا جن فرموں کو آرڈر دیئے گئے ان کے نام اور مکمل تفصیل فراہم کریں۔ سامان کی خریداری کے لئے ٹینڈر طلب کئے گئے کوٹیشن طلب کی گئیں یا کوئی اور طریقہ اختیار کیا گیا۔

(ب) دوسرے اور تیسرے نمبر پر آنے والی فرموں کی تفصیل کیا ہے۔ تمام فرموں کی سابقہ تجربہ کیا ہے اور ان کے دفاتر کہاں واقع ہیں۔ کیا سامان کی خریداری میں تمام قانونی تقاضے پورے کئے گئے جن جن فرموں نے حصہ لیا ان کی پوری تفصیل ایوان میں پیش کی جائے۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار ذوالفقار علی خاں کھوسہ)

(الف) گزشتہ پانچ سالوں میں سانده روڈ ورکشاپ میں مندرجہ ذیل کام کئے گئے۔

(1) 4934 بجلی کی موٹر کی ریوائنڈنگ کی گئی۔

(2) 4861 ٹیوب ویلوں کے پمپوں کے پرزہ جات کی مرمت کی گئی

(3) 4148 فٹ ایم ایس ہاؤسنگ بنائی گئیں

(4) 884 فٹ ایم ایس پائپ بنائے گئے۔

(5) 153 مختلف اقسام کے پرزہ جات نئے تیار کئے گئے۔

(6) 77 عدد نئے ٹیوب ویل بور کیئے گئے۔

مختلف ادوار میں مختلف افسران اور اہلکاران سانده ورکشاپ میں متعین رہے جس کی تفصیل لف ہذا ہے۔

سانده روڈ ورکشاپ میں بغیر نفع و نقصان کی بنیاد پر Supspense Head کے تحت کام کرتی ہے جس سے حکومت سے کوئی سالانہ بجٹ منظور نہیں کیا جاتا تاہم جو کام ٹیوب ویل ایریشن ڈویژن سکارپ نمبر 4 یا دوسری متعلقہ سکیموں کا اس ورکشاپ میں تحریری طور پر لایا جاتا ہے اس کو مکمل کرنے کے بعد واپس کر دیا جاتا ہے اور اس کا خرچہ متعلقہ دفاتر سکیم کو دے دیا جاتا اور اس کام کا کریڈٹ ورکشاپ کے کھاتے میں ڈال دیا جاتا ہے۔

گزشتہ پانچ سال کے دوران مبلغ 4,42,05,173 روپے کا کام ورکشاپ میں سرانجام دیا گیا۔ اور مجموعی طور پر کریڈٹ مبلغ 4,32,41,264 روپے کا حاصل ہوا۔

بوقت ضرورت محکمہ فنانس پنجاب کی ہدایت کے مطابق محکمہ کے منظور شدہ ٹھیکہ داروں سے ٹینڈر طلب کرکے سامان خریدا جاتا رہا ہے۔

جن جن فرموں سے مال خریدا گیا۔ ان کی تفصیل لف ہذا ہے اور محکمہ نے اپنے طور پر یعنی Direct کوئی سامان نہیں خریدا۔ (annex: II) محکمہ حکومت پنجاب فنانس ڈیپارٹمنٹ کی ہدایات کے مطابق ٹینڈر طلب کئے جاتے رہے ہیں۔

(ب) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے ان ٹھیکداروں کے سوا کسی اور نے ٹینڈر میں حصہ نہیں لیا۔ ان کی تفصیل پہلے ہی لف کی گئی ہے ٹھیکے داران کے ایڈریس ان کے نام کے سامنے درج کر دیئے گئے ہیں۔

جی ہاں

تفصیل صفحہ 587 تا 600 ملاحظہ فرمائیں۔

فہرست ہائے افسران اور ماتحتان جو مختلف ادوار میں ورکشاپ سانده میں رہے

نمبر شمار	نام	عہدہ	مدت از	مدت تا
1	شیخ ضیا الدین احمد	ایگزیکٹو انجینئر	29-4-1982	72-7-1985
2	اعجاز الحسن شاہ	"	28-7-1985	26-11-1986
3	عارف وحید خاں	"	27-11-1986	14-2-1989
4	اعجاز الحسن شاہ	"	15-2-1989	18-10-1989
5	الیاس یوسف	"	18-10-1989	31-7-1990
6	ذکاء اللہ بھٹی	ایس ڈی او	8-3-1983	10-9-1985
7	محمد ارشد چٹھہ	"	10-9-1985	26-4-1986
8	مرزا محمد صادق	"	22-7-1987	10-4-1989
9	مظہر علی گل	"	10-4-1989	25-5-1989
10	مرزا محمد صادق	"	25-7-1989	27-7-1989
11	عبدالحکیم قریشی	"	22-7-1989	15-9-1990

سٹیل شاپ

1	محمد فیاض	سب انجینئر	19-5-1983	6-2-1986
2	ریاض الرحمٰن	"	6-2-1986	31-5-1986
3	محمد عارف خاں	"	1-6-1986	30-8-1987
4	محمد اقبال جاوید	"	22-6-1987	18-3-1987
5	محمد عارف خاں	"	19-8-1987	25-7-1989
6	محمد اقبال جاوید	"	19-3-1988	25-7-1989
7	محمد صادق	"	25-7-1989	30-1-1991

الیکٹرک شاپ

1	عبدالحمید میر	"	5-5-1985	26-7-1987

2	محمد صادق	"	1-9-1987	24-7-1989
3	محمد اقبال جاوید	"	25-7-1989	30--10-1990

روٹر شاپ

1	محمد عارف خاں	"	26-4-1982	30-9-1986
2	ریاض الرحمن	"	1-10-1986	22-2-1987
3	جاوید مقبول احمد بھٹی	"	23-2-1987	31-10-1988
4	پرویز حسین نقوی	"	1-11-1988	10-4-1989
5	محمد ایوب مرزا	"	11-4-1989	20-3-1990
6	محمد اسلم فاروق	"	21-3-1990	حال

ٹرانسپورٹ

1	ریاض الرحمن	"	1-6-1985	5-2-1986
2	محمد اقبال جاوید	"	30-8-1987	19-3-1988
3	محمد افتخار قمر	"	20-3-1988	حال

نوٹ :- مورخہ 6-2-86 تا 21-6-87 محمد عارف خاں سب انجینئر کے پاس چارج رہا۔

نمبر شمار	نام فرم	پتہ
1	العرفان ٹریڈرز لاہور	یونیورسٹی مارکیٹ گھوڑے شاہ روڈ لاہور۔ 9
2	اے جی سروسز لاہور	39 پریم سٹریٹ دیانند کرشن نگر لاہور
3	اے اے ایس ایس سی ایسٹ لاہور	اے بلاک ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 104 اے ون ٹاؤن شپ لاہور
4	علی انسٹرپرائزز لاہور	5 آفتاب چیمبری گراؤنڈ فلک میکلورڈ روڈ لاہور
5	علی ٹریڈرز گورنمنٹ کنٹریکٹر لاہور	حسین سٹریٹ بھلا سی شاپ نواں کوٹ لاہور
6	اسلم فاروق ایجنسی لاہور	ساہو واڑی ڈاکخانہ مظہورہ لاہور
7	بشارت ٹریڈرز لاہور	51/2 ندیم پارک ملتان روڈ لاہور
8	بشیر سنز لاہور	5/c اونکا روڈ کرشن نگر لاہور

9	چوہدری اینڈ کو شیخوپورہ	اسلام پارک شیخوپورہ
10	فائیو سٹار انسٹرپرائزز لاہور	13- ایل رضوان گارڈن لاہور
11	احسان علی ورڈ ایج شیخوپورہ	جہانگیر آباد گلی سیداں شیخوپورہ
12	ایچ کامران کنٹریکٹر لاہور	مکان نمبر 1391 / 1 اندرون اکبر منڈی گیٹ لاہور
13	جاوید اینڈ کو لاہور	63 فیروز پورہ روڈ لاہور
14	عمران اینڈ کو لاہور	10 شریف مینشن 16 شاہدرہ فاطمہ جناح لاہور
15	خالد خان کنٹریکٹر لاہور	169 ابدالی روڈ۔ نسنت نگر لاہور
16	کاشف اینڈ کو لاہور	مکان نمبر 2 گلی نمبر 14 حنان پارک مغلپورہ لاہور
17	کاروان ٹریڈرز لاہور	مکان نمبر 10 گلی نمبر 38 مجاہد آباد مغلپورہ لاہور
18	خواجہ معین الدین کنٹریکٹر لاہور	146 راوی روڈ لاہور
19	کوہ نور ٹریڈنگ کارپوریشن لاہور	1 قلعہ گوجر سنگھ لاہور
20	نجفی برادرز لاہور	حسین سٹریٹ بھلہ سٹاپ نواں کوٹ لاہور
21	محمد اکرم بٹ لاہور	مکان نمبر 19 گلی نمبر 10 حنیف منزل تاج پورہ لاہور
22	ایم اے انسٹرپرائزز لاہور	مکان نمبر 17 گلی نمبر 10 تاج پورہ نظام آباد لاہور
23	مرزا اینڈ سنز لاہور	مکان نمبر 18 گلی نمبر 4 فضل پارک وسن پورہ لاہور
24	پاک انجینئرنگ اینڈ ٹریڈنگ کارپوریشن لاہور	کوچہ سلطان 578 سی والڈ ورکس لاہور
25	ایم اے قوی کنٹریکٹر لاہور	90 / 90 چرچ روڈ لاہور
26	محمد دین اینڈ سنز لاہور	5 /19 ریلوے روڈ لاہور
27	پارک ٹریڈرز لاہور	مکان نمبر 16 بلاک 125 ٹاؤن شپ سکیم لاہور
28	ریاض الدین بٹ لاہور	علامہ اقبال ٹاؤن لاہور
29	سیال اینڈ کو لاہور	پی او بکس 1263 غالب مارکیٹ گلبرک III لاہور
30	شیخ سنز لاہور	2 /6 دیو سماج روڈ رام نگر لاہور
31	شہزاد ٹریڈرز لاہور	141 رضوان گارڈن لاہور
32	ناہم ٹریڈرز لاہور	تیر انداز مارکیٹ بل روڈ لاہور

33	ڈائر کارپوریشن لاہور	P-2 مین وحدت روڈ لاہور
34	زیڈ آئی ٹریڈرز لاہور	42 پرانی مسجد روڈ دسن پورہ لاہور
35	ہمزا ٹریڈرز لاہور	الرونق اتحاد کالونی ملتان روڈ لاہور
36	ایچ۔ ایم خاں لاہور	حمید پورہ لاہور
37	راجہ اینڈ سنز انجینئرنگ لاہور	H-17 گلشن نبی کالونی سمن آباد لاہور
38	زیڈ ایس انجینئرنگ ورکس لاہور	سادات کالونی بادامی باغ لاہور
39	ماڈرن الیکٹرک ورکس لاہور	16 بیڈن روڈ لاہور
40	اے آر انٹرپرائزز لاہور	مکان نمبر 26 امام گلی نواں کوٹ لاہور
14	ملک رب نواز کنٹریکٹر لاہور	D-63 اعوان ٹاؤن۔ ملتان روڈ لاہور
42	الحمد ٹریڈرز لاہور	لٹن روڈ لاہور
43	احمد ٹریڈرز لاہور	مشتاق احمد بلوکی ڈسٹرکٹ قصور
44	عدنان ٹریڈرز لاہور	پہلی منزل شرف مینشن شاہراہ فاطمہ جناح لاہور
45	ہمدانی برادرز لاہور	الرونق اتحاد کالونی ملتان روڈ لاہور
46	خالد انٹرپرائزز لاہور	اندرون بھاٹی گیٹ لاہور
47	خرم ٹریڈرز لاہور	6 لیاقت علی پارک بیڈن روڈ لاہور
48	نورالقمر کنٹریکٹر لاہور	اشرف مارکیٹ نشتر روڈ لاہور
49	وقار کنسٹرکشن کمپنی سرگودھا	سرگودھا 141 D سٹیلائٹ ٹاؤن سرگودھا
50	محمد اسحاق بٹ کنٹریکٹر لاہور	مکان نمبر 60 A/S/26 حمید پارک خوری روڈ لاہور
51	محمد جاوید کنٹریکٹر لاہور	محبوب روڈ چاہ میراں لاہور
52	محمد افضل اینڈ برادرز لاہور	مکان نمبر 360 جہانزیب بلاک علامہ اقبال ٹاؤن ملتان روڈ لاہور
53	ملک اینڈ سنز لاہور	55 گاندھی سکوائر عقب میو ہسپتال لاہور
54	پاک الائنسز لاہور	3/25 قلعہ گوجر سنگھ لاہور
55	شیخ واجد اینڈ کو لاہور	میاں سٹریٹ 147 جناح روڈ چوہان پارک لاہور
56	سن رائز ٹریڈرز لاہور	75 ڈی رضوان بلاک اعوان ٹاؤن ملتان روڈ لاہور
57	تمیز کنٹریکٹر لاہور	61 علامہ اقبال ٹاؤن لاہور
58	ضیغم کنٹریکٹنگ اینڈ ٹریڈنگ کو لاہور	298 رحمان پورہ لاہور

59	ہاک ٹریڈرز لاہور	22 شالیمار ہاؤس نزد کراؤن آئس فیکٹری باغبانپورہ
60	سلیم اختر کنٹریکٹر لاہور	9 نرگس علامہ اقبال ٹاؤن لاہور
61	الائیڈ کنٹریکٹر لاہور	2nd Floor گارڈی ٹرسٹ بلڈنگ منیر روڈ لاہور
26	قطب الدین کنٹریکٹر لاہور	مکان نمبر17 گلی نمبر2 فاروق گنج لاہور
63	برادرز کنٹرکشن لاہور	51-S/ h 5 محبوب روڈ چاہ میراں لاہور
64	گڈلک انٹرپرائزز لاہور	22 مزنگ روڈ لاہور
65	اظہر عباس کنٹریکٹر لاہور	8 فریاد سٹریٹ نمبر18 ابراہیم روڈ اسلام گنج لاہور
66	رانا انٹرنیشنل سپلائر لاہور	73 اتحاد کالونی ملتان روڈ لاہور
67	المدد کنٹریکٹر لاہور	8-37 میر شاپنگ سنٹر لاہور
68	علی عثمان اینڈ کو لاہور	معرفت وقار کنسٹرکشن کمپنی سرگودھا
69	احمد ٹریڈرز بلوکی	بلوکی ضلع قصور
70	الجدید بلڈرز لاہور	24 مین بازار سمن آباد لاہور
71	ایم این ٹریڈنگ کو لاہور	گراؤنڈ فلور موتی مینشن
72	ہما ایسوسی ایٹس لاہور	نکلسن روڈ لاہور۔ 2 میکلوڈ روڈ لاہور
73	حیدر برادرز لاہور	5/ 5 راوی روڈ لاہور
74	حسنین ٹریڈرز لاہور	48 اے نیو شالیمار ٹاؤن ملتان روڈ لاہور
75	عمران ٹریڈرز شیخوپورہ	112 علامہ اقبال پارک شیخوپورہ
76	اعجاز ٹریڈرز لاہور	افغان پارک ابدالی روڈ۔ سنت نگر لاہور
77	این۔ ایس ٹریڈرز لاہور	مکان نمبر6 گلی نمبر61 گنج بازار لاہور
78	محمد صدیق کنٹریکٹر لاہور	چوک نیلم سینما میراں حسین پارک لاہور
79	مظفر برادرز لاہور	15/ 5 محمد نگر علامہ اقبال ٹاؤن لاہور
80	فوٹیکس ٹریڈرز شیخوپورہ	145 جناح پارک شیخوپورہ
81	صفدر ٹریڈرز لاہور	194 ابدالی روڈ سنت نگر لاہور
82	شاہد منظور ٹریڈررز شیخوپورہ	سٹیڈیم پارک شیخوپورہ
83	سیل ایڈ سروس لاہور	345 سرکلر روڈ بادامی باغ لاہور

84	ایس اے الیکٹرک ورکس لاہور	D 3800 اندرون لوہاری گیٹ لاہور
85	راوی ٹریڈرز لاہور	274-5 A -II ٹاؤن شپ لاہور
86	ریلسن کلو پوریشن لاہور	کینال پارک گلبرگ لاہور
87	ٹرپل ٹائن ٹریڈرز لاہور	سیکنڈ فلور کو تھالی بلڈنگ 2 میکلوڈ روڈ لاہور
88	یونی پاک ٹریڈرز لاہور	304 صوفی چیمبرز لنک میکلوڈ روڈ PO بکس نمبر 506 لاہور
89	یوسف ٹریڈرز لاہور	مکان نمبر 6 گلی نمبر 161 اسلام پورہ کرشن نگر لاہور
90	محمد اشرف بھٹی لاہور	ہر کالونی مکان نمبر 62 خیبر پارک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور
91	اے ڈبلیو انجینئرنگ ورکس لاہور	سادات کالونی باراہی باغ لاہور
92	اقبال ٹریڈرز شیخوپورہ	ابراہیم سٹریٹ سٹیڈیم پارک شیخوپورہ
93	ایور پاک پی وی سی لمیٹڈ لاہور	ایور پاک پرائیویٹ لمیٹڈ لاہور
94	قیصر ندیم گورنمنٹ کنٹریکٹر لاہور	124 سانحہ روڈ صدر بازار لاہور کینٹ
95	کوالٹی انجینئرنگ لاہور	سٹلج بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور
96	لبرا ٹریڈرز لاہور	روم نمبر 18 فرسٹ فلور شمع پلازہ لاہور
97	ذوالفقار علی ٹریڈرز لاہور	رانا سٹریٹ ملت پارک لاہور
98	احمد دین بٹ لاہور	36 یونین پارک سمن آباد لاہور
99	افتخار حسین لاہور	چک دھیدو ڈاکخانہ و تحصیل نیوز والہ ضلع شیخوپورہ
100	شیراز آٹوز لاہور	بشیر منزل نظکری لاہور
101	رزاق بٹ لاہور	مکان نمبر 19-A گلی نمبر 10 حنیف منزل ناظم آباد و تاج پورہ لاہور
102	حمید انٹرپرائزز لاہور	161/ 162 x 11 بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور
103	نعیم شاہ	وسن پورہ نزد چوک پیراں لاہور
104	توحید ٹریڈرز لاہور	2/ 5 A توحید پارک مغلپورہ لاہور 15
105	عقیل ٹریڈرنگ کارپوریشن لاہور	بھلا بس سٹاپ ملتان روڈ لاہور
106	اے ایس ٹریڈرز لاہور	مکان نمبر 11 گلی نمبر 5 گڑھی شاہو لاہور
107	بلیو سکائی انٹرپرائزز لاہور	269-B گلشن راوی لاہور
108	چوہدری اینڈ برادرز فاروق آباد	محمد دین قاسم روڈ منڈی فاروق آباد ضلع شیخوپورہ

109	جابہ ایسوسی ایٹس لاہور	4-F پیر غازی روڈ اچھرہ لاہور
110	اکرام ٹریڈرز لاہور	مکان نمبر 6 گلی نمبر 12 مین بازار فتح گڑھ ٹاؤن لاہور
111	ای - سی انجینئرنگ ورکس لاہور	ای - سی انجینئرنگ ورکس بادامی باغ لاہور
112	حیدر سروس سٹیشن لاہور	حیدر سروس سٹیشن لاہور
113	نوید ٹریڈرز شیخوپورہ	سٹیڈیم پارک عقب علی منزل شیخوپورہ
114	ندیم اینڈ کو لاہور	مکان نمبر 5 B کرم سٹریٹ نمبر 15 گڑھی شاہو لاہور
115	نوبل ٹریڈرز لاہور	گلی نمبر 35 سنت نگر دیو سماج روڈ لاہور
116	ملک ٹریڈرز لاہور	25 ایمپرس روڈ لاہور
117	اے۔ جے ٹریڈرز لاہور	عقب مین گیٹ شالیمار لاہور
118	شیر ربانی انٹرپرائزز لاہور	چوک سلطان پورہ نزد یونائیٹڈ بنک چھڑہ منڈی لاہور
119	سیدن شیرازی لاہور	امتیاز سٹریٹ ملتان روڈ لاہور
120	سادات وکٹری ٹریڈرز لاہور	209 سٹیج بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور
121	کی انٹرپرائزز لاہور	سمن آباد لاہور 24 مین بازار سمن آباد
122	شعیب ٹریڈرز گورنمنٹ کنٹریکٹر شیخوپورہ	گلی بابو عبدالغفور محلہ مسلم گنج شیخوپورہ
123	ذکا ٹریڈرز شیخوپورہ	مکان نمبر B-111 / 15 گلشن پارک چوک یادگار شیخوپورہ
124	رانا محمد ریاض لاہور	35 چوک رام نگر راج گڑھ لاہور / اب 41 پاک بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور
125	اے کیو برادرز لاہور	جہانگیر آباد 46 بی بی پاک دامن لاہور
126	محمد ابراہیم اقبال کنٹریکٹر لاہور	اولڈ ٹاؤن کھوکھا توالی گلی مکان نمبر 287 شیخوپورہ
127	ایم ایس توحید ٹریڈرز لاہور	سادات کالونی بادامی باغ لاہور
128	ویو ٹریڈرز لاہور	شوکت علی گورنمنٹ کنٹریکٹر شیخوپورہ
129	الفرقان ٹریڈرز لاہور	انجینئرنگ یونیورسٹی مارکیٹ گھوڑے شاہ روڈ لاہور -9
130	قریشی سنز لاہور	5 / 143 بھگوان داس بلڈنگ دہلی روڈ لاہور کینٹ
131	آصف علی کنٹریکٹر لاہور	B-26 / 22 رضا کالونی ملتان روڈ لاہور
132	مجید انٹرپرائزز لاہور	مکان نمبر 4 گلی نمبر 11 محمد پورہ اچھرہ لاہور

133	محمد حسین کنٹریکٹر لاہور	بن غازی منزل قصور پورہ راوی روڈ لاہور
134	محبوب ٹریڈرز	59-D اعوان ٹاؤن ملتان روڈ لاہور
135	ایس اے باسط اینڈ کو لاہور	105-F ماڈل ٹاؤن لاہور
136	شیخ محمد اسحاق	23 سلیمان پارک لاہور
137	عابد جاوید بٹ لاہور	19 کرشنا بازار نمبر 37 گوالمنڈی لاہور
138	اے اے ٹریڈرز لاہور	26- اے زبیدہ پارک ملتان روڈ لاہور
139	اے اے انٹرپرائزز لاہور	مکان نمبر 26 امام سٹریٹ نواں کوٹ ملتان روڈ
140	محی الدین کنٹریکٹر لاہور	علامہ اقبال ٹاؤن لاہور
141	میک کون نیشنل	بخت خاں روڈ لاہور
142	محمد اشرف بھٹی	مکان نمبر 112 ٹیپو بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور

بحوالہ نشان زدہ سوال نمبر 267

(سابقہ پانچ سال میں سانده ورکشاپ)
کے لئے مختلف فرموں کو جو آرڈر دیئے گئے)

(1) فرموں کے نام
(2) کنٹریکٹ نمبر اور تاریخ
(3) فرموں کا پتہ
(4) رقم، آرڈر کی مالیت
(5) ٹینڈر دہندا کی تعداد
(6) خرید کردہ اشیا

مکمل تفصیل صفحہ 595 تا 600 تک ملاحظہ فرمائیں۔

سابقہ پانچ سال میں سانده ورکشاپ کے لئے جو مختلف فرموں کو آرڈر دیئے گئے

	فرم کا نام اور پتہ	کنٹریکٹ نمبر بمعہ تاریخ	رقم	پوزیشن		فرموں کی تعداد	اشیا جو خریدی گئیں
				درجہ دوم	درجہ سوم		
1فرم کا نام جن کو ورکشاپ میں سامان سپلائی کرنے کے آرڈر دیئے گئے۔	1- یونائیٹڈ ٹریڈر انٹرنیشنل 6 لنک میکلورڈ روڈ لاہور	I&P Misc/16-sa/7 date 10-3-86	457500/-	رو جرز ٹریڈنگ	کاشف ٹریڈرز	7	ایم ایس شیٹ
	2- نذیر اینڈ کمپنی ریگل سینما بلڈنگ لاہور	I&P Misc/16-sa/9 date 16-3-86	349430/-	یونائیٹڈ ٹریڈر	کاشف ٹریڈرز	7	ایم ایس شیٹ
	3- نذیر اینڈ کمپنی ریگل سینما بلڈنگ لاہور	I&P Misc/16-sa/14 date 30-4-86	349430/-	یونائیٹڈ ٹریڈر	کاشف ٹریڈرز	7	ایم ایس شیٹ
	4- حسن واٹر پرائیوٹ لمیٹڈ منزل 9 ٹیکسٹائل پلازہ کراچی	I&P Misc/16-sa/28 date 2-6-86	304000/-	نیو ایج کیبل	واحد انڈسٹریز	5	ای سی وائر
2 فرموں کے نام جو	5- انوار کارپوریشن فیئر روڈ کراسنگ کراچی	I&P-E/25-SA/28 date 30-5-86	136500/-	–	--	4	موٹر کنٹرول یونٹ

فرم کا نام اور پتہ	کنٹریکٹ نمبر بمعہ تاریخ	رقم	پوزیشن درجہ دوم	پوزیشن درجہ سوم	فرموں کی تعداد	اشیا جو خریدی گئیں
6- انور کارپوریشن نکل روڈ فیئر روڈ کراچی	I&P-E/26-SA/36 date 7-6-86	422430			1	الیکٹرک موٹرز
7- نذیر اینڈ کمپنی ریگل سینما بلڈنگ لاہور	I&P-M/30-SA/55 date 6-8-86	224000	زوجز ٹریڈنگ	یونائٹڈ ٹریڈرز	4	بال بیرنگ
8- راجز ٹریڈنگ کارپوریشن تقی روڈ لاہور	I&P-M/30-SA/56 date 6-8-86	97297	یونائٹڈ ٹریڈر	نذیر اینڈ کمپنی	4	بال بیرنگ
9- یونائیٹڈ ٹریڈر انٹرنیشنل 6-لنک میکلورڈ لاہور	I&P-M/30-SA/57 date 6-8-86	120675	رامز ٹریڈنگ	نذیر اینڈ کمپنی	4	بال بیرنگ
10- عدنان ٹریڈنگ کارپوریشن شرف مینشن شاہراہ فاطمہ جناح روڈ لاہور	I&P-M/130-SA/170 date 15-11-87	54823	یونائیٹڈ انٹرنیشنل	----		لیڈرائڈ پیپر
11- راجرز ٹریڈنگ کارپوریشن تقی روڈ لاہور	I&P-E/130-SA/172 date 18-11-87	1,11,480	میراں ٹریڈنگ	یونائیٹڈ ٹریڈر	8	اٹریک کنٹیکٹر

ینڈر میں دوسری اور
سری پوزیشن میں رہے
فرموں کی تعداد
نوں نے ٹنڈر میں
صہ لیا

12- میراں ٹریڈنگ کارپوریشن	I&P-E/130-SA/173	343500/-	نذیر اینڈ کمپنی	یونائیٹڈ ٹریڈر	8	سرکٹ بریکر
لٹن روڈ لاہور	date 18-11-87					
13- نذیر اینڈ کمپنی	I&P-E/130-SA/173	13,840/-	یونائیٹڈ ٹریڈر	میراں ٹریڈنگ	8	سرکٹ بریکر
ریگل سینما بلڈنگ لاہور	date 18-11-87					
14- ا-ملہوکون انجینئرنگ انٹرپرائزز	I&P-E/130-SA/196	198000/-	انوار کارپوریشن	نذیر اینڈ کمپنی	8	سیٹنگ ریلے
شادمان لاہور	date 7-12-87					
15-یونائیٹڈ ٹریڈر انٹرنیشنل	I&P-E/130-SA/197	67410/-	راجرز ٹریڈنگ	انوار کارپوریشن	8	ائر بریک کنٹیکٹر
6- لنک میکلورڈ روڈ لاہور	date 7-12-87					
16- کوہ نور ٹریڈنگ کارپوریشن	I&P-E/127-SA/202	152120/-	چودھری اینڈ کو	انوار کارپوریشن	8	سیٹ آف مین کنٹیکٹ
قلعہ گجر سنگھ لاہور	date 16-12-87					
17- نیوایج کیبل مشن	I&P-E/128-SA/209	37300	ڈان الیکٹرک	-	10	پی وی سی کیبل
میکلورڈ روڈ لاہور	date 20-12-87					
18- ڈان الیکٹرک انڈسٹریز	-Do-	37,300/-	نیوایج کیبلز	----	10	پی وی سی کیبل
انڈسٹریل ایریا اسلام آباد						

فرم کا نام اور پتہ	کنٹریکٹ نمبر بمعہ تاریخ	رقم	پوزیشن درجہ دوم	پوزیشن درجہ سوم	فرموں کی تعداد	اشیا جو خریدی گئیں
19- احسان علی وڑائچ اینڈ کو جہانگیر آباد سٹریٹ شیخوپورہ	I&P-M/163-Sa/212 date 21-12-87	818600/-	یونائیٹڈ ٹریڈرز	رحمان سنز	4	فائبر گلاس
20- سمن وائر پرائیویٹ لمیٹڈ منزل 9 ٹیکسٹائل پلازہ کراچی	I&P-E/131-SA/215 date 31-12-87	7,79,000/-	الیکٹرو کیبلز	ڈیلائیٹ انڈسٹریز	4	ای۔ سی۔ وائر
21- نذیر اینڈ کو ریگل سینما بلڈنگ لاہور	I&P-M/129-SA/220 date 12-1-88	112400/-	راجرز ٹریڈنگ	ستی ایکسپس	5	بال بیرنگ
22- یونائیٹڈ ٹریڈرز انٹرنیشنل لاہور	I&P-M/129-SA/229 date 27-1-88	547200/-	نذیر اینڈ کو	راجرز ٹریڈنگ	5	بال بیرنگ
23- نذیر اینڈ کو ریگل سینما بلڈنگ لاہور	I&P-M/129-SA/288 date 7-2-88	350473/-	یونائیٹڈ ٹریڈر	راجرز ٹریڈنگ	5	بال بیرنگ
24- راجرز ٹریڈنگ کارپوریشن لنڈی روڈ لاہور	I&P-M/129-SA/234 date 7-2-88	26600/-	نذیر اینڈ کو	یونائیٹڈ ٹریڈرز	5	بال بیرنگ

25-انوار کارپوریشن کل فیز روڈ کراسنگ کراچی	I&P-M/159-SA/236 date 10-2-88	1471145	پیکو	—	2	پیپنگ سیٹ مکمل
26 راجرز ٹریڈنگ کارپوریشن نقی روڈ لاہور	I&P-M/129-SA/242 date 18-2-88	18450/-	سنی اپیکس	الدد کارپوریشن	5	بال بیرنگ
27- گولڈن کیبلز مغلپورہ لاہور	I&P-E/128-SA/246 date 23-2-88	240400/-	ڈان الیکٹرک	—	8	پی۔ وی سی کیبل
28- حسن وائر پرائیویٹ لمیٹڈ منزل 9 ٹیکسٹائل پلازہ کراچی	I&P-E/203-SA/288 date 17-9-89	27,28,000/-	ایچ کے بی چانس	–	2	ای۔ سی وائر
29- حسن وائر پرائیویٹ لمیٹڈ منزل 9 ٹیکسٹائل پلازہ کراچی	I&P-E/242-SA/365 date 22-11-89	46,26,500	شمع وائر		2	-do-
30- شمع وائر اینڈ کیبل 3-سی ظفر علی روڈ لاہور	I&P-E/263-SA/377 date 15-11-90	630250/-	حسن وائر	تنویر براوز	4	-do-

فرم کا نام اور پتہ	کنٹریکٹ نمبر بمعہ تاریخ	رقم	پوزیشن درجہ دوم	پوزیشن درجہ سوم	فرموں کی تعداد	اشیا جو خریدی گئیں
31- پرنس ٹریڈنگ کارپوریشن 4- نشتر روڈ لاہور	I&P-M/268-SA/386 date 4-12-90	195100/-	نذیر اینڈ کو	تنویر براوز	4	بال بیرنگ
32- عامر کیبل انڈسٹریز 102 راوی روڈ لاہور	I&P-E/266-SA/388 date 8-12-90	590300/-	ژان الیکٹرک	اٹلس ربر	6	پی۔وی۔سی کیبل
33 اٹلس ربر اینڈ پلاسٹک انڈسٹریز	I&P-E/266-SA/396 date 31-12-90	199000/-	عامر کیبل	ژان الیکٹرک	6	
	ٹوٹل	23811803/-				

4 طریقہ خرید — اخبار میں اشتہار دیا جاتا ہے۔

5 فرم کی کارکردگی جن کو آرڈر دیے گئے — جن فرموں کو آرڈر دیئے گئے ان کا سابقہ ریکارڈ بالکل درست تسلی بخش ہے۔

6 کیا خریدتے وقت تمام قانونی کارروائی اختیار کی گئی — ہاں ہر چیز رولز کے مطابق خریداری عمل میں آئی

جناب سپیکر: اس سوال کا جواب لمبا ہے یہ پڑھا ہوا تصور ہوگا۔ میاں محمود احمد صاحب! کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں محمود احمد: جناب سپیکر! ویسے یہ اتنا لمبا جواب نہیں ہے جیسے یہ سمجھ رہے ہیں کیونکہ نیچے تو فہرست دی ہوئی ہے۔ یہ صرف (الف) اور (ب) جز تک ہے اتنا لمبا جواب نہیں ہے اگر یہ پڑھ دیتے تو زیادہ مناسب ہوتا تاکہ تمام ممبر صاحبان سن لیتے۔

جناب سپیکر: جی نہیں! یہ فیصلہ ہوچکا ہے کہ یہ پڑھا ہوا تصور ہوگا۔ جواب پڑھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

میاں محمود احمد: جناب والا! میرا سوال بڑا صاف تھا کہ سانده ورکشاپ میں کیا کیا کام کون کون سے افسروں اور اہلکاروں کی نگرانی میں ہوئے۔ کتنے فنڈز کہاں کہاں خرچ کئے گئے اور کیا کیا سامان کتنی رقم سے خریدا گیا اور کہاں کہاں استعمال کیا گیا۔ سامان خریدنے کا طریقہ کار کیا تھا۔ کس کس فرم نے خرید کرکے دیا اور کیا محکمہ نے خود خرید کیا؟ جن فرموں کو آرڈر دئے گئے ان کے نام اور مکمل تفصیل فراہم کریں۔

جناب سپیکر! اس میں یہ ٹوٹل بتا دیا گیا ہے حالانکہ جس طرح ہم نے جواب مانگا ہے کہ جس افسر کی نگرانی میں یہ کام ہوا اس کا نام آگے رقم اور اس طرح میرا سوال جو ہے اس کا صحیح جواب نہیں دیا گیا۔ تو جناب منسٹر اس بارے میں کیا ارشاد فرمائیں گے؟

جناب سپیکر: کونسے سوال کا جواب نہیں دیا گیا؟ کونسے حصے کا جواب نہیں دیا گیا؟

میاں محمود احمد: جناب والا! ابھی میں جز (الف) کی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: (الف) جز میں کس چیز کا جواب نہیں دیا گیا۔

میاں محمود احمد: جناب والا! میں نے عرض کیا ہے کہ سانده روڈ ورکشاپ میں کیا کیا کام کون کون سے افسروں اور اہلکاروں کی نگرانی میں ہوئے۔

جناب سپیکر: یہ اس میں درج ہے کہ یہ کام کئے گئے ہیں۔ جن افسروں نے کئے ہیں جن کی نگرانی میں کئے ہیں ان کے نام بھی آگے درج ہیں۔

میاں محمود احمد: جناب والا! یہ جو 4934 بجلی کی موٹروں کی Rewinding کی گئی ہے وہ کس افسر

نے کی ہے؟

جناب سپیکر: میاں صاحب! کیا فرمایا ہے؟

میاں محمود احمد: جناب والا! جز (الف) کے نمبر ا میں جو دیا گیا ہے وہ میں پوچھتا ہوں کہ وہ کس افسر کی نگرانی Rewinding کی گئی ہے اور کتنے پیسے اس پر خرچ ہوئے ہیں؟

جناب سپیکر: یہ دیا گیا ہے کہ 4934 بجلی کی موٹروں کی Rewinding کی گئی۔ یہ تعداد ہے۔

میاں محمود احمد: جی ہاں! یہ کس افسر کی زیر نگرانی کی گئی ہے اور اس پر کتنے پیسے خرچ آئے؟

جناب سپیکر: میاں صاحب' اس میں آپ کا یہ کیا سوال ہوا؟

میاں محمود احمد: جناب سپیکر! جو تفصیل ہمیں چاہیئے تھی وہ ہمیں یہ مہیا نہیں کر رہے۔

جناب سپیکر: آپ کو کیا چاہیئے۔ آپ بتائیں؟

میاں محمود احمد: جناب سپیکر! یہ بڑا سادہ سا سوال ہے کہ ساندرہ ورکشاپ میں کیا کیا کام کون کون سے افسروں کی زیر نگرانی ہوا۔ اس کے آگے یہ ہونا چاہیئے کہ یہ کام اس افسر کے زیر نگرانی ہوا اور اس پر اتنے فنڈز خرچ ہوئے۔ اور پھر اس کے آگے ہے کہ کیا کیا سامان کتنی کتنی رقم سے خرید کیا گیا۔ جناب سپیکر یہ بڑا واضح سوال ہے اس میں میرا خیال ہے کہ کوئی ابہام نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! کس چیز کا جواب نہیں ہے۔ یہ جو محکمے نے جواب دیا ہے اس میں کس چیز کا جواب نہیں ہے۔ کون سے حصے کا جواب نہیں ہے۔

میاں محمود احمد: جناب سپیکر! آپ مطمئن ہیں

جناب سپیکر: میاں صاحب مطمئن تو آپ نے ہونا ہے۔ لیکن مجھے بھی علم ہے کہ کون سے سوال کے کس حصے کا جواب یہاں نہیں ہے مجھے آپ بتائیں کہ کس حصے کا جواب نہیں ہے۔

میاں محمود احمد: جناب والا! میں کہتا ہوں جس طرح آپ نے یہ فرما دیا کہ اس کو پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ بالکل نہ پڑھتے لیکن اس کی تفصیل الگ الگ ہونی چاہیئے۔ یہ 4934 موٹروں کا انہوں نے بتا دیا ہے اور آگے تفصیل نہیں بتائی کہ اس وقت کون افسر تعینات تھا اور اس پر کتنے پیسے خرچ ہوئے۔ آگے دیا گیا ہے کہ 4861 ٹیوب ویلوں کے پمپوں کے پرزہ جات کی مرمت کی گئی۔ کون

افسر ملوث تھا اور کس مدت میں وہ کام کیا اور کتنے پیسے خرچ ہوئے۔ پوری تفصیل دینی چاہیے۔ جب یہ نام دیتے ہیں۔ تو اس کی تفصیل ساتھ ہونی چاہیے جو ہم دیکھنا چاہتے ہیں۔ سوال کرنے کا کوئی مقصد ہوتا ہے۔ اس طرح کوئی ہمیں یہ Details require نہیں ہوتیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ بتائیں کہ اس کا مقصد کیا ہے جو پورا نہیں ہوا۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! میاں صاحب کا مطلب یہ ہے کہ 4861 ٹیوب ویلوں کے پمپوں کے پرزہ جات کی جو مرمت کی گئی یہ کون کون سے افسروں کی نگرانی میں مرمت ہوئی اور اس مرمت پر کتنا خرچ آیا۔ یہ ضمنی سوال میاں محمود صاحب کا ہے۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی: جناب سپیکر! یہ تفصیل یہاں موجود ہے ایگزیکٹو انجینئر اور ان کی تعیناتی اور tenure ایس ڈی او سب انجینئرز ان کی تفصیل یہاں موجود ہے اور کسی وجہ سے وہ اسمبلی کی کاپیوں پر یہ تفصیل شامل نہیں کی گئی تو معذرت کے ساتھ وہ فاضل رکن کو پیش کردونگا۔

جناب سپیکر: کس چیز کی تفصیل موجود نہ ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی: جناب والا! افسران کا جو طلب کیا گیا ہے کہ کون کون یہاں تعینات تھے۔ کن کی نگرانی میں کام ہوا اور کتنی مدت میں ہوا وہ یہاں میں دیکھ لیتا ہوں اگر تفصیل لگی ہوئی ہے.....

جناب سپیکر: آپ کے پاس اس کی تفصیل نہیں ہے؟ میرے پاس تو اس کی تفصیل ہے۔ آپ کی کاپی میں نہیں ہے؟

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! معاملے کی تھوڑی سی وضاحت کرتا ہوں کہ یہ مجموعی فہرست دے دی گئی ہے میاں صاحب جس بات کی ڈیمانڈ کر رہے ہیں وہ یہ ہے کہ مثال کے طور پر جواب میں آیا ہے 4934 بجلی کی موٹروں کی Rewinding کی گئی .....

جناب ارشاد حسین سیٹھی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جناب ارشاد حسین سیٹھی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ معزز ایوان میں جس انداز سے یہ سوال کیا گیا ہے اس انداز سے مکمل تفصیل اس میں موجود ہے۔

افسران کے نام بھی موجود ہیں۔ رقم بھی موجود ہے اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ کس سال میں فلاں جگہ پر کتنی رقم خرچ آئی میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کو زیادہ طول دینے کی ضرورت نہیں ہے ایوان کا وقت ضائع کیا جا رہا ہے یہ تفصیل موجود ہے اگر کوئی ایسی بات ہے تو آپ سوال پر غور کریں جناب سپیکر! کہ اس میں کہاں کہاں کیسے۔ کن؟ کیوں؟ کیا؟ تو ان تمام چیزوں کو جتنی بھی تفصیل دی جاسکتی تھی دی گئی ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس میں اگر معزز رکن کو کوئی ایسی بات دریافت کرنا ہو تو براہ کرم ہاؤس کا وقت ضائع کرنے کی بجائے معزز وزیر سے پوچھ لیں

میاں محمود احمد: جناب سپیکر! یہ پوائنٹ آف آرڈر اہم نہیں ہے۔ میرے بھائی شائد سمجھ نہیں سکے مثال کے طور پر میں یہ پوچھتا ہوں کہ اس سوال کے نمبر6 پر 77 نئے ٹیوب ویل لگائے گئے۔ کیا یہ ایک ہی افسر کے زیر نگرانی لگے۔ اور اس پر کتنے پیسے خرچ آئے اور یہ کب اور کون کون سی تاریخ میں نصب ہوئے اور کہاں کہاں یہ لگائے گئے؟

جناب سپیکر: میاں صاحب! میں اس سوال کو relevant نہیں سمجھتا۔ جی آپ تشریف رکھیں The question is not relevant میاں صاحب! سوال بامقصد ہونا چاہئے۔ جسکے کوئی معنی نکلتے ہوں اور وہ بامقصد ہو۔

میاں محمود احمد: جناب سپیکر! آپ مقصد کی بات پوچھنا چاہتے ہیں تو میں اس ہاؤس کو بتانا ضروری سمجھتا ہوں اور منسٹر صاحب کو بھی عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہاں سائنہ ورکشاپ میں ساری bogus enteries ہوتی ہیں۔ جناب سپیکر! یہ کوئی کام نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ ضمنی سوال کے ذریعے بات کیجئے جیسے آپ پہلے ضمنی سوال کر رہے ہیں۔

میاں محمود احمد: جناب سپیکر! ضمنی سوال میں یہی تو عرض کرتا ہوں کہ تفصیل فراہم کرنی چاہئے تھی کہ کس افسر نے کیا تو پھر میں عرض کرتا۔

جناب سپیکر: نہیں وہ بات نہیں۔

میاں محمود احمد: جناب والا! ہمارا کام خدا نخواستہ منسٹر صاحب کی شان میں گستاخی نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: جو relevnat ضمنی سوال ہے وہ کیجئے۔

point out کرتے ہیں کہ اس پر یہ کوئی انکوائری کر لیں اور اس طرح کے جو ذمہ دار لوگ ہیں ان کو کوئی سزا دیں۔ ہمارا یہ مقصد کبھی نہیں ہوتا کہ .....

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ کوئی ضمنی سوال ایسا کیجئے کہ جس سے محکمے کی اس کمزوری کی نشاندہی ہوتی ہو جو آپ محسوس کرتے ہیں کہ یہ کمزوری وہاں پائی جاتی ہے۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ اگر فاضل رکن کسی خاص، کسی مخصوص عرصہ کے بارے میں یا کسی خاص افسر کے بارے میں کوئی معلومات لینا چاہتے ہوں تو میں انہیں welcome کرتا ہوں۔ یہ تشریف لائیں اور ان کی رائے کے مطابق جیسے یہ چاہتے ہیں کہ انکوائری کی جائے تو وہ ضرور انکوائری کی جائے گی۔ لیکن اگر یہ مکمل تفصیل چاہتے ہیں تو میں معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ آج کے سارے چوبیس پچیس سوالات کی ایک فائل ہے تو وہ پھر ایک ایک سوال پر اتنی بڑی بڑی فائل بن جائے گی وہ ممکن نہ ہوگا۔ اگر یہ کسی مخصوص عرصہ اور کسی خاص افسر کے خلاف کوئی نشاندہی کرتے ہیں، میں ہاؤس میں یہ commit کر رہا ہوں کہ اس کے خلاف ہم یقیناً انکوائری کروائیں گے۔

میاں محمود احمد: کیا وزیر موصوف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ اس ورکشاپ کا سالانہ آڈٹ ہوتا ہے اگر ہوتا ہے تو اس کی آڈٹ رپورٹ ایوان میں پیش کریں۔

جناب سپیکر: یہ ضمنی سوال ہے؟

میاں محمود احمد: جی ہاں! یہ ضمنی سوال ہے۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی: جناب سپیکر! کیا اسے آپ ضمنی سوال کے زمرے میں لائیں گے

جناب سپیکر: جی! ضمنی سوال انہوں نے کیا ہے۔ آپ اس پر کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی: جناب سپیکر! ویسے ہر سرکاری مد کا آڈٹ ہوتا ہے۔ کوئی ایسی سرکاری مد نہیں ہے جس کا آڈٹ نہ ہوتا ہو۔ لیکن اگر یہ آڈٹ رپورٹ کی کاپی چاہتے ہیں تو سوال میں کسی صورت میں بھی Mention نہ تھی .....

جناب سپیکر: یہ بات درست ہے کہ اس سوال کے کسی حصے میں آڈٹ رپورٹ کے بارے میں معزز رکن نے دریافت نہیں کیا۔ اس لئے اس کے لئے نیا سوال درکار ہوگا۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے جواب کی جو فہرست پیش کی ہے میرے خیال میں سوال کے مطابق طریق کار اور فہرست درست ہے۔ بہرحال میاں محمود احمد صاحب جو معاملات چاہتے ہیں اس کا جواب (الف) کو ایک دو تین چار اور چھ جزو میں آیا ہے۔ اس ضمن میں میاں محمود احمد صاحب کو نئے سوالات دینے چاہئیں۔

راجہ خلیق اللہ خاں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: راجہ خلیق اللہ خاں پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

راجہ خلیق اللہ خاں: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے چودھری فاروق صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ کو محمود صاحب نے وکیل کھڑا کیا ہوا ہے۔ کیا وہ خود نہیں سمجھا سکتے کہ ان کے سوال کا مقصد کیا ہے؟

میاں محمود احمد: جناب والا! میں معذرت کے ساتھ عرض کرونگا کہ .....

MR. SPEAKER: No cross talk please.

میاں محمود احمد: جناب سپیکر! میں دوسرا سوال بھی چھوڑتا ہوں۔ میری تسلی ہوگئی ہے۔ بہت تسلی ہوگئی ہے اگر ضمنی سوال بھی پوچھا جائے کہ آڈٹ ہوا ہے اور وہ کہیں کہ اس کے لئے نیا سوال چاہئے تو میں سمجھتا ہوں کہ پھر مجھے دوسرا سوال بھی نہیں کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپکے اس سوال میں کہیں آڈٹ رپورٹ کا ذکر ہے؟

میاں محمود احمد: جناب سپیکر! اسی سوال کے متعلقہ ہے کہ اس ورکشاپ کا سالانہ آڈٹ ہوتا ہے؟

جناب سپیکر: آپ جذباتی ہونے کی بجائے سمجھا دیں کہ اس سوال میں پہلے کہیں آڈٹ رپورٹ کا ذکر آپ نے کیا ہے؟

میاں محمود احمد: جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ یہ مجھے بتا دیں کہ فلاں تاریخ تک ہاؤس میں پیش کر دی جائے گی۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ ڈاکٹر صاحب! ذرا تشریف رکھیئے۔ رانا صاحب تشریف رکھیئے۔ سردار صاحب! آپ فرما رہے ہیں۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی: جناب سپیکر! میں نے فاضل رکن کے ضمنی سوال کے جواب میں عرض کیا تھا کہ حکومت کے ہر خرچ کی مد کا آڈٹ ہوتا ہے۔ چونکہ سوال میں آڈٹ رپورٹ کے طلب کرنے کا کیس ہی نہ تھا وہ میں اس وقت پیش نہیں کرسکتا۔ اور اگر فاضل رکن چاہیں گے تو میں پیش کردونگا۔ میں نے کہاں انکار کیا ہے کہ آڈٹ رپورٹ پیش نہیں کی جائے گی۔

میاں محمود احمد: جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف اس Irrigation workshop کی ایک مکمل انکوائری ایک کمیٹی کے ذریعے کرائیں گے ایک یا دو ارکان اسمبلی بھی شامل ہوں اور اس کمیٹی میں یہ اپنا سینئر عملہ بھی شامل کریں۔ کیا اس کمیٹی کے ذریعے اس ورکشاپ کی انکوائری کرانے کے لئے تیار ہیں؟

جناب سپیکر: اس سوال پر یہ آخری ضمنی سوال ہے۔ جناب وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی وقوت برقی: جناب سپیکر! میں فاضل رکن کے اس سے پیشتر مطالبے پر آپ کی وساطت سے ہاؤس میں عرض کرچکا ہوں کہ اگر کسی خاص عرصہ کی انکوائری یہ چاہیں کسی خاص افسر کی انکوائری یہ چاہیں تو ہر ممکن اس کے ساتھ تعاون کرونگا اور انکوائری کراؤنگا' اگر یہ ساری ورکشاپ کی جب سے وہ بنی ہے اب تک کی یہ انکوائری کروانا چاہتے ہیں تو اس کے لئے بھی میں حاضر ہوں۔ لیکن ان کو اتنا وقت ملے گا کہ یہ وہاں تشریف فرما ہوں گے اور جو انکوائری کرنا چاہے تو ہمارا عملہ سو فیصد ان کے ساتھ تعاون کرے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ملک اقبال احمد خاں لنگڑیال صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

ملک اقبال احمد خاں لنگڑیال: جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ایک سوال پر کم از کم پندرہ منٹ سے زیادہ وقت لگا ہے تو اس طرح ایک گھنٹے میں زیادہ سے زیادہ چار سوالات ہوسکیں گے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو اس کا وقت مقرر کرلیا جائے۔ پانچ منٹ سات منٹ' اسطرح زیادہ سے زیادہ سوال ہوسکیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ ملک صاحب! اس کا ٹائم مقرر نہیں کیا جا سکتا۔ ہر سوال کی اپنی اپنی نوعیت

ہوتی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! پہلے تو یہ تھا کہ جب معزز ممبران کی سوالات کے جوابات وزیر صاحب دیا کرتے تھے تو اس وقت آپ کی طرف سے ہی ان کی تھوڑی بہت مدد ہوتی تھی کہ سوال ٹیبل کر دیا جائیگا یا پھر اگلا سوال۔ لیکن جناب والا! آج ایسے ہوا ہے کہ چند معزز ممبران نے میاں محمود صاحب کا مذاق اڑانے کے انداز میں ان سے cross talking کی ہے اور اس انداز میں جناب وزیر کی مدد کی ہے تو جناب والا! اگر یہ رویہ اپنایا جاتا رہا تو میرا خیال ہے کہ کوئی بھی ممبر سوال کے ذریعے کسی محکمے کی کارکردگی کی نشاندہی نہیں کرسکے گا اور اس سے ان کی حوصلہ شکنی ہوگی۔ تو یہ طرز عمل مناسب نہیں ہے اور آپ کو اس کا نوٹس لینا چاہئے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔

میں نہیں سمجھتا کہ میاں محمود صاحب کا تمسخر اڑانے کی یہاں کوئی بات ہو۔ میاں محمود صاحب ہمارے نہایت ہی معزز رکن اسمبلی ہیں اور ان کا اس اسمبلی میں بڑا حصہ ہے اور وہ 1985ء سے اس اسمبلی کے رکن رہے ہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے میاں صاحب کے سوال کا جواب محکمہ آبپاشی والوں نے بڑی تفصیل سے دیا ہے اس کی انہوں نے ایک ایک تفصیل دی ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ اس سے بہتر کسی طریقے سے کوئی جواب دیا جاسکتا اسلئے میں نے میاں صاحب سے کہا کہ میاں صاحب آپ کا جو اس سے متعلقہ ضمنی سوال ہے میں اسے Entertain کروں گا اور اس کا جواب میں آپ کو لیکر دونگا یہ میری ذمہ داری ہے کہ کسی معزز رکن کا جو متعلقہ سوال ہو اور وہ برمحل ہو بامقصد ہو اس کا جواب وزیر صاحب سے لیکر دوں گا اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ میں کسی معزز رکن کا استحقاق مجروح ہونے دوں یا میں اس کی اجازت دوں کہ یہ استحقاق مجروح کیا جائے تو میاں صاحب کا اگلا سوال ہے۔

کرپشن میں ملوث سب انجنیئر کیخلاف کارروائی

☆ 268 **میاں محمود احمد:** کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) اری گیشن ورکشاپ سانده میں کتنے افسر اور ماتحت عملے کے عرصہ سے تعینات ہے ان کے نام عہدے اور ذمہ داریاں کیا کیا ہیں ہر ایک کی مکمل تفصیلات فراہم کی جائیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ ورکشاپ میں انجنیئر مسٹر عارف تعینات ہے اگر ایسا ہے تو اس کا عرصہ تعیناتی کتنا ہے کتنی بار وہ یہاں سے تبدیل ہوا اور پھر کس کے حکم سے کن کن

تاریخوں کو اس ورکشاپ میں تعینات ہوا۔ نیز اس کا عرصہ ملازمت کتنا ہے کیا اس کے خلاف کوئی تحقیقات ہوئی۔ اگر ہوئی تو اس پر کارروائی کی گئی۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ سب انجینئر کئی کوٹھیوں اور کاروں کا مالک ہے اور مذکورہ بالا ورکشاپ میں صرف کرپشن کے لئے بار بار تعینات ہوتا ہے کیا حکومت اس کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اسکی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)

(الف) ارریگیشن ورکشاپ سانده میں مندرجہ ذیل افسران اور ماتحت عملہ کام کر رہا ہے ان کی ذمہ داریاں ہر ایک کے سامنے درج ہیں۔

	نام بمعہ عہدہ	تاریخ تعیناتی	ذمہ داریاں
1	عبدالحمید مرزا ایس - ڈی - او	15-9-1990	ورکشاپ میں ہونے والی تمام مرمت اور دوسرے کاموں کی نگرانی اور کنٹرول
2	محمد جاوید اقبال سب انجینئر سٹیل شاپ	31-11-1991	ٹیوب ویل مشینری کی مرمت اور دوسرے متعلقہ امور کی نگرانی
3	نجم الحسن سب انجینئر بجلی شاپ	1-11-1990	الیکٹرک موٹروں کی وائنڈنگ۔ مرمت وغیرہ کی نگرانی اور انہیں متعلقہ سیکشن میں بھجوانے کی ذمہ داری
4	افتخار قمر سب انجینئر ٹرانسپورٹ	20-3-1988	سرکاری گاڑیوں کی مرمت اور عملہ مرمت کے کام کی نگرانی وغیرہ
5	فاروق اسلم سب انجینئر پیتل شاپ	21-3-1990	سٹریز برائے ٹیوب ویلز بنانے کی نگرانی اور پھر انہیں متعلقہ یونٹ کو بھجوانے کی ذمہ داری اور متعلقہ عملہ کے کام کی نگرانی

جزو (ب اور ج)

محمد عارف خاں سب انجینئر اس وقت سانده ورکشاپ میں تعینات نہیں ہے' یہ سب انجینئر صرف ایک مرتبہ ورکشاپ میں تعینات کیا گیا تھا جو کہ مورخہ 82-2-26 تا 88-3-22 تک کام کرتا رہا۔ اس کا کل عرصہ ملازمت 23 سال 1/2 10 ماہ ہے۔ محکمہ کو اس کی کوٹھیوں اور

کاروں کی ملکیت کا علم نہیں ہے۔

یہ درست نہیں کہ جب کبھی اس اور سیٹر کی تعیناتی اس ورکشاپ میں ہوئی تو وہ صرف کرپشن کے لئے ہوئی حالانکہ ہر ملازم کی تعیناتی صرف اور صرف پبلک انٹرسٹ میں ہوتی ہے۔ اس سب انجینئر کے خلاف ایک ڈرافٹ پیرا زیر کارروائی ہے جس کی انکوائری ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! کیا آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے۔

میاں محمد احمد: جی۔ کوئی نہیں۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال اس کے بارے میں ہے۔

جناب سپیکر: جی! میاں محمود صاحب کوئی ضمنی سوال نہیں کرنا چاہتے چودھری فاروق صاحب ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔ جی چودھری صاحب!

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جزو (ب) اور (ج) کے جواب میں سب انجینئر کے خلاف جس ڈرافٹ پیرا کا ذکر کیا گیا ہے اس ڈرافٹ پیرا کے مندرجات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی: جناب سپیکر! میں اس ضمنی سوال کو سمجھ نہیں سکا۔

جناب سپیکر: جی دوبارہ ارشاد فرمایئے۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! اس سب انجینئر کے خلاف ایک ڈرافٹ پیرا زیر کارروائی ہے جس کی انکوائری ہو رہی ہے۔ تو جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس ڈرافٹ پیرا کے مندر جات کیا ہیں جس ڈرافٹ پیرا کے تحت اس انجینئر کے خلاف انکوائری ہو رہی ہے۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی: جناب سپیکر! میں افسوس کے ساتھ یہ عرض کرتا ہوں کہ اس وقت میرے پاس وہ میٹریل نہیں ہے لیکن میں یہ میٹریل حاصل کرکے فاضل رکن کی خدمت میں پیش کردونگا جب بھی چاہیں یہ میرے چیمبر میں یہ تشریف لے آئیں۔

جناب سپیکر: جی! اگر آپ چاہتے ہیں تو اس ڈرافٹ پیرا کے مندرجات ٹیبل کئے جاسکتے ہیں۔ تو وزیر آبپاشی صاحب کیا آپ اسی اجلاس میں اس کے مندرجات ٹیبل کر سکتے ہیں۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی: جناب سپیکر! اگر ممکن ہوا تو اس سیشن کے دوران میں ٹیبل کردونگا

جناب سپیکر: تو پھر آپ واضح طور پر فرما دیجئے۔ ممکن والی بات جو ہے وہ ٹھیک نہیں ہے۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی: جناب آپ اس سیشن کو کب تک جاری رکھیں گے؟

جناب سپیکر: سیشن 20 جون تک ہوگا۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی: جی' میں سے پہلے ہی میں یہ ٹیبل کردونگا

جناب سپیکر: جی! شکریہ

میاں محمود احمد: کیا وزیر موصوف صاحب یہ بیان فرمائیں گے کہ اس سب انجینئر کے خلاف انکوائری کب شروع ہوئی؟

جناب سپیکر: کیا آپ کا یہ مطلب ہے کہ کس تاریخ کو شروع ہوئی۔

میاں محمود احمد: جی' جناب والا!

جناب سپیکر: جناب منسٹر اری گیشن!

وزیر آبپاشی و قوت برقی: جناب سپیکر! میں پھر معذرت کروں گا کہ میرے پاس وہ تاریخ موجود نہیں ہے یہ میں انشاء اللہ کل ہی فاضل رکن کی خدمت میں پیش کردوں گا۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! اس بارے میں وہ تاریخ جس سے یہ انکوائری شروع کی گئی ہے وہ ٹیبل کرنے کے لئے وزیر آبپاشی و قوت برقی تیار ہیں۔ آپ چاہیں تو کل ہی ٹیبل کر سکتے ہیں۔

میاں محمود احمد: جناب سپیکر! وزیر موصوف یہ ارشاد فرما دیں کہ یہ انکوائری کب تک مکمل ہو جائے گی؟

جناب سپیکر: یہ سارا جو انکوائری کا مسئلہ ہے اگر آپ چاہیں کہ اس انکوائری کے اس پیرا کے مندرجات کیا ہیں؟ یہ انکوائری کب شروع ہوئی؟ اور یہ انکوائری کب تک مکمل ہو جائے گی؟ اس کے بارے میں مکمل جواب اسی سیشن کے دوران ٹیبل کیا جاسکتا ہے اور اگر اس پر آپ چاہیں تو ضمنی سوال بھی کرسکتے ہیں۔

میاں محمود احمد: تو پھر مہربانی فرما کر کوئی حتمی تاریخ بتا دی جائے۔

جناب سپیکر: اسی سیشن میں ٹیبل کروا دیں گے۔

میاں محمود احمد: سیشن میں تو پتہ نہیں کب آئے۔ وقفہ سوالات جس دن ہو پتہ نہیں 20 کو ہے .....

میاں منظور احمد موھل: پرائیویٹ ممبر ڈے میں وقفہ سوالات ہے۔ پرائیویٹ ممبر ڈے پر ہو جائے۔

جناب سپیکر: جی ہاں پرائیویٹ ممبر ڈے سے پہلے ہو جائے گا۔

میاں محمود احمد: ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: سوالوں کے لئے تو یہ ہے کہ آپ کی جس روز ووٹنگ ہوگی۔ اس روز بھی وقفہ سوالات ہوگا۔

میاں منظور احمد موھل: ووٹنگ کے دن وقفہ سوالات نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر: ہاں ووٹنگ کے دن تو وقفہ سوالات نہیں ہوگا۔

I am sorry پرائیویٹ ممبرز ڈے پر وقفہ سوالات ہوگا ووٹنگ والے دن وقفہ سوالات نہیں ہوگا۔ تو یہ ٹیک اپ کیا جاسکتا ہے کہ اگر اس میں پرائیویٹ ممبرز ڈے ہوگا تو اس ضمنی سوال پر جو جواب ٹیبل کیا جائے گا اس پر ضمنی سوالات کئے جا سکتے ہیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: میں ایک ضمنی سوال کر سکتی ہوں؟

جناب سپیکر: جی محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ!

محترمہ فوزیہ بہرام: میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ سب انجینئر جن کے خلاف انکوائری ہو رہی ہے۔ یہ اس انکوائری کے درمیان معطل ہیں یا ڈیوٹی پر ہیں؟ اور اگر ڈیوٹی پر ہیں تو کیا وہ اس انکوائری پر اثر انداز نہیں ہوسکتے؟

جناب سپیکر: جی منسٹر ایری گیشن۔

وزیر آبپاشی وقوت برقی: جناب سپیکر! میں معذرت چاہتا ہوں۔ میں کچھ نوٹ لکھ رہا تھا جو کہ میں نے فاضل اراکین کو یہاں معلومات فراہم کرنی ہیں اگر یہ سوال کو دہرا دیں تو جواب دوں گا۔

جناب سپیکر: اس سوال کے بارے میں یہ سب انجینئر کے خلاف جو انکوائری ہے اس کی لئے منسٹر

ایری گیشن تمام تفصیلات مہیا کرنے کے لئے تیار ہیں۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی: یہ تو میں عرض کر چکا ہوں۔

جناب سپیکر: تو یہ اس سیشن میں چار پانچ روز میں سوال کا مکمل جواب نیبل کر دیں گے۔

چودھری محمد فاروق: یقیناً اس میں شک نہیں کہ وزیر موصوف جو ہمیں وہ انتہائی محنت سے کام کرنے کے عادی ہیں اور میرے خیال میں ان کے حوصلے کی تمام ہاؤس داد دیتا ہے اور انکی قابلیت کے بارے میں بھی کوئی شک نہیں ہے لیکن محکمہ آبپاشی کے اندر جتنی خرابیاں موجود ہیں اس جواب میں یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس محکمے نے اس پورے ایوان کو حالات سے لاعلم رکھنے کا فیصلہ کیا ہوا ہے۔ اب سوال میں واضح طور پر پوچھا گیا ہے یہ جو باتیں تھیں جن کا وزیر موصوف نے کہا ہے کہ وہ بعد میں جواب دیں گے یہ تو سوال میں موجود تھیں اور جواب نہیں آیا لیکن ہم نے سردار صاحب کی وجہ سے اس معاملے کو چھوڑا۔ اب جز (ب) اور جز (ج) میں سوال کا ایک حصہ یہ تھا کہ ....

"کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ سب انجینئر کئی کوٹھیوں اور کاروں کا مالک ہے"

تو اس سوال کا مقصد یہی تھا کہ یہ جواب دیا جائے کہ اس کے پاس کتنی کوٹھیاں ہیں؟ اس کے پاس کتنی کاریں ہیں؟ لیکن محکمے کا جواب یہ ہے کہ ....

محکمہ کو اس کی کوٹھیوں اور کاروں کی ملکیت کا علم نہیں ہے"

میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ محکمہ کو اس کی کوٹھیوں اور کاروں کی ملکیت کا علم کیوں نہیں ہے؟ جبکہ ایک فاضل ممبر نے اس بارے میں معلومات طلب کی ہے۔

جناب سپیکر: یہ بالکل صحیح ہے۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی: جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے عرض کروں گا کہ فاضل رکن کا یہ کہنا کہ محکمے کو اپنے ہر افسر یا عملے کی ملکیت کا چاہے وہ کاروں کی صورت میں ہو' کوٹھیوں کی صورت میں ہو' بینک بیلنس کی صورت میں ہو' علم ہونا چاہیئے یہ ممکنات میں نہیں ہے۔ اول تو کوئی ایسا کم عقل سب انجینئر نہیں ہوگا کہ وہ کوٹھیاں بنائے گا تو اپنے ہی نام پر بنائے گا اگر وہ گاڑیاں خریدے گا تو اپنے ہی نام پر خریدے گا لیکن اگر وہ ایسا کرتا بھی ہے تو ہمارے لئے یہ ممکن نہیں کہ ہم trace کر سکیں۔ کیا معلوم اس نے ڈیفنس کالونی میں کوٹھی بنائی ہے؟ کیا معلوم اس نے کنٹونمنٹ میں بنائی ہے؟ گلبرک میں بنائی ہے؟ اگر یہ نشاندہی کر سکتے ہیں تو میں جناب کی وساطت سے ایوان میں یقین دلاتا ہوں کہ اس کی کوٹھیاں کاریں اور دیگر دولت کے علم ہو جانے پر اس کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے گی ہے۔ انشاء اللہ ان کے ساتھ میں تعاون کروں گا۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! نشاندہی جو ہے کہ یہ سوال کے جواب میں موجود ہے محکمے نے اس کا جو جواب پہلے دیا اس کی پھر تصحیح کی ہے۔ جواب یہ تھا کہ "کوٹھیوں اور کاروں کا علم نہیں ہے" اور تصحیح کرتے ہوئے کہا کہ "ملکیت کا علم نہیں ہے" یعنی محکمے کو اس کا تو علم ہے کہ کوٹھیاں اور کاریں اس کے پاس ہیں لیکن یہ علم نہیں ہے کہ کس کے نام سے ہیں۔ یعنی ملکیت کا علم نہیں ہے ورنہ یہ علم تو محکمے کو ہے کہ کوٹھیاں اور کاریں اس کے پاس ہیں۔

جناب سپیکر: جی میاں صاحب! آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں محمود احمد: میری صرف یہ گزارش ہے کیونکہ آپ نے ایک فیصلہ صادر فرما دیا ہے کہ جب یہ پوری تفصیلات دیں گے تو اس پر ہم ضمنی سوالات کر سکیں گے۔

جناب سپیکر: جی ہاں! ہو سکیں گے۔

میاں محمود احمد: تو میرا خیال ہے کہ اس پر اب مزید سوال نہیں کرنے چاہئیں۔ جب اس کی تفصیلات آجائیں گی تو پھر کر لیں گے۔

جناب سپیکر: جی شکریہ! اگلا سوال ڈاکٹر سید خاور علی شاہ صاحب۔

آبپاشی و قوت برقی کے لئے فراہم کی گئی رقم کے خرچ کی تفصیل

☆ 298 ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) 1985ء سے 1990ء تک ضلع خانیوال میں آبپاشی و قوت برقی کے لئے کتنی رقم کس' کس مد میں فراہم کی گئی اور کس کس مد میں خرچ کی گئی اور کیا جو رقم فراہم کی گئی تھی وہ اس ضلع کی ضروریات کے مطابق تھی۔

(ب) کیا متذکرہ رقم جس مد میں فراہم کی گئی تھی اس مد میں خرچ کی گئی اگر کسی اور مد پر خرچ کی گئی تو اسکی وجوہات بیان کی جائیں۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار ذوالفقار علی خاں کھوسہ)

(الف) محکمہ آبپاشی و قوت برقی میں سالانہ بجٹ کی تقسیم ضلع وار نہیں کی جاتی بلکہ زون وار کی جاتی ہے۔ کیونکہ ضلع خانیوال ملتان زون میں شامل ہے۔ اس لئے ملتان زون کو ان سالوں میں جو بجٹ فراہم کیا گیا ہے اس کی مدوار تفصیل منسلک ہے۔ جو رقم فراہم کی گئی وہ ضروریات کے مطابق نہ تھیں۔

(ب) محکمہ کو جس مد میں رقوم خرچ کرنے کے لئے دی گئیں وہ اسی مد میں خرچ کی گئیں۔

FUNCTION WISE DETAIL FOR THE BUDGET ALLOCATION OF MULTAN ZONE

For The Year 1985 to 1990

Sr No.	Head of Account	1985-86	1986-87	1987-88	1988-89	1989-90
	521 - Chief Engineer	37,79,210	42,65,310	44,24,220	36,90,260	32,21,200
2.	521 - Superintending Engineers	29,39,440	33,10,580	41,66,150	44,35,730	38,51,590
3.	523-Canals	10,65,34,140	10,72,71,280	10,60,27,220	10,72,97,440	9,22,49,960
4.	422 - Dispensaries	6,15,010	6,78,900	7,74,360	5,99,650	7,96,450
5.	523 - Special Revenue	2,24,93,310	2,62,40,830	3,42,97,200	2,93,32,650	2,94,04,060
6.	524 - Tubewells	12,72,01,540	9,06,66,200	10,16,41,570	11,33,68,260	9,26,91,990
7.	527 - Drains	2,17,58,450	6,55,14,370	1,91,47,830	1,72,00,090	1,78,31,290
	TOTAL:	28,53,21,100	29,79,47,470	27,04,78,550	27,59,24,080	24,00,46,540

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب سپیکر! میں نے خانیوال ڈسٹرکٹ کے لئے پوچھا تھا تو چونکہ اعداد و شمار پورے زون کے بتائے گئے ہیں۔ اس سلسلے میں میں اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ خانیوال جو ہے اس میں دو ڈویژن ہیں ایک خانیوال ڈویژن اور ایک ملتان کینال ڈویژن - دو ڈویژن کے بارے میں یہ بن سکتا تھا۔ تو اس بارے میں جو کچھ مجھے علم تھا میں آگاہ کر سکتا تھا لیکن چونکہ یہ پورے زون کے بارے میں بتایا گیا ہے تو میں یہ پوچھوں گا کہ یہ چیف انجینئر کو کس بارے میں 37,79,210 روپے دیئے گئے۔ پھر 1990ء میں 32,21,200 روپے دیے گئے۔ اس کے بعد سپرنٹنڈنگ انجینئر کو علیحدہ دیئے گئے ہیں۔ کینال کے لئے کروڑوں میں دیا گیا ہے۔ ڈسپنسرز کے لئے بھی دیا گیا ہے سپیشل ریونیو دیا گیا ہے تو یہ ایسی بات ہے کہ اگر ہم کسی ایک مد کو دیکھیں تو ہمیں بجٹ میں بھی پتہ ہے جب ہمارا بجٹ یہاں آتا ہے تو ہم اس میں پڑھتے ہیں۔ اس میں بھی بڑی تفصیل کے ساتھ بتایا جاتا ہے۔ تو سردار صاحب کیا اس بارے میں بتائیں گے کہ ایک ڈسٹرکٹ کا سوال پوچھا گیا تو انہوں نے جواب پورے زون کے بارے میں کیوں دیا ہے اور پھر چیف انجینئر اور سپرنٹنڈنگ انجینئر کی انہوں نے رقم بتائی ہے یہ کس لئے انہیں دیئے گئے ہیں جبکہ کینال' ڈسپنسرز' سپیشل ریونیو' ٹیوب ویل اور ڈرینیجز کے لئے تو علیحدہ رقوم مختص کی گئی ہیں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب' ضمنی سوال کیا ہے؟

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: ضمنی سوال کے متعلق تو میں یہی عرض کر رہا تھا کہ میں نے جو سوال کیا تھا اس کا جواب اس طریقے سے دیا گیا ہے میں جو چیز محکمے سے چاہتا تھا وہ حاصل نہیں کر سکا لیکن اس بارے میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سپرنٹنڈنگ انجینئر اور چیف انجینئر کو یہ جو لاکھوں روپے کے رقم کس لئے دی گئی ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی: جناب والا! جیسا کہ اس تفصیل سے عیاں ہے کچھ مدات repairs and maintenance کی ہیں اور کچھ تنخواہوں کی ہیں' ویسے میں جناب کی وساطت سے ہاؤس کی خدمت میں یہ عرض کردوں کہ محکمے کی ڈیمانڈ 2 ارب 72 کروڑ 95 لاکھ اور کچھ تھی اس کی بجائے ہمیں 1,65,42,53,000 ایک ارب 65 کروڑ 42 لاکھ 53 ہزار کچھ ملا ہے۔ اب اگر اس کے بعد بھی مزید کوئی معلومات چاہیں ضلع کی حدود تک بھی چاہیں تو میں پیش کرنے کے لئے تیار ہوں لیکن جو کچھ میں سمجھتا ہوں یا محکمہ سمجھا ہے اس کا جواب ہم نے دے دیا ہے چیف انجینئر کی مد کا یا دیگر مدوں کا پوچھ رہے ہیں یہ اسی لئے ہے کہ repairs and maintenance یا تنخواہ اور الاؤنسز وغیرہ کے

لئے ہے اور ان کے ہی سپرد کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب والا! کیا وزیر موصوف اس بارے میں آگاہ کریں گے کہ یہ جو زون ہیں اس میں کون کون سے اضلاع شامل ہیں تاکہ ہمیں پتہ چلے کہ یہ رقم.....

جناب سپیکر: کس وزن کی بات کر رہے ہیں؟

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: ملتان زون کی بات کر رہا ہوں جس کے بارے میں انہوں نے ہمیں تفصیل فراہم کی ہے۔ اس میں کون کون سے اضلاع شامل ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی: جناب والا! ڈیرہ غازی خان ڈویژن کے تمام اضلاع یعنی راجن پور ڈیرہ غازی خان' مظفر گڑھ لیہ' ملتان ڈویژن کے تمام اضلاع یعنی ملتان' وہاڑی' خانیوال اور ساہیوال لیہ کا کچھ حصہ نہری نظام میں اس زون میں ہے اور کچھ حصہ میانوالی زون میں چلا جاتا ہے۔ لیکن بنیادی طور پر جو زون کہلاتا ہے وہ میں نے عرض کر دیا ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب والا! جھنگ ضلع بھی اسی زون میں آتا ہے میں تو زون میں اسلئے نہیں جا رہا تھا کہ سردار صاحب چونکہ ہمارے معزز وزیر ہیں' میں اس لئے عرض کر رہا تھا کہ زون کا جواب دیا گیا ہے۔ اسی لئے خاص طور پر میں نے خانیوال کے متعلق پوچھا تھا۔ اس بارے میں تو اطلاع فراہم کی جاسکتی تھی اسلئے میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ اس سوال کو مؤخر کر دیا جائے تاکہ خانیوال کے بارے میں اطلاع مل جائے۔ یہ میرا سوال اس لئے تھا کہ زون میں کئی اضلاع ایسے ہیں جن کے نام نہیں ہیں اور پھر میں نے تو خاص طور پر خانیوال کے متعلق پوچھا تھا۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی: جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ نہری نظام میں ڈویژن کے مطابق افسران اور عملہ کام کرتا ہے' بعض اوقات اسکی حدود ضلع سے تجاوز کر جاتی ہے۔ اگر یہ خانیوال کے بارے میں خصوصی اطلاع چاہتے ہیں جو ان کو اس گوشوارے سے حاصل نہیں ہوئی۔ تو یہ مجھے چیمبر میں مل لیں میں ان کو وہ اطلاع بھی فراہم کردوں گا۔ غالباً ان کا اشارہ جیسا کہ انہوں نے اجلاس شروع ہونے سے پہلے مجھے بتایا کسی خاص احکامات کے بارے میں ہے اگر یہ اس حکم کی کاپی بھی مجھے فراہم کردیں تو میں اس کا جواب بھی مہیا کر دوں گا۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب آپ جو کچھ بھی دریافت کرنا چاہتے ہیں سردار صاحب اس کا بھی جواب دینے کے لئے تیار ہیں۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب والا! میں انشاء اللہ وہ ڈائریکٹیو سردار صاحب کی خدمت میں پیش کردوں گا وہ رقم بجٹ میں بھی آگئی تھی پھر پتہ نہیں کیوں رہ گئی۔ پچھلی دفعہ بھی میں نے یہی سوال نہروں کی کھدائی کے متعلق کیا تھا۔ تاکہ ہمیں یہ معلوم ہو کہ نہروں کی کھدائی کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی ہے اور وہاں پر کتنی کھدائی ہوئی ہے۔ اور باہر کتنا silt نکالا گیا ہے تو اس سلسلے میں ہمارا مسئلہ تو پانی کی کمی کا ہوتا ہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ محکمے کی کارروائی سامنے آئے۔ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ اس مد میں بہت کم رقم رکھی گئی ہے۔ محکمے نے اس قسم کے اعداد و شمار پیش کئے ہیں کہ اس سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ سب سے زیادہ رقم لینے والا محکمہ ہے۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے عرض کرچکا ہوں اور صرف آبپاشی و قوت برقی کی ڈیمانڈ 2 ارب 72 کروڑ 95 لاکھ 74 ہزار اور 10 روپے تھی۔ جس کی کے بجائے ہمیں ایک ارب 65 کروڑ 42 لاکھ 53 ہزار اور 28 روپے ملے۔ کمی تو شروع سے ہی کر دی گئی۔ پھر یہ توقع رکھنا تقریباً نصف سے کم گرانٹ میں ان کی تمام ضروریات یا ان کی کیا صوبے کی تمام ضروریات پوری کر سکیں گے یہ ممکن نہیں ہے کہ لیکن اس کے باوجود جو بھی تفصیل ڈاکٹر صاحب مجھ سے حاصل کرنا چاہیں گے میں ان کو مہیا کر دوں گا' اس کی نشاندہی تو میں نے شروع میں ہی کر دی تھی کہ ہمیں 2 ارب 72 کروڑ کی بجائے' ایک ارب 65 کروڑ روپے ملے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ

چودھری محمد فاروق: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ بے شک محکمہ آبپاشی ضلع وار تقسیم تمام مد میں نہیں کرسکتا۔ لیکن سوال یہ تھا کہ ضلع خانیوال میں کتنی رقم کس کس مد میں فراہم کی گئی؟ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ نہروں کی مد میں ضلع خانیوال کی حدود میں کتنی رقم مختص کی گئی اور کتنی رقم خرچ کی گئی۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں یہ تفصیل ڈاکٹر صاحب کے اگلے سوال نمبر 299 میں آجائے گی۔
اگلا سوال ڈاکٹر سید خاور علی شاہ

محکمہ انہار کو فراہم کردہ رقوم کے خرچ کی تفصیل

☆ 299- **ڈاکٹر سید خاور علی شاہ:** کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے:۔
(الف) 1985ء سے 1990ء تک محکمہ انہار کو ضلع خانیوال میں کتنی رقم کس کس مد میں فراہم

کی گئی اور کس کس مد پر خرچ کی گئی۔

(ب) کیا متذکرہ رقم جس مد میں فراہم کی گئی تھی اسی مد پر خرچ ہوئی اگر نہیں تو اسکی وجوہات بیان فرمائی جائیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)

(الف) محکمہ آبپاشی وقت برقی میں سالانہ بجٹ کی تقسیم ضلع وار نہیں کی جاتی بلکہ زون وار کی جاتی ہے۔ کیونکہ ضلع خانیوال ملتان زون میں شامل ہے۔ اس لئے ملتان زون کو ان سالوں میں جو بجٹ فراہم کیا تھا اس کی مد وار تفصیل منسلک ہے۔

(ب) محکمہ کو جس مد میں رقم خرچ کرنے کے لئے دی گئیں وہ اسی مد میں خرچ کی گئیں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب آپ کوئی ضمنی سوال پوچھنا چاہتے ہیں؟

بحوالہ نشان زدہ سوال نمبر 299

ملتان زون

بجٹ

برائے

محکمہ آبپاشی و قوت برقی

سال 1985ء تا 1990ء

تفصیل صفحہ 619 پر ملاحظہ فرمائیں

FUNCTION WISE DETAIL FOR THE BUDGET ALLOCATION OF MULTAN ZONE

For The Year 1985 to 1990

Sr No.	Head of Account	1985-86	1986-87	1987-88	1988-89	1989-90
1.	521 - Chief Engineer	37,79,210	42,65,310	44,24,220	36,90,260	32,21,200
2.	521 - Superintending Engineers	29,39,440	33,10,580	41,66,150	44,35,730	38,51.590
3.	523-Canals	10,65,34,140	10,72,71,280	10,60,27,220	10,72,97,440	9,22,49,960
4.	422 - Dispensaries	6.15,010	6,78,900	7,74,360	5,99,650	7,96,450
5.	523 - Special Revenue	2,24,93,310	2,62,40,830	3,42,97,200	2,93,32,650	2,94,04,060
6.	524 - Tubewells	12,72,01,540	9,06,66,200	10,16,41,570	11,33,68,260	9,26,91,990
7.	527 - Drains	2,17,58,450	6,55,14,370	1,91,47,830	1,72,00,090	1,78,31,290
	TOTAL:	28,53,21,100	29,79,47,470	27,04,78,550	27,59,24,080	24,00,46,540

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب اس کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ کینال کی مد میں انہوں نے دس کروڑ روپے کا بتایا ہے اور 86-1985ء کے بجٹ میں جو رقم مختص کی گئی ہے اس کے مقابلے میں اس بجٹ میں رقم کیوں کم کر دی گئی ہے؟

میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ نہریں پہلے سے بہتر پوزیشن میں آگئی تھیں؟ حالانکہ ہر سال دس فیصد مہنگائی بڑھ جاتی ہے۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی: جناب سپیکر! میں جناب کی وساطت سے فاضل رکن کی خدمت میں عرض کروں گا کہ محکمے کا یہ مسلسل مطالبہ ہے کہ ہمیں ضرورت کے مطابق فنڈز مہیا کئے جائیں لیکن مہیا نہیں کئے جاتے یہ 1985 سے لیکر 1990ء تک کا گوشوارہ دیا گیا ہے ہر مد ہماری Allocation کو کم کیا جاتا رہا ہے۔ ہمارا اب بھی وزارت خزانہ سے یہ مطالبہ ہے اور قائم رہے گا کہ ہمیں ضرورت کے مطابق رقوم فراہم کر دی جائیں تاکہ یہ جو صوبے بھر کا نہری نظام ہے اس کو بہتر طریقے سے چلایا جاسکے۔ نہروں میں silting ہوتی ہے کنارے ٹوٹ جاتے ہیں' ٹیوب ویل کی مرمت وغیرہ کرنی پڑتی ہے اس قسم کی ضروریات ہیں فاضل رکن جانتے ہیں کیونکہ ان کا پیشہ زراعت ہے جب فنڈز کی کمی ہوگئی تو پھر ہم کسی خاص پراجیکٹ پر خصوصی توجہ تو دے نہیں سکتے کیونکہ ان فنڈز کو ہم نے تمام پراجیکٹ پر تقسیم کرنا ہوگا۔ اس وقت پھر ہم ترجیحی بنیادوں پر کام کرتے ہیں جہاں زیادہ ضرورت ہو' جہاں اشد ضرورت ہو وہاں پر پہلے توجہ دی جائے اور نسبتاً جہاں پر کم ضرورت ہو اس کو آئندہ سال کے لئے رکھ لیا جائے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب والا! میں سردار صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ چونکہ میرا سوال خانیوال ضلع کے بارے میں تھا میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ خانیوال ضلع کا ایل۔ وی۔ ڈی۔ سی کے ساتھ کنکشن ہے جس کا ایس۔ ای ساہیوال میں بیٹھتا ہے.....

جناب سپیکر: جس وقت آپ ضمنی سوال کریں یا کوئی بھی معزز رکن متعلقہ وزیر سے ضمنی سوال کرے تو بجائے ان کو سردار صاحب' ملک صاحب یا چودھری صاحب کے مخاطب کرنے کے اس انداز سے مخاطب کیا جائے کہ میں وزیر آبپاشی سے یا منسٹر ارریگیشن سے' یا منسٹر ایگریکلچر سے یا منسٹر ریونیو سے دریافت کرنا چاہتا ہوں تو یہ زیادہ پارلیمانی زبان ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب والا! خانیوال ضلع کی نہر کا جو تعلق ہے وہ ایسے ہے کہ ساہیوال میں ایس ای لوئر باری دو آب کینال بیٹھتا ہے حویلی کینال سرکل کا جو ایس ای ہے۔ وہ ملتان میں بیٹھتا

ہے۔ میرے حلقے میں جو Drainage بن رہی ہیں ان کے ایکسین صاحب فیصل آباد میں بیٹھتے ہیں۔ کیا محکمہ ارریگیشن نہر کے تمام دفاتر کو ایک جگہ اکٹھا کرکے آسانی پیدا کرے گا کہ آئندہ جتنے فنڈز مختص ہوں تو جیسے اب ہر چیز ہو رہی ہے تو وہ ایک حلقہ کو اپنا یونٹ نہیں بنا سکتے۔ ملتان ساہیوال یا فیصل آباد کسی ایک جگہ ایک شخص کو جانا پڑے گا۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی: جناب والا! یہ بہت مشکل بات ہے لوئر باری دو آب کینال کی لمبائی تقریباً ایک سو تیس میل ہے۔ اگر اس کے مائینرز یا ڈسٹری بیوٹری کو لے لیا جائے تو اس کی لمبائی تین یا چار گناہ ہو جائے گی۔ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ بعض نہریں ایسی ہیں جو ضلعوں سے تجاوز کر جاتی ہیں بلکہ ڈویژن سے بھی تجاوز کر جاتی ہیں اب مثلاً میانوالی میں کالا باغ ہیڈ ورکس سے نہریں چلتی ہیں جو جھنگ تک آتی ہیں بلکہ ان کا کچھ حصہ جیسے یہاں ایک فاضل رکن فرما رہے تھے لیہ تک آجاتا ہے اب یہ کہہ دیا جائے کہ ہر ضلع کے لئے وہاں ایک علیحدہ ایکسین مقرر کر دیا جائے۔ چونکہ وہ نہر اس ضلعے تک پہنچتی ہے۔ یہ ممکن نہیں ہے اخراجات حکومت پنجاب برداشت نہیں کر سکتی۔ مزید برآں میں یہ عرض کردوں کہ اب وہ زمانہ نہیں رہا کہ لوگوں کو آمدورفت میں دقت پیش آتی ہو۔ ریلوے لائن موجود ہیں' سڑکوں کا جال بچھ چکا ہے بسیں ویگن اور اس قسم کی سروسز ہر جگہ پر موجود ہیں اور سول انتظامیہ کے جو دفاتر ہیں وہ بھی تقریباً ہر جگہ تحصیل ہیڈ کوارٹر' ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر پر موجود ہوتے ہیں اپنے کام کاج کے لئے کاشتکاران وہاں جاتے ہیں تو ظاہر ہے کہ آبپاشی کے لئے بھی جا سکتے ہیں ہر رکن کو یہ توقع کرنا کہ ان کے حلقے کے مطابق وہاں دفتر مہیا کر دیا جائے یہ ممکن نہیں ہے۔

جناب سپیکر: وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر آبپاشی: میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

نہروں کی مرمت اور صفائی پر لاگت کی تفصیل

☆ 378- **رانا اکرام ربانی:** کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سال 86-1985ء سے تا حال کون کون سی نہروں کی کتنی کتنی لاگت سے سالانہ نہر بندی کے دوران مرمت اور صفائی کرائی گئی۔

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

(ب) سالانہ نہر بندی کے دوران متذکرہ مالی سالوں میں کن کن نہروں میں کتنی کتنی مالیت سے ریت نکالنے کے ٹھیکے دیئے گئے ان ٹھیکیداروں کے نام اور پتے کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)

(الف) سال 86-1985ء سے تا حال نہروں کی سالانہ نہری بندی کے دوران مرمت اور صفائی کی تفصیل ذیل میں لف ہذا ہے۔

نمبر شمار	نام نہر	1985-86	1986-87	1987-88	1988-89	1989-90
		لاکھ روپے	لاکھ روپے	لاکھ روپے	لاکھ روپے	لاکھ روپے
1	اپر چناب کینال سسٹم	14.68	18.23	13.46	18.41	49.80
2	دیپال پور کینال "	8.73	18.11	29.80	24.99	13.43
3	بی آر بی لنک "	2.07	1.77	2.03	5.50	1.40
4	لوئر جہلم کینال "	6.75	14.72	8.68	154.53	29.66
5	اپر جہلم کینال "	11.11	4.59	2.56	11.29	6.66
6	تھل کینال "	27.53	34.20	19.29	38.58	38.45
7	لوئر باری دو آب "	17.03	21.68	12.75	12.33	14.23
8	ڈیرہ غازی خان کینال "	13.28	15.25	11.29	15.17	13.16.
9	مظفر گڑھ کینال "	1.42	1.31	0.16	0.97	3.37
10	حویلی کینال "	15.48	2.14	2.73	2.28	4.26
11	لوئر چناب کینال "	62.67	23.64	41.92	26.95	28.57
12	میلسی کینال "	25.60	32.08	11.91	4.64	1.48.
13	ٹی ایس ایم بی لنک " (تریموں، لدھنائی، میلسی، بہاول)	2.11	4.48	6.54	8.60	1.02
14	فورڈ واہ کینال سسٹم "	2.08	1.88	2.23	2.85	3.51
15	صادقیہ کینال "	14.20	24.60	8.94	13.15	54.60
16	بہاول کینال "	40.46	3.03	53.48	86.19	24.98
17	قائم کینال "	12.47	8.22	2.47	2.94	1.61

18	عباسیہ کینال "	23.95	18.11	15.00	11.27	8.53
19	پنجند کینال "	165.95	105.22	71.44	94.21	55.05
20	پاکپتن کینال "	91.93	66.27	34.76	35.88	40.73
21	قادر آباد بلوکی لنک وایل سی سی فیڈر)	3.88	1.30	15.19	3.00	2.45

(ب) سال 86-1985ء سے تاحال سالانہ نہری بندی کے دوران مندرجہ ذیل نہر سے ریت نکالنے کے ٹھیکے دیئے گئے۔

نمبر شمار	نام نہر	سال	مالیت ٹھیکہ	نام ٹھیکیدار
1	اپر چناب کینال	86-1985ء	50/- روپے	محمد انور موضع شیخواں
		87-1986ء	100/- روپے	" " " "
		89-1988ء	500/- روپے	عبدالرؤف موضع ہریوکی
		90-1989ء	2000/- روپے	میسرز خالد رؤف لاہور
		" "	60/- روپے	رانا مشتاق ارائیاں لاہور

ٹیوب ویلوں کی تفصیل

☆ 379- رانا اکرام ربانی: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ میں کن کن مقامات پر کتنی کتنی مالیت کے کون کون سے سال سکارپ سکیم کے منصوبے مکمل کئے گئے ہیں ہر سکیم میں کتنے ٹیوب ویل لگائے گئے اور منصوبے کسی ایجنسی کی طرف سے فراہم کردہ گرانٹ کے تحت مکمل کئے گئے۔

(ب) متذکرہ سکیم کے تحت لگائے گئے کتنے ٹیوب ویل چالو حالت میں ہیں اور کتنے بند پڑے ہیں اور کتنے عرصہ سے بند پڑے ہیں؟ بند اور چالو ٹیوب ویل کن کن مقامات پر ہیں۔ نیز بند ٹیوب ویلوں کو دوبارہ کب تک چالو کیا جا رہا ہے اگر نہیں تو اسکی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار ذوالفقار علی خاں کھوسہ)

(الف) صوبہ میں سکارپ سکیم کے جو منصوبے مکمل کئے گئے ہیں۔ ان کی تفصیل اور دیگر کوائف ضمیمہ (الف) میں دیئے گئے ہیں سکارپ کے منصوبہ جات گرانٹ کے تحت نہیں بلکہ وفاقی حکومت کی طرف سے فراہم کردہ فنڈز (بطور ترقیاتی قرضہ) سے واپڈا نے مکمل کئے۔

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

(ب) مذکورہ سکیموں میں چالو حالت میں ٹیوب ویل اور بند ٹیوب ویلوں کی تعداد بمعہ دیگر تفصیلات ضمیمہ (ب) میں دی گئی ہیں۔

سکارپ سکیموں میں 8629 ٹیوب ویل چالو حالت میں ہیں جبکہ 488 ٹیوب ویل بوجہ خرابی بور اور 267 ٹیوب ویل بوجہ کھارا پانی مستقل طور پر کئی سالوں سے بند ہیں۔ حکومت کی پالیسی کے تحت ٹیوب ویلوں کو از سر نو بور نہیں کیا جائے گا۔ مذکورہ ٹیوب ویلوں کے علاوہ مشینری میں مختلف نقائص (جیسا کہ موٹر کا جل جانا۔ پمپ میں خرابی سٹارٹر میں نقص وغیرہ) کی وجہ سے 702 ٹیوب ویل (8.1 فیصد) عارضی طور پر بند ہیں۔ اسی طرح بجلی میں مختلف نقائص (ٹرانسفارمر میں خرابی یا جل جانا کیبل کا جل جانا ڈی فیوز وولٹیج میں کمی و بیشی وغیرہ کی وجہ سے 827 ٹیوب ویل (8.4 فیصد) عارضی طور بند ہیں۔ بجلی مشینری میں مختلف نقائص کی وجہ سے ٹیوب ویل چند دنوں سے چند ماہ کے عرصہ سے بند ہیں۔ عارضی طور پر ٹیوب ویل مختلف نقائص کی وجہ سے بند ہوتے رہتے ہیں اور انہیں درستگی کے بعد چلا دیا جاتا ہے۔ مشینری میں نقائص کی درستگی محکمہ آبپاشی کا عملہ کرتا ہے موٹر جل جانے یا پمپ میں بڑا نقص ہونے کی صورت میں انہیں سکارپ کے ورکشاپوں میں لے جا کر مرمت کیا جاتا ہے اور اس پر خاصا وقت لگ جاتا ہے۔ تاہم محکمہ ہر ممکن کوشش کرتا ہے کہ نقائص کی درستگی محکمہ واپڈا کی ذمہ داری ہے اور اس کے لئے محکمہ آبپاشی کا عملہ اور افسران واپڈا کے متعلقہ عملہ اور افسران سے مختلف سطح پر رابطہ رکھتے ہیں تاکہ نقائص کی جلد درستگی یا تبدیلی میں کافی دیر لگ جاتی ہے۔ محکمہ آبپاشی کی طرف سے ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے کہ ٹیوب ویلوں کو جلد از جلد چلایا جائے۔

بحوالہ نشان زدہ سوال نمبر379

ٹیوب ویلوں کی تفصیل

سکارپ کا نام تعداد ٹیوب ویل

کل لاگت تاریخ تکمیل

سکارپ ٹیوب ویل جہاں واقع ہیں

فنڈز کی فراہمی اور کیفیت

تفصیل صفحہ 626 پر ملاحظہ فرمائیں

ٹیوب ویلوں کی تفصیل

نام سکارپ سکیم	تعداد ٹیوب ویل	کل تعداد ملین روپے	مہینہ / سال جب مکمل ہوا	سکارپ ٹیوب ویل جہاں واقع ہیں	فنڈز کی فراہمی	کیفیت
سکارپ نمبر1	2069	24.0	جون 1963ء	اضلاع شیخوپورہ، گوجرانوالہ فیصل آباد، جھنگ	صوبائی / وفاقی حکومت (بطور ترقیاتی قرضہ)	منصوبہ واپڈا نے مکمل کیا
سکارپ نمبر2	2205	1604.2	جون 1973ء	اضلاع مظفر گڑھ، لیہ جھنگ	ایضاً	ایضاً
سکارپ نمبر2 (سیلائن زون)	821		جون 1986ء			
سکارپ نمبر3	1635	1604.2	جون 1973ء	اضلاع سرگودھا گجرات جھنگ	وفاقی حکومت (بطور ترقیاتی قرضہ)	ایضاً
سکارپ 3 (سیلائن زون)	61		جون 1981ء			ایضاً
سکارپ نمبر4	935	206.5	جون 1973ء	اضلاع شیخوپورہ، گوجرانوالہ	ایضاً	ایضاً

			فیصل آباد، سیالکوٹ			
سکارپ شاہ پور یونٹ II,I	258	125.4	جون 1979ء	ضلع سرگودھا	ایضاً	ایضاً
سکارپ شور کوٹ کمالیہ پائلٹ	101	61.2	جون 1978ء	ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ	ایضاً	ایضاً
سکارپ فورڈ واہ صادقیہ منچن آباد پائلٹ پراجیکٹ	226	92.3	جون 1980ء	ضلع بہاول نگر	ایضاً	ایضاً
سکارپ پنجند عباسیہ (یونٹ I آلہ آباد پائلٹ	623	263.3	جون 1980ء	اضلاع رحیم یار خاں بہاولپور	ایضاً	ایضاً
سکارپ قیانہ پائلٹ پراجیکٹ	71	22.3	جون 1978ء	ضلع فیصل آباد	وفاقی حکومت (بطور ترقیاتی قرضہ)	ایضاً
تونسہ پنجند لنک ٹیوب ویل سکیم	80	33.3	جون 1980ء	ضلع مظفر گڑھ	ایضاً	ایضاً

چشمہ جہلم لنک سکیم	40	4.5	جون 1975ء	اضلاع میانوالی خوشاب	ایضاً	ایضاً
رسول قادر آباد بلوکی لنک ٹیوب ویل سکیم	85	38.5	جون 1980ء	اضلاع گجرات، گوجرانوالہ شیخوپورہ	ایضاً	ایضاً
سکارپ لوئر رچنا (خیروالا یونٹ)	48	259.4	جون 1987ء	ضلع فیصل آباد	ایضاً	ایضاً
سکارپ سکھ بیاس سی-بی-ڈی-سی فیز I	101	220.0	جون 1987ء	ضلع قصور، لاہور	ایضاً	ایضاً
سکارپ فورڈواہ صادقیہ یونٹ II	30	178,4	جون 1987ء	ضلع بہاول نگر	ایضاً	ایضاً
	میزان کل 9389					

نوٹ:۔ سکارپ نمبر 6 پنجند عباسیہ (سیلائن)= 514 ٹیوب ویل، تریموں سدھنائی لنک پراجیکٹ= 76 ٹیوب ویل، سکارپ لوئر رچنا (گوجرہ، کھیوڑہ فیز I) = 40 ٹیوب ویل، جاری ہیں۔

ضمیمہ (پ)

ٹیوب ویلوں کی تفصیل

نام سکارپ	تعداد ٹیوب ویل جو چالو حالت میں ہیں	تعداد ٹیوب ویل جو مستقل طور پر بند ہیں		تعداد ٹیوب ویل جو عارضی طور پر بند ہیں		بند اور چالو ٹیوب ویل جہاں واقع ہیں	کیفیت
		بوجہ خرابی بور	بوجہ کھاری پانی پانی	بوجہ مشینری نقائص	بوجہ بجلی نقائص		
سکارپ نمبر	1622	97	151	141	76	اضلاع شیخوپورہ، گوجرانوالہ جھنگ، فیصل آباد	213 ٹیوب ویل ٹرانز مشین کے تحت مستقل طور پر بند کر دیئے گئے ہیں۔ گزشتہ سالوں میں 14 ٹیوب ویلوں کا چھوٹے سائز میں ری بورنگ کی وجہ سے اضافہ ہوا۔
سکارپ نمبر2	2027	165	[illegible]	220	233	اضلاع سرگودھا	سکارپ نمبر2 میں گزشتہ سالوں میں چھوٹے سائز میں

سکارپ نمبر2	801	17	3	32	112	گجرات جھنگ	ری بورنگ کی وجہ سے 75 ٹیوب ویلوں کا اضافہ ہوا
(سیلائن زون)							
سکارپ نمبر3	1585	103	-	146	44	اضلاع مظفر گڑھ	سکارپ نمبر3 میں گزشتہ سالوں میں چھوٹے سائز
سکارپ نمبر3	61	-	-	4	25	لیہ جھنگ	میں ری بورنگ کی وجہ سے 53 ٹیوب ویلوں کا اضافہ ہوا
(سیلائن زون)							
سکارپ نمبر4	935	66	-	35	105	اضلاع شیخوپورہ گوجرانوالہ سیالکوٹ، فیصل آباد	سکارپ نمبر4 میں گزشتہ سالوں میں چھوٹے سائز میں ری بورنگ کی وجہ سے 66 ٹیوب ویلوں کا اضافہ ہوا
سکارپ شاہ پور	250	8	-	31	20	ضلع سرگودھا	——— ——— ———
یونٹ II'1							
شور کوٹ کمالیہ پائلٹ	89	12	-	2	3	ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ	——— ——— ———
نورڈواہ صادقیہ پائلٹ	208	10	8	45	15	ضلع بہاولنگر	——— ——— ———
پنجند عباسیہ پائلٹ	600	6	17	21	31	اضلاع رحیم یار خاں بہاولپور	——— ——— ———
یونٹ نمبر1							

نیانہ پائلٹ	69	2	-	9	11	ضلع فیصل آباد	ـــــ ـــــ ـــــ
نسہ پنجند لنک سکیم	79	1	-	5	3	اضلاع میانوالی خوشاب	ـــــ ـــــ ـــــ
شمہ جہلم لنک سکیم	39	1	-	5	3	اضلاع گجرات گوجرانوالہ شیخوپورہ	ـــــ ـــــ ـــــ
سول قادر آباد بلوکی ـ سکیم	85		-	2	61	اضلاع گجرات گوجرانوالہ شیخوپورہ	
رچنا روالا یونٹ	48	-	-	3	12	ضلع فیصل آباد	
عباس سی۔بی ـ سی فیز I	101	-	-	1	20	اضلاع قصور لاہور	
پ فورڈواہ ـ (یونٹ II)	30	-	-	1	4	ضلع بہاولنگر	
میزان	8629	488	267	702	728		
				8.1%	8.4%		

آبیانہ میں کمی ہونا

☆ 494 چودھری اکرام اللہ رانجھا: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازارہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع گجرات میں واقع راجباہ پھالیہ ششماہی ہے اور سال میں صرف چھ ماہ پانی چلتا ہے اور صرف ایک فصل کو پانی مہیا کیا جاتا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ آبپاشی مذکورہ راجباہ سے سیراب ہونے والی زمینوں پر کاشت ہونے والی سال کی دونوں فصلوں ربیع اور خریف پر آبیانہ وصول کرتا ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اسکی کیا وجوہات ہیں کیا حکومت زمینداروں سے یہ زیادتی ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ہے اگر نہیں تو اسکی کیا وجوہات ہیں۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)

(الف) یہ درست ہے کہ راجباہ پھالیہ ششماہی تاہم جو رقبہ راجباہ مذکور سے آبپاشی ہوتا ہے اس کا سکارپ II کے ٹیوب ویل بھی سارا سال سیراب کرتے ہیں۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) چونکہ راجباہ پھالیہ کے آبپاش ہونے والی تمام رقبہ کی آبپاشی کے لئے سکارپ II کے ٹیوب ویل نصب ہیں۔ جو سارا سال چل کر رقبہ کو آبپاش کرتے ہیں۔ ان ٹیوب ویلوں ہائے کا ڈسچارج (مقدار پانی) سالانہ نہری علاقوں میں نصب شدہ ٹیوب ویل کے ڈسچارج کی نسبت دوگنا ہے اس لئے دونوں فصلوں پر آبیانہ لگایا جاتا ہے زمینداروں پر زیادتی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

سکارپ ٹیوب ویلوں کی حالت بہتر کرنا

☆ 495 چودھری اکرام اللہ رانجھا: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل پھالیہ میں کل کتنے سکارپ ٹیوب ویل اور ان میں کتنے درست طور پر کام کر رہے ہیں۔

(ب) کیا یہ امر واقع ہے کہ سکارپ ٹیوب ویلوں کی حالت سخت خراب ہونے کی وجہ سے

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

زمیندار سخت پریشان ہیں۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت ٹیوب ویلوں کے حالت درست کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور اس ضمن میں کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ سکارپ ٹیوب ویلوں / پر تعینات اپریٹر حضرات نے کبھی ڈیوٹی نہ دی ہے۔ بلکہ ٹیوب ویلوں پر حاضری نہیں ہوتے اگر ایسا ہے تو حکومت اس بارے میں کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)

(الف) تحصیل پھالیہ میں کل 744 سکارپ ٹیوب ویل ہیں اور ان میں سے 528 ٹیوب ویل کام کر رہے ہیں۔ بقایا 216 ٹیوب ویلوں میں سے 18 ٹیوب ویل بوجہ خرابی بور اور 4 ٹیوب ویل بوجہ کھاری پانی مستقل طور پر بند ہیں جبکہ 194 ٹیوب ویل بجلی میں مختلف نقائص (جیسے ٹرانسفارمر میں خرابی یا اس کا جل جانا' ایل ٹی کیبل کا جل جانا ڈی فیوز وغیرہ) اور مشینری میں مختلف نقائص کی وجہ سے (جیسے موٹر کا جل جانا' پمپ وائبریشن یا خرابی شارٹر میں خرابی وغیرہ) عارضی طور پر بند ہیں۔ مختلف نقائص کی وجہ سے ٹیوب ویل عارضی طور پر بند ہوتے رہتے ہیں اور انہیں درستگی کے بعد چلا دیا جاتا ہے۔

(ب) جو ٹیوب ویل مستقل طور پر خرابی بور کی وجہ سے بند ہیں حکومت کی پالیسی کے تحت انہیں از سر نو بور نہیں کیا جائے گا۔

مشینری میں نقائص کی درستگی محکمہ آبپاشی کا عملہ کرتا ہے جو ٹیوب ویل مشینری میں نقائص کی وجہ سے بند ہیں انہیں دو تین ہفتہ کے اندر مرمت کرکے چلا دیا جائے گا۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ تحصیل پھالیہ میں ٹیوب ویل سکارپ نمبر2 کے تحت لگائے گئے تھے اور یہ ٹیوب ویل 22 سے 24 سال کے عرصہ سے کام کر رہے ہیں اور ان کی مشینری کافی پرانی ہو چکی ہے۔ مشنری میں نقائص رونما ہوتے رہتے ہیں اور درستگی کے بعد ٹیوب ویلوں کو چلا دیا جاتا ہے بجلی کے نقائص کی درستگی محکمہ واپڈا کی ذمہ داری ہے اور اس کے لے محکمہ آبپاشی کا عملہ اور افسران واپڈا کے متعلقہ افسران سے مختلف سطح پر رابطہ رکھتے ہیں تاکہ نقائص کی جلد درستگی کرائی جاسکے۔ تاہم واپڈا کی طرف سے ٹرانسفارمر کی درستگی یا تبدیلی میں بہت دیر لگ جاتی ہے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ واپڈا نے ٹرانسفارمر کی درستگی یا تبدیلی کے لئے وفاقی حکومت کی سٹینڈنگ آرگنائزیشن کمیٹی کے فیصلہ مورخہ 17 اگست 1983ء کے برعکس' حکومت پنجاب سے اس ضمن میں بھی اخراجات کی ادائیگی کے لئے یکطرفہ فیصلہ کرالیا۔ حالانکہ ٹرانسفارمر کی تبدیلی

یا درستگی کے اخراجات مذکورہ فیصلہ کے تحت واپڈا برداشت کرتا تھا اس پر حکومت پنجاب نے وفاقی حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ متفقہ فیصلہ جو 17 اگست 1983ء کو ہوا تھا اسے بحال کیا جائے اور واپڈا کو ہدایت کی جائے کہ وہ اس فیصلہ کے مطابق ٹرانسفارمروں کی درستگی یا تبدیلی کے لئے فوری اقدامات کرے۔

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ ایسے ٹیوب ویل جو مستقل طور پر بند ہو چکے ہیں یا دیگر وجوہ کی بنا پر دوران فصل بند رہے ہوں ان ٹیوب ویلوں کے رقبہ جات پر ٹیوب ویل کا آبیانہ معاف کر دیا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں باقاعدہ نوٹیفیکیشن متعلقہ چیف انجینئر صاحبان جاری کرتے ہیں۔

(ج) اپریٹر حضرات ٹیوب ویل پر حاضر رہتے ہیں تاہم ان کے غیر حاضر رہنے کی شکایات بھی ہیں ایسی صورت میں ان کے خلاف انضباطی کارروائی کی جاتی ہے۔

چیچہ وطنی میں ایکسیئن ڈویژن کے دفتر کا قیام

☆ 527 **ملک اقبال احمد خان لنگڑیال:** کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل چیچہ وطنی میں محکمہ انہار کی سب ڈویژن ہے اور وہاں ایس ڈی او کا دفتر واقع ہے چونکہ ڈویژن اور سرکل کا دفتر خانیوال اور ساہیوال میں بالترتیب ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ عوام کو مختلف جگہوں پر متذکرہ دفاتر میں باعث شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت تحصیل چیچہ وطنی میں ایکسن ڈویژن کا دفتر قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ عوام خانیوال کے چکر سے بچ جائیں اگر ایسا ہے تو اس پر کب تک عملدرآمد متوقع ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)

(الف) درست ہے

(ب) درست نہیں ہے ساہیوال چیچہ وطنی اور خانیوال آپس میں ریلوے اور قومی شاہراہ سے منسلک ہیں۔ علاوہ ازیں چیچہ وطنی کا اندرونی علاقہ بھی کئی ایک ذیلی سڑکوں کے ذریعے قومی شاہراہ سے منسلک ہے آمدورفت کے وسیع ذرائع کی موجودگی میں مختلف جگہوں پر واقع دفاتر

تک پہنچنے کے لئے عوام کو کسی خاص دقت کا سامنا نہیں ہے۔ سول انتظامیہ اور دیگر تعمیراتی محکموں کے افسران کے دفاتر بھی مختلف شہروں میں واقع ہیں۔

(ج) چیچہ وطنی میں موجود نہری نظام کی دیکھ بھال ایکسین کا دفتر خانیوال ہوتے ہوئے بھی تسلی بخش طور پر ہو رہی ہے۔ اسلئے چیچہ وطنی میں ایکسین ڈویژن محکمہ انہار کا نیا دفتر کھولنا حکومت کے زیر غور نہیں ہے یہ امر بھی قابل غور ہے کہ چیچہ وطنی میں ایک مکمل ڈویژن کھولنے کے لئے حکومت کو ایک کثیر خرچہ برداشت کرنا پڑے گا جو کہ موجودہ مالی وسائل کی کمی کے پیش نظر قابل عمل نہیں ہے۔

دریا کا رخ موڑنے کے لئے اقدام

☆ 531 چودھری واجد علی خان: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) بی آر بی لنک کینال سے ملحقہ مواضعات کسیاں والا' منڈیالی بوٹے والی اور منڈیالی میواں والی وغیرہ کو سیلاب سے بچانے کے لئے بند کو تعمیر کر دیا گیا ہے۔ لیکن کھدائی کر کے دریا کا رخ ابھی تبدیل نہیں کیا گیا حالانکہ دریا کا رخ موڑنا بھی بند کی تعمیر کے منصوبہ کا حصہ تھا۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو ابھی تک متذکرہ کام پایہ تکمیل تک نہ پہنچنے کی کیا وجوہات ہیں۔ جبکہ سیلاب کا موسم چند مہینوں کے بعد شروع ہونے والا ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)

(الف) یہ درست نہیں کہ بی آر بی نہر سے ملحقہ مواضعات کسیاں والا' منڈیالی بوٹے والی اور منڈیالی میواں والی وغیرہ کو سیلاب سے بچانے کے لئے کوئی بند تعمیر کیا گیا ہے بلکہ نہر بی آر بی اور ملحقہ مواضعات (درج بالا) کو دریائے راوی کے سیلابوں سے بچانے کے لئے نہر کے ساتھ مختلف مقامات پر آٹھ عدد سپر تعمیر کئے گئے تھے۔

چونکہ سال 89-1988ء سے سپر بالمقابل برجی نمبر 215 دریائے کے کٹاؤ کی زد میں ہے لہذا دریا کا رخ سیدھا کرنے کی غرض سے ایک سکیم تیار کی گئی ہے کہ جو حکومت پنجاب کی clearance کے بعد وفاقی حکومت کو منظوری کے لئے بھیج دی گئی ہے کھدائی کا کام وفاقی حکومت کی منظوری اور فراہمی فنڈز کے بعد شروع کیا جاسکے گا۔

(ب) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ فنڈ سے متعلقہ تمام سکیموں کی منظوری و فراہمی فنڈز کا کام وفاقی حکومت کے دائرہ کار میں ہے لہذا دریا کا رخ سیدھا کرنے کی سکیم پر عملدرآمد اس کی

وفاقی حکومت سے منظوری اور فراہمی فنڈز کے بعد ہی کیا جا سکے گا۔

سیلاب سے بچاؤ کے لئے بند بنانا

☆ 532 چودھری واجد علی خان: کیا وزیر آبپاشی و برقی قوت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایم آر لنک کی آؤٹ فال کے قریب مواضعات جاجو رگل اور بیرووال وغیرہ کو سیلاب سے بچانے کے لئے لنک سرکل محکمہ نہر نے کوئی بند بنانا تجویز کیا ہے؟

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو یہ منصوبہ کب تک پایہ تکمیل کو پہنچے گا؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)

(الف) یہ درست ہے کہ ایم۔ آر لنک کی آوٹ فال کے قریب موضعات جاجو گل اور میرووال وغیرہ کو سیلاب سے بچانے کے لئے لنک سرکل نے ایک سکیم تیار کی ہے جس کا تخمینہ لاگت تین کروڑ چھیالیس لاکھ روپے ہے اس وقت یہ سکیم نیپاک کنسلٹنٹ انجنیئر کے پاس برائے جانچ پڑتال (Scurtiny) زیر کار ہے جس کے بعد اسے محکمہ پلاننگ و ڈویلپمنٹ کے سامنے clearnce کے لئے پیش کر دیا جائے گا۔

(ب) چونکہ سیلاب سے متعلقہ سکیموں کی منظوری اور فراہمی فنڈ کا کام وفاقی حکومت کے دائرہ کار میں ہے لہذا سکیم کی وہاں سے منظوری اور فراہمی فنڈز کے بعد اس پر کام شروع ہو سکے گا۔

سیم نالوں کی صفائی اور ٹیوب ویلوں کو چالو کرنا

☆ 533 چودھری نور محمد تارڑ: کیا وزیر آبپاشی و برقی قوت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ قادر آباد بیراج اور قادر آباد بلوکی رابطہ نہر کی تعمیر سے چھٹی کھکہ کوٹلی دوئم کوٹ حسن' نکی چٹھہ' ٹھٹھہ شمسہ سوہتیاں والا' چوک غازی چک کھرل کوٹ پیرا' جھنی مرید' برج طاشہ اور نور پور کا ہزاروں ایکڑ زرخیز زرعی رقبہ سیم و تھور سے بری طرح تباہ ہو چکا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سیم تھور کے انسداد کے لئے چند سیم نالیاں کھودی گئیں اور کچھ ٹیوب ویل نصب کئے گئے لیکن سیم نالیاں پانچ سال کے عرصہ سے صفائی نہ ہونے سے ناکارہ ہو رہی ہیں جبکہ ٹیوب ویل محکمہ آبپاشی کی عدم توجہی سے خراب اور بند پڑے ہیں جس کے نتیجہ میں زرعی رقبہ برباد ہو رہا ہے اور کاشتکاروں کی مالی بد حالی اور بے چینی بڑھتی جا رہی

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو سیم نالوں کی صفائی اور ٹیوب ویلوں کو چالو نہ رکھنے اور کاشتکاروں کے ناقابل تلافی نقصان کی ذمہ داری کن پر عائد ہوتی ہے کیا حکومت اس کے سدباب نیز کوٹلی دائم ٹھٹہ شمسہ اور سوہتیاں والا کے رقبہ کا بارشی پانی رابطہ نہر میں ڈالنے کے لئے IN LET بنانے کے منصوبہ پر عملدرآمد کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اسکی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)

(الف) (الف) مذکورہ دیہات جو کہ قادر آباد بیراج اور قادر آباد بلوکی رابطہ نہر کے گرد و نواح میں واقع ہیں۔ ان کے کچھ رقبہ میں زیر پانی کی سطح بلند ہوگئی ہے۔ تاہم زیادہ تر رقبہ سیم سے محفوظ کرنے کے لئے مذکورہ علاقہ میں کئی سیم نالیاں تعمیر کی گئی ہیں۔ ان میں رسول نگر میں ڈرین اور سول نگر ڈرینج سسٹم جن میں کوٹ ہرا ڈرین سیج ڈرین (Seepage Drain) حضرت کیلیانوالہ ڈرین کوٹ بخشش ڈرین نیکی بھٹہ ڈرین علاؤ الدین کے ڈرین وغیرہ شامل ہیں تعمیر کی گئی ہیں۔ اسی طرح احمد پور دکھ ڈرینج سسٹم میں جن میں ڈرین کولو تارڑو ڈرین ٹھٹھہ دیو کے اکال گڑھ ڈرین سید نگر ڈرین۔ فیڈر 2 ڈرین بچہ ڈرین شیخ پور ڈرین' گاجر گولا ڈرین چک کھرل ڈرین۔ کلیروالا ڈرین شامل ہیں موجود ہے۔ مزید براں قادر آباد بلوکی رابطہ نہر کے ساتھ ساتھ متاثرہ علاقہ میں 45 عدد ڈرینج ٹیوب ویل بھی لگائے گئے ہیں۔

(ب) سیم نالوں اور ٹیوب ویلوں کی وضاحت اوپر دی گئی ہے۔ رسول نگر میں ڈرین اور کوٹ ہرا ڈرین کی صفائی ISRP-I پراجیکٹ کے تحت 1987-1986ء میں مکمل ہوئی تھی۔ اکال گڑھ ڈرین اور کلیروالا ڈرین کی کھدائی ISRP-II پراجیکٹ کے تحت رواں مالی سال (91-1990ء) میں مکمل ہو ہوچکی ہے رسول نگر ڈرینج سسٹم جن میں چھوٹی ڈرینیں شامل ہیں کی صفائی کے لئے تخمینہ جات تیار کئے گئے ہیں اور مطلوبہ رقوم کی فراہمی کے لئے اقدامات کئے جا رہے ہیں MER کے لئے قلیل فنڈز ہوتے ہیں۔ اس سے تمام سیم نالیوں کے صفائی ممکن نہ ہے تاہم زیادہ خراب سیم نالیوں کی ترجیحی بنیادوں پر صفائی کے لئے دستیاب فنڈز کو مدنظر رکھتے ہوئے اقدامات کئے جاتے ہیں۔ جہاں تک ٹیوب ویلوں کا تعلق ہے کل 45 ٹیوب ویلوں میں سے 7 ٹیوب ویل عارضی طور پر ٹرانسفارمر میں خرابی کی وجہ سے بند ہیں جبکہ باقی ٹیوب ویل چالو ہیں۔ ٹرانسفارمر کی درستگی محکمہ واپڈا کی ذمہ داری ہے اور واپڈا کے متعلقہ افسران اور

عملہ سے پیروی کی جا رہی ہے تاکہ نقائص کی درستگی کے بعد جلد از جلد ٹیوب ویل چلائے جاسکیں۔

(ج) جیسا کہ جزو (ب) میں وضاحت کی گئی ہے سیم نالوں کی صفائی کی جا رہی ہے اور ٹیوب ویل بھی چلائے جا رہے ہیں۔ موضع کوٹلی دائم تحصیل شمسہ اور سوئیاں والا کے رقبہ کا بارشی پانی رابطہ نہر میں ڈالنے کے لئے Inlet بنانے کے منصوبہ پر غور ممکن نہ ہے کیونکہ رابطہ نہر میں پانی کی سطح مذکورہ بالا دیہات کی زمین سے اونچی ہے اور پانی کا اخراج بذریعہ Inlet ممکن نہ ہے۔

درختوں کی چوری روکنے کے لئے اقدام

☆536 **ڈاکٹر ممتاز علی چودھری:** کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے حلقہ 156 کھوکھر کوٹلی سے اوکاڑہ تک لوئر باری دو آب نہر کے دونوں کناروں R-IAL-10 اور 2.L مائنروں پر 1980ء میں محکمہ جنگلات کے ریکارڈ کے مطابق درخت تھے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ 1980ء میں متذکرہ درخت محکمہ آبپاشی و قوت برقی کی تحویل میں آگئے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ 1986ء میں کروڑوں روپے مالیت کے درخت راتوں رات مذکورہ محکمہ کی ملی بھگت سے چوری کر لئے گئے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ذمہ دار افسران نے کتنی چوری برآمد کی۔ کتنے درخت چوری کئے گئے اور اب کتنے درخت بچایا رہے گئے ہیں کیا حکومت درختوں کی چوری کو روکنے کے لئے قوانین زیادہ قابل عمل بنانے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)

(الف) درست ہے کہ 1980ء میں محکمہ جنگلات کے ریکارڈ کے مطابق درخت موجود تھے جن کی تفصیل یہ ہے۔

(1) کل درخت LBDC برجی کھوکھر کوٹلی 109 تا اوکاڑہ برجی 227 = 23134 عدد

(2) کل درخت IL راجباہ پر 3553 عدد

(3) کل درخت IAL راجباہ پر 3633 عدد

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

(4) کل درخت IR راجباہ پر 1478 عدد

(5) کل درخت 2L راجباہ پر 7217 عدد

کل درخت 39015 عدد

(ب) درست ہے

(ج) 1986ء میں کل 57 عدد درخت چوری ہوئے جن کے متعلق پرچہ جات پولیس درج کرائے گئے اور کارروائی زیر دفعہ 70 کی گئی۔

(د) قانون کے مطابق محکمہ نے پولیس کو رپورٹ کی اور ہر ایک پرچہ کی نقل SP پولیس کو بھی ارسال کی جاتی رہی ہے۔

(ii) 1980ء میں محکمہ جنگلات کے مطابق ان نہروں پر 39015 عدد درخت موجود تھے جن میں سے 7837 درختوں کی نیلامی کر دی گئی اور 57 درخت چوری ہو گئے اور اس طرح بقایا درخت 31121 عدد ہونے چاہیں جبکہ محکمہ نہر کی طرف سے مزید درخت لگانے کی وجہ سے موجودہ تعداد 37038 عدد ہے۔ یعنی 1980ء سے 5917 عدد درخت زائد ہیں۔

(iii) پہلے ہی موثر قانون موجود ہے صرف پولیس کو سختی سے ہدایت ہونی چاہئے کہ وہ محکمہ نہر سے اس سلسلہ میں مکمل تعاون کرے۔

بجلی کے پول لگانے کے لئے اقدام

☆ 552 جناب محمد حنیف چودھری: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈیرہ رحمت اور میانہ ٹھٹھہ تحصیل و ضلع شیخوپورہ کی آبادی تقریباً 1400 نفوس پر مشتمل ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ دیہات کو بجلی کی سہولت فراہم ہو چکی ہے تاہم سپلائی کا انتظام نہ ہونے کے برابر ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بجلی کے پول نہ ہونے کی وجہ سے اہل دیہہ کو سخت پریشانی کا سامنا ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ دیہہ میں پول لگانے اور بجلی کا انتظام بہتر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہ کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)

(الف) اس سلسلہ میں واپڈا سے رپورٹ حاصل کی گئی جس کے مطابق دو دیہات کی آبادی 600 نفوس پر مشتمل ہے۔

(ب) میانہ ٹھٹھ میں بجلی صحیح طریقے سے چل رہی ہے جبکہ ڈیرہ رحمت میں تقریباً دس سال پہلے نزدیکی ٹیوب ویل ٹرانسفارمر سے بجلی مہیا کی گئی اور بجلی کیبل تو کیبل جا رہی ہے ڈیرہ رحمت میں کسی باقاعدہ سکیم کے تحت بجلی مہیا نہ کی گئی ہے۔

(ج) صرف ڈیرہ رحمت میں پول نہ ہیں جبکہ میانہ ٹھٹھ میں بجلی کی فراہمی صحیح طریقہ سے چل رہی ہے جہاں ایک عدد ٹرانسفارمر اور 9 کھمبے نصب ہیں۔

(د) واپڈا نے اطلاع دی ہے کہ رواں مالی سال میں بجلی کا نظام بہتر بنانے کے لئے فنڈز مہیا نہ ہیں۔ اگلے مالی سال میں ڈیرہ رحمت کے لئے A.D.B. Loan سے فنڈز مہیا کئے جائیں گے اگلے مالی سال میں کام مکمل کر دیا جائے گا۔

راجباہ میں پانی کی کمی کو دور کرنا

☆ 601 **سردار خضر حیات خان سیال:** کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سندھنائی کینال سے نکلنے والے راجباہ نور پور کی ٹیل پر پانی کی اکثر بیشتر کمی رہتی ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس پانی کی کمی کا مستقل بندوبست کرنے اور اس راجباہ کو پختہ کرنے کو تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو وجوہات بیان کریں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)

(الف) راجباہ نور پور کی ٹیل پر واقع رقبہ اونچا ہونے کی وجہ سے بھل کھیتوں میں جانے کی بجائے نہر میں ہی بیٹھ جاتی ہے۔ جس سے کبھی کبھار ٹیل پر پانی کی کمی واقع ہو جاتی ہے۔ محکمہ وقتاً" فوقتاً" بھل صفائی کروا کر پانی کی کمی کو دور کرتا رہتا ہے۔

(ب) چونکہ بھل صفائی سے ٹیل پر پانی پورا ہو جاتا ہے۔ اس لئے تکنیکی طور پر قابل عمل نہ ہونے کی وجہ سے راجباہ کو پختہ کرنے کی کوئی سکیم حکومت کے زیر غور نہیں ہے۔

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

موضع کونتریلہ کی داخلی آبادی میں بجلی کی فراہمی

☆ 626- جناب محمد بشارت راجہ: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع کونتریلہ کی داخلی آبادیوں میں بجلی کی تنصیب کا کام 1988ء میں وزیراعلیٰ کے خصوصی حکم کے تحت شروع کیا گیا تھا مگر بعد ازاں کام کو ادھورا چھوڑ دیا گیا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ادھورے کام سے حکومت کا بھی نقصان ہو رہا ہے اور عوام بھی پریشان ہیں۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت کونتریلہ کی داخلی آبادی میں بجلی کا کام مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں اس کی کیا وجہ ہے اور اگر ہاں تو کب تک یہ کام مکمل ہو جائے گا؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)

(الف) اس ضمن میں واپڈا سے رپورٹ لی گئی اور اس رپورٹ کی روشنی میں جواب درج ذیل ہے۔

حکومت پنجاب نے 87-1986ء میں ان آبادیوں میں فراہمی بجلی کی منظوری وزیراعلیٰ پنجاب کے ڈائریکٹو کے تحت دی تھی۔ یہ درست ہے کہ واپڈا نے ان آبادیوں پر کام شروع کیا تھا لیکن یہ کام مکمل نہ کیا۔ واپڈا نے یہ اطلاع دی کہ یہ کام فنڈز کی کمیابی کی وجہ سے مکمل نہ ہو سکا۔

(ب) فنڈز کی کمیابی کی وجہ سے کام جاری رکھنا ممکن نہ ہوا۔

(ج) کونتریلہ کی داخلی آبادی میں بجلی بہم پہنچانے کی منظوری دوبارہ دوران سال 91-1990ء پنجاب حکومت نے دے دی ہے۔ اب واپڈا نے اطلاع دی ہے کہ کام کا آغاز ہو گیا ہے۔ مطلوبہ فنڈز دستیاب ہیں اور کام جون 1991ء کے آخیر تک مکمل کر دیا جائے گا۔

بجلی کی فراہمی کے لئے اقدام

☆ 704- ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ مواضعات 12/92- ایل' 7/122 ای آر۔ 13/119 اے ایل۔ 115 /11- ایل' 12/72 ایل ضلع ساہیوال کی آبادی قریباً" پانچ ہزار افراد پر مشتمل ہے اور واپڈا کی جانب سے ان گاؤں میں بجلی کے کھمبے نصب کر دیئے گئے ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقع ہے کہ واپڈا حکام نے ان کھمبوں پر ابھی تک تاریں نہیں لگائیں جس کی وجہ سے اہل دیہی بجلی کی نعمت سے محروم ہیں۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت ان کھمبوں پر تاریں لگا کر بجلی کی رو چالو کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)

(الف) بجلی کی ترسیل و تقسیم کا نظام واپڈا سے متعلق ہے۔ اس ضمن میں واپڈا سے موصول شدہ رپورٹ کے مطابق صورت حال حسب ذیل ہے۔

جی ہاں درست ہے۔

(ب) جی ہاں درست ہے۔

(ج) فنڈز مہیا ہونے پر بجلی کا کام مکمل کر دیا جائے گا۔ مواضعات 122/7-ER اور 13-AL/ 119 کی پنجاب حکومت نے سال 88-1987ء میں برائے فراہمی بجلی منظوری جاری کی تھی۔ واپڈا نے ان مواضعات پر کھمبے بھی نصب کر دیئے تھے لیکن واپڈا کی رپورٹ کے مطابق فنڈز ختم ہونے کی وجہ سے کام مکمل نہ ہو سکا۔

مواضعات 92/12-L 72/12-LC اور 15/11-L بجائے 115/11-L مرکزی حکومت نے سال 89-1988 میں برائے فراہمی بجلی منظور کئے تھے۔ کھمبے نصب کر دیئے گئے ہیں اور نصف سے زیادہ کام مکمل ہو چکا ہے۔ بقایا کام فنڈز کی دستیابی پر مکمل کر دیا جائے گا۔

مائنر کی صفائی اور پانی کی کمی کو دور کرنا

☆ 772- چودھری نور محمد تارڑ: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حلقہ پی پی 79 میں راجباہ رسول نگر مائنر و نیکی ڈسٹری بیوٹری اور اس کی شاخیں رام کے مائنر اور گاجر گولہ مائنر کی ٹیلوں پر پانی نہیں پہنچ رہا ہے۔ جس کی وجہ سے کاشتکاروں کو زبردست نقصان پہنچ رہا ہے۔ جبکہ سارے رقبہ کو نہری قرار دے کر اس پر زبردستی آبیانہ وصول کیا جا رہا ہے اگر ایسا ہے تو اس ناقابل تلافی نقصان کا ذمہ دار کون ہے۔

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ تمام راجباہوں کے کنارے مرمت طلب ہیں اور کئی سالوں سے صفائی مسلسل نہیں ہو رہی ہے۔ جس کے نتیجہ میں راجباہوں کا پوری سپلائی سے چلنا ناممکن ہو چکا ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس ساری صورت حال کے ذمہ داران اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے میں مسلسل ناکام ثابت ہو رہے ہیں۔ کیا حکومت اس کا بہتر حل کرنے کو تیار ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار ذوالفقار علی کھوسہ)

(الف) یہ حقیقت نہیں ہے کہ حلقہ پی پی 79 میں واقع رام کے پٹھہ مانر اور گاجر گولہ مانر کی ٹیلوں پر پانی کی کمی ہے۔ البتہ ویلنگ ڈسٹری بیوٹری کی ٹیل پر پانی کی کمی کے پیش نظر ٹیل پر واقع رقبہ جات کو فصل خریف 1990ء کا آبیانہ تشخیص نہ کیا گیا ہے۔ گو کہ رسول نگر مانر (رام نگر) پی پی 79 میں واقع نہیں ہے۔ تاہم اس کی ٹیل پر پانی کی حالت تسلی بخش ہے۔

(ب) حقیقت یہ ہے کہ مذکورہ راجباہ جات ششماہی بنیادوں پر یعنی موسم خریف میں پانی مہیا کرتے ہیں اس لئے موسم ربیع میں جب یہ راجباہ جات بند ہوتے ہیں تو ٹریکٹر ٹرالی اور مال مویشی گزرنے سے ان کے کنارے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتے ہیں لیکن راجباہ جات کو موسم خریف میں چلانے سے پہلے مرمت کر دیا جاتا ہے۔ پی پی 79 میں واقع راجباہ جات کی صفائی اور مرمت وغیرہ ہر سال باقاعدگی سے کرائی جاتی ہے۔ اس سال بھی متذکرہ راجباہوں کی مرمت اور صفائی وغیرہ کے لئے فنڈز مہیا کئے گئے ہیں اور موقع پر کام جاری ہے۔ کام مکمل ہونے پر متذکرہ نہروں میں پوری سپلائی چلائی جا سکے گی اور ٹیلوں پر پانی کی پوزیشن بھی تسلی بخش ہو جائے گی۔ محکمہ پوری تندہی اور ذمہ داری سے کام سرانجام دے رہا ہے۔

نہر کی توسیع کے لئے اقدام

☆ 626- ملک احمد علی اولکھ: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ تھل کینال کے عوض لوکل مالکان اراضی سے تین چوتھائی تک اراضی حکومت نے حاصل کی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ تھل میں ریتلا علاقہ ہونے اور نہر کو وارہ بندی سے چلانے کی وجہ سے تھل کے کاشتکاروں کی فصلات کو ہر سال نقصان پہنچ رہا ہے۔ جبکہ آبیانہ پورا وصول کیا جا رہا ہے۔ نیز تھل کینال کو کتنے عرصے سے وارہ بندی سے چلایا جا رہا ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ کی رپورٹ کے مطابق دس ہزار کیوسک پانی کی گنجائش سے

وارہ بندی ختم ہو سکتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت تھل کینال کے علاقہ میں وارہ بندی ختم کرنے اور نہر کی توسیع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(د) موجودہ تھل کینال کے علاقہ میں نہروں اور راجباہوں کے کنارے موجود شیشم کے درختوں کی مالیت کا تخمینہ کتنا ہے۔ مزید برآں نہر کی توسیع کے لئے لاگت کا تخمینہ کتنا ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)

(الف) مالکان اراضی سے موجودہ تھل کینال کے بدلے تین چوتھائی اراضی کے حصول کے بارے میں محکمہ نہر کو علم نہیں ہے البتہ اراضی زیر آمدہ تھل کینال کا معاوضہ لوکل مالکان کو محکمہ نہر نے ادا کیا تھا۔

(ب) یہ درست ہے کہ تھل نہر سے نکلنے والے راجباہوں کو مجبوراً وارہ بندی Rotational Programe کے تحت چلا جا رہا ہے اور وارہ بندی شروع ہوئے تقریباً بیس سال ہو گئے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ 1949ء میں تھل کینال کا منظور شدہ ڈسچارج 6000 کیوسک مقرر کیا گیا تھا۔ جس سے 18.55 لاکھ ایکڑ رقبہ کو پانی مہیا کرنا مقصود تھا۔ بعد ازاں مختلف ادوار حکومت کے دوران مزید رقبہ شامل کرنے کی ہدایت کی بنا پر یہ رقبہ 23 لاکھ ایکڑ تک پہنچ چکا ہے۔ اضافی رقبہ کی مانگ کو پورا کرنے کے لئے نہر کو ریماڈل کر کے اور مسلسل کڑی دیکھ بھال کے ذریعے اسے 7500 کیوسک تک چلایا جا رہا ہے جبکہ موجودہ قابل آبپاش رقبہ (C.C.A.) کے لئے تقریباً 9300 کیوسک پانی کی ضرورت ہے محکمہ نہر صرف اس رقبہ پر آبیانہ تشخیص کرتا ہے جو نہری پانی سے آبپاش ہو اگر پانی کی کمی یا کسی دیگر وجوہ سے فصل کو نقصان ہو تو متوقع پیداوار کو مدنظر رکھتے ہوئے قواعد کے مطابق زمینداروں کو آبیانہ میں رعایت دی جاتی ہے۔

(ج) اگر تھل کینال کا ڈسچارج دس ہزار کیوسک کر دیا جائے تو وارہ بندی ختم ہو سکتی ہے اس سلسلہ میں وفاقی حکومت سے اس منصوبہ کی Concept clearence حاصل کی جا چکی ہے منصوبے کے قابل عمل ہونے کے ضمن میں Detailed feasebility study کی تیاری کا کام جلد ہی شروع کر دیا جائے گا۔

(د) تھل نہر اور اس کے راجباہوں کے کناروں پر موجود درختوں کی مالیت تقریباً ایک ارب اٹھاون کروڑ روپے ہے نیز تھل کی توسیع کا تخمینہ لاگت اندازاً ستر کروڑ روپے ہے مزید برآں اگر فاضل ممبر کی رائے کے مطابق درختوں کی مالیت کو نہر کی توسیع پر خرچ کرنا

مطلوب ہو تو یہ ممکن نہیں ہے کیونکہ ایک مد سے حاصل شدہ آمدنی کو کوئی محکمہ از خود دوسری مد میں خرچ کرنے کا مجاز نہیں ہے۔

محکمانہ سلیکشن کمیٹی کے قیام کے لئے اقدام

☆ 839- چودھری محمد اکرم: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہاولپور ایری گیشن زون کے پانچ سرکل ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ بہاول پور زون میں ضلعداروں کی 27 مستقل آسامیاں خالی ہیں۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ سرکل ضلع بہاول پور میں خالی آسامی پر بہاول نگر کا ایک اہل کار عارضی ضلعدار تعینات ہے۔ جبکہ دوسری خالی آسامیوں پر دوسرے اضلاع کے جونیئر اہلکار تعینات ہیں۔ جس سے اس ضلع کے سینئر اہل کاروں کی حق تلفی ہو رہی ہے۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ ایسا صرف محکمانہ سلیکشن کمیٹی مستقل طور پر نہ ہونے کی وجہ سے ہو رہا ہے۔

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت جلد از جلد محکمانہ سلیکشن کمیٹی قائم کر کے میرٹ پر سینئر اہل کاروں کی حق رسی کرنے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)

(الف) درست ہے۔

(ب) درست نہیں ہے۔ اصل حقیقت حال یہ ہے کہ اس وقت بہاولپور ایری گیشن زون میں ڈائریکٹ ضلعداروں کی 14 آسامیاں خالی ہیں۔ جبکہ محکمانہ ضلعداروں کی کل آسامیاں 5 ہیں۔ ڈائریکٹ ضلعداروں کی 12 (امیدوار ضلعداران) عارضی آسامیاں وزارت خزانہ نے منظور کی ہوئی ہیں۔ جن کی تعیناتی کی سمری نمبری 36 مورخہ 91-1-13 کو وزیر اعلیٰ پنجاب کو بھجوائی جا چکی ہے۔ جو تاحال واپس موصول نہیں ہوئی ہے۔

(ج) درست نہیں ہے کیونکہ بہاولنگر کو کوئی جونیئر اہلکار بہاولپور سرکل میں بطور ضلعدار تعینات نہ ہے۔ یہ بھی درست نہ ہے کہ دوسری خالی آسامیوں پر بہاولپور سرکل ضلع بہاولپور میں دوسرے اضلاع کے جونیئر اہلکار تعینات ہیں۔ اس لئے مندرجہ بالا حقائق کے پیش نظر ضلع بہاولپور کے سینئر اہلکاروں کی حق تلفی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(د) سلیکشن کمیٹی موجود ہے اور محکمانہ پانچ (5) آسامیاں پر کرنے کے لئے پانچوں سرکلوں سے سینئر اہلکاروں کا ریکارڈ طلب کیا جا رہا ہے۔ تاکہ موزوں اہلکار سلیکٹ کر کے آسامیاں پر کی جا سکیں۔

(ہ) جز ہائے کا جواب جز ہائے بالا میں دیا جا چکا ہے۔

راجباہ کی ناقص تعمیر کی انکوائری

☆856- **رانا ثناء اللہ خاں:** کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) راجباہ 3- آر اور اس سے متعلقہ مائنر 90-1986ء کے دوران ورلڈ بینک کی اعانت سے پختہ کروائی گئی۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ مائنر اور راجباہ کی پختگی میں انتہائی ناقص میٹریل استعمال کیا گیا جس کی وجہ سے راجباہ میں جا بجا شگاف پڑ چکے ہیں اور پانی کی تقریباً" گزر گاہیں ناکارہ ہو چکی ہیں۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اس ناقص تعمیر اور عظیم قومی نقصان کا ذمہ دار ایگزیکٹو انجینئر طاہر سلیم خاکوانی ہے جو کہ بطور ایس ڈی او اور بطور ایکسین عرصہ چھ سال سے متواتر وہاڑی ڈویژن میں تعینات ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا اس عظیم قومی نقصان کی کوئی ٹیکنیکل انکوائری ہوئی ہے۔ اگر ہوئی ہے تو متعلقہ حقائق منظرعام پر لائے جائیں اگر جواب نفی میں ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)

(الف) راجباہ جی آر کی پختگی کا کام کمانڈ واٹر مینجمنٹ کے تحت ورلڈ بینک کی اعانت سے متعلقہ محکمانہ قوائد و ضوابط اور Specification کے مطابق سرانجام دیا جا رہا ہے۔ راجباہ 3- آر اور اس سے متعلقہ مائنرز کا کام 1986ء میں شروع ہوا اور اس کے مختلف حصے ورلڈ بینک کی منظوری سے سال بہ سال پختہ ہوئے اور ابھی ہو رہے ہیں۔

(ب) یہ درست نہیں ہے کہ مذکورہ راجباہ اور متعلقہ مائنرز کی پختگی میں ناقص میٹریل استعمال کیا گیا راجباہ جی آر میں جو حصہ پختہ ہوا۔ اس میں آج تک کوئی کبھی شگاف نہیں پڑا اور تمام پختہ نہروں کی ٹیلوں پر پانی بخوبی جا رہا ہے۔ جس کے نہروں کی پختگی سے قبل ٹیل پر پانی نہیں

پہنچا تھا۔ موجودہ صورت حال میں زمینداراں ٹیل 3- آر کی جانب سے پانی کی کمی کی کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔

(ج) یہ درست نہیں ہے کہ کوئی ناقص تعمیر ہوئی ہے اور اس کا ذمہ دار ایگزیکٹو انجینئر طاہر سلیم خاکوانی ہے۔ اس کام کو محکمہ کے آفیسران کے علاوہ نہ صرف ورلڈ بینک کے مقرر کردہ کنسلٹنٹ میسرز' این ڈی سی نیپاک بلکہ ورلڈ بینک کے نمائندے بھی دوران تعمیر ملاحظہ کر رہے ہیں اور تمام خرچ شدہ رقوم Re-Imburesement متواتر ہو رہی ہے۔ اس لئے ناقص تعمیر کا امکان نہ ہے۔

ایگزیکٹو انجینئر طاہر سلیم خاکوانی کی تعیناتی درج ذیل ہے۔ 1985ء سے 1988ء تک۔ بطور ایس ڈی او وہاڑی + ستمبر 1988ء سے مارچ 1990 تک۔ بطور ایگزیکٹو انجینئر وہاڑی + مارچ 1990ء سے اب تک۔ بطور ایگزیکٹو انجینئر بہاولنگر ڈویژن نمبر(2) بہاولنگر۔

(د) چونکہ ناقص میٹریل کی رپورٹ صحیح نہ ہے اور کنسلٹنٹ بھی کام کی نگرانی متواتر کر رہے ہیں اس لئے انکوائری کی ضرورت نہیں ہے۔

بددیانت افسران کے خلاف کارروائی

☆ 895- **چودھری وجاہت حسین** : کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے ایک کمرہ پر مشتمل سرکاری رہائش گاہ میں رہائش پذیر سرکاری ملازمین کو کرایہ مکان سے مستثنیٰ قرار دے رکھا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ کینال کالونی دھرم پورہ لاہور میں ایک کمرہ پر مشتمل رہائش گاہ میں رہائش پذیر درجہ چہارم کے ملازمین کا کرایہ کاٹا جا رہا ہے اگر ایسا ہے تو یہ کس قانون کے ساتھ کیا جا رہا ہے۔ کیا حکومت اس کی تحقیقات کرانے کو تیار ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ کینال کوارٹرز چوبچہ دھرم پورہ میں 99 فی صد پرائیویٹ/ غیر متعلقہ افراد قابض ہیں جن سے لاہور ڈویژن کے سرکاری افسران ہر ماہ زر کثیر بطور نذرانہ وصول کرتے ہیں۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت ایسے بد دیانت افسران / اہلکاران کے خلاف کیا کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے اور کب تک؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)

(الف) درست ہے۔ بشرطیکہ اس میں رہائش پذیر سرکاری ملازم درجہ چہارم سے تعلق رکھتا ہو۔ جس میں ٹیوب ویل آپریٹر بھی شامل ہیں۔

(ب) کینال کالونی دھرم پورہ میں ایک کمرہ پر مشتمل رہائش گاہ میں رہائش پذیر درجہ چہارم کے سرکاری ملازمین سے کرایہ مکان کی کٹوتی نہیں کی جاتی ہے۔

(ج) یہ غلط ہے کہ ناجائز قابضان سے نذرانہ وصول کیا جاتا ہے۔ اس حد تک درست ہے کہ کینال کوارٹرز چوبچہ دھرم پورہ میں درجہ چہارم کے کل کوارٹرز کی تعداد چالیس ہے۔ جن میں چار کوارٹرز منہدم ہو چکے ہیں۔ باقی ماندہ چھتیس کوارٹرز ہیں۔ جن میں تیرہ عدد ناجائز قابضان ہیں۔ جبکہ بقایا کوارٹرز میں محکمہ انہار کے مختلف دفاتر کے ملازمین رہائش پذیر ہیں۔ تمام رہائش پذیر افراد بشمول ناجائز قابضان کی تفصیل لف ہے۔ علاوہ ازیں ناجائز قابضین کے خلاف مختلف ادوار میں محکمہ میں ضابطہ کے مطابق کارروائی جاری رکھی ہے۔ تاہم تاحال یہ مکانات خالی نہیں کروائے جا سکے۔ محکمہ ان کے قبضہ کے حصول کے لئے تاحال کوشاں ہے۔

چونکہ اس میں محکمانہ بد دیانتی شامل نہیں۔ لہٰذا کوئی انضباطی کارروائی نہیں کی جا رہی۔

فہرست قابضین کینال کوارٹرز چوبچہ دھرمپورہ لاہور

نمبر شمار	نام قابض	عہدہ	کیفیت
1	محمد صدیق	نائب قاصد تار گھر لاہور	
2	شیر محمد	بہشتی لاہور ڈویژن	--
3	شیر محمد	بہشتی لاہور ڈویژن	--
4	بلو مسیح	--	ناجائز قابض
5	بشیر شاہ	چوکیدار کینال سرکل	--
6	منیر مسیح	ایس۔ ڈی۔ او قصور ڈویژن	--
7	احمد خاں	ڈرائیور وسچارج ڈویژن	--
8	مبارک شاہ	نائب قاصد (واپڈا)	ناجائز قابض

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

9	ظہیر الدین	نائب قاصد سیکرٹریٹ	—
10	فدا حسین	ڈرائیور ڈسچارج ڈویژن	—
11	نور محمد	مستری " "	ناجائز قابض
12	محمد غفار	پٹواری ایل۔ ڈی اے	ناجائز قابض
13	سید قمر	نائب قاصد ڈی۔ ایل آر	"
14	غلام محمد	نائب قاصد (ریٹائرڈ)	ناجائز قابض
15	محمد اقبال	—	ناجائز قابض
16	محمد ریاض	نائب قاصد سانده ورکشاپ	—
17	اچھا	—	ناجائز قابض
18	محمد افضل	چوکیدار بانا پور سب ڈویژن	—
19	عبدالرحمن	دفعدار ایل۔ آر۔ او	—
20	محمد علی	—	ناجائز قابض
21	برکت مسیح	خاکروب ڈسچارج ڈویژن	—
22	محمد طارق	—	ناجائز قابض
23	محمد اکرم	مالی لاہور ڈویژن لاہور	—
24	محبوب	ڈرائیور سکارپ IX	—
25	عبدالرشید	آر ٹیفر بانا پور سب ڈویژن	—
26	محمد اسلم	ریلوے ملازم	ناجائز قابض
27	جاوید مسیح	خاکروب ریویو زون	—
28	محمد جمیل	ڈرائیور میو ہسپتال	ناجائز قابض
29	محمد واحد	—	ناجائز قابض
30	اموں خاں	—	ناجائز قابض
31	پیر بخش	چوکیدار لنک سرکل	—
32	شوکت مسیح	خاکروب ڈسچارج ڈویژن	—
33	صادق مسیح	خاکروب ورکشاپ ڈویژن	—
34	منشی مسیح	سکارپ IV	—

35	مہاجہ مسیح	دیپالپور کینال سرکل
36	جاوید مسیح	مکینکل سرکل

حفاظتی بند پر اخراجات کی تفصیل

☆ 898- چودھری وجاہت حسین : کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شرق پور ضلع شیخوپورہ کی حفاظت اور سیلاب سے بچاؤ کے لئے کثیر لاگت سے عرصہ تقریباً" سولہ سال قبل حفاظتی بند کی تعمیر ہوئی۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ بند کی سالانہ تعمیر و مرمت کے لئے گورنمنٹ خزانہ سے سالانہ لاکھوں روپے بذریعہ فرضی ووچر حاصل کیا جا رہا ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ایک تخمینہ کے مطابق بند کی تعمیر و مرمت پر آج تک تقریباً" پچاس کروڑ روپے خرچ کیا جا چکا ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس کی سال وائز تفصیل کیا ہے۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ ایری گیشن ڈرینج ڈویژن کے تمام افسران بالا اور ٹھیکیداران خزانہ سرکار کو دونوں ہاتھوں سے لوٹ رہے ہیں۔

(ح) کیا یہ درست ہے کہ متعدد ایجنسیز نے کروڑوں روپوں کے فراڈ کی تحقیقات کیں لیکن آج تک کسی ایک انکوائری کا رزلٹ محض رقم فراڈ سے حصہ پتی لے کر مشتہر نہ کر کے قوم اور معاشرہ کے ننگے افراد اور قومی مجرموں کو تحفظ فراہم کیا۔

(س) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مصدقہ فراڈیوں اور قوم کے قاتلوں کے خلاف کیا کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)

(الف) درست ہے کہ ضلع شیخوپورہ میں شرق پور بند سال 61-1959ء میں 13600 فٹ لمبا تعمیر کیا گیا۔ جس کو سال 1972ء میں مزید 18561 فٹ تک بڑھایا گیا اور اس کی کل لمبائی 32161 فٹ کی گئی۔

(ب) درست نہیں ہے۔

(ج) درست نہیں ہے۔ درحقیقت بند کی تعمیر و مرمت پر سال 1959ء سے اب تک صرف چھ

کروڑ سترہ لاکھ روپے خرچ ہوئے ہیں۔

(د) درست نہیں ہے۔

(ج) محکمہ انٹی کرپشن نے شرق پور بند کے سلسلہ میں پہلی بار 61-1960ء میں انکوائری کی مگر کوئی فراڈ ثابت نہ ہونے پر کیس کو محکمانہ کارروائی کرنے کی سفارش کے ساتھ بند کر دیا۔ محکمانہ کارروائی کی تکمیل پر کوئی سرکاری اہلکار مجرم نہ پایا گیا۔

دوسری مرتبہ محکمہ انٹی کرپشن نے 1989ء میں انکوائری شروع کی جو کہ ابھی تک محکمہ مذکور کے پاس زیر تفتیش ہے۔

(س) اگر سرکاری رقوم کے خرچ میں خرد برد کا الزام ثابت ہو گیا۔ تو اس میں ملوث سرکاری ملازمین کے خلاف موجہ قوانین کے مطابق سخت کارروائی کی جائے گی۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

درختوں کی چوری پر قابو پانا

☆ 72- **ممتاز علی چودھری:** کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 1988ء سے 1990ء تک لوئر باری دوآب کے کنارے سے کروڑوں روپے مالیت ہزاروں درخت چوری کر لئے گئے۔ لیکن آج تک ذمہ دار افسران کے خلاف انکوائری نہیں ہوئی۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ درخت چوروں کے خلاف لاکھوں روپے کے استغاثے تیار کئے گئے۔ درختوں کی مالیت کیا تھی اور وصولی جرمانہ کیا ہوا۔ جو سرکاری خزانہ میں جمع ہوا۔ مکمل تفصیل کیا ہے؟

(ج) ہیڈ بلوکی سے لے کر اوکاڑہ تک لوئر باری دوآب کے کنارے کل کتنے درخت 1988ء سے 1990ء تک موجود تھے۔ کتنے نیلام کئے گئے اور کتنے چوری ہوئے۔ تفصیلاً بیان فرمائیں۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)

(الف) یہ درست نہیں ہے کہ 1988ء سے 1990ء تک لوئرباری دوآب کینال کے کناروں سے کروڑوں روپے مالیت کے ہزاروں درخت چوری ہوئے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مذکورہ نہر کی ریماڈلنگ کی وجہ سے 7837 عدد درخت نیلام کئے گئے تھے جو 1988ء میں ٹھیکیداران نے

کاٹے تھے۔ البتہ کچھ درخت چوری بھی ہوئے جن کی تفصیل (تعداد و مالیت) جز "ج" میں درج ہے۔ درختوں کی چوری کے سلسلہ میں' جناب وزیراعلیٰ پنجاب کے حکم پر' وزیراعلیٰ انسپکشن ٹیم کے سینئر ممبر بریگیڈیئر ممتاز ملک حال ہی میں (مارچ 1991ء) تحقیقات فرما چکے ہیں جس کے نتائج موصول نہ ہوئے ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ درخت چوروں کے خلاف لاکھوں روپے کے استغاثے تیار کئے گئے۔ چوری کئے گئے درختوں کی مالیت =/4,57,606 روپے تھی جس میں سے اب تک =/1,29,781 روپے سرکاری خزانہ میں جمع کرائے جا چکے ہیں۔

(ج) سال 1988ء سے سال 1990ء تک ہیڈ بلوکی تا اوکاڑہ' لوئر باری دوآب کینال کے کنارے 27,752 درخت تھے۔ 153 درخت نیلام کئے گئے۔ رقم نیلامی =/2,10,600 داخل خزانہ ہوئی اور 364 درخت چوری ہوئے۔

گرانٹ کی بحالی کے لئے اقدام

☆ 74- **ڈاکٹر محمد افضل اعزاز:** کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) موجودہ ڈپٹی ڈائریکٹر پلاننگ ڈیزائن اور کمانڈ ایریا ڈویلپمنٹ راولپنڈی اپنے موجودہ عہدہ سے پہلے کس جگہ اور کس عہدہ پر فائز تھا اس کی تعلیمی قابلیت کیا ہے اور اس عہدہ پر تقرر کس بنا پر ہوا تھا۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ ایشین ڈویلپمنٹ بنک نے سال ڈیمز کی تعمیر کے لئے جو گرانٹ منظور کی تھی وہ موصوف کی نااہلیت کی وجہ سے بند کر دی گئی ہے۔

(ج) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو اس قومی خسارے اور بین الاقوامی سطح پر پاکستان کی ساکھ کو نقصان پہنچانے کے مرتکب کے خلاف اب تک کیا کارروائی ہوئی ہے۔ کیا حکومت موصوف کو معطل کر کے (اے ڈی پی) کی گرانٹ بحال کرانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)

(الف) موجودہ ڈپٹی ڈائریکٹر پلاننگ اور کمانڈ ایریا ڈویلپمنٹ راولپنڈی اپنے عہدے سے پہلے ایگزیکٹو انجینئر سال ڈیم اسلام آباد پر تعینات تھا۔ اس کی تعلیمی قابلیت سول انجینئرنگ A.M.I.E. ہے۔ اس کی تعیناتی محکمانہ طور پر عمل میں لائی گئی۔

(ب) درست نہیں ہے۔ ایشین ڈویلپمنٹ بینک کی گرانٹ بند نہیں ہوئی ہے۔ (i) ایشین

ڈویلپمنٹ بینک کے جائزہ مشن نے اپنے دورہ پاکستان 10 مارچ تا 20 مارچ 1991ء موجودہ ڈپٹی ڈائریکٹر پلاننگ ڈیزائن اور کمانڈ ایریا ڈویلپمنٹ کی بجائے ڈیم کے قابل ہونے کا بہتر تجزیہ کرنے کی اہلیت رکھنے والے انجینئر کی تقرری کرنے کی سفارش کی ہے۔ بصورت دیگر بینک نئے منصوبہ جات کے لئے رقم مہیا نہیں کر سکے گا۔ جس میں تین پورہ ڈیم اور پیر فتحال ڈیم شامل ہوں گے۔ محکمہ کے پاس بہتر تعلیمی قابلیت اور تکنیکی مہارت رکھنے والے انجینئر کو اس آسامی پر تعینات کرنے کی تجویز زیر غور ہے۔ جس کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر اور اسسٹنٹ ڈیزائن انجینئر کی اس ڈویژن میں پہلے ہی تعیناتی ہو چکی ہے۔

(ج) چونکہ جزو (ب) کا جواب اثبات میں نہ ہے۔ اس لئے حکومت ایسی کسی کارروائی کا ارادہ نہیں رکھتی ہے۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔ ڈاکٹر افضل اعزاز صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: جناب والا! میرا سوال نمبر 74 ہے۔ فہرست میں بجائے ترتیب کے اسے بالکل پیچھے رکھا گیا ہے اور غیر نشان زدہ فہرست میں شامل کیا گیا ہے۔ میرا نشان زدہ سوالات تھا لیکن اس کو نظرانداز کر کے بعد میں شائع کیا گیا اور اس کے بعد نیچے لکھا گیا ہے کہ جواب موصول نہیں ہوا۔ میں نے ابھی دریافت کیا تو یہ غلط اور نامکمل جواب دیا گیا ہے۔ میں اس پہ احتجاج کرتا ہوں۔ میں وزیر آبپاشی سے نہایت ادب سے کہنا چاہتا ہوں کہ یہ جواب قطعاً" غلط ہے۔ میرے پاس باقاعدہ اس کے ثبوت ہیں۔ یہ شخص بالکل نا اہل ہے اور اس کی بنا پر سارے پاکستان کو بدنام کیا گیا ہے اور اس بنا پر ہمیں ایک بہت بڑی گرانٹ جو ایشین ڈویلپمنٹ بنک سے ملتی تھی۔ وہ بند کر دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: یہ کونسا سوال ہے۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: یہ ایک علیحدہ فہرست ہے جو غیر نشان زدہ سوال پر مشتمل ہے۔ اس میں سوال نمبر 74 ہے۔ جناب سپیکر! پہلے تو میری گزارش یہ ہے کہ اول تو یہ غیر نشان زدہ سوال نہیں تھا۔ یہ نشان زدہ سوال تھا لیکن اسے غیر نشان زدہ فہرست میں شامل کیا گیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس میں لکھا ہے کہ جواب موصول نہیں ہوا۔ ترتیب کے لحاظ سے اسے جہاں آنا چاہئے تھا وہاں یہ نہیں آیا۔ پھر یہ دیکھئے کہ جو جواب دیا گیا ہے وہ غلط دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ نے اس کی نشاندہی کی تھی کہ یہ نشان زدہ سوال ہے۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: اگر نشاندہی نہ بھی ہو تو اس فہرست میں غیر نشان زدہ چھپ نہیں سکتا۔ قواعد کے مطابق غیر نشان زدہ سوالات کے جوابات تحریری طور پر رکن اسمبلی کو بھیجے جاتے ہیں۔ اس فہرست میں شامل نہیں ہوتے۔ اس فہرست میں شامل کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ نشان زدہ سوال ہے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! طریقہ کار یہ ہے کہ جس سوال کو آپ نشان زدہ قرار دینا چاہتے ہیں اور نشان زدہ سوالات کی فہرست میں لانا چاہتے ہیں اس پہ آپ نشان دیں۔ اس کو اسمبلی سیکریٹریٹ نشان زدہ سوالات کی فہرست میں شامل کرے گا۔ اس کے مطابق جواب دیں گے اور اس کو ٹیک اپ کریں گے اور جس سوال کو غیر نشان زدہ قرار دیں گے اس پہ نشان نہیں لگائیں گے۔ اس پر وہ غیر نشان زدہ سوالات کی فہرست میں شامل ہو جائے گا اور وہ زیر بحث نہیں آئیں گے اور نہ ان پہ ضمنی سوالات کئے جائیں گے۔ اس لئے اس پر احتیاط لازم ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ آپ کا سوال اہم نوعیت کا ہے اور اس کے غیر نشان زدہ ہونے کا کوئی سوال نہیں ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ ڈاکٹر ممتاز علی چودھری صاحب کے دو سوال ہیں۔ یہ بھی غیر نشان زدہ سوالات ہیں میں نے ان کا نوٹس لیا ہے کہ یہ غیر نشان زدہ سوالات کیوں ہیں؟ یہ اتنے اہم سوال ہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ ان کا ایک سوال آبپاشی کے متعلق ہے اس پہ خود انہوں نے ستارے کا نشان بنایا ہے۔ ان پہ انہوں نے وہ نشان اپنے ہاتھ سے نہیں لگایا اس لئے اس کو غیر نشان زدہ سوال قرار دیا گیا۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آپ کا سوال بھی اور ڈاکٹر ممتاز علی صاحب کا بھی' آپ اس کو نشان زدہ سوال قرار دینا چاہتے ہیں یا غیر نشان زدہ؟ اس پر آپ جواب لینا چاہتے ہیں یا نہیں؟ اس کی ہاؤس میں ڈسکشن کروانا چاہتے ہیں؟ ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں؟

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: جی کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: تو اس پہ ڈاکٹر صاحب آپ کو ایک نشان لگانا چاہئے' نشان زدہ سوال پر ایک نشان ہوتا ہے' ستارہ سا بنانا ہوتا ہے وہ آپ بنا دیں جو دوسرے سوال پہ آپ نے بنایا ہوا ہے۔ تو اس سلسلے میں یہ اہم سوالات ہیں جناب منسٹر ایری گیشن' آپ اتفاق فرمائیں تو ان کے جوابات آپ اسی سیشن میں ٹیبل کر دیں اور اس کے بعد جو بھی وقفہ سوالات ہو اس میں ضمنی سوالات ہو جائیں۔

جناب وزیر آبپاشی: اس کے نمبر اگر آپ فرما دیں گے تو میں درج کر لوں گا۔

جناب سپیکر: جی سوال کے نمبر ہیں' یہ غیر نشان زدہ میں نمبر 72 ہے اور نمبر 74 ہے۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز پوائنٹ آف آرڈر جناب والا _____ مجھے اجازت دیں میں رول فراہم کرنا چاہتا ہوں اور میں یہ ثابت کروں گا کہ واقعی یہ مخص _____

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب آپ کا یہ سوال آ گیا نا اب' سوال یہ نشان زدہ سوال جو ہے یہ اب Declare ہو گیا۔ ٹھیک ہے۔ اب اس کا جواب اگر تو منسٹر اری گیشن اس سیشن کے دوران ٹیبل کریں گے اور اس پہ جو بھی آئندہ وقفہ سوالات ہو گا اس میں آپ ضمنی سوال کر سکیں گے۔ ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: بڑی مہربانی۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر ممتاز صاحب کا سوال جو ہے نمبر 72 وہ بھی نشان زدہ Declare ہو گیا اس پر جواب آئے گا اور اس پر ضمنی سوالات ہوں گے۔

جناب فرید احمد پراچہ: پوائنٹ آف آرڈر _____

جناب سپیکر: جی پوائنٹ آف آرڈر جناب فرید احمد پراچہ صاحب کا _____

جناب فرید احمد پراچہ: جناب والا! ممبران بڑی محنت کے ساتھ سوالات مرتب کرتے ہیں' ان کے ذریعہ بہت ساری خرابیوں کی نشاندہی کی جاتی ہے لیکن یہ جو سوالات کا طریقہ ہے اس میں بہت کم سوالات آتے ہیں اور وقفہ اتنا گزر جاتا ہے کہ اس کے بعد اس سوال کی اہمیت اور افادیت ختم ہو جاتی ہے مثلاً" اس سوال کی طرف جس میں ڈاکٹر افضل اعزاز صاحب نے اشارہ فرمایا ہے۔ اس میں ایشین ڈویلپمنٹ بینک کی واضح طور پر رپورٹ موجود ہے اور محکمے نے اعتراف کیا ہے اس اعتراف کے باوجود یہ لکھا ہوا ہے کہ زیر غور ہے اس افسر کے بجائے کوئی دیگر افسر تعینات کیا جائے گا۔ دو مہینے پہلے گزر گئے ہیں دو مہینے اب گزر جائیں گے۔

جناب سپیکر: جناب فرید احمد پراچہ صاحب! اس پر فیصلہ ہو چکا ہے۔ اس کو نئے سرے سے Open نہ کریں۔ اس میں بنیادی طور پر تھوڑی جو کوتاہی ہے وہ جناب ڈاکٹر افضل اعزاز صاحب سے بھی ہوئی ہے کہ انہوں نے اس کو نشان زدہ سوال قرار نہیں دیا۔ یہ اگر نشان زدہ ہوتا تو اس کی اور نوعیت ہوتی' غیر نشان زدہ کی اور نوعیت ہے۔ اس کو ہم نشان زدہ Declare کر چکے ہیں' اب اس کو take up کریں گے۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب والا! اس ضمن میں اگر کوئی خرابی کی نشاندہی ہو جاتی ہے تو سوال کا

جواب آنے تک کوئی اس کا انتظام تو ہو۔

جناب سپیکر: اس میں آپ کے پاس Remedy موجود ہے' رولز کے مطابق' روایات کے مطابق آپ کے پاس Remedies موجود ہیں آپ اس کو اس انداز میں ٹیک اپ کر سکتے ہیں اگر اس میں مزید کوئی خرابی ہے تو _____ جی پوائنٹ آف آرڈر جناب واجد علی خان صاحب _____

چودھری واجد علی خان: جناب والا! میرا سوال نمبر531 تھا یہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے' جواب تو ٹھیک دیا گیا ہے۔ تسلیم کیا گیا ہے Erosion بی آر بی کو تھریٹ ہے' لیکن اگر دس بار دن کے اندر اندر اقدامات کئے گئے تو بی آر بی اس پوائنٹ پر جو یہاں Mention کیا گیا ہے۔ صرف 15 سو فٹ دریائے راوی بی آر بی سے دور رہ گیا ہے اگر یہ روکا نہ گیا تو شیخوپورہ' اوکاڑہ' قصور اور لاہور کے اضلاع کو پانی کی فراہمی رک جائے گی۔ اس طرح دوسرا پوائنٹ بابک وال ہے' وہاں شاہدرہ برانچ کو راوی کی تھریٹ ہے۔ اگر فوری طور پر اقدامات نہ کئے گئے تو یہ سارا نہری نظام تباہ ہو کر رہ جائے گا۔ دریائے راوی کے روکنے کا بندوبست کیا جائے۔ یہاں سوال میں اسے درست تسلیم کیا گیا ہے۔ لیکن اقدامات نہیں کئے گئے۔

جناب سپیکر: تشریف رکھئے۔ اس میں یہی ایک مسئلہ ہے کہ وقفہ سوالات جو نہایت اہمیت کا حامل ایک گھنٹہ کا ہوتا ہے جس کی Proper Utilization ہونی چاہئے اور اس میں یہ ہے کہ کس وقت کسی معزز رکن کا کوئی سوال اتنا لمبا ہو جاتا ہے اس میں اتنے ضمنی سوالات آ جاتے ہیں اور اس پر پندرہ بیس منٹ لگ جاتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے معزز رکن کا وقت آپ لے رہے ہیں اس لئے مجھے یہ ناخوش گوار فریضہ سرانجام دینا پڑتا ہے کہ اگر کسی سوال پر غیر ضروری ٹائم لیا جا رہا ہے تو پھر میں اس کو Cut کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اس میں آپ سمجھتے ہیں کہ شائد آپ کے سوالات کے جوابات فسٹر متعلقہ دینا نہیں چاہتے یا پھر میں لے کے دینا نہیں چاہتا۔ میری خواہش یہ ہے کہ وقفہ سوالات کی بہتر Utilization بلکہ Best-Possible Utilization جو ہے وہ یہی ہے کہ وقفہ سوالات میں آپ کے سوالات کے زیادہ سے زیادہ جوابات دیئے جائیں تاکہ جس معزز رکن کے سوالات کے جوابات نہیں آ سکے' انہیں ٹیک اپ نہیں کیا جا سکا ان کو بھی ٹیک اپ کیا جا سکے۔ شکریہ ___ ! اب تحاریک استحقاق کو ٹیک اپ کرتے ہیں۔ اس سے پہلے اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر: اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

حاجی گلاب خاں

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست حاجی گلاب خان رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

گزارش ہے کہ میں مورخہ 29-5-91 اور 1-6-91 تا 5-6-91 کو اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہیں کرسکا۔ رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

ایس اے حمید

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست ایس اے حمید رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

میں مورخہ 9 جون بروز اتوار کو ایک ضروری کام کی وجہ سے حاضر نہیں ہوسکا۔ مہربانی فرما کر میری رخصت منظور کی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

شیخ انوار الحق پراچہ

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست شیخ انوار الحق پراچہ رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے

موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ مجھے اچانک تکلیف (آپریشن) کے باعث لاہور میں ہسپتال میں داخل ہونا پڑا جسکی وجہ سے میں اجلاس میں حاضر نہیں ہوسکتا لہذا مورخہ 91-6-11 تا اختتام اجلاس میری رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں وحید الدین

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست میاں وحید الدین رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

گزارش ہے کہ میں بوجہ بیماری مورخہ 91-5-29 اور 91-6-1 تا 91-6-5 کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکا۔ میری رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سردار عاشق حسین گوپانگ

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست سردار عاشق حسین گوپانگ رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔

گزارش ہے کہ میں بوجہ ناسازی طبع مورخہ 91-6-5 کو اجلاس attend نہیں کر سکا۔ اجازت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں زاہد یاسین

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست میاں زاہد یاسین رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔

میں بوجہ بیماری اور خرابی صحت سروسز ہسپتال میں زیر علاج ہوں۔ لہٰذا 8 جون 1991ء تا 13 جون 1991ء میری چھٹی منظور فرمائیں۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

ڈاکٹر سید وسیم اختر

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست ڈاکٹر سید وسیم اختر رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

Respected Mr. Speaker,

Hope you are fine. Due to certain unavoidable commitments I could not attend the Assembly Session on 8-6-1991 (on Saturday). Leave may be please granted for that day.

Thanking you

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید سلمان احمد گردیزی

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست سید سلمان احمد گردیزی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

The undersign is still suffering from illness at Bahawalpur. It is not possible for me to attend the Session. I, therefore, request you to kindly manage the grant of my further leave from 5-6-1991 to 8-6-1991.

With kindest regards.

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

محسن عطا خان

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست محسن عطا خان صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

I can not attend the Session from 29th May to 6th June, 1991 due to some urgency. Please kindly grant me leave for the above mentioned days.

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر: یہ سید طاہر احمد شاہ صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 12 ہے' یہ ٹیک اپ ہوگئی تھی' اور شاہ صاحب اس کی نوٹیفکیشن چیک کرنی تھی کہ ہوگئی ہے یا نہیں؟

سید طاہر احمد شاہ: سر! اس میں میری استدعا یہ ہے کہ نوٹیفکیشن چیک کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ جیسا کہ ڈویلپمنٹ آف سٹیز ایکٹ 1976ء میں ہے جو اس شہر سے متعلقہ تمام اراکین صوبائی اسمبلی ہیں ان کو از خود ہی بلحاظ عہدہ رکن قرار دیا گیا ہے اگر آپ اس قانون کو اٹھا کر دیکھیں اور اس کے بعد نوٹیفکیشن جاری ہونا تھا۔ نوٹیفکیشن اگر جاری ہوا ہوتا تو فاضل پارلیمانی سیکرٹری صاحب جو کل میری تحریک استحقاق پر جواب دے رہے تھے وہ فرما دیتے۔ اب ظاہر ہے کہ نوٹیفکیشن جاری نہیں ہوا۔ اب اگر نوٹیفکیشن جاری نہیں ہوا تو ایک قانون کی خلاف ورزی ہوئی ہے اور جہاں پر قانون کی خلاف ورزی ہوئی ہے اور اس سے یقینی طور پر نہ صرف میرا بلکہ فیصل آباد شہر سے تعلق رکھنے والے تمام اراکین صوبائی اسمبلی پنجاب کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ تو میری آپ سے استدعا ہے کہ میری اس تحریک استحقاق کو باضابطہ قرار دے دیا جائے اور کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے تاکہ متعلقہ افسران جو کہ اراکین اسمبلی کے قانون میں دیئے گئے اختیارات کو بھی انہیں استعمال کرنے میں رکاوٹ بنتے ہیں' ان کو راہ راست پر لایا جاسکے اور اراکین اسمبلی کو قانون کے تحت دیئے گئے اختیارات کے مطابق عوام کی نمائندگی اور عوام کے مسائل حل کرنے کا وقت ملنا چاہئے۔ یہ میری استدعا ہے کہ ویسے بھی نہ تو متعلقہ وزیر صاحب موجود ہیں' نہ فاضل پارلیمانی سیکرٹری صاحب ہیں۔ تو یہ ایک استحقاق کا مسئلہ ہے اور استحقاق کے مسئلہ پر کمیٹی چھان بین کرے گی اگر اس میں یہ نہیں بنے گا تو نہیں ہوگا۔ مگر بادی النظر میں اگر آپ اس کو دیکھیں' تو صریحاً قانون کی خلاف ورزی ہوئی ہے۔ میں اس کے علاوہ بھی بہت سے پریسیڈنٹس دے سکتا ہوں یہ ایک میٹنگ کا ذکر کیا ہے اب اس دوران میں واسا سے بے شمار میٹنگز کی ہیں اور انہوں نے کسی میٹنگ میں بھی نہیں بلایا۔ ابھی میں نے بجٹ کی بات کی ہے کہ بجٹ بھی مرتب ہونا ہے تو ہم لوگوں کے بغیر کیسے بجٹ پاس ہو جائے گا جبکہ قانونی طور پر ہم اس اتھارٹی کے ممبر بن چکے ہیں۔ نوٹیفکیشن جاری نہیں ہوتا وہ ہمیں نہیں بلاتے یہ ایک علیحدہ بات ہے۔

جناب سپیکر: تو اس میں حکومت کا موقف پیش کرنے کے لئے منسٹر صاحب یا پارلیمانی سیکرٹری صاحب موجود نہیں ہیں۔

وزیر قانون: اگر مجھے اجازت دیں تو میں عرض کرتا ہوں۔ چونکہ آپ نے کل ان کے ذمے لگایا تھا

تو ان سے اگر آپ جواب لینا چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ جیسے آپ کی مرضی اگر مجھے حکم دیں تو میں بھی اب تیار ہوں۔

سید چراغ اکبر شاہ: پوائنٹ آف آرڈر جناب والا! کل پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے اس تحریک استحقاق کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا۔ آج جناب وزیر قانون صاحب اس بارے میں بات کرنا چاہتے ہیں۔ سمجھ نہیں آرہی ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب تیاری نہیں کر سکے یا وزیر قانون صاحب سمجھتے ہیں کہ وہ اس معاملے کے بہتر طریقے سے نمٹا سکتے ہیں۔ متعلقہ وزیر بھی موجود نہیں ہیں اور آپ بارہا یہ فرما چکے ہیں کہ جہاں تک ممکن ہو متعلقہ وزیر یا متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری کسی تحریک یا کسی سوال کے جواب میں بات کریں۔

جناب سپیکر: جہاں تک تحریک استحقاق کا تعلق ہے اس بارے میں قواعد بالکل واضح اور صاف ہیں کہ اس کا جواب صرف متعلقہ منسٹر یا پارلیمانی سیکرٹری ہی دے سکتے ہیں اس پر قواعد واضح ہیں جن کا آپ حوالہ نہیں دے رہے کہ تحریک استحقاق پر متعلقہ وزیر یا متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری جواب دے سکتے ہیں۔ سردار صاحب' انہوں نے پوائنٹ آف آرڈر پر یہ اعتراض کیا ہے کہ اس پر متعلقہ منسٹر یا متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری کو ہی بات کرنی چاہئے۔

وزیر قانون: تو پھر وزیر قانون و پارلیمانی امور کا کیا کام ہے؟

جناب سپیکر: وہ خاص طور پر تحریک استحقاق کے بارے میں بات کر رہے ہیں کہ اس پر صرف متعلقہ منسٹر یا متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری کو ہی بات کرنی چاہئے۔ آپ تحریک استحقاق کے ضمن میں قواعد کو ملاحظہ فرمائیے۔

وزیر قانون: قواعد میں تو کوئی بھی منسٹر جواب دے سکتا ہے۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! قواعد کے ضمن میں صفحہ 25 ملاحظہ فرمائیے۔ اس میں ترمیم ہے:

"In Rule 56, the full-stop appearing at the end of the proviso be replaced by a colon and add the following Proviso:-

"Provided further that a Minister or the Parliamentary Secretary concerned shall have a right to reply.

رانا اکرام ربانی: پوائنٹ آف آرڈر ابھی لا منسٹر صاحب نے بڑی معصومیت سے پوچھا تھا کہ پھر قانون و پارلیمانی امور کے وزیر کا کیا کام رہ جاتا ہے میں آپ کی وساطت سے ان کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہی ان کا کام ہے کہ وہ رولز آف پروسیجر کو پڑھا کریں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! ظاہر ہے کہ قاعدہ 56 کی جو Proviso ہے اس میں Shall کا لفظ آیا ہے اور Shall پابند کرتا ہے کہ وزیر متعلقہ یا پارلیمانی سیکرٹری متعلقہ جواب دیں گے نہ وزیر صاحب ہیں اور نہ ہی پارلیمانی سیکرٹری صاحب' حالانکہ کل ان کی Commitment تھی اس ایوان میں کہ کل وہ محکمہ متعلقہ سے پوچھ کے یہاں ایوان میں وضاحت کریں گے۔ اب تو میرے خیال میں کوئی گنجائش باقی نہیں رہ گئی۔

وزیر قانون: جناب والا! نے جو ترمیم پڑھی ہے' اس کے بارے میں میری یہ گزارش ہے کہ ترمیم کی ہی اس لئے گئی ہے کہ تحریک استحقاق کا جواب کوئی بھی منسٹر دے سکتا ہے۔ اگر جناب والا پڑھیں:

"Provided that a Minister. A Minister mean any Minister. "..... OR The Parliamentary Secretary."
"The Parliamentary Secretary" means Parliamentary Secretary concerned of the department.

یا تو یہاں بھی ہوتا "The Minster" پھر اس کا مطلب ہوتا کہ

The Minister of that Particular department

یہ ترمیم تو اسی لئے لائی گئی تھی کہ پارلیمانی سیکرٹری صرف اس محکمے کا جواب دے سکتا ہے جو متعلقہ محکمہ ہے۔ لیکن منسٹر کوئی بھی جواب دے سکتا ہے۔

"A Minister means any Minister can reply to their Privilege motion.

سید چراغ اکبر شاہ: جناب والا! وزیر قانون صحیح Interpretation نہیں کر رہے۔ قاعدہ 56 میں جو ترمیم ہے وہ یہ ہے:

"Provided further that a Minister or the Parliamentary Secretary concerned .....". اسے اکٹھا پڑھنا ہوگا۔

"Provided further that a Minister or the Parliamentary Secretary concerned shall have a right to reply"

جناب والا! اگر ان کی interpretation لی جائے تو پھر یہاں پر "Comma" ہونا چاہئے تھا۔

"Provided further that a Minister,"

جناب والا! اگر یہاں پر Comma ہوتا۔

Or the Parlimantary Secretary concerned

پھر جناب والا! کوئی بھی منسٹر جواب دے سکتا تھا۔ لیکن چونکہ یہاں "Comma" نہیں ہے۔ تو پھر اس کا مطلب ہے کہ متعلقہ منسٹر اور متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری ہی جواب دے سکتے ہیں۔ جناب والا! میں یہ بات آپ کے نوٹس میں انتہائی افسوس کے ساتھ لاؤنگا کہ آج آپ دیکھ رہے ہیں کہ حکومت کی' آئی جے آئی حکومت کی دلچسپی اس ایوان کی کارروائی کو چلانے میں کس حد تک ہے' جناب والا! منسٹروں کی سب نشستیں خالی ہیں۔ آج صرف تین وزرا ایوان میں تشریف رکھتے ہیں اور یہی وجہ ہے عدم دلچسپی کی کہ متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری اور متعلقہ وزیر آج اس تحریک استحقاق کو بھی ایک مذاق سمجھتے ہوئے یہاں پر آئے ہی نہیں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ جناب والا! آپ انہیں سختی سے ہدایت کریں۔ اگر یہی صورت حال رہی تو پریس کے ذریعے جو معزز لوگ یہاں پر آئے ہوئے ہوتے ہیں اس اجلاس کی کارروائی دیکھنے کے لئے ان کے ذہن میں کیا آئے گا کہ پنجاب کے جو نمائندے ہیں جن لوگوں کو انہوں نے منتخب کرکے بھیجا ہے وہ کس طریقے سے اس ایوان کو چلا رہے ہیں۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ چونکہ متعلقہ وزیر اور متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری ایوان میں موجود نہیں ہیں اس لئے اس تحریک کو منظور کر لیا جائے اور استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔ اس تحریک کو موخر نہ کیا جائے بلکہ بطور سزا اس کو منظور کرکے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

چودھری سکندر حیات ملھی: جناب سپیکر! یہ جو Proviso پڑھی گئی ہے اس میں میری عرض یہ ہے کہ اردو کا ترجمہ جو ابھی ممبر اپوزیشن نے کیا ہے وہ غلط ہے جو ہمارے وزیر قانون نے کیا ہے وہ ٹھیک ہے۔ اس میں لکھا ہوا ہے:

Provided further that a Minster

"اے" کو آپ any پڑھ لیں' ایک کہہ لیں:

or the Parliamentary Secretary concerned.

تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر پارلیمانی سیکرٹری نے جواب دینا ہے تو وہ متعلقہ ہونا چاہئے نہ کہ منسٹر تو میرے خیال میں وزیر قانون و پارلیمانی امور کی جو وضاحت ہے اس حساب سے درست ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! میں اپنی طرف سے اس Proviso کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ یہ جو رول 56 ہے اور Further Proviso ہے اس میں اگر Parliamentary Secretary concerned کا لفظ ہے تو یہ ایک جاری فقرہ ہے۔

جناب رانا اکرام ربانی: جناب والا! 56 کا اردو ترجمہ یہ ہے کہ "شرط یہ ہے کہ متعلقہ وزیر یا پارلیمانی سیکرٹری کو جواب دینے کا حق حاصل ہوگا" یہ وہ ترجمہ ہے جو سرکاری طور پر ہیں ان کتابوں کے ساتھ دیا گیا ہے۔ تو معزز رکن جو انگریزی کی interpretation کو اپنا حق سمجھتے ہیں ان کی خدمت میں یہ پیش کرنا چاہتا ہوں اور اتفاق ہے کہ وہ ہمیشہ ترجمہ پیش کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی۔ اعظم چیمہ صاحب کچھ فرمانا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: جناب والا! ویسے مسئلہ تو آپ کے ذہن میں بھی ہے اور طے شدہ ہے میں نے تو ویسے ہی یہ خیال کیا کہ ذرا عرض کردوں۔

جناب سپیکر: چیمہ صاحب! آپ ہماری رہنمائی فرمائیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: عالی جاہ! میں تو assist کر سکتا ہوں رہ نمائی تو نہیں کر سکتا - تو میرے خیال میں جو Problem ہے جو میرے فاضل دوست نے پیش کیا ہے کہ اس میں صرف پارلیمانی سیکرٹری ہی جواب دے سکتا ہے تو جو کچھ میں سمجھ پایا ہوں جہاں تک رولز کا تعلق ہے اور اس Ambiguity کو رفع کرنے کے لئے اس میں ترمیم ہوئی اور یہ Proviso جو اس کے ساتھ add کی گئی وہ جناب والا! اس میں ابھی تک پوری تحریر نہ ہے۔ وہ چٹ ساتھ لگی ہوئی ہے ہر کتاب کے ساتھ تو وہ Proviso عالیجاہ! Clear کرتی ہے۔ تو اس میں یہ ہے باقی سارا رول پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ اگر اجازت ہو تو وہ بھی اس کے ساتھ add کیا جائے۔ تو اس میں رول 56 یہ ہے کہ

Rule 56

"The Speaker shall, after the disposal of questions and before the list of business is entered upon, call upon the member

who gave notice and thereupon the member shall raise the question of privilege and may make a short statement relevant thereto:"

آگے جو ترمیم شدہ Proviso ہے اس میں ہے کہ

"In rule 56, the full-stop appearing at the end of the proviso be replaced by a colon and add the following proviso:-

Provided further that a Minister or the Parliamentary Secretary concerned shall have a right to reply."

جناب والا! اس میں واضح ہے کہ دونوں کا نام ہے اور لفظ "or" ہے۔

"if the Minister concerned is absent or any orther Minister."

صرف وہ آدمی دے سکتا ہے اور "or" کا لفظ اسی سہولت کے لئے add کیا ہے۔ جہاں تک a Minister اور the minister کا difference ہے میرے فاضل لا منسٹر صاحب نے فرمایا تو اس میں difference اس بنا پر نہیں ہوگا۔ جب وہی منسٹر ہوگا جس کو محکمہ allocate ہوگا اور وہی منسٹر ہوگا جناب والا اجازت دیں گے پیش کرنے کی۔ اس میں "A" اور "The" کا جو معاملہ ہے concern The کے بارے میں ہوگا۔

"The Parliamentary Secretary or a Minister" means any Minster.

جس کو جناب والا! ارشاد فرمائیں گے یا جناب چیف منسٹر صاحب اس کی ہامی لگائیں گے وہ جواب دینے کا مجاز ہوگا۔ اور آپ کے ارشاد کے مطابق وہ جواب دے سکے گا۔

چودھری سکندر حیات ملہی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں نے ابھی ابھی اس کا ترجمہ پڑھا ہے جو کہ متعلقہ محکمہ نے یہاں فراہم کیا ہے۔ اس میں ابہام پایا جاتا ہے۔ انگریزی کا جو فقرہ ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارے وزیر قانون و پارلیمانی امور کی بات ٹھیک ہے۔ مگر جو اردو کا ترجمہ ان کے محکمے نے کیا ہوا ہے وہ سراسر غلط ثابت ہوتا ہے۔ اور یہ تضاد ہے۔ پہلے تو یہ خود ہی ٹھیک کر لیں اس میں خاص طور پر لکھا ہوا ہے کہ Minster Concerned ہی ہوگا۔ یہ پڑھ کر آپ دیکھ لیں۔

سید چراغ اکبر شاہ: جناب سپیکر! یہ جو پروویژن ہے اس میں اگر منسٹر کے بعد Comma ہوتا تو پھر کوئی بھی منسٹر ہو سکتا تھا' جو اردو میں ہے اس میں واضح طور پر متعلقہ وزیر لکھا ہوا ہے۔ اس لئے جناب والا! میرے خیال میں انگلش اور اردو کے دونوں ورشن ہیں دونوں میں کوئی ابہام نہیں پایا جاتا دونوں واضح ہیں۔ صرف مسئلہ یہ ہے کہ متعلقہ وزیر بھی غیر حاضر ہے اور متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری بھی

غیر حاضر ہے اور جناب والا! اس بات پر پردہ ڈالنے کے لئے سردار صاحب قانون اور رولز کا سہارا لے رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! اجازت ہے۔

جناب سپیکر: جی لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! ایک تو میرے بھائی جناب ملہی صاحب نے فرمایا ہے اور انگلش کی جو interpretation بالکل واضح اور clear ہے اور جناب اگر اس کا جواب متعلقہ وزیر نے دینا ہے اور متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری نے جواب دینا ہے تو پھر اس Proviso کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ وہ تو دینا ہی دینا ہے پھر اس Proviso کو لانے کی میں سمجھتا ہوں کوئی sense ہی نہیں بنتی۔ اس Proviso کو لانے کی sense ہی اس میں ہے کہ کس وقت کوئی منسٹر صاحب حاضر نہیں ہیں۔ متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری ہے۔ اور A minister means any minister اور ساتھ ہی جہاں تک اسکے ترجمے کا تعلق ہے۔ تو محکمہ قانون اس کا ترجمہ نہیں کرتا بلکہ اسمبلی سیکرٹریٹ اس کا ترجمہ کرتا ہے۔ تو یہ مسئلہ بالکل clear ہے۔ اس میں کوئی ابہام نہیں ہے۔ لیکن یہ بہت اہم مسئلہ ہے اس پر میں آپ کی خدمت میں گزارش کرونگا کہ میں تو اس میں کوئی ابہام سمجھتا۔ یہ بالکل واضح ہے ورنہ اس ترمیم کے لانے کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔ متعلقہ وزیر اور متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری نے جواب دینا ہی دینا ہے۔ پھر اس Proviso کی کیا ضرورت ہے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز چودھری صاحب تشریف رکھیں۔ شاہ صاحب تشریف رکھیں۔

سید طاہر احمد شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ کی تحریک استحقاق uder consideration ہے اس میں پوائنٹ آف آرڈر کا کونسا مسئلہ پیدا ہوا ہے۔

چودھری سکندر حیات ملہی: پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر: جی۔ جناب ملہی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری سکندر حیات ملہی: جناب سپیکر! یہاں ایک اور مسئلہ کھڑا ہوگیا ہے۔ کہ آیا اس ایوان میں اردو کو ترجیح دینی ہے یا انگریزی کے قانون کو ترجیح دینی ہے۔ زبان کو یعنی جس زبان میں لکھا ہوا

محترم لاء منسٹر کے کہنے سے یہ صاف واضح ہوگیا ہے کہ چونکہ ترجمہ ان کے تجربے نے نہیں کیا اس لئے یہ ترجمہ غلط ثابت ہوسکتا ہے۔ لہٰذا جو چیز بھی یہاں ہال میں آئے گی وہ کبھی بھی غلط ہو جائے گی۔ پہلے تو یہ ثابت کرلیں کہ کونسی چیز کو interpret کرنا ہے اور آئندہ کے حوالے سے ہمیں کونسی چیز بہتر رہے گی۔

جناب سپیکر: اس میں ملی صاحب! میں سمجھتا ہوں کہ انگلش ٹرانسلیشن اور اردو کی جو interpretation ہے یا اس کو ٹرانسلیشن کہہ لیں' اس میں کچھ confusion ہوا ہے۔ اس پر میں اپنا فیصلہ pending کرتا ہوں۔ اور اس تحریک استحقاق کو بھی pending کرتا ہوں اور اگلی تحریک استحقاق کو take up کرتے ہیں۔

جناب رانا اکرام ربانی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! محترم وزیر قانون نے جو وجہ بتائی ہے اس سلسلے میں میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ یہ جتنی ترامیم آج ہمارے سامنے پڑی ہیں۔ Provided and further p... یہ پچھلی اسمبلی میں جو ہمارے اعتراضات اٹھائے جاتے تھے کہ اس میں پروویژن نہیں ہے کہ پریویلج موشن پر کسی وزیر سے اس کی رائے پوچھی جائے کیونکہ یہ پریکٹس تھی کہ ہر پریویلج موشن پڑھنے اور شارٹ سٹیٹمینٹ دینے کے بعد وزیر قانون کی رائے پوچھی جاتی تھی یا اسمبلی کے سیشن سمن کرنے کے بارے میں ہمارے اعتراضات ہوتے تھے کہ ہمیں صحیح طریقے سے جو اس کا required Notice ہے وہ نہیں دیا گیا۔ یہ ساری ترامیم اس کے نتیجے میں کی گئی ہیں۔ جناب سپیکر! میری آپ سے یہ درخواست ہوگی کہ اس کو ملتوی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر آج متعلقہ وزیر موجود نہیں ہیں تو آپ رولنگ دے کر اس کو منظور کریں تاکہ متعلقہ وزیر یا متعلقہ پارلیمنٹری سیکرٹری قواعد کے مطابق اس ہاؤس میں دئے گئے سوالات یا تحاریک کے جواب دینے کے لئے موجود رہا کریں۔ اگر جناب والا! آپ نے اپنی رولنگ التوا میں رکھ لی تو یہ بات متعلقہ وزراء کو ایک موقع دینے کے برابر ہوگی کہ وہ اب آزاد ہوگئے ہیں۔ اور پھر اسے یہ کہہ کر کہ یہ ambiguity ہے او اس موشن کو pending رکھ لیا جائے۔ میری آپ سے استدعا ہے کہ اور اس میں بڑی واضح پروویژن ہیں جو رولز کے اندر دی گئی ہیں۔ اس میں کوئی ambiguity نہیں ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب اس پوائنٹ آف آرڈر پر بھی میں نے فیصلہ pending کیا ہے اور تحریک استحقاق پر بھی فیصلہ pending کیا ہے تو اس پر اب مزید بحث کی گنجائش نہیں ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: پوائنٹ آف آرڈر

سید جرار حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر: اس تحریک استحقاق کے بارے میں پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا اور کوئی مسئلہ ہے تو آپ اس پر پوائنٹ آف آرڈر کر سکتے ہیں۔ جی شاہ صاحب

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جس پر میں آپ کی رولنگ چاہتا ہوں کہ Official Gallery میں بیٹھے ہوئے کوئی بھی آفیسر کسی صوبائی مشیر کی یا کسی وزیر کی وہاں پر بیٹھ کر رہ نمائی کر سکتے ہیں یا چٹ بھیج سکتے ہیں؟ یہ میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ اس پر میں آپ کی رولنگ چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: اس پر رولنگ پہلے بھی آچکی ہیں۔ یہ پوائنٹ آؤٹ پہلے بھی کئی مرتبہ کیا جاچکا ہے اور اس پر میں نے ہی پہلے بات کی تھی کہ میں نے یہ محسوس کیا ہے اور دیکھا ہے کہ اس پر کچھ روایات اس قسم کی موجود ہیں کہ وقفہ سوالات میں یا دیگر معاملات میں offical gallary میں بیٹھنے والے لوگ کسی نہ کسی انداز میں کسی نہ کسی طریقے سے وہ متعلقہ منسٹر کو assist کر لیتے ہیں۔ اس پر کوئی قدغن لگا دینی اور اس پر کوئی نئی روایت قائم کر دینا میرے خیال میں مناسب نہیں ہوگا۔

سید چراغ اکبر شاہ: جناب سپیکر! میں نے نکتہ رول 56 کو سامنے رکھتے ہوئے اٹھایا ہے اسے جناب والا ملتوی فرمایا ہے کیا جناب والا یہ کل تک ملتوی کیا گیا ہے یا اس جلاس کے دوران فیصلہ صادر فرمائیں گے؟

جناب سپیکر: انشاء اللہ اس پر جلد فیصلہ دونگا۔ شیخ روحیل اصغر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

الحاج شیخ روحیل اصغر: جناب والا! شاہ صاحب نے بڑی اچھی بات کی اور بڑی خوبصورت بات کی ہے آپ نے یہ فرمایا کہ وہ assist کر سکتے ہیں۔ ایک طرف تو ہمارے وزیر تعلیم صاحب ہاؤس میں یہ بیان دیتے ہیں کہ ہم یہ بوٹی سسٹم ختم کر رہے ہیں۔ جب ہم اسمبلی میں بوٹی سسٹم رائج کر رہے ہیں تو باہر کیسے منع کریں گے۔ آپ کو اس سلسلے میں اپنی رولنگ دینی چاہئے ہمارے یہاں جب ہم اسے condemn کرتے ہیں کہ یہ نقل نہ ماریں تو ہمارے منسٹر صاحبان کو سارا کچھ سمجھ کر' پڑھ کر تیار ہو کر آنا چاہئے۔ جناب سپیکر خاص طور پر جو منسٹر لاء ہیں He should be prepared کہ وہ آکر یہاں پر جواب دیں کیونکہ وہ لاء کے منسٹر ہیں اور اگر shall اور will کے چکروں میں پڑے رہے تو یہ پانچ سال ایسے ہی نکل جائیں گے۔

جناب سپیکر: تو اس بارے میں کسی وقت جب ہاؤس میں اراکین کی تعداد معقول ہوگی بیشتر اراکین موجود بیٹھے ہونگے۔ تو دوبارہ بات کرلیں گے اور ہاؤس کی مکمل sense لیکر اس پر فیصلہ کرلیں گے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! جب ایوان میں کورم پورا ہو تو کسی بھی مسئلہ پر ایوان با اختیار ہوتا ہے کہ اس پر فیصلہ دے سکے۔ تو اس میں جناب زیادہ ارکان کی تعداد کی حاضری کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! اس پر فیصلہ دیا جا چکا ہے اب اسے re-open نہیں کیا جاسکتا۔ اب ہم اگلی تحریک استحقاق لیتے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! میں اس پر اعتراض نہیں کرتا۔ مگر جیسے آپ نے pending کیا تھا آج کے دن کے لئے تو میری آپ سے استدعا ہے کہ اسے کل کے دن کے لئے pending فرما لیجئے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! ظاہر ہے کہ تحریک استحقاق تو اگلے دن کے لئے pending ہوگی۔

سید طاہر احمد شاہ: شکریہ جناب۔

جناب سپیکر: تحریک استحقاق نمبر 27 جناب ارشاد حسین سیٹھی صاحب کی ہے یہ پیش ہو چکی ہے سیٹھی صاحب آپ یہ تحریک استحقاق پیش کر چکے ہیں۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جی پیش ہو چکی۔

جناب سپیکر: تو پھر اسے ملتوی کیوں کیا گیا تھا؟

جناب ارشاد حسین سیٹھی: منسٹر صاحب نے جواب دیا تھا کہ اس بارے میں اطلاعات نہیں آئیں۔ لہٰذا اسے ملتوی کیا جائے۔ آج شائد جواب آگیا ہو اس لئے میں چاہتا ہوں کہ منسٹر صاحب اس بارے میں کچھ فرمائیں۔

جناب سپیکر: اس میں کون متعلقہ منسٹر ہیں سیٹھی صاحب؟

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب سپیکر! متعلقہ منسٹر کے متعلق بتانا میرے خیال میں ممبران کا کام تو نہیں ہے میں نہیں چاہتا کہ ہاؤس کا وقت ضائع ہو لیکن اگر متعلقہ وزیر ہیں تو وہ جواب دیں۔

سید چراغ اکبر شاہ: پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر صورت حال وہی ہے جو پہلے پریویلج موشن پر

تھی سیٹھی صاحب کے جواب سے مجھے ایسا لگتا ہے کہ منسٹر شاید اس تحریک سے متعلقہ وزیر بھی موجود نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: آپ بتائیں کہ اس تحریک کے متعلقہ وزیر کون ہیں؟

سید چراغ اکبر شاہ: جناب والا! میرے خیال میں تو ارشد خان لودھی صاحب ہیں۔

جناب سپیکر: وہ کیسے ہیں یہ تحریک استحقاق ٹیلیفون کنکشن کے بارے میں ہے

سید چراغ اکبر شاہ: جناب والا! کس کے بارے میں ہے؟

جناب سپیکر: ٹیلیفون کنکشن کے بارے میں تحریک استحقاق ہے۔ تو یہاں اس ہاؤس میں ٹیلیفون کے بارے میں پنجاب گورنمنٹ کی کوئی منسٹری موجود نہیں ہے۔

سید چراغ اکبر شاہ: جناب والا! یہ مواصلات کے تحت ہی آتا ہے۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! اس سلسلے میں میں عرض کرونگا کہ یہ منسٹری چونکہ پنجاب کی نہیں ہے۔ وفاقی وزارت مواصلات اس کی متعلقہ منسٹری ہے اور اس ضمن میں جواب پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے قائد ایوان ہونے کی حیثیت سے لاء منسٹر صاحب دے سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: اس میں پھر آپ کو اس رول کی interpretation اور انداز میں کرنا ہوگی۔ آپ تشریف رکھیں۔ شاہ صاحب تشریف رکھیں۔ اس میں آپ کو جو تحاریک استحقاق ان محکمہ جات کے بارے میں آئیں گی جو محکمہ جات پنجاب گورنمنٹ کے purview میں نہیں ہیں اور وہ فیڈرل گورنمنٹ کے محکمہ جات ہیں مثلاً ریلوے کے بارے میں ہے۔ ٹیلیفون کے بارے میں ہے یا اور کوئی محکمہ جات جو فیڈرل گورنمنٹ کے ہیں اس بارے میں ہمارے ہاں یہاں تو کوئی منسٹری ایسی نہیں ہے تو پھر اس کا جواب یہاں کون دے گا؟ تو ظاہر ہے کہ یہاں لا منسٹر صاحب کو ہی اس کا جواب دینا ہوگا تو اس سلسلے میں آپ کو اس پر غور کرنا ہوگا اس کی interpretation کے لئے کہ متعلقہ منسٹر جواب دے سکتے ہیں یا کوئی منسٹر جواب دے سکتے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! اس سلسلے میں میں وزیر اعلیٰ یا ان کی عدم موجودگی میں لاء منسٹر صاحب نے جواب دینا ہوتا ہے مگر جو Provincial matter ہے۔ اس میں متعلقہ محکمے کے لئے منسٹر یا ان کی عدم موجودگی میں پارلیمنٹری سیکرٹری صاحب نے کرنا ہوتا ہے ہماری interpretation یہ ہے۔

جناب سپیکر: ہمارے پاس تو اس وقت کوئی چارہ کار ہی نہیں ہے کہ اس کا جواب لاء منسٹر صاحب ہی دیں اور تو کوئی منسٹر صاحب ہمارے پاس ہے نہیں تو جناب لاء منسٹر آپ اس پر کچھ فرمائیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! یہ معاملہ فیڈرل گورنمنٹ سے متعلقہ ہے اس لئے ہمارا ہاؤس رولز کے مطابق اسے نہیں لے سکتا لیکن اس سلسلے میں جنرل مینیجر ٹیلیفون سے میرے محکمہ نے رابطہ کیا ہے اگر میرے بھائی سیٹھی صاحب مناسب سمجھیں تو میں ایک دو دنوں میں جنرل مینیجر ٹیلیفون کو بلوا لیتا ہوں اور متعلقہ آفیسر کو بھی بلوا لیتا ہوں اور ان کے ساتھ بیٹھ کر بات کر لیتے ہیں تو اس وقت تک اس تحریک استحقاق کو ملتوی کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: جی سیٹھی صاحب آپ کو اس بات سے اتفاق ہے؟

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب سپیکر! میں لاء منسٹر صاحب کی بات سے اس حد تک اتفاق کرتا ہوں کہ ان کو بلا کر معاملے کو حل کر لیا جائے مگر موصوف اتنی سی بات میں معزز ایوان کے سامنے اور معزز ممبران کے سامنے ضرور کرنا چاہتا ہوں کہ جناب قائد ایوان نے اپنی policy statement میں ہمیں کچھ مزید سہولیات عوام تک پہنچانے کا جو اختیار لے کر دیا ہے وہ بھی وفاقی حکومت سے ہی متعلقہ ہے اور اگر اس انداز سے دیکھا جائے کہ جب اس کے 1/3 پر ہی محکمہ عملدرآمد نہیں کر رہا تو میں نہیں سمجھتا کہ سارے معاملات کو محکمہ کس انداز سے deal کرے گا۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس پر معزز ایوان میں وزیر قانون صرف اتنی یقین دہانی ضرور کروائیں کہ یہ جو حق تفویض کیا گیا ہے اس پر عملدرآمد کی ہر لحاظ سے عملی شکل پیدا کی جائے گی تو میں سمجھتا ہوں کہ پھر اس کے بعد ان سے یہ بات کی جاسکتی ہے۔ یہ معزز ممبران کا حق ہے اور ان کا استحقاق ہے یہ اس ہاؤس کے سامنے آنا چاہئے کہ آیا یہ حق ان کو تفویض ہونے کے بعد ملے گا یا نہیں؟ کیونکہ اب تک میں سمجھتا ہوں کہ یہ حق ہمیں نہیں ملا اور اس لئے میں نے یہ تحریک استحقاق معزز ایوان کے روبرو دی تھی۔

جناب سپیکر: تو لاء منسٹر صاحب اس بارے میں کہہ چکے ہیں کہ وہ متعلقہ جنرل مینیجر کو بلوا کر آپ سے ان کی sitting کرواتے ہیں۔ بیٹھ کر اس مسئلے کو حل کرتے ہیں تو اس کو اس وقت تک pending کر لیا جائے؟

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جی ہاں pending کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے اس کو pending کیا جاتا ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر اس سے پہلے تحریک استحقاق 24 اور 25 نمبر ہیں وہ نہیں پکاری گئیں۔

وزیر قانون: وہ lapse ہو گئی ہیں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب اس میں ایک پریویلج موشن آپ کی lapse ہوئی ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: وہ 14 نمبر ہے جو lapse ہوئی ہے۔ تحریک استحقاق نمبر 24 اور 25 میں سے کوئی lapes نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: جی دیکھ لیتے ہیں۔

چودھری اصغر علی گجر: ہاں جی! دیکھ لیں۔

جناب سپیکر: جی ہاں 14 lapse کر گئی تھی 24 اور 25 lapse نہیں ہوئیں۔

چودھری اصغر علی گجر: جی ہاں! یہ نہیں ہوئیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے چودھری صاحب ان کو ٹیک اپ کریں گے۔

چودھری اصغر علی گجر: شکریہ جی' یہ کب آئیں گے؟

جناب سپیکر: یہ اگلے روز پر آئیں گی۔

میاں محمود الرشید: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اس سے پہلے میری تحریک استحقاق نمبر 22 ہے جو بہت ضروری بھی ہے کل اور پرسوں میں لاہور میں نہیں ہوں گا۔ میری گزارش یہ ہے کہ چودھری صاحب کی تحاریک 24 اور 25 ہیں۔ میری 22 نمبر ہے۔ اسے پہلے ٹیک اپ کیا جائے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب آج پریویلج موشن کا ٹائم تو ختم ہوگیا۔ انشاء اللہ اگلے دن اس کو ٹیک اپ کریں گے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمائیے۔

میاں محمود الرشید: جناب سپیکر! یہ تحاریک التوائے کا ٹائم ہے اس لئے میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ معمول کی کارروائی روک کر اور out of turn میری ایک تحریک التوا ہے اس کو ہاؤس میں پیش کرنے کی اور اس پر بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ لاہور جسکی آبادی تقریباً 50 لاکھ ہے شہر پچھلے چند دنوں سے کربلا بنا ہوا ہے اور آج کل ممبران اسمبلی بھی یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں اور لاہور کے کسی بھی علاقہ میں بجلی کی فراہمی ہو رہی ہے اور نہ پانی مل رہا ہے۔ یہاں تک کہ بوند بوند پانی کے لئے سارے شہری ترس رہے ہیں۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ out of turn میری یہ تحریک التوائے کار بغیر باری کے لی جائے اور اس پر بحث کی جائے بجلی کے اور پانی کے نرخوں میں پچھلے سال ڈیڑھ سال میں 100 ٪ اضافہ ہو چکا ہے اور دوسری طرف معاملہ یہ ہے کہ وضو کے لئے پانی نہیں ہے۔ باتھ روم میں جانے کے لئے پانی نہیں ہے۔ بجلی کا معاملہ یہ ہے کہ بجلی نہ ہونے کی وجہ سے بچے بلک رہے ہیں۔ پچھلے تین دنوں سے لاہور میں زندگی اجیرن بنا کر رکھ دی گئی ہے تو میں نے یہ گزارش کروں گا کہ ان حالات میں یہ معاملہ انتہائی اہم نوعیت کا ہے اور بجلی اور پانی کی قلت نے پوری زندگی مفلوج کر دی ہے۔ اس کو out of turn take up کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! مجھے تو اعتراض نہیں ہے آپ ہاؤس سے اس بارے میں رائے لے لیں۔ جناب لاء منسٹر صاحب اس سلسلے میں ہماری رہ نمائی فرمائیں گے کہ میاں صاحب نے فرمایا ہے کہ ان کی ایک تحریک التوا ہے اس کو out of turn لیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: لے لیں جناب مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی اس کا نمبر کیا ہے؟ ہاؤس بھی اجازت دیتا ہے؟

معزز ایوان: جی ہاں اجازت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! مجھے پتہ چلا ہے کہ ابھی تک آپ نے وہ تحریک التوا دی ہی نہیں ہے۔

میاں محمود الرشید: جناب میں نے یہاں بھجوائی ہے۔

جناب غلام سرور خان: جناب سپیکر.....

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمایئے۔

جناب غلام سرور خاں: جناب سپیکر میں نے بھی نہایت ہی اہمیت کی حامل ایک تحریک التوا کل اسمبلی سیکرٹریٹ کو روانہ کر دی تھی اور میری یہ گزارش ہے کہ حزب اقتدار کے بنچوں کی طرف سے اگر کوئی اس قسم کی تحریک آئے تو اس کو ہمیشہ منظور کر لیا جاتا ہے اس پر بحث کی اجازت دے دی جاتی ہے جناب سپیکر! میری یہ تحریک بھی انتہائی اہمیت کی حامل ہے' یہی تحریک سینیٹ میں بھی منظور ہو چکی ہے۔ قومی اسمبلی میں بھی اس پر بات ہو چکی ہے میرے حلقے کے لوگوں میں بہت زیادہ بے چینی ہے غم وغصہ اور اضطراب بھی پایا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! صوبائی حکومت کی زیادتیوں کی وجہ سے وہاں کے لوگ موجودہ حکومت سے سخت نالاں ہیں۔ یہ معاملہ نہایت اہم ہے میں اسے زیر بحث لانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! گو رولز اس بات کی اجازت نہیں دیتے لیکن میں اپنی تمام تحاریک التوائے کار کو جو routine میں آرہی ہیں۔ میں وہ بھی واپس لینے کو تیار ہوں میری اس ایک تحریک کو out of turn لینے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کا نمبر کیا ہے؟

جناب غلام سرور خاں: اس کا نمبر غالباً 440 ہوگا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: 440 ہے یا 420 ہے؟

جناب غلام سرور خاں: 440 ہے

جناب ڈپٹی سپیکر: 420 تو نہیں ہے نا۔۔۔ آپ تو خود فرما رہے تھے کہ اس کا نمبر 420 ہے۔

جناب غلام سرور خاں: 440 ہے

جناب ڈپٹی سپیکر: اچھا۔ 440 ہے میں معزز ممبران سے اس سلسلے میں بھی پوچھنا چاہوں گا کہ جناب غلام سرور خاں صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ ان کی جو تحریک التوائے ہے وہ out of turn لی جائے اور اس کے بدلے میں وہ اپنی تمام تحاریک التوائے کار جو انہوں نے پہلے دی رکھی ہے وہ واپس لینے کو بھی تیار ہیں تو معزز ممبران کی اس سلسلے میں کیا رائے ہے۔

میاں محمود الرشید: پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار کے بارے میں پہلے

بات ختم کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ تو فیصلہ ہو چکا ہے کہ اس میں اب کوئی dispute نہیں ہے۔ وہ فیصلہ ہو چکا ہے جی سیٹھی صاحب.....

سید چراغ اکبر شاہ: پوائنٹ آف آرڈر سر.....

جناب ڈپٹی سپیکر: جی میں سن رہا ہوں شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ اور یہ بھی خیال رکھیں کہ جو آدھا گھنٹہ ہے وہ پوائنٹ آف آرڈر کی نذر نہ ہو جائے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گا کہ معزز رکن جناب غلام سرور خاں صاحب نے اپنی تحریک التوا کے بارے میں جس انداز سے کہا کہ اہم ہے اور اگر بغیر باری نہیں لی گئی تو میں واپس لے لوں گا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پہلے بھی انہوں نے یہ اعتراض کیا ہے اور میری اور صرف اتنی درخواست ہے کہ میاں محمود الرشید صاحب کی تحریک کے بارے میں ہے جو انتہائی اہم نوعیت کا معاملہ ہے اس لئے ہے کہ تمام معزز ممبران لاہور تشریف لائے ہوئے ہیں اور انہوں نے بھی عملاً اس بات کو نوٹ کیا ہوگا کہ پورا لاہور شہر کربلا بنا ہوا ہے اور بہت سے ممبران نہا بھی نہیں سکے۔ پانی اتنا نہیں ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ معاملے کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے میاں محمود الرشید صاحب کی تحریک کو out of turn ترجیحی بنیادوں پر لیا جانا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سیٹھی صاحب اس کا فیصلہ ہو چکا ہے۔

میاں محمود الرشید: پوائنٹ آف آرڈر

جناب والا! رولز میں یہ بات بڑی واضح ہے کہ جب ایک تحریک التوائے کار آپ نے admit کر لی ہے تو اس کے بعد دوسری کے بارے میں یہاں کوئی بات نہیں ہو سکتی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک التوائے کار ابھی admit نہیں ہوئی ابھی تو آپ ایوان کے سامنے پیش کر رہے ہیں ابھی تو out of turn پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں معزز اراکین سے یہ گزارش کروں گا کہ خان غلام سرور خاں صاحب کی تحریک التوائے کار کو بھی out of turm لے لیا جائے؟

میاں منظور احمد موہل: پوائنٹ آف آرڈر

جناب والا! میاں محمود الرشید صاحب نے اپنی ایک تحریک التوائے کار کے لئے ہاؤس سے اپیل کی تھی اس کو ایوان نے منظور کیا اب جناب والا! وہ ابھی ہاؤس کے سامنے یہ مسئلہ تھا اور اس پر ابھی فیصلہ

ہونا تھا' درمیان میں آپ نے ایک اور تحریک التوائے کار کو لے لیا میرے خیال میں جب تک آپ پہلی تحریک پر واضح فیصلہ نہیں کر لیتے' اس وقت تک آپ اگلی تحریک التوائے کار کو نہیں لے سکتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: موحل صاحب وہ فیصلہ ہوچکا ہے کہ وہ out of trun ہاؤس میں پیش کی جائے گی۔

میاں منظور احمد موحل: ـــ پیش کی جائے گی لیکن اس کو آپ نے آگے لینا ہے' اسے آپ نے طے کرنا ہے' ابھی وہ درمیان میں ہے کہ آپ اگلی تحریک التوائے کار پر چلے گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری آپ عرض سنیں' آپ یہ دیکھ رہے تھے کہ جناب غلام سرور خاں نے بھی اسی موقع پر' اس بات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ نکتہ اٹھایا کہ انکی تحریک التوائے کار کو بھی of turn out لیا جائے۔ جب انہوں نے سوال کیا تو میں آپ حضرات سے یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ آپ کی' اس بارے میں رائے کیا ہے؟

میاں منظور احمد موحل: آپ کو چاہئے تھا کہ آپ کہتے ہیں کہ ہم پہلے ایک کا فیصلہ تو کر لیں

جناب ڈپٹی سپیکر: جی پہلے تو میاں صاحب کی ہی تحریک التوائے کار آئے گی۔

میاں منظور احمد موحل: جناب والا! جب میاں صاحب کی تحریک التوائے کار dispose of ہو جائے گی پھر اس کی ضرورت ہی نہیں رہ جاتی۔

سید چراغ اکبر شاہ: پوائنٹ آف آرڈر

جناب والا! میاں منظور احمد موحل صاحب ایک طرف رولز اور قانون کی بات کرتے ہیں اور دوسری طرف سپیکر صاحب کے فیصلے کو چیلنج کرتے ہیں؟ یہ بات بھی رولز کے خلاف ہے۔ جناب سپیکر! جب کسی بات پر فیصلہ دے دیں تو پھر اس کو چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔

دوسرا جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ مجھے بڑا افسوس ہوا ہے کہ جب وزیر قانون صاحب نے نہ کہہ کر غلام سرور صاحب کی تحریک کو پیش ہونے سے روکا ہے اور اس کے خلاف رائے دی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ مسئلہ اتنا سنگین اور اہم ہے کہ ایک معزز ممبر اپنی تمام تحریک ہائے التوائے کار جو انہوں نے اس اجلاس کے دوران پیش کی ہیں اور اسمبلی سیکرٹریٹ کو بھیجی ہیں وہ واپس لینا چاہتے ہیں تاکہ یہ مسئلہ ایوان میں پیش ہو سکے۔ جناب والا! راولپنڈی کے غریب عوام پر حکومت اور پولیس کی طرف سے گولیاں چلائی گئی ہیں' جناب والا! اس میں عورتوں اور بچوں کو مارا پیٹا گیا ہے اور

ان کے گھروں پر قبضہ کیا گیا ہے' ان کی جائیداد پر قبضہ کیا گیا ہے' لہٰذا میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ نہایت ہی اہمیت کا مسئلہ ہے اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ اس کے لئے ایوان سے اجازت لیں اور اگر وزیر قانون اس کی مخالفت کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اسے پیش نہیں ہونا چاہئے تو آپ پھر بھی ایوان سے رائے لیں۔ اگر پنجاب اسمبلی کے معزز اراکین یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی ماؤں بہنوں پر لاٹھیاں چلائی جائیں ان کے بھائیوں اور بچوں پر گولیاں چلائی جائیں تو پھر ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں وزیر قانون اس سلسلے میں بات کریں گے

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! ہمارے اس معزز ہاؤس میں بجٹ پر عام بحث ہو رہی ہے اور کل بجٹ پر عام بحث کا تیسرا دن تھا۔ اگر یہ انتہائی اہمیت کا معاملہ تھا تو اس کو جناب غلام سرور خاں قائد حزب اختلاف کی تقریر کا حصہ بنوا سکتے تھے۔ اسی وجہ سے بجٹ پر عام بحث کے دوران تحریک التوائے کار پیش نہیں کی جائیں۔ کیونکہ یہ ایک کھلی بحث ہوتی ہے اور اس میں تمام معاملات زیر بحث آسکتے ہیں۔

چودھری محمد فاروق: پوائنٹ آف آرڈر

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے آپ بات تو سن لیں آپ کی بات بھی سنی جائے گی۔

چودھری محمد فاروق: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر پر بات ہو سکتی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب میں آپ سے یہ بھی رہ نمائی حاصل کروں گا کہ اگر ایک معزز رکن پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہا ہو تو کیا دوسرا اسی وقت پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر سکتا ہے' چودھری صاحب آپ تشریف رکھیں میں نے ان کو بات کرنے کی اجازت دی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کی بات بھی سنوں گا۔

چودھری محمد فاروق: جناب والا! اگر وزیر قانون بات کر رہے ہوں تو میرے خیال میں کوئی بھی ممبر ایوان میں سے اٹھ کر پوائنٹ آف آرڈر پیش کر سکتا ہے اور اس پر بات کرنے کی اسے اجازت دی جا سکتی ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! اگر آپ ٹیپ چلوا کر دیکھ لیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ وزیر قانون پوائنٹ آف آرڈر پر بات نہیں کر رہے تھے اس لئے فاضل ممبر کا اعتراض درست ہے

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمائیے! آپ کیا کہنا چاہتے تھے؟

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! میرا موقف یہ ہے کہ وزیر قانون غلام سرور خاں کی جس تحریک کا جواب دے رہے ہیں تحریک زیر بحث آ ہی نہیں سکتی۔ کیونکہ آپ نے میاں محمود الرشید صاحب کی تحریک کو out of turn ایوان میں پیش کرنے کا فیصلہ دے دیا ہے۔ جناب سپیکر کا فیصلہ اس بات کا غمازی کرتا ہے کہ میاں محمود الرشید کی جو تحریک التوائے کار ہے وہ فوری ہنگامی' اور اہم نوعیت کی ہے جس کو ابھی زیر بحث لایا جانا چاہیے۔ جب آپ یہ فیصلہ دے دیں تو رولز یہ کہتے ہیں کہ پھر وہ تحریک فوری طور پر ایوان میں پیش ہونی چاہئے اور اس کو زیر بحث لایا جانا چاہئے یہ میرا یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے اور اس پر میں آپ کی رولنگ چاہتا ہوں۔ اس قسم کی کسی تحریک کا اگر فیصلہ ہو جائے تو پھر کوئی دوسری تحریک زیر بحث نہیں آسکتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب اس کے متعلق فیصلہ ہو چکا ہے۔میاں صاحب کی تحریک التوائے کار کو ہم باری سے پہلے لے رہے ہیں۔ اس میں کوئی ابہام نہیں ہے۔

چودھری محمد فاروق: جناب والا! جب آپ نے فیصلہ کر ہی دیا ہے تو پھر اس کے بعد یہ تحریک پڑھی جانی چاہئے تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

لاہور شہر میں بجلی اور پانی کی قلت

میاں محمود الرشید: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ پچھلے چند دنوں سے لاہور شہر میں بجلی اور پانی کی قلت کی وجہ سے روزمرہ کی زندگی مفلوج ہو کر رہ گئی ہے اس مسئلے کو زیر بحث لایا جائے چونکہ قومی اخبارات میں روزانہ یہ خبریں آ رہی ہیں کہ لاہور کے شہری بوند بوند پانی کو ترس گئے ہیں۔
جناب سپیکر معاملہ یہ ہے کہ .....

جناب ڈپٹی سپیکر: میں موحل صاحب سے یہ رہ نمائی حاصل کروں گا کہ کیا تحریک التوائے کار پر مختصر بیان ہو سکتا ہے؟

میاں محمود الرشید: بحث ہو سکتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون صاحب اس سلسلے میں کیا ارشاد فرمائیں گے کہ اسے منظور کیا جائے یا اس کے لئے وقت مقرر کرنا ہے۔ کیا کرنا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا مقصد حکومت کی اور واپڈا کی اس مسئلے پر .....

میاں منظور احمد موھل: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! جب آپ نے تحریک التوائے کار کو out of turn لے لیا اور وہ ایوان میں پیش بھی ہوگئی ہے۔ اب آپ پہلے اسے پڑھیں گے۔ پھر وہ ہاؤس کی Property بنے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جس وقت میں پڑھوں گا پھر میں question put کروں گا ابھی تو یہ معاملہ ابتدائی مرحلے میں ہے۔ میں وزیر قانون سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس سلسلے میں ان کا نقطہ نظر کیا ہے؟

میاں منظور احمد موھل: جناب والا! یہ in order ہوگئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! ابھی in order نہیں ہوئی۔ جناب وزیر قانون صاحب اس سلسلے میں کیا فرمائیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میرے فاضل بھائی نے اس مسئلے کو out of turn پیش کرنے کی اجازت چاہی ہے اس کی اہمیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے۔ ہم نے بھی ان کے ساتھ اتفاق کیا کیونکہ واقعی یہ مسئلہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ ابھی ہمارے محترم وزیر سلیم اقبال صاحب بھی یہ فرما رہے تھے کہ وہ دیر سے آئے ہیں چونکہ پانی نہیں تھا۔ اکثر لوگ آج ماشاء اللہ بغیر غسل کے یہاں تشریف لے آئے ہیں۔ اصل مقصد یہ تھا کہ اس مسئلہ کی جانب واپڈا والوں کی توجہ مبذول کروائی جائے اگر اس پر دو گھنٹے بحث کرنی ہے تو کریں پھر آپ کو بیٹھنا پڑے گا آپ کو معلوم ہے کہ آج غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کا دن ہے اور کل پھر جیسا کہ آپ کو معلوم ہے بجٹ پر عام بحث ہوگی۔ دو بجے تک تو normal کام ہے اور اگر دو بجے سے چار بجے تک بیٹھنا چاہتے ہیں اور اس پر بحث کرنا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آج تو سیمینار بھی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جی! آج سیمینار بھی ہے ان ساری چیزوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے

ہمارے دوست قائل ہو جاتے ہوں اور قواعد بھی حائل نہ ہوتے ہوں تو اس تحریک التوائے کار کا نوٹس ہم نے لے لیا ہے میں واپڈا والوں سے رابطہ کرکے ان کا نقطہ نظر تفصیل سے ایوان میں پیش کردوں گا۔

میاں منظور احمد موھل: جناب سپیکر! وزیر قانون کو یہ کہنا تھا کہ اسے ایڈمٹ کرلیں' ایڈمٹ کرنے کے بعد ضروری نہیں ہے کہ آج ہی بحث کی جائے وہ تو تین دن کے اندر ہو سکتی ہے تو اس کے لئے موخر کی جاسکتی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: موھل صاحب! وزیر قانون نے ایک اور بھی تجویز دی ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو اگر موخر کردیں تو وہ واپڈا والوں سے بات کرکے ایک دو دن کے بعد ایوان میں رپورٹ پیش کریں گے۔

میاں منظور احمد موھل: اگر یہ موثر کام کرلیں تو بہت اچھی بات ہے ہم چاہتے ہیں کہ یہ تکلیف ختم ہو۔

میاں محمود الرشید: جناب والا! آج ہم جس مرحلہ سے گزر کر اسمبلی میں پہنچے ہیں اگر پورے شہر کے لوگوں کو تڑپانا چاہتے ہیں اور خود بھی تڑپنا چاہتے ہیں تو یہ ان کی مرضی ہے میری تو یہ گزارش ہے کہ معاملہ اتنا سنگین نوعیت کا ہے کہ ہمارے بچے پنکھے اور اے سی کے بغیر بیٹھ نہیں سکتے۔ اگر یہ کہتے ہیں کہ میں پتا کروں گا تو میرے خیال میں ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ اس معاملہ کی سنگینی کو مدنظر رکھتے ہوئے چونکہ یہ بنیادی ضروریات زندگی میں سے ہے۔ یہاں تک کہ لاھور کے لاکھوں نمازی نماز نہیں ادا کرسکے۔ اس پر فوری بحث ہونی چاہئے۔ اس پر آج ہی بحث کا وقت مقرر کریں۔ تاکہ متعلقہ محکمے کو بھی پتا چلے کہ ہم جو عوام کے نمائندے یہاں بیٹھے ہیں انہیں عوام کی ضروریات کا کس قدر اندازہ اور احساس ہے۔ اس لئے میری یہ گزراش ہے کہ اسے فوری ٹیک اپ کیا جانا چاہے اور اس پر بحث ہونی چاہئے۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: میں نہایت ادب سے یہ گزارش کرونگا کہ پچھلے 25 منٹ سے ہم اس تحریک التوائے کار پر بحث کر رہے ہیں اور مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ قواعد و انضباط کار سے ناواقفیت کی بنا پر تاخیر ہو رہی ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پہلے تو یہ غلطی ہوئی کہ آپ تحریک التوائے کار پر اسمبلی کی رائے لے سکتے ہیں اس کے بعد دوسری تحریک التوائے کار کے بارے میں آپ اجازت نہیں دے سکتے کہ وہ پیش کی جائے - پھر جب آپ ایوان کی رائے لے لیتے ہیں اور وہ

تحریک پڑھی جاتی ہے۔ پھر آپ پڑھنے کے بعد اس کو پیش کرتے ہیں اور اس پر وقت مقرر کرتے ہیں۔اس کے لئے ایک گھنٹہ یا دو گھنٹے وقت ہوتا ہے لیکن ابھی تک آپ یہ فیصلہ نہیں کر پائے کہ آپ نے اسے آج ٹیک اپ کرنا ہے یا کسی اور دن کرنی ہے آپ براہ کرم فوری فیصلہ دیجئے کہ اسے آپ آج ٹیک اپ کرنا چاہتے ہیں یا کسی دوسرے دن پہ رکھنا چاہتے ہیں۔ اور کتنا عرصہ اس پر بحث ہوگی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! جو آپ فرما رہے ہیں وہ مرحلہ ابھی تک نہیں آیا جہاں تک آپ نے یہ فرمایا ہے کہ ایک کے بعد دوسری ٹیک اپ نہیں کی جا سکتی ابھی دوسری تحریک التوائے کار ٹیک اپ نہیں ہوئی۔ آپ کو تھوڑی سی غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں معزز ایوان سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ آپ اس بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں؟ اسے آج ہی ٹیک اپ کیا جائے اور کیا آپ اس پر آج ہی بحث کرنا چاہتے ہیں؟ پھر غیر سرکاری کارروائی کو معطل کرنا پڑے گا۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: جناب سپیکر! میاں محمود الرشید نے تو تحریک التوائے کار پڑھ دی ہے۔ اب تو اسے آپ پڑھیں گے اور اس کے بعد بحث ہوگی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! میں آپ کی اطلاع کے لئے عرض کروں۔ ابھی وہ مرحلہ نہیں آیا۔ میں آپ کی رہ نمائی کی قدر کرتا ہوں۔ تھوڑا بہت علم مجھے بھی ہے۔۔۔۔۔۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میں تو یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ آپ مشیر حکومت پنجاب کی طرح آفیشل گیلری سے "بوٹی" منگوالیں اور اس کے مطابق فیصلہ کر دیں کیونکہ قانون دان تو ادھر بیٹھے ہیں جو قانون کی توضیح کرتے ہیں۔ اس کے مطابق فیصلہ ہو جائے گا اور ایک بات کو بار بار دہرانا نہیں پڑے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! میں عرض کروں گا کہ آپ تو پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔ آپ کو طریقہ کار کا پتا ہے۔ اگر آپ تحریک التوائے کار کو ایڈمٹ کرتے ہیں تو اس پر وقت مقرر کرنا ہوگا۔ آج آپ کو پتا ہے کہ سیمینار بھی ہو رہا ہے۔ اگر آپ بقیہ دن کی کارروائی کو معطل کرانا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! میں تو چاہتا ہوں کہ قانون سازی ہو' قرار دادیں آئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری بھی رہ نمائی فرمائیں۔

جناب سکندر حیات ملہی: میری رائے یہ ہے کہ چونکہ تحریک التوائے کار اتنی مشکل نہیں۔ ہمارے معزز ممبر نے اسکو پڑھ کر سنایا ہے۔ اب تک متعلقہ محکمہ نے اس کو نوٹ کر لیا ہوگا یہ کوئی چھومنتر والی بات نہیں ہے۔ محکمہ واپڈا ان کی بات سن کر بجلی مہیا کر دے گا۔ آندھی آئی ہے سارے شہر میں طوفان آیا ہے اس میں وقت لگے گا۔ یہ بات جو کرنا چاہتے تھے وہ رجسٹر ہو چکی ہے۔ میں وزیر قانون و پارلیمانی امور کی بات سے اتفاق کرتا ہوں اگر دو دن کا وقفہ دے دیا جائے تو اس وقت تک بجلی بھی آجائے گی اور پانی کی سپلائی بھی بحال ہو جائے گی۔ سارے مسئلے حل ہو جائیں گے اور آئندہ کے لئے ہم بحث بھی کر لیں گے تاکہ تنبیہہ ہو جائے کہ آئندہ یہ آندھی اور طوفان کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے آپ کو تیار کریں۔ تو میرے خیال میں اسے موخر کیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! تحریک التوائے کار کا وقت آدھا گھنٹہ تھا۔ آج غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کا دن ہے۔ بجٹ کی وجہ سے ہم نے بڑی مشکل سے اس کے لئے وقت نکالا ہے۔ جیسے کہ میرے بھائی ملہی صاحب نے فرمایا کہ رات ایک زبردست طوفان آیا۔ ہم آئے ہیں تو راستے میں پانچ جگہوں پر درخت ٹوٹے پڑے تھے۔ سڑک رکی ہوئی تھی۔ تو یہ ایک ایسی صورت حال پیدا ہوئی ہے کہ جو واپڈا یا واسا کے بس سے باہر بھی ہو سکتی ہے۔ اس لئے میں نے یہ کہا ہے۔ یہ نہیں ہے کہ کل ہی جواب دوں گا تو کل ہی اس کا نوٹس لوں گا۔ میں آج یہاں سے فارغ ہو کر اس کا نوٹس لوں گا تو کل ان کو یہاں بتاؤں گا کہ اس سلسلہ میں ہم نے کیا کارروائی کی ہے۔ آج آپ مزید وقت لگانا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

میاں محمود الرشید: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ جناب وزیر قانون جو دلائل دے رہے ہیں جی اور آر میں تو شائد آج آندھی کی وجہ سے لاہور کے شہری تو پچھلے چار دنوں سے تڑپ رہے ہیں اس وقت نہ کوئی آندھی آئی تھی نہ طوفان آیا تھا۔ واپڈا کے دفاتر میں اور ڈی جی ایل ڈی اے اور چیئرمین واپڈا کے دفتر میں ہزاروں کی تعداد میں لوگ گئے ہیں' لوگوں کی زندگی اجیرن ہو چکی ہے۔ جی او آر کی بات کریں تو میں مانتا ہوں کہ وہاں آندھی کی وجہ سے یا طوفان کی وجہ سے ایسا ہوا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ یہ مسئلہ بہت ہی سنگین ہے' تحریک پڑھی جا چکی ہے۔ آپ اس کے لئے وقت مقرر کر دیجئے۔ آج بحث کرنی ہے یا کل کرنی ہے۔ یہ میں تصحیح کرنا چاہتا ہوں کہ جی او آر کی بجلی آج گئی ہے لاہور کے شہری چار دن سے تڑپ رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! میں آپ کی تحریک التوائے کار کو Admit کرتا ہوں اور میں

اسے ہاؤس کے سامنے پڑھ کر بھی سناتا ہوں۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ اسمبلی کی معمول کی کارروائی روک کر شہر لاہور میں پانی اور بجلی کی شدید قلت کے مسئلے پر تحریک التوائے کار پر بحث کی جائے۔ تو آپ حضرات اس کے حق میں ہیں؟ (ایوان نے اتفاق رائے کا اظہار کیا) تو آپ کے اور لاء منسٹر صاحب کے باہمی مشورے سے اس پر وقت مقرر کر لیا جائے گا۔ انشاء اللہ بہت جلدی ایک دو دن کے اندر اندر اس پر بحث ہو جائے گی۔ اگلی تحریک التوائے کار جناب غلام سرور خاں صاحب کی طرف سے ہے۔ انہوں نے بھی استدعا کی تھی کہ ان کی تحریک التوائے کار بھی بغیر باری کے ٹیک اپ کی جائے۔ میں معزز ممبران سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ آپ کی اس سلسلہ میں کیا رائے ہے۔
(ایوان نے با اتفاق رائے نا منظور کیا)

جناب غلام سرور خاں: جناب سپیکر! میں نہایت افسوس کے ساتھ عرض کر رہا ہوں کہ اپوزیشن کے بنچوں پر بیٹھتے ہوئے پانچ سالوں میں پہلی مرتبہ بغیر باری کے اپنی تحریک التوائے کار پیش کرنے کی کوشش کی ہے اور اس امید پر کہ میں پہلی دفعہ ایسی بات کر رہا ہوں میری بات لازمی تسلیم کی جائے گی۔ جناب سپیکر! مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ سرکاری بنچز کی طرف سے کسی واقعہ کی اہمیت ہو یا نہ ہو متعلقہ ممبران اخبارات میں خبر چھپوانے کے لئے تحریک التوائے کار پیش کر دیتے ہیں۔ حکومت اسے ایڈمٹ کر لیتی ہے اور بحث کے لئے اجازت بھی دے دی جاتی ہے۔ جناب سپیکر! میں کہہ چکا ہوں کہ میں اپنی تمام تحاریک التوائے کار واپس لے لوں گا۔ اگر اس تحریک التوائے کار کو پیش کرنے کی اجازت دے دی جائے۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: جناب والا! میں آپ کی توجہ قاعدہ 67 (اے) کی طرف دلانا چاہتا ہوں اور اسے پڑھتا ہوں۔

67(a) Not more than one such motion shall be made on any one day but motions, if any, remaining unconsidered as regard there admissibility shall be held over for the next day and shall be taken up in the same order in which they were received, but before the motions of which notices are received subsequently;

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے متعلق ڈاکٹر صاحب فیصلہ ہو چکا ہے۔

جناب غلام سرور خان: ایک دن میں دو موشنز ٹیک اپ کی جا سکتی ہیں۔ اس لئے جناب والا میں پھر آپ سے استدعا کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خان صاحب میں نے آپ کا یہ نقطہ نظر ہاؤس کے سامنے رکھا اور وہاں سے

اس بات کی اجازت نہیں دی گئی کہ اس کو out of turn لیا جائے۔

جناب غلام سرور خان: جناب والا! اس پر ہاؤس سے رائے لی جائے اور ووٹنگ کروائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی چودھری صاحب! فرمایئے۔

چودھری سکندر حیات ملھی: جناب والا میرے فاضل رکن نے قاعدہ 67 کو صفحہ 27 کے حوالہ سے کہا ہے کہ ایک دن میں دو تحاریک استحقاق نہیں لی جا سکتیں اس میں کچھ اور لکھا ہوا ہے۔ اس میں لکھا ہوا ہے کہ:

The right to move for an adjournment of the Assembly for the purpose of discussing a definite matter of recent and urgent public importance shall be subject to the following restriction, namely:-

اس میں Definite matter لکھا ہوا ہے اور اگر نیچے کلاز اے میں آ جائیں تو اس میں لکھا ہوا ہے کہ:

Not more than one such motion
One such motion is related to a definite matter. This is entirely a different matter.

تو جو ڈاکٹر افضل اعزاز صاحب نے بات کی ہے وہ یہاں پر لاگو نہیں ہوتی' آگے آپ جس طرح مرضی کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی شاہ صاحب! فرمایئے _____

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا یہ رول نمبر 67 کا جو پیرا ہے' یہ جناب والا بڑا واضح ہے۔ جو کہ ایسے پڑھا جاتا ہے:

Not more than one such motion shall be made on any one day but motionss, if any, remaining unconsidered as regard there admissibility shall be held over for the next day and shall be taken up in the same order in which they were received, but before the motions of which notices are received subsequently;

جناب والا! ایک تحریک التوائے کار بحث کے لئے آپ نے ایڈمٹ فرما لی ہے اب دوسری تحریک التوائے کار جو ہے اس کو بحث کے لئے ٹیک اپ تو کیا جا سکتا ہے مگر ایڈمٹ نہیں کیا جا سکتا تو یہ تو بڑی واضح بات ہے۔ میں قانون کے حوالے سے اپنے فاضل دوست غلام سرور خان صاحب سے یہ عرض کروں گا کہ چونکہ اس میں قواعد واضح ہیں تو اس پر اصرار نہ کریں چونکہ آج غیر سرکاری ارکان کا دن ہے آج غیر سرکاری ارکان نے مفاد عامہ میں قوانین پیش کرنے ہیں' قراردادیں پیش کرنی ہیں' تو

وقت کو آپ ضائع کر رہے ہیں' ہم چاہتے ہیں کہ مفاد عامہ میں قانون سازی ہو غیر سرکاری ارکان کی طرف سے اور قراردادیں یہاں ایوان میں پیش کی جا سکیں۔

جناب غلام سرور خان: جناب والا! میں اس سے اتفاق کرتا ہوں' لیکن ساتھ ہی ساتھ میں آپ کی اطلاع کے لئے یہ گزارش کرتا ہوں کہ میں نے اپنی تحریک التواء کل اس اسمبلی سیکریٹریٹ کو پیش کی تھی اور موجودہ تحریک التوائے کار جو ایڈمٹ کی گئی ہے وہ آج پیش ہوئی اس لحاظ سے میری تحریک التوا کی اہمیت زیادہ بنتی ہے کہ میں نے اپنی تحریک التوائے کار کل پیش کی ہے اور میاں محمودالرشید صاحب نے اپنی تحریک التوائے کار آج پیش کی ہے اور جہاں تک جناب والا! شاہ صاحب کی بات کا تعلق ہے' میں مانتا ہوں کہ رولز کے تحت ایک تحریک ایڈمٹ کی جا سکتی ہے دوسری ٹیک اپ کی جا سکتی ہے میری یہ استدعا ہے کہ مجھے آج اپنی تحریک التوائے کار پیش کرنے کا موقع فراہم کیا جائے۔ مجھے پیش کرنے کی اجازت دی جائے میں ایڈمشن پر زور نہیں دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خان صاحب! اس بارے میں معزز ممبران نے اپنی رائے کا اظہار کر دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں اب مزید کچھ کہنے کی گنجائش بھی نہیں ہے اور تحاریک التوائے کار کا وقت بھی ختم ہو رہا ہے۔

جناب غلام سرور خان: جناب والا! ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ اگر معزز ایوان اس کی اجازت نہیں دیتا تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس پر اگلے ورکنگ ڈے پر انشاء اللہ بات ہو گی اور کوشش کی جائے گی کہ آپ کی تحریک التوائے کار کو out of turn ٹیک اپ کیا جائے۔

پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر1 کی رپورٹیں
ایوان میں پیش کرنے کی معیاد میں توسیع

حاجی محمد افضل چن: جناب والا! میں ایک تحریک پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی! فرمایئے۔

حاجی محمد افضل چن: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ "تجارتی حسابات اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 86-1985ء کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر1 کی رپورٹ ایوان

میں پیش کرنے کی معیاد میں مورخہ 30 جون 1992ء تک توسیع کر دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا یہ توسیع منظور ہے؟ ـــــ توسیع کی جاتی ہے۔

میاں منظور احمد موھل: جناب والا آپ ان کے بعد ہاؤس میں پیش کریں' ہاؤس میں Put کریں' اس کے بعد آپ ہاؤس سے اس کی منظوری لیں۔ یعنی میرا پوائنٹ آف آرڈر یہی ہے کہ آپ وہی Procedure Adopt کریں' جو ایک روایت ہے انہوں نے ایک تحریک پیش کی ہے اب لازماً" جب آپ پڑھیں گے اس کے بعد ہاؤس کے سامنے منظوری لینی ہے اس سے پہلے نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی آپ کا پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے آئندہ اس سلسلہ میں احتیاط برتی جائے گی۔ اب تو ایک بار فیصلہ ہو چکا ہے۔ ـــــ جی ـــــ

حاجی محمد افضل چن: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ تجارتی جہازات اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 87-1986ء کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر ا کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی معیاد میں 31 دسمبر 1991ء تک توسیع کر دی جائے۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: جناب والا! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔ جناب والا پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کا یہ مقصد نہیں ہے کہ آپ دس دس سال پرانی رپورٹیں ہاؤس کے سامنے پیش کریں۔ ہمیں پچھلے دنوں سال 1967ء کی ایک رپورٹ پیش کی گئی ہے۔ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے آپ سارے رولز اینڈ ریگولیشن پڑھ کر دیکھئے اس میں آپ کو پتہ چلے گا کہ اگر آپ 1976ء کی رپورٹ پیش کرتے ہیں تو اس کی کس طرح جانچ پڑتال کی جا سکتی ہے کہ آیا اس میں جو اعداد و شمار ہیں جن کا جائزہ لیا گیا ہے وہ صحیح ہیں یا نہیں ہیں' اب اگر آپ 86-1985ء کی رپورٹ 1992ء تک لے جانا چاہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جو وہاں پر گھپلا ہو رہا ہے جو وہاں زیادتیاں ہو رہی ہیں' جو وہاں اس قسم کی ہیرا پھیری ہو رہی ہے اس کو آپ چھپانا چاہتے ہیں ان پر آپ پردہ پوشی کرنا چاہتے ہیں اور وہ ایوان کا استحقاق مجروح کرنے کے مترادف ہے۔ کہ اتنی تاخیر سے یہ رپورٹیں ایوان کے سامنے پیش کی جائیں۔ میری گزارش ہے کہ ان کو Up to date کیا جائے جتنی بھی سابقہ رپورٹیں ہیں وہ تمام اس سال کے اندر اندر ایوان میں پیش کی جائیں۔

حاجی محمد افضل چن: جناب والا میں اس ضمن میں گزارش کروں گا شائد میرے فاضل ممبر کو یہ علم نہیں کہ ہماری یہ کمیٹی ابھی ابھی بنی ہے جس کی آج تک کوئی میٹنگ نہیں ہو سکی۔ چونکہ ہم نے

میٹنگ کرنی تھی' جب تک میٹنگ نہ ہو گی یہ رپورٹ کیسے آ سکے گی۔ ہم نے تو جناب والا! صرف میٹنگ کرنے کے لئے آپ سے اجازت مانگی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمایئے پراچہ صاحب! _____

جناب فرید احمد پراچہ: جناب والا جیسا کہ ڈاکٹر افضل اعزاز صاحب نے کہا ہے کہ یہ رپورٹ ایک تو پانچ سال پہلے کی ہے یعنی سب سے پہلے تو اس میں یہی بات ایوان کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے کہ ایوان کے سامنے جو بات ایک سال بعد آنی چاہئے وہ پانچ سال بعد آ رہی ہے اور پھر کمیٹی پورے ایک سال کی مدت لے رہی ہے۔ یعنی کمیٹی کو صرف غور کرنے کے لئے ایک سال درکار ہے۔ کہ ایک سال تک وہ کمیٹی اپنے اجلاس کرتی رہے گی اور اس میں غور کرے گی۔ جناب ہم اس کی مخالفت کرتے ہیں اس میں کوئی توسیع نہ کی جائے اور اس کو مقررہ مدت کے اندر ایوان کے سامنے لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی موحل صاحب! آپ کچھ فرمانا چاہتے تھے؟

میاں منظور احمد موحل: جناب والا! بات یہ ہے کہ یہ جو پبلک اکاؤنٹس کمیٹی ہاؤس میں بنتی ہے اور اس کو ان اکاؤنٹس کا حساب جانچنا پڑتا ہے' جو اس کے سامنے آتے ہیں یہ ایسی ہی بات ہے یعنی اب 86-1985ء کے حسابات پیش ہیں' اب 89-1988 کے تو آ نہیں سکتے' ان کو اس طرح بتدریج چلنا ہے۔ یا تو یہ ہوتا کہ ان کی اپنی مرضی ہوتی کہ یہ 89-1988ء کو لے لیں' سال 91-1990ء کو لے لیں' یہ ناممکن ہے' جس ترتیب سے وہ آ رہے ہیں اس طرح سے ان اکاؤنٹس کو پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نے deal کرنا ہے۔ چونکہ وہ ایک ایسا امر ہے کہ ان کے سامنے سال 86-1985ء ہے اور یہ ایک سال کے حسابات ہیں' یہ نہیں ہے کہ یہ ان ہی پر ایک سال لگا دیں گے۔ بلکہ یہ ہے کہ اس کے بعد اگلا سال آ جائے گا۔ اس کے بعد اس سے اگلا سال آئے گا۔ میرے خیال میں فاضل ارکان نے اس کو جو پوائنٹ آف آرڈر کر کے چیلنج کیا ہے وہ اس ہاؤس کی روایت نہیں ہے' کیونکہ جو بھی تحریک پیش کی جاتی ہے وہ مفاد عامہ میں ہوتی ہے وہ تو آپ نے ان کو ایک سرٹیفکیٹ دینا ہوتا ہے کہ آپ اپنا کام جاری رکھیں۔ اس مرحلہ پر ایسی تحریک کو یہاں پر Oppose نہیں کیا جا سکتا۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے معزز ممبر کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ضروری نہیں ہے اور کہیں بھی نہیں لکھا ہوا کہ ایک چیز اس انداز سے پیش کر دی جائے تو وہ Already Understood بات ہوتی ہے کہ اس کو اس طرح کرنا ہے۔ اس کو

Oppose کیا گیا ہے۔ اس بارے میں جس انداز سے دو معزز ممبران پراچہ صاحب اور ڈاکٹر صاحب نے وضاحت کی ہے میں اس کی تائید کرتے ہوئے یہ کہوں گا کہ محض معاملات کو طول دینے کے لئے اور محض کمیٹیوں کے اجلاس بلانے کے لئے اور دنوں کی گنتی کرنے کے لئے یہ طریقہ جو اختیار کیا جاتا ہے اس سے باز رہنا چاہئے اور اس کو اسی انداز سے حل کیا جانا چاہئے جس انداز میں ڈاکٹر صاحب نے اور پراچہ صاحب نے تجویز کیا ہے۔

حاجی محمد افضل چن: جناب والا! میں آپ کی وساطت سے موحل صاحب سے گزارش کروں گا کہ جہاں 30 جون 1992ء ہے وہاں ان کے اعتراض کی بنا پر 31 دسمبر 1991ء کر سکتے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے کہ جو حاجی افضل چن صاحب نے پہلے اجازت مانگی تھی آپ نے بلا سوچے سمجھے ایوان کے سامنے سوال پیش کر دیا' اس کی ایوان نے منظوری بھی دے دی۔ آپ ریکارڈ دیکھ لیں۔ اب ترمیم شدہ جو تحریک پیش کی گئی ہے اس کی بھی ایوان نے باضابطہ طور پر منظوری دے دی ہے۔ تو وہ کونسی تحریک ہے جس کی منظوری ایوان کی طرف سے دی گئی ہے۔ کیونکہ آپ نے پہلے جو سوال پیش کیا اس پر بھی ایوان نے "ہاں" کہہ دی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ دوسری تحریک ہے۔ ابھی اس پر سوال پیش نہیں کیا گیا۔ پہلے والی تحریک کی توسیع مل گئی ہے یہ دوسری تحریک ہے۔ تو حاجی افضل چن صاحب نے تحریک پیش کی ہے کہ تجارتی حسابات اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 87-1986ء کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر ا کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی معیاد میں مورخہ 31 دسمبر 1991ء تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: یہ تو منظور ہو گئی۔ لیکن میں ایک دوسرے پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہوں۔ رول 153 کا سب رول (2) پڑھیں:

Unless otherwise permitted by the Speaker, one of the public Accounts, Committees will meet during the first fortnight of a month that the other will meet during the second fortnight of a month to dispose of the business pending before them.

میں صرف یہ آپ کی اطلاع کے لئے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ یہ فرمائیے کہ یہ جو کمیٹیاں ہیں ان کی میٹنگ کے لئے باقاعدہ ایک رول بنایا گیا ہے۔ تو 1986ء کی اور اس کے بعد 1976ء کی جو میٹنگ ہونا

تھیں۔ وہ نہیں ہو سکیں کیونکہ ابھی تک کوئی میٹنگ ہوئی نہیں۔ تو ان کمیٹیوں کا کوئی جواز یا فائدہ ہے؟ پبلک اکاؤنٹس کمیٹیاں باقاعدگی سے میٹنگ کیوں نہیں کرتیں اور اس کے بعد ان رولز کے مطابق حساب کتاب کی باقاعدہ جانچ پڑتال کیوں نہیں کرتیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب جو پبلک اکاؤنٹس کمیٹیوں کی میٹنگ ہیں وہ رولز کے مطابق ہوتی ہیں۔ اگر بقایا کوئی کام رہ جائے تو اس کے لئے ایوان سے توسیع لینی پڑتی ہے۔

مسودات قانون (جو پیش کئے گئے)

مسودہ قانون (ترمیم) زرعی پیداواری منڈیاں پنجاب مصدرہ 1991ء

جناب ڈپٹی سپیکر: اب غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع کرتے ہیں۔ پہلا مسودہ قانون میاں محمود احمد صاحب کی طرف سے ہے۔

میاں محمود احمد: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ مسودہ قانون (ترمیم) زرعی پیداواری منڈیاں پنجاب مصدرہ 1991ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر زراعت: میں اس کو اپوز کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"مسودہ قانون (ترمیم) زرعی پیداواری منڈیاں پنجاب مصدرہ 1991ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے"۔

جیسا کہ پہلے اس ایوان کی روایات بھی ہیں اور جناب موحل صاحب نے بھی بار بار اس کی نشان دہی کی ہے کہ آپ اپوز اس وقت کریں جب سپیکر اس کو ایوان میں پڑھ کر سنا دے۔ میاں محمود احمد صاحب اپنے بل کے بارے میں کچھ ارشاد فرمانا چاہیں گے۔

میاں محمود احمد: جناب سپیکر! پنجاب ایگریکلچر پروڈیوس مارکیٹ بل میں پنجاب کی جو مارکیٹ کمیٹیاں ہیں ان میں جو مجسٹریٹ تعینات کئے گئے ہیں ان کے پاس جرمانہ کرنے یا سزا دینے کا کوئی اختیار نہیں' نہ ہی ٹیکس کی وصولی کے کوئی اختیارات ہیں۔ اس سلسلے میں جناب وزیر زراعت صاحب اور جناب وزیر قانون صاحب سے میری تفصیلی بات ہوئی ہے اور یہ فیصلہ ہوا ہے کہ آئندہ غیر سرکاری ارکان کی

کارروائی کے دن تک اس کو پینڈنگ کر لیا جائے تاکہ اس کو مزید بہتر بنا کر ایوان میں پیش کیا جائے۔ کیا جناب منسٹر صاحب اس بارے میں وضاحت فرمائیں گے؟

وزیر زراعت: جناب والا! فاضل دوست سے میری اور لاء منسٹر صاحب کی بات ہوئی ہے۔ اس میں کچھ قانونی پیچیدگیاں ہیں۔ ڈیپارٹمنٹ کے لئے ان کا بل فائدہ مند ہے۔ اس سے ریکوری بھی ہو گی اور کچھ فائدہ بھی پہنچے گا۔ لیکن جناب والا بھی سمجھتے ہیں کہ اس میں کچھ قانونی پیچیدگیاں ہیں اور لاء منسٹر صاحب نے اس کو تھوڑا سا VET کرنے کے لئے کہا جو ہم بیٹھ کر کر لیں گے۔ اس کو پینڈنگ کر دیں۔

مسودہ قانون نافذ اردو پنجاب مصدرہ 1991ء

جناب ڈپٹی سپیکر: اس مسودہ قانون کو اگلے پرائیویٹ ممبرز ڈے تک پینڈنگ کیا جاتا ہے۔ اگلا مسودہ قانون جناب ارشاد حسین سیٹھی، جناب فرید احمد پراچہ اور میاں محمود الرشید صاحب کی طرف سے ہیں۔ میں ان سے درخواست کروں گا کہ وہ اسے پیش کریں۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:-

"مسودہ قانون نفاذ اردو پنجاب مصدرہ 1991ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے"۔

وزیر قانون: میں اپوز کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب سیٹھی صاحب!

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ آئین پاکستان کے تحت جو مدت مقرر کی گئی تھی کہ جس کے دوران اردو کو بطور سرکاری زبان اختیار کیا جانا چاہئے تھا وہ معیاد آئین کے مطابق پوری ہو چکی ہے۔ اس لئے اب اس معزز ایوان کو اس بارے میں مکمل اختیار ہے کہ وہ اس مقصد کے لئے قانون سازی کرے اور آئین کے تحت اردو کے نفاذ کے لئے عملی اقدامات کرے۔ میں سمجھتا ہوں کہ قائد ایوان نے اپنی حالیہ گفتگو میں جو Policy Statement دیا ہے اور جناب وزیر خزانہ نے بھی بجٹ میں نفاذ اردو کے لئے پچاس ہزار روپے مختص کئے ہیں جس سے مشینیں وغیرہ خریدی جائیں گی۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس مسئلہ کی اہمیت کو تسلیم کیا گیا ہے۔ اس لئے یہ بل پیش کرنے کا جواز ہے۔ اس کو عملی شکل دینے کے لئے اس پر فوری اور جلد عملدرآمد

کیا جانا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی پراچہ صاحب!

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ایسا مسودہ قانون ہے جس کی کسی صورت میں بھی وزیر قانون کی جانب سے یا ہمارے وزراء میں سے کسی طرح بھی اس کی مخالفت نہیں ہونی چاہئے تھی۔ اس لئے کہ یہ وہ معاملہ ہے جس کے بارے میں بانی پاکستان حضرت قائداعظم نے ڈھاکہ میں جا کر جہاں پر بنگلہ زبان کے بارے میں تحریک چل رہی تھی جلسہ عام میں لوگوں کے سامنے کھلے عام اس بات کا اعلان کیا اور کسی بھی طرح کی مخالفت یا مزاحمت کو ذہن میں رکھتے ہوئے اس بات کا اعلان کیا کہ پاکستان کی سرکاری زبان اردو اور صرف اردو ہو گی اور اس پر پورے طور پر زور دیا۔ یہ محض انگریزی کی بالادستی کو قائم رکھنے کے لئے محض بیورو کریسی کو خوش کرنے کے لئے اور دراصل زبان کے حوالے سے ان کی بالادستی کو قائم رکھنے کے لئے اس بل کی مخالفت کی جا رہی ہے۔ آئین پاکستان میں اس کے لئے پندرہ سال کا عرصہ مقرر کیا تھا۔ وہ عرصہ ختم ہو چکا ہے۔ آئین نے قانون سازی کے حق کو نہ صرف یہ کہ محدود نہیں کیا بلکہ دراصل آئین پاکستان نے اس کی طرف توجہ دلائی کہ اس پر زیادہ سے زیادہ صوبوں کو اور قانون ساز اداروں کو جلدی سے جلدی عمل کرنا چاہئے۔ پندرہ سال زیادہ سے زیادہ مدت تھی اور وہ گزر چکی ہے۔ جناب والا! اس بارے میں گزارش ہے کہ اس مسودہ قانون کو تسلیم کیا جائے۔ اس بارے میں یہاں پر جو ہماری گزارشات ہیں ان کو تسلیم کیا جائے اور ایوان میں اس بل کی مخالفت نہ کی جائے اور اس بل کو متعلقہ کمیٹی کے سپرد کر کے قانون سازی کے عمل کو مکمل کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! جہاں تک اردو کو ملکی سطح پر سرکاری زبان ہونے کے آئینی حق کا تعلق ہے اس سے کسی کو انکار نہیں۔ میں اپنے بھائیوں سے سو فیصد اتفاق کرتا ہوں کہ آرٹیکل 251 کی شق 1 کے تحت پاکستان کی سرکاری زبان اردو کو بنایا گیا ہے۔ پاکستان کی قومی زبان اردو کو قرار دیا گیا ہے۔ اس قانون کے ذریعے صوبہ پنجاب کے سرکاری اور نیم سرکاری اداروں میں اور تعلیم کے میدان میں اردو زبان کا نفاذ مطلوب کیا ہے۔ گزارش یہ ہے کہ یہ قانون مرکزی حکومت بنا سکتی ہے اگر ضرورت پڑے اور وہ سارے پاکستان کی سطح پر بنانا پڑے گا۔ جہاں تک پنجاب کا تعلق ہے سیلبس میں، آپ کے دفتری کاروبار میں اردو رائج ہے۔ اردو کو مروج کرنے کی ضرورت بھی نہیں

ہے۔ ہم بجٹ اردو میں دے رہے ہیں۔ حکومت سیلبس کے لئے بھی اقدامات کر رہی ہے' ہمارے پنجاب کے چیف منسٹر نے تو اردو کی ترویج کو نمبروں پر Priority دی ہوئی ہے۔ اس وقت خاص طور پر سرکاری محکموں میں اردو کو مروج کرنے کے لئے بہت بڑی تعداد میں اردو ٹائپ رائٹر خرید کئے جا رہے ہیں اور یہ بجٹ میں Provision ہے کہ کافی سارے اردو ٹائپ رائٹر ہم خرید کر رہے ہیں اور بجٹ بھی پچھلے سال سے ہم نے اردو میں پیش کرنا شروع کر دیا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اردو کو سرکاری زبان بنانے کے لئے اگر قانون سازی کی ضرورت ہوئی کیونکہ آئین میں آرٹیکل 51 کے تحت یہ موجود ہے۔ تو یہ قانون سازی مرکزی حکومت کر سکتی ہے اور سارے ملک کے لئے کرے گی۔ تو اس وجہ سے میں سمجھتا ہوں کہ جہاں تک پنجاب میں اردو کو رائج کرنے کا تعلق ہے میں اپنے بھائیوں کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ قانون سازی مرکزی حکومت نے کرنی ہے۔ جہاں تک یہاں پر اسے رائج کرنے کا تعلق ہے یہ اپنی تجاویز ہمیں دیں۔ حکومت پنجاب ان پر انتہائی ہمدردی سے غور کرے گی اور ان میں سے جو بھی قابل عمل ہوں گی ان پر عمل کرنے کی پوری کوشش کرے گی۔ ان حقائق کے پیش نظر میں سمجھتا ہوں کہ اس بل کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے میں نے اس کی مخالفت کی تھی اور میں سمجھتا ہوں کہ اس بل کو یہاں نہ لایا جائے شکریہ!

جناب فرید احمد پراچہ: جناب والا! گزارش یہ ہے کہ قانون سازی کی ضرورت اس لئے ہے کہ پاکستان کو قائم ہوئے چوالیس سال کا عرصہ ہو گیا ہے اور ہر بار اس بارے میں کہا گیا۔ اعلانات کئے گئے۔ اظہار خیال کیا گیا۔ وعدے' وعید ہوئے اس کے باوجود پیش رفت کوئی نہیں ہوئی۔ انجمن ترقی اردو بھی بنی۔ اردو سائنس بورڈ بھی بنا اور جناب والا! آل انڈیا مسلم لیگ جو پاکستان کی بنیاد رکھنے والی جماعت ہے اس نے اپنے اجلاسوں میں جو دہلی' مادھ پور' لکھنؤ' کلکتہ اور امرتسر میں ہوئے ان تمام اجلاسوں میں 1910ء سے لے کر 1937ء تک چھ قراردادیں ہیں جو پاس کی گئیں۔ اب اتنا طویل عرصہ ہو گیا ہے کہ احساس نہیں ہو رہا۔ دوسری بات جناب والا! کہ یہ قومی معاملہ ہے' وفاق اس بارے میں یا قومی اسمبلی اس کے بارے میں قانون سازی کرے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب والا! قومی اسمبلی میں تو وفاق کے طور پر ہو گا لیکن صوبہ اسی رہنمائی میں جو رہ نمائی آئین پاکستان سے ملتی ہے کسی بھی طرح کا قانون بنا سکتا ہے اگر آئین پاکستان اس میں کوئی مزاحمت کرے اور وفاق کا منشاء ہے کہ اس میں مزاحم نہ ہو تو صوبہ اسی بارے میں کوئی بھی

قانون سازی کر سکتا ہے اور یہ اردو کے نفاذ کے بارے میں ہے اور اس بارے میں آئین میں وضاحت موجود ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی میاں محمود الرشید صاحب!

جناب میاں محمود الرشید: جناب سپیکر! میں خالصتاً" جناب پراچہ صاحب کی بات کی تائید کرنا چاہتا ہوں جہاں تک وزیر قانون نے یہاں پر بیان فرمایا ہے کہ قومی اسمبلی قانون سازی کر سکتی ہے۔ تو جناب سپیکر! قومی اسمبلی نے تو یہ 1973ء کے آئین میں بڑا واضح طور پر 14-8-73 کو Provide کر دیا ہے کہ پندرہ سال کے اندر ہماری قومی زبان اردو سرکاری زبان ہو جائے گی اور یہ تاریخ 14-8-88 کو ختم ہو جاتی ہے۔ جناب سپیکر! اس بارے میں کہیں پر اس بات کو ممنوع قرار نہیں دیا گیا کہ یہ قومی زبان کا مسئلہ ہے تو صرف قومی اسمبلی میں یا پارلیمنٹ میں بات ہو سکتی ہے ـــــ جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ ضروری نہیں ہے کیونکہ قومی اسمبلی نے تو ایک Guide Line آئین میں دی اور اس بات کی Provision رکھ دی کہ پندرہ سال کے اندر بتدریج ہماری قومی زبان اردو کو ہر سطح پر رائج کیا جائے گا۔ ذریعہ تعلیم بھی اسے بنایا جائے گا۔ قانون سازی بھی اردو زبان میں ہو گی لیکن جناب سپیکر! اب تک اس پر عمل نہیں ہوا۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس بارے میں جب کوئی امر مانع نہیں تو حکومت کی طرف سے اس بل کی مخالفت میری سمجھ سے باہر ہے۔ ایک طرف تو ہم بات کرتے ہیں نظریہ پاکستان کی' بات کرتے ہیں اپنی قومی تعلیم کی اور قائداعظم رحمتہ اللہ علیہ کی' مسلم لیگ کی اور مسلم لیگ کے اصولوں کی۔ تو پھر جناب والا! میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ جب کوئی امر مانع نہیں تو پنجاب کی صوبائی اسمبلی کو یعنی ہمارا Purview پورے صوبے کے اندر ہے۔ صوبے کی سطح پر قانون سازی کے لئے اس بل کا پاس کیا جانا بہت ضروری ہے تاکہ ہم اپنے قومی مقاصد کو حاصل کر سکیں اور یہ روح پاکستان کے آئین کی روح کے عین مطابق ہو گا اور اس پر عملدرآمد کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے صوبے کی سطح پر اس بارے میں کوئی قانون سازی کریں۔

جناب وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ مسئلہ چونکہ قومی اہمیت کا حامل ہے اور اس کو صوبے کی بجائے ہمیں پاکستان کی سطح پر take up کرنا چاہئے۔ میں نے جناب فرید پراچہ صاحب سے بھی بات کی ہے کہ وہ مہربانی کر کے اس بل پر اصرار نہ فرمائیں۔ اس سلسلے میں وہ پنجاب اسمبلی میں قرارداد پیش کریں جس کی ہم حمایت کریں گے تاکہ مرکزی حکومت پاکستان کی سطح پر آئین پاکستان کے مطابق اس سلسلے میں عملی اقدامات کرے۔ شکریہ جناب سپیکر!

جناب میاں محمود الرشید: جناب سپیکر! ہمیں جب کوئی چیز مانع نہیں' جو چیز ہمارے بس میں ہے' جو ہم کر سکتے ہیں' قانون ہم بنا سکتے ہیں' اس پر عملدرآمد کر سکتے ہیں' ہم منتخب نمائندے ہیں' ہمارے دائرہ کار میں یہ بات آتی ہے۔ کسی جگہ پر اس کو منع نہیں کیا گیا۔ جب ہم نہیں کر رہے تو ایک قرارداد نہیں بنتی کہ قومی اسمبلی اسے دیکھے گی۔ یہ مسلم لیگی بھائیوں کی طرف سے انتہائی قابل افسوس رویہ ہے کہ جب ہم بات کرتے ہیں اور Mandate لے کر آئے ہیں تو انہیں چیزوں کا لے کر آئے ہیں۔ نفاذ اسلام کی بات کرتے ہیں' اردو کی بات کرتے ہیں۔ نظریہ پاکستان کی بات کرتے ہیں۔ مسلم لیگ کے اصولوں کی بات کرتے ہیں تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ حکومتی بینچوں کی طرف سے اس بل کی مخالفت میری سمجھ سے بالاتر ہے۔ ہمارے دائرہ کار میں یہ بات آتی ہے اور اس بل کو پاس ہونا چاہئے۔ ہاؤس کے اندر اس پر ووٹنگ ہونی چاہئے۔ جب یہ ہمارے دائرہ کار میں ہے تو ہم کیوں قانون سازی نہیں کر سکتے جناب! پوری دنیا کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیجئے۔ پاکستان کے دیگر صوبوں کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیجئے۔ جب پوری دنیا میں بات کر سکتے ہیں تو پھر پنجاب کے اندر اپنی زبان کی مخالفت میرے خیال میں نہیں ہونی چاہئے۔ اس بل کو پاس ہونا چاہئے اور اس پر بحث ہونی چاہئے اور اس پر ووٹنگ ہونی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز۔ جی ڈاکٹر صاحب! فرمایئے۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: (پوائنٹ آف آرڈر)۔ جناب والا! گزارش یہ ہے کہ یہاں اگر بغیر آپ کی اجازت کے زبردستی بولنا چاہے تو وہ تو بول سکتا ہے لیکن جو قواعد کی پابندی کر کے آپ کی اجازت سے بولنا چاہے تو اس کو اجازت نہیں ملتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔ وہ بھی تو آپ ہی کے ساتھی ہیں۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: جی نہیں۔ اس کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ جناب والا! میری صرف گزارش یہ ہے کہ یہ جو وزیر قانون صاحب Policy Statement دے رہے ہیں یہ ہمارے وزیراعلیٰ جناب غلام حیدر وائیں کی واضح پالیسی اور ان کی ہدایات کے بالکل خلاف ہے۔ جناب جب سے وہ وزیر اعلیٰ بنے ہیں اس وقت سے آپ اخبارات اٹھا کر دیکھئے ان کی Policy Statement اٹھا کر دیکھئے انہوں نے یہ واضح ہدایات دی ہیں کہ پنجاب کی حد تک انگریزی کی جگہ اردو استعمال کی جائے گی اور باقاعدہ انہوں نے یہ اعلان کیا ہے کہ یکم جولائی 1991ء سے سارے پنجاب میں _____

جناب ڈپٹی سپیکر: آج ہم ایک سیمینار بھی کر رہے ہیں اگر کوئی دوست پوائنٹ آف آرڈر پر بات

کر رہا ہو تو اسے بات کرنے دیں اور اس کے بعد آپ کی باری آ سکتی ہے اگر آپ اس بات پر پوائنٹ آف آرڈر اٹھانا چاہیں کہ کوئی صاحب بات غلط کر رہے ہیں یا وہ غیر متعلقہ بات کر رہے ہیں یا کوئی غیر قانونی بات کر رہے ہیں تو اس کے متعلق آپ پوائنٹ آف آرڈر اٹھا سکتے ہیں اگر آپ صرف بات کرنا چاہتے ہیں اور کسی پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے آپ کو انتظار کرنا چاہئے اس لئے میں چاہوں گا کہ ڈاکٹر صاحب کو بات کر لینے دیں۔ جی ڈاکٹر صاحب! فرمایئے۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: جناب والا! میں گزارش کر رہا تھا کہ وزیراعلیٰ پنجاب کی واضح ہدایات ہیں کہ یکم جولائی 1991ء سے انگریزی کو ختم کر کے تمام سلسلہ خط و کتابت اردو میں شروع کیا جائے گا اور اس کا اخبارات میں باقاعدہ اعلان کیا گیا یہ ان کی واضح ہدایات ہیں لیکن جناب والا! آج مجھے افسوس ہو رہا ہے کہ ان کی واضح ہدایات کے خلاف جو وزیر قانون صاحب بیان دے رہے ہیں اور اس پالیسی کی مخالفت کر رہے ہیں وہ سمجھ سے بالاتر ہے۔ یا تو ہمیں وزیر قانون صاحب کے کہنے کے مطابق چلنا چاہئے یا وزیراعلیٰ کے احکامات اور ہدایات کی تعمیل کرنی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں معزز ممبران سے یہ درخواست کروں گا کہ پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر مختصر لفظوں میں کرنی چاہئے۔

چودھری سکندر حیات ملہی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! فاضل ممبر نے اپنے نقطہ نظر کو بیان کرتے ہوئے یہ بتایا کہ قومی مقاصد کو پورا کرنے کی خاطر اردو زبان کا نافذ ہونا بہت لازمی ہے میں جناب آپ کی وساطت سے ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جناب وہ کون سے قومی مقاصد ہیں جو خاص طور پر اردو زبان کے ساتھ منسلک کئے گئے ہیں جب تک ہم ان کا تعین نہیں کر لیتے ہم ایک زبان کا لازم قرار دینا کس طرح کر سکتے ہیں۔ جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ قائداعظم نے یہ مقاصد پاکستان کے لئے لازم قرار دیئے تھے یا یہ بعد میں پیدا کئے گئے ہیں یہ کونسے قومی مقاصد ہیں۔

میاں محمود الرشید: جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ اس بارے میں تو کسی طور پر یہ ابہام نہیں ہے یہ آئین پاکستان 1973ء کا قانون ہے اس میں یہ واضح طور پر ہے یعنی یہ کوئی اس طرح کا معاملہ نہیں ہے کہ اسے Controversial بنایا جائے جناب سپیکر یہ 1973ء کا متفقہ آئین ہے اس میں یہ طے شدہ بات ہے یہاں میرا دوست اس کے خلاف بات کر رہا ہے اور یہ پارلیمنٹرین بھی ہے مجھے ان کی اس بات پر انتہائی دکھ اور افسوس ہوا کہ آئین پاکستان کے خلاف بات کہی جا رہی ہے کہ کونسے وہ مقاصد ہیں جو اردو پورا کر سکتی ہے جناب والا! اس بارے میں تو بہت کچھ کہا جا سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی آپ تشریف رکھیں۔ میں معزز ممبران سے یہ درخواست کروں گا کہ اس میں جو طریقہ کار ہے وہ یہ ہے کہ جب ایک معزز ممبر اپنا بل ایوان میں پیش کرتا ہے اور وہ اس پر اپنی تقریر کر لیتا ہے اور وزیر متعلقہ اس کی مخالفت کر لیتے ہیں تو پھر اس پر بار بار ڈیبیٹ نہیں ہوا کرتی اس کے بعد ایوان میں سوال کیا جاتا ہے۔ تو میں معزز ممبران سے درخواست کروں گا کہ وہ اس مسئلہ کو طول نہ دیں۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب والا! عرض یہ ہے کہ جب کوئی بات پوائنٹ آف آرڈر پر ہو گی تو اس کا جواب بھی پوائنٹ آف آرڈر پر دیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی! فرمایئے۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب والا۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ جناب ملی صاحب نے یہ سوال جناب ڈاکٹر افضل اعزاز سے کیا ہے تو میں اس بارے میں عرض کروں گا کہ آپ اس کا جواب جناب ڈاکٹر افضل اعزاز سے لینے کی بجائے قائداعظم محمد علی جناح سے لیں کہ وہ کونسے مقاصد تھے جن کے تحت انہوں نے اردو کو قومی زبان قرار دیا۔ اگر آپ ان سے یہ جواب لے سکتے ہیں اگر ان کی جماعت مسلم لیگ سے اس کا جواب لے سکتے ہیں تو آپ ان سے جواب لیجئے کہ کن مقاصد کے تحت انہوں نے اردو کو قومی زبان قرار دیا تھا کن مقاصد کے تحت اردو کو آئین میں رکھا گیا کن مقاصد کے تحت اسے سرکاری زبان قرار دیا گیا میں نے جتنی قراردادیں پڑھی ہیں اور بتائی ہیں آپ مسلم لیگ سے سوال کیجئے آپ ہم سے سوال کرتے ہیں کہ وہ کیا مقاصد تھے جن کے تحت اردو کو قومی زبان قرار دیا گیا ہے اور اس سے کونسے مقاصد پورے ہوتے ہیں ان باتوں کا جواب جناب والا آپ قائداعظم سے لیجئے وہ آپ کو اس کا جواب دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لنگڑیال صاحب چلے گئے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اب اس مسئلے پر مزید بحث نہ کی جائے۔

سید چراغ اکبر شاہ: جناب والا! میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ ہاؤس کو In Order کیا جائے کیونکہ کسی کو کسی کی بات سنائی نہیں دے رہی ہے۔

دوسرے جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ اس ایوان میں ایسی قراردادیں بغیر کسی بحث و تمحیص کے منظور کر لی جاتی ہیں اس اجلاس میں یہ روایت پڑ چکی ہے کہ خوشامد اور مبارکباد کی

قراردادیں وغیرہ پاس کر لی جاتی ہیں۔ تو جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی زیادتی ہے کہ اس قرارداد جس کا تعلق اردو زبان سے اور ہماری قومی زبان سے ہے اس پر اتنی بحث و تمحیص کی جا رہی ہے اور اس معزز ایوان کا وقت ضائع کیا جا رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب' یہ قرارداد نہیں ہے۔ آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ یہ بل ہے۔

سید چراغ اکبر شاہ: جناب والا! میں معافی چاہتا ہوں۔ ٹھیک ہے کہ یہ بل ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ جی محترمہ فوزیہ صاحبہ۔

بیگم فوزیہ بہرام: جناب والا! میں تمام ممبران سے آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ یہ جو اردو زبان کا ہم بل پیش کر رہے ہیں یہ انتہائی سنجیدگی کا حامل ہے اس طریقے سے نہ تو اس پہ بحث کر کے اسے منظور کیا جائے جناب والا! میں نے محرک سے بھی بات کی ہے اس طرح سے اگر ہم ایک صوبے میں اردو کا بل پاس کر لیتے ہیں تو سندھ کے اندر کل سندھی پاس کر لیں گے پرسوں بلوچستان میں بلوچی پاس کر لیں گے یہ ٹھیک نہیں ہے دراصل یہ مسئلہ قومی یکجہتی سے تعلق رکھتا ہے اور میں آپ سے درخواست کروں گی کہ بجائے اس کو اس طریقے سے کرنے سے اسے معطل کر دیں اس کے ملکی پہلوؤں پر غور کر لیں اگر ضرورت پیش آئے تو اس کو سنٹرل گورنمنٹ سے بھی ٹیک اپ کر لیں اس مسئلے کو اس کے بعد اٹھایا جائے اس کے پاس ہونے کے بعد جو نتائج ہوں گے ان پر بھی غور کر لیا جائے اس لئے میں چاہوں گی کہ اسے معطل کر کے محرکین اور وزیر قانون صاحب کو بٹھا کر اس کے تمام پہلوؤں پر غور کریں پھر اس کو پاس کرنے کا فیصلہ کیا جائے۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: جناب سپیکر! یہ جو بل فاضل محرک نے پیش کیا ہے اور جہاں تک ان کے مطالبے اور اردو زبان کے اجراء کا تعلق ہے اور آئینی شق کا تعلق ہے عالی جاہ یہ باتیں ضروری ہیں اور آئین میں یہ بات موجود ہے جہاں تک اس اسمبلی میں یہ بل پیش کرنے کا تعلق ہے تو میری آپ کی وساطت سے فاضل رکن سے اور باقی دوستوں سے بھی بڑے ادب سے گزارش ہو گی کہ زیادہ سے زیادہ پنجاب اسمبلی اس بارے میں قرارداد پاس کر سکتی ہے تو جناب والا! فاضل محرک اور دوسرے ساتھیوں کو شامل کرتے ہوئے ایک کمیٹی ترتیب دیں اور آئندہ اس اسمبلی میں یہ قرارداد پیش کی جائے۔ جہاں تک بل کے پیش ہونے کا تعلق ہے۔ قانون سازی کا تعلق ہے تو وہ آئین کے اس آرٹیکل کے بالکل منافی ہو گا یہ ایک قومی مسئلہ ہے اور ویسے بھی اللہ کے فضل سے جب سے ہماری

حکومت آئی ہے۔ ہمارے لیڈر جناب محمد نواز شریف نے جتنے قومی مسئلے التواء میں پڑے تھے ایک ایک کر کے حل کر دیئے ہیں اور یہ بھی مسئلہ اللہ کے فضل سے شائد اس حکومت نے حل کرنا ہے۔ تو میری عرض یہ ہے کہ جیسا کہ میری محترمہ بہن نے فرمایا کہ صوبے کا مسئلہ علیحدہ نہیں ہے۔ یہ قومی مسئلہ ہے۔ پاکستانی مسئلہ ہے۔ اس اسمبلی کو یہ قرارداد پاس کرنی چاہئے تاکہ وزیراعظم صاحب اور مرکزی حکومت اس پر غور کرے اور آئندہ اس بات کو بھی اس طرح اولیت دے جیسے دوسرے قومی مسائل کو دی گئی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے پھر التجا" کروں گا کہ وہ قرارداد اپنی طرف سے دیں۔ انہیں کا نام ہو گا اور قرارداد اللہ کے فضل سے جیسا کہ ایک آئینی ضرورت ہے۔ قومی ضرورت ہے۔ ہمارے قائداعظم صاحب نے بھی فرمایا تھا کہ اردو زبان لازمی ہونی چاہئے تو میں یہ عرض کروں گا کہ بل پر زور نہ دیں اور آئندہ اس بات پر غور کریں جو کہ مناسب ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سیٹھی صاحب! آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے جو اب چیمہ صاحب نے تجویز دی ہے۔

میاں محمود الرشید: پوائنٹ آف آرڈر سر۔ پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمایئے۔

میاں محمود الرشید: جناب سپیکر! بار بار یہاں میرے فاضل دوستوں کی طرف سے یہ بات کہی جا رہی ہے کہ یہ قومی نوعیت کا مسئلہ ہے اور یہ بات آئین سے متصادم ہو گی کہ ہم اردو کے بارے میں پنجاب کے اندر کوئی قانون سازی کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان حضرات نے یہاں غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ کہ آئین میں کس دفعہ اور کسی آرٹیکل کے تحت یہاں پر اردو کے بارے میں قانون سازی کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ یہ تو جناب آئین کی روح کے عین مطابق ہو گا کہ پندرہ سال کے اندر جیسا کہ آئین میں درج ہے کہ 73-8-14 سے لے کر 88-8-14 تک تمام معاملات کو اردو میں مرحلہ وار طے کیا جائے گا۔ یہ تو آئین کی روح کے عین مطابق ہے کہ ہم یہاں پر بیٹھ کر اردو کی ترویج کے لئے اسے رائج کرنے کے لئے جو اقدامات بھی کر سکتے ہیں انہیں ہمیں کرنا چاہئے۔ میں وزیر قانون سے بھی اور دیگر دوستوں سے بھی یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ کون سی ایسی دفعہ ہے جو رکاوٹ ڈالتی ہے کہ اس بارے میں ہم قانون سازی کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! آپ اب تشریف رکھیں گے؟ جی سیٹھی صاحب! جو چیمہ صاحب نے تجویز دی ہے اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب سپیکر! میں اپنے معزز رکن کی اس بات پر جس انداز میں انہوں نے کہی ہے اس کے جواب میں' میں تکرار تو نہیں کرتا میاں محمودالرشید نے جو جواب دیا ہے میں اس میں اتنی بات کہنا چاہتا ہوں کہ اسی آئین کے تحت صوبوں کو قومی معاملات کا جو اختیار ہے۔ بینک قومی معاملات کے زمرے میں آتے ہیں۔ میڈیا میں ٹیلی ویژن جو ہے وہ قومی معاملات کے زمرے میں آتا ہے اور اس معزز ایوان میں اس کے بارے میں آئین میں صوبوں کو جو مراعات دی گئی تھیں' آئین میں دیئے گئے صوبوں کے معاملات جو تھے۔ اس کے تحت عملاً" پنجاب حکومت نے ایسے اقدامات کئے کہ جس میں کوئی قدغن نہ تھی۔ تو جناب سپیکر! اس معاملہ میں میری گزارش یہ ہے کہ کہیں بھی آئین میں دی گئی اس شق میں قدغن نہیں لگائی گئی اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ قانون سازی کا جو عمل ہے وہ کسی بھی معاملہ میں کسی بھی صوبے میں کسی بھی انداز سے نہیں روکا جا سکتا اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ اس کی کسی اور طریقے سے مخالفت نہ کی جائے۔ آئین میں جو ہمیں حق حاصل ہے اس کے تحت یہ ایوان اس پر قانون سازی کے عمل کو جاری کرے۔ میں وزیر قانون سے درخواست کروں گا کہ اس پر زیادہ سے زیادہ یہ کیا جا سکتا ہے کہ آپ اس کو پینڈنگ کر لیں اور اس کے بعد اس پر مزید ایک آدھ روز کے بعد غور کر لیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملے کو بہتر انداز میں سلجھایا جا سکتا ہے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! اس پر مزید وقت بڑھائے بغیر اس کو پینڈنگ کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی موحل صاحب! فرمایئے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! مجھے اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کو اجازت دوں گا۔ جی! فرمایئے۔

میاں منظور احمد موحل: جناب والا! اردو کی اہمیت یا ضرورت سے انکار نہیں ہے۔ یہ قومی زبان ہے۔ یہ مسئلہ بھی دوستوں نے ٹھیک ایک بل کی شکل میں پیش کیا ہے لیکن اس وقت جو Controversial Position ہو گئی ہے تو میں اس ہاؤس کی Integrity کو قائم کرنے کے لئے یہ اپنی رائے پیش کروں گا کہ اس کو پینڈنگ رکھ دیا جائے۔ لاء منسٹر اور دوسرے دوست اس بارے میں سوچ لیں۔ کوئی ایسا لائحہ عمل بنا کر لائیں جس سے بات بھی بن جائے اور ہمارا آپس میں کوئی تضاد بھی پیدا نہ ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی شاہ صاحب! فرمایئے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کی توجہ اس بل کے سلسلے میں آئین کے آرٹیکل 251 کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں جو کہ یہ ہے کہ ____

Article 251 (1)
"The national language of Pakistan is Urdu, and arrangements shall be made for its being used for official and other purposes within fifteen years from the commencing day.'

جناب والا! اس میں 15 سال کا عرصہ متعین کیا گیا ہے کہ یہ 1973ء کا آئین جس دن لاگو کیا گیا تھا اس کے 15 سال کے اندر اندر اردو کو قومی زبان بنا کر اپنا لیا جائے گا۔ اس میں آرٹیکل کا جو پیرا (3) ہے اس میں ہے کہ ____

Article 251 (3)
"Without prejudice to the status to the National language, a Provincial Assembly may by law prescribe measures for the teaching, promotion and use of a Provincial language in addition to the National language."

اردو ہماری قومی زبان بھی ہے لیکن کوئی صوبہ' فرض کیجئے پنجاب میں ہم اگر پنجابی زبان کو سرکاری زبان قرار دینا چاہیں تو وہ بھی ہم دے سکتے ہیں۔ یہ جو مسودہ قانون پیش کیا گیا ہے یہ تو قومی زبان کو پاکستان کے آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑے صوبے میں رائج کرنے کے لئے پیش کیا گیا ہے۔ تو مجھے سمجھ نہیں آتی جناب کہ حزب اقتدار کو غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کے دن پر غیر سرکاری ارکان کی طرف سے پیش کردہ بل کی مخالفت کی کیوں ضرورت پیش آ گئی ہے۔ کیونکہ یہ تو آئین کے مطابق ہم چل رہے ہیں۔ یہ تو ہم آئین کے تقاضے بھی پورے کر رہے ہیں جس کا میں نے ذکر کیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: تو سیٹھی صاحب! اس کو اگلے پرائیویٹ ممبرڈے تک پینڈنگ رکھتے ہیں آپ اور اس بل کے محرک اور لاء منسٹر صاحب بیٹھ کر اس کو بہتر شکل میں لائیں۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو اس کو اگلے غیر سرکاری کارروائی کے دن تک پینڈنگ کیا جاتا ہے۔ اگلا مسودہ قانون جناب سید طاہر احمد شاہ صاحب کی طرف سے ہے۔ میں ان سے درخواست کروں گا کہ وہ اسے پیش کریں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:-

"مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1991ء" پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:-

"مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1991ء" پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

Law Minister:- I oppose it sir,

جناب ڈپٹی سپیکر: جی شاہ صاحب!

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کے ہر معزز رکن کی جو کہ یہاں پر موجود ہے توجہ اپنی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں اور میری آپ کی وساطت سے ان سے یہ استدعا ہے کہ اس کے بارے میں میرے جو ابتدائیہ کلمات ہیں ان پر غور فرمایا جائے۔

جناب سپیکر! عوام نے ہمیں اپنا نمائندہ اور اس قانون ساز ادارے کا رکن منتخب کر کے بھیجا ہے۔ کوئی بھی قانون ساز ادارہ وقت کے تقاضوں کے تحت عوام کے مفاد کے لئے' صوبے کے مفاد کے لئے قانون سازی کرنے کے لئے حکومت کی طرف سے یا ارکان اسمبلی کی طرف سے مسودات قانون پیش کرنے کا حق رکھتا ہے اور وقت کے تقاضوں کے ساتھ ساتھ ایسے قوانین جو فرسودہ ہو جاتے ہیں جو عوام کے مفادات کا تحفظ کرنے میں ناکام ہو جاتے ہیں انہیں تبدیل کرنے میں اور ان میں عوام کے مفادات کے تقاضوں کے پیش نظر ترمیم کرنے کی ضرورت پیش ہوتی ہے اور اسی جذبے کے تحت میں نے یہ مسودہ قانون پیش کرنے کی اجازت چاہی ہے جس کا بڑا مقصد یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں ہمارے صوبے میں عوام الناس کے ساتھ تھانوں میں پولیس افسران اور پولیس اہلکاران روزمرہ کی زندگی میں زیادتیاں کرتے ہیں' بے گناہ اور معصوم انسانوں کو تھانوں میں روزنامچہ میں اندراج کے بغیر حبس بے جا میں رکھا جاتا ہے اور ان پر بے جا تشدد کیا جاتا ہے اور اس قسم کی زیادتیوں کی اور پولیس کی چیرہ دستیوں کی خبریں قومی اخبارات میں جلی سرخیوں میں روز مرہ نمایاں طور پر پیش کی جاتی ہیں۔ اس پر ہی اکتفا نہیں کیا جاتا۔ جناب سپیکر! میں اس معزز ایوان کا ایک رکن ہونے کی حیثیت سے عوام کا ایک وکیل ہونے کے ناتے سے' عوام کا منتخب نمائندہ ہونے کی حیثیت سے یہ بات پورے دعوٰی سے کہتا ہوں کہ پولیس والوں کے خلاف آج اگر آپ کوئی کمیٹی بنا کر تحقیقات کروا لیں تو بے

شمار موٹر سائیکلیں اور کاریں ان کے پاس ایسی ہیں جو کہ کسی نہ کسی شریف شہری کی چوری شدہ ہیں جو پولیس نے برآمد تو کی ہیں مگر انہیں ان کے اصل مالکان تک اپنے صوبے یا اپنے ملک میں پہنچانے کی بجائے خود اختیارات کا غلط استعمال کرتے ہوئے ان گاڑیوں کو اپنے ذاتی استعمال میں لاتے ہیں۔

اب جناب سپیکر! ہم عوام کے منتخب نمائندے ہیں اور عوام کے خادم ہیں ان کو پبلک سرونٹ کہتے ہیں دو تین دن کی بات ہے کہ جب چودھری اختر علی ایک تھانے میں جاتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ ایک جائز مسئلے کے لئے مقدمہ درج کر لو۔ تو ایک تحقیر آمیز لہجے کے ساتھ ان کی اس درخواست کو نظرانداز کر دیا جاتا ہے۔ جناب والا! یہ بہت بڑی زیادتی ہے پولیس والے جب یہ ارکان اسمبلی کے کہنے پر مقدمہ درج نہیں کرتے ہیں تو عام شہری کے ساتھ ایک پولیس کے تھانے دار کا یا پولیس آفیسر کا کیا رویہ ہو گا۔ اس سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ اس معاشرتی' سماجی اور قانونی خامی کو دور کرنے کے لئے اور ارکان اسمبلی کی بالادستی قائم کرنے کے لئے' ارکان اسمبلی کو منتخب نمائندگی کا دیا ہوا اعزاز جائز اور احسن طریقے سے استعمال کرنے کے لئے' قانون کی بالادستی کے لئے' قانون پر عمل درآمد کرنے کے لئے اور پولیس تھانوں میں روز مرہ مظلوم انسانوں کے ساتھ اور شہریوں کے ساتھ جو زیادتی ہوتی ہے اس کو دور کرنے کے لئے میں نے یہ مسودہ قانون اس ترمیم کے ساتھ پیش کیا ہے۔

جناب سپیکر! میں نے اس سقم کو زیادتی کو ختم کرنے کے لئے صوبائی اسمبلی پنجاب پروسیلیجز ایکٹ 1972ء کی دفعہ (1) 17 میں _____

17(1) A member shall be entitled to visit hospitals, dispensaries, health centers, social welfare offices educational institutions for boys located within his constituency with previous intimation.

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! میں آپ کی تقریر میں مداخلت کر رہا ہوں مختصر بیان دیں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! مختصر بیان ہی دے رہا ہوں آخر میں میں نے تو اس کا حوالہ دینا بھی شروع کر دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہرحال آپ اس بات کو مدنظر رکھیں۔

سید طاہر احمد شاہ: میں جناب والا! بتا رہا ہوں کہ میں نے کیا بل پیش کیا ہے۔ یہ تو میں نے ارکان اسمبلی کی اطلاع کے لئے کرنا ہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔

سید طاہر احمد شاہ: تمام ادارے جن کا میں نے ذکر کیا ہے۔ ان کی انسپکشن کا اختیار اراکین اسمبلی کو پہلے سے حاصل ہے اور اس میں میں نے صرف اضافہ کیا ہے کہ ویلفیئر آفیسر کے بعد پولیس سٹیشن کی انسپکشن بھی اراکین صوبائی اسمبلی کا استحقاق ہونا چاہیے۔

(نعرہائے تحسین)

آپ مجھے بتائیں کہ اس میں کون سی ایسی بات ہے جب کہ حکومت یہ دعویٰ کرتی ہے کہ ہم عوام کو انصاف مہیا کریں گے' ہم عوام سے زیادتیوں کو ختم کریں گے اور میں اس بات کا بھی دعویٰ کرتا ہوں کہ تھانوں میں بے گناہ اور مظلوم انسانوں کے ساتھ ظلم ہوتا ہے' زیادتی ہوتی ہے ناانصافی ہوتی ہے ان کی جیبوں کو خالی کیا جاتا ہے۔ جناب والا! جب اینٹ کنویں میں گرتی ہے خشک باہر نہیں نکلتی یہ ایک ضرب المثل بنی ہوئی ہے اور مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ہمارے فاضل دوست ہمارے مہربان دوست جن کا میں دل سے احترام کرتا ہوں وزیر قانون کا غیر سرکاری ارکان کا دن غیر سرکاری ارکان کے لیے ہوتا ہے اور یہ ہماری تربیت کے لیے ہوتا ہے عوام کے مفادات کے لیے ہم اس میں قرار دادیں پیش کرتے ہیں اور اس میں مسودات قوانین پیش کرتے ہیں اور پہلے سے بنائے ہوئے قوانین جو فرسودہ ہو چکے ہیں ان میں اپنی ترامیم پیش کرتے ہیں یہ اس کی بھی مخالفت کر دیتے ہیں مجھے تو اس بات کی سمجھ نہیں آتی ہمارا مقصد حکومت کی مخالفت کرنا نہیں ہے۔ اگر ہماری حکومت کے دور میں عوام کے ساتھ زیادتی ہوگی' کسی فرد کے ساتھ زیادتی ہوگی تو ہم اس کے سامنے دیوار بن جائیں گے۔ یہ ہمیں استحقاق دیتے ہیں یا نہیں دیتے ہم اپنا استحقاق اور اختیار استعمال کرنا جانتے ہیں اور بیشتر مرتبہ ہم نے یہ اختیار استعمال کیا بھی ہے مگر جب بھی باقی اداروں میں یہ ہمیں انسپکشن کا اختیار دیتے ہیں' ایک ایسا بدنام زمانہ ادارہ جس پر کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہے اس پر حکومت اعتراض کیوں کرتی ہے ہمارے کسی بھی فاضل رکن کو اس پر اعتراض نہیں ہے اگر اعتراض ہے تو ہمارا کوئی بھی فاضل رکن اٹھ کر کہہ دے یا وزیر قانون صاحب خود اس بات کی تردید کرتے ہیں کہ ہمارے صوبے کے تھانوں میں روزمرہ ظلم ہوتا ہے یا نہیں ہوتا؟ اگر ظلم ہوتا ہے اگر آپ عوام کی بالادستی چاہتے ہیں تو پھر آپ کو عوام کے منتخب نمائندوں کی ارکان اسمبلی کی بالا دستی کو تسلیم کرنا پڑے گا تاکہ وہ تھانوں میں جا کر انسپکشن کریں۔ اور جو تھانیدار جو پولیس آفیسر قانون کی خلاف ورزی کرتا ہے جو انسان کے ساتھ زیادتی کرتا ہے جو شہریوں کے ساتھ ناانصافی کرتا ہے جو قانون کو تار تار کرتا ہے اس کے گریبان تک ارکان اسمبلی کا ہاتھ پہنچنا چاہیئے اگر ارکان اسمبلی اپنی رپورٹ جیسا کہ دیگر اداروں کے لیے حکومت کو پیش کرتے ہیں وہ کریں۔ جناب سپیکر! آپ نے مختصر بیان کا جو حکم دیا تھا میں آپ کی وساطت سے

اس معزز ایوان میں موجود ہر معزز رکن کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کیا وہ اپنی بالا دستی کو قائم رکھنے کے لیے اور صوبے سے پولیس کی زیادتیوں کو ختم کرنا چاہتے ہیں یا نہیں اگر کرنا چاہتے ہیں تو پھر انہیں بیک زبان میرا ساتھ دینا ہوگا' میرے ساتھ چلنا ہوگا۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: میں سید طاہر احمد شاہ صاحب کے بل کی پر زور تائید اور سفارش کرتا ہوں اور تمام اراکین اسمبلی سے درخواست کرتا ہوں کہ اسے پوری حمایت سے پاس کیا جائے۔

رانا ثناء اللہ خان: ہم بھی شاہ صاحب کے بل کی پر زور سفارش کرتے ہیں اور اس کی مکمل حمایت کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی لاء منسٹر صاحب

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! اس سلسلہ میں میری اور فاضل بھائی سید طاہر احمد شاہ کی بات ہوئی ہے۔ اس بل کی اہمیت کے پیش نظر میں ان کی خدمت میں گزارش کی تھی کہ آپ اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں پھر اس بل کو موخر کرا کے اگلے غیر سرکاری کارروائی کے دن پر زیر بحث لے آئیں گے۔ ڈی سنٹرلائزیشن کے سلسلے میں جناب وزیر اعلیٰ نے بہت سے اقدامات کئے ہیں۔ احتساب کمیٹیاں ضلعی سطح پر بنائی ہیں اور احتساب بورڈوں کو بھی انہوں نے کافی اختیارات دیئے ہیں یہ چند ایک اقدامات کئے گئے ہیں جن پر عملدرآمد ہونا باقی ہے تو میں نے شاہ صاحب سے کہا تھا کہ ہم بیٹھ کر ساری چیزیں دیکھ لیں گے اور مشورہ کر لیں گے اس کے بعد اس سیشن میں ہم اس بل کو دوبارہ لے آئیں گے تو میں شاہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ اس بل کو اگلے غیر سرکاری کارروائی کے دن تک موخر کروالیں اگلے سیشن پر اس کو ٹیک اپ کروالیں گے۔

میاں محمود الرشید: جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ آج یہ منسٹر صاحب شائد کل نہ ہوں یا یا دو چار ماہ بعد نہ ہوں۔ صرف ممبر بن کر یہاں بیٹھیں تو انہیں بھی اندازہ ہو کہ استحقاق کیا بات ہوتی ہے؟ میری گزارش یہ ہے کہ یہ ایک انتہائی اہم بل ہے۔ بڑی تفصیل سے شاہ صاحب نے یہاں بات کی ہے موخر کرنے والی بات کو چھوڑنا چاہیے آپ ایوان کی رائے لیں میرا خیال ہے دریشک صاحب کے علاوہ تمام ممبران اس کی حمایت کریں گے انشاء اللہ یہ بل پاس ہوگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں طاہر احمد شاہ صاحب سے دریافت کروں گا کہ دریشک صاحب کی تجویز کے بارے میں ان کی کیا رائے ہے؟

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میں نے تفصیل کے ساتھ اس بل کے اغراض و مقاصد بیان کئے ہیں اب میں فیصلہ ایوان پر چھوڑتا ہوں یہ ارکان اسمبلی کے استحقاق کا مسئلہ ہے یہ عام مسئلہ نہیں ہے روزانہ اراکین اسمبلی کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے میری آپ سے اور آپ کی وساطت سے اپنے فاضل دوست سردار نصراللہ خاں دریشک سے بھی جو میرے سردار بھی ہیں استدعا ہے کہ وہ ازراہ کرم اس بل پر نظر ثانی فرمائیں میری استدعا ہے کہ اس بل پر آپ ایوان کی رائے لیں کہ مجھے اجازت ملتی ہے تاکہ میں اپنا بل ایوان میں پیش کروں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی موحل صاحب!

میاں منظور احمد موحل: شاہ صاحب Privilages Act میں جو ترمیم پیش کی ہے وہ واقعی کے تقاضوں کے عین مطابق ہے اب جناب والا! جب آپ نے بھی یہ تاثر لیا ہے تو اسے متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس بھیجنا پڑے گا۔ کوئی ایسی بات نہیں ہے کوئی بل یک دم پاس نہیں ہو سکتا۔ یہ بھی ایک طریقہ کار ہے۔ سٹینڈنگ کمیٹی بھی آپ بھائیوں کی ہے میں دعوے سے کہتا ہوں کہ یہ بل لازماً" پاس ہوگا اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے اگر پولیس رول کو ہم ختم کرنا چاہتے ہیں تو پھر تھانوں کی انسپکشن کے اختیارات ہر حالت میں ممبران کو ملنے چاہیں تو میں وزیر قانون سے بھی کہوں گا کہ یہ ایسی بات نہیں ہے اگر یہ بل متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس جاتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ یہ پھر اسی ہاؤس میں آئے گا کہیں باہر نہیں چلا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی! ملہی صاحب

چودھری سکندر حیات ملہی: جناب سپیکر! آج معزز رکن طاہر احمد شاہ صاحب نے جو ترمیم پیش کی ہے وہ ایک بہت ہی معمولی سی ترمیم ہے' ایک چھوٹے سے لفظ کی ترمیم ہے' جو استحقاقات حکومت نے ممبران کو دے ہوئے ہیں اس میں تھوڑا سا اضافہ ہے۔ اس میں کوئی بڑی ترمیم نہیں ہے۔ استدعا ہے کہ جہاں آپ نے اراکین اتنا کچھ دے دیا' اتنی عزت بخش دی اس میں تھوڑا اضافہ کر دیں اجازت دیں کہ ہم تھانے میں بھی چلے جائیں۔ اس میں حکومت سے ہم کچھ حاصل نہیں کر رہے بلکہ ہم اس class struggle کو مضبوط کرنا چاہتے ہیں اس class struggle کی نفی کرتے ہوئے ہم مضبوط کرنا چاہتے ہیں جس کے بارے میں اس ایوان میں بے شمار تحاریک استحقاق آئی ہیں جتنی بھی تحاریک استحقاق آئی ہیں وہ تمام کی تمام تھانوں کے خلاف آئی ہیں۔ ہمارا 90 فیصد وقت صرف اسی چیز پر صرف ہو جاتا ہے کہ فلاں نے ایف آئی آر نہیں کاٹی فلاں نے ہماری بے عزتی کر دی تو

جناب والا! ایوان کی عزت اور بے عزتی کا محور ایک تھانہ بنا ہوا ہے اس چیز کو دور کرنے کے لیے اپنے ممبران، ایک جمہوری ادارے اور جمہوریت کے نمائندوں کی عزت بحال کرنے کے لیے جس میں ہماری گورنمنٹ کے وزرا بھی شامل ہیں وہ کوئی exception نہیں ہیں۔ ان کی عزت نفس بحال کرنے کے لیے ایک عجوبہ کارنامہ انجام دیا ہے۔ ایک چھوٹا سا لفظ ایزاد کیا ہے کہ ہمیں معائنہ کی اجازت دی جائے۔ اس میں موخر کرنے کا کیا مقصد ہے اس کو موخر کرکے کیا لے لیں گے۔ اس میں کس توضیح کی ضرورت نہیں۔ تو میری درخواست ہے کہ جیسے میرے دوست ڈاکٹر صاحب نے کہا ہے اسے منظور کرتے ہوئے کمیٹی کے حوالے کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی پراچہ صاحب!

جناب فرید احمد پراچہ: ایوان کے سامنے تحریک استحقاق یا تحریک التوائے کار جو آتی ہے۔ ان میں سے ایک بڑی اکثریت پولیس کے بارے میں ہوتی ہے۔ ایوان کا کافی وقت اس پر صرف ہو جاتا ہے اور ممبران کو اپنے حلقوں میں بھی اسی صورت حال کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس لحاظ سے یہ ایک بڑی اہم ترمیم ہے اور صرف ایک لفظ کا اضافہ ہے ہمارے وزیر قانون نے ایک ہی فارمولا تمام پرائیویٹ قراردادوں کے لیے رکھا ہے کہ پہلے تو ایک "بھیجے" کے ذریعے سے اور اپنے ہمدردانہ انداز کے ذریعے سے ممبر کو قائل کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ اس کو واپس لے لے۔ پھر اس کے بعد دوسرا فارمولا ہے کہ اس کو مؤخر کروا دیا جائے تو جناب والا! گزارش یہ ہے کہ ہر چیز ایک ہی فارمولے کی نہیں ہوتی۔ اس کا تعلق پورے ایوان سے ہے اور ایوان کے استحقاق سے ہے۔ میں اس سے بڑھ کر کہتا ہوں کہ صوبے کے عوام کے ساتھ ہے اس لئے کہ جن عوام کی ہڈیاں تھانوں میں توڑی جاتی ہیں اور جن کے اعزا، اقربا ممبر اسمبلی کے دروازے پر بیٹھے رو رہے ہوتے ہیں آج آپ بیشک ان کے لیے ایوان کے دروازے بند کرلیں لیکن ان کی چیخیں آپ کا تعاقب یہاں تک بھی کریں گی۔ میں وزیر قانون سے گزارش کروں گا کہ اس بل کو اسی فارمولے کے تحت رد نہ کریں اس کو تسلیم کریں اس کا تعلق سب کے ساتھ ہے پورے ایوان کے ساتھ ہے۔ ممبران کے ساتھ ہے صوبے کے عوام کے ساتھ ہے۔ اور اس کا تعلق اس بات سے بھی ہے کہ جس کا آپ نے ذکر کیا ہے کہ اختیارات کی تقسیم کو آگے بڑھاتا ہے۔ ایک احتساب بورڈ جس کو اختیار دے رہے ہیں اس کے اندر بھی منتخب اراکین ہیں اس کو آپ اور وسیع کر دیں اس سے حکومت کی معاونت ہو گی مخالفت نہیں ہوگی قانون کے نفاذ میں اور امن عامہ کو قائم کرنے میں ہیں اتنی پریشانی ہے کہ امن عامہ تباہ ہو رہا

ہے اس سلسلے میں حکومت کی یہ مدد ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اور کوئی صاحب اس پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

جناب سہیل ضیا بٹ: اس پر کافی بحث ہو چکی ہے لیکن میں بھی معزز وزیر قانون سے گزارش کروں گا کہ اگر آپ کے با اعتماد ساتھیوں کو یہ حق ملتا ہے اور میں سمجھتا ہوں اس سے قانون نافذ کرنے والے اداروں کا اعتماد بھی بحال ہوتا ہے اور آج کل جو اخبارات میں شہ سرخیاں چھپتی ہیں اور اس کک مکا سکیم کا خاتمہ بھی ہوتا ہے تو یہ چیز اتنی بری نہیں۔ اور میرے خیال میں سب ممبران باعتماد ہیں ان پر کسی بھی طرح شک نہیں کیا جاسکتا تو کوئی یہ اتنی بڑی بات نہیں جب اس پر پورا ہاؤس زور دے رہا ہے تو اسے قبول کرنا چاہئے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس چھوٹی سی ترمیم سے وزیر قانون کا جو محکمہ ہے اس کا اعتماد بحال ہوتا ہے میری سفارش ہے کہ اسے منظور کیا جائے۔

(اس مرحلہ پر جناب واجد علی خاں کچھ کہنے کے لیے کھڑے ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ....

جناب واجد علی خاں: جناب والا! اتنی اہم بات ہے' میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ماہر وزیر قانون کبھی بھی یہ برداشت نہیں کریں گے کہ وہ ایک ایس ایچ او کو اتنی مقدس گائے کا روپ دے دیں گے کہ ایک ایم پی اے جو عوام کا نمائندہ ہے اس سے باز پرس بھی نہ کرسکے۔ (نعرہ ہائے تحسین ....) جناب والا! یہ بات عام مشاہدے میں آئی ہے میں پنجاب کرائمز کنٹرول کمیٹی کا ممبر بھی ہوں' میرے مشاہدے میں بھی آئی ہے کہ اگر کسی کی داد رسی کے لیے کوئی چٹ یا کارڈ بھیجا ہے تو وہ ایس ایچ او پھینک دیتا ہے۔ کئی مثالیں ہیں اور میرے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا ہے یہ سارے ایوان کا مسئلہ ہے اگر ہسپتالوں کو' سکولوں کو' چیک کرنے کی اجازت ہے تو تھانے اور ایس ایچ او ایسی کونسی بلا کی چیز ہے جس سے ہم باز پرس نہیں کرسکتے۔ آپ اس کی ڈکٹیٹر شپ کو کیوں بحال رکھنا چاہتے ہیں۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں اس مسودہ قانون کو بغیر کسی مزید بحث و تمحیص کے پاس کرلینا چاہیئے۔

(نعرہ ہائے تحسین ....)

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: پوائنٹ آف آرڈر .... اس معزز ایوان میں جتنے بھی مسودہ ہائے قانون یا دوسرے ریزولیوشنز پاس کئے جاتے ہیں یا پیش کئے جاتے ہیں ان کی جناب وزیر قانون اپنے فرائض منصبی سرانجام دیتے ہوئے کھڑے ہو کر مخالف کرتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ اس قانون کی جب وہ مخالفت کرنے کے لیے کھڑے ہوئے تو ان کے پاس کوئی جواز نہیں تھا۔ اس کے پاس کوئی دلیل نہیں

تھی ہم آپ کی وساطت سے ان سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ اگر ان کے پاس کوئی دلیل ہے یا ان کے پاس کوئی ایسا جواز ہے تو وہ اس اسمبلی میں پیش کریں۔ کہ مخالفت اس وجہ سے کی جا رہی ہے اور اگر ان کے پاس کوئی دلیل یا جواز نہیں تو پھر براہ کرم ان کو اس کی مخالفت نہیں کرنی چاہیئے بلکہ ایوان کا تقدس برقرار رکھتے ہوئے' بحال رکھتے ہوئے اس ضروری اور اہم بل کی منظور عطا کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں لاء منسٹر صاحب سے دریافت کروں گا کہ یہ تمام تجاویز سننے کے بعد اب ان کی کیا رائے ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! مجھے انتہائی دکھ سے یہ عرض کرنا پڑتا ہے کہ اس سلسلے میں یہ بھی کر سکتا تھا کہ شاہ صاحب سے میری بات ہو چکی ہے' اس سے پہلے کہ شاہ صاحب' اس معاملہ میں اپنا وہی مختصر بیان دیتے۔ میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کرتا کہ جناب والا! اس بارے میں میری شاہ صاحب سے بات ہو چکی ہے آپ مہربانی کرکے اس کو پینڈنگ کر دیں۔ اور اس وقت ایوان کو اتنی بات کرنے کا موقع بھی نہ ملتا یہ معاملہ پینڈنگ ہو جاتا شاہ صاحب کی میرے ساتھ commitment تھی۔ اس مسئلے کی اہمیت کے پیش نظر میں خود چاہتا تھا کہ میرے بھائیوں کو پتہ چلے اور وہ اس بارے میں اپنی رائے کا اظہار کریں تو اس کے بعد اس معاملے کو پینڈنگ کراؤں۔ اور پھر اگر ضرورت پڑے تو شاہ صاحب اور ہم مل کر متفقہ طور پر گورنمنٹ کی طرف سے بھی ایسا بل لے کر آئیں اس ایوان جو استحقاقات ہیں وہ میرے ہیں' میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ میں پہلے ایم پی اے ہوں بعد میں منسٹر ہوں۔ ایسی کوئی بات اس قسم کی غلط فہمی میں مبتلا ہونے کی نہیں ہے اور یہ محض اس صورت حال کو exploit کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے کسی کو بھی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ جناب والا! ہماری پنجاب حکومت نے اور سب سے پہلے چیف منسٹر پنجاب نے آکر اس قسم کی چیزوں کو خود بخود نوٹس لیا ہے۔ Advisory Board احتساب کا جو بورڈ بنایا گیا ہے اس کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ گزٹیڈ افیسر کے ساتھ جاکے تھانے کا معائنہ کر سکتا ہے وہ Advisory Board کی نوٹیفکیشن ہے اس میں ہمارے معزز اراکین اسمبلی ہوں گے اس میں ایم پی اے ہی اس احتساب بورڈ کا چیئرمین ہوگا۔ اور ڈی سی اور ایس پی اس کے ممبر ہوں گے۔ کسی ایم پی اے صاحب نے ہمیں کہا تھا کہ آپ ہمیں چیرمین بنائیں اور ڈی سی اور ایس پی اس کمیٹی کے ممبر ہوں۔ صوبے پنجاب کی حکومت معزز اراکین کی عزت کو اپنی عزت سمجھتی ہے ہم ان کی عزت میں کسی قیمت میں کمی نہیں ہونے دیں گے۔ جناب والا! بات صرف اتنی تھی کہ جناب شاہ صاحب سے میری بات

ہو چکی' انہوں نے میرے ساتھ وعدہ کیا کہ میں اس بارے میں مختصر بیان دوں گا تو اس کے بعد آپ یہ معاملہ پینڈنگ کرلیں' اس دوران اس ہفتے کے اندر اندر اس معاملے کی ہم چھان بین کرلیں گے۔ پھر ضرورت پڑی تو میں غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کے دن اس کو لے آؤں گا۔ اگر مناسب ہوا تو آپ اسے گورنمنٹ کی طرف سے لے آئیں گے تو جناب والا! میں یہ ہی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ معزز اراکین کی جو زیادہ تر شکایت ہیں ....

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ملہی صاحب کو پوائنٹ آف آرڈر پیش کرنے کی اجازت دے چکا ہوں آپ تشریف رکھیں .....

چودھری سکندر حیات ملہی: شکریہ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے اپنے قابل عزت منسٹر لاء سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں سمجھا ہم نہیں سکتے' وہ ہمارے سینئر ہیں' کہ اگر ہم نے پروسیجرز صحیح معنوں میں اپنانے ہیں تو اس کے وہ خود بھی پابند ہیں اور ہمارے جوش کو دیکھتے ہوئے اگر انہوں نے بھی جوش ہی دکھانا ہے تو پھر قانون کا اللہ حافظ ہے میں آپ کی وساطت سے پورے ہاؤس کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں جناب والا! کہ جن چیزوں کا محترم لاء منسٹر نے اس ہاؤس میں حوالہ دیا ہے کہ جناب آج گورنمنٹ نے یہ مراعات دے دی ہیں' آج ضلعے کی کمیٹیوں کو ہم نے نافذ کردیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملہی صاحب! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں ....

چودھری سکندر حیات ملہی: جناب میری عرض سن لیں' میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں' ایک منٹ میں' سر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جس چیز کا انہوں نے حوالہ دیا ہے کہ ضلعی کمیٹی کا چیئرمین جو ہے وہ بھی ایم این اے یا ایم پی اے ہوگا کیا یہ لاء کے مطابق ہیں یا Ad-Hoc ہے؟ ہم یہاں لاء کی بات کر رہے ہیں Ad-Hoc Privileges کی بات نہیں کرتے۔ اس لئے میں استدعا کرتا ہوں کہ یہاں جو بھی چیز ہو وہ relevant law کے مطابق ہونی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں شاہ صاحب سے دریافت کروں گا کہ آیا آپ لاء منسٹر صاحب کی تجویز سے اتفاق کرتے ہیں؟ آپ کی اس سلسلے میں کیا رائے ہے؟

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میں تو آپ سے پہلے ہی عرض کرچکا ہوں اور ان سے بھی معذرت کے ساتھ عرض کرچکا ہوں کہ وہ اس بات پر اصرار نہ کریں۔ آپ ازراہ کرم ایوان سے اجازت

مانگیں۔ اس پر کافی بحث ہو چکی ہے ایوان جو بھی اجازت دیں اس کے مطابق ہم فیصلہ کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تشریف رکھیں' وقت تھوڑا ہے میں چاہتا ہوں کہ اس مسئلے کو جلد نمٹایا جائے ۔۔۔ جی ۔۔۔

جناب سہیل ضیا بٹ: جناب والا! چونکہ وزیر قانون اس کا جواب دے چکے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے اپنی تقریر میں جو حوالہ دیا ہے اور جو بات کی ہے اس میں وزیر اعلیٰ صاحب کے متعلق بھی انہوں نے کہا لیکن میں معذرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ ہم چوروں کو پکڑنے کی بات کرتے ہیں' احتساب کی بات کرتے ہیں' حکومت کی پالیسی کی بات کرتے ہیں جو پنجاب کی حکومت چاہتی ہے میں سمجھتا ہوں کہ ان کا استحقاق بھی مجروح ہوتا ہے کہ اگر ان کو تھانے کی چیکنگ کے لیے اتنا اختیار بھی نہیں ملتا آج اخبارات کی شہ سرخیوں کے ساتھ جو ہماری پنجاب کی حکومت کے متعلق جو بیان بازی ہوتی ہے اس پر بھی غور کرنا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بٹ صاحب! مسئلے پر کافی بحث ہو چکی ہے' آپ اپنا وقت ضائع کر رہے ہیں جی چیمہ صاحب فرمائیے۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: جناب والا! یہ مسئلہ جو ایوان میں پیش ہوا ہے۔ یہ یقیناً بڑا اہم ہے اور جہاں تک استحقاق کا مسئلہ ہے تو استحقاق کے ہی حصول کے لیے ان اراکین نے یہ بل پیش کیا ہے۔ جہاں تک ہاؤس کے consensus کا تعلق ہے یقیناً فاضل ممبران چاہتے ہیں کہ اس معاشرے میں بڑھتی ہوئی زیادتیاں اور لاء اینڈ آرڈر کے مسئلے پر غور کرنے کے لیے اپنا اپنا حق اور اپنی سوچ کو وہ یقیناً حکومت کے ساتھ شامل کرنا چاہتے ہیں۔ جہاں تک پارٹی کا تعلق ہے اور حکومت کا تعلق ہے ہمیشہ وہ اپنے فاضل ممبران اور فاضل ساتھیوں کو طاقت ور دیکھنا چاہتی ہے۔ ہمیشہ برسراقتدار پارٹی اور اچھی حکومت کا یہ فریضہ ہوا کرتا ہے۔ اگر دوست مہربان یہ خیال کرتے ہیں کہ یقینی طور پر ہمارے استحقاقات میں اضافہ ہونا چاہئے تو اس میں میری رائے ہو گی کہ وزیر قانون قطعاً" اسے ذاتی مسئلہ نہیں سمجھتے اور وہ کوئی اختلاف رائے نہیں رکھتے۔ اصولی طور پر وہ چاہتے ہیں اور یہاں ایوان کی جو رائے ہے وہ یقینی طور پر Prevail کرے گی۔ لیکن مجھے ایک معمولی طالب علم ہونے کی حیثیت سے یہ عرض کرنا ہے کہ عام طور پر قانون بنانے والے لوگ کبھی انتظامی اختیارات اپنے ہاتھ میں نہیں لیا کرتے۔ وہ ان اختیارات کا ذکر کرتے ہیں جن کے وہ نگران ہوا کرتے ہیں۔ آج دنیا کی کسی پارلیمنٹ میں کبھی کسی ممبر نے ذاتی طور پر انتظامی امور میں مداخلت کے لئے کبھی استحقاق کا ذکر نہیں کیا اور اس

بات کو سمجھتے ہوئے' آئین اور اصول کو سمجھتے ہوئے اور بیرونی ممالک کے قوانین کو سمجھتے ہوئے جو ممبران پارلیمنٹ ہیں جو اسمبلی کے ممبران ہیں وہ ذاتی طور پر اپنے اختیارات کا حق استعمال کرتے ہیں۔

جناب سہیل ضیاء بٹ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے یہ جو معاملہ اٹھایا تھا اور ہم نے شاہ صاحب کی تحریک پر زور دیا اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ کسی غریب کے ساتھ' کسی مظلوم کے ساتھ' کسی نادار کے ساتھ زیادتی نہ ہو۔ میرا کہنے کا مقصد یہ ہے' جیسے شاہ صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ گاڑیاں چوری ہوتی ہیں برآمد ہونے کے بعد پولیس ان کو استعمال کرتی ہے۔ تو واقعی ایسے لوگ ہوتے ہیں۔ ہم کسی قانون میں مخل ہونے کے لئے نہیں بلکہ قانون کی مدد کرنے کے لئے یہ ساری بات کر رہے ہیں۔ تو جناب چیمہ صاحب! پاکستان میں لوگوں کے ساتھ جو زیادتیاں ہوتی ہیں اور جو تھانوں کا حال ہے ان کو بھی دیکھنا چاہئے۔ ہمیں اس معزز ایوان میں دوسرے ممالک کا حوالہ دینے کا حق تو ہے لیکن ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ ہمارے ملک کے کیا حالات ہیں۔ ہمارے جو تھانے ہیں ان کی کیا مشکلات ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میں چیمہ صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ ایک منٹ میں اپنی بات ختم کریں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: میں ختم کرنے والا ہوں۔ جناب والا! میں دو منٹ میں یہ بات ختم کرنے والا ہوں۔ فاضل محرک اور دوستوں سے میری اپیل ہو گی کہ میری بات سن لیں اور اس بات پہ غور کریں۔ جو فیصلہ آپ کریں گے سر تسلیم خم ہو گا۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! میں آپ کی وساطت سے ان سے استدعا کروں گا کہ براہ مہربانی یہ "میز پارلیمانی پریکٹس" تو پڑھ لیں۔ وہاں تو رکن اسمبلی کا اس قدر استحقاق ہے کہ یہ سوچ بھی نہیں سکتے۔ اس میں تو اگر ایک رکن اسمبلی یہ چاہے کہ کوئی سرکاری افسر اس کے علاقے میں نہ رہے تو وہ رہ نہیں سکتا۔ ان کا Privilege Act تو پڑھ کے دیکھیں۔ یہاں ہمارے ملک اور صوبے میں تو ارکان اسمبلی کو استحقاقات دیئے ہی نہیں جاتے۔ اگر دیئے جاتے ہیں تو ان پر عمل درآمد نہیں ہوتا اگر آپ ماضی کی 1985ء کی اسمبلی کی مجلس استحقاقات کی رپورٹیں اٹھا کر دیکھیں کتنے روپے اس پر خرچ ہوئے؟ کتنے صفحات کی رپورٹیں بنیں اور کتنا ان پر عمل درآمد کیا گیا؟ یہی وجہ ہے کہ یہاں ارکان اسمبلی کی بالادستی اس ملک میں قائم نہیں ہوتی۔ ارکان اسمبلی کی بار بار تضحیک کی جاتی ہے۔ جناب والا! میری استدعا ہے کہ اس پر مزید بحث میں الجھے بغیر آپ براہ کرم ہاؤس میں سوال پیش کریں کہ

مجھے اجازت دیتے ہیں یا نہیں دیتے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ایک منٹ میں ختم کریں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہوں۔ جب تک میں بات کر رہا ہوں' میرا حق بنتا ہے۔ میں عرض کر رہا تھا۔ بات اچھی ہے اور بات اچھی سوچ کی ہے۔ جہاں تک پاکستان کی پارلیمنٹ کا نظام ہے جہاں پارٹی بازی ہے جہاں کئی پارٹیاں چل رہی ہیں اگر ہم نے اس قسم کے اختیارات استعمال کئے تو ہم ہر روز ہدف تنقید بنیں گے۔ اصولی طور پر ذاتی طور پر ہمیں ایسے اختیارات کے بارے میں کبھی سوچنا نہیں چاہئے۔ میں وزیر قانون صاحب سے یہ عرض کروں گا کہ جہاں تک ہاؤس کے Consensus کا تعلق ہے' یا اسے التوا میں رکھا جائے اور اگر کمیٹی میں یہ مل جائے تو کوئی حرج نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملہی صاحب! فرمایئے۔

چودھری سکندر حیات ملہی: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے ایوان کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ جو بھی باتیں محترم چیمہ صاحب نے کی ہیں اور حوالے دیئے ہیں ان کا کوئی مقصد نہیں ہے۔ صرف بات کرنے کے لئے انہوں نے بات کی ہے۔ یہاں تو استحقاق کی بات کی گئی ہے کہ Visit کرنے کی اجازت ہو۔ قانون کو توڑنے کی بات نہیں کی گئی۔ نہ کسی ترمیم کی بات کی ہے۔ جہاں حکومت نے سہولتیں دی ہوئی ہیں کہ رکن اسمبلی جیل جا کر اس کا معائنہ کر سکتا ہے' ہیلتھ سنٹر کا معائنہ کر سکتا ہے' سوشل ویلفیئر کا کر سکتا ہے۔ ڈسپنسری کا معائنہ کر سکتا ہے اور ہسپتال بھی Visit کر سکتا ہے۔ اگر حکومت اتنی Generous ہے' اگر ہماری ذات پہ اتنا اعتماد ہے۔ ہم اتنے Honourable ہیں تو یہ اجازت دی ہے۔ اگر ہمیں Honourable تصور نہیں کیا جاتا کہ ہم تھانے میں جا کر بھی Visit کر سکیں تو جناب وہ مراعات بھی واپس لے لیں۔ ہمیں نہیں چاہئیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون: جناب والا! میں بات کر رہا تھا۔ میں نے اپنی بات مکمل نہیں کی تھی ــــــ

جناب ڈپٹی سپیکر: میں لا منسٹر صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنی بات کو مختصر انداز میں ختم کریں۔

وزیر قانون: مجھے تو بات مکمل ہی نہیں کرنے دی گئی۔ میں یہی گزارش کر رہا تھا کہ ہماری پنجاب

حکومت نے تو خود احتساب کمیٹیاں بنائیں جن میں کم و بیش اسی قسم کے اختیارات دینے کی کوشش کی گئی ہے جس میں ممبر صوبائی اسمبلی چیئرمین ہیں اور ڈی سی ایس پی اس کمیٹی کے ممبر ہیں۔ حکومت تو خود چاہتی ہے کہ منتخب نمائندگان کی زیادہ سے زیادہ نمائندگی ہو اور زیادہ سے زیادہ مسائل حل کرنے میں ان کا موثر عمل دخل ہو۔ جناب سپیکر! شاید میرا موقف اس بات پر شروع سے مختلف ہوتا اگر جناب شاہ صاحب نے میرے ساتھ وعدہ نہ کیا ہوتا اور وہ بعد میں اس پر قائم نہ رہ سکے۔ تو میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں _____ جناب سپیکر! آج پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے۔ اس پر ہمارا بہت وقت لگ چکا ہے۔ ابھی آگے بہت اہم قراردادیں آنی ہیں۔ اگر میرے فاضل دوست سید طاہر احمد شاہ صاحب اپنے اس معاہدے پر قائم نہیں ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے کہ یہ بل متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

"مسودہ قانون (ترمیم) استحقاق صوبائی اسمبلی پنجاب"

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:-

"مسودہ قانون (ترمیم) استحقاق صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1991ء" پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید طاہر احمد شاہ: میں "مسودہ قانون (ترمیم) استحقاق' صوبائی اسمبلی پنجاب" پیش کرتا ہوں۔

(متفقہ رائے سے تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ مسودہ متعلقہ کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے جو اپنی رپورٹ 31 اگست 1991ء تک ایوان میں پیش کرے گی۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے میں جناب وزیر قانون کا خاص طور پر اور معزز ارکان صوبائی اسمبلی کا تہہ دل سے شکرگزار ہوں کہ انہوں نے ارکان اسمبلی کے استحقاق کو بہتر بنانے کے لئے میرے اس مسودہ قانون کو پیش کرنے کی نہ صرف اجازت دی بلکہ اس کو Support کیا اور میں ہر رکن اسمبلی کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ جو بھی ہمارے کسی رکن اسمبلی کی طرف سے بات غیر سرکاری کارروائی کے دن پیش کی جائے گی اس کو انشاء اللہ تعالیٰ اس جذبے کے ساتھ Support کیا جائے گا۔ شکریہ۔

(اس مرحلے پر چودھری محمد شفیق کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

چودھری محمد صفدر شاکر: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں اس معزز ایوان میں ایک اہم قرارداد پیش کرنا چاہتا ہوں جو کہ ایم پی اے صاحبان کے ماہانہ ٹیلی فون کوٹہ سے متعلقہ ہے۔ اگر آپ بغیر باری کے پیش کرنے کی اجازت دیں گے تو میں آپ کا اور اس معزز ایوان کا ممنون ہوں گا۔

قراردادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب چیئرمین: جناب صفدر شاکر صاحب! میں گزارش کروں گا کہ آپ حکومت پنجاب کے مشیر ہیں اور یہ بہتر ہو گا اگر آپ قائد ایوان کے ساتھ ذاتی طور پر بات کریں اور اس مسئلے کو حل کرائیں۔ اب میں میاں محمد امجد جوئیہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنی قرارداد پیش کریں۔ جناب فرید احمد پراچہ صاحب۔ (قطع کلامیاں) چونکہ جوئیہ صاحب تشریف نہیں رکھتے اس لئے ان کی قرارداد Lapse ہو گئی ہے۔

سید افتخار الحسن شاہ: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: جو قراردادیں ہمارے ایجنڈے پر موجود ہیں پہلے انہیں زیر بحث لانے دیجئے۔ (قطع کلامیاں)

میاں محمد امجد جوئیہ: جناب والا! میری قرارداد بہت ضروری ہے۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھئے۔ (قطع کلامیاں)

سید افتخار الحسن شاہ: جناب والا! کوئی لمبا چوڑا کام نہیں ہے اور نہ ہی کوئی الجھن والا کام ہے۔ اسے آپ پڑھنے کی اجازت دے دیں۔

جناب چیئرمین: مسئلہ الجھنے کا نہیں ہے۔ جہاں تک پیش کرنے کا تعلق ہے ہمارے پاس پہلے ہی ایجنڈا موجود ہے۔

سید افتخار الحسن شاہ: جناب والا! میرے پڑھ لینے سے یہ ثابت ہو گا کہ یہ کوئی الجھن والا مسئلہ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں۔ جناب فرید احمد پراچہ صاحب!

سید افتخار الحسن شاہ: جناب والا! آپ مجھے صرف پڑھنے کی اجازت دے دیں۔ فیصلہ بعد میں کر لیں۔

جناب چیئرمین: نہیں میرے بھائی! نہیں۔ آپ تشریف رکھئے۔ جناب فرید احمد پراچہ صاحب!

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! اس سے پہلے قرارداد میاں محمد امجد جوئیہ صاحب کی ہے۔

جناب چیئرمین: وہ Lapse ہو گئی ہے چونکہ وہ تشریف نہیں رکھتے تھے۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب والا! اس کو کوئی اور ممبر بھی پیش کر سکتا ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں جی۔ آپ اپنی قرارداد پیش کیجئے۔ (قطع کلامیاں)

چودھری محمد صفدر شاکر: جناب والا! آپ نے فرمایا ہے کہ ایک مشیر کوئی قرارداد پیش نہیں کر سکتا۔

جناب چیئرمین: میں نے آپ کو مشورہ دیا ہے۔

چودھری محمد صفدر شاکر: جناب والا! میں نے لاء منسٹر صاحب سے اور جناب سپیکر سے مشورہ کیا ہے انہوں نے کہا ہے کہ آپ قرارداد پیش کر سکتے ہیں۔ (قطع کلامیاں) آپ مجھے اس سلسلے میں رولنگ دیں کہ میں قرارداد پیش نہیں کر سکتا۔

جناب چیئرمین: جناب فرید احمد پراچہ صاحب!

سیلف ایمپلائمنٹ سکیم پر حصول قرضہ کے طریق کار میں سہولتیں

جناب فرید احمد پراچہ: جناب والا! اس ایوان کی رائے ہے کہ Self Employment Scheme پر حصول قرضہ کے طریق کار کو آسان بنایا جائے۔ اسے غیر ضروری دستاویزات کی فراہمی سے مستثنیٰ کیا جائے اور جاری کردہ رقم پر سود معاف کیا جائے۔ نیز سروس چارجز صرف پانچ فیصد رکھے جائیں۔

جناب چیئرمین: قرارداد پیش کی گئی ہے کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ

Self Employment Scheme پر حصول قرضہ کے طریق کار کو آسان بنایا جائے۔ اسے غیر ضروری دستاویزات کی فراہمی سے مستثنیٰ کیا جائے اور جاری کردہ رقم پر سود معاف کیا جائے۔ نیز سروس چارجز صرف پانچ فیصد رکھے جائیں۔ کوئی صاحب اس کی مخالفت کرتے ہیں یا نہیں کرتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جناب وزیر قانون صاحب اسے اپوز کرتے ہیں۔ جناب پراچہ صاحب!

جناب فرید احمد پراچہ: جناب والا! گزارش یہ ہے کہ میں اس بارے میں اس سے پہلے بھی ایوان کے سامنے اپنا بیان دے چکا ہوں کہ اس معاملے کا تعلق ہمارے ایمان کے ساتھ بھی ہے۔ اسلامی جمہوری اتحاد کے منشور کے ساتھ بھی ہے اور اس ملک کے غریب عوام کے ساتھ بھی ہے۔ دین کے ساتھ اس کا تعلق یہ ہے۔ سود ایک ایسی چیز ہے کہ جس کے بارے میں حتمی طور پر قرآن پاک میں اور احادیث مبارکہ میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ یہ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اعلان جنگ ہے۔ اس لحاظ سے اس کو مسلط کرنا اور اس کو جاری رکھنا اور اس پر اصرار کرنا اور اسے مسلسل جاری رکھنے کے بارے میں بھی بات کرنا یہ کسی صورت مناسب نہیں ہے۔

دوسری بات جناب والا یہ ہے کہ اسلامی جمہوری اتحاد نے اپنے منشور میں یہ بات رکھی ہے کہ سود کو ملک سے ختم کیا جائے گا اور بلا سود معیشت کو ملک میں رائج کیا جائے گا۔ اسی طرح جناب والا! اس کا تعلق ملک کے غریب عوام سے صوبے کے غریب عوام سے ہے۔ وہ لوگ جو رزق حلال کمانا چاہتے ہیں۔ وہ لوگ جو چاہتے ہیں وہ بھی اس معیشت میں Self Employment Scheme سے فائدہ اٹھا کر اپنے کاروبار کو بہتر بنا سکیں لیکن صرف سود کی اس رقم کی وجہ سے وہ اس پر عملدرآمد نہیں کر سکتے۔ اس بارے میں تجویز یہ تھی کہ جو بھی سروس چارجز ہوں' یہ ایک جائز راستہ ہے۔ قانونی راستہ ہے۔ ایک شرعی راستہ ہے جس کے ذریعے لوگ اپنے اس حق کو حاصل کر سکتے ہیں۔ کہ جو بھی آپ کے سروس چارجز ہیں وہ آپ وصول کر لیں۔ اس کو دوبارہ پیش کرنے کا مقصد یہ تھا کہ اس دوران قائد ایوان نے وزیراعلیٰ نے ایک انٹرویو میں اس بارے میں سروس چارجز کا لفظ استعمال کیا اور انہوں نے کہا کہ ہم نے اس پر سروس چارجز سات فیصد رکھے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حکومت نے اس بات کو عملی طور پر تسلیم کر لیا کہ اس میں جو Mark up رکھا گیا ہے وہ غلط ہے۔ اور یہ سروس چارجز ہیں اور اسے سروس چارجز کے طور پر ہی وصول کرنا چاہئے۔ جناب والا اس بارے میں گزارش یہ ہے کہ اس پر بلا وجہ اصرار کرنا یعنی اس میں ایک لفظ کی تبدیلی یا ایک ذہن کی تبدیلی

کے ساتھ ہزاروں ایسے لوگ اس سے استفادہ کریں گے کہ جو فی الواقع کاروبار بھی کرنا چاہتے ہیں اور جو بہتر طور پر معیشت میں ایک اپنا حصہ ڈال سکتے ہیں۔ تو اس کی اجازت دی جائے اور اس قرارداد کو منظور کیا جائے۔

وزیر صنعت (مہر اختر عباس بھروانہ): جناب سپیکر! پراچہ صاحب نے فرمایا ہے اس سے پہلے بھی یہ قرارداد اس ایوان میں پیش ہو چکی ہے تو اس سلسلے میں میں دوبارہ عرض کروں گا کہ جہاں تک انہوں نے فرمایا کہ Self Employment Scheme کے طریق کار کو آسان کر دیا جائے۔ میں جناب کی وساطت سے ان سے یہ عرض کروں گا کہ ہم نے اس کو کافی آسان کر دیا ہے۔ یہاں تک کہ میرے پاس یہ شکایت آئی کہ عام فارم جو ہم دس روپے کا دے رہے ہیں وہ قیمت ختم کی جائے۔ دس روپے غریب عوام سے نہ لئے جائیں۔ تو میں نے پھر اسی ایوان میں اعلان کیا کہ کسی آدمی سے دس روپے بھی نہیں لئے جائیں گے۔ اس کے بعد یہ تھا کہ RD کے پاس غریب عوام جاتے تھے ڈویژنل ہیڈ کوارٹر پر وہ قرضے کی منظوری کے لئے متعلق جاتے تھے تو میں نے اس ہاؤس میں یہ اعلان کیا کہ اب بجائے اس کے کہ غریب عوام RD کے پاس جائیں یا ڈویژنل ہیڈ کوارٹر جائیں اور در در کی ٹھوکریں کھائیں۔ RD کی یہ ڈیوٹی لگا دی کہ وہ ضلعی ہیڈ کوارٹر پر جائیں اور وہاں موقع پر قرضے دیں۔ اس کے بعد جناب یہ ہے کہ قرضے کا جو تناسب تھا وہ 40 فیصد Equity تھی اس کو کم کر کے 30 سے 70 فیصد کر دی اور جہاں پر Local Machine involved ہے وہاں پر 20 سے 80 فیصد کر دی۔ اس کے بعد جناب میں نے اور وزیراعلیٰ صاحب نے ڈویژنل ہیڈ کوارٹر کا چکر لگایا اور وہاں پر ہمیں جو شکایات عوام سے موصول ہوئیں اس سلسلے میں جناب وزیراعلیٰ پنجاب نے اسی ہاؤس میں اگلے دن نئے Incentive کا اعلان کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ قرضہ کی حد پانچ لاکھ روپے سے بڑھا کر ساڑھے سات لاکھ روپے کر دی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ جناب انہوں نے یہ بھی حکم دیا کہ قرضے کی منظوری چھ ہفتے کے اندر اندر کرنا لازم ہو گی اور ساتھ ہی اس کی پہلی قسط دینا ہو گی۔ اس کے ساتھ ساتھ رجسٹریشن فیس کے متعلق آپ کے سامنے وزیراعلیٰ صاحب نے اعلان کیا وہ 2 فیصد سے کم کر کے آدھا فیصد کر دی۔ اس کے علاوہ یہ بھی دشواری تھی کہ جب ہم ڈویژنل ہیڈ کوارٹر پر گئے تو ہمیں لوگوں نے کہا کہ ہمیں محکمہ مال سے شکایت ہے تو وزیراعلیٰ صاحب نے اسی ایوان میں اعلان کیا اور کہا کہ بجائے اس کے کہ لوگ پٹواریوں کے پاس جائیں اور وہ انہیں تنگ کریں اب سات دن کے اندر اندر یہ لازم ہو گا کہ تحصیل دار کاغذات کی جتنی Formalities ہیں وہ پوری کر کے متعلقہ محکمے کو واپس بھیجیں گے۔ اس کے ساتھ جناب میں یہ بھی عرض کر دوں کہ دس سال میں یہ قرضہ واپس ہو گا اور ڈیڑھ سال اس کو

Grace Period ملا کر یہ تقریباً" ساڑھے گیارہ سال بنتے ہیں۔ یہ بھی عوام کی سہولت کے لئے ہے اور اس کے ساتھ ساتھ 15 فیصد Mark up ہے۔

میاں منظور احمد موھل: (پوائنٹ آف آرڈر)۔ جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ:-

Chapter 12 contains
"Resolution on matters of general public interest"

اس میں یہ ہے کہ قرارداد لیسے پیش کی جائے گی اور وہ کس طرح ہو گی اس میں کیا ہو گا تو جناب والا! میں رول 93 کا حوالہ دوں گا جس کا سب رول (3) یہ ہے اور آپ اسے دیکھ لیجئے اس میں

Rule 93 (3) It shall be clearly and precisely expressed and shall be raised substantially on definite issue.

اور یہ one definite issue کے بارے میں ہو گا اور میرے فاضل دوست جناب فرید احمد پراچہ صاحب نے جو کہا ہے اس میں issues کتنے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ Self Employment Scheme پر حصول قرضہ کے طریقہ کار کو آسان بنایا جائے۔ (2) اسے غیر ضروری دستاویزات کی فراہمی سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔ (3) جاری کردہ رقم پر سود معاف کیا جائے۔ (4) انہوں نے سروس چارجز کے بارے میں بھی کہا ہے۔ تو جناب والا! انہوں نے چار issues لئے ہیں۔ جناب والا! میں قانون کی بات کروں گا جناب قرارداد substantial ہونا چاہئے اور یہ صرف ایک issue کے بارے میں ہونی چاہئے۔ فاضل ممبران میں سے ایک issue لے سکتے تھے۔ یا تو وہ کہتے کہ یہ سود سے پاک ہو۔ یا یہ کہتے کہ اس کا طریقہ کار آسان بنایا جائے۔ یا کہتے کہ اس پر سروسز چارجز بند کئے جائیں تو جناب والا ہمارے اس رول 93 (3) کی صریحاً" خلاف ورزی ہے on the face of it یہ admit ہی نہیں ہو سکتا اس لئے آپ اس بارے میں اپنی رولنگ دیں میں نے آپ کو رول 93 سب رول (3) کے بارے میں بتا دیا ہے اور اس میں چار issues آ گئے ہیں۔ اس میں صرف ایک definite issue ہونا چاہئے تب یہ قرارداد آ سکتی ہے ورنہ نہیں۔

جناب چیئرمین: میاں صاحب! یہ ایک ہی مسئلہ زیر بحث ہے اور یہ اس کے مختلف پہلو ہیں اور اس پر انہوں نے کافی اظہار خیال بھی کیا اور وزیر صاحب نے جواب بھی دیا اور اب تقریباً" مسئلہ ختم ہونے والا ہے اور یہ صرف ایک ہی مسئلہ سے related ہے اور وہ ہے Self Employment Scheme اور وہ اس سے کوئی بھی جداگانہ موضوع کو زیر بحث نہیں لائے۔

جی جناب وزیر صنعت!

وزیر صنعت: تو جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جہاں تک اس کو simplify کرنے کا تعلق ہے تو میں اس بارے میں ایوان کی اطلاع کے لئے یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ پیسہ ہم بینک سے 15 فیصد سود کے mark up پر لے رہے ہیں اور اسے عوام کی سہولت کے لئے صرف 7 فیصد پر دے رہے ہیں اس طرح سے حکومت 8 فیصد خود برداشت کر رہی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ جناب والا! اس کا جو فارم ہے اس کو بھی اگر آپ دیکھیں تو سکول میں داخلہ کا فارم بھی اس سے زیادہ مشکل ہو گا۔ یعنی قرضے کے حصول کا فارم اتنا آسان ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں جناب پراچہ صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ جہاں تک انہوں نے mark up کی بات کی ہے میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ ایک اسلامی ترقیاتی بینک ہے جس کا ہیڈ آفس جدہ میں ہے ہم وہاں سے کھاد منگواتے ہیں پٹرولیم منگواتے ہیں اس کے علاوہ اور بھی دوسری چیزیں ہم وہاں سے منگواتے ہیں وہ ہم سے mark up لیتے ہیں۔ اس کے بعد جناب والا! ایک اسلامک آئیڈیالوجی کونسل ہے وہاں اس بارے میں رجوع کیا جا سکتا ہے۔ انہوں نے ہمیں اس کی اجازت دے رکھی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ جناب والا کوئی شریعت کورٹ میں جا کر اس بارے میں پوائنٹ اٹھا سکتا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: (پوائنٹ آف آرڈر) جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اس قرارداد میں جن چیزوں کا حوالہ دیا گیا ہے وزیر صاحب متعلقہ باتوں کا جواب نہیں دے رہے ہیں بلکہ معاملے کو الجھا رہے ہیں اور اس طرح سے اس معزز ایوان کا وقت ضائع کر رہے ہیں۔ جناب والا! بات تو سود کی ہے۔ یہاں پر سود کی معافی کے لئے کہا گیا ہے کہ اگر انہوں نے سود لینا ہے تو کس طرح سے لینا ہے۔ اگر انہوں نے سود معاف کرنا ہے تو پھر اس کا یہاں پر اعلان کریں۔

جناب چیئرمین: رانا صاحب! یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ مہر صاحب بہت موثر انداز میں اس مسئلے کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈال رہے ہیں اور اب آخری نکتے پر توجہ دے رہے ہیں۔

مہر صاحب آپ پراچہ صاحب کی اس بات کا جواب specific انداز میں دے سکیں گے کہ اگر اس mark up کا نام سروس چارجز رکھ دیں تو کیا اس بارے میں آپ کو کوئی اعتراض ہے؟

وزیر صنعت: جناب والا! میں تو اس پوزیشن میں نہیں ہوں کہ میں ایوان کے فلور پر اس کا اعلان کروں۔ میں تو صرف یہ عرض کروں گا اور میں نے پراچہ صاحب کی خدمت میں پہلے بھی عرض کیا تھا کہ ہم مل کر جناب وزیراعلیٰ سے یہ بات کر سکتے ہیں ہم یہ بات وزیراعظم صاحب سے بھی کر سکتے ہیں۔ یہ تو میں نے پہلے بھی ان سے عرض کیا تھا۔ جناب والا! میں تو اس وقت اس پوزیشن میں نہیں

ہوں کہ میں ایوان کے غور پر یہ کہوں کہ جی mark up کو ختم کیا جائے۔ تو جناب والا! یہ mark up اس وقت رائج ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ جناب جب شریعت کورٹ موجود ہے تو وہاں پر کوئی بھی آدمی رجوع کر سکتا ہے اگر شریعت کورٹ کی طرف سے کوئی فیصلہ آ جائے تو پھر تو بات ختم ہو جائے گی۔

جناب والا! میں اپنے بھائی سے یہ عرض کروں گا کہ وہ اس قرارداد کو پریس نہ کریں اور میری ان سے یہ التجا ہو گی۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا شریعت کورٹ کا فیصلہ آنے کے بعد انہیں پتہ چلے گا کہ سود اسلام میں حرام ہے؟ کیا اپنے طور پر انہیں اس بات کا علم نہیں ہے؟

جناب چیئرمین: انہوں نے اپنا نقطہ نظر بڑی تفصیل کے ساتھ پیش کیا ہے اور انہوں نے اسلامک بینک اور اسلامی نظریاتی کونسل اور دوسرے اداروں کا حوالہ بھی دیا ہے۔ بات یہاں پر صرف سود یا سروس چارجز کو بدلنے کی ہے۔

فرید احمد پراچہ صاحب' کیا آپ وزیر صنعت کے بیان سے مطمئن ہوئے ہیں یا نہیں؟

جناب فرید احمد پراچہ: جناب والا! گزارش یہ ہے کہ ہمارے وزیر موصوف نے جن سہولتوں کا اعلان کیا ہے واقعی وہ بڑی خوش آئند بات ہے اور اسے سہل کرنے کی کوشش بھی کی گئی اور جیسا کہ ہمارے قائد ایوان نے بھی اپنی تقریر میں اس بارے میں کہا۔ وہ واقعی بہت اچھی باتیں ہیں اور صوبے کے عوام کو اس سے فائدہ پہنچ رہا ہے۔ لیکن جناب والا! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ جس طرح کنوئیں کے اندر ایک کتا گر جائے تو آپ کتنے ہی ڈول نکالتے رہیں اس سے اس کنوئیں کا پانی تو صاف نہیں ہو گا ڈول نکالنے سے چاہے آپ تین ہزار ڈول نکال دیں تب بھی وہ پانی پاک نہیں ہو گا جب تک کہ آپ اس میں سے کتے کو نہیں نکالیں گے۔ اسی طرح سے جب تک آپ اس سود کی لعنت کو ختم نہیں کریں گے تو آپ جتنی بھی سہولتیں دے دیں یا جتنا بھی آپ اسے بہتر کر لیں یہ ملک کے آئین سے' اسلام کے مقاصد سے اور ملک کے عوام کی بہتری سے ہم آہنگ نہیں ہو سکے گا اس لئے میں اس بارے میں یہ عرض کروں گا کہ واضح طور پر ایک سلسلہ رکھا جائے میں آج اس کو پریس نہیں کرتا۔ جس طرح سے جناب وزیر صنعت صاحب نے کہا ہے کہ وہ وزیراعلیٰ صاحب سے مل کر ایک واضح پالیسی دیں گے۔ تو اس بارے میں وزیر موصوف وزیراعلیٰ سے مل کر ان کی رائے لیں کہ اسے معاف

کر دیا جائے جیسا کہ وزیراعلیٰ نے ٹیلی ویژن پر خود سروس چارجز کہا ہے تو جناب والا یا وہ غلط بیان ہے یا پھر یہ بیان غلط ہے۔ مجھے تو سمجھ نہیں آتی کہ کونسی بات ٹھیک ہے۔ جب وزیراعلیٰ نے خود اسے سروسز چارجز کہا ہے اور یہی ہم کہہ رہے ہیں تو جناب والا میری استدعا ہے کہ اس بارے میں ان سے واضح رائے لیں اور ہم آئندہ اجلاس میں اس بارے میں کوئی بات کر لیں گے لہٰذا میں آپ سے استدعا کروں گا کہ اسے فی الحال ملتوی فرما دیا جائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ جناب پراچہ صاحب! پراچہ صاحب اپنی تحریک پر زور نہیں دے رہے چنانچہ یہ withdrawn تصور ہو گی۔

اگلی قرارداد ملک طیب اعوان صاحب کی ہے۔ جی ملک صاحب۔

زرعی اجناس کی قیمتوں کا تعین

ملک طیب خان اعوان: جناب سپیکر! اس ایوان کی رائے ہے کہ:-

"صوبائی حکومت' مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ زرعی اجناس کی قیمتیں مقرر کرتے وقت صوبوں کے زمینداروں' کاشتکاروں اور ایوان زراعت کے نمائندوں کو بھی شامل کیا جائے اور ان کے ساتھ مشورہ کر کے قیمتیں مقرر کی جائیں"

جناب چیئرمین: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:-

"صوبائی حکومت' مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ زرعی اجناس کی قیمتیں مقرر کرتے وقت صوبوں کے زمینداروں' کاشتکاروں اور ایوان زراعت کے نمائندوں کو بھی شامل کیا جائے اور ان کے ساتھ مشورہ کر کے قیمتیں مقرر کی جائیں"

ملک احمد علی اولکھ: جناب سپیکر! میں نے اس میں ایک ترمیم دی ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں۔ آپ کیا اس کی مخالفت کر رہے ہیں۔

ملک احمد علی اولکھ: نہیں جناب والا۔ میں اس میں ایک ترمیم دے رہا ہوں۔ اجناس کی قیمتیں مقرر کرتے وقت _____

جناب چیئرمین: نہیں۔ آپ ایک منٹ رکئے۔
میں نے یہ قرارداد پڑھی ہے اور اس بارے میں کیا کوئی دوست _____

ملک احمد علی اولکھ: جناب والا! میں اس میں ایک ترمیم دے رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی! اسے پڑھیئے۔

ملک احمد علی اولکھ: جناب سپیکر! اس میں میری ترمیم یہ ہے۔ اس کو بھی اس میں شامل کر لیں۔

جناب چیئرمین: جی پڑھیئے۔

ملک احمد علی اولکھ:

"زرعی اجناس کی قیمتیں مقرر کرتے وقت فصل کی کاشت پر اٹھنے والے اخراجات یعنی in puts کو مدنظر رکھ کر اس میں کاشتکاری پر مناسب منافع شامل بھی کیا جائے۔ نیز بین الاقوامی منڈیوں کی قیمتوں سے بھی موازنہ کیا جائے تاکہ کاشتکار مکمل تباہ ہونے سے بچ جائیں کیونکہ یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ اس وقت in puts کے اخراجات آمدنی سے زیادہ ہیں"

جناب چیئرمین: جناب ملک احمد علی اولکھ صاحب نے اس تحریک میں ترمیم پیش کی ہے کہ ____

"زرعی اجناس کی قیمتیں مقرر کرتے وقت فصل کی کاشت پر اٹھنے والے اخراجات یعنی in puts کو مدنظر رکھ کر اس میں کاشتکاری پر مناسب منافع شامل بھی کیا جائے۔ نیز بین الاقوامی منڈیوں کی قیمتوں سے بھی موازنہ کیا جائے تاکہ کاشتکار مکمل تباہ ہونے سے بچ جائیں کیونکہ یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ اس وقت in puts کے اخراجات آمدنی سے زیادہ ہیں"۔

(ترمیم منظور ہوئی)

جناب چیئرمین: اب ترمیم شدہ قرارداد ایوان کے سامنے پیش ہے اور سوال یہ ہے کہ:-

اس ایوان کی رائے ہے کہ "صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ زرعی اجناس کی قیمتیں مقرر کرتے وقت صوبوں کے زمینداروں' کاشتکاروں کے نمائندوں کو بھی شامل کیا جائے اور ان کے ساتھ مشورہ کر کے قیمتیں مقرر کی جائیں۔ زرعی اجناس کی قیمتیں مقرر کرتے وقت فصل کی کاشت پر اٹھنے والے

اخراجات in puts کو مدنظر رکھ کر اس میں کاشتکاری پر مناسب منافع بھی شامل کیا جائے نیز بین الاقوامی منڈیوں کی قیمتوں سے بھی موازنہ کیا جائے تاکہ کاشت کار مکمل تباہ ہونے سے بچ جائیں۔ کیونکہ یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ اس وقت in put کے اخراجات آمدنی سے زیادہ ہیں"۔

(ترمیم شدہ قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

سید افتخار الحسن شاہ: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: یہ صفدر شاکر صاحب پیش کرنا چاہتے ہیں یا آپ پیش کرنا چاہتے ہیں؟

سید افتخار الحسن شاہ: جی! میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: اگر آپ کر رہے ہیں تو آپ کیجئے۔

ارکان اسمبلی کے ٹیلی فون کے کوٹہ میں وسعت

سید افتخار الحسن شاہ: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ ــــــ

"اس معزز ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت' مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ پنجاب اسمبلی کے ہر معزز ممبر کو ماہانہ تین ٹیلی فون کا جو کوٹہ الاٹ ہوا ہے اور اس میں یہ شرط لگائی گئی ہے کہ یہ کوٹہ ضلع کے اندر ہی استعمال ہو گا۔ لہٰذا استدعا ہے کہ یہ کوٹہ ضلع کی بجائے صوبہ پنجاب تک کیا جائے۔"

جناب چیئرمین: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:-

"اس معزز ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت' مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ پنجاب اسمبلی کے ہر معزز ممبر کو ماہانہ تین ٹیلی فون کا کوٹہ الاٹ ہوا ہے اور اس میں یہ شرط لگائی گئی ہے کہ یہ کوٹہ ضلع کے اندر ہی استعمال ہو گا۔ لہٰذا استدعا ہے کہ یہ کوٹہ ضلع کی بجائے صوبہ پنجاب تک کیا جائے"۔

تو میرے خیال میں سب سے پہلے تو قواعد معطل کرنے کے لئے آپ کو قرارداد دینا ہو گی اور اگر ہاؤس نے اس کو منظور کیا تو اس کو باضابطہ طور پر پیش کریں گے۔ تو آپ قواعد معطل کرنے کے لئے تحریک پیش کریں۔

سید افتخار الحسن شاہ: جناب سپیکر میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ قواعد معطل کئے جائیں۔ relax کئے جائیں اور ہاؤس سے رائے لی جائے۔

میاں منظور احمد موحل: پوائنٹ آف آرڈر۔ میں پیش کرتا ہوں۔ جناب والا قواعدہ نمبر 202 کے تحت قواعد کو معطل کر کے یہ جو ترمیم ہے یا جو قرارداد ہے اس کو اسمبلی میں پیش کر کے اس پر بحث کریں۔

جناب چیئرمین: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ قواعد کو معطل کر کے اس قرارداد کو out of turn لیا جائے۔ تو کیا ہاؤس کو یہ منظور ہے؟

معزز ایوان: منظور ہے۔ (تحریک منظور ہوئی)

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! اب آپ دوبارہ پیش کیجئے۔

سید افتخار الحسن شاہ: میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:-

"اس معزز ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت' مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ پنجاب اسمبلی کے ہر معزز ممبر کو ماہانہ تین ٹیلی فون کا جو کوٹہ الاٹ ہوا ہے اور اس میں یہ شرط لگائی گئی ہے کہ یہ کوٹہ ضلع کے اندر ہی استعمال ہو گا۔ لہٰذا استدعا ہے کہ یہ کوٹہ ضلع کی بجائے صوبہ پنجاب تک کیا جائے"

جناب چیئرمین: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:-

"اس معزز ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت' مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ پنجاب اسمبلی کے ہر معزز ممبر کو ماہانہ تین ٹیلی فون کا جو کوٹہ الاٹ ہوا ہے اور اس میں یہ شرط لگائی گئی ہے کہ یہ کوٹہ ضلع کے اندر ہی استعمال ہو گا۔ لہٰذا استدعا ہے کہ یہ کوٹہ ضلع کی بجائے صوبہ پنجاب تک کیا جائے"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب فرحت عزیز مزاری: جناب سپیکر! میں ایک اہم مسئلہ کی طرف آپ کی توجہ مبذول کراؤں گا۔

(قطع کلامیاں)

چودھری واجد علی خان: جناب سپیکر! ایک قرارداد باقی رہ گئی ہے۔ یہ بہت اہمیت کی حامل ہے

اس کو بھی لے لیں۔ یہ وقت کو ضائع کر رہے ہیں۔ جناب یہ بڑا اہم مسئلہ ہے۔ یہ لے لیں۔

جناب فرحت عزیز مزاری: چلیں جناب خان صاحب کی قرارداد پہلے لے لیں۔

چودھری واجد علی خان: شکریہ۔

جناب چیئرمین: جناب واجد علی خان صاحب!

بارڈر ایریا کے پانچ میل کے اندر درخت کاٹنے کی پابندی

چودھری واجد علی خاں: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ بارڈر ایریا کے پانچ میل کے اندر درخت کاٹنے کی پابندی ختم کی جائے تاکہ سرحدی دیہات کے لوگ اپنی لکڑی کی ضروریات پوری کر سکیں"۔

جناب چیئرمین: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:-

"صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ بارڈر ایریا کے پانچ میل کے اندر درخت کاٹنے کی پابندی ختم کی جائے تاکہ سرحدی دیہات کے لوگ اپنی لکڑی کی ضروریات پوری کر سکیں"۔

(قرارداد منظور ہوئی)

جناب چیئرمین: حاجی محمد شریف صاحب۔

(معزز ممبر ہاؤس میں موجود نہ تھے)

جناب چیئرمین: چونکہ وہ تشریف نہیں رکھتے اس لئے ان کی قرارداد Lapse ہو گئی۔

جناب فرحت عزیز مزاری: جناب سپیکر میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ ایک اہم مسئلہ کو ہاؤس میں لانے کے لئے قواعد کو معطل کرتے ہوئے ایک قرارداد کو out of turn take up کیا جائے۔

جناب چیئرمین: آپ پہلے قواعد کو معطل کرنے کے لئے تحریک پیش کریں۔

جناب فرحت عزیز مزاری: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ قواعد معطل کر کے

میری یہ قرارداد out of turn take up کی جائے۔

جناب چیئرمین: جناب مزاری صاحب out of turn قرارداد پیش کرنا چاہتے ہیں۔ کیا قواعد معطل کرنے کی اجازت ہے؟

معزز ایوان: اجازت ہے۔

جناب چیئرمین: جناب مزاری صاحب۔

گدو بیراج کے پانڈ ایریا کے متاثرین کو معاوضہ یا متبادل کی عطائیگی

جناب فرحت عزیز مزاری: جناب سپیکر اس ایوان کی رائے ہے کہ:-

"گدو بیراج کے پانڈ ایریا کے متاثرین کو معاوضہ یا متبادل رقبہ عطا کیا جائے"

جناب چیئرمین: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:-

"گدو بیراج کے پانڈ ایریا کے متاثرین کو معاوضہ یا متبادل رقبہ عطا کیا جائے"۔

(قرارداد منظور ہوئی)

جناب چیئرمین: اسمبلی کی کارروائی کل شام 4:00 بجے تک ملتوی کی جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی بدھ 12 جون 1991ء چار بجے شام کے لئے ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا پانچواں اجلاس

بدھ 12 جون 1991ء

(چہار شنبہ 28 ذیقعد 1411ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں سہ پہر 4 بج کر 11 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ﴿٧﴾ جَزَاؤُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّاتُ
عَدْنٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ رَّضِيَ
اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ ذَٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ ﴿٨﴾

سورہ البینۃ: آیت 8,7

اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے وہ تمام خلقت سے بہتر ہیں۔ ان کا صلہ ان کے پروردگار کے ہاں ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں۔ ابد الاباد ان میں رہیں گے۔ خدا ان سے خوش اور وہ اس سے خوش۔ یہ (صلہ) اس کے لئے ہے جو اپنے پروردگار سے ڈرتا ہے۔

وما علینا الا البلاغ

میاں منظور احمد موحل: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر!

جناب سپیکر: میاں منظور احمد موحل پوائنٹ آف آرڈر پیش کرنا چاہتے ہیں۔

میاں منظور احمد موحل: جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ تحریک استحقاق نمبر 39 کے بارے میں عبوری رپورٹ اس ایوان میں پیش ہوئی تھی۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ تحریک استحقاق نمبر 39 پیش کردہ جناب شوکت داؤد ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاق کی عبوری رپورٹ کو اس ایوان میں فی الفور زیر بحث لایا جائے۔ جناب والا! اس میں مقصد یہ تھا کہ جو رپورٹ میں سفارش کی گئی تھی۔

After hearing the Mover and the ASP Sadiq-abad, District Rahim Yar Khan, Mr. Ayub Qurashi, the Committee decided that an interim report may be made to the Assembly recommending that ASP may be transferred from his present place of posting so that he may not influance the witnesses to be summoned by the Committee subsequently for making a final report.

اس اے ایس پی کا تبادلہ اس کمیٹی نے ضروری قرار دیا تھا تاکہ جو گواہان اگلی میٹنگ میں بلائے جانے ہیں ان پر وہ اثر انداز نہ ہو سکے۔ لہٰذا اس اے ایس پی کا وہاں سے تبادلہ کیا جانا نہایت ضروری ہے۔ تو میری یہ گزارش ہے کہ باقی تمام تحاریک استحقاق سے پہلے میری اس تحریک کو لے لیا جائے تاکہ عبوری رپورٹ جو اسمبلی میں پیش ہو چکی ہے اس پر ایوان کا فیصلہ معلوم ہو جائے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! لیکن یہ رپورٹ پرائیویٹ ممبرز ڈے پر پیش ہو گی اس لئے اگلے منگل کو اس پر ہو سکتی ہے۔

رانا ثناء اللہ خاں: جناب سپیکر! میں اس سلسلہ میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ آپ کے پاس اختیارات ہیں کہ آپ قواعد میں نرمی کر کے اسے زیر بحث لا سکتے ہیں۔ یہ ایک معزز ممبر کے استحقاق کا مسئلہ ہے اور جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے کہ یہ معاملہ تقریباً" چھ مہینے سے لٹک رہا ہے اور ان چھ مہینوں میں وہ اس ایوان میں متعدد مرتبہ کہتے رہے ہیں کہ وہ اے ایس پی کس طرح سے انہیں پریشان کر رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک معمولی سی بات ہے کہ صرف اس کے تبادلے کا کہا گیا ہے جبکہ اس سے زیادہ کہا جانا چاہیے تھا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس میں اور زیادہ تاخیر کی جائے گی تو ممبر کے استحقاق کا جو معاملہ ہے اور جو سکیورٹی والی بات ہے اس کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ رانا صاحب' یہ منگل کو غیر سرکاری کارروائی کے دن پیش ہو سکتی ہے اور اسی

روز اس پہ بات کرلیں گے اور اس عبوری رپورٹ پر عملدرآمد کا جائزہ لینے کے لئے ایوان میں بحث کرلیں گے۔

چودھری شوکت داؤد: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: چودھری شوکت داؤد پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری شوکت داؤد: جناب والا! آپ رولنگ تو دے چکے ہیں لیکن یہ چونکہ مجھ سے متعلقہ معاملہ ہے تو اس بارے میں بعد کے بھی کچھ حقائق ہیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو وہ میں ابھی بیان کر سکتا ہوں یا جیسے آپ بہتر سمجھیں۔ اگر منگل کو کہیں گے تو منگل کو بات کر لوں گا۔

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر: تحاریک استحقاق کو ٹیک اپ کریں؟ جو صاحبان نہیں ہوں گے ان کی تحاریک استحقاق ختم ہو جائیں گی اور لاء منسٹر صاحب اس تجویز پہ بہت خوش ہو رہے ہیں۔ لیکن یہ ممبر کے استحقاق کا معاملہ ہے اور میں ہر ممبر کے استحقاق کا custodian ہوں۔ لیکن آج کچھ exceptional circumstances ہیں کہ ممبران کو تو آج تمغہ خدمت ملنا چاہیے۔ صبح سے چار بجے تک ایک ہی نشست میں بیٹھے ہیں۔ پانی پینے کے لئے بھی باہر نہیں گئے۔ سردار صاحب اس میں اپنا مسئلہ حل کرنا چاہتے ہیں۔ جو صاحبان موجود ہیں ان کی تحاریک استحقاق لے لیتے ہیں۔ سردار اللہ یار ہراج

سردار اللہ یار ہراج: جناب والا! کاپی مہیا کی جائے۔

جناب سپیکر: جناب سردار اللہ یار خان ہراج' تحریک استحقاق نمبر 29 _____

سردار اللہ یار ہراج: کاپی چاہیے۔

جناب سپیکر: کاپی مہیا کی جائے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: پوائنٹ آف آرڈر سر _____

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر جناب ارشاد حسین سیٹھی صاحب! _____

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب والا! میری تحریک استحقاق نمبر 27 کو دو مرتبہ ملتوی کیا گیا تھا

اور ابھی تک اس بارے میں کسی قسم کا کوئی فیصلہ نہیں کیا گیا۔ میں اس سلسلے میں چاہوں گا کہ میری تحریک استحقاق 27 نمبر کو ٹیک اپ کیا جائے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: سر پینڈنگ اس لئے ہوئی تھی کہ اسے ایک دن کے لئے اور کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: کس لئے پینڈنگ ہوئی تھی؟

جناب ارشاد حسین سیٹھی: پینڈنگ اس لئے ہوئی تھی کہ لاء منسٹر صاحب نے جنرل مینجر ٹیلیفون سے رابطہ کرنا تھا۔

جناب وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! کل اور پرسوں جو صورت حال رہی ہے وہ جناب کے سامنے ہے۔ میں نے ابھی لاء ڈیپارٹمنٹ والوں کو ہدایت کی ہے کہ سیکرٹری صاحب سے Contact کر کے ان کی conveniente کا ٹائم جو بھی ہو وہ لے کے جی ایم اور متعلقہ افسر کو بلوا لیں۔ ابھی میں ہدایات دے کے آیا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ درست ہے سیٹھی صاحب! کل اور پرسوں مصروفیت زیادہ رہی ہے۔ تو آپ بتا دیں جو بھی ٹائم موزوں ہے آپ کو' تو لاء منسٹر صاحب ان کو بلوا لیں گے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جب یہ فرمائیں گے تو میں انشاء اللہ تعالیٰ اس وقت حاضر ہو جاؤں گا۔ کل کر لیں جناب والا۔

جناب سپیکر: جی ملک صاحب ____

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: جناب والا! آج جو اخبار چھپا ہے اس میں سردار صاحب اور ان کے پرائیویٹ سیکرٹری کی فوٹو چھپی ہے جس میں کل کے سیمینار میں یہ دن میں سوئے ہوئے تھے۔ سر یا تو اخبار والوں سے استدعا کی جائے کہ وہ ان کی ایسی فوٹو نہ لیں' یا پھر سردار صاحب کی خدمت میں گزارش کریں کہ وہ سیمینار میں سویا نہ کریں۔

جناب سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ نیند جو ہے یہ ایک انسانی کمزوری ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ نیند سولی پر بھی آ جاتی ہے۔ تو جو انسانی کمزوریاں ہیں ان کو زیادہ Exploit نہیں کرنا چاہیئے۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: ایک ڈاکٹر ہونے کی حیثیت سے عرض کرتا ہوں کہ اگر نیند زیادہ آئے تو

کچھ investigations کروا لینی چاہئیں۔ جس میں بلڈ شوگر وغیرہ ضروری ہے۔ یہ نہ ہو کہ کہیں بلڈ شوگر ہو اور انہیں پتہ ہی نہ چلے' کیونکہ نیند اس سے بھی زیادہ آتی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ یہ جو انسانی کمزوری ہے تو اس کا سردار صاحب پر اکثر بہت غلبہ رہتا ہے۔ تو کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ یہ رات کو سوتے ہی نہیں ہیں' تو ان سے کہا جائے کہ یہ اپنی رات کی مصروفیات ذرا گھٹا دیں' کم کر دیں۔

میاں منظور احمد موحل: ڈاکٹر صاحب کو ہی بھیج دیا جائے تاکہ خرچ بھی نہ اٹھے اور مرض کی investigation بھی ہو جائے۔

جناب سپیکر: جی سردار اللہ یار خان ہراج ____

ایکسیئن واپڈا کی جانب سے ارکان صوبائی اسمبلی کی تضحیک

سردار اللہ یار ہراج: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں۔ جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ حکومت کی منظور شدہ پالیسی کے مطابق ہر حلقہ نیابت میں واپڈا کی طرف سے ایک مکمل چک اور نو (9) اضافی بستیوں کو بجلی مہیا کی جانی تھی۔ لہٰذا اس پالیسی کے تحت میں نے بھی اپنے حلقہ نیابت کے مطلوبہ دیہاتوں کو بھی بجلی سپلائی کرنے کے لئے متعلقہ حکام کو تحریری طور پر اپنی سفارشات ارسال کیں' بعد ازاں مجھے معلوم ہوا کہ میرے حلقہ نیابت میں میری سفارشات کے برعکس بعض دیہاتوں کو بجلی سپلائی کرنے کے لئے اقدامات شروع کر دیئے ہیں۔ میں نے اس سلسلے میں مورخہ 2-6-1991 کو جناب ملک عاشق محمد صاحب ایکسیئن سے رابطہ قائم کیا اور اس معاملہ پر گفتگو کرنا چاہی لیکن میری حیرانگی کی کوئی انتہا نہ رہی جب مذکورہ ایکسیئن نے نہ صرف یہ کہ میرے ساتھ اس معاملہ پر بات چیت کرنے سے انکار کیا بلکہ الٹا ممبران صوبائی اسمبلی کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا اور کہا کہ میں مرکزی حکومت کا ملازم ہوں۔ لہٰذا صوبائی سیکرٹری ایری گیشن خواہ مخواہ میرے کام میں مداخلت کرتا ہے اور دھونس دیتا ہے۔ حالانکہ نہ تو میں ان کے ماتحت ہوں اور نہ ہی مجھ پر ان کے احکامات کی پابندی لازم ہے۔ لہٰذا ایکسین مذکور کے اس ناروا رویہ سے نہ صرف میرے حلقہ نیابت کے کام میں بلا وجہ التواء میں پڑ گئے ہیں بلکہ یہ کہ میرا استحقاق بطور ممبر بھی مجروح ہوا ہے۔ کیونکہ میرے ساتھ ایکسیئن مذکور نے انتہائی نامناسب اور ناروا رویہ اختیار کیا ہے۔ لہٰذا میری استدعا ہے کہ اس تحریک

استحقاق کو منظور فرما کر کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: اس پہ لاء منسٹر صاحب کچھ فرمانا چاہیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! اس سلسلے میں ہم نے جنرل مینجر آپریشن (واپڈا) کو لکھا ہوا ہے' ان کی طرف سے ابھی تک ہمیں جواب موصول نہیں ہوا۔ میں سردار صاحب کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ اس کو پینڈنگ کروا لیں' بلکہ میری کوشش ہو گی کہ ان کا جواب آنے سے پہلے ان کو بلوا کر سردار صاحب کے اور ان کے اس معاملہ کو حل کرائیں۔ تو سردار صاحب کی خدمت میں میری گزارش ہو گی کہ وہ اس کو پینڈنگ کرا لیں۔

جناب سپیکر: تو سردار صاحب کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

سردار اللہ یار خان ھراج: مجھے کوئی اعتراض نہیں جناب والا جیسے مناسب فرمائیں بے شک اسے پینڈنگ کر لیں' جب جواب موصول ہو جائے گا تو اس وقت اسے ٹیک اپ کر لیں گے۔

چیئرمین: لاء منسٹر صاحب یہ کب تک جواب موصول ہو جائے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! یہ محکمہ نے لکھا ہے کہ وضاحت کے لئے جنرل مینجر آپریشن واپڈا لاہور کو معاملہ بھیجا گیا ہے صورت حال کی وضاحت واپڈا کی طرف سے جواب موصول ہونے کے بعد ہی ممکن ہے۔ واپڈا کا جواب جلد حاصل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے تاہم اس میں کچھ وقت لگے گا۔ یہ امر بھی غور طلب ہے کہ موجودہ تحریک استحقاق ایک ایسے وفاقی ادارہ سے متعلقہ ہے جس کے انتظامی امور میں صوبائی حکومت کا براہ راست کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں نے تو اس وجہ سے گزارش کی ہے کہ ہم ان کو بلوا کے ایسے کرتے ہیں' سردار صاحب جب حکم دیں گے ہم ان کو بلوا لیں گے۔ ان کی convenience کے مطابق اس مسئلے کو Resolve کرائیں گے۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! یہ ان کا موقف درست نہیں ہے کہ صوبائی حکومت واپڈا کے معاملات میں کوئی دخل اندازی نہیں دے سکتی یا صوبائی اسمبلی اس میں کوئی cognizence نہیں لے سکتی۔ اس بات سے ہم اتفاق نہیں کرتے۔ Distribution is a provincial subject اور اس میں ہمارے معزز ممبران کا جو استحقاق ہے اس بارے میں واپڈا کے ملازمین جو ہیں وہ اس انداز میں پیش آتے ہیں تو اس کی cognizence جو ہے وہ پنجاب اسمبلی لے سکتی ہے۔ آپ یہ فرمائیں کہ اس بارے میں آپ صرف لکھے ہوئے پہ اتفاق کریں گے یا ان کو بلا کے سردار صاحب کی تسلی کروائیں

گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: چونکہ جناب والا نے پوچھا ہے تو میں نے محکمہ کا نقطہ نظر ان کی طرف سے آپ کی خدمت میں بیان کیا ہے جو یہ ایری گیشن اینڈ پاور والوں نے جواب لکھ کے بھیجا ہے۔ میں نے تو یہی عرض کیا ہے کہ میں ان کو بلوا کے انشاء اللہ سردار صاحب کا یہ مسئلہ حل desolve کرواؤں گا۔

جناب سپیکر: ان کا یہ کیس تحریک استحقاق کے لئے بڑا مضبوط ہے۔

وزیر قانون: ٹھیک ہے سر۔

چودھری غلام احمد خان: ٹھیک ہے۔ جناب والا! ہم بھی سردار صاحب کے ساتھ ہیں پچھلے چھ دن سے پانی بھی بند ہے۔ سردار صاحب نے پانی کے متعلق کچھ نہیں کہا۔ واسا جو ہے وہ تو وفاقی حکومت کا نہیں ہے وہ تو صوبائی حکومت کا ہی ہے صبح کو وضو کے لئے پانی بھی نہیں ملتا' سردار صاحب کو ملتا ہو گا اس لئے ان کو یہ خیال نہیں رہا۔

جناب سپیکر: مجھے یقین ہے کہ سردار صاحب کو نہیں ملتا ہو گا۔ کیونکہ مجھے جو نہیں مل رہا۔ ویسے سردار صاحب! اس کو ان کے ساتھ سنجیدگی سے ٹیک اپ کرنا چاہیے۔ یہ معاملہ تو ایسا ہو گیا ہے کہ اسمبلی کی کارروائی نہیں چل سکتی۔ لوگ اپنے گھروں سے تیار ہو کر نہیں آ سکتے۔ اب کل نو بجے اجلاس ہو گا تو میں نہیں سمجھتا کہ اراکین اسمبلی اپنے گھروں سے تیار ہو کر آ سکتے ہیں۔ پانی نہ ہو گا تو تیار کیسے ہوں گے۔ تو اس کو کس انداز میں ٹیک اپ کیا جائے' آپ کیا تجویز کرتے ہیں؟

وزیر قانون: اس کے لئے تو کل ایک تحریک التوا باقاعدہ بحث کے لئے منظور ہوئی ہے اور اس کے لئے بحث کا وقت تین دن کے اندر مقرر ہونا ہے۔ اسمبلی نے تو اس کا بڑا Serious نوٹس لیا ہے اور ہم نے انہیں اسمبلی کے احساسات پہنچا دیئے ہیں۔ یہ زبردست جو بارش اور آندھی غیر متوقع طور پر آئی ہے اس کی وجہ سے انہیں مشکلات درپیش ہیں لیکن اس کا بڑا Serious نوٹس لے رہے ہیں اور کم سے کم وقت میں اس کو ٹھیک کرائیں گے۔ انشاء اللہ اس سلسلے میں محکمے کا موقف پتا کروا کے آپ کو فوری طور پر آگاہ کروں گا۔

جناب سپیکر: تو اس تحریک التوا پر بحث آج کر لی جائے۔ اس پر بحث آج بھی ہو سکتی ہے۔

میاں منظور احمد موھل: اگر بحث کل کرنی ہے تو اس کے لئے رولز کو relax کرنا ہو گا۔

جناب سپیکر: میاں صاحب' قواعد میں نرمی کئے بغیر اگر آج ٹائم مقرر کرنا ہے تو وہ آج کسی وقت کا ہو سکتا ہے۔ لاء منسٹر صاحب کیا ارشاد فرمائیں گے۔ اس تحریک التوا پر بحث کرنے کے لئے کون سا ٹائم مقرر کیا جائے۔

وزیر قانون: جیسے آپ مناسب سمجھیں۔ آج بجٹ پر بھی بحث ہونی ہے' اس پر بھی ہونی ہے تو پھر آپ جیسے مناسب سمجھیں' مجھے تو کوئی اعتراض نہیں۔ ہم تو بیٹھے ہیں۔

جناب سپیکر: کل بھی یہی صورت حال ہو گی۔ کل تو بلکہ بجٹ پر بحث کا آخری دن ہے۔

وزیر قانون: جیسے جناب مناسب سمجھیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آج ممبران کافی تھکے ہوئے ہیں۔ آج وقت نہیں رکھنا چاہیئے۔ کل وقت رکھ لیں بے شک تھوڑا فالتو وقت لے لیا جائے۔ رانا صاحب! کیا خیال ہے؟ کل کے لئے کوئی ٹائم رکھ لیا جائے؟

وزیر امداد باہمی: پوائنٹ آف آرڈر۔ میں جناب کی رولنگ چاہتا ہوں کہ کیا تحریک التوائے کار اس ایوان میں ایسے مسئلے پر پیش ہو سکتی ہے کہ جو معاملہ مرکزی حکومت سے متعلق ہو۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار پیش ہو چکی ہے۔ یہ منظور ہو چکی ہے اور اب اس پر بحث کے لئے وقت مقرر کرنا ہے۔ یہ واسا کے بارے میں ہے اور یہ پنجاب گورنمنٹ سے متعلق ہے۔

وزیر امداد باہمی: بجلی واسا کے پاس نہیں ہے۔ بجلی مرکز کے پاس ہے اور بجلی کی وجہ سے پانی بند ہے۔ تکلیف ہم سب کو ہے۔ پیپلز ہاؤس میں ہم بھی اسی طرح پڑے رہے۔ لیکن گزارش یہ ہے کہ ہمیں اس حد تک رہنا چاہیئے جہاں تک ہمارا اختیار ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! یہ کل منظور ہو چکی ہے اور میں نے تو آج صرف اس پر ٹائم مقرر کرنا ہے۔ جو فیصلہ ہو چکا ہے میں اس کو برقرار رکھوں گا۔

وزیر امداد باہمی: میں آپ کی رولنگ چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: یہاں میری عدم موجودگی میں چیئر نے جو فیصلہ کیا ہے وہ درست ہے۔ تحریک التوائے کار پیش ہوئی۔ اس پر بات چیت ہوئی۔ اس پر لاء منسٹر صاحب نے اپنی رائے دی اور اس وقت کے پذا ایڈنگ آفیسر نے اس پر فیصلہ دیا ہے۔ آج اس کو کالعدم نہیں کرنا چاہیئے۔ تو اس پر ٹائم کونسا

مقرر کریں؟ کل کے لئے ہی ہو سکتا ہے۔ کل اجلاس کے اختتام کے وقت پر کر لیں تاکہ اس وقت تک بجلی اور پانی مہیا ہو گیا تو پھر شاید آپ بحث کرنا پسند نہ کریں۔ اگر مہیا نہ ہوا تو آپ یقیناً کریں گے۔ تو کل دو بجے رکھ لیں؟ ٹھیک ہے؟ کل دو بجے کا وقت ایک گھنٹے کے لئے مقرر کیا جاتا ہے۔ اگر ضرورت ہوئی تو پھر اور وقت بڑھا لیا جائے گا۔

میاں منظور احمد موہل: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میرے علم میں یہ بات ابھی آئی ہے کہ ہاؤس کا کولنگ سسٹم خراب ہے۔ چار پلانٹ میں سے دو ٹھیک ہیں اور دو پلانٹ خراب ہیں۔ اسی وجہ سے کولنگ ٹھیک نہیں ہے۔ اس کا نوٹس بھی جناب والا کو لینا چاہیے۔

بجٹ دستاویز کی قبل از وقت اشاعت

جناب سپیکر: یہ میرے علم میں ہے۔ اکرام ربانی صاحب تحریک استحقاق نمبر 30۔

رانا اکرام ربانی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ جناب گورنر پنجاب نے صوبہ کا بجٹ پیش کرنے کے لئے 4 جون 1991ء کی تاریخ مقرر کی تھی اور یہ بجٹ اس معزز ایوان کے سامنے پیش ہونا تھا۔ لیکن بجٹ 3 جون 1991ء کو اخبارات میں شائع ہو گیا۔ صوبائی اسمبلی میں پیش ہونے تک یہ دستاویز خفیہ رکھنا ہوتی ہے اور اس معزز ایوان کی امانت ہوتی ہے۔

اس معزز ایوان میں پیش کئے جانے سے ایک روز قبل اس کے منظر عام پر آنے سے نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں یہ توقع رکھتا ہوں کہ کسی فنی وجوہات پر یا کسی اور وجہ سے اس تحریک استحقاق کو روکا نہیں جائے گا' اس کی مخالفت نہیں کی جائے گی۔ کیونکہ آج کل صوبہ پنجاب میں جس جماعت کی حکومت ہے اس کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ اس جمہوریت کو جسے ماضی میں ان کے کہنے کے مطابق بعض افراد اور بعض جماعتوں کے غلط رویئے کی وجہ سے نقصان پہنچا ہے۔ اس جمہوریت کو Repair کرنے کے لئے اور ان جمہوری اقدار کو بحال کرنے کے لئے کوشاں ہے' یہ مانا جائے گا کہ بجٹ دستاویزات جو کسی اسمبلی میں پیش کی جاتی ہے۔ خفیہ ہوتی ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہاں یہ بھی معزز اراکین اسمبلی کو یاد کرانا ضروری سمجھوں گا کہ سٹینڈنگ

کمیٹیوں کی جو رپورٹیں ہوتی ہیں ان کے اوپر بھی لکھا ہوتا ہے کہ اسمبلی میں پیش ہونے تک یہ دستاویز خفیہ رکھی جائے گی۔ جناب سپیکر! بجٹ جو پورے سال کے دوران حکومت کی کارکردگی ہوتی ہے جس کے تحت پورا سال اس صوبے کا نظام چلنا ہوتا ہے اس کو ایک دن پہلے افشاء کر دیا گیا اور جو پالیسی سٹیٹمنٹ یہاں پر دی گئی' جناب سپیکر مجھے توقع تھی کہ قائداعظمؒ کے سپاہی جو ہر موقع پر چاہے وہ کسی اجتماع کا حلیہ بگاڑ دینے کے مترادف ہو وہ حوالے ضروری دیئے جاتے ہیں۔ آپ "نوائے وقت" اخبار اٹھا کے دیکھیں پوری پوری لائنیں جناب وزیر خزانہ کی تقریر کی اس میں درج ہیں اور اس پر ظلم یہ ہوا کہ جمہوری روایات کو جلا بخشنے کے بجائے' اپنے سے اہل کسی آدمی کو آنے کا موقع دینے کے بجائے اپنے سے قابل کسی آدمی کو آنے کا موقع دینے کے بجائے' اس پوری دستاویز کو تبدیل کیا گیا۔

جناب سپیکر! محترم وزیر خزانہ کی پریس بریفنگ میں وہ وائٹ پیپر بھی دکھایا گیا جس کے اعداد و شمار کو 24 گھنٹے کے اندر تقریر کرنے سے پہلے کروڑوں کا فرق ڈال کر پھر اس ایوان میں پیش کیا گیا۔ جناب والا! یہ محسوس کریں یا نہ کریں یہ اس ایوان کے معزز اراکین کو دھوکا دینے کی کوشش کی گئی کہ یہ اور دستاویز ہے۔ جناب سپیکر۔ میں توقع رکھتا ہوں اور میں یہاں پر Political Affairs کی بات کرتا ہوں کہ دنیا کے ہر جمہوری ملک میں اخبار نویس اس موقع کی تلاش میں رہتے ہیں کہ کوئی new break کرے۔ یہ تحریک استحقاق جہاں ایک قسم کا عدم اعتماد ہے اس حکومت کے خلاف وہاں میں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ تحریک استحقاق

Not against the pressmen or members of the press, it is against those who are responsible to keep this sacred document a secret.

جناب سپیکر! ہم اس معزز ایوان کے اراکین ہیں لیکن وزیر خزانہ کے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے تک یہ دستاویز ہمارے ہاتھ میں بھی نہیں دی جاتی۔ اس سے اس کے تقدس کا اندازہ اور احساس کیا جا سکتا ہے۔ میں ان الفاظ کے ساتھ اس ہاؤس سے' محترم وزیر قانون سے اور محترم وزیر خزانہ سے یہ توقع رکھوں گا کہ وہ خود اس تحریک استحقاق کی حمایت کریں گے تاکہ پتا چلے کہ کہاں Leakage ہوئی ہے۔ کون اس کا ذمہ دار ہے اور پھر یہ ایوان فیصلہ کرے۔ جناب سپیکر۔ میں ایک بات اور عرض کرتا ہوں شائد اسے irrelevant سمجھا جائے کہ اسمبلیوں' پارلیمینٹس کے احترام کا فیصلہ ____

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ رانا صاحب۔ توجہ فرمایئے۔ بات ہو رہی ہے۔

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ اسمبلیوں کے احترام کا فیصلہ ہم نے خود کرانا

ہے۔ ہم نے خود تعین کرنا ہے کہ ہم کہاں پر کھڑے ہیں۔ اگر ہماری امانت میں خیانت ہوتی ہے اور صوبائی اسمبلی پنجاب اس پر احتجاج نہیں کرتی تو جناب والا۔ پریس سے' تاریخ سے' عوام سے بھی ہم کس احترام کی توقع کرتے ہیں۔ ہم خود اپنے حقوق Surrender کرتے ہیں۔ ہم خود Compromise کرتے رہتے ہیں۔ اس کے بعد ہم یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ اراکین اسمبلی کا احترام نہیں ہوتا۔ ہاؤسز کا احترام نہیں ہوتا۔ جناب والا! میں ان مختصر الفاظ کے ساتھ کہ آج شائد میرے ذہن پر جس واقعہ کا اثر ہے اس کے پیش نظر میں اپنی تقریر کو مختصر کرتا ہوں لیکن میں توقع رکھتا ہوں کہ اب بچی باتیں کرنے کا دور بھی آنا چاہیئے۔ ذمہ داریوں کو ایک دوسرے کو ٹرانسفر کرنے کی بجائے کہ جی فرانسکو میں زلزلہ آیا تھا' اس کا ذمہ دار بھی اکرام ربانی ہے۔ اگر نوشہرہ میں اسلحہ خانے کو آگ لگ گئی تو اس کا ذمہ دار بھی اکرام ربانی ہے۔ جناب والا! اس تحریک استحقاق کے حوالے سے میں آج دیکھوں گا کہ اپنی ذمہ داریاں بھی کوئی محسوس کرتا ہے؟ اس تحریک استحقاق کے حوالے سے تاریخ میں صوبائی اسمبلی پنجاب کا مقام متعین کرنا ہے کہ ان کو اپنے Status کی کتنی فکر تھی۔ ان کو اپنے حقوق کا کتنا احترام تھا۔ اپنی امانتوں میں خیانت ہونے پر ان کا کیا ردعمل تھا۔ جناب سپیکر! شکریہ۔

جناب سپیکر: جی! کیا وزیر خزانہ صاحب کچھ کہنا چاہیں گے؟

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! محترم قائد حزب اختلاف نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے یہ غالباً" وہی تحریک استحقاق ہے جو 5 تاریخ کو اسلام آباد میں جناب قائد حزب اختلاف نے پیش کی تھی اس پر ایوان میں دو ٹنگ بھی ہوئی کہ آیا اسے آؤٹ آف ٹرن ٹیک اپ کیا جائے یا نہ کیا جائے اور ایوان نے اسے رد کیا۔ بہرحال جناب والا قائد حزب اختلاف کا احترام ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اور اس ایوان کے سامنے حقائق پیش کرنے کے لئے میں چند گزارشات کروں گا۔

سب سے پہلے جناب والا! میرا یہ موقف ہے کہ نہ تو قائد حزب اختلاف کا اور نہ ہی اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے اور اس کی وضاحت میں اس طرح کروں گا کہ سب سے پہلے ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ صوبائی بجٹ ہوتا کیا ہے اور پھر اس نتیجے پر پہنچنا ہے کہ تین جون کو جو خبر اخبارات میں شائع ہوئی کیا اس سے صوبائی بجٹ افشا ہوا یا نہیں۔ جناب سپیکر میرے نزدیک اور میری سمجھ کے مطابق صوبائی بجٹ کے چار بنیادی Parameters ہوتے ہیں نمبر 1 level of revenue receipts نمبر 2 level of expeniture نمبر 3 size of deficit اور نمبر 4- یہ کہ اس میں resource utilization اور Taxation Proposer ہیں یا نہیں ہیں اور اگر ہیں تو کیا ہیں۔ جناب سپیکر اگر ان

چاروں Parameters سے صوبائی بجٹ کو ناپا جائے اور ان سے موازنہ کیا جائے تو میں احترام کے ساتھ قائد حزب اختلاف سے یہ عرض کرنے کی جسارت کر رہا ہوں کہ جناب والا! صوبائی بجٹ افشا نہیں ہوا اور جو تین جون کو اعداد و شمار پیش کئے گئے وہ اعداد شمار' وہ facts and figures اور وہ statistics بالکل مختلف تھے۔ جو چار جون کو میں نے اس ایوان کے سامنے بجٹ پیش کیا اور جناب والا چند حقائق میں آپ کی خدمت میں اور اس ایوان کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جناب والا اخبارات میں جو خبر شائع ہوئی اس میں حکومت پنجاب کے آنے والے سال یعنی 1991-1992ء کا level ظاہر کیا گیا وہ تھا 38 ارب 51 کروڑ اور 90 لاکھ اور میں نے جو بجٹ اس ایوان کے سامنے پیش کیا اس میں 38 ارب 56 کروڑ اور 67 لاکھ کا revenue receipt level تھا اور revenue expen-diture۔ لیول اخبارات میں آیا وہ 37 ارب' 18 کروڑ اور 14 لاکھ کا تھا اور جو بجٹ میں نے اس ایوان کے سامنے پیش کیا اس کا revenue expenditure لیول 36 ارب' 50 کروڑ اور 65 لاکھ کا تھا اور size of surplus کے بارے میں رانا صاحب خود فرما رہے ہیں وہ ایک ارب' 77 کروڑ اور 74 لاکھ کا تھا اور جو بجٹ میں نے اس ایوان کے سامنے پیش کیا اس میں surplus level 2 ارب 50 کروڑ کا تھا اور جناب والا جو اخبارات میں خبر شائع ہوئی اس میں پنجاب حکومت نے کوئی effort resource mobilization نہیں کرتا تھا اس میں resource mobilization کی تجاویز کا کوئی تذکرہ تک نہ تھا لیکن چار جون کو میں نے اس ایوان کے سامنے جو بجٹ پیش کیا اس میں mobilization resource کے دو ٹھوس اقدامات ہم اس ایوان میں لائے اور اس ایوان کی خدمت میں پیش کئے۔ پہلا ہم نے revision of the evaluation tables تجویز کیا تھا اوراس سے ہم توقع کرتے ہیں کہ ہمارے تقریباً پچاس ارب روپے کی resource mobilization ہوگی۔ جس کا سارا deficit ہو گا ہم نے جو resource mobilization کا دوسرا effort اپنے بجٹ میں introduce کیا اس کا اخبارات میں کوئی ذکر نہیں اور وہ wihtdrawal of the exemption of the stamp duty تھا جو ہم ہاؤسنگ سوسائٹیز کو دیا کرتے تھے اور ہم نے اس کو withdraw کیا اور اس کا کوئی ذکر ہی اخبارات میں نہیں تھا۔ اس سے 25 کروڑ روپے کی additional revenue interest توقع کر رہے ہیں۔ تو جناب والا! 25 کروڑ روپے کی Resource mobilization effort ہے جو آپ کی خدمت میں میں نے پیش کی ہے اور جس کا اخبارات میں کوئی ذکر نہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ operational short-fall جن کا رانا صاحب تذکرہ کر رہے ہیں اخبارات میں ایک ارب' 23 کروڑ اور چار لاکھ روپے دکھائی گئی ہے

اور جو operational short fall آپ کے سامنے اور اس ایوان کے پیش کی گئی وہ 50 کروڑ روپے 78 لاکھ کا تھا۔ یعنی کہ رانا صاحب کے feats and figures کے مطابق ہمارا operational short fall حقیقتاً" 4.84 فیصد ہے۔ یہاں جناب والا! میں رانا صاحب کی اطلاع کے لے اور اس معزز ایوان کی اطلاع کے لیے یہ عرض کرنا چاہونگا کہ بجٹ میں کوئی پندرہ دن کی' بیس دن کی یا ایک مہینے کی ایکسرسائز کو نہیں کیا جاتا اور اگر ہمار دل میں یہ غلط فہمی ہے تو ہمیں اسے دور کرنا چاہیئے۔

جناب سپیکر! بجٹ ایک lengthy process ہے اور اگر دیکھا جائے تو ہم ہر سال اس پروسیس سے گزرتے ہیں ضروری میں یہ پروسیس شروع ہوتا ہے اور جون میں جا کر یہ پروسیس ختم ہوتا ہے۔ یہ تقریباً چار پانچ مہینے کا طویل پروسیس ہے اور ان چار مہینوں میں Tax imposition, revenue side, receipts side expenditure level, fluctuale or chance Tax کرتی رہتی ہیں وہ تبدیل ہوتی رہتی ہیں اور حکومت اپنے میزانئے کو اور تخمینہ جات کو adjust کرتی رہتی ہے اود جناب والا! کبھی ہم abstract بناتے ہیں اور جس abstrcat کا محترم قائد حزب اختلاف نے حوالہ دیا اور کہا کہ یہ ہے وہ abstract جو اخبار میں چھپا اور جو وجہ افشا بن گیا جناب سپیکر! میں محترم قائد حزب اختلاف کی خدمت میں مودبانہ گزاش کرونگا کہ اسی وقت میرے پاس پندرہ ایسے abstract موجود ہیں کیا یہ سارے ہی پنجاب کے بجٹ کہلائیں گے کیا یہ سارے ہی افشا ہو چکے ہیں یا نہیں۔ غالباً ان کو بجٹ پروسیس سے ابھی واقفیت حاصل نہیں ہے۔ کاش اس تحریک استحقاق سے پہلے انہوں نے مجھ سے رابطہ کر لیا ہوتا اور میں ان کی خدمت میں کچھ گزارشات پیش کرتا اور شاید یہ تحریک استحقاق ہی اس ایوان میں نہ آتی۔ جناب سپیکر میں اب بتلا دیتاہوں میں نے عرض کیا کہ میرے پاس پندرہ abstracts ہیں اور میں یہ ابھی اس ایوان میں پیش کرسکتا ہوں اور آپ کی خدمت میں بھی پیش کرسکتا ہوں جس کو آپ budget at a galance کہتے اور یہ ایک دوسرے سے نہیں ملے گا ایک کا deficit level دوسرے سے نہیں ملتا' ایک کا receipt level دوسرے سے بالکل مختلف ہے ایک کا deficit level مختلف ہے کیونکہ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا یہ ایک لمبا پروسیس ہے اور جناب سپیکر۔ یہاں میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ہم نے جو پہلا abstract بنایا وہ 16 فروری کو بنایا چونکہ قائد حزب اختلاف اس بارے میں بہت سچائی دکھانا چاہتے ہیں تو میں ان کی خدمت میں یہ ساری Information دینا چاہتا ہوں کہ ہم نے پہلا abstract 16 فروری کو بنایا جو انہوں نے پیش کیا وہ ہو بہو ہم نے بنایا اور اس حساب سے پنجاب کا 6 ارب 73 کروڑ روپے کا خسارہ آتا تھا اب اگر یہ

کسی اور کے ہاتھ لگ جاتا تو وہ کہتا کہ دیکھئے جناب پنجاب کا بجٹ تو افشاں ہوچکا ہے یہ محکمہ خزانہ کا document ہے اس پر محکمہ خزانہ کی مہر لگی ہوئی ہے۔ اور یہ دیکھئے کہ چھ ارب کا خسارہ ہے جبکہ جناب والا! حقیقت اس سے بالکل مختلف ہے۔

ہمارا جو پہلا abstract تھا اس میں ہمارا 4.93 کروڑ کا خسارہ آرہا تھا دوسرے abstract جو اپریل میں آرہا تھا اس میں 6.73 کروڑ کا خسارہ آرہا تھا اور تیسرا abstract جو جناب سپیکر ہم نے 5 مئی کو تیار کیا اس میں ہم پہلی دفعہ خسارے سے فاضل کی طرف گئے اور اور 55 کروڑ کا فاضل میزانہ اس کے مطابق بنتا تھا اس کے بعد ہم نے کیبنٹ کے سامنے منظوری کے لئے 14 تاریخ کو جو سمری پیش کی اس میں ہمارا فاضل 67 کروڑ کا تھا اب یہ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ جناب کیبنٹ کے سامنے تو آپ نے یہ سمری پیش کی اگر یہ سمری کسی کے ہاتھ لگ جائے اور یہ وہ کہے کہ دیکھئے جناب کیبنٹ کے سامنے تو آپ نے یہ سمری پیش کی اور اس میں آپ بتاتے ہیں کہ 67 کروڑ کا فاضل ہے اور اب آپ اڑھائی سو کروڑ کا فاضل بجٹ پیش کرتے ہیں تو یہ کیا بات ہے تو جناب والا! جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے تو یہ ایک پروسیس ہے اور continued process ہے۔ اب اگے چاہیئے پھر 19 مئی کا abstract ہے جو محترم قائد حزب اختلاف کے ہاتھ لگا اور جو میری نظر میں ایک obsolete document ہے تو جناب والا! جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ پروسیس چلتا رہتا ہے یہ جناب 19 مئی کا ہے اور اس میں ایک ارب 77 کروڑ روپے کا اضافہ ظاہر کیا گیا تھا اور یہ وہی دکھاتے پھرتے ہیں اور اس document کو لئے پھرتے ہیں اور اس کے بعد 23 مئی کو پھر یہ تبدیل ہوتا ہے حتیٰ کہ تین جون کو (دو اور تین جون کی رات کو جب ہم نے فائنل abstract بنایا اور جو کابینہ کے سامنے برائے منظور کیا اس میں دو ارب' پچاس کروڑ کا فاضل تھا اور کابینہ نے اس کی منظوری دی اور کابینہ کی منظوری کے بعد پھر میں نے آپ کی خدمت اور اس ایوان کی خدمت میں بجٹ پیش کیا۔

اب جناب والا! گزارش یہ ہے کہ یہ چیز غور طلب ہے کہ اڑھائی ارب روپے کا فاضل ظاہر کر دیا۔ تو جناب سپیکر میں کہتا ہوں کہ بات یہاں نہیں بنتی بات یہاں ہی ختم نہیں ہوتی اور یقین جانیئے کہ مرکزی بات میں اور صوبائی بجٹ میں اگر فرق زیادہ ہوتا اور مرکزی بجٹ میں جو اعلانات کئے گئے اور جو Taxation Proposal لائی گئیں۔ اور جو resource mobilization مرکزی حکومت سے متوقع ہیں تو جناب والا آپ یقین جانیئے کہ اگر میرے پاس ایک ہفتہ اور ہوتا تو میں اسے اور تبدیل کرتا اور اگر اسے چار جون کی بجائے دس جون یا بارہ جون کو پیش کرنا ہوتا تو غالباً" ہمارا فاضل اڑھائی ارب سے زیادہ ہوتا تو جناب والا! یہ اعداد و شمار ہیں۔ میں ان اعداد و شمار سے یہ ثابت کر سکتا ہوں

اور میں نے ثابت کیا ہے اور پرانے پندرہ abstracts میرے ہاتھ میں ہیں اور میں ان کو سامنے رکھ کر بتا سکتا ہوں کہ جناب والا چیزیں ایسی نہیں ہوتیں پندرہ دن کی ایکسر سائز کو آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ ایک abstract آپ کے ہاتھ آگیا اور اسے کہیں سے اٹھا لیا گیا۔ اس بارے میں آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ بجٹ افشا ہوا۔

جناب سپیکر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اعداد و شمار کیوں بدلتے رہتے ہیں اور یہ abstract ہمیں کیوں بنانے پڑتے ہیں اور یہ کہ اس کے بغیر کام کیوں نہیں چلتا یہ ہمیں پندرہ کیوں بنانے پڑتے ہیں اور ایک سے زیادہ کیوں بنانے پڑتے ہیں تو اس کے لئے جناب میں آپ کی خدمت میں اور محترم قائد حزب اختلاف کی خدمت میں مودبانہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جناب abstract جب ہم بناتے ہیں اس وقت ہماری expenditure level ---- schedule expenditures وہ ابھی آ رہے ہوتے ہیں کچھ formulate ہوئے ہوتے ہیں اور کچھ formulate ہو رہے ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ حتمی نہیں ہوتے ہیں۔ اس کے بعد میں یہ بھی عرض کر دوں کہ ہم جو financial receipts کر رہے ہوتے ہیں ہم in consultation with Departments ان سے گفتگو و شنید کر رہے ہوتے ہیں کہ اس سے receipts level کیا ہو گا ہم ان سے کچھ figur لیتے ہیں اور پھر دیکھتے ہیں کہ کیا ایسا ہو سکتا ہے یا نہیں ہو سکتا ہے تو جناب والا یہ ایک Process ہوتا ہے اور یہ ایک continued process ہوتا ہے۔ جناب والا! ہمیں اس بات کا بھی اعتراف ہے کہ ہمارے بہت سے resources/federal divisible pool سے آتے ہیں جہاں سے صوبے کو اسی فیصد بنتا ہے اور جناب والا ہمارے pool federal divisible کے جو فیگرز ہوتے ہیں وہ بھی fluctuate کرتے رہتے ہیں اور جو مرکزی حکومت سے آتا ہوتا ہے وہ بھی fluctuate کرتا رہتا ہے کیونکہ Federal Ministry of Finance ہمیں حتمی فیگرز تب دیتے ہیں جب سنٹرل بورڈ آف ریونیو اور جو ہماری مرکز کی منسٹری ہے اس میں finally ایک لیول طے ہوتا ہے اور ہمیں اندازہ ہوتا ہے کہ جناب Federal Transfers کیا ہوں گے اور بالخصوص یہ سال تو عام سالوں سے مختلف سال تھا کیونکہ اس سال جب ہم نے اپنے بجٹ کا آغاز کیا' اپنے بجٹ کی تیاری کا آغاز کیا تو مجھے یا کسی وزیر خزانہ کو نہ مرکز کے وزیر خزانہ کو نہ چاروں صوبائی وزراء خزانہ کو یہ علم تھا کہ نیشنل فنانس کمیشن کا ایوارڈ آ جائے گا اور اگر آئے گا تو کیا ہو گا؟ enlarge divisible pool ہو گا یا نہیں ہو گا population base ہو گا یا نہیں ہو گا' ڈائریکٹ ٹرانسفرز ہوں گی یا نہیں ہوں گی۔ net profit دیا جائے گا یا نہیں دیا جائے گا۔ جو کہ ہمیں ملی ہے جس کا آئین میں کوئی ذکر نہیں ہے وہ صوبوں کو ملے گی یا نہیں ملے گی۔ تو جناب والا یہ چند گزارشات ہیں

جس کی وجہ سے ہم اس کو حتمی نہیں کہہ سکتے اور ہمیں Process کو جاری رکھنا پڑتا ہے۔

جناب سپیکر! آخر میں' میں صرف یہی کہوں گا کہ جو framers of the constitution تھے جنہوں نے 1973ء کا آئین بنایا۔ جس آئین کی رو سے یہ نظام' یہ ڈھانچہ' یہ قوانین' یہ رولز آف پروسیجرز' یہ سب کچھ چلتا ہے۔ وہ نادان نہیں تھے۔ وہ ناسمجھ نہیں تھے۔ تبھی تو انہوں نے آئین کے آرٹیکل 124 میں سپلیمنٹری بجٹ کی گنجائش رکھی ہے۔ اب گزارش یہ ہے کہ اگر آپ اس آرٹیکل کو پڑھیں تو وہاں واضح طور پر درج ہے کہ جناب والا یہ receipts and expenditure level کے آپ کے estimates ہیں۔ یہ حتمی نہیں ہیں۔ that are estimates اور تبھی آئین کے framers نے آرٹیکل 124 کے تحت آپ کو یہ پروویژن دی ہے کہ آپ اس کو جو اصل receipts اور اصل expenditure level ہیں اس سے ہم آہنگ کر سکیں۔

جناب سپیکر میں سمجھتا ہوں کہ اس وضاحت کے بعد وہ اعداد و شمار جو کہ قبلہ رانا صاحب نے آپ کے سامنے پیش کئے اور جو حقائق میں نے آپ کی خدمت میں پیش کئے' میں یہ کہنے کی جسارت کر رہا ہوں کہ پنجاب کا بجٹ افشا نہیں ہوا اور جناب قائد حزب اختلاف کا یہ اس ایوان کا استحقاق مجروح نہیں ہوا اور میں آپ سے یہ توقع کرتا ہوں کہ آپ اس تحریک کو مسترد فرمائیں گے اور قائد حزب اختلاف سے جو نہایت ہی زیرک سیاستدان ہیں ان سے توقع کرتا ہوں کہ ان حقائق کے بعد وہ اپنی تحریک استحقاق پر زور نہیں دیں گے۔ شکریہ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! میں محترم وزیر خزانہ کا مشکور ہوں کہ انہوں نے بجٹ کیسے بنتے ہیں' کیسے بنائے جاتے ہیں' اس طریقہ کار میں اور اس ہاؤس کی وساطت سے عوام کی اطلاع کے لئے دہرایا ہے۔ جناب سپیکر بجٹ میں نہیں بناتا۔ مخدوم صاحب کے تشریف لانے سے پہلے بھی بجٹ بنتے تھے۔ پہلے بھی تجویزیں آتی تھیں۔ پہلے بھی محکمہ خزانہ اس سارے Process سے گزرتا تھا۔ پاکستان کے سارے صوبوں میں یہی ہوتا ہے۔ ساری دنیا کے جمہوری ممالک میں جہاں پر بجٹ کی منظوری ہاؤس سے لینی ہوتی ہے اس پراسیس سے اور اس سارے دور سے گزرنا پڑتا ہے۔ مجھے یہ بھی علم ہے abstracts بنتے ہیں مجھے یہ بھی علم ہے کہ تجویزیں بنتی ہیں لیکن جناب سپیکر کس abstracts پر 4-جون 1991ء کی مہر نہیں لگتی۔ تاریخ نہیں چھپتی۔ وہ تجویزیں اس مکمل وائٹ پیپر کی شکل میں نہیں ہوتیں۔ مجھے یہی کہنا ہے کہ جس طرح آج محترم وزیر خزانہ نے بڑی خوبصورت تقریر فرمائی۔ انہی خوبصورت لفظوں اور انہی اعداد و شمار کے حوالے سے عرض کروں گا _____

میاں منظور احمد موحل: پوائنٹ آف آرڈر سر_____ جناب والا میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ایک تحریک استحقاق پیش ہوئی اس کا وزیر متعلقہ نے بڑا خوبصورتی سے جواب دیا۔ جناب والا اب جواب الجواب شروع ہے۔ اس بارے میں میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ یہ مسئلہ واقعی حساس ہے یعنی leakage of the budget۔ اس پر میں یہ کہوں گا کہ وزیر خزانہ نے تو یہ کہا ہے کہ وہ بجٹ leakage ہوا ہی نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر leakage ہو بھی جائے پھر بھی یہ ہے کہ _____

Practice and Procedure of the Parliament.

وہ کہتے ہیں کہ Leakage of Budget a Question of Privilege.

جناب والا اس میں کیا کہتے ہیں؟ جناب والا میرا پوائنٹ آف آرڈر اسی بارے میں ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب آپ پوائنٹ آف آرڈر پر اس کی admissibility کے بارے میں رولز بتانا چاہتے ہیں؟

میاں منظور احمد موحل: جی میں وہی بتانا چاہتا ہوں کہ اگر بجٹ کی leakage ہو بھی جائے پھر بھی وہ Breach of Privilege نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ ان کو تو interrupt نہ فرمائیں۔ اس کے بعد اگر آپ کی ضرورت ہو گی تو آپ سے ہم assistance لیں گے۔ جی رانا صاحب آپ ارشاد فرمائیں۔

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! میں یہی عرض کر رہا تھا کہ تجویزیں اور estimates بنتے رہتے ہیں اب اگر ان کی اس بات کو تسلیم کر لیا جائے کہ اس میں کوئی نئی ٹیکسیشن تجاویز نہیں تھیں تو آیا صرف اسی صورت میں یہ بجٹ' جناب سپیکر پھر اگر یہ کوئی غلط بات نہ ہوتی' کوئی بے اصولی نہ ہوتی' یہ کس خفیہ دستاویز کا افشا ہونا نہ تھا۔ جناب والا پھر ان کی پریس بریفنگ میں ان کی موجودگی میں اس کے وجود سے denial کی ضرورت نہیں تھی۔ کاش یہ یہی خوبصورت تقریر جو ان کو محکمہ خزانہ کی طرف سے feed کی گئی ہے یہ وہاں فرما دیتے تو شاید پریس میں اتنا شور نہ پڑتا۔ اتنے دن کے انتظار کے بعد وہ فرما رہے ہیں کہ تجاویز آتی ہیں۔ یہ تو پریکٹس ہے جو مدتوں سے چل رہی ہے۔ جب سے بجٹ بننے شروع ہوئے ہیں یہ تو اس وقت سے ہوتا آ رہا ہے۔ جناب سپیکر اگر یہ اتنی عام چیز ہے کہ اس کا پبلک کے سامنے ایک دن پہلے آ جانا کوئی بری بات نہیں ہے تو یہ اراکین اسمبلی میں اس دن کیوں تقسیم ہونا نہیں شروع ہو جاتا۔ پہلے تلاوت ہوتی ہے اس کے بعد اگر کوئی پوائنٹ آف آرڈر آ جائے تو اس کو پہلے نمٹایا جاتا ہے۔ اس کے بعد ایوان کے معزز اراکین میں اس وقت اس دستاویز کی

تقسیم شروع کرتے ہیں جس وقت وزیر خزانہ کی تقریر شروع ہو جاتی ہے۔ اس کے پیچھے ایک فلسفہ کہہ لیں یا اس کا تقدس کہہ لیں وہ یہ ہے کہ جب تک ان کے منہ سے الفاظ نکلنے شروع نہ ہو جائیں تب تک نہ قومی اسمبلی کے اراکین کو اور نہ ہی صوبائی اسمبلی کے اراکین کو ان کے الفاظ کا پتہ لگنا چاہیے۔ یہاں تو پوری کی پوری تقریر چھپی ہے۔ صرف گھڑ تبدیل کئے گئے ہیں اور صرف اپنی پہلی غلطی کو چھپانے کے لئے یہ کیا گیا۔ اس سے بھی بڑا ظلم کیا گیا ہے۔ جناب سپیکر یہ اس سارے ہاؤس کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ گھگے کے لوگوں کو بند کر دیتے ہیں جناب سپیکر میں اپنی اسی بات پر اصرار کروں گا کہ اس ہاؤس کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! جناب محترم قائد حزب اختلاف نے ایک چیز کا حوالہ دیا۔ ایک تو بار بار وہ ایک ہی چیز دہرا رہے ہیں۔ یہ کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ اب کوئی چھٹی مرتبہ یہ بات دہرا چکے ہیں جو آج انہوں نے فرمائی ہے۔ یہ بات میرے لئے نئی نہیں ہے۔ میں سن چکا ہوں۔ جناب لاء منسٹر اس بات کے گواہ ہیں کہ میری تو یہ خواہش تھی کہ اس تحریک کو آؤٹ آف ٹرن ٹیک اپ کیا جائے اور اسی وقت میں اس کا جواب دینا چاہتا تھا لیکن اس دن انہوں نے پریس نہیں کیا اور مجھے بتایا گیا کہ اس پر ووٹ ہو چکا ہے تو اس لئے آؤٹ آف ٹرن نہیں ہو گی اگر میں ہاؤس میں موجود ہوتا اور میں پریس کانفرنس میں مصروف نہ ہوتا تو میں اسی دن اس کا جواب دے دیتا اور جناب قائد حزب اختلاف کو مطمئن کرنے کی کوشش کرتا۔ اب یہاں ایک نئی چیز جو قائد حزب اختلاف نے فرمائی ہے وہ یہ کہ جناب یہ جو آپ کا پہلا ڈاکومنٹ ہے اس پر 4 جون ہے۔ میں ان کی خدمت میں ایک اور گزارش کرنی چاہتا ہوں اور یہ بھی ان کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بجٹ کے جو ڈاکومنٹس ہوتے ہیں وہ ایک دن میں نہیں چھپتے۔ وہ ایک ہفتے میں نہیں چھپتے۔ وہ دس دن میں نہیں چھپتے۔ ان کو چھاپنے میں متواتر کافی دن بلکہ مہینہ ڈیڑھ مہینہ لگتا ہے اور جناب جو بجٹ کی آپ نے تاریخ متعین کی ہوتی ہے مثلاً" ہم نے 4 جون 1991ء متعین کی تھی تو چاہے وہ ڈاکومنٹ 4 جون سے 20 دن پہلے چھپ جائے اس پر تاریخ 4 جون ہی ہو گی۔ یہ بھی میں ان کی خدمت میں مودبانہ ان کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ تاریخ وہی 4 جون ہی ہو گی۔ چاہے ڈاکومنٹ 3 جون کی رات کو چھپے یا 10 مئی کو چھپے یا 19 مئی کو چھپے تاریخ اس پر 4 جون ہی ہو گی اور جناب سپیکر جہاں انہوں نے یہ فرمایا کہ پریس کانفرنس میں شور و غل ہوا۔ میں اس پریس کانفرنس میں موجود تھا۔ جناب سپیکر بجٹ پر بڑی طویل پریس کانفرنس ہوئی' یہاں پر صحافی دوست موجود ہیں اور وہ وہاں پر بھی موجود تھے۔ ہم نے فراخ دلی سے تمام سوالات کا جواب دیا اور بڑے دوستانہ ماحول میں پریس کانفرنس ہوئی یہ طویل ترین پریس

کانفرنس تھی حتیٰ کہ کچھ صحافی دوست کہنے لگے کہ جناب بات کو ختم کیجئے بات بہت لمبی ہو گئی ہے۔ کوئی اس میں نہ تو abrupt end تھا اور نہ ہی کوئی ایسی بات تھی۔ کل بھی میں سوالات کا جواب دینے کے لئے حاضر تھا اور آج بھی حاضر ہوں۔ کل بھی میں ان کی خدمت میں حاضر ہوں گا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: میاں منظور احمد موحل صاحب آپ اس سلسلے میں کسی رولز کا حوالہ دینا چاہتے ہیں؟ اس کی admissibility کے بارے میں بات کرنا چاہتے ہیں؟ میں اسے موخر کرنا چاہتا ہوں۔

میاں منظور احمد موحل: جناب والا! میری بات سن لیں شاید موخر کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہ ہو۔ میری بات اتنی واضح ہے کہ _____

جناب سپیکر: جس وقت میں فیصلہ کروں گا آپ سے دریافت کروں گا _____

میاں منظور احمد موحل: جناب والا! میری عرض تو سن لیں' میں یہ کہتا ہوں کہ میری بات اتنی واضح ہو گی کہ آپ کو اس پر سوچنے کی یا بعد میں فیصلہ کرنے کی ضرورت ہی لاحق نہیں ہو گی آپ میری بات تو سن لیں فیصلہ آپ بے شک بعد میں کر لیں۔

میزانیہ بابت سال 92-1991ء پر بحث

جناب سپیکر: میرا مطلب یہ ہے کہ میں اس پر یہ کہہ چکا ہوں کہ اس کو میں موخر کرتا ہوں یعنی فیصلہ موخر کرتا ہوں میں نے آپ سے یہ بھی کہا ہے کہ فیصلہ کرنے سے پہلے آپ کا مشورہ میں ضرور لوں گا۔ تحاریک استحقاق کا وقت ختم ہوتا ہے' ہم بجٹ پر بحث کا آغاز کرتے ہیں۔

جناب غلام سرور خان: جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نہیں لی جائیں گی؟

جناب سپیکر: تحریک التوائے کار آج نہیں ہوں گی۔

جناب غلام سرور خان: جناب سپیکر ضمنی بجٹ میں تو آپ نے اجازت دے دی تھی۔

جناب سپیکر: ضمنی بجٹ ہر بھی ووٹنگ کے موقع پر کٹ موشن پر میں نے تحریک التوائے کار لی تھیں۔

جناب غلام سرور خان: میرے خیال میں ضمنی بجٹ پر عام بحث کے دوران بھی آپ نے اجازت دے دی تھی۔

جناب سپیکر: نہیں عام بجٹ کے دوران اجازت نہیں دی تھی۔ یہ درست ہے کہ بوٹی مافیا والی تحریک التوائے کار کو بڑے خاص حالات میں رولز کو معطل کرتے ہوئے ایڈمٹ کیا گیا تھا۔ درست بات ہے۔

جناب غلام سرور خان: لاہور میں شہر میں پانی کے مسئلے کے متعلق تحریک التوائے کار بھی لی گئی تھی۔

جناب سپیکر: جی ہاں یہ بھی درست ہے

جناب غلام سرور خان: کل جو تحریک التوائے کار پیش ہوئی تھی میری تحریک التوائے کار کے بعد اسمبلی سیکرٹریٹ میں روانہ کی گئی تھی۔ آج بھی میں نے یہ نشان دہی کی تھی کہ میری تحریک التوائے کار ایک دن پہلے پیش کی گئی ہے اور میں نے اسے باری کے بغیر لینے کی گزارش بھی کی تھی۔

جناب سپیکر: کونسی؟

جناب غلام سرور خان: جناب والا! وہ فتح جنگ روڈ کے واقعہ سے متعلق ہے۔ میں نے اسمبلی سیکرٹریٹ کو تحریک التوائے کار پیش کی ہے۔ اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اسے باری کے بغیر لے لیا جائے۔

جناب سپیکر: اس پر اگر ہاؤس کو اعتراض نہ ہو اور سارا ہاؤس کہے کہ یہ واقعی انتہائی اہمیت کا معاملہ ہے اس باری کے بغیر لے لیا جائے' رولز کو معطل کرکے لیا جائے تو میں اس کی اجازت دے دوں گا۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ضرور اسے take up کیا جائے تو آپ تھوڑی سی lohlying کرلیں اور پھر کل اس پر بات کرلیں آج جو صاحبان بجٹ پر بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں ان کے ناموں کی فہرست میرے سامنے ہے کوئی 35 صاحبان کے نام سے میرے پاس موجود ہیں۔ آج اور کل کا دن ہے پانچ منٹ سے زیادہ نہیں دے جاسکتے' میں چاہتا ہوں کہ آپ سب صاحبان اظہار خیال کریں بے شک آپ تھوڑا تھوڑا بولیں اپنے حلقے کے مسائل آپ پیش کردیں۔ لیکن کم از کم آپ سب کو بولنے کا موقع ملنا چاہیئے۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب والا! بلاشبہ لوگوں نے نام دے ہیں لیکن اس میں سے اکثر حضرات موجود نہیں ہیں۔ اس لئے اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ ہمیں موقع دیجئے اور وقت دس منٹ رکھیں۔

جناب سپیکر: آپ فکر نہ کریں جو اراکین موجود نہیں ان کی تو پھر چھٹی ہو جائے گی۔ جو موجود نہیں ہیں وہ تو پھر بول نہیں سکیں گے۔ ان میں کئی صاحبان مجھے نظر نہیں آرہے جن کے نام میرے پاس موجود ہیں۔ چودھری نوازش علی چیمہ صاحب (تشریف نہیں رکھتے)' چودھری واجد علی خان صاحب (تشریف نہیں رکھتے)' چودھری عبدالوکیل خان صاحب (تشریف نہیں رکھتے)' ملک طیب خان اعوان صاحب (تشریف نہیں رکھتے)' آج بسم اللہ کرتے ہیں ایک بزرگ ہستی سے نہایت محترم اور بزرگ ممبر اسمبلی جو ہر اسمبلی میں منتخب ہوتے ہیں اور نہایت باغ و بہار شخصیت ہیں۔ جناب امجد حمید دستی صاحب۔

سردار امجد حمید خان دستی: جناب سپیکر! اور سپیکر کو ایڈریس کرنے سے پہلے بات اگر آدمی بھول جائے تو پھر یاد کرکے کہنا چاہیئے۔ میں شروع کرتا ہوں اللہ کے پاک نام سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب سپیکر! آج سے دو سال پہلے میں بجٹ پر بڑے اچھے حالات میں آپ کے سامنے تقریر کر رہا تھا حالات اچھے یوں تھے کہ ایک خاتون مجھ سے پہلے بولی' ایک ممبر بعد inbetween اور میں ان سے inspriation draw کرتا رہا۔ آج مجھے نظر نہیں آتا میں کس سے inspriration کروں۔

ایک آواز: فوزیہ بہرام تو جا رہی ہیں

سردار امجد حمید خان دستی: جناب سپیکر میں نے تو آج انہیں دیکھا ہی نہیں۔ (قہقہے)

محترمہ فوزیہ بہرام: اس لئے میں تو جا رہی ہوں۔

سردار امجد حمید خان دستی: جناب سپیکر! بہت پہلے کی بات ہے کہ گریٹ برٹن کے ونسٹن چرچل فوت ہوئے تو دنیا کا سب سے زیادہ سرکولیشن والا رسالہ "ٹائم" جس کا بجٹ غالباً ہمارے صوبے سے بھی زیادہ ہے اس نے ونسٹن چرچل کو مین آف دی سینچری قرار دیا۔ اس وجہ سے مین آف دی سینچری قرار دیا تھا کہ عام یورپ ایک چھوٹی سی آئرلینڈ قوم inane nation کے ونسٹن چرچل کے پاؤں تلے پڑا ہوا تھا۔ اس کی ساری might کو face کرتے ہوئے اس نے اپنی قوم کو فتح سے ہمکنار کیا' اس طرح موجودہ وقت میں ایک اور شخص اس دنیا کے نقشے پر بہت اہم ہو کر ابھرا۔ اور وہ ہے کہ گورباچوف ان کو ٹائم نے صحیح طور پر مین آف دی decade قرار دیا یعنی اس دہائی کا سب سے اہم آدمی' اس لئے کہ اس نے 70 سال کو کمیونزم کی اور سوشلزم کی زنجیریں کاٹ کر رکھ دیں اس نے نئے

ideas تخیل دیئے' پریسٹرائیکا کا اور glasnast کا' اس کے نتائج کیا ہوئے' یہ تاریخ بتائے گی وہ سارا نظام درہم برہم ہوگیا' رومانیہ میں چاسکو مع اپنی بیوی کے گولی سے مار دیئے گئے' اور اس طرح ہر جگہ آزادی کی لہر اٹھی honicareast جرمنی سے ماسکو کے ایک ہسپتال میں پڑے ہوئے تھے' اور less folige کو جو پولینڈ کی یونین کا صدر تھا اور جیلوں میں پڑا رہا تھا وہ لیڈر بن کر ابھرا بعد میں روس کے حالات کچھ بگڑے اور کچھ سنورے۔ لیکن اس آدمی کے متعلق میں آپ کو وثوق سے کہتا ہوں کہ

I entirly agreed with this decison of "time"

کہ وہ Man of the decade تھا تو اس بجٹ کو میں یہ کہوں گا کہ اس دہائی کا سب سے اچھا بجٹ اس لحاظ سے کہ After the long time we are having a surplus hudjet. اور surplus بجٹ ہے اس کی اہمیت کو کم کرنے کے لئے کچھ لوگوں نے یہ کہا کہ قومی مالیاتی ایوارڈ کمیشن کے نتیجے میں اگر ہمیں گیارہ ارب روپیہ نہ ملتے' جو سنٹر نے مدت سے روک رکھے تھے' تو ہمارا یہ بجٹ فاضل بجٹ نہ ہوتا۔ بہرحال ان سب باتوں کے باوجود میں یہ سمجھتا ہوں کہ وزیر خزانہ اور ان کے نائبین' و خاص طور پہ ذوالفقار علی شاہ' اور ڈاکٹر عارف صاحب نے بڑی محنت کی ہے' کچھ غلطیاں ہیں اردو تحریر میں اور انگریزی تحریر میں ان کے متعلق میں بعد میں بیان کروں گا۔ میں جناب والا یہ گزارش کر رہا تھا کہ اس میں مختلف سکیموں کے لئے جو رقم مختص کی گئی ہے مثلاً فارم ٹو مارکیٹ روڈ' اس میں دس ایسی سکیمیں ہیں جن کا تخمینہ 24 کروڑ روپیہ سے تجاوز کر رہا ہے اس میں ایک سال کے لئے صرف ایک کروڑ 25 لاکھ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ یعنی قیمتوں میں اضافہ excelation نہ ہو تو یہ سکیمیں اگلی نسل کے دور میں مکمل ہوں گی۔ اگلا دوڑ پیچھا چوڑ والی بات نہ ہوئی تو ہماری نسل اس کو مکمل ہوتا ہوا نہیں دیکھے گی' آپ ٹی وی پر ٹی بی ریلیف کے متعلق سنتے رہتے ہیں' یہ اعلانات ہوتے ہیں کہ پہلا انعام بیس لاکھ' دوسرا انعام دس لاکھ' تیسرا پانچ لاکھ بیس انعام ایک ایک لاکھ کے پچاس انعام' تو اگر ریلیف کے انعامات کو آپ اکٹھا کریں تو ان انعامات کی جو کل مالیت ہے اور جو اس سال کے لئے رقم مختص کی گئی ہے وہ اس پہلے انعام' دوسرے انعام اور تیسرے انعام سے کم ہو کر رہ جاتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ مجھے معاف فرمائیں گے کہ یہ ایک مضحکہ خیز بات ہے کہ جس سکیم کو آپ شروع کرتے ہیں تو کم از کم آپ اس کو اتنا روپیہ دیں کہ ٹھیکیدار بھی نہ بھاگیں اور دو تین سال میں وہ سکیم مکمل ہو جائے۔ یہ سکیمیں آپ نے اس طرح سے رکھیں ہیں' بے پناہ سکیمیں ان میں اگر کروڑ کا خرچہ ہے تو ایک لاکھ روپیہ دیا گیا ہے۔ یعنی اس ٹرم میں وہ سکیمیں مکمل نہیں ہو سکتیں۔ یہ تو اگلی نسل آکے دیکھے گی۔

دوسرے اس بجٹ سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا' سوائے اس کے کہ سٹمپ ڈیوٹی پر نظر ثانی کی گئی ہے اور پراپرٹی ٹیکس کی رعایت ختم کی گئی ہے

ایک اور بہت بات اور بڑی طمطراق کی بات بھی ہے کہ گورنمنٹ نے سختی سے کفایت شعاری کی ہے یعنی افادیت کھو جانے والے حکومتی ادارے توڑ کر پول میں تنخواہیں دی جائیں' مجھے یہ سمجھ نہیں آئی کہ پہلے تو اداروں میں تنخواہ ملتی تھی اب ادارے توڑ کر پول میں گئے تو پول میں بھی تنخواہ ملے گی' اس میں کیا کفایت شعاری ہے۔ یہ پول کی بات ہے

whom do you want to make foll? the public or the people who have been brought in pool

جناب والا! اس میں اور اچھے پہلو ہیں کہ جہیز فنڈ بڑھا کر دس کروڑ کر دیا گیا اور مزدوروں اور غریب کے بچوں کے لئے' نہروں کی کھدائی کے لئے' پرانی نہروں کی مرمت کے لئے' روزگار کی فراہمی کے لئے' اور جو ہمارا پرسٹائیکا اور گلاسناٹ ہے خود انحصاری کی سکیم انڈسٹرلائزیشن کی سکیم اس بارے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ گلاسناٹ اور پرسٹائیکا کی وجہ سے جو کچھ حاصل کیا ہے اس سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں' یہ خود انحصاری کی سکیم' یہ جہیز کی بات' آپ نے دیکھا ہے کہ یہ جہیز فنڈ کس طرح سے ضائع ہوتا ہے' یہ خود انحصاری کی جو سکیم ہے یہ بھی ہمیں خدشہ ہے کہ اس طرح سے ضائع ہو جائے گی' بہتر یہ ہوتا کہ یہ جو پول کی بات آپ نے کی ہے لوگوں کو بے کار جگہ سے ہٹا کر انہیں پول میں رکھا جا رہا ہے تو ان کو خود انحصاری کی طرف لگائیں تب بھی یہ ہوگا کہ یہ جو خود انحصاری کے لئے پیسے لیں گے' جو روزگار کے لیے یہ پانچ پانچ یا سات سات لاکھ روپے لیں گے میں حیران ہوں کہ اس رقم سے کونسی انڈسٹری لگ سکتی ہے۔ بہرحال اپنی طرف سے انہوں نے بڑا اچھا کام کیا ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ پہلی دفعہ یہ بات ہوئی ہے اور اس کے لئے محکمہ خزانہ قابل ستائش ہے کہ انہوں نے انگریزی کے علاوہ اردو میں بھی ہمیں معلومات پہنچانے کی کوشش کی ہے' عجلت میں یا clerical mistake کی وجہ سے' میں اسے نااہلی تو نہیں کہوں گا کہ کیونکہ یہ جلدی میں یہ کام ہوتا ہے کہ اس وجہ سے جناب والا یہ ہوا کہ انگلش تحریر میں 344 سکیمیں دی گئیں' جو اردو تحریر میں بالکل شامل نہیں ہیں جبکہ 46 سکیمیں اردو تحریر میں شامل ہیں اور ان کا انگریزی تحریر میں ذکر نہیں ہے۔ کئی سکیمیں ہیں 21 سکیمیں ایسی ہیں کہ جن کا تخمینہ کروڑوں میں ہے اور مختص شدہ رقم جیسے کہ میں نے پہلے عرض کیا تھا وہ صرف لاکھوں میں ہے۔

جناب والا یہ فارٹ ٹو مارکیٹ روڈ کے پروگرام کے سلسلے میں دس سکیمیں ایسی ہیں جن کا میں

نے غالباً پہلے بھی ذکر کیا ہے جو 24 کروڑ روپیہ تجاوز ہیں' لیکن ان کے لئے صرف ایک کروڑ 25 لاکھ روپیہ دیا گیا ہے۔ اگر قیمتوں میں اضافہ نہ ہو تو جیسے کہ میں نے کہا کہ ہماری زندگی میں غالباً یہ سکیمیں مکمل نہیں ہوں گی۔ اس طرح Road & Bridges سکیمز سڑکوں اور پلوں کے لئے 21 سکیموں کا تخمینہ 83 کروڑ روپے سے تجاوز کر رہا ہے جس کے لئے صرف دس کروڑ 30 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں یعنی یہ سکیمیں اس شرح سے کم از کم سات آٹھ سال میں مکمل ہوں گی لاہور کے سات تھانوں کے لئے' میں عرض کر دیتا ہوں کہ تھانہ نواں کوٹ کو رقم جو اس سال کے لئے الاٹ ہوئی ہے .....

جناب سپیکر: سردار صاحب آپ کی تقریر تو کوئی بارہ تیرہ منٹ ہو گئے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ سارے صاحبان تقریر کر سکیں۔

سردار امجد حمید خاں دستی: سارے کریں گے سر' اور آپ نے جناب والا! خود بھی فرمایا ہے کہ میں تو نہیں کہتا کہ لوگ کہتے ہیں کہ ہماری بزرگی کا بھی خیال رہے ہمارے گرے ہیئر کا خیال رکھئے تو اس لئے مہربانی کیجئے جب آپ بور ہوں گے تو میں خود بیٹھ جاؤں گا۔

جناب سپیکر: آپ مان گئے ہیں سردار صاحب؟ ..... (مسکراہٹیں) ..... بزرگی مان گئے ہیں۔

سردار امجد حمید خان: اگر آپ وقت دیتے ہیں تو میں مان گیا ..... نعرہ ہائے تحسین ..... دل و جان سے مان گیا۔ تو میں عرض کر رہا تھا کہ یہ سوچنے والی بات ہے محکمہ خزانہ کو بھی' ڈویلپمنٹ والوں کو بھی' گورنمنٹ کو بھی کہ ایک تھانے کی عمارت کے لئے 42 لاکھ روپے مختص کئے گئے' ماڈل ٹاؤن کے لئے 42 لاکھ' گرین ٹاؤن کے لئے 42 لاکھ' اقبال ٹاؤن کے لئے 42 لاکھ ہر ایک کے لئے چار لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔

وزیر امداد باہمی: پوائنٹ آف آرڈر! جناب سپیکر! مجھے مایوسی ہوئی ہے یہ بات سن کر کہ میرے محترم بھائی نے بڑھاپا قبول کر لیا ہے۔ ہم سب ابھی انہیں جوان سمجھتے ہیں۔ لیکن مجھے تو مایوسی ہوئی ہے میری دعا ہے کہ خدا کرے کہ اس سے بھی زیادہ نوجوان ہو جائیں۔ ہم بزرگی قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔

سردار امجد حمید خان دستی: میں رانا صاحب کی طرح باہر سے آپریشن کرا کے نہیں آیا۔ نرسوں کے درمیان وقت گزار کر نہیں آیا۔ شاید میں بھی ان کی طرح جوان ہو جاتا۔ ان کی لنگڑاہٹ میں بھی فرق ہے۔ زیادہ سیدھے چلنے لگے ہیں۔ جناب سپیکر! عجب بات یہ ہے کہ یہ سارے تھانوں پر

بیالیس لاکھ روپیہ لیکن جہاں سارے تھانوں کے لئے اوپر چار لاکھ عرض لیا گیا ہے وہاں تھانہ اقبال ٹاؤن کے لئے پانچ لاکھ روپیہ بڑھا دیا گیا۔ میں نے پوچھا یہ کیوں؟ کیا کچھ لوگ بازار حسن سے آئے ہوئے بھی وہاں موجود ہیں؟ ان کے لئے ایک لاکھ بڑھایا ہے۔ اقبال ٹاؤن میں اچھے لوگ بھی رہتے ہیں' حسین لوگ بھی رہتے ہیں اس لئے اس تھانے کے لیے چار لاکھ کی بجائے پانچ لاکھ کر دیا گیا۔ رنگ پور کینال۔ رنگ پور ایک تاریخی امتیازی حیثیت کا حامل ہے جہاں "ہیر بیاہی ہوئی آئی۔

جناب شوکت داؤد: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر' دستی صاحب نے علامہ اقبال ٹاؤن کو بازار حسن سے تشبیہ دی ہے اور بازار حسن غلط معنوں میں لیا جاتا ہے۔ میرے خیال میں ہمارے کچھ ایم پی اے بھی وہاں سے تعلق رکھتے ہیں اور وہاں کے ووٹرز کا اور ایم پی اے کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی: جناب والا! رنگ پور ایک تاریخی شہر ہے۔ یہ تاریخی جگہ ہے رنگ پور کھیڑیاں دا' جہاں "ہیر" بیاہی تھی اور وہ اس لئے واپس چلی گئی کہ اس وقت شہر نہیں تھی۔ اس وقت سڑک بھی نہیں تھی۔ شہر کے لیے حکومت نے مہربانی فرمائی چھ کروڑ روپے مخصوص کر دیے۔ لیکن دیا کیا ہے؟ پچھلے سال ایک کروڑ بائیس لاکھ روپے۔ اس میں سے وریٹک صاحب نے مہربانی فرمائی 55 لاکھ کلور کوٹ بھیج دیا۔ اب کہ صرف نوے لاکھ ہیں۔ 55 لاکھ نکال دیے جائیں تو غالباً پینتیس لاکھ بچتے ہیں۔ میں حساب میں کمزور ہوں۔ تقریباً تقریباً

جناب والا! شمالی علاقوں میں برج سکیٹر سکیموں کا تخمینہ 64 کروڑ ہے جب کہ جنوبی سکیٹر میں جہاں ہم لوگ بستے ہیں' اس کا انیس کروڑ بارہ لاکھ ہے' اور جناب سپیکر' آپ حیران ہوں گے کہ ہم نے سب سے کار آمد منسٹری ساؤتھ کے لوگوں کو دی۔ سی ایم بی ساؤتھ کے ہیں۔ گو وہ پنجابی سپیکنگ ہیں لیکن وہ ہمارے ساؤتھ کے علاقے کے ہیں۔ پلاننگ کے منسٹر ساؤتھ کے۔ فنانس کے منسٹر ساؤتھ کے۔ ار یگیشن کا ڈیپارٹمنٹ سب سے اہم اسکے وزیر بھی ساؤتھ کے ہیں۔ لیکن ہوا یہ ہے کہ ہمیں صرف انیس لاکھ روپیہ دیا گیا۔ یہاں وہی بات ہے کہ کسی لڑکے نے ماں سے کہا کہ ماں ای ماں' دعا کر میں تھانے دار بن جاواں۔ میں نے کہیا کہ فیر کی ہووے گا؟ اوس نے آکھیا' فیر ایہہ ہووے گا کہ تیرای نک وڈھاں گا۔ یہ جو ساؤتھ کے وزرا ہیں ان کے لئے ہم نے دعائیں مانگی تھیں (نعرہ ہائے تحسین) انہوں نے ہمارا ہی ناک کاٹنا شروع کر دیا۔ ہماری یہ ترقیاتی سکیموں کو کم کر دیا۔

چودھری سکندر حیات ملہی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں معزز ممبر کو حقائق یاد دلانا چاہتا ہوں کہ کہ اس بجٹ میں حکومت نے اے ڈی پی کا 46.6 فی صد تین ڈویژنوں کے لیے مختص کیا

ہے اور پھر بھی یہ شکایت کرتے ہیں کہ ان کے وزرا نے انھیں کچھ نہیں دیا۔ ہمارے آٹھ ڈویژنوں کو دیں' ہمیں 46 فی صد دے دیں ہم خوش ہیں۔ پھر یہ کبھی اس بارے میں شکایت نہیں کریں گے۔ اگر ساؤتھ لینا ہے تو ایڈمنسٹریٹو ڈویژن کرلیں۔

چودھری اصغر علی گجر: پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ نے ابھی تقریر کرنی ہے اپنی تقریر کے موقع پر بات کرلیں۔

چودھری محمد اصغر گجر: بات تو سردار صاحب کر رہے تھے وہ میرا خیال ہے کہ بہتر ہے۔ اسی رنگ میں آگے نکل جاتے۔ جب ساؤتھ کی بات ہوتی ہے اور اس کے اوپر پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر جاتی ہے تو میں کہتا ہوں کہ ساؤتھ کے نام پر بات کرنے والوں کو پہلے یہ دیکھ لنا چاہیے کہ ساؤتھ ہے کیا' وہاں کے رہنے والے لوگ کس طرح زندگی بسر کرتے ہیں وہاں کا علاقہ کس محل وقوع پر مشتمل ہے' وہاں کے حالات و واقعات کیا ہیں' وہاں تکالیف کیا ہیں اس کے بعد وہ بات کریں اگر وہ ویسے ہی بات کریں گے تو بات ان کی درست نہیں ہوگی۔

جناب سپیکر: شکریہ چودھری صاحب! سردار صاحب آپ کی تقریر کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی: تھوڑا سا اور ٹائم دے دیں:۔

جناب سپیکر: مجھے افسوس ہے میں اور ٹائم نہیں دے سکتا:۔

سردار امجد حمید خان دستی: آخری چکی' آخری سانس:۔

جناب سپیکر: ایک منٹ میں ختم کر دیں:۔

سردار امجد حمید خان دستی: جناب سپیکر! میرے علم میں اضافہ ہوا ہے کہ میرے فاضل دوست نائب وزیر خزانہ ہیں جو بات وزیر خزانہ نے میرے جواب میں کہنی تھی وہ میرے نائب وزیر خزانہ نے کہہ دی۔ مہربانی کرکے میری بات سن لیں۔ سارے صاحبان جو کہ میرے دوست ہیں۔ آپ سب کے سب وزیر خزانہ نہ بنیں۔ جب وہ تقریر کریں گے تو جواب دے لیں گے تو اس ساؤتھ میں یہ ہوا کہ ملتان ڈویژن کے لیئے فارم ٹو مارکیٹ روڈز کے لئے 16 کروڑ 70 لاکھ۔ جبکہ ڈیرہ غازی خان ڈویژن کے لئے جہاں سے پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کے منسٹر ہیں صرف سات کروڑ۔ ایریا کے لحاظ سے' لمبائی اور چوڑائی کے لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ ڈیرہ غازی خان ڈویژن ملتان سے بہت زیادہ بڑا ہے تو یہ زیادتی

کی گئی ہے۔ اس طرح میں ضلعوں کا جہاں تک تعلق ہے ضلع راجن پور میں اٹھانوے لاکھ روپیہ مختص کیا گیا اور جناب سپیکر' آپ حیران ہوں گے کہ دریشک صاحب نے اپنے حلقے کے لئے اٹھانوے لاکھ میں سے 75 لاکھ روپے اپنی جیب میں ڈال لئے۔ جناب والا! میں آخری بات یہ کرتا ہوں

چودھری سکندر حیات ملہی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! اگر گورنمنٹ کی رقم جیب میں بھی ڈالی جاسکتی ہے تو ہمیں بھی طریقے بتائیے جائیں۔

سردار امجد حمید خان دستی: جناب سپیکر! میں آخری بات عرض کرتا ہوں کہ بعض اوقات اس ملک میں یہ ہوتا ہے کہ چین میں بھی یہ ہوتا ہے کہ۔ میں مارچ کا ریڈرز ڈائجسٹ پڑھ رہا تھا تو اس میں مارشل سمتھ نے یہ آرٹیکل لکھا ہے کہ وہاں قابلیت' میرٹ کچھ guanxi (pronounced gwan she) کنکشن جس کے تعلقات ہوں گے۔ وہ آج نائب تحصیلدار ہوا ہے۔ چھ مہینے کے بعد تحصیلدار۔ اگلے سال مجسٹریٹ اور پھر ڈپٹی سیکرٹری آج پرائیویٹ سیکرٹری اگر پسند آجائے تو کسی ادارے کا ڈی جی لگ سکتا ہے۔ تو میں یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ بھی میرٹ ہے؟ In letter and spirit اس کو adopt کیا جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ سردار صاحب!

سردار امجد حمید خان دستی: جناب! آپ کا شکریہ:

جناب سپیکر: اس طریقے سے اب معاملات نہیں چلیں گے۔ کہ جو صاحب تقریر کرنا چاہیں وہ اپنی مرضی سے بیٹھیں گے تو سب لوگ کیسے بول سکیں گے۔ جو ٹائم طے کیا گیا ہے ہر حالت میں اس کے مطابق بات کرنی ہے۔ ایک منٹ کے لئے بھی میں وافر بات کرنے کی اجازت نہیں دونگا اس لئے کہ میں آپ سب کو یہاں بجٹ پر تقریر کرنے کا حق دینا چاہتا ہوں اور میرے لئے یہ لازم ہے کہ میں آپ کو بجٹ پر تقریر کرنے کا حق دوں۔ لیکن یہ نہیں ہو سکتا ہے کہ اگر آپ کھڑے ہو جائیں اور بولتے چلے جائیں اور مجھے آپ کا احترام بھی ہو اور آپ اس بات کا خیال نہ فرمائیں کہ جو ٹائم مقرر ہے اس پر آپ بیٹھ جائیں تو اس طریقے سے ہاؤس میں Unpleasantness create ہوتی ہے۔ برائے مہربانی دس منٹ سے کہیں صورت میں بھی تجاوز نہیں کرنا ہے۔ آج ہم دس منٹ چلاتے ہیں ہاں کل پھر دیکھیں گے کل جو صاحبان بچ جائیں گے اس کی کیا صورت بنتی ہے۔ لیکن اب صورت یہ ہے کہ کچھ میرے پاس نام آچکے ہیں اس کے بعد جو میرے پاس نام آئیں گے ان کو میں entertain نہیں کرونگا۔ میرے پاس وہ نام آچکے ہیں جو بولنا چاہتے ہیں اس کے بعد جو میرے پاس چٹ آئے گی میں اسے

after thought سمجھونگا۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ کہ جن صاحبان کے نام میرے پاس آچکے ہیں جو نام میں نے پکارے ہیں۔ جو تشریف نہیں رکھتے ہیں سمجھونگا کہ وہ بات نہیں کرنا چاہتے۔ تو ملک احمد خان اولکھ صاحب آپ کا نام بھی میرے پاس ہے .....

ملک احمد علی اولکھ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی پوائنٹ آف آرڈر پر آپ بات کرنا چاہتے ہیں تو فرمائیں

ملک احمد علی اولکھ: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جملہ اراکین اسمبلی کے علاقائی مسائل ہیں یا دوسرے مسائل ہیں جن کا تعلق بجٹ سے ہے۔ تو پانچ منٹ یا دس منٹ میں ان مسائل کا پیش کرنا ممکن نہیں ہے۔

جناب سپیکر: دس منٹ سے زیادہ extend نہیں ہوسکتا۔ اس لئے کہ 20 جون کو بجٹ پاس ہونا ہے اور اس کے بعد عیدالاضحیٰ کی چھٹیاں ہیں۔ تو آگے بڑھ نہیں سکتے ورنہ اس کو بڑھا دیا جاتا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جی! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ اب ہم بحث شروع کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! یہ بہت ہی اہم بحث ہے اس میں ہاؤس سے رائے لی جائے اور اس میں ایک دن کا اضافہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! اس میں اضافہ نہیں ہوسکتا۔ جی چودھری شوکت داؤد صاحب ٹائم کی پابندی ضروری ہے۔

جناب شوکت داؤد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ جناب سپیکر! یہ ایک اہم موضوع ہے جس میں ہمیں بجٹ کے اوپر بھی بحث کرنا ہے اور اپنے علاقے کے مسائل پر بھی بات کرنا ہے۔ میں اپنی بات شروع کرنے سے پہلے پریس گیلری میں بیٹھے ہوئے حضرات سے گزارش کروں گا کہ جس طرح ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ جو لوگوں نے ہمیں سونپا ہوا ہے کہ ہم ان کے مسائل کو ایوان ان کے مسائل کو ایوان میں پیش کریں۔ اسی طرح پریس گیلری میں بیٹھنے والے صاحبان کا یہ فرض یہ کہ یہاں کی جو بھی

بات ہے وہ پریس میں لائیں تاکہ عوام کو یہ پتا چلے کہ ہمارے نمائندوں کی کیا کارگزاری ہے۔ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ پچھلے دنوں ہی میں میری ایک تحریک التوا تھی مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس سلسلے میں میرا نام تک پریس میں نہیں آیا۔ باقی لوگوں کا آیا۔ یہ میں اپنا نام نہیں باقی کارروائی کے متعلق بھی کہنا چاہتا ہوں۔ بجٹ پر ڈسکس کرنے سے پہلے چند باتیں جو جناب قائد ایوان نے اس ایوان میں کہیں۔ جو قائد حزب اختلاف نے کہیں ان کو زیر بحث لانا بھی تقریر کا ایک جز بن چکا ہے۔ کیونکہ قائد ایوان نے جو ارشاد فرمایا ہے اور جو کمی ہم اس بجٹ میں محسوس کر رہے تھے۔ ان کے بارے میں کافی حد تک انہوں نے جو اعلان کئے ہیں جو میں سمجھتا ہوں کہ اگر ان کو سراہا نہ جائے تو یہ انصاف نہ ہوگا۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

قائد حزب اختلاف کی تقریر کا تعلق ہے۔ انہوں نے اپنے تقریباً تین چار گھنٹے کی تقریر میں جو کچھ کہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس کا سب سے زیادہ حصہ جو تھا۔ وہ وفاقی حکومت اور اس حکومت کی پالیسی پر تنقید کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ اور ہمیں یہ محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے وہ صوبائی اسمبلی میں نہیں بلکہ قومی اسمبلی میں بجٹ میں حصہ لے رہے ہیں۔

چند باتیں جو اس بجٹ کی اہم ہیں اس میں 2 ارب پچاس کروڑ روپے کی بچت قابل ذکر ہے۔ اور یہ قابل تعریف اقدام ہے اس میں طلباء کے لئے پانچ کروڑ روپے کے رقم رکھی گئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ بھی قابل ستائش ہے۔ اس سے ہمارے ہی ملک میں اور ہمارے ہی صوبہ میں غریب طلباء جن کا یہ حق بنتا ہے وہ بھی اچھے اداروں میں تعلیم حاصل کریں گے۔ اس میں کافی حد تک اس قدم کو آگے بڑھائیں گے اور میں سمجھتا ہوں کہ ذہین غریب طلباء ان اداروں تک نہیں پہنچ سکتے وہ جو انگلش میڈیم سکولوں میں نہیں پڑھ سکتے اور بعد میں جب بھی competition کی بات ہوتی ہے۔ سی ایس ایس کی بات ہوتی ہے۔ تو صرف امیر اور زمیندار طبقہ ہی اس میں حصہ لے سکتا ہے۔ تو اس طرح وہ حق غریب طلباء کو ضرور ملے گا۔ اس میں تعلیم پر ایک کثیر رقم رکھی گئی ہے۔ جیسا کہ پچھلے دنوں میں بھی تعلیم کے موضوع پر بحث ہوئی۔ اس میں ہمیں ایک اچھی پالیسی بنانی پڑے گی تاکہ اس کے لیے جو کثیر رقم رکھی گئی ہے اسے ضائع ہونے سے بچایا جا سکے۔

75-ایکڑ اراضی تین کروڑ روپے کے عوض والٹن کے مقام پر خریدی جا رہی ہے۔ ہمیں اس بات پر تو کوئی اعتراض نہیں کہ شہداء کی یاد میں ایک ایک یادگار تعمیر کی جائے۔ لیکن جناب سپیکر! یہاں مجھے ایک بات ضرور یاد آتی ہے کہ میں نے وہ شہرنامہ میں پڑھی تھی کہ ایک عورت ایک چھوٹی

سی بچی کے ساتھ ساری رات سردی میں ٹھٹھرتی ہے اور چوکیدار صرف اس لئے اس پر رضائی یا لحاف نہیں دیتا کہ ٹائم ختم ہوگیا ہے شکوہ اور جواب شکوہ گنگناتا رہتا ہے اور وہ عورت ٹھٹھر ٹھٹھر کر مرجاتی ہے۔ میرا کہنے کا مقصد یہ تھا کہ جہاں ہم ان شہداء کی یاد میں یادگاریں تعمیر کرتے ہیں وہاں ہمارا فرض یہ بھی بنتا ہے ہے کہ ان لوگوں کے لئے جنہوں نے اس پاکستان کے لئے قربانیاں دیں یا اپنے تمام کے تمام اثاثے اس ملک یعنی بھارت میں چھوڑ آئے ان کا بھی اس ملک میں حق بنتا ہے جب تک ہم ان کو انصاف مہیا نہیں کرسکتے میں سمجھتا ہوں کہ وہ ان کے ساتھ بھی ناانصافی ہے۔ ہم مرنے والوں کی یاد میں یادگاریں تو تعمیر کریں لیکن جو زندہ ہیں وہ یہ سمجھنے پر مجبور ہیں کہ اگر ہم نے یہ ملک حاصل بھی کیا ہے تو یہ ملک حاصل کرکے بھی وہ مقاصد حاصل نہیں کرسکے۔

یہاں جب ذکر آئے گا بجٹ کا تو پچاس کروڑ روپیہ کی رقم مجھے بہت کھٹکتی ہے۔ جو پولیس کے لئے ہم نے مہیا کی ہے۔ مجھے اس بات پر اعتراض نہیں کہ امن عامہ کا مسئلہ ایک اہم مسئلہ ہے۔ لیکن افسوس کے ساتھ میں یہ کہوں گا کہ کیا پچاس کروڑ روپیہ بڑے کھانوں پر ضائع کرنے کے لیے دیا گیا ہے۔؟ افسوس کے ساتھ کہوں گا کہ اس ایوان میں بڑے کھانے پر بڑی تنقید ہوئی لیکن اس کے باوجود صاحب اقتدار لوگوں نے اس کو اپنی مرضی کے ساتھ گانے بجانے سے بڑے کھانے کو پورا کیا گیا۔ کیا وہ پچاس کروڑ روپے کی رقم دو دو اڑھائی اڑھائی لاکھ روپے کے موٹر سائیکل کی خرید پر خرچ کی ہوگی؟ میرا خیال ہے کہ یہ ممبران کے لئے حیران کن بات ہوگی کہ ٹریفک پولیس کو دو دو اڑھائی اڑھائی لاکھ روپے کا ایک ایک موٹر سائیکل دیا جا رہا ہے۔ کیا یہ پچاس کروڑ روپے کے رقم ایس پی اور اے ایس پی کے دفاتر پر خرچ کی جائے گی۔ جن کو ایئرکنڈیشن کیا جا رہا ہے؟ جناب والا! ایک طرف تو ہم کہتے ہیں کہ بچت کرنی ہے اور دوسری طرف وہ صاحبان جن کے گریڈ کم ہیں اور جن لوگوں کو یہ حق نہیں پہنچتا وہ دو دو اے سی اپنے دفاتر میں لگا رہے ہیں تو ہمیں ان باتوں پر غور کرنا ہوگا۔

اس کے علاوہ میں صحت کی پالیسی کے بارے میں عرض کرتا ہوں اور میں تعریف کروں گا وزیر صحت صاحب کی کہ جو جانفشانی کے ساتھ اپنا کام انجام دے رہے ہیں۔ یہاں ادویات کے بارے میں ہاؤس کو بتایا گیا کہ اب ادویات محکمہ صحت کی طرف سے جاری کی جائیں تو اس میں میں یہ ضرور کہوں گا کہ میں نے وہ نمونہ دیکھا ہے کہ اس کے اوپر قیمت لکھی ہوئی ہے اور اس کے اوپر یہ نہیں لکھا گیا کہ This is not for sale اس کا اضافہ ضرور کرنا چاہئے۔ قیمت اس لئے نہیں لکھنا چاہئے کہ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اتنی قیمت ہے اور اتنے میں فروخت ہوگی۔

اس کے علاوہ میں اپنے علاقے مسائل کی طرف سے آنا چاہوں گا میرے علاقے میں جو سب

سے بڑا مسئلہ سکارپ کے ٹیوب ویل کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ حلقہ 235 اور 239 میں بعض دیہات seepage کی وجہ سے برباد ہو رہے ہیں۔ چالیس سالوں میں لوگوں نے وہ زمین آباد کی اور اب وہ برباد ہو رہے ہیں۔ تو اس سلسلہ میں گورنمنٹ کو اعلان کرنا چاہئے۔ اور پالیسی وضع کرنی چاہیئے۔ بجٹ میں ہیں یہ ضرور احساس ہوا ہے کہ جہاں ہم تعریف کریں گے کہ وہاں ہم تنقید بھی کرسکتے ہیں اور ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ جہاں ہماری حق تلفی ہو وہاں ہم اس کا ذکر ضرور کریں گے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ بہاولپور اور ڈیرہ غازی خان کے ڈویژنوں کے ساتھ ضروری حق تلفی ہوئی ہے۔ اور بجٹ کو دیکھ کر یہ احساس ضرور ہوتا ہے کہ ان لوگوں کی گرانٹ منظور کی جاتی ہے جن لوگوں کی رسائی approach ہے۔ بجٹ تقاریر اور بجٹ کا فائدہ اسی وقت ہوتا ہے کہ جب ہماری صحت مند تنقید کو برداشت کیا جائے۔ اور ہماری ترامیم کو بجٹ کا حصہ بنایا جائے۔ تاکہ علاقے کے ترقی کے لئے اس کے اچھے اثرات مرتب ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: داؤد صاحب! آپ کا وقت ختم ہو رہا ہے ایک منٹ میں اپنی تقریر ختم کریں۔

جناب شوکت داؤد: یہ دستور زبان بندی ہے کیسا تیری محفل میں۔ ٹھیک ہے۔ جناب ایک منٹ میں ختم کرتا ہوں۔ جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ میرے علاقے میں نچلی سطح کا تمام کا تمام پانی کڑوا ہے۔ اور خاص طور پر میں اپنے علاقے کے ڈانڈی یونین کونسل کا ذکر کرونگا کہ وہاں پانی کڑوا ہے اور نہر کا پانی چھ مہینے کے لئے دیا جاتا ہے۔ سردیوں میں لوگوں کو پینے کا پانی نہیں ملتا۔ آپ کہتے ہیں کہ ہمیں نیشنل فنانس ایوارڈ مل رہا ہے' پانی کا ایوارڈ مل رہا ہے تو میں یہ تب سمجھونگا کہ اس علاقے کو نئی نہریں اور اس میں سالانہ پانی دیں۔ تب میں سمجھونگا کہ اس علاقے کو اس کا حق مل رہا ہے۔

جناب والا! اب آپ نے ٹائم بہت تھوڑا کر دیا ہے۔ تو میں تھوڑا سا ذکر یہ کرونگا کہ بعض علاقوں میں نئی صنعتیں لگتی ہیں تو اس میں یہ ہمارا حق فائق ہونا چاہیے جیسے ہمارے علاقے میں ایف ایف سی مل ہے تو جس علاقے میں کوئی مل لگے اس علاقے کے عوام کو یہ حق ملنا چاہئے کہ پہلے ان لوگوں کو نوکریاں ملنی چاہیں۔ یہ نہیں ہونا چاہیئے کہ راولپنڈی اور جہلم سے لوگوں کو لاکر اس مل میں لگا دیا جائے تو آخری بات میں یہ عرض کرونگا کہ sugar cess کے تحت جو سڑکیں بنی ہیں ضلع کونسل والے ان کے اوپر اپنا ٹال ٹیکس لگاتے ہیں ہمارے علاقے میں بھی لگایا ہے زمیندار دھرا خرچہ دیتے ہیں۔ یہ Toll Tax لگنا چاہیئے۔ sugar cess کی روڈز فری ہونی چاہیں۔

آخر میں گنے کی سپلائی کے سلسلے میں عرض کرونگا کہ میرے علاقے میں یونائیٹڈ شوگرز نے ابھی پانچ کروڑ روپے عوام کے دینے ہیں اپنی ہر سال نئی ملیں لگاتے ہیں۔ عوام کے پیسوں سے کاروبار کرتے ہیں عوام سے گنا لیتے ہیں لیکن عوام اس پیسے کے لئے چھ چھ مہینے ان کی طرف تکتے رہتے ہیں۔ جناب ابھی میرے مسائل تو کافی تھے جو میں نے پیش کرنے تھے لیکن وقت کی قلت کی وجہ سے پیش نہیں کرسکتا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب فرید احمد پراچہ صاحب!

جناب فرید احمد پراچہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ جناب سپیکر! اگرچہ اپنے ایک آزمائش میں ہمیں مبتلا کیا ہے کہ وقت کے محدود پیمانے میں اپنے خیالات کو ہم مقید کریں۔ ذرے کو آفتاب بنانا تو آسان ہے لیکن دریا کو کوزے میں بند کرنا بہت ہی مشکل بات ہے۔ کوشش تو کرونگا کہ وقت کے انہیں پیمانوں کے اندر اپنی بات کو ختم کروں۔

جناب سپیکر! بجٹ کا تجزیہ میں دو انداز سے کرونگا کہ ایک تو قائد حزب اختلاف کی تقریر کی روشنی میں اور ایک اسلامی جمہوری اتحاد کی منشور کی روشنی میں - قائد حزب اختلاف کی تقریر میں نے غور سے سنی جس میں کچھ لطیفے تھے کہ کچھ کہانیاں تھیں۔ کچھ کارٹون تھے کچھ نظمیں تھیں چند تصویریں اور کچھ حسینوں کے خطوط تھے اور اس کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز

جناب فرید احمد پراچہ: اور اس کی روشنی میں جو کچھ اس قوم کے ساتھ وہ اپنے دور میں کرتے رہے' روٹی کپڑا اور مکان کا نعرہ لگا کر اس قوم کو گولیوں کے ساتھ جس طرح بھونا گیا اور اس کی بھی پوری تاریخ ہمارے سامنے ہے۔ اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے میں عرض کرونگا کہ ہم نے اس زمانے کے بجٹ بھی دیکھے ہیں۔ ان کے بجٹ کے اعداد و شمار میں واقعی جادوگری ہے اور یہ بجٹ ٹھوس حقائق پر مبنی ہے۔ وہ بجٹ غیر متوازن تھے اور یہ بجٹ فی الواقع متوازن ہے۔ ان کے بجٹ کے اندر ٹیکسوں کی بھرمار تھی اور اس بجٹ کو ٹیکسوں سے فری کیا گیا ہے۔ وہ خسارے کے بجٹ تھے اور یہ فاضل بجٹ ہے وہ ترقیات کے لحاظ سے کھوکھلے بجٹ تھے اور یہ ترقیات کے لحاظ سے دلیل صبح روشن ہے

جناب سپیکر! ایک تجزیہ ہماری ان تجاویز کا ہے جو ہم بجٹ کے بارے میں دینا چاہتے ہیں اس سے پہلے میں وزیر خزانہ سے یہ عرض کرونگا کہ ان تجاویز کو صرف تجاویز کی حد تک نہ رکھیں۔ یہ

احساس ہمارے اندر پیدا نہ ہو کہ ۔

مجھ سے لا حاصل ہے میری حسرتوں کا پوچھنا
تم وہی آخر کرو گے جو تمہارے دل میں ہے

جو کچھ ہم یہاں پر بیان کریں اس کے مطابق بجٹ کی ان تجاویز کو اپنی تقریر کے اندر مثبت جواب اور رد عمل بھی دیں۔ جناب والا! ترقیاتی بجٹ میں ساڑھے دس ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ یہ 37 فیصد حصہ کرپشن کی نظر ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ جو بھی محکمہ بنا ہوا ہے جو S.E جو چیف انجنیئر' جو ایکسین' جو ایس ڈی او ان کو خرچ کرتے ہیں ایک پورا نظام بنا ہوا ہے۔ اگر ترقیاتی منصوبے پر 66 فیصد خرچ ہو جائے اور 33 فیصد کا گھپلا ہو جائے تو اس کو بہتر ترقیاتی منصوبہ کہا جاتا ہے۔ اب جناب والا! وہ وقت آگیا ہے کہ ہم ان بدعنوان افسروں سے نجات حاصل کریں اور کرپشن کے اس نظام کو ختم کریں اس طرح وہ ساڑھے دس ارب روپے جو ہیں یہ 16 ارب روپے بن جائیں گے بعد میں چھ ارب روپے کرپشن کی نظر ہو جاتے ہیں اس کا ہمیں راستہ روکنا ہے اسی طرح جناب سپیکر میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ شہری ترقی کے لئے 29 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ لیکن کس اعتبار سے؟ لاہور کے ترقیاتی ادارہ کے لئے صرف چار کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ گوجرانوالہ کے لئے تیرہ کروڑ روپے رکھے ہیں۔ یہ کونسا حساب ہے جس کے مطابق یہ تفاوت رکھا گیا ہے۔

جناب سپیکر اس طرح میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ امن و امان کے لئے نظر ثانی شدہ بجٹ کے اندر دو ارب نواسی کروڑ روپے تھے اور اب دو ارب اکتیس کروڑ روپے رکھے گئے ہیں یعنی پولیس کے لئے رقم کم کر دی گئی ہے۔ میں اپنے بھائی شوکت داؤد صاحب سے تھوڑا سا اختلاف کرکے عرض کروں گا کہ پولیس کو جدید سہولتیں دینے کی ضرورت ہے۔ ان کو اچھی مراعات دیں پھر ان کا سخت احتساب کرلیں۔ ہم ان کے ہاتھ میں کھلونا نہیں بننا چاہتے۔ ہمارا یہ حق ہے کہ جو ہم انہیں پیسے دے رہے ہیں ایک ایک پیسے کا حساب لیں اور کسی طرح کی بدعنوانی' کرپشن اور تھانوں کی غنڈہ گردی کو ہم کسی طرح بھی برداشت نہ کریں۔

جناب سپیکر! یہاں میں عرض کروں گا کہ یہ جو قبضہ گروپ کی باتیں آتی ہیں۔ سرکاری زمینوں کو نیلام عام کرنے کے لئے یہ تجویز منظور کی جائے کہ کوئی بھی سرکاری زمین جو ہے وہ کسی کو اس طرح سے نہیں دی جائے گی اس کو نیلام میں رکھا جائے گا اور پھر عرض کروں گا کہ اگر اس بات کا آپ فیصلہ کرلیں تو انشاء اللہ اگلے سال جب آپ بجٹ بنائیں گے تو کم از کم 10 ارب روپیہ زائد آپ کے پاس اس صوبے کے اندر موجود ہوگا۔

جناب والا! اس طرح عدلیہ اور انتظامیہ کی علیحدگی ہمارے منشور کا حصہ ہے لیکن عدالتوں کے لئے پہلے 21 کروڑ روپے تھے اور اب 22 کروڑ ہیں۔ یہ تھوڑا سا فرق ہے۔ کب ہم عدلیہ اور انتظامیہ کی علیحدگی کریں گے۔ اس کے لئے زیادہ رقم رکھنے کی ضرورت ہے۔ ہم نے محصولات کے اندر یہ رکھا کہ کو آپریٹو سوسائٹیز کی رجسٹریشن فیس سے 25 کروڑ روپے ہمیں ملیں گے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ وہ 25 کروڑ روپے ہمیں نہیں ملیں گے۔ جو سوسائٹیاں رجسٹر ہو چکی ہیں وہ اپنے کاروبار ختم کر چکی ہیں۔ اب نئی سوسائٹیاں رجسٹر نہیں ہوں گی۔ آپ کو یہ 25 کروڑ روپے نہیں ملیں گے۔ لیکن یہاں میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ امریکہ کے اندر ایک فیصد لیا جاتا ہے ہے اور اس کے ساتھ پراپرٹی کا تحفظ ہوتا ہے۔ یہاں 11 × ہم ایک پراپرٹی کی رجسٹریشن پر دیتے ہیں۔ اور زمین کی ملکیت کا کوئی تحفظ نہیں ہے۔ ریکارڈ جو ہے وہ کھلے عام پڑا ہوا ہے اور پٹواریوں کے رحم و کرم پر ہے اس کو تحفظ دینے کی ضرورت ہے۔

جناب والا! اس طرح تعلیم کے لئے سب صوبوں سے کم رقم رکھی گئی ہے اور وہ فی کس 18 روپے بنتے ہیں۔ ایک ارب 23 کروڑ روپے میں سے ابتدائی تعلیم کے لئے 16 کروڑ روپے ہیں۔ میں یہ عرض کروں گا کہ ابتدائی تعلیم بڑی اہم ہے۔ اس کے لئے زیادہ رقم رکھی جائے ٹیکنیکل اداروں کے لئے قائد ایوان نے بڑی اچھی تجویز پیش کی لیکن میں عرض کروں گا کہ ٹیکنیکل ادارے جو ہیں ان میں ٹمل کے بعد ساری ہی تعلیم فنی تعلیم ہو یا سائنسی تعلیم ہو اور عام تعلیم کے ادارے جو ہیں وہ ختم کئے جائیں۔ اس طرح سے سائنس کے سامان کے لئے' لیبارٹریوں کے لئے اور کتب کی فروخت کے لئے بجٹ کے اندر کوئی رقم نہیں رکھی گئی۔ اس رقم کا رکھنا بہت ضروری ہے۔

جناب والا! اسلامی نظام معیشت کے اعتبار سے ہمارے منشور کا اہم حصہ ہے اور اس لحاظ سے اگر ہم بجٹ کو دیکھتے ہیں تو اس میں سیلف ایمپلائمنٹ سکیم میں سود کی رقم بھی شامل ہے اور اس طرح سے 8 ارب 97 کروڑ روپے ہم سود کی نذر کریں گے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اب یہ وقت ہے جبکہ شریعت بل بھی منظور ہو گیا ہے کہ کم از کم صوبے کی حد تک ہم نے بیرونی قرضوں کے اوپر جو 8 کروڑ دینا ہے اس کو چھوڑ کر باقی تمام قرضوں پر سود کی رقم دینے سے انکار کر دیں۔ مرکزی حکومت نے یہ شریعت بل منظور کیا ہے اور اس لحاظ سے ہمیں اس کا آغاز کرنا چاہیئے اور ہم یہ کہیں کہ یہ سود کی رقم اللہ اور اللہ کے رسول کے ساتھ جنگ ہے ہم اسے ادا نہیں کریں گے۔

خواتین یونیورسٹی کے لئے کوئی رقم نہیں رکھی گئی حالانکہ یہ ہمارے منشور کا حصہ ہے۔
جہیز فنڈ کے لئے 10 کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔ اس سے کل 20 ہزار بیوگان کی یتیم بچیوں کا سر ڈھانپا جا سکے گا۔ یہ بہت ہی کم ہے۔ اس کو زیادہ کیا جائے۔

جناب سپیکر! اس طرح میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ زراعت ہمارے صوبے کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے لیکن آپ دیکھئے کہ ہمارے صوبے کے اندر گندم کی فی ایکڑ پیداوار 18 من ہے۔ فرانس میں یہ 58 من ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ ہماری 83 فیصد زمینیں ایسی ہیں جن کو پوری کھاد اور پورا پانی نہیں ملتا۔ 16 انچ فی ایکڑ ہمیں پانی کی ضرورت ہے جبکہ 6 انچ فی ایکڑ کی اوسط سے پانی مل رہا ہے۔ بجلی بھارت میں 17 روپے فی ہارس پاور ہے جبکہ ہمارے ہاں 122 روپے ہے اور اس کے ساتھ ہم نے وفاق کو یہ اختیار دے دیا ہے کہ وہ گندم کی قیمتیں مقرر کرے میں یہ عرض کروں گا کہ گندم کی قیمتیں مقرر کرنے کا اختیار صوبے کے پاس ہونا چاہئے تاکہ ہمارے کسانوں کو ان کی محنت کا صحیح طور پر ثمر مل سکے۔ اس طرح چاول کے اندر باسمتی کا رقبہ کم ہو رہا ہے اس کو زیادہ کرنے کی تجاویز پر عمل کیا جائے اور یہاں اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ جو لوگ گھوڑی پال سکیم کے تحت ایک طویل عرصہ یعنی سال 1920ء سے چل رہے ہیں اور ان کی کئی نسلیں گزر گئی ہیں ان کو زمین کی ملکیت کے حقوق دیئے جائیں۔ واٹر Treaties کا جتنا بھی حصہ ہے یہ افسروں کی تنخواہوں کے اندر چلا جاتا ہے اس کو مفید بنانے کے لئے اس کی ٹھوس تجاویز پر عمل کیا جائے ورنہ اس سکیم کو ختم کر دیا جائے۔

جناب سپیکر! ہیلتھ کے بارے میں' میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارے وزیر صحت بہت ہی اچھی طرح سے محنت کر رہے ہیں لیکن صورت یہ ہے کہ ڈی ایچ او 500 روپے فی ڈاکٹر وصول کرتے ہیں اس بات کے کہ ڈاکٹر اپنی ڈیوٹیاں نہ دیں اور اپنی تنخواہ میں سے 500 روپے وہ ڈی ایچ او کو ادا کریں۔ اس وجہ سے آپ کے بنیادی صحت کے مراکز خالی پڑے ہوئے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ان بنیادی صحت کے مراکز کے افسروں کی اس روش کا خاتمہ کریں۔ جناب سپیکر! اس طرح ایمرجنسی ٹریٹ منٹ ہسپتالوں کے اندر سب سے زیادہ نظرانداز کیا ہوا حصہ ہے۔ جہاں زندگی موت کے ساتھ مقابلہ کرتی ہے وہاں پر صرف ایک آدھ ڈاکٹر ہوتا ہے اور اس کے پاس نہ کوئی ادویات ہیں' نہ وہاں پر جدید قسم کا کوئی سامان موجود ہے۔ ہمیں اس کے لئے زیادہ سے زیادہ رقم رکھنی چاہیئے۔

جناب سپیکر! اپنی بات کو اختتام کی طرف لاتے ہوئے میں یہ بات عرض کروں گا کہ اس امر

کی ضرورت ہے کہ ہم یہاں پر مستقل گہری اور ایسی لانگ ٹرم پلاننگ کریں جس کا اثر ہمارے صوبے کی معیشت پر اور ہمارے ملک کے عوام کی بہتری پر پڑے۔ آپ نے دریائی پانی اور نئی نہروں کے لئے رقم رکھی ہے میں یہ عرض کروں گا کہ اگر ہم لانگ ٹرم پلاننگ پر چلیں تو دریاؤں کو گہرا کر کے ہم ایک طرف کٹاؤ سے زمینوں کو محفوظ کر سکتے ہیں اور دوسری طرف آبی راستے استعمال کر کے سڑکوں کے اوپر جو ٹریفک کا بوجھ ہے اس کو کم کر سکتے ہیں اور سیلاب سے بچاؤ کے لئے بھی ہم اسے استعمال کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں اپنی بات کو اس پر ہی ختم کرتا ہوں کہ جس طرح سے ہمارے قائد حزب اختلاف نے اپنی گفتگو کا اختتام اس تصور پر کیا تھا کہ اللہ کے حضور بھی پیش ہونا ہے۔ یہ دو روزہ زندگی ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ یہ بات اگر انہیں اب سمجھ آ گئی ہے تو بھی غنیمت ہے۔ جب کرسی کے ہتھے پر ہاتھ ڈال کر یہ کہتے تھے کہ یہ کرسی بڑی مضبوط ہے تو شائد اس وقت یہ بات انہیں سمجھ نہیں آئی تھی۔ اب یہ اگر سمجھ آ گئی ہے تو فی الواقعہ کرسی اللہ کی ہی مضبوط ہے۔ **وسع کرسیہ السموت والارض** جس کی کرسی نے زمین و آسمان کو گھیرا ہوا ہے۔ شکریہ جناب۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر _____

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمایئے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر میں نے اپنے معزز دوست پراچہ صاحب کی تقریر کے دوران مداخلت نہیں کی۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ اس بات کا نوٹس لیں کہ انہوں نے اپنی تقریر میں قائد حزب اختلاف کی تقریر کا حوالہ دیتے ہوئے یہ کہا کہ ان کی تقریر میں حسینوں کے نام خط تھے تو میری گزارش یہ ہے کہ ایسی حسینائیں جن کے کام غلط ہوں ان کو خط تو پھر آیا ہی کرتے ہیں۔ انہیں چاہیے کہ وہ اپنا وزیر خزانہ یا تو بدل لیں یا پھر ان کے غلط کام جو ہیں انہیں صحیح کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب غلام ربانی صاحب۔

جناب غلام ربانی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ جناب سپیکر! سب سے پہلے جو 92-1991ء کا بجٹ ہے اس پر میں جناب وزیراعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ یہ بجٹ اس لحاظ سے بھی عمدہ ہے کہ اس میں دیہات کے لئے پچھلے سالوں کے مقابلے میں بہت زیادہ رقوم رکھی

گئی ہیں حالانکہ دیہاتی عوام میں اکثر یہ احساس پایا جاتا تھا کہ شہروں کی طرف زیادہ توجہ دی جاتی ہے اور دیہات کی طرف کم' لیکن اس دفعہ اس بجٹ میں یہ ایک مثالی بات سامنے آئی ہے۔ جو مرکزی بجٹ تھا اس کی بھی حزب اختلاف نے مثالیں دیں حالانکہ یہ ایک بہت ہی عمدہ مرکزی بجٹ تھا اس کے لئے میاں نواز شریف صاحب بھی مبارکباد کے مستحق ہیں یہاں یہ ذکر ہوا کہ دھاندلی کے ذریعے انتخابات میں اس دفعہ تمام لوگ کامیاب ہوئے حالانکہ وہ دھاندلی نہیں تھی وہ ترقیاتی کام تھے اور ترقیاتی کام کے تحت جب کوئی سڑک بنتی ہے تو اس پر قطعاً" یہ لیبل نہیں ہوتا کہ یہ اسلامی اتحاد کے عوام کو فائدہ پہنچائے گی۔ اس سڑک سے تمام علاقے کے لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ یہ سمجھنا چاہیئے کہ ان کی بیس ماہ کی ناکامیوں کی وجہ سے اس دفعہ اسلامی جمہوری اتحاد کو کامیابی نصیب ہوئی۔ کیونکہ اس بیس ماہ میں پیپلز پارٹی نے محض اپنے جیالوں کو نوازا میں اپنے گوجرہ کی مثال دے سکتا ہوں کہ وہاں پر سلائی مشینیں اور سائیکلیں آج بھی تقسیم کی جا رہی ہیں' وہ سائیکل اور مشینیں جیالوں کے پاس اتنی تعداد میں تھیں کہ ابھی تک ان کو فروخت کر رہے ہیں اور اس کے بعد آپ دیکھتے ہیں کہ 1977ء میں اور اس کے بعد یہی ناکامی کی وجہ تھی کہ اس بیس ماہ میں پیپلز پارٹی کا کارکن اور اس کے جو ایم پی اے' ایم این اے تھے وہ فخر سے کہا کرتے تھے کہ ہم نے چالیس کروڑ روپے مل کے لئے منظور کروائے ہیں' تیس کروڑ روپے منظور کروائے ہیں۔ یہ کیوں نہیں کہتے کہ ان کی ناکامی کی اصل وجہ یہ تھی کہ ملک کے خزانوں کو دل کھول کر لوٹا گیا اس کے بعد کہا گیا کہ یہ دھاندلی ہوئی ہے تو میں آپ کو اپنے شہر گوجرہ کی مثال دیتا ہوں۔ 1970ء میں ان لوگوں نے انتخاب جیتا ہم نے اس کو تسلیم کیا لہٰذا اب ان کو بھی انتخاب کا رزلٹ تسلیم کرنا چاہیئے تھا' دھاندلی تو اب کہیں بھی نہیں ہوئی' 1977ء کی مثال میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں گوجرہ میں انتخابات ہوئے آپ کے جسٹس محمد افضل چیمہ صاحب جو آج سیمینار میں تقریر فرما رہے تھے وہ گوجرہ سے تعلق رکھتے ہیں ان کی آنکھوں دیکھا حال ہے کہ اس وقت جناب حمزہ ایم این اے _____

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب والا ہاؤس کو ان آرڈر کریں وزراء آپس میں باتوں میں مصروف ہیں اور وزیر خزانہ اکیلے ہی ڈیسک بجائے جا رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب تشریف رکھیں۔ میں معزز ممبران سے یہ درخواست کروں گا کہ

ابھی تو سیمینار کی یادیں تازہ ہیں' ہاؤس کے تقدس کا خیال رکھا جائے۔

جناب غلام ربانی: تو میں بات کر رہا تھا 1977ء کی کہ اس وقت الیکشن ہوا اس وقت کے ممبر قومی اسمبلی جناب حمزہ کا بازو توڑ دیا گیا۔ ان پر تشدد کیا گیا اور اس وقت کی جتنی لیکچرار پریذائیڈنگ آفیسر تھیں ان کو نظرانداز کیا گیا اور ان پر تشدد کیا گیا اور یہ سارے واقعات اس وقت کے سپریم کورٹ کے جج نے اپنی آنکھوں سے دیکھے اور اس وقت انہوں نے جا کر اس وقت کے چیف الیکشن کمشنر کو ساری بات بتائی اور سب سے پہلے جو election petition ہوئی۔

جناب غلام سرور خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا فاضل دوست بجٹ پر تقریر کر رہے ہیں یا کسی جلسے میں سیاسی تقریر کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بجٹ پر عام بحث ہے وہ تقریر کر سکتے ہیں۔

جناب غلام ربانی: اس وقت جو سب سے پہلا کیس زیر سماعت ہوا تو اس وقت کی پریذائیڈنگ آفیسرز جو خاتون لیکچرار تھیں انہوں نے چیف الیکشن کمشنر سے کہا کہ آپ ہمارے باپ ہیں آپ اگر چاہیں تو ہم اپنے جسموں پر نشان دکھا سکتے ہیں' تو اس وقت چیف الیکشن کمشنر رو پڑے اور اسی وقت انہوں نے فیصلہ صادر کیا اور اس حلقے کے الیکشن کو کالعدم قرار دے دیا۔ یہ تھی دھاندلی جو اس وقت ہوئی آج یہ دھاندلی کی مثالیں دیتے ہیں' ایک مثال بھی پنجاب میں دے دیں دوسرے صوبوں کا تو مجھے علم نہیں' پنجاب کی ایک مثال دے دیں کہ کسی جگہ ایسا واقعہ رونما ہوا ہے۔اصل میں میں پھر کہوں گا کہ ان کی بیس ماہ کی غلط منصوبہ کی وجہ سے انہیں الیکشن میں ناکامی ہوئی ہے۔ ان کو اب اس بات کو تسلیم کر لینا چاہیئے جس طرح ہم نے 1970ء میں ان کو تسلیم کر لیا تھا۔ ایک اور مثال میں اپنے شہر گوجرہ کی دیتا ہوں کہ 1972ء میں 31 لاکھ روپے کی ایک سیوریج سکیم منظور ہوئی اور 1972ء سے لے کر 1975ء تک پیپلز پارٹی کے دور میں کام ہوا اور اس کے متعلق آج محکمے سے پوچھ لیں 30 لاکھ کا کام ہونے کے بعد وہ سکیم ایک دن بھی نہ چل سکی اور اس وقت ہی ختم ہو گئی۔ یہ ہیں مثالیں جو اس وقت کام ہوئے' اس وقت اس محکمے کا عملہ اور خاص طور پر ایکس ای این وہ رقم ہڑپ کر گیا اور اس کی ہم نے انکوائری کروائی لیکن وہ ٹھیکدار 1978ء میں فوت ہو گیا جس کا نتیجہ صفر کا صفر ہو گیا۔

اس کے بعد میں اپنے حلقے کے مسائل کی طرف آتا ہوں میرے حلقے کے کچھ مطالبات ہیں کچھ بجٹ میں اصلاح کی باتیں بھی کرنا چاہتا ہوں کہ ہائی وے پولیس کا جو محکمہ ہے اس کو یکسر ختم

کر دیا جائے اور دوسری پولیس میں مدغم کر دیا جائے تاکہ پولیس کی کارکردگی کو بہتر بنایا جا سکے دو دو ڈھائی ڈھائی لاکھ کی جو موٹر سائیکلیں ان کے پاس ہیں اور جو رشوت کی وصولی کے کام آتی ہیں وہ اغواء اور ڈکیتیوں کی روک تھام کے لئے استعمال کی جائیں تاکہ بہتری ہو سکے۔ میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ ہر ضلع میں پولیس کا ایک سکواڈ قائم کیا جائے جو صرف اے ایس پی کی نگرانی میں ہو' ڈی ایس پی کی نگرانی میں نہ ہو وہ ٹریفک کو چیک کرے تاکہ رشوت کا خاتمہ ہو سکے۔

دوسری بات ترقیاتی کاموں پر نظرثانی کی جائے۔ جس طرح پراچہ صاحب نے فرمایا ہے کہ بجٹ کا زیادہ حصہ محکمے کی نذر ہو جاتا ہے اس پر گرفت مضبوط کی جائے اور ٹھیکیداروں اور انجینئرنگ برانچ کے افسران کا محاسبہ کیا جائے تاکہ کروڑوں روپے کی بچت ہو سکے اور ترقیاتی کاموں کی رفتار بہتر ہو سکے۔ اس کے بعد میں عرض کروں گا کہ دس کروڑ روپے جو جیز فنڈز کے لئے رکھا ہے وہ بہت کم ہے اس کو کم از کم بیس کروڑ روپے کیا جائے۔ اس کے علاوہ گوجرہ کا ایک بڑا مطالبہ ہے گوجرہ جس نے ہر سال ہاکی کے لئے بہترین کھلاڑی پیدا کئے ہیں' کوئی ایسا سال نہیں جس میں گوجرہ کے دو تین کھلاڑی قومی ٹیم میں شامل نہ ہوئے ہوں اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ گوجرہ میں ہاکی سٹیڈیم کے لئے رقم منظور کی جائے ایک سٹیڈیم کا گوجرہ میں ہونا اشد ضروری ہے۔ اس کے بعد میں سیوریج سکیم کے متعلق عرض کروں گا ہمارے سابقہ وزیراعلیٰ اور موجودہ وزیراعظم نواز شریف پچھلے سال ستمبر میں وہاں پر تشریف لے گئے تھے تو انہوں نے 1989ء میں وہاں پر ایک کروڑ روپے کی گرانٹ کا اعلان کیا تھا اور وہ کام جاری بھی ہو چکا ہے۔ میری وزیر خزانہ صاحب سے التماس ہے کہ اس کے لئے اور زیادہ رقم بڑھائی جائے تاکہ وہ کام پایہ تکمیل کو پہنچ سکے اور وہ احساس جو لوگوں میں تھا کہ پیپلز پارٹی کے دور میں وہ جو سکیم ختم ہو گئی تھی آج انشاء اللہ اسلامی جمہوری اتحاد کی حکومت کے تعاون سے اس کا عمل تیز ہو جائے اور وہ کام مکمل ہو جائے۔

آخر میں میری آپ سے ایک اور گزارش ہے کہ وہ چکوک جو ٹیل tail پر واقع ہیں' کچھ لوگ جو ان سے اوپر کے دیہاتی لوگ ہوتے ہیں' دیہات کے لوگ "چھوٹیں" منظور کروا لیتے ہیں پنجابی میں ان کو "جھونے کی چھوٹیں" کہتے ہیں وہ کم از کم منظور نہ کی جائیں تاکہ وہ جو tail پر لوگ ہیں وہ اپنا پانی اپنے حصے کے مطابق حاصل کر سکیں۔ میری آپ سے یہی استدعا ہے کہ یہ جو دو تین میرے علاقے کی سکیمیں ہیں ان کو شامل کیا جائے۔ بڑی مہربانی شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ!

محترمہ فوزیہ بہرام: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ الحمدللہ رب العالمین

شکریہ جناب سپیکر! ایوان میں زیر بحث بجٹ بقول حکومت کے یہ ایک فاضل بجٹ ہے اور بقول قائد حزب اختلاف الفاظ کی جادوگری ہے۔ مگر یہ بتانا انہوں نے مناسب نہیں سمجھا کہ الفاظ کی جادوگری کس طرح ہے۔ یہ بے یقینی جو قائد حزب اختلاف کی تقریر کا حاصل ہے۔ 44 سال سے اس ملک میں موجود ہے۔ دراصل اس ملک کی بنیاد ہی میں بے یقینی ڈالی گئی۔ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت یہ بے یقینی آج تک اس ملک کا حصہ بنی ہوئی ہے اور اس بے یقینی کی بازگشت آج بھی اس ملک میں سنائی دیتی ہے۔ آج تک بھی واضح اور حتمی طور پر یہ فیصلہ نہیں ہوا کہ اس ملک کا بننا ٹھیک ہے یا غلط ہے' اس بے یقینی کے 44 سالہ دور میں' اس بے چینی کے 44 سالہ دور میں جتنی بھی جمہوری حکومتیں آئیں ان میں سے صرف دو اپنی میعاد پوری کر سکیں۔ ہر حکومت نے برسراقتدار آنے کے بعد حکومت کے سربراہ کی شخصیت کو مضبوط کرنا چاہا' نتیجتاً انہوں نے ان اداروں کو بلکہ اس ملک کی معیشت کو بھی Shatter کیا' ملک کو نقصان پہنچایا۔ ایڈہاک فیصلوں سے ملک کے مستقبل کو مخدوش کیا اور سات مرتبہ ان اداروں کو توڑنے یا تڑوانے کا باعث بنے اور ملک میں بڑھتی ہوئی بے چینی میں اضافہ کیا حالانکہ کسی بھی شخصیت کو دوام نہیں' شخصیت خواہ کتنی بھی مضبوط و مقبول ہو ختم ہو جاتی ہے اور آج وہ تمام شخصیتیں جن کی مضبوطی کے لئے اس ملک کو' ان اداروں کو کمزور کیا گیا ختم ہو گئیں اور آج جو چیز باقی ہے خواہ کسی بھی شکل میں جتنے بھی کمزور جمہوری پوزیشن میں جو چیز بچایا ہے وہ یہی ادارے ہیں' جو چیز باقی ہے وہ جماعتیں ہیں خواہ آئی جے آئی کی شکل میں' خواہ منتشر شکل میں' خواہ پی ڈی آئی کی شکل میں' خواہ چند جماعتوں کے مجموعے کی شکل میں ہیں لیکن جو چیز بچایا ہے وہ یہی ادارے ہیں' یہی جماعتیں ہیں' کیونکہ ایک چیز قائم رہ جاتی ہے جس کو دوام ہے جو باقی رہتی ہے وہ تنظیم ہے' قوم ہے' تشخص ہے' منشور ہے اور یہی وہ ذرائع ہیں' وہ چیزیں ہیں جن کے ذریعے کسی بھی شخصیت کا پیغام آئندہ نسلوں تک پہنچ سکتا ہے۔ جناب والا ایک منشور ہی ہے جس کے تحت اس وقت قوم کو اکٹھا اور یکجا کیا جا سکتا ہے' اس ایوان میں بیٹھے ہوئے تمام ممبران کو ان کے حلقے کے لوگ لیڈر سمجھتے ہی مگر لیڈر ہیں کون؟ لیڈر وہ ہے جو قوم کی رہنمائی کرے۔ اسے اکٹھا کرے' یکجا کرے اور منزل کی جانب رواں کرے' اس منزل کی جانب جو قومی تشخص کو بڑھائے' اس منزل کی جانب جو پاکستان کی طرف چلے اور اس منزل کی جانب جو ملک کی معیشت کو مضبوط کرے' جو وقت کا اہم ترین تقاضا ہے۔ لیکن میں سمجھتی ہوں کہ یہاں بہت کم لیڈر ایسے ہیں' جن کے دل میں اتنی

وسعت قلبی ہے' جو برداشت رکھتے ہیں جو ذات کی نفی کرتے ہوئے' شخصیات کی نفی کرتے ہوئے جرات مندانہ اقدامات کرتے ہیں اور اگر ان لیڈروں کا اور ایسے لیڈروں کا کبھی ذکر ہوا۔ کبھی نام ہوا جنہوں نے قوم کو اکٹھا کرنے کی کوشش کی' جنہوں نے جرات مندانہ اقدامات کئے۔ جن کے بلند فیصلے تھے جنہوں نے اپنی شخصیت کی نفی کرنے کی کوشش کی' تو ان لیڈروں میں نواز شریف کا نام بھی ضرور لکھا جائے گا۔ ____ نعرہ ہائے تحسین ____ سی سی آئی کی میٹنگ زرعی پالیسی' صوبائی سیلف ایمپلائمنٹ سکیم' صوبائی وزیراعلیٰ کا صوابدیدی کوٹہ' پورے صوبے میں یکساں تقسیم کر دینا' ڈی سنٹرالائزیشن آف پاور' خود انحصاری کی پالیسی صوبائی ٹیکنیکل ٹریننگ کے فیصلے ایجوکیشن' ڈی نیشنلائزیشن' ہیلتھ فاؤنڈیشن فارن پالیسی تک توجہ' حزب اختلاف سے بہتر سلوک' فیڈرل محکموں میں صوبائی ممبران کا حصہ' خواتین کی یونیورسٹی کا قیام' یہ تمام باتیں وہ ہیں جو ایک طرف ملکی معاملات کو مستحکم کرتی ہیں' ملکی معیشت کو مستحکم کرتی ہیں۔ وہ دوسری طرف جمہوریت کی مضبوطی اور جمہوری اداروں کے استحکام کا بھی باعث ہے اور اس تھوڑے سے عرصے میں اگر حکومت کی پالیسی کو دیکھا جائے اور حکومتی کارکردگی کا جائزہ لیا جائے تو میں سمجھتی ہوں کہ بحیثیت مجموعی یہ حکومت تسلی بخش انداز سے آگے کی جانب بڑھے گی۔ جمہوری اداروں کے لئے اور سیاسی لیڈران کے لئے یہ بات باعث تقویت اور مسرت ہو گی' ان تمام باتوں کے باوجود میں سمجھتی ہوں کہ بڑھتی ہوئی inflation اور بڑھتی ہوئی مہنگائی کی وجہ سے' بالواسطہ ٹیکس کی بجائے براہ راست ٹیکس لگایا جاتا تو یہ ایک بہتر فیصلہ ہوتا۔ کیونکہ بہرحال ویسے بھی ان ڈائریکٹ ٹیکس اور equal Tax اسلامی تقاضوں کے منافی ہے۔

چند مزید جرات مندانہ اقدامات' عملی اقدامات Law and Order Situation کے لئے بھی فوری طور پر کرنے کی ضرورت ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ایڈہاک بنیاد پر لاء اینڈ آرڈر کے مسئلے کو حل کرنے کی بجائے مستقل بنیاد پر جرات مندانہ طریقے سے اسے حل کیا جانا چاہئے اور یہ اس وقت ہو گا جب ایوانوں میں بیٹھے ہوئے تمام ممبران قانون کی بالادستی کو دل سے تسلیم کریں گے اور نہ صرف یہ کہ دل سے تسلیم کریں گے بلکہ اس قانون کی بالادستی کو پورے ملک میں استوار رکھنے کی خاطر اپنا کردار انتظامیہ اور حکومت کے ساتھ مل کر ادا کریں گے۔ بجٹ بناتے وقت یہ بھی مزید ضرورت ہے کہ صوبہ بھر کو یکساں ڈویلپمنٹ کی نظر سے دیکھا جائے' تاکہ عوام اور عوامی نمائندوں کے دلوں میں ٹھہری ہوئی محرومی کچھ کم ہو سکے۔ میں سمجھتی ہوں کہ صحافت کو بھی لازم ہے کہ وہ اپنا ایک جمہوری کردار اور مثبت کردار جمہوریت کے فروغ کے لئے اور ان اداروں کے

استحکام کے لئے ادا کریں۔ اگر صحافت ایک مثبت رویئے سے جمہوریت کا ساتھ دے تو سو سالہ منزل چند سالوں میں طے کی جا سکتی ہے اگر صحافت کا رویہ منفی ہو تو سو سالہ منزل ہزار سال دور ہو جاتی ہے۔

جناب والا! آج اگر میں اپنی تقریر میں اس ملک کی خواتین کا ذکر نہ کروں تو خود میری اپنی ذات سے میں سمجھتی ہوں کہ زیادتی ہو گی۔ جب سے یہ ملک بنا ہے جناب والا مسلسل خواتین کو پیچھے دھکیلنے کی کوشش کی جا رہی ہے' چند جماعتیں اور چند انتہائی معزز' محترم اور مکرم شخصیات خواتین کے حقوق کو تسلیم نہ کرنے' خواتین کے حقوق کی نفی کرنے' اس کو منتشر کرنے اور ایک شعوری کوشش کرنے میں اپنی عظمت کی بقاء سمجھتی ہیں۔ خواتین کے حقوق کی حفاظت کا ذکر شرعی بل میں بھی ہوا' میں پوچھتی ہوں کہ کون سے حقوق؟ 52 فیصد آبادی کو مسلسل پیچھے کی طرف دھکیل کر ملک کی سیاسی جماعتیں' یا قومی لیڈر جمہوریت کے لئے کیا خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ میں پوچھتی ہوں کہ باوجود خواتین کے بہتر تعلیمی معیار' باوجود خواتین کی بہترین تنظیمی قابلیت' خواتین میں سیاسی قابلیت کی موجودگی کے باوجود نہ تو ابھی تک اس ملک میں خواتین کو کوئی عزت و احترام ملا ہے اور نہ ہی جمہوریت کے فروغ کے لئے ان کی خدمات کو تسلیم کیا گیا ہے۔ بلکہ مسلسل ان کے راستے بند کئے جاتے ہیں۔ جناب والا! میں نہیں سمجھتی کہ 52 فیصد آبادی کے لئے خواتین کی چند سیٹیں اسمبلی میں مختص کرنے سے اور چند خواتین کو منتخب کروا کے اسمبلی میں بٹھا دینے سے آپ جمہوریت کے سلسلے میں خواتین کے لئے کوئی قابل قدر خدمات سرانجام دے رہے ہیں' جنرل الیکشن کی بات ہے تو اس مرتبہ خواتین کو کتنے ٹکٹ دیئے گئے' آئی جے آئی نے پورے ملک میں صرف ایک میرا ٹکٹ دیا' حالانکہ خواتین کی طرف سے درخواستیں لا تعداد تھیں اور میں درخواست کرتی ہوں اس ایوان سے اور میری تجویز ہے کہ پانچویں ایکٹ میں تبدیلی کرتے ہوئے تمام جماعتوں کو اس بات کا پابند بنایا جائے کہ وہ کچھ نہ کچھ فیصد میں خواتین کو ٹکٹیں لازمی دیں' کیونکہ میرٹ پر خواتین سے سلوک نہیں کیا جاتا' ان کے وارثوں کی موت کے بعد' اس ملک کی خواتین کی جائیداد آسانی سے ہڑپ کر لی جاتی ہے بیوائیں اپنی پنشن لینے کی خاطر کئی کئی سال بے یار و مددگار دفتروں کے چکر لگاتی رہتی ہیں۔ سال ہا سال تک کچہریوں کے چکر لگاتی رہتی ہیں' تھانے کچہریوں میں ان کی بات کو وزن نہیں دیا جاتا۔ خواتین کے وقار کو کم کرنے کے لئے اسلام کا سہارا لیا جاتا ہے۔ کتنی خواتین ہیں جنہوں نے اس ملک میں قتل کئے ہیں' کتنی خواتین ہیں جو آج ڈاکوؤں میں شامل ہیں؟ کتنی خواتین ہیں جو آج چوروں کے گینگ میں شامل ہیں؟ کتنی خواتین ہیں

جنہوں نے اغواء برائے تاوان کیا ہے؟ اور حصول نوکری کے لئے اس 52 فیصد آبادی کا تناسب کیا ہے؟ ____ میں پوچھتی ہوں کہ اسلام کے نام پر خواتین کو مسلسل پیچھے دھکیلتے رہنے سے جمہوریت کو کیا فروغ ملا ہے؟ اسلام کے نام پر خواتین کی تذلیل 44 سال سے اس ملک میں کرنے سے اسلام کو کیا فائدہ حاصل ہوا؟ اور وہ لگے وہ نام نہاد لگے' جو خواتین کی بہبود کے لئے بنائے گئے ہیں اور جنہیں مرد چلا رہے ہیں انہوں نے پاکستان کی خواتین کے لئے کیا قابل ذکر خدمات انجام دیں ہیں۔ میں پوچھتی ہوں کہ ملک کی وفادار خاموش' باعزت شریف ترین' تعلیم یافتہ 52 فیصد آبادی کے ملک میں میرٹ کیا ہے؟ شکریہ! ____ نعرہائے تحسین ____

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب ارشاد حسین سیٹھی صاحب _____

جناب ارشاد حسین سیٹھی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ جناب والا! بلا شبہ حالات کے الٹ پھیر سے اور اپنے انداز میں پیش کرنے پر اور اس کو فاضل بجٹ کہنے پر مجھے کسی قسم کا کوئی اعتراض ہے نہ ہو سکتا ہے۔ میں اس بجٹ کے بارے میں اپنی بات کو طول دیئے بغیر یہ کہنا چاہوں گا کہ جس طرح اس بجٹ میں اس بات کو رکھا گیا ہے کہ -/1050 کروڑ روپے کی تعمیر وطن پروگرام کا اس میں ذکر ہے اور جناب والا اس میں سے 62 فیصد حصہ جو ہے وہ جاریہ سکیموں پر بتایا گیا ہے اور اس کے بعد ٹوٹل بجٹ کا بھی اسی فیصد (80 %) دیہی علاقہ جات کے مختلف پروگراموں میں لگایا جائے گا' چند ایک اچھی باتیں جو کہ اس میں ہیں جس کے تحت بے روزگاری کا قلع قمع کرنے کے لئے ایک کوشش کی گئی ہے اور سیلف ایمپلائمنٹ سکیم کی رقم کو بڑھا دیا گیا ہے' ایجوکیشن فاؤنڈیشن بنائی گئی ہے' ہیلتھ فاؤنڈیشن بنائی گئی ہے اور ان کے لئے رقوم بھی مختص کی گئی ہیں۔ جناب والا میں اس معاملے میں چند ایک باتیں ضروری کرنی چاہوں گا وہ یہ ہیں کہ اگر اس انداز سے دیکھا جائے کہ جس انداز سے یہ بتایا گیا ہے کہ یہ رقوم ان مدات پر خرچ کی جائیں گی تو مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ

ابر بہار اب کے بھی برسا پرے پرے
گلشن اجاڑ اجاڑ ہیں جنگل ہرے ہرے

جناب سپیکر! ہونا تو یہ چاہیئے تھا' منصوبہ بندی اس انداز سے کی جاتی کہ ہمارے عوام کی دیہی سے شہری علقہ جات میں منتقلی کو مدنظر رکھا جاتا۔ اس وقت شہر لاہور پر جس انداز کا شدید دباؤ آبادی کا ہے' جو شہروں کی طرف دیہاتوں سے منتقل ہو رہا ہے' اس کے لئے اس بجٹ میں کوئی واضح منصوبہ بندی نظر نہیں آتی۔ میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں اور انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا چاہتا ہوں کہ میرا حلقہ پی پی 117 ہے جہاں ابھی تک ایسی ایک گلی یا سڑک نہیں اور بہت سی جگہیں ایسی ہیں کہ جہاں ابھی تک پینے کا پانی نہیں ہے۔ جناب والا اور جملہ ممبران بھی حیران ہوں گے کہ شہر لاہور کی بات ہو رہی ہے۔ یا کسی دیہات کی بات ہو رہی ہے۔ بہت سے علاقے ایسے ہیں کہ جہاں آج بھی سیوریج سسٹم نہیں پہنچا۔ بہت سے علاقے ایسے ہیں جہاں آدھا علاقہ ایسا ہے کہ لوگوں کو ابھی تک سوئی گیس نہیں پہنچی۔ جناب والا! ابھی تک میرے علاقے میں کوئی گورنمنٹ ٹرانسپورٹ' پبلک ٹرانسپورٹ نہیں چلتی۔ میں یہ کیسے مان جاؤں:

میرے پاس سے گزر کر میرا حال تک نہ پوچھا
میں یہ کیسے مان جاؤں کہ وہ دور جا کے روئے

جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ بہتر منصوبہ بندی کے لئے طریقہ بھی یہی ہے کہ پورے ایوان کے معزز ممبران کو اعتماد میں لیا جاتا' ان سے مشورہ کیا جاتا' کمیٹیوں کے حوالے کیا جاتا اور اس کے بعد جناب وزیر خزانہ اس بجٹ کے بارے میں بہترین مساویانہ طریق کار اختیار کرتے۔

جناب سپیکر! میں اس بجٹ کے حوالے سے چند ایسی باتوں کی نشان دہی کرنا چاہتا ہوں جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ قابل ستائش ہیں۔ اگر ایمانداری اور خلوص نیت سے انہیں آگے بڑھایا گیا تو اچھے نتائج پیدا ہوں گے۔ اس میں ایک بات پرائمری تعلیم کے حوالے سے کی گئی ہے۔ جناب قائد ایوان نے بھی اپنی پالیسی سٹیٹمنٹ میں یہ بتایا کہ سولہ سو نئے پرائمری سکول کھولے جائیں گے جن پر تقریباً" اڑتالیس کروڑ روپے کی رقم خرچ ہو گی۔ یہ تئیس اضلاع میں تقریباً" 170 صوبائی حلقوں میں کھولے جائیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تعلیمی میدان میں اس طرح کی کاوشیں قابل ستائش ہیں۔ ان کو اور بھی بہتر انداز سے کیا جانا چاہیئے۔ اس طرح انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ اسی سال تقریباً" ہر حلقے میں ٹیکنیکل ٹریننگ سکول بنائے جائیں گے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت ہی اچھی کاوش ہے کہ جس کی ستائش کی جانی چاہیئے۔ اسی طرح ایک اور بات ہے کہ جس کا ذکر جناب پراچہ صاحب نے بھی اپنی

تقریر میں کیا تھا کہ بہت سی ایسی رقوم جو کہ بجٹ میں مختص کی جاتی ہیں مگر وہ غلط ہاتھوں میں پہنچ جاتی ہیں' وہ ان بے ایمان ہاتھوں کے ذریعے خرچ ہوتی ہے کہ جو عوامی وسائل کو انتہائی بے دردی کے ساتھ ذاتی مفادات کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ اگر اس کی روک تھام کے لئے کوئی جامع منصوبہ بندی کی جاتی تو بہت اچھا تھا۔ البتہ ایک چیز جس کا اظہار کیا گیا کہ ہم measurement-Book ہے' جو estimate لگتا ہے اس کی کاپی آئندہ کے لئے تمام معزز ممبران کو ہر ترقیاتی پروگرام کی مہیا کی جائے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس طرح برائی اور corruption کا بہتر انداز سے سدباب ہو گا اور بہت سے علاقہ جات میں انشاء اللہ تعالیٰ عوامی روپیہ اور عوامی وسائل ان کی ضروریات پر بہتر انداز میں خرچ ہوں گے۔

جناب سپیکر! اسی طرح اس بجٹ میں جو رقوم مختص کی گئی ہیں ان کا بڑا حصہ تقریباً" 189 کروڑ روپیہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ کے لئے رکھا گیا ہے جس کے تحت پانچ مرلہ اور سات مرلہ کی بہت سی سکیمیں بنائی جائیں گی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ افادیت کے لحاظ سے اور غریب عوام کو گھروں کی سہولت فراہم کرنے کے لحاظ سے منصوبہ جات تو انتہائی اچھے بنائے جاتے ہیں لیکن اس کے ایک تاریک پہلو کا عملی طور پر مظاہرہ ہم نے مسلسل دو الیکشنوں میں دیکھا ہے کہ جس انداز سے یہ رقوم خرچ کی جاتی ہیں وہ کوئی مساویانہ یا میرٹ کا انداز نہیں ہے۔ اس میں بعض اوقات غلط طریقے سے لوگوں کو نوازا جاتا ہے اور محض سیاسی رشوت کے طور پر بھی اس کام کو جاری رکھا جاتا ہے۔ اگر اس رقم کا اچھا استعمال کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس ضمن میں خاصے غریب لوگوں کو فائدہ ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر! اسی طرح تعلیم و تربیت کے لئے 123 کروڑ روپیہ جو کل بجٹ کا 13.14 فی صد بنتا ہے مختص کیا گیا ہے۔ یہ ہمارے ملک خصوصاً" ہمارے صوبے کی تعلیمی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے انتہائی کم ہے۔ جناب سپیکر! میں یہاں یہ بات ضرور کہوں گا کہ دیکھنا یہ ہے کہ ہم کسی بجٹ کو فاضل بجٹ کہہ دیں' کسی کو توازن کہہ دیں اور کسی بجٹ کو خسارے کا بجٹ کہہ دیں مگر اس کی عملی شکل کو تو میں نے آج تک اپنی سیاسی زندگی میں نہیں دیکھا کہ اس ملک کی حالت کوئی بہتر ہوئی ہو خواہ فاضل بجٹ ہو اور خواہ خسارے کا بجٹ ہو۔ کوئی بھی شعبہ زندگی ایسا نہیں جس نے اپنے معیار کو بہتر کیا ہو۔ آپ کسی بھی ڈیپارٹمنٹ کو لے لیں۔ اس کی حالت پہلے سے بھی مخدوش نظر آتی ہے اور جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں مثال کے طور پر عرض کرتا ہوں کہ میرے حلقے میں تیس سال پہلے ایک گرلز ہائی سکول حکومت کی طرف سے بنایا گیا تھا۔ اس کے بعد آج تک حکومت نے کوئی نیا

سکول نہیں بنایا۔ آج تک کوئی نیا پرائمری سکول نہیں بنایا۔ اس حلقے میں اب تک لوگوں کو ٹرانسپورٹ کی سہولت میسر نہیں آئی۔ جناب سپیکر! میں یہ کہوں گا کہ اس بجٹ میں جس انداز سے لاہور کے دس لاکھ عوام کو نظرانداز کیا گیا ہے وہ شہریان لاہور کے ساتھ انتہائی زیادتی کی گئی ہے۔ یہ معزز اراکین شہر لاہور کی اس جگہ پر بیٹھے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ یہ ریلوے لائن کے اس پار آکر لاہور کی حالت کا نظارہ کریں تو انہیں اندازہ ہو جائے گا کہ لاہور جہاں خوبصورتی کے لحاظ سے ایک معیاری جگہ ہے وہاں بدصورتی کا نظارہ انہیں نظر آئے گا۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ شمالی لاہور ہمیشہ ہی ان طالع آزماؤں کی نذر رہا ہے کہ جنہوں نے وقتاً" فوقتاً" عوام سے ووٹ بھی لئے' اس معزز ایوان میں آکر نمائندگی بھی کی مگر یہ شاید بدقسمتی ہے کہ وہ اپنا حق نہ لے سکے یا یہ ایوان ان کو دینے میں بخل سے کام لیتا رہا۔

جناب سپیکر! میں آپ کے اشارے کے بعد اپنی بات کو اسی انداز پر ختم کرتا ہوں کہ جناب' اس کا از سر نو اس انداز سے جائزہ لیا جانا چاہیے کہ جو حقائق میں نے اپنی گفتگو میں بیان کئے ہیں ان پر جناب وزیر خزانہ کو غور کرنا چاہئے۔

وماعلینا الاالبلاغ

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب راجہ جاوید اخلاص صاحب!

جناب راجہ جاوید اخلاص: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں اور آپ کی وساطت سے جناب وزیر خزانہ پنجاب شاہ محمود قریشی صاحب کو فاضل بجٹ پیش کرنے پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارک باد دیتا ہوں۔ جناب والا! بجٹ جو برائے سال 92-1991ء اس ہاؤس میں پیش کیا گیا ہے یہ بجٹ بڑی حد تک صوبائی حالات و واقعات کے مطابق ہے اور یہ بات یقین کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ اس بجٹ کے نفاذ سے صوبے میں تعمیر اور ترقی کے ایک نئے دور کا آغاز ہو گا۔ جناب والا! اس بجٹ میں بچت اور کفایت شعاری کی پالیسی پر مکمل طور پر عمل کیا گیا ہے۔ اس بجٹ میں بے پناہ خوبیاں ہیں لیکن چند ایک جو قابل ذکر ہیں ان کا میں مختصراً" ذکر کروں گا۔ جناب والا! تحریک پاکستان کے ان عظیم مجاہدوں کی ناقابل فراموش قربانیوں کے بدلے پہلے طلائی تمغے دینے کا فیصلہ کیا گیا تھا اور اب جو لاہور میں یادگار قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ دو قومی نظریہ کو اور ان شہیدوں اور ان قربانیوں کو بے پناہ اور بے شمار خراج تحسین ہے۔ جناب والا! بیت المال کے لئے کافی رقم مختص کی گئی ہے جو صوبے میں غریب عوام کی فلاح و بہبود کے لئے خرچ کی

جائے گی۔ اس کے علاوہ بے روزگاری کے خاتمے کے لئے سیلف ایمپلائمنٹ سکیم کے ذریعے کافی خطیر رقم اس سلسلے میں بھی رکھی گئی ہے اور ساتھ ہی ساتھ ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا قیام ہیلتھ فاؤنڈیشن کا قیام۔ نئی نسلوں کی کھدائی اور زراعت کے لئے جو رقم مختص کی گئی ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس بنا پر اس بجٹ کو ایک انقلابی بجٹ قرار دیا جا سکتا ہے۔

جناب والا! اب میں مختصراً اپنے حلقے کے چند مسائل کی طرف آؤں گا۔ جناب والا۔ میرا تعلق تحصیل گجر خاں کی پسماندہ اور مکمل طور پر دیہی آبادی کے ساتھ ہے۔ جناب سپیکر راولپنڈی ڈویژن میں کافی حد تک اس بجٹ میں رقوم مختص کی گئی ہیں اور خاص طور پر میرے حلقے کے پڑوس میں مری اور کہوٹہ کو کچھ عرصہ پہلے ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا درجہ دیا گیا ہے اور کروڑوں روپے کی رقم مری کہوٹہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے ذریعے خرچ کی جا چکی ہے۔ اسی طرح راولپنڈی کو ڈویلپمنٹ اتھارٹی قرار دیا گیا ہے اور اس کے لئے بھی کافی رقم مختص کی گئی ہے ہمارے پڑوس میں چکوال کو ضلع کا درجہ دیا گیا ہے اور وہاں بھی تعمیر و ترقی کا ایک بے پناہ سلسلہ شروع ہے۔ دوسری طرف میرے حلقے کے بارڈر پر سوہاوہ کو تحصیل کا درجہ دیا گیا ہے اور وہاں بھی کروڑوں روپے کی ڈویلپمنٹ جاری ہے۔ لیکن بدقسمتی کی بات کہ یہ تمام فنڈز ہونے کے باوجود اور جبکہ تمام علاقوں میں تعمیر و ترقی کا دور شروع ہے جو اچھی بات ہے میں اس پر تنقید نہیں کر رہا صرف میری وزیر خزانہ سے یہ گزارش ہے کہ درمیان میں تحصیل گجر خان کا دیہی علاقہ جو میرا حلقہ ہے اس میں دور دور تک تعمیر و ترقی کے کاموں کے لئے کوئی فنڈز مختص نہیں کئے گئے اور دور دور تک ان کا نام و نشان نہیں۔ جناب والا! میں بجا طور پر یہ توقع کروں گا کہ اس بجٹ میں جاریہ منصوبوں کو مکمل کرنے کے لئے تعمیر وطن کی شکل میں بے پناہ خطیر رقم رکھی گئی ہے اور اس سے کافی حد تک جاریہ منصوبوں کو مکمل کیا جائے گا۔ میں نے بجٹ کی پوری کتاب چھان ماری ہے لیکن میرے حلقے کے جو جاریہ منصوبے تھے ان کا بھی دور دور کہیں نام و نشان تک نہیں۔ میں چند ایک سڑکوں کا ذکر کرنا چاہتا ہوں اور جناب وزیر خزانہ کو دعوت دیتا ہوں کہ اگر واقعی وہ منصوبے نامکمل ہیں اور ان کے کچھ حصوں پر کام ہوا ہے تو برائے مہربانی ان سکیموں کو موجودہ بجٹ میں جو ایک ہزار پچاس کروڑ روپیہ مختص کیا گیا ہے اس میں میرے حلقے کے بھی جاریہ منصوبوں کو شامل کیا جائے۔ جناب والا! ہماری بعض سکیمیں 1987ء میں شروع ہوئیں۔ خاص طور پر بجلی کی مد میں 1987ء میں ہمارے چند دیہات میں کام شروع ہوا جن میں موضع نزالی' موضع کونترلہ' موضع ڈھوں' موضع جرموٹ اور موضع چک نابن کی داخلی آبادیاں شامل ہیں۔ لیکن تیس سال گزرنے کے باوجود آج وہاں صرف پول کھڑے ہیں لیکن وہاں تاروں کا اور ٹرانسفارمرز کا اور باقی کام مکمل نہیں کیا

گیا۔ اسی طرح میرے حلقے کی چند سڑکیں ہیں جن کو میں ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں اور جناب وزیر خزانہ اور متعلقہ حضرات پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کے جو یہاں بیٹھے ہیں میں ان کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ ایک دن میرے حلقے کا دورہ کریں وہاں ان کی دیکھ بھال کے لئے مناسب بندوست کیا جائے گا اور ان کی عزت افزائی کے لئے وہاں ہم جلسہ جلوس بھی کریں گے لیکن وہ اپنی آنکھوں سے جا کر ان سڑکوں کا حال دیکھ لیں اور اگر میں واقعی حق بجانب ہوں تو پھر میں یہ آپ کی وساطت سے توقع کروں گا کہ یہ منصوبہ جات شامل کئے جائیں گے۔ جناب والا! ان سڑکوں میں آہدی ڈھوں روڈ جس کو ٹھٹھہ کلاں اور سید تک مکمل کرنا ہے اس پر گزشتہ تین سالوں سے کام شروع ہے۔ کونٹ ترکوال روڈ یہ بھی جناب والا ادھوری پڑی ہے اس کے نصف حصے پر کام ہوا ہے اور باقی کام رہتا ہے۔ جناب والا! گلیانہ اوڈہ عثمان زادہ روڈ جس کو دولتالہ تک مکمل ہونا ہے یہ سڑک بھی نا مکمل ہے ساتھ ہی ساتھ میں یہ ذکر کرتا چلوں کہ میرے حلقے کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ سب سے پہلا نشان حیدر پانے والے کیپٹن سرور شہید وہ بھی میرے حلقے میں سے تھے اور دوسرا نشان حیدر سوار محمد حسین شہید وہ بھی میرے حلقے میں سے ہے اور جب کبھی بھی اس ملک پر خطرات کے بادل منڈلائے تو ہمارے حلقے کے نوجوانوں نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے اس ملک کو بچایا لیکن بدقسمتی کی یہ بات ہے کہ ان شہیدوں کے نام پر جیسے کیپٹن سرور شہید نشان حیدر کے نام سے منسوب سڑک شروع ہوئی ہے اسے بھی شروع ہوئے کافی عرصہ ہو چکا ہے اور وہ بھی آج تک مکمل نہیں ہوئی اس سڑک کا نام کیپٹن سرور شہید نشان حیدر لنک روڈ کالج روڈ تا مندرہ روڈ یہ ان کے نام سے منسوب ہے اور اس کا آدھا کام ہوا ہے اور آدھا کام نہیں ہوا۔ اسی طرح مسہ کسوال حفال کھین گر روڈ جھونگل درکالی روڈ' مسہ کسوال جیرواتیال سے موھڑہ چھینہ تک روڈ اور بجرانہ چکری روڈ تا نزالی یونین کونسل آفس یہ تمام ایسے منصوبہ جات ہیں جن کا میں چیف منسٹر ڈائریکٹو بھی جناب وزیر خزانہ کی خدمت میں پیش کر سکتا ہوں اور وہ موقع پر اپنا کوئی بھی افسر بھجوا کر چیک کر سکتے ہیں کہ یہ جاریہ منصوبے ہیں اور ادھورے منصوبے ہیں تو میں آپ کی وساطت سے یہ توقع کروں گا کہ انشاء اللہ اس بجٹ اجلاس کے بعد میں ذاتی طور پر ان کی خدمت میں حاضر ہوں گا اور یہ منصوبے انہیں پیش کروں گا اور اس امید کے ساتھ کہ جو جاریہ منصوبوں کے لئے حکومت نے رقم رکھی ہے اس میں میرے حلقے کو ترجیحی بنیادوں پر شامل کیا جائے۔ آخر میں میں ایک دفعہ پھر آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں اور آپ کی وساطت سے دوبارہ وزیر خزانہ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ 82-1981ء کے بعد انہوں نے پہلی دفعہ فاضل بجٹ اس ہاؤس میں پیش کیا ہے۔

شکریہ جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب غلام سرور خاں صاحب!

جناب غلام سرور خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے out of turn مجھے آج بجٹ پر اظہار خیال کرنے کا موقع دیا۔ جناب سپیکر! بجٹ سے پہلے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اس دن کی قائد ایوان کی تقریر پر بات کروں جس دن قائد حزب اختلاف نے بجٹ پر opening کرنی تھی۔ انہوں نے اپنی پالیسی سٹیٹمنٹ دی اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ انہوں نے یہ پالیسی سٹیٹمنٹ دے کر ہمارے اس نوجوان اور خوبصورت وزیر خزانہ کا استحقاق مجروح کیا ہے۔ میرے علم اور میرے خیال کے مطابق کسی بھی صوبے کے سربراہ یا کسی بھی ملک کے سربراہ کی پالیسی سٹیٹمنٹ جو کہ بجٹ کے بارے میں ہوتی ہے وہ متعلقہ وزیر خزانہ ہی پیش کرتا ہے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ہو سکتا ہے کہ وزیر خزانہ کو اس بات کا احساس نہ ہو لیکن میرے خیال میں ان کا استحقاق بھی مجروح کیا گیا ہے۔ جناب سپیکر! قائد ایوان نے سب سے پہلے پولیٹیکل ورکرز کے خلاف start لیا ہے۔ دوران الیکشن جو کیس رجسٹرڈ ہوئے ہیں اور ان کی withdrawal کی بات کی ہے۔ میں یہاں نہایت افسوس کے ساتھ اس معزز ایوان کے سامنے گوش گزار ہوں کہ بدقسمتی سے میں بھی اس کمیٹی کا ممبر تھا جس کمیٹی کی سفارشات پر ان پولیٹیکل ورکرز کے خلاف جو دوران الیکشن کیس رجسٹرڈ ہوئے تھے ان کی withdrawal کی سفارشات کی گئی تھیں۔ جناب سپیکر! مجھے اس بات پر نہایت ہی افسوس ہوتا ہے کہ معزز وزیراعلیٰ نے نہایت ہی دروغ گوئی سے کام لیتے ہوئے یہاں اپنی اسمبلی کی تقریر میں بھی اور آج سیمینار میں بھی اپنی تقریر میں انہوں نے واضح طور پر کہا ہے کہ ہم نے 44 پی ڈی اے کے ورکرز کے خلاف مقدمات واپس لئے ہیں اور 25 آئی جے آئی کے ورکرز کے خلاف مقدمات واپس ہوئے ہیں۔ جناب سپیکر! میں اس کمیٹی کا ممبر تھا۔ اس کمیٹی میں جو بھی سفارشات آئیں ان میں قطعاً" کسی قسم کا کوئی تعلق ان لوگوں کا کسی جماعت کے ساتھ نہیں بتایا گیا۔ خدا جانے وہ کونسے لوگ ہیں' وہ خوش نصیب کون ہیں کہ جن کے مقدمے واپس لئے گئے ہیں۔ میں تو یہاں نہایت ہی وثوق سے یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ وہ تمام کے تمام لوگ آئی جے آئی سے متعلقہ ہو سکتے ہیں' پی پی کے ساتھ ان کا قطعاً" کوئی تعلق نہیں ہے۔ جناب سپیکر! معزز ممبر سید طاہر احمد شاہ صاحب بھی یہاں تشریف فرما ہیں' اس کمیٹی کی متفقہ سفارشات تھیں کہ اگر وزیراعلیٰ صاحب جس طرح فرماتے ہیں کہ ہم اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں' ہم اس ملک میں جمہوریت چلانا چاہتے ہیں۔ ہم سیاسی کارکنوں کے خلاف دوران انتخابات جو پرچے درج ہوئے ہیں ہم وہ کیسز واپس لینا چاہتے ہیں۔ تو اس سلسلہ میں کمیٹی کی یہ سفارشات تھیں اور یہ ریکارڈ پر ہے کہ اگر آپ نے 1990ء کے مقدمات واپس لینے ہیں تو اس

طرح 1988ء کے جنرل الیکشنز اور بائی الیکشنز کے مقدمات بھی واپس لئے جائیں۔ معزز وزیر قانون نے بھی اس کمیٹی کے ساتھ Commitment کی تھی کہ انشاء اللہ تعالیٰ ان مقدمات کے بارے میں بھی بات ہو گی۔ جناب سپیکر! اس سے آگے بڑھ کر میں نے تو یہاں تک بھی کہا کہ 1988ء سے لے کر 1990ء تک جس وقت مرکز میں پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت تھی اور صوبے میں آئی جے آئی کی حکومت تھی اس وقت پاکستان پیپلز پارٹی کے کارکنوں کے خلاف پیپلز پروگرام چلانے کے سلسلہ میں جو کہ عوام کی فلاح و بہبود کا ایک پروگرام تھا 144 کی خلاف ورزی کے تحت جو پرچے درج کئے گئے ہیں وہ پرچے بھی واپس لئے جائیں۔ جناب سپیکر! اس کمیٹی نے میری اس بات سے بھی اتفاق کیا اور اس کمیٹی کی یہ متفقہ سفارشات ہیں کہ ایسے مقدمات پر بھی غور کیا جائے۔ جناب سپیکر۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ انہوں نے اپنے چند آدمیوں کے مقدمے تو واپس لے لئے اور اسمبلی کے فلور پر بھی' سیمیناروں میں بھی ٹی وی سٹیشنوں پر بھی' اخباروں میں بھی یہ برملا اعلان کیا جاتا ہے کہ ہم نے اپوزیشن کے خلاف جتنے مقدمے تھے وہ واپس لے لئے ہیں۔ جناب سپیکر! میں اس سے اتفاق نہیں کرتا۔

جناب سپیکر ڈویلپمنٹ فنڈز کے بارے میں بات ہوئی ہے۔ مجھے یہ بات سمجھ نہیں آ رہی کہ وزیر خزانہ نے جو بجٹ پیش کیا ہے اس میں تعمیر وطن کے لئے اڑھائی ارب روپے رکھے گئے ہیں 2 ارب 50 کروڑ کی رقم مختص کی ہے اور جناب سپیکر! اپنی پالیسی سٹیٹمنٹ میں وزیراعلیٰ صاحب فرما گئے ہیں کہ میں ایک کروڑ پچیس لاکھ روپے کا پیکیج تمام حلقوں کو دوں گا اور وہ مساوی تقسیم ہو گا۔ جناب سپیکر! میں نے calculation کی ہے کہ اس حساب سے 3 ارب 12 کروڑ 50 لاکھ روپے بنتے ہیں اگر ایک کروڑ 25 لاکھ کے حساب سے تمام حلقوں میں ڈویلپمنٹ کے لئے فنڈز دیئے جائیں تو 3 ارب 12 کروڑ 50 لاکھ بنتے ہیں۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ فالتو رقم کہاں سے لائیں گے۔ ان کے بجٹ میں یہ تضاد ہے جناب سپیکر! ان کی اپنی سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی۔ صرف لفظوں کا ہیر پھیر کر کے میرے معزز دوستوں کی ہمدردیاں حاصل کرنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے۔ جناب سپیکر! یہاں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہم اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلیں گے۔ ہم اپوزیشن کے حلقوں میں بھی ڈویلپمنٹ کروائیں گے۔ جناب سپیکر! ہم اکتوبر میں منتخب ہو کر اس ایوان میں آئے ہیں۔ اکتوبر کے بعد بھی میرے حلقہ میں جو بھی ڈویلپمنٹ ہوتی رہی وہ مجھ سے ہارے ہوئے امیدوار کی دی ہوئی سکیموں پر ہوتی رہی۔ جناب سپیکر! مجھے اب بھی یہی خدشہ ہے میں نے اس خدشے کا اظہار کل جناب وزیراعلیٰ صاحب سے بھی کیا تھا اور انہوں نے میرے خدشے کی تصدیق بھی فرما دی۔ انہوں نے یہ فرما دیا کہ تمہارا حلقہ بڑا

sensitive ہے اس پر میں تمہارے ساتھ کوئی commitment نہیں کرنا چاہتا۔ جناب سپیکر! مجھے وزیراعلیٰ کی ان باتوں سے اختلاف ہے۔ ان کے قول و فعل میں تضاد ہے۔ ہاؤس میں آ کر تو وہ کہتے ہیں کہ ہم اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلیں گے۔ ہم اپوزیشن کو ڈویلپمنٹ میں حصہ دیں گے۔ ہم اپوزیشن کو recrurtment میں حصہ دیں گے۔ ہم اپوزیشن کو equal treat کریں گے۔ میں اس معزز ایوان کا رکن ہوں۔ میں نے اس سے پہلے تحریک استحقاق کی صورت میں میرے حلقہ میں میرے ساتھ' میرے عزیزوں کے ساتھ' میری برادری کے ساتھ۔ میری پارٹی کارکنوں کے ساتھ جو بھی زیادتیاں ہو رہی ہیں اس معزز ایوان کے سامنے میں نے وہ تمام حالات رکھے۔ جناب سپیکر! مجھے نہایت افسوس ہوتا ہے کہ میں نے اپنی فرسٹ میٹنگ میں جو ہماری اپوزیشن کی میٹنگ تھی وزیراعلیٰ سے اس میٹنگ میں میں نے 147 کیسوں کی لسٹ جناب وزیراعلیٰ کو دی کہ 147 مقدمات میرے کارکنوں کے خلاف' میرے عزیزوں کے خلاف بے گناہ درج کئے گئے ہیں۔ آپ کسی غیر جانبدار ایجنسی سے ان کیسوں کی تفتیش کروالیں۔ جناب سپیکر! میری بدقسمتی دیکھئے کہ آج تک میری وہ درخواست' میری وہ لسٹ چیف منسٹر سیکرٹریٹ سے چل کر آئی جی تک نہیں پہنچ سکی اور بات کی جاتی ہے انصاف کی۔ بات تو کی جاتی ہے میرٹ کی۔ جناب سپیکر! میرے تین رشتہ داروں کو اغوا کر کے قتل کر دیا گیا۔ میں نے ان کی ایف آئی آر بھی درج کروائی ہیں۔ آج تک ان ملزمان کو اس لئے گرفتار نہیں کیا گیا کہ ان کی affiliation ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اور جناب سپیکر۔ اللہ تعالیٰ کا بھی حکم ہے کہ منافقوں کا ٹھکانا جہنم ہو گا اور میرے خیال میں ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ----------

جناب ارشاد حسین سیٹھی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔ پوائنٹ آف آرڈر پر بات ہو رہی ہے۔

ایک معزز رکن: جناب سپیکر! ہاؤس میں وزیراعلیٰ کے خلاف بات ہو رہی ہے اور یہ نہایت ہی شرمناک بات ہے کہ کسی کو منافق کہا جائے۔ یہ بری بات ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: خان صاحب آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

میاں محمود الرشید: جناب سپیکر! معزز رکن کو ایسے الفاظ استعمال نہیں کرنے چاہئیں۔ ورنہ ہم وہ

(☆ ☆ ☆ بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے)

پردے چاک کریں گے کہ فاسق اور فاجر کون تھے' کون ہیں۔ ☆☆ ☆☆ ☆☆

☆☆ ☆☆ ☆☆ ☆☆ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: معزز ممبران سے میں درخواست کروں گا کہ آپ آج ہی سیمینار سے فارغ ہو کر تشریف لائے ہیں۔ لاء منسٹر صاحب اس سلسلے میں کیا فرمائیں گے؟ خان صاحب آپ تشریف رکھیں۔ آپ نے اپنی بات کر لی ہے۔ بیٹھیں رانا صاحب آپ بھی تشریف رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر بات یہ ہے کہ یہ جو ملاؤں کے پٹھوؤں کا ٹولہ ہے۔ یہ اسلام کو بیچتے ہیں۔ جمہوریت کو بیچتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بیٹھیں۔ رانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔ رانا صاحب تشریف رکھیں پلیز۔ جی لاء منسٹر صاحب۔

چودھری اصغر علی گجر: حق کی بات کرو۔ میں تو کہتا ہوں کہ ضرور کرو۔ پہلے بے نظیر سے شروع کرو پھر دائیں کی طرف آؤ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گجر صاحب تشریف رکھیں پلیز۔ گجر صاحب تشریف رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان: آپ تو فتویٰ فروش ہیں۔

چودھری محمد حنیف: جناب سپیکر! یہ ضمیر فروش ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں معزز ممبران سے یہ درخواست کروں گا کہ آپ چیئر کو ایڈریس کریں۔

رانا پھول محمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر میں ایک درخواست کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ رانا صاحب' تشریف رکھیں پلیز۔

رانا پھول محمد خان: میں ایک درخوات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کی بات سنوں گا۔ آپ تشریف رکھیں۔

میں معزز ممبران سے یہ درخواست کروں گا کہ آپ چیئر کو ایڈریس کریں۔ آپ آپس میں بات نہ کریں اور ماحول میں تلخی بھی پیدا نہ کریں۔ جی لاء منسٹر صاحب آپ کیا کہنا چاہتے تھے؟

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ کل معزز اراکین حزب اختلاف کے اعزاز میں

(☆☆☆ بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کیے گئے)

جناب چیف منسٹر صاحب نے ایک میٹنگ بھی کی تھی اور کھانا بھی دیا تھا۔ جناب غلام سرور خان صاحب اس کمیٹی کے ممبر ہیں جس کمیٹی کی سفارش پر یہ چوالیس مقدمات واپس لئے گئے ہیں جو کہ موجودہ الیکشن کے دوران درج ہوئے تھے۔ یہ چاہتے تھے کہ جو پچھلا الیکشن 1988ء کا ہوا ہے اس میں جو مقدمات درج ہوئے تھے اس بارے میں بھی چیف منسٹر صاحب کوئی حتمی اعلان کریں۔ چیف منسٹر صاحب نے اس دن یہ کہا تھا کہ بھئی جو میرے care taker چیف منسٹرشپ کے دوران Cases رجسٹر ہوئے ہیں وہ میں نے تمام with draw کر لئے ہیں باقی جو پچھلے کیسز ہیں ان کے بارے میں جب تک میں ان کو scrutinize نہ کروں میں آپ کے ساتھ کوئی commitment نہیں کرا سکتا اور ساتھ ہی میں یہ سمجھتا ہوں کہ میرے فاضل رکن نے جوش خطابت میں ایسے الفاظ استعمال کئے ہیں جو لیڈر آف دی ہاؤس کے متعلق مناسب نہیں ہیں۔ ان کو ایوان کی کارروائی سے حذف کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ آپ کی بات درست ہے ____

وزیر قانون: جناب والا! جہاں تک ڈویلپمنٹ کا تعلق ہے تو اس ملک کی تاریخ میں پہلی مرتبہ openly ہم نے ان کو ڈویلپمنٹ دینے کا اعلان کیا ہے اور اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ڈویلپمنٹ دینے میں ہم ان کے ساتھ مخلص نہیں ہیں تو میں پھر سارے معزز اراکین جو حزب اقتدار میں ہیں ان کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ ہم سب وزیراعلیٰ قائد ایوان کی خدمت میں گزارش پیش کریں گے کہ ان کو ڈویلپمنٹ کے بارے میں جو انہوں نے وعدہ کیا ہے اس پر نظرثانی فرمائیں تاکہ پھر ان کو پتہ لگ سکے کہ ہمارے قول اور فعل میں تضاد نہیں ہے۔

جناب غلام سرور خان: ہمیں نہ دیا جائے۔ ہم بکنے والے نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خان صاحب بیٹھیں۔ آپ تشریف رکھیں پلیز____

وزیر قانون: ساتھ ڈویلپمنٹ کے فنڈز بھی لیتے ہیں اور ساتھ اپوزیشن کی دوکان بھی چمکاتے ہیں۔ یہ دونوں چیزیں اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔

چودھری محمد حنیف: روٹی بھی کھاتے ہیں۔

جناب غلام سرور خان: ہم حلال کر کے کھاتے ہیں آپ کی طرح حرام نہیں کھاتے ____

جناب ڈپٹی سپیکر: Cross talk نہیں ہونی چاہیئے۔

(قطع کلامیاں)

وزیر قانون: جناب والا! میں گزارش کروں گا _____

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کی بات میں مداخلت کروں گا۔ ایک بات جو ہے _____

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں اتنی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان: ہم اپوزیشن کا کردار ادا کریں گے۔ ہم ان کے فنڈز پر لعنت بھیجتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! تشریف رکھیں۔ رانا صاحب آپ تشریف رکھیں پلیز۔ جو محترم خان صاحب نے قائد حزب اقتدار کے متعلق ریمارکس دیئے ہیں میں سمجھتا ہوں وہ ان کی شان کے خلاف ہیں اور ایسی بات نہیں ہونی چاہیئے کیونکہ قائد حزب اختلاف اور قائد حزب اقتدار دونوں کا ایوان میں ایک تقدس ہے اور ہمیں اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ ان کی شان میں اس قسم کے الفاظ استعمال نہیں کرنے چاہئیں۔

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر! میں یہ درخواست کروں گا کہ دونوں اطراف سے معزز ارکان نے جو جارحانہ الفاظ استعمال کئے ہیں وہ واپس ہونے چاہئیں۔ ہم بہت اچھے ماحول میں جا رہے ہیں۔ ہمارے اپوزیشن کے معزز ممبر بہت اچھے دوست ہیں۔ ہمیں دونوں اطراف سے الفاظ واپس لے لینے چاہئیں اور کارروائی سے حذف کر دینے چاہئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو میں خان صاحب سے یہ درخواست کروں گا کہ آپ نے جناب قائد حزب اقتدار کے متعلق جو ریمارکس دیئے ہیں ان کو آپ واپس لیتے ہیں۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: جناب سپیکر! میں عرض کروں گا _____

جناب ڈپٹی سپیکر: لنگڑیال صاحب! اگر آپ اجازت دیں تو میں خان صاحب سے پوچھنا چاہوں گا۔ آپ تشریف رکھیں پلیز۔ جی خان صاحب آپ پرانے پارلیمنٹرین ہیں۔ آپ کو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ قائد حزب اقتدار ہوں یا قائد حزب اختلاف یہ دونوں ایوان میں اور ایوان سے باہر بھی ایک مقتدر اور مقدس ہستی ہیں۔ ان کی ہمیں عزت کرنی چاہیئے اور ان کے لئے اس قسم کے الفاظ استعمال نہیں کرنے چاہئیں جو کہ کسی کی دل آزاری کا باعث بنیں۔

جناب غلام سرور خان: جناب سپیکر میرا مقصد کسی کی دل آزاری کرنا نہیں تھا۔ جناب سپیکر! آج

کے فنکشن کے بھی آپ گواہ ہیں _____

جناب ڈپٹی سپیکر: خان صاحب میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ بات کو مختصر کریں۔

جناب غلام سرور خان: جناب سپیکر آپ اجازت دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی _____

جناب غلام سرور خان: وہاں بھی بات منافقت کی ہوئی تھی۔ وہاں بھی بات قول و فعل میں تضاد کی ہوئی تھی۔ میں نے تو یہاں یہ بات کی ہے کہ جس کے قول و فعل میں تضاد ہو وہ منافق ہوتا ہے۔ میں اپنی اس بات پر اب بھی قائم ہوں کہ جس کے قول و فعل میں تضاد ہو اس سے بڑا منافق کوئی نہیں ہو سکتا اور منافق کا ٹھکانہ لازمی جہنم ہو گا۔ میں اس بات پر قائم ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

رانا پھول محمد خان: میں آپ سے درخواست کروں گا کہ ان الفاظ کو حذف کر دیا جائے _____

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔ رانا صاحب آپ تشریف رکھیں پلیز۔ جو بھی الفاظ Cross talk کی صورت میں یا جناب خان غلام سرور خان صاحب نے معزز قائد حزب اقتدار کے متعلق دیئے ہیں میں ان کو کارروائی سے حذف کرنے کا حکم دیتا ہوں۔

خانزادہ تاج محمد: جناب سپیکر! میں صرف ایک درخواست کرنا چاہتا ہوں۔

جناب غلام سرور خان: جناب سپیکر میں بجٹ پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ آپ کا جو وقت تھا وہ بھی ختم ہو گیا تھا۔ آپ نے جوش خطابت میں اپنا وقت پورا کر لیا تھا۔ میرا خیال ہے کہ بات تو آپ کی مکمل ہو گئی تھی۔

جناب غلام سرور خان: جناب سپیکر میں بجٹ پر بات کرنا چاہتا ہوں کوئی متنازعہ بات نہیں کرنا چاہتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ جی خانزادہ صاحب فرمایئے۔

خانزادہ تاج محمد: جناب سپیکر میں آپ کے توسط سے اس ایوان سے درخواست کرتا ہوں کہ دو

چیزیں آپ اپنی آج کی کارروائی سے حذف کریں۔ ایک جہاں منافقت کا ذکر ہے اور دوسرا جو لیڈر آف دی ہاؤس نے دھمکی دی ہے کہ ہم آپ کے ڈویلپمنٹ فنڈز واپس لیں گے۔ ان دونوں چیزوں کو آپ آج کی کارروائی سے ہٹا دیں اور جذبات میں آ کر وہ باتیں مت کریں جس میں آئندہ ہماری co-operation خراب ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خانزادہ صاحب وہ الفاظ کارروائی سے حذف ہو چکے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میں ایک درخواست کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے مناسب نہیں سمجھا کہ فاضل رکن غلام سرور خان صاحب کی تقریر کے دوران مداخلت کی جائے تو جو ایک کمیٹی بنی تھی جس کے خان صاحب بھی رکن ہیں اور میں بھی رکن ہوں اس میں جو انہوں نے الزام لگایا ہے یا نشاندہی کی ہے اس بارے میں وضاحت کی مجھے اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمایئے۔ ذرا وقت کا خیال رکھئے کیونکہ نماز کا وقت ہونے والا ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر نماز کے بعد میں وضاحت کر لوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔

جناب غلام سرور خان: جناب سپیکر میں چاہتا ہوں کہ میرے سامنے وضاحت ہو جائے۔

آوازیں: نماز کا وقفہ _____

جناب ڈپٹی سپیکر: اب نماز مغرب کا وقفہ ہوتا ہے۔ ہاؤس کی کارروائی ساڑھے سات بجے تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(وقفہ برائے نماز مغرب)

(نماز مغرب کے بعد کی کارروائی)

(08-02 پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: بجٹ پر بحث جاری تھی۔ جی شاہ صاحب آپ وضاحت کرنا چاہتے ہیں؟

سید طاہر احمد شاہ: جی _____

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ خان صاحب موجود نہیں ہیں۔ انہوں نے یہ کہا تھا کہ آپ شاہ صاحب سے درخواست کریں کہ جس وقت میں ایوان میں موجود ہوں اس وقت وضاحت فرمائیں۔

سید طاہر احمد شاہ: ویسے آپ کی جو مرضی ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اگر کل وہ تشریف لے آئیں تو آپ ان کے سامنے وضاحت فرمائیں۔

سید طاہر احمد شاہ: میں وہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ نماز مغرب کے وقفہ کے دوران میری ان سے ملاقات ہوئی تھی تو انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ وہ راولپنڈی جا رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ آپ نے یہ فرمایا تھا کہ میں آپ کی موجودگی میں وضاحت کروں تو آپ آئیں تاکہ میں آپ کی موجودگی میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں تو اس کے بعد انہوں نے کہا کہ میں تو راولپنڈی جا رہا ہوں مگر آپ صحیح بات کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: انہوں نے کہا تھا کہ وہ راولپنڈی جانا چاہتے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ: اب آپ اگر اجازت دیتے ہیں تو میں وضاحت کرتا ہوں کیونکہ انہوں نے اپنی تقریر میں میرا ذکر کیا تھا اور یہ حکومت کی طرف سے سب کمیٹی بنائی گئی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اگر وہ کل آ جائیں تو یہ مناسب رہے گا۔ کل بھی آپ وضاحت کر سکتے ہیں۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: ٹھیک ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں ایک ممبر نے درخواست کی ہے۔ آپ نے بھی کی ہے تو اگر وہ کل تشریف لے آئیں گے تو ان کے سامنے بات کر لیں۔

سید طاہر احمد شاہ: اس سب کمیٹی کے ہم دونوں ممبران ہیں۔ اس کے بارے میں انہوں نے باقاعدہ میرا نام لیا اور جناب لاء منسٹر صاحب کا بھی نام لیا۔ تو میں نے ان کی تقریر میں Intereption کو مناسب نہیں سمجھا۔ میں حقائق کو ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں اور اگر آپ نے یہ کہا ہے کہ ان کی موجودگی میں بات کروں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کل انشاء اللہ آپ کی بات ہو گی۔ جناب فرحت مزاری صاحب۔

جناب فرحت عزیز مزاری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ شکریہ جناب سپیکر۔

میں سب سے پہلے تو جناب وسنی صاحب کے الفاظ ہی دہراؤں گا جس میں انہوں نے وزیر خزانہ کو مبارکباد دیتے ہوئے یہ کہا تھا کہ یہ بجٹ budget of this decade اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ نہ تو کوئی نیا ٹیکس لگا ہے اور Surplus بجٹ ہے لیکن اس کے متعلق جناب والا مجھے چند ایک اعتراضات ضرور ہیں۔ انہوں نے کچھ ترجیحات رکھی ہیں ان پر مجھے اعتراضات ہیں۔ ان کے متعلق میں گزارش کروں گا اور مجھے یقین ہے کہ وزیر خزانہ صاحب اور ارباب اقتدار خصوصاً" جناب قائد ایوان اس پر توجہ فرمائیں گے۔ کیونکہ میں ایک پسماندہ علاقے سے تعلق رکھتا ہوں اور اس گورنمنٹ کی یہ پالیسی ہے کہ پسماندہ علاقوں کو ترقی دے کر ترقی یافتہ علاقوں کے برابر لایا جائے گا۔ جناب والا مجھے انتہائی خوشی ہوئی ہے کہ وزیر خزانہ نے اپنی تقریر میں چند ایک حقائق تسلیم کئے ہیں۔ میں ان کو مبارکباد دوں گا۔ انہوں نے اپنے وائٹ پیپر نمبر45 باب نمبر10 سیکشن نمبر3 میں یہ کہا ہے کہ پسماندہ علاقوں کو ترقی دینے کے لئے صوبہ کے 14 اضلاع کو ترجیح دی جائے گی۔ میرے معلوم کرنے پر کہ آیا ضلع راجن پور بھی پسماندگی کی لسٹ میں ہے یا ترقی یافتہ کی لسٹ میں ہے تو انہوں نے مجھے فرمایا کہ ضلع راجن پور پسماندہ ضلع ہے۔ مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی۔

(اس مرحلہ پر جناب ریاض فتیانہ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

اس سے پہلے میں نے ان سے اس دن بھی گزارش کی تھی اور آج ایوان میں ان سے پھر گزارش کروں گا کہ یہ جو 14 اضلاع انہوں نے فرمائے ہیں ان کے نام بھی بتائے جائیں تاکہ ایوان میں ان تمام نمائندگان کو جو کہ ان اضلاع سے تعلق رکھتے ہیں معلوم ہو جائے کہ وہ ترقی یافتہ اضلاع سے ہیں یا پسماندہ اضلاع سے ہیں اور حکومت ان پسماندہ اضلاع کے لئے جو اقدامات کر رہی ہے ان کی علیحدہ ایک تفصیل جاری کی جائے۔ تاکہ ہم جو ان پسماندہ علاقوں سے آتے ہیں ہمیں تسلی ہو کہ ہمارے ساتھ انصاف کیا جا رہا ہے۔

جناب والا جنوبی پنجاب کے بارے میں کچھ دن پہلے چند دوستوں نے ایک نکتہ اٹھایا تھا اور یہ کہا گیا تھا کہ 46% بجٹ پنجاب کے جنوبی اضلاع میں خرچ کیا جا رہا ہے۔ اس کے متعلق مجھے Reservations ہیں کیونکہ مجھے اپنے حلقے کے حوالے سے یہ معلوم ہے کہ اس حلقے میں تقریباً" نہ خرچ کرنے کے برابر خرچ کیا جا رہا ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ جنوبی پنجاب کے جو پسماندہ اضلاع ہیں ان میں بہاولپور ڈویژن' ڈیرہ غازی خان ڈویژن' ضلع بھکر اور میانوالی کے علاقے آ جاتے ہیں۔ جھنگ کے علاقے آتے ہیں۔ ہمیں یہ تفصیل بتائی جائے کہ وہ 46% کن منصوبوں پر خرچ کیا جا رہا

ہے۔

میں اب بجٹ کے متعلق شق وار عرض کروں گا کہ آب پاشی کے منصوبے پر تعمیر وطن پروگرام میں اگلے سال کے مالی بجٹ میں جو رقم رکھی گئی ہے اس میں ایک ارب انسٹھ کروڑ اسی لاکھ روپے مختص کئے گئے ہیں لیکن اس میں سے صرف 40 لاکھ روپیہ داجل کینال کی توسیع کے لئے منظور کیا گیا ہے۔ میں یہ مانتا ہوں کہ یہ Token money ہے لیکن یہ Token Money ہم پچھلے 20 سال سے سنتے آ رہے ہیں۔ اب اس Token Money کو پانی کے معاہدہ کے بعد ختم ہونا چاہیئے تھا اس کے لئے ایک کثیر رقم رکھی جاتی تاکہ اس منصوبہ پر کام شروع کیا جاتا۔

ایری گیشن ڈیپارٹمنٹ نے چھوٹی نہروں کو پختہ کرنے کے لئے کروڑوں روپے رکھے ہیں اگر وہی رقم divert کر کے کسی میجر کینال پر جو جنوبی پنجاب کے علاقے میں پڑتی ہے جیسے ہماری داجل ایکسٹنشن کینال ہے' تھل کینال ہے' چولستان کینال ہے۔ اگر وہ چھوٹی نہروں کی رقم ان نہروں کی توسیع پر خرچ کی جاتی تو میرے خیال میں اس ملک کو مالی مفاد ہوتا۔ اس صوبے کو مالی مفاد ہوتا۔ ہم غذائی ضروریات میں خود کفیل ہو جاتے اور لاکھوں لوگوں کو معاشی طور پر بہتر مستقبل کی نوید ملتی لیکن مجھے افسوس ہوتا ہے کہ آپ نے صرف 40 لاکھ روپے کی رقم جو کہ ٹوٹل منصوبے کی 0ء2% بنتی ہے وہ منظور کر کے ہمیں ایک خوشخبری سنا کر پھر وہ خوشخبری واپس لے لی ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ داجل ایکسٹنشن کینال' تھل گریٹر کینال' یہ میجر منصوبے ہیں۔ یہ جنوبی پنجاب کے منصوبے ہیں۔ پانی کی تقسیم کے بعد ان کو اولیت دی جائے۔ ان کو باقی منصوبوں پر ترجیح دی جائے اور ان کو مکمل کیا جائے۔

جناب والا! صفحہ نمبر 115 پر علاقائی ترقیاتی پروگرام کے لئے ضلع ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کے لئے 24 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں تاکہ اس علاقے کی رودکوہیوں کو تحفظ دیا جا سکے۔ مجھے انتہائی افسوس ہوتا ہے کہ میرے حلقے میں تحصیل روجھان اور راجن پور کے علاقوں میں جن کی میں نمائندگی کرتا ہوں۔ پی پی 206 کی ان کے لئے اس 24 لاکھ میں سے ایک روپیہ بھی نہیں رکھا گیا جبکہ میری تحصیل سیلاب کے ایام میں تباہ ہو جاتی ہے۔ سب سے زیادہ نقصان میری تحصیل روجھان کا اور راجن پور کے ان حصوں کا ہوتا ہے جن کی میں نمائندگی کرتا ہوں۔ میں وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ اس ضمن میں مہربانی فرما کر نظرثانی کریں۔ ضروریات کے مطابق رقمیں رکھی جائیں۔ جن علاقوں میں جس چیز کی زیادہ ضرورت ہو ان کو رقم دی جائے۔ ہمیں یہ اعتراض نہیں اگر آپ باقی علاقوں کو دیتے ہیں تو بے شک دیں لیکن جن علاقوں میں بنیادی ضروریات کا فقدان ہے ان کو نظرانداز نہیں کرنا

چاہیئے۔

جناب والا! دیہی آب رسانی کے لئے تعمیر وطن پروگرام کے صفحہ نمبر 217 اور 218 پر میرے حلقہ انتخاب کے لئے صرف میراں پور میں فراہمی آب کے لئے 4 لاکھ 70 ہزار رکھے گئے ہیں۔ عمر کوٹ میں فراہمی آب کے لئے صرف 70 ہزار روپے مختص کئے گئے ہیں۔ میں نے پچھلی دفعہ بھی بجٹ اجلاس میں یہی کہا تھا کہ میری تحصیل میں میلوں تک لوگوں کو پینے کے لئے پانی نہیں ملتا۔ عورتوں کو گھڑے اٹھا کر میلوں تک سفر کرنا پڑتا ہے تاکہ اپنے بچوں کو میٹھا پانی پلا سکیں۔ جناب والا زیر زمین پانی کڑوا ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ جہاں پر زیر زمین پانی کڑوا ہے' ان علاقوں کو واٹر سپلائی سکیم ترجیحی بنیادوں پر دی جانی چاہیئے۔ جہاں پر ان کی اشد ضرورت ہے۔ جبکہ دیہی آب رسانی کے لئے محکمہ خزانہ نے 46 کروڑ روپے رکھا ہے۔ اسی 46 کروڑ روپے میں سے میرے علاقے میں صرف ساڑھے پانچ لاکھ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ جناب والا! یہ میرے علاقے میرے حلقہ انتخاب کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہے۔ تعلیم و تربیت کے لئے جاری اور نئے منصوبوں کے لئے ایک ارب 23 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ جناب والا! اس میں سے تحصیل روجھان کے لئے صرف 9 لاکھ روپے مختص کئے گئے ہیں ایک ارب 23 کروڑ روپے میں سے اس پوری سب ڈویژن کو آپ نے صرف 9 لاکھ روپے دیا ہے۔ میرے خیال میں یہ انتہائی نا انصافی ہے۔ انتہائی زیادتی ہے۔ اس حلقہ کے لوگوں کے ساتھ بھی زیادتی ہے جہاں پر پہلے ہی تعلیم کا فقدان ہے' جہاں پر لوگ ان پڑھ ہیں۔ جہاں پر باقی پنجاب کی نسبت خواندگی کی شرح سب سے کم ہے۔ میری یہی گزارش ہو گی کہ جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ حکومت کی یہ پالیسی ہے کہ پسماندہ علاقوں کو آگے لایا جائے۔ وہاں پر اضافی رقمیں خرچ کی جائیں۔ اگر جناب والا آپ اضافی رقم نہیں دینا چاہتے تو ہمارے حصے کی رقم تو دیں؟ اگر آپ ایک ارب 23 کروڑ روپے میں سے صرف 9 لاکھ دیں گے تو میں یہی سمجھوں گا کہ ہمارے ساتھ سوائے زیادتی کے اور کچھ نہیں ہوا۔ میں اپنے محترم وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ مہربانی فرمائیں اور ہمارے ساتھ انصاف کریں۔ ہمارے علاقے میں ترقیاتی منصوبوں کو اولیت دیں۔ ہماری پسماندگی کو دیکھتے ہوئے ہمیں ترجیح دیں۔

اس ضمن میں جناب والا میں آپ کی خدمت میں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ راجن پور ہمارا ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہے جہاں پر ایک ڈگری کالج ہے۔ ابتداء میں یہ ایک انٹر کالج تھا۔ پندرہ سولہ سال ہوئے ہیں اس کو اپ گریڈ کر کے ڈگری کالج بنایا گیا ہے۔ جب سے یہ ڈگری کالج بنا ہے نہ تو اس کی بلڈنگ میں کوئی توسیع ہوئی ہے اور نہ ہی اس کو کوئی اضافی فنڈ دیا گیا ہے' نہ ہی اس کے پاس مکمل

لیبارٹری ہے۔ ہمارے بچے وہاں پر ایسے ہی پڑھتے ہیں وہاں پر تو سٹاف بھی مکمل نہیں ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ محکمہ خزانہ راجن پور ڈگری کالج میں سائنس بلاک کی بلڈنگ کے لئے رقم مختص کرے۔ راجن پور کالج کو ایک بس دی جائے کیونکہ ہمارے علاقے میں فاصلے بہت زیادہ ہیں طلباء کو دور دور سے آنا پڑتا ہے۔ اس لئے اس کالج کو بس بھی دیں اور اس کالج کے سائنس بلاک کے لئے بلڈنگ مہیا کی جائے۔ کیونکہ پنجاب میں آپ نے اب میرٹ پالیسی شروع کی ہوئی ہے۔ اگر آپ لوگوں کو تعلیم کی سہولتیں صحیح طریقے سے نہیں دیں گے تو مجھے سمجھ نہیں آتی کہ آپ میرٹ پالیسی پر کیسے عمل درآمد کریں گے۔ اگر آپ نے میرٹ پالیسی کو صوبے میں چلانا ہے تو پھر سارے صوبے میں تعلیمی سہولتیں بھی یکساں مہیا کریں۔ اگر آپ ایک ضلع میں تعلیم کی مد میں دو کروڑ روپیہ دیتے ہیں اور دوسرے ضلع میں دس لاکھ دیتے ہیں تو وہ تو پھر کبھی اوپر نہیں آئے گا۔ اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ ہمارے ضلع میں تعلیم کے میدان میں ڈگری کالج کو بھی ترجیح دیں اور جو نئے تعلیمی پرائمری سکول کھولے جا رہے ہیں' اپ گریڈیشن سکیم کے تحت بھی اور ورلڈ بینک کی سکیم جیسا کہ وزیراعلیٰ صاحب نے فرمایا اس کے تحت میرے حلقے کو ترجیح دی جائے۔ کیونکہ ہمیں پہلے بہت نظرانداز کیا گیا ہے۔ پچھلے دو تین سالوں میں میرے حلقہ 206 کو بالکل نظرانداز کیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ کا وقت ختم ہو رہا ہے مہربانی فرمائیں اور اپنی بات کو ختم کریں۔

جناب فرحت عزیز مزاری: صحت کی پالیسی کے متعلق بھی میں عرض کروں گا کہ حکومت نے تعمیر وطن پروگرام کے تحت جو پروگرام بنائے ہیں اس سے میں بالکل اتفاق کرتا ہوں۔ لیکن اس سلسلے میں بھی میں یہ گزارش کروں گا۔ وزیر خزانہ سے اور وزیر صحت سے کہ میرے حلقہ میں کم از کم ایک بنیادی صحت یونٹ ضرور دیا جانا چاہیئے۔ کیونکہ ستھباڑی یونین کونسل دریا کی دوسری طرف ہے' وہاں پر لوگوں کو علاج کے لئے کوئی سہولت میسر نہیں ہے میں یہ گزارش کروں گا کہ ستھباڑی یونین کونسل میں ایک بنیادی صحت مرکز قائم کیا جائے۔ گورنمنٹ نے ایک بڑی اچھی سکیم جاری کی ہے۔ دیہاتی علاقوں میں ڈاکٹروں کو incentive دیا ہے۔ لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ روجھان کو جو کہ انتہائی پسماندہ علاقہ ہے اس کے ڈاکٹروں کو یہ incentive نہیں دیا گیا۔ اس بنا پر کہ روجھان ایک شہر ہے سب ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہے۔ آپ نے اس کو سب ڈویژن بنا دیا ہے لیکن وہ شہر نہیں ہے وہ پھر بھی ایک قصبہ ہے۔ اس لئے میں وزیر صحت سے اور وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ روجھان تحصیل ہیڈ کوارٹر کے ہسپتال کے ڈاکٹروں کے لئے ایک ہزار روپیہ اور لیڈی ڈاکٹروں کے لئے جو بارہ

سو روپیہ مقرر کیا گیا ہے ان کو ضرور دیا جانا چاہیے تاکہ ان کو کچھ incentive ملے اور وہ لوگوں کی خدمت کریں۔ اب جناب والا آپ اندازہ فرمائیں کہ تحصیل ہیڈ کوارٹر رحمان میں چھ میڈیکل آفیسرز کی جگہیں خالی ہیں' تین سپیشلسٹ کی جگہیں خالی ہیں' ایک ڈینٹل سرجن کی جگہ خالی ہے اور دو لیڈی ڈاکٹروں کی جگہیں بھی خالی ہیں۔ جناب والا اگر آپ انہیں incentive دیں گے تو مجھے یقین ہے کہ اس میں سے 80 فیصد آسامیاں ضرور پر ہو جائیں گی اور ان پر ڈاکٹر کام کریں گے۔

جناب چیئرمین: آپ کا وقت ختم ہو چکا ہے۔

جناب فرحت عزیز مزاری: جناب والا دس منٹ ہیں؟

جناب چیئرمین: جی اب تو 12 منٹ ہونے والے ہیں۔

جناب فرحت عزیز مزاری: جناب والا میں دو منٹ میں اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

وزیراعلیٰ صاحب نے یہاں غور آف دی ہاؤس پر یہ اعلان فرمایا ہے کہ ہر حلقے میں ایک کروڑ روپیہ تعمیر وطن پروگرام کے تحت دیا گیا ہے۔ انہوں نے اپنے صوابدیدی فنڈز ختم کر کے ہر حلقے کو 25 لاکھ روپے تقسیم کر دیا ہے۔ جس جذبے سے انہوں نے یہ کام کیا ہے وہ قابل تحسین ہے لیکن مجھے اس پر بھی ایک اعتراض ہے کہ بجائے اس کے کہ وہ یہ فنڈز surrender کرتے' اپنے پاس رکھتے اور ان علاقوں کو جہاں وہ سمجھتے کہ ان کی ضروریات زیادہ ہیں ان کو دیتے۔ پچیس پچیس لاکھ روپے سب حلقوں میں برابر تقسیم کر کے انہوں نے میرے خیال میں جو پسماندہ علاقے ہیں ان کے ساتھ انصاف نہیں کیا تھوڑی سی زیادتی ضرور ہوئی ہے بے شک انہوں نے یہ کام نیک نیتی سے کیا ہے۔ اگر انہوں نے یہ فنڈز surrender کرنے ہی تھے تو پھر جو علاقے پسماندہ تھے ان کو ذرا زیادہ فنڈز دیتے۔ اگر آپ پنجاب کے ہر حلقے میں ایک کروڑ 25 لاکھ روپے دے رہے ہیں تو پھر ہمیں تو زیادہ نہیں دے رہے ہمیں تو آپ اسی تناسب سے دے رہے ہیں جیسے دوسروں کو دے رہے ہیں۔ میں نے اپنی ضمنی بجٹ کی تقریر میں بھی یہی عرض کیا تھا کہ میرے حلقہ نیابت کا جو بنیادی مسئلہ ہے وہ دریائی سیلاب ہے۔ میں جناب وزیر خزانہ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اس فلڈ کنٹرول کے لئے چاہیئے یہ دریا سندھ کا فلڈ ہو' جناب والا آپ یقین نہیں کریں گے کہ جولائی اگست میں میرے حلقہ میں دریا کا پاٹ دس سے لے کر چودہ میل تک ہوتا ہے اور یہ تقریباً" تمام تحصیل کو بہا کر لے جاتا ہے۔ جبکہ سندھ میں گدو بیراج سے لے کر کوٹری تک دریا کے دونوں طرف حکومت سندھ نے بند بنائے ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ وزیر خزانہ اس بارے میں بھی غور فرمائیں کیونکہ یہ وہاں کے لوگوں کی ایک جائز ضرورت

میں روئی کا بھاؤ 1700 روپیہ ہے۔ ہماری روئی اس وقت بھی مل والے 900 یا پونے نو سو روپے میں خرید رہے ہیں اور پھر بھی ان کا گھر پورا نہیں ہو رہا۔ جس زمیندار کے گھر کے دس آدمی اسے پیدا کرنے کے لئے اس پر محنت کرتے ہیں' اس پر سپرے کرنے کے لئے اتنی مہنگی دوائی خریدتے ہیں اور اس مہنگی اور زہریلی دوائی سے اپنی جانیں بھی دے دیتے ہیں لیکن جب اس کا نرخ مقرر کیا جاتا ہے تو انہیں یاد بھی نہیں کیا جاتا۔ وہاں بیٹھے ہوئے ایئرکنڈیشنوں میں وہ ریٹ مقرر کر دیتے ہیں۔ تو میری پنجاب اسمبلی کی وساطت سے مرکزی حکومت سے یہ استدعا ہو گی کہ نرخ مقرر کرتے وقت ان غریبوں کو ہر صورت میں شامل کیا جائے تاکہ یہ اپنی صحیح قیمت حاصل کرنے کے لئے اپنا نقطہ نظر پیش کر سکیں۔

اس کے بعد میں کچھ اپنے حلقے کی بھی گزارشات پیش کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ شاید وقت کم ہو گا۔ میری یہ بھی استدعا ہو گی کہ میرے حلقہ انتخاب میں کچھ ایسے کام ہیں جو جاری ہیں لیکن ان کے لئے فنڈ مہیا نہیں کئے گئے۔ ان کی تکمیل کے لئے فنڈ کا مہیا کرنا میرے فاضل اور میرے قابل عزت وزیر خزانہ کے فرائض میں شامل ہے کہ جاری کاموں کی تکمیل کے لئے کم از کم فنڈ مہیا کئے جائیں۔

اس کے بعد کچھ سکول تیار ہو چکے ہیں لیکن ان کے فنڈ نہیں بھجوائے گئے تو میری وزیر خزانہ سے یہ بھی استدعا ہو گی کہ آپ کی حکومت کے منظور شدہ سکول جو تیار ہو چکے ہیں۔ بعض کی بنیادیں شروع ہو چکی ہیں لیکن لوکل گورنمنٹ یا محکمہ تعلیم کے پاس ان کے لئے سرمایہ نہیں گیا۔ لہٰذا ان سکولوں کے لئے سرمایہ بھی مہیا کیا جاوے۔ تو یہ بھی میں ایک اپنے علاقہ کی استدعا پیش کرتا ہوں بلکہ میرا علاقہ کیا یہ سارے پنجاب کا معاملہ ہو گا تو ان سکولوں کے لئے فوری طور پر رقم کا بندوبست فرمایا جائے کیونکہ ٹھیکیدار جو ہیں وہ محکموں کے سر ہیں کہ آپ نے ٹھیکہ دیا ہے۔ کام شروع کروائے ہیں لیکن Payment نہیں مل رہی ہم کہاں جائیں۔ تو میری استدعا ہو گی کہ یہ فنڈز مہیا فرمائے جائیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ ملک صاحب۔

ملک طیب خان اعوان: جی _____

جناب چیئرمین: وقت ختم ہو رہا ہے۔

ہے بلکہ بنیادی ضرورت ہے۔

جناب چیئرمین: مزاری صاحب شکریہ آپ تشریف رکھیں۔

جناب فرحت عزیز مزاری: میں جناب سپیکر آخر میں آپ کا شکریہ ادا کروں گا کہ آپ نے مجھے وقت دیا گو وقت کی کمی کا بھی گلہ ضرور رہے گا لیکن بہرحال میں آپ کا شکر گزار ہوں۔

جناب چیئرمین: جناب واجد علی خان صاحب

جناب واجد علی خان: جناب سپیکر میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا کہ میں موجودہ بجٹ پر اور دیگر امور پر اظہار خیال کر سکوں۔ جناب والا جہاں تک موجودہ بجٹ کا تعلق ہے یہ انتہائی متوازن بجٹ ہے اور ایک مدت کے بعد ہمیں خسارے کے بجٹ سے چھٹکارا حاصل ہوا ہے اور امید کی ایک کرن پھوٹی ہے کہ شاید ہم اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکیں۔ اپنی بہتری کے لئے ہم دوسروں کے دست نگر نہیں رہیں گے۔ یہ درست ہے کہ تمام کفالتوں کی ذمہ دار وہی ذات باری تعالیٰ ہے لیکن اگر انسان اس کی ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنی مشکلات پر قابو پانے کے لئے اپنی مدد آپ کے تحت کوئی کام کرے اور جدوجہد کرے تو یقیناً اس کی رحمتیں ہمیشہ ہم سفر ہوتی ہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ خود کفالت اور خود انحصاری کی جو نوید اس بجٹ میں سنائی گئی ہے یقیناً یہ ایک مثبت قدم ہے۔ میں عرض کروں گا کہ _____

ہم سینچتے ہیں اپنے لہو سے کشت سحر کو
مانگے ہوئے سورج سے اجالا نہیں کرتے

جناب سپیکر وقت کے ساتھ ساتھ سوچ بدلتی ہے۔ حالات بدلتے ہیں۔ خیالات بدلتے ہیں اور وقت کے تقاضوں کے ساتھ ساتھ خود کو ڈھالنا یہی زندگی کی دلیل ہے۔ زندگی کی علامت ہے۔ تغیر سے بالاتر صرف ذات باری تعالیٰ ہے۔

تغیر سے ماورا ہونا
کتنا دشوار ہے خدا ہونا

میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ بجٹ' بدلتی ہوئی سوچوں کا بجٹ بھی ہے۔ جناب سپیکر میں اپنے فاضل دوست قائد حزب اختلاف کی خاندانی شرافت اور زیرکی کا معترف ہوں انہوں نے اپنی دو دن کی تقریر کے دوران اپنے منصب کی ذمہ داری خوب نبھائی ہے۔ درپردہ وہ بھی سمجھتے ہیں کہ یہ فاضل بجٹ ہے انہوں نے صرف انجام کار کا ذکر کیا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو جائے کہ کہیں ویسا نہ ہو

جائے۔ انہوں نے تجاہل عارفانہ سے کام لیا ہے ورنہ انہیں علم ہے کہ قومی مالیاتی کمیشن کے ایوارڈ کے نتیجہ میں پنجاب کو جو وسائل منتقل ہوئے ہیں ان سے تقریباً گیارہ ارب 48 کروڑ 82 لاکھ روپے کا اضافہ ہوا ہے اس طرح وزیراعظم پاکستان جناب محمد نواز شریف صاحب پرائیویٹائزیشن اور ڈی نیشنلائزیشن کی جس پالیسی پر عمل پیرا ہیں اور وزیراعلیٰ پنجاب نے غیر ضروری محکمہ جات کو ختم کر کے جو جرات مندانہ قدم اٹھایا ہے اور اخراجات کو کم کرنے کی جو بچت کی سکیمیں اپنائی ہیں اس سے یقیناً یہ بجٹ فاضل بجٹ ہو گیا ہے۔ جناب والا قائد حزب اختلاف کو اپنے عہدہ کا پاس پیش نظر تھا ورنہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ بچت کی تعریف ضرور کرتے۔ کسی نے کہا ہے:

مجھ کو پاس گناہ آدم تھا
سہل تھا ورنہ پارسا ہونا

وہ سمجھتے ہیں کہ یہ بجٹ فاضل ہے لیکن ان کی مجبوری ہے کہ وہ جس سیٹ پر بیٹھے ہیں وہ تنقید کریں۔ جناب سپیکر یہ بات نہایت خوش آئند ہے کہ موجودہ بجٹ میں پنجاب کی تاریخ کا سب سے بڑا ترقیاتی پروگرام پیش کیا گیا ہے۔ جس میں 1050 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں اور جو پچھلے بجٹ سے 37 فیصد زیادہ ہیں۔ اس سے امید کرنی چاہیئے کہ حکومت کو عوامی فلاح کے کام کرنے میں سہولت ہو گی اور عوام کے کام پایہ تکمیل کو پہنچیں گے۔ جناب والا تعلیم کی مد میں جو رقم رکھی گئی ہے وہ امید افزا ہے لیکن آبادی کی موجودہ شرح تناسب کو مدنظر رکھا جائے تو جناب والا یہ رقم کم معلوم ہوتی ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ پھر بھی جو کوشش کی گئی ہے اس سے شرح خواندگی بڑھانے میں مدد ملے گی۔ عوام کی صحت کی سہولتوں کے لئے بھی بجٹ میں خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ اس طرح میں سمجھتا ہوں کہ یہ بجٹ خواہشات اور توقعات کا بجٹ بھی بن جاتا ہے۔

جناب والا! موجودہ بجٹ میں قیام پاکستان سے لے کر اب تک کے شہدا کی یادگار تعمیر کرنے کا جو منصوبہ رکھا گیا ہے نہایت خوش آئند ہے زندہ قومیں ہمیشہ اپنے اسلاف کو خراج تحسین اسی طرح پیش کرتی ہیں۔ لیکن اگر جناب والا یادگار تعمیر کرنے کی بجائے اگر وہاں شہدا کے شان شایان کوئی ہسپتال بنا دیا جاتا کوئی تعلیمی ادارہ بنا دیا جاتا جس سے غریب لوگوں کے بچے استفادہ حاصل کرتے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ شہدا کو بہترین خراج تحسین تھا۔ اب بھی میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ترمیم کر لی جائے اور یادگار کی بجائے کوئی فلاحی ادارہ بنا دیا جائے۔

جناب والا! بجٹ میں گورنر ہاؤس کی دیکھ بھال کے لئے 77 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں یہ وہی گورنر ہاؤس ہے جس میں ہمارے عوامی گورنر سونا بھی پسند نہیں کرتے۔ کیا ہی بہتر ہوتا کہ اس ملک

میں جس کو ہم ایک فلاحی ریاست بنانے کا بیڑا اٹھائے ہوئے ہیں گورنر ہاؤس کو عالی شان تعلیمی ادارہ میں تبدیل کر دیا جاتا اور اس میں خاص طور پر کم آمدنی والے لوگوں کے بچوں کو اعلیٰ تعلیمی سہولتیں فراہم کی جاتیں کیونکہ فلاحی ریاست کا یہی تصور ہے۔

جناب والا میں لاء اینڈ آرڈر پر بھی کچھ عرض کرنا چاہوں گا۔ تشدد کی جو لہر جنوبی ایشیا میں آئی ہے پاکستان بھی اس سے ماورا نہیں ہے لیکن میں اپنے صوبہ کی بات کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ ملک کے دوسرے صوبوں کے مقابلے میں پنجاب کی صورت حال نہایت بہتر ہے۔

جناب چیئرمین: سکندر حیات ملی پوائنٹ آف آرڈر پر ــــــــ

جناب سکندر حیات ملی: جناب والا یہ کہیں بھی شرط نہیں ہے کہ عزب مآب گورنر صاحب کہاں سوئیں۔ یہ پراپرٹی گورنمنٹ ہاؤس کی ہے گورنر آتے ہیں چلے جاتے ہیں۔ تو میں اپنے محترم ممبر کی اطلاع کے لئے اور ریکارڈ کی درستگی کے لئے عرض کروں گا کہ individual جو ہیں جمہوریت میں وہ matter نہیں کرتے گورنمنٹ کے ادارے ہیں ان کا وقار ہے جسے ہم نے برقرار رکھنا ہے۔

جناب واجد علی: جناب والا! یہ جو فلاحی مملکت کا تصور ہے۔ یہ جو یادگاریں ہیں یہ غیر ملکی حکمرانوں کی یادگاریں ہیں۔ وہاں اگر یہ کر دیا جائے تو یہ تاریخ میں نام آتا ہے اس کو غریبوں کے بچوں کے لئے ایسا ادارہ ایچی سن کے لیول تک مہیا کر دیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب والا لاء اینڈ آرڈر کے سلسلے میں سب سے زیادہ ذمہ داری پولیس پر عائد ہوتی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی ایک بھی جاندار افسر ہو' ایک بھی دیانتدار افسر ہو تو لاء اینڈ آرڈر کے سلسلے میں' کل یہاں بات ہوئی تھی کہ فوج کو طلب کر لیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جاندار اور دیانتدار پولیس افسران کے ہوتے ہوئے فوج کو طلب کرنے کا رواج ہمیشہ کے لئے ختم ہو سکتا ہے۔ میں اس سلسلے میں مثال دوں گا جو ابھی حالیہ افسران نے' میں شیخوپورہ پولیس کا ذکر کروں گا جنہوں نے جان جوکھوں میں ڈالتے ہوئے سات گھنٹے کے اندر اندر بڑی بڑی وارداتوں کو ناکام بنایا اور Recoveries بھی کیں۔ اس طرح لاہور پولیس کا کردار بھی یہ اغوا برائے تاوان کے کیس بھی انہوں نے discover کئے اس سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ اگر کوئی انسان کام کرنا چاہے دوسروں کے لئے سارے پولیس افسران کے لئے یہ لمحہ فکریہ ہے کہ اگر کام کرنا چاہیں تو ہو سکتا ہے۔ جناب والا اس سلسلے میں میں عرض کروں گا کہ جرائم کے خاتمہ کے لئے پولیس کو فنڈز فراہم کرنا بھی جائز ہے۔ ہمارے پڑوسی ملک انڈیا کے دارالخلافہ میں جس کی آبادی ہمارے لاہور جتنی ہے وہاں اس وقت پانچ ہزار ملازمین پر مشتمل پولیس ہے۔ ہندوستان تو ہمارے جیسا

ملک ہوا۔ نیویارک شہر جو ہے اس کی آبادی پچھلے تین چار سال سے کم ہو کر ہمارے لاہور جتنی رہ گئی ہے وہاں پر 52 ہزار موبائل پولیس موجود ہے اس کے مقابلہ میں لاہور میں صرف 7 ہزار کی نفری ہے اگر ان جرائم کو کنٹرول کرنا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ پولیس کی نفری میں اضافہ ناگزیر ہے۔ اس سے ایک تو جرائم کو کنٹرول کرنے میں مدد ملے گی۔ دوسرے بے روزگاری کے خاتمہ میں بھی یہ معاون ثابت ہوں گے۔

جناب والا میں جس حلقہ کی نمائندگی کرتا ہوں۔ میری مراد تحصیل فیروزوالہ کے سب ڈویژن سے ہے اس میں نارنگ اور مریدکے کا کچھ حصہ آتا ہے۔ انتہائی پسماندہ ایریا ہے۔ جناب والا اس میں ایک تو دریائے راوی کے کٹاؤ کی threat ہے۔ جس میں کچھ مواضعات جس میں ہزاروں لوگ رہتے ہیں۔ میری مراد میسروال' بریال' ہسیانوالہ بابک وال' ان میں ایک تو بی آر بی اور شاہدرہ ڈسٹری بیوٹری کو threat ہے۔ ان پر اگر فوری عملدرآمد نہ کیا گیا دریا کے کٹاؤ کو روکنے کا تو پھر بی آر بی نہر بھی تباہ ہو جائے گی اور شاہدرہ ڈسٹری بیوٹری بھی تباہ ہو جائے گی اور اس کے ساتھ ہزاروں لوگ بے گھر ہو جائیں گے۔ مجھے افسوس ہے کہ بجٹ میں اس سلسلے میں کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا اس سلسلہ میں فوری طور پر رقوم مہیا کی جائیں تاکہ ہزاروں لوگ بے خانماں ہونے سے بچ جائیں اور بی آر بی نہر اور شاہدرہ ڈسٹری بیوٹری بھی تباہ ہونے سے بچ جائے۔

جناب والا! میں آخر میں عرض کروں گا کہ اس پر کل بھی بڑا غلغلہ ہوا بڑا شور ہوا اور بجا طور پر اس مسئلے پر تحریک التوا بھی آئی۔ یہ جو "بوٹی مافیا" اور نقل کی لعنت چل رہی ہے اور کہا گیا کہ اس کو کنٹرول کرنے کے لئے فوج کو بلایا جائے تو میں عرض کروں گا کہ اس سمت میں جو بھی قدم اٹھانا ہے وہ فوری اٹھائیں۔ خدا کے واسطے اس قوم کو اندھیروں میں مت دھکیلیں۔ ہندوستان ہم سے خم اس لئے نہیں کھاتا کہ ہم اس سے روٹی زیادہ کھاتے ہیں یا ہم ان سے طاقت ور ہیں۔ صرف اس لئے کہ قدرت نے ہمیں ایک شخص ایسا دیا جو پاکستان کے دفاع کا ضامن بن گیا۔ میری مراد ڈاکٹر قدیر خان سے ہے۔ کیا ہم موجودہ نقل کے ماحول میں ایسی کوئی روایت قائم کر سکتے ہیں۔ کوئی ایسا سائنس دان پیدا کر سکتے ہیں۔ جناب والا! اس سلسلے میں فنڈ مخصوص کئے جائیں اور فوری طور پر اس مسئلے کے حل کے لئے کوئی کمیٹی بنائیں۔ جلدی کچھ کریں ورنہ: "ہماری داستاں تک نہ ہو گی داستانوں میں۔"

جناب والا! میں آخر میں قائد حزب اختلاف کے خدشات کو دور کرنے کی کوشش کرتے ہوئے عرض کروں گا:

زندگی میں شرط ہے ان دیکھی راہوں کا سفر
مل بھی جائیں گی تیرے خوابوں کی تعبیریں بہت

شکریہ جناب والا۔

جناب چیئرمین: محترم وزیر قانون و پارلیمانی امور! آپ فرمائیں کہ ایوان میں آپ حزب اقتدار کی حاضری کس طرح پوری کریں گے؟ آپ کے وزرائے کرام' مشیران کرام اور پارلیمانی سیکرٹری صاحبان کی حاضری اتنی مناسب نظر نہیں آ رہی۔ آپ اس کا نوٹس لیں اور فرمائیں کہ اس میں آپ کیا اقدامات کر رہے ہیں؟

وزیر قانون: جناب والا! گزارش یہ ہے کہ کل سویرے سیشن تھا اور شام کو سیمینار تھا۔ رات بارہ ایک بجے کے بعد معزز اراکین کھانے سے فارغ ہوئے۔ آج صبح پھر سیمینار تھا۔ وہاں سے ہم سیدھے یہاں آئے ہیں۔ اس وقت یہاں پر وزیر خزانہ بھی بیٹھے ہیں۔ میں وزیر منصوبہ بندی و ترقیات و قانون ہوں میں بھی بیٹھا ہوں۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ بجٹ سیشن میں جن معزز اراکین نے تقریریں کرنی ہوتی ہیں وہ تشریف رکھتے ہیں اور انہیں موقع ملتا ہے۔ گیلری میں بیٹھے ہوئے ہمارے آفیسرز بھی ان کی تقاریر کے نوٹس لے رہے ہیں اور ہم بھی لے رہے ہیں۔ یہ کل اور آج غیر معمولی حالات تھے جس کی وجہ سے آپ کو ایسا محسوس ہوا ہے ورنہ اس سیشن کے دوران بالعموم ہمارے معزز وزرائے کرام اور پارلیمانی سیکرٹری صاحبان کی حاضری بالکل ٹھیک رہی ہے اور اب بھی ٹھیک ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان حالات میں جبکہ صبح سیشن تھا شام کو پھر سیمینار تھا۔ آج صبح سیمینار تھا شام کو سیشن ہے۔ اگر جناب والا اس کے پس منظر پر غور فرمائیں تو اب بھی حاضری ٹھیک ہے۔ اس کے باوجود میں جناب والا کے جذبات کی قدر کرتا ہوں اور انشاء اللہ ہم کوشش کریں گے کہ اس سے بھی بہتر حاضری ہو۔ شکریہ۔

وزیر امداد باہمی: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کی ہدایات پر ہم انشاء اللہ عمل کریں گے۔ عام طور پر روایات یہ رہی ہیں کہ بجٹ پر عام بحث میں ارکان اسمبلی کو تقریریں کرنی ہوتی ہیں اور اس میں نہ حزب اختلاف نہ حزب اقتدار کورم کی کبھی نشان دہی کرتے ہیں۔ یہ درست ہے کہ سپیکر صاحب کو اختیار ہے کہ وہ کورم پر نگاہ رکھیں۔ لیکن آپ سے پہلے کسی نے آج تک کورم پورا نہ ہونے کا نکتہ نہیں اٹھایا۔ جناب کو یہ زیب نہیں دیتا کہ خود ہی کورم کا نکتہ اٹھائیں۔ اگر کسی معزز ممبر کی طرف سے اٹھایا جائے تو پھر آپ انہیں ہدایت دیں۔ اگر آپ انہیں اشارتاً" سمجھا دیں تو وہ زیادہ بہتر ہو گا۔ آپ کو زیب نہیں دیتا آپ نشان دہی نہیں کر سکتے۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! یہ ہمارے بزرگ ہیں۔ لیکن یہ جناب سپیکر کو یہ نہیں بتا سکتے کہ آپ کورم کی نشان دہی نہیں کر سکتے۔ یا آپ نے یہاں یہ کیوں کیا۔ یہ تو مل بیٹھنے کی بات ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت اچھی بات ہے۔ اگر آپ اب بھی دیکھیں تو منسٹر صاحبان تو بیٹھے ہیں لیکن ان کے پارلیمانی سیکرٹری صاحبان کی تعداد گن لیں شاید ایک دو ہی بیٹھے ہوں گے۔ تو یہاں حاضری سب ممبران کی لازمی ہے۔ اگر ممبر نہیں ہوں گے تو کیا ہم بنچوں سے بات کریں گے؟

جناب چیئرمین: رانا صاحب! آپ ان سے براہ راست مخاطب نہ ہوں Chair سے مخاطب ہوں۔ ملی صاحب۔

چودھری سکندر حیات ملی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے معزز وزیر کی توجہ اس جانب مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ آپ کے الفاظ میں کورم کی طرف کوئی اشارہ نہیں تھا۔ آپ نے ہمارے وزرائے کرام کو ایک تنبیہہ کی تھی جو انہیں شاید اچھی نہیں لگی۔ اگر یہ چاہتے تو یہ کہہ سکتے تھے کہ آئندہ ہم اپنے ساتھیوں سے یہ کہہ دیں گے کہ وہ حاضر رہا کریں۔ ہم آپ کے شکر گزار ہیں کہ آپ نے یہ بات کہی مگر میں یہ ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ آپ نے کورم کی طرف اشارہ نہیں کیا۔

ایک فاضل رکن: جناب والا! بیٹھے بیٹھے بات ہو سکتی ہے؟

جناب چیئرمین: بیٹھے بیٹھے بات نہیں ہو سکتی۔ رانا صاحب بہت پرانے پارلیمنٹرین ہیں اور مجھے یقین ہے کہ وہ سب باتیں سمجھتے ہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ میں نے کورم کی نشان دہی نہیں کی لیکن چیئر کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کسی بھی موقع پر اس بات کی نشان دہی کرے کہ اجلاس میں حاضری پوری نہیں ہے۔ یہ بھی روایات میں شامل ہے کہ اسمبلی کی کارروائی ہو رہی ہو تو اس میں حزب اقتدار کی طرف سے بھرپور نمائندگی ہو۔ یہ اس اسمبلی کی روایات میں شامل ہے۔

چودھری صداقت علی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ابھی محترم منسٹر رانا صاحب نے الفاظ استعمال کئے ہیں کہ آپ نے جو کورم کی نشان دہی کی ہے وہ آپ کو زیب نہیں دیتی۔ سپیکر کی بابت اس طرح کی گفتگو کرنا اور ایسے الفاظ استعمال کرنا یہ بھی میرے خیال میں رانا صاحب کو زیب نہیں دیتا۔ ان الفاظ کو بھی کارروائی سے حذف کرنا چاہیئے۔

وزیر امداد باہمی: اگر میرے بھائی کو میرے الفاظ ناگوار گزرے ہیں تو میں واپس لیتا ہوں۔ لیکن میں نے آپ کی توجہ اس طرف دلائی ہے کہ آپ کورم کی نشان دہی نہیں کر سکتے۔ اجلاس ملتوی کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جناب ملہی صاحب۔

چودھری سکندر حیات ملہی: جناب والا! میں آج آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان میں ایک انتہائی اہم نکتے کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ ہمارے محترم وزیراعظم محمد نواز شریف صاحب نے ہمیں جو خود انحصاری کی پالیسی دی ہے اس بارے میں ہمارے پی ڈی اے کے ممبران نے بہت سی باتیں کی ہیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس پالیسی کے تحت صوبہ پنجاب کو تیس ارب روپیہ تین سال کے لئے ملے ہیں اور ہم خود انحصاری کی طرف چل پڑے ہیں۔ اصل بات جس کی طرف میں وزیر قانون کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ صوبہ پنجاب میں 497 کروڑ کی ہماری اپنی Contribution ہے اور اگر ہمیں یہ رقم سنٹر سے نہ ملتی تو شاید ہم مشکل میں پڑ جاتے۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ اگر ملہی صاحب بجٹ پر بحث کر رہے ہیں تو میرا خیال ہے کہ وہ اس سے پہلے بحث کر چکے ہیں۔

جناب چیئرمین: ملہی صاحب' میں اس اجلاس میں نہیں تھا جب آپ نے تقریر کی۔ لیکن اگر آپ پہلے تقریر کر چکے ہیں تو پھر دوبارہ نہیں کر سکتے۔

چودھری سکندر حیات ملہی: مجھے دس منٹ ملے تھے' نو منٹ یہ کھا گئے۔ رانا صاحب میرے نو منٹ کھا گئے۔ مجھے ایک منٹ ملا۔ چند منٹ آپ نے بخشے ہیں۔ پنجاب کی خاطر انتہائی لازمی نکتے کی طرف میں آ رہا ہوں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ سنٹرل ڈویژنل پول میں سے تین چیزیں نکال دیں کیونکہ آئندہ پنجاب کو تین سال کے لئے یہ رقم مل رہی ہے اور اس کے بعد ہم نے خسارے میں چلے جانا ہے۔ جناب سپیکر! ہماری پنجاب کی 903 کروڑ debit servicing ہے۔ آپ حساب لگا لیں۔ اگر آج پنجاب نے اس طرف دھیان نہ دیا تو ہم وہی خسارے کی طرف چلے جائیں گے۔

جناب چیئرمین: ملہی صاحب' رانا صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ رانا صاحب! آپ کی بات میں نے سن لی ہے۔ اگرچہ وہ تقریر پہلے کر چکے ہیں تو اب میں انہیں تقریر کی

اجازت تو نہیں دوں گا لیکن وہ ہمارے ایوان کے معزز رکن ہیں اور اگر وہ خواہش رکھتے ہیں تو میں انہیں صرف دو منٹ دیتا ہوں۔

چودھری سکندر حیات ملہی: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ میں معزز وزیر خزانہ کو ایک تجویز پیش کرتا ہوں کہ جناب والا ہمارے آئندہ آنے والے سالوں کی خاطر جو سیل ٹیکس اور ایکسائز ٹیکس پہلے صوبائی محاصل ہوا کرتے تھے 1952ء سے یہ ٹیکس سنٹر سے واپس لے جائیں تاکہ جو دس ارب کا خسارہ تین سال کے بعد ہمیں ہو گا وہ اس طرح ہم پورے کر سکیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ ملہی صاحب۔ اب آپ تشریف رکھیں۔ اب چودھری صداقت صاحب ارشاد فرمائیں گے۔

چودھری صداقت علی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ جناب سپیکر۔ پنجاب کے بجٹ پر دوستوں نے کافی بحث کی ہے۔ یہ ہمارا موجودہ بجٹ ہمارے وزیر خزانہ کی طرح سے بہت خوبصورت ہے اور اس پر بڑی محنت کی گئی ہے۔ بجٹ کو اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ بات عیاں ہے کہ اس پر ہمارے موجودہ وزیر خزانہ ہمارے وزیراعلیٰ غلام حیدر وائیں نے بڑی بھرپور توجہ دی ہے اور بجٹ میں بہت سی نئی چیزوں کا اضافہ کیا ہے اور یہ بات روایت سے ہٹ کر ہے کہ پہلے تو ہمارا فنانس ڈیپارٹمنٹ ہی تقریباً بجٹ تیار کرتا تھا لیکن اب میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے نمائندے جو ہیں۔ ہمارے منسٹرز جو ہیں۔ ہمارے وزیراعلیٰ جو ہیں انہوں نے بجٹ پر خصوصی توجہ دی ہے۔ اس کے لئے میں ان کا مشکور ہوں۔ ہمارے بجٹ میں بہت سی نئی چیزوں کو متعارف کرایا گیا ہے۔ سب سے بہتر بات یہ ہے کہ نان ڈویلپمنٹ اکاؤنٹ میں سے بچت کر کے ڈویلپمنٹ سائڈ پر رقم کو منتقل کیا گیا ہے اور کسی بھی بجٹ میں یہ بات بہت اہم ہوتی ہے۔ کیونکہ غیر ترقیاتی اخراجات کو ہم جتنا زیادہ کریں گے اتنا ہی ہمارے ترقیاتی منصوبے متاثر ہوں گے اور یہ ہمارے وزیر خزانہ کی ذاتی محنت' جستجو کا نتیجہ ہے کہ انہوں نے ہمیں اتنی بڑی رقم نان ڈویلپمنٹ سے نکال کر ڈویلپمنٹ سائڈ پر دے کر ہمیں ترقیاتی وسائل مہیا کئے ہیں اور اس کے علاوہ ہمارا موجودہ بجٹ آنے سے پہلے عوام کا تاثر یہ تھا' ہمارا تاثر یہ تھا کہ اس دفعہ ہمارے ملک کے اقتصادی حالات اتنے اچھے نہیں ہیں اور شائد ہم پر ٹیکسوں کا بوجھ ڈال دیا جائے لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔ ہم اس پر موجودہ حکومت کے شکرگزار ہیں کہ انہوں نے عوام پر ٹیکسوں کا بوجھ نہیں ڈالا اور یہ بھی پنجاب میں پہلی دفعہ ہوا ہے کہ ہمارا بجٹ خسارے کا بجٹ نہیں ہے بلکہ یہ اضافی بجٹ ہے اس پر بھی ہم گورنمنٹ کو جتنی بھی مبارکباد دیں وہ کم ہے۔ اس میں بہت سی نئی چیزوں کو

متعارف کرایا گیا ہے۔ مثلاً" ہیلتھ فاؤنڈیشن بنائی گئی ہے۔ ایجوکیشن فاؤنڈیشن بنائی گئی ہے۔ انڈسٹریلائزیشن پر زور دیا گیا ہے۔ سیلف ایمپلائمنٹ کو متعارف کرایا گیا ہے اور لاء اینڈ آرڈر پر بھی کافی توجہ دی گئی ہے۔ یہ تمام چیزیں بہت ضروری ہیں۔ اہم بات یہ ہے کہ ہمارے جتنے بھی وسائل ہیں ہم نے بجٹ میں رکھے ہیں۔ ان کے استعمال کو دیکھیں۔ کیا ہمارے وسائل کا استعمال ہو رہا ہے؟ ہیلتھ کی طرف اگر جائیں تو میں یہ دیکھتا ہوں اور یہ حقیقت ہے کہ ہمارے جتنے بھی گورنمنٹ کے ہیلتھ یونٹس ہیں وہاں پر کسی جگہ پر ہی عوام کو دوائیاں نہیں ملتیں اور اس بات کو یقینی بنانا چاہیئے کہ گورنمنٹ کا جو بھی ادارہ ہو' جہاں بھی کوئی ہسپتال ہو' جہاں بھی کوئی یونٹ ہو وہاں پر ہر صورت میں عوام کو فری ادویات ملنی چاہئیں۔

جو رقم ہم ارریگیشن پر خرچ کرتے ہیں۔ جو رقم ہم ہائی وے پر خرچ کرتے ہیں۔ جو رقم ہم مختلف ترقیاتی منصوبوں پر خرچ کرتے ہیں موجودہ صورت حال یہ ہے کہ تقریباً" پچاس ساٹھ فیصد بجٹ ہمارے ٹیکنیکل لوگوں کی جیبوں میں چلا جاتا ہے۔ ہمیں اس بات پر توجہ دینی چاہیے کہ یہ رقم جو منصوبوں پر خرچ ہونی چاہیئے یہ اضافی رقم جیبوں سے کس طرح نکالی جائے اور اس بات پر ہمیں سنجیدگی سے غور کرنا چاہیئے۔ ورنہ ان ترقیاتی منصوبوں کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ایک منصوبہ آج مکمل کیا جاتا ہے۔ دو سال بعد پھر دوبارہ اس کی مرمت کی ضرورت پڑ جاتی ہے۔ دوبارہ پھر مطالبہ شروع ہو جاتا ہے کہ اس کی مرمت کی جائے۔ اس کو نئے سرے سے بنایا جائے ان حالات پر ہمیں سنجیدگی سے غور کرنا چاہیئے۔

لاء اینڈ آرڈر کی جو صورت حال ہے وہ تو انتہائی خراب ہو چکی ہے۔ اس پر ہمیں خصوصی توجہ دینی چاہیئے۔ ہم نے بہت سڑکیں بنائی ہیں۔ بہت سے سکول بنائے ہیں۔ بہت سے ہسپتال بنائے ہیں۔ عوام کے بہت زیادہ کام کئے ہیں۔ بہت زیادہ ملازمتیں لوگوں کو فراہم کی گئی ہیں۔ لیکن ایک چیز جو ہم نہیں کر پائے وہ یہ ہے کہ ہم اس ملک میں' ہم اپنے پنجاب میں کرپشن کو کنٹرول نہیں کر پائے۔ ہم اپنے پنجاب میں پولیس کو کنٹرول نہیں کر پائے۔ (نعرہ ہائے تحسین) ہماری عوام پولیس سے بہت زیادہ تنگ ہے۔ ہماری عوام ہماری بیوروکریسی سے بہت تنگ ہے۔ بیوروکریسی نے عوام کو اپنے جبڑوں میں جکڑا ہوا ہے اور وہ ہمیں بھی برداشت نہیں کرتی۔ ہماری وجہ سے تھوڑی بہت مزاحمت ہے تو وہ ہمیں بھی برداشت نہیں کرتی۔ اس کی خواہش ہے۔ اس کی کوشش ہے کہ کسی نہ کسی طرح سے ہم سے بھی نجات حاصل کی جائے۔ لہٰذا یہ ضروری ہے کہ ہم فوری طور پر غور کریں اور اپنے حالات کو بہتر کریں۔ ہماری لاء اینڈ آرڈر کی جو موجودہ صورت حال ہے وہ اس وجہ سے بھی خراب ہے کہ ہم نے

اپنی پولیس کو بہتر سہولیات نہیں دیں۔ ایک ایس ایچ او کو ہم زیادہ سے زیادہ تنخواہ بائیس سو روپے ماہانہ دیتے ہیں اور ہم اس سے توقع کرتے ہیں کہ وہ اپنی ٹرانسپورٹ پر جائے گا اور لوگوں کو گرفتار کرے گا۔ مقدمات تیار کرے گا۔ عدالتوں میں پہنچائے گا۔ ان کو سزا دلوائے گا۔ یہ کیسے ممکن ہے؟ جناب والا! میں ایڈووکیٹ ہوں اور میں یہ جانتا ہوں کہ ایک چالان پر اگر پولیس تفتیش مکمل کرے تو کم از کم اس کا خرچہ پانچ سو روپے ہے اور ایک ماہ میں اگر اس کو دس پندرہ یا بیس کیس مکمل کرنے پڑیں تو اس کی تنخواہ کہاں جائے گی۔ اگر اس کو چند لوگوں کو گرفتار کرنے کے لئے ٹرانسپورٹ کا انتظام کرنا پڑے تو وہ کہاں سے اس کا انتظام کرے اور چوبیس گھنٹے کی جو ڈیوٹی ہے وہ کیسے انجام دے سکتا ہے۔ آپ کیسے ایک انسان سے توقع کرتے ہیں کہ وہ چوبیس گھنٹے ڈیوٹی دیتا رہے۔ رات کو گشت بھی کرے اور دن کو وہ کام بھی کرے۔ میں کہتا ہوں کہ اس میں ان کا قصور نہیں ہے۔ اس میں ہمارا قصور ہے ہمیں دوسرے منصوبے جو ہیں ان میں سے رقم نکال کر لاء اینڈ آرڈر کی طرف منتقل کرنی چاہیے اور جب تک ہم اپنے ملازمین کو بہتر سہولتیں نہیں دیں گے ہم کرپشن پر کنٹرول نہیں کر سکیں گے۔ ہم اپنے لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال کو بہتر نہیں کر سکیں گے۔ لاء اینڈ آرڈر کو فوری طور پر بہتر کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم پولیس سے چوبیس گھنٹے کی بجائے بارہ گھنٹے ڈیوٹی لیں۔ ان کی شفٹیں بنائی جائیں۔ بارہ گھنٹے پہلے ٹائم اور بارہ گھنٹے دوسرے ٹائم اور اس کے علاوہ ان کی تنخواہوں میں اضافہ کیا جائے اور ان کی سہولیات میں اضافہ کیا جائے اور اس کے بعد جو آدمی بھی کرپشن کی طرف مائل ہوں۔ اس کے لئے سخت سے سخت سزا رکھی جائے اور کسی طرح بھی معاف نہ کیا جائے۔ یہ اقدامات اٹھانے بہت ضروری ہیں۔

موجودہ بجٹ ہر لحاظ سے بہتر ہے۔ اس میں تقریباً" ہر شعبہ پر توجہ دی گئی ہے۔ اس میں تحریک پاکستان کے لئے جن لوگوں نے کام کیا ہے ان کے لئے فنڈز بھی رکھے گئے ہیں۔ یہ بڑی اچھی بات ہے۔ جو قومیں اپنے ہیروز کو یاد رکھتی ہیں۔ ان کی یادیں مناتی ہیں وہ ہمیشہ زندہ رہتی ہیں اور اس کے علاوہ اس میں جو سیلف ایمپلائمنٹ کا سلسلہ ہے وہ قابل تعریف ہے۔ پنجاب سوشل سکیورٹی کے تحت مختلف شہروں میں ہسپتال قائم کئے گئے ہیں۔ میری اس سلسلہ میں تجویز یہ ہے کہ تقریباً" ہر ضلع میں ایک سوشل سکیورٹی ہسپتال قائم کرنا چاہیئے تاکہ مزدوروں کو زیادہ سے زیادہ سہولیات ملیں اور یہاں پر ایک اور نئی بات کی گئی ہے۔ فصلوں' مویشیوں اور درختوں کے سلسلے میں بیمہ سکیمیں شروع کرنے کی بات کی گئی ہے۔ تو اس کو زیادہ بہتر طور پر کرنا چاہیئے۔ کاشتکاروں اور زمینداروں کو زیادہ سے زیادہ تحفاظت فراہم کرنے چاہئیں۔

ایک اور بات جو دیکھنے میں آئی ہے وہ ڈی نیشنلائزیشن کی ہے۔ اس سے پہلے ہم نے دیکھا ہے کہ ہر چیز کو' تمام اختیارات کو مرکوز کرنے کی کوشش کی جاتی رہی ہے۔ جس کی وجہ سے فائدے کی بجائے لوگوں کو نقصان ہوا ہے۔ یہ پہلی دفعہ ہوا ہے۔ ہم ڈی نیشنلائزیشن کی طرف جا رہے ہیں۔ اس سے ہمارے مسائل کو بہتر طور پر مقامی سطح پر حل کرنے میں مدد ملے گی۔ کیونکہ مقامی افراد جتنا اپنے مسائل کو جانتے ہیں اور ان کے حل جانتے ہیں وہ کوئی اور نہیں جانتا اور جس طرح سے یہ ڈی نیشنلائزیشن کی کوشش کی گئی ہے اس طرح سے میں یہ گزارش کروں گا کہ ہماری جو مقامی طور پر احتسابی کمیٹیاں بنائی گئی ہیں ان کو زیادہ سے زیادہ با اختیار کرنا چاہیئے۔ اگر کسی کو کسی ایس پی' کسی ڈی سی' کسی ڈی ایس پی یا کسی بھی انتظامیہ کے افراد کے ساتھ شکایت ہے تو وہ چاہیئے کہ احتسابی کمیٹی کو یہ اختیار ہو کہ وہ اس کی معطلی کے آرڈر کر سکے۔ اگر ہم عوامی نمائندوں کو یہ اختیار دیں گے کہ وہ مقامی افسران کے خلاف ایکشن لے سکیں تو میں سمجھتا ہوں کہ تمام حالات کنٹرول ہو جائیں گے اور ہم بہتری کی طرف سفر کا آغاز کر سکیں گے۔ آخر میں میں اپنی تقریر کا اختتام کرتے ہوئے وزیر خزانہ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے بڑی محنت سے بڑا اچھا بجٹ پیش کیا ہے اور وزیراعلیٰ پنجاب کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے بڑی توجہ اس پر مرکوز کی ہے۔ شکریہ۔ خدا حافظ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: ملک طیب خاں اعوان صاحب!

ملک طیب خان اعوان: جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے بھی بجٹ پر اظہار خیال کرنے کی اجازت فرمائی ہے۔ میں سب سے پہلے جناب وزیراعلیٰ پنجاب اور وزیراعظم پاکستان کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ہمارے دیرینہ مطالبہ پر لودھراں کو ضلع کا درجہ دے کر لودھراں کے عوام کے دل جیت لئے ہیں۔ میں اپنی طرف سے بھی اور وہاں کی عوام کی طرف سے بھی ان کا شکر گزار ہوں۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں بجٹ پر کچھ عرض کروں گا۔ ہمارے اس نازک اور مشکل دور میں یہ جو بجٹ تیار کیا گیا ہے میں اس پر اپنے وزیر خزانہ اور وزیراعلیٰ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ اتنے مشکل حالات میں اور اتنے مشکل وقت میں جبکہ غیر ممالک سے بھی ہماری امداد بند ہے یہ بجٹ تیار کر کے اس ملک پر اور بالخصوص صوبہ پنجاب پر احسان کیا ہے۔ ان کی محنت پر میں انہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں لیکن اس کے ساتھ ہی کچھ ایسی نشان دہانیاں بھی کروں گا جیسا کہ اس بجٹ میں پانچ کروڑ روپے سے جیز فنڈ اور بیت المال کی مدیں قائم کی گئی ہیں۔ جب میں پانچ کروڑ روپے کو بڑھتا ہوں کہ

غریب اور نادار بچوں کے لئے یہ فنڈ مقرر کئے گئے ہیں لیکن اس کے ساتھ جب میرے دل میں یہ خیال آتا ہے کہ ایچی سن کالج والے بچوں کو دیئے جائیں گے۔ یہ اس کے معیار کے مطابق بچوں کو دیئے جائیں گے تو مجھے وہ غریب یاد آتے ہیں کہ جن کے بچے ایچی سن کالج میں کہاں پہنچیں گے جنہیں ہم یہ پانچ کروڑ روپے کی امداد دیں گے۔ اس لئے میں ان سے استدعا کرتا ہوں کہ یہ فنڈ ان غریبوں کا حق ہے جن کے بچے سکولوں میں پڑھائی کے خرچے کی مجبوری کی وجہ سے اپنے گھروں میں بیٹھے ہیں۔ میں انہیں ایک مثال دیتا ہوں کہ میرے ہی علاقہ کا ایک لڑکا ہے جس نے میٹرک اعلیٰ فرسٹ ڈویژن میں بلکہ اپنی تحصیل میں فرسٹ نمبر پر کیا ہے لیکن اس کا باپ نہایت غریب ہے۔ مزدور ہے اور وہ پڑھانے سے تنگ ہے اور بھیک مانگ کر اپنے بچے کو بہاولپور میں پڑھا رہا ہے تو یہ ان لوگوں کا حق ہے ایچی سن کالج والوں کا حق نہیں ہے یہ ان غریبوں سے زیادتی ہوئی ہے اس لئے یہ ایچی سن کے لفظ کو کاٹ کر غریبوں کے بچوں کو دیا جائے پھر اس سے خدا بھی راضی ہو گا اور عوام بھی راضی ہوں گے۔

اس کے بعد بیت المال اور جہیز فنڈ کی تقسیم کی ذمہ داری بھی جناب وزیر خزانہ اور وزیر اعلیٰ اور وزیر قانون کے سر پر ہو گی اگر یہ تقسیم غلط ہو گی تو پھر روز محشر وہ غریب جو بیت المال کے حق دار ہوں گے اور وہ غریب بچیاں جو اس جہیز کی امداد کے انتظار میں ہوں گی انہیں اگر یہ امداد نہ مل سکی تو اس کے ہم تمام ہاؤس والے اور بالخصوص ہمارے اقتدار والے دوست مجرم ہوں گے لہٰذا اس کی تقسیم پر بھی ہمیں خاص نظر رکھنی چاہیئے تاکہ یہ فنڈ ان غریبوں تک پہنچیں جو بچیاں صرف ایک جوڑے کی انتظار میں ہیں کہ وہ کہیں سے آئے اور ہماری رخصتی ہو۔

اس کے بعد میں اپنے زراعت پیشہ دوستوں کی طرف کچھ عرض کروں گا۔ کل میں نے ایک قرارداد بھی دی تھی تو میری استدعا ہو گی کہ ایوان زراعت یا چالیس کروڑ روپے سے محل تعمیر کرنے سے غریب کسان کے پیٹ میں کچھ نہیں جاتا۔ کسی مائی نے کسی سے مانگا کہ بیٹا مجھے کچھ دو اس نے کہا مائی معاف کرو تو مائی نے کہا کہ بیٹا معاف کرنے سے پیٹ نہیں بھرتا۔ اس چالیس کروڑ کے محل سے ہمارا کچھ نہیں بنتا۔ جب غریب کسان کی اجناس کی قیمت مقرر کی جاتی ہے۔ جب اس کا نرخ مقرر کیا جاتا ہے تو اسے پوچھا ہی نہیں جاتا کہ آپ کی اجناس کے ہم نرخ مقرر کر رہے ہیں تو میری مرکزی حکومت سے صوبائی حکومت کی وساطت سے یہ درخواست ہو گی کہ ہماری اجناس کی قیمت مقرر کرتے وقت ان کسانوں' مزدوروں اور زمینداروں کو بہرحال شامل کیا جائے تاکہ انہیں پتہ چلے کہ ہم نے کتنی مشکل سے کپاس' گنا' چاول یا گندم پیدا کی ہے تو اس کا نرخ مقرر کرتے وقت ان کی رائے کو بھی شامل کیا جاوے تاکہ انہیں اپنی فصل کے صحیح دام مل سکیں۔ کتنا ظلم ہے کہ اس وقت غیر ممالک

ملک طیب خان اعوان : وقت ختم ہو رہا ہے تو ہم شکریہ ادا کر کے بیٹھ جاتے ہیں۔ یہ لیں جناب۔ السلام علیکم۔

جناب چیئرمین : تو اجلاس کل صبح 9:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اجلاس کی کارروائی مورخہ 13 جون 91 صبح نو بجے تک کے لئے ملتوی ہوئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا پانچواں اجلاس

جمعرات 13 جون 1991ء

(پنج شنبہ 29 ذیقعد 1411ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں 9 بج کر 10 منٹ پر صبح منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ۝
يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ۙ لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ
لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ۝ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ
اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا ۝ اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا ۚ يَوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ
يَدٰهُ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ۝

سورہ النباء 78 : آیت 37 تا 40

وہ جو آسمانوں اور زمین میں اور جو ان دونوں میں ہے سب کا مالک ہے بڑا مہربان کسی کو اس سے بات کرنے کا چارا نہ ہو گا۔ جس دن روح الامین اور فرشتے صف باندھ کر کھڑے ہوں گے تو کوئی بول نہ سکے گا مگر جس کو خدائے رحمٰن اجازت بخشے گا اور اس نے بات بھی درست کہی ہو یہ دن برحق ہے پس جو شخص چاہے اپنے پروردگار کے پاس ٹھکانا بنائے ہم نے تم کو عذاب سے جو عنقریب آنے والا ہے آگاہ کر دیا ہے جس دن پر شخص ان اعمال کو جو اس نے آگے بھیجے ہوں گے دیکھ لے گا اور کافر کہے گا کہ اے کاش میں مٹی ہوتا۔

وما علینا الا البلاغ ○

جناب شوکت داؤد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب والا میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ میری ایک تحریک التوائے کار ہے' میں جانتا ہوں کہ آج تحریک التوائے کار کا دن نہیں ہے لیکن وہ بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ میری تحریک التوائے کار ایسی ادویات کے بارے میں ہے جو انسانی جان بچانے کے کام آتی ہیں۔ پچھلے دنوں اخبارات میں یہ خبر آئی تھی کہ وہ ادویات بازار سے غائب ہو گئی ہیں۔ آج کے اخبارات میں پھر وہی خبر ہے جس سے بڑی پریشانی کا سامنا ہے۔ انسانی جان بچانے والی ادویات میڈیکل سٹوروں سے غائب ہو گئی ہیں کیونکہ ادویات کی قیمتیں 60 فیصد بڑھ گئی ہیں۔ اس لئے میری یہ استدعا ہے کہ یہ بڑی اہمیت کا حامل مسئلہ ہے ـــــ

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر: شوکت داؤد صاحب پہلے تحاریک استحقاق کو لیں گے ابھی تحریک التوائے کار کا وقت نہیں ہے۔ چودھری اصغر علی گجر صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 24 نمبر ہے۔

سرکاری سہولتوں کی بندر بانٹ

چودھری اصغر علی گجر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ ڈائریکٹر تعلیمات ڈیرہ غازی خان' ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر لیہ اور ڈپٹی ڈی ای او لیہ نے باہمی ساز باز کر کے اور مجھے سیاست کے میدان میں زچ کرنے کے لئے تحصیل لیہ اور تحصیل چوباں میں ایسے SST اساتذہ کو اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسر مقرر کیا ہے جو نہ صرف میرے حلقہ انتخاب میں میری کردار کشی کرتے رہتے ہیں بلکہ مطلوبہ شرائط کی تکمیل بھی نہیں کرتے۔ اس یکطرفہ من مانی کارروائی کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ حکومت پنجاب کی طرف سے فراہم کردہ موٹر سائیکل اپنے محبوب نظر افراد کو AEO بنا کر بانٹ دیئے جائیں۔ سرکاری سہولتوں کی یہ بندر بانٹ اس لحاظ سے اور زیادہ قابل اعتراض ہے کہ اس سلسلہ میں خود حکومت کی جاری کردہ ہدایات کی مٹی پلید کی گئی ہے۔ AEO کے لئے پانچ سالہ تعلیمی تجربہ بطور ایس ایس ٹی ضروری ہے مگر اکثر افراد کی تقرری کرتے وقت اس کو پس پشت ڈال دیا گیا ہے۔ اس زیادتی کے ازالہ کے لئے ہر چند سعی کی گئی مگر

متعلقہ افسران نے کوئی کارروائی نہ کی اور میرے حلقہ انتخاب میں میرے سیاسی مخالفین کا تقرر کر کے مجھے پریشان کرنے کی کوشش کی گئی ہے جس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا میری یہ تحریک منظور کر کے استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جائے۔

جناب سپیکر! جن لوگوں کو اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسر مقرر کیا گیا ہے وہ حکومت کی مقرر کردہ شرائط پوری نہیں کرتے وہ ان رولز پر بھی پورا نہیں اترتے جن رولز کے تحت ان کو اس پوسٹ پر لگایا جا سکتا ہے۔ میرے باوجود اصرار کے انہوں نے یہ بے ضابطگی بھی کی ہے' رولز کی خلاف ورزی بھی کی ہے اور میری ایک جائز بات کو مسترد بھی کیا ہے۔ اس لئے میں آپ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ یہ حقائق جو میں نے آپ کے سامنے پیش کئے ہیں اس طرح محکمے کے ان افسران نے جنہوں نے یہ کام کیا ہے رولز کی خلاف ورزی کی ہے اور میری بات جو جائز تھی نہ مانی ہے اور میرا استحقاق مجروح کیا ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! یہ ایک انتظامی معاملہ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ وزیر تعلیم چودھری صاحب کے ساتھ مل کر اس معاملے کو حل کریں گے۔

وزیر تعلیم: جناب والا! چونکہ جناب نے فرما دیا ہے کہ ہم مل کر اس مسئلے کو طے کر لیں گے۔ ویسے میں ان کی اطلاع کے لئے یہ عرض کر رہا ہوں کہ جن چار AEO کا انہوں نے ذکر کیا ہے ان میں سے دو واقعی ہی ان شرائط پر پورا نہیں اترتے تھے جن کی میں نے فوری طور پر تبدیلی کروا دی ہے اور باقی دو AEO شرائط پر پورا اترتے ہیں اس لئے وہ تعینات ہیں اور AEO کو جب ہم لگاتے ہیں' ہمارا ایک نیا پراجیکٹ ہے پرائمری ایجوکیشن پراجیکٹ اور انہیں اس کے لئے گاڑیاں دی جاتی ہیں کسی خاص آدمی کو ہم نے گاڑی نہیں دی بلکہ عہدے کے لحاظ سے گاڑیاں دی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ اگر کوئی شکایت ہے تو میں کارروائی کرنے کے لئے تیار ہوں۔ ویسے ایک اور بھی میرے پاس اطلاع ہے جو میں ان کو دوں گا۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب آپ کی انتظامی قسم کی شکایت وزیر موصوف دور کر دیں گے آپ ان سے مل لیں۔

چودھری اصغر علی گجر: انہوں نے اس تحریک استحقاق کے بعد شکایت دور بھی کی ہے میں صرف ایک گزارش آپ کی وساطت سے محترم وزیر سے کرنا چاہتا ہوں کہ جن لوگوں نے ایسا کیا ہے اور باوجود کہنے کے کیا ہے' کیا وہ ان کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ اگر ایسا ہے تو مجھے

کوئی اعتراض نہیں میں وزیر موصوف سے بھی مل لوں گا اور ان کی ذات پر مجھے اعتماد بھی ہے کہ انشاء اللہ وہ بہتر اقدام کریں گے۔

جناب سپیکر: میں اس بارے میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ ایسے معاملات کو ذاتی سطح پر ٹیک اپ کیا جائے۔ ان کو تحریک استحقاق کا موضوع نہ بنایا جائے۔ کیونکہ یہ چھوٹے چھوٹے معاملات اس قابل نہیں ہیں کہ ان کو تحریک استحقاق کی شکل میں آپ ایوان میں اٹھائیں۔ اس طرح آپ اپنے استحقاق کو خود نیچا کر رہے ہیں۔ میں یہ ذاتی طور پر آپ سے کہوں گا کہ ایسے معاملات کو آئندہ تحریک استحقاق کا موضوع نہ بنایا جائے۔ آپ ان کو ذاتی طور پر ٹیک اپ کریں اور کوئی وجہ نہیں کہ آپ کی بات متعلقہ منسٹر صاحب نہ مانیں۔ اگلی تحریک استحقاق ارشاد حسین سیٹھی صاحب کی ہے۔ یہ مؤخر ہو گئی ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اپنی تحریک استحقاق نمبر 12 کی طرف دلانا چاہتا ہوں جو کہ دو روز قبل آپ نے مؤخر کر دی تھی۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب' میں اس پر آپ سے بات کرتا ہوں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! اس دن جو مسئلہ اٹھا تھا کہ جواب پارلیمانی سیکرٹری دیں گے یا متعلقہ وزیر۔ اس پر آپ نے رولنگ محفوظ رکھی تھی۔ میں نے آپ کی توجہ قاعدہ نمبر 56 کے Proviso کی طرف دلائی تھی تو اس پر آپ نے اس کو مؤخر کر دیا تھا۔

جناب سپیکر: جی! بلا شبہ اس پہ میری رولنگ موخر ہے۔ میں اس پر اپنی رولنگ دوں گا۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! میری تحریک استحقاق نمبر 11 ہے جس کو مؤخر کرنے کے بارے میں وزیر قانون صاحب نے فرمایا تھا' چونکہ قانون سازی کا کام ہونا تھا تو ان کے حکم کی تعمیل میں میں نے خود ہی درخواست کر دی تھی کہ اس کو موخر کر دیا جائے۔ تو اس بارے میں بھی کچھ ارشاد فرما دیجئے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! یہ تحریک استحقاق لیڈر آف اپوزیشن کے بارے میں ہے۔ جس کے لئے میری آپ سے بات ہوئی ہے کہ میں یہ تحریک استحقاق ٹیک اپ نہیں کرنا چاہتا۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! میں آپ کی حکم عدولی تو نہیں کرتا ہوں۔ میں تو سمجھتا تھا کہ جائز بات ہے مگر آپ کا چونکہ حکم ہے۔ اب وہ ریکارڈ میں تو مؤخر کی گئی ہے۔ اس کو کسی طریقے سے تو ختم کرنا پڑے گا۔

جناب سپیکر: اس کو accordingly dispose of کر دیتے ہیں۔ جیسے میں عرض کر رہا ہوں کہ یہ لیڈر آف اپوزیشن کے بارے میں ہے اور بہت معمولی بات کے بارے میں ہے۔ اس لئے میں آپ سے کہوں گا کہ اس کو ٹیک اپ نہ کیا جائے۔

سید طاہر احمد شاہ: ٹھیک ہے جناب والا! بات تو معمولی نہیں تھی لیکن آپ کے حکم کے مطابق اور پارلیمنٹری روایات کو قائم رکھنے کے لئے میں اپنی تحریک استحقاق نمبر11 پر زور نہیں دیتا۔

جناب سپیکر: شکریہ شاہ صاحب! جی نواب زادہ منصور احمد خاں صاحب۔

سیکرٹری مقامی حکومت و دیہی ترقی کی جانب سے رکن اسمبلی کو اہمیت نہ دینا

نواب زادہ منصور احمد خاں: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ سیکرٹری محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی حکومت پنجاب نے دسمبر 1989ء سے مسٹر عبدالغفور ٹیکسیشن آفیسر ضلع کونسل مظفر گڑھ کو یکے بعد دیگرے احکامات تبادلہ و منسوخی سے دوچار کیا ہوا ہے۔ میں اس سلسلہ میں جناب چودھری پرویز الٰہی صاحب' وزیر محکمہ بلدیات و دیہی ترقی حکومت پنجاب سے ملازم مذکور کی تکالیف عرض کر چکا ہوں۔ انہوں نے از راہ مہربانی ہمیشہ تحریری و زبانی اور خاص طور پر میری موجودگی میں ڈاکٹر مشیر عالم صاحب سیکرٹری پنجاب لوکل گورنمنٹ بورڈ کو استمراری ہدایات دیں کہ مسٹر عبدالغفور مذکور کو ہر حالت میں ضلع کونسل مظفر گڑھ میں بطور ٹیکسیشن آفیسر رکھا جائے۔ میں خود ڈاکٹر مشیر عالم کو مسٹر عبدالغفور سے کی گئی زیادتیوں کا احساس دلا چکا ہوں۔ صاحب موصوف نے مجھ سے وعدہ کیا اور یقین دلایا کہ وہ آئندہ مسٹر عبدالغفور کی پوسٹنگ بطور ٹیکسیشن آفیسر ضلع کونسل مظفر گڑھ منسوخ نہ کریں گے اور اس کی واجب ترقی (due Promotion) کے احکامات بھی جاری کر دیں گے۔ مگر صورت حال بالکل اس کے برعکس رہی اور ملازم مذکور بغیر کسی گناہ کے مسلسل ایک سال سے بغیر ادائیگی تنخواہ کے فاقہ کشی کے دن گزار رہا ہے۔ اگرچہ ملازم مذکور اس سلسلہ میں چیخ و پکار کرتا رہا مگر قطعاً" کوئی شنوائی نہ ہوئی۔ تعجب ہے کہ وزیر صاحب محکمہ بلدیات کے احکامات کو بھی خاطر میں نہ لایا گیا۔

نومبر 1990ء میں ذاتی طور پر میں نے ایک دفعہ پھر ڈاکٹر مشیر عالم صاحب کو ان کی طرف سے

وعدہ خلافی کی وجہ سے ملازم مذکور کو پہنچنے والی اذیت سے آگاہ کیا کہ اسے ایک سال سے مسلسل پریشان کیا جا رہا ہے۔ پوسٹنگ میں کوئی قرار نہیں اور نہ تنخواہ کی ادائیگی کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ اس کی واجب ترقی (due promotion) کے احکامات بھی جاری نہ کئے گئے۔ جبکہ اس سے جونیئر ملازمین عرصہ چھ ماہ قبل ترقیوں سے مستفید ہو چکے ہیں۔

ڈاکٹر مشیر عالم سیکرٹری مذکور نے اس دفعہ بھی حسب سابق جھوٹ اور دھوکہ دہی سے کام لیتے ہوئے وعدہ کیا کہ وہ ملازم مذکور کے احکامات پوسٹنگ بطور ٹیکسیشن آفیسر ضلع کونسل مظفر گڑھ برقرار رکھیں گے اور بہت جلد اس کے احکامات ترقی بھی جاری کر دیئے جائیں گے۔ اس یقین دہانی پر ملازم مذکور کو تسلی دی گئی۔ مگر صورت حال حسب سابق ہی رہی کہ احکامات پوسٹنگ چند دنوں تک برقرار رکھنے کے بعد منسوخ کر دیئے گئے۔ تنخواہ کی قطعاً کوئی ادائیگی نہ کرائی گئی۔ ملازم مذکور کا سروس ریکارڈ بے داغ ہونے اور ملازمت میں سینئر ہونے کے باوجود ابھی تک احکامات ترقی حاصل کرنے سے محروم ہے۔ یہ سب عمل جان بوجھ کر ایک سوچی سمجھی سکیم کے تحت جاری ہے۔ ایک ناقابل برداشت عرصہ سے ایک غریب ملازم کو بلا وجہ اذیت دی جا رہی ہے۔

متذکرہ بالا واقعات و حالات اس بات کے شاہد ہیں کہ ڈاکٹر مشیر عالم سیکرٹری مذکور نے مجھے بحیثیت رکن صوبائی اسمبلی قطعاً کوئی اہمیت نہ دی۔ مجھ سے محض دھوکہ اور دروغ گوئی سے کام لیا گیا۔ کیونکہ افسر شاہی ذہن رکھنے والے عوام یا ماتحت ملازمین کے مسائل حل کرنے کے لئے اپنے مخصوص طریقے استعمال کرتے ہیں۔ انہیں کسی کی تکلیف یا عزت کا کوئی احساس یا احترام نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے مجھے شائد بے جا مداخلت سمجھا اور صاف بات کہنے کی بجائے دھوکہ دیتے رہے۔

مجھ جیسے رکن صوبائی اسمبلی سے ڈاکٹر مشیر عالم سیکرٹری مذکور کے اس طرح غیر ذمہ دارانہ سلوک سے نہ صرف میری شہرت کو نقصان پہنچا بلکہ میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ علاقہ میں برے اثرات مرتب ہوئے ہیں۔

استدعا ہے کہ میری اس تحریک استحقاق کو ایوان اسمبلی میں پیش کیا جائے اور مجھے مزید وضاحت کا موقع دیا جائے کہ کیوں نہ ایسے غلط سوچ رکھنے والے افسر کو اس کی اس قسم کی غلط روش کی پاداش میں قرار واقعی سزا دی جائے۔

جناب سپیکر! میں اس سلسلہ میں آپ کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں عوام کا منتخب نمائندہ ہوں اور ان کی جائزہ تکالیف دور کرنا میرا حق ہے اور میرا فرض ہے سیکرٹری مشیر عالم کو

لوکل کونسل سروس نے ڈیپوٹیشن پر تعینات کیا ہے اور معتمد سمجھتے ہوئے انہیں لا محدود اختیارات سے نوازا گیا ہے لیکن انہوں نے ہمیشہ محاسبہ کے عمل سے بے نیاز ہو کر قانون کی دھجیاں اڑائی ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ محکمہ بلدیات کے کتنے ایسے با اختیار افسران کے ہاتھوں خراب ہو رہے ہوں گے اور ان کی آواز وہاں تک نہیں پہنچتی ہو گی۔ میں ذاتی طور پر چودھری پرویز الٰہی صاحب سے ملا۔ انہیں میں نے یہ تمام واقعات بتائے۔

جناب سپیکر: نواب زادہ صاحب! یہ ساری تفصیلات آپ کی تحریک استحقاق میں موجود ہیں۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو آپ مختصر بیان میں جو بات رہ گئی ہے وہ کر لیں۔ یہ ساری باتیں آپ کی تحریک استحقاق میں موجود ہیں۔

نواب زادہ منصور احمد خاں: جناب والا! آپ کی بات درست ہے۔ اس میں تو تمام باتیں کر دی ہیں بس صرف یہ ہے افسر شاہی ذہن جمہوریت کو پھلنے پھولنے نہیں دیتا اور یہ اس طرز حکومت کو کبھی برداشت نہیں کرتا۔ اس لئے میری یہ استدعا ہے کہ میری یہ تحریک استحقاق' استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جی شکریہ! چودھری پرویز الٰہی صاحب تو تشریف نہیں رکھتے۔ لاء منسٹر صاحب' آپ اس بارے میں کچھ کہیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! اس میں میری ایک دو ٹیکنیکل اعتراضات ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ یہی تحریک استحقاق گزشتہ اجلاس میں تحریک استحقاق نمبر 17 کے طور پر پیش ہوئی تھی اور جناب نواب زادہ صاحب کی غیر موجودگی کی وجہ سے lapse کر گئی تھی۔ اس لحاظ سے یہ مسئلہ "حالیہ وقوع پذیر" نہیں بنتا۔ اس کے بعد جیسے ابھی آپ نے چودھری اصغر علی گجر صاحب کے معاملہ میں فرمایا کہ یہ ایک انتظامی معاملہ ہے۔ نیز جو مجھے کی طرف سے مجھے رپورٹ ملی ہے اس کے مطابق عبدالغفور صاحب گریڈ گیارہ (11) کے افسر ہیں اور یہ پوسٹ جو ہے یہ گریڈ سولہ (16) کی ہے جس پر نواب زادہ صاحب ان کو لگوانا چاہتے ہیں۔ اس میں ایک اور بھی پرابلم یہ تھی کہ ضلع کونسل کے جو چیئرمین صاحب ہیں وہ ان کو قبول کرنے کو تیار نہیں تھے اور ضلع کونسل نے 90-4-14 کو ایک قرارداد اس افسر کے خلاف پاس کی تھی اور عدم اطمینان کا اظہار کیا تھا۔ ان واقعات کے پیش نظر پھر اس کو کہاں لگانا مناسب نہ سمجھا گیا ورنہ اس میں تو ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں ان حقائق کے پیش نظر نواب زادہ صاحب کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ جیسے کہ انہوں نے فرمایا کہ وزیر مقامی حکومت و

دیکھی ترقی ان کا بے حد احترام کرتے ہیں اور میرے بھی وہ بھائی ہیں' یہ معاملہ استحقاق کا تو کسی لحاظ سے نہیں بنتا۔ فنی اعتبار سے بھی جیسے کہ میں نے عرض کیا' اس کو وہ پریس نہ کریں تو اس سلسلے میں میں اور نواب زادہ صاحب مل کر اس کا حل نکال لیں گے۔ جناب یہ خود اس چیز کو سمجھتے ہیں کہ چیئرمین ضلع کونسل اگر لکھ کر دے دے کہ' جی! میں اس آدمی کو لینے کے لئے تیار نہیں ہوں اور ضلع کونسل قرارداد پاس کرے کہ اس آدمی سے ہم مطمئن نہیں ہیں۔ پھر اس قسم کی صورت حال میں شائد اس کا وہاں لگنا خود اس آفیسر کے لئے بھی اتنا مناسب نہ ہو۔ تو میں جناب والا کے توسط سے یہی گزارش کروں گا کہ ویسے تو یہ فنی اعتبار سے تحریک استحقاق نہیں بنتی' اگر اسے وہ واپس لے لیتے ہیں اور اسے پریس نہیں کرتے تو ان کی مہربانی ہے بصورت دیگر آپ اس کو خلاف ضابطہ قرار فرما دیں۔ اس مسئلے کو ایوان سے باہر چودھری پرویز الٰہی صاحب کے ساتھ مل کر اس کا جو جائز مداوا ہے وہ کرنے کے لئے میں پوری کوشش کروں گا۔

نواب زادہ منصور احمد خان: جناب والا! مجھے جناب وزیر قانون صاحب کی بات سے اتفاق ہے۔ لیکن میں یہ عرض کر دوں کہ ہمیشہ یہ غلط اطلاع دی جاتی ہے' انہیں غلط بتایا جاتا ہے' ملازم مذکور گریڈ چودہ کے ہیں اور واقعی یہ پوسٹ گریڈ 16 کی ہے۔ لیکن وہاں ہمیشہ گریڈ 14 کا آدمی وہاں تعینات ہوا ہے اور ان کی ترقی ڈیڑھ سال سے رکی ہوئی ہے۔ انہیں ڈیڑھ سال پہلے گریڈ 16 ملنا تھا۔ ان سے جونیئرز جو ہیں وہ چھ مہینے پہلے ترقی پا چکے ہیں۔ میری یہ گزارش ہے اور میں اس پر زور نہیں دیتا میں اسے واپس لے لیتا ہوں۔ لیکن وزیر قانون یہ مہربانی فرمائیں کہ اس معاملے کو حل کر کے دیں۔ ان کی ترقی رکی ہوئی ہے۔ اس کے ساتھ ان کی ڈیڑھ سال کی تنخواہ پیڈنگ ہے۔ یہ پوری کروا کے دیں میں اس کو پریس نہیں کرتا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: تو لاء منسٹر صاحب آپ ذرا مل کر اس کو Resolve کروا دیں گے؟ وہ اس کو پریس نہیں کرتے ہیں _____ چودھری خادم حسین صاحب نمبر 32- وہ غالباً" حج پہ چلے گئے ہیں۔ تو یہ تحریک استحقاق ان کی Lapse کر جائے گی ان کی عدم موجودگی میں۔ کیونکہ وہ اس سیشن میں تو واپس نہیں آ سکتے _____ تو جناب بادشاہ خان آفریدی ____ تشریف رکھتے ہیں؟ نہیں۔ تو یہ ان کی تحریک استحقاق ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! میری بھی ایک تحریک استحقاق ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! کونسے نمبر کی ہے؟

سید طاہر احمد شاہ: نمبر تو مجھے پتہ نہیں رات کو میں نے دی تھی۔

جناب سپیکر: اچھا' وہ ابھی میرے پاس فہرست میں نہیں آئی ہے۔ وہ طبع ہو رہی ہے۔ آج یہ ٹیک اپ نہیں ہو سکے گی۔ تو باقی ہمارے پاس جتنی بھی تحاریک استحقاق ہیں یہ پینڈنگ ہیں۔ کسی نہ کسی وجہ سے _____ آج بجٹ پر بحث کا آغاز کرتے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! میری تحریک استحقاق نمبر 12 پینڈنگ ہے اس کو برائے مہربانی آج ٹیک اپ کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آج نہیں اس کو کل ٹیک اپ کریں گے۔

سید طاہر احمد شاہ: سر! کل تو چھٹی ہے۔

جناب سپیکر: اوہ' کل تو چھٹی آگئی ہے۔ اسے ہفتے کو ٹیک اپ کریں گے۔

سید طاہر احمد شاہ: ہفتے کو تو کٹ موشنز کا دن ہے' مطالبات زر پیش ہوں گے۔ یہ چونکہ پینڈنگ چلی آ رہی ہے۔ میری استدعا ہے کہ آپ آج ہی اس کو ٹیک اپ کر لیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! یہ اسی اجلاس میں ٹیک اپ ہو جائے گی آپ فکر نہ کریں یہ رہے گی نہیں۔

سید طاہر احمد شاہ: سر! یہ کہہ رہے ہیں کہ میری ایک اور تحریک استحقاق ہے جو کہ ٹائپ ہو رہی ہے۔ اصولی طور پر تو میں نے ایک گھنٹہ نہیں بلکہ میں نے تو یہ رات کو دی تھی اب تک تو اسے ٹائپ ہو کر اور نمبر لگ کر آ جانا تھا۔ تو پھر ایک دن میں دو پوائنٹ آف پرپلولجز ٹیک اپ نہیں کئے جا سکتے ایک ممبر کی طرف سے' تو اس میں پھر وہ Technical Problem آ جائے گی۔

جناب سپیکر: آپ کا خیال ہے کہ ہمارے پاس اس کے لئے ایک ہی دن ہو گا؟

سید طاہر احمد شاہ: نہیں ابھی تو خیر 20 تاریخ تک اجلاس شائد ہو گا۔

جناب سپیکر: تو 20 تاریخ کو بھی ہے تو ایک روز میں آ جائے گی دوسرے روز دوسری آ جائے گی۔

میزانیہ بابت سال 92-1991ء پر بحث

جناب سپیکر: اب ہم بحث کا آغاز کرتے ہیں۔ اس وقت جو صاحبان موجود ہیں اور جن کے نام میرے پاس ہیں جو بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں اس میں جناب ایس اے حمید صاحب تشریف رکھتے ہیں' حاجی محمد بوٹا صاحب تشریف نہیں رکھتے' ملک محمد دین صاحب تشریف رکھتے ہیں' سید وسیم صاحب' میاں منظور احمد موحل صاحب' جناب غلام صابر انصاری۔ ملک امان اللہ چیمہ اور حاجی سردار خان صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ نواب لیاقت علی خان' چودھری اصغر علی' راجہ صاحب' حاجی احمد خان کھرل' جناب احمد خان بلوچ' چودھری محمد حنیف' چودھری نذر محمد ڈگل' میاں محمود الرشید حاجی ملک گلاب خاں' ڈاکٹر محمد افضل اعزاز' چودھری عبدالمجید اور جناب محمد منشاء اللہ بٹ تشریف رکھتے ہیں۔ ملک جلال دین ڈھکو صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ ملک اقبال صاحب اور رانا ثناء اللہ صاحب تشریف رکھتے ہیں۔ ٹھیک ہے۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: ہمارا نام سب سے آخر پر ہے۔

جناب سپیکر: ملک صاحب! فکر نہ کریں۔ پہلے آ جائے گا۔ شاہ صاحب' آپ کی چٹ نہیں آئی ہو گی۔

سید طاہر احمد شاہ: میں نے آپ سے یہیں اس جگہ پہ کھڑے ہو کے استدعا کی تھی اور آپ سے پوچھا تھا۔ آپ نے فرمایا تھا کہ آپ کو وقت دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: زبانی بات کی ہوگی تو میں نے کہا ہوگا۔

سید طاہر احمد شاہ: میں نے تو ایوان کے ریکارڈ پر یہ بات لائی ہے۔ آپ نے وعدہ فرمایا تھا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے شاہ صاحب آپ کا نام آگیا۔ جناب ایس اے حمید

جناب ایس اے حمید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم○ میں قائد ایوان کو اور جناب وزیر خزانہ کو اس سال کا فاضل بجٹ پیش کرنے پر ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ بڑی دیر کے بعد اس ایوان میں فاضل بجٹ پیش کیا گیا جس میں کم سے کم ٹیکس لگائے گئے۔ یعنی صرف سٹیمپ ڈیوٹی اور پراپرٹی ٹیکس' دو مدوں میں اضافہ کیا گیا۔ اس کے علاوہ کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا۔ یہ بات بھی قابل ستائش ہے کہ اس وقت پنجاب میں تقریباً 250 کروڑ روپے اضافی رقم ہے۔ اس میں سے سو کروڑ کے قریب ڈویلپمنٹ پر خرچ کئے جائیں گے جس میں تمام اراکین اسمبلی کو مساوی بنیادوں پر رقم دی

گئی ہے۔ جو ایک کروڑ روپے کے حساب سے ہے۔ اور اس کے علاوہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے مہربانی کرکے اپنے صوابدیدی کوٹہ سے پچیس لاکھ روپے کی گرانٹ فی ممبر کے حساب سے دی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے ممبران کے درمیان آپس میں جو دوڑ تھی جو مسابقت تھی کہ کسی نہ کسی طریقے سے ایک ممبر دوسرے سے بڑھ چڑھ کر اپنے علاقے کے مسائل کو حل کرنے کے لیے وزیر اعلیٰ کے صوابدیدی کوٹے سے رقم منظور کرائے اس کا کم از کم خاتمہ ہوگا اور تمام اراکین اسمبلی سکون کے ساتھ اپنے اپنے علاقوں کی ترقی کے لیے کام کر سکیں گے۔

جہاں تک بجٹ میں فنڈز مختص کرنے کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے جو خاص شعبے ہیں ان میں سب سے اہم شعبہ تعلیم کا ہے۔ تعلیم کے شعبے میں پچھلے سال کے بجٹ میں 115 کروڑ روپے رکھے گئے تھے۔ اور اس دفعہ 123 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ تعلیم ہمارے ملک کی بنیادی ضرورت ہے اور پاکستان میں جو شرح خواندگی ہے وہ دنیا کے ممالک میں سب سے کم ہے۔ اس ملک میں پڑھے لکھے لوگوں کی تعداد 14 فیصد سے زیادہ نہیں 26 فی صد وہ لوگ ہیں جو صرف پڑھ سکتے ہیں اور جو لوگ پڑھ سکتے ہیں لکھ سکتے ہیں اور سمجھ سکتے ہیں ان کی تعداد 4 فی صد سے زائد نہیں۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ انحطاط پذیر نظام تعلیم میں انقلابی تبدیلیاں لانے کے لئے جنگی بنیادوں پر کام کیا جاتا اور اس کے لئے فنڈز مختص کئے جاتے ہیں۔ لیکن افراط زر ہونے کے باوجود جس کی شرح 30 فی صد تک جا پہنچی ہے 115.15' کروڑ کی بجائے صرف 123 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ جس سے تعلیم کے میدان میں کس خاص ترقی یا پیش رفت کا امکان نہیں ہو جا سکتا اور اس کے ساتھ ساتھ کسی انقلابی اقدام کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ میری نظر میں اس کے لئے زیادہ فنڈز چاہیئے تھا۔ موجودہ فنڈ ٹوٹل کا تقریباً 12 فی صد بنتا ہے۔ میری درخواست ہے کہ اس پر نظر ثانی کی جائے اور اس میں اضافہ کیا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ اگر میں اپنے حلقے کی بات کروں تو گوجرانوالہ شہر میں تقریباً اس وقت میرے حلقے کو چھوڑ کر سات سو کے قریب پرائمری سکول میری ڈویژن کے دوسرے شہر سے کم ہیں۔ اور شہری حلقہ ہونے کے باوجود میرے حلقے میں بعض جگہ مڈل سکول نہیں ہیں میٹرک کے سکول نہیں ہیں اور بچیوں کے سکول نہیں ہیں میں سمجھتا ہوں کہ جب شہری حلقوں میں بھی بچوں اور بچیوں کے لئے مڈل اور پرائمری سکولوں کی کمی ہے تو پھر گاؤں کے سکولوں کی صورتحال کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ میری درخواست ہے کہ اس شعبے میں زیادہ رقم مختص کی جائے۔

اس کے بعد ڈویلپمنٹ اتھارٹیز کی بات کرتا ہوں۔ اس وقت پنجاب میں لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو چار کروڑ روپے دیئے گئے۔ ملتان کو آٹھ کروڑ روپے فیصل آباد کو تیرہ کروڑ روپے' گوجرانوالہ اور

راولپنڈی کو صرف دو کروڑ روپے دیئے گئے گوجرانوالہ اور راولپنڈی کی اتھارٹیز ابھی اپنے ابتدائی مراحل میں ہیں۔ اس لئے چاہئے تو یہ تھا کہ یہ پس ماندہ علاقے ہیں ان کے لئے زیادہ رقم مختص کی جاتی لیکن اس کے لئے صرف دو کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ میں عرض کرونگا کہ گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے لئے چونکہ یہاں بہت سے علاقے اور اضافی بستیاں ہیں جو شہر میں شامل ہو چکی ہیں۔ لہٰذا اس اتھارٹی کے لئے زیادہ رقم مختص کی جائے۔

جناب سپیکر! صحت کے شعبہ میں بھی اسی طرح 138 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ شعبہ صحت بھی تعلیم کی طرح بالکل عدم تحفظ کا شکار ہے اور ہسپتال میں ادویات کی چوری' وہاں پر مریضوں کو طبی سہولیات کی کمی اور دیہی علاقوں میں خاص طور پر سٹاف کا نہ ہونا اور اس کے علاوہ وہاں پر ادویات کی کمی ہمارا زندگی کا عام مسئلہ ہے۔ اس کے لئے بھی کوئی بنیادی تبدیلیاں لانے کی کوشش نہیں کی گئی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وزیر صحت نے اس معاملہ میں کافی پیش رفت کی ہے۔ انہوں نے کام کیا ہے اور کوشش کی ہے کہ مراکز جو ڈاکٹر صاحبان ہیں اور میڈیکل کا سٹاف ہے دیہی مراکز میں جائے لیکن ابھی تک بہت سے دیہی مراکز عملہ سے بالکل خالی ہیں۔ تو میری یہ تجویز ہے کہ اس شعبہ میں بھی انقلابی تبدیلیاں لائی جائیں اور جن جن ہسپتالوں میں ڈاکٹر نہیں ہیں وہاں پر ان کی تعیناتی کے لئے پروگرام بنایا جائے۔ گوجرانوالہ شہر میں ڈسٹرکٹ ہسپتال ہے اس میں اس وقت صرف 22 ڈاکٹر ہیں اور 26 ڈاکٹروں کی مزید ضرورت ہے۔ اسی طرح وہاں پر 22 نرسوں کی بھی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! میں صرف دو منٹ میں اپنی بات ختم کرونگا۔ موجودہ بجٹ میں جو self Employment scheme ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ کامیاب سکیم ہے۔ اس میں بے روزگاری کو ختم کرنے کے لئے ہمارے پاس بہترین مواقع ہیں اور یہ اس وقت عملی طور پر بہترین کردار ادا کر رہی ہے۔ اس کے علاوہ جہیز فنڈ' بیت المال اور زکوٰۃ فنڈ کے نظام میں بھی تبدیلی لائی جائے۔

جناب سپیکر! پولیس کے لئے کوئی فنڈز نہیں رکھے گئے۔ میں سمجھتا ہوں اس وقت پولیس کو زیادہ فنڈز کی ضرورت ہے کیونکہ بہت سے علاقوں میں' بہت سے شہروں میں پولیس کی نفری کم ہے میرے اپنے ضلع میں تقریباً اس وقت تیرہ سو افراد کی نفری کم ہے میری درخواست ہوگی کہ پولیس کے شعبہ میں فنڈز رکھے جائیں تاکہ جو ضلعی ہیڈکوارٹرز ہیں وہاں جو پولیس کی کمی ہے اس کو پورا کیا جائے جناب سپیکر! چونکہ وقت کی قلت ہے لہٰذا میں اپنی بات تفصیل سے عرض نہیں کر سکتا میری یہ چند گزارشات ہیں اس کے ساتھ ساتھ ایک بنیادی بات جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ایک

فیصلہ کیا گیا تھا کہ Japan Loan کے تحت تمام ڈویژنل ہیڈکوارٹرز میں ماڈل ہسپتال قائم کئے جائیں گے۔ پنجاب کے باقی ڈویژن ہیڈکوارٹرز میں ماڈل ہسپتالوں کے قیام کے لئے فنڈز مختص کر دیئے گئے ہیں لیکن گوجرانوالہ کے لئے کسی قسم کا کوئی فنڈز مختص نہیں کیا گیا۔ میری یہ درخواست ہوگی کہ جب میرٹ کی بات کی جاتی ہے تو میرٹ کے مطابق فیصلے کئے جاتے تو پھر گوجرانوالہ میں بھی ماڈل ہسپتال کا قیام عمل میں لایا جائے۔ بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر: جناب راجہ خلیق اللہ خاں صاحب!

راجہ خلیق اللہ خاں: جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بحث کے لئے موقع دیا ہے۔ جو بجٹ حکومت پنجاب نے پنجاب کے لئے پیش کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بہتر بجٹ نہ کوئی پہلے آیا اور مجھے توقع ہے کہ آئندہ بھی اس سے بہتر بجٹ پنجاب کے عوام کو مہیا کیا جائے گا۔ اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ لیڈر آف اپوزیشن نے کم از کم پانچ چھ گھنٹے کی تقریر کی ہے لیکن اس میں پانچ گھنٹے فیڈرل بجٹ پر صرف کئے ہیں۔ یعنی اس بجٹ میں وہ ایسی کوئی چیز نہیں پاسکے جسے وہ تنقید کا نشانہ بناسکتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ قائد حزب اختلاف کو تنقید کے لئے کوئی موضوع نہیں ملا۔ تو سوائے دو دونے چار اور چار دو نے آٹھ کے انہوں نے قطعی کوئی بات ایسی نہیں کی جس سے اس بجٹ میں کوئی کمی محسوس کر سکیں۔

اب میں اپنے حلقے کی بات کرتا ہوں جناب! اگر آپ تعمیر وطن پروگرام دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ وزیر آباد تحصیل کو مکمل طور پر نظر انداز کر دیا ہے - میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ میرے پاس تعمیر وطن پروگرام ہے۔ اس میں ہر جگہ ہر تحصیل پر۔ ہر ضلع میں' ہر علاقے میں سڑکیں دی گئی ہیں۔ ہسپتال دیئے گئے ہیں اور جاری سکیموں پر جو رقم خرچ کی جانی تھی وہ بھی درج ہے۔ لیکن بدقسمتی سے اہالیان تحصیل وزیر آباد کو بالکل نظرانداز کر دیا گیا ہے۔ میں یہاں یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ یہ ہماری بدقسمتی تھی کہ ہمارے اپنے حلقے میں آئی جے آئی کا اور مسلم لیگ کا کوئی امیدوار 91-1990ء میں نہیں آسکا۔ لیکن عوام تو وہاں موجود ہیں ان کو اس کی سزا کیوں دی گئی؟ میں جب پچھلی دفعہ ممبر صوبائی اسمبلی تھا تو میں نے اپنے حلقے کے چند دیہات کے لئے نلکی آب اور سیوریج کی سکیمیں دی ہوئی تھیں جو منظور شدہ تھیں۔ اسی طرح میں نے ہسپتال کی تعمیر کے لئے سکیم منظور کرائی ہوئی تھی۔ لیکن بدقسمتی سے میری شکست کے بعد وہ سکیمیں دوسرے علاقوں میں منتقل کر دی گئیں اور نہ صرف منتقل کر دی گئیں بلکہ اس میں میرے اپنے دوستوں کا بھی ہاتھ تھا جو امیدوار

میرے مخالف کھڑا ہوا تھا جس کی وجہ سے میں اور پٹھہ صاحب شکست کھا گئے تھے اس کے گاؤں میں وہ سکیمیں بھیج دی گئیں۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو کمی ہمیں اس تعمیر وطن پروگرام میں محسوس ہوئی ہے وہ اگر وزیر خزانہ صاحب موجود ہوتے یا وزیراعلیٰ صاحب موجود ہوتے تو میں ان کو نشاندہی کرتا کہ کس طرح ہمیں ہمارے حق سے محروم کیا گیا ہے۔ تو میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ آپ کم از کم میری طرف سے وزیر خزانہ کو وزیراعلیٰ پنجاب کو یہ کہیں کہ جن سکیموں پر میرا حق تھا' جو سکیمیں میں نے شروع کی تھیں کم از کم ان کی جو رقم ہے وہ خاص طور پر مجھے مختص کی جائے تاکہ جب میں وزیر آباد جاؤں تو میں ان کو خوشخبری سنا سکوں۔ محترم جناب سپیکر! میرا وزیر آباد کا جو حلقہ ہے اس میں Industrial Estate نہیں ہے۔ بنیادی طور پر وزیر آباد کاریگر پیدا کرتا ہے۔ پچھلے سال اور اس سے پچھلے سال کی تفصیلات آپ دیکھیں تو آپ کو یہ احساس ہو گا کہ وزیر آباد نے پندرہ کروڑ روپے سے لے کر بیس کروڑ روپے تک زرمبادلہ کمایا ہے اور میں یہ فخر کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اگر وزیر آباد کو موقع دیا جائے تو وہ اس سے زیادہ رقم زرمبادلہ کی صورت میں کما سکتے ہیں۔ میں وزیر صنعت سے یہ درخواست کروں گا کہ ایک Industrial Estate جس کا وزیر آباد کو حق ہے اس کو ملنی چاہیے کیونکہ وہاں کے لوگ پیدائشی کاریگر ہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے کس انداز سے کام کرنا ہے اور کس انداز سے ہم نے قوم اور ملک کی خدمت کرنی ہے۔

جیسے میں نے عرض کیا کہ تعمیر وطن پروگرام میں شاید ہمارا وزیر آباد کا حصہ شامل نہیں ہے۔ اگر یہ شامل ہوتا تو کوئی نہ کوئی سکیم اس پروگرام میں شامل ہوتی۔ آپ دیکھ لیں کہ میرے حلقے میں ایک سڑک بھی نہیں دی گئی اور نہ کوئی سکیم اس میں شامل ہے۔ ہمارے علاقے جسے ہم بیلا کہتے ہیں وہاں پینے کا پانی نہیں ہے اور وہاں کوئی رابطہ سڑک نہیں ہے اور وہاں آج بھی دودھ تین اور چار روپے کلو فروخت ہو رہا ہے صرف اسی وجہ سے کہ وہاں پر کوئی رابطہ سڑک نہیں ہے اور وہاں کے لوگ وہاں پر ہی دودھ صرف تین یا چار روپے کلو فروخت کر دیتے ہیں۔ تو جناب والا! میں آپ کی وساطت سے حکومت سے درخواست کروں گا کہ جب تک وہاں پر کوئی سڑک نہیں بنے گی اس بیلا میں جو کنارے پر آباد ہے وہاں پر کبھی بھی ترقی نہیں ہو سکتی۔

اس کے علاوہ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے حلقے میں دو تین ڈرینج سکیمیں دی ہوئی ہیں۔ جناب والا! میرے دو گاؤں میں یہ سکیمیں منظور ہو چکی تھیں لیکن بدقسمتی سے ان دونوں سکیموں کو وزراء صاحبان دوسرے حلقوں میں لے گئے ہیں۔ تو میں یہ بھی مطالبہ کروں گا کہ ہمیں جو فنڈز مہیا کئے گئے ہیں ان میں تھوڑا سا اضافہ کر دیا جائے تاکہ ہمارے جن حلقوں کا حق چھین لیا گیا ہے ان

لوگوں کو ان کا حق ملے تاکہ وہ بھی پاکستان کے دیگر گاؤں کے برابر آسکیں۔

دوسرے جناب والا! میں عرض کرتا ہوں جیسے کہ جناب شیخ صاحب نے کہا ہے کہ تمام ڈویژنوں کو ایک ماڈرن ہسپتال دیا گیا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ ہمارے علاقے کے ہسپتال کو وہاں سے اٹھا کر کسی اور جگہ پر کیوں لے جایا جا رہا ہے۔ جناب والا! ہماری یہ خوش قسمتی ہے کہ یہاں پر ہمارے دو وزیر صاحبان بھی ہیں اور ایک مشیر بھی ہے۔ لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ اگر ان کی موجودگی میں یہ ہسپتال وہاں سے اٹھا کر کسی اور جگہ لے جایا گیا تو اس علاقے کے لوگ ان کے خلاف ہو جائیں گے تو جناب! میں ان وزراء صاحبان سے درخواست کرتا ہوں کہ کم از کم وہ ہسپتال جو ہر ڈویژن میں بنایا جا رہا ہے اسے کس طرح وہاں سے منتقل کر کے کسی اور جگہ پر نہ لے جایا جائے۔ ان کو کس لئے یہاں پر وزیر بنا کر بٹھایا ہوا ہے وہ کس لئے یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں جب اس علاقے کے حقوق چھینے جا رہے ہیں اور وہ مسکرا کر ہمیں جواب دے رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ کوشش کرتے ہیں میں تو کہتا ہوں کہ یہ کوشش کرتے ہی نہیں۔ تو میں ان سے یہ درخواست کروں گا کہ براہ مہربانی اس علاقے کا جو حق ہے وہ تو انہیں دلوا دیں۔

آخر میں جناب سپیکر! میں آپ کا شکرگزار ہوں لیکن جناب والا! مشکل تو یہ ہے کہ آج نہ تو وزیراعلیٰ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اور نہ ہی وزیر خزانہ صاحب یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور نہ فنانس سیکرٹری بیٹھے ہوئے اور میں اپنے بھائیوں کو اپنا رونا اور اپنی تکلیفیں سنا رہا ہوں' ہو سکتا ہے کہ وہاں تک میری بات پہنچ جائے اور جو حق ہم سے چھینا گیا ہے وہ ہمیں واپس مل جائے۔ بہت بہت شکریہ۔ خدا حافظ۔

جناب سپیکر: جناب سعید قریشی صاحب۔

الحاج سعید احمد قریشی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ جناب سپیکر! آج میں سب سے پہلے جناب وزیراعلیٰ پنجاب جناب غلام حیدر وائیں اور وزیر خزانہ پنجاب مخدوم زادہ شاہ محمود قریشی کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں اور ساتھ ہی ساتھ میں اس بجٹ میں بہت ساری چیزوں کی طرف نشاندہی کرنا چاہتا ہوں۔

سب سے پہلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سال رواں کا نظرثانی شدہ بجٹ جیسا کہ انہوں نے اپنی تقریر میں فرمایا ہے کہ 29 ارب 40 کروڑ اور 69 لاکھ روپے کا تھا اور 92-1991ء کا موجودہ بجٹ 38 ارب 76 کروڑ روپے کا ہے لیکن جیسا کہ انہوں نے فرمایا ہے یہ اضافہ کی بات نہیں ہے پہلی بات

تو یہ ہے کہ انہوں نے اپنی تقریر میں خود فرمایا ہے کہ وفاق سے پنجاب کو 11 ارب 41 کروڑ روپے منتقل ہوئے ہیں اور وہ قومی مالیاتی کمیشن کے ذریعے ملے ہیں اس رقم کو ان 29 ارب اور 11 ارب کے ساتھ شامل کر کے یہ سالانہ بجٹ چالیس ارب کا ہونا چاہیئے تھا جبکہ اب ان کا صرف 38 ارب اور 56 کروڑ کا بجٹ ہے۔ جناب سپیکر! جناب وزیر خزانہ صاحب نے بہت ہی چابک دستی سے ایک بات فرمائی ہے کہ غیر ترقیاتی اخراجات میں اضافہ بہت ہی کم ہوا ہے اور انہوں نے آگے چل کر خود ہی فرمایا ہے کہ 2 ارب 35 کروڑ روپے کا اضافہ صرف تنخواہوں کی وجہ سے ہوا ہے لیکن جب میں نے اس پر غور کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ ان کا موجودہ سال کا بجٹ 36 ارب 50 کروڑ روپے کا ہے جبکہ سابقہ بجٹ 31 ارب روپے کا تھا اس طرح یہ فرق تقریباً" 5 ارب روپے کا بنتا ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کے ساتھ ہی جو انہوں نے فرمایا ہے کہ ہم اس کمی کو پورا کرنے کے لئے جو مختلف فالتو تھے ان کو بند کرنے کی کوشش کر رہے ہیں تو جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے صوبہ پنجاب میں بے روزگاری بڑھے گی اور جناب والا! ساتھ ہی یہ فرماتے ہیں کہ بچت کمیٹی کی رپورٹ پر جو جو اقدامات کئے ان پر عملدرآمد کی سفارشات بھی موجود ہیں۔ جناب والا! میں آپ کی معرفت ان سے گزارش کروں گا کہ اس بچت کمیٹی کے جو بھی اقدامات یا سفارشات ہیں ان کو اگر اسمبلی میں پیش کیا جاتا تو ہمیں معلوم ہوتا کہ حکومت کون سے اقدامات ابھی تک کر چکی ہے اور کون سے اقدامات ابھی باقی ہیں۔ جہاں تک اپنی آمدنی بڑھانے کا تعلق ہے جناب وزیر خزانہ نے صوبہ پنجاب میں سوائے ایک MDC کے اور کوئی آمدنی بڑھانے کی بات نہیں کی جو اس مفروضے پر مبنی ہے کہ آئندہ اتنی آمدنی ہو سکے گی لیکن جناب یہ معلوم نہیں ہے کہ وہ آمدنی مستقل رہے گی یا صرف اس سال کا انہوں نے اندازہ لگایا ہے۔

جہاں تک اس بجٹ میں تحریک پاکستان کے شہداء کی یادگار بنانے کی بات کی ہے یہ جناب والا! انتہائی اچھی بات ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ زندہ قومیں اپنے محسنوں کو کبھی بھولا نہیں کرتیں اور یہی محسن ہیں جن کی وجہ سے آج ہم قوم کے نام پر، مسلمانوں کے نام پر اور پاکستانیوں کے نام پر پہچانے جاتے ہیں انہوں نے ہمیشہ یہ بات روا رکھی ہے اور شہداء تحریک پاکستان اور ان کی ارواح یہ کہتی ہیں وہاں اس چیز کا بھی تقاضا ہوتا ہے کہ جس کے لئے ہم نے پاکستان بنایا تھا اور اس پاکستان کے لئے ہم نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا تھا یہ بات ہمیشہ ان کے ریکارڈ پر آتی رہی ہے اور وہ یہ چاہتے ہیں کہ پاکستان ایک فلاحی مملکت ہو پاکستان میں اسلامی مساوات قائم ہو اور اس میں چھوٹے اور بڑے کی تمیز نہ ہو لیکن جہاں کارکنان پاکستان اور تحریک پاکستان کے لئے ٹرسٹ اور نظریہ پاکستان کی اکیڈمی

کے لئے 50 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں اس بارے میں جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ یہ تجویز تو بہت اچھی ہے لیکن کیا ہی بہتر ہوتا کہ آپ تحریک پاکستان کے کارکنان کے بچوں کے لئے خصوصی مراعات رکھتے اور ان کو کوئی روزگار مہیا کرنے کی کوئی بات کرتے اور ان کے لئے کوئی خصوصی اعلان جناب وزیراعلیٰ یا وزیر خزانہ فرماتے ان کی اپنی اچھی حالت نہ ہونے کی وجہ سے ان کے پاس نہ تو ایسے وسائل ہیں اور نہ ہی ان کے پاس اچھے کالج' نہ ہی ان کے پاس اچھے سکول ہیں تو وہ کیسے ان مراعات سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور وہ صاحبان جو ہمیشہ یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے بھی بچے اس پاکستان کی خدمت کر سکیں تو ان کو کیسے یہ وسائل میسر آ سکیں گے میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ تحریک پاکستان کے کارکنان ہمیشہ ہی اس بات کو اس انداز سے کہتے رہتے ہیں جیسے پچھلی صفوں میں بیٹھے ہوئے ہمیشہ یہ بات فرماتے ہیں۔

ہم ہی چراغ کی لو ہم ہی ہیں پروانے
یہ اور بات ہے محفل ہمیں نہ پہچانے

جناب سپیکر! کارکنان تحریک پاکستان کے لئے اور شہدائے تحریک پاکستان کے لئے پانچ کروڑ روپیہ رکھا گیا اور ان کے ٹرسٹ کے لئے پچاس لاکھ روپے رکھے گئے ہیں اگر ان کی مالی امداد کرنے کے لئے بلا سود قرضے کی کوئی سکیم جاری کی جاتی تو اچھا ہوتا تاکہ وہ بھی اس زمانے کی دوڑ میں حصہ لے سکتے۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ وہ صرف پاکستان سے محبت کرنے والے ہیں اور پاکستان کے پروانے ہیں لیکن ان کو یہ سزا نہ دی جائے بلکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے پاس جو کچھ بھی ہے۔ یہ ایم پی اے ہیں یا ہم لوگوں میں سے جو وزیراعظم' صدور اور وزرائے اعلیٰ بنتے ہیں ہم انہی کی وجہ سے ہیں اور ان ہی کے مرہون منت ہیں۔ مجھے تو یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ آج جہاں پانچ کروڑ روپے سے تحریک پاکستان کے شہداء کے لئے یادگار بنائی جاتی ہے تو وہاں زندہ کارکنوں کے لئے' ان کے بچوں کے لئے کوئی ایسی سکیم کیوں نہیں تیار کی جاتی۔

جناب وزیر خزانہ نے اپنی تقریر میں ایک بہت ہی اچھی سکیم جاری کی ہے۔ اہل قلم کے لئے رائٹر ٹرسٹ قائم کیا گیا ہے۔ یہ ٹرسٹ ایک کروڑ روپے سے قائم کیا گیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کی تفصیل اگر اخبارات میں یا اپنی پریس کانفرنس میں جناب وزیر خزانہ فرماتے تو اس سے اہل قلم کو بہت ہی زیادہ حوصلہ ہوتا۔

اس طرح اس بجٹ میں جو مستحق طلباء کے لئے امداد و اعانت کے لئے پانچ کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ لفظ "مستحق" کی ضرور تعریف کرنی چاہیے۔ اس کا criteria مقرر کرنا

چاہیے۔ اس کو وضاحت کے ساتھ سمجھا دیا جائے تاکہ ہمیں یہ سمجھ آ جائے کہ "مستحق" کس کو کہا جاتا ہے۔ میرے تمام دوستوں نے پرسوں سے لے کر آج تک ہمیشہ اس مستحق لفظ پر اندیشے کا اظہار کیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جناب وزیر خزانہ اور وزیراعلیٰ اس مستحق لفظ کی ضرور وضاحت کریں گے۔

جہاں تک اردو زبان کی ترویج کے لئے 50 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بالکل ناکافی ہیں۔ یہ بہت بڑا کام ہے۔ صرف ٹائپ رائٹروں کی خریداری سے اردو کی ترویج اور اس کی خریداری نہیں ہو سکے گی اور نہ ہی اس کی ترویج کے لئے کوئی مثبت کام ہو سکے گا۔

بیت المال قائم کیا گیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی اچھا کام ہے لیکن اس کو سمجھنے کے لئے اس میں سیاسی اندیشوں کو دور کر دینا چاہیئے اور اس کے لئے صاف طور پر یہ بتا دیا جائے کہ بیت المال سے ہر مستحق آدمی استفادہ حاصل کر سکے گا۔

جناب وزیر خزانہ نے جہاں دوسری باتوں کو مدنظر رکھا ہے وہاں پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ اور سب سے بڑی جماعت' سب سے بڑی کمیونٹی جو کاشتکاروں کی ہے اس کے لئے بہت اچھی بات کی ہے کہ ایوان زراعت کی تعمیر کے لئے 40 لاکھ روپے رکھے ہیں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ کاشتکاروں کو Adhocism کے طور پر دیئے گئے ہیں۔ اس میں نہ تو انقلابی قدم اٹھانے کے لئے کوئی بات کی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ کاشتکاروں کے لئے میری یہ تجویز ہے کہ کوئی ایسا پروگرام بنایا جائے کہ کاشتکاروں کو مفت زرعی ادویات دی جائیں۔ زرعی آلات کے لئے ان کو مستقل بلا سود قرضے دیئے جائیں تاکہ یہ کاشتکاران اپنے اپنے علاقوں میں' اپنے اپنے ضلعوں میں' اپنی اپنی تحصیلوں میں مستقل کام کر کے دکھائیں۔

تعمیر وطن پروگرام کے لئے جہاں دوسرے اقدامات کئے گئے ہیں اس میں سیلف ایمپلائمنٹ سکیم سے بہت سارے لوگوں کو فائدہ ہو رہا ہے اور جناب وزیر اعلیٰ صاحب نے 2% سے ڈیوٹی کم کرے کے 50ء0% جو رکھا ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کا بہت ہی اچھا اثر پڑے گا لیکن جناب وزیراعلیٰ صاحب کی خدمت میں ایک بات اور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بلدیاتی اداروں نے اپنے اپنے حلقوں میں ایک ہزار روپے سے لے کر پانچ ہزار روپے تک نقشہ پاس کرنے کی جو فیس مقرر کر رکھی ہے اس کو منسوخ کیا جائے اور اس کے لئے پانچ یا دس روپے فلیٹ ریٹ مقرر کیا جائے تاکہ آسانی سے لوگوں کے نقشے پاس ہو سکیں۔

جناب والا! میں جناب وزیراعلیٰ صاحب کی خدمت میں ایک بات اور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ

سیلف ایمپلائمنٹ سکیم کے تحت جہاں آپ نے چھ ہفتے کا ٹائم اس قرضے کے حصول کے لئے مقرر رکھا ہے وہاں پر بجلی کا کنکشن، ٹیلی فون اور گیس کی فراہمی کے لئے بھی وقت مقرر کیا جائے تاکہ یہ بات آسان ہو سکے اور اس کا خاطر خواہ فائدہ ہو سکے۔

جہاں تک اس بجٹ میں تعلیم کا معاملہ رکھا گیا ہے۔ تعلیم کا معاملہ انتہائی گمبھیر اور تشویش ناک حد تک موجود ہے۔ ملک میں شرح خواندگی صرف 26% ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ 26% بھی نہیں ہے بلکہ یہ 26% سے گھٹ کر 21% ہو گئی ہے۔ اس کے لئے جناب وزیر خزانہ نے اور جناب وزیر اعلیٰ صاحب نے ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا ذکر کیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ خوش آئند بات آپ نے ہمیں سمجھائی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ آپ کو سب سے پہلے ان کو فیسوں کے معاملے میں پابند کرنا ہو گا۔ جناب سپیکر! میں یہ بات آپ کی وساطت سے جناب وزیر اعلیٰ صاحب کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ آپ ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے تحت تجارتی بنیادوں پر یا نجی اداروں کو امداد تو دینا چاہتے ہیں لیکن ان کو فیس کے معاملے میں پابند کیا جائے۔ یہ نہ ہو کہ یہ بھی اپنی تجارت شروع کر دیں اور اس سے اور زیادہ اخلاق بگڑ جائے جس طرح کہ ابھی امتحانات کا مسئلہ آ رہا ہے۔ تعلیم کے معاملے میں امتحانات اور ساتھ میں جو بوٹی مافیا کا مسئلہ چل گیا ہے اس پر کنٹرول کرنا بہت ضروری ہے۔ میں جناب وزیر تعلیم صاحب کی خدمت میں اس بات کی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ نظام تعلیم کو درست کرنا نہایت ضروری ہے جس میں تبادلے اور داخلوں کا معاملہ بہت اہم ہے۔

جناب سپیکر! میں صرف دو منٹ اور عرض کرنا چاہتا ہوں۔ میں ابھی اپنے علاقے کے مسائل کی طرف تو آیا ہی نہیں۔ تعلیم کی طرف اگر دھیان دیا جائے تو میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس تعلیم کے محکمے میں ایک تو داخلوں کا مسئلہ ہے جو کھیل کی بنیاد پر دیا جا رہا ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ کھیل کی بنیاد کی بجائے اگر ان کو اضافی نمبر دینے کی بات کی جائے تو بہتر ہو گا جس طرح کہ NCC کے لئے پہلے ہی آپ نے 20 نمبر رکھے ہوئے ہیں اس طرح ان کو نمبر دیئے جائیں تو دوسرے مستحق لوگوں کا حق بھی قائم رہے گا۔

جناب سپیکر! میرے علاقے میں اگرچہ شہری علاقہ موجود ہے لیکن سارا علاقہ شہری ہونے کی وجہ سے وہاں پر تعلیم کے شعبہ میں داخلوں کا مسئلہ بہت بڑا ہے اور تعلیم کے حصول کے لئے داخلوں کے مسئلے کے لئے میں ایک تجویز پیش کرتا ہوں کہ شہری علاقوں میں ڈبل شفٹ اور ڈبل سٹوری سکول بنانے کی تجویز پر عملدرآمد کیا جائے اس سے بہت سارے مسائل کا حل ہو جائے۔

جناب وزیر اعلیٰ اور جناب وزیر خزانہ صاحب ملتان سے تعلق رکھتے ہیں۔ جناب وزیر خزانہ ضلع

سے تعلق رکھتے ہیں اور وزیراعلیٰ صاحب ہمارے ڈویژن سے تعلق رکھتے ہیں لیکن میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ بقول شاعر:

میرے پاس سے ہی گزرے میرا حال تک نہ پوچھا
میں کیسے مان جاؤں کہ وہ دور جا کر روئے

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: مکرر مکرر۔ شعر کو ذرا دوبارہ پڑھیں ـــــــ

الحاج سعید احمد قریشی:

میرے پاس سے ہی گزرے میرا حال تک نہ پوچھا
میں کیسے مان جاؤں کہ وہ دور جا کر روئے

جناب سپیکر! میں جناب وزیراعلیٰ صاحب کی خدمت میں اور جناب وزیر خزانہ صاحب کی خدمت میں ایک بات اور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ زراعت ہمارے ملک کی معیشت ہے اور اس معیشت کو ٹھیک کرنے کے لئے بہت ساری چیزوں کی ضرورت ہے۔ میں اپنی طرف سے دو یا تین تجاویز آپ کے سامنے عرض کرتا ہوں کہ جس طرح پاکستان کی بقا ضروری ہے اس طرح ہماری معیشت کی بقاء بھی ضروری ہے۔ زراعت پیشہ لوگوں کو اجناس کی قیمت بڑھا کر اور دوسری ادویات اور زرعی آلات مہنگا کرنے سے مسائل حل نہیں ہوں گے بلکہ ان کو ترغیب دینے سے بات بنے گی اور اس کے لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ زرعی ادویات بنانے کی فیکٹری لگا کر غیر ملکی ادویات کو یہاں آنے سے روکا جائے اور ان ادویات کو مفت تقسیم کیا جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ قریشی صاحب۔

جناب ایس اے حمید: پوائنٹ آف آرڈر سر۔ جناب سپیکر! آج بجٹ پر بحث کا دن ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی اہم امر ہے۔ وزیر خزانہ اور دوسرے وزراء کرام کو یہاں پر ہونا چاہیے تھا۔ جو فاضل ممبران اسمبلی میں آج اپنے اپنے علاقوں کے بارے میں یا بجٹ کے بارے میں بحث کرتے ہیں یا تجاویز دیتے ہیں کم از کم ان کو نوٹ کیا جائے اور ان کی جو Winding Speach ہے اس میں ان کا جواب دیں لیکن مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج نہ تو وزیر خزانہ ہی یہاں موجود ہیں' نہ لاء منسٹر موجود ہیں' نہ وزیر صحت موجود ہیں اور نہ ہی دوسرے اور وزراء موجود ہیں۔ بہت کم جو وزراء کرام اور پارلیمانی سیکرٹری یہاں موجود ہیں۔ تو یہ جو ممبران آج بحث میں حصہ لے رہے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ جب تک ان کے سامنے کوئی ہدف نہ ہو' کوئی سننے والا نہ ہو اس وقت تک اس کا کوئی

فائدہ نہیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: حمید صاحب نے بڑی صحیح بات کہی ہے کہ بجٹ پر بحث ہے کم از کم وزیر خزانہ کو تو ہاؤس میں ہونا چاہیے اور وزیر قانون صاحب بھی نہیں ہیں کس سے کہیں کہ وزیر خزانہ صاحب کو یہ کہیں کہ ان کو یہ بتائیں کہ انہیں ہاؤس میں بیٹھنا چاہیئے۔ چودھری اقبال صاحب انہیں پیغام پہنچائیں کہ انہیں ہاؤس میں بیٹھنا چاہیئے۔ شکریہ چودھری صاحب ____ اور دیگر وزراء کرام بھی جن کے محکمہ جات کے بارے میں یہاں معزز اراکین اسمبلی اظہار خیال کرنا چاہتے ہیں' جو صاحبان یہاں نہیں بیٹھے ان کو یہاں ہاؤس میں ہونا چاہیے۔ یہی تو ایک وقت ان کی بات کرنے کا ہے' یہ چاہتے ہیں کہ ان کی بات متعلقہ کوارٹرز تک پہنچ جائے۔

رانا اکرام ربانی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ قومی اسمبلی کے سپیکر' محترم گوہر ایوب خان صاحب کی ایک رولنگ کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ

Absence of Minister amounts to the breach of privilege.

اس کے بارے میں ہم باقاعدہ تحریک استحقاق پیش کریں یا آپ اس کا از خود نوٹس لیں گے؟

جناب سپیکر: رانا صاحب! مجھے کسی ایسی رولنگ کا علم نہیں ہے کہ انہوں نے یہ کہا ہو کہ وزراء کا ایوان میں نہ آنا استحقاق کا مجروح ہونا ہے۔ اگر کوئی ایسی بات آپ کے علم میں ہے تو آپ اسے باقاعدہ انداز میں پیش کریں اس پر میں فیصلہ دوں گا۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا! کیا قانون میں یا آئین میں کوئی ایسی گنجائش نہیں ہے جس سے اجلاس کے دنوں میں عبوری وزراء بنائے جا سکیں؟ عبوری وزراء پر یہ پابندی لگا دی جائے کہ وہ اجلاس میں حاضر رہیں۔ اس کے بعد دوسرے وزراء اپنے کام کرتے رہیں۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: آپ کی مراد یہ ہے کہ اجلاس کے لئے اور وزراء بنا لئے جائیں؟

چودھری اصغر علی گجر: جی ہاں! اجلاس کے دنوں کے لئے عبوری وزراء بنا دیئے جائیں۔

جناب سپیکر: اور محکمہ جات کے لئے اور وزراء ہوں۔

چودھری اصغر علی گجر: جی ہاں!

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! چودھری اصغر علی گجر صاحب کی یہ تجویز ہمیں منظور ہے۔ کیونکہ یہ

وزراء تو ایوان کے کام میں دلچسپی نہیں لیتے' ان کی تو کم از کم ڈیوٹیاں ہی یہی ہوں گی' اسی کام کے وزیر ہوں گے تو بہتر یہ ہے کہ ایک نئی روایت قائم کر دی جائے۔

جناب سپیکر: جناب پیر ذوالفقار علی چشتی صاحب

پیر ذوالفقار علی چشتی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ جناب سپیکر! آپ کا بہت بہت شکریہ آپ نے مجھے وقت عنایت فرمایا کہ میں اپنے خیالات کا اظہار کر سکوں۔ اس کے بعد میں وزیر خزانہ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں اور انہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں جنہوں نے ان نا مساعد حالات میں بھی ایک فاضل بجٹ پیش کیا ہے۔

جناب سپیکر ض خلیجی جنگ کے اثرات کی وجہ سے تیل کی قیمتوں میں اضافہ ہوا اور جس کے اثرات تمام شعبہ ہائے زندگی میں مرتب ہوئے۔ پاکستان کی برآمدات میں کمی واقع ہوئی اور دوسری طرف امریکہ نے امداد بند کرنے کی دھمکی دے کر ہماری پیٹھ میں چھرا گھونپنے کے مترادف فیصلہ کیا۔ جناب سپیکر! صوبائی حکومت نے ان نا مساعد حالات میں فاضل بجٹ پیش کر کے ایک اچھی روایت قائم کر دی۔

جناب والا! اس کے بعد میں اعداد و شمار کے دھندے میں پڑنے کی بجائے چند معروضات پیش خدمت کروں گا۔ پہلی میری گزارش ہے کہ ملازمتوں پر جو پابندی لگائی گئی مجھے اس سے اختلاف ہے۔ سکولوں کے طلباء کے لئے اساتذہ کا ہونا بہت ضروری تھا جس پر پابندی لگا دی گئی ہے میرے خیال میں اگر وزراء' مشیروں اور سیکرٹریوں کی تعداد نصف کر دی جاتی تو یہ زیادہ بہتر تھا۔ اگر پابندی لگانی تھی تو وزیروں مشیروں اور سیکرٹریوں کے دوروں پر پابندی لگانی چاہیے تھی۔ ان کے مکانات کی آرائش' ایئر کنڈیشنوں پر اور ٹیلی فونوں پر پابندی لگتی۔ میرے خیال میں یہ پابندی درست نہیں ہے۔

دوسری میری جو معروضات ہیں ان میں سے سب سے پہلے میں تعلیم کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ جناب والا! دیہاتوں میں جتنے بھی سکول ہیں ان میں ابھی تک تعلیم کا فقدان ہے' کئی جگہوں پر اساتذہ کرام سکولوں میں نہیں آتے' کبھی بھی ان کی نگرانی نہیں کی گئی ہے۔ میرے خیال میں وہاں پر جو بھی ایڈمنسٹریٹر مقرر کئے جاتے ہیں' ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر مقرر کئے جاتے ہیں ان کا کام ماسوائے دفتروں میں بیٹھنے کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ دوسری بات جو میں جناب کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ دیہات میں جتنے بھی سکول اور کالج ہیں ان میں Agro Base تعلیم جاری کی جائے اور پہلی جماعت سے لے کر ہائر سیکنڈری سکول تک' ان کو اگر آپ کم از کم ڈاکٹر نہیں بنا سکتے تو ڈسپنسر

ضرور بنائیں تاکہ وہ Agro base تعلیم حاصل کر سکیں۔ ان کے لئے جو اساتذہ مقرر کئے جائیں وہ ایگریکلچر کالج کے ایم۔ ایس۔ سی پاس ہوں ان کو پانچ سال کے لئے وہاں پر تعلیم دینے کے لئے تعینات کیا جائے اور اس کے بعد ان کو دفتروں میں لگایا جائے۔

دوسری میری گزارش یہ ہے کہ پاکستان کا مستقبل زراعت سے وابستہ ہے۔ خود انحصاری کے حوالے سے بھی اور صنعتوں کا جال بچھانے کے سلسلے میں بھی زراعت کی طرف خصوصی توجہ دی جانی ضروری ہے۔ میں اس سلسلے میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ اخبارات میں خصوصاً" نوائے وقت میں یہ عمومی طور پر لکھا جاتا ہے کہ ملک میں زرعی ٹیکس نافذ کر دیا جائے' آپ خود جناب کاشت کار ہیں آپ اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ کاشت کار پہلے ہی ٹیکسوں کے بوجھ تلے دبا ہوا ہے۔ میونسپل کمیٹی کو ضلع کونسل کو' یونین کونسل کو' صوبائی حکومت کو' مرکزی حکومت کو کاشت کار ٹیکس ادا کرتا ہے۔ ہماری کوئی چیز جو شہر میں جاتی ہے۔ کوئی مشینری جاتی ہے اس پر بھی ہمیں ٹیکس ادا کرنا پڑتا ہے اور جو چیزیں ہم خرید کر لاتے ہیں اس پر بھی ٹیکس عائد کیا جاتا ہے۔ پیشہ وارانہ ٹیکس ہے۔ لوکل ریٹ ہے۔ تجارت پیشہ لوگ جو کاشتکاری سے متعلقہ ہیں ان پر بھی ٹیکس ہے اور جتنے بھی ٹیکس ہیں اگر ان کا شمار کیا جائے تو آپ کو معلوم ہو گا کہ وہ تمام کے تمام کاشت کار پیشہ پر لگائے گئے ہیں۔ اس کے باوجود انکم ٹیکس کا واویلا مچایا جاتا ہے۔ جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ اس کا جائزہ لیا جائے اور دیکھا جائے کہ زراعت پیشہ پر کتنے ٹیکس عائد کئے گئے ہیں؟ جناب والا! زراعت پیشہ آبادی کو اپنی محنت لاگت اور فصل کے مطابق قیمتیں نہیں دی جاتیں۔ جناب والا! میں آپ کے سامنے ایک مثال پیش کرتا ہوں 1956ء میں میسی فرگوسن ٹریکٹر کی قیمت ساڑھے چھ ہزار روپے تھی۔ 1967ء میں ساڑھے چودہ ہزار تھی اور 1973ء میں کرنسی کی قیمت کم ہونے کے بعد اس کی قیمت 38 ہزار روپے تھی اور اب اسی ٹریکٹر کی قیمت دو لاکھ روپے کے قریب ہے اور جب یہ ٹریکٹر زرعی ترقیاتی بینک کی طرف سے حاصل کیا جاتا ہے تو سات سال کے بعد اس کے لئے چار لاکھ روپے ادا کرنے پڑتے ہیں۔ گندم کی قیمت 1956 میں 11 روپے تھی' 1967ء میں 17 روپے تھی اور اب 112 روپے ہے۔ اس کی فیصد شرح آپ نکال لیجئے کہ ٹریکٹر کی نسبت' مشینری کی نسبت اجناس کی قیمتیں بہت کم بڑھائی گئی ہیں۔ اسی طرح مزدور 1956ء میں دو روپے لیتا تھا۔ اب وہ پچاس روپے لیتا ہے۔ اس کا اضافہ 25 سو فیصد ہوا ہے۔ جناب والا! زراعت پیشہ لوگوں کو ان کا اصل پھل اصل ثمرات نہیں دیئے جاتے۔ اس پر میں جناب والا! جناب وزیر زراعت کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ وہ مرکزی حکومت کو اعداد و شمار پیش کریں ایک کمیٹی جناب وزیر خزانہ کی سربراہی میں بنائی گئی تھی اس کمیٹی نے بھی رپورٹ

پیش کی ہے کہ اجناس کی قیمتوں میں 44 سے لے کر 150 فیصد اضافہ کیا گیا ہے' اسی طرح ٹریکٹرز کی قیمت بھی بڑھ گئی ہے۔ لیبر چارجز' زرعی ادویات کی قیمتوں' بجلی کے ٹیرف اور ڈیزل کی قیمتوں میں بھی ہونے والا اضافہ بہت زیادہ ہے۔ زرعی شعبہ ٹیکسٹائل بلکہ چینی' خام تیل اور صابن انڈسٹری کو خام مال فراہم کرتا ہے۔ زرعی شعبہ کی جتنی بھی اجناس ہیں اُن کی قیمتوں کو اس لئے کم رکھا گیا ہے تاکہ صنعتوں کو سستے داموں خام مال مہیا کیا جائے۔ میرے خیال میں یہ زراعت پیشہ افراد کے لئے مشکلات کا باعث ہو گا۔ جناب والا! ہمارے ضلع وہاڑی میں لوگ محنت کرتے ہیں۔ کپاس کے کھیت میں سات بوری فی ایکڑ کھاد ڈالتے ہیں اور دس سے سترہ سپرے کرتے ہیں۔ بارہ دفعہ ہل چلاتے ہیں اور اللہ کے فضل و کرم سے میرے ضلع وہاڑی میں پیداوار تمام صوبہ سندھ سے زیادہ ہے۔ 12 لاکھ سے زائد گانٹھ ضلع وہاڑی نے پیدا کی ہے۔ جب کہ صوبہ سندھ کی پیداوار گیارہ لاکھ گانٹھ تھی۔

جناب والا! ہم نے محنت کی ہے اور اگر ہمیں Subsidy دی جائے اور ہماری مدد کی جائے تو ہم اس سے بھی زیادہ پیداوار بڑھا سکتے ہیں۔ جناب والا! ان کی ایک اور رپورٹ ہے جو 87-1986ء کی ہے۔ اس میں انہوں نے بتلایا ہے کہ یوریا کھاد کی قیمت 50 فیصد اور ڈی اے پی کی قیمت 91.7 فیصد اور Labour Wages Rates سو فیصد بڑھے ہیں۔ اسی طرح میسی فرگوسن 240 کی قیمت 85 فیصد اور میسی فرگوسن 375 کی قیمت 73 فیصد اور نیٹ کی قیمت میں 141 فیصد کا اضافہ ہوا ہے اور یہ اضافہ صرف 87-86 کے بعد چار سال میں ہوا ہے۔ اس کے متعلق ایک اور بات میں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ کھاد میں انتہا کی ملاوٹ ہو رہی ہے' ادویات میں ملاوٹ ہو رہی ہے۔ اس کے متعلق ابھی تک کوئی قانون نہیں بنایا گیا کہ جو ملاوٹ کرنے والے لوگ ہیں ان کو گرفتار کیا جا سکے اور یہ کاشتکار کے لئے ایک ظلم کی بات ہے کہ جب ادویات کی ضرورت پڑتی ہے تو وہ ملاوٹ شدہ ملتی ہیں۔ کھاد جو سستی ہوتی ہے وہ مہنگی کھاد میں ملا کر کاشتکار کو فروخت کی جاتی ہے لیکن ان کے لئے کوئی قانون نہیں ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ خصوصی طور پر کوئی قانون وضع کیا جائے تاکہ ملاوٹ کرنے والوں کو سخت سے سخت سزا دی جا سکے۔

جناب والا! اب میں اپنے حلقہ کی طرف آؤں گا میرا حلقہ پی پی 198 ہے جو 120 دیہات پر مشتمل ہے۔ یہ 1976ء سے پہلے ضلع ساہیوال کا حصہ تھا۔ آپ کو پتا ہے کہ اس وقت ترقیاتی کام ضلع کونسلوں کی وساطت سے ہوتے تھے۔ میں نے آپ کی موجودگی میں اس وقت بھی ایک قرارداد پیش کی تھی۔ ہمارا حلقہ بہت پسماندہ ہے۔ برج جیوے خاں والا میں میاں شعبان برسراقتدار رہے انہوں نے اوکاڑہ کو نوازا۔ جناب قائد حزب اختلاف کے والد گرامی برسراقتدار رہے تو انہوں نے چیچہ وطنی کو

نوازا لیکن ہمارا حلقہ محروم رہا۔ اب بھی ضلع دہاڑی میں وہ سب سے آخر میں ہے اور ترقیاتی کاموں سے محروم ہے۔ میں نے تعمیر وطن پروگرام دیکھا ہے اس میں پی پی 198 کا کہیں نام و نشان نہیں ہے۔ اس کے لئے میں جناب وریشک صاحب کی خدمت میں خصوصی گزارش کروں گا کہ پی اینڈ ڈی میں ہمارے حلقہ کی طرف خصوصی طور پر توجہ دی جائے۔ اس دور میں بھی 50 سے زائد دیہات بجلی سے محروم ہیں۔ سڑکوں کی کمی ہے اور سکول بہت کم تعداد میں ہیں۔ ہم جناب نواز شریف صاحب وزیراعظم پاکستان کے ممنون ہیں اور جناب محمد خاں جونیجو صاحب کے ممنون ہیں کہ جنہوں نے 1985ء سے 1988ء تک کچھ نہ کچھ اس حلقے میں کیا اور ہم نے کچھ ترقی کی لیکن اس کے بعد اب تک وہ حلقہ محروم ہے اور اب بھی تعمیر وطن پروگرام میں اس حلقہ کو محروم رکھا گیا ہے۔

جناب والا! میرے حلقہ میں چالیس کے قریب دیہات میں کھارا پانی ہے۔ اس کے لئے پانی سپلائی کیا جائے۔ ہسپتالوں کی ضرورت ہے اس کے لئے Basic Health Units کو اپ گریڈ کیا جائے۔ تاکہ دیہاتی لوگوں کو صحت کے لئے ادویات فراہم ہو سکیں۔ میں یہ بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جتنے آپ نے بنیادی Health Units بنائے ہیں یا Rural Health Unit بنائے ہیں ان میں ادویات نہیں ہیں۔ مشینری نہیں ہے۔ اس طرف بھی توجہ دی جائے تاکہ ہمیں صحیح طریقے سے ادویات مل سکیں۔ سال کے لئے ادویات فراہم کی جاتی ہیں لیکن وہ پندرہ دن میں ختم ہو جاتی ہیں۔ ڈاکٹر ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھے رہتے ہیں ان کو ادویات میسر نہیں ہوتیں۔

جناب والا! آپ سے اور وزیر صحت سے گزارش ہے کہ شہروں کی نسبت دیہات میں آبادی کے لحاظ سے ادویات دی جائیں میرا یہ مقصد نہیں کہ شہروں میں ادویات کی کمی کی جائے لیکن آبادی کے لحاظ سے ہر جگہ پر ادویات مہیا کی جائیں اور اسی طرح ڈاکٹر بھی مہیا کئے جائیں۔

وما علینا الا البلاغ

جناب سپیکر: جناب ملک اقبال احمد خاں لنگڑیال

ملک اقبال احمد خاں لنگڑیال: جناب سپیکر! میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ جناب سپیکر! یہاں بجٹ پر بہت سے فاضل ممبران نے تقاریر کیں۔ ان تقاریر میں سب سے پہلے ہمارے قائد حزب اختلاف پر تنقید کی جاتی رہی کہ انہوں نے پانچ گھنٹے ضائع کر دیئے۔ انہوں نے ڈیڑھ دن لگایا لیکن اس کا حاصل حصول کچھ نہ ہوا اور صرف بات تنقید تک ہی رہی اس کے بعد کوئی بات نہیں بنی۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ گزارش کروں گا کہ جو باتیں ہمارے قائد حزب

اختلاف نے کیں یقیناً" وہی باتیں سب دوستوں نے دہرائیں۔ یہ بجٹ میں کمی ہے یا یہ بجٹ میں خسارہ ہے اور ہمیں یہ یہ تکالیف ہیں۔ جناب سپیکر! میرے خیال میں ان کو صرف تنقید کا نشانہ بنایا گیا تھا اور اس میں حقیقت کچھ نہیں تھی۔ جناب وزیر خزانہ نے بجٹ بہت خوبصورت طریقے سے پیش کیا ہے اور بقول ایک دوست کے انہوں نے جادوگری کی ہے۔ جناب سپیکر! میں یہ کہوں گا کہ انہوں نے واقعی جادوگری دکھائی ہے۔ ورنہ حقیقت کچھ ہے اور انہوں نے بتایا کچھ ہے۔ میں تنقید برائے تنقید نہیں کروں گا بلکہ ان خامیوں کی نشاندہی کروں گا جو میری سمجھ میں آئی ہیں۔

جناب سپیکر! یہاں پر وفاقی حکومت کی خارجہ پالیسی جب ناکام ہوئی تو اس وقت یہاں خود انحصاری کی بات کی گئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ خود انحصاری یقیناً" اچھی بات ہے اور ملک کی تعمیر و ترقی کے لئے بھی ایک اچھا اقدام ہے۔ لیکن اس پر عمل کرنا چاہیئے۔ صرف باتوں سے کام نہیں بنے گا۔ بلکہ جب تک ہم عملی کام نہیں کریں گے۔ زبانی جمع خرچ سے یہ نہیں ہو گا کہ ہم خود انحصاری کی بات بھی کرتے رہیں اور اس کے ساتھ ساتھ شہ خرچیاں بھی کرتے رہیں اور خود یہ بھی نہیں دیکھتے کہ ہماری چادر کتنی ہے اور ہم پاؤں کتنے پھیلا رہے ہیں۔ جب تک یہ چیزیں نہ دیکھی جائیں گی تب تک نہ ہم خود انحصاری کی بات کر سکتے ہیں اور نہ ہی یہ ملک ترقی کی منزلیں طے کر سکے گا۔

جناب والا! یہاں ہمارے وزیر خزانہ نے اتنی اچھی اور اتنی لمبی تقریر کی اس میں انہوں نے کہیں بھی کفایت شعاری کا ذکر نہیں کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یقیناً ان کو کرنا چاہیے تھا۔ کچھ اقدامات کرنے چاہئیں تھے۔ یہاں پر انہوں نے اپنے ایک دو محکموں کو ختم کرنے کی تجویز دی تھی کہ اس طرح ہم کفایت شعاری کریں گے لیکن اس کا بھی پول بنا دیا گیا ہے۔ یعنی بات وہیں پہ آتی ہے جادوگری کی' کہ ملازم بھی وہی ہیں محکمہ بھی وہی ہیں اور تنخواہیں بھی وہی ہیں اور اس کو ایک پول میں رکھ دیا گیا ہے تاکہ وہ جب تک بیٹھے رہیں تنخواہیں لیتے رہیں اور وہ خزانے پر بوجھ بنتے رہیں۔

جناب سپیکر! کیا ہی اچھا ہوتا کہ آج یہاں پر قائد ایوان ہوتے اور وہ فرماتے کہ میں نے بیس مشیروں کی بجائے صرف دو مشیر رکھ لئے ہیں اور اس طرح میں نے اخراجات کم کر دیئے ہیں۔ چونکہ وہ ہمارے پڑوس بھی ہیں۔ نہایت شریف آدمی ہیں اور میں انہیں ذاتی طور پر بھی جانتا ہوں کہ وہ خود تو بہت کفایت شعار ہیں لیکن اس معاملے میں وہ ڈنڈی مار جاتے ہیں وہ اتنا بھی احساس نہیں کرتے کہ ہم وزیروں کی تعداد کو گھٹا دیں' ہم پارلیمانی سیکرٹریوں کی تعداد بھی کم کر دیں۔ تاکہ یہ جو بلاوجہ بوجھ ہے وہ کم ہو۔ ابھی کل ہی یہاں بات ہوئی تھی اور جناب والا! آج بھی بات ہو رہی ہے کہ جو پارلیمانی سیکرٹری یا مشیران صاحبان ہاؤس میں دلچسپی ہی نہیں رکھتے تو ان کو کیا حق پہنچتا ہے کہ ان کو بلا وجہ

سہولتیں اور تنخواہیں دی جائیں۔ اس سے تو بہتر ہو گا کہ جو یہاں پر تجویز پیش ہوئی ہے کہ جناب والا! یہاں پر یہ پینل بنا دیئے جائیں' یہاں پر وزیر اور ہوں اور باہر وزیر اور ہوں تو وہ تجویز واقعی بہت اچھی آئی ہے۔ جناب والا! اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی کہوں گا کہ یہاں پر غیر ضروری اخراجات میں کوئی کمی نہیں کی گئی' افسران کے اخراجات ہیں' جیسے کہ وزیر خزانہ نے فرمایا ہے کہ میں نے ان کی گردن پہ ہاتھ ڈالا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ سرکاری افسران کے لئے بھی کوئی ایسے اقدام نہیں کئے گئے۔ جس سے ان کے اخراجات میں کمی واقع ہوئی ہے۔

جہاں تک بجٹ کا سوال ہے تو جناب سپیکر! بجٹ کے متعلق میں یہ کہوں گا کہ یہ جو 38 ارب 56 کروڑ روپے کا بجٹ پیش کیا گیا ہے اس میں 1140 کروڑ روپے جو کہ وفاقی حکومت سے ہمیں ملنے ہیں وہ شامل کئے گئے ہیں حالانکہ ہمیں پتہ ہے کہ ہماری خارجہ پالیسی ناکام ہو گئی ہے اور ہم وہاں ایک کشمکش میں پھنسے ہوئے ہیں اور جبکہ ہم اپنی صنعتیں نیلام کر کے بجٹ پورا کر رہے ہیں تو یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ ہمیں 1140 کروڑ روپیہ ملے۔

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر جناب ملی صاحب _____

جناب سکندر حیات ملی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ہمارے عزت مآب حزب مخالف کے ممبر نے ابھی ابھی فرمایا ہے کہ جبکہ خارجہ پالیسی ناکام ہو چکی ہے دنیا میں میں کسی بھی ملک کی خارجہ پالیسی کے فیل یا پاس ہونے کی yard stick تک نہ تو کسی آئین میں define ہوئی ہے اور نہ کسی پارلیمانی پریکٹس میں واضح ہوئی ہے۔ یہ کوئی فوج جنگ نہیں جو کہ جیتی جائے یا ناکام ہو۔ سر میں ان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ نواز شریف صاحب نے جارج بش کی New World Policy کو سمجھتے ہوئے پاکستان کی خارجہ پالیسی Re-Direct کی ہے اور اتنی کامیابی سے کی ہے کہ جو اس کے دشمن ہیں وہ بھی Defensive ہو گئے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ ملی صاحب _____

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: جناب والا! میں پوچھنا چاہوں گا کہ کیا یہ ان کا پوائنٹ آف آرڈر تھا جو کہ اٹھایا گیا؟

جناب سپیکر: جی یہ پوائنٹ آف آرڈر بلا شبہ نہیں تھا۔ آپ اپنی بات کو جاری رکھیں۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: شکریہ۔ جناب والا! میں بتا رہا تھا کہ پچھلے سال ہمیں جو بجٹ دیا

گیا تھا اس میں 1885 کروڑ روپے دینے کا وعدہ کیا گیا تھا۔ لیکن ہمیں 1862 کروڑ روپے ملے' یعنی 23 کروڑ روپیہ ہمیں وفاقی حکومت سے کم ملا جبکہ ہم اس دفعہ 1156 کروڑ روپے کی بات کر رہے ہیں اور 1140 کروڑ روپے کی بات کر رہے ہیں۔

جناب والا! کھیت سے منڈی تک کی جو سڑکیں ہیں اس کے بھی میں آپ کو ذرا اعداد و شمار بتا دوں۔ جناب سپیکر! میرے خیال میں بجٹ وہ ہوتا ہے جس کی تقسیم منصفانہ طور پر کی جائے اور اس بجٹ میں ضلع کی آبادی اور رقبہ کا لحاظ اور اس کی پس ماندگی کو دیکھا جائے اور اگر ان ساری باتوں کو دیکھا جائے تو میں یہاں آپ کے سامنے ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ یہاں ہمارے بھائی بیٹھے ہیں اور یہاں ہمارے دوست ذوالفقار صاحب کہہ رہے تھے کہ وہاڑی کو کوئی پیسہ نہیں ملا۔ تو میں ان کی اطلاع کے لئے بتاؤں گا کہ ان کے ضلع کو پنجاب میں سب سے زیادہ رقم دی گئی ہے یعنی 449 لاکھ روپے دیئے گئے ہیں۔ ملتان کو 467 لاکھ روپے دیئے گئے ہیں۔ خانیوال کو 353 لاکھ روپے دیئے گئے ہیں۔ ساہیوال اور پاک پتن دونوں کو ملا کر 199 لاکھ روپے دیئے گئے ہیں۔ جناب والا! میں یہ کہوں گا کہ وہ کیا وجہ تھی کہ ساہیوال کو سب سے پیچھے رکھا گیا اور اس کو پاک پتن کے ساتھ منسلک کیا گیا۔ یا تو جناب والا یہ پاک پتن کا ضلع ہی ختم ہونا چاہیے۔ یہ بھی بجٹ پر اور ہم پر ایک بہت بڑا بوجھ ہے کہ جس کے ہم بلا وجہ اخراجات برداشت کر رہے ہیں۔ پچھلا جو ہمارا ضمنی بجٹ تھا اس میں بھی پولیس کے لئے کوئی 13 لاکھ روپے رکھے گئے تھے اور اب بھی پاک پتن اور ساہیوال کو شامل کیا گیا ہے۔ جب یہ ضلع ہی الگ بن گیا ہے تو رقم بھی الگ ہی مختص کرنی چاہیے تھی یا پھر اسے ویسے ہی ختم کرنا چاہیے تھا۔ میرے خیال میں شاید یہ ہمارے وزیر صاحب کی شرافت کی وجہ سے ہمیں کم رقم دی گئی ہے کہ وہ بولے نہیں کہ ساہیوال کے لئے جو کچھ رکھنا ہے رکھ دیں یا پھر کوئی اور بات کی گئی ہے جس کی وجہ سے ساہیوال اور پاک پتن کو ملا دیا گیا ہے۔

جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایوان پورے پنجاب کی نمائندگی کرتا ہے' تو میانوالی کو دیکھ لیجئے کہ یہاں کے پس ماندہ علاقے کے لئے صرف 65 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ اگر دیکھا جائے تو جو بھی پس ماندہ علاقے ہیں ان میں زیادہ سے زیادہ رقم رکھی جانی چاہیے۔

اب میں زراعت کی بات کروں گا کہ زراعت کی مد میں 17 کروڑ روپے کی کمی کر دی گئی ہے۔ اگر ہم دیکھیں تو زراعت ہماری ریڑھ کی ہڈی کہلاتی ہے اور ہمارا سارا دار و مدار زراعت کی معیشت پر ہے اس میں پچھلے سال 143 کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی تھی۔ جبکہ اس کو کم کر کے اس دفعہ 126 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں یعنی 17 کروڑ روپے کی کمی واقع ہو گئی ہے۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ

یہ بھی ایک زیادتی ہوئی ہے۔ تعمیر وطن پروگرام کے لئے ترجیحی پروگرام کے سلسلے میں پچھلے سال 15 کروڑ روپے رکھے گئے تھے۔ لیکن اب اس کو بڑھا کر ایک سو کروڑ روپیہ کر دیا گیا۔ دیکھیں جناب والا! اس کی کوئی تفصیل نہیں دی گئی کہ یہ ایک سو کروڑ روپیہ کہاں اور کس جگہ اور کیسے خرچ کیا جائے گا۔ یہ صرف اپنے ہی دوستوں کو نوازنے کے لئے رکھا گیا ہے یا واقعی عوام کی ترقی کے لئے یہ رقم رکھی گئی ہے۔

جناب والا! میں جناب وزیر خزانہ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ انہوں نے یہ کہا ہے کہ ہم نے افسر شاہی کو لگام دے رکھی ہے اور ان کے ہم نے اخراجات کم کئے ہیں۔ تو میں اس کی ایک مثال پیش کروں گا کہ صرف جی او آر میں ہی میس کی تعمیر کے لئے 30 لاکھ روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔ جبکہ سرکاری افسران کی رہائشوں اور تزئین و آرائش کے لئے 28 لاکھ روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔ جی او آر کی توسیع کے لئے 20 لاکھ روپے کی رقم رکھی گئی ہے اور گورنمنٹ اسٹیٹ ہاؤس کے لئے' گورنر اسٹیٹ ہاؤس کے لئے 30 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں اور اس طرح Addition and Special جی او آر کے لئے بھی 50 لاکھ روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔ یہ تقریباً" ڈیڑھ کروڑ روپیہ بنتا ہے۔ جناب والا! قطرہ قطرہ مل کے دریا بنتا ہے اگر ہم تھوڑے تھوڑے سے پیسے بھی بچاتے رہیں تو یقیناً ہماری بچت کافی ہو سکتی تھی۔ لیکن یہاں کوئی ایسی بات نہیں کی گئی۔ جس سے کہ ہماری کچھ نہ کچھ بچت ہو سکتی۔ جناب والا! ایوان زراعت کے لئے 40 لاکھ روپیہ رکھا گیا ہے۔ یہ ایوان زراعت جو بنے گا میں سمجھتا ہوں کہ یہ یقیناً کاشتکاروں کے لئے ایک اچھی چیز ہو گی لیکن یہاں پر جو زراعت کی تنظیمیں بنی ہوئی ہیں وہ جناب والا! خود ساختہ تنظیمیں ہیں اور انہوں نے کبھی بھی زمیندار کے cause کو plead نہیں کیا۔ جناب والا! میں آپ کو ابھی کی بات بتاتا ہوں کہ 19 روپے کھاد کی بوری پر ایک دم بڑھا دیئے گئے اور میں آپ کو ایک بات بتائے دیتا ہوں کہ انہوں نے بوری کی قیمت بڑھا دی۔ لیکن کاشتکاروں کی جو تنظیم ہے اس کے بارے میں کسی نے کوئی بات نہیں کی کہ انیس روپے بوری کی قیمت کیوں بڑھا دی گئی ہے۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو کاشتکاروں کی تنظیمیں ہیں یہ صرف اچھے دفتر ایئرکنڈیشنر اور اس طرح کے دیگر اخراجات پر خرچ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر تنظیم یہاں صحیح معنوں میں کام کرتی یا کرے تو یقیناً یہاں ان کے لئے ایوان زراعت بننا چاہیئے تھا۔ میرے خیال میں ابھی اگر یہ چالیس لاکھ روپے کی رقم نہ رکھی جاتی تو زیادہ بہتر ہوتا۔ کیونکہ پہلے تنظیم کو فعال بنانا چاہیئے اس کے بعد اس کی عمارتوں اور دفتروں کے لئے اخراجات رکھنے چاہئیں۔

جناب سپیکر! میں آخر میں تھوڑی سی بات کروں گا۔ میرے حلقے میں کچھ گاؤں ہیں جو تقریباً" دو سال سے بجلی کے انتظار میں ہیں کیونکہ وہاں ان کا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ وہاں کھمبے لگ چکے ہیں' کام تقریباً" مکمل ہو چکا ہے۔ لیکن وہاں تھوڑی سی خامیاں ہیں جس کے لئے میں نے جناب وزیر آبپاشی کی خدمت میں سوال بھی بھیجے تھے لیکن مجھے وہ جواب سے مطمئن نہیں کر سکے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں جناب کا شکریہ ادا کروں گا اور اس شعر پر اپنی تقریر کا اختتام کروں گا:

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرہ خوں نہ نکلا

شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب چودھری اصغر علی گجر صاحب

چودھری اصغر علی گجر: شکریہ۔ جناب سپیکر! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ⊙ اس سال کا جو بجٹ ایوان میں پیش کیا گیا ہے بلا شبہ وہ ایک نوجوان وزیر کی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ وزیر موصوف کے اپنے حسن اخلاق سے اس کی حسن کارکردگی زیادہ بہتر رہی ہے۔ بہرحال اس کو تنقیدی نقطہ نظر سے دیکھا جا سکتا ہے۔ جہاں تک اپوزیشن کی تنقید کا معاملہ ہے جیسے ابھی میرے ایک دوست نے یہ بات فرمائی ہے کہ اقتدار پر بیٹھنے والے بنچوں نے میرے لیڈر کی تائید کی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ ایک بھونڈی اور غلط بات ہے۔ ایسا نہیں ہے۔ کسی شخص نے اپوزیشن کے لیڈر کی تقریر کی تائید نہیں کی۔ جہاں تک میرے بات کرنے کا معاملہ ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ بہتر ہوتا کہ یہاں ہر آدمی کی بات سننے سے پہلے اگر ممبران کی رائے لے لی جاتی اور ممبران کی رائے لے کر بجٹ تیار کیا جاتا تو آج بہت سارے ساتھیوں کو یہ شکوے نہ ہوتے۔ اس بجٹ میں جو سب سے اہم بات میں کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ یہ زرعی ملک کہلاتا ہے اور اس کی معیشت کا تمام تر دار و مدار زراعت پر ہے۔ شہروں کی آبادی' شہروں کی رونقیں' قصبات کی رونقیں' بازاروں کی چہل پہل صرف اور صرف زراعت پر منحصر ہیں۔ اگر اس ملک کے غریب کسانوں کی حالت بہتر ہو گی۔ اس ملک کی زراعت بہتر ہو گی تو یقیناً اس کے بازار بھی بارونق ہوں گے۔ یہاں پر چہل قدمی بھی ہو گی اور صنعت کار بھی امیر ہوں گے اور کھاتے پیتے کہلائیں گے۔ لیکن افسوس کہ اس ملک کے غریب کسانوں کی طرف کوئی توجہ نہ دی گئی۔ ایک غریب کسان جو پورا سال گرمی کی حدت اور سردی ک شدت برداشت کر کے اپنی زمین کے سینے کو چیرتا ہے اور ایک سال کے بعد جب وہ اپنی پونجی کو اکٹھا کرتا ہے تو معلوم یہ ہوتا ہے

کہ اس کی کی ہوئی محنت اسے پورے سال کے بعد حاصل نہیں ہوتی۔ وہ اپنی زراعت پر اٹھنے والے اخراجات کا حساب کرتا ہے تو وہ بڑھ جاتے ہیں اور آمدنی کم ہو جاتی ہے۔ آپ نے دیکھا کہ آئے دن ادویات کی قیمتوں میں اور کھاد کی قیمتوں میں اضافہ ہو رہا ہے اس نے غریب کسان کی زندگی کو اجیرن بنا دیا ہے اور سب سے عجیب بات کہ اس ملک میں قرضہ دیتے وقت سب سے زیادہ ظلم ہوتا ہے تو وہ غریب کسانوں پر ہوتا ہے۔ ایک صنعتکار کو تو حتیٰ کہ تین فیصد پر قرضہ مل جاتا ہے۔ لیکن جب ایک غریب کسان اپنے کھیتوں کو کھاد دینے کے لیے قرضہ مانگتا ہے تو اسے تیرہ فی صد کے حساب سے قرضہ دیا جاتا ہے اور پھر وہ اس قرضے کو حاصل کرنے کے بعد ایک سال کے بعد اس سے پیداوار حاصل کرتا ہے۔ جبکہ ایک صنعت کار ایک کاروباری شخص روزانہ اس قرضے سے فائدہ اٹھاتا ہے اور روزانہ آمدنی حاصل کرتا ہے اور اس کم سود والے قرضے کو ادا کر سکتا ہے۔ دیہات کے رہنے والے ایم پی اے صاحبان یہ بات نوٹ کریں اور وزراء یہ بات دیکھیں کہ کسان جب ایک دفعہ قرضہ حکومت سے لے لیتے ہیں تو وہ سود در سود میں دھنستے چلے جاتے ہیں اور وہ دن کبھی نہیں آتا کہ جب وہ اپنا قرضہ چکا دیں۔ ہم نے یہ بات دیکھی ہے کہ اگر کسی کسان نے ٹریکٹر پر ایک یا ڈیڑھ لاکھ کا قرضہ حاصل کر لیا ہے تو وہ اس ڈیڑھ لاکھ کے قرضے کو تین لاکھ روپیہ ادا کرنے کے بعد بھی بے باق نہیں کر سکتا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ اسمبلی جو 80 فیصد کسان کے نمائندوں پر مشتمل ہے تو پھر کسانوں کے مسائل کو حل کرنے کے لئے آگے کیوں نہیں بڑھتی؟ یہ وزراء صاحبان جو 80 فی صد سے زیادہ کسانوں کے علاقوں سے منتخب ہو کر آئے ہیں' پھر کسانوں کی بات کیوں نہیں دیکھتے؟ ہم ہی کسانوں سے ووٹ لے کر آئے ہیں اور ہم ہی کسانوں کا قتل عام کر رہے ہیں۔ کاش کہ ہم یہ بات دیکھتے۔ کتنی عام سی بات ہے اور کتنی سمجھنے کی بات ہے کہ کسان سود کا قرضہ ادا نہیں کر سکتا۔ ہمارا ایک پڑوسی ملک ہے' ہندوستان' جسے ہم قلاش ملک کہتے ہیں جس کے مقابلے میں ہمارا رہنے کا معیار تقریباً" دس گنا بہتر ہے اس نے دس ہزار روپیہ تک کے قرضے معاف کر دیئے اور کسانوں کے قرضوں پر سود معاف کر دیا لیکن افسوس ہے کہ ہمارے ملک میں جہاں شریعت کا نفاذ بھی ہو رہا ہے یہاں آج بھی کسانوں سے سود وصول کیا جا رہا اور ایسے کسانوں سے سود وصول کیا جا رہا ہے جو کسی بھی حالت میں سودی رقم ادا نہیں کر سکتے۔ میں اپنے وزیر موصوف سے یہ توقع رکھوں گا کہ وہ اس مسئلہ پر ہمدردانہ غور کریں گے۔ اگر اس چیز پر گہرے نقطہ نظر سے سوچیں گے تو اس بات کو وہ ضرور سامنے لائیں گے اور اس پر خیال کریں گے کہ مزدور اگر کسانوں کو انہوں نے کسی نہ کسی طریقے سے تحفظ دیا تو یقیناً وہ اس ملک کا تحفظ ہو گا۔ اس قوم کا تحفظ ہو گا۔ اگر انہوں نے کسانوں کو تحفظ نہ دیا تو کسان بے چارے ایک

بے زبان جانور کی مانند ہیں کہ تمام ملک کی معیشت کا بوجھ ان کے سر پر ہے لیکن ان کے منہ میں زبان نہیں کہ وہ کوئی احتجاج کر سکیں اور میں امید کروں گا کہ آئندہ بجٹ بناتے وقت یا اس بجٹ کو پاس کرتے وقت ان کسانوں کا خیال رکھا جائے گا۔ کم از کم اور کچھ نہیں تو کسانوں سے سود کی رقم کو معاف کر دیا جائے ان کو بلا سود قرضے دیئے جائیں تو یہ ایک بہت بڑی نیکی بھی ہو گی اور اس ملک پر اور اس قوم پر احسان بھی ہو گا۔

اس کے بعد بجٹ میں فنڈنگ کی گئی ہے جو اس کی تقسیم کی گئی ہے اس کو برابری کی سطح پر تقسیم کیا گیا ہے۔ میرے بہت سارے ساتھیوں نے اس کو سراہا ہے کہ وزیراعلیٰ نے بھی بجٹ میں ساری سکیموں میں برابری کے اصول کو اپنایا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بہت بڑی نا انصافی ہے۔ برابری کے اصول اپنانا انصاف نہیں ہے بلکہ ضرورت کے اصول کو اپنانا انصاف ہے۔ یہ بھی زیادتی ہے کہ ایک شخص اپنے جسم پر صرف کپڑے کا ایک ٹکڑا پہنے ہوئے ہے اسے بھی ایک گز کپڑا دیا جائے اور ایک شخص نے بیسوں جوڑے اپنے بریف کیس میں دھوبی سے دھلے ہوئے بند کئے ہوئے ہے اس کو بھی اتنا ہی حق دیا جائے۔ اس سے بڑی نا انصافی اور کیا ہو گی؟ اور اگر اس نا انصافی کو دیکھنا ہے تو میرے علاقے کی طرف دیکھو۔ میرے تھل کی طرف دیکھو کہ جہاں آج اس جدید دور میں ایک شخص لندن سے روانہ ہو کر امریکہ جاتا ہے اور اپنا کاروبار کر کے پھر اسی دن واپس آتا ہے لیکن میرے تھل کے رہنے والوں کی حالت یہ ہے کہ جب وہ اپنی بھیڑیں اور بکریاں چرانے کے لئے نکلتے ہیں تو ایک مشکیزہ پانی کا اپنی پشت پر لے کر چلتے ہیں کہ نہ جانے کہاں پیاس لگے اور انہیں پانی نہیں ملے گا۔ اگر وہ مشکیزہ لے کر نہ چلیں تو عین ممکن ہے کہ اس ریگستان میں ان کی موت بھی واقع ہو سکتی ہے وہاں پر آپ خود دیکھیں کاش کہ کوئی ایک ایسی کمیٹی مقرر کی جائے جو ہمارے ساتھ چلے میں اسے میانوالی سے بہاولپور تک کا سفر کراؤں گا جہاں پر یہ علاقے بتاؤں گا کہ بیس میل تک جب ایک بیمار کو اٹھا کر لے جایا جائے تو وہ راستے میں دم توڑ جاتا ہے۔ وہاں پر کوئی پرائمری ہیلتھ یونٹ نہیں ہے۔ اس جدید دور میں میں اس ایوان میں یہ بات کرتا ہوں کہ وہاں تھل کے رہنے والوں کے بچے جب سکول میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے جاتے ہیں تو ان کے بیٹھنے کے لئے کوئی چھپر بھی نہیں ہوتا وہ اس نیلے آسمان کے نیچے بیٹھ کر تعلیم حاصل کرتے ہیں اور جب گرمی کی شدت انہیں تنگ کرتی ہے تو سکول میں چھٹی کر دی جاتی ہے۔ یہ ایک حقیقت بیان کر رہا ہوں کہ اس جدید دور میں یہ اپنی جگہ پر ایک حقیقت ہے کہ اس ملک میں رہنے والے کسانوں کے غریب بچوں کو نہ درختوں کا سایہ میسر ہے نہ کوئی چھپر میسر ہے اور نہ سکول کا کوئی کمرہ میسر ہے۔ پھر میں اس جدید دور کو کیا کروں گا۔ اس حکومت سے

کس طرح مطالبہ کروں۔ اپنے درد کی کہانی کس طرح روؤں ان غریب کسانوں کا حال آخر کون سنے گا۔ ان کی بات کون سنے گا۔ ان کے مسائل کون حل کرے گا۔ کاش کہ ہم سب مل کر ان کے مسائل کی طرف دیکھیں۔ ان کے مسائل کو حل کرنے کی کوشش کریں اور یہ اس وقت تک حل نہیں ہو سکتے جب تک کہ ان کے حل کرنے والے ان کے حالات کو خود جا کر وہاں پر دیکھ نہ لیں۔ تو میں اپنے نوجوان وزیر خزانہ سے یہ توقع کروں گا کہ وہ آئندہ ان حالات کا خیال ضرور رکھیں کہ بجٹ کو تقسیم کرتے وقت برابری کا حساب نہ رکھیں بلکہ ضرورت کا نظریہ سامنے رکھیں۔ وزیراعلیٰ نے ہمیں سب سے پہلے اس بات کی یقین دہانی کرائی تھی کہ ہم _____

چودھری سکندر حیات ملہی : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے معزز ممبر سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے بار بار اپنی تقریر میں کسان کا لفظ استعمال کیا ہے اور بجٹ کی مساوی تقسیم کے بارے میں کہا ہے۔ جناب! یہ کسان کی تعریف کیا ہے؟ آیا وہ peasant ہیں۔ landless people ہیں جو دیہاتوں میں رہتے ہیں یا وہ زمیندار ہیں۔ وڈیرے ہیں۔ جاگیردار ہیں یا کہ ساڑھے بارہ ایکڑ والے مالک ہیں۔ کس کے بارے میں یہ refer کر رہے ہیں؟

MR. SPEAKER : Malhi Sahib I am Sorry. This is not a point of order.

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے کسان کی تعریف جو خود سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہر وہ شخص _____

جناب سپیکر : چودھری صاحب! جواب دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

چودھری اصغر علی گجر: بہرحال میں اپنے علاقے کی بات کر رہا تھا۔ ان کے مسائل کی بات کر رہا تھا۔ وہاں پر پینے کے لئے پانی میسر نہیں ہے۔ گرمیوں کے دنوں میں نہر میں پانی کی کمی کی وجہ سے ان کسانوں کو اپنے جانوروں کو پلانے کے لئے بھی پانی نہیں ملتا۔ کاش کہ اس بجٹ میں تھل کینال کے لئے گریٹر تھل کے لئے' چولستان کینال کے لئے' داجل کینال کے لئے کوئی معقول رقم رکھی جاتی تو میں سمجھتا کہ ان کسانوں کی بہت بڑی حوصلہ افزائی ہوئی ہے اور وہ اسی پر کئی سال اور جیتے رہتے۔ بہرحال میں اپنی بات کو لمبا نہیں کرنا چاہتا۔ آج اس ایوان میں میری بہن فوزیہ بہرام موجود نہیں ہیں۔ کل انہوں نے اپنی بجٹ تقریر میں کچھ باتیں کیں مجھے ایسے محسوس ہوا

جیسے وہ احساس کمتری کا شکار ہیں۔ انہوں نے عورت ہونے کے ناتے سے بہت سی باتیں کیں۔ اگر وہ موجود ہوتیں تو میں ان کی ضرور حوصلہ افزائی کرتا کہ کون وہ شخص ہے جو عورت کا احترام نہیں کرتا اور عورت کی فلاح کے لئے نہیں سوچتا۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ عورت کا نام ہی انتہائی مقدس اور انتہائی قابل احترام ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ عورت کے احترام میں کم از کم اس صوبے میں ان تمام کاموں پر پابندی لگائی جائے۔ ان تمام چیزوں پر پابندی لگائی جائے جس کی وجہ سے عورت کو بدنام کیا جاتا ہے۔ مثلاً" اشتہارات میں عورت کو شہرت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ سائن بورڈ میں عورتوں کی تصاویر دی جاتی ہیں۔ اس سے قوم کا تقدس بھی مجروح ہوتا ہے۔ اس سے قوم کی عزت نہیں بنتی۔ میں اپنی بہن فوزیہ بہرام صاحبہ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ عورت تو اس معاشرے میں ایک ایسا فرد ہے کہ کسی شخص نے کہا تھا کہ مجھے اچھی مائیں دو تو میں تمہیں ایک اچھی قوم دوں گا۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر دنیا میں کوئی بہترین قوم ہے تو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اس قوم کی عورتیں سب سے اچھی ہیں۔ وہ سب سے بھلی ہیں۔ تو عورتوں کو ان اشتہاروں سے ہٹا کر ان کو ایک ایسا کام دیا جائے جس سے وہ قوم کی تربیت کریں جس سے وہ قوم کی فلاح کریں۔ تاکہ ایک اچھی قوم سامنے آ سکے اور اچھے افراد سامنے آ سکیں۔ اگر اچھے افراد سامنے آ سکیں گے تو یقیناً" اس معاشرے میں بہترین عورتیں بھی ہوں گی۔ ماں جو ہے وہ ایک اصلاح ہے یعنی اپنے گھر کی اصلاح کی ڈیوٹی اس کے ذمے ہے۔ جس خاندان کی عورتیں اچھی ہیں۔ جس خاندان کی بیٹیاں اچھی ہیں وہ خاندان اس دنیا میں سب سے با عزت ہے۔ شورائی نظام میں عورت کو کسی نے مشورے دینے سے نہیں روکا۔ ایک عورت کو حق حاصل ہے کہ وہ جب چاہے اپنی قوم کے بارے میں اپنے علاقے کے بارے میں ملک کے بارے میں مشورہ دے سکتی ہیں اور اس کی معاشرے میں بھی اجازت ہے۔ دین میں بھی۔ اسلام میں بھی لیکن اس کے لئے اتنی گزارش ضرور کروں گا کہ عورت کو مشورہ دینے کے لئے علاقائی طور پر' جمہوری طور پر Elect ہو کر آنے کی بھی ضرورت ہے نہ کہ اس کو Select کر کے کسی ایوان میں بٹھایا جائے۔ تو میں اپنی گزارشات کو انہیں الفاظ پر ختم کرتا ہوں اور اپنے وزیر خزانہ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اس بات کی امید لگائے بیٹھا ہوں کہ وہ آئندہ میری ان گزارشات پر ضرور غور فرمائیں گے۔ **واخر دعونا عن الحمدللہ رب العالمین** ○

جناب سپیکر: نواب لیاقت علی خاں

نواب لیاقت علی خان: جناب سپیکر! میری خواہش تھی کہ اپوزیشن والے میری تقریر کے

دوران اس ایوان میں موجود ہوتے مگر وہ پہلے ہی میدان چھوڑ گئے ہیں اور وہ ایوان میں موجود نہیں ہیں۔ لہٰذا میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ ان کو آخر میں وقت دیا کریں تاکہ وہ ہماری باتوں کو سنیں۔

جناب سپیکر! ہماری اپوزیشن نے عوام میں یہ تاثر پیدا کیا تھا کہ صوبائی بجٹ میں اور قومی بجٹ میں بڑی بھاری ٹیکسیشن ہوئی ہے۔ جناب والا! پہلے قومی بجٹ آیا اور اس کے بعد صوبائی بجٹ آیا ان بجٹوں نے عوام میں میرے خیال میں ایسا تاثر چھوڑا کہ ہماری اپوزیشن برف کی طرح ٹھنڈی ہو گئی اور میں اس کے لئے وزیر خزانہ پنجاب شاہ محمود قریشی صاحب کو اور حکومت پنجاب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ جب سے ہم نے ہوش سنبھالا 1970ء سے لے کر آج تک پنجاب کی تاریخ میں ایسا بجٹ پہلے کبھی پیش نہیں کیا گیا تھا۔ جناب والا! کچھ شعبے ایسے ہیں جن کے بارے میں میں سمجھتا ہوں کہ ان کو نظرانداز کیا گیا ہے اور ہمارے بہت سے دوستوں نے پہلے بھی اس کا ذکر کیا ہے کہ زرعی شعبے کو اس بجٹ میں خاصا نظرانداز کیا گیا ہے۔ ہمارے قومی بجٹ کے بعد زرعی پالیسی کا اعلان کیا گیا ہے۔ اس کی کم از کم مجھے تو سمجھ نہیں آئی کہ ہمارے وفاقی وزیر زراعت نے کیا زرعی پالیسی پیش کی ہے کچھ ہمارے صوبائی وزیر خزانہ نے بھی صوبائی بجٹ میں زراعت کی باتیں کیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے بھی کوئی ٹھوس بات پیش نہیں کی جو زراعت کے متعلق کوئی اچھی باتیں ہوتیں اس میں وہ صرف گول مول سی باتیں تھیں۔ ہمارے اس بجٹ میں زراعت کے لئے 126 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں جبکہ پچھلے بجٹ میں 143 کروڑ تھے اور اس طرح تقریباً 17 کروڑ کم کر دیئے گئے جبکہ صنعت کے لئے چار کروڑ سے بڑھا کر 27 کروڑ روپے دیئے گئے ہیں۔ لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ صنعت کے لئے ضرور پیسے زیادہ کئے گئے مگر ساتھ ہی ساتھ زرعی شعبے کو اس طرح نظرانداز نہیں کرنا چاہیے۔ جناب والا! اس سال گندم کی فصل انتہائی کمزور ہوئی ہے اور اب حکومت پاکستان کو گندم شاید باہر سے امپورٹ کرنی پڑے بجائے اس کے کہ وہ ہمیں 150 روپے فی من قیمت دے دیتے حکومت باہر سے گندم 200 روپے فی من کے حساب سے منگوائے گی۔

جناب والا! کپاس کی فصل بہت اچھی ہوئی اور پاکستان میں کپاس کا 40 فیصد صرف ملتان ڈویژن پیدا کرتا ہے مگر جناب والا! افسوس کی بات ہے کہ کپاس کی جتنی بھی صنعت ہے وہ لاہور یا لاہور کے اردگرد لگی ہوئی ہے چونیاں میں ٹیکسٹائل ملز اور سپننگ ملز ہیں اور ہماری اتنی بڑی کپاس کی فصل کی آمدنی کا فائدہ لاہور کے صنعت کار اٹھا رہے ہیں۔ لاہور ڈویژن کے مزدور اٹھا

رہے ہیں۔ تو جناب والا! میری آپ کی وساطت سے حکومت سے درخواست ہے کہ اس بات پر پابندی لگائی جائے کہ جہاں پر خام مال پیدا ہو وہاں پر ہی اس سے متعلقہ صنعت بھی لگانی چاہیے۔ ایسا قانون بنایا جائے کہ کپاس کے متعلقہ جو انڈسٹری ہے وہ ان ڈویژنوں میں لگے۔ جہاں پر کپاس پیدا ہوتی ہے۔

جناب والا ض میں تعمیر وطن پروگرام کی بات کروں گا اس سے پہلے راجہ صاحب نے مختصر سی بات کی تھی۔ تعمیر وطن پروگرام میں on-going جاری سکیموں کے لئے 62 فیصد حصہ رکھا گیا ہے اور 38 فیصد نئی سکیموں کے لئے رکھا گیا ہے اور یہ 38 فیصد حصہ تمام حلقوں میں مساوی طور پر تقسیم کیا گیا ہے۔ جسے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت اچھی روایت ہے۔ مگر جناب والا! جاری سکیموں کے لئے جو 62 فیصد حصہ رکھا گیا ہے اس میں کچھ حلقوں اور تحصیلوں کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہو رہی ہے۔ اس کی میں تھوڑی سی تفصیلات یہاں بتانا چاہتا ہوں یہ 62 فیصد رقم ان سکیموں کے لئے رکھی گئی ہے جو آج سے دو' تین سال پہلے شروع کی گئی تھیں جہاں سے برسراقتدار پارٹی کے ممبران منتخب ہو کر آئے تھے۔ یہ 62 فیصد جو پیسہ دیا گیا یہ بہت سی ایسی تحصیلیں ہیں یا حلقے ہیں جن کو برائے نام دیا گیا ہے میں اپنے ضلع ملتان کی بات کروں گا کہ ملتان ضلع کی تحصیل شجاع آباد سے برسراقتدار پارٹی کا کوئی ممبر نہیں تھا شاکے مارکیٹ کے لئے 56 منصوبے لکھے گئے ہیں ان میں سے 21 ملتان کے لئے ہیں۔ 31 لودھراں کے لئے اور شجاع آباد کے لئے صرف چار منصوبے ہیں۔ 4 کروڑ 66 لاکھ روپیہ ملتان کو فارمز ٹو مارکیٹ روڈ کے لئے دیئے گئے ملتان تحصیل کو ایک کروڑ اسی لاکھ' لودھراں کو 2 کروڑ اور 65 لاکھ اور شجاع آباد کو صرف 21 لاکھ دیا گیا۔ اسی طرح سے روڈ اور پلوں کے لئے ایک کروڑ دس لاکھ روپے رکھے گئے ہیں لودھراں کے لئے ایک کروڑ روپیہ اور شجاع آباد کے لئے صرف دس لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔

جناب والا! سیوریج کی 42 سکیمیں دی گئی ہیں۔ ان میں سے 31 ملتان تحصیل کے لئے ہیں دس لودھراں کے لئے ہیں اور شجاع آباد کے لئے صرف ایک سکیم ہے تو جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ ان 62 فیصد رقم کو تقسیم کرتے وقت بھی ان حلقوں کا خیال رکھنا چاہیئے تھا۔ جہاں پر پچھلے سالوں میں پیسہ بہت کم خرچ ہوا اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہے۔ یہ صرف شجاع آباد کی بات نہیں ہے بلکہ پنجاب کے دوسرے حلقوں میں بھی ایسی بات ہوئی ہو گی۔ تو جناب والا! اس پر نظرثانی کی جائے اور ان تحصیلوں میں اور ان حلقوں میں

جہاں پیسہ خرچ نہیں کیا گیا ان کے لئے مہربانی کی جائے اور ان کے لئے زیادہ پیسہ رکھا جائے تا کہ ڈویلپمنٹ میں جو فرق رہ گیا یا رہ جائے گا اس کی کمی کسی طرح سے پوری ہو جائے۔

جناب والا! میں اپنی تحصیل کے دو تین منصوبے پیش کرنا چاہتا ہوں ان کے لئے خصوصی طور پر پیسے دیئے جائیں تا کہ ہمارے پرانے مطالبے جو رہ گئے ہیں وہ پورے ہو سکیں۔ جناب والا! شجاع آباد ایک پرانا شہر ہے اور وہاں پر بہت گنجان آبادی ہے وہاں پر بہت تنگ گلیاں ہیں اور وہاں سے اگر آپ کو گزرنا ہو تو اس میں آپ کا ایک گھنٹہ یا ڈیڑھ گھنٹہ صرف ہو جاتا ہے وہاں پر اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ تو میری گزارش ہے کہ شجاع آباد میں مایک بائی پاس بنایا جائے جس کا وزیراعلیٰ صاحب نے الیکشن کے دوران اعلان بھی کیا تھا یہ کوئی بہت بڑا منصوبہ نہیں ہے اس پر صرف چالیس یا پچاس لاکھ روپیہ خرچ آئیں گے تو جناب والا! میری استدعا ہے کہ اس بجٹ میں ہمیں اس کے لئے پیسہ فراہم کیا جائے۔

جناب والا! شجاع آباد میں صرف ایک ہائی سکول ہے جہاں پر اڑھائی ہزار سے زیادہ بچیاں پڑھتی ہیں اور وہاں پر ایک' ایک کلاس میں ستر یا اسی بچیاں ہیں تو جناب والا! میری گزارش ہے کہ شجاع آباد میں مزید ایک ہائی سکول قائم کیا جائے۔

جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ ہماری تحصیل شجاع آباد کے ساتھ ساتھ دریائے چناب گزرتا ہے اور ہمیں ہر سال سیلاب سے دو چار ہونا پڑتا ہے اس وقت وہاں پر دو بند بنے ہوئے ہیں جن میں سے ایک فرسٹ ڈیفنس بند ہے اور دوسرا سیکنڈ بند ہے مگر جو سیکنڈ ڈیفنس بند ہے اس میں چھ میل کا گیپ ہے جو ابھی تک نہیں بنا تو میرا خیال ہے کہ اگر اس چھ میل کے گیپ کو مکمل کر دیا جائے تو مون سون کے موسم میں ہماری کافی بچت ہو جائے گی اور ہماری فصلیں جو وہاں پر تباہ ہوتی ہیں وہ بھی بچ جائیں گی۔

جناب والا! میں یہاں اس ایوان میں ایک اور بات کرنا چاہتا ہوں کہ اس ایوان میں وزیراعلیٰ صاحب نے اعلان کیا تھا کہ تحصیل لودھراں کو ضلع بنا دیا گیا ہے۔ تو جناب والا! میری گزارش ہے کہ اگر کوئی ضلع بنانا تھا تو اس کے لئے بہت پہلے اعلان کرنا چاہیے تھا تا کہ وہاں پر بہت سے ہوم ورک تھے جو وقت پر کئے جا سکتے تھے۔ یہاں پر میں اپنی بات کرتا ہوں کہ اب مجھے بڑی پریشانی ہو رہی ہے کیونکہ ہم اپنے سڑکوں کے منصوبوں کے ٹینڈرز کر چکے ہیں اور ہمارے بہت سے منصوبے اس وقت زیر تعمیر ہیں اس بارے میں ابھی تک نوٹیفکیشن جاری نہیں ہوا۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی زیادتی ہے اس بارے میں ہمیں خاصی پریشانی ہو رہی

ہے۔ ابھی تو سٹاک کی تقسیم ہونی ہے اور ابھی اصل کی بھی تقسیم ہونی ہے تو میری گزارش ہے کہ اگر کوئی دو ٹوک فیصلہ کرنا ہے تو آج ہی کر دیجئے۔ ورنہ پھر اسے کچھ عرصے کے لئے ملتوی کر دیجئے۔ تاکہ اتنے سارے حساب کتاب ٹھیک ہو سکیں۔ شکریہ۔

رانا اکرام ربانی (قائد حزب اختلاف) : جناب سپیکر! پیشتر اس کے کہ آپ کسی اور معزز رکن کو دعوت دیں میں ایک چیز آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ اس اسمبلی کی حدود میں سرکاری ایجنسیوں اور پولیس کی آمد و رفت اسی طرح جاری ہے جس طرح سے وہ اپنے دفتر میں اور سیکرٹریٹ میں پھرتے ہیں۔ جناب والا نے بھی نوٹس لیا ہو گا کہ نیشنل اسمبلی نے ایک ایسی روایت قائم کی ہے کہ جو سپیشل برانچ یا پولیس کے لوگ ہیں وہ اسمبلی سے باہر رہا کریں۔ جناب والا! یہاں کل سے آمد و رفت کچھ زیادہ ہو گئی ہے۔ آپ اس کا نوٹس لیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! یہ لوگ تو ہمارے ہاں پہلے ہی نہیں آتے۔

رانا اکرام ربانی: جی۔ جناب نے کیا فرمایا؟

جناب سپیکر: پولیس کے لوگ یا انٹیلیجنس کے لوگ تو پہلے ہی یونیفارم میں ہماری اسمبلی کے اندر داخل نہیں ہوتے۔ ہمارے ہاں تو یہ پہلے سے ہی پریکٹس جاری ہے۔

رانا اکرام ربانی: جناب والا! میں آپ کو تو یہ نہیں کہتا کہ آپ کی یہ observation ہے مگر جناب والا! آتے ہیں۔

جناب سپیکر: تو آپ کا کیا ارشاد ہے کہ آپ محسوس کرتے ہیں کہ پولیس کے لوگ اسمبلی کے اندر آتے ہیں۔

رانا اکرام ربانی: جناب والا! یہاں اسمبلی کے اندر پولیس کے لوگ یونیفارم میں آتے ہیں۔ سپیشل برانچ کے لوگ بھی یہاں آتے ہیں۔ تو جناب والا! میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ شاید یہ سیکرٹریٹ سٹاف کی نرمی کا نتیجہ ہو یا انہوں نے اپنے طور پر relaxation of rules کر دیا ہو۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! میں اس پر پہلے بھی اپنا فیصلہ دے چکا ہوں اور میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اسمبلی کے اندر پولیس افسر کو یونیفارم میں یا انٹیلیجنس کے لوگوں کو آنے کی اجازت نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جناب ملک محمد دین صاحب۔

ملک محمد دین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ جناب سپیکر! میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے اظہار خیال کا موقع فراہم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان اور کرم ہے کہ پنجاب میں آئی جے آئی کی حکومت کو ایک بار پھر بجٹ پیش کرنے کا موقع ملا ہے۔ وزیر خزانہ مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے 92-1991ء کا بجٹ پیش کرتے وقت تمام طبقوں کا خیال رکھا ہے اور ایک متوازن بجٹ پیش کیا ہے۔ نئی منصوبہ بندی کرتے وقت آئی جے آئی کی حکومت نے تعمیر وطن پروگرام کو بھی جاری و ساری کرتے وقت آئی جے آئی کی حکومت نے تعمیر وطن پروگرام کو بھی جاری و ساری رکھنے کا عزم کیا ہے۔

جناب سپیکر! ہماری 80% آبادی دیہاتوں میں بستی ہے۔ اس پروگرام سے قبل دور دراز علاقوں میں رہنے والے لوگوں کو پینے کا پانی تک نہیں ملتا تھا اب اللہ کے فضل سے اس پروگرام کے ذریعہ تمام کو تو نہیں لیکن اکثر و بیشتر دیہات کے لوگوں کو نہ صرف پینے کا مصفا پانی ملا ہے بلکہ کھیت سے منڈی تک سڑکوں کا جال بچھا دیا گیا ہے۔ لوگوں کے علاج معالجے کی سہولت کے لئے ہیلتھ سینٹر قائم کئے گئے ہیں۔ تعلیم و تربیت کے لئے نہ صرف نئے سکول کھولے گئے ہیں بلکہ پہلے سے جاری شدہ سکولوں کو بھی اپ گریڈ کیا گیا ہے۔ مسجد سکول کو پرائمری' پرائمری کو مڈل' مڈل کو ہائی اور ہائی سکولوں کو ہائر سیکنڈری سکولوں کے درجے دیئے گئے ہیں۔ ان اقدامات سے نہ صرف تعلیمی میدان میں بہتری آئی ہے بلکہ بیروزگار لوگوں کو روزگار کے مواقع بھی میسر آئے ہیں اور بے روزگاری کے خاتمے میں بھی مدد ملی ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

جناب سپیکر! ہر دور حکومت میں پاکستان میں ہمیشہ ایک مخصوص طبقہ کو نوازا جاتا رہا ہے لیکن ہمارے وزیر خزانہ کو یہ اعزاز حاصل ہوا ہے کہ انہوں نے ایک مراعات یافتہ طبقے سے مراعات واپس لی ہیں۔ کوآپریٹو اداروں اور فنانس کمپنیوں پر بھی شیمپ ڈیوٹی عائد کر دی گئی ہے اور ان اقدامات سے حکومت کے اندازے سے کہیں زیادہ آمدن بھی ہو گی۔ جناب سپیکر! یہ ادارے عوام کی فلاح و بہبود کے لئے قائم کئے گئے تھے لیکن ان اداروں نے لوگوں کو جس طرح لوٹا ہے اور جس طرح لوگوں سے فراڈ کیا ہے' ظلم اور زیادتیاں کی ہیں' اس کی مثال کہیں نہیں ملتی ہے۔ جناب سپیکر! ان اداروں میں مزید اصلاحات کی ضرورت ہے۔ کوآپریٹو فنانس کمپنیوں کے

قانون میں ترمیم کر کے ان اداروں کو موثر بنایا جائے۔ ہمارے سادہ لوح لوگ' مزدور' کسان اور ریٹائرڈ لوگ ان کے چنگل میں پھنس چکے ہیں انہوں نے اپنی ساری عمر کی حلال کی کمائی ان اداروں میں جمع کرا دی ہے تاکہ وہ اپنے کسی موزوں وقت پر استفادہ حاصل کریں گے لیکن جب ان لوگوں نے ان سے اپنی رقمیں واپس لینا چاہیں تو انہوں نے ماسوائے وعدے وعید کے آج تک کسی کو کچھ نہیں دیا ہے۔ جناب سپیکر! یوں تو ہمارے اہل کاران ان کی دیکھ بھال اور چیکنگ کے لئے موجود ہیں لیکن اکثر ہمارے سادہ لوح لوگ شکایت کرتے ہیں اور ان کی شکایت پر کوئی کارروائی نہیں ہوتی۔

جناب سپیکر! سیلف ایمپلائمنٹ سکیم کا اجراء وزیراعلیٰ پنجاب غلام حیدر وائیں کا نمایاں کارنامہ ہے اور یہ پہلا موقع ہے کہ چھوٹے لوگوں کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کا موقع ملا ہے اور پنجاب کے دور دراز علاقوں کے رہنے والے لوگوں کو نہ صرف روزگار ملا ہے بلکہ دیہاتوں میں چھوٹی صنعتوں کو بھی فروغ ملا ہے۔ اس پروگرام سے دیہاتوں کی آبادی کا رخ شہروں کی طرف ہونے میں بھی ٹھہراؤ پیدا ہوا ہے۔ مہنگائی کے پیش نظر اگر قرضہ کی حد 5 لاکھ سے بڑھا کر 20 لاکھ کر دی جائے تو اس سے نہ صرف چھوٹی صنعتیں فعال ہوں گی بلکہ زوال پذیر صنعتی ڈھانچے کو بھی تقویت ملے گی اور معیشت بھی مضبوط ہو گی۔ یہ بات نہایت خوش آئند ہے کہ ہمارے وزیراعلیٰ نے اس حد کو 5 لاکھ سے بڑھا کر ساڑھے سات لاکھ کر دیا ہے۔

جناب سپیکر! بلا شبہ اس بات سے انکار نہیں کہ شہروں اور دیہاتوں میں لوگوں کو بہت سہولتیں ملی ہیں۔ ترقیاتی کام ہوئے ہیں۔ تاجروں اور صنعتکاروں کو قرضہ جات کی سہولتیں ملی ہیں۔ صنعتی قرضوں کے حصول کے لئے سرکاری اہل کاروں کا عمل دخل کم سے کم کر دیا گیا ہے۔ شریعت بل کی منظوری نہ صرف پاکستان کا رخ صحیح سمت میں ہونے کی ضمانت ہے بلکہ تاجروں' صنعتکاروں اور محنت کشوں کے حقوق کی ضمانت ہے۔ یہ پہلا موقع ہے کہ حکومت نے صنعتکاروں اور تاجروں کو سہولتیں دی ہیں لیکن پاکستان کے تاجروں نے بھی ہمیشہ ہر حکومت میں جب کبھی پاکستان پر نازک وقت آیا ہے تو دل کھول کر عطیات دیئے ہیں بلکہ اگر حکومت نے پاکستان کی بقاء اور سالمیت کے لئے خون بھی مانگا ہے تو تاجروں نے بخوشی دیا ہے لیکن تاجروں' صنعت کاروں' محنت کشوں اور ہر طبقے سے تعلق رکھنے والے شریف لوگوں نے حکومت سے اگر کچھ مانگا ہے تو انہوں نے ہمیشہ حکومت سے انصاف مانگا ہے۔ امن و سکون اور سلامتی کی بھیک مانگی ہے۔ جو آج تک کسی بھی حکومت نے ان غریب لوگوں کو نہیں دیا ہے۔

پاکستان میں امن و امان کی صورت حال ہمیشہ سنگین رہی ہے۔ جناب سپیکر! جب پاکستان معرض وجود میں آیا تو ہماری لاکھوں ماؤں بہنوں نے قربانیاں دیں لیکن لوگوں کو انصاف نہیں ملا لیکن 43 لاکھ کے بعد بھی صورت حال جوں کی توں ہے۔ نہتے لٹ جاتے ہیں عام لوگ ڈاکوؤں کے خلاف شکایت کرنے میں خطرہ محسوس کرتے ہیں' قاتل دندناتے پھرتے ہیں' قاتلوں کے خلاف گواہی نہیں ملتی ہے۔ جناب سپیکر! قومی وسائل پر مخصوص لوگوں کا قبضہ ہے اور قومی وسائل کو لوٹا جا رہا ہے۔ قومی مجرموں کا کوئی محاسبہ نہیں ہے' نوکر شاہی کی گرفت اس قدر مضبوط ہے کہ اگر ممبر صوبائی اسمبلی کو پولیس نے گرفتار کرنا ہو تو گرفتار کر کے سپیکر کو صرف اطلاع کر دی جاتی ہے لیکن اگر کسی بڑے اہل کار کے خلاف رشوت ستانی کے الزام میں صرف مقدمہ درج کرنا ہو تو حکام بالا کی اوپر سے اجازت لینا ضروری ہے۔ گرفتاری تو بہت دور کی بات ہے۔ جناب سپیکر ہمارے بلدیاتی ادارے _____

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب آپ کا وقت ختم ہو رہا ہے۔ اختصار فرمائیں۔

ملک محمد دین: بلدیاتی ادارے جمہوریت کی روح ہوتے ہیں لیکن ان اداروں میں جو لوٹ کھسوٹ اور بد دیانتیاں ہیں' بدعنوانیاں ہیں اس کی کسی بھی دوسرے ادارے میں مثال نہیں ملتی ہے۔ جناب سپیکر! ضلع ٹیکس المعروف جگا ٹیکس کے نام سے جو قائم ہے' لوگ اس ٹیکس سے لٹ رہے ہیں اس کی بھی کہیں مثال نہیں ملتی ہے۔ میرے ایک ملنے والے تھے انہوں نے مجھے یہ کہانی سنائی ہے کہ وہ مال لینے کراچی گئے جب ضلع ٹیکس لینے کے لئے روکتے ہیں تو وہ شیڈول پوچھتے ہیں کہ جناب اپنا شیڈول بتائیں ہم ضلع ٹیکس تو دینے کے لئے تیار ہیں انہوں نے بتایا کہ میں نے شیڈول پوچھا تو چار پانچ لمبے لمبے کرتے والے کلاشن کوفوں اور رائفلوں سے مسلح افراد آ گئے اور انہوں نے کہا کہ یہ ہمارا شیڈول ہے۔ جناب سپیکر! یہ انتہائی شرم کی بات ہے کہ ایک اچھی حکومت کے ہوتے ہوئے دن دیہاڑے حکومت کے ایماء پر لوگوں کو لوٹتے ہیں۔ جناب سپیکر! بڑے ملازمین چھوٹے ملازمین کا استحصال کرتے ہیں۔ اے۔ سی۔ آر لکھتے وقت ان پر ظلم اور زیادتیاں کرتے ہیں۔ چھوٹے ملازمین بڑے ملازمین کا خرچہ چلاتے ہیں۔ ان کے بچوں کو شاپنگ کرواتے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ اے سی آر تو میں سمجھتا ہوں چھوٹے ملازمین پر لٹکتی ہوئی ایک ننگی تلوار ہے۔ ان معاملات میں بھی اصلاحات ہونا ضروری ہے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ ملک صاحب۔ حاجی احمد خان سہل صاحب۔

جناب محترم پیر احمد شاہ کھگہ صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ جس وقت حاجی صاحب نے تقریر کرنی ہے اس کے بعد دوسرا نمبر میرا ہو گا۔ میں شاہ صاحب سے یہ درخواست کروں گا کہ حاجی صاحب کے بعد آپ کا نمبر ہو گا۔

حاجی احمد خان سہل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے بھی بجٹ پر بات کرنے کا موقع فراہم کیا ہے۔ جناب سپیکر بجٹ پیش ہونے سے پہلے طرح طرح کے خیال آتے تھے کہ شاید اس بار کئی نئے ٹیکس لگیں گے اور وہ ہمارے لئے ناقابل برداشت ہوں گے کیونکہ خزانہ کی پوزیشن اچھی نہیں ہے۔ مگر وزیر خزانہ نے جس طرح سے بجٹ پیش کیا ہے ان حالات میں اس سے اچھا بجٹ پیش نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اس پر میں اپنے جواں سال خوبرو وزیر خزانہ کا _____

جناب ڈپٹی سپیکر: میں جناب وزیر خزانہ سے درخواست کروں گا کہ حاجی احمد خان صاحب ان کی تعریف کر رہے ہیں۔ میں جناب وزیر خزانہ کی توجہ حاجی احمد خان کے بیان کی طرف مبذول کراؤں گا وہ جو بات کہہ رہے ہیں وہ ذرا سننے والی ہے۔ (قہقہے)

حاجی احمد خان سہل: ان حالات میں اس سے اچھا بجٹ پیش نہیں کیا جا سکتا۔ اس پر میں اپنے جواں سال خوبرو وزیر خزانہ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور اس کے ساتھ ہی وائیں صاحب کی حکومت بھی مبارک باد کی مستحق ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! میں آپ کی اجازت سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے وزیر خزانہ کی توجہ فاضل رکن کی تقریر کی طرف دلائی ہے کہ بہت اچھی تقریر فرما رہے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ باقی ارکان جو اپنی اپنی تقریر کر رہے تھے وہ اتنے اچھے نہیں تھے آپ کو پسند نہیں آئے تھے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں شاہ صاحب! اصل وجہ یہ تھی کہ انہوں نے اپنی تقریر میں خاص ایسے الفاظ استعمال کئے تھے جس کا سننا وزیر خزانہ کے لئے ضروری تھا۔

سید طاہر احمد شاہ: وہ کونسے الفاظ تھے؟ ہم نے نہیں سنے۔ آپ ہماری رہ نمائی کر دیجئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی حاجی صاحب! آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

حاجی احمد خان بھرل: جناب سپیکر! بجٹ سے چند روز پہلے اور بجٹ کے فوراً بعد مہنگائی خود بخود بڑھا دی جاتی ہے اور منافع خور لوگ اپنی اشیاء کی قیمت ضرورت سے زیادہ بڑھا لیتے ہیں جس کا قانونی اور اخلاقی کوئی جواز نہیں ہوتا۔ جو کہ عوام کی قوت خرید سے باہر ہوتا ہے۔ حکومت جب ملازمین کی تنخواہ بڑھاتی ہے تو اس تنخواہ دار طبقہ کو اس سے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا کیونکہ منافع خور اس سے پہلے قیمتوں میں بہت زیادہ اضافہ کر چکے ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ انسانیت کے دشمن ہیں ان کو اس غیر انسانی فعل کی اجازت ہرگز نہیں ہونی چاہیے۔ بلکہ اس پر کنٹرول ہونا چاہیے میں تو یہ کہوں گا کہ ان کے ساتھ سختی سے نمٹنا چاہیے تاکہ آئندہ ان کو نرخ بڑھانے کی جرات نہ ہو سکے۔ آخر میں' میں حکومت کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ میری یہ رائے ہے کہ ہر تحصیل کی سطح اور ضلع کی سطح پر Price Control Committee ہو جس میں انتظامیہ کی طرف سے تحصیل اور ضلع کے سربراہ کے علاوہ متعلقہ ایم پی اے بھی اس میں شامل ہو اور جب تک یہ کمیٹی منافع کی اجازت یا منظوری نہ دے تب تک کوئی منافع خور از خود قیمت نہیں بڑھا سکے۔ جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں یہ عرض کروں گا کہ بجٹ کے ساتھ مسائل ختم نہیں ہو جاتے بلکہ بجٹ کے بعد مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ اصل مسئلہ ترقیاتی منصوبوں پر صحیح طور پر عملدرآمد ہوتا ہے۔ موجودہ وقت میں یہ مسئلہ انتہائی سنگین اور اہم ہے کیونکہ عوام کے خون پسینے کی کمائی کا نصف سے زیادہ حصہ کمیشن کی صورت میں سرکاری ملازمین اور ٹھیکیداروں کی جیبوں میں چلا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر ایک منصوبہ کے لئے ایک لاکھ روپے کی رقم منظور کی جائے اور کسی سرکاری محکمہ کی معرفت کوئی ٹھیکیدار وہ کام کرتا ہے تو میں اپنے تجربے کی بنیاد پر یہ وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ موقع پر بمشکل پچاس ہزار روپے خرچ ہوتا ہے اور بقیہ پچاس ہزار روپے سرکاری ملازمین اور ٹھیکیداروں کی ملی بھگت سے خورد برد ہو جاتا ہے۔ جب سے پاکستان بنا ہے یہ کمیشن والی لعنت جاری و ساری ہے۔ اس کے سدباب کی طرف سنجیدگی سے توجہ نہیں دی گئی۔

جناب سپیکر! ہر سال بجٹ پیش ہوتا ہے اور ہر سال لاکھوں اور کروڑوں روپے کی رقم ان ترقیاتی منصوبوں کے لئے مختص کی جاتی ہے۔ مگر اس کے بعد کسی کو کوئی خبر نہیں ہوتی کہ اتنی کثیر رقم کہاں گئی اور کیوں یہ درست طریقے سے خرچ نہیں ہوئی۔ یہ رقم سرکاری ملازمین و ٹھیکیدار آپس میں بندر بانٹ کر لیتے ہیں۔ کتنے دکھ کی بات ہے کہ نصف صدی گزر جانے کے باوجود یہ غیر انسانی فعل یعنی لوٹ کھسوٹ جاری و ساری ہے۔ میں حیران ہوں کہ اب تک اس لعنت کے

متعلق ارباب اختیار نے کیوں چشم پوشی اختیار کر رکھی ہے' خدا کے لئے اس مرض کا علاج کیجئے کیا یہ علاج لا علاج ہے؟ خدا کے لئے اس موذی مرض کا علاج تلاش کریں اگر یہی حال رہا تو میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ بدنصیب قوم کبھی اپنے پاؤں پر کھڑی نہ ہو سکے گی اور وہ بیان جو ایک خدا کو نہ ماننے والے نے پاکستان میں آکر دیا تھا کہ جو قوم اپنی جڑیں کاٹ رہی ہے۔ وہ قوم زندہ اور قائم ہے۔ خدا کے حضور میں دیر ہے اندھیر نہیں۔

فطرت افراد سے اغماض تو کر لیتی ہے
کبھی کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف

(نعرہائے تحسین)

جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے اب میں وائیں صاحب وزیراعلیٰ پنجاب کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا کہ اتنا سنگین مسئلہ اب تک ان کی نظروں سے کیوں پوشیدہ ہے؟ بحیثیت وزیراعلیٰ یہ بات آپ کے فرائض میں شامل ہے کہ عوام کے خون پسینے کی کمائی کا مصرف عوام کے مفاد میں ہونا چاہیے۔ قوم کا یہ متفقہ مطالبہ ہے کہ اس ناجائز کمیشن سے ہمیں چھٹکارا دیا جائے وائیں صاحب نے اپنی تقریر میں ارشاد فرمایا تھا کہ اس کام کی نگرانی ضلعی ترقیاتی بورڈ کے ممبران کریں گے۔ میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ اس برائی نے اب قومی المیہ کی شکل اختیار کر لی ہے یہ ترقیاتی بورڈوں کے بس کی بھی بات نہیں ہے۔ اس کا سدباب معاشرے کے تمام طبقوں کو کرنا چاہیے۔ خصوصاً ارباب اختیار کو۔ عوام کی نظریں جناب وزیراعلیٰ وائیں صاحب درویش صفت دیانتدار صاحب بصیرت اور جہاندیدہ لیڈر کی طرف لگی ہوئی ہیں کہ وہ اس عہدہ سے کس طرح عہدہ برآ ہوتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ جناب وائیں صاحب کا زندگی بھر کا تجربہ اور عقل و دانش کے امتحان کا وقت قریب آ پہنچا ہے کہ وہ اس فرض سے کیسے سرخرو ہو کر نکلتے ہیں۔ اگر وائیں صاحب کو کامیابی حاصل ہوتی ہے تو یہ ملک اور قوم کی بڑی خوش قسمتی ہو گی۔

جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ گزشتہ اجلاس میں بھی میں نے اپنا نام دیا تھا لیکن مجھے اس وقت بھی موقع نہیں ملا تھا۔ بہرحال ابھی تو میں اپنے علاقے کا ایک مسئلہ بھی بیان نہیں کر سکا۔ اب میں اپنی تحصیل کے مسائل کی طرف آتا ہوں۔ جناب سپیکر! میں نے تعمیر وطن پروگرام کا بغور مطالعہ کیا ہے اور اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ تحصیل بھلوال کے ساتھ انتہائی ناانصافی کی گئی ہے۔ تحصیل بھلوال کے مطالبات کو یکسر نظرانداز کر دیا گیا ہے۔ جناب سپیکر! ضلع سرگودھا کی تین تحصیلیں ہیں۔ سرگودھا' شاہ پور اور بھلوال۔ رقبے اور آبادی کے لحاظ سے بھلوال تحصیل سب سے بڑی ہے۔ لیکن

ترقیاتی کاموں میں دوسری تحصیلوں سے پیچھے ہے۔ خصوصاً" ضلع سرگودھا کی تحصیل کو بہت زیادہ نوازا گیا ہے مگر بدقسمتی سے ترقیاتی منصوبوں میں ہم بہت پیچھے ہیں۔ تعمیر وطن پروگرام سال 1992-1991ء میں تحصیل سرگودھا کو ضرورت سے زیادہ نوازا گیا ہے۔ تحصیل شاہ پور کے منصوبہ جات کو اولیت دی گئی ہے مگر تحصیل بھلوال کے ساتھ سوتیلی ماں جیسا سلوک کیا گیا ہے۔ ثبوت کے طور پر کتابچہ تعمیر وطن پروگرام کے مطابق صفحات 30,29 اور صفحہ نمبر 60 پر کل 31 سڑکیں کھیت سے منڈی تک منظور ہو چکی ہیں جو پروگرام تعمیر وطن میں شامل ہیں اور تمام کی تمام 31 سڑکیں تحصیل سرگودھا سے متعلق ہیں۔ جناب سپیکر۔ ناانصافی کی انتہا ملاحظہ ہو کہ تحصیل بھلوال میں کھیت سے منڈی تک ایک بھی سڑک تعمیر وطن پروگرام میں شامل نہیں کی گئی۔ بھلوال کو کیلیفورنیا آف پاکستان اور بریلی آف پاکستان ماننے والوں کے ساتھ صریحاً" ناانصافی ہے۔

جناب سپیکر! تعمیر وطن پروگرام میں دیہی آب رسانی کی مد میں کل 49 منصوبے منظور کئے گئے ہیں۔ جملہ منصوبوں کا تعلق تحصیل سرگودھا سے ہے۔ تحصیل بھلوال میں ماسوائے دو گاؤں کے کسی گاؤں کو بھی شامل نہیں کیا گیا۔ اس طرح یہ منصوبہ بھی آٹے میں نمک کے برابر ہے۔ حکومت کو اس ناانصافی کا سنجیدگی سے نوٹس لینا چاہیے۔

جناب سپیکر! اسی طرح تعلیم و تربیت کے شعبہ میں بھی اسی ناانصافی کو برقرار رکھا گیا ہے۔ حلقہ نمبر 31 اور جملہ تحصیل بھلوال میں کسی پرائمری' مڈل اور ہائی سکول کی عمارت تعمیر کرنے یا اسے اپ گریڈ کرنے کا منصوبہ شامل نہیں کیا گیا ہے۔ جبکہ گزشتہ الیکشن میں میاں نواز شریف وزیراعظم پاکستان نے عوامی مطالبہ کے پیش نظر بھلوال کے عوام سے یہ وعدہ کیا تھا کہ بھلوال شہر کی ملحقہ کالونیوں میں ایک سکول کی منظوری دی جائے گی۔ اس بارے میں میں نے موجودہ چیف منسٹر صاحب کو بھی یاد دھانی کرائی انہوں نے متعلقہ محکمہ کے سیکرٹری کو ڈائریکٹو بھی بھیجا لیکن اس کے باوجود اس سکول کو اے ڈی پی میں شامل نہیں کیا گیا۔ علاوہ ازیں قصبہ سالم چک 11 چک نمبر 6 اور موضع جبہ پرانا تحصیل بھلوال حلقہ 31 کے پرائمری سکولوں کا درجہ بڑھانے کے سلسلے میں حتمی رپورٹ آنے کے باوجود تعمیر وطن پروگرام میں شامل نہیں کیا گیا ہے۔ جناب والا! گورنمنٹ گرلز کالج برائے طالبات بھلوال کی بلڈنگ ناکافی ہے کم از کم دو کمرے اور ہوسٹل ہونا بہت ضروری ہے۔ کیونکہ یہاں دور دراز کی طالبات پڑھنے کے لیے آتی ہیں لیکن ان کی رہائش کا کوئی بندوبست نہ ہے۔ ان کے لیے ہوسٹل تعمیر ہونا بہت ضروری ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: حاجی صاحب۔ آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو رہا ہے۔ اگر کوئی ضروری بات ہو تو کر لیں۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! آپ بحیثیت سپیکر! اپنی تحصیل کے مسائل پر روشنی نہیں ڈال رہے اور یہ آپ کا وقت بھی استعمال کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ پورے ضلع سرگودھا کی نمائندگی کر رہے ہیں۔

حاجی احمد خاں: ایک ایم پی اے صاحب جن کا تعلق بھوال سے ہے انہوں نے بھی مجھے اجازت دے رکھی ہے کہ ان کی بجائے بھی میں تقریر کر سکتا ہوں۔ انشاء اللہ وہ اپنا وعدہ پورا کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: حاجی صاحب! کوئی ضروری بات رہتی ہو تو وہ بھی کر لیں۔ حاجی سردار خاں۔

جناب والا! حالیہ انتخابات کے دوران میاں محمد نواز شریف صاحب وزیر اعلیٰ پنجاب بھلوال تشریف لائے تھے۔ عوامی مطالبہ کے پیش نظر _____

جناب ڈپٹی سپیکر: حاجی صاحب' ایک منٹ میں اپنی بات ختم کریں۔

حاجی احمد خاں: آخر میں ایک بات عرض کرتا ہوں کہ اہالیان بھلوال منڈی و بھلواں قصبہ میانی کی خواہش کے مطابق فوری طور پر سوئی گیس کے کنکشن دیئے جانے کے لیے حکام کو سفارش کی جائے۔ جناب والا! جب ترقیاتی ترجیحات میں ہر طبقہ کو بلا امتیاز سہولتیں فراہم کرنا موجودہ حکومت کی پالیسی کا بنیادی ستون ہے تو پھر تحصیل بھلوال کے ساتھ غیر امتیازی سلوک کیوں روا رکھا جا رہا ہے۔ اس کا ازالہ فرمایا جائے۔ شکریہ!

جناب ڈپٹی سپیکر: حاجی سردار خاں _____ پیر صاحب آپ تیاری کر لیں حاجی صاحب کے بعد آپ کی باری ہے۔

پیر احمد شاہ کھگا: آپ نے مجھے پہلے ٹائم دیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: حاجی صاحب' آپ اس تجویز سے اتفاق فرمائیں گے کہ پیر صاحب کے بعد آپ تقریر کر لیں۔

حاجی سردار خاں: ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی پیر صاحب فرمایئے!

پیر احمد شاہ کھگا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

الحمد للہ رب العلمین۔

جناب سپیکر! آپ کی بڑی مہربانی۔ کیونکہ آپ نے احمد خاں کھرل اور میرا نام یاد رکھتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا اور احمد خاں کھرل نے تقریر فرمائی ہے۔ یہ آپ کے حلقہ سے ہیں اور یہ بڑے شریف آدمی ہیں۔ انہوں نے بڑی کپکپی سے تقریر فرمائی ہے۔ تو میرا خیال یہ ہے کہ انہوں نے جو بھی مطالبات پیش کیے ہیں اس ایوان میں اس لئے پیش کیے ہیں کہ شائد ان کی تحصیل بھلوال کے لیے کچھ ہو جائے۔ تو میرا خیال بھی یہ ہے اور میری خواہش بھی یہ ہے کہ کوئی ایسا طریقہ اپنایا جائے کہ انہوں نے جس تکلیف اور کپکپے انداز میں تقریر کو پیش کیا ہے اس صورت میں ان کے مسائل حل ہو ہی جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ وزیر خزانہ بھی آپ کے قریب ہی بیٹھے ہیں تو حاجی صاحب کی یہ درخواست ان تک پہنچا دیں۔

پیر احمد شاہ کھگا: سب سے پہلے میں وزیر خزانہ صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے نہایت خوش اسلوبی سے اور خوبصورتی سے بجٹ کی تقریر تحریر کروائی ہے لیکن ایک کام اس میں نہیں کیا اور وہ یہ کہ اس بجٹ کو جس طرح لوگوں نے لوٹنا ہے اس کا سدباب نہیں کیا گیا۔ یہ بجٹ حکومت کی طرف سے چندہ ہے اور اسے سارا سال خرچ ہونا ہے اور بڑے بڑے دانشور اور بڑے بڑے دیانتدار لوگوں کے ہاتھ میں جانا ہے۔ جس طرح احمد خاں کھرل صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا ہے کہ اس کی لوٹ کھسوٹ یا نقصان کو ختم نہیں کیا جا سکتا۔ ہماری جو ساہیوال تک ایک سو میل لمبی سڑک ہے جس کے ایک میل پر تقریباً ساٹھ یا ستر لاکھ روپے خرچ ہوا ہے اگر اس سڑک کا حال دیکھا جائے تو اندازہ ہو گا کہ اگر اس سڑک پر ساٹھ لاکھ روپے کی بجائے نو لاکھ روپیہ بھی لگ جاتا اور اچھے طریقے سے خرچ ہو جاتا تو یہ سڑک اس طرح نہ ہوتی۔ ہمارے چیف منسٹر صاحب بھی اکثر اس سڑک سے گزرتے ہیں اور میرا خیال ہے ان کی نظر سے بھی یہ سڑک گزری ہو گی۔

اس سڑک کا برا حال ہے اس کو ٹھیک ہونا چاہیئے اس کا بجٹ موجود ہے جب مارشل لاء حکومت بجٹ بناتی تھی وہ اس طریقے سے بناتی تھی لیکن وہ اس کو استعمال بھی کرواتے تھے۔ خیر وہ تو چلے بھی گئے ہیں۔ اس سڑک کا براحال ہے 70/60 لاکھ روپیہ فی میل پر خرچ ہو جو ایک سو میل پر 70/60 کروڑ روپیہ بنتا ہے۔ یہ قوم کا روپیہ ہو یا کسی جگہ سے یہ روپیہ ادھار لیا ہو یا کسی جگہ سے عطا ہو اگر اس رقم کو لوٹا کھسوٹا گیا تو اس طرح تو پھر ملک کی ترقی کا ہونا بڑا مشکل ہے۔ میرا خیال ہے ہاؤس میں ہماری یہ جو روداد لکھی جاتی ہے اس کو یا تو پڑھتا کوئی نہیں ہے یا اس کے متعلق کوئی سوچتا

نہیں ہے کیونکہ ممبران اسمبلی جو دو اڑھائی سو کے قریب ہیں اور یہ تمام اپنی تقریروں کے ذریعہ یہاں اجلاس میں ایسی نشان دہی کرتے رہتے ہیں اب یہ دیکھا جائے کہ یہ ان کی شکایات میں کمی ہوئی یا نہیں اور اگر کوئی نقصان ہوا تو کیوں ہوا اور اس نقصان کا ازالہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ اگر نقصان ہوا ہے تو اس کو کس طرح پورا کیا جائے۔ آگے بھی میں نے ایک دن عرض کیا تھا کہ جیسے قوال قوالی کر کے پیسے مجلس سے لے جاتے ہیں اسی طرح ہم یہاں پر قوالی کر کے بہتر لے جاتے ہیں' یہ تو ہمارا رول یا ہمارا کردار نہیں ہونا چاہیے' کیونکہ ممبران جو ہیں وہ نہایت معتبر ہیں اور یہ ہاؤس جو ہے یہ بڑا معتبر اور مقدس سمجھا جاتا ہے سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کو بھی یہی چلاتا ہے۔ اس کے آئین اور قانون کو وہاں استعمال کیا جاتا ہے تو پھر اس میں اگر ایسا خیال نہ رکھا گیا تو پھر کیا ہو گا۔

ہمارے اپوزیشن لیڈر نے تقریر بڑی لمبی چوڑی اور لچھے دار فرمائی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس میں بھی انہوں نے بہت کچھ ان ہی باتوں کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ اگر ان کی بات صحیح ہے تو پھر ان کی ہی بات مان لی جائے۔ اگر ہماری ان سے Co-Operation ہے تو پھر وہ جو باتیں کرتے رہے ہیں اگر اس کو بھی اپنا لیا جائے ان کو بھی مان لیا جائے اور ان پر عمل درآمد کرا لیا جائے تو کوئی حرج نہ ہو گا۔

جناب وزیراعلیٰ صاحب غلام حیدر وائیں صاحب نے جس طرح بجٹ کو مناسب شکل میں تقسیم کروایا ہے وہ بڑا قابل تعریف اقدام ہے۔ کروڑ کروڑ سوا سوا کروڑ روپیہ اگر ہمارے دیہاتی حلقوں کو دیا گیا ہے۔ دیہاتی حلقہ چونکہ زیادہ وسیع ہے اور شہر کم وسیع ہیں اگر دیہاتوں پر اس طرح خرچ ہوتا رہا تو میرا خیال ہے کہ بہتر نتائج برآمد ہوں گے پچھلا جو سسٹم گزر چکا ہے اس سے یہ رقم زیادہ ہے لیکن اس کے ساتھ یہ بندوبست کرنا بھی ضروری ہے کہ یہ رقم جو ہے یہ بد دیانتی کی نذر نہ ہو جائے۔ یا کسی بگھاڑ جیسے کے منہ میں نہ چلی جائے۔ ہمارا پنجابی میں مقولہ ہے کہ بگھاڑ جیسے آدمی کے منہ میں یہ ہضم نہ ہو جائے اور یہ اچھے طریقے سے خرچ ہو تو یہ بڑا ہی فائدہ مند اقدام ہے اور بڑا ہی ترقی کا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: اس پر دستخط ہونے چاہئیں۔

پیر احمد شاہ کھگا: نہیں دستخط تو ہوتے ہی رہتے ہیں اور ایم پی اے صاحبان خیال بھی کچھ نہ کچھ رکھتے ہیں۔ ان کے تخمینے یا ان کے جو حالات ہوتے ہیں' وہ دن رات چلتے ہیں۔ بس اس پر روڑی ڈال دی گئی۔ میں تو کئی دفعہ ان سڑکوں کو جو اپنی نگرانی میں بنوائی ہیں۔ ان کو اکھاڑ اکھاڑ کر دکھلاتا بھی

رہا ہوں لیکن پھر بھی جس وقت ناقص میٹریل ان چیزوں میں شامل ہو جاتا ہے تو پھر اس کا پتہ بھی نہیں لگتا۔

(اس مرحلہ پر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! آج آپ زیادہ ہی سنجیدہ تقریر کر رہے ہیں۔

پیر احمد شاہ کھگا: ہمارے پنجاب میں ہی نہیں بلکہ سارے ملک میں غنڈہ گردی کی مرض جو ہے یہ اتنی عام ہو رہی ہے کہ کہ اس میں ہماری زیادہ عزت نہیں بن رہی یہ غنڈہ گردی یہ تخریبی کارروائیاں' کالجوں میں جھگڑے اور وہاں پر بندوقیں چل جانا اور فلاں کو پکڑ لیا گیا اور اتنے لاکھ روپیہ تاوان لے کر ان کو چھوڑ دیا گیا' قتل و غارت اور ڈکیتیاں ہیں یہ ایک قسم کی تاریخ بن گئی ہیں' کوئی ہتھیار دکھا کر' کوئی پستول یا بندوق دکھا کر لوٹ لیتا ہے اور راستوں میں یہ عام واقعہ ہوتا رہتا ہے میں اس کی جانب بھی ہاؤس کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں ہاؤس کو اس کے متعلق بھی کچھ سوچ بچار کرنا چاہئے کہ یہ بڑی بری بات ہے بلکہ ہم پر بھی یہ اعتراض ہو رہا ہے کہ کنٹرول اچھا نہیں کر رہے کیا وجہ ہے کہ کیوں ایسا نہیں ہو رہا۔ اس پر بھی ہمیں کافی غور کرنا چاہئے کہ یہ جو تخریبی اور دیگر ناجائز کارروائیاں ہیں ان کو اب ختم ہونا چاہئے۔

اب میں کاشت کاران کے متعلق زراعت کے بجٹ کے متعلق تھوڑی سی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس بجٹ میں زراعت کے متعلق یا کاشت کاروں کے متعلق یا کاشت کاری کے متعلق ایک پیسہ بھی نہیں رکھا۔ یہ برائے نام ہے کہ وہاں سکول بن جائیں گے' عمل وہ بھی بہتر ہے لیکن جو عمل ہماری زراعت سے متعلق ہے اس کا کسی نے نہیں سوچا' انگریز کے زمانے میں ہماری جنس جو کپاس کی ہوتی تھی اس پر سونے کا بھاؤ اور دیگر چیزوں کے بھاؤ مقرر ہوتے تھے جس طرح دیگر صاحبان نے گزارشات کی ہیں' اس کے متعلق ان کی بری سوچ نہیں ہے' اگر بارہ ہزار کا میسی فرگوسن ٹریکٹر ملتا تھا تو ان دنوں 17 روپے من گندم تھی' اب وہی ٹریکٹر اگر 8 لاکھ روپے کی ہے تو پھر 100 روپے من گندم ہے جو ہماری یہ زرعی اجناس ہیں ان کے نرخ کا کوئی معاملہ تجویز کیا جائے کہ اگر اس کا بھاؤ یہ ہو تو پھر ان چیزوں کا بھاؤ یہ ہو سکتا ہے۔ اس طرح ہم لوگ آسودہ ہو سکتے ہیں۔ ویسے تو ہمارے کاشت کار بھائی قرضوں میں اتنے دبے ہوئے ہیں' ان قرضوں نے ان کو اتنا دبایا ہوا ہے کہ وہ اپنے قرضے کا مکمل سود بھی نہیں ادا کر سکتے اور ہمیشہ قرض لے کر یہ کھاد بیج اور دوائیاں لیتے ہیں' کھاد' بیج' دوائیاں اور ڈیزل ٹریکٹر اور یہ کیڑے مار دوائیاں اور ایک اہم مسئلہ ہے اگر آپ دیکھیں تو ان کی قیمتیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں۔ کسان بیچارہ جو ہے وہ زیر بار ہے اور خاموش ہے کیونکہ وہ اتنا مصروف ہے کہ

کسی کی رات کو 12 بجے پانی لگانے کی باری آتی ہے۔ کسی کی دن کے بارہ بجے پانی لگانے کی باری آتی ہے اس کو چھوڑ کر وہ کیسے agitation پر تل جائے۔ اگر وہ agitation کرے اگر کسان اکٹھا ہو کر ایسا مسئلہ اٹھائے تو پھر میرا خیال ہے کہ حکومت ایک منٹ بھی اس کے بغیر نہیں چل سکتی اور ہرگز ایسا نہ ہو کہ اس کی باتیں نہ مانی جائیں۔ لیکن وہ بیچارہ اتنا مجبور ہے کہ اگر وہ اپنی کاشت سے فارغ ہوتا ہے تو پھر مویشیوں کا دل میں خیال آتا ہے ان کو چارہ ڈالنا ہے اگر وہ مویشیوں کے خیال کو دور کرتا ہے تو گھر میں کھانے کے متعلق وہ سوچتا ہے کہ وہاں پر میں نے سبزی دینی ہے اور میں نے آٹا پیس کر وہاں لے جانا ہے تو کسان بیچارا شریف اور خاموش ہے لیکن مظلوم ہے کہ اس کے ساتھ بیشمار زیادتیاں ہو رہی ہیں اور اس کا کسی قسم کا کوئی خیال نہیں رکھا جا رہا۔ کہ جس سے اس کی حالت آسودہ ہو جائے۔ اگر ہمارے کسان کی حالت آسودہ نہ ہو تو پھر ملک کی حالت آسودہ نہیں ہو سکتی۔ یہاں صنعت کار آسودہ حال ہے یہ صنعت کار اور زمیندار کا علیحدہ علیحدہ مسئلہ ہے۔ صنعت کار جو ہے وہ تو زمیندار کا مرہون منت ہے اگر زمیندار گنا کاشت کرتا ہے تو شوگر کی مل چلتی ہے اگر وہ کپاس کاشت کرتا ہے تو کاٹن فیکٹریاں چلتی ہیں اگر وہ فروٹ پیدا کرتا ہے تو اس کے جوس بن جاتے ہیں اور اگر وہ سبزیاں پیدا کرتا ہے تو بازاروں کی رونقیں ہو جاتی ہیں ورنہ یہ پکوڑی بابو ہمارے شہر میں رہنے والے جو ہیں وہ زندہ ہی نہ رہ سکیں اگر زمیندار اپنا کاروبار بند کر دے ۔۔۔

جناب والا! زمیندار' کاشتکار ایک مظلوم طبقہ ہے اس کے متعلق ضرور خیال رکھا جائے۔ کیونکہ یہ صنعت کار لوگ جو ہم سے چیزیں خریدتے ہیں اس سے یہ دوگنا تین گنا بلکہ آٹھ آٹھ گنا فائدہ اٹھاتے ہیں لیکن زمیندار بے چارہ تو اسی قیمت پر انکو دیتا ہے تو وہ اگر ہمارے متعلق ایسی سوچ رکھیں ہمارے متعلق کوئی ایسے ٹیکس یا کوئی ایسی تجویز کریں جس طرح صنعت کاروں نے ایک دفعہ لانگ مارچ کے متعلق فرمایا تھا تو یہ ان کی پھر زیادتی ہوگی۔ کیونکہ زمیندار بے چارہ تو معصوم ہے اور ان کی خدمت پر لگا رہتا ہے ۔۔۔ تالیاں ۔۔۔ ان کو چاہیئے کہ زمیندار کے تمام ٹیکس' ہمارے زمینداروں کے تمام قرضے صنعت کار صاحبان اتاریں۔ کیونکہ پیداوار زمیندار کرتا ہے اور صنعت کار اس سے فائدہ اٹھا کر منافع بھی کماتے ہیں اور انکی صنعت بھی چلتی ہے تو وہ بے چارہ معصوم اور غریب ہے اور لوٹا جا رہا ہے اور یہ لوگ اسی پر ٹیکس لگوانا چاہتے ہیں۔ میرا خیال ہے تمام ٹیکس بھی ان پر ہی لگنے چاہیں اور زمیندار کا سود بھی ان سے کٹوتی کر کے کسی طرح سے ادا کرائیں وائیں صاحب چونکہ ایک درویش منش اور نہایت دیانتدار وزیر اعلیٰ ہیں۔ وہ یہ نہیں سوچتے کہ زمیندار بے چارہ کہاں جائے جس پر ٹیکس لگ جائے یا وہ ٹیکسوں کے نیچے دب جائے۔ یا اس قسم کی صورت پیدا کی جائے کہ اس کی ہڈی

پھلی اور اس کی ریڑھ کی ہڈی بھی ٹوٹ جائے۔ اگر زمیندار کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ گئی تو پھر یہ تمام شہری بابو میرے خیال میں تالاب میں ڈوب جائیں گے۔ آپ کوئی مشورہ دیں

(نعرہائے تحسین)

جناب چیئرمین: جناب حاجی سردار خاں صاحب۔

حاجی سردار خاں: جناب والا! پنجاب حکومت' وزیر اعلیٰ پنجاب اور جناب وزیر خزانہ نے موجودہ بجٹ میں جن مشکل حالات میں پیش کیا ہے اور فاضل بجٹ پیش کیا ہے اس پر میں انہیں مبارک باد دیتا ہوں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جناب وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف نے قومی مالیاتی کمیشن قائم کرکے اور اس میں فیصلہ کرکے فاضل بجٹ پیش کرنے کا موقع مہیا کیا ہے۔ صرف پنجاب ہی نہیں' باقی تمام صوبے بھی آج فاضل بجٹ پیش کر رہے ہیں۔ پچھلی حکومتوں کے دوران صوبوں کو ان کا حق نہیں ملتا تھا جس کی وجہ سے صوبے مشکلات میں پڑے رہتے تھے۔ موجودہ حکومت جب 1990ء میں الیکشن کے بعد برسراقتدار آئی ہے تو ہمیں یہ بتایا گیا تھا کہ پنجاب حکومت دس ارب روپے کے خسارے میں جا رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے وزیر اعلیٰ نے جس مستقل مزاجی اور جس تندہی اور جس جذبے کے ساتھ اس وقت کو گزارا ہے انہوں نے پنجاب حکومت کا سابقہ خسارہ بھی پورا کیا ہے اور فاضل بجٹ بھی پیش کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کی محنت کا ثمر ہے اور اس کے لئے وہ مبارک باد کے مستحق ہیں۔ لیکن اس کے باوجود میں وزیر اعلیٰ پنجاب وزیر خزانہ اور باقی وزراء سے یہ درخواست کروں گا کہ ابھی ہمیں بہت کچھ کرنے کی ضرورت ہے کیوں کہ جو کچھ ہو رہا ہے جس طرح محکموں پر اخراجات ہو رہے ہیں ان کا کما حقہ فائدہ نہیں پہنچ رہا۔ تعلیم پر دس ارب روپے خرچ کیے جا رہے ہیں لیکن ہمیں پتا ہے کہ دیہات میں جو سکول کھلے ہیں یا جو اپ گریڈ ہوئے ہیں ان میں عملہ نہیں ہے جو استاد مقرر کئے جاتے ہیں ان کی علمی استعداد نہیں ہے کہ اور سب سے بڑھ کر یہ دیہات کے عوام کی جو 75 فیصد آبادی ملکی معیشت کو آج تک چلا رہی ہے ان میں اتنی استطاعت ہی نہیں کہ وہ اپنے بچوں کو تعلیم دلا سکیں۔ اچھے سکولوں میں اعلیٰ تعلیم اتنی مہنگی ہو گئی ہے کہ غریب آدمی وہاں داخلہ کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ تعلیم میں طبقاتی تعلیم کا جو فرق پیدا کر دیا گیا ہے اس وجہ سے وہ کسی عروج پر پہنچ ہی نہیں سکتے۔ اس کے لئے بھی ابھی بہت کچھ سوچنے اور کرنے کی ضرورت ہے کہ معیار تعلیم ایک جیسا کیا جائے۔ اس میں مساوات قائم کی جائے اور اس میں نصاب ایک کیا جائے تاکہ غریب بچے کو بھی فائدہ پہنچ سکے۔ وہ بھی اپنی محنت اور استعداد سے کسی درجے پر پہنچ سکے اور جو سکول

کھولے گئے ہیں جو اپ گریڈ کئے گئے ہیں ان کی عمارات بنانے کا مسئلہ بھی ہے۔ ان میں عملہ بھیجنے کا مسئلہ بھی ہے۔

جناب والا! اس کے علاوہ محکمہ صحت کے ضمن میں حکومت کا یہ منصوبہ تھا کہ یونین کونسل میں بنیادی صحت یونٹ بنایا جائے' ہر مرکز میں ایک رورل ہیلتھ سنٹر بنایا جائے اور میرا خیال ہے وہ کافی حد تک بن چکے ہیں۔ لیکن پالیسی بنانے والوں نے اس وقت یہ نہیں سوچا کہ عملے کے تنخواہیں ہم دیں گے' عمارت کا خرچ ہم دیں گے تو زمین کیوں نہ ہم قیمتاً حاصل کرلیں۔ تاکہ جہاں مناسب جگہ پر زمین ملتی وہاں پر ہسپتال بنایا جاتا۔ میرے دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ میرے حلقے میں تقریباً جو ریسک ہیلتھ یونٹ بنے ہیں وہ آبادیوں سے ہٹ کر بنے ہیں۔ میل میل ڈیڑھ ڈیڑھ میل کے فاصلے پر حتیٰ کہ میرے حلقے کا رورل ہیلتھ سنٹر مرکز سے تھانے سے قصبے سے تین میل کے فاصلے پر بنا ہے۔ جہاں نہ کوئی راستہ جاتا ہے نہ کوئی سواری جاتی ہے اور نہ کوئی مریض ہی جاتا ہے۔ اور میں آپ کو یہ بھی بتا دوں کہ مریض وہاں جاتا ہے جہاں دوائی ملتی ہے۔ ہمارے ہسپتالوں میں تو ڈاکٹر ہی نہیں پہنچتے۔ دوائی تو شاید وزیر صحت پہنچائیں گے۔جہاں دوائی ملے گی اور جہاں ڈاکٹر ہوگا وہاں مریض جائے گا۔ جو ہماری عمارتیں بنی ہیں اور جو ڈاکٹر ہم نے وہاں تعینات کر دیئے ہیں۔ میرے خیال میں ابھی تک ہم وہاں پورا فائدہ اٹھا نہیں پائے بلکہ وہ اب قوم پر بوجھ بنا ہوا ہے تنخواہیں ہم ادا کر رہے ہیں اور ان کا کوئی بھی فائدہ نہیں پہنچ رہا۔

جناب والا ! اس کے علاوہ جو موجودہ حالات میں جو محکمہ پولیس پر خرچ کیا جا رہا ہے میں سمجھتا ہوکہ وہ بہت ناکافی ہے پولیس ہی ناکافی ہے۔ - میں نے پچھلے اجلاس کے دوران امن عامہ پر بحث کرتے ہوئے بھی اس بات کی نشان دہی کی تھی کہ ملک کی آبادی پاکستان بننے کے بعد چار گنا بڑھ چکی ہے لیکن تھانوں کی حدود وہی ہیں اور تھانوں کے عملے کی نفری بھی وہی ہے۔ صرف ایک انسپکٹر کا اور ایک سب انسپکٹر کا اضافہ کیا گیا ہے۔سپاہیوں کی تعداد اتنی ہی ہے - پہلے ایک ڈی ایس پی ہوتا تھا جو دورے کرتا تھااور رپورٹیں مہیا کرتا تھالیکن اب جو سپاہی وہاں متعین کیے جاتے ہیں وہ دن کے وقت بنکوں کی نگہداشت کرتے ہیں اور رات کے وقت پٹرول ہمپوں کی۔ لیکن لوگ توقع رکھتے ہیں کہ پولیس ان کے گھروں کی حفاظت کرے گی۔ اس کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ پولیس کے عملے کی تعداد بڑھانے کی ان کی استعداد بڑھانے کی ضرورت ہے اور ان کے لیے وسائل مہیا کرنے کی ضرورت ہے - اور ان کی تنخواہیں بڑھانے کی بھی۔ تاکہ اگر پھر کوئی افسر رشوت لے تو اس کے خلاف انکوائری بھی کی جائے اس کے خلاف کارروائی بھی کی جائے اور اسے سزا بھی دی جائے۔یہ نہیں ہونا چاہیے کہ

ایک تھانے دار جو ایف - اے پاس کرکے تربیت لیتا ہے اسے ساتواں یا گیارھواں گریڈ دیا جائے لیکن ایک ایف اے پاس جو لیفٹننٹ کی تربیت لیتا ہے اسے سترہ گریڈ دیا جائے - اور اسے کام بھی کوئی نہ ہو۔ اور تھانے دار کو چوبیس گھنٹے کی ڈیوٹی دے دی جائے اور اسے اختیارات اتنے دے دیئے جائیں کہ وہ جو چاہے کرتا پھرے۔ اور پھر ہم یہ توقع کریں کہ وہ انصاف کرے گا - تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لیے ہمیں ابھی بہت کچھ سوچنے کی ضرورت ہے -ان کی تنخواہیں معقول کی جائیں اوران پر پابندی لگائی جائے کہ اگر کوئی آدمی بد دیانتی کریگا تو اس کو پھر سزادی جائے گی۔

جناب سپیکر! ایک بہت بڑا مسئلہ جو میں پیش کرنا چاہتا ہوں وہ زراعت کا ہے ہمارے پاکستان کی پنجاب کی 75 فی صد آبادی زراعت پر انحصار کرتی ہے - لیکن کاشتکار اس وقت بڑی کسمپرسی کی حالت میں ہے - حالانکہ یہ وہ لوگ ہیں جو دن رات مشقت کرتے ہیں جو چلچلاتی دھوپ میں اور کڑکڑاتی سردی میں اپنے بال بچوں کو ساتھ لے کر سخت محنت کر کے اجناس پیدا کرتے ہیں اور پھر وہی اجناس ہمارے ملک کے لیے زر مبادلہ کماتی ہیں۔ کپاس ' چاول اور گندم بہت بڑی اوراس کی ضرورت ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ شاید سال دو سال کے بعد ہمیں گندم باہر سے منگوانی پڑے کیونکہ جس قسم کے بھاؤ مقرر کیے گئے ہیں اوراس پر جتنا خرچہ ہو رہا ہے وہ قطعاً" مناسب نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کرونگا کہ مجھے تھوڑا سا موقع اور دیا جائے کیونکہ میں کچھ مسائل زمینداروں کے خاص طور پر پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: حاجی صاحب وقت بڑا محدود ہے۔

جناب حاجی سردار خان: جناب والا! نہری پانی زمیندار کی بنیادی ضرورت ہے - لیکن عام دوست جو ہیں اور جو زمیندار بیٹھے ہوئے ہیں سب کو پتا ہے کہ ہماری ٹیلوں میں پانی نہیں پہنچتا۔ جب تک ہماری ٹیلیں پختہ نہ کی جائیں گی زمیندار کو ٹیلوں سے پانی میسر نہیں آسکے گا۔ اس کے علاوہ دوسرا ذریعہ بجلی ہے - لیکن بجلی کی جو تنصیب ہے اس سلسلے میں میں عرض کرونگا کہ پہلے تین ہزار روپیہ subsidy دی جاتی تھی لیکن اب وہ subsidy ختم کردی گئی ہے۔ ڈیمانڈ نوٹس جو بنتے ہیں زمیندار اتنا زیادہ ادا نہیں کر سکتا۔ وہ بجلی نہیں لگوا سکتا۔اس کے علاوہ ہم نے 1985ء میں یہاں ایک قرار داد پیش کی تھی کہ فلیٹ ریٹ کردیئے جائیں۔وہ فلیٹ ریٹ تو مقرر ہوگئے لیکن میں نہیں سمجھتا کہ اب بجلی پر اتنا زیادہ خرچہ کیوں ہوگیا ہے۔پہلے دس ہارس پاور کی موٹر پر سات سو روپے بل آتا تھا اب پندرہ سو روپے بل آتا ہے۔ اتنا خرچہ بجلی پر نہیں بڑھا لیکن یہ ہماری ایک مجبوری بن گئی ہے - ہم نے جو

اللوں تللوں کے لئے قرضے بیرونی ممالک سے حاصل کئے ہیں ان کی ادائیگی کے لئے ہمیں ورلڈ بینک سے یہ معاہدے کرنے پڑتے ہیں جس کے لئے ہمارا یہ تیل اور بجلی کے جو یونٹ ہیں ان کے ریٹ بڑھتے ہیں - تو میں یہ گزارش کرونگا کہ ان چیزوں کو جب تک آپ نہیں سوچیں گے زمیندار قرضہ لینے پر مجبور ہے - وہ زرعی بینک سے قرضہ حاصل کرتا ہے وہ قلیل المیعاد قرضہ ہوتا ہے ایک سال کا یا چھ مہینے کا لیکن اس کے لئے جو 14 فیصد سود ادا کرنا پڑتا ہے - وہ ادا نہیں کرپاتا کیونکہ بعض اوقات موسمی حالات ایسے ہو جاتے ہیں کہ اس کی فصل تباہ ہو جاتی ہے اس کی فصل پر اولے پڑ جاتے ہیں۔ طوفان آجاتے ہیں۔ ہیں لیکن اس کو کوئی معافی نہیں دی جاتی۔ اسے وہ قرضہ واپس کرنا ہوتا ہے اور بمعہ سود واپس کرنا ہوتا ہے اور اگر وہ واپس نہیں کرتا تو وہ جیل میں جاتا ہے - میں جناب آپ سے یہ گزارش کرونگا کہ کم از کم جو قلیل المیعاد قرضے ہیں' جناب وزیراعلیٰ پنجاب! میں آپ سے گزارش کررہا ہوں کہ قلیل المیعاد قرضے ہیں زمینداروں کے یہ بغیر سود کے جاری کئے جائیں اوران کو یہ سہولت بہم پہنچائی جائے۔اور بجلی کے کنکشن کے لئے بھی suhsidy زمیندار کو عطا کی جائے تاکہ عام آدمی بجلی حاصل کرسکے۔ جب آپ گاؤں میں بجلی دے رہے ہیں تو عام آدمی کو سہولت ملنی چاہیے وہ وہاں پر ٹیوب ویل لگا سکے۔ شکریہ جناب - مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری محمد حنیف

چودھری محمد حنیف:
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ سے درخواست کروں گا کہ وقت کی کمی کے پیش نظر کوشش کریں کہ جتنا بھی اختصار سے آپ تقریر کر سکتے ہیں کریں - اور جو ضروری نکات ہوں ان کو آپ زیر بحث لائیں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! مجھے آپ ٹائم دیں گے یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: انشاء اللہ

سید طاہر احمد شاہ: مگر کب؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ جی چودھری صاحب!

چودھری محمد حنیف: جناب سپیکر! میں کوشش کروں گا کہ اپنی گفتگو کو مختصر کرتے ہوئے اپنے

علاقے کے مسائل کا ذکر کروں جناب سپیکر بلاشبہ یہ بجٹ ہمارا مثالی بجٹ ہے جب ترقیاتی بجٹ اور غیر ترقیاتی بجٹ میں فرق کم ہونے لگے تو وہ بجٹ مثالی بجٹ ہوا کرتا ہے۔ اڑھائی ارب روپے کی بچت کر کے عوام کی فلاح کی مراعات میں کس کا اچھا رجحان ہے کہ اس میں کس حد تک کمی کی گئی ہے لیکن جناب سپیکر! وہ اتنی کم ہے اور اس کی مثال ایسے ہے کہ ڈوبتی کشتی میں سے چند تنکے نکال کے دریا میں پھینک دیں اس میں مزید کمی کی جانی چاہیے۔ اور اس میں کم از کم تیس فیصد کمی کی جائے تاکہ جو bureau cracy ہے اس کے جو فضول خرچے ہیں ان کو کنٹرول کیا جاسکے۔ یہ اچھا رجحان ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج جو بجٹ یہاں پیش کیا گیا ہے بلا شبہ یہ مثالی ہے لیکن یہ اور بھی اچھا ہوتا اگر منتخب نمائندوں کے علاقے کے مسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے انہیں بجٹ کا ایک خاکہ دیا جاتا اور وہ اس پر اپنی رائے دیتے تو اس طرح بجٹ میں زیادہ بہتری پیدا ہوتی۔ بجائے اس کے کہ یہ افسر شاہی سے بنوایا یہ اگر منتخب نمائندوں کے ذریعے بنتا تو یہ زیادہ بہتر ہوتا۔

جناب سپیکر! میں روڈ ٹرانسپورٹ کی بات کروں گا یعنی پی آر ٹی سی کی۔ یہ افواہ آرہی ہے کہ شائد اسے بھی ختم کیا جارہا ہے۔ اسے ختم کرنے کی بجائے یا بعض اداروں کو ختم کرنے کی بجائے ان کو فعال بنایا جائے۔ ان کی افادیت کو بڑھایا جائے۔ روڈ ٹرانسپورٹ کی اربوں روپے کی زمینیں موجود ہیں۔ انہیں فروخت کیا جائے اور بسوں کو خریدا جائے تاکہ یہ ٹرانسپورٹ کا جو مسئلہ ہے حل ہوسکے۔

جناب سپیکر! میں اپنے علاقے کی طرف آتا ہوں میں نے ایک سوال اوور ہیڈ برج کے بارے میں اسمبلی میں کیا تھا جس کے جواب میں وزیر موصوف نے یہ کہا تھا کہ آئندہ بجٹ میں اس کے لئے فنڈ رکھا جائے گا۔ وہ راولپنڈی کا بہت بڑا مسئلہ ہے اوور ہیڈ برج روڈ کا جہاں ٹریفک کا اژدہام رہتا ہے اور عوام کو خاصی تکلیف ہے۔ لیکن دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ وعدے کے باوجود اس مد میں پیسے نہیں رکھے گئے۔ اس کے ساتھ ہی گورنر کیڈ ائریکٹو کے باوجود کہ لیچنگ ہسپتالوں میں منشیات کے عادی افراد کے علاج کے لئے' ذہنی امراض کے افراد کے لئے یونٹ قائم کئے جائیں گے۔ اس سلسلہ میں بھی کوئی کارروائی نہیں ہوسکی۔ اور اس کے ساتھ ہی جناب سپیکر! پانی کا مسئلہ ہمارے علاقے کے لئے بہت بڑا مسئلہ ہے ایک تجویز پہلے طے ہوئی تھی کہ خان پور ڈیم سے پانی کی ایک لائن راولپنڈی لائی جائے گی لیکن اس پر بھی کچھ ابتدائی کام کے بعد ابھی تک کوئی کارروائی نہیں ہوسکی۔ میں کالا باغ ڈیم کی بھی بات کروں گا کہ اس وقت ہماری حکومت ہمارے وزیر خزانہ کا بھی یہ بیان آیا کہ ہم کالا باغ ڈیم کا نام پاسبان ڈیم رکھیں لیکن ہماری مرکزی حکومت نے اس مد میں صرف 80 لاکھ روپے رکھے ہیں جب کہ اس پر خرچہ ایک کھرب اور بائیس ارب روپے ہے۔ یہ مذاق کیوں کیا جارہا ہے۔ اس

سلسلہ میں کہوں گا کہ کالا باغ ڈیم کے لئے ہمیں زور دینا چاہیے کہ تاکہ جلد از جلد اس کے لئے بھی کام شروع ہو سکے۔ آخر میں میں اپنے پیپلز پارٹی کے بھائیوں کے حوالے سے بات کروں گا کہ جنہوں نے یہاں بجٹ کی مخالفت میں اور خاص طور پر کل وزیراعلیٰ کو ☆☆ ☆☆ ☆☆

☆☆ ☆☆ ☆☆

جناب سپیکر: وہ جو الفاظ تھے وہ کارروائی سے حذف ہوگئے تھے ان کو دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔

چودھری محمد حنیف: میں صرف اتنی بات کہنا چاہتا ہوں کہ انہیں اتنی زیادہ مراعات دی جا چکی ہیں کہ ان کو ہر بات میں سہولت - ہر ان کی ڈیمانڈ پوری کی جارہی ہے - تو یہ ان کو اتنی سہولتیں دینے کا نتیجہ ہے کہ آج ان کی گفتگو اس قسم کی ہو رہی ہے کہ جو قابل اعتراض ہے - میں صرف اتنا ہی ان کے بارے میں کہوں گا کہ اگر ☆☆ کوئی دیکھنا ہے تو وہ اپنی اس لیڈر کو دیکھیں کہ جب تک وہ وزیر اعظم تھیں ان کے ہاتھ میں تسبیح تھی اور اس کے بعد آج تک کسی نے اس کے ہاتھ میں تسبیح نہیں دیکھی۔

جناب رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں چودھری صاحب سے گزارش کروں گا کہ بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ ایک بات کل آپ سے عرض کی تھی کہ اس قسم کی باتیں ہاؤس میں نہیں ہونی چاہیں۔ رانا صاحب۔ آپ تشریف رکھیں میں نے ان سے عرض کردیا ہے چودھری صاحب! آپ مہربانی فرما کر ایسی باتیں کریں جس سے کسی کی دل آزاری نہ ہو۔

چودھری محمد حنیف: جناب سپیکر! ان کی طرف سے کل جو باتیں ہوئی تھیں یعنی ہمارے ساتھی کے بارے میں انہوں نے فتویٰ فروش کا لفظ استعمال کیا تھا آج یہ بات مجھے اس لئے کہنا پڑ رہی ہے کہ ماضی میں ان کا کردار یہ تھا کہ جس فرد نے جتنے کوڑے کھائے اتنے ہی فنڈز اسے ملے لوٹ مار انہوں نے کی میں ایک فرد کی مثال دیتا ہوں جس نے بے نظیر سے ٹکٹ اس بنیاد پر لیا تھا کہ اس نے موہن پورہ میں بم کا دھماکہ کیا تھا تو جناب والا! میں اپنی بات کو مختصر کرتے ہوئے صرف اتنا کہوں گا اور میں ان کے بارے میں زیادہ تفصیل میں جانا نہیں چاہتا کہ

آپ خود اپنی اداؤں پر ذرا غور کریں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

تو جناب والا میں اس پر اکتفا کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب ملک احمد علی اولکھ صاحب۔

ملک احمد علی اولکھ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا انتہائی شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے اظہار خیال کا موقع فراہم کیا ہے جناب سپیکر! اسلامی جمہوری اتحاد کی حکومت (حکومت پنجاب) نے جو پالیسیاں مرتب کی ہیں میں ان کے بارے میں گزارش کرتا ہوں کہ حکومت پنجاب نے خود انحصاری کی پالیسی اختیار کی ہے اور یہ قابل ستائش ہے جس طرح رفاہی کاموں یعنی جہیز کے لئے دس کروڑ روپے رکھے گئے ہیں اسی طرح تعلیمی فاؤنڈیشن کے لئے 45 کروڑ روپے اور ایلتھ فاؤنڈیشن کے لئے 113 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں تو اس طرح حکومت پنجاب نے جو بجٹ پیش کیا ہے یہ بڑا ہی قابل تعریف ہے - اسی طرح سے تحصیل سطح پر فنی تعلیم کا اہتمام کیا جا رہا ہے اور تحصیلوں میں فنی ادارے کھولے جائیں گے جن سے دور دراز کے لوگ بھی استفادہ حاصل کر سکیں گے جناب والا! حکومت پنجاب نے اس بجٹ میں کئی محکمے بند کرنے کی جو روایت قائم کی ہے اس سے کافی رقوم جو غیر ترقیاتی بجٹ پر خرچ ہوتی تھیں وہ بچ جائیں گی اور غیر ترقیاتی اخراجات میں بھی کافی کمی کی کوشش کی گئی ہے اس لحاظ سے بھی حالیہ بجٹ قابل ستائش ہے۔ اس کے علاوہ بھی کئی مدات ایسی ہیں مثلاً پولیس ہے اگر پولیس میں ڈی - آئی - جی اور ایس - پی صاحبان کی جو آسامیاں ہیں وہ بھی بلا وجہ ہیں اگر جناب والا! ان کو بھی ختم کر دیا جائے اور اس کے بدلے جو تحقیقاتی ادارے ہیں یا تحقیقاتی ایجنسیاں ہیں ان میں مقامی طور پر پولیس فورس میں اضافہ کیا جائے تو اس طرح سے امن وامان قائم کرنے میں کافی مدد مل سکتی ہے۔

جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ تمام صوبائی حلقوں میں ایک کروڑ 25 لاکھ روپے کی رقوم تمام ایم - پی - اے صاحبان کے لئے مختص کی گئی ہیں یہ بھی ایک اچھی بات ہے کہ عوامی نمائندوں پر اعتماد کیا گیا ہے مجھے امید ہے کہ تمام ارکان اسمبلی ان رقوم کو احتیاط سے خرچ کریں گے اور متعلقہ حلقوں میں ترقیاتی منصوبے پایہ تکمیل تک پہنچیں گے - لیکن ساتھ ہی ساتھ میں یہ عرض کروں گا کہ گزشتہ 44 سال میں کچھ علاقے پسماندہ رہے ہیں اور ماضی میں ان کو نظر انداز کیا جاتا رہا ہے اور ماضی میں بجٹ بناتے وقت مخصوص علاقوں کو فائدہ دیا جاتا رہا ہے - جناب والا! ان پسماندہ علاقوں میں آج بھی بیچارگی دکھائی دیتی ہے جناب سپیکر! میں تحصیل ٹوبہ کی مثال دوں گا جو میرا حلقہ نیابت ہے اور ساتھ ہی میں تحصیل چوبارہ کی مثال بھی دوں گا۔ یہ انتہائی پسماندہ تحصیلیں ہیں ان تحصیلوں میں آج

بھی بارش کا پانی انسان اور حیوان ایک ساتھ پی رہے ہیں میری یہ التجا ہے کہ وزیراعلیٰ کے صوابدیدی فنڈز سے اگر ان کو بھی کچھ دے دیا جاتا تو یہ لوگ بھی ترقی کرسکتے تھے۔ جناب والا! وہاں پر بنیادی سہولتیں نہیں ہیں۔ پینے کا پانی تک نہیں ہے ان کی ہزاروں ایکڑ زمین آج بھی بنجر پڑی ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ وہاں کے دو دو ایکڑ کے مالک زمیندار آج بھی محنت مزدوری کرنے پر مجبور ہیں۔

جناب سپیکر! چونکہ وقت کی کمی ہے اس لئے میں اپنی بات کو مزید مختصر کروں گا۔ جناب والا! میری تحصیل کروڑ ہے وہاں پر ایک کالج کی بھی عمارت نہیں ہے وہاں پر تمام کالج بغیر عمارتوں کے ہیں اسی طرح ایوب دور میں اس تحصیل کے علاقے میں ایک نہر بنائی گئی تھی لیکن اس نہر میں آج تک نہ کوئی اصلاح کی گئی ہے اور نہ ہی اس میں اضافہ کیا گیا ہے - جناب والا! پہلے یہ نہر پچاس لاکھ ایکڑ رقبے کے لئے کھودی گئی تھی لیکن بعد میں اس میں چھ لاکھ ایکڑ اراضی کا اضافہ کردیا گیا ہے اور مسلسل اڑھائی سال سے اس نہر کو وارہ بندی کے لئے چلایا جارہا ہے - جناب والا! میں یہاں یہ عرض کردوں کہ میں نے پچھلے دنوں یہاں اسمبلی میں ایک سوال کیا تھا اور اس کے جواب میں بتایا گیا تھا کہ علاقے میں نہر کے کنارے پر جو درخت موجود ہیں ان کی مالیت ایک ارب 87 کروڑ روپے ہے جب کہ صرف 70 کروڑ روپے کی لاگت سے اس تھل نہر کو چوڑا کیا جاسکتا ہے - تو جناب والا! میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ وہاں پر گندم اور دوسری فصلوں کی فی ایکڑ پیداوار صرف دس من ہے اور پیداواری اخراجات اس سے کہیں زیادہ ہیں اور اور تھل کے سارے کاشتکار معاشی طور پر تباہ ہو رہے ہیں - تو جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ اگر بجٹ میں 70 کروڑ روپے فراہم کردیئے جاتے تو تھل کی لاکھوں ایکڑ زمین سیراب ہوسکتی تھی۔ جناب سپیکر! میں یہاں یہ عرض کروں گا کہ وہاں کے کاشتکار 22 سال سے بھاری جرمانہ ادا کررہے ہیں اور اس کے عوض تین چوتھائی زمین بھی انہوں نے محکمہ ٹی - ڈی - اے کو دی ہے اور اس سے بہت ساری آباد کاری سکیمیں بھی بنائی گئی ہیں اور پنجاب کے بہت سارے لوگ وہاں پر آباد ہوئے ہیں تو جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ شاید ان علاقوں کی نمائندگی ابھی اتنی موثر نہیں کہ وہاں کے علاقوں کے لئے کوئی رقم مختص کی جاتی۔

جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ دنیا کے تمام ممالک میں زراعت پر آج بھی subsidy دی جا رہی ہے اور ترقی یافتہ ممالک بھی زراعت پر اپنے کاشتکاروں کو subsidy دے رہے ہیں حالانکہ امریکہ کا کاشتکار پاکستان کے کاشتکار سے معاشی طور پر کہیں بہتر حالت میں ہے لیکن افسوس کی بات ہے کہ آئی۔ ایم - ایف اور دیگر اس قسم کے مالیاتی اداروں سے مجبور ہو کر subsidy ختم کرنے کی جو کوشش کی گئی ہے اس سے کھاد اور تیل کی قیمتوں میں بھاری اضافہ ہوا ہے اور ساتھ ہی میں یہ بھی

کہہ رہا ہوں کہ پنجاب میں کھاد کے استعمال نہ ہونے کی وجہ سے گندم کی فصل کافی کم ہوئی ہے جناب والا! آپ اندازہ کریں کہ آج جب کہ ہم بیرونی ممالک سے گندم درآمد کررہے ہیں تو ہم انہیں دو سو روپے فی من سے زیادہ نہیں دیا جا رہا اگر یہی رقم جو ہم بیرونی ممالک کو گندم کی درآمد کے لئے دیتے ہیں اگر اپنے کاشتکار کو دی جاتی اور کھاد پر subsidy قائم رہتی اور کھاد کی قیمت میں اضافہ نہ کیا جاتا تو میں یقین سے کہتا ہوں کہ یہ اربوں روپے کا زر مبادلہ جو گندم کی درآمد کے لئے خرچ کیا جاتا ہے یہ بھی بچ جاتا اور میں یہاں یہ بھی عرض کروں گا کہ حکومت پنجاب نے in put اور out put کی قیمتوں کا موازنہ کرنے کے لئے کمیٹی بنائی جو جناب وزیر خزانہ کی سربراہی میں بنائی گئی اس کی رپورٹ اخبار میں آئی ہے رپورٹ چونکا دینے والی ہے لہذا میں یہاں یہ بھی واضح کروں گا کہ یہ جو کہا جاتا ہے کہ کاشتکار ٹیکس نہیں دیتا تو جناب والا! اس سرکاری رپورٹ کی رو سے بھی اور حکومت کی دیگر سرکاری ایجنسیوں کے ذریعے بھی یہ واضح ہو جاتا ہے کہ کاشتکار direct and indirect taxation کے ذریعے پنجاب کے اور پاکستان کے جملہ تمام طبقات سے زیادہ ٹیکس گزار طبقہ ہے اور حکومت نے یہ بات خود بھی تسلیم کی ہے کہ واقعی کاشتکار طبقہ دیگر طبقات سے سب سے زیادہ ٹیکس ادا کررہا ہے جناب والا! یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے لیکن جناب والا! آپ یہ دیکھیں کہ اپنی سرکاری رپورٹ میں حکومت پنجاب نے تسلیم کیا ہے کہ جناب کاشتکاری خسارے کا کاروبار ہے اور اس میں تقریباً 27 فیصد کاشتکار خسارے کی کاشت کررہے ہیں اور جو اس سے اوپر کے ہیں ان کو 12 روپے روزانہ کے حساب سے معاوضہ دیا جاتا ہے - جناب سپیکر! یہاں پر جناب وزیر اعلیٰ صاحب بھی موجود ہیں اور جناب وزیر خزانہ بھی بیٹھے ہیں لہذا میں اپنی بات ختم کرنے سے پہلے یہ ضرور واضح کروں گا کہ ہماری معیشت کا جو ڈھانچہ ہے وہ زراعت کے ستونوں پر کھڑا ہے اگر خدا نخواستہ اس ملک میں زراعت کو تباہ کیا گیا تو ہماری معیشت کی عمارت نیچے گر جائے گی اس لئے جو موجودہ حالات ہیں وہ اس چیز کا تقاضا کرتے ہیں کہ ہمیں فوری طور پر اس جانب توجہ دینی چاہئے کہ کاشتکار کو مناسب قیمت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب، آپ کا وقت ختم ہو چکا ہے۔

ملک احمد علی اولکھ: ٹھیک ہے جی! میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

جناب والا! موجودہ وقت کا اہم ترین تقاضا یہ ہے کہ فوری طور پر کاشتکار کو درپیش مسائل کی طرف توجہ دی جائے اور پنجاب میں جو لاکھوں ایکڑ زمین بنجر اور غیر آباد پڑی ہے اور اس زمین کے مالک کاشتکار مزدوری کررہے ہیں فوری طور پر ان کو فنڈ فراہم کئے جائیں کیونکہ اگر ملک میں کثیر اراضی

زیر کاشت آئے گی تو ملک میں پیداوار بڑھے گی اور اس سے ہمارے کارخانے بہتر طور پر اپنی پیداوار بڑھا سکیں گے۔ جناب والا! آخر میں میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب ڈاکٹر افضل اعزاز صاحب۔

میاں محمود الرشید: تھوڑی دیر کے لئے باہر گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری عبدالمجید صاحب۔

ڈاکٹر وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا نام بارھویں نمبر پر درج ہے۔

شیخ محمد طاہر رشید: جناب! میرا نام تین دن سے نہیں آیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی آ جائے گا۔ ڈاکٹر صاحب! آپ کا نام صبح پکارا گیا تھا۔ آپ اس وقت تشریف نہیں رکھتے تھے۔ انشاء اللہ آپ کو موقع ملے گا۔

حاجی محمد بوٹا: جناب سپیکر! میری باری کب آئے گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: حاجی صاحب' آپ کا نام بھی صبح پکارا گیا تھا۔ آپ تشریف نہیں رکھتے تھے۔ جناب چودھری عبدالمجید صاحب۔

حاجی محمد بوٹا: جناب سپیکر کیا اب میرا نام ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ہے۔ آپ کا نام ہے۔

حاجی محمد بوٹا: جناب سپیکر! مجھے موقع ملے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میں معزز ممبران سے درخواست کروں گا کہ وہ کوشش کریں کہ ان کی جو تقریر ہے وہ جتنے بھی مختصر وقت میں کر سکتے ہیں وہ کریں تاکہ تمام صاحبان کو تقریر کرنے کا موقع مل سکے۔ جو ضروری باتیں ہیں وہ کریں تاکہ آپ کے تمام ساتھیوں کو بات کرنے کا موقع مل سکے۔ شکریہ۔ جی چودھری صاحب۔

چودھری عبدالمجید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں وزیر خزانہ صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے نہایت ہی عمدہ اور مناسب بجٹ پیش کیا۔ اس بجٹ میں بہت سے احسن اقدامات تجویز کئے گئے ہیں مثلاً" 45 کروڑ روپے سے ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا قیام 25۔ کروڑ

روپے سے ہیلتھ فاؤنڈیشن کا قیام' اس کے علاوہ 25 - کروڑ روپے سے سیلف ایمپلائمنٹ سکیم کا قیام اور بہت سے اچھے اقدامات' جیز فنڈ بیت المال اور 1800 میل لمبی نہروں کی تعمیر جو کہ اس صوبے میں ایک زرعی انقلاب لائیں گی۔ بہت اچھے اقدامات پیش کئے گئے ہیں۔ سیلف ایمپلائمنٹ سکیم کے بارے میں' میں عرض کروں گا کہ اگر یہ سکیم اچھی طرح بنائی جائے۔ اس کو فروغ دیا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ ہمارا ملک کوریا کی طرح industrilized نہ ہو جائے۔ تھوڑی سی بات میں کوآپریٹوز کے بارے میں عرض کروں گا جائداد فروخت پر پہلے جو چھوٹ حاصل تھی وہ واپس لے لی گئی ہے۔ کوآپریٹوز سوسائٹیز اپنے ممبران کو پلاٹ فروخت کرتی ہیں۔ جن میں عام آدمی بھی ہوتے ہیں یعنی کہ 5 مرلہ کے پلاٹ لینے والے بھی ہوتے ہیں اور 10 مرلہ کے پلاٹ لینے والے بھی ہوتے ہیں۔ان پر جو بوجھ پڑے گا تو اس سے ہاؤسنگ کی سکیمیں جو ہیں وہ آئندہ فیل ہوتی جائیں گی۔ آئندہ ان کو فروغ حاصل نہیں ہوگا - ہمارے ملک میں پہلے ہی ایک ملین سے زیادہ ہاؤسنگ کی کمی ہے - مکانوں کی کمی کے باوجود یہ جو اب اسٹامپ ڈیوٹی کی چھوٹ واپس لی جارہی ہے اس سے ہماری مکانوں کی کمی ہو جائے گی تو اس سلسلے میں' میں تجویز کروں گا کہ کم از کم چھوٹے پلاٹ جو ہیں 5- مرلہ اور 10- مرلہ کے پلاٹ ان کے لئے اسٹامپ ڈیوٹی کی جو پہلے معافی تھی یا کوآپریٹو سوسائٹیز کیلئے مراعات تھی اپنے ممبران کو جو وہ فروخت کرتے تھے وہ مراعات بدستور جاری رہنی چاہیے یعنی وہ مراعات واپس نہیں لینی چاہیئے۔جس سے عام آدمی اپنا مکان تعمیر کرسکے۔ کوآپریٹو کے بارے میں' میں مزید عرض کروں گا کہ محکمہ کی کوتاہی کی وجہ سے غفلت کی وجہ سے ان کی مناسب نگرانی نہ ہونے کی وجہ سے کچھ سوسائٹیوں نے یہاں فراڈ کئے ہیں۔ اس محکمے میں کرپشن ہوتی رہی جس کی وجہ سے کچھ لوگوں کو موقع مل گا۔۔۔

سید طاہر احمد شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر فاضل رکن کوآپریٹو سوسائٹیوں کے تحفظ اور جو ان سے مراعات واپس لی ہیں ان کی بات کر رہے ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب اور ان سے بھی یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کوآپریٹو فنانس کارپوریشنوں کے نام پر انہوں نے غیر قانونی طور سے بینک چلاتے ہوئے کروڑوں اور اربوں روپے کا غبن کر لیا ہے اس کے دلانے کی بھی کوئی بات کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین) لوگ بیچارے اپنے گھر گھاٹ بیچ کر ان میں روپیہ لگا چکے ہیں تو یہ اپنی مراعات کی بات تو کرتے ہیں غریبوں کے حقوق کی بات بھی یہاں پر کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! تشریف رکھیں۔ یہ بجٹ تقریر ہے تو ان کا اپنا نکتہ نظر ہے وہ بیان کرسکتے ہیں۔ جی فرمائیے!

چودھری عبدالمجید: اس سلسلے میں میں نے ایک تجویز محکمہ کو بھی دے دی ہے اور جناب لاء منسٹر صاحب کو بھی پیش کی ہے کہ جن لوگوں نے روپے کھائے ہیں ان کو پکڑا جائے۔ان کی جائیدادیں ضبط کرنی چاہئیں لیکن جن لوگوں کی سوسائٹیاں بہتر ہیں۔ جن کا انتظام ٹھیک ہے' جنہوں نے کوئی فراڈ نہیں کیا ان کو بھی اس قطار میں نہیں رکھنا چاہیے بلکہ ان کو support کرنا چاہیے۔ان کو promote کرنا چاہیے۔ ان کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے کسی بھی پیشے میں' کسی بھی لائن میں ہر کوئی بے ایمان نہیں ہوتا آپ بے ایمان کی تعداد 25% لگا سکتے ہیں' 10% لگا سکتے ہیں لیکن تمام کے تمام لوگ بے ایمان نہیں ہوتے۔ تو میری گزارش یہ کہ محکمہ یا منسٹری کوئی مناسب قانون اس سلسلے میں بنائے تاکہ ان سوسائیٹز کا آئندہ انتظام صحیح لائن پر چل سکے۔ میری گزارش یہ بھی ہے کہ اگر ہو سکے تو پلاٹوں کی فروخت پر جو عام آدمی' عام ممبران کو ہوتی ہے' چھوٹے پلاٹوں کی حد تک یعنی دس مرلہ تک اسٹامپ ڈیوٹی معاف رہنی چاہئے۔ اس کی رعایت بدستور رکھیں جانی چاہیئے۔ بہت بہت مہربانی۔ سپیکر صاحب میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں....

سید طاہر احمد شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے فاضل رکن سے یہ استفسار کرنا چاہوں گا کیونکہ وہ بھی ایک کوآپریٹو فنانس کارپوریشن چلا رہے ہیں۔ کیا یہ درست ہے کہ انہوں نے بھی اپنی کارپوریشن میں بینکاری شروع کی ہوئی ہے جس کی قانونی طور پر ان کو اجازت نہیں ہے انہوں نے باقاعدہ چیک بکس جاری کی ہوئی ہیں - ان کا ممبر جب چاہتا ہے پیسے نکالتا ہے اور جب چاہتا ہے رکھتا ہے۔ تو کیا یہ غیر قانونی بینکاری انہوں نے بھی شروع کر رکھی ہے یا نہیں؟ اگر کر رکھی ہے تو کیا وہ اس کو بند کرنے کے لئے تیار ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! یہ بالکل پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی نہیں۔ آپ پوائنٹ آف آرڈر اسمبلی کی کارروائی کے متعلق اٹھائیں جی فرمایئے چودھری صاحب! کیا آپ نے اپنی تقریر ختم کر لی ہے؟

چودھری عبدالمجید: جی ختم کر لی ہے - میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کی اجازت دی۔ بہت بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب طاہر رشید صاحب۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: جناب سپیکر! میرا نام بھی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب آپ کا نام پکارا گیا تھا۔ آپ تشریف نہیں رکھتے تھے اور اب انشاء اللہ کوشش کریں گے کہ آپ کا نام بھی مقررین کی فہرست میں آجائے۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: میں صرف چند منٹ کے لئے باہر نکلا تھا اور آپ نے میرا نام پکار دیا۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میں نے بھی نام دیا ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اب مزید آپ کو تو کچھ کہنے کی گنجائش نہیں ہے کیونکہ آپ کے دو ساتھی جو ہیں وہ تقریر کر چکے ہیں۔ کیا ابھی کوئی کمی ہے۔ بلوچ صاحب میں آپ سے عرض کر رہا ہوں کہ احمد شاہ صاحب اور حاجی احمد خان صاحب دونوں نے تقاریر کر لی ہیں اور بڑے مدلّل طریقے سے انہوں نے اپنا نکتہ نظر بیان کیا ہے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میرے علاقے کے کچھ مسائل ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ انشاء اللہ پھر کوشش کریں گے۔ جی طاہر رشید صاحب۔

شیخ محمد طاہر رشید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

ارادے جن کے پختہ ہوں نظر جن کی خدا پر ہو
تلاطم خیز موجوں سے وہ گھبرایا نہیں کرتے

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اپنے خوش گفتار، خوش کردار خوش اخلاق اور خوش شکل وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے ایک مثالی بجٹ اس ایوان کے اندر پیش کر کے نہ صرف یہ کہ حزب اقتدار کے دل موہ لئے ہیں بلکہ میں یہ کہوں گا کہ اندر سے حزب اختلاف والے بھی بڑے شاداں نظر آتے ہیں وہ عادت سے مجبور ہوتے ہوئے کچھ گلے شکوے کرتے ہیں لیکن بخدا اس دفعہ تو بجٹ کے اندر انہوں نے ایک لفظ بھی وزیر خزانہ کے خلاف نہیں کہا بلکہ وہ درد مرکز میں اتنے مبتلا رہے ہیں کہ ان کی تمام تر توجہ اسلام آباد پر مرکوز رہی ہے۔ انہوں نے یہاں پر صوبائی بجٹ کو یکسر نظر انداز کر دیا تھا۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ میں جناب کے توسط سے وزیر اعلیٰ پنجاب جناب غلام حیدر وائیں صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے جن انقلابی اقدام کا اس ایوان کے اندر اعلان فرمایا ہے اس کے لئے وہ مبارکباد کے مستحق ہیں اور خاص طور پر جو انہوں نے شہداء پاکستان کی جو یاد

گار کو تعمیر کرنے کا اعلان فرمایا ہے وہ یقیناً" ان کا ایک ایسا قدم ہے کہ جس کے لئے آئندہ آنے والی نسلیں ان کو یاد رکھیں گی۔

جناب سپیکر! جہاں وزیر خزانہ نے یہ مثالی بجٹ پیش کیا ہے وہاں پر اس ملت پاکستان میں یک جہتی پیدا کرنے کے لئے ' میں یہ کہوں گا کہ ان کی کاوشیں قابل قدر ہیں اور یہ نوجوان سربکف نوجوان یہ کہتا ہوا نظر آتا تھا کہ "

پرونا ایک تسبیح میں ہیں یہ بکھرے ہوئے موتی
جو مشکل ہے تو اس مشکل کو آسان کر کے چھوڑوں گا

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ اس شعر کا جواب قائد ایوان جناب غلام حیدر وائیں صاحب کی طرف سے شعر کی صورت میں آنا چاہیے۔ (قہقہے)

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

شیخ محمد طاہر رشید: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے ان کی ان کاوشوں کو جو انہوں نے پانی کی تقسیم اور مالیاتی ایوارڈ سے متعلق پیش کی ہیں' اس کے لئے بھی انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! آج کے اس دور میں ہمارے نوجوان اور پوری قوم کی دل کی دھڑکن میاں نواز شریف نے جو انقلابی اقدامات کا تہیہ کیا ہوا ہے' اس کے لئے ایوان ان کو جتنی بھی مبارک باد پیش کرے وہ کم ہے - اور انہوں نے پرائیوٹائزیشن کا جو انقلابی قدم اٹھایا ہے یہ وہ قدم ہے کہ جس کی تعریف نہ کرنا ان کے ساتھ انصاف نہ ہوگا۔ اور قائد حزب اختلاف جو بجٹ سے متعلق ایک لفظ اس ایوان میں نہ کہہ سکے' ان کی خدمت اقدس میں ' میں یہ گزارش کروں گا کہ میں نے بڑے تحمل سے ان کی تقریر سنی ہے۔

میں تو لب کھول کر پابند سلاسل ٹھہرا
ان کی تقریر کے اندر کئی مرتبہ میرے دل میں آیا کہ میں ان کی بات کو ٹوکوں مگر
میں تو لب کھول کر پابند سلاسل ٹھہرا
تیری اور بات ہے تو صاحب محفل ٹھہرا

جناب سپیکر! صدر مملکت کے کردار کو تنقید کا ہدف بنایا گیا۔ جناب سپیکر شہید صدر پر انگشت نمائی کی گئی۔ جناب سپیکر وزیراعظم کے ان انقلابی اقدامات کو بجائے اس کے کہ دو لفظ خیر کے ادا

کردیئے جاتے' ان کی تنقید اور اس کے اندر ہر قسم کا مین میخ نکالنے میں اپوزیشن نے کسی قسم کی کوئی کسر اٹھا نہ رکھی ہے۔

جناب سپیکر! وہ یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ کیا ہو رہا ہے؟ اور کیا کرنا چاہتے ہیں وہ اس ملک کے ساتھ؟ صدر کے کردار کو مشکوک بنانے کے لئے' عدالتوں کے دروازے کھٹکھٹائے جارہے ہیں' جناب سپیکر! ان اسمبلیوں کے خاتمے کے لئے کوششیں کی جارہی ہیں' سازشیں کی جارہی ہیں' جناب قائد حزب اختلاف یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ آج آٹھ مہینے کے بعد قرطاس ابیض شائع کئے جارہے ہیں کہ یہ 70 نشستیں دھاندلی سے حاصل کی گئی ہیں جناب سپیکر یہ تمام معاملات قابل ذکر ہیں' قابل غور ہیں کہ آخر یہ کیا کرنا چاہتے ہیں۔

ہم نے ہنس ہنس کے بھرم اہل جفا کا رکھا
ہم بھی رو دیتے اگر عشق میں جھوٹے ہوتے

مگر جناب سپیکر! یہ کیا ہو رہا ہے "را" کے چیئرمین سے قائد حزب اختلاف مل رہی ہیں! اور میرے قائد حزب اختلاف پنجاب خاموش بیٹھے ہیں! - انہوں نے تنقید کا ایک لفظ بھی اپنی قائد کی طرف ادا نہیں کیا' بلکہ میرے قائد ایوان کے اوپر انہوں نے تنقید کرنے میں کسی قسم کی کوئی کسر نہ اٹھا رکھی اور میں یہ کہوں گا کہ ان کے یہ تمام اقدام ان کی جماعت کے یہ تمام اقدام پنجاب میں امن و امان کا مسئلہ' سندھ میں امن وامان کا مسئلہ یہ ان کی جماعت کا کارہائے نمایاں ہیں کہ جو تاریخ کے اندر بدنما دھبہ ہیں۔اور میں یہ کہوں گا کہ "

امریکہ کی امانت ہے پیٹ میں ہمارے
ہم راز دان ہیں ان کے وہ رازدان ہمارے

وہ صرف اور صرف اپنے ان بدیسی آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے اس پنجاب کے امن کے گہوارے کے اندر امن عامہ کو درہم برہم کرنا چاہتے ہیں۔ اب وہ یہ چاہتے ہیں کہ فیصلے ایوانوں میں کرنے کی بجائے' سڑکوں کے اوپر فیصلے کروائے جائیں' عوام کو سڑکوں کے اوپر لاکر وہ اس امن کے گہوارے کا امن تباہ وبرباد کرنا چاہتے ہیں۔ جناب سپیکر جہاں ہم اپنے بجٹ سے متعلق بات کررہے ہیں وہاں ہمیں اس ملک کے استحکام کے لئے' اس کی بقاء کے لئے اپنی فکر کو تازہ رکھنا چاہیے۔ اور جناب سپیکر آج وہ وقت آگیا ہے کہ اپنے اس نوجوان قائد اسلامی جمہوری اتحاد کے سربراہ میاں نواز شریف جو پاکستان کے اندر رہنے والے ہر دل کی دھڑکنوں کی آواز ہیں اور جو یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ "

ہم سینچتے ہیں دشت سحر اپنے لہو سے
مانگے ہوئے سورج سے اجالا نہیں کرتے

آج یہ وقت آگیا ہے کہ ان کا بھرپور انداز سے ساتھ دیا جائے' اس ایوان کے اندر بیٹھنے والا ہر فرد خواہ اس کا اپوزیشن سے تعلق ہو یا اس کا تعلق حزب اقتدار سے ہو اسے دل کی گہرائیوں سے اس مرد آہن کا ساتھ دینا چاہیے۔ اوراس کے اندر کس قسم کا بخل نہیں برتنا چاہیئے اور جناب

وفا کے پھول بچھائے تھے ان کی راہوں میں
وفا شناس نہ نکلے مسل گئے ان کو

میں قائد حزب اختلاف کی خدمت اقدس میں یہ گزارش کروں گا کہ وہ اپنا رویہ تبدیل کریں اپنے اکابرین اور اپنے ان آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے اس ایوان کا انتظام درہم برہم کرنے کی قطعاً" کوشش نہ کریں اور اگر کچھ کرنا چاہتے ہیں تواس ملک کے استحکام ' اس ملک کی بقاء کے لئے اپنی کاوشیں کریں۔اللہ تعالیٰ ان کی ان کاوشوں کے بدلے ان کو وہ اعزاز دے گاان کو وہ رتبہ دے گا ان کو وہ منصب دے گاجو کسی بھی شخص کی خواہش ہوتی ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ آخر میں وزیر خزانہ کی خدمت اقدس میں یہ گزارش کروں گا کہ خدا را اب اسلام کا سنہری اور رخشندہ باب شروع ہو چکا ہے ۔ ہمیں ایک قندیل یہاں پنجاب میں بھی روشن کرنی چاہیئے اور ایک ایسی قندیل یہاں پر روشن کرنی چاہیئے کہ جسے نہ صرف پورا پاکستان بلکہ پورا عالم منور ہو۔

میری یہ گزارش ہے کہ ایک ایسی یونیورسٹی' ایک ' ایک ایسا تعلیمی ادارہ یہاں پر قائم ہونا چاہیے جس انداز کا تعلیمی ادارہ مدینہ یونیورسٹی کی شکل کے اندر قائم ہے جس انداز کا تعلیمی ادارہ قاہرہ کے اندر قائم ہے ۔ اسی انداز کا ایک تعلیمی ادارہ پنجاب کے اندر بھی قائم ہونا چاہیئے تاکہ ہم اپنی روایات کو زندہ کرسکیں۔ ہم اپنے اخلاق کو زندہ کر سکیں جناب سپیکر! فرنگی تعلیم ہے کہ جس کے متعلق اس ایوان میں پوری طرح سے بحث ہو چکی ہے اور اس ایوان نے متفقہ طور پر آج کے موجودہ تعلیمی نظام کو یکسر نا پسند کیا ہے۔ اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ اسلامی نظام تعلیم کیلئے کاوشیں بھرپور انداز کے اندر ہونی چاہیں۔ اسلامی یونیورسٹی کا قیام یہاں پر ناگزیر ہے۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ گزارش کروں گا کہ ہمارے ملکی جو افسر شاہی ہے ' ہم ان کو دیگر ممالک میں تربیت کے لئے بھیجتے ہیں ان کے اندر اسلامی جذبے کو بیدار کرنے کے لئے ان کی فکر میں اسلامی سوچ پیدا کرنے کے لئے ان کو اسلامی ریفریشر کورسز کروائے جائیں۔ ان کو احادیث کی تربیت دی جائے ان کو قرآن کی تعلیم دی جائے تاکہ جس وقت وہ اپنی کرسی پر بیٹھیں تو وہ عدل کرسکیں۔

شیخ محمد طاہر رشید: جناب سپیکر! بار بار گھنٹیاں بج رہی ہیں - میں بھی آپکا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا۔ میرے دوستوں نے بھی باتیں کرنی ہیں۔ استدعا کے ساتھ کہ

اک تمنا ہے جسے تیرا کرم ہے درکار
جس سے تو خوش ہو وہ مجھ سے نہ خفا ہو جائے

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب ڈاکٹر افضل اعزاز صاحب۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے وقت عنایت فرمایا۔ بجٹ پر جو تقاریر ہوئی ہیں یا تجاویز آئی ہیں میں روایتی انداز سے ہٹ کر میں باتیں کرنے کی کوشش کروں گا۔ اور کچھ تجاویز بھی پیش کرنے کی کوشش کروں گا۔ میں آپ کی توجہ انگلستان میں جو اصلاحات میگنا کارٹا سے لے کر 1913ء تک جو اصلاحات ہوئیں ان کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں - ان تمام اصلاحات میں ایک سنہری اصول وضع کیا گیا اور وہ اصول یہ ہے کہ " منتخب نمائندوں کی رائے کے بغیر ٹیکس عائد نہیں کیے جائیں" یہ ساری جنگ یا کشمکش جو ہوئی اس میں عوامی نمائندوں کو اختیار دیا گیا تھا کہ وہ ٹیکس لگا سکتے ہیں' ٹیکس وصول کرسکتے ہیں اور ٹیکس کو استعمال کرسکتے ہیں۔ اور یہ اس بنیاد پر کیا گا کہ جو ٹیکس دینے والے ہیں ان کا ان تمام لوگوں پر اعتماد ہونا چاہیئے جو ٹیکس وصول کرتے ہیں۔ اور اس کے علاوہ وہ لوگ جو عوام کی رائے اور عوام کی مرضی سے منتخب ہو کر نہیں آتے ان کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ عوام کی طرف سے زبردستی ٹیکس یا کوئی رقم خزانے میں جمع کروائیں۔ اور اس اصول کی بنیاد پر یہ قانون وضع کیا گیا کہ حکومت اور انتظامیہ منتخب عوامی نمائندوں کے سامنے جواب دہ ہے - اور وہ جس طرح چاہیں جب چاہیں بجٹ کے بارے میں تجاویز پیش کرسکتے ہیں۔ اس میں کمی بیشی کرسکتے ہیں یا اس میں تمام تبدیلیاں لا سکتے ہیں - لیکن بظاہر ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اس شاندار روایت کو اس سنہری اصول کو نظرانداز کیا جاتا ہے اور عملی طور پر اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جاتی۔ میں صرف یہی کہنا چاہوں گا کہ جب بجٹ بنتا ہے تو اس قانون پر کتنا عمل کیا جاتا ہے۔ عوامی نمائندوں کا اس بجٹ میں کتنا حصہ ہوتا ہے جو بجٹ بنایا جاتا ہے اس میں کس حد تک ان کی رائے لی جاتی ہے مجھے افسوس ہے کہ ان نمائندوں کو ہمیشہ نظرانداز کیا جاتا ہے۔ یہاں اکثر و بیشتر تقاریر ہوئی ہیں ان میں یہی کہا گیا ہے کہ ہمیں ہمارے حلقہ جات میں ہمارے مطالبات کے مطابق اور ہمارے کہنے کے مطابق فنڈز مخصوص نہیں کیے گئے - اگر عوامی نمائندوں کو یہ حق نہ دیا جائے کہ وہ بجٹ پر اپنی آرا کا اظہار کرسکیں اور اس کے بعد اس کے مطابق بجٹ بنائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ

یہ کہیں زیادہ مفید اور زیادہ موثر ہوگا۔ میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اس کے بعد جو بجٹ پیش ہوتا ہے تو اس میں تبدیلیاں لائی جاسکتی ہیں جب تک اسمبلی اسے منظور نہ کرلے۔ لیکن سوائے اس کہ ہم یہاں بحث و مباحثہ کرتے ہیں اور اس کے بعد اسے ختم کردیتے ہیں اوراس میں کوئی تبدیلی لائیں گے یا اس میں عوامی نمائندوں کی تجاویز شامل کریں گے تو یہ اس کی انا کا مسئلہ ہوگا' اخبارات میں اس کا چرچا ہوگا۔ اور یہ حکومت کے لئے ہرگز مفید نہیں ہوگا۔ لیکن اگر دیکھا جائے تو یہ نہایت ضروری امر ہے اور اس میں میں یہ تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں کہ سوائے ان مدات کے کہ جو خفیہ قسم کی ہیں یا حکومت کے لیے مخفی رکھنی ضروری ہیں۔ اگر ہم تعلیم کے سلسلے میں ؛ خوراک کے سلسلہ میں اور صحت کے سلسلے میں سڑکوں اور بلدیاتی اداروں کے لیے اپنے نمائندوں سے بجٹ سے پہلے تجاویز لیں اورانکے مطالبات کو مد نظر رکھتے ہوئے بجٹ کو ترتیب دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت بڑا کارنامہ ہوگا۔ اوراس کے کافی مفید نتائج سامنے آئیں گے۔ لیکن اکثر و بیشتران تمام چیزوں کو نظرانداز کردیا جاتا ہے۔ اور اس کے بعد بجٹ کو اس قدر خفیہ اور حوا بنا کر رکھا جاتا ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ یہ ایک تازیانہ ہے۔ ایک خفیہ دستاویز ہے جس کے بارے میں کوئی آدمی بات نہیں کرسکتا۔ صرف یہی نہیں بلکہ بجٹ کے بارے میں سارے ملک میں اور سارے صوبے میں خوف و ہراس پیدا کیا جاتا ہے اس میں مختلف خدشات کا اظہار ہوتا ہے۔ خوف و ہراس پیدا کرکے یہ تاثر دینے کی کوشش کی جاتی ہے کہ بجٹ آرہا ہے۔ اب ٹیکسیشن ہوگی۔ میں ایک بات اپنے اخبارات کے حوالے سے بھی کرنا چاہتا ہوں کہ جنہوں نے کوشش کی کہ بجٹ کو چوری کرکے اسے اخبارات کی زینت بنایا جائے میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ بجٹ کو چوری کرکے اسے اخبارات کی زینت بنایا جائے میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے جو یہ فریضہ سرانجام دیا اس سے انہیں کتنے نفلوں کا ثواب حاصل ہوا۔ آیا ان اخبارات کو کوئی مالی منفعت ہوئی - آیا ان اخبارات نے کوئی ایسا کارنامہ سرانجام دیاکہ جس سے ہم یہ کہہ سکیں کہ یہ بہت ضروری تھا کہ چار تاریخ سے قبل از وقت اسے اخبارات کی زینت بنایا جائے۔ بجٹ فاضل تھا - اس میں کوئی خاص بات نہ تھی جس کا افشا کرنے کے بعد وہ کوئی کارنامہ سرانجام دیتے۔ اس کے باوجود اخبارات نے یہ کام کیا جو غیر ضروری تھا - اس کے بعد میں صرف یہ کہوں گاکہ بجٹ میں فنڈز مخصوص کیے جاتے ہیں اس کے لیے ہمیں مستقل ایک مالیاتی کمیٹی بنانی چاہیے۔ اور اس مالاتی کمیٹی کا کام یہ ہو کہ جس طرح بجٹ بناتے وقت ہم خاصی محنت کرتے ہیں اور کافی وقت صرف کرتے ہیں اور اس طرح وزیر خزانہ نے فرمایا کہ تقریباً" سارا سال بجٹ میں تجاویز آتی رہتی ہیں اور اس میں تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ اور فروری سے لے کے جون تک اس بجٹ کو وہ حتمی

شکل دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن اگر یہ سارا سلسلہ جاری رہتا ہے تو اس میں صرف ایک بات کردی جائے کہ بجٹ میں مختلف مدات میں جو رقوم رکھی جاتی ہیں اس کو خرچ کرنے کے لیے ایک مستقل کمیٹی بنائی جائے جو تمام اخراجات پر نظر رکھے چیک کرے اور اس کے بعد نظر ثانی کرے تاکہ ہم یہ کہہ سکیں کہ فنڈز صحیح معنوں میں پوری طرح خرچ ہو رہے ہیں۔ اور اگر یہ پوری طرح خرچ ہوں تو ہم ایک سال کے بعد دو سال کے بعد چند سالوں کے بعد بڑے فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے ملک میں ہمارے صوبے میں ترقی نظر آرہی ہے خوشحالی نظر آرہی ہے لیکن اب ہوتا یہ ہے کہ سارا بجٹ سارا سال خرچ ہوتا رہتا ہے لیکن کوئی نمایاں تبدیلی نظر نہیں آتی جیسے دیکھ کر ہم یہ کہہ سکیں کہ غریبوں کا کوئی فائدہ ہوا ہے۔ سڑکیں بنی ہیں سکول بنے ہیں یا کالجز بنے ہیں۔ اس بجٹ میں جو بیشتر رقم ہوتی ہے وہ خورد برد ہو جاتی ہے۔ اس خورد برد کو روکنے کے لیے کوئی ایسا فعال طریقہ اختیار کیا جائے۔ جس سے ہم کہہ سکیں کہ بجٹ کا جو کروڑوں اربوں روپیہ خرچ ہوا ہے اس کو ہم پوری طرح محفوظ طریقے سے خرچ کررہے ہیں۔ بہت شکریہ!

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب رانا ثناء اللہ خان صاحب۔

رانا ثناء اللہ خان: شکریہ جناب والا! آج ہمارے جن فاضل حزب اقتدار سے تعلق رکھنے والے اراکین نے بجٹ پر بحث میں حصہ لیا انہوں نے ہمارے موقف کی تائید بھی کی لیکن بعض نے پہلے ہم تنقید اس کے بعد تعریف پھر خوشامد پھر اس کے بعد ہماری باتوں کی تائید کی۔ آج ایک تقریر سن کر مجھے یہ یقین ہو گیا ہے کہ جناب والا! جس طرح انسانی جسم کی ایک بیماری کینسر ہے اس طرح انسانی ضمیر کی ایک بیماری خوشامد ہے۔ اور یہ کینسر سے بھی بدتر ہے۔ لیکن اس بیماری میں اور دوسری بیماری میں فرق یہ ہے کہ اس بیماری کا جو وائرس ہے' وہ دوسری بیماریوں کے وائرس کی طرح کا نہیں ہوتا بلکہ یہ وائرس بالکل انسانی شکل میں ہوتا ہے' اس کا بالکل انسانوں جیسا حلیہ ہوتا ہے صرف ضمیر نہیں ہوتا ہے۔ اس کا بالکل انسانوں جیسا حلیہ ہوتا ہے کہ ہماری مخالف صفوں میں وہ وائرس داخل ہو چکا ہے۔ جناب والا! اس مختصر سے وقت میں محترم وزیر خزانہ کی اس policystatement جس پر انہوں نے ــــ

شیخ طاہر رشید: جناب والا! میں جناب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس ایوان کے اندر بیٹھے ہوئے ہر شخص کی عزت اس کا احترام و وقار ملحوظ خاطر رکھنا ضروری ہوتا ہے' اور میرے فاضل دوست نے

جس وائرس کا ذکر کیا ہے اگر وہ اس کی تشریح فرما دیں اور اس کو کھلے الفاظ میں فرما دیں تو شاید اس ایوان کی معلومات میں اضافہ ہو سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: طاہر بھائی یہ تشریح کا وقت نہیں آپ تشریف رکھیں۔ وقت تھوڑا ہے ان کو بات کرنے دیں۔

شیخ طاہر رشید: پھر عرض یہ ہے کہ ایک رولنگ دیجئے کہ یہ اپنا قبلہ درست کریں' اور ایوان کے اندر بیٹھے ہوئے ہر شخص کی عزت واحترام اپنا جزو ایمان سمجھیں۔ اگر وہ ان حدود کو کراس کریں گے تو یقیناً ان سے بہت بہتر باتیں ہمیں کرنی آتی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی! درست فرما رہے ہیں میں رانا ثناء اللہ صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ کل بھی جب انہوں نے اپنی تقریر کی تھی مجھے یاد ہے کہ کل بھی آپ نے ایسی تقریر فرمائی تھی' آپ اپنی تقریر کو اس انداز سے پیش کریں کہ وہ کسی کے لئے دل آزاری کا باعث نہ بنے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میں نے تو کسی کی دل آزاری نہیں کی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب یہ بات اچھی نہیں ہے آپ نے کل بھی ایسی تقریر فرمائی تھی۔ میں آپ سے استدعا کروں گا کہ براہ کرم آپ ایسی باتیں نہ کیا کریں جس سے معزز ایوان کا یا معزز اراکین کا تقدس مجروح ہو اور کسی کو بات کرنے کا موقع ملے۔ جی! فرمایئے اور مختصر سے وقت میں اپنی بات کو مکمل کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: وقت تو میرا انہوں نے لے لیا ہے آپ پھر مجھے اس حساب سے ٹائم دیں۔ تو جناب والا! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ اس مختصر سے وقت میں محترم وزیر خزانہ کی جو Policy statement ہے اس بجٹ کے بارے میں اس کے متعلق عرض کروں گا کہ یہ جو policy statement اسے دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے' ایک حصہ جھوٹے دعوؤں' مفروضوں اور اعداد و شمار شعبدہ بازی پر مشتمل ہے۔ اور دوسرا حصہ جو ہے وہ خوشامد پر تعریفوں پر اور مبارک بادیوں پر مشتمل ہے تو جناب سپیکر میں پہلے حصے کی طرف آؤں گا۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! ہم احتجاج کرتے ہیں رانا صاحب کی باتوں پر' اصل میں تو اچھی بات کی تعریف کی جاتی ہے۔ یہاں پر ہم لوگ بھی تقاریر سن رہے ہیں۔' تعریف ہوتی ہے اور کرنی بھی

چاہئے۔ خوشامد ان کو پتہ نہیں ان کو کہاں سے نظر آجاتی ہے۔ کیونکہ یہاں پر یہ خوشامد نہیں کرنا چاہئے جس شخصیت کی یہ خوشامد کرتے ہیں' تو ہمیں تو یہ نظر نہیں آتی۔ اصل میں خوشامد تو یہ خود کرنا چاہتے ہیں۔

شیخ طاہر رشید: ہم مردوں کی تعریف کرتے ہیں یہ عورتوں کی تعریف کرتے ہیں۔ میں معزز ممبران سے یہ درخواست کروں گا کہ وقت تھوڑا ہے آپ ان کو اپنی تقریر کرنے دیں' ابھی کافی لوگوں نے تقاریر کرنی ہیں۔ میں رانا صاحب سے بھی درخواست کروں گا کہ وہ اپنی تقریر بجٹ کے بارے میں پیش کریں۔ اور مفید مثبت تجاویز یا تنقید کریں تو یہ زیادہ بہتر ہوگا اور ان کی تقریر میں بھی کوئی مداخلت نہیں ہوگی اور وہ بات کو مکمل کرسکیں گے۔

بیگم فوزیہ بہرام: پوائنٹ آف آرڈر سر.....

جناب ڈپٹی سپیکر: جی! فرمایئے۔

بیگم فوزیہ بہرام: ابھی ایک معزز رکن نے کہا کہ ہم مردوں کی تعریف کرتے ہیں اور عورتوں کی نہیں کرتے' ٹھیک ہے بے نظیر صاحبہ عورت ہیں' یہاں پر عورت کے زمرے میں کسی کی کوئی تعریف نہیں ہوئی' نام نہیں لیا گیا مطلب یہی تھا۔ عورت کے زمرے میں یہاں پر کوئی تعریف نہیں ہوتی اور نہ ہی عورت کے زمرے میں ہم ان پر تنقید کرتے ہیں۔ پارٹی لیڈر کے طور پر کرتے ہیں لہٰذا کبھی بھی عورت اور مرد کو اس طریقے کی بات نہیں کرنی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: طاہر صاحب! میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ تشریف رکھیں۔.....جی رانا صاحب.....

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا۔ کہ آپ نے فاضل ممبر کے اشعار کا نوٹس نہ لیا۔ ان کی باتوں کا نوٹس نہ لیا۔ ہم تو کبھی پہل نہیں کرتے جب کوئی بات آتی ہے تو اس کا جواب دیتے ہیں۔ جناب والا! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ اس policy statement کا جو پہلا حصہ ہے جس میں دعوے ہیں' مفروضے ہیں' اور اعداد و شمار جو ہیں ان کی غلط جمع تفریق ہے۔ جناب والا! جہاں تک اعداد و شمار کا تعلق ہے ایک شام کو جب انہوں نے اضافہ ظاہر کیا 1.77 ملین تھا اور جب پتہ چلا کہ اخبارات میں بجٹ آگیا ہے تو پھر اس اضافے کو فوری طور پر اڑھائی ملین

کردیا گیا۔ تو جناب والا! جب اعداد و شمار کا یہ حال ہو، تو پھر ان کے حوالے سے وہ بات جو ہے وہ نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ یہ تو ان کی مہربانی ہے کہ انہوں نے اضافہ صرف اس حد تک رکھا کہ اگر وہ چاہتے وہ اڑھائی سے پانچ، دس اور پندرہ بیس بھی کر سکتے تھے۔ لیکن بات یہ ہے کہ کیا اس ملک میں ہر بچے کو تعلیم کے مواقع فراہم ہیں جو حالیہ سروے ہے اس کے مطابق بھی چودہ ملین بچے ایسے ہیں جنہیں یا تو ایجوکیشن کے لئے سکول میسر نہیں یا پھر انہیں تعلیم کے لئے بہتر سہولتیں میسر نہیں۔ آج بھی پینے کا صاف پانی پنجاب میں ان لوگوں کو فراہم کرنے کے لئے جنہیں یہ میسر نہیں ہے 9.6 ملین چاہئے۔ لیکن اس کے باوجود یہ کہتے ہیں کہ ہمارا جو بجٹ ہے وہ فاضل بجٹ ہے اور ہم اس میں فاضل ہوگئے ہیں جناب والا! ہاں یہ فاضل ہوگئے ہیں، لیکن صرف وہی لوگ جو دس سال سے حکمرانی کر رہے ہیں جو دس سال اس صوبے کے وسائل پر مسلط ہیں، وہ فاضل ہوئے ہیں، اس ملک کا جو غریب ہے اس کے پاس تو ابھی تک ایک وقت کا کھانا بھی فاضل نہیں ہوا۔ انہوں نے کہا ہے کہ کفیل ہوگئے ہیں، انہوں نے دعویٰ کیا ہے کہ ہم خود کفیل ہوگئے ہیں، ٹھیک ہے منسٹرز صاحبان خود کفیل ہوگئے ہوں گے، لیکن اس صوبے کا جو غریب ہے وہ تو اور غریب ہوگیا ہے۔ تو میں وزیر خزانہ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ

یہ خواب راحت فریب یقین ہے
نہ تم سو رہے ہو نہ ہم سو رہے ہیں

جناب والا! ان کا دوسرا حصہ وہ ہے جس میں مبارک بادیاں ہیں کہ شریعت بل نافذ کردیا گیا ہے، شریعت نافذ کردی گئی ہے، 44 سال بعد شریعت نافذ کردی گئی ہے۔ لیکن میں گزارش کروں گا کہ یہ شریعت جو آپ نے نافذ کی ہے اس کی مبارک باد ٹھیک ہے آپ کو ہو، آپ ان کو مبارک باد دیں، وہ آپ کو مبارک باد دیں کیونکہ آپ اس قابل ٹھہرے کہ آپ نے یہ اپنی شریعت نافذ کرلی، کیونکہ اگر یہ وہ شریعت ہوتی جس کا تقاضا اس ملک کے عوام کر رہے ہیں تو پھر آپ کا یہ جو وائٹ پیپر ہے اس میں یہ بات نہ ہوتی، اس کے صفحہ 21 پر لکھا ہے اندرونی قرضوں پر سود 95041 کروڑ روپے، وفاقی قرضوں پر سود 793019 کروڑ روپے شریعت پر نماز شکرانہ ادا کرنے والے سود وصول کریں گے اور شریعت پر مبارک باد دینے والے سود ادا کریں گے۔ یہ کتنی قابل شرم بات ہے، میں کہتا ہوں کہ یہاں پر سود کی بجائے منافع کا لفظ استعمال کردیتے تب بھی کوئی بات بنتی۔ اس ملک کا جو غریب ہے اس ملک کا جو مسلمان ہے وہ تو اس شریعت کا نفاذ چاہتا ہے جس میں سود حرام ہے وہ تو اس شریعت کا نفاذ

چاہتا ہے جس کے نافذ ہونے کے بعد اسے اس سود سے نجات مل جائے جو سود گورنمنٹ کے ادارے اس سے اس رقم پر وصول کرنا چاہتے ہیں جو اس نے صرف اپنی کٹیا بنانے کے لیے گورنمنٹ کے کس بنک سے حاصل کی۔ وہ تو وہ شریعت چاہتا ہے جس سے اسے اس سود سے نجات مل جائے جو رقم اس نے اس ملک کی پیداوار بڑھانے کے لیے، اس ملک کا خزانہ بڑھانے کے لیے، کھاد اور بیج خریدنے کے لیے حاصل کی تھی۔ تو وہ شریعت چاہتا ہے۔ لیکن آپ کی شریعت میں سود بھی جائز ہے سود ادا کرنا بھی جائز ہے اور سود وصول کرنا بھی۔ تو اس موقع پر میں یہ وزیر خزانہ کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ:

دستور یہاں بھی گونگے ہیں فرمان یہاں بھی اندھے ہیں
اے دوست خدا کا نام نہ لے ایمان یہاں بھی اندھے ہیں

جناب سپیکر! اس کے بعد یہاں پر ایک اور مبارک باد ہے این ایف سی ایوارڈ کی مبارک باد ہے۔ پانی کے معاہدے کی مبارک باد ہے۔ کہا گیا ہے کہ یہ چیزیں سالوں بعد، صدیوں میں پہنچتا ہوں کہ آج جو موجودہ حکومت ہے۔ میں کسی کی نشان دہی نہیں کرتا، میں کس کا نام نہیں لیتا لیکن

دیدہ و دل کے انقلاب کے لیے
آئینے رو برو کرتے چلو

1981ء میں وزیر خزانہ کون تھا؟ اس کے بعد 85-83-82 میں کون تھا؟ 1985ء میں صوبائی حکومت کون تھی مرکزی حکومت کون تھی اور اس کے بعد سال 87 سال 88 لے لیں اور اب تک آجائیں۔ صرف ایک بیس ماہ کا عرصہ! صرف ایک ڈیڑھ سال کا عرصہ! کس نے آپ کو روکا تھا کہ آپ 1981ء میں این ایف سی کا مطالبہ نہ کریں۔ کسی نے روکا تھا کہ آپ واٹر ایکارڈ پر بات نہ کریں 82ء میں آپ کو کسی نے روکا تھا؟ 85 میں چاروں صوبوں میں آپ کی حکومت تھی، آپ کو کس نے روکا تھا کہ این ایف سی ایوارڈ نہ لائیں۔ آپ کو 88 میں کس نے روکا تھا؟ 89ء میں اور اس کے بعد بیس ماہ کا جو عرصہ ہے آپ اس کی بات کرتے چلے جا رہے ہیں۔ آپ جو کہتے ہیں کہ آپ نے قوم کی اب اتنی بڑی خدمت کی ہے اور ملک کی خدمت کی ہے یہ ان دس سالوں میں آپ نے کیوں نہ کی؟ بات صرف یہ ہے کہ یہ باتیں اس وقت اس لیے نہ ہو سکیں کہ آپ کو پتا تھا کہ اس طرح سے پنجاب کے مفادات مجروح ہو رہے ہیں۔ لیکن آپ نے آج اپنے مفادات کی خاطر پنجاب کے مفادات کا سودا کیا ہے۔ اس وقت آپ نعرہ لگاتے تھے: "جاگ پنجابی جاگ" اب آپ نے لوریاں سنانی شروع کر دی ہیں: "سو جا پنجابی سو جا"

ورنہ یہ اس وقت بھی آپ کرسکتے تھے۔ لیکن اب آکر آپ نے کیا ہے این ایف سی ایوارڈ میں پنجاب کے لیے صرف وعدے ہیں کہ جناب نہروں کی بات کریں گے' کھدائی کریں گے کالا باغ ڈیم کا نام بدل دیں گے' فلاں چیز کریں گے فلاں بات کریں گے کھدائی کریں گے کالا باغ ڈیم کا نام بدل دیں گے فلاں چیز کریں گے فلاں بات کریں گے۔ لیکن عملی طور پر کچھ نہیں بتایا کہ کیا حاصل ہے۔ واٹر ایکارڈ میں 2ء1 بلین ایکڑ پانی کم کردیا گیا ہے لیکن یہی بتایا جارہا ہے کہ جناب' یہ قومی یک جہتی کے لیے کیا ہے۔ میں محترم وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ جو ہر بات پر یہی وعدہ کرتے چلتے ہیں تو:

ایک وعدہ ہے آپ کا جو وفا ہوتا نہیں
ورنہ اس" قبضہ گروپ" کے دور میں کیا ہوتا نہیں

جناب سپیکر! مجھے احساس ہے کہ میرا وقت ختم ہوگیا ہے لیکن میری تقریر میں جو مداخلت ہوتی رہی ہے اس حساب سے میں چاہوں گا کہ دو چار منٹ اور دیے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مداخلت کے وقت سے بھی زیادہ وقت آپ لے چکے ہیں۔

رانا ثناء اللہ: جناب سپیکر' اگر اس وقت کو شامل کریں تو پھر زیادہ نہیں بنتا جناب سپیکر' کہا یہ جاتا ہے کہ ہم کاروبار کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب مہربانی سے آپ ایک منٹ میں ختم کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! کہا یہ جاتا ہے کہ ہم تو کاروبار کرتے ہیں۔ ہم تو ایک پیسے کی ہیرا پھیری نہیں کرتے۔ جناب سپیکر! پورے پنجاب میں ہسپتالوں کی چاردیواریاں گرا دی گئیں۔ باغات کی چار دیواریاں گرا دی گئیں اور ان کی جگہ پر سریے کی دیواریں کھڑی کی گئیں۔ وہ کس لیئے؟ کس کا کاروبار تھا سریے کا؟ اور کہتے ہیں کہ جناب ہم تو صرف کاروبار کرتے ہیں۔ لاکھوں روپے کے ٹھیکے کروڑوں روپوں میں لیتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ ہم تو صرف کاروبار کرتے ہیں۔ کروڑوں روپے کی پراپرٹی ہزاروں میں الاٹ کرواتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ ہم تو صرف کاروبار کرتے ہیں جناب والا! یہ جو سب کچھ ہورہا ہے یہ اس ملک' اس صوبے' اس قوم کے ساتھ ..... یہ جو "قبضہ گروپ" ہے آج سے پانچ سال پہلے کیوں نہ تھا۔ اس لئے کہ آج قبضہ گروپ سرکاری سرپرستی میں چل رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں ایک منٹ میں اپنی بات مکمل کروں گا کہ ہم پر الزام لگایا جاتا ہے' ہماری لیڈر شپ پر الزام لگایا جاتا ہے۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ آج تک ان چوالیس سالوں میں

نہ تو آپ شریعت نافذ کرسکے جس کے آپ دعوے دار تھے۔ نہ آپ اس صوبے کے مفادات کا تحفظ کرسکے۔ صرف ایک بات ہوئی ہے کہ اس ملک میں جمہوریت نفاذ ہوا ہے - جمہوری اداروں کا وقار بلند ہوا ہے - جناب سپیکر' میں یہ عرض کروں گا کہ ان جمہوری اداروں کی بقا کے لیئے' اس جمہوری نظام کی بقا کے لیئے کس نے قربانی دی؟ کس نے جدوجہد کی 1981ء میں جب یہ بات چلتی تھی کہ اس ملک کے لیے نظام حکومت جمہوریت صحیح نہیں ہے۔ آئین بارہ صفحے کی کتاب ہے وہ پھاڑی جا سکتی ہے۔ نامزد شوریٰ کی بات ہوتی تھی۔ میں پوچھتا ہوں کہ اس وقت وہ کون تھے جو جمہوریت کی خاطر جیلوں میں تھے؟ وہ کون تھے جو جمہوریت کی خاطر قربانیاں دے رہے تھے؟ اور وہ کون تھے جو جرنیلوں کے بوٹوں میں بیٹھے تھے؟ اور وہ کون تھے جو جرنیلوں کے ہاتھ مضبوط کر رہے تھے؟ وہ کون تھے جو اسمبلیوں کے منتخب ہونے کی بات کررہے تھے۔ اور وہ کون تھے جو مجلس شوریٰ نامزد کرنے کی بات کر رہے تھے؟ جناب سپیکر' محترمہ بے نظیر بھٹو تھی جس نے جمہوریت کے لیے جدوجہد کی -جس نے جمہوری روایات کے احیا کے لیے جدوجہد کی۔ وہ علیحدہ بات ہے کہ جب 1985ء میں الیکشن ہوئے' وہ اس جدوجہد کا نتیجہ تھے۔ ٹھیک ہے' حکومت کی کوئی منزل نہیں ہوتی۔ اگر یہ کہا جائے کہ جناب' ہم اس لیے بہت اچھے ہیں' ہم بہت لائق ہیں..... (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب' میں معذرت کے ساتھ عرض کروں گا۔

رانا ثناء اللہ خان: میں ختم کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر' میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ وہ علیحدہ بات ہے کہ 1985ء میں:

منزل انہیں ملی جو شریک سفر نہ تھے

لیکن بات یہ ہے کہ حکومت کوئی منزل نہیں ہوتی۔ حضرت علیؓ' عمر فاروقؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عثمان غنیؓ جنھوں نے اسلام کو مضبوط کیا' جنھوں نے اسلام کی ریاست کو مستحکم کیا انہوں نے کل ملا کر پندرہ سولہ یا بیس سال حکومت کی۔ لیکن جس دن مکہ فتح ہوا تو امیر معاویہ جو اُس دن مسلمان بنے انہوں نے بیس سال حکومت کی۔ حکومت کا عرصہ اس بات کو متعین نہیں کرتا کہ کون بہتر ہے' کون سرخرو ہے' یہ بات تاریخ بتاتی ہے کہ تاریخ میں کون سرخرو ہے۔اور جب بھی کبھی جمہوری اداروں کی بات ہوگئی' جب بھی کبھی جمہوری روایات کی بات ہوگئی تو سرخرو وہی ہوں گے جنہوں نے جمہوریت کے لیے جدوجہد کی' جنہوں نے جمہوریت کے لیے کام کیا تو محترمہ بے نظیر بھٹو کا

نام ضرور آئے گا۔ اور جب بھی کبھی آمریت کی بات ہوگی' مارشل لاء کی بات ہوگی نامزدگیوں کی بات ہوگی تو انھی کا نام آئیے گا جو مجلس شوریٰ میں بیٹھے' جو جرنیلوں کے بوٹوں میں بیٹھے' جو اقتدار کے لئے ان کے ساتھ چمٹے رہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: صاحب' آپ تشریف رکھیئے۔ سید طاہر احمد شاہ۔

سید طاہر احمد شاہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر' میں آپ کی وساطت سے درویش صفت' نہایت ہی دیانت دار اور عظیم رہنما قائد ایوان جناب غلام حیدر وائیں صاحب کا اور اپنے وزیر خزانہ شاہ محمود قریشی صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ ان کی رہ نمائی میں ہماری موجودہ اسمبلی کی تاریخ میں' جب کہ آئی جے آئی انتخابات کے عمل میں سے بھاری mandate لے کر آئی ہے تو عوام کے mandate کے مطابق عوامی حکومت نے جو پہلا بجٹ دیا ہے وہ خسارے کا بجٹ نہیں ہے بلکہ وہ فاضل بجٹ ہے۔

(اس مرحلے پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

جس میں اڑھائی ارب روپے کی ایک کثیر رقم کو فاضل دکھایا گیا ہے - یہ رقم بعد میں یا اسی بجٹ میں تعمیر وطن پروگرام و عوام کے مسائل حل کرنے کے ضمن میں استعمال کی جائے گی۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے عرض کرونگا کہ جب میں نے اس بجٹ کا مطالعہ کیا تو کچھ ایسی چیزیں نظر آئیں جن کی مجھے سمجھ نہیں آتی میں اس کے بارے میں استفسار کرنا چاہتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ ہمارے پیارے وزیر خزانہ میری بات کو نوٹ فرمائیں گے اور اپنے اختتامی تقریر میں اس کا ذکر فرما کر وضاحت فرمائینگے اور میری تسلی کردینگے۔ ایک بات یہ ہے کہ Demand of grants کی ڈویلپمینٹ کی کتاب ہے اس کے صفحہ نمبر371 پر Construction of Raza abad chanel in Faisalabad کے لئے 23 لاکھ روپیہ مزید حکومت پنجاب نے دیا ہیں جو کہ ہمارا ایک بہت بڑا مسئلہ تھا تو اس کے لئے میں حکومت پنجاب کا اور وزیراعلیٰ پنجاب جناب غلام حیدر وائیں صاحب کا خصوصی طور پر شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ اس کے علاوہ صفحہ نمبر372 - اس کتاب پر میں نے دیکھا ہے کہ فیصل آباد ملتان موٹر وے کی detailed design کے لئے 50 لاکھ روپے کی خطیر رقم بجٹ میں رکھی گئی ہے۔ یہی ماضی کے بجٹ میں بھی یعنی موجودہ سال کے تخمینہ میں رکھی گئی تھی یعنی 50 لاکھ روپے Revised Estimate جب بنائے گئے تو ضمن بجٹ میں اس کی رقم ایک لاکھ روپے رہ گئی۔ اب اس مرتبہ آئندہ سال کے

لئے 50 لاکھ روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔ جناب والا! ہمارا عرصہ دراز سے مطالبہ چل رہا تھا کہ فیصل آباد اور لاہور کے درمیان ایک جدید ترین شاہراہ جس سے فاصلہ اور وقت کم ہو جائے تعمیر کی جائے جس کا نام موٹر وے ہو جو یورپ کے معیار پر تعمیر کی جائے۔ اور ماضی میں جب میاں نواز شریف صاحب اس ادارے کے سربراہ تھے اس حکومت کے سربراہ تھے تو انہوں نے ہمیں یہ نوید سنائی تھی کہ دو سو کروڑ روپیہ فیصل آباد اور لاہور کے درمیان ایک جدید موٹروے بنانے کے لئے ہم نے انتظامات کرلئے ہیں۔ اس موٹر وے کے سلسلے میں ہمیں یہاں اس بجٹ میں کہیں کوئی نوید سنائی نہیں دیتی۔ اس طرح جناب والا! میں آپکی توجہ صفحہ نمبر215 کی آئٹم نمبر122 کی طرف دلاتا ہوں۔ یہاں پر ہے

Providing Dual Carriage way to Lahore Faisalabad road section Sheikhpura to Shahkot L28 miles.

اس میں جب میں نے دیکھا 91-1990ء یعنی موجودہ سال کے تخمینہ میں دس لاکھ روپے رکھے گئے تھے Revised Estimate میں اسے ایک لاکھ روپیہ دکھایا گیا ہے۔ اب 92-1991ء یعنی آئندہ مالی سال کے لئے پھر دس لاکھ روپے کی رقم مہیا کی گئی ہے۔ مگر جب ہم اس روڈ سے تقریباً" ہر ہفتے عشرے کے بعد گزرتے ہیں تو ہمیں وہاں پر کہیں بھی ایک انچ یا ایک میل کا فاصلہ اس مقام پر جہاں رقم مختص کی گئی ہے dual carriage کی شکل میں بنا ہوا یا بنتا ہوا نظر نہیں آتا۔ تو اس طرف بھی حکومت پنجاب کو دیکھنا چاہیے۔ اس طرح جناب والا! یہ جب ہمارے قائد ایوان اور محبوب راہ نما فیصل آباد میں تشریف لے گئے تو ہم نے وہاں پر بھاری ٹریفک کے باعث عوام کو بے پناہ مسائل کا سامنا کرنے کی وجہ سے یہ میں نے مطالبہ کیا تھا کہ فیصل آباد کے ارد گرد بھاری ٹریفک باہر سے گزارنے کے لئے pass Circular bye- بنایا جائے تو جب میری نظر Demand of grants کے صفحہ 218 آئٹم نمبر193 پر پڑی تو مجھے اچانک خوشی ہوئی کہ وزیراعلیٰ صاحب نے ہمارا یہ مطالبہ پورا کرلیا ہے۔ مگر جب میں نے غور سے دیکھا تو پتہ چلا کہ 91-1990ء میں اس کا تخمینہ 2 کروڑ روپے رکھا گیا تھا مگر جب یہ چیز ضمنی بجٹ میں آئی تو اس کے لئے کوئی رقم خرچ نہیں رکھی گئی۔ اب 92-1991ء کا بجٹ جو آئندہ مالی سال ہے اس میں بھی اس اہم عوامی مسائل کے منصوبہ کے لئے کوئی رقم مختص نہیں کی گئی۔

اس طریقے سے جناب والا! اس کے صفحہ 220 کے آئٹم نمبر221 پر ہے Construction of new bridge over river chenab at chiniot تو اس میں 91-1990ء یعنی موجودہ مالی سال کے بجٹ

میں 2 کروڑ 13 لاکھ روپے کی گنجائش رکھی گئی تھی - مگر ضمنی بجٹ کے ملاحظہ سے Revised Estimate سے پتا چلتا ہے کہ ایک پیسہ بھی اس پر صرف نہیں کیا گیا۔ اور نہ ہی آئندہ آنے والے مالی سال میں اس اہم منصوبے کے لئے کوئی رقم رکھی گئی ہیں تو جناب والا! میری آپ سے استدعا ہے کہ ان چیزوں پر بھی جناب وزیر خزانہ صاحب کو توجہ دینی چاہیئے کیونکہ یہ اہم منصوبے ہیں۔ جناب سپیکر! چونکہ آپ نے گھنٹی بجا دی ہے اور مجھے پہلے ہی احساس تھا کہ جب آپ تشریف لائیں گے تو آتے ہی گھنٹی بج جائے گی - مگر میری آپ سے استدعا ہے کہ عوام کے مفاد میں چند باتیں کر لینے دیں۔ تو جناب سپیکر۔ میں وزیر اعلیٰ صاحب کی موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ عرض کرونگا کہ ....

جناب سپیکر: شاہ صاحب! ہمارے پاس صرف تیس منٹ کا ٹائم ہے اور مقررین جو ابھی بات کرنا چاہتے ہیں وہ کافی ہے میرے پاس.....

سید طاہر احمد شاہ: ٹھیک ہے جناب فیصل آباد سے ہٹ کر بات کر لیتے ہیں۔ تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں فیصل آباد سے ہٹ کر کہ یہ میرا مشاہدہ ہے اور کوئی رکن اسمبلی اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ یہ جو ہماری ضلع کونسلیں ہیں انہوں نے برآمدی ٹیکس لگا رکھے ہیں - اس سے لوگوں کو بہت پریشانی ہوتی ہے۔ اور جو شیڈول شرح ہے اس سے ہٹ کر جبراً" ٹھیکے داروں کے غنڈے اور ان کے عملے کے لوگ ان سے رقوم وصول کرتے ہیں - اور ایک قسم کی یہ ہائی وے ڈاکہ زنی کرتے ہیں۔ اور اس طریقے سے لوگوں کو بہت تکالیف کا اور ناجائز خسارے کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اور اس میں میری تجویز یہ ہے کہ ضلع برآمدی ٹیکس جو عائد کیا گیا ہے اس سے بہت تھوڑی رقم ان کی اکٹھی ہوتی ہے لہٰذا اس ضلع برآمدی ٹیکس کو ختم کر دینا چاہیئے تاکہ عوام سکھ کا سانس لے سکیں۔ اور اس کے ساتھ ہی اس رقم کے ازالہ کے لئے یا تو حکومت پنجاب ان کو گرانٹ دے یا پھر یہ ہے کہ میونسپل کارپوریشن اور میونسپل کمیٹیاں جو ضلع کے حدود میں آتی ہیں ان کے ٹیکسوں کی آمدن میں سے ان کے اس خسارے کو دور کرنے کے لئے ان کا حصہ مقرر کر دیا جائے جیسے پراپرٹی ٹیکس میں سے میونسپل کارپوریشن کو حصہ ملتا ہے - اس طریقے سے ان کو بھی ملنا چاہیئے -

جناب والا! ایک اور اہم مسئلہ ہے کہ میونسپل چونگی بڑے بڑے شہروں میں ہم لوگوں سے زیادہ وصول کی جاتی ہے اور بہت لوگ شکایت لیکر آتے ہیں کہ شیڈول ٹیکس کے مطابق نرخوں پر محصول چونگی چارج کی جانی چاہیے لیکن اس سے کہیں زیادہ میونسپل چونگی کے ٹھیکیداران چارج کرتے ہیں

اور عوام کے لئے یہ بہت بڑا مسئلہ بنا ہوا ہے - اس پر بھی حکومت کو اپنی نیک نامی کے لئے اور اصلاح احوال کے لئے خاص توجہ دینی چاہیئے۔ میں جناب والا۔ اس موقع پر یہ بھی عرض کرنا چاہونگا کہ یہ جو ہماری شاہراہیں ہیں انٹرسٹی روڈ ہیں روڈز ہیں جب یہ بنتی ہیں یا بن چکی ہیں تو اس میں جگہ بہ جگہ اڈوں کی دکانیں بن جاتی ہیں اور اڈوں کی دکانوں کی وجہ سے اس سڑک کی سطح نیچی ہو جاتی ہے اور دکانوں کا استعمال شدہ گندہ پانی اس پر کھڑا ہو جاتا ہے وہاں ٹریفک کے گزرنے کی بہت زیادہ پرابلم ہوتی ہے اور حادثات ہونے کے زیادہ امکانات ہوتے ہیں۔ اس لئے میری تجویز یہ ہے کہ شاہراہ کے نزدیک اڈا بننا ہی نہیں چاہیئے اگر بنانا مقصود ہے تو شاہراہ کے ساتھ ساتھ نکاسی آب کے لئے نالی یا نالہ بننا چاہیے تاکہ گندا پانی نکل سکے اور بار بار اس سڑک کو بنا کر قومی خزانہ ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔

جناب سپیکر: شکریہ شاہ صاحب۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! میں کیا کروں۔ آپ مجھے صرف دو منٹ دے دیں ۔

جناب سپیکر: مجبوری ہے - شاہ صاحب اب وزیر خزانہ کی Wind up تقریر ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ مجھے صرف دو منٹ دے دیں میں اپنی بات دو منٹ میں ختم کر لونگا۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب' آپ اپنی بات ایک منٹ میں ختم کریں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! یہ جو ہماری فضا میں آلودگی ہے ہمارے حالات کی وجہ سے ' کارخانوں کی وجہ سے اور یہ بسیں جو دھواں اگلتی رہتی ہیں اس بارے میں بھی مرکزی حکومت نے خاصی محنت کی ہے مگر میرے خیال میں آلودگی کو ختم کرنے کا قدرتی طریقہ صرف شجرکاری ہے تو جناب سپیکر میری معلومات اور مشاہدات کے مطابق شجرکاری مناسب طریقے سے نہیں ہوتی ہے جہاں کہیں سڑک کے آس پاس یا اس پر درخت لگے ہوئے ہیں یہ ضروری ہے کہ حکومت پنجاب اس طرف توجہ دے اور میں حکومت پنجاب کے علم کے لئے یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ میں نے ایک بیرونی ملک کا لٹریچر پڑھا تھا اس میں یہ بتایا گیا تھا کہ اس ملک میں لکڑی کو جلا کر ایندھن حاصل کیا جاتا ہے اور اس ایندھن سے باقاعدہ کارخانے چلائے جاتے ہیں اور وہاں سے بجلی پیدا کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب شکریہ۔

قاضی علی حسن رضا۔ (فاضل ممبر ایوان میں تشریف فرما نہیں تھے)

جی۔ جو صاحبان دس یا ساڑھے دس بجے تک ایوان میں تشریف نہیں لائے تھے وہ اب تقریر نہیں کر سکیں گے یہ مجبوری ہے کہ جو صاحبان بات کرنا چاہتے ہیں ان کو اجلاس کے اوقت کار کا خیال کرنا ہوگا اب ڈیڑھ بجے وزیر خزانہ صاحب کی wind up تقریر ہے لہٰذا اب ڈیڑھ بج گیا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! میں نے بھی تقریر کرنی ہے اور میرا نام بھی فہرست میں موجود ہے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب، میں نے آپ کا نام پکارا تھا آپ اس وقت ایوان میں موجود نہیں تھے۔

میاں محمود الرشید: جناب والا! میرا بھی نام فہرست میں تھا۔

جناب سپیکر: جی! میں نے آپ کا نام بھی پکارا تھا اور آپ بھی اس وقت ایوان میں موجود نہیں تھے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر وقت کی توسیع کر دیں کیونکہ ابھی کافی اراکین اسمبلی نے تقریریں کرنی ہیں۔

جناب سپیکر: جی! میں نے سب کا نام پکارا ہے۔ میں نے حاجی صاحب کا بھی نام پکارا ہے میں نے احمد خان کھرل صاحب کا بھی نام پکارا ہے۔ وزیر قانون صاحب، سات، آٹھ معزز اراکین اسمبلی چاہتے ہیں کہ ان کو بجٹ پر تقریر کرنے کا موقع دیا جائے اور یہ صاحبان اس وقت ایوان میں موجود ہیں۔ اور آپ کی یہ رائے ہے کہ وزیر خزانہ صاحب ڈیڑھ بجے اپنی wind up تقریر شروع کریں۔ میں نے دوستوں سے ذکر کیا ہے کہ میں نے دس تقریر کے لئے ان کا نام پکارا تھا لیکن وہ اس وقت تشریف نہیں رکھتے تھے۔ ان میں سے حاجی محمد بوٹا صاحب بلا شبہ پونے دس آگئے تھے۔ باقی صاحبان تشریف نہیں رکھتے تھے ان کو وقت پر آنا چاہئے تھا اب اگر یہ وقت پر تشریف نہیں لائے تو اس میں ہمارا تو قصور نہیں ہے۔ تو وزیر قانون صاحب، اب آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے اور اپنے ساتھیوں کو ذرا شکل دکھائیں۔

وزیر قانون: جناب والا۔ آپ کو علم ہے کہ اس کے بعد پھر ایک تحریک التوائے کار پر بھی بات

ہوتی ہے اور وہ واسا کے متعلق ہے اور اس بارے میں بھی جناب نے دو بجے کا وقت کل کا مقرر کیا ہوا ہے۔ اس کو تبدیل کرنا بھی شاید کوئی اچھی روایت نہیں ہوگی۔ تو جناب والا آپ مہربانی فرمائیں تو وزیر خزانہ کو wind up کے لئے اجازت فرما دیں۔

جناب سپیکر: تو ایوان کی کیا رائے ہے؟

آوازیں: ٹھیک ہے جی۔ اب wind up ہونی چاہیئے

جناب سپیکر: تو ڈاکٹر صاحب' ایوان کی یہ رائے ہے کہ اس وقت wind up speech ہونی چاہیے۔ میراتو بڑا جی چاہتا تھا کہ میں آپ کو موقع دیتا۔ لیکن آپ ایسا کیجئے کہ جو صاحبان بات کرنا چاہتے ہیں تحاریک کٹوتی کو oppose کرسکتے ہیں۔ حزب اختلاف کی طرف سے جو تحریک کٹوتی ہونگی ان کو اگر آپ چاہیں تو آپ کرسکتے ہیں۔ تو جو صاحبان رہتے ہیں ان کا میں نے نام لکھ لیا ہے آپ کو میں موقع دونگا آپ تحریک کٹوتی کو oppose کریں گے اور میں آپ کو تقریر کرنے کا موقع دونگا ٹھیک ہے اب بات طے ہوگئی۔ اب میں وزیر خزانہ صاحب سے گزارش کرونگا کہ وہ اپنی wind up speech کا آغاز کریں۔

وزیر خزانہ: (مخدوم زادہ شاہ محمود قریشی) شکریہ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں قائد حزب اختلاف کا' معزز ممبران حزب اختلاف کا اور ان سب حضرات کا جنہوں نے بجٹ پر بحث میں حصہ لیا اور سیر حاصل گفتگو کی شکریہ ادا کرنا چاہتاہوں اور ایک مرتبہ پھر ان کی خدمت میں یہ کہونگا کہ تعمیری تنقید سے ہم نہیں گھبراتے اور تعمیری تنقید ہماری حوصلہ افزائی کرتی ہے اور ہم اسے خوش آمدید کہتے ہیں۔

جناب سپیکر! بد قسمتی سے حزب اختلاف کے ارکان یہاں موجود نہیں ہیں پارلیمانی روایات کے مطابق ان کو یہاں موجود ہونا چاہیے تھا۔ میں اپنی wind up تقریر میں ان کا حوالہ دونگا جناب سپیکر! میں نے کافی سوچ بچار کی کہ میں اپنی تقریر کا آغاز کہاں سے کروں قائد حزب اختلاف نے نہایت لمبی تقریر کی لیکن اگر سنجیدگی سے اس کا مطالعہ کیا جائے اور اس پر غور کیا جائے تو اس کا بہت بڑا حصہ مرکزی بجٹ سے متعلق تھا اب جناب سرتاج عزیز صاحب اسے wind up کرچکے ہیں اور قائد حزب اختلاف کی زیادہ تقریر وہی تھی جو وہ پہلے ضمنی بجٹ پر کر چکے تھے اور جس کا میں جواب دے چکا تھا اور انہوں نے اب اسے پھر دہرایا ہے میں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہونگا غالباً" موجودہ بجٹ پر

ان کو تنقید کے کوئی ٹھوس پہلو نظر نہیں آرہے تھے اس لئے شاید ان کو مرکزی بجٹ کا سہارا لینا پڑا بہر حال جو بھی مختصراً" انہوں نے ہمارے بجٹ کے بارے میں کہا اس کے بارے میں میں چند گزارشات آپ کی وساطت سے اس ایوان کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں ...

جناب سپیکر ایک بات جو ان کی تقریر کا آغاز تھی وہ بجٹ کے افشا ہونے کے بارے میں تھی اس کی وضاحت میں کل کرچکا ہوں اور خاصی تفصیل سے کرچکا ہوں اس لئے میں اس کو دہرانا نہیں چاہوں گا۔ میں یہ کہہ چکا ہوں کہ بجٹ کے چار پیرا میٹرز ہوا کرتے ہیں اور اگر پیرا میٹرز سے اس کو ناپا جائے اس کو دیکھا جائے تو جو بجٹ میں نے اس ایوان کے سامنے پیش کیا اور جو بجٹ چند اخبارات میں شائع ہوا وہ بالکل مختلف تھا بہر نوع میں اس بات کو زیادہ طول نہیں دینا چاہتا۔ ایک چیز جو قائد حزب اختلاف نے اپنی بجٹ تقریر میں فرمائی وہ یہ تھی اور وہ تعجب کی بات ہے کہ اتنی واضح تقریر' اتنا واضح چھپا ہوا بجٹ اور ان کو ابھی تک یہ سمجھ نہیں آئی اور میرے حزب اختلاف کے دوسرے ساتھیوں کو بھی یہ سمجھ نہیں آئی کہ یہ بجٹ فاضل تھا یا خسارے کا بجٹ تھا۔ اب جناب بجٹ فاضل کیسے ہوتا ہے اور بجٹ خسارے کا کیسا ہوتا ہے - ایک بجٹ کا level of expenditure ہے - ایک بجٹ کا level of receiptsہوتا ہے۔ اور level of expenditure کم ہو اور level of receipts زیادہ ہو تو اس بجٹ کو فاضل بجٹ کہا جاتا ہے اور اس بجٹ کے اعداد و شمار جو ہیں وہ بڑے واضح ہیں اور وضاحت سے میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ یہ ایک فاضل بجٹ ہے اور بہت عرصے کے بعد خدا کے فضل سے پنجاب کو ایک فاضل بجٹ دیا گیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

یہاں جب یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یقیناً" یہ بجٹ فاضل ہے تو پھر حزب اختلاف والے میرے ساتھی کہتے ہیں کہ جی ہاں' فاضل ہوگا لیکن یہ اعداد و شمار کی بازی گری ہے - وہ کس طرح وہ اس طرح کہ جو ہماری receipt side ہے وہ مفروضے پر مبنی ہے - وہ کہانیوں پر مبنی ہے۔ وہ income accepted پر مبنی ہے اور مرکزی حکومت سے جو نئی resource moblization سے جو mobalize Taxation ہوگی اور اس سے ہمیں devisible pool کے تحت جو حصہ ملے گا اس پر چند مفروضے ہیں وہ ہوں یا نہ ہوں تو میں ان کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے جو اپنے level receipt کا تعین کیا ہے' اس سال کے جو resource moblization کی announcements ہیں جو Taxation enhance ہے اس کا اس میں تذکرہ نہیں ہے اور جو Current Taxation ہے اس کی بنیاد پر جو ہمیں divisible pool کے تحت حصہ ملنا ہے اس کی بنیادوں پر ہم نے اپنے receipt level

کا تعین کیا ہے اور یہاں میں یہ بھی وضاحت کرتا چلوں کہ اس بجٹ میں پہلی مرتبہ یہ کوشش کی گئی ہے ' یہ جستجو کی گئی ہے کہ حکومت پنجاب کی محصولاتی اور غیر محصولاتی آمدنی میں اضافہ کیا جائے اور ہم نے پنجاب کے محکموں پر یہ قدغن لگائی ہے ان کو باندھا ہے کہ آپ نے اس سال اپنی side receipt پر ہمیں 8% کا اضافہ دینا ہے لیکن جناب سپیکر اگرچہ ہم نے محکموں کو پابند کیا ہے کہ ہمیں 8% اضافی آمدنی دینی ہے لیکن ہم نے اپنے receipt level میں وہ reflect نہیں کی - تو اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ہمارا جو receipt level ہے وہ مفروضوں پر مبنی نہیں ہے۔ وہ حقائق پر مبنی ہے - یہاں جناب قائد حزب اختلاف نے کہا ہے کہ ہمارا جو capital receipt level ہے وہ unrealistic ہے۔ اب جناب سپیکر! آپ خود بتائیے کہ یہ مالی سال جو اس وقت چل رہا ہے۔ ہمارا جو budggeted level تھا اور جو ہمارا revised level ہے اس میں ہمارے non capital receipts میں 17% اضافہ ہوا ہے اور 92-91ء کے لئے ہم revised level کے تحت non capital receipt پر 7% اضافہ کی توقع کر رہے ہیں۔ اب آپ خود بتائیے ان اعداد و شمار کو ' ان حقائق کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ کیا ہم نے حقیقت سے کام لیا ہے یا نہیں؟ یقیناً ہم نے حقائق کو مد نظر رکھ کر اپنے level receipt کا تعین کیا ہے - اس لئے میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ہمارے جو receipts ہیں ان کا ہم نے نہایت conservative اور سنجیدگی سے غور و فکر کے بعد تعین کیا ہے - اب جناب سپیکر! حیرانی کی بات ہے تعجب کی بات ہے کہ جناب قائد حزب اختلاف اور میرے حزب اختلاف کے معزز ساتھی کہتے ہیں کہ جو ہمارا expenditure level ہے اس کو ہم نے depress کیا ہے۔ ایک طرف ہم پر یہ الزام ہے کہ ہم نے اپنے non development expenditure کو revised estimate سے 16% بڑھایا ہے اور دوسری طرف کہتے ہیں کہ ہم نے اس کو depress کیا ہے تو اب میں یہاں حزب اختلاف والوں سے سوال کرتا ہوں کہ please make up your mind آپ چاہتے کیا ہیں؟ آپ کا موقف کیا ہے؟ ایک طرف آپ خسارے کی بات کرتے ہیں اور دوسری طرف آپ اضافے کی بات کرتے ہیں اس سے یہ ہو واضح جاتا ہے کہ میرے دوست بجٹ کو پوری طرح پڑھ نہیں پائے یا سمجھ نہیں پائے!

جناب سپیکر! یہاں میں ان کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا کہ Revenue level کو دیکھا جائے expenditure level کو دیکھا جائے تو اس میں کوئی شک و شبہ کوئی ابہام نہیں ہے کہ خدا کے فضل سے یہ پنجاب کا بجٹ ہے اور اڑھائی سو کروڑ روپیہ کا فاضل بجٹ ہے -

جناب سپیکر! یہاں میرے حزب اختلاف کے دوستوں نے کہا کہ سارا الزام 20 مہینوں پر لگا دیا - سارا الزام 20 مہینوں کی مختصر پیپلز پارٹی کی حکومت پر لگا دیا، نہیں - میں نے تو اپنی بجٹ تقریر میں پیپلز پارٹی کی حکومت پر لگا دیا، نہیں میں نے تو اپنی بجٹ تقریر میں پیپلز پارٹی کا ذکر تک نہیں - یہ ان کو خدشہ کیسے پڑ گیا کہ الزام ان پر لگ رہا تھا - جناب والا! میں تو حقائق ان کے سامنے پیش کر رہا تھا لیکن اگر وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے ان پر الزامات لگائے ہیں تو میں اتنا ناسمجھ یا نادان نہیں ہوں کہ میں ساری جو گٹھڑی ہے اس کا بوجھ ان کے سر رکھ دوں۔ میں نے صرف یہ کہا تھا کہ نیشنل فنانس کمیشن کا ایوارڈ آئین کی رو سے 1975ء کے بعد 1980ء میں آنا تھا لیکن نہ آسکا - اس کی وجوہات کیا تھیں؟ وقت کی قلت کو مد نظر رکھتے ہوئے میں اس پر نہیں جانا چاہتا لیکن یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر ایوارڈ نہ آسکا تو ایک adhoc arrangement تو آیا اور اس adhoc Arrangement کے تحت حکومت وقت نے جو بھی مرکزی حکومت تھی اس نے یہ فیصلہ کیا کہ جتنی صوبائی حکومتوں کا deficit ہوگا وہ ہم pick کریں گے۔ یہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ہے کہ پیپلز پارٹی کی مرکزی حکومت نے صوبائی محاصل پر صوبائی آمدنی پر cease لگایا۔ ہمارے expenditure بڑھ رہے ہیں۔ ہمارے receipt level پر آپ cease لگا دیتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ ہمیں مورد الزام ٹھہرایا گیا - تو جناب یہ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ یہ کارنامہ پیپلز پارٹی کی حکومت نے ہی سرانجام دیا تھا اور کسی حکومت نے ایسا نہیں کیا۔

جناب سپیکر! یہاں میں عرض کرتا چلوں کہ یہاں بہت سے دوست کہتے ہیں اور اخبارات میں بھی آئے دن میں پڑھتا ہوں کہ نیشنل فنانس کمیشن میں پنجاب کو اس کا حق نہیں ملا۔ یا تو انہوں نے نیشنل فنانس کمیشن کو سمجھا نہیں ہے یا وہ صحیح معنوں میں جانتے نہیں ہیں کہ نیشنل فنانس کمیشن کا آئینی کردار کیا ہے؟ نیشنل فنانس کمیشن کا کام کیا ہے؟ اس کی Terms of Reference کیا تھیں اور یا وہ پڑھتے ہیں تو سمجھ نہیں پاتے کیونکہ نیشنل فنانس کمیشن ایوارڈ جو ہمیں ملا ہے جناب سپیکر میں نے اپنی بجٹ تقریر میں بھی کہا تھا اور آج میں ان کی اطلاع کے لئے دہرا دیتا ہوں کہ 11ء41 - ارب روپے اس سال نیشنل فنانس کمیشن کی مرہون منت پنجاب کو Additional Resources ملے ہیں۔ یہ کہاں سے ملے ہیں؟ اور جناب سپیکر نیشنل فنانس کمیشن میں جو ہمارا بنیادی مطالبہ تھا جس کی کوئی بات سننے کے لئے تیار نہیں تھا کہ پاپولیشن فارمولا کے مطابق population Basis کو retain کیا جائے - اس کی retention میں ہم کامیاب ہوئے نیشنل فنانس کمیشن کے جو divisible pool ہیں اس کے

Enlarge scope کرنے میں ہم کامیاب ہوئے اور اس میں دو نئے آئٹم شامل کئے گئے یعنی شکر پر ایکسائز ڈیوٹی اور تمباکو کی مصنوعات پر ایکسائز ڈیوٹی۔ اب جناب سپیکر اگر divisible pool کا سائز بڑھے گا اور اس کو آبادی کی بنیاد پر تقسیم کیا جائے گا تو یقیناً" پنجاب جو آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا صوبہ ہے اس کا فائدہ یقیناً پنجاب کو ہوگا اور پنجاب کو ہوا۔ اب جو میرے دوست اعتراض کر رہے تھے کہ 88ء 57% ہمیں آبادی کی بنیاد پر ملتا ہے۔ غالباً" وہ اس چیز کو سمجھ نہیں پائے۔ اس کی باریکی تک نہیں جا سکے کہ نیشنل فنانس کمیشن یا وفاقی حکومت سے صوبائی حکومتوں کو جو وسائل ٹرانسفر ہوتے ہیں ان کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔

ایک ٹرانسفر ڈائریکٹ ٹرانسفر ہوتی ہے اور دوسری ٹرانسفر' ان ڈائریکٹ ٹرانسفر ہوتی ہے یعنی کہ Transfer through the divisible pool یعنی جو ٹرانسفرز through the divisible pool ہوتی ہیں ان پر پاپولیشن فارمولا لاگو ہوتا ہے اور جو ٹرانسفر ڈائریکٹ ہے مثلاً" royalty on oil اس سال نیشنل فنانس کمیشن کے تحت پنجاب کو Royalty on crude oil ملی ہے اور تقریباً" 58 کروڑ روپیہ ہمیں اس مد میں آیا ہے لیکن وہ divisible pool میں نہیں ہے۔ یہ divisible pool سے باہر آیا ہے کیونکہ یہ ایک Exgratia Grant تھی۔ صدر پاکستان نے اس کو Terms of Deficit میں ڈالا۔ جس طرح بلوچستان کو Royalty on gas ملی ہے۔ جس طرح سرحد کو net profit on hydro generation ملا۔ یہ آئینی Provisions ہیں۔ جس طرح بلوچستان کو گیس کی رائلٹی ملی ہے، جس طرح صوبہ سرحد کو net Profit on hydro generation ملا ہے یہ سب provisions ہیں 1973ء کا آئین ہے جس کی پاسداری آپ نے نہیں کی۔ ہم in letter and spirit اس آئین پر عمل کر رہے اور اپنے چھوٹے صوبوں کو ان کا حق دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر! یہاں ایک اور بڑی ہی حیران کن بات کی گئی ہے میں حیران بھی ہوتا رہا ہوں پریشان بھی ہوتا رہا ہوں کہ یہ پڑھے لکھے لوگ ہیں! کیا واقعی انہوں نے بجٹ کا مطالعہ کیا ہے کیا واقعی ہی انہوں نے دلچسپی لی ہے اور کیا واقعی ہی اس کو گہرائی سے دیکھنے کی کوشش کی ہے۔ یہاں یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ پنجاب کی تاریخ کا سب سے بڑا سالانہ ترقیاتی پروگرام نہیں تھا یہ کیسے نہیں تھا؟ ذرا قائل تو کیجئے ذرا سمجھایئے تو سہی اور جناب قائد حزب اختلاف جیسی محترم شخصیت کہتی ہے کہ جناب پچھلے سال کا جو سالانہ ترقیاتی پروگرام تھا اس کا حجم یہ تھا۔ اب میں ان کی خدمت میں مودبانہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جب آپ سالانہ ترقیاتی پروگرام کے source کا تعین کرتے ہیں تو تو سو جمع

تین سو اٹھارہ یعنی کہ بارہ سو کچھ - اس طرح نہیں کیا جاتا۔ چونکہ وہ 318 جو آپ 900 میں size gross میں شامل کر رہے ہیں اس میں وہ reappropriation جو ہم نے کی ہیں وہ شامل ہیں۔ آپ کو یہ غلط فہمی ہوئی ہے اور میں اس غلط فہمی کو دور کرنا چاہتا ہو اور آج پھر اپنی بات کو دہراتا ہوں اور حقائق اور اعداد و شمار کے حوالے سے دہراتا ہوں - یہ سالانہ ترقیاتی پروگرام gross size میں اور net resources availability میں پنجاب کی تاریخ کا سب سے بڑا ترقیاتی پروگرام ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس کی ایک چھوٹی سی مثال میں جناب کی خدمت میں پیش کردوں کہ پچھلے سال کے ہمارے سالانہ ترقیاتی پروگرام کا net resources operational short fall سے linkage ہے جناب سپیکر! اس کا 14.89 operational short-fall تھا اور اس سال کا ہمارے سالانہ ترقیاتی پروگرام اور تعمیر وطن پروگرام کے operational short fall کی شرح 4.84% یعنی کہ دس فیصد fall operational short میں کمی ہے - جناب سپیکر! یہاں اس ہاؤس میں میں سنتا رہا اپوزیشن والے کہتے رہے کہ operational short fall بہت بڑا رکھا جاتا ہے - پنجاب حکومت نے ان کی تعمیری تنقید کا جائزہ لیا ہے اس کا اعتراف کیا ہے اور ہم نے اس سال اپنے operational short fall کو 14 فیصد سے کم کر کے چار فیصد کیا ہے - یہاں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جب آپ تعمیری بات کہیں گے۔ ہم اپنی اصلاح کے لیے تیار ہیں۔ اور ہمیشہ جیسے میں نے کہا کہ اس میں بہتری کی گنجائش ہونی چاہیئے اور بہتری کی گنجائش ہوتی ہے تو یہ ہم نے اپنے عمل سے ثابت کیا۔

جناب سپیکر! یہاں میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ جہاں بجٹ کی بات کی تعمیر وطن کی بات کی یہ شرف اور یہ سعادت بھی اس موجودہ حکومت کو حاصل ہوئی ہے کہ پہلی مرتبہ اتنے بڑے سائز کے تعمیر وطن پروگرام میں provincial contribution ہے - جناب سپیکر آج سے پہلے کتنے برسوں میں تعمیر وطن پروگرام میں provincial contribtion show کیا گیا ہے - یہ پہلی مرتبہ ہم نے صحیح فیصلہ کیا ہے اور صحیح سمت میں قدم اٹھایا ہے کیوں کہ ہم نے اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا ہے - ہم نے صرف مرکز کی طرف نہیں دیکھنا - ہماری نگاہیں صرف مرکز اور اسلام آباد کی طرف نہیں لگی رہنی چاہیں۔ ہمیں خود اپنے Finances کو manage کر کے ، غیر ترقیاتی اخراجات کو کم کر کے اپنے ترقیاتی اخراجات کو بڑھانا ہے - پنجاب کی ترقیاتی ضروریات کو پورا کرنا ہے اور پنجاب کو ترقی اور خوشحالی کا گہوارہ بنانا ہے - جناب سپیکر یہاں پر ہم پر الزام لگایا گیا ہے ہم فضول خرچ ہیں حیرانی کی بات ہے کہ یہ پنجاب کا پہلا

بجٹ ہے جس میں یہ اقدامات کیئے گئے ہیں کہ غیر ترقیاتی اخراجات کو کم کیا گیا ہے لیکن پھر بھی ہم پر الزام ہے فضول خرچی کا! ہم پر یہ الزام اس لئے لگایا گیا ہے کہ ہم نے ceiling لگائی ہے پیٹرول پر اور پی۔ او۔ ایل کے اخراجات کو کم کیا ہے۔ فیول کوٹہ لاگو کیا ہے۔ ہم اس لئے فضول خرچ ہیں کہ ہم نے ٹیلیفون پر اس کے اخراجات پر ceiling لگائی ہے۔ ہم اسلئے فضول خرچ ہیں کہ ہم نے بجلی کے خرچ کو کم کرنے کی کوشش کی ہے اور ائرکنڈیشنروں کا جو استعمال ہے اس کو بھی کنٹرول کرنے کی کوشش کی ہے۔ نئے ائرکنڈیشنرز کی luxury item کی گاڑیوں کی خرید پر پابندی لگائی ہے پھر بھی ہم فضول خرچ ہیں جناب سپیکر! یہ میں آپ پر چھوڑتا ہوں اور اس ایوان پر چھوڑتا ہوں یہ فیصلہ آپ نے کرنا ہے۔ جناب سپیکر یہ الزام لگایا گیا کہ ہم فضول خرچیاں کرتے ہیں یہ پہلی مرتبہ اعتراف کیا گیا ہے کہ جو non productive department تھے جو منافع نہیں دے رہے تھے ان کو بند کردیا گیا ہے اور چھ ایسے محکمے ختم کئے گئے ہیں آج تک کسی نے ایسے اقدامات نہیں اٹھائے تھے حزب اختلاف کے میرے ساتھیوں کو یہ چیزیں نظر نہیں آتیں۔

جناب سپیکر! یہاں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں میرے حزب اختلاف کے فاضل دوستوں نے کہا کہ جناب یہ کیسا بجٹ ہے تعلیم کی مد میں پیسہ کم دیا ہے صحت کی مشن میں پیسہ کم کر دیا گیا ہے زراعت کی مد میں پیسہ کم کیا گیا ہے۔ میں ان کی خدمت میں چند اعداد و شمار پیش کرنا چاہتاہوں کہ پچھلے سال تعلیم کی مد میں 115 کروڑ روپے رکھے گئے تھے اور اس سال ہم نے 123 کروڑ روپے رکھے ہیں۔ اس کے علاوہ 45 کروڑ روپے ہمیں پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے لئے آنے ہیں۔ اس طرح ہم نے کل 168 کروڑ روپے رکھے ہیں بتایئے یہ کم ہے پچھلے سال کی نسبت یہ شرح کم ہوئی ہے یا بڑھی ہے؟ جناب سپیکر! صحت کی مد میں پچھلے سال 135 کروڑ روپے رکھے گئے اور اس سال 138 کروڑ روپیہ رکھے گئے ہیں اس کے علاوہ 25 کروڑ روپے ہمیں ہیلتھ فاؤنڈیشن کے لئے آنے ہیں یہ کل 163 کروڑ بنتے ہیں۔ بتایئے یہ رقم کم ہے یا زیادہ ہے؟ جناب والا! زراعت کی مد میں پہلے 143 کروڑ تھا اوراس سال 120 کروڑ روپیہ ہے اس کے علاوہ production enhancement programme کے لئے مرکزی حکومت سے ہمیں پیسہ آرہا ہے اس کو شامل کیا جائے تو ٹوٹل 186 کروڑ روپے بنتا ہے۔ بتایئے یہ کم ہے؟۔ یہ میں آپ پر چھوڑتا ہوں۔ جناب سپیکر! یہاں حزب اختلاف نے یہ بھی کہا کہ یہ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن بنائی ہے یہ جو ہیلتھ فاؤنڈیشن بنائی ہے یہ اپنے لوگوں کو نوازنے کے لئے بنائی ہے، یہ پیسہ غلط استعمال ہوگا۔ میں جناب سپیکر آپ کی وساطت سے ان کی خدمت میں مودبانہ گزارش کرتا

چاہتا ہوں کہ یہ روایت بھی ہم نے ڈالی ہے موجودہ حکومت نے ڈالی ہے کہ اپوزیشن کو دعوت دی ہے کہ آیئے۔ اس ایجوکیشن فاؤنڈیشن میں اس ہیلتھ فاؤنڈیشن میں' ان ڈسٹرکٹ بورڈ میں آیئے اور شامل ہو جایئے آپ کو ہم تنقید کا موقع دیتے ہیں آپ کو ہم دعوت دیتے ہیں آپ کی شمولیت کو ہم خوش آمدید کہتے ہیں اور اگر پیسے کا غلط استعمال ہو تو آپ کو یہ حق پہنچتا ہے کہ آپ اس کی نشاندہی کریں۔ آپ شور و غل کریں۔ جناب سپیکر ہماری نیت صاف ہے اور اگر ہماری نیت صاف نہ ہوتی' اگر ہمارے عزائم نیک نہ ہوتے تو ہم اپوزیشن کو اپنی صفوں میں بیٹھنے کی دعوت ہرگز نہ دیتے۔

(نعرہ تحسین)

جناب سپیکر سات کروڑ روپے جو لوکل باڈیز کو دیا جارہا ہے اس پر بھی الزام تراشیاں ہوئیں اس پر تنقید ہوئی اس پر بہت سے بہتان لگائے گے۔ غالباً" حزب اختلاف والے یا تو لوکل گورنمنٹ کے اداروں کو اور ذہنی طور پر بنیادی جمہوریت کو تسلیم ہی نہیں کرتے اور اگر کرتے ہیں تو شاید وہ ان کے اعداد و شمار اور ان کے مالی حالات سے واقف نہیں ہیں اور اگر ہیں تو پھر میں حیران ہوں کہ وہ اس پر اعتراض کیوں کرتے ہیں اور اگر یہ بات بھی نہیں ہیں تو غالباً" نیشنل فنانس کمیشن کا ایوارڈ انہوں نے غور سے نہیں پڑھا۔ جس میں یہ لکھا ہے کہ یہ صوبائی حکومتوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے لوکل باڈیز کے اداروں کو مناسب فنڈز مہیا کریں۔ تاکہ لوکل باڈیز کے ادارے بھی صوبے کی تعمیر و ترقی میں مثبت کردار ادا کر سکیں۔ اس کے باوجود اگر وہ اعتراض کرتے ہیں تو جناب سپیکر! وہ اعتراض برائے اعتراض ہے۔ کوئی ٹھوس شواہد ان کے پاس نہیں ہیں - جناب سپیکر! یہ پہلی مرتبہ ہے اور ہمیں یہ کہتے ہوئے خوشی ہے اور حکومت کو یہ کہتے ہوئے خوشی محسوس ہوتی ہے کہ یہ روایت اور سعادت بھی ہمیں نصیب ہوئی کہ اپوزیشن کے بھائیوں کو ساتھ لیکر چل رہے ہیں۔ ان کی آراء کو ساتھ لے کر چل رہے ہیں۔ ان کی تعداد کو دیکھے بغیر ان کی اہمیت ان کے وزن ان کے تقدس اور احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان کو ساتھ لیکر چل رہے ہیں اور ترقیاتی گرانٹ کے سلسلے میں ان کو وہی کچھ دیا جارہا ہے جو حکومتی بنچوں کے لوگ لے رہے ہیں پیپلز پارٹی کی 1970ء سے 1977ء تک حکومت رہی کیا ان کو یہ سعادت نصیب ہوئی؟ نہیں جناب سپیکر! یہ سعادت بھی آپ کی حکومت کو موجودہ حکومت کو نصیب ہو رہی ہے۔ کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ حزب اختلاف کے حلقوں کو محروم کرنے سے ہم اس علاقے کے عوام کو محروم نہیں کرنا چاہتے۔

جناب وزیر خزانہ : اس علاقہ کے عوام کو ہم سزا نہیں دینا چاہتے۔ جن کا اس ملک کی خوشیوں

میں برابر کا حصہ ہے - ہم چاہتے ہیں کہ وہ بھی ہمارے ساتھ ترقی کریں۔ ہم چاہتے ہیں کہ وہاں بھی خوشحالی ہو۔ وہاں بھی ڈویلپمنٹ ہو وہاں بھی ترقی ہو۔ جناب والا میں حیران ہوں کہ جب خسارے کا بجٹ پیش کیا جائے تو شور و غل مچ جاتا ہے کہ خسارے کا بجٹ پیش کیا ہے - ہم نے خسارے کا بجٹ ختم کیا اور فاضل بجٹ پیش کیا تو پھر کہتے ہیں کہ فضول خرچیاں کی گئیں جب ہم نے فضول خرچیوں کو ختم کیا' کفایت شعاری سے کام لیا اور غیر ترقیاتی اخراجات میں کٹوتی کی اور اس کو مختصر کیا تو پھر کوئی اور اعتراض تو کر نہ سکے پھر ہم پہ الزام یہ ہے کہ ہم نے فاضل بجٹ دیا کیوں۔ میں ان کی سوچ پہ حیران ہوں' پریشان ہوں - کہتے ہیں کہ فاضل بجٹ دیا کیوں؟ جناب کیا منطق ہے؟ ان کے جواز سنئے - کہتے ہیں کہ جب ملک میں یا صوبے میں defeciency ہو ایجوکیشن کی مد میں خواندگی کی مد' صحت کی مد میں تو پھر اس رقم کو اس کمی کے خلا کو پر کرنے کے لئے صرف کرنا چاہیئے تھا۔ جناب سپیکر! ان کی نادانی اور ان کی معصومیت پر میں حیران ہوں کہ ان کی سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ جو ہم نے بچت کی ہے اڑھائی سو کروڑ روپے یہ اس لیے کی ہے کہ ہم اس کی سرمایہ کاری تعمیر وطن پروگرام کی انہیں مدوں میں کریں۔ تعلیم میں کریں صحت میں کریں' زراعت میں کریں۔ ان social structures میں کریں جو آج تک نظر انداز کیے جاتے رہے تھے - نہ صرف پبلک سیکٹرز میں کریں بلکہ پرائیویٹ سیکٹر میں بھی کریں اور ان کی بھی ہم نے حوصلہ افزائی کی ہے -ہم نے یہ بات کی ہے کہ پرائیویٹ سیکٹرز اور پبلک سیکٹرز دونوں مل کر ان کی ضروریات کو پورا کریں۔ جناب سپیکر' یہاں میں یہ ضرور کہنا چاہوں گا - مجھے احساس ہے کہ جو آپ نے مجھے بجٹ پر بات کرنے کا وقت دیا ہے میں اس سے اوپر جا رہا ہوں۔

جناب سپیکر صاحب!: ہم نے وقت مقرر کیا ہوا ہے۔

جناب وزیر خزانہ: میں ایک منٹ میں بات ختم کر رہا ہوں - جناب سپیکر! میں یہاں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ہمارے حزب اختلاف کے دوستوں نے ڈویلپمنٹ پر اعتراض کیا اب وقت نہیں ہے ورنہ میں north south کا ذکر بھی کرتا -وہ پانچ سال کا جو ہم نے ڈویلپمنٹ کا پروگرام بنایا ہے اور اس پہ lop sided development کو روکنا ہے اس کا بھی ذکر کرتا - جناب سپیکر! وقت ہوتا تو میں میں ذکر بھی کرتا اور لاء اینڈ آرڈر کے بارے میں بھی بات کرتا - ایک ایک چیز جن کا ان کو خدشہ ہے اور جو وسوسہ ہے وہ میں دور کرنا چاہتا ہوں۔ اور سن لیجئے قائد حزب اختلاف ' میں آپ کی خدمت میں مودبانہ گزارش کر رہا ہوں کہ پنجاب حکومت کا سال کے دوران کوئی منی بجٹ لانے کا ارادہ نہیں ہے

ہم انشاء اللہ منی بجٹ نہیں لائیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور جناب سپیکر میں آپ کی وساطت سے کہوں گا کہ ہم ان کی تنقید سے گھبراتے نہیں ہیں - ہم ان کی تنقید کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ جمہوری روایات بھی یہی ہیں اور یہ چیز انسانی قدروں میں بھی شامل ہوتی ہے کہ آدمی کو one shanld be magnanimous enough - magnaimaty show کرنی چاہیئے۔ اگر ہماری کوتاہیاں ہیں تو تنقید کرنا آپ کا آئینی اور جمہوری حق ہے - اور اگر ہم نے صحیح قدم اٹھایئے ہیں، اگر ہم نے اپنا قبلہ درست کیا ہے تو تعریف کے لئے نہیں بلکہ appreciation حوصلہ افزائی کے لئے چند جملے کہہ دینے سے اپوزیشن کا کردار ختم نہیں ہوتا۔ بلکہ اپوزیشن کا کردار زیادہ ٹھوس ہو جاتا ہے صحافت کی نگاہ میں عوام کی نگاہ میں قدر منزلت بڑھتی ہے جہاں تنقید کی بات ہو وہاں تنقید کی جاوے جہاں تعریف کی بات ہوں وہاں تعریف کی جائے۔ جناب سپیکر! ان الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا کہ میں بجٹ کے مباحثے کو سمیٹوں - اور آپ سے اور اس معزز ایوان سے توقع کروں گا کہ بجٹ کو بھاری اکثریت سے منظور فرمایا جائے گا۔ شکریہ

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: وقت پانچ منٹ کے لیے بڑھایا جاتا ہے - اب تحریک التوائے کار پر بات ہونی ہے۔ اس بارے میں آپ کوئی سٹیٹمنٹ دینا چاہیں گے؟ اس پر بحث سے پہلے آپ کوئی سٹیٹمنٹ دینا چاہیں گے - کیا وہ مسئلہ حل ہوگیا ہے یا ابھی باقی ہے؟

وزیر ہاوسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا! جیسے آپ فرمائیں۔ میں بحث کے لئے بھی تیار ہوں اور جواب دینے کے لئے بھی تیار ہوں۔

جناب سپیکر: میرا مطلب یہ ہے کہ اگر تو وہ پانی اور بجلی کا مسئلہ حل ہوگیا ہے۔

وزیر ہاوسنگ وفزیکل: جناب والا! مسئلہ پانی اور بجلی کا ہے جو کہ آہستہ آہستہ ٹھیک ہو رہا ہے لیکن ابھی بھی بعض علاقوں میں صورت حال اچھی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: لاہور میں کسی حد تک یہ مسئلہ حل ہو گیا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: لاہور میں یہ مسئلہ کافی حد تک ٹھیک ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: کب تک اس کے مکمل طور پر حل ہونے کی امید ہے؟

وزیر ہاوسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب سپیکر! جونہی ہمیں بجلی پوری طرح مل جائے گی یہ مسئلہ پوری طرح حل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: میاں محمود الرشید صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں محمود الرشید: جناب والا! میری آپ سے گزارش یہ ہے کہ اس بارے میں یقین دھانیاں پہلے بھی بہت عرصہ سے کرائی جارہی ہیں۔ لاہور شہر میں پانی اور بجلی کی بندش کا معاملہ جوں کا توں ہے اور آج تک جنوبی لاہور کی آبادیاں پانی کی ایک ایک بوند سے محروم تھیں۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں ک یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے اور مجھے افسوس ہے کہ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کو بھی اس وقت یہاں بیٹھنا چاہیئے تھا زندہ دلان لاہور نے آئی جے آئی کو mandate دیا ہے لیکن لاہور کے پچاس لاکھ شہریوں کی زندگی مفلوج ہوکر رہ گئی ہے۔ یہ ایک انتہائی مسئلہ تھا جس کے لیئے یہاں ہاؤس میں باری کے بغیر اس تحریک التوائے کار کو ٹیک اپ کیا گا تھا۔ اس پر یہاں بات ہونی چاہیے اور لاہور کا نمائندہ ہونے کی حیثیت سے میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر اگر اس مسئلہ پر بات نہ کی گئی تو ان عوام سے غداری ہوگی۔ وہ لوگ ان سے آسائشیں نہیں مانگتے۔ زندگی کی بنیادی ضرورتیں بجلی اور پانی مانگ رہے ہیں۔ جناب سپیکر! اس پہ یہاں بات ہونی چاہیئے۔

لاہور شہر میں بجلی اور پانی کی قلت پر پیش ہونے والی تحریک التوائے کار پر بحث

جناب سپیکر: اس پہ تو بات ہونی ہے۔ اگر اس تحریک التوائے کار پر یہاں بات ہوتی ہے تو یقیناً آپ اس کے محرک ہیں' آپ کو بات کرنے کا موقع ملے گا۔ لیکن میں یہ دریافت کرنا چاہتا تھا کہ جیسے لاء منسٹر صاحب فرمایا تھا کہ ان کا متعلقہ لوگوں سے کچھ رابطہ ہوا ہے اور شائد ان میں سے کچھ سہولتیں لاہور کے شہریوں کے لیے بحال ہوگئی ہیں۔ اس لیے میں منسٹر ہاؤسنگ سے ان کا نقطہ نظر دریافت کر رہا تھا کہ شائد وہ کچھ بات کرنا چاہتے ہیں منسٹر ہاوسنگ اس پہ کچھ ارشاد فرمائیں گے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا! جناب والا یہ جو تحریک دی گئی ہے اور ایڈمٹ کی گئی ہے۔ میں اس سلسلہ میں عرض کرنا چاہوں گا کہ پچھلے تین چار دنوں سے بجلی کی صورت حال بڑی ناگفتہ بہ ہے۔ آندھی اور بارش کی وجہ سے بجلی کی لائنیں ٹوٹ گئی درخت گر گئے، بجلی کے ٹرانسفارمر گرے اور ہمارے ٹیوب ویل چونکہ بجلی سے چلتے ہیں اس وجہ سے بجلی مہیا نہ ہوسکی جس سے پانی مہیا

ہوتا - ہمارے پاس پورے لاہور میں صرف 10 ٹیوب ویل ایسے ہیں جو سوئی گیس سے چلتے ہیں اور ہم نے کوشش کی ہے کہ جس حد تک ممکن ہوسکے ان ٹیوب ویلوں کے ذریعے پانی مہیا کیا جاسکے - ہمارے پاس یہ بھی انتظام ہے کہ جن علاقوں میں پانی بند ہو جائے اور بجلی بند ہو تو ہم دوسرے علاقوں سے ان علاقوں کو پانی مہیا کرتے ہیں۔ لیکن چونکہ بجلی اتنے زیادہ علاقوں کی بند تھی کہ ہمارے لیئے یہ ممکن ہی نہیں تھا کہ پورے لاہور میں پانی کی صورت حال کو درست کردیتے - لیکن ہمارا محکمہ واسا کوشاں ہے اور محنت کر رہا ہے جیسے جیسے بجلی ہمیں مہیا ہوتی جاتی ہے میں اس ہاؤس کو اس ایوان کو اور عوام کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کی خدمت کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا جائے گا - اور اس کے بعد بھی اگر فاضل ممبر اس تحریک پر بحث کرنا چاہتے ہیں تو محکمہ اس کا جواب دینے کے لیے تیار ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر جی فرمایئے۔

جناب محمد صفدر شاکر: میں میاں محمود الرشید کی بات سے اتفاق کرتا ہوں میری رہائش علامہ اقبال ٹاؤن میں ہے وہاں طوفان آنے سے دو دن پہلے پانی بند تھا نہ رات کو پانی آیا' نہ دن کو آیا میں بھی وزیر موصوف سے استدعا کروں گا کہ اس پہ خصوصی توجہ دیں اگر اس میں آپ نے تھوڑی سی نرمی کی تو جتنا پانی ہمیں ملتا ہے اس سے بھی ہم جاتے رہیں گے۔

وزیر ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ: جناب والا! میں اس سلسلہ میں جواب دینا چاہوں گا کہ میرے پاس اعداد و شمار ہیں کہ ہمارے پاس کتنے ٹیوب ویل ہیں' کتنے خراب ہیں اور کتنے چل رہے ہیں اور بجلی نہ ملنے کی وجہ سے کتنے بند پڑے ہیں - ہم نے باقاعدہ یونٹوں کا اندراج کیا ہے۔ یہ میرے پاس موجود ہے - اگر آپ چاہیں تو میں پڑھ کر بھی بتا سکتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی آپ تشریف رکھیں۔ میاں صاحب' آپ کی تحریک التوائے کار کو ایڈمٹ کیا گیا تھا اور اس پر بحث کے لیے وقت مقرر کیا گیا تھا - یہ مسئلہ اب ہاؤس میں بھی آگیا ہے - اس پر وقت بھی مقرر ہوگیا اور جناب منسٹر اس کا جواب بھی دے رہے ہیں - تو اب آپ کی کیا رائے ہے اس پر بحث ہونی چاہیئے۔ اگر اس پر بحث کرنی ہے تو اس کو باقاعدہ ہاؤس میں پیش کرنا پڑے گا۔

میاں محمود الرشید: جناب والا' اس کو دوبارہ پیش نہیں کرنا پڑے گا یہ تو پیش ہو چکی ہے -

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اس کی تحریک پیش کریں۔

میاں محمود الرشید: جناب سپیکر' میں نے اس بارے میں تحریک پیش کی تھی کہ قواعد کی معطل کو کے اس کو لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب آپ کی تحریک التواء کو ایڈمٹ کیا گیا تھا اس پر آج بحث کے لئے وقت مقرر کیا گیا تھا تو جو مسئلہ ہے وہ تو ہاؤس میں بھی بحث کے لئے اس پر وقت بھی مقرر ہوگیا اور اب متعلقہ منسٹر صاحب اس کا جواب بھی دے رہے ہیں۔ تو آپ کی کیا رائے ہے کہ اس مسئلے پر بحث ہونی چاہئے' اگر ہونی چاہئے یا آپ نے کرنی ہو تو پھر باقاعدہ ہاؤس میں یہ مسئلہ پیش کرنا پڑے گا۔

میاں محمود الرشید: جناب والا ویٹ نہیں کرنا پڑے گا' بحث کے لئے تو یہ منظور ہوگئی ہے آج تو بحث ہے' محرک کو یعنی مجھے آپ اس کے لئے فلور دے چکے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں پھر ایسا کریں کہ تحریک پیش کردیں۔

میاں محمود الرشید: جناب والا اس بارے میں میں نے تحریک پیش کی تھی کہ آؤٹ آف ٹرن رولز کو معطل کرکے اس کو لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے لئے رولز کو معطل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

میاں محمود الرشید: رولز کو معطل کرکے آؤٹ ٹرن آپ نے اس کو لے لیا اب آج کے لئے تو وقت مقرر ہے آج تو صرف بات ہونی ہے اور گورنمنٹ کی جو رائے ہے وہ سامنے آنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ آپ رول 71 پڑھ لیں ذرا۔ اس میں واضح ہے اور کوئی ایسی بات نہیں ہے ۔ آپ اس کو پیش کریں اور پھر اس پر بات کریں۔

میاں محمود الرشید: مجھے کاپی دے دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں یہ جو کاپی بھیج رہا ہوں آپ یہی پڑھ کر سنا دیں۔

میاں محمود الرشید: جناب والا میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پچھلے چند دنوں سے لاہور شہر میں بجلی اور پانی کی شدید قلت کی وجہ سے روز مرہ کی زندگی مفلوج ہو کر رہ گئی ہے ۔ لہٰذا اس مسئلے کو زیر بحث لایا جائے ۔ اخبارات میں روزانہ خبریں

آرہی ہیں کہ لاہور کے لوگ پانی کی بوند بوند کو ترس گئے۔

Sir, I move,

That the Assembly do now adjourn

MR. DEPUTY SPEAKER :- Motion mored is:-

That the Assembly do now adjourn.

آج کی کارروائی اس خاص تحریک التوائے کار بحث کے لئے معطل کی جاتی ہے - میں آپ کو دعوت دوں گا کہ آپ اس پر تقریر کریں۔

میاں محمود الرشید: جناب والا! وزیر پارلیمانی امور کے ساتھ معذرت کے ساتھ اور بقول غالب۔

رکھیو غالب مجھے اس تلخ نوائی پہ معاف
آج کچھ درد میرے دل میں سوا ہوتا ہے۔

جناب والا! گزارش یہ ہے کہ لاہور شہر جس کی آبادی 50 لاکھ سے زائد ہے اور اس میں ہر سال لاکھوں کی تعداد میں اضافہ ہورہا ہے - ایک سماجی کارکن ہونے کی حیثیت سے ' ایک سیاسی کارکن ہونے کی حیثیت بلدیہ کا ایک ممبر ہونے کی حیثیت سے صوبائی اسمبلی کا ایک رکن ہونے کی حیثیت سے' پچھلے کئی سالوں سے ہم اس انتہائی اہم مسئلہ کی جانب حکومت کی توجہ ماضی میں مبذول کرواتے رہے ہیں۔ لیکن ہر سال جب گرمیوں کا موسم شروع ہونے کو آتا ہے تو پورے لاہور کے اندر ایک شدید بے چینی کی لہر دوڑ جاتی ہے اور لوگ مضطرب ہو جاتے ہیں کہ آج پانی آئے گا یا نہیں آئے گا - اور جناب والا! انتہائی تکلیف کے ساتھ جہاں یہاں بار بار وزیر ہاؤسنگ بھی یہ بات کر رہے تھے کہ بجلی کے کھمبے چونکہ طوفان کی وجہ سے اکھڑ گئے ہیں اور بجلی معطل ہوگئی ہے اس وجہ سے پانی نہیں آرہا - جناب والا! وہ بھی ایک وجہ ہو سکتی ہے اور یہ طوفان تو ابھی پرسوں آیا ہے۔ لیکن پچھلے آٹھ (8) دنوں سے لاہور کی جنوبی آبادیوں میں بالخصوص میں علامہ اقبال ٹاؤن کا ذکر کروں گا' فیصل ٹاؤن کا ذکر کروں گا' ٹاؤن شپ کا ذکر کروں گا رحمان پورہ وحدت کالونی ' اچھرہ اور شاہ جمال کا ذکر کروں گا ' کہ یہاں کے لوگ آٹھ دن سے ٹھوکریں کھاتے پھر رہے ہیں - ان کے لئے پینے کا پانی نہیں ہے ان کے لئے پہننے کے لئے کپڑے نہیں رہے کہ وہ کپڑے کہاں جاکر صاف کریں - جناب والا! جو بھی proper channel ہو سکتا تھا اس پر میری حتیٰ الوسع کوشش رہی ہے کہ جو بھی ذمہ دار Authorities ہیں ان کے نوٹس میں یہ بات لاؤں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ ان لوگوں نے اس مسئلے

کے حل کے لئے اپنے تئیں کوشش بھی کی لیکن یہ واسا کی انتظامیہ سے اوپر کا مسئلہ ہے یا شائد یہ ان کے بس کی بات بھی نہیں ہے کہ وہ لاہور کے شہریوں کو بروقت اور ان کی ضرورت کے مطابق پانی فراہم کرسکیں۔ اب جناب صورتحال یہ ہے کہ شہر لاہور میں آج لاکھوں افراد بے روزگار ہوگئے ہیں اس لئے کہ پانی نہ ہونے کی وجہ سے رک گئی ہیں' جہاں پر مستری ہیں مزدور ہیں راج گیری کا کام کرنے والے لوگ ہیں وہ آج بے کار پڑے ہیں اور عید کی آمد آمد ہے' پچھلے کئی دنوں سے پانی کی عدم دستیابی کی وجہ سے وہ تعمیرات رک گئی ہیں۔ آج پورے لاہور کے اندر پھول اور پھلواری' لان اور گھاس اور پودے سوکھ کر خشک ہوگئے ہیں۔ اور جناب یہ تو پھولوں اور پودوں کی بات ہے - میں تو انسانوں کی بات کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلے آٹھ دن سے علامہ اقبال ٹاؤن میں کربلا کا منظر بنا ہوا ہے لوگوں کے ہاتھ ہمارے گریبانوں تک پہنچے ہیں اور وہ ہم سے سوال کرتے ہیں کہ آپ کی حکومت ہے بلدیہ میں بھی' صوبے میں بھی مرکز میں بھی ہم آپ سے کچھ نہیں مانگتے' آپ صنعتی انقلاب کی باتیں کرتے ہیں' آپ کار خانوں کی باتیں کرتے ہیں' آپ انڈسٹری کی باتیں کرتے ہیں اور یہاں energy crisis کا یہ عالم ہے کہ یہاں پر لوگوں کو بنیادی ضروریات زندگی بھی نہیں مل رہی۔ جناب والا یہاں پر تو لوگ پینے کے پانی کو ترس گئے ہیں۔

میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ ایک انتہائی اہم اور سنگین مسئلہ ہے رات مجھے بہت ہنسی بھی آئی ہے واسا کے کچھ دوست پانی کا ایک ٹینکر بھرا ہوا میرے گھر لے آئے کہ میاں صاحب کہاں پانی چاہئے' میں پریشان ہوگیا کہ میرے گھر یا دو چار اور گھروں میں ٹینکر کے ذریعے تو پانی فراہم کیا جاسکتا ہے لیکن میں اپنی ذات کی بات نہیں کررہا' میں تو ان لاکھوں لوگوں کی بات کر رہا ہوں کہ جن کا تعلق privileged class سے نہیں ہے جو عوام ہیں جو ہمارے ووٹر ہیں اور جو اس ملک پاکستان کے شہری ہیں اور جو زندہ دلان لاہور ہیں میں ان کی بات کر رہا ہوں تو میں نے ہنس کر واسا کے ڈائریکٹر آپریشن سے کہا کہ جناب اتنے بڑے ٹینکر کی ضرورت نہیں تھی چلو بھر پانی آپ لے آتے بس میں میں ڈوب مرتا کیوں کہ آج میں اپنے حلقے کے عوام کو لاکھوں عوام کو اپنا منہ شکل دکھانے کے قابل نہیں ہوں۔

جناب والا! میں پانی کی بات ہی نہیں بلکہ بجلی کی بات بھی کرنا چاہتاہوں ہم بجلی کا بل دیتے ہیں ہم پانی کا بل دیتے ہیں اور پچھلے ایک ڈیڑھ برس کے اندر ان کے بلوں میں کے چار جز میں تقریباً" سو فیصد 100% اضافہ ہو چکا ہے اب حال یہ ہے کہ دوپہر کو جب اے سی لگاتے ہیں پنکھا لگاتے ہیں تو پانچ

منٹ ے بعد ہی بجلی کی دو لٹج کم ہو جاتی ہے اور وہ ٹرپ کر جاتا اس طرح بچے اٹھ جاتے ہیں بوڑھے اٹھ جاتے ہیں اور بچے بلکتے ہیں پوری پوری رات بھی ہمیں نیند نہیں آتی' بچوں کا گھروں کے اندر حال دیکھئے جو ان توسہہ سکتا ہے بزرگوں کا جاکر حال دیکھئے کہ لاہور شہر کے اندر وہ کسم پرسی کی حالت میں رہ رہے ہیں اور وہ کس اذیت میں مبتلا ہیں۔

جناب والا! اس موقعے پر آپ کے توسط سے میں جناب دریشک صاحب سے گزارش کروں گا کہ شائد ایک دو دن میں ٹھیک ہونے والی نہیں ہے اس ساری مخصوص صورت حال کو مدنظر رکھتے ہوئے اس شہر لاہور کو آفت زدہ علاقہ قرار دیا جائے جناب پچھلے آٹھ دس دن سے معمول کی زندگی مفلوج ہوگئی ہے۔ اس کو حکومت آفت زدہ علاقہ قرار دے۔ اور اس کے بعد جب تک یہ پانی کا مسئلہ حل نہیں ہو جاتا۔ جب تک شہریوں کو پینے کے لئے غسل کے لئے' نہانے کے لئے' ضروریات زندگی کے لئے پانی نہیں مل جاتا اس وقت تک کے لئے واسا کے جو پانی کے چار جز ہیں' ان بلوں کو معاف کیا جائے کوئی ضرورت نہیں ہے ہمیں ان افسروں کو تنخواہیں دینے کی اور پانی کا بل ادا کرنے کی جب کہ ہمارے بچے اور بوڑھے پانی کی بوند بوند کو ترس رہے ہیں جناب والا اس کے ساتھ ہی میں اپنی بات کو ختم کرتے ہوئے یہ گزارش کروں گا کہ یہ ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے اور محض طفلی تسلیوں سے یہ مسئلہ حل ہونے والا نہیں ہے۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہو کہ آئندہ دو چار دن کے اندر اگر پانی کا یہ مسئلہ حل نہ ہوا تو ہزاروں نہیں لاہور کے یہ لاکھوں لوگ جو آج بالیٹاں اور گھڑے پکڑ کے پریشان حال ہیں اور وہ دربدر کی ٹھوکریں کھاتے پھر رہے ہیں' وہ گورنر ہاؤس جائیں گے' وزیر اعلیٰ کے گھر جائیں گے' جی او آر جائیں گے' واسا کے جو مقتدر حضرات ہیں اور متعلقہ لوگ ہیں ان کے گھروں تک پہنچیں گے اور پھر سپیکر صاحب عوام کے غیض و غضب کا آپ کوئی اندازہ نہیں کرسکیں گے۔ اس لئے اس مسئلے کو فوری طور پر حل کرنے کے لئے حکومت کو چاہئے کہ وہ کسی crash پروگرام کا اعلان کرے تاکہ آئندہ آٹھ دس پندرہ دن کے اندر اس مسئلے کو حل کر لیا جائے جہاں ہم کروڑوں اور اربوں روپے کی بات کرتے ہیں اس شہر لاہور کو پانی کی فراہمی کے لئے ایک بڑا اور گرینڈ پروگرام بناکر اس مسئلے کو فوری طور پر حل کروایا جائے۔

شکریہ جناب والا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اور کوئی صاحب اس پر بولنا چاہیں گے؟ جی فرمائیے۔

بیگم فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میں صرف اتنا کہوں گی کہ جو ملک کے وسائل ہیں ان پر میری بھی

کچھ نہ کچھ نظر ہے - اور میں یہ بھی سمجھتی ہوں کہ طوفان آیا اور اس کی وجہ سے یہ سارا نظام درہم برہم ہوگیا - لیکن جہاں بھی انہوں نے پانی یا بجلی کو دوبارہ چالو کیا ہے وہ ایک گھنٹے کے لیے جاری ہوتا ہے اور پھر نظام خراب ہو جاتا ہے۔ پھر اس کو ٹھیک کرتے ہیں جس طرح میری رہائش شاہ جمال میں ہے - وہاں ایک گھنٹہ بجلی آتی ہے پانی آتا ہے پھر رک جاتا ہے اور شاید کاغذات میں فراہمی بحال ہو جاتی ہے - میں سمجھتی ہوں کہ متعلقہ وزیر اس لیے خاموش ہیں کہ بجلی ہوگی تو پانی ملے گا - کم از کم ان کو coordination کرنی چاہیئے۔ میری اطلاع کے مطابق ان کے محکمے کی طرف سے کوئی سخت اقدامات نہیں اٹھائے گئے محکمہ واپڈا کا ڈسٹری بیوشن ڈیپارٹمنٹ ہے ان کے پاس جاکر نہ تو اب تک کسی نے کوئی میٹنگ کی اور نہ کوئی اور بات کی - بے شک بجلی صوبائی ذمہ داری نہیں ہے۔ لیکن کم از کم coordination تو کرسکتے تھے جب کہ یہاں پر تحریک پیش ہوگئی تھی۔ یہاں تک کہ جی۔ او۔ آر میں بھی پانی نہیں وہاں ہمارے افسران رہتے ہیں منسٹرز رہتے ہیں اور وہاں سے حکومت کا پورا یہ صوبائی نظام چلتا ہے کیوں کہ سرکاری افسران اور منسٹرز ڈیوٹی پر ہوتے ہیں - میں سمجھتی ہوں کہ اس بات کو بھی متعلقہ منسٹر کے محکمے نے محسوس نہیں کیا اور ان کا یہاں پر یہ جواب دینا کہ وہ اس پر بحث کے لیے تیار ہیں یہ بہت غلط جواب ہے۔ ہم اس بات پر بحث نہیں کرنا چاہتے تھے بحث چاہتے تو دو دن کا وقت نہ دیتے ہم سمجھتے تھے کہ دو دن میں یہ کچھ نہ کچھ کام کریں گے اور جو کام ہوا ہے وہ بھی ایڈ ہاک بنیادوں پر ہوا ہے میں ان سے درخواست کرتی ہوں کہ اس طریقے سے حکومت کی اور محکمے کی بد نامی کا باعث بننے کے بجائے باہر نکلیں' فوری طور پر متعلقہ لوگوں کے پاس جائیں اور پانی اور بجلی کو بحال کروائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اور کوئی صاحب بولنا چاہیں گے؟ وزیر ہاوسنگ صرف پانی والوں کی نمائندگی کر رہے ہیں یا بجلی کا شعبہ بھی آپ ہی کے پاس ہے؟

وزیر ہاوسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ: جناب والا! فی الحال تو میں صرف پانی والوں کی نمائندگی کرتا ہوں اور وہ میرا محکمہ ہے - اور بجلی والوں کے ساتھ جو ہماری باتیں اور ڈائیلاگ ہوئے ہیں وہ میں آپ کو عرض کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے - جی شاہ صاحب

(اس مرحلے پر جناب ریاض فتیانہ کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے)۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے معزز ایوان کے ارکان کی خدمت میں اور متعلقہ وزیر موصوف کی خدمت میں یہ حقیقت لانا چاہتا ہو کہ یہ ڈویلپمنٹ اتھارٹیز جو ہیں ان کا سٹرکچر تقریباً" ایک ہی ہے - ان کا عملہ بھی ایک ہی ہے ان کا طریقہ کار بھی ایک ہی ہے اور جب یہ واردات کرتے ہیں تو ان کا طریقہ واردات بھی ایک ہی ہوتا ہے پہلے تو میں جناب سپیکر صاحب کو کرسی صدارت پر بیٹھنے کی مبارک باد دیتا ہوں اور پھر اس ضمن میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میاں محمود الرشید صاحب کو بھی شاید یہ علم ہو کہ ہنگامی حالت میں اپنے پمپوں کو چلانے کے لیئے جس سے کہ پانی نکالتے ہیں یا پانی کو اوور ہیڈ ریزروائرز پر چڑھاتے ہیں ان کے پاس بھاری جنریٹرز بجلی کے موجود ہوتے ہیں اور وہ انہوں نے اس مقصد کے لیے رکھے ہوتے ہیں یہ بھی حقیقت ہے کہ چودھری نذیر صاحب پاور کے متعلقہ منسٹر بھی نہیں ہیں۔ لیکن اگر یہ اس علاقے میں رہتے ہوتے تو اس وقت تو کیا، اس رات جب پانی گیا تھا وہاں پر بجلی بھی ٹھیک ہو جاتی اور وہاں پر پانی کے فوارے بھی پھوٹ پڑتے - بلکہ پانی کے چشمے پھوٹ پڑتے - اب بات یہ ہے کہ جہاں نیت ہوتی ہے وہاں کام بھی ہوجاتا ہے اگر نیت نہیں ہو تو وہ کام نہیں ہوتا - یہ بڑی جائز بات ہے اتنے دنوں سے ان علاقوں میں پانی نہیں آیا محمود الرشید صاحب نے یہ مطالبہ کیا ہے کہ ان علاقوں کو "آفت زدہ علاقہ" قرار دیا جائے اور وقتی ریلیف کے لیے واسا کے پاس ایسے instruments ہیں ایسے equipements ہیں' ایسے ٹرالرز ہیں جن سے وہ ایسا بندوبست کرسکتے ہیں کہ جہاں پر پانی کے ذخائر ہیں وہاں سے پانی لے کر ان علاقوں میں جن علاقوں میں ابھی تک پانی کی سپلائی بحال نہیں ہوئی فوری طور پر وہاں پانی فراہم کریں اور اس کی یقین دھانی یہاں وزیر موصوف جو یہاں پر انچارج ہیں وہ کرائیں گے - اور وزیر موصوف اس بارت کو ہنگامی طور پر ہاتھ میں لیں تاکہ جتنی جلد ممکن ہو شہر لاہور کی ان آبادیوں اور ان کے مکینوں کو پانی کی سپلائی کا بندوبست باقاعدہ طور پر ہو۔ عام طور پر ہمارا مشاہدہ ہے اور ہمارے علم میں ہے افسران دفتروں میں بیٹھ کر منصوبہ بندیاں کرتے ہیں - آج کل گرمی کا موسم ہے باہر نکلتے ہیں تو انہیں لو لگتی ہے تو میری جناب کی وساطت سے جناب وزیر موصوف سے یہ بھی گزارش ہے کہ ان افسروں کو ان فیلڈز میں ان علاقوں میں موقع پر بھجوائیے تاکہ وہ دیکھ کر آئیں کہ معاملہ کب ٹھیک ہوگا کس طریقے سے ٹھیک ہوگا کس قسم کے وسائل کس قسم کی چیزوں کی ضرورت ہے اور اگر وقتی طور پر کہیں ادھر ادھر سے کیبل لائنز ٹیوب ویلوں کو چلوانے کے لیے تھوڑے وقت کے لیے بجلی کو لانا پڑتا ہے تو وہ بھی لانی چاہیئے تاکہ لوگوں کا جائز مسئلہ جلد از جلد حل ہو جائے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہو کہ میرا بھی تعلق کسی نہ کسی حوالے سے اس شہر سے ہے اور میں اس شہر کی تاریخ سے بھی واقف ہوں۔ میں اہالیان لاہور کو اس صبر و شکر پر مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ وہ اتنے دنوں سے پانی کے بغیر گزارا کر رہے ہیں۔ میں محکمہ ہذا کے اہلکاران کو متنبہ کرتا ہوں کے اس شہر کی یہ تاریخ ہے کہ اگر ان کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوگیا' اگر یہ طوفان اٹھ کے سڑکوں پر آگیا تو یہ اس محکمے کے علاوہ بہت ساری چیزوں کو خس و خاشاک کی طرح بہا کر لے جائیگا۔ یہ ہماری بیورو کریسی کا پرانا طریق کار ہے کہ جب بھی کوئی اہم مسئلہ پیش ہوتا ہے تو اعداد و شمار کے گورکھ دھندوں میں الجھانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے ان سے گزارش کرتا ہوں کہ اس مسئلے کو فوری طور پر انسانی بنیادوں پر حل کروایا جائے اور میں محمود الرشید صاحب کی اس بات کی حمایت کرتا ہوں کہ اس علاقے کو "آفت زدہ" قرار دے کر ہنگامی طور پر یہاں کام کیا جائے شکریہ۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! میں میاں محمود الرشید صاحب کی تحریک التوائے کی حمایت کرتاہوں اور یہ عرض کرنا چاہتاہوں کہ تکنیکی اعتبار سے جب یہ تحریک منظور کرلی گئی ہے اور وزیر قانون نے اس کو ایوان میں پیش کرنے اس پر بحث کرنے اور اس کی ہنگامی اور فوری نوعیت اور ضرورت کا احساس کرتے ہوئے اس کو ایوان میں پیش کرنے کا موقع عنایت کیا تو اب صرف چودھری نذیر احمد رہ گئے ہیں۔ مجبوری یہ ہے کہ متعلقہ وزرا صاحبان کو اکثر اوقات اس قسم کی تحاریک میں اپنے محکمے کا دفاع کرنا پڑتا ہے۔ یہاں میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ہمارے نوجوان وزیر چودھری نذیر صاحب جو یہاں پر موجود ہیں وہ واسا اور پانی کے حوالے سے بات کریں گے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ اگر بجلی چلی گئی تو یہ کہیں گے کہ پانی شہریوں کو نہیں مل سکا۔ اگر محمود الرشید کے گھر کوئی ایک ٹینکر پانی لے کر آکھڑا ہوا کہ آپ ایم پی اے ہیں تو آپ کو یا آپ کے پڑوسیوں کو ہم پانی مہیا کردیتے ہیں تو بات وہی فاضل ممبر طاہر شاہ صاحب والی ہوئی کہ اگر فاضل وزیر صاحب اس محلے میں رہتے ہوتے یا لاہور کی ایسی آبادی میں رہتے ہوتے جہاں پر انہیں پانی کی ضرورت ہوتی تو ایک کیا دس ٹینکر ان کے گھر کے سامنے پانی لے کر آجاتے۔ اس لیے وزراء صاحبان کو اس بات کا احساس نہیں ہوسکتا کہ غریب لوگ کس طرح گزارا کر رہے ہیں۔ لاہور شہر کے غریب چار دنوں سے پانی کی ایک ایک بوند کو ترس رہے ہیں اور وہ بجلی کے لیے ترس رہے ہیں تو ان کا گزارا کس طرح ہورہا ہے۔

جناب والا! جواب میں کہا گیا ہے کہ بجلی کا نظام معطل ہو گیا - اس لئے ہم پانی فراہم نہیں کر سکے لیکن جناب سپیکر یہ واسا والے جو بل وصول کرتے ہیں ان کے جو ٹیکسز عوام ادا کرتی ہے اور جس طریقے سے ان کے بل ادا کرنے کے لئے چار چار اور پانچ پانچ دن لوگ جا کر بینک کے سامنے گھنٹوں کھڑے ہو کر وہ بل ادا کرتے ہیں - جناب سپیکر یہ لوگ اتنی تکلیف اٹھاتے ہیں اگر بجلی کا نظام معطل ہو گیا تو اس کو بحال کرنا بھی حکومت کی ذمہ داری ہے پانی کا نظام اگر معطل ہو گیا اس کو بحال کرنا بھی حکومت کی ذمہ داری ہے وزیر موصوف یہ بات کہیں کہ بجلی کی وجہ سے ہم پانی کا نظام بحال نہیں کر سکے تو مناسب نہیں جناب سپیکر! جب یہ بل وصول کرتے ہیں - جب یہ ٹیکسز وصول کرتے ہیں تو یہ ڈیزل انجن کا بندوبست کیوں نہیں کر سکے جس سے ٹربائین چلیں اور اس قسم کی جب ہنگامی نوعیت ہو تو عوام کو پانی مل سکے یہ تو کوئی بات نہیں کہ لاہور کی اتنی بڑی کارپوریشن ہو کہ اسے بلدیہ عظمیٰ کا نام دے دیا جائے اور اتنی بڑی وزارت کہ جس کے پاس اپنے بجٹ میں کروڑوں روپے ہوں جیسا کہ آج ہم نے جناب وزیر خزانہ صاحب کی تقریر سنی کہ کروڑوں روپے کا بجٹ اس وزارت کے پاس ہے لیکن اس لاہور کو جو پنجاب کا دل ہے جو اس صوبے کا سب سے بڑا شہر ہے اس سب سے بڑے شہر کے عوام کو جب ہنگامی حالات میں پانی پینے کے لئے نہیں مل سکتا تو ان دور دراز کے دیہات میں جن میں بجلی نہیں ہے ہے جن میں پانی نہیں ہے یہ وزارت کے اہلکار ان دیہاں میں پانی یا بجلی پہنچانے کی ضرورت کا احساس کس طرح کریں گے۔ وہ شہر جس میں پوری دیہات بستی ہے جس میں پوری وزارت کے اہلکار بستے ہیں اس میں چار دنوں یا چھ دنوں تک پانی اور بجلی میسر وزارت نہ آئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کیسی ہی کوئی قیامت ٹوٹ پڑے چار یا چھ گھنٹوں کے اندر انہیں اس شہر کے اندر بجلی اور پانی کا نظام بحال کرنا چاہیئے یہ اس وزارت کی ذمہ داری ہے۔ اور یقیناً" وزیر برقیات کو بھی اس تحریک کے جواب کے لئے ایوان میں موجود ہونا چاہیئے تھا - جناب سپیکر - شکریہ ۔

جناب چیئرمین: جناب ارشاد حسین سیٹھی ____

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کے سامنے اس بارے میں اظہار خیال کرنا چاہتا ہوں جس طرح کہ یہ تحریک پیش کی گئی اور اس پر معزز اراکین نے اپنی رائے دی جناب سپیکر! اس بات کا اندازہ کیا جانا چاہیے کہ یہ جو بنیادی سہولیات عوام کو فراہم کی جا رہی ہیں اگر ان کو میسر نہ ہوں اور کیا کوئی آدمی کوئی ذمہ داری کوئی وزیر اس بارے میں یہ

کہہ سکتا ہے کہ وہ ان لوگوں کو بھیجا جانے والا بل بجلی کا اور پانی کا جب خود اس چیز کو تسلیم بھی کر لیا جائے کہ یہ اس گھرانے کی ضرورتوں کو پورا نہیں کرتا تو کہیں بھی اور کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ یہ کہہ دیا ہو کہ اس ماہ ان لوگوں کو بجلی اور پانی کا بل نہیں بھیجا جائے گا جناب سپیکر یہ بات درست ہے کہ اس میں کئی محکمے شامل involve ہیں' پانی اور بجلی کا چولی دامن کا ساتھ ہے ٹیوب ویلوں کی بندش بجلی کی وجہ سے ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! میں جس حلقے میں رہتا ہوں اس کو شمالی لاہور کا نام دیا جاتا ہے۔ اور شائد محترم وزیر نے وہ حلقہ دیکھا بھی نہ ہو۔ آپ یقین کیجئے کہ یہ تحریک التواء اگر یہاں اس معزز ایوان میں نہ آتی تو شائد مجھے اپنے حلقے کے بارے میں بات کرنے کا موقع نہ ملتا۔ مگر میں آپ کو یہ بات یقین سے کہہ رہا ہوں کہ میرے علاقے کی بہت سی آبادیاں مثلاً جن کو چراغ پارک غلام حسین پارک چودھری پارک اور عامر روڈ تاج غازی پارک کا نام دیا جاتا ہے یہ وہ آبادیاں ہیں کہ جہاں کے مکین باوجود پانی کا بل ادا کرنے کے اس گرمی کے موسم میں بھی خاطر خواہ پانی میسر نہ آنے سے پریشانی کا شکار ہیں اس بارے میں جب محکمہ سے بات کی جاتی ہے تو وہ مزید ٹیوب ویلوں کے لئے ہمیشہ یہ سفارش کرتا ہے کہ آبادیوں میں مزید ٹیوب ویل چاہیں۔ اور ظاہر ہے کہ گورنمنٹ ان کو رقم مہیا کرے گی تو ٹیوب ویل لگیں گے مگر میں اس ایوان میں یہ بات ضرور کہنا چاہتا ہوں کیونکہ میرے لئے اس سے بڑا اور ایوارڈ نہیں ہے کہ یہاں اگر میں اپنی بات کو کرونگا تو اس کا مداوا بھی اسی ایوان سے حاصل کرونگا جناب سپیکر ابھی تھوڑی دیر پیشتر بڑے بلند بانگ دعوؤں سے اس معزز ایوان میں باتیں کی جارہی تھیں بہت کچھ سنا گیا۔ بہت کچھ کہا گیا۔ تعریف و توصیف کی گئی تنقید کی گئی۔ اور سب کچھ اس معزز ایوان نے اپنے کانوں سے سنا اور آنکھوں سے دیکھا۔ مگر میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس انداز سے اس معاملہ میں میں نے کل بھی اپنی تقریر میں یہ بات کی تھی کہ میرے علاقے میں آج بھی آپ چلیں تو میں آپ کو ایک نہیں کئی گلیاں ایسی دکھا سکتا ہوں کہ جہاں ابھی تک لوگوں کو پینے کے لئے واٹر سپلائی لائن تک مہیا نہیں کی گئی اور میں شہر لاہور میں بستا ہوں۔ میں شہر لاہور میں رہتا ہوں۔ جناب والا۔ یہ لاہور' اس اسمبلی ہال کے اِس طرف صرف لاہور ہے شائد اُس کو لاہور نہیں گنا جاتا معزز دوستوں کو کل بھی میں نے یہ کہا تھا کہ میں دعوت دیتا ہوں تمام ممبران کو کہ وہ خود جاکر دیکھیں تب ان کو اندازہ ہوگا کہ واقعی پانی اور بجلی کی سہولتیں اگر دور دراز دیہاتوں اور شہروں میں میسر نہیں ہیں تو اس چراغ تلے اندھیرے میں یہاں لاہور کے شہری بھی رہتے ہیں۔ جناب سپیکر! اس معاملے میں میری گزارش یہ کہ

اس کا تدارک مناسب انداز میں کیا جانا چاہیئے۔ ضروری نہیں کہ آفت زدہ علاقہ دیکر تدارک کیا جائے مگر میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ان لوگوں کا شہر ہے جنہوں نے آج انتہائی عزم کے ساتھ اس ملک کی قیادت سنبھالی ہے جنہوں نے پرانی روایات کو بدلنے کا عزم کیا ہے جنہوں نے خود کو اس انداز سے پیش کیا ہے کہ ان کے ہاتھ گندگیوں سے آلودہ نہیں ہیں۔ ہم صاف دامن لیکر آئے ہیں ہمارے اس سفید دامن پر کوئی کالا دھبا نہیں ہے میں اس ایوان کی وساطت سے ان سے یہ گزارش کرونگا کہ لاہور کے صرف حلقہ 95 اور 96کو مد نظر نہ رکھیں' لاہور کے بہت سے شہری آپ کی نظر کرم کے محتاج ہیں۔ اور انہوں نے آپ کو اپنے سر آنکھوں پر بیٹھا کر آج اس شہر سے پنجاب کے ایوان میں اور پھر پنجاب کے ایوان سے آج اس ملک کے اقتدار میں بٹھایا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ یہ وقت ہے ان چیزوں پر عملدر آمد کرنے کا اور مجھے امید ہے کہ معزز وزراء اس بات کا نوٹس لینگے کہ لاہور شہر کے ساتھ اس انداز سے سلوک مناسب نہیں ہے جس طرح یہ پانی اور بجلی کا مسئلہ جو آج یہاں پیدا ہوا ہے اسی طرح اور کئی مسائل بھی ہیں لیکن میں اس تحریک کو سامنے رکھتے ہوئے ان پر بات نہیں کرنا چاہتا کیونکہ وہ غیر متعلقہ Irrelevant ہو جائے گی۔ اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ جناب سپیکر! اس کا سنجیدگی سے نوٹس لیا جانا چاہیے اوراس کے حل کے لئے انتہائی بہتر اور جلد از جلد تدابیر کرنی چاہیں تاکہ لاہور کے عوام جن حالات سے دور چار ہیں ان سے چھٹکارا حاصل کرسکیں۔ شکریہ جناب سپیکر!

جناب چیئرمین: اب بقایا بیس منٹ رہ گئے ہیں تو میں معزز وزیر صاحب سے کہوں گا کہ وہ اپنا موقف بیان فرمائیں۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب والا پہلے تو مجھے اجازت دیجئے کہ میں کچھ لکھا ہوا اس ایوان کے سامنے پیش کرسکوں۔ اور اس کے بعد میں زبانی طور پر جو کچھ عرض کرنا چاہونگا وہ میں کرونگا۔

میاں محمود الرشید: جناب چیئرمین۔ لکھی ہوئی تقریر اس ایوان میں نہیں پڑھی جاسکتی۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا اس بارے میں کچھ facts and figures اعداد و شمار ہیں جو یقیناً" مجھے پڑھ کر بتانا پڑیں گے اور یہ فاضل ممبر کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ میں جناب سپیکر کی اجازت سے اور اس ایوان کی اجازت سے اعداد و شمار fact and figures کو پڑھ کر بیان

کر سکتا ہوں۔

جناب چیئرمین: اگر اعداد و شمار facts and figures کی حد تک بات ہے تو آپ اسے پڑھیئے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا! یہ ایک صفحہ ہے جو میں پڑھ کر بتاؤں گا اور یہ کچھ تفاصیل میرے پاس ہیں۔

جناب والا! واسا لاہور کے شہریوں کی 30 لاکھ آبادی کو روزانہ 25 کروڑ گیلن سے زیادہ پانی سپلائی کر رہا ہے جو 3 لاکھ 13 ہزار 767 کنکشنوں کے ذریعے دیا جارہا ہے۔ پانی کا ایک کنکشن زیادہ سے زیادہ دس افراد کے لئے ہے یوں تقریباً" 80 گیلن فی کس پانی کی سپلائی روزانہ کی جاتی ہے۔ پانی کی یہ مقدار پاکستان اور جنوبی ایشیاء کے اکثر بڑے شہروں سے کافی زیادہ ہے واسا کے علاوہ لاہور کی دیگر آبادیوں مثلاً" ماڈل ٹاؤن ٹاؤن شپ' گرین ٹاؤن وفاقی کالونی وحدت کالونی' پوسٹل کالونی سنٹرل گورنمنٹ کالونی اور ریلوے کالونی وغیرہ میں واٹر سپلائی کا اپنا انتظام ہے واسا 201 ٹیوب ویلوں سے پانی سپلائی کرتا ہے ان میں سے دس ٹیوب ویل سوئی گیس سے چلے ہیں اور باقی ٹیوب ویلوں کا انحصار بجلی پر ہے بجلی کے وولٹیج میں جب بھی کمی بیشی ہوتی ہے اس سے اکثر اوقات ٹیوب ویلوں کی موٹریں جل جاتی ہیں اور یہ ٹیوب ویل بند ہوجاتے ہیں بجلی کی کمی بیشی کے سلسلے میں واپڈا حکام کو بار ہا مطلع کیا گیا ہے انہیں ٹیلیگرام دیئے گئے لیکن اس کے باوجود گزشتہ چار روز سے بجلی کے وولٹیج میں مسلسل کمی رہی ہے جس کی وجہ سے واسا کے اکثر ٹیوب ویل آبادیوں کے بیشتر حصوں میں بند رہے ہیں مختلف علاقوں کی تفصیل منسلک ہے جو جناب والا - میں بعد میں بیان کرونگا واسا اب دن رات ٹیوب ویل چلا رہا ہے تاکہ شہریوں کو جب بھی موقع ملے ضرورت کے لیے پانی کا ذخیرہ کرلیں اور پانی کی فراہمی کے علاوہ واسا کے ڈسپوزل سٹیشن بھی بجلی کے مرہون منت ہیں یوں واسا کا فراہمی آب و نکاس کا پورا نظام بجلی پر انحصار رکھتا ہے اگر بجلی کی سپلائی بہتر ہو جائے تو شہریوں کو پانی کی سپلائی مسلسل دی جاسکتی ہے اور پانی کی سپلائی میں کمی دور کی جاسکتی ہے۔

جناب والا! اگر آپ اجازت دیں تو میں یہ بھی پڑھ کر بتا دوں کہ کون کون سے علاقوں میں کتنے ٹیوب ویل ہیں اور وہ ٹیوب ویل کتنے گھنٹے بند رہے۔ جناب والا! یہ تفصیل میرے پاس مورخہ 9 جون 1991ء کی ہے اس میں علاقے کا نام' کل ٹیوب ویل بند ہونے والے ٹیوب ویل اور جتنے گھنٹے ٹیوب ویل بند رہے اس بارے میں تفصیل ہے۔ مغلپورہ کے علاقے میں ہمارے کل 16 ٹیوب ویل ہیں ان

میں سے 14 ٹیوب ویل بند رہے اور دو سے چھ گھنٹے تک بجلی نہ ہونے کی وجہ سے بند رہے باغبانپورہ میں ہمارے چودہ ٹیوب ویل ہیں جن میں سے آٹھ ٹیوب ویل بند رہے اور یہ دو سے دس گھنٹے تک بند رہے مصری شاہ کے علاقے میں ہمارے تیرہ ٹیوب ویل ہیں اور یہ تیرہ کے تیرہ دو سے پانچ گھنٹے تک بند رہے داتا نگر میں ہمارے چار ٹیوب ویل ہیں ان میں سے ہمارے تین ٹیوب ویل دو سے پانچ گھنٹے تک کے لیے بند رہے شاہدرہ میں ہمارے چھ ٹیوب ویل ہیں چھ میں سے چار ٹیوب ویل دو سے چھ گھنٹے تک کے لئے بند رہے راوی روڈ پر ہمارے 16 ٹیوب ویل ہیں یہ سولہ کے سولہ اچھی حالت میں چلتے رہے اندرون شہر میں ہمارے تیرہ ٹیوب ویل ہیں تیرہ میں سے سات ٹیوب ویل پانچ سے سات گھنٹے تک کے لے بند رہے شملہ پل میں دس ٹیوب ویل ہیں ان میں سے دو سے پانچ گھنٹے تک کے لئے بند رہے رہے۔ انار کلی میں ہمارے سات ٹیوب ویل ہیں ان میں سے ایک ٹیوب ویل دو گھنٹے تک کے لئے بند رہا مصطفےٰ آباد میں ہمارے نو ٹیوب ویل ہیں اور نو میں سے تین ٹیوب ویل دو سے چھ گھنٹے تک کے لئے بند رہے گلبرگ میں ہمارے سولہ ٹیوب ویل ہیں جن میں سے تین ٹیوب ویل ایک گھنٹے کے لیے بند رہے۔ اچھرہ میں ہمارے پندرہ ٹیوب ویل ہیں ان پندرہ میں چودہ ٹیوب ویل دو سے پانچ گھنٹے تک کے لئے بند رہے۔ گارڈن ٹاؤن میں ہمارے چودہ ٹیوب ویل ہیں ان میں سے بارہ ٹیوب ویل دو سے چھ گھنٹے تک کے لئے بند رہے۔ اقبال ٹاؤن میں ہمارے آٹھ ٹیوب ویل ہیں ان میں سے چار ٹیوب ویل دو سے چھ گھنٹے تک کے لئے بند رہے سمن آباد میں ہمارے سولہ ٹیوب ویل ہیں اور یہ سولہ کے سولہ دو سے چھ گھنٹے تک کے لئے بند رہے۔ مزنگ میں ہمارے گیارہ ٹیوب ویل ہیں ان میں نو ٹیوب ویل دو سے چھ گھنٹے تک کے لئے بند رہے ہیں۔ کرشن نگر میں ہمارے تیرہ ٹیوب ویل ہیں ان میں سے بارہ ٹیوب ویل دو سے پانچ گھنٹے تک کے لئے بند رہے۔ اور اس طرح مورخہ 9 جون کو ہمارے 201 ٹیوب ویلوں میں سے 128 ٹیوب ویل بند رہے اس طرح یہ لمبی تفصیل دس جون کی بھی ہے اور میں کل تعداد بتا دیتا ہوں کہ دس تاریخ کو ہمارے 201 میں سے 132 ٹیوب ویل مختلف وقفوں کے لئے بند رہے۔ گیارہ تاریخ کو 201 میں سے 182 ٹیوب ویل بند رہے اور بارہ تاریخ کو ہمارے 201 ٹیوب ویل میں سے 121 ٹیوب ویل بند رہے۔ جناب والا! یہ اعداد و شمار اراکین کی اطلاع کے لئے ایوان کی میز پر رکھتا ہوں لیکن اس کے ساتھ ہی میں فاضل ممبران کی اطلاع کے لئے یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ ایک انسانی مسئلہ ہے جس شہر میں فاضل ممبران بستے ہیں اس میں ہم بھی بستے ہیں اس میں پوری حکومت بستی ہے پورے وزراء رہتے ہیں اور غریب امیر بھی رہتے ہیں میری اس بات پر میری بہن

فوزیہ بہرام نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ جواب غلط ہے اور بحث کے لئے تیار ہیں تو میں آپ کی وساطت سے ان ہی سے اس کا حل پوچھتا ہوں کہ اگر ہم بحث نہیں کریں گے اور اس مسئلے کو یہاں کھنگالیں گے نہیں تو اس کا حل کس طرح سے نکلے گا۔اور اس کا کیا حل ہمارے سامنے آئیگا فاضل ارکان نے یہ بھی کہا کہ وزیر صاحب کو تو ہمارے حلقوں کا ہی پتہ نہیں اور یہ کبھی ادھر گئے ہی نہیں ہونگے تو جناب والا! میں عرض کرتاہوں کہ یقیناً" میں لاہور شہر کا رہنے والا نہیں ہوں اور مجھے واقعی کئی حلقوں کا پتہ نہیں ہوگا لیکن انسانی ہمدردی کے تحت ہمیں احساس ہے۔ واسا جو ہمارے محکمے کا ایک حصہ ہے وہ دن رات اس پر لگا ہوا ہے واپڈا کے حکام کے ساتھ بارہا ملاقاتیں کی گئیں انہیں ٹیلیفون کئے گئے ٹیلیگرام دی گئیں لیکن انہوں نے اسی معذرت کا اظہار کیا ہے کہ ان کے پاس جتنے بھی ذرائع ہیں یہ ان کے مطابق لگے ہوئے ہیں دن رات کام جاری ہے اور یہ واسا کا پورا نظام بحال کر دیں گے۔

جناب سپیکر! پچھلے دنوں غالباً" گیارہ تاریخ کو تو آندھی آگئی تھی جس کی وجہ ہماری بجلی کی بیشتر لائنیں ٹوٹ گئیں تاریں کٹ گئیں درخت گر گئے اور اس طوفان کی وجہ سے پانی اور بجلی وغیرہ بند ہوگئے لیکن میں اس سے پہلے تو تاریخ کے بارے میں عرض کرونگا کہ بجلی کے وولٹیج اتنے کم تھے کہ اس کی وجہ سے ہمارے ٹیوب ویل نہ چل سکے تھے۔ کم وولٹیج پر جب ٹیوب ویل چلائیں گے تو یقیناً" ان کی موٹریں جل جائیں گی جب موٹریں جل جائیں گی تو پھر یہ ایک دن میں نہیں دو دن میں نہیں بلکہ زیادہ دنوں میں یہ ٹھیک ہونگی۔

جناب والا! اس کے علاوہ ہمارے ممبران نے بہت سی باتیں کی ہیں تو میں انکی خدمت میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرتا ہوں کہ واسا یا ہمارا کوئی بھی افسر یہ نہیں چاہتا کہ ان کی بدنامی ہو اور وہ کام نہ کریں اور موقع پر جاکر کام نہ دیکھیں تو ہمارے یہ اہلکار دن رات اس کام میں کوشاں ہیں کہ وہ پورے شہر کے پانی کا نظام بحال کرسکیں جی۔ او آر جسے آپ لاہور کا بہترین علاقہ کہہ سکتے ہیں یہاں بھی بجلی 24 گھنٹے بند رہی۔ اور چوبیس گھنٹے پانی بھی بند رہا اور دوسرے بہت سے علاقوں میں تقریباً" دو ' چار دن سے پانی کی کمی ہے بلکہ بعض جگہوں پر تو پانی بالکل نہیں مل رہا اوراس کے لئے ہم پریشان ہیں اور ہم کوشش کر رہے ہیں جناب والا! جہاں دو' تین محکمے شامل ہو جاتے ہیں ہماری کوشش تو یہی ہوتی ہے کہ ہم ان کو اپنے ساتھ ملائیں اور اپنا کام چلائیں لیکن واپڈا والوں کے بھی اپنے ذرائع ہیں اور ہمارے بھی اپنے ذرائع ہیں لیکن جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ ہمارے دس ٹیوب ویل سوئی گیس سے چلتے ہیں اور ان پر اچھا خاصا خرچ آتا ہے۔ ہمارے پاس حتیٰ کہ ہماری حکومت کے

پاس اتنے وسائل نہیں ہیں کہ ہم ٹیوب ویل کے لئے جنریٹر مہیا کر سکیں ایک جنریٹر کی مالیت تقریباً" 22 لاکھ روپے بنتی ہے لہٰذا ہم ان سب کے لئے جنریٹر مہیا نہیں کر سکتے ہاں اللہ کرے کہ ہمارے پاس اتنے پیسے آئیں اور ہم اس قابل ہو جائیں کہ ہر ٹیوب ویل کے لئے جنریٹر مہیا کر دیئے جائیں لیکن فی الحال ہم مالی طور پر ایسا کرنے کے قابل نہیں ہیں بلکہ میں تو فاضل ممبران کی اطلاع کے لئے یہ بھی عرض کرونگا کہ اگر ہمیں کسی بڑے شہر کو سیوریج مہیا کرنا ہوتا ہے تو ہمیں ورلڈ بنک سے امداد لینی پڑتی ہے ہمیں کسی دوسرے ملک سے قرضہ لینا پڑتا ہے کبھی ہم کویت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ ہمیں پیسے دے تاکہ ہم اپنے لوگوں کو یہ سہولت دے سکیں۔ لیکن جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ حکومت اپنے شہریوں پر کوئی احسان نہیں کرتی یہ تو حکومت کا فرض ہے کہ وہ پانی مہیا کرے' بجلی مہیا کرے اور زندگی کی دوسری ضرورتیں ہیں وہ مہیا کریں لیکن جناب والا! ہمیں یہ بھی دیکھنا ہے کہ ہمارے وسائل کتنے ہیں اور ہم لوگوں کو کتنا دے سکتے ہیں۔ ہم تب ہی اس قابل ہو سکتے ہیں کہ ہم اپنے لوگوں کو یہ سہولتیں مہیا کریں اگر ہمارے پاس وسائل ہوں۔ تو جناب والا میں آپ کی وساطت سے اس ایوان کو اور پورے لاہور کو یقین دلاتا ہوں کہ ہمارا کوئی افسر اور کوئی اہلکار اس بارے میں اپنی نااہلی کا ثبوت نہیں دیگا اور جس حد تک ممکن ہو سکتا ہے ہم اس تگ و دو میں ہیں کہ ہم پانی کے پورے کے پورے نظام کو بحال کر سکیں ان ہی گزارشات کے ساتھ میں آپ کے توسل سے فاضل ممبران سے گزارش کرونگا کہ ہمارے محکمے کو کام کرنے دیں اور انشاء اللہ میں یقین دلاتا ہوں کہ ہم جلد اس میں کامیاب ہو جائیں کہ پورے شہر کو پانی مہیا کیا جاسکے اور اس نظام کو بحال کیا جاسکے۔

وزیر قانون: جناب والا! اس موضوع پر کافی تفصیل سے بات ہو چکی ہے یہ انتہائی حساس اور اہم مسئلہ ہے جس کا تعلق لاہور کے مختلف علاقوں میں پانی کی سپلائی بند ہو جانے سے ہے تو جناب والا میری گزارش یہ ہے کہ اس پر بحث بھی ہو گئی اور جناب منسٹر ہاؤسنگ نے بھی اپنا نقطہ نظر پیش کر دیا ہے۔ ہمارے معزز اراکین نے بھی اپنی رائے کا اظہار کر دیا ہے تو میں یہاں تقریروں کے دوران جس نتیجے پر پہنچا ہوں وہ یہ ہے کہ یہ مسئلہ اکیلا واسا کا نہیں ہے۔ اس میں زیادہ اہم رول واپڈا کا ہے اگر یہ ہاؤس پسند کرے تو میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ منسٹر ار یگیشن، منسٹر ہاؤسنگ اور اس تحریک التوائے کار کے محرک جو ہیں ان صاحبان کی ہم ایک کمیٹی بنا دیتے ہیں جس کے کنوینر منسٹر ایریگیشن اینڈ پاور ہو جائیں متعلقہ محکموں کے افسران اور واپڈا والوں کے بھی جو متعلقہ افسران ہیں ان کو بھی بلا لیں گے واسا کا محکمہ جناب چودھری نذیر صاحب کا ہے اور محرک جو ہیں یہ بھی اس میں شامل ہو

جائیں گے - اس مسئلے کی جو عملی مشکلات ہیں انہیں ان کا بھی پتہ ہوگا اور محکمہ جان بوجھ کر اگر کوئی کوتاہی کر رہا ہے تو یہ س کو بھی دیکھ سکیں گے - تو اس طرح سے اس مسئلے کا عملی حل نکالنے کے لیے اگر آپ پسند کریں تو ہم ایسی ایک کمیٹی بنا لیتے ہیں اور پھر یہ ہمارے سیشن کے دوران اس کی جو پروگریس ہے پیش کرے بلکہ اب ہمارا بجٹ سیشن 19-20 تک ختم ہو گا تو ہم توقع کریں گے کہ اس سے پہلے ہی یہ کمیٹی اس کا کوئی عملی حل نکال کر لاہور کے شہریوں کو جو اس عذاب اور پریشانی سے دو چار ہیں اس سے نجات دلانے کے لئے ہمیں اس ہاؤس میں خوشخبری سنائیں گے شکریہ۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر! وزیر قانون و پارلیمانی امور نے یہ بات کی ہے کہ جو کمیٹی بن رہی ہے وہ اس چیز کی چھان بین کرے کہ کہاں کوتاہی ہو رہی ہے۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ کوتاہی کم ہوتی ہے - ہمارے اس نظام کا طریقہ کار اتنا سست ہے کہ ایک کام کو کرتے کرتے مہینوں لگ جاتے ہیں - میرے علاقے کی چھوٹی سی مثال ہے ہمارے بہاولپور کا ایک علاقہ مہاجر کالونی ہے وہاں کوئی دو ماہ قبل ٹیوب ویل خراب ہو گیا اس کے آٹھ روز کے بعد وزیر اعلیٰ بہاولپور تشریف لائے تو وہاں کے شہریوں نے یہ مسئلہ رکھا وہاں پریس میں یہ بات آئی اور پریس کے ساتھ محترم وزیراعلیٰ کی اچھی خاصی بدمزگی ہوئی اور محترم وزیر نے وہاں پر موقع پر سختی سے یہ حکم جاری کیا ہے اس ٹیوب ویل کو فوری طور پر درست کیا جائے ان کے حکم کی پاسداری کا یہ عالم ہے کہ ایک مہینہ گزر چکا ہے جب میں پچھلے جمعہ کو وہاں بہاولپور پہنچا اور وہاں جاکر میں نے معلومات کیں تو اس وقت تک ٹیوب ویل درست نہیں ہو پایا تھا اور پانی کے لئے لوگ اس طرح بلک رہے تھے۔

اس طرح ایک اور چھوٹی سی مثال ہے کہ ار یگیشن کے لئے میں نے علاقے کے اندر اپنے ایک دوست زمیندار کے مچھلی فارم کے لئے پانی منظور کروایا مارچ کے مہینے میں وہ منظوری لی اور وہاں کے چیف انجینئر نے اپریل میں پوری قابل عمل رپورٹ بناکر یہاں سیکرٹریٹ کے ار یگیشن آفس میں بھیجی - اب آج 13 جون ہے اس وقت تک یہ رپورٹ وہاں سے واپس نہیں جاسکی کل میں ایک گھنٹہ وہاں پر بیٹھا رہا ہوں لیکن کہ اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ تو اس طریقے کار کو ذرا درست کرنے کی بات کی جائے تب ہی یہ معاملات درست ہوسکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: وزیر قانون و پارلیمانی امور نے بڑی اچھی تجویز دی ہے تو اس پر ایک کمیٹی تشکیل دی جاتی ہے جس کے سربراہ منسٹر ار یگیشن اینڈ پاور ہوں گے اور منسٹر ہاؤسنگ اور اس تحریک محرک

اس کمیٹی کے ارکان ہوں گے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ کو بھی اس کمیٹی میں رکھیں۔

جناب چیئرمین: تو منسٹر ہاؤسنگ کی خواہش ہے کہ اس میں محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ کو بھی شامل کیا جائے اور اس پر محرک کو بھی اعتراض نہیں ہے تو یہ چار رکنی کمیٹی بنائی جاتی ہے۔ یہ چار رکنی کمیٹی واپڈا اور باقی دیگر محکموں سے رابطہ کر کے آٹھ روز کے اندر ہاؤس میں اپنی رپورٹ پیش کرے گی اور اس مسئلے کو حل کرے گی۔ اب چونکہ وقت ختم ہو رہا ہے۔ اب ہفتہ کو اجلاس ہوگا۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! آپ نے کمیٹی بنادی اس میں محرک کو اور مجھے شامل کر دیا۔ مجھے پہلے منسٹر صاحب نے کہا تھا اور میں نے انکار کر دیا تھا اور اس لئے کہ تھوڑا سا اب یہ ہاؤسنگ والے یہ بھی یہاں پر commitment کرلیں کہ اس کے لئے coordination کریں گے۔ یہ نہیں کہ اب میں کمیٹی کی ممبر بن گئی ہوں تو محرک اور میں ان کے پیچھے پیچھے انہیں ڈھونڈتے پھریں کہ جی! اب کیا کرنا ہے اور کہاں جانا ہے؟ یہ ہمارے ساتھ coordinate کریں۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا چونکہ آپ نے جناب منسٹر ار یگیشن کو کنوینر بنایا ہے تو یقیناً" coordinate کریں گے اور جب بھی وہ ہمیں بلائیں گے ہم انشاء اللہ حاضر ہوں گے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ میں نہیں جاؤں گا۔ میں پھر بھی ان سے رابطہ کروں گا اور انشاء اللہ آٹھ دن کے اندر اندر آپ کو ایک مثبت رپورٹ لا کر دوں گا۔

محترمہ فوزیہ بہرام: شکریہ۔

جناب چیئرمین: بہر حال یہ آپ کی ذمہ داری ہوگی کہ اس معاملے میں منسٹر انچارج جو ہیں ان کے ساتھ مل کر اس کا کوئی طریقہ کار طے کریں۔ اب ہفتے کو اجلاس ہوگا۔ اگرچہ پہلے سے طے ہے کہ صبح کے وقت اجلاس ہوگا لیکن ہفتے کا دن ایسا ہے کہ ہمارے معزز ارکان نے دور دراز علاقوں سے آنا ہوتا ہے۔ اس میں وزیر قانون پارلیمانی امور آپ کا کیا خیال ہے کہ اجلاس ہفتے کی شام کو رکھا جائے؟

وزیر قانون: ٹھیک ہے۔ چھٹی سے اگلے دن شام کو ہی کرلیں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: تو اجلاس ہفتے کی شام 4-00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی ہفتہ 15 جون 1991ء 4 بجے شام ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا پانچواں اجلاس

ہفتہ 15 جون 1991ء

(شنبہ یکم ذوالحج 1411ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں شام 4 بج کر 41 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّ بَنِيْنَ ۙ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ؕ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ۝

المؤمنون - آیت 55 تا 61

کیا یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ ہم جو دنیا میں ان کو مال اور بیٹوں سے مدد دیتے ہیں۔ (تو اس سے) ان کی بھلائی میں جلدی کر رہے ہیں۔ (نہیں) بلکہ یہ سمجھتے ہی نہیں۔ جو لوگ اپنے پروردگار کے خوف سے ڈرتے ہیں۔ اور جو اپنے پروردگار کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور جو اپنے پروردگار کے ساتھ شریک نہیں کرتے۔ اور جو دے سکتے ہیں اور ان کے دل اس بات سے ڈرتے رہتے ہیں کہ ان کو اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ یہی لوگ نیکیوں میں جلدی کرتے اور یہی ان کے لیے آگے نکل جاتے ہیں۔

وماعلینا البلاغ ○

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر: چودھری اصغر علی گجر صاحب کی استحقاق نمبر 25 ہے۔ تحاریک استحقاق کو ٹیک اپ کرتے ہیں۔

سرعام شراب نوشی اور مے فروشی کا کاروبار

چودھری اصغر علی گجر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ نوائے وقت ملتان کی ایک خبر کے مطابق صوبائی ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن نے خراب اور ملاوٹ شدہ شراب کی آٹھ ہزار سے زائد بوتلیں تلف کردی ہیں اور ناقص شراب کی تیاری کے خلاف تحقیقات شروع کردی ہے۔ جس روز یہ شرم ناک خبر اخبار میں شائع ہوئی اس روز تمام اسلامیان پاکستان کے سر شرم سے جھک گئے۔ ایک اسلامی مملکت میں شراب کی تیاری اور پھر اسلامی مملکت کے ہوٹلوں میں اس کی سرعام سپلائی ہمارے حکمرانوں کی ان جھوٹے دعوں کا کھلم کھلا مذاق اڑا رہی ہے۔ جو وہ عام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے گاہے بگاہے کرتے ہیں۔ شراب کی تیاری' شراب کی سپلائی اور شراب نوشی کا یہ کاروبار مملکت خدا داد پاکستان کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ ہے کسی پاکستانی شہری اور کسی پاکستانی ممبر اسمبلی کی تضحیک اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی۔ کہ اس کے پاکستان میں سرعام شراب نوشی اور مے فروشی کا کاروبار ہوتا ہے۔ افراد اور ادارے ممبران اسمبلی کے محدود نوعیت کے کام نہ کریں تو ممبران اسے اپنے استحقاق کے خلاف سمجھتے ہیں مگر جب پوری قوم کی عزت خاک میں مل گئی ہو' جب خدا کے قرآن کی آیتوں سے روگرانی ہو رہی ہو۔ جب اسلام کے تقدس کو شراب کی بوتلوں سے پامال کر کے خدا کے قانون کا مذاق اڑایا گیا ہو۔ جب شریعت کی حرمت کے دامن پر ناپاک شراب کے چھینٹے آپڑے ہوں تو ایسے میں یہ کیوں نہ کہوں کہ میرا اور آپ کا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ میری تحریک منظور کر کے اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب' میں نے آپ کو نمبر 25 تحریک پڑھنے کو کہا تھا اور آپ نے نمبر 33 پڑھ دی ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: معاف کرنا جی۔ میرے ہاتھ میں انہوں نے جو دی وہ میں نے پڑھ دی۔

چینی طائفے کے اعزاز میں دیئے گئے اعشائیے میں فنکار عورتوں اور مردوں کا رقص

چودھری اصغر علی گجر: میں حال میں وقوع پذیر ہونے والی ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ۔ 26 مئی 1991ء روز نامہ "جنگ" میں ایک تصویر شائع ہوئی جس میں پنجاب کونسل آف آرٹس کی جانب سے چینی طائفے کے اعزاز میں دیئے گے عشائیہ کے موقع پر چند فنکار عورتیں اور مرد ایک دوسرے کی کمر میں ہاتھ ڈال کر رقص کر رہے ہیں۔ شریعت بل کی منظوری کے بعد مبارک بادیاں وصول کرنے والے حکمرانوں کے ماتھے پر اگر عرق انفعال کے قطرے نمودار نہیں ہوئے تو یہ ان کا اپنا ظرف اور ضمیر ہے میں نے جب یہ تصویر دیکھی میرا سر شرم سے جھک گیا۔ شریعت اسلامی کے ساتھ یہ استہزا اگر قصداً" ہوا ہے تو یہ خدا کے عذاب کو دعوت دینے کے مترادف ہے اگر غلطی اور تساہل میں کچھ لوگ اپنا کام دکھا گئے ہیں تو ایسے لوگوں کے خلاف بروقت اقدام نہ کرنا بہت بڑا شرعی جرم ہوگا۔ جس روز یہ تصویر چھپی لوگ آکر مجھے یہ تصویر دکھاتے اور پوچھتے رہے کہ کیا یہی وہ اسلامی نظام ہے جسے اسلامی جمہوری اتحاد نے نافذ کیا ہے۔ اپنے طور پر اس تصویر کی اشاعت سے نہ صرف میں نے حد درجہ خفت اور ندامت محسوس کی ہے بلکہ اس سے پورے ایوان اور حکمران جماعت کے ممبران کی سبکی ہوئی ہے۔ پنجاب کونسل آف آرٹس اگر پوری قوم کی عزائم کو رقص و سرور کے جہنم میں سلگانا چاہتی ہے اور حکمران سرکار کے نام کو استعمال کرنا چھوڑ دیں۔ اس طرح کے اقدامات پوری قوم کی عزت اور ممبران کے استحقاق کو خاک میں ملا دینے والے ہیں لہذا میں یہ تحریک پیش کرتاہوں کہ میری یہ تحریک منظور کر کے استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جائے۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا اس ملک میں شریعت بل منظور ہو چکا ہے اور اسلام کے نفاذ کا بول بالا ہے اس سے پہلے جب ہم نے اپنے حلقے کے عوام سے اپنے لئے ووٹ مانگے تھے تو ان سے یہ وعدہ کیا تھا کہ ہم انشاء اللہ اس ملک میں اسلامی نظام کو ضرور نافذ کریں گے۔ اس کے بعد اس ملک میں یہ رقص و سرود کی محفلیں جس میں ہم اور ہمارے حکمران بھی موجود ہیں ہمارے لئے انتہائی شرمناک بات ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس طرح صرف میرا ہی نہیں پورے ایوان کا پورے پنجاب کا' بلکہ پورے پاکستان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اس لئے میری اس تحریک استحقاق کو منظور فرما کر

استحقاق کمیٹی کے سپرد فرمایا جائے۔

وزیر اطلاعات ثقافت وٹرانسپورٹ (ملک سلیم اقبال): میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔ جناب سپیکر! پیشتر اس کے کہ میں اس تحریک استحقاق admissibility پر بات کروں میں اس واقعے کے پس منظر کی طرف جاتا ہوں۔ کچھ عرصہ پہلے فیڈرل گورنمنٹ اور چین کے درمیان ثقافتی معاہدے کے تحت پچیس رکنی بازی گروں کی ایک ٹیم یہاں تشریف لائی اور انہوں نے پاکستان کے مختلف شہروں کا دورہ کیا۔ جب یہاں لاہور میں وہ پچیس رکنی وفد آیا تو حکومت پنجاب نے میزبانی کے فرائض سرانجام دیے۔ اس سلسلے میں ایک ہوٹل میں ایک ظہرانہ دیا گیا جس میں چین کے سفیر بھی موجود تھے۔ ان کی اہلیہ بھی موجود تھیں۔ کھانا شروع ہونے سے پہلے سازندوں نے مختلف قسم کی دھنیں بجائیں جس میں "جیوے پاکستان" اور چین کی مشہور دھن بجائی جس پر چینی مہمانوں نے بے ساختہ وہاں دوستی کے جذبے کے تحت رقص کرنا شروع کردیا اور میزبانی کے اصولوں کے تحت ہمیں کبھی اخلاق یہ اجازت نہیں دیتا تھا کہ ہم انہیں روکتے۔ اس وفد میں جو میاں بیوی جوڑے تھے انہوں نے ان دھنوں پر ناچنا شروع کردیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ چین ہمارا ایک قابل اعتماد دوست ہے اور ہر مشکل اور ہر اڑے وقت میں چین نے ہماری مدد کی ہے اور چین کا یہ وفد اس جذبے کے تحت یہاں آیا ہے جو ثقافتی اور سفارتی تعلقات کی چالیسویں سالگرہ کی تقریبات منانے کے لیے وہ یہاں پر آئے ہیں۔ اور انہوں نے اپنے فن کا مظاہر کیا۔ میں اپنے فاضل دوست سے کہوں گا کہ اس تحریک پر زور نہ دیں ویسے یہ تحریک ہے بھی خلاف ضابطہ۔ اس سے ہمارے چین کے ساتھ جو تعلقات ہیں ان کو بھی نقصان پہنچ سکتا ہے۔ وہاں سوائے اس کے اور کوئی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا۔ تو میں اپنے دوست سے کہوں گا کہ وہ اس پر زور نہ دیں۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! ملک صاحب نے دراصل دو باتیں فرما دی ہیں۔ اگر ایک بات پر قائم رہتے تو میں یقیناً" اس پر زور دیتا۔ پہلی بات تو یہ کہ میزبانوں کی مرضی کے خلاف انہوں نے اس دھن پر رقص شروع کردیا۔ اگر وہ اس حد تک بات کرتے تو میں یہ مان لیتا کہ حکومت پنجاب کی مرضی کے خلاف انہوں نے یہ کام کیا ہے۔ آئندہ وہ اس ضمن میں احتیاط برتیں گے تو اس بات پر زور نہ بھی دیا جاسکتا تھا۔ اگر وہ یہ بات کریں کہ یہ ہماری مرضی کے خلاف ہوا ہے۔ آئندہ چاہے دو دوست ملک چین کے لوگ ہوں چاہے وہ دشمن ملک امریکہ کے لوگ ہوں۔ لیکن یہاں اس ملک میں کسی بھی وفد کو کسی بھی شخص کو رقص و سرود کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ اس حد تک گارنٹی

انہیں کم از کم ضرور دینی چاہیے' یقین دھانی دینی چاہیے تو پورے ایوان میں یہ بات آ جائے گی اور میں بھی اس پر زور نہیں دوں گا۔ اور میری یہ بات درست بھی ہوگی۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب یہ غیر ملکیوں کا معاملہ ہے اور وہ غیر ملکی بھی ہمارے دوست ہیں۔ ہمارا دوست ملک ہے۔ اس کے وہ مہمان ہیں۔ ان کے معاملے میں ان معاملات کو ذرا اور انداز میں دیکھنا ہوگا۔

چودھری اصغر علی گجر: جی ہاں! آپ نے درست فرمایا۔ اور آپ کی یہ بات بھی درست ہے کہ دوست ممالک کے معاملات کو ہمیں کسی اور انداز میں دیکھنا ہوتا ہے۔ لیکن ایک بات دیکھ لی جائے کہ جب آپ دوست ممالک میں جاتے ہیں تو کیا وہ اپنے قانون کے خلاف آپ کو کوئی کام کرنے کی اجازت دیتے ہیں؟ میں کہتا ہوں کہ وہ آپ کو اپنے ملک کے کسی قانون کے خلاف کوئی کام کرنے کی اجازت ہرگز نہیں دیتے۔ تو اگر آپ محض انہیں کہہ دیں تو میرا خیال ہے کہ وہ محسوس نہیں کریں گے۔ میرا اپنا خیال ہے کہ وہ لوگ محسوس نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب' میں ملک صاحب کی بات میں اپنی بات شامل کرنا چاہتا ہو کہ اس کو آپ پریس نہ فرمائیں۔

وزیر اطلاعات و ثقافت: اور پھر کسی طے شدہ پروگرام کے تحت یہ نہیں ہوا۔ ان کی قومی دھنیں بجائی گئیں تو انہوں نے ان پر بے ساختہ ناچنا شروع کردیا۔ اس سے پہلے ایسا کوئی طے شدہ پروگرام نہیں تھا۔ اور نہ ہمیں اس کا کوئی علم تھا۔ اس لئے میں آپ سے گزارش کر رہا ہوں کہ آپ اس پر زور نہ دیں کیونکہ چین ہمارا بہت ہی قابل اعتماد اور محترم دوست ہے۔

جناب فرید احمد پراچہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جناب فرید پراچہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! اتنی گزارش ہے کہ دوستی اور اپنا معیار۔ اپنا کردار دونوں کے اندر توازن قائم رہنا چاہیئے۔ یہ بات نہ ہو۔

تیری نظر میں یہ ایثار عشق ہے کہ نہیں
میں تیری سطح پر آیا ہوں کس بلندی سے

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز ارشاد حسین سیٹھی صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 27 ہے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب والا! میں اس بارے میں کہونگا کہ لاء منسٹر صاحب سے اور چیف منسٹر سے اس سلسلے میں بات ہوئی ہے انہوں نے جو واقعہ رونما ہوا تھا اس بارے میں نہ صرف اس کا ازالہ کیا ہے بلکہ آئندہ کے لئے بھی انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ اس قسم کی کسی شکایت کا موقع نہیں دیا جائے گا۔ اس لئے جناب سپیکر۔ میں اس تحریک کو پریس نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: تحریک استحقاق نمبر 27 کو جناب ارشاد حسین سیٹھی صاحب پریس نہیں کرتے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 29 سردار اللہ یار خان ہراج کی ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے وہ pending ہے۔ اس بارے میں لاء منسٹر صاحب سے ان کی بات ہوئی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 31 رانا اکرام ربانی صاحب کی ہے۔

ایوان میں ہونے والی کارروائی کی یک طرفہ نشریات

رانا اکرام ربانی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ جناب والا۔ میں حال میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ گذشتہ روز یعنی 4 جون 1991ء کو ریڈیو اور ٹیلیویژن پر صوبائی اسمبلی کی کارروائی کی جو رپورٹنگ ہوئی ہے اس میں حزب اختلاف کے اس اعتراض کا ذکر نہیں ہے جو ہم نے بجٹ دستاویز کے ایک روز قبل شائع ہونے پر اٹھایا تھا۔

اس طرح اسمبلی کی ادھوری کارروائی عوام کے سامنے لائے گئی ہے حزب اقتدار کی طرح حزب اختلاف بھی اس معزز ایوان کا حصہ ہیں۔ نامکمل رپورٹنگ جو بد نیتی ہے اسے اس ایوان میں ہونے والی کارروائی کا ایک رخ سامنے لانے پر نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! یہ ایک شکایت ہے جس سے یہ استحقاق کی تحریک کا موضوع بنا۔ وہ یہ ہے کہ اگر صرف یہ کہا جائے کہ اسمبلی کے اندر جو کارروائی حکومت کی طرف سے کی جائے گی یا کی گئی ہے اس کی رپورٹنگ کے عنوان سے اس قسم کی کارروائی نشر کی جائے تو پھر بھی یہ قابل اعتراض ہے کیونکہ اس صورت میں اپوزیشن کا جو نقطہ نظر ہے وہ سامنے نہیں لایا جاتا جمہوریت کے دعووں کے برعکس حزب اختلاف کا نقطہ نظر Electronic media کے ذریعہ عوام کے سامنے نہیں لایا جاتا۔ لیکن یہ جو

صوبائی اسمبلی پنجاب کی کارروائی کے نام سے جو کچھ پیش کیا جائے اور اس میں حزب اختلاف کا نقطہ نظر شامل ہو تو میرے پاس یہ سمجھنے کے لئے کوئی جواز نہیں کہ اسمبلی کی طرف سے اس قسم کی کوئی ہدایت کی جاتی ہو۔ جناب سپیکر! جس پوائنٹ پر میں stress کر رہا ہوں وہ صرف یہ ہے کہ یا تو یہ کہا جائے کہ اسمبلی میں جو آئی جے آئی کے لوگوں نے یا منسٹرز نے کہا یا کیا یہ ان کارروائی ہے؟ لیکن کہا یہ جاتا ہے کہ صوبائی اسمبلی کی کارروائی ریڈیو یا ٹیلی ویژن پر نشر کی جائے گی ویسے تو پورے ملک میں یہی صورت حال ہے کہ حزب اختلاف کا کوئی نقطہ نظر ٹیلی ویژن پر پیش نہیں کیا جاتا جب کہ گزشتہ زمانے کو کہا جاتا ہے کہ وہ جمہوریت کے لئے بڑا نقصان دہ دور تھا۔ اس میں بھی لوگ حیران ہوتے تھے کہ اس وقت کی حزب اختلاف کے جب چہرے اور ان کے فرمان ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر آتے تھے ہمیں یہ فخر ہے کہ اس دور میں اپوزیشن کا نقطہ نظر پیش کیا جاتا تھا۔ ہوسکتا ہے کہ یہ اعتراض ہو کہ پوری coverage نہیں دی جاتی تھی لیکن ہم نے اس دور میں کوشش کی جناب والا! بہتر یہ کہ یہ اسمبلی کی کارروائی کے نام سے پروگرام نشری نہ کریں اس کو بند کردیں۔ میرا اس میں نکتہ یہ ہے کہ اگر اسمبلی کی کارروائی کے نام سے کوئی پروگرام نشری نہ کریں اس کو بند کردیں۔ میرا اس میں نکتہ یہ ہے کہ اگر اسمبلی کی کارروائی کے نام سے کوئی پروگرام نشر کیا جاتا ہے اس میں حزب اختلاف کی طرف سے بھی جتنا اور جس انداز سے کارروائی میں حصہ لیا گیا ہو وہ نقطہ نظر بھی عوام کے سامنے آنا چاہیے۔

شکریہ!

وزیر اطلاعات : (ملک سلیم اقبال)۔ جناب سپیکر! اس میں شک نہیں ہے حزب اقتدار کی طرح حزب اختلاف بھی اس معزز ایوان کا موثر اور فعال حصہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حزب اختلاف اس ایوان کا حسن ہے خواہ حزب اختلاف ننھی منی ہو یا تعداد میں زیادہ ہو۔ آپ کو یاد ہو گا کہ پچھلے اجلاس میں بھی اس بات کا تذکرہ ہوا تھا کہ جتنی بھی تقاریر یہاں پر ہوتی ہیں یا تجاویز پیش کی جاتی ہیں ان کی اشاعت ہمارے بھائیوں کی توقعات کے مطابق نہیں ہوتی تو میں نے اس وقت بھی گزارش کی تھی جناب والا۔ خواہ کوئی فاضل ممبر حزب اقتدار سے تعلق رکھتا ہو حزب اختلاف سے تعلق رکھتا ہوں میں سمجھتا ہوں کہ اس کے منہ سے ایک ایک لفظ جو نکلتا ہے اس کی اشاعت اخبارات میں پوری طرح سے ہو اور میری یہ ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ جتنی بھی کارروائی اس اجلاس میں ہو لفظ بہ لفظ اس کی اشاعت ہو اور میں کوشش کرتا ہوں کہ اخبارات کے ایڈیٹر صاحبان کو اور صحافی حضرات کو motivate کروں۔ لیکن حکومت کا اخبارات پر قطعاً" کوئی براہ راست کنٹرول نہیں ہے اور نہ ہی

صحافی حضرات پر ہمارا کنٹرول ہے۔ ہم صرف motivate کرسکتے ہیں - ریڈیو اور ٹی وی پر وفاقی حکومت کا کنٹرول ہے۔ لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ میرے فاضل دوست کا یہ کہنا کہ ہم کوشش کرکے ان کا نقطہ نظر پیش نہیں ہونے دیتے یہ قطعاً" غلط ہے۔ بلکہ میری ہمیشہ یہ کوشش ہوتی ہے کہ اگر حزب اقتدار کا کوئی بیان نہ بھی آسکے تو حزب اختلاف کے بیان کی ضرور اشاعت ہو اور آپ نے نوٹ بھی فرمایا ہوگا کہ پچھلے اجلاس کے مقابلے میں اس دفعہ اشاعت زیادہ بھی ہو رہی ہے اور اس دفعہ ہمارے اخبارات کی کارکردگی پہلے سے کہیں بہتر ہے۔ تو میں اپنے فاضل دوست سے کہونگا کہ اس پر ہمارا قطعاً" کوئی براہ راست کنٹرول نہیں ہے کہ ہم کسی طریقے سے خدانخواستہ یہ کوشش کریں کہ ہمارے حزب اختلاف کے کسی ممبر کی تقریر پوری طرح سے شائع نہ ہو۔ میں اپنے فاضل دوست سے گزارش کرونگا کہ وہ اپنی اس تحریک استحقاق پر زور نہ دیں۔

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر۔ میرے محترم وزیر اطلاعت نے جب بات شروع کی تو کچھ میں تعجب میں تھا کہ میں نے تو بات صرف ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی کی ہے۔ اخبارات سے تو مجھے کوئی گلہ نہیں ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ اخبارات اس لحاظ سے مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اپوزیشن کے لئے بہت دریا دلی کا ثبوت دیا ہے اور بہت سی ایسی چیزیں جن کا معلوم کرنا شاید میرے اور میرے ساتھیوں کے بس میں نہ تھا وہ ہمیں اخبارات کے حوالے میں ملتی تھیں۔ میرا نکتہ یہ ہے کہ یا تو پھر آئندہ کے لئے ٹیلی ویژن کے عملے کا داخلہ یہاں پر بند کردیا جائے۔ کیونکہ وہ مرکزی حکومت کے حکم کے تحت تو یہاں نہیں آئے یا اگر وہ کارروائی دیتے ہیں تو وہ پوری کارروائی دیں۔ جناب سپیکر! میں اب بھی یہی کہتا ہوں کہ ٹیلی ویژن والے یہاں آئے اور انہوں نے یہاں کی ساری ریکارڈنگ کی لیکن ہمارا جو جائز اعتراض تھا اور اب بھی میں اپنے اس موقف پر قائم ہوں کہ اسے جان بوجھ کر عوام کے سامنے نہیں آنے دیا۔

جناب سپیکر: اس سلسلے میں وزیر اطلاعات کی توجہ practice and procedure of parliament in India کی طرف دلانا چاہونگا جس میں انہوں نے publication of false or distorted reports of debates بڑی عمدگی کے ساتھ لکھا ہے کہ breach of privilege آتے ہیں اس میں ایک جگہ پر وہ لکھتے ہیں کہ۔

Thus; the breach of privilege or contempt of the House in this connection will be wilful misrepresentation of the proceedings in the House or of the speeches of a particular member and wilful supression of speeches of particular members.

تو اس سلسلے میں جان بوجھ کر اور دانستہ طور پر ممبران تقاریر کو distorted انداز میں پیش کیا جائے یا اس کا ایک حصہ شائع کردیا جائے اور دوسرا حصہ شائع نہ کیا جائے یا ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے اس کی تقریر کا ایک مخصوص حصہ بیان کیا جائے اور دوسرے حصے کو بیان نہ کیا جائے جس میں اس کی کہی گئی باتوں کی روح شامل نہ ہو یا جس میں اس کا اصل point of view نہ آئے اور دوسری باتیں آجائیں تو یہ چیزیں انڈین پارلیمنٹری پریکٹس کے مطابق breach of privilege کے ضمن میں آتی ہیں یہ تحریک استحقاق اس لحاظ سے بڑی ہی اہم ہے اس لئے رانا صاحب سے بھی کہونگا اور آپ سے بھی کہونگا کہ اس کو ملتوی کرلیا جائے اور اس کی آپ اپنے طور پر چھان بین کریں کہ آیا واقعی اس سلسلے میں ٹی۔وی اور ریڈیو پاکستان سے بھی ان کی تقریر اس انداز میں نہیں دی گئی جس انداز میں وہ اپنی تقریر کررہے تھے اور ان کے پوائنٹ آف ویو صحیح حصوں کو بیان نہیں کیا گیا تو اس کی آپ اپنے طور پر تحقیقات فرمالیں اور پھر ہم دوبارہ اس پر بات کریں گے۔ رانا صاحب' کیا یہ ٹھیک ہے؟ ۱۷۴

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! آپ نے جو حکم دیا ہے اس کی تعمیل ہم سب پر فرض ہے لیکن جناب والا میں اس بارے میں ایک مختصر سا بیان دینا چاہتا ہوں۔ مجھے آپ کی اس observation سے اپنے اور اپنے ساتھیوں کے اس فیصلے پر خوشی اور مسرت محسوس ہو رہی ہے جناب سپیکر! جمہوریت کے لئے جمہوری قدروں کی بحالی کے لے اور خاص طور پر ایوان اور ایوان کے ممبران کے استحاق کی بحالی کے لئے جو آپ کے ذہن میں ہمیشہ رہا ہے اس ضمن میں میں یہ بھی کہنا مناسب سمجھتا ہوں کہ پچھلی اسمبلی میں اس ماحول کے دوران آپ کی طرف سے جن خدشات کا اظہار برملا کیا جاتا رہا اور اگر ان سب پر توجہ دی جاتی تو شاید اس کے نتیجے میں جو کچھ ان ایوانوں کے ساتھ ہوا ہے وہ نہ ہوتا جناب والا! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے ہاؤس کے حوالے سے اتنی اہم بات کا نوٹس لیا اس کے لئے جناب والا میں آپ کو مبارک باد دیتا ہوں اور آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ رانا صاحب!

جناب فرید احمد پراچہ: (پوائنٹ آف آرڈر۔) جناب سپیکر! میں نے کوآپریٹو فنانس کمپنیوں کے سلسلے میں ایک تحریک استحقاق دی تھی۔ جناب والا وہ نہایت ہی اہم ہے اس کے ساتھ صوبہ پنجاب کے عوام کا بھی تعلق ہے اور پنجاب اسمبلی کے ممبران کے لئے یہ ایک وجہ تضحیک اور وجہ توہین بنتی جارہی ہے اس لئے گزارش ہے کہ اسے آؤٹ آف ٹرن لے لیا جائے اس پر اور بھی کئی ممبران بات

کرنا چاہتے ہیں یہ بہت اہم ہے اس بارے میں آپ مہربانی فرمائیں اور اسے آؤٹ آف ٹرن لیں۔

جناب سپیکر: پراچہ صاحب' ابھی ہمارے پاس تحاریک استحقاق ہیں کتنی؟ اگر اس کی باری آج نہ آئی تو کل پھر آ جائے گی۔ آپ فکر نہ کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: (پوائنٹ آف آرڈر) جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جب بھی کسی معاملے کے بارے میں ایوان کے اندر کوئی الجھن پیدا ہوتی ہے تو ہم اس الجھن کو دور کرنے کے لئے کبھی انڈین پارلیمنٹ کا اور کبھی برطانوی قوانین کا یا آئین کا حوالہ دیتے ہیں تو اس سے ہمیں یہ محسوس ہوتا ہے کہ شاید ہماری حالت بڑی کسمپرسی کی ہے آپ جانتے ہیں کہ قائداعظم سے بھی کسی نے پوچھا تھا کہ پاکستان بن گیا تو اس کا آئین کیا ہوگا تو انہوں نے فرمایا تھا کہ ہمیں کسی کی طرف دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے چودہ سو سال قبل ہمارے پاس ایک آئین بھیج دیا تھا اور ہو ہے قرآن پاک تو کیوں نہ ہم اسلامی شرع کے مطابق اپنے قوانین تشکیل دیں تاکہ جب بھی ہمیں کوئی مشکل ہو تو ان قوانین کا جو قرآن و سنت نے ہمیں دیئے ہیں حوالہ دیں اور ان سے مدد اور رہ نمائی حاصل کر سکیں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! پاکستان میں پارلیمانی طرز حکومت ہے اور پارلیمانی طرز حکومت برطانیہ اور ہندوستان میں بھی ہے اس لئے ہم ایک دوسرے کے تجربات سے استفادہ حاصل کرتے رہتے ہیں کیونکہ ایک ہی قسم کا طرز حکومت جن ملکوں میں ہے ان کا نظام حکومت ان کی پارلیمانی پریکٹس اور ان کی روایات تقریباً" ملتی جلتی ہیں تو اس سلسلے میں جب کبھی ہمیں کوئی مسئلہ درپیش ہوتا ہے تو اس میں ہندوستان کی پارلیمنٹری پریکٹس کا حوالہ دینا یا برطانیہ کی پارلیمنٹ کا حوالہ دینا کوئی غیر متعلقہ بات نہیں ہے۔ اب پاکستان میں بھی لوگ یہ سوچ رہے ہیں کہ ہم بھی اس طرح کی کتابیں چھاپیں جو رولز کے حوالے سے پریکٹس کے حوالے سے اور روایات کے حوالے سے ایسی ہوں جس طرح کی ہندوستان کی پارلیمنٹری پریکٹس کی ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہندوستان کی پارلیمنٹری پریکٹس کی جو کتاب ہے یہ تو House of common کی کتاب سے بھی زیادہ comprehensive اور جامع انداز میں لکھی گئی ہے ان کے اور ہمارے حالات ایک دوسرے سے ملتے ہیں اس لئے یہ تو دی پوائنٹ بات ہے کہ ہم اپنے معاملات میں اور debate میں ان ملکوں کا اور ان کی پریکٹس کا حوالہ دیں۔

وزیر امداد باہمی: (رانا پھول محمد خان) جناب والا! میں آپ کی اجازت سے یہ گزارش کرونگا کہ ہماری عدالت عالیہ میں بھی اور عدالت عظمیٰ میں بھی الہ آباد ہائی کورٹ ہندوستان کی ہائی کورٹ انڈن

ہائی کورٹ کے حوالے دیئے جاتے ہیں اور شریعت کورٹ میں بھی حوالے دیئے جاتے ہیں کہ جناب فلاں ملک کی ہائی کورٹ نے اس مسئلے پر یہ فیصلہ دیا تھا جناب والا! ہم ایک دوسرے سے مل کر کسی نتیجے پر پہنچتے ہیں۔ تو جناب والا! آپ کا یہ فرمان درست ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ رانا صاحب چودھری شوکت داؤد صاحب یہ آپ کی جو تحریک استحقاق نمبر 36 ہے۔ اس کو آپ ٹیک اپ کرنا چاہتے ہیں؟

چودھری شوکت داؤد: جی ہاں! کرنا تو چاہتا ہوں اس لئے میں نے یہ پیش کی ہے۔

جناب سپیکر: ارشاد فرمایئے۔

سانحہ نوشہرہ کی وجہ سے پولیس کو بڑا کھانا دینے کے متعلق ایوان کی متفقہ رائے کے خلاف دعوت کا اہتمام

چودھری شوکت داؤد: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ پچھلے دنوں اس معزز ایوان نے سانحہ نوشہرہ کی وجہ سے متفقہ طور پر اپنی رائے کا اظہار کیا ہے کہ پولیس کا بڑا کھانا جو ہو رہا ہے اس کو یا تو منسوخ کیا جائے یا ملتوی کیا جائے کیونکہ وہاں بینڈ باجے بھی بجیں گے اور گانا بھی گایا جائے گا لیکن اس کے باوجود اس مقررہ تاریخ کو بڑا کھانا بھی ہوا اور گانے بھی گائے گئے جس کی تصویریں نہ اخبارات میں شائع ہوئیں۔ جس سے میں سمجھتا ہوں کہ نہ صرف میرا استحقاق مجروح ہوا ہے بلکہ اس معزز ایوان کا بھی استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا آپ سے گزارش ہے کہ میری اس تحریک استحقاق کو منظور فرما کر استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب والا! اس سلسلہ میں' میں عرض کروں گا کہ شائد میری اس تحریک کے جواب میں یہ رائے دی جائے۔ کہ پولیس والے یا کوئی بھی ڈیپارٹمنٹ یا عوام ہمارے اس فیصلے کے پابند نہیں ہیں لیکن جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ یہ ایک معزز ایوان ہے جہاں ہم قواعد و ضوابط بھی بناتے ہیں اور محکمہ جات کو چلانے کے لئے عوام پر ٹیکس بھی عائد کرتے ہیں۔ جہاں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس محکمے کو فعال بنانے کے لئے پچاس کروڑ روپیہ دیا جاسکتا ہے تو وہاں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ ان پر ہمارے کسی بھی فیصلے کا پابند ہونا بھی لازم ہے کیونکہ اس معزز ایوان میں یہ بات لائی گئی اور آپ نے بھی فرمایا کہ اس سے اس ایوان کے جذبات کا اظہار ہو چکا ہے اور ان کے علم میں یہ بات آئے گی تو اس کے باوجود

اس انداز میں اس تقریب کا اہتمام کیا گیا میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کے جذبات مجروح کیا گیا ہے اور اس سے اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: چودھری واجد علی خان صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری واجد علی خان: جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ جس مسئلے کے متعلق چودھری شوکت داؤد صاحب نے تحریک استحقاق پیش کی ہے اس سے کسی طرح بھی ایوان کا استحقاق مجروح نہیں ہوتا۔ وہ ایک نہایت پروقار تقریب تھی۔ اپنے مقاصد کے حصول اور جرائم کو ختم کرنے کے سلسلہ میں جن پولیس ملازمین نے معاشرہ میں امن قائم کرنے کے لئے اپنی جانیں تک نچھاور کر دی تھیں ان کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے وہ تقریب تھی۔ اس میں وزیراعظم پاکستان کی بھی شمولیت تھی۔ وزیراعلیٰ صاحب بھی تھے۔ دوسرے حضرات بھی تھے جج صاحبان بھی تھے۔

MR. SPEAKER: Chaudhary Sahib, I am sorry. This is not a point of order. You are not defending the Government. Its for the Minister or for the Parliamentary Secretary.

چودھری شوکت داؤد: شکریہ جناب! میں یہی کہنا چاہتا تھا۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر (پارلیمانی سیکرٹری): جناب سپیکر! مورخہ 5-6-91 کو پولیس کا بڑا کھانا ہوا جس میں جناب وزیراعظم صاحب تشریف لائے اور ان کو صرف بینڈ سے سلامی دی گئی۔ اس کے بعد تلاوت قرآن پاک اور نعت شریف پڑھی گئی۔ اس کے بعد آئی جی صاحب نے وہاں پر پولیس کی فلاح کے لئے تقریر کی۔ وزیراعظم صاحب نے بھی اس انداز میں تقریر کی۔ وہاں پر مرحوم پولیس اہل کاروں کے جو رشتہ دار تھے یا ان کی بیوگان کو میڈل دیئے گئے۔ اس کے بعد جن لوگوں نے سنگین وارداتوں میں کوئی اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا تھا ان کو میڈل دیئے گئے۔ اس کے بعد ملی ترانہ پڑھا گیا اور نعت شریف دوبارہ پڑھی گئی۔ اور سادگی کے ساتھ وہاں پر کھانا کھایا گیا اس کے بعد معزز مہمان واپس تشریف لے گئے۔ وہاں پر کوئی ناچ گانا یا اس قسم کی کوئی بات نہیں ہوئی۔ اس لئے اس میں استحقاق مجروح ہونے کی کوئی بات نہیں پائی جاتی اور یہ چیزیں جو ہیں یہ ہماری قوم کے لئے ضروری ہیں۔ اس میں ان کی دلیری یا ان کی حوصلہ افزائی کے لیے میڈل دیئے گئے ہیں۔ وزیراعظم صاحب پہلے ہی تاریخ مقرر کر چکے تھے اور یہ ایک سادہ سی تقریب تھی جس میں وہ تشریف لائے۔ اس میں کسی قسم کی کوئی ایسی بات نہیں جس سے میرے معزز رکن کا استحقاق مجروح ہوا ہو تو میں معزز رکن سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ اس کو پریس نہ کریں۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں پائی جاتی جس میں کوئی

قابل اعتراض نکتہ اٹھایا جا سکے۔

چودھری شوکت داؤد: جناب سپیکر میں عرض کرسکتا ہوں ـــــ اس پر بحث کرنا یا نہ کرنا الگ بات ہے لیکن مجھے اس بات پر افسوس ہوگا کہ ایک بات جو اخبار میں بھی ہے کہ لیڈی انسپکٹر نغمہ سراہیں اور اس کے باوجود اس بات کو جھٹلانا اور اس معزز ایوان میں مجھے یہی افسوس ہو رہا ہے کہ جہاں بھی کوئی ایسی بات ہوتی ہے تو ہم اپنے محکمے کو defend کرتے ہیں۔ ہم حقائق کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہمیشہ یہی بات کرتے ہیں حالانکہ جس محکمے کی بھی بات ہوتو ہمیں اپنے ممبران کا استحقاق مقدم ہونا چاہیے یا جو بھی بات ہو ہم اگر عوام کی نمائندگی کرتے ہیں تو اس کو اپوز نہیں کرنا چاہیے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب اس میں آپ کا استحقاق کا مجروح ہونا کہاں سے آگیا۔

چودھری شوکت داؤد: جناب میں اس طرف آ رہا ہوں۔ جناب سپیکر پولیس کے بڑے کھانے کے بارے میں آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہاں ہاؤس میں یہ بات ہوئی ہے بڑا کھانا نہیں ہونا چاہیے تو اس کے باوجود پولیس کا بڑا کھانا ہوا اور آپ نے جو ذکر کیا ہے کہ اس میں یہ items ہوئیں اس سے آپ کا استحقاق مجروح ہوا ہے تو واقعات اور حقائق اپنی جگہ پر اس پر کوئی بحث نہیں ہے لیکن میں نے تو یہ دیکھنا ہے کہ اگر چودھری شوکت داؤد صاحب جو ہمارے اس ایوان کے نہایت معزز اور محترم رکن ہیں ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے تو اس کا نوٹس لیا جائے تو ذرا مجھے سمجھا دیجئے کہ آپ کا استحقاق مجروح کیسے ہوا ہے؟

میاں منظور احمد موحل: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر میاں منظور احمد موحل صاحب۔

میاں منظور احمد موحل: جناب والا! یہ پوائنٹ جو میں نے اٹھایا تھا کہ سانحہ نوشہرہ ابھی ہوا ہی تھا اور پانچ تاریخ جو تھی وہ بھی قریب تھی تو میں نے کہا تھا کہ اگر وہاں پر ڈھول ڈھمکا اور باجے گاجے ہوں تو اس کو ذرا ملتوی کر دیا جائے تو آپ نے اس پر ارشاد فرمایا تھا کہ آپ کی بات ہوگئی ہے اس کا گورنمنٹ نوٹس لے گی یا وہ نوٹس لینا چاہے گی یا آپ نے کہا کہ بات ہوگئی ہے۔ اس وقت وزیراعلیٰ صاحب تشریف فرما نہیں تھے۔ اس کے کوئی چند لمحات بعد وہ تشریف لائے تو پھر افضل چن صاحب نے بھی یہ بات دھرائی اور انہوں نے کہا کہ میں یہ بات اس لئے دھرا رہا ہوں کہ اب وزیراعلیٰ صاحب

موجود ہیں اس لئے وہ اس کا ضرور نوٹس لیں گے۔ اس حد تک یہ بات ہوئی تھی تو جناب والا! اگر اس میں باجے گاجے یا اس طرح کی بات ہوئی ہے تو میرے خیال میں وہ اچھی بات نہیں تھی کیونکہ ہمارے ہاؤس کے احساسات مجروح ہوئے ہیں اور یہی ان کا کہنا ہے۔

جناب سپیکر: لیکن اس پر ہاؤس نے کوئی ریزولیوشن تو نہیں کیا۔ ہاؤس نے کوئی متفقہ فیصلہ نہیں دیا اس پر ایک بات ہوئی اور آپ نے بات کی جیسے آپ فرما رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ آپ کی بات جو ہے وہ ہاؤس میں ہوگئی ہے اور یقیناً" relevant quarters اس کا نوٹس لیں گے۔ اس کے بعد حاجی چن صاحب نے بات کی ہے اور اگر کی ہے تو مجھے یاد نہیں پڑتا کہ ان کی بات ہوئی ہے۔ میں شائد نہ بیٹھا ہوں تو انہوں نے بات کی ہوگی تو اس ہاؤس میں کوئی ریزولیوشن تو نہیں ہوا اگر ہاؤس میں کوئی متفقہ ریزولیوشن ہو جائے اور اس کی خلاف ورزی ہو تو وہ ایک اور بات ہے یا ایک چیز کا اظہار کیا جائے تو وہ ایک اور بات ہے۔

چودھری سکندر حیات ملہی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی ملہی صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

جناب سکندر حیات ملہی: جناب سپیکر! اس ایوان میں یہ بات ضرور آئی تھی کہ اس تقریب کو ملتوی کردیا جائے مگر ریزولیوشن پاس نہیں ہوا تھا۔ آپ نے مہربانی فرمائی تھی۔ اور آپ نے کہا تھا کہ آپ کے احساسات میں پہنچادوں گا۔ یہ تو ہمارے ایوان کی بات تھی دوسرا جناب میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتاہوں کہ دنیا میں جو بھی قومیں زندہ دلی سے رہنا چاہتی ہیں اور آگے بڑھنا چاہتی ہیں ان کے فنکشن کبھی distrub نہیں ہوئے دوسری جنگ عظیم میں ہزاروں لاکھوں لوگ مارے گئے لیکن انگلستان میں کرکٹ کے میچ ہوتے رہے بردباری ہمیں سیکھنی پڑے گی اور جتنے بھی محکموں کے کھانے ہوتے ہیں ان سے ہمارا کسی لحاظ سے استحقاق مجروح نہیں ہوتا بلکہ ہمیں آفیسرز کی حوصلہ افزائی کرنا چاہیے کہ اگر وہ دیانتداری سے کام کرتے ہیں تو انہیں میڈل ضرور ملنے چاہئیں۔

جناب سپیکر: شکریہ! اس بارے میں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں ---- سردار صاحب آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

سردار فرحت عزیز مزاری: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میرے خیال میں چودھری شوکت داؤد صاحب کا استحقاق اس طرح سے مجروح ہوا ہے کہ محکمہ پولیس نے انہیں مدعو نہیں کیاتھا۔ اگر

انہیں مدعو کیا ہوتا تو ان کا استحقاق مجروح نہ ہوتا۔ اس لئے آئندہ محکمہ پولیس کو احتیاط کرنی چاہیئے ان کو مدعو کرلیا کریں بلکہ اور دوست جو سمجھتے ہیں کہ استحقاق مجروح ہوا ہے ان کو بھی بلا لیا کریں۔

چودھری شوکت داؤد: ویسے مجھے اس بات سے دکھ ہوا ہے اور میں کھانے والے کا بھوکا نہیں ہوں' بس انہوں نے اب کہہ دیا ہے میں انہیں کچھ نہیں کہتا اور نہ ہی میں اس تحریک استحقاق کو پریس کروں گا لیکن چند باتیں میں آپ کی خدمت میں ضرور عرض کروں گا کہ.....

جناب سپیکر: نہیں چودھری شوکت داؤد صاحب جب آپ پریس ہی نہیں کررہے تو پھر باتیں کرنے کا کیا فائدہ؟ جب آپ پریس نہیں کرتے ہیں تو پھر چھوڑیں۔

چودھری شوکت داؤد: لیکن میں اپنے جذبات ضرور پہنچانا چاہتا ہوں' مقصد یہ ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ اسے پریس نہ کریں لیکن مجھے اس بات کا افسوس ضرور ہے کہ چاہے کوئی تحریک منظور ہوئی ہے یا نہیں ہوئی اصل بات ہمارے ممبران کے جذبات کا اظہار ہے اور جذبات کا اس ہاؤس میں اظہار کیا گیا تھا بلکہ بچ بجا کر یہ کہا گیا تھا اور آپ نے یہ کہا تھا کہ آپ کے جذبات وہاں تک پہنچ جائیں گے۔

جناب سپیکر: شوکت داؤد صاحب اس میں ایک بات ہے جذبات کی احساسات کی اور حقائق کی اور ایک بات یہ ہے کہ فنی پوزیشن کیا ہے؟ میں نے تو آپ کی تحریک استحقاق کو فنی لحاظ سے دیکھنا ہے حقائق اپنی جگہ پر ٹھیک ہونگے لیکن مجھے اس بات کو بھی ملحوظ خاطر رکھنا ہے کہ آپ کی تحریک استحقاق بنتی ہے یا نہیں؟

چودھری شوکت داؤد: ٹھیک ہے جناب جیسے آپ کہتے ہیں.....

جناب سپیکر: اس کا مطلب ہے کہ آپ پریس نہیں فرماتے ہیں۔

چودھری شوکت داؤد: جی میں اسے پریس نہیں کرتا۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: شکریہ سید طاہر احمد شاہ صاحب کی تحریک استحقاق میرے پاس ہے ان کی طرف سے اطلاع آئی ہے کہ اسے مؤخر کر دیا جائے۔ اب آپ تحریک التوائے کار کو لینا چاہتے ہیں؟ کیا خیال ہے آپ کا؟ میں آپ سے دریافت کر رہا ہوں۔ کہ آج آپ اپنی تحریک ہائے التوائے کار کو لینا چاہتے

ہیں یا نہیں؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا ہماری طرف سے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: صرف رانا ثناء اللہ صاحب تحریک التوائے کار کو لینا چاہتے ہیں اور کوئی دوست اس میں دلچسپی نہیں لے رہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب بات یہ ہے کہ ان کی طرف سے تو تحریک التوائے کار ہے نہیں، ہماری تحریک التوائے کار پڑی ہوئی ہیں اس لئے ہم تو لینا چاہتے ہیں۔

رانا پھول محمد خان: ان کے ارکان کی کٹوتی کی تحریکیں بھی ہیں ان کا حق مارا جائے گا اگر تحریک التوائے کار کو ملتوی کردیا جائے تو ان کو زیادہ موقع ملے گا۔ ہمیں تو اپوزیشن کا احترام ہے تو ان کے احترام میں یہ کہہ رہے ہیں کہ تحریک التوائے کار پیش نہ ہوں۔

جناب سپیکر: رانا ثناء اللہ صاحب رانا پھول محمد خان کی بات قابل غور ہے وزیر امداد باہمی کی بات قابل غور ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! اگر رانا صاحب کی کوئی تحریک التوائے کار موخر ہے پھر تو ان کی بات ٹھیک ہے اور ان کی طرف سے تحریک التوائے کار ہے ہی نہیں اور ہماری ہیں تو پھر ہم تو چاہیں گے کہ انہیں پیش ہونے دیا جائے۔

جناب سپیکر: وہ یہ اس لئے کہہ رہے ہیں ۔ آپ کی کٹ موشنز ہیں اور آپ کٹ موشنز پر زیادہ سے زیادہ بات کرسکیں۔ اس لئے وہ یہ چاہتے ہیں کہ آج تحریک التوائے کار کو نہ لیا جائے۔

رانا ثناء اللہ خان: اس پر بھی جناب والا ہم نے ہی بات کرنی ہے۔ کیونکہ تحریک التوائے کار میں بھی فوری نوعیت کے اور اہم نوعیت کے مسائل ہیں ان پر بھی ہم بات کرنا چاہتے ہیں۔ تحریک التوائے کار کی اپنی نوعیت ہے اور کٹ موشنز کی اپنی نوعیت ہے۔

جناب سپیکر: آپ تحریک التوائے کار کے لئے بہت سنجیدہ ہیں؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! کافی دنوں سے ہماری تحریک التوائے کار موخر چلی آرہی ہے۔

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب تحریک التوائے کار کو لے لیا جائے؟ نصف گھنٹہ ہے اس پر لگا لیتے ہیں کوئی بات نہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا تحریک التوائے کار پر بھی رانا صاحب نے بولنا ہے اور کٹ موشنز پر بھی انہوں نے ہی بولنا ہے۔ آج دراصل اپوزیشن کے دوست آئے نہیں ہیں۔ آج بجٹ اجلاس ہے ہم تو چاہتے تھے کہ وہ زیادہ زیادہ کٹ موشنز پر بات کریں۔ تحریک التوائے کار تو سارا سال یعنی جب بھی اجلاس ہوتا ہے چلتی رہتی ہیں۔ اس وجہ سے پارلیمنٹری پریکٹس یہ ہے کہ جس دن کٹ موشنز ہوتی ہیں تحریک التواء پیش نہیں ہوتیں اگرچہ رولز میں موجود ہے کہ آپ تحاریک التوائے کار لے سکتے ہیں لیکن عام طور پر تحاریک التوائے کار نہیں لی جاتیں تاکہ اپوزیشن گورنمنٹ کے کٹ موشن پر زیادہ سے زیادہ بات کرسکے اور اپنا نقطہ نظر پیش کرسکے۔ یہ بجٹ اجلاس ہے لیکن اس کے باوجود اگر وہ کٹ موشنز پر بات نہیں کرنا چاہتے تو بسم اللہ وہ بے شک تحریک التوائے کار پیش کریں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب پھر کیا طے ہوا؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ معاملات جو ہم تحریک التوائے کار کے ذریعے زیر بحث لانا چاہتے ہیں یہ غالباً" مارچ کے بنتے ہیں۔

جناب سپیکر: پھر آپ نے انہیں پیش کرنا ہے؟

رانا ثناء اللہ خان: اس طرح سے جب معاملہ چلتا رہتا ہے بات پھر اگلے اجلاس پر چلی جائے گی اور پھر یہ چھ مہینے آٹھ مہینے بعد یہ بات ہوگی تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ یہ کافی دیر سے مؤخر چلی آرہی ہے۔ اگر یہ کوئی دس پندرہ روز کی بات ہوتی تو پھر ہم کہتے کہ ٹھیک ہے اگلے اجلاس پر چلی جائے گی۔

جناب سپیکر: تو ٹھیک ہے پھر آپ انہیں پیش کریں بسم اللہ کیجئے آپ کی اپنی تحریک التوائے کار نمبر 25 ہے۔

بورڈ آف ریونیو کے عملے کی طرف سے کروڑوں روپے کے متروکہ اراضی کی جعلسازوں کے ہاتھ فروخت

رانا ثناء اللہ خان: میں یہ تحریک التوائے کار پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے

کہ روزنامہ امروز لاہور کی مورخہ 21 مارچ 1991ء کی اشاعت میں یہ خبر چھپی ہے کہ بورڈ آف ریونیو نے کروڑوں روپے کی متروکہ اراضی ملی بھگت سے فروخت کردی ہے ایجرٹن روڈ لاہور پر محکمہ بحالیات کی 45 کنال قیمتی اراضی پر قائم محکمہ بحالیات کا محکمہ ختم کر کے بورڈ آف ریونیو کے سپرد کردیا گیا۔ جہاں بورڈ کے عملے نے جعلسازوں کے گروپ سے ملی بھگت کر کے 45 کنال اراضی اور عمارت کے حصے بخرے کر کے اپنے مختلف ناموں پر منتقل کرا لیا جو حکومت کی نااہلی کا واضح ثبوت ہے۔ اس خبر سے صوبے کے عوام میں بے چینی اور اضطراب غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر اس ایوان میں زیر باعث لایا جائے۔

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب آپ اس پر ارشاد فرمائیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب تاکیرا اس سلسلے میں' میں فاضل رکن کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کسی قسم کی اراضی کا خورد برد نہیں ہوا ہے بلکہ یہ دو محکموں کے درمیان معاملہ ہے محکمہ پی ڈبلیو ڈی نے یہ زمین خرید کی ہے رقم کا کچھ حصہ وہ ادا بھی کر چکے ہیں آخری ادائیگی کے لئے بات چیت ہو رہی ہے۔ جب تک حتمی ادائیگی پر بات چیت مکمل نہیں ہو جاتی اور ادائیگی ہو نہیں جاتی پی ٹی ڈی ان کو جاری نہیں ہوگا اتنی سی بات ہے کسی پرائیویٹ پارٹی کو یہ زمین نہیں دی گئی ہے بلکہ یہ دو محکموں کے درمیان معاملہ ہے اس وجہ سے میں اپنے فاضل رکن کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ ان کو جو یہ اطلاع ملی ہے اور روزنامہ امروز میں جو خبر چھپی ہے کہ اس میں کوئی خورد برد ہوا ہے اور کروڑوں روپے کی زمین کسی پرائیویٹ پارٹی کو دے دی گئی ہے اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے ان حقائق کے پیش نظر میں اپنے فاضل بھائی سے یہ توقع کروں گا کہ وہ اپنی تحریک التوائے کار کو پریس نہ فرمائیں۔ شکریہ۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب تاکیرا اس سلسلہ میں یہ گزارش کروں گا کہ سرکاری اراضی کو ان بھول بھلیوں میں ڈالنا کہ ایک محکمے سے دوسری طرف جاری ہے دوسرے محکمے سے تیسری طرف جاری ہے پھر چوتھی طرف جاری ہے اور پھر اس طرح سے اس معاملے کو لمبا کرتے کرتے اس طرف لے جانا کہ بعد میں وہ جو پرائیویٹ آدمی ہیں جنہیں عرف عام میں سرکاری قبضہ گروپ کا نام دیا گیا ہے اس کے جو افراد ہیں آخر میں پراپرٹی ان کے نام منتقل ہو جاتی ہے۔ یہ صرف اس 45 کنال کی بات نہیں ہے۔ اسے سے پہلے بھی ہزاروں کنال اور ہزاروں ایکڑ اراضی اسی طرح سے خورد برد کی جا چکی ہے اور یہ سلسلہ پچھلے آٹھ دس سال سے پنجاب میں برابر چلا آرہا ہے اور اب پچھلے دو تین سال سے

اتنا تیز ہو گیا ہے کہ اب تو کوئی جگہ نظر نہیں آتی یعنی سڑک کے ساتھ گرین بلٹ ہے وہاں پر اگلے دن دیکھو پیٹرول پمپ بنا ہوا ہوتا ہے' اس سے دوسرے دن دیکھو تو سترہ سترہ لاکھ روپے میں فروخت ہو جاتا ہے کہیں سرکاری پلاٹ ہے اگلے دن وہاں پر شو روم بنا ہوتا ہے۔۔۔۔ تو اس طریقے سے لوٹ کھسوٹ اور سرکاری اراضی کی خورد برد جو کی جا رہی ہے اس کو روکنا بہت ضروری ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو سلسلہ چل نکلا ہے کہ جب اس کے نوجوان اور اس ملک کے لوگ اپنے ارد گرد اس قسم کے ماحول دیکھتے ہیں قبضہ گروپ کا اور لوٹ مار کا تو پھر اسے اذہان میں بے چینی اور مایوسی پھیلتی ہے وہی آگے چل کر اس ملک کے لیے اور اس صوبے کے لیے امن امان کا مسئلہ پیدا کرتی ہیں۔ یہ معاملہ بڑی سنجیدگی سے نوٹس لینے کا ہے۔ یہ اخبار میں خبر آئی ہے اور اس پر واضح طور پر دیا ہوا کہ فلاں جگہ اراضی تھی اور اتنی تھی اور وہ فلاں ناموں پر منتقل ہوئی ہے یہاں وزیر قانون ایک رسمی بیان دے دیا ہے کہ جناب یہ ایک محکمے سے دوسرے محکمے کو جا رہی ہے دوسرے تیسرے کو جا رہی ہے تو بات یہ ہے کہ کس نے اس کی تردید کی ہے۔ یہ 21 مارچ 1991ء کو چھپی ہے اور روزنامہ امروز ہے۔ یہ بھی نہیں ہے کہ روزنامہ مساوات ہے یا کسی دوسرے اخبار کی خبر ہے جس کو آپ تسلیم ہی نہیں کرتے یہ تو آپ کا اپنا اخبار ہے۔ جن دو تین محکموں کا انہوں نے نام لیا ہے تو کیا ان محکموں نے اس کی تردید کی ہے کس محکمے نے کہا ہے کہ یہ خبر غلط ہے۔ یا حکومت کی طرف سے کوئی تردید شائع ہوئی ہے۔ پھر آج سے دس پندرہ دن پہلے جب پہلی مرتبہ یہ تحریک ایوان میں پیش ہوئی تھی تو انہوں نے کہا تھا کہ اس کا جواب ابھی تیار نہیں ہوا۔ یعنی یہ تحریک سیکرٹریٹ کو 26 مارچ 1991ء کو ملی اور یہ جون میں آکر ایوان میں پیش ہوتی ہے اور پھر اس کا جواب دیا جاتا ہے کہ اس تحریک کا جواب ابھی تیار نہیں ہوا۔ اور اب اس کے بعد انہوں نے محض کاغذات میں اپنا دفاع تیار کیا ہے۔ یہ غلط ہے۔ اس کا سنجیدگی سے نوٹس لینا چاہیے میں سمجھتا ہوں کہ اس صوبے میں اس سے بہت خرابی پیدا ہوئی ہے جو اس ملک کے لیے اس صوبے کے لیے اور اس قوم کے لیے تباہی کا باعث ہے۔ تو اسے اس طرح نہیں لینا چاہیے کہ میں حقائق کی بات کر رہا ہوں اور وزیر قانون صاحب مسلسل مسکرائے جا رہے ہیں۔ شکریہ!

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب وزیر قانون' آپ کچھ ارشاد فرمائیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! عرض یہ ہے کہ اس اراضی کا دو محکموں کے درمیان

مسئلہ ہے۔ یہ 42 کنال زمین ہے۔ پی ڈبلیو ڈی نے یہ اراضی خریدی ہے اس کی اقساط میں کچھ ادائیگی ہو چکی ہے آخری ادائیگی ابھی ہوئی ہے۔ جب ادائیگی ہو جائے گی تو پی ٹی او جاری کر دیا جائے گا۔ یہ اراضی کسی پرائیویٹ پارٹی کو نہیں دی گئی اور نہ ہی جس طرح کہ اخبار میں لکھا ہے' کوئی خورد برد ہوئی ہے اور نہ ہی یہ معاملہ اہمیت عامہ کا ہے۔ یہ دو محکموں کے درمیان معاملہ ہے۔ میں نے فاضل رکن کی خدمت میں گزارش کی ہے کہ وہ اس تحریک پر زور نہ دیں اگر وہ اپنی تحریک پر زور دیتے ہیں تو یہ کوئی اہمیت عامہ کا مسئلہ نہیں ہے میں آپ کی خدمت عرض کرونگا کہ اس کو آپ خلاف ضابطہ قرار دیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب کیا آپ اس کو پریس نہیں کرتے۔؟

رانا ثناء اللہ خان: میں اس کو بالکل پریس کروں گا۔ بات یہ ہے کہ میری وزیر قانون سے گزارش ہے کہ ہاؤس میں یہی بات کر دیں اور بتادیں کہ قبضہ گروپ کے کن کن ارکان کے نام یہ پراپرٹی منتقل ہوئی ہے اور ان سے واپسی کا ان کا ارادہ ہے یا نہیں ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمایئے خان صاحب!

جناب غلام سرور خان: جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ تحریک التوائے کار نہایت اہمیت کی حامل ہے۔ صرف ایک ہی جگہ پر نہیں بلکہ پورے پنجاب میں سرکاری زمین سرکاری اراکین اسمبلی میں تقسیم کی جارہی ہے۔ ہمارے پاس اس بات کے دستاویزی ثبوت موجود ہیں۔ تحصیل مری میں پنڈی سے تعلق رکھنے والے وزیر جنگلات کے عزیزوں کو محکمہ جنگلات کی زمین الاٹ کی گئی ہے۔ ضلع راولپنڈی سے تعلق رکھنے والے آئی جے آئی کے اراکین اسمبلی کو محکمہ جنگلات کی زمین الاٹ کی گئی ہے۔ اس کے بھی ہمارے پاس ثبوت ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: غلام سرور خان صاحب' ابھی اس کی admissibility پر بات نہیں ہو رہی۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ یہ تو عوام کے پیسے کی بات ہے کہ اور جو سرکاری پراپرٹی ہے اس کی بات ہے۔ ہم تو اسے کسی صورت میں بھی واپس لینے والے نہیں ہیں۔ ہم تو یہ انہیں کہتے ہی رہیں گے کہ یہ عوام کا پیسہ ہے' یہ لوگوں کی مال ہے' یہ عوام کا مال ہے تو اسے آپ اس طرح سرکاری قبضہ گروپ کے ارکان میں نہ بانٹیں۔ انہیں یہ پیسے نہ کھانے دیں۔ آپ انہیں روکیں۔ آگے ان کی مرضی ہے۔ جب تک ان کی رسی دراز ہے یہ جو مرضی ہے کرتے رہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب لاء منسٹر صاحب' اگر رانا صاحب سے یہ کہا جائے کہ وہ لاء منسٹر صاحب سے مل کر اس کی تحقیق کرلیں تو آپ کی کیا رائے ہو گی؟

وزیر مال: جناب والا! اس میں تحقیقات کی کونسی بات ہے۔ یہ تو ایک سیدھا سادا فیصلہ ہے کہ یہ ایک متروکہ جائیداد ہے۔ وہ گورنمنٹ کی جگہ پر ہے اور اس نے پی ڈبلیو ڈی کو فروخت کردی ہے اور اس کی ادائیگی ہو چکی ہے۔ لیکن اس میں جو بلڈنگ بعد میں بنائی گئی تھی اس کی ادائیگی ابھی اس محکمہ نے نہیں کی۔ ہم نے ان سے مطالبہ کیا ہے کہ ادائیگی کریں تو بعد میں ہم کو پی ٹی ڈی جاری کریں گے۔ وہ ابھی تک جاری نہیں کیا گیا ہے۔ یہ ایک سیدھی سی بات ہے۔ اس میں تحقیق کرنے والی کون سی بات ہے۔ دو محکموں کے درمیان یہ تنازعہ چلا ہے۔ انہوں نے کچھ ادائیگی کردی ہے۔ بقایا ادائیگی ابھی رہتی ہے۔ جب وہ ہو جائیگی تو ہم اس کو منتقل کریں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میری وزیر موصوف سے یہ گزارش ہے کہ اگر واقعی معاملہ اتنا صاف ہے۔ اگر ان کے ہاتھ اتنے ہی صاف ہیں.....

میاں منظور احمد موحل: جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ رانا ثناء اللہ صاحب بڑے قانون کو جاننے والے معزز رکن ہیں۔ تحریک التوائے کار کا ایک طریق کار ہے۔ انہوں نے اپنی تحریک التوائے کار ایوان میں پڑھی وزیر قانون نے اس کا جواب دے دیا انہوں نے اس پہ پھر دلائل دیئے وزیر مال نے پھر جواب دے دیا غلام سرور صاحب بھی بیچ میں بول پڑے۔ اب پھر وہ اس پر بحث کر رہے ہیں۔ یہ طریق کار نہیں ہے۔ میرے خیال میں اگر آپ کا استحقاق مجروح نہ ہو جائے تو میں یہ کہوں گا کہ یہ کارروائی صوبائی اسمبلی کے معیار کے مطابق نہیں ہے۔ آپ نے اس پر اپنا فیصلہ دینا ہوتا ہے آپ نے دونوں کی رائے سن کر دیکھنا ہوتا ہے فنی طور پر یا تحریک التوائے کار کے بارے میں قواعد کے دائرہ کار میں آتی ہے یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: موحل صاحب! جہاں تک رولز کا تعلق ہے آپ درست فرمارہے ہیں۔ لیکن ہماری یہ پریکٹس رہی ہے۔ ہم کوشش کریں گے کہ رانا صاحب اس بات کو اختصار سے لیں۔ رانا صاحب' جیسے کہ وزیر قانون صاحب نے بھی اور وزیر مال صاحب نے بھی اس معاملہ کی وضاحت کردی ہے کہ یہ سرکاری محکموں کے درمیان مسئلہ ہے اور یہ وزیر مال صاحب نے بھی اس معاملہ کی وضاحت کردی ہے کہ یہ دو سرکاری محکموں کے درمیان مسئلہ ہے اور یہ اراضی کسی آدمی کے نام منتقل نہیں ہو رہی تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں تحریک التوائے کار والا کوئی مسئلہ پیدا نہیں ہوتا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! اس معاملے میں ان کے ہاتھ اتنے ہی صاف ہیں اور یہ معاملہ اتنا ہی سادہ ہے تو پھر چیئر کی observation کے بعد اس کو بیٹھ کر دیکھ لیا جائے اور اس کی تحقیق کر لی جائے تو پھر ان کو اس سے بھاگنے والی کونسی بات ہے۔ ہم جب کہہ رہے ہیں کہ یہ کھا گئے ہیں کھا گئے ہیں تو پھر ہمیں یہ دکھا دیں کہ یہ آپ کے سامنے دستاویزات پڑی ہیں۔ اور یہ معاملہ بالکل صاف ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہر حال تحریک التوائے کار کو قواعد و ضوابط کے مطابق اسمبلی میں پیش کیا جاسکتا ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ وزیر قانون اور وزیر مال کے بیان کے بعد کہ یہ دو محکموں کے درمیان ایک مسئلہ ہے۔ اس میں کوئی پرائیویٹ آدمی شامل نہیں ہیں تو یہ آپ کی تحریک التوائے کار قانونی تقاضے پورے نہیں کرتی اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر27 بھی رانا صاحب آپ ہی کی ہے۔

چادر اور چار دیواری کے محافظوں کی لاپروائی

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے حامل مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ امروز لاہور کی مورخہ 27 مارچ 1991ء کی اشاعت میں یہ خبر چھپی ہے کہ چادر اور چار دیواری کے محافظ کہاں سو گئے۔ نکاسی آب کے جھگڑے پر نرس کو ننگا کرکے بازار میں نچایا گیا۔ چار افراد حوا کی بیٹی پر تشدد کرتے رہے اور سرعام رقص پر مجبور کرتے رہے۔ کچھ درد مند لوگوں نے ہمت کرکے مظلوم خاتون کو ظالمان کے چنگل سے آزاد کروایا۔ پولیس ابھی تک محض خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے۔ اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر (پارلیمانی سیکرٹری داخلہ): گزارش یہ ہے کہ یہ وقوعہ دو پارٹیوں کے درمیان بارش کے پانی کی بناء پر ہوا اور اس دن وہاں لڑائی ہوئی دونوں فریق اس دن اس لڑائی میں مضروب ہوئے۔ لیکن یہ فریق عورت جس نے درخواست دی ہے اس کا دوسرا فریق زیادہ مضروب ہوا۔ ان کا کیس رجسٹر ہوا دفعہ 307-A کا کیس رجسٹر ہوا جس کے بعد اس میں ایک آدمی فوت ہوگیا۔ اور پھر دفعہ 302 ہوگئی۔ اس کے بعد اس محترمہ نے یہ درخواست گزاری کہ میرے ساتھ بھی وہاں پر

اس طرح زیادتی ہوئی ہے۔ اس کے بعد پھر اس کا پرچہ درج کر لیا گیا دفعہ 302 کے تحت چالان عدالت میں دے دیا گیا۔ اور اس کی جو تفتیش ہو رہی ہے ملزمان بھی گرفتار ہو چکے ہیں لیکن ابھی ڈی ایس پی صاحب تفتیش کر رہے ہیں اور اس وقوعے کی دفعہ والے تصدیق نہیں کرتے چونکہ اس میں دفعہ 302 لگ گئی ہے اس کو cross case کروانے کے لئے اس کو کمزور کرنے کے لیے بعد ازاں یہ درخواست دی گئی ہے جس کی تفتیش ہو رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا یہ کیس رجسٹر ہو چکا ہے؟

جناب پارلیمانی سیکرٹری (داخلہ): جی ہاں کیس رجسٹر ہو چکا ہے۔ کیس دونوں رجسٹر ہو چکے ہیں' دونوں میں ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں۔ جو کیس دفعہ 302 کا ہے وہ عدالت میں دیا جا چکا ہے۔ باقی جو محترمہ کا کیس ہے اس کی تفتیش ہو رہی ہے۔ یعنی وہ زیر تفتیش ہے اخبار کی خبر پہ ان کا انحصار ہے اور اس میں حقیقت میں قانونی کارروائی ہو چکی ہے ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں اس لئے اس میں تحریک کا کوئی مسئلہ پیدا ہی نہیں ہوتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب چونکہ ہر دو فریقین کے کیس رجسٹر ہو چکے ہیں اور معاملہ عدالت میں ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ مناسب یہ ہوگا کہ آپ اس کو پریس نہ کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: میں یہ گزارش کروں گا کہ محترم پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جو فرمایا ہے مجھے اس سے اتفاق ہے۔ لازماً اس واقعے کا پرچہ بھی درج ہوا ہوگا اس کے بعد تفتیش بھی ہوئی ہوگی لیکن میں جو بات کرنی چاہتا ہوں وہ یہ ہے اس طرح کے واقعات جو ہیں جس طرح سے گلہ تعلیم سے متعلق واقعات نے آج سے کوئی چار پانچ مہینے پہلے اخباروں کی زینت بننا شروع کیا اور وہ معاملہ بڑھتا اس حد تک آگیا ہے آخر کار اسے پھر اسمبلی میں زیر بحث لانا پڑا۔ یہ میں کسی خاص حوالے سے بات نہیں کرتا کہ ایک جگہ یہ واقعہ ہوا ہے اس کا پرچہ اگر درج ہو گیا تو بات ختم ہو گئی۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ محترم پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے بھی پڑھا ہوگا کہ کل یا پرسوں کے اخبار میں بھی تھا کہ ایک عمر رسیدہ عورت کے ساتھ بھی اسی طرح کا واقعہ پیش آیا ہے تو یہ اس قسم کے جو واقعات پیش آرہے ہیں اور مقامی انتظامیہ انہیں روکنے میں ناکام ہے یا تو یہ ہے کہ جب اس قسم کا ایک واقعہ پیش آتا ہے تو اس کے خلاف کوئی سخت ایکشن نہیں لیا جاتا اور اس وجہ سے پھر لوگوں کو حوصلہ ملتا ہے کہ ٹھیک ہے ایک دفعہ ہو گیا تھا تو کچھ نہیں ہوا تو وہ کرتے رہتے ہیں۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ یہ جو خاص واقعہ ہے اس حوالے سے معاملہ اسمبلی میں زیر بحث ہو تاکہ اس کی اہمیت سے انتظامیہ یا جو متعلقہ

محکمہ ہے یا جو گورنمنٹ ہے وہ بھی آگاہ ہو۔ اور اس کا کوئی سد باب ہو تو اس قسم کے واقعات ہی نہ ہوں اس خاص واقعے کا جو حوالہ ہے میں اس حوالے سے بات نہیں کرتا میں یہ کہتا ہوں کہ یہ عام بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب جس دن امن و امان کی صورت حال پر بحث ہوگی اس دن آپ یہ ساری باتیں اٹھا سکتے ہیں۔ جہاں تک التواء کا تعلق ہے اس کے بارے میں آپ فرمائیں۔

رانا ثناء اللہ خان: میں آپ کی بات سے اتفاق کرتا ہوں اور میں اسے پریس نہیں کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اسے پریس نہیں کرتے۔ یہ نمبر28 جناب رانا اکرام ربانی صاحب کی ہے۔

رانا اکرام ربانی: میں اسے پریس نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے آپ اسے پریس نہیں کرتے۔ یہ نمبر29 جناب علی حسن رضا قاضی صاحب کی طرف سے ہے۔ تشریف نہیں رکھتے۔ تو یہ lapse ہوگئی۔ تو تحریک التوائے کار نمبر30 جناب غلام سرور خان صاحب کی طرف سے ہے۔

نامعلوم نوجوان کی پولیس تشدد سے ہلاکت

جناب غلام سرور خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی کو ملتوی کیا جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ مساوات لاہور کی مورخہ 27 اپریل 1991ء کی اشاعت میں یہ خبر چھپی ہے کہ پولیس کی آسمانی بجلی سے ہلاک ہونے والے کی شناخت ہوگئی۔ چند روز قبل تھانہ رائے ونڈ صدر کا اے ایس آئی بشیر احمد ایک نامعلوم نوجوان کو ٹرالی میں لاد کر بلدیہ کوٹ رادھا کشن کے دفتر میں لایا اور سرکاری عملہ کو بتایا کہ مذکورہ شخص آسمانی بجلی گرنے سے ہلاک ہوگیا ہے۔ لہٰذا اسے لاوارث قرار دے کر دفن کردیا جائے۔ متوفی کے منہ ناک اور کانوں سے خون بہتا دیکھ کر بلدیہ کے عملہ نے متوفی کی لاش کو لاوارث قرار دینے کی بجائے اس کے وارثان کی منادی کر دی جس کے نتیجہ میں شناخت کر لیا گیا۔ متوفی کی لاش دیکھنے والوں نے بتایا کہ اس کے جسم پر تشدد کے نشانات تھے لیکن پولیس آفیسر نے اس کی موت آسمانی بجلی قرار دیا جبکہ وہ پولیس کی بجلی سے جاں بحق ہوا اس خبر سے پولیس کی زیادتیوں سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔

متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اس کا جواب دیں گے؟

جناب پارلیمانی سیکرٹری (داخلہ): جناب والا یہ واقعہ مورخہ 13 مارچ 1991ء کا ہے محمد صادق چوکیدار نے یہ اطلاع تھانے میں دی کہ میں باہر ایک شخص کے قریب جا رہا تھا وہاں بادل چھائے ہوئے تھے بجلی چمک رہی تھی اور بادل گرج رہے تھے اور وہ آسمانی بجلی کے ساتھ زخمی ہوا اور فوت ہوگیا۔ اس نے تھانے میں جاکر رپورٹ کی' اس پر تنقید ہوئی جو اے ایس آئی نے کی اور ایس ایچ او نے بھی اس کی تصدیق کی پھر اس کا میڈیکل بھی کروایا گیا میڈیکل افسر نے بھی اس بات کی تصدیق کی ہے کہ یہ آسمانی بجلی گرنے کی وجہ سے ہی فوت ہوا ہے اس کی حلقہ افسر نے بھی تصدیق کی ہے کہ واقعی یہ آسمانی بجلی گری ہے اس کے علاوہ نہ ہی اس کو کسی نے پکڑا ہے نہ کسی قسم کا کوئی وقوعہ ہوا ہے۔ آسمانی بجلی سے ہی وہ زخمی ہوا اور چوکیدار کی رپورٹ پر تھانے میں پرچہ درج کیا گیا ہے۔ اس کے بعد وارث آئے ان کو لاش دے دی گئی اس میں کسی قسم کا کوئی تشدد کا واقعہ پایا نہیں گیا تھا نہ اس قسم کی کوئی رپورٹ کی گئی ہے کہ اس پر تشدد ہوا ہے۔

جناب غلام سرور خان: یہ صوبہ پنجاب میں کوئی پہلا واقعہ نہیں۔ کہ یہ کوئی پہلا شخص ہو جسے پولیس نے حراست میں لیا ہو' گرفتار کیا ہو اور بغیر تشدد کے اس کی موت واقع ہوگئی ہو جناب سپیکر! پنجاب میں بہت ساری مثالیں موجود ہیں میں اپنے ضلع راولپنڈی کی کئی مثالوں کا حوالہ دینے کے لئے تیار ہوں کہ لوگوں کو دفعہ 54 کے تحت گرفتار کیا گیا۔ ان پر تشدد بے جا کیا گیا بعد میں ان کو آگ لگا دی گئی اور کہہ دیا گیا کہ یہ واقعہ خودکشی کا ہے اور مرنے والے نے خودکشی کی ہے۔ جناب والا! یہ بھی اس قسم کا واقعہ اور اس کی نشاندہی مرنے والے کے لواحقین نے کی ہے کہ ہمارے اس آدمی کو یا اس عزیز کو کوٹ رادھا کشن کی پولیس نے گرفتار کیا ہے اسے حبس بے جا میں رکھا ہے اس پر بے جا تشدد کیا گیا ہے اس تشدد کی وجہ سے اس متعلقہ شخص کی موت واقع ہوگئی اور بعد میں پولیس نے اس موت کو آسمانی بجلی کی موت قرار دے کر بلدیہ کے حوالے کرنے کی کوشش کی۔ لیکن جب بلدیہ انکاری ہوئی اور کہا کہ ٹھیک ہے ہم اسے لاوارث قرار دے کر تو دفن نہیں کرتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خان صاحب دھرائیں نہ کیونکہ یہ باتیں تو پہلے آچکی ہیں۔

جناب غلام سرور خان: اس سلسلے میں جناب والا! میری گزارش ہے اگر معزز پارلیمانی سیکرٹری یہ فرماتے ہیں کہ اس کی پوسٹ مارٹم رپورٹ جو اس کا پوسٹ مارٹم ہوا ہے میں گزارش کروں گا کہ یہ

اگر اس ایوان میں پوسٹ مارٹم رپورٹ متد اول کردی جائے تو کم از کم اس ایوان کو بھی حقائق سے آگاہی حاصل ہو جائے گی۔ اگر یہ اتنے سچے ہیں اگر پولیس اس واقعے میں واقعی سچی ہے تو مدعیوں کا بیان جو انہوں نے ریکارڈ کروایا ہے یا جس بیان پر انہوں نے یہ لاش وصول کی ہے یا مرنے والے کی پوسٹ مارٹم رپورٹ اس ہاؤس کو مطمئن کرنے کے لئے متد اول کی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری داخلہ: اگر چودھری صاحب فرمائیں تو جو میڈیکل رپورٹ میڈیکل افسر نے دی ہے وہ انہیں دکھا دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ محرک صاحب کو دے دیں ایوان میں پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری داخلہ: میں وہ منگوا کر انہیں بالکل دکھا دوں گا۔

جناب غلام سرور خان: میں نے تو یہ تحریک ایوان کے سامنے پیش کی ہے۔ ایوان کی تسلی ضروری ہے صرف میری تسلی کی ضرورت نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ ایوان کے سامنے اس وقت آئے گی جب آپ کی تحریک التواء منظور ہو جائے گی چونکہ آپ نے یہ تحریک التواء دی ہے اور انہوں نے اس کا جواب دیا ہے کہ آسمانی بجلی گرنے سے موت واقع ہوئی ہے۔ وہ آپ کو میڈیکل سرٹیفکیٹ پیش کرنے کو تیار ہیں۔

جناب غلام سرور خان: اگر انہیں مجھے یا محرک کو مطمئن کرنا ہے تو مرنے والے لواحقین میں سے کسی ایک کو بلایا جائے اور اس کی پوسٹ مارٹم رپورٹ اس سیشن کے دوران بتائی جائے۔ اگر لواحقین میں سے کوئی کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے ان کے مرنے والے کی موت آسمانی بجلی کی وجہ سے ہوئی ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

پارلیمانی سیکرٹری داخلہ: جناب سپیکر! میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ میڈیکل رپورٹ بھجوادیں گے اور اگر انکوائری رپورٹ کے بارے میں کہیں گے تو وہ بھی منگوا کر انہیں دکھا دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں خان صاحب سے عرض کروں گا کہ آپ مرنے والے کے وارثوں کو بھی بلوا لیں۔ اور میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے بھی درخواست کروں گا کہ وہ اس کی انکوائری رپورٹ اور میڈیکل سرٹیفکیٹ بھی منگوالیں اور اس کیس کے جو مدعی ہیں انہیں خان صاحب کی موجودگی میں دکھا دیں۔ تو آپ اس کو پریس نہیں کرتے؟

جناب غلام سرور خان: میں اس کو پریس نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ جی اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

میزانیہ بابت سال 92-1991ء پر بحث

(مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب میزانیہ بابت سال 92-1991ء کے مطالبات زر زیر غور لاتے ہیں۔ ان کی کل تعداد 43 ہے جن میں سے 21 مطالبات زر پر تخفیف کی تحریکیں موصول ہوئی ہیں۔ ان میں سے گیارہ مطالبات زر پر تخفیف کی تحریکوں پر حکومتی بنچوں اور اپوزیشن بنچوں میں اتفاق ہوا ہے۔ سب سے پہلے ہم مطالبہ زر نمبر 5 لیتے ہیں جناب وزیر خزانہ۔

وزیر خزانہ: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:۔

> ایک رقم جو 22 کروڑ 95 لاکھ 84 ہزار 2 سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1992ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد جنگلات برداشت کرنا پڑیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:۔

> ایک رقم جو 22 کروڑ 95 لاکھ 84 ہزار 2 سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1992ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد جنگلات برداشت کرنا پڑیں گے۔

رانا اکرام ربانی: مخالفت کی جاتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مطالبہ زر نمبر 5 میں تخفیف کی تحریک مندرجہ ذیل معزز اراکین نے پیش کی ہے رانا اکرام ربانی صاحب سید چراغ اکبر شاہ صاحب جناب علی حسن رضا قاضی صاحب ملک اقبال احمد خان لنگڑیال صاحب' خانزادہ محمد ضرغام خان خاکوانی صاحب' جناب غلام سرور خاں صاحب اور رانا ثناء اللہ خاں صاحب۔ میں رانا اکرام ربانی صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنی تحریک پیش کریں۔

رانا اکرام ربانی: میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ:-

22 کروڑ 95 لاکھ 84 ہزار 2 سو روپے کی کل رقم بسلسلہ مجموعی مطالبہ زر (مطالبہ زر نمبر5) کم کر کے ایک روپیہ کردی جائے۔

مسئلہ جسے زیر بحث لانا مقصود ہے: اس حکمت عملی کو زیر بحث لایا جائے جس کے تحت محکمہ مطلوبہ نتائج کے حصول میں ناکام رہا نیز عوام الناس کی خدمت ان کی امنگوں کے مطابق سرانجام دینے سے قاصر رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:-

22 کروڑ 95 لاکھ 84 ہزار 2 سو روپے کی کل رقم بسلسلہ مجموعی مطالبہ زر (مطالبہ زر نمبر5 جنگلات کم کر کے ایک روپیہ کردی جائے۔

وزیر خزانہ: میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا اکرام ربانی صاحب۔

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! جنگلات کے بارے میں ہمارے محکموں کے حوالے سے جو ایک تاثر عام آدمی کے ذہن میں بن چکا ہے کہ یہ ایک محکمہ ہے جو جنگلات لگاتا ہے اور پھر ان جنگلات کی آمدنی میں سے سرکاری کھاتے میں کچھ فی صد جمع کرادیا جاتا ہے لیکن باقی سارا خورد برد ہو جاتا ہے۔ لیکن جناب سپیکر جنگلات کی اپنی ایک اہمیت ہے اس کے سروے ہوتے ہیں کہ کسی ملک میں اس کی اپنی ضرورت کے اعتبار سے اس ملک کی موسم کی سختیوں کے پیش نظر اس ملک میں علاقے کی تقسیم کے پیش نظر وہاں باقاعدہ ایک منصوبہ بندی کے ذریعے جنگلات لگائے اور اگائے جاتے ہیں۔ لیکن ہمارے ہاں اس ساری منصوبہ بندی کا فقدان ہے۔ سطحی نظر سے اس سارے مرحلے کو دیکھا جاتا ہے وہ جو انہوں نے ہمیں ایک کتاب دی ہے اسی کے اندر انہوں نے جو اعداد و شمار دیئے ہوئے ہیں ان سے اندازہ ہوتا ہے ایک تو یہ جو محکمہ جنگلات ہے یہ اپنے فرائض کی انجام دہی میں کتنا سنجیدہ ہے اور نمبر2 جس طریقے سے وہ اپنے مطالبات محکمہ خزانہ سے منواتے ہیں اے بی سی زیڈ تک محترم وزیر خزانہ نے انہیں سمجھایا کہ اس طرح بجٹ سازی ہوتی ہے جناب والا! باقی محکموں پر بھی توجہ دلائیں گے لیکن اس محکمے کی سوچ بتاتا ہوں کنزرویٹو کی اسامیاں وہ 1991ء میں دو تھیں 92-1991ء میں بھی دو تھیں 1991ء میں انہیں ایک لاکھ 52 ہزار تنخواہ دی گئی اور جو Budjet estimate ہے اس میں اس

کو کم کرکے ایک لاکھ چالیس ہزار کر دیا گیا۔ جناب سپیکر! یہ کوئی سمجھ میں آنے والی بات ہے؟ کہ پچھلے سال کی نسبت اس سال بجائے تنخواہ میں اضافہ ہونے کے اس کو کم کردیا گیا ہے۔ اس سے ان کی لاپروائی ظاہر ہوتی ہے۔ اور جتنی ذمہ داری یہ محسوس کرتے ہیں اور محکمہ خزانہ کو لفٹ کرواتے ہیں یا ان کی اہمیت کو سمجھتے ہیں یہ ظاہر ہوتا ہے۔ انہیں پتا ہے کہ جو ہم لکھ کر بھیج دیں گے کاغذ بن جائیں گے پڑھ دیا جائے گا اور کبھی کبھی اپوزیشن کی تقریر کے دوران ہنس لیا جائے گا۔ جناب سپیکر! اس میں آگے ہے' اسسٹنٹ اکاؤنٹس آفیسرز۔ اس میں بھی پچھلے سال کی نسبت تنخواہ کم! یہ ایک لمبی کہانی ہے بعض جگہ پر تو ملازمین کی تعداد کم کی گئی ہے اور تنخواہ بڑھادی گئی ہے۔ کئی جگہ پر ملازمین کی تعداد بڑھائی گئی ہے اور Budjet estimate میں جو ان کی تنخواہ کا خانہ بنا ہوا ہے اس میں وہ کم کردیا گیا۔ جناب سپیکر ہمیں بتایا گیا تھا کہ ایک اسسٹنٹ بڑھایا گیا ہے اور تنخواہ کی مد میں جنگلات کے لیے ایک لاکھ روپے کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اسی ایوان میں ضمنی بجٹ پر بات کرتے ہوئے ذکر ہوا اس محکمے کی کارکردگی کے حوالے سے نہ صرف حزب اختلاف کی طرف سے بلکہ حزب اقتدار کی طرف سے بھی تحریک کی شکل میں سوال کی شکل میں یہ بات اس ایوان کے سامنے لائی گئی کہ نہروں کے کنارے پر سڑکوں کے کنارے پر جتنی تعداد میں درخت ہوتے ہیں وہ موجود نہیں ہیں یہ محکمہ کسی مقصد کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ کسی مقصد کے لیے انہیں یہ تمام فنڈ مہیا کرنے کے لئے اس ہاؤس کے سامنے رکھے گئے ہیں مگر اس محکمے کی اس مقصد کی طرف توجہ نہیں ہے۔ اس سلسلے میں کوئی پلاننگ نہیں کی جاتی اور صرف ایک محکمہ قائم کرکے لوگوں کے لئے کھانے پینے کا بندوبست کیا گیا ہے۔ اسی محکمہ میں تشہیر و اشاعت کے لئے یہ پانچ لاکھ پانچ ہزار روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔ جناب سپیکر! آپ عام آدمی کے پاس جائیں۔ اس سے سوال کریں کہ تم اس محکمے کے حوالے سے جنگلات کی اہمیت کو سمجھتے ہو؟ تو پڑھے لکھے لوگوں کا جواب ہوگا کہ نہیں۔ چونکہ جناب سپیکر! یہ جو تشہیر و اشاعت کے لیے پیسے رکھے گئے ہیں یہ اس ذہن کا ایک حصہ ہے کہ صرف اخبار میں ایک اشتہار آجائے گا اور اس اشتہار میں بھی ہفتہ شجرکاری منانے کے لیے یا منانے پر ہم محترم وزیراعلیٰ کو یا محترم وزیر خزانہ کو یا فلاں صاحب کو مبارکباد دیں گے تین چار دفعہ اشتہار آتا رہا اور اس کے بعد اس کو پیسے دے دیئے۔ کمشن بن گیا اور بل بن گیا۔ جناب سپیکر کیا تشہیر کا طریقہ ہے پبلسٹی کے لے تو ایک باقاعدہ آج کل Scientific approach ہے کہ ایک عام آدمی جو اس ملک میں پنجاب میں رہنے والا ہے عام کاشتکار جو اس پنجاب کا رہنے والا ہے۔اس کو اس کی اہمیت کا احساس دلایا جائے۔ اسے اس میں شامل کیا جائے تاکہ واقعتاً" عوام حکومت کے ساتھ مل کر محکمے کے ساتھ مل کر اس صوبے کے اندر دستیابی کے حساب

سے موسموں کی تبدیلی کو پیش نظر رکھتے ہوئے جتنے درخت ایک سال میں جہاں جہاں پر جس جس قسم کے لگنے چاہیں وہ لگائیں جناب سپیکر! پھر تشہیر کا دوسرا مرحلہ شروع ہو جاتا ہے وزیراعلیٰ صاحب گئے کوئی وزیر صاحب گئے۔ تصویریں بنیں۔ ایک پارٹی ہوئی پارٹی پر خرچ کیا گیا۔ فوٹو گرافر کو پیسے دیئے گئے اور اخبار والوں کو اور اخبار والے بھی وہ جو اپنے اخبار والے تھے۔ جن کو نوازنا مقصود ہوتا ہے ایک ذہن۔ نوازنا یا نوازا جانا جو پچھلے آٹھ دس سال سے اس صوبے پر جس نے قبضہ کیا ہوا ہے ہر محکمے کی کارروائی ہر محکمے کی کارکردگی میں۔ اس کی پلاننگ میں ایک ہی سوچ ہے کہ کھایا کیسے جائے اور اس کو اڑایا کیسے جائے۔ پھر وہ تصویریں مختلف حوالوں سے لوگوں کے سامنے آتی رہتی ہیں۔

جناب سپیکر! اس ہاؤس میں کسی معزز رکن کا نام نہیں لینا چاہتا۔ انہوں نے ایک سوال دیا اور اس سوال کے جواب میں یہ اعتراف کیا گیا ہے ہاں درختوں کی چوری ہوتی ہے۔ کہنے کے مطابق ہماری ضروریات کے مطابق جنگلات نہیں لگائے جارہے اور جو لگے ہوئے ہیں ان میں سے بھی چوری کا اعتراف کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! میری اس بات کی تائید شائد بعض اقتدار کی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے نہ کر سکیں لیکن ان کے دل میں یہ بات ہے اور ان کے اندر جو ایک سچا انسان چھپا ہوا ہے اس کے حوالے سے یہ اپیل کرونگا کہ جناب سپیکر۔ اس محکمے کی کارکردگی کے پیش نظر اور اس کرپشن کا اس ہاؤس میں اعتراف کرنے کے بعد درختوں کی بے شمار چوریوں کی وارداتوں کے بعد اس محکمے کا کوئی حق نہیں بنتا کہ اس معزز ایوان کے سامنے کوئی مطالبہ پیش کرے اور خاص طور پر یہ لاکھوں کروڑوں کا مطالبہ ہے یہ غریب ملک کا صوبہ ہے اب کھانے پینے کے لیے تھوڑے بہت سے تو محکمے کو دیئے جاسکتے ہیں لیکن سپیکر یہ 22 کروڑ 95 لاکھ 84 ہزار روپے کی رقم دی جا رہی ہے۔ میں اس کے ساتھ ہی اپنی اس کٹ موشن کے لئے دوستوں سے درخواست کرتا ہوں کہ اس محکمے کی کارکردگی کے پیش نظر میری اس کٹوتی کی تائید کریں کہ اس میں کٹوتی کی جائے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب سید چراغ اکبر صاحب۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جناب علی حسن رضا قاضی صاحب۔ جناب ملک اقبال احمد خان لنگڑیال۔ خانزادہ محمد ضرغام خان خاکوانی تشریف نہیں رکھتے۔ جناب غلام سرور خان۔ خان صاحب! آپ نہیں بولنا چاہتے؟

جناب غلام سرور خان: نہیں جناب۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب رانا ثناء اللہ خان صاحب تشریف نہیں رکھتے حکومتی نقطہ نظر پارلیمانی

(مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری)

سیکرٹری صاحب بیان کریں گے یا وزیر خزانہ خود بات کریں گے؟ جی فرمائیں۔

چودھری محمد افضل ساہی: (پارلیمانی سیکرٹری) جناب والا! جناب رانا صاحب نے اپنی تقریر میں یہ ذکر کیا ہے کہ پاکستان کے اندر محکمہ جنگلات باقاعدہ طور پر منصوبہ بندی نہیں کرتا۔ تو میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ محکمہ جنگلات باقاعدہ منصوبہ بندی کرتا ہے اور اس کے لئے ایک علیحدہ شعبہ کھولا گیا ہے جس کا سربراہ ناظم اعلیٰ ہے۔ اور جو انہوں نے غیر ممالک کا حوالہ دیا ہے ان کی خدمت میں یہ بھی گزارش کر دینا چاہتا ہوں کہ پاکستان میں محکمہ جنگلات کے پاس کل رقبے کا 1.98 ہے جن ملکوں کا انہوں نے حوالہ دیا ہے وہاں 20 فیصد 25 فیصد اور 30 فیصد تک رقبہ محکمہ جنگلات کے پاس ہے۔ دوسرا انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ نہروں کے ساتھ جنگل کم ہیں وہ زیادہ ہونے چاہیں۔ تو میں ان کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ نہریں محکمہ جنگلات کے پاس نہیں ہیں محکمہ انہار والوں نے ہم سے ملازم تو مستعار لئے ہوئے ہیں لیکن محکمہ نہر کا جنگلات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس کے علاوہ جناب انہوں نے یہ بھی اپنی تقریر میں ذکر فرمایا ہے کہ محکمہ جنگلات میں چوری بہت ہوتی ہے۔ تو میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس دور میں آپ کسی گھر کے محلے کی مثال لے لیں۔ ہر گھر میں تقریباً تین چار افراد ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ سٹریٹ لائٹیں لگی ہوتی ہیں۔ چوکیدار ہوتا ہے۔ پولیس گشت کرتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود بھی کہیں نہ کہیں چوری ہو جاتی۔ لیکن محکمہ جنگلات میں صرف ایک گارڈ ہوتا ہے اور اس کا ایریا بیس پچیس میل کے لگ بھگ ہوتا ہے۔ تو جناب والا ایک آدمی لمبے چوڑے رقبے کی کیسے دیکھ بھال کر سکتا ہے اس لئے ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ ہمیں زیادہ سے زیادہ فنڈ دیئے جائیں تاکہ ہم بہتر طریقے سے پودے لگا سکیں اور جو پودے لگے ہوئے ہیں ان کی بہتر طریقے سے دیکھ بھال کر سکیں۔ جناب والا! جو ہم نے گارڈز رکھے ہوئے ہیں کہ اور جو فاریسٹرز ہیں ان کے پاس کوئی ٹرانسپورٹ نہیں ہے ایک آدمی پندرہ بیس میل کے ایریا میں پیدل چل کر کیسے درختوں کی حفاظت کر سکتا ہے تو جناب والا! میں یہی گزارش کرونگا کہ انہوں نے یہ جو کٹوتی کا مطالبہ کیا ہے اسے نامنظور فرمایا جائے اور اصل مطالبہ زر کو منظور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

22 کروڑ 95 لاکھ 84 ہزار 2 سو روپے کی کل رقم بسلسلہ مجموعی مطالبہ زر (مطالبہ نمبر 5) جنگلات کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے!

(تحریک نامنظور ہوئی)

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ:-

"ایک رقم جو 22 کروڑ 95 لاکھ 84 ہزار 2 سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1992ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈز سے قابل ادا اخراجات کے ماسوائے دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جنگلات" برداشت کرنا پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر9

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ:-

" ایک رقم جو 2 ارب 75 کروڑ 43 لاکھ 54 ہزار 5 سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1992ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد آبپاشی و بحالی اراضی برداشت کرنا پڑیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ ایک رقم جو کہ:-

" ایک رقم جو 2 ارب 75 کروڑ 43 لاکھ 54 ہزار 5 سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1992ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد آبپاشی و بحالی اراضی برداشت کرنا پڑیں گے۔

RANA SANA-ULLAH KHAN: I oppose it, sir.

جناب ڈپٹی سپیکر: مطالبہ زر نمبر9 میں تخفیف کی ایک تحریک مندرجہ ذیل اراکین نے پیش کی ہے۔

1- جناب رانا اکرام ربانی صاحب۔
2- جناب رانا ثناء اللہ خان صاحب۔
3- سید چراغ اکبر شاہ صاحب۔
4- جناب علی حسن رضا قاضی صاحب۔

5- ملک اقبال احمد خان لنگڑیال صاحب۔

6- خانزادہ محمد ضرغام خان خاکوانی صاحب۔

7- جناب غلام سرور خان صاحب۔

میں جناب رانا اکرام ربانی صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ تحریک پیش کریں۔

رانا اکرام ربانی: جناب یہ رانا ثناء اللہ خان صاحب پیش کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی رانا ثناء اللہ خان صاحب! آپ تحریک پیش کریں۔

RANA SANA ULLAH KHAN: Sir, I move that -

"A total amount of Rs. 2,75,43,54,500/- on account of total demand (Demand No.9) Irrigation and Land Reclamation be reduced to Re. 1.00."

The matter is to disuss the policy in which the Department has failed to achieve the required results and has failed to serve the people according to their wishes.

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی کہ:-

"2 ارب 75 کروڑ 43 لاکھ 54 ہزار 5 سو روپے کی کل رقم بسلسلہ مجموعی مطالبہ زر (مطالبہ نمبر9) آبپاشی و بحالی اراضی کم کرکے ایک روپیہ کردی جائے"

MINISTER FOR LAW: I oppose it, sir.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی رانا ثناء اللہ خان صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ شکریہ جناب سپیکر! میں موجودہ حکومت کی ایریگیشن پالیسی پر بات کرنے سے پہلے انہی کا جو پالیسی بیان ہے اس کے بارے میں کچھ گزارش کروں گا یہ پالیسی بیان وزیر خزانہ کی تقریر کے صفحہ نمبر13 پر درج ہے۔ "دریائی پانی کی تقسیم کا معاہدہ اور نئے صوبے" یہاں جناب سپیکر میں اس بات کی بھی وضاحت کرتا چلوں کہ جب محترم وزیر خزانہ نے پر بجٹ wind up کا اختتام کیا تو انہوں نے یہ فرمایا کہ اپوزیشن والے پتہ نہیں کہ بجٹ کو سمجھتے نہیں ہیں یا پتہ نہیں میں انہیں سمجھا نہیں سکتا وہ جب بھی بات کرتے ہیں وہ مرکز کی بات کرتے ہیں وہ ہمارے متعلق تو کوئی بات ہی نہیں کرتے تو جناب والا! میں یہ گزارش کرونگا کہ یہ جو پالیسی بیان ہے اور جو بجٹ کا حصہ ہے اور بلا شبہ بہت اہم حصہ ہے اگر اس میں بار بار مرکز ہی کا ذکر آئے تو جب ہم بحث کریں گے اس کا ذکر آنا تو لازمی ہو گا میں ان ہی کے بیان کا پیرا پڑھتا ہوں کہ میں معزز ایوان

اور اس کی وساطت سے اہل پنجاب بلکہ پورے پاکستان کے عوام کو دریائی پانی کی تقسیم کے تاریخ ساز فیصلے پر ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں خلوص نیت اور خدمت ملی کے جذبے میں محض چند ماہ کے عرصے میں سالہا سال کے الجھے ہوئے اس پیچیدہ مسئلے کا متفقہ قابل عمل حل تلاش کر لیا۔ "اب جناب والا! انہوں نے فرمایا کہ" کہ سالہا سال کے الجھے ہوئے مسئلہ کا حل چند ماہ میں تلاش کر لیا جناب والا یہ معاملہ جو سالہا سال کا الجھا ہوا تھا اور چند ماہ میں حل ہو گیا اب اس بارے میں مجھے نشاندہی کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ سالہا سال سے اس صوبے میں کس کی حکومت تھی سالہا سال سے یہ کن کی ذمہ داری تھی کہ وہ اس مسئلہ کو حل کرتے جناب والا! بیس سال میں سے اگر دس سال نکال بھی دیئے جائیں تو پھر بھی دس سال بنتے ہیں جناب! اس کے بعد محترم وزیر خزانہ نے یہ اعتراض کیا کہ کمال ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ بجٹ مفروضوں پر قائم ہے اس میں جھوٹے دعوے ہیں اس میں کوئی یقینی بات نہیں ہے جب کہ اس میں تو ساری کی ساری باتیں یقینی ہیں اور انہوں نے فرمایا کہ دراصل نہیں بجٹ پڑھنا نہیں آتا اسی لئے میں آج ان کی تقریر کا متن ساتھ لایا ہوں تاکہ میں انہیں ساتھ ساتھ پڑھ کر بھی سناؤں اور انہیں پتہ چلے کہ ہمیں پڑھنا آتا ہے۔

جناب والا! اس میں وہ فرماتے ہیں کہ یہ سارا مسئلہ حل ہو گیا اور مبارکبادیں بھی پیش ہو گئیں اور اہل پنجاب کو بھی اس تحریک ساز فیصلے پر مبارک باد پیش ہو گئی' تو اس کے بعد وہ کیا فرماتے ہیں کہ! "اس سلسلے میں حکومت پنجاب چولستان میں نئی نہروں گریٹر تھل نہر داجل نہر اور جلال پور نہر کھودنے کا ارادہ رکھتی ہے" جناب سپیکر۔ یہ تو بہت اچھی بات ہے موجودہ پنجاب حکومت کی محکمہ آبپاشی سے متعلقہ یہ بہت اچھی پالیسی ہے کہ وہ اتنی نہریں کھودنے کا ارادہ رکھتی ہے کتنی یہ نہریں کھودے گی اور لوگوں کو پانی بہم پہنچائے گی لیکن اس سے آگے ساتھ ہی فرما دیا کہ اس سلسلے میں ضروری کارروائی شروع کر دی گئی ہے ان نہروں کی کل لمبائی 1800 میل ہو گی۔ "جناب والا! یہ بہت بڑی خوشخبری ہے اور ان پر تقریباً" آٹھ سو کروڑ روپے لاگت آئے گی۔ اس سے آگے جا کر بات ڈراپ ہو جاتی ہے " ہم اس سلسلے میں وفاقی حکومت سے مسلسل رابطہ کئے ہوئے ہیں!" اب جناب سپیکر۔

کون جیتا ہے تیری زلف کے سر ہونے تک.....

یہ آٹھ سو کروڑ لینے کے لئے رابطہ کئے ہوئے ہیں..... اب اگر وزیر خزانہ میری یہ بات نوٹ فرمالیں اور مجھے اپنے ترقیاتی پروگرام اور دوسرے یہ جتنے بھی کتابچے انہوں نے ہر ممبر پر لادے ہیں ان میں سے کسی جگہ سے یہ نکال کر بتا دیں کہ 800 کروڑ روپیہ فلاں جگہ سے آئے گا تو پھر میں مان لیتا ہوں

کہ یہ کوئی مفروضہ نہیں ہے۔ پھر میں مان لیتا ہوں کہ یہ جھوٹا دعویٰ نہیں ہے۔ اگر کسی جگہ سے یہ بات نکال کر مجھے دکھا دیں کہ وفاقی حکومت کے ساتھ ہم اس طرح سے معاملہ کر رہے ہیں لہٰذا یہ ایک سال بعد دو سال بعد تین سال بعد یہ پیسے ہمیں مل جائیں گے تب بھی چلو ہم مانتے ہیں کہ جناب یہ جھوٹے مفروضے نہیں ہیں لیکن یہ ہے کہ یہ مسلسل رابطہ کئے ہوئے ہیں اب جناب سپیکر! یہ مسلسل رابطہ جو ہے یہ تو 50 سال بھی رہ سکتا ہے۔ یہ تو 100 سال بھی رہ سکتا ہے۔ یہ 10 سال بھی رہ سکتا ہے۔

جناب سپیکر! اس کے آگے یہ فرماتے ہیں کہ ان منصوبوں کی تکمیل کے بعد 25 لاکھ ایکڑ نئی زمین زیر کاشت آسکے گی۔ بہت بڑی خوشخبری ہے لیکن جب یہ 800 کروڑ ملیں گے۔ اس کے بعد آج کے فاقہ کش لوگ ان پر کھیتی باڑی کر کے مسرت و شادمانی سے ہمکنار ہوں گے۔ جناب سپیکر! میں یہ کہنے کی جسارت کروں گا کہ محترم وزیر خزانہ کو اردو لکھنی نہیں آتی۔ انہیں یہاں پر یہ لکھنا چاہیے تھا کہ آج کے فاقہ کش لوگوں کی نسلیں ان پر کھیتی باڑی کر کے مسرت و شادمانی سے ہم کنار ہوں گی۔ جو آج فاقہ کش ہے وہ ان کے 800 کروڑ روپے کے مسلسل رابطہ کے جاری رہنے تک زندہ بھی رہے گا کہ نہیں رہے گا۔ میں محترم وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ اگر آپ آج فاقے سے ہوں۔ آج آپ پیاسے ہوں اور آپ کو کہا جائے کہ ایک سال بعد آپ کو این ایل سی کا ایک ٹرک بھر کے روٹیوں کا پیش کیا جائے گا اور اس میں سے آپ جی بھر کے روٹی کھا سکیں گے اور اس وقت تک آپ فاقہ رہیں گے تو وزیر خزانہ کو میرا خیال ہے یہ بات سن کر ہارٹ اٹیک ہو جائے گا۔ جب کہ یہاں پر انہوں نے یہ لکھ دیا ہے کہ آج کے فاقہ کش لوگ ان پر کھیتی باڑی کر کے مسرت و شادمانی سے ہم کنار ہوں گے اور انہوں نے یہ عرصہ نہیں بتایا کہ یہ فاقہ کش کا عرصہ جو پہلے 10 سال تک طویل ہے اب اور یہ 100 سال یا کتنے سال یا کتنا عرصہ اسے جاری رکھیں گے۔ اب اس کے بعد پھر بھی یہ کہتے ہیں کہ جناب ہمارا بجٹ بڑا واضح ہے۔ ان میں کوئی دعویٰ ہی نہیں ہے۔ اس میں تو کسی دعوے کی بات ہی نہیں کی گئی۔ آگے ایریگیشن کی پالیسی کا اور پروگرام دیا ہے کہ آبپاشی ہی کے شعبے میں چھوٹی نہروں کو پختہ کر کے ہم سالانہ ساڑھے چھ لاکھ ایکڑ فٹ پانی بچانے کا منصوبہ مرتب کر رہے ہیں اگرچہ کھالوں کو پکا کر کے پانی بچانے کے منصوبے گذشتہ 23 سال سے زیر عمل ہیں۔ کچھ چھوٹی نہروں کو پختہ کر کے پانی بچانے کا یہ منصوبہ دریائی پانی کے معاہدے سے منسلک ہے اور اس پر 22 ارب روپے خرچ ہوں گے۔ اتنی بڑی خوشخبری محترم وزیر خزانہ نے محترم ایریگیشن منسٹر صاحب نے' ایریگیشن ڈیپارٹمنٹ نے سنائی ہے کہ 22- ارب روپیہ یہ کسانوں کی بہتری کے لئے خرچ کریں گے

لیکن اس پر مجھے یقین آجاتا ہے اگر میں اگلی دو سطریں نہ پڑھتا۔ آگے فرماتے ہیں کہ "یہ منصوبہ چار پانچ سال کے عرصہ میں مکمل ہوگا" تو جناب وہ کسی نے کہا ہے کہ "میرے محبوب نے وعدہ کیا ہے پانچویں دن کا کیونکہ دنیا چار دن کی ہے۔"

آوازیں: واہ واہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! شعر کی تصحیح کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں ترمیم کے ساتھ پیش کر رہا ہوں (قہقہے) باقی شعر بھی میں جو پیش کروں گا وہ بھی ترمیم کے ساتھ ہی کروں گا تو اس لئے آپ تصحیح کی طرف نہ جایئے گا۔ آپ کی مہربانی ہے۔ کیونکہ تھوڑا سا انہیں حسب موقع بھی کرنا ہوتا ہے۔

تو جناب یہ پانچ سال کا عرصہ ہے چلو یہ بھی لوگ انتظار کرلیتے ہم بھی انتظار کرلیتے۔ آگے پھر تحریر ہے اس "کے لئے وفاقی حکومت سے مطلوبہ وسائل کے بارے میں گفت و شنید جاری ہے" جناب پہلے رابطہ ہے۔ اب گفت و شنید جاری ہے۔ جناب جو پنجاب کا کسان ہے وہ ان میں سے کیا سمجھے؟ اسے تو یہ سنا دیا گیا کہ تمہیں پانی نہیں مل رہا تمہارے کھیتوں میں فصل نہیں ہو رہی کہ تمہارے پاس پانی نہیں ہے اس لئے 1800 میل لمبی نہریں کھودی جائیں گی اور 22 ارب روپے سے اتنی بڑی رقم سے اتنا بڑا منصوبہ قائم کیا جائے گا لیکن جناب بات تو ہے گفت و شنید تک اور مسلسل رابطے پر اب جناب اگر گفت و شنید کو اور مسلسل رابطے کو جھوٹا دعویٰ نہیں کہا جا سکتا تو اور اسے کیا کہا جاسکتا ہے؟ میں محترم وزیر خزانہ سے یہ گزارش کرونگا کہ وہ یہ میرا پوائنٹ بھی نوٹ کرلیں اور یہ 22 ارب روپے کی جو رقم ہے جس کی خوشخبری پنجاب کے کسانوں کو سنائی گئی ہے اس کے متعلق مجھے کسی جگہ سے یہ نکال کر دکھا دیں کہ یہ 22 ارب روپیہ ایسے آئے گا فلاں جگہ سے آئے گا اور فلاں سال آئے گا اور اگر یہ صرف وعدہ ہے تو پھر میں یہ بات کہنے میں حق بجانب ہوں کہ جناب یہ جھوٹا دعویٰ ہے یا یہ وہی بات ہے لوری والی۔ کہ یہ پنجاب کے کسان کو لوریاں دی جارہی ہیں کہ سو جائے۔

جناب سہیل ضیاء بٹ: پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر! رانا صاحب یہ بھول جاتے ہیں کہ لوریاں بچوں کو دی جاتی ہیں کسانوں کو نہیں ان کو چاہیئے کہ یہ ذرا اپنی اصلاح کریں۔

آوازیں: واہ واہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی کمی محسوس ہو رہی تھی۔ (قہقہے)

(مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری)

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں وزیر خزانہ کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ جنہوں نے یہ فرمایا ہے کہ یہ بجٹ ہے اس کو دراصل اپوزیشن والے سمجھ نہیں سکے یا پھر دراصل میں انہیں سمجھا نہیں سکا۔ تو جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ اس میں تھوڑا سا فرق ہے کہ وہ بات مجھے سمجھا کیوں نہیں سکتے یا میں ان کی بات سمجھ کیوں نہیں سکتا؟ جناب سپیکر میں یہ بات تسلیم کرتا ہوں کہ میں کوئی کاشتکار نہیں ہوں۔ میں زمینداری اپنے ہاتھ سے نہیں کرتا۔ اپنی روٹی وکالت سے کماتا ہوں لیکن میرے عزیز میرے بہن بھائی سب زمیندار ہیں۔ جاگیردار نہیں ہیں زمیندار ہیں اور میں تو سمجھتا ہوں کہ پنجاب میں اس وقت شاید ہی کوئی ایسا جاگیردار ہوگا جو بہت بڑا مالک ہے اس کا بھی حال وہی ہے تو بات یہ ہے کہ میں ہر ہفتے انہیں کے پاس جاتا ہوں اور بسلسلہ وکالت میرا انہیں لوگوں سے رابطہ رہتا ہے۔ وہی لوگ آکر بتاتے ہیں کہ جناب میں نے بھینس رکھی ہوئی ہے۔ سارا سال دیسی گھی جمع کرتا رہا اور وہ اب اٹھا کر ٹین بھر کر میں نے ایکسین صاحب کو دیا ہے کہ میرا تھوڑا سا پانی بڑھا دیں لیکن وہ تو پھر جناب انہوں نے مجھے ایک مہینے کا وعدہ کردیا ہے۔ وہ جناب میری بات نہیں مانتے۔ وہ میرا مقدمہ کردیں۔ فیس کے لئے میرے پاس پیسے نہیں ہیں کاغذوں کا خرچہ میں دے دوں گا۔ تو یہ روز کی ان کی تکالیف ہیں جو کہ اس اری گیشن ڈیپارٹمنٹ کی غلط پالیسی اور ناقص پالیسی کی وجہ سے ہیں تو وہ کسان جو لوگوں کے لیے' ان افسروں کے لئے ان پالیسی سازوں کے لئے گھی پیدا کرتا ہے وہ خود تو کبھی نہیں کھاتا۔ وہ سلاد جو وزیر خزانہ روزانہ کھاتے ہیں کہ وہ کھانا بہت اچھا ہے اگر نہیں کھائیں گے تو ہارٹ اٹیک ہو جائے گا جو پیدا کرتا ہے اس نے تو کبھی نہیں کھایا۔ اسے یہ پتہ ہی نہیں کہ اس کی تاثیر کیا ہے یا وہ کتنا اچھا ہے؟ جناب سپیکر! کیونکہ میں اس طبقے سے ہوں یا میرا اس طبقے سے واسطہ رہتا ہے۔ میں ان میں رہتا ہوں جب کہ وزیر خزانہ کسی اور طبقے سے ہیں اس لئے ان کی بات اور میری بات کی سمجھ میں تھوڑا سا فرق ہے اور وہ یوں ہے کہ کوئی ایک غریب طبقے کا آدمی شام کے وقت اس پریشانی میں کہ گزارا نہیں ہوتا۔ روٹی نہیں چلتی۔ وہ جاکر کسی باغ میں بیٹھ گیا۔ اور وہاں پر وہ اپنی روٹی کا مسئلہ سوچ رہا تھا۔ وہیں پر وزیر خزانہ کے طبقے کا ایک آدمی جس نے شام کو لیگ پیس زیادہ کھا لئے اور ساتھ دو گھونٹ بھی لگا لئے وہ بھی باغ میں چلا گیا' اس مقصد کے لئے چلا گیا کہ میں ذرا باغ میں چہل قدمی کرکے .....

جناب سہیل ضیاء بٹ: جناب والا! انہوں نے دو گھونٹ کا کہہ کر اپنی چیز کا بھی بیچ میں ذکر کردیا

ہے۔ پہلی بات تو انہوں نے ٹھیک کی ہے کہ وزیر خزانہ کے طبقے کے کسی آدمی نے لیگ پیس کھا لئے لیکن اس کے ساتھ رنگ دار پانی کا جو یہ ذکر کر رہے ہیں تو اپنی بات بھی ساتھ ہی بتا دیتے ہیں۔ لہٰذا میری جناب سپیکر آپ کی وساطت سے یہ گزارش ہے کہ اس بات کو چھوڑ دیں یہ ہاؤس کے تقدس کے خلاف بات ہے۔ اس کا ذکر ہاؤس سے باہر جاکر کیا کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بٹ صاحب! میں آپ سے درخواست کروں گا کہ معزز رکن کو اپنی بات مکمل کرنے دیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں اس بات کی وضاحت کرتا چلوں کہ جس آدمی کے متعلق میں نے بات کی ہے وہ چونکہ قبضہ گروپ کا رکن نہیں تھا۔ اس لئے وہ منتخب ہوکر ایوان میں نہیں آیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ اپنی تقریر مکمل کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کررہا تھا کہ ایک آدمی جو کہ غریب طبقے سے تھا وہ شام کے وقت اپنی اس پریشانی میں باغ میں چلا گیا کہ اپنی پریشانی کے متعلق سوچے۔

جناب سہیل ضیاء بٹ: لیکن جناب والا ان کا طبقہ غریب نہیں ہے اور نہ ہی ان کی غریبوں کے ساتھ کوئی ہمدردی ہے.....

جناب ڈپٹی سپیکر: بٹ صاحب میں نے پہلے بھی آپ سے درخواست کی ہے کہ ان کو تقریر کرنے دیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! جب تقریر میں مداخلت کی جاتی ہے تو اصل بات سے پھر مقرر ہٹ جاتا ہے اور ان کا تو مقصد ہی یہی ہے۔ لیکن میں اسے پھر دہرا دیتا ہوں کہ میں بات یہ کررہا تھا کہ وزیر خزانہ نے فرمایا تھا کہ ہمیں بجٹ کی سمجھ نہیں آتی یا ان کی بات کی ہمیں سمجھ نہیں آتی وہ ہمیں سمجھا نہیں سکتے۔ اس کے متعلق میں طبقاتی حوالے سے بات کررہا تھا کہ جس طبقے کا میں نے ذکر کیا ہے اس میں کون ہے کون نہیں ہے یہ تو اس کا عمل بتائے گا۔ اس طبقے کا ایک آدمی شام کے وقت باغ میں چلا گیا کہ گزارہ نہیں ہوتا' روٹی کا مسئلہ حل نہیں ہوتا دوسری طرف سے اس طبقے کا آدمی بھی بیٹھا تھا جس کی بات وزیر خزانہ صاحب کرتے ہیں اس نے لیگ پیس وغیرہ خوب کھائے ہوئے تھے وہ جب باغ میں گیا تو اس نے اس بیٹھے ہوئے سے کہا کہ یار دیکھو چاند کتنا خوبصورت ہے؟ ایسے لگتا ہے جیسے کسی محبوب کا چہرہ ہو اس آدمی نے کہا ہاں صاحب! چاند بہت خوبصورت لگ رہا ہے

یہ بالکل روٹی جیسا ہے۔ بات یہ ہے وزیر خزانہ صاحب کہ چاند تو ایک ہی تھا' اسے وہ دیکھ بھی ایک ہی وقت میں رہے تھے لیکن ان میں سے ایک کو وہ روٹی جیسا نظر آتا ہے اور دوسرے کو اس میں محبوب کا چہرہ نظر آتا ہے۔ یہ جو فرق ہے اس کا جو جواب ہے وہ میں سمجھتا ہوں کہ آنے والا وقت دے گا۔ فی الحال تو میں صرف اتنا ہی کہوں گا۔

نشاط وکیف کی دنیا میں جھومنے والو
کبھی تو اجڑے دیاروں کا احترام کرو

خانزادہ تاج محمد:

I am sorry to interrupt the speech of Hon'ble member, but the precedents regarding the cut motion are that the speech in confined to the subject of cut motion only.

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! آپ نے اپنی بات مکمل کرلی ہے؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب! میں نے ابھی اپنی بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب رانا صاحب آپ نے خانزادہ صاحب کی بات سن لی ہے اس کے مطابق اپنی بات مکمل کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! خانزادہ صاحب کا پوائنٹ درست نہیں ہے میں محکمے کی پالیسی زیر بحث لا رہا ہوں۔

میاں منظور احمد موہل: (پوائنٹ آف آرڈر) میں نے فاضل مقرر رانا ثناء اللہ صاحب کی تقریر بڑے غور سے سنی ہے لیکن انہوں نے جو کٹ موشن دی ہے پچھلی دفعہ پیلیمنٹری بجٹ میں انہوں نے ٹوکن کٹ دی تھی۔ اس دفعہ انہوں نے جو کٹ موشنز دی ہیں وہ سب disapproval of policy cut ہیں کہ ایک روپیہ رقم کردی جائے۔ ان کو جو ingredients ہیں وہ یہ ہیں کہ محکمہ مطلوبہ نتائج کے حصول میں ناکام رہا ہے نیز عوام الناس کی خدمت' ان کی امنگوں کے مطابق سرانجام دینے سے قاصر رہا ہے۔ انہوں نے خود اپنے مطالبہ زر میں یہ پوائنٹس دیئے ہیں لہٰذا اس کے مطابق انہوں نے بات کرنی ہے۔ اب جناب والا رول (116) (اے) میں لکھا ہے کہ:

116 (a) "That the amount of the demand be reduced to Re. 1.00" representing disapproval of the policy underlying the demand. Such a motion shall be known as "Disapproval of Policy Cut." A member giving notice of such a motion shall indicate in precise terms the particulars of the policy which he proposes to discuss

یہ اس دفعہ انہوں نے particulars دے دیئے ہیں جن کو یہ زیر بحث لانا چاہتے ہیں اب رول مزید کیا کہتا ہے؟

The discussion shall be confined to the specific point or points mentioned in the notice and it shall be open to members to advocate an alternative policy.

اب یہ اس پر اپنے آپ کو قائم رکھیں یا پھر یہ متبادل طریقہ کار بتائیں کہ گورنمنٹ کو اس طرح سے کرنا چاہیے۔ جناب والا میں نے تو ان کی دس پندرہ منٹ کی تقریر شروع سے لیکر آخر تک سنی ہے انہوں نے کوئی ایسی بات نہیں کی کہ یہ بات عوام کے خلاف ہے اور نہ ہی انہوں نے متبادل پالیسی دی ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ ان کو اس حدود میں رہتے ہوئے اپنی تقریر کرنی چاہیے۔

وزیر امداد باہمی: (رانا پھول محمد خان) پوائنٹ آف آرڈر جناب فاضل رکن نے وزیر خزانہ کی تقریر کا ذکر کیا ہے وہ سمجھا نہ سکے یا یہ سمجھ نہ سکے بجٹ پیش ہونے کے بعد اس پر عام بحث ہوئی ہے ان باتوں کے جواب بھی آچکے ہیں۔ کٹ موشن پر اگر آپ ایک آدمی کو اتنا اتنا وقت دیں گے تو بجٹ منظور کرنے میں تاخیر ہوسکتی ہے۔ اس صوبے کا نظم و نسق بجٹ پاس ہوئے بغیر نہیں چل سکتا۔ اس لئے یہ قوم کو نقصان پہنچانے والی بات ہے۔ اس کے لئے آپ ایک حد مقرر فرما دیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جو وقت مقرر ہے اس وقت سے زیادہ وقت انشاء اللہ نہیں دیا جائے گا رانا صاحب آپ اپنی کٹ موشن کے دائرہ کار میں رہتے ہوئے اپنی بات جاری رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ میں نے محکمہ آبپاشی کی پالیسی کو زیر بحث لانا ہے اور آبپاشی محکمہ کے بارے میں جو پالیسی بیان دیا گیا ہے۔ میں اس بیان کے ایک ایک لفظ کو ساتھ تو پڑھ رہا ہوں۔ اب اس سے زیادہ متعلقہ بات اور کیا ہوسکتی ہے بات تو صرف یہ ہے میاں صاحب نے مجھے متعلقہ کرنے کے لئے جتنا وقت لیا ہے ہوسکتا ہے اتنے وقت میں بات ختم ہو چکی ہوتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! اب آپ اپنی بات مکمل کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! بار بار مداخلت ہو رہی ہے۔ جب میں پالیسی کو ہی زیر بحث نہیں لاؤں گا تو متبادل پالیسی کیسے دوں گا۔ میں نے تو اسے زیر بحث لانا ہے کہ جناب یہ 22 ارب 8 سو کروڑ

سب غلط ہیں ـــــ

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے آپ سے درخواست کی ہے کہ آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان: میں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ ہم پالیسی کی بات کر رہے ہیں پالیسی ہی کو زیر بحث لا رہے ہیں۔ بات تو وہی ہے کہ "

تم کہو تو سچ ہم کہیں تو جھوٹ
تم کو سب معاف ظلم ہو کہ لوٹ

جناب سہیل ضیاء بٹ: جناب والا! ان کو بھی سمجھائیں کہ انڈیا کے گانے نہ دھراتے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بٹ صاحب! آپ بھی کبھی ان کے مقابلے میں کوئی شعر سنا دیا کریں۔

جناب سہیل ضیاء بٹ: جناب والا! آج ان کو پیار کے جھٹکے شاید ملے ہیں اس کے تاثرات یہ اسمبلی میں دے رہے ہیں۔ اس لئے ان کو آپ سمجھائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بٹ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ میں ان کو تو سمجھاؤں گا مگر آپ کو کون سمجھائے۔

رانا ثناء اللہ خان: شکریہ۔ جناب سپیکر۔

جناب سہیل ضیاء بٹ: میں تو سچ بولتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی۔ فرمائیے۔

جناب غلام سرور خان: جناب سپیکر! سہیل ضیاء بٹ صاحب کو پابند فرمایا جائے یا ان کو ایوان سے باہر بھیج دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے ان سے درخواست کی ہے وہ بڑے معزز پارلیمنٹرین ہیں۔ سمجھدار اور بڑی پروقار شخصیت کے مالک ہیں۔ میرا خیال ہے کہ وہ سپیکر کی استدعا پر ضرور عمل فرمائیں گے۔

جناب سہیل ضیاء بٹ: جناب سپیکر! میرے معزز دوست نے جو نکتہ اعتراض اٹھایا ہے۔ میں ان کو آپ کی وساطت سے یہ بات سمجھانا چاہتا ہوں کہ جب یہ کٹوتی کی تحریک کے سلسلہ میں بول رہے ہیں تو پھر وہ جس محکمہ کے بارے میں بول رہے ہیں اس پر بولنے کا حق ہے نہ کہ یہ ہمیں انڈیا کے

شعر سنائیں۔ کبھی بلی کی کہانی سنائیں اور کبھی روٹی کے ساتھ چرہ ملائیں۔ اگر اپنے چرے کو دیکھتے ہوئے وہ روٹی کی طرف دیکھتے ہیں تو پھر وہ ٹھیک ہی سوچتے ہوں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بٹ صاحب! ان کو بات کرلینے دیں۔ اس کے بعد جو کچھ آپ نے سمجھانا ہوا آپ اکٹھے ہی سمجھالیں۔ پھر آپ کو موقع دیں گے جی رانا صاحب ارشاد فرمائیں۔

رانا اثنا اللہ خان: جناب والا! میں یہ گزارش کررہا تھا کہ جو پالیسی بیان ہے اریگیشن کے محکمہ کے بارے میں ہے تو اس محکمہ میں جو سب سے بڑی چیز ہے وہ یہی آتی ہے کہ کسی طرح سے کسانوں کو پانی مہیاکیا جائے اور آیا کہ یہ حکومت کسانوں کے حقوق کا تحفظ کرنے میں کامیاب ہوئی ہے یا نہیں۔ اس میں تو وہ ساری باتیں آئیں گی جو پانی کا معاہدہ ہوا ہے وہ بھی آئے گا۔ جو یہ پالیسی بنا کر صوبے کو دے رہے ہیں وہ بھی آئے گی یہ ساری باتیں زیر بحث آئیں گی یہ ساری باتیں کٹوتی کی تحریک کے ذریعے ہی زیر بحث لائی جائیں گی۔ یا پھر یہ ہے کہ وزیر آبپاشی کٹوتی کی تحریک پر تقریر لکھ کر دے دیا کریں اور وہ پھر کروالیا کریں - جب بات ہوگی تو اس میں حوالے اور استعارے تو آئیں گے۔ جناب وزیر خزانہ اس دن باتیں کرتے ہوئے یہاں تک پہنچ گئے اور فرمانے لگے کہ مجھے تو رونا آتا ہے۔

جناب سہیل ضیاء بٹ: جناب والا! یہ 1952ء سے نہروں کو پانی ملنے لگا ہے۔ اتنا اچھا یہ اقدام ہے۔ ان کو تو چاہیے تھا یہ کہ مبارک باد پیش کرتے یہ بھی اپنا اخلاقی تقاضا پورا کرتے۔ ہر دفعہ بجٹ سے پہلے ان کے لیے ٹریننگ کورس رکھا جائے کہ جس میں ان کو پتا چلے کہ بجٹ میں کیا بولنا ہے اور کیا نہیں۔ اچھی اور سچی بات ہو تو ان کو بھی چاہیے کہ صحیح بات کریں۔ جو 1800 میل لمبی نہریں ہیں وہ پنجاب کے لیے خوش آئند ہوں گی' وہ ایک سنگ میل ثابت ہوں گی اور ان سے ہمارے پنجاب میں خوشحالی بڑھے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بٹ صاحب! جو جواب وزیر آبپاشی نے دینا تھا وہ آپ نے دے دیا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے سکندر ملی صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے یہ باتیں لکھ کر بٹ صاحب کو دیں اور میں بٹ صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے وہی باتیں جن کو میں زیر بحث لارہا تھا اور جن کو یہ فرما رہے تھے کہ یہ غیر متعلقہ ہیں انہوں نے انہیں باتوں کا حوالے دے کر میری تقریر کو صحیح ثابت کردیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں بٹ صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ مہربانی فرما کر رانا صاحب کو بات

کرنے کا موقع دیں۔ جس وقت انہوں نے کوئی غیر متعلقہ بات کی میں خود ان سے بات کرلوں گا۔ آپ تشریف رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں ان کا مشکور ہوں۔

جناب سہیل ضیابٹ: جناب سپیکر! میں معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ اس طور پر جب رانا صاحب مداخلت کیا کرتے تھے تو اس وقت ان کو کوئی احساس نہیں ہوا کرتا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ رانا صاحب کا کردار ادا کرنا چاہتے ہیں۔ آپ یہاں وہ تاریخ دھرانا چاہتے ہیں۔ یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ بٹ صاحب! آپ تو بڑے معزز بڑے زیرک قسم کے پرانے پارلیمنٹرین ہیں۔ رانا صاحب' آپ اپنی بات جاری رکھیں۔ میں ملی صاحب سے اور خانزادہ صاحب سے درخواست کروں گا کہ بٹ صاحب آپ کے درمیان بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ بڑے پرانے پارلیمنٹرین اور سیاستدان ہیں۔ آپ ہی ان کو سمجھا دیں۔

KHANZADA TAJ MUHAMMAD KHAN: Sir, I am grateful for giving me a chance to speak. Let me clear one thing that in the parliamentary practice this is a waste of time of the House not to dwell on the subject under discussion. You have only ten minutes for every member for the whole budget and if you allow one individual to speak on a cut motion for hours then you will have to apply guillotine in order to pass this budget. So, it is in the interest of this House and the budget that time must be limited. They can be allowed to speak but there must be some limit for each members to speak on a cut motion so that the Minister .....

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تو پرانے پارلیمنٹرین ہیں۔ میں مولی صاحب سے رہنمائی حاصل کروں گا کہ کیا کٹوتی کی تحریک پر ٹائم مقرر کیا جاسکتا ہے۔ آپ ہمارے بزرگ ہیں۔ آپ کی بات کی میں تردید کرسکتا ہوں اتنا میں ضرور کہوں گا کہ کٹوتی کی تحاریک پر وقت مقرر نہیں کیا جاسکتا۔ آپ تشریف رکھیں میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ معزز رکن کو بات کرنے دیں۔ رانا صاحب فرمائیے۔

رانا پھول محمد خان: (وزیر امداد باہمی) جناب سپیکر پوائنٹ آف آرڈر' اگر سپیکر یہ محسوس کرے کہ اس ہاؤس کے کام میں رکاوٹ ڈالی جارہی ہے۔ تو سپیکر کو یہ اختیار ہے کہ وہ حد مقرر کردے کہ اتنے منٹ سے زیادہ بات نہیں کی جاسکتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی مہربانی رانا صاحب! جی رانا صاحب فرمائیے۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر! اس معاملہ میں جب آپ نے فرمایا کہ بٹ صاحب پرانے پارلیمنٹرین ہیں۔ اس پر مجھے اعتراض ہے۔ یا آپ فرمائیں کہ وہ کونسی پارلیمنٹ میں رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں خانزادہ صاحب کے بارے میں عرض کررہا تھا۔ رانا صاحب' آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر! میں یہ گزارش کررہا تھا اور اس بات پہ بھی میں سکندر ملی صاحب کا انتہائی مشکور ہوں کہ انہوں نے "پانی کے معاہدے والی بات بھی لکھ کر دے دی' وہ بھی ہوگئی اور اب مجھے بات کرنے میں آسانی رہے گی۔ میں وزیر خزانہ کی بات کر رہا تھا کہ اس دن وہ حوالہ دیتے کہ بات وہ نہیں سمجھا سکے یا میری سمجھ میں نہیں آسکی یہاں تک کہہ گئے کہ مجھے تو رونا آتا ہے۔ چشم بد دور وزیر خزانہ آپ کیوں روئیں۔ اس ملک کے کروڑوں کسان جو رونے والے ہیں۔ ان کی نسلیں روئیں گی جو آپ نے ان سے ساتھ کیا ہے۔ جو آپ ان کے ساتھ کر رہے ہیں۔ اس لیے آپ کیوں روئیں گے۔ آپ کو تو رونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ جناب سپیکر! اب میں اسی طرف آرہا ہوں کہ کیا کیا ہے جس پر مداخلت کر کے کہا جاتا ہے کہ جناب اب بھی مبارک باد دے دیں اگر پہلے نہیں دی۔ مبارکباد ضرور ہونی چاہیے۔ مبارکباد کے بغیر کام نہیں بنتا "سندھ کے پانی کا معاہدہ"۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب' میں آپ کی اطلاع کے لیے عرض کروں کہ دس منٹ کے بعد نماز کے لیے وقفہ ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اگر آپ نے وقفہ کرنا ہے تو بے شک کرلیں۔ میں اس کے بعد بات کرلوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنی بات جاری رکھیں۔ کوشش کریں کہ دس منٹ میں آپ بات مکمل کرلیں۔

رانا ثناء اللہ خان: دس منٹ میں تو جناب سپیکر بات ختم نہیں ہوسکتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہر حال آپ اپنی بات جاری رکھیں۔ میں نے آپ سے گزارش کی ہے آگے آپ کی مرضی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر! جس بڑے کارنامے کا ذکر مبارکبادوں کے ذریعے کیا جاتا ہے

اخباروں کے ذریعے کیا جاتا ہے کاش! اسے کسی نے پڑھ بھی لیا ہوتا۔ اس کا تجزیہ کیا ہوتا اس کے پس منظر کو دیکھا ہوتا اور جو ہو چکا ہے اس کے اثرات کے متعلق سوچا ہوتا کہ اس صوبے پر اور اس ملک پر اس کے کیا اثرات مرتب ہوں گے تو پھر اس کے بعد وہ مبارک باد دیتے۔ بات یہ ہے کہ جن لوگوں کے تعویز چلتے ہوں یا جن لوگوں کے قبضہ گروپ چلتے ہوں انہیں تو اس بات کا علم ہی نہیں کہ پانی کی کیا اہمیت ہے۔ کسان کی زندگی کے لیے پانی کی کیا اہمیت ہے بات یہ ہے کہ جن لوگوں کا پیشہ زمیندارہ ہے وہ اس کی اہمیت سمجھتے ہیں ..... یہاں پر منسٹر صاحبان بھی بیٹھے ہیں میں حلفاً" یہ کہتا ہوں کہ ان کی سمجھ میں یہ بات آتی ہے کہ یہ زیادتی ہوئی ہے' یہ غلط ہوا ہے۔

جناب سہیل ضیاء بٹ: جناب والا! ان کی محترمہ بے نظیر صاحبہ کہتی ہیں کہ سندھ کا حق مارا گیا۔ یہ کہتے ہیں کہ پنجاب کا حق مارا گیا۔ پہلے یہ اپنی پارٹی میں تو فیصلہ کرلے کہ کس کا حق مارا گیا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی رانا صاحب! فرمایئے ..... جی سیٹھی صاحب .....

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب والا! اس ایوان میں جو اب تک دھینگا مشتی ہو رہی ہے' میں اب اس پر اعتراض کرتا ہوں' میری گزارش ہے کہ جناب والا! حزب اختلاف کے رکن کو بات کرنے کا موقع دیا جانا چاہیے' اور یہ بار بار کی مداخلت کے لیے جتنے بھی پوائنٹ آف آرڈر اٹھائے گئے ہیں ان میں سے ایک بھی relevant نہیں ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ ہم سب اراکین جو بیٹھے ہیں ہمارا آدھا گھنٹہ جو اس طرح ضائع کیا گیا ہے اس پر انتہائی تشویش کی نگاہ ڈالتے ہوئے آپ سے گزارش کرتے ہیں کہ براہ کرم اس سلسلہ کو ختم کیا جانا چاہیے اس میں مداخلت نہیں ہونی چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سیٹھی صاحب! میں پہلے بھی عرض کرچکا ہوں اور متعدد بار میں نے معزز رکن سے درخواست کی ہے کہ آپ وقت ضائع نہ کریں اور معزز ممبر کو بات کرنے دیں اپوزیشن کا یہ حق بنتا ہے کیونکہ اس نے کٹ موشن دی ہوئی ہے اور وہ بات کرسکتے ہیں۔ تو میں دوبارہ معزز ممبران سے درخواست کروں گا کہ مہربانی فرما کر معزز رکن کو بات کرنے دیں اور ہاؤس کا وقت ضائع نہ کریں اور نہ ہی میں سمجھتا ہوں کہ جو اس قسم کی روایات ہیں ان کو جنم لینا چاہیے۔

میاں منظور احمد موہل: میں صرف ریکارڈ ٹھیک کرنے کے لیے کہنا چاہتا ہوں کہ سیٹھی صاحب نے کہا کہ تمام جو پوائنٹ آف آرڈر تھے وہ irrelevant تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی یہ تمام irrelevant نہیں تھے۔ آپ درست فرما رہے ہیں۔ اب ہمیں مزید

وقت ضائع کئے بغیر بات کو آگے بڑھانا چاہئے میں معزز ممبران سے درخواست کروں گا کہ وہ مہربانی فرما کر اس ہاؤس کے تقدس کا اور اس ہاؤس کے احترام کا ضرور خیال فرمائیں اور اس کی کارروائی کو آگے بڑھنے میں مدد فرمائیں۔ یہ کوئی آپ اچھی روایات قائم نہیں کر رہے اس لئے میں آپ سے التماس کروں گا کہ براہ کرم ضابطے کی کارروائی کو آگے بڑھنے دیں شکریہ!

جناب فرید احمد پراچہ: جناب والا! اس سلسلے میں کچھ عرض کرنا ہے اگر اجازت دیں تو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب مزید اس میں کوئی کہنے والی بات ہے؟

جناب فرید احمد پراچہ: گزارش یہ ہے کہ حزب اختلاف کا حق ضرور ہے لیکن حق کے استعمال میں پارلیمانی روایات کو مد نظر رکھنا بھی ضروری ہے۔ بات یہ ہے کہ جس طرح سے کھیل میں آدمی ہار رہا ہو تو پھر گیندیں ضائع کرکے وقت کو ضائع کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس انداز میں بحث نہیں ہونی چاہیے۔ بحث میں اگر کوئی بات ہو مدلّل ہو اور اس میں پھر وقت کا بھی خیال رکھا جائے تمام ایوان کے وقت کا خیال رکھا جائے اس لئے آپ کی وساطت سے دو طرفہ گزارش ہے اور حزب اختلاف سے بھی یہی گزارش ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی رانا صاحب! آپ بات جاری رکھیں.....

رانا ثناء اللہ خان: شکریہ جناب والا! مجھے افسوس ہے کہ کچھ دوست میری بات کو اس حوالے سے لے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! موضوع کے مطابق اپنی بات کو جاری رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میں تو facts and figures کی بات کررہا ہوں اس کے بعد بھی اگر کوئی بات کسی کی سمجھ میں نہ آئے تو اس میں میرا کیا قصور ہے۔ تو جناب والا! میں نے انہیں کے بقول مبارک بادیوں کے اس ریکارڈ کی بات کرنے والا تھا۔ کہ ان میں سے.....

جناب سکندر حیات ملہی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ملہی صاحب.....

جناب سکندر حیات ملہی: جناب والا! ابھی ابھی رانا صاحب نے الفاظ استعمال کئے ہیں کہ ان مبارک بادیوں کے' انہوں نے کہا ہے کہ ان مبارک بادیوں کے۔

These who are flatterers. I like to put the record straight that whatever we have spoken here in this august house, we have spoken the truth and based on the facts. We have given and furnished the figures which cannot be denied. I request the honourable member to withdraw his words because these are absolutely irrelevant.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی رانا! صاحب بات جاری رکھیں۔ مجھے کوئی ایسی بات سنائی نہیں دی گئی جسے کارروائی سے حذف کیا جائے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میں یہ ہی آپ کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جب یہ کوئی بات facts and figures سے پیش کرنے کا حق رکھتے ہیں تو ہم بھی facts and figures پیش کرنے کا حق رکھتے ہیں ہمیں بھی facts and figures دیں بعد میں یہ فیصلہ تو انہوں نے کرنا ہے، جو اس ملک اور اس صوبے کے مالک ہیں' کہ خوشامد کون کرتا رہا ہے اور facts پر بات کون کرتا رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں رانا صاحب سے درخواست کروں گا کہ آپ موضوع کے مطابق بات کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میں یہ عرض کررہا تھا کہ یہ ریکارڈ انہوں نے پیش کیا ہے جس سے کہتے ہیں کہ ایریگیشن پالیسی میں انقلاب آجائے گا۔ اس پہ انحصار کرتے ہوئے انہوں نے یہ مژدے اٹھارہ سو میل لمبی نہروں کے سنائے ہیں 12 ارب روپے سے مکمل ہونے والے منصوبوں کی بات سنائی ہے۔ اور پھر اس کے بعد گفت و شنید اور رابطے کی بات کی ہے۔ تو میں اس کا تھوڑا سا حوالہ اس لئے دیتا چلوں کہ facts and figures کا موازنہ ہو جائے۔ جناب والا! میرے کچھ محترم دوست جو اس بات سے جلدی خفا ہو جاتے ہیں دراصل انہیں نہ تو اس بات کے پس منظر کا پتہ ہے نہ ہی اس معاملے کی جو صحیح صورت حال ہے اس کا پتہ ہے۔ جب میں یہ گزارش کر چکوں گا تو یقیناً انہیں اس بات کا احساس ہو جائے گا۔ یہ جو پانی کا معاملہ ہے اس معاملے نے کوئی قیام پاکستان کے بعد یا ابھی کوئی چند سالوں سے جنم نہیں لیا بلکہ اس کی جو تاریخ ہے وہ 1910ء تک جاتی ہے۔ 1910ء میں یہ معاملہ پہلی بار پنجاب اور بمبئی گورنمنٹ کے درمیان اٹھا تھا۔

وزیر امداد باہمی: میں اپنے فاضل رکن سے یہ گزارش کروں گا کہ اس کی تفصیل میں جانے سے ان کی کٹ موشن کا مطلب حل نہیں ہوتا وزیر خزانہ نے یہ ذکر کیا ہے کہ ان کی حکومت اس ملک میں سات سال رہی ہے پھر اس کی بیٹی کی حکومت بیس ماہ رہی وہ اس مسئلے کو حل کرنا نہیں چاہتے تھے

تاکہ پنجاب بنجر رہے اب اس حکومت نے چاروں صوبوں کے مفاد میں ایک معاہدہ طے کر لیا ہے تو محترمہ فرماتی ہیں کہ وزراء اعلیٰ کا معاہدہ منظور نہیں حالانکہ دوسرے ملکوں سے جب کسی ملک کا معاہدہ ہوتا ہے تو خارجہ سیکرٹری یا وزرائے خارجہ اپنے ملک کے نمائندوں کے طور پر معاہدہ کرتے ہیں جبکہ یہ معاہدہ مرکز میں چاروں صوبوں کے وزرائے اعلیٰ نے کیا۔ اب اس مرکزی معاملے کو یہاں پر زیر بحث لانے کی ضرورت نہیں ہے۔ وزیر خزانہ نے تو ذکر کیا ہے کہ یہ منصوبہ ہے اور اس پر ہم عملدرآمد کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ بھی ذکر ہی کر رہے ہیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے رانا صاحب! آپ تو پرانے پارلیمنٹرین ہیں یہ اپوزیشن کا حق بنتا ہے کہ وہ اپنے پوائنٹ آف ویو سے بات کر سکتے ہیں۔ ان کی باتوں کو برداشت کرنا چاہیے۔

رانا ثناء اللہ خان: بہت بہت شکریہ جناب سپیکر! تو یہ جو معاملہ ہے یہ پہلی دفعہ 1910ء میں اس وقت کی پنجاب گورنمنٹ اور بمبئی گورنمنٹ کے درمیان اٹھا تھا۔ چونکہ اس وقت سندھ بمبئی گورنمنٹ کے تحت تھا اس معاملے میں اس وقت بھی جو انڈیا کی گورنمنٹ تھی وہ مختلف کمیشن اور مختلف کمیٹیاں متعین کرتی رہی 1935ء میں اس سلسلے میں ایک کمیشن قائم کیا گیا تھا جسے اینڈرسن کمیٹی کا نام دیا گیا تھا اس نے اس معاملے پر تھوڑا بہت کام کیا' تھوڑی بہت ترجیحات طے کیں لیکن 1937ء میں آکر دوبارہ یہ معاملہ اس وقت کے راؤ کمیشن کے سپرد کر دیا گیا۔ اس کے بعد .....

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب آپ اتنی تفصیل میں نہ جائیں۔ آپ بھی وقت ضائع کر رہے ہیں۔ پانی کا معاملہ یہیں پر ڈسکس ہو رہا تھا۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ اپنی کٹ موشن کے دائرہ کار میں رہتے ہوئے اس پر بات جاری رکھیں۔ آپ نے جو کٹ موشن دی ہوئی ہے آپ اس کے مطابق اپنی بات کو جاری رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں اس موضوع سے باہر نہیں جاؤں گا۔

جناب واجد علی خان: جناب والا! رانا صاحب سے میری گزارش ہے کہ انہوں نے واقعی پیشلائز کیا ہوا ہے رنا لگایا ہوا ہے۔ یہی بات ضمنی بجٹ کے موقع پر جب نیشنل فنانس کمشن ایوارڈ پر بات ہو رہی تھی تو انہوں نے کی تھی اور یہ درمیان میں water treaty لے آئے تھے۔ سپیکر صاحب کے روکنے پر بھی یہ ساری تقریر اس وقت کر چکے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت یہ بلاشبہ وقت کا زیاں کر رہے ہیں۔

(مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری)

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک دو منٹ رہتے ہیں۔ تو میں درخواست کروں گا کہ آپ اپنی بات اپنی کٹ موشن کے دائرہ کار میں رہتے ہوئے ختم کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ ان کی بلا وجہ مداخلت اور بلا وجہ جھوٹ سے اندازہ لگالیں کہ جس دن میں نے ضمنی بجٹ پر بحث کی تھی اس دن چودھری واجد صاحب ایوان میں موجود ہی نہ تھے۔ آپ ریکارڈ چیک کرلیں۔(مداخلت)

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ تشریف رکھیں اور معزز رکن کو بات کرنے دیں۔ جی فرمایئے رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں یہ ذکر کررہا تھا کہ جب یہ معاملہ راؤ کمشن کے سپرد ہوا تو اس وقت بھی یہ معاملہ کسی خاطر خواہ نتیجے پر نہ پہنچ سکا 45- 1944ء میں اس پر ایک ڈرافٹ مرتب ہوا تھا چونکہ صوبوں کے درمیان معاہدہ نہ ہوسکا اتفاق رائے نہ ہوسکا اس لیے اس میں صرف ڈرافٹ کا لفظ استعمال کیا گیا۔ اس کے بعد جو بیراج بنے ہیں وہ کم و بیش اس پالیسی کے مطابق بنے ہیں جو پالیسی 45-1944ء کے اس ڈرافٹ میں مرتب کی گئی تھی۔ جناب سپیکر! اس طرح قیام پاکستان کے بعد 1960ء میں اس معاملے پر اختر حسین کمیٹی تشکیل دی گئی۔ پھر اس کے بعد جو ٹھوس تجاویز اس معاملے پر آئیں تو یہ عرصہ 1969-1970 اور 1971ء بنتا ہے اس وقت جناب جسٹس فضل اکبر صاحب کی سربراہی میں ایک کمشن مقرر کیا گیا تھا کہ وہ اس معاملے کے سارے پہلوؤں کا جائزہ لے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب' میں آپ کی تقریر میں مداخلت کررہا ہوں۔ نماز کا وقت ہورہا ہے اب وقفہ نماز کیا جاتا ہے۔ انشاء اللہ ساڑھے سات بجے ہم دوبارہ یہاں اکٹھے ہوں گے۔

(اس مرحلے پر وقفہ برائے نماز مغرب کیا گیا)

نماز مغرب کے وقفہ کے بعد کی کارروائی

(جناب ڈپٹی سپیکر 7:48 پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

وزیر خزانہ: جناب سپیکر کٹ موشن کے موور نہیں ہیں لہٰذا گورنمنٹ سے جواب لے لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ نہیں پہلے ان کو چانس دینا چاہیے رانا ثناء اللہ خان صاحب اگر لابی میں تشریف رکھتے ہوں تو ہاؤس کے اندر تشریف لے آئیں اور اپنی تقریر کو جاری کریں۔

(اس مرحلہ پر معزز رکن رانا ثناء اللہ خان ہاؤس میں تشریف لے آئے)

چودھری شوکت داؤد: جناب سپیکر! سہیل ضیاء بٹ صاحب اور رانا صاحب کی اب صلح کرادیں میرا خیال ہے کہ ان کی کوئی بچپن سے ہی لڑائی ہے۔ جب بھی وہ اٹھتے ہیں تو یہ اٹھ جاتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب کی تقریر کے بعد انشاء اللہ صلح کرادیں گے۔ اس امید پر کہ بٹ صاحب اب کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں اٹھائیں گے۔

جناب سہیل ضیاء بٹ: ٹھیک ہے جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاں آج آپ کی انشاء اللہ صلح کرادیتے ہیں۔ جی رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: شکریہ جناب سپیکر.....

جناب سہیل ضیاء بٹ: جناب سپیکر صرف یہ کہ نماز کے بعد سچ بولیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بس اب آپ نے مزید کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں اٹھانا۔

جناب سہیل ضیاء بٹ: ٹھیک ہے جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بس ٹھیک ہے وعدہ۔ جی فرمایئے رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ یہ جو پانی کا معاملہ ہے اس کا ایک پس منظر تھا اس کی کچھ وجوہات تھیں۔ ان صاحبان نے جنہیں شاید مبارک بادیں لینے کا شوق تھا یا پتہ نہیں کیا مجبوری تھی کہ انہوں نے اس معاملے کو اتنی جلدی حل کرنے کی سوچی' اسے اتنی جلدی میں حل کیا یہ ایسے ہی ہے کہ کوئی ان جیسا نیم حکیم کسی گاؤں سے گزر رہا تھا وہاں پر کسی اونٹ نے تربوز نگل لیا اور جب اس نے وہ نگل لیا تو اس کے گلے میں وہ پھنس گیا اور اس کا گلا پھول گیا۔ لوگوں نے اسے پکڑا اور پکڑ کر لٹایا ایک اینٹ نیچے رکھی اور ایک اینٹ اوپر سے ماری وہ تربوز آدھا اندر چلا گیا اور آدھا باہر آگیا اونٹ تندرست ہو گیا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ جو نیم حکیم تھا جب اگلے گاؤں گیا تو انہوں نے وہاں پر یہ اعلان کر دیا کہ گلے کی جس کو کوئی بیماری ہو وہ آکر مجھے بتائے ایک منٹ میں ٹھیک کر دوں گا۔ ایک صاحب کو گلے کی بیماری تھی پنجابی میں جسے گلہڑ کہتے ہیں اسے لے آئے کہ حکیم صاحب یہ ہمارا بڑا پرانا مسئلہ ہے۔ ہم بڑے پریشان ہیں یہ ٹھیک نہیں ہو رہا۔ انہوں نے کہا کہ یہ تو کوئی بات ہی نہیں ہے۔ اس کو تو میں نے دو منٹ میں حل کر دینا ہے۔ انہوں نے کہا جناب! آپ کی بڑی مہربانی یہ مسئلہ تو ہم سے سالوں میں حل نہیں ہوا۔ ہم تو اس کا علاج کروانے بڑی جگہوں

پر گئے ہیں اور ہمارا مسئلہ سالوں میں حل نہیں ہوا۔ انہوں نے کہا جناب آپ فکر ہی نہ کریں یہ تو بس میں چند منٹوں میں حل کر دوں گا۔ انہوں نے کہا جناب بتائیں ہم کون کون سی چیزیں لائیں کون کون سی دوائیاں لائیں۔ انہوں نے کہا کہ اس کی تو ضرورت نہیں ہے۔ صرف دو اینٹیں لے آئیں۔ وہ بڑے پریشان ہوئے کہ حکیم صاحب پتہ نہیں کیا علاج کرنے والے ہیں۔ حکیم صاحب نے کہا کہ آپ فکر نہ کریں ابھی یہ گلہڑ آدھا باہر آ جائے گا آدھا اندر چلا جائے گا اور مریض تندرست ہو جائے گا۔ وہ جناب دو اینٹیں لے آئے اس نے مریض کو لٹایا ایک اینٹ نیچے رکھی ایک اینٹ اوپر سے ماری مریض مر گیا۔ لوگوں نے اسے پکڑ لیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں معزز ممبر سے درخواست کروں گا کہ براہ کرم آپ خود ہی اس بات کا احساس فرمائیں کہ آپ نے جو کٹ موشن رکھی ہے اس کے دائرہ کار کے اندر بات کریں۔ میں قائد حزب اختلاف سے بھی یہ درخواست کروں گا کہ وہ رانا صاحب کی رہ نمائی فرمائیں؟ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ وقت ضائع کر رہے ہیں اور خواہ مخواہ ایسی باتیں کر رہے ہیں جن کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ میں قائد حزب اختلاف سے بھی یہ درخواست کروں گا کہ معزز رکن کی رہ نمائی کریں کہ وہ متعلقہ بات کریں۔

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! کٹوتی کی تحریکوں پر حزب اختلاف نے اپنا نقطہ نظر واضح کرنا ہوتا ہے معزز رکن نے پالیسی کے جن پوائنٹس کو زیر بحث لانا یا تنقید کرنا ہے اس کو اپنی بات کی وضاحت کے لئے اگر تھوڑا سا تفصیل سے بیان کر دیں تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ بہت سی ایسی چیزیں ہیں جیسے پرنٹنگ کی غلطی وغیرہ نے آج بھی پوائنٹ آؤٹ کی ہیں میری بات کے دوران بھی اس دن منع کیا گیا تھا۔ وقت کی پابندی بھی نہیں ہو سکتی پھر ان کی طرف سے کسی کا نام بھی نہیں ہے میرا خیال ہے یہ کوئی ایسی _____

جناب ڈپٹی سپیکر: بہرحال میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ آپ معزز رکن کو متعلقہ بات کرنے کو کہیں۔ جی! رانا صاحب آپ اپنی بات مکمل کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: شکریہ جناب سپیکر! میں اس بات کی وضاحت ہی کر رہا تھا کہ جس طرح اس نیم حکیم نے اس مریض کے مسئلہ کو حل کر دیا تھا۔ اس طرح سے انہوں نے پانی کا مسئلہ بھی حل کر دیا گیا ہے۔ یعنی مریض مر گیا لیکن وہ مسئلہ تو حل ہو گیا۔ اسی طرح سے انہوں نے یہ مسئلہ اتنی جلد بازی میں حل کیا اور اس کے بعد یہ اتنی مبارک بادوں کا شور ڈالا ہے اتنی تیزی سے مبارک بادیں

شروع کی ہیں کہ اب یہ پتہ ہی نہیں چلتا کہ اس میں ہوا کیا ہے جناب! میں عرض کر رہا تھا کہ پہلی بار اس معاملے پر 1971ء میں جو کمیٹی جسٹس فضل اکبر کی سربراہی میں قائم ہوئی تھی' اس نے پانی کی جو availability ہے وہ ایک سو چار پوائنٹ 24 ملین ایکٹر فٹ۔ این۔ اے۔ ایف اسے کہتے ہیں وہ انہوں نے assess کی تھی۔ لیکن اس کے بعد جتنی دیر بھی معاملہ اس کے مطابق چلتا رہا تو اس دوران availability تھی۔ ایک سو دو پوائنٹ 24 ملین فٹ تقریباً دو پوائنٹ آف سے کچھ زیادہ کم تھا۔ جس طرح پہلے سفارش کی کی گئی تھی اس حساب سے یعنی جتنا بھی پانی موجود تھا یعنی ایک سو چار پوائنٹ 24 فٹ تو موجود ہی نہیں تھا۔ اس لئے پانی فی صد کے تناسب سے استعمال ہوتا رہا اور جو جسٹس فضل اکبر کی کمیٹی تھی اس نے اس وقت پنجاب کے لئے ٹوٹل availability پانی کا 50 فی صد recommend کیا تھا۔ سندھ کے لئے 42 پوائنٹ recommend کیا تھا۔ بلوچستان کے لئے 3 پوائنٹ Recomend کیا تھا اور سرحد کے لئے 5 پوائنٹ Recomend کیا تھا۔ لیکن دوسرے صوبے جو تھے۔ وہ اپنے حصے کے پانی میں کچھ زیادہ کا مطالبہ کر رہے تھے اس لئے ان agreement پر یا سفارشات پر عمل درآمد نہ ہوسکا اور اس کے بعد تقریباً 78-1977ء میں جسٹس حلیم صاحب کی زیر نگرانی ایک کمیشن ان کے ذمہ یہ کام لگایا گیا کہ جسٹس فضل اکبر کمیٹی کی جو سفارشات ہیں ان کو اس انداز میں لائیں کہ وہ چاروں صوبوں کو قابل قبول ہوں۔ انہوں نے اس معاملے پر بڑی تفصیلی بحث کے بعد بڑے تفصیلی غور و خوض کے بعد اور ہر صوبے کی ضروریات کو پیش نظر رکھتے ہوئے جو ٹوٹل available پانی تھا پنجاب کے لئے اس کا 53 فی صد recommend کیا تھا۔ جب کہ سندھ کے لئے 42 فیصد' بلوچستان کے لئے دو فیصد' اور سرحد کے لئے تین فیصد اور اس کے بعد جب دوسرے صوبوں کی طرف سے کچھ اعتراضات کئے گئے کہ ہمارا حصہ کم ہے ہمیں اس سے زیادہ دیا جائے تو پھر اس پر ایڈہاک فیصلہ کیا گیا انتظام کیا گیا اور اب تک یعنی جب تک یہ مبارک بادی ایوارڈ وجود میں نہیں آگیا وہی ایڈہاک انتظام چلتا رہا۔ ایڈہاک انتظام کے تحت پانی کی جو تقسیم تھی اس میں سے 51 فیصد پانی پنجاب کو مل رہا تھا۔ 41.83 صوبہ سندھ کو مل رہا تھا۔ 1.60 صوبہ بلوچستان کو مل رہا تھا۔ اور 5.35 صوبہ سرحد کو مل رہا تھا اب جناب سپیکر! جب اس پس منظر میں اس مسئلے کو دیکھا جائے۔ یعنی ایڈہاک فیصلے کے تحت جتنا پانی صوبہ پنجاب اور دوسرے صوبوں کو مل رہا تھا۔ اگر اب اس کو مد نظر رکھتے ہوئے اس معاملہ کو دیکھیں تو جو موجودہ تناسب سامنے آیا ہے۔ اس ایوارڈ کے تحت پنجاب کو ٹوٹل available پانی 48.09 فیصد دیا گیا ہے۔ یہ جناب سپیکر! اعداد و شمار کی بات ہے جسے جھٹلایا نہیں جاسکتا اور یہ ایڈہاک فیصلوں سے 02.1 کم ہے اور جو افضل اکبر کی سفارشات تھیں ان سے 1.09 کم ہے اور جو جسٹس حلیم کی سفارشات

تھیں ان سے 4.01 کم ہے۔ اب جناب available پانی کا مسئلہ ملاحظہ فرمائیں ہوا دراصل یہ ہے کہ اب تک جو ٹوٹل available پانی تھا وہ assess کیا جاتا رہا۔ ایک سو چار پوائنٹ 24(104.24) اور کبھی 105 این۔ اے۔ ایف۔ اب جناب! جب انہوں نے یہ معاہدہ کرنا تھا تو انہیں راتوں رات خواب آگیا کہ پانی 10.35 بڑھ گیا ہے جیسا کہ میں نے اس دن بھی عرض کیا تھا اور بہت سے معزز دوستوں کو اس بات کا بڑا دکھ ہوا کہ جناب یہ تو بازی گری کی بات کی جارہی ہے۔ وہی شعبدہ بازی کہ بجٹ میں ہیر پھیر کیا گیا اور اعداد و شمار کو آگے پیچھے کرکے دکھایا گیا اب یہی کچھ یہاں پر کیا گیا کہ 10.35 پانی بڑھ گیا ہے اب یہ معاملہ اپنی جگہ متنازعہ ہے کہ واقعی بڑھ گیا ہے یا نہیں اور اس کے بڑھ جانے یا نہ بڑھ جانے کے کیا اثرات ہوں گے؟ لیکن جتنا پانی فراہم ہے وہ 104.24 سے یا 105 ہے یا وہ 10.35 بڑھ گیا ہے۔ جناب والا! بات تو یہ ہے کہ جتنا پانی مہیا ہوگا اسی میں سے پنجاب کو پانی ملے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! میں آپ پوچھنا چاہوں گا کہ حکومت نے جو رقم مانگی ہے وہ پانی کی تقسیم پر خرچ ہو گئی؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میں نے یہ بات ان کا پالیسی بیان پڑھ کر ہی سنائی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اصل موضوع کی طرف آئیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! مجھے افسوس ہے کہ وہ 22 ارب اور 8 سو کروڑ روپے کی رقم انہوں نے کس لئے بیان فرمائی ہے۔ یہ اسی پانی کی تقسیم کے بارے میں ہے۔ جو کہ کم ہو گیا ہے۔ جو پہلے مل رہا تھا اس سے بھی کم ہو گیا اور یہ 22 ارب اور 8 سو کروڑ روپیہ مانگ رہے ہیں۔ جناب سپیکر! اعداد و شمار کے حوالے سے یہ بات ثابت ہے کہ جتنا بھی پانی پنجاب کو ملتا تھا اس میں سے 2.1 اب موجودہ ایڈہاک انتظامات میں کم کیا گیا ہے۔ 1.9 جسٹس فضل اکبر کی سفارشات کے حوالے سے کم ہوا اور 4.1 جسٹس حلیم کی رپورٹ کے حوالے سے کم ہوا ہے۔ جب کہ اس حساب سے باقی تینوں صوبوں کا پانی بڑھا ہے ان کا حصہ زیادہ ہو گیا ہے۔ جناب والا! اب میں یہ عرض کروں گا کہ انہوں نے زمینوں کو سیراب کرنے کی جو پالیسی بنائی ہے یہ ان کے پالیسی بیان میں ہے کہ یہ سب کچھ پانی کے معاہدہ کے مطابق کر رہے ہیں۔ یعنی اس کا ذکر انہوں نے خود ہی پالیسی بیان میں کیا ہے اتنی نہریں بنائیں گے اور ان پر اتنا پیسہ خرچ ہوگا۔ فلاں منصوبہ اتنے ارب سے بنائیں گے' کیوں؟ کہ یہ پانی کے معاہدہ کی وجہ سے ہوا ہے۔ میں اس حوالے سے بات کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں وزیر آبپاشی سے پوچھوں گا کہ نہروں کے لئے رقم آپ نے اس بجٹ میں

رکھی ہے یا وہ ایک منصوبہ ہے؟

وزیر آبپاشی و برقی قوت: جناب سپیکر! جو باتیں فاضل رکن فرما رہے ہیں ان کی کٹوتی کی تحریک سے ان کا کوئی دور کا تعلق بھی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ آپ نے جو نہریں بنائی ہیں وہ بھی اس بجٹ میں رقم دی گئی ہے یا وہ ایک منصوبہ ہے؟

وزیر آبپاشی و برقی قوت: یہ تو میں اس وقت وضاحت میں عرض کروں گا کہ جب آپ مجھے موقع دیں گے۔ لیکن اس وقت تو میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ان باتوں کا کٹوتی کی تحریک سے کوئی دور کا تعلق بھی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! کٹوتی کے دائرکار میں رہیئے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ سے اور وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر اس معاہدے کا ان کی پالیسی سے کوئی تعلق نہیں تھا تو پھر انہوں نے یہاں لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے اسے درج کیا ہے۔ کیوں درج کیا ہے؟ جب یہ ذکر کریں تو ٹھیک ہے اگر ہم کریں تو اس کا دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ یہ 22 ارب روپیہ کا انہوں نے جو مژدہ سنایا ہے یہ کیا میں نے سنایا ہے؟ یہ جو آٹھ سو کروڑ روپے تحریر کیا ہے یہ میں نے تحریر کروایا ہے۔ یہ یہاں پہ درج نہ کرتے۔ یہ نہ لکھتے کہ میں دریائی پانی کی تقسیم کے تاریخ کے طویل ترین فیصلے پر ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں نہ لکھتے نہ اس کا ذکر کرتے۔ یہ 18 سو میل لمبی نہریں اور آٹھ سو کروڑ روپے کا ذکر نہ کرتے یہ 22 ارب روپے کا ذکر نہ کرتے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اس کا ذکر لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے یہ بیان دیا ہے کہ ہم آپ کے لئے یہ بھی کریں گے۔ آپ کو ہم اتنے میل لمبی نہریں بنا دیں گے۔ پانی پہنچا دیں گے یہ کر دیں گے وہ کر دیں گے جب یہ دھوکا دہی کا بیان دیں گے تو پھر اس کا تعلق تو بن جائے گا۔ یہ ان سے پوچھنا چاہئے کہ جن لوگوں سے انہوں نے بیان تیار کروایا ہے۔ جن سے انہوں نے بجٹ تیار کروایا ہے اور خود صرف اس پر دستخط کر دیے اور یہاں پر آکر پڑھ دی۔

جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اسی معاہدے کی بنیاد پر ہدیہ تبریک اور مبارکبادیں اور یہ سارا سلسلہ جو انہوں نے بنایا ہے کہ اس ملک کے کاشتکار شادمانیوں سے ہم کنار ہوں گے۔ یہ بھی نہیں لکھا کہ کب ہوں گے لیکن شادمانیوں سے ہم کنار ہوں گے۔ ان کو یہ حق پہنچتا ہے کہ یہ لوگوں کی شادمانیاں کی خبر سنانے کے لئے ☆☆☆ بولیں لیکن ہمیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ لوگوں کو یہ بتائیں

کہ کہ یہ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ بول رہے ہیں۔ ان کے پاس کوئی شادمانی نہیں ہے۔

راجہ خلیق اللہ خان: جناب والا! یہ ☆ کا لفظ غیر پارلیمانی ہے اور یہ انہوں نے چار دفعہ استعمال کیا ہے۔

وزیر امداد باہمی: جناب والا! یہ فرما دیتے کہ یہ درست نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ رانا صاحب کی تجویز معقول ہے۔ آپ اس کو غلط بیانی کہہ لیں یا یہ کہہ لیں کہ یہ درست نہیں ہے۔ یہ ☆ کا لفظ آپ واپس لے لیں اور اس کی بجائے آپ یہ کہہ لیں کہ یہ درست نہیں ہے۔

وزیر امداد باہمی: اس ہاؤس کی روایات کے مطابق فاضل رکن کو ☆ کا لفظ واپس لینا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ان سے کئی بار عرض کر چکا ہوں اور جناب قائد حزب اختلاف سے بھی عرض کی جا چکی ہے کہ آپ ان سے یہ گزارش کریں کہ وہ متعلقہ بات کریں اور صحیح بات کریں ☆ کا لفظ کارروائی سے حذف کیا جائے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! پھر ٹھیک ہے میں ☆ کے لفظ کا "حقائق چھپانے میں تبدیل کر دیتا ہوں"

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ!

رانا ثناء اللہ خان: جب انہیں حقائق کو چھپانے غلط انداز سے پیش کرنے اور غلط انداز سے پیش کر کے لوگوں سے جھوٹی شہرت حاصل کرنے اور اس جھوٹی شہرت کے بدلے میں اپنے اقتدار کو طول دینے کے بہانے تلاش کرنے کا حق ہے تو پھر ہمیں ان کے حقائق کو چھپانے کی کوشش کو بے نقاب کرنے کے لئے اس پر بات کرنے کا حق حاصل ہے۔ بات یہی نہیں ہے کہ ان نیم حکیموں نے اس نیم حکیم کی طرح مسئلے کو حل کرتے کرتے مریض کو ہی مار دیا ہے۔ انہوں نے صرف یہی نہیں کیا کہ صرف پنجاب کو نقصان پہنچایا ہے بلکہ مجموعی طور پر ان کی اس کاوش سے پورے ملک کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔ انہوں نے جو یہ لکھا ہے کہ میں اس معزز ایوان اور اس کی وساطت سے اہل پنجاب بلکہ پورے پاکستان کو "تو بات یہ ہے کہ مختصر الفاظ میں یہ گزارش کروں گا کہ اس سے پورے پاکستان کو بھی کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ اب صوبہ سندھ کے لئے انہوں نے جو پانی بڑھایا ہے اگر اس سے صوبہ سندھ کو فائدہ پہنچے تو ٹھیک ہے اور پنجاب کا کسان اس بات کو ان معنوں میں لے لے یا پنجاب کے

لوگ اس کو ان معنوں میں لے لیں کہ چلو ٹھیک ہے۔ وہ بھی ہمارے بھائی ہیں۔ ان کو فائدہ پہنچتا ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ وہاں پر تو پہلے ہی پوزیشن یہ ہے کہ پانی زمین میں اوپر کی طرف آرہا ہے اور انہوں نے right اور left out fall drainage کا جو طریقہ بنایا ہوا ہے۔ جب تک وہ منصوبہ مکمل نہیں ہوگا وہ فالتو پانی کو استعمال نہیں لاسکتے۔ اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ اور یہ جو سندھ کا master drainage plan ہے۔ اس کے لئے بھی تقریباً 30 ارب روپے درکار ہوں گے۔ اب انہوں نے پنجاب کے لوگوں کو حقائق کو چھپاتے ہوئے خوشخبری سنانے کی کوشش کی ہے۔ 30 ارب روپیہ ہی سندھ والوں کو درکار ہے۔ اب بلوچستان کی بات لے لیں یہ ٹھیک ہے کہ بلوچستان کو اس کے حصے سے جو زیادہ پانی ملا ہے اس سے تقریباً چار لاکھ ایکڑ اراضی مزید سیراب ہو سکتی ہے لیکن وہاں پر جو lifting irrigation ہے اس کے بغیر یہ بات نہیں بن سکتی اور lifting irrigation کا جو فارمولا ہے اس کے لئے اس سے بھی زیادہ رقم درکار ہے۔ جناب والا! اب انہوں نے مبارک بادی ریکارڈ بنایا ہے جس سے یہ مبارک بادیاں لئے جا رہے ہیں اور بھیجے جا رہے ہیں نہ یہ نیچے کسی کو بتاتے ہیں کہ اس میں ہے کیا اور نہ ہی اوپر کسی کو بتاتے ہیں اور نہ ہی کسی کو پتہ ہے تو اس سے پنجاب کو تو یہ نقصان ہوا کہ اس کا پانی کم ہوگیا سندھ کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔ کہ جب تک 30 ارب روپیہ ان کے پاس نہ ہو وہ left and out fall drainage کا جو منصوبہ ہے اس کو مکمل نہ کریں اور عوام کو کوئی فائدہ ہو۔ بلوچستان میں جو lifting irrigation کا مسئلہ ہے وہ بھی جب تک اتنے پیسے نہ ہوں حل نہ ہو۔ ان کے بقول اگر ان ہی کی بات کو تسلیم کر لیا جائے کہ جناب ہم یہ نہریں کھودیں گے اور ان نہروں کے کھودنے سے پنجاب کو فائدہ پہنچے گا۔اب وہ 30 ارب روپیہ کہاں سے آئے گا؟ نہ تو نو من تیل ہوگا نہ ہی رادھا ناچے گی۔ اب جناب! یہ ایک کھرب روپیہ کے قریب رقم بنتی ہے جنہوں نے اوپر بیٹھ کر اور انہیں بلا کر وزیر خزانہ صاحب بھی تشریف لے گئے قائد ایوان صاحب بھی تشریف لے گئے۔ اور انہوں نے انہیں وہاں پر بٹھا کر ایک ریکارڈ بنا دیا ان سے دستخط کروالئے جناب ان کو تو اس معاملے کا کوئی پتہ نہیں تھا جناب ایسے آدمی کو جس کو یہی نہ پتہ ہو کہ ایک سیمینار میں اور ایک سیاسی جلسہ میں کیا فرق ہے تو اس سے اس ریکارڈ کی سیاسی پیچیدگیوں کا کیسے پتہ چل سکتا ہے۔ جناب ان کو وہاں پر لے جا کر ان سے دستخط وغیرہ کروالئے تو اب یہ ایک کھرب روپیہ جو ہے یہ واقعی اس گورنمنٹ کے پاس ہوگا وہ ان کو دے گی یہ اس کے مطابق اپنے منصوبے مکمل کریں گے۔ پھر جا کر پنجاب کا جو کسان ہے جس کے متعلق محترم وزیر خزانہ نے اپنی ہی تقریر میں فرمایا ہے کہ فاقہ کش لوگ ان پر کھیتی باڑی کرکے شادمانی سے ہم کنار ہوں گے۔ پھر جناب والا! جا کر ان کی شادمانی کا مرحلہ

آئے گا۔ اور وفاقی حکومت پہلے جو انڈسٹرلائزیشن میں پرائیویٹائزیشن کی پالیسی کے تحت یونٹ بیچ بیچ کے اپنا گزارہ کرنے پر مجبور ہے۔ اب اس کا اندازہ جناب والا! آپ خود ہی لگا سکتے ہیں کہ کہاں یہ ذرائع آئیں گے اور کہاں سے یہ ذرائع ان کو ملیں گے اور کس طرح سے یہ لوگوں کی سہولت کے لئے کوئی بندوبست کریں گے؟ اب گزارش یہی ہے کہ ان کے پاس اس پالیسی کے سلسلہ میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جسے یہ واضح کر سکیں۔

چودھری ظفر اللہ چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر جناب ..... جناب والا! معزز رکن وزیر خزانہ سے بھی زیادہ ایوان میں بول چکے ہیں آج کیا سارا دن انہوں نے ہی بولنا ہے' یا کسی اور کی بھی باری آئے گی یا آپ کے پاس کوئی ایسے اختیارات ہیں کہ آپ ان کو چپ کرا سکتے ہیں پنجابی میں کہتے ہیں کہ "پانی وچ مدھانی مارن والی گل اے" تے رانا صاحب پانی وچ مدھانی مار رہے نیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چیمہ صاحب تھوڑا سا اور صبر کر لیں اور تشریف رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! یہ جو اعتراض یا پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا گیا ہے تو اس حوالے سے ایک پوائنٹ آف آرڈر پر میں آپ کی رہنمائی چاہوں گا کہ کیا قائد ایوان' ایوان میں بیٹھ کر اپنا دفتری کام کر سکتے ہیں درخواستوں پہ دستخط کر سکتے ہیں۔ آرڈر کر سکتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب آپ اپنی بات کو جاری رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میں نے آپ سے رولنگ کی استدعا کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا فرمایا آپ نے؟

رانا ثناء اللہ خان: میں نے یہ عرض کی ہے کہ کیا قائد ایوان' ایوان میں بیٹھ کر اپنا دفتری کام کر سکتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کے پاس کیا ثبوت ہے کہ وہ اپنا دفتری کام کر رہے ہیں؟ وہ تو محض کاغذوں پر دستخط کر رہے ہیں' اور کر سکتے ہیں' یہ کوئی غیر قانونی اور خلاف ضابطہ بات نہیں ہے۔ آپ رانا صاحب! بیٹھیں اور تشریف رکھیں۔

وزیر امداد باہمی: قائد ایوان پابند نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بیٹھیں' تشریف رکھیں ـــ جی رانا صاحب .....

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میرے دوست نے یہ فرمایا ہے کہ قائد ایوان سب کچھ کر سکتے ہیں۔ تو میں ان سے پوچھنا چاہوں گا کہ ذرا اس کی تفصیل بتائیں گے کہ وہ کیا کیا کر سکتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنی بات کو جاری رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! اس سے تو ایوان کا تقدس بحال ہوگا' سب کچھ کرنے میں تو بہت کچھ آتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں' اور نیا موضوع نہ چھیڑیں۔

رانا ثناء اللہ خان: شکریہ جناب والا! واقعی یہ لوگ سب کچھ سکتے ہیں اور اگر میں نے یہ کہہ دیا ہے کہ یہ سب کچھ کروا سکتے ہیں تو پھر یہ میرے گلے پڑ جائیں گے۔ تو جناب والا! میں یہی گزارش کر رہا تھا کہ اس کے پاس اس صوبے کو آبپاشی کے لئے پانی مہیا کرنے سے متعلق کوئی واضح پالیسی نہیں ہے۔ اب بار بار میری تقریر میں مداخلت کرکے کہا جا رہا ہے کہ یہ جناب موضوع پر بات نہیں کرتے بات یہ ہے کہ انہوں نے جو پالیسی پیش کی ہے میں نے اس پالیسی کی مخالفت میں بات کرنا تھی' میرا یہی استدلال ہے کہ ان کے پاس قطعی طور پر کوئی پروگرام نہیں ہے' کوئی پالیسی نہیں ہے اور صرف ان کے پاس بہانے ہیں افسانے ہیں جھوٹے دعوے ہیں کہ اتنے میل لمبی نہر بنائیں گے 800 کروڑ روپیہ لائیں گے اس کے لئے رابطہ کئے ہوئے ہیں۔ 22 ارب روپیہ لگائیں گے اس کے لئے گفت و شنید کر رہے ہیں۔ جناب والا! یہ ان کے لئے بہتر ہوگا کہ انہیں رابطے کے لئے فارغ کر دیا جائے' اور انہیں گفت و شنید کے لئے چھوڑ دیا جائے۔ تاکہ جی بھر کے گفت و شنید کر لیں' اور یہ معاملہ اس طرح سے طے ہو سکتا ہے کہ میری یہ جو کٹ موشن ہے اس ہاؤس میں جب پیش کیا جائے تو جو معزز ممبران یہاں پر بیٹھے ہیں اور اس کو منظور کر لیں تاکہ یہ لوگ جنہیں نہ تو پالیسی بنانے کا پتہ ہے نہ انہیں ایریگیشن کی management کا پتہ ہے فارغ ہوں اور اس ملک کے کسان پر جن کی اس ملک میں آبادی 70 فیصد سے زیادہ ہے اس کے فیصلوں کو کرنے کے لئے یہ جو ان کے اوپر مسلط ہیں ان سے ان کو چھٹکارا حاصل ہو جائے اور اس ملک کے جو کسان ہیں ان کی جو قسمت ہے اس کا فیصلہ ان کے حقیقی نمائندے کریں جناب والا! آپ میری اس بات سے اتفاق کریں گے کہ جس آدمی کو یہ پتہ ہی نہیں ہے کہ پانی کی اہمیت کیا ہے جو زمیندار کا معاملہ ہے اس میں پانی کی کتنی اہمیت ہے جس نے کبھی پانی لگایا نہیں ہے جس نے کبھی پانی لگتے نہیں دیکھا جس نے کبھی کسی زمیندار کی صورتحال نہیں دیکھی اسے اس معاملے کا کیا پتہ ہو سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ ان لوگوں کا اس پس منظر سے کوئی واسطہ

ہی نہیں تھا۔ محترم وزیر خزانہ صاحب تو گدی نشین ہیں ان کا تو وہاں پر ماشاء اللہ کام ٹھیک ٹھاک چلتا ہے۔ انہیں کبھی کسی کسان کے پاس جانے یا کبھی پانی لگانے یا کسی کو پانی لگاتا دیکھنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے۔ قائد ایوان صاحب کا بھی مسئلہ دوسرا ہے انہیں بھی اس معاملے میں کوئی علم نہیں ہے ورنہ کوئی بھی آدمی جس کا دیہاتی پس منظر ہوتا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف : (خواجہ محمد اصغر کوریجہ): جناب سپیکر! فاضل رکن نے ہمارے قائد ایوان کے متعلق یہ الفاظ استعمال کئے ہیں کہ انہیں کسی چیز کا علم نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب ہم حزب اختلاف کے لیڈر کی تقریر بڑی عزت اور احترام کے ساتھ سنتے ہیں اور ہمارے کسی ممبر نے ان پر کبھی اعتراض نہیں کیا قائد ایوان موجود ہیں اور اور ایسے الفاظ نازیبا ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ فاضل رکن اپنے الفاظ واپس لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں معزز ممبر سے یہ درخواست کروں گا کہ قائد حزب اقتدار اور قائد حزب اختلاف دونوں ہستیاں قابل احترام ہیں اور ممبران کا تعلق خواہ اپوزیشن سے ہو یا حکومتی پارٹی سے پارلیمانی پریکٹس میں وہ ان دونوں ہستیوں کا احترام کرتے ہیں۔ میں معزز رکن سے درخواست کروں گا جب وہ اپنی تقریر میں قائد حزب اقتدار کا نام لیں تو ان کے احترام اور وقار کو ضرور مدنظر رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر! میں آپ کی رہ نمائی چاہوں گا کہ میرے کن الفاظ پر اعتراض کیا گیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے عرض کر دیا ہے کہ آپ اپنی بات کو جاری رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر! میں نے تو کوئی ایسی بات نہیں کی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایک دیہاتی کو دیہاتی اور ایک شہری کو شہری کہہ دیا جائے تو اس سے تو کسی کے احترام میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اور میں نے اس سے زیادہ بات نہیں کی وہ قائد ایوان ہیں ہم ان کے متعلق ایسی کوئی بات نہیں کرنا چاہتے۔

جناب سپیکر! میں یہی گزارش کر رہا تھا کہ یہی معاملہ ہوا ہے کہ ان لوگوں کو نہیں پتہ تھا کہ اس بات کی کتنی اہمیت ہے اس دیہی زندگی میں یا اس زراعت کے شعبے میں ایریگیشن کے معاملے میں جس مسئلے کو انہوں نے نیم حکیم کی طرح فوری طور پر حل کیا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ معاملہ بالکل نیم حکیمانہ انداز سے یوں حل نہ کیا جاتا۔ انہیں گزارشات کے ساتھ میری ایوان سے پھر یہ پر زور اپیل ہے کہ اس پس منظر میں اور ان کی مبارکبادی accord کے متعلق اس تجزیے کی بنیاد پر اور

انہوں نے جو ایریگیشن کی پالیسی مرتب کی ہے اس کے اس اپریشن کے بعد انہیں چاہئے کہ میری اس تحریک کو قبول کریں تاکہ انہیں پالیسی تشکیل دینے کے سارے معاملے سے ہٹایا جاسکے۔ بہت مہربانی۔ جناب سپیکر شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب وزیر آبپاشی صاحب۔

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! میں اس کٹ موشن کی مخالفت کرنے سے پہلے.....

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بھی بات کریں گے؟..... آپ تشریف رکھیں۔

وزیر آبپاشی: آپ مجھے فلور تو دے چکے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر وہ بات کرنا چاہتے ہیں تو یہ ان کا حق بنتا ہے۔ آپ کے علاوہ کوئی اور صاحب اس پر بات کرنا چاہیں گے؟

جناب غلام سرور خان: جن صاحبان نے کٹ موشنز پیش کی ہیں وہ سب بات کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں عرض کر رہا ہوں کہ جس وقت آپ کا نام پکارا جاتا ہے تو اس وقت انکار کر دیتے ہیں.....

جناب غلام سرور خان: میرا نام تو پکارا ہی نہیں گیا۔ میرا نام تو آخر پر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو پھر جس وقت آپ کی باری آئے گی میں اس وقت آپ کا نام پکاروں گا۔ رانا اکرام ربانی صاحب' تقریر نہیں کرنا چاہتے۔ سید چراغ اکبر شاہ صاحب جناب علی حسن رضا قاضی صاحب وہ بھی بات نہیں کرنا چاہتے جناب ملک اقبال احمد لنگڑیال صاحب وہ بھی بات نہیں کرنا چاہتے۔ جناب خانزادہ محمد ضرغام خان خاکوانی صاحب' وہ بھی تشریف نہیں رکھتے جناب غلام سرور خان صاحب آپ فرمائیے۔

جناب غلام سرور خان: جناب سپیکر! آپ کی مہربانی مجھ سے پہلے فاضل دوست واٹر accord پر اور حکومت پنجاب کی اریگیشن پالیسی پر بڑی تفصیل کے ساتھ بات کر چکے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت ایوان میں کافی بوریت محسوس کی جا رہی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) میرے بہت سے دوست اشارہ کر رہے تھے کہ رانا صاحب اپنی تقریر مختصر کریں یا ختم کریں ہم جلدی گھروں کو جانا چاہتے ہیں۔ میں اپنے دوستوں کی خواہشات کا احترام کرتے ہوئے زیادہ وقت نہیں لوں گا میں بالکل حقائق پر بات

کروں گا۔

جناب سپیکر! ڈیمانڈ نمبر 9 جس پر کٹ موشن دی گئی ہے اور جو زیر بحث ہے اس میں انہوں نے 2 ارب 75 کروڑ 45 لاکھ کی رقم مانگی ہے۔ جناب سپیکر! میں نے تفصیل کے ساتھ یہ ڈیمانڈ پڑھی ہے۔ یہ پنجاب اسمبلی کا چھٹا بجٹ ہے اور اکتوبر 1990ء کی پنجاب اسمبلی کا پہلا بجٹ ہے اور بہت نئی مثالی بجٹ ہے جو جناب وزیر خزانہ نے پیش کیا ہے۔ اس میں ایک نئی اصطلاح متعارف کروائی گئی ہے۔ یہ اصطلاح کیا ہے special compansatary allowance کسی قسم کا compensation جناب وزیر خزانہ محکمہ آبپاشی میں کرنا چاہتے ہیں؟ الاؤنسز کی تفصیل تو میرے خیال میں موجود ہے۔ ٹی اے' ڈی اے' دیا جا سکتا ہے ٹریولنگ الاؤنس دیا جا سکتا ہے ڈریس الاؤنس دیا جا سکتا ہے واشنگ الاؤنس دیا جاسکتا ہے مہنگائی الاؤنس دیا جا سکتا ہے ہاؤس رینٹ الاؤنس دیا جا سکتا ہے ریگولر الاؤنسز دیئے جا سکتے ہیں اور اس کے علاوہ کچھ مزید الاؤنسز بھی دیئے جا سکتے ہیں یہ ذکر کیا گیا ہے میں یہ سمجھنا چاہوں گا کہ جو نئی اصطلاح ہے یہ کن لوگوں کو مفاد پہنچانے کے لئے متعارف کروائی گئی ہے۔ یہ الاؤنسز کن لوگوں کو جاری کئے جائیں گے ان الاؤنسز میں ایک ضخیم رقم رکھی گئی ہے۔ جناب سپیکر! میں نے تفصیل کے ساتھ مطالعہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ میں انہیں صفحہ نمبر پڑھ کر سنا دیتا ہوں صفحہ 101 پر 15 لاکھ 60 ہزار 40 روپے صفحہ 107 پر 6 لاکھ 82 ہزار 490 روپے صفحہ نمبر 118 پر 2 کروڑ 90 لاکھ 47 ہزار 680 روپے یہ کتنی ضخیم رقم ہے۔ اسی طرح صفحہ نمبر 125 پر' 129 پر 133' 136 پر اور جو میں نے اس رقم کو جمع کیا ہے تو تقریباً سات کروڑ روپے بنتے ہیں کم از کم الاؤنسز کی تفصیل ہونی چاہئے تھی۔ جس طرح کنوینس الاؤنسز کی تفاصیل دی گئی ہیں جس طرح ہاؤس رینٹ الاؤنس کی تفاصیل دی گئی ہیں جس طرح مہنگائی الاؤنسز کی تفصیلات دی گئی ہیں ان الاؤنسز کی قطعاً" کوئی تفصیل نہیں دی گئی میں سمجھتا ہوں کہ یہ پیسہ محکمہ آبپاشی کی شاہ خرچیوں پر صرف ہوگا محکمہ آبپاشی کی عیاشیوں پر خرچ ہوگا۔

جناب سپیکر! اسی طرح صفحہ 96 پر dams کی maintenance اور renovation کے لئے! ایک کروڑ 14 لاکھ 7 ہزار 880 روپے رکھے گئے ہیں بدقسمتی سے میرا تعلق بارانی علاقے سے ہے اور بد قسمتی سے میں بھی پنجاب کا ایک معمولی کاشتکار ہوں میرا تعلق بھی زمینداری سے ہے۔ جناب سپیکر! جتنے dams پنڈی ڈویژن میں بنائے گئے ہیں میں نے وہ تمام اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں میں نے خود موقع پر معائنہ کیا ہے۔ جو ڈیم قابل مرمت بھی ہیں پچھلے سال بھی اتنی رقم dams کی مرمت کے لئے رکھی گئی تھی۔ میں ضمنی بجٹ پر اپنی کٹ موشن پر بھی تقریر کے موقع پر تفصیل سے dams کے بارے میں بات کر چکا ہوں۔ جناب سپیکر! تحصیل فتح جنگ ضلع اٹک میں شاہ پور dams بنایا گیا ہے۔ یہ

dams تقریباً پچیس کروڑ کی لاگت سے تیار ہوا ہے اور تیار ہونے سے پہلے ہی ڈیم میں seepage شروع ہو گئی ہے۔ جناب سپیکر! جتنی canals جتنی channel irrgation system کے لئے دی گئی ہیں وہ پانی دینے سے پہلے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئی ہیں۔ وہاں کا زمیندار پانی کی بوند بوند کے لئے ترس رہا ہے وہاں کا زمیندار اس انتظار میں ہے کہ dams تو ہمارے خون پسینے کی کمائی سے بنا دیئے گئے ہیں ہمیں پانی کب دیا جائے گا تاکہ ہم اپنی زمینوں کو سیراب کر سکیں۔

جناب سپیکر! اڑھائی سال کا ایک بڑا لمبا عرصہ گزرنے کے باوجود پانی نہیں ملا اخباروں میں کئی دفعہ ہمارے پریس کے دوستوں نے اس چیز کو ہائی لائٹ کرنے کی بھی کوشش کی لیکن ار یگیشن ڈیپارٹمنٹ کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگی۔ جناب، سپیکر! میں جناب ار یگیشن منسٹر سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ وہ موقع پر تشریف لے جائیں اور اپنی آنکھوں سے دیکھیں کہ dams تو بن گیا ہے لیکن نہریں جتنی بھی ہیں وہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکی ہیں ڈیم میں seepage ہو رہی ہے پانی leak ہو رہا ہے اور پچھلے اڑھائی سال سے اس کی کوئی مرمت نہیں ہوئی۔ اس طرح پنڈی ڈویژن میں جتنے dams بنائے گئے ہیں۔ تنازع ڈیم - ڈنگو ڈیم۔ رتی کسی ڈیم۔ کنجور ڈیم ان تمام dams کی حالت زار یہی ہے خان پور ڈیم کے بارے میں تو میں پہلے ہی بات کر چکا ہوں۔ اس قوم کا اربوں روپے کا قیمتی سرمایہ اس کی نذر کیا گیا۔ اور پیسہ تو لوگوں کی فلاح و بہبود پر خرچ ہونا تھا۔ اس علاقہ کی تعمیر و ترقی پر خرچ ہونا تھا۔ لیکن جناب سپیکر! مجھے نہایت ہی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ 25 ہزار ایکڑ زمین جو کہ اس سے پہلے دریا ہرو کے پانی کھا سسٹم کے ذریعے وہاں کے زمیندار اپنی مدد آپ کے تحت جو آباد کرتے تھے۔ موجودہ حکومت کی نااہلی کی وجہ سے قوم کا اربوں روپے کا سرمایہ متعلقہ محکمے نے ہڑپ کرلیا مجھے نہایت افسوس کے ساتھ یہ بات کہنی پڑتی ہے کہ وہ 25 ہزار ایکڑ رقبہ کوئی معمولی رقبہ نہیں ہے۔ یہ تو صرف وعدوں کی بات کرتے ہیں نعروں کی بات کرتے ہیں' قوم کو دلاسا دینے کی بات کرتے ہیں۔ اربوں روپے مختص ہو جاتے ہیں جس پر آئندہ گفت و شنید کی جائے گی وہ پیسے آئیں گے تو نئی نہریں بنیں گی۔ اس سے پہلے وہ اربوں روپے خرچ کر چکے ہیں اور اربوں روپے خرچ کرنے کے باوجود پنڈی اور اٹک ضلع کا 25 ہزار ایکڑ رقبہ موجودہ حکومت اور خاص کر اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کی نااہلی کی وجہ سے بنجر ہو چکا ہے۔ وہاں کے لوگ آج پینے کے پانی کی بوند بوند کے لئے ترس رہے ہیں۔ جناب سپیکر! میں خود اس سلسلہ میں اس اسمبلی میں اس معزز ایوان میں تحریک التوا کی صورت میں تحریک استحقاق کی صورت میں عرض کر چکا ہوں اور میں چیف انجینئر ار یگیشن کو بھی موقع پر لیکر گیا ہوں۔ سیکرٹری ار یگیشن کو بھی موقع پر لیکر گیا ہوں اور آج تک اس بات کا کوئی حل تلاش نہ کیا

جاسکا۔

جناب سپیکر! پچھلے دور میں جس وقت کی کہ مرکز میں پیپلز پارٹی کی حکومت تھی اس وقت بھی میں نے کوشش کی۔ واپڈا اتھارٹیز اور ار یگیشن ڈیپارٹمنٹ نے مشترکہ سروے کیا مشترکہ سروے کرنے کے بعد جو تخمینہ بنا وہ کروڑوں میں نہیں تھا بلکہ لاکھوں میں تھا۔ چند لاکھوں سے اس علاقے کے لوگوں کے مقدر پھر جاگ سکتے ہیں اگر یہ حکومت ان لوگوں کے مقدر جگانے کے حق میں ہو جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرونگا کہ بجٹ تقریر میں تو مجھے موقع نہیں دیا گیا کہ میں بات کر سکتا جناب سپیکر! مجھے تو دکھ ہوتا ہے کہ میں نے جب یہ ڈیمانڈ پڑھی ہیں کہ dams کی مرمت کے لئے بھی کروڑوں روپے رکھے گئے ہیں۔ انہار کی مرمت کے لئے بھی کروڑوں روپے رکھے گئے ہیں۔ اور ٹیوب ویلوں کی مرمت کے لئے بھی کروڑوں روپے رکھے گئے ہیں۔ لیکن جناب سپیکر! میں حلقہ پی پی 5 میں جو ٹیوب ویل گورنمنٹ پنجاب نے لگائے ہیں یا ایک lift irrigation scheme جو کہ تھانہ حسن ابدال ضلع اٹک میں موجود ہے۔ گزشتہ تین سال سے بند پڑے ہوئے ہیں یہ کس irrigation scheme lift کی بات کرتے ہیں؟ کونسے ٹیوب ویلوں کی مرمت کی بات کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! اسی طرح صفحہ 98 پر Grant in aid Punjab Engineering Academy Lahore. کے لئے 36 لاکھ 79 ہزار 2 سو اسی روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ جناب سپیکر! میں یہاں اپنے فاضل دوست سے یہ بات سمجھنی چاہوں گا میں ان سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ ایڈیا یہ گرانٹ کیوں دی جا رہی ہے جب کہ پنجاب کا زمیندار پانی کی ایک ایک بوند کے لئے ترس رہا ہے۔ پنجاب کا زمیندار کہتا ہے ہماری نہروں کے آخری سرے پر پانی نہیں پہنچتا اور اتنی فراخدلی کا ثبوت دیا جا رہا ہے۔ ایڈز دی جا رہی ہیں۔ اکیڈمیوں کو ایڈ دی جا رہی ہیں۔ جناب سپیکر! میں یہاں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کونسی مجاز اتھارٹی ہے کم از کم بجٹ میں یہ تفصیل آنی چاہیے کہ فلاں مجاز پارٹی نے فلاں ہدایت کے ذریعے فلاں مسئلہ کے لئے فلاں ڈیمانڈ پر یہ گرانٹ یا ایڈ دی ہے۔ پھر جناب سپیکر! ایک اور نئی بات جو میں نہیں سمجھ سکا جسے میں نے اپنے بہت سے فاضل دوستوں سے سمجھنے کی کوشش کی ہے یہ ہے کہ یہ suspense مد کونسی ہے۔ جناب سپیکر! suspense کی مد میں چھ کروڑ روپے کی ایک رقم رکھی گئی ہے۔ 19 کروڑ روپے کی ایک رقم رکھی گئی ہے۔ میں اپنے محترم دوست ار یگیشن منسٹر سے یہ بھی سمجھنا چاہوں گا کہ اور جو میں سمجھ سکا ہوں کہ یہ پیسے ان کے محکمے کی شاہ خرچیوں پر خرچ ہوں گے۔ ان کی عیاشیوں پر خرچ ہونگے - جناب سپیکر! اس طرح Lumpsum provision for emergency ہے۔ جناب یہ suspense کیا ہے۔ ایمرجنسی کیا ہے۔

یہ ناگہانی آفات کیا ہے۔ اس کے لئے بھی دس کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ کس ایمرجنسی کے لئے کونسی ایمرجنسی کے لئے پنجاب حکومت نے یہ بجٹ بنایا اور اگر اتنی موٹی کتابیں ہمیں دی گئی ہیں۔ تو ان کتابوں میں تفصیل آنی چاہیئے۔ اسی طرح پھر Maintenance and repairs کے لئے رقم رکھی گئی ہے۔ کس کی maintenance کے لئے کس کی repair کے لئے۔

جناب سپیکر! صفحہ 121 پر 9 کروڑ 34 لاکھ 11 ہزار 7 سو چالیس روپے رکھے گئے ہیں میں یہ بھی سمجھنا چاہوں گا جناب ار یگیشن منسٹر سے کہ اتنی بھاری رقومات جس کی کوئی تفصیل نہیں۔ ایمرجنسی کے لئے 20 کروڑ مرمت کے لئے پچاس کروڑ جناب سپیکر! پھر ٹیوب ویلوں کی مرمت کے لئے Lumpsum Provision رکھی گئی ہے۔ ان کی Maintenance کے لئے پھر 20 کروڑ 18 لاکھ صفحہ 152 پر رکھے گئے ہیں پھر Lumpsum electricity for tubewell ہے ٹھیک ہے میں یہ مانتا ہوں کہ بجلی کے بل ہو سکتے ہیں لیکن پھر repair and electricity charges کے لئے 46 کروڑ روپے کیوں رکھے گئے ہیں۔ جہاں تک جناب سپیکر! میں کسی نتیجہ پر پہنچا ہوں وہ تو یہ کہ قوم کا قیمتی سرمایہ ضائع کرنے کا ایک طریقہ ہے۔ جناب سپیکر! میں پہلے جس طرح گزارش کر چکا ہوں کہ میرا تعلق پنجاب کی بارانی علاقہ سے ہے۔ اور میں اس سے پہلے dams کے بارے میں بات کر چکا ہوں جناب سپیکر! مجھے سمجھ نہیں آتی کہ جو بھی پالیسیاں بنتی ہیں۔ جو بھی تحقیق ہوتی ہے کسی علاقہ کے فلاح و بہبود کے لئے۔ کسی علاقہ کی تعمیر و ترقی کے لئے تو یہ پالیسیاں کون لوگ بناتے ہیں؟ اگر پالیسیاں بن جاتی ہیں تو ان کی تکمیل کروانے والی ایجنسی کونسی ہے؟

جناب سپیکر! میرے بارانی ڈویژن میں 1968ء میں جس وقت ایوب خان کی حکومت تھی واپڈا ڈیپارٹمنٹ نے بارانی علاقے کے لئے ایک کافی تفصیلی ٹرائل بورز کا ایک سلسلہ شروع کیا تھا۔ میرے علاقہ میں دریا سواں کے دونوں کناروں پر دریا ہرو کے دونوں کناروں پر بے شمار ٹیوب ویلز جن کا واپڈا ڈیپارٹمنٹ نے تمام strata ار یگیشن ڈیپارٹمنٹ کو منتقل کر دیا۔ کہ فلاں فلاں نمبر ٹیوب ویلز جو کہ فلاں فلاں نمبر ٹیوب ویل جو کہ فلاں فلاں علاقہ فلاں فلاں تحصیل۔ فلاں فلاں ضلع میں واقع ہیں وہاں پانی کا strata یہ ہے۔ اس علاقہ کو آباد کرنے کے لئے اس علاقہ کے لوگوں کو پینے کا پانی دینے کے لئے اس علاقہ کی زراعت کو ترقی دینے کے لئے ان ٹیوب ویلز سے فائدہ لیا جائے۔ ان پر ٹیوب ویل لگائے جائیں۔

جناب سپیکر! میں اس سے پہلے بھی متعلقہ محکمہ کے نوٹس میں یہ بات لا چکا ہوں کہ کم از کم ڈیڑھ سو ٹیوب ویل 1968ء سے اب تک موجود ہیں اس وقت ان ٹیوب ویلوں پر کروڑوں روپے خرچ

ہوئے تھے جناب سپیکر! آج تک اس علاقے کے لوگ موجودہ حکومت کی نہری سکیم کی وجہ سے مستفید نہ ہو سکے تو جناب سپیکر! آج تک اس علاقے کے لوگ موجودہ حکومت کی نہری سکیم کی وجہ سے مستفید نہ ہوسکے تو جناب والا! میری اس بارے میں یہ تجویز ہو گی کہ بارانی علاقوں میں جہاں پہلے سروے ہو چکے ہیں اور متعلقہ محکمہ اپنی سروے رپورٹس محکمہ آبپاشی کو دے چکے ہیں ان علاقوں کے لوگوں کی بہتری کے لئے یہ سال ڈیم سکیم منسوخ کی جائے۔ جناب سپیکر! مجھے افسوس ہوتا ہے کہ میں نے اپنے علاقے میں بنے ہوئے ڈیم کی لاگت اپنے ایک سوال کے ذریعے پوچھی تھی ہر ڈیم کی لاگت کروڑوں روپے تھی ساتھ ہی میں نے ان ڈیمز سے جو زمینیں سیراب ہو رہی ہیں ان کی بھی تفصیل پوچھی تھی جو صرف چند کنالوں پر مشتمل تھی ہمارے علاقے میں جتنے بھی dams بنائے گئے ہیں وہ مطلوبہ مقاصد مہیا کرنے میں ناکام ہوچکے ہیں میری اس سلسلے میں گزارش یہی ہے کہ بارانی علاقے کی ترقی کے لئے جو سال ڈیمز سکیم رکھی گئی ہے میری پنجاب کے Policy makers سے یہی درخواست ہے کہ اس سکیم کو منسوخ کیا جائے اور جو اس سے پہلے اس علاقے کی ترقی کے لئے محکمہ آباد نے mini dams scheme شروع کی تھی اور اس وقت کی حکومت اس منی ڈیم سکیم پر 75 فیصد subsidy دیتی تھی اس سکیم کو بحال کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حکومت غیر زراعت پیشہ لوگوں پر مشتمل ہے۔ موجودہ حکومت کا زمیندار طبقے کی فلاح و بہبود کے ساتھ قطعاً" کوئی تعلق نہ ہے یہ لوگ ایک استیصالی طبقے سے تعلق رکھتے ہیں جناب سپیکر! موجودہ حکومت بھی اس صوبہ پنجاب کے زراعت پیشہ لوگوں کا استحصال کر رہی ہے انہوں نے subsidy 75 فیصد سے کم کرکے پہلے 50 فیصد کی اور جناب سپیکر ہو حکومت 1988ء کے بعد آئی جب کہ یہ کہا جاتا ہے کہ یہ حکومت عوام کی امنگوں کی ترجمانی کرے گی اور عوام کی خواہشات کی ترجمانی کرے گی۔ جناب والا! گزشتہ حکومتیں 75 فیصد subsidy دیتی رہیں مگر انہوں نے آکر پہلے پچاس فیصد subsidy دینے کی بات کی اور بعد میں انہوں نے وہ تمام کی تمام subsidy واپس لے لی جس کی وجہ سے وہ سکیم اپنی افادیت کھو چکی ہے۔ تو جناب والا! میری اس سلسلے میں یہی گزارش ہوگی کہ small dams scheme منسوخ کی جائے اور اس علاقے کے زمینداروں کی حوصلہ افزائی کے لئے mini dams کی سکیم شروع کی جائے اور 1968ء میں جو واپڈا نے سروے کیا تھا اور جس کی تفاصیل محکمہ آبپاشی کے پاس موجود ہے ان تفاصیل کے مطابق ان علاقوں میں ٹیوب ویل لگائے جائیں تاکہ لوگوں کو پینے کا پانی مہیا ہوسکے اور ساتھ ہی ساتھ کاشتکاری کے لئے بھی انہیں پانی مہیا ہو سکے۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے یہ موقع بجٹ کٹ موشنز کے ذریعے جو اعتراضات کئے گئے ہیں میں ان کا جواب دے سکوں۔ میں حزب اختلاف کے پہلے مقرر کی تقریر میں اعتراضات کے بارے میں کچھ عرض کرتا لیکن اب یہ بے سود ہے کیونکہ ان کے اپنے ہی رفیق بوریت کا ذکر کر چکے ہیں لہٰذا میرا ان کے لئے بوریت کا لفظ استعمال کرنا مناسب نہ ہوگا بس اتنا ضرور کہوں گا کہ بوریت کی حد یہ تھی کہ قائد حزب اختلاف اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ آخری نشست پر بیٹھ کر گپ شپ کر رہے ہیں۔ تو اسے بوریت کے علاوہ اور کچھ نہیں کہا جاسکتا۔

رانا اکرام ربانی: جناب والا! فاضل وزیر اس بات کو دوسرے انداز میں لے گئے ہیں۔

وزیر آبپاشی: جناب والا! چونکہ فاضل ممبر نے بوریت کا لفظ استعمال کیا تھا لہٰذا میں نے بوریت کا لفظ دھرایا ہے میں نے اس کی تفصیل نہیں بتائی۔

رانا اکرام ربانی: نکتہ وضاحت جناب والا! مجھے افسوس ہے میں وزیر آبپاشی کے سمجھ پر تو شک نہیں کر سکتا مگر جناب والا! میں انہیں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میرے پیچھے بیٹھنے کا جو مقصد انہوں نے سمجھا ہے کہ وہ ہرگز نہیں ہے۔

وزیر آبپاشی: جناب والا! میں نے جو آنکھوں سے دیکھا ہے اس کا ذکر کیا ہے یہ کوئی سنجیدگی کی بات نہیں ہو رہی تھی خانزادہ ضرغام صاحب ان کے ریمارکس پر ہنس بھی رہے تھے تو جناب والا! میں نے تو اس کو دیکھ کر ہی کچھ کہا ہے اگر قائد حزب اختلاف نے اسے محسوس کیا ہے تو میں اپنے الفاظ واپس لے لیتا ہوں۔

جناب سپیکر! یہاں یہ باور کرنے کی کوشش کی گئی کہ فاضل ممبران حزب اختلاف اپنی کٹ موشنز پر جو تقاریر کریں گے تو وہ تیاری کرکے آئیں گے لیکن جناب والا! مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جناب رانا ثناء اللہ صاحب نے اس ایوان کا اتنا وقت لیا جو آپ نے صبر سے برداشت کیا اور ہم سب نے بھی صبر سے برداشت کیا۔ لیکن انہوں نے اپنی کٹ موشن کے بارے میں کچھ نہیں کہا وہ وہی غیر متعلقہ بات کرتے رہے اور انہوں نے انیس سو اور کچھ صدی کا کوئی مسئلہ اٹھایا اور پھر اسے گھسٹتے گھسٹتے راو کمیشن وغیرہ وغیرہ تک لے آئے جس کا موجودہ پالیسی سے قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور اگر وہ موجودہ وزیر خزانہ کی کسی پالیسی کے بارے میں اس کا ذکر کر رہے ہیں تو اس سے تو اس کا کوئی

تعلق نہیں ہے اور ان کمشنز کی رپورٹس کبھی شائع ہی نہیں ہوئیں وہ داخل دفتر کر دی گئیں اور پھر شاید آپ کو یہ بھی پتہ نہیں کہ معاملہ کیا تھا اور اس معاملے میں جج صاحبان کو ایوارڈ دینے کے لئے نامزد کیا گیا تھا میں نے accord کیا چاروں صوبوں کی حکومتوں نے accord کیا ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

یہ تو ایوارڈ کی باتیں کرتے ہیں اس ایوارڈ کو چاروں صوبوں کی حکومتوں میں سے کسی نے بھی تسلیم نہیں کیا بعض صوبوں کی نمائندگی صرف چیف انجینئروں کی سطح پر ہوئی اور بعض کمیشنز میں سیکرٹری ار یگیشن کی طرف سے ہوئی accord میں حکومت کے لیول پر کبھی بھی ان کی نمائندگی نہیں کی گئی ماسوائے اس میں اور چاروں صوبوں کے وزراء اعلیٰ نے بمعہ اپنی اپنی ٹیموں کے وزراء اور ماہرین جس میں سیکرٹری حضرات' چیف انجینئر حضرات موجود تھے انہوں نے ہر پہلو کی چھان بین کرکے اور اپنے اپنے صوبوں کی بہتری سوچ کر اور اپنی اپنی منصوبہ بندی سامنے رکھتے ہوئے اس accord پر دستخط کئے اگر اس سے کسی کو انکار نہ ہو تو اس سے جمہوری طریقہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) یہ چند اعداد و شمار اس ایوان میں پیش کرکے ہیں باور کرانا چاہتے تھے اور اتنے ملین ایکٹر فیٹ کا ذکر رہے تھے۔ چلو جناب! یہ تو میں نے مان لیا ان کو یہ پتہ چل گیا ہوگا کہ اتنے ملین فیٹ کیا ہوتا ہے لیکن ساتھ ساتھ ان کو یہ نہیں پتہ کہ دریاؤں کا پانی ہر سال یکساں نہیں ہوتا کبھی کم ہوتا ہے اور کبھی زیادہ ہوتا ہے (نعرہ ہائے تحسین) یہ تو قدرت کے نظام پر منحصر ہے اور ایک figure پیش کردینے سے وہ ملین ایکٹر فیٹ مقرر نہیں ہو سکتے۔ اور یہ معاہدہ ہے یہ accord ہے award نہیں ہے اور ماہرین اپنے تجربے کے مطابق دس سال کے عرصے کو لیتے ہیں جس میں تین سال wet ہوتے ہیں تین سال medium ہوتے ہیں اور تین سال dry ہوتے ہیں ماہرین نے ان دس سالوں کی اوسط نکال کر اس accord کی بنیاد رکھی ہے اور جناب والا! یہ جو اس accord کے حوالے سے باتیں کر رہے تھے یہ accord دریائے سندھ کے پانی کی تقسیم پر ہوا ہے۔ اس کا پنجاب کے باقی دریاؤں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ share کی بات کر رہے تھے۔ صرف دریائے سندھ کے share کا پنجاب کو 37% سندھ کو 37% سرحد کو 14% اور بلوچستان کو 12% دیا گیا ہے۔ یہ بھولتے ہیں کہ پنجاب کے باقی دریاؤں میں کتنا پانی ہے اور پھر اللہ کی کتنی بڑی نعمت ہے کہ زیر زمین ہمارا پانی میٹھا ہے اور علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی ہے کہ بارش بھی ہمیں اس قدر ملتی ہے ہمارے بارانی علاقے جہاں سے ان کے دوسرے فاضل رکن جنہوں نے تقریر فرمائی' یہ چیزیں بھول رہے ہیں اور پھر یہ اس accord کے حوالے سے ذکر کرتے ہیں اور وزیر خزانہ کی تقریر کا حوالے دیتے ہیں کہ ناقہ کاٹنے والے لوگ

خوش ہو جائیں گے یا شادمان ہو جائیں گے تو میں جناب کی وساطت سے عرض کروں گا کہ فاقہ کاٹنے والے لوگ' ان کی طرف اشارہ کیا گیا تھا.....

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ وضاحت چاہوں گا کہ قائد حزب اختلاف کے سنجیدہ نہ ہونے پر تو انہیں اعتراض ہوا لیکن اپنی یہ حالت ہے کہ وہ اپنے نوٹ کو ہی بھول رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں نوٹ انہوں نے تیار کیا ہوا ہے۔ اب آپ کی بات کا وہ حوالہ دے رہے ہیں۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی: جناب سپیکر! میں کیا نوٹ تیار کرتا۔ کوئی بات ہوتی تو نوٹس تیار کرتا۔

(قہقہے)

جناب سپیکر! میں تو اس تلاش میں ہی رہا کہ کچھ یہ بولیں گے تو میں لکھوں گا اور پھر جواب دوں گا۔ میں تو ان باتوں کا جواب دے رہا ہوں جو کہ _____ اب میں کوئی غیر پارلیمانی الفاظ بھی استعمال نہیں کرنا چاہتا میں اس بات پر رک جاتا ہوں۔ تو جو یہ فاضل رکن صاحب حوالہ دے رہے تھے فاقہ کاٹنے والے لوگوں کا۔ جی وہ وزیر خزانہ نے درست فرمایا۔ وہ کون لوگ ہیں؟ وہ چولستان کے ریگستانوں میں رہنے والے ہیں۔ وہ dajal extension جہاں جاتی ہے وہاں کے ریگستانوں میں رہنے والے ہیں۔ وہ تھل کے ریگستان کی extension کی نہر کے علاقہ کے رہنے والے ہیں اور جہاں کے ہمارے دوسرے فاضل رکن صاحب تقریر فرما رہے تھے جہلم جلالپور اور ان اضلاع میں جہاں پہاڑی اور بارانی علاقے ہیں یہ ان علاقوں کے فاقہ کش لوگ ہیں۔ ان کے لئے انشاء العزیز حکومت پنجاب ایری گیشن ڈیپارٹمنٹ کی پلاننگ ہے جس میں یہ extension of canals work ہو گا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! اگر وہ فاقہ کاٹنے والے لوگ ان نہروں سے مستفید نہیں ہوں گے اور شاد و آباد نہیں ہوں گے تو پھر اور کون ہو گا؟ جہاں ایری گیشن سسٹم ہے وہاں اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے۔ وہاں فاقہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ یہ کبھی 22 ارب کی بات کرتے تھے اور کبھی 800 کروڑ کی بات کرتے تھے۔ اس کا اس کٹ موشن کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ وہ مطالبات ہیں جو حکومت پنجاب نے مرکزی حکومت سے کر رکھے ہیں ان منصوبہ جات کے لئے جو میں نے آپ کے سامنے ابھی عرض کئے

ہیں۔ Greater Thal Extension تھل اور چولستان کا نہری نظام Tajak extension وغیرہ تو یہ وہ منصوبے ہیں جو انشاء اللہ عمل میں آئیں گے اور میری دعا ہے کہ ہمارے فاضل رکن اس وقت اس اسمبلی کے ممبر ہوں جب ہم عملاً" میدان میں انشاء اللہ العزیز ان نہروں کے نظام کے کام کا شروع کرنا ان کو پیش کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

نسبتاً" میں یہ لفظ آپ سے استعمال کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ نسبتاً" بامعنی تقریر کچھ ہمارے فاضل رکن جناب غلام سرور خان صاحب کی تھی کیونکہ ان کو کچھ اس ہاؤس میں بیٹھنے کا سابقہ تجربہ بھی ہے۔ یہ ہمارے پہلے بھی رفیق رہے ہیں۔ انہوں نے Special Copensatory allowance کے بارے میں ایک اعتراض کیا۔ میں جناب کی وساطت سے اس ہاؤس کے سامنے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ 5% ایک مرتبہ اور پھر 10% دوسری مرتبہ مہنگائی کو پیش نظر رکھتے ہوئے سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ کیا گیا تھا۔ ایک طرف تو انہیں کی جماعت چیختی ہے کہ مہنگائی کے لئے کچھ نہیں کیا گیا مہنگائی کے لئے کچھ نہیں کیا گیا اور یہاں جب حکومت یہ قدم اٹھاتی ہے کہ ان سرکاری ملازمت کی تنخواہوں پر انحصار کرتے ہوں ان کو Compensatory allowance دیا جاتا ہے تو آپ کو اس پر اعتراض ہے۔ میں سمجھ نہیں سکتا کہ یہ تنقید برائے تنقید ہے یا وقت کو پورا کرنے والی بات تھی۔ یہ ہمیں سمجھ نہیں آئی۔ تو بہرحال جناب من! انہوں نے مرمت کی باتیں کیں کہ مرمت کی مد میں اتنی رقوم مانگی گئیں اور ٹیوب ویلز کی مد میں اتنی رقوم مانگی گئیں وغیرہ وغیرہ۔ میں اس تفصیل سے مزید سارے ہاؤس کا صبر آزمانا نہیں چاہتا۔ میں یہ عرض کر دوں کہ ہم نے جو محکمہ خزانہ سے مطالبات کئے تھے اس کا تقریباً" ہمیں 43 فیصد ملا اور یہی وجہ ہے کہ ہم اپنے تمام منصوبہ جات کی مرمت نہیں کر سکتے۔ ہم اپنے تمام اخراجات پورے نہیں کر سکتے۔ جناب میں وہ figures avoid کر رہا ہوں اس لئے کہ سارا ہاؤس بہت زیادہ بور ہو چکا ہے اور میں اس میں اضافہ نہیں کرنا چاہتا مثلاً" نہروں کی دیکھ بھال اور مرمت کے لئے ہمیں اپنے مطالبے پر صرف 41ء54% دیا گیا ہے۔ اس طرح دریاؤں کے کٹاؤ وغیرہ کے سلسلے میں جو حفاظتی پشتے باندھنے پڑتے ہیں ـــــــ

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! میں آپ کی تقریر میں مخل ہو رہا ہوں۔ وقت ختم ہونے والا ہے تو کتنی دیر مزید آپ تقریر کرنا چاہتے ہیں؟

وزیر آبپاشی و قوت و برقی: جناب! میں بالکل مختصر کر دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر رانا صاحب کی طرح آپ کا کوئی لمبا پروگرام ہو تو پھر وقت کو بڑھا لیں۔

وزیر آبپاشی و قوت و برقی: نہیں، نہیں، میں بالکل مختصر کر دیتا ہوں۔ میں اس کٹ موشن کی پر زور مخالفت کرتا ہوں۔ اس میں کوئی بنیاد نہیں ہے اور جو اخراجات تفصیلاً" دیئے گئے ہیں وہ بڑے واضح ہیں لہٰذا اس کٹ موشن کو مسترد کیا جائے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"2 ارب 75 کروڑ 43 لاکھ 54 ہزار 5 سو روپے کی کل رقم بسلسلہ مجموعی مطالبہ زر آبپاشی و بحالی اراضی کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔

(تحریک نا منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 2 ارب 75 کروڑ 43 لاکھ 54 ہزار 5 سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1992ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوائے دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد آبپاشی و بحالی اراضی برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور کیا گیا)

جناب ڈپٹی سپیکر: صاحبان آج کا جو وقت تھا وہ ختم ہو رہا ہے اب اجلاس کی کارروائی کل صبح 9:00 بجے تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی اتوار۔ 16- جون 1991ء صبح 9 بجے تک ملتوی کی گئی)